اطمینان رکھو یہ تقریر سن کے مظالم شاہ کا غصہ کسی قدر کم ہوا اٹھ گیا شاہزادہ نے تیز نگ عیار سے اشارہ کیا کہ اسے
شراب کے دو چار جام پلا۔ تیز نگ عیار نے مظالم شاہ سے مخاطب ہو کے کہا اے شہریار یہ بیٹی کا مقدمہ ہی بیٹھا نہیں
رکھیگا ضرور ایک روز کسی سے منعقد کیجیے گا پھر تردد کس بات کا ہے آگاہ ہو جیے کہ ایسا شاہزادہ فرخ طلعت عالی مرتبت کہیں نہ پائیگا
بالفرض زمین و آسمان کے قلابے بھی ملا دیجیے گا ہر طرح مناسب و مصلحت یہ ہے کہ بسم اللہ کر اور اس غنچہ نودمیدہ چمن
زیبائی کو اس گلبن عشاخسار رعنائی کے ساتھ پیوند کر دے اور تو بھی گلہائے باغ اسلام سے ہو اور امن امید کو بھی [illegible]
خارستان ضلالت سے باہر آ۔ مظالم شاہ کو اس بات کے سننے کی تاب کہاں اُسنے بنظر غیظ و غضب تیز نگ کو دیکھا تیز نگ
عیار سمجھ گیا کہ مظالم شاہ برفاستہ خاطر ہو گیا کہا اے بادشاہ اگر میری گذارش آپ کے مزاج کے خلاف ہے تو معاف کیجیے
غلطی ہوئی اب میں کچھ نہ کہونگا انشاءاللہ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ آپ خود اپنی زبان سے اسلام پکارینگے اچھا اب
رقص و سرود سے دل کو محظوظ کیجیے یہ کہا اور طنبورا اٹھا کر سرآہنگی میں مصروف ہوا دور جام شروع ہوا چند گھنٹہ
یہی کیفیت رہی جب تمام اہل محفل کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اور جھومنے لگے شاہزادہ بدیع الملک نے
موقع پا کے چند کلمہ وحدانیت خدا کے ایسے پیرایہ میں بکمال فصاحت و سلاست بیان کیے کہ تمام اہل مجلس عالم وجد میں جھومنے
اور خوش ہوئے مظالم شاہ نے کہا کہ یہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اسکے قبول کرنے میں تو مجھے [illegible]
میرا قبول کرنا ایک شرط سے مشروط ہے اور وہ شرط یہ ہے قریب اس شہر کے ایک درہ [illegible]
[illegible] تمام بدن کے بال اُس شیر کے سفید ہیں لیکن اُس شیر کی دم مرصع بمروارید ہے جو کوئی شخص [illegible]
[illegible] منہ سے اگل دیتا ہے اور اس شیر میں یہ بھی صفت ہے کہ جو کوئی اُس سے دعا مانگتا ہے فوراً اُسکی دعا قبول ہو جاتی
ہے اور مدعا سے دلی بر آتا ہے اُس درہ میں جانا تو چنداں وقت طلب امر نہیں ہے ہر شخص جا سکتا ہے ہاں مشکل یہ ہے کہ جو کوئی
درہ میں جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا۔ اگر تو اُس درہ میں جائے اور اندرون درہ کے حالات دریافت کرے اور مجھ
سے آ کے بیان کر دے تو پھر مجھکو کوئی عذر اسلام قبول کرنے میں نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ہاں میں اس
شرط کے پورا کرنے کو مستعد ہوں ضرور داخل درہ ہونگا اور وہاں کے حالات سے اطلاع دونگا تیز نگ انگشت
بدندان ہوا اور کہا زنہار ایسا خیال بھی دل میں نہ لانا وہ مخوف درہ نہیں ہے بلکہ دروازہ طلسم ہے یہ ناہنجار آپ کو دھوکا
دیتا ہے اور دیدہ و دانستہ بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے مصرع پیش از وقوع واقعہ در فکر خویش باش۔ بدیع الملک نے ہنس
کے کہا اے تیز نگ کبھی وہ شخص دھوکا نہیں اٹھاتا جو راہ راست پر جاتا ہے اگر کسی مہم کے سر ہو جانے سے اسلام میں ترقی
ہوتی ہو تو کس لیے اس مہم کے سر ہونے میں پہلو تہی کی جاوے اے تیز نگ تو خاطر جمع رکھ انشاءاللہ طلسمات میں ضرور اس طلسم کو
توڑونگا اور اس گم گشتہ کو ہر گز راہ ضلالت میں نہ چھوڑونگا یہ کہکر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور لباس و اسلحہ سے تن کو آراستہ
کیا اور رخصت کے مظالم شاہ کے رو برو آیا اور بطریق اسلام سلام کر کے کہا ہاں میں اُس درہ میں جانے کو موجود ہوں
کوئی شخص میرے ہمراہ کر دے تاکہ وہ مجھے اُس درہ کو دکھا دے اور میرے جانے کے بعد مجھکو جو خوشی ہو کرے
[illegible] کہا جو کچھ زبان سے کہی کہوں بدیع الملک نے کہا اگر خلاف اسکے
[illegible] ہونگا [illegible] نے کہا صاف صاف تو یہ بات ہے اور [illegible]
[illegible] اور رخصت سے ملتی ہونگا [illegible]
[illegible] نے کہا ہاں مجھکو بھی منظور ہے اور وہ [illegible]
[illegible] کے داخل درہ ہوا مظالم شاہ واپس [illegible]

اسنے بھی ارادہ کیا کہ درہ مین داخل ہون منظالم شاہ دوڑ کے لپٹ گیا اور کہا اے فرزند اب اس ارادہ سے
تو باز آ کیونکہ اس درہ کے اندر سے ملکہ مہر نوش زندہ واپس نہ آئیگی پھر تو خواہ مخواہ اپنی جان کیون ضایع
کرتا ہے کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہے اس درہ کے اندر جو داخل ہوا پھر وہ واپس نہ آیا اتنے بیچارے خود
سمجھ لے کہ ہم نے گویا اسے مار ڈالا زال نے اپنے باپ کے کہنے کی طرف کچھ اعتنا نہ کی اور بلا تکلف
درہ کے اندر داخل ہو گیا منظالم شاہ بغور و فکر بسیار سمجھا کہ یہ آگ قاران ملعون نے لگائی ہے اسکو قتل کرنا چاہیے
مین خیال اسکو اپنے قریب بلایا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قاران منظالم شاہ کے اس ارادہ سے آگاہ ہو گیا جان
کے خوف سے یہ بھی درہ مین بھاگا منظالم شاہ متاسف ہو کے رہگیا اب قصد کیا کہ اپنے شہر مین آئے اثناے
راہ مین دیکھا دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہے چند لمحہ تک حیرت سے اس گرد کو دیکھتا رہا ایکایک دامن
گرد چاک ہوا اور ایک جوان خوش رو دوڑا دوڑا چلا آتا ہے جب قریب پہونچا منظالم شاہ سے پوچھا کہ یہ مقام کونسا
ہے اور اس مقام کا کیا نام ہے اور یہ تو تم اداس معلوم ہوتے ہو اسکا کیا سبب ہے کچھ تو بیان کرو منظالم شاہ نے
کہا اے جوان آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہے اور یہ پریشانی کو جو تو دیکھتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون
چونکہ یہان سے بہت قریب ہی جا ہے میرے ملک مین حمزہ کا پوتا بدیع الملک نام آیا مین نے اسے گرفتار
کیا لیکن میری ایک بیٹی ملکہ مہر نوش نام اسپر فریفتہ ہو گئی اور بیمار ہجر ہوا منگایا مین نے ایک روز اس ناشدنی
کی محفل مین بدیع الملک کو دیکھا اور قصد اسکے ہلاک کرنے کا کیا کیا کہون کیسا وہ مضبوط و زبردست ہے مجھے
اسنے پکڑ لیا لیکن میرے ہلاک کرنے سے باز رہا بلکہ بمدارات و خاطر داری پیش آیا اور مجھسے کہا کہ خداے نادیدہ کی پرستش
کرو مین اس شرط پر مسلمان ہونے کو راضی ہوا کہ اگر تو طلسم شیران کو فتح کرے چنانچہ وہ اس شرط پر راضی ہو گیا اور طلسم مین
داخل ہو گیا اب سنو کہ میرا ایک بیٹا زال نامی شکار کو گیا تھا جب شکار سے واپس آیا تمام قصہ گذشتہ اسکے
گوش زد ہوا جس سے اسکو بہت غصہ آیا اور اپنی بہن ملکہ مہر نوش کے قتل پر آمادہ ہو گیا ملکہ بیچاری جان کے خوف سے
پاس شاہزادہ کی آگفت مین داخل طلسم ہوئی زال بھی اسکے تعاقب مین گرفتار طلسم ہو گیا پس یہ سبب ہے میری اسقدر پریشانی کا
واضح ہو کہ یہ جوان وہی عیار ہے جسکو حمزہ ثانی نے واسطے تلاش شاہزادہ بدیع الملک کے بھیجا تھا نام اس عیار کا
شاپور تھا پھر اس جوان نے پوچھا کہ اس واقعہ کو کس قدر عرصہ گذرا علی الخصوص شاہزادہ کو داخل طلسم ہوئے
کتنا عرصہ ہوا منظالم شاہ نے کہا تین دن کا واقعہ ہے شاپور روتا ہوا طلسم مین چلا گیا کیونکہ اپنے آقا کی مفارقت مین بیقرار تھا
اب اس حال کو یہین چھوڑا اور حال شاہزادہ کا بیان کیا جاتا ہے تین روز کے بعد ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا وہان ایک
غار نظر آیا جو نہایت عمیق تھا شاہزادہ اس غار کے کنارہ پر استادہ ہو کے سوچتا تھا یکایک ایک شخص حسین سفید ریش
پہاڑ پر سے اترا اور شاہزادہ سے بطریق اسلام سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہ کونسا
مقام ہے وہ مرد حسین تبسم ہوا اور کہا کہ مین مسلمان ہون اور یہ مقام طلسم شیران نام سے مشہور ہے حضرت سلیمان علی نبینا
وعلیہ السلام نے اسکو بنایا
... سے تم نے سنا اب بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس طرح اس بلا مین
... کہا اے شخص تو حال پوچھتا ہے اور بیان کر کہ کسی ہلاک کے ڈالتی ہے
... سے تو بیان کر سکتا ہون اگر مجھ مین تاب یا طاقت کرنے کی
... پیش کیجئے شاہزادہ نے اسے نوش فرمایا بعد تناول کے
... انواع اقسام کے کھانے پینے کی چیزین ... مین

دلداری سے پیش آیا القصہ سات روز گذر گئے جب آٹھوان روز آیا کچھ لوگ آئے اور شاہزادہ کو مع ہمراہیون کے
اور زال اور قارن کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ایک مقام پر شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک شیر سفید ہی نہایت تنا ور زور آور اپنا
زیر درخت تنہ درخت سے پشت لگائے بیٹھا ہی اور اُسکے برابر ایک کرسی مرصع پر ایک شخص ضعیف و نحیف جس نے
کہ لب غار شاہزادہ کو روٹی کھلائی تھی بیٹھا ہوا ہی شیر نے اُس سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ ای افسون کچھ تحقیق ہی کہ یہ سب
کون لوگ ہین اور کہان کے رہنے والے ہین افسون نے جواب دیا کہ یہ جوان خوش رو قوی بازو حمزہ کا پوتا
بدیع الملک نام ہی اور یہ جو دوسرا جوان ہی یہ منظالم شاہ کا بیٹا زال نام ہی اور یہ عورت اس زال کی بہن ہی اسکے
سبکے پتے دیے بعد اسکے ہر ایک کا دین و آئین بیان کیا شیر نے کہا نہین صاحب مجکو کسی کے دین و آئین سے کچھ غرض
نہین ہی اور ان سب سے خطاب کیا کہ اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو اور طلسم کی سیر بھی مطلوب ہی تو جادہ مشقت
کو نہ چھوڑو اغذیہ لطیف تمھارے واسطے ہم عنایت کرینگے اور اگر تمکو یہ منظور نہین ہی تو اپنی جان سے ہاتھ
دھو لو اور جیتے جی اپنے تئین مردہ لو کیونکہ ہر چند جد و جہد عمل مین لاؤگے اور ہاتھ پاؤن مارو گے مگر چاہیے کہ اس
طلسم سے نجات ملے تو بہ ضرور اس طلسم مین سڑ گل کے مر جاؤگے بیرون طلسم جانے کی یارا نہ پاؤگے بدیع الملک نے
کہا پھر کیا کرنا چاہیے بادشاہ طلسم نے جواب دیا کہ اس پہاڑ پر ایک باغ ہی جس مین بیشتر کنوین اور حوض خالی ہین تم
سبکو چاہیے کہ کنوؤن سے پانی نکالو اور حوض مین بھرو جب حوض لبالب ہو جاوین اُس وقت تمھارا کام باغ مین
آبپاشی کرو اس محنت کا عوض یہ ہی کہ جان سلامت بچیگی اور کھانے کو بھی مل جاویگا اور اسکے ضمن مین سیر باغ بھی حاصل
جو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بندھا خوب مار کھاتا ہی چونکہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا بخوف جان سب نے اس
محنت کو منظور کیا تا اینکہ باغ مین سب آئے اور پانی کنوؤن سے کھینچنے مین مصروف ہوئے جب حوض لبریز ہو گئے
پھر درختون مین پانی دینا شروع کیا اور زمین پر بھی چھڑکا شام ہو گئی سب نے ارادہ کیا کہ یہین تمام رات بسر کرین
قدرت خدا کو دیکھین نگہبان باغ آئے اور کہا کہ رات کو یہان قیام کا حکم نہین ہی سب نے کہا پھر کہان جائین ہمکو
اور کوئی جگہ بتاؤ اُن نگہبانون نے جگہ بتائی وہان ان سب نے قیام کیا مگر اُس مقام مین دیکھا کہ شمار مین جسقدر آدمی
ہین اُسیقدر کھانا بھی وہان موجود ہی سب بھوکے تھے کھانا کھایا شہزادہ نے رزاق مطلق کا شکر ادا کیا چونکہ محنت
کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیند نے غلبہ کیا بیخبر سو گئے علی الصباح شاہزادہ
بیدار ہوا نماز صبح پڑھی پھر سب ایکے بعد دیگرے بیدار ہوئے اور حسب دستور باغ مین آکے آبکشی اور آبپاشی
مین مصروف ہوئے اسی محنت مین ایک مدت بسر ہوئی جو شاہزادہ کے واسطے کھانا لاتا تھا اس سے ایک روز شاہزادہ
نے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو شب کو اس باغ مین قیام کی ممانعت ہی اُس نے کہا اے شہریار اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ جو شخص
اس طلسم کا بانی ہی اُسنے بذریعہ تحریر کتابون مین اس بات کی خبر دی ہی کہ جو شخص غیر اس باغ مین شب کو مقیم ہوگا وہی
اس طلسم کو درہم برہم کریگا یہی وجہ ہی کہ کسی غیر شخص کو اس باغ مین شب کو قیام کرنے کی ممانعت ہی یہ سُن کے شاہزادہ
نے دلمین کہا [illegible]
[illegible] طرح اس باغ مین شب باش ہونا چاہیے بلکہ پھر تو [illegible] شاہزادہ کے اسی [illegible]
کہا کہ ہرگز نہین جانا ہوگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر وقت [illegible]
سے اُٹھا اور محافظون کی نظر بچا کے دروازہ باغ پر آیا [illegible]
ادھر محافظون کو جو شک معلوم ہوا سبکو شمار کیا شاہزادہ کو
[illegible] زیادہ اضطراب کیا قارن نے کہا غالب گمان یہ ہی کہ

کہ شاہزادہ باغ میں ہوگا محافظون کو سخت تردد پیدا ہوا جتے کہ جانب باغ نہایت غضب میں آئے وہ روانہ ہوئے شاہزادہ
اس خیال میں تھا کہ اگر باغ میں شب بسر ہوجائیگی تو طلسم کی فتح میسر ہوگی پس سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک
گنبد مرتفع بنا ہوا ہے دروازے شدادی و حلقہائے سلیمانی قفلہائے زر سرخ سے مزین ہیں اور ایک قفل شتر
کی ران سے کم نہین ہے اور ایک مرد پیر خوش وضع کو دیکھا کہ آگے گنبد کے بیٹھا ہے شاہزادہ نے سلام کیا اُسنے
جواب سلام دیا اور کہا اے جوان میں اسوقت تجھکو یہان دیکھکے کمال حیرت میں مبتلا ہون آخر کہ تو کون ہے
اور کیا سبب ہے کہ تو شب باش ہوا ہے کیا تو اپنی جان سے بالکل بیزار ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ میں اس باغ میں اسوجہ
سے شب باش ہوا ہون کہ طلسم کو فتح کرون اور جس طرح ممکن ہوگا طلسم کو فتح کرونگا اُس بڈھے نے کہا اگر یہی ارادہ ہے
تو کوئی نشانی طلسم کشائی کی ہونا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ نشانی کیا ہے بڈھے نے کہا قفل طلسمی کو بزور بازو توڑے
شاہزادہ نے کہا میں قیام کرنے کی حالت میں تو ایسا سخت اعتراض کیا گیا ہے اب اگر اس قفل پر زور کرون تو کسقدر تعرض
کیا جاویگا بڈھے نے کہا اگر دونون ہاتھ سے زور کروگے تو کچھ تعرض نہین کیا جاویگا بشرطیکہ قفل ٹوٹ جاوے شاہزادہ نے
اُس قفل پر دونون ہاتھون سے اسقدر زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے متحرک ہوتا مگر اُس قفل نے کچھ جنبش
نہ کی بڈھے نے کہا اے جوان کیا خبر ہے کہ اسکو تو نہ توڑ سکا پھر تو کیون یہان آیا شاہزادہ نہایت منفعل ہوکے خاموش ہو رہا
اُس بڈھے نے تبسم ہوکے کہا خیر اب تو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہے بے مقصد حاصل ہوئے چلے جانا کم ہمتی کی بات
ہے طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہے تو پورا کرنا چاہیے ہمت بلند دار اگر قفل نہین کھلا ہے نہ سہی اور کوئی فکر کر جا اور طرف کی
سیر کر میرا گمان یہ ہے کہ تو محفوظ نہین رہیگا آج نہین تو کل ضرور اپنی خودسری کی سزا پائیگا طلسم کشائی کا خیال آسان نہین
ہے شاہزادہ شرمندگی میں ٹہلتا چبوترہ سے نیچے اترا پہلو میں ایک دروازہ دیکھا اُس دروازہ میں زر سرخ کا قفل لگا تھا
اور اُسپر لکھا تھا کون ہے جو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتا ہے یہان آوے اور اس قفل پر زور کرے جب یہ قفل ٹوٹ جاوے دروازہ
کھولکر اندر داخل ہو وہان زمین کے نیچے تین طلسم مکان پائیگا بدیع الملک اس عبارت قفل کو پڑھ کے نہایت
مسرور ہوا اور قفل کو گرفت میں لاکے بسم اللہ کہکے ایسا ایک زور کیا کہ قفل ٹوٹ گیا بس خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا
دروازہ کھولا اندر دروازہ کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان ہے نہایت صاف وشفاف اور صحن مکان میں ایک حوض ہے
ہشت گوشہ مملو از آب صاف و خنک اور وسط حوض میں ایک ستون ہفت جوش بلند و مرتفع نصب ہے اور کنارہائے حوض پر
طرہ ہائے زر سرخ صناعان چابک دست و نازک خیال نے بنا کے بٹھادی ہیں جنکی منقارون اور سوراخ ہائے بینی
و گوش سے تقاطر آب ہو رہا ہے بس اور کوئی شے نظر نہ آئی شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ اس جد و جہد سے یہانتک پہونچا
اور ایسا مختصر سامان نظر آیا یہ کیا رمز ہے آخر کے ارادہ کیا کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے مڑ کے جو دیکھا تو جس دروازہ
سے آتا ہوا وہ غائب ہوگیا اور رہی مایوسی سے کچھ ایقان ہوگیا کہ اب یہان سے رہائی نہین ہوگی جب نہین تو اب
زندگی سے ہاتھ دھویا ہے پھر ا خیال آیا کہ نماز تو پڑھ لو اُسی حوض سے وضو کیا بانہایت خضوع و خشوع نماز پڑھی بعد
فراغ نماز دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بالحاح و زاری دعا مانگنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے حامی درماندگان
اگر میری قضا اسی مقام پر مقرر ہے تو کیا چارہ ہے لیکن تو وہ مسبب الاسباب ہے
جسوقت جو کچھ چاہے
وہی ہوجاوے گدا بادشاہ ہوجاوے اور بادشاہ فقیر ہوجاوے تو میری
ہوس نہین ہے البتہ طلسم کشائی کا آرزومند ہون اے برآرندہ مرادات
ہنوز یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ بالا سے سر سے آواز آئی کہ اے شاہ

اور شیشہ امید کو سنگ مایوسی سے نہ توڑو شہزادے نے متعجب ہو کے سر اٹھا کے دیکھا ایک پیر سبز پوش کو بالائے
ہوا معلق پایا یعنی علاوہ عبا و قبا اور عمامہ کے عصا بھی ہاتھ میں سبز تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے فرزند مطمئن رہ یہ طلسم خاص
تیرے نام پر باندھا گیا ہے کچھ اندیشہ نہ کر بلا تکلف یہ ستون اکھاڑ لے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیکن جو کچھ ار
سر نیز او قید میں اُنکے کہنے سے قطعی خلاف ہرگز نہ کرنا اور آگاہ ہو کہ میں خضر ہوں تیری راہ نمائی کے واسطے آیا ہوں
یہ کہکر شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے شہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا اور مطلب کے حاصل ہونے کی امید
ہوئی فوراً اُس حوض میں اتر گیا اور اس ستون کو گرفت میں لا کے ایک زور جو کیا ستون اکھڑ آیا ادھر ستون نکلا
ادھر تمام حوض کا پانی خشک ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو دیوار حوض میں جانب شمال ایک دریچہ نظر آیا اُسکو
کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا ایک زینہ نہایت پاکیزہ تھا پھر ہی شہزادہ زینہ سے نیچے اترا ایک نقب بہت وسیع دیکھی
کہ دار بع ھر کے چلا جاتا اور ترتیب قریب دیکھا سنگ لشب اور سنگ مرمر و براق و سماق وغیرہ کی صاف و شفاف
بنی ہیں شاہزادہ نقب میں داخل ہو کے ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دروازہ ملا جسکے دونوں پٹ لگے ہوئے ہیں
شاہزادہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس دروازہ میں قدم رکھا عجیب سامان دیکھا کہ اندرون مکان چار تخت بچھے
ہوئے ہیں اور ہر تخت پر ایک ایک پیر زادہ سلاسل و مراقب ہے شاہزادہ پہلے متعجب ہوا پھر سمجھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہی ہے جو کچھ ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جاوے گا صاحب سلامت تو کروں تا انکو سلام کیا پیرزادوں نے جواب سلام دیا دیکھا ایک محبوب
سراپا ناز و انداز آفتاب مثال حور خصال ہے کہ جسکے شعشعہ حسن و جمال سے تمام مکان منور ہو گیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے شخص تو
کون ہے اور کس آفت میں مبتلا ہو کر یہاں تک پہونچا ہے خیر اب میں اس سوال کا بھی جواب نہیں چاہتی کیونکہ دیر ہوگی
اور دیر ہونے میں ضرر ہے تو جلد یہاں سے چلا جا ورنہ ہلاک ہو جائیگا یہ مقام جبار دیو کا ہے اگر وہ تجھے دیکھ لیگا تو ہرگز
زندہ نہیں رکھیگا شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ میں یہاں خاص جبار ہی کے قتل کرنے اس مقام مخوف میں وارد ہوا ہوں
میں یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا کسیکا خوف دلانا بالکل بیکار ہے میں جبار کو تہ تیغ ضرور کرونگا اور تمکو بھی قید سے
چھڑا دونگا کیا تمکو نہیں معلوم ہے میں کسی اور کا فرستادہ نہیں ہوں خاص حضرت خضر علیہ السلام کا فرستادہ ہوں میں کسی
مہم سے ہراسان نہیں ہوتا ہوں کیونکہ امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا ہوں طلسم کشائی خاص میرا کام ہے اور بدیع الملک
میرا نام ہے تمہارے کہنے کے خلاف کبھی کچھ نہ کرونگا اور حسب الامر جناب حضرت خضر تمہارے کہنے کے موافق عمل کرونگا ہاں
اب تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور چارہ جوئی میں مصروف ہو انہوں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم چار دن بادشاہ ہیں چار رکن
عالم کے اور اب اس دیو کی قید میں مبتلا ہیں رہا ہونا معلوم نہیں ہاں اس صورت سے ہماری رہائی ممکن ہے کہ وہ
دیو جان سے مارا جاوے شاہزادہ نے کہا انشاء اللہ الرحمن تم اُس دیو کو آنے تو دو تو سہی کہ اُس کو عقوبت سے
ایک ہی ہاتھ میں دو لخت کر دوں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے کہنے سے دلی امیدیں بر آئیں گی اگر تم ہماری رہائی
میں کوشش کرو گے مگر مشکل امر یہ ہے کہ اُس دیو کا ہلاک ہونا قیاس میں نہیں آتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ دیو کسی ہتھیار
تلواروں سے ہلاک نہیں ہو [illegible] حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام و مستجاب ہو جا سکے تو البتہ ہلاک ہو جاتا
[illegible] ان سب کے ایک یہ تیغ ہے جسکا نام بلا شان سلیمانی ہے [illegible]
ہو داسکے پاس ہے شاہزادہ نے کہا یہ تو تمہاری زبانی معلوم ہوا [illegible]
دیگا جو ہم اُسے ہلاک کر سکینگے انہوں نے کہا [illegible]
[illegible] پس اُس حالت میں اگر ممکن ہو قتل کر [illegible]

میں پوشیدہ ہو رہو اس وقت شاہزادہ کو خیال آیا کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ اُسے عالم خواب میں ہلاک کروں آخر اُسنے
کہا کہ نہیں صاحب مجھکو عالم خواب میں اُسے ہلاک کرنا ہرگز منظور نہیں ہی اُن پریزادون نے کہا تو پھر اُسکا ہلاک ہونا بھی
ممکن نہیں کیونکہ بغیر اُسکے خواب آلودہ ہوے تلوار نہیں لگ سکتی اور جبتک تلوار نہیں لگیگی وہ ہلاک نہیں ہوگا اور اگر خیال
ہی کہ کسی اور حربہ سے کام لینگے یقین سمجھو کہ اور کوئی حربہ اُسپر کارگر نہیں ہوگا اور بالفرض عالم خواب میں اُسے ہلاک کرنا
خلاف مردانگی معلوم ہوتا ہی عالم خواب میں پہلے اُس سے تلوار لے لو بعدہ عالم بیداری میں اُسے ہلاک کرنا شاہزادہ کو یہ
رائے پسند آئی اور کہا ہان اسکا مضائقہ نہیں ہے کہکے ایک محفوظ گوشہ میں پوشیدہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد دیو جبار نابہنجار
آیا اور تخت پریون کو قسم طعام سے جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا کھلایا پھر تخت پر دراز ہوا صورت قضا سے معلق بلند بختی ہی تھی
شاہزادہ کمینگاہ سے باہر آیا اور اُس دیو کی کمر سے تیغ بلانشان سلیمان بآسانی لیکر اپنے قبضہ میں کی اور سرہانے کھڑے
باطمینان تمام استادہ ہوکے ٹھوکر سے اُسے بیدار اور خواب خرگوش سے اُسے ہوشیار کیا اور بہ آواز بلند کہا کہ
او خفتہ بخت ذرا چونک دایہ اجل کنار عاطفت پھیلائے کھڑی ہی اور کہتی ہی آمین لوری دیکر ایسا سلا دون کہ پھر قیامت
تک بیدار نہو دیو جبار نے فوراً گھبرا کے آنکھ کھول دیکھا کہ ایک جوان تیغ بلانشان سلیمانی ہاتھ میں لیے سرہانے
کھڑا ہی فوراً اٹھ کے بلا کی طرح شاہزادہ کی طرف اُڑا کہ تیغ بلانشان چھین کے اپنے قبضہ میں لے اور ادھر شاہزادہ نے
ارادہ کیا کہ یہاں ہی ایک وار ایسا لگاؤن کہ پھر وہ ایک کے دو پرکالے ہوجاتے مگر دونون کا خیال غلط رہا دیو جبار برق وار
لپکتا تھا کسی طرح زد پر نہ آتا تھا ادھر شاہزادہ بہت پھکیت چست قبل میں دیو فلک سے بھی زیادہ اس سے تلوار
چھین جانا سخت دشوار تھی کہ بعد رد و بدل بسیار کشتی کی نوبت پہونچی دیر تک گاؤ زوریان رہین ایکبارگی دیو نے دستی
کی اور زبردستی شہزادہ کی پشت پر آیا چاہتا تھا کہ ایک اکھیڑ مار سے شاہزادہ نے ہزار چستی و چالاکی ہاتھ بڑھا کر
اُسے گردن پر رکھا اور سر اپنا اُسکے سینہ میں لگا کر وہین سے دھوبی پاٹ کیا لیکن دیو زمین تک آتے آتے
چت ہوگیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اور علیحدہ درست استادہ ہوکے پھر حملہ کیا اور پھر دونون لپٹ گئے اب کی مرتبہ شاہزادہ
نے بغلی ڈوب کے بہت تمام اکھیڑ ماری اور کمر تک لایا اور پھر ایک اور زور کرکے سینہ تک بلند کیا اور سر سے زور سے زمین پر
پٹک دیا اور چاہا کہ دیگر زمین پر آرہا جبار شیشہ زیبی بدحواس ہوچکا تھا اس مرتبہ چارون شانے چت آرہا شاہزادہ سینہ پر
سوار ہوگیا اور چاہا کہ تیغ بلانشان سلیمانی سے سر اُس خود سر کا تن سے جدا کرے جبار نے کہا ای جوان مجھکو ناحق ہلاک
نکر میں مسلمان ہونے کو راضی ہون شاہزادہ نے اُسے چھوڑ دیا جبار حسرت کرنے کے علیحدہ کھڑا ہوگیا اور کہا ای انسان
قسمت الانسان میں تو جاتا ہون تو یہین رہ کیونکہ بسبب تشنگی و گرسنگی کے خود ہی ہلاک ہوجائیگا یہ کہکے وہ ہوا ہوا ہون چلا گیا
شاہزادہ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن پریزادون کے پاس آکے تمام و کمال واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اُنہون نے جواب دیا
کہ خود کردہ را علاجے نیست حالانکہ خود حضرت نے تاکید کہا تھا کہ بے مشورت پریزادون کے کوئی کام نہ کرنا اور خود بھی
آپ نے اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ میں بغیر تمہارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا اور پھر اس تمام فہمائش کو فراموش
کیا ای شہریار یہ بہت بڑی مہم تھی جسکو سہل سمجھ کے اپنی رائے سے کام لیا اُسکا نتیجہ دیکھا ایسا دشمن قوی اور اسکو گرفتار
کرکے چھوڑ دیا بیشک اب ہم اور آپ بھی تشنگی اور گرسنگی کی تاب نہ لاسکے ہلاک ہوجائینگے شہزادہ نے کہا خیر
اگرچہ میری وہی ہوچکا جو کچھ ہونا ہوا تا ہم میں بالکل نا امید نہیں ہون دیکھو وہ
ہوس نہیں ... بزرگ ... اس مرتبہ میں عہد کرتا ہون کہ اگر ...
مشورہ ... اسکا دفعیہ ... محالات سے سمجھا

تین شب و روز ان سکو ویسے آب و دانہ گذر گئے شاہزادہ اسقدر اُس دیو کا منتظر تھا کہ شب و روز میں ایک لمحہ بھی
نہ سویا بدین خیال کہ شاید میری غفلت میں جبار دیو آجاوے اور مجھے میری غفلت میں مار لے لیکن جبار دیو بھی
اس عرصہ میں نہ آیا چوتھے روز شاہزادہ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ تاب ضبط نہ رہی مگر بیچارہ کیا اور نیند کے
سبب سے بیگانہ حال غیر تھا لمحہ کے لمحہ آنکھ جھپک گئی یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ جبار دیو شاہزادہ کی غفلت کے وقت پہنچ گیا
اور قابو پا کے تیغ بلا شان سلیمانی شاہزادہ کی کمر سے کھول لے گیا جب شاہزادہ بیدار ہوا اور تیغ کو کمر میں نہ پایا بہت
افسوس کیا اور کہا وا اسے برباد گرفتاری مار ہتھیار مرے پاس رہتی ضرور وہ تیغ کی تلاش میں آتا اب ہرگز وہ تنہا
نہ ہوگا سخت غلطی مجھ سے ظہور میں آئی اب بغیر ہلاک ہوے چارہ نہیں منفعت بجان ضایع ہوئی حضرت خضر نے کہدیا
کہ پریزادوں کے حفاظت کا فکر کیا اب بیدار رہنا بیکار ہے کیونکہ نہ وہ یہاں آئیگا اور نہ کسی طرح کا مجھکو صدمہ ہوگا یہ خیال کر
سو رہا عالم غفلت میں جبار پھر آیا اور شاہزادہ کو مضبوط باندھ کے جانب آسمان روانہ ہوا اثنا راہ میں شاہزادہ کی
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار بلا پایا ہر چند چاہا کہ زور و طاقت سے کام لوں مگر کچھ نہ ہوا اور جتنا بنا ناچار گرفتہ دل بستہ یکے
ہوے ایک جانب چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک اونچے پہاڑ پر پہونچا کہ ہر چہار جانب اُس پہاڑ کے دریا واقع
تھا وہاں شہزادہ کو چھوڑ دیا شہزادہ نے کہا ابھی کہ تو نے مجھ سے سوا کسی دنیا کی بری جرأت کی ہو یا اگر چاہتا تو مجھے عالم
خواب میں ہلاک کرتا مگر خداے عزوجل کی مجھ سے باز رہا اور مجھکو بیدار کرکے مجھ سے مقابلہ کیا یہ کیا مردانگی ہے کہ اسکا عوض
میں تو نے عالم خواب میں مجھ سے یہ بدلا لیا اُس دیو ملعون نے مطلق اس بات کا جواب نہ دیا اور کہا ابھی تو بیکار کیا ہی
آدمی تیرے جتنے دن کی زندگی ہے اُسے یہیں تمام کر یہ کہا اور وہاں سے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک ایک طرف تنہا
روانہ ہوا اور چاہا کہ اگر کسی طرف راستہ ہو تو نکل جاؤں مگر راہ نہ پائی بہت حیران و سرگردان ہوا آخر الامر ایک درخت
کو زمین سے اکھاڑا اور اسکو دریا میں ڈال دیا اُس درخت پر سوار ہو کے پانی پر روانہ ہوا وہ درخت ایک جزیرہ کے کنارے
جا لگا بدیع الملک درخت سے اُتر کے اُس جزیرہ میں آیا اور سیر کرنے لگا یکایک ایک شیر پر نظر پڑی کہ وہ اُس
چلا آتا ہے جب وہ شیر قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھا بہ آواز بلند کہا اے شہزادہ تو کون ہے اور کیونکر اس مرغزار میں تیرا آنا
ہوا شہزادہ بدیع الملک نے جو اُس شیر کو انسان کی طرح بات کرتے دیکھا غریق بحر حیرت و تعجب ہو گیا اور کہا اے
شیر آگاہ ہو کہ میں اس جگہ اپنے اختیار سے نہیں آیا ہوں بلکہ بے اختیار تھا وقت بیتا تنگ ہو پہنچا ہوں اُس شیر نے کہا
خیر اب تو تیرا آنا جس طرح ہوا ہوا لیکن خیریت اسی میں ہے کہ جس طرح یہاں آیا ہے اُسی طرح یہاں سے چلا جا ورنہ ہرگز تیری جان
سلامت نہیں رہیگی شہزادہ نے کہا میں یہاں مرد مسافر ہوں اپنے اختیار سے آیا تھا اور نہ اپنے اختیار سے
جا سکتا ہوں اور جاؤں تو کہاں جاؤں یہ سنکے وہ شیر غیظ و غضب میں آلودہ شہزادہ بدیع الملک کے [illegible]
تاکہ شہزادہ کو ہلاک کرے شاہزادہ نے جو اسکے کوئی علاج نہ دیکھا کہ شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ایک وار
شیر پر کیا جس سے اُس شیر کا ایک کان کٹ گیا بس کان کٹنا تھا کہ ایکبارگی [illegible] پیدا ہو گئے اور [illegible] آیا اور
پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد بارہ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے آیا اور شاہزادہ بدیع الملک سے جنگ کے واسطے
[illegible] شیر کو قتل کرنا شروع کیا طرفہ ماجرا تھا کہ جس [illegible]
[illegible] کہ [illegible] تمام جنگل اور شیر [illegible]
[illegible] ہو گیا ناگاہ ہوا سے آسمان سے ایک [illegible]
ز در کمان سے آیا ہو اور کیونکہ [illegible] تمام لشکر کو ہلاک کیا [illegible]

پھر اُن سے شمسیر نے غصہ کیا اور کلمات سخت و درشت کہے وہ سب [illegible] خاموش ایک جانب استادہ ہوئے گئے وہ
لقابدار تیغ آبدار میان سے کھینچ کے شاہزادہ کی جانب حملہ آور ہوا شاہزادہ نے بچالاکی تمام اُسکے ہاتھ کو مضبوط
گرفت میں لا کے وہ تلوار ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی اور اُسکی کمر بند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا
اور دو چار چرخ دیکے زمین پر مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہوگیا اور کہا کیوں اب کیا کہتا ہے لقابدار نے کہا کہ مجھکو نوفل
بن مجیل ماہر و کہتے ہیں ای شہریار آپکا کیا نام ہے شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہیں نوفل
نے کہا ای شہریار بلند وقار میں نے بجائے خود عہد کیا تھا کہ جس کسی سے مقابلہ میں لیپا ہونگا اُسکا مطیع فرمان ہوجاؤنگا
اور یہ بیان کرو کہ یہاں کس طرح آپنے کا اتفاق ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے اول سے آخر تک اپنی تمام سرگذشت
بیان کی حتی کہ طلسم شمیران کے ذکر کی نوبت آئی لقابدار نے کہا ای شہریار در اصل یہ شمیر نہیں بلکہ قوم جنات سے
ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے یہ اجنہ شیر کی صورت ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ جب کوئی طلسم شمیران
کو فتح کریگا تمام اجنہ اپنی صورت اصلی پر ہوجائینگے ای شہریار اگر تم طلسم فتح کروگے تو یہ تمام شمیرانی اصلی صورت پر
آجاوینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر واقعی یہ امر ہے تو پھر کسی طرح مجھکو طلسم میں پہنچاؤ تاکہ میں طلسم کو فتح
کروں نوفل نے کہا شہریار یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ اُسکو شہرستان قاف کہتے ہیں وہاں کا راجہ و فرمان روا [illegible]
ہزار دیو و پری پر حکومت کرتا ہے اور خدا پرست ہے اور میرا تابع فرمان ہے اُسکا نام اعمال شاہ ہے دو چار روز یہاں رہو اور
بسر کرو بعد ہم تم کو طلسم میں پہنچاوینگے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض شاہزادہ نے اُس میں چار روز بسر کیے پانچویں
روز شیر پر سوار ہوکے شہرستان قاف کی جانب روانہ ہوا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ نوفل آتا ہے اور اُسکے ساتھ
ایک مہمان معزز بھی ہے اعمال شاہ باجاہ و حشم استقبال کے واسطے آیا اور کمال اعزاز و احترام اپنے شہر میں لایا
اعمال شاہ نے شہزادہ کو نوفل کے ہمراہ ایک جوان باشوکت و شان دیکھا نوفل سے پوچھا کہ ای شہریار
یہ جوان کون ہے جو ہمراہ ہے نوفل نے کہا ای اعمال شاہ یہ وہ شاہزادہ والا جاہ ہے کہ جسکے تمام اہل قاف اور ہم اُسکے
ملازم ہیں اعمال شاہ یہ دیکھ کے کھڑا ہوا اور شہزادہ کی تعظیم بجالایا اور عظیم الشان ایک قصر شاہزادہ کے قیام
اور دعوت کے واسطے مقرر کیا اور چند پریزاد خوش حسن و جمال میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھیں خدمت کے واسطے
مقرر کیں شاہزادہ نے اُس قصر عالی شان میں قیام کیا اور نوفل بھی اُسی قصر میں مقیم ہوا ہر وقت پریزاد اُن
شوخ و شنگ رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کرتی ہیں اور انواع اقسام کی غزلیں گاتی ہیں مگر قاعدہ ہے کہ تعلق دلی
انسان کو کسی پہلو قرار نہیں لینے دیتا اگرچہ اُسکے روبرو کیسے ہی سامان عجیب و غریب مہیا کیوں نہوں ؎ مصرع
کہ دل رامی و ہر آرام ⁂ دگر نیست کہ آسودگی نمی خواہد ⁂ وہ تعلق دلی ملکہ ماہ فروش کا ہے کہ کسی پہلو قرار نہیں
آتا لحظہ بلحظہ رنگ دگرگون ہوا جاتا ہے بظاہر اُس ہنگامہ رقص و غنا کی جانب نظر ہے مگر خیال محبوبہ میں دل تہ و بالا ہوا جاتا ہے
ہرچند شاہزادہ بجائے خود کہتا ہے کہ ؎ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے　آخر اس درد کی دوا کیا ہے
جو کچھ ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا پھر اس بیقراری سے کیا فائدہ مگر استغفر اللہ اس فہمایش سے کیا ہوتا ہے ؎ نہ رہیدہ گیا جہاں اُس
نے [illegible] چشم نم کا [illegible] ایک اس حال پر اختلال شاہزادہ بدیع الملک [illegible] کہ نوفل کی بہت پریشان ہوا
دل میں انواع اقسام کے خیال وسیع کیے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی آخر
عالی جاہ والا جاہ میں عرصہ سے اس بات پر نظر کر رہا ہوں کہ باوجود
کے آپ مغموم و محزون معلوم ہوتے ہیں اور بار بار آنکھوں کی طرف

کہا ای نوفل کیا بیان کروں بس سمجھو
دل ست اینکہ عشقش گرفتار کردہ است
کہ افروخت از بال کامشام را
نوفل نے کہا ای شہریار والا تبار ؎

دل ست اینکہ گردید زاری فروش
پر از ملامت بہ بر کردہ است
دل ست اینکہ ناز بتان می کشد
سرور و دولت بود چون سایہ پر ہما

درو گرم گردید بازار جوش
دل ست اینکہ دل وا دیرو لندرا
دل ست اینکہ تشویش جان می کند
بہ ہجران تو می کہ تو فال ہمایون گستری

آپکی تعریف آوری ہمارے واسطے باعث عزت افزائی ہی اس اعتبار سے ہمارا منصب یہ ہی کہ آپکے واسطے ایسا سامان مہیا کریں کہ خوش و مسرور ہوں نہ یہ کہ آپ مغموم و محزون ہوں آخر ارشاد تو ہو کہ کس خیال میں دل صنوبر پر انتشار غلبہ کیے ہوے ہی لہٰذا مجھے اس طرح کی خیالی باتیں اگرچہ آتش شوق پر ہوا سے تند کا کام دے رہی تھیں مگر وہ اسکے سوا کیا کہتا کہ پیاری ملکہ ماہ نوش تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑتا جیسا کہ اس وقت میرا حال ہی اور نوفل کے اصرار پر بہر نوع کہنا ہی پڑا کہ ای نوفل حقیقت امر یہ ہی کہ میں ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کا دل دادہ ہوں چنانچہ اس وقت بھی اس محبوبہ سراپا ناز و انداز کے خیال نے دل تہ و بالا کر دیا نوفل نے کہا یہ بات تو چندان دشوار نہیں ہی اگر حکم ہو میں ابھی ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو بلا بھیجوں کیونکہ میں ہر طرح آپکی خوشی کا خواہاں ہوں یہ سنتے ہی شہزادہ کی جان میں جان تازہ آگئی اور کہا ای نوفل تیرا بہت بڑا احسان ہوگا اگر میری محبوبہ یہاں تک پہونچے نوفل نے اسیوقت اپنے بازو سے ایک بال نکالا اور اسکو آگ پر رکھا فوراً مشعبد جادو حاضر ہوا اور بکمال ادب نوفل کو سلام کرکے کہا کیا حکم ہی اور کیوں مجھکو طلب فرمایا ہی تابع فرمان حاضر ہی نوفل نے کہا ای مشعبد میرے یہاں ایک مہمان سراپا عز و شان وارد ہوا ہی اسکی خاطر داری ہم پر فرض ہی تجھکو بھی اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکے متعلق کچھ کام کر اور وہ کام یہ ہی کہ تو ابھی طلسم ہیران میں جا وہاں اس شکل و شمائل کی ایک نازنین مہ جبین آب کشتی میں مصروف ہی اسکو یہ آ وعی الامکان اس کام میں کوشش کر اور کوئی عذر درمیان میں نہ لا اشد ضرورت ہی مشعبد نے بسر و چشم قبول کیا اور اسی وقت طلسم ہیران میں پہونچا اور تلاش کرکے ملکہ مہر نوش کو لے آیا بدیع الملک اپنی مطلوبہ دلنواز کو دیکھکے بہت خوش ہوا نوفل نے تبسم ہوکے کہا شہریارا ابتو کوئی وجہ ملال کی نہیں ہی شوق سے اپنی محبوبہ کو دیکھیے باتوں سے دل خوش کیجیے میں ہر طرح آپ کی خوشی و سرور کا خواہاں ہوں شہزادہ نوفل کا بہت مشکور ہوا اور پھر ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا انواع و اقسام کی گفت و شنید کی نوبت آئی ملکہ نے کہا شہریار ہم آپکو منع کرتے تھے کہ آپ باغ میں شب کو قیام کرنے کا ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا مگر آپنے نہ مانا جسکا یہ نتیجہ دیکھا کہ ہم کہیں اور آپ کہیں شہزادہ نے کہا ہاں اگرچہ میں بھی سمجھتا تھا کہ میں بالکل ناواقف کار ہوں ایسے مقام مخدوش میں دیدہ و دانستہ داخل ہو جانا قرین عقل نہیں ہی پھر بھی سپاہیانہ رنگ و عالی ہمتی یہ بعید تھا کہ میں خائف ہوکے خاموش ہو بیٹھتا اور بالفرض میں اس ارادہ کو عمل میں نہ بھی لاتا پھر وہاں کیا راحت و آسایش تھی جیسا کہ تم خود جانتی ہو تاہم اس وقت کی جرات کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہاں باعزاز و احترام ہیں البتہ تمھاری مفارقت شاق و ناگوار تھی خدا کے فضل و کرم سے ایسا سبب بھی پیدا ہو گیا کہ تم مجھ تک پہونچیں ہاں ایک ملال اور بھی باقی ہی ملکہ نے پوچھا کہ وہ کیا شاہزادہ نے [illegible] ہمرکاب اہل طرار سرہنگ میرا یعنی شاہپور میرے پاس نہیں کسی طرح وہ بھی مجھ تک پہونچ جاتا [illegible] طرح میں یہانتک پہونچی شاہزادہ نے کہا خیر اس بات کی بھی فرمایش سے تمکو بہت تکلیف ہو گی خیر خدا و ند عالم تمکو اس مہمان نوازی کا عوض دے کیونکہ جتنی مدد و قبول کرتے ہیں مجھکو اپنا ادنیٰ خادم سمجھیے اور خادم کا یہ فرض ہے کوئی ایسی خدمت نہیں کی ہی کہ آپ میری تعریف کریں شاہزادہ

بدیع الملک نے کہا نہیں صاحب سچی بات کا اقرار کرنا چاہیے میں ضرور تمھارا ممنون ہوا اور اچھا اس قصہ کو ملتوی رکھو
اور ایک کام میرا اور بھی کرو نوفل نے کہا ارشاد فرمائیے وہ کام کیا ہے شہزادے نے کہا وہ کام یہ ہے کہ پیشتر مجھکو یاد نہ رہا کہ میں
کہتا اسی طلسم میں میرا عیار شاپور نام بھی ہے اگر وہ بھی مجھ تک پہونچ جاتا تو میرا دل خوب بہلتا اور ہر روز تمھارے شہر میں سیر
تماشے کا کیا لطف حاصل ہوتا نوفل نے بار دیگر اسی ترکیب سے مشعر کو بلایا مشعر نے آکے نوفل کو سلام کیا اور
کہا شہریار آج کس کام کے واسطے طلب فرمایا نوفل نے کہا ای مشعر کل میں نے تجھکو بلایا ایک کام لیا دوسرا کام رہ
گیا آج وہ دوسرا کام یاد آیا اسی طلسم میں جہان سے ملکہ مہر نوش بنت منظالم شاہ کو لایا تھا شاپور عیار کو بھی لا دے
وہ بھی وہاں قید میں ہے تیرا نہایت ممنون و مشکور رہونگا مشعر تا دیر سکوت میں بیٹھا رہا نوفل نے اسکے سکوت سے تعجب
ہوکے پوچھا کہ سکوت کی کیا وجہ ہے مشعر نے کہا کہ سکوت اس بات کا ہے کہ اول مرتبہ جو میں ملکہ کو طلسم سے لے آیا تھا ظالم
غافل تھے کام نکل گیا اور اگر دیکھ لیتے تو ضرور مجھکو ہلاک کرتے اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ شاید اب میں جاؤں اور مجھکو
دیکھ لیں تو جان سلامت رہنا دشوار ہوگا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کا کہنا نہ بجا لاؤں اگرچہ میں ہلاک بھی ہو جاؤں نوفل
نے کہا میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تیری جان ضایع ہو جاے اگر تو نہیں جا سکتا کسی اور تدبیر سے بلا دے مشعر نے کہا
شہریار میں خود جاتا ہوں جو کچھ ہو یہ کہا اور جانب طلسمات روانہ ہوا اور جلدی مراحل و قطع منازل طلسم طے کر کے [illegible]
اور جس جگہ کو نوفل نے نشان کر دیا تھا اسکے موافق شاپور کو تلاش کیا اور کمرہ بند میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا جس وقت اٹھایا
اس مرتبہ جادو وان طلسم خبردار تھے انھوں نے جو مشعر کو دیکھا کہ شاپور کو لیے جاتا ہے غل و شور کرتے ہوے مشعر کے
تعاقب میں دوڑے چونکہ مشعر شاپور عیار کو جلا کے تمام اٹھا لیجا تھا ہر چند سب نے جد و جہد کی مشعر کو نہ پایا اور
مشعر شاپور کو لیے ہوے طلسم کے باہر نکل آیا اگرچہ جادو وان طلسم بیرون طلسم بھی تعاقب سے باز نہ آئے یا انکے مشعر کے
اوسنے بجز اس کے چارہ نہ دیکھا کہ شاپور کو چھوڑ کے آمادہ حرب ہوا ادھر شاپور نے جو موقع پایا مانند برق لامع وہاں سے
نکل گیا ادھر ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا مشعر تنہا تھا جادو وان طلسم کی کثرت تھی مشہور ہے کہ ایک تنہا دو سے مقابلہ نہیں
کر سکتا نہ کہ متعدد کا مقابلہ نتیجہ یہ ہوا کہ جادو وان طلسم نے تھوڑی دیر میں مشعر کا کام تمام کیا اور سر اسکا تن سے جدا کر کے
ایک رقعہ لکھا اور سر مشعر اور وہ رقعہ اعمال شاہ کے حلوہ خانہ میں پھینک دیا اور وہاں سے چلے گئے جب صبح ہوئی شہزادہ
بدیع الملک اور نوفل اعمال شاہ کی مجلس میں آے انواع اقسام کی باتیں شروع ہوئیں ناگاہ کیا دیکھتے ہیں
کہ ملازمان شاہی ایک سر لیے چلے آتے ہیں سب متعجب ہوے جب وہ ملازمان شاہی قریب آ گئے ہر ایک حاضر مجلس سر مشعر
کو دیکھ کے متعجب ہوا ادھر ملازمان شاہی نے وہ رقعہ بھی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بآواز اس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ آگاہ ہو اے اعمال شاہ ہمکو تیری کارروائی کا حال معلوم ہوا چہ کیا بیہودہ حرکت کی کہ مشعر خیرہ سر کو وہاں بھیجا اور
وہ ہمکو بیخبر پاکے ملکہ مہر نوش دختر منظالم شاہ کو قید سے رہا کر لیگیا اور مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس چالاکی کا نتیجہ
کیا ہوگا ہم غافل اس واسطے نہیں بنا ہے کہ پھر کوئی داخل طلسم ہوکے جو کچھ چاہے جو انسان کی طرف سے ایک بار تیری چوری
پر اکتفا نہ کی دوسری مرتبہ پھر جسارت کی اور چاہتا تھا کہ شاپور کو بھی بیرون طلسم لے جاوے اس مرتبہ ہم نے دیکھ لیا اور اس
بدبخت کو ہلاک کیا اور دختر منظالم شاہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی تھی اور [illegible] مگر وہ کہاں تک ہم سے نہیں لوٹ لیگے
کیونکہ ہم گراں ہوا جو ہنوز [illegible] سکتا کہ ہم تیری تمام سلطنت کو تباہ و برباد
[illegible] مضمون اعمال شاہ نے پڑھا خوف سے رنگ زرد ہو گیا شہزادہ
شہزادہ کو دیا شاہزادہ نے اس رقعہ کو از اول تا آخر پڑھ کے [illegible]

ظاہر کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تین مہینہ کی مدت گذرنے کے قبل ہی اگر طلسم کو درہم و برہم نہ کردوں تو کچھ کام نہ کیا اور نہ
بدیع الملک اپنا نام نہ رکھوں یہ حال یہاں ملتوی رکھا جاتا ہے

اب کچھ حال شہرستان قاف کا معرض تسطیر میں آتا ہے جلد ران اقلیم فصاحت و باج گیران مملکت بلاغت

اس داستان غرابت عنوان میں اس طرح قلم فرسائی کرتے ہیں کہ شہرستان قاف کے قریب ایک شہر ہے نہایت
وسیع و عریض اور نام اسکا عریان کوہ ہے کیونکہ اس شہر وسیع الفضا میں بیشتر پہاڑ واقع ہیں حاکم و فرمانروا وہاں کا ملک
طوفان پریزاد ہے حضرت سلیمان کے زمانہ سے اس وقت تک باپ دادا اعمال شاہ کے ملک طوفان پریزاد کے
باپ دادا کو خراج دیتے رہے ہیں چنانچہ اس وقت بھی اعمال شاہ اسکو خراج دیتا ہے جب ملک طوفان پریزاد حاکم
عریان کوہ کو یہ خبر پہنچی کہ نوفل اور اعمال شاہ میں نہایت درجہ ربط ضبط بڑھ گیا اور انواع و اقسام کے آپس میں
میں مشورہ ہوتے ہیں اسکو بہت ناگوار معلوم ہوا اور اپنے ارکین سلطنت سے اس بارہ میں مشورہ کیا کہ اس
بارہ میں کیا کرنا چاہیے ان سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ای شہریار عالی وقار سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل چو پر شد
نشاید گرفتن بہ پیل ابھی ابتدا ہے اگر کسی طرح کا بند و بست ہو جاوے تو آئندہ کے واسطے مفید ہے ورنہ ایک
روز ضرور نتیجہ بد ظہور میں آئیگا آئندہ اختیار بدست مختار ملک طوفان نے کہا ہاں میں بھی اسی تردد میں مبتلا ہوں
غرضکہ بعد گفت و شنید بسیار ملک طوفان نے اعمال شاہ کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھا کہ ای اعمال شاہ
مدت دراز سے تم ہمارے تابع فرمان ہو اور ہم نے ہمیشہ تمہاری رعایت پر نظر رکھی اور تمہاری حکومت برقرار رکھنے کی غرض
سے تمہارے دشمن سے برسر پرخاش اور تمہاری حمایت کرنے کو بدل مستعد و آمادہ رہے جیسا کہ تم خود بھی خیال خود
سمجھتے ہو گے نظر برین تمہارا ابھی فرض ہے کہ کوئی مشورہ بغیر ہمارے اطلاع اور شراکت کے عمل میں نہ
لاؤ آج کل ہماری سماعت میں گذرا ہے کہ تم نوفل سے کسی طرح کا مشورہ کرتے ہو اور نوفل سے تمہاری ملاقات کو
طول کھینچ گیا اور اس طرح کے مراسم دوستی عمل میں آتے ہیں بہتر ہے کہ بمجرد پہنچنے اس تحریر کے اپنے اس مشورہ کی
اطلاع دو ورنہ منتظر جنگ رہو جب اس طرح کی تحریر اعمال شاہ کی نظر سے گذری نہایت غیظ و غضب میں آلودہ ہوا اور
نوفل سے کہا تمہاری رائے اس بارہ میں کیا ہے آیا اس تحریر کا جواب دینا چاہیے یا سکوت اختیار کیا جاوے اور اگر
جواب دیا جاوے تو کیا نوفل نے کہا میری رائے اس بارہ میں سکوت کی ہے بالفرض جنگ ہوگی باشد اور اگلی مرتبہ
خراج بھی نہ بھیجا جاوے اعمال شاہ نے بنا بر مشورہ کے سکوت اختیار کیا وہاں طوفان نے جواب کا انتظار کرکے
سامان جنگ مہیا کیا طرفین میں مقام جنگ تجویز ہو کے روز مقررہ پر صف آرائی ہوئی اور کشت و خون کی نوبت آئی
نتیجہ یہ ہوا کہ اعمال شاہ غالب آیا ملک طوفان نے پسپا ہو کے درخواست کی کہ جسطرح تمہارے یہاں سے
ہمکو خراج وصول ہوتا تھا اسی طرح اب ہم تمکو خراج دینگے اعمال شاہ نے قبول کیا لیکن جب خراج دینے کا وقت
آیا ملک طوفان نے سرکشی پر کمر باندھی یعنی سباک دیو افغان دیو خوار بلوت آہنی شاخ کے نام خط لکھے
جنکا یہ مضمون تھا کہ اس وقت دنیا میں کون ایسا میرا دوست ہے جو میری مدد و حمایت کے واسطے مستعد ہو [illegible]
[illegible] خراج گذاری کا وعدہ کیا اور اب وقت خراج ادا کرنے کا آگیا ہے مختصر [illegible]
[illegible] پہنچا لشکر کشی کی نوبت آ گئی اور تمام ملک وبال [illegible] تباہ و تاراج
[illegible] سباک دیو بلوت آہنی شاخ و افغان دیو خوار لشکر لے کے مدد [illegible]
[illegible] کو آ پہنچا اعمال اعمال شاہ کی جو عریان کوہ سے

خراج وصول کر سکے ہم سب جان دینے کو آمادہ ہیں پہلی ہی مرتبہ قضیہ فیصل ہو گیا ہوتا مگر کیا کہیں کہ اسوقت اطلاع نہ ہوئی
ملک طوفان نے کہا خیر اب سہی چنانچہ اپنے لشکر کو بھی ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا اور بیابان کوہ سے کوچ
کیا بعد قطع منازل و طی مراحل چند روز کے بعد نواح شہرستان میں پہونچا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی سمجھا کہ طوفان نے
پھر بغاوت پر کمر باندھی با لشکر بیکران و فوج گران یہ کیونکر غنیم کے مقابلہ میں خیمہ زن ہوا اور تحریراً ایک پیام بھیجا کہ کیا وجہ اس
لشکر کشی کی ہے طوفان نے بھی تحریراً جواب دیا کہ ہمکو خراج دینا نہیں منظور ہی اعمال شاہ خاموش ہو رہا شب کو
طوفان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا شب ہی کو بلوت آہنی شاخ و ملک طوفان کے پاس آیا اسوقت
ملک طوفان اپنے خیمہ میں تنہا بیٹھا تھا پوچھا ای بلوت دلاور اسوقت یہاں کہاں آیا بلوت نے کہا یہاں اسوقت
اس بات کی اطلاع کے واسطے آیا ہوں کہ کل کے ہنگامہ حرب کی ابتدا مجھسے ہوگی قبل میرے کوئی مستعد جنگ
نہو ملک طوفان نے بلوت کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا بہتر اور اس بارہ میں مجھسے پوچھنے کی کیا
ضرورت ہی صبح کو طرفین میں صف آرائی ہو چکی اول جو شخص کہ میدان میں آیا وہ بلوت آہنی شاخ تھا اور مبارز طلب ہوا
اودھر لشکر اعمال شاہ سے نوفل مقابلہ کے واسطے آیا اور یہ آواز بلند پکارا کہ ــ بیارا نچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ۔ بلوت آہنی شاخ نے کہا ای نوفل تو ہی اس فساد کا باعث ہوا ہی ابتدا میں بھی
میں نے سنا تھا کہ تو نے اعمال شاہ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا دیکھوں آج تو میرے ہاتھ سے کس طرح
جان سلامت لیے جاتا ہی یہ کہا اور اس دیو قوی ہیکل نے بچستی تمام نوفل کے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور
سیدھا ہاتھ پابند کر لیا اور اسی اٹھائے ہوئے ملک طوفان کی خدمت میں پہونچا اور کہا شہریار دیکھو میں اس
فتنہ پرداز کو لے آیا اب اختیار ہی چاہو قتل کرو ورنہ قید و بند میں رکھو ملک طوفان نے گرفتاری کا حکم دیا اور
بلوت بار دیگر میدان حرب میں آیا اور دوسرا مرد مقابل طلب کیا اس مرتبہ شہزادہ بدیع الملک نے اعمال شاہ
سے اجازت چاہی اعمال شاہ نے کہا ای شاہزادہ والاقدر میں خوب جانتا ہوں کہ تم ایک جوان جری و دلاور
ہو مگر اس دیو قوی الجثہ سے مقابلہ کرنا ہرگز قرین عقل نہیں ہی شہزادہ بدیع الملک نے اصرار بلیغ کیا حتیٰ کہ
اعمال شاہ مجبور ہو گیا اور کہا اگر یہی منظور ہی تو مجھکو کچھ عذر نہیں ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ میں ہرگز اس قدر
اصرار نہ کرتا اگر میرا دوست نوفل گرفتار نہو جاتا اگرچہ یہ دیو قوی الجثہ ہی لیکن میں بھی اسکے مقابلہ سے عاجز نہیں ہوں
یہ کہا اور میدان حرب و ضرب میں آ کے رد و بدل میں مصروف ہوا بلوت نے بقوت تمام وار شمشیر کا وار کیا شاہزادہ
بھی فن جنگ میں مہارت کامل رکھتا تھا اس دیو زبردست کے وار کو رد کیا اور ایک ہی ضرب بے پناہ میں اسکا
کام تمام کیا اعمال شاہ شاہزادہ بدیع الملک کے اس زور خداداد سے بہت متعجب ہوا اور با آواز بلند کلمات تحسین و
آفرین زبان پر جاری کر کے کہا ای شاہزادہ والاقدر اگرچہ بس ہے اب دوسرے کسی لشکری کو
ہنگامہ حرب گرم کرنے دو اور خود تھوڑی دیر استراحت کر لو بار دیگر کسی کے مرد مقابل ہونا شاہزادہ دلاور نے
مطلق اعتنا نہ کی اور اسی طرح آمادہ حرب رہا پھر دوسرا دیو قوی شکل آیا اور شاہزادہ بدیع الملک کی صورت
دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای آدمی تو خواہ مخواہ اجل کو اپنا دامنگیر کرتا ہی جا اور کسی مرد پہلوان زبردست کو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیج شاہزادہ نے مطلق جواب نہ دیا اور پہلے ہی ایک حملہ
کیا اسی روز چالیس نفر دیوان زور و کوہ پیکر پہلوان ملک طوفان
سے یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئے چونکہ آفتاب قریب غروب تھا اور

طبل بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے مالک طوفان متعجب تھا اور ہر ایک سے
کہتا تھا کہ یہ کس قوم و قبیلہ کا انسان ہے جسنے اس قدر دیوان قوی کو ہلاک کیا اگر یہی حال ہے تو فتح سے نا امید ہو رہنا
چاہیے ہر ایک لشکری ملک طوفان کو امید دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بادشاہ یہ ایک امر اتفاقی تھا ہر روز عید نیست
کہ حلوا خورد کسے آج نہیں کل اس انسان قوی بازو سے اُسکی بیباکی کا عوض لے لینگے چنانچہ دوسرے روز پھر نقارہ
جنگ بجا اور دونوں لشکر میدان میں صف آرا کیے گئے لشکر طوفان شاہ سے افغان دیوخوار میدان میں آیا اور
ہم مقابل طلب کیا ادھر سے بھی ایک نرہ دیو اُسکے مقابلہ کے واسطے آیا افغان دیوخوار نے کہا ہاں حملہ کر اُسنے
کہا پہلے تو حملہ کر افغان نے پہلے ہی اُسکی دونوں شاخوں میں ہاتھ ڈال دیا اور بزور بازوے زبردست اُسکو سر سے
بلند کر لیا اُس دیو نے ایک چیخ ماری افغان نے زمین پر مار کے سینہ پر مقام نشست قرار دی اور سر اُسکا تن سے
جدا کر کے منہ میں رکھ کے نگل گیا بعدہ بند بند اُس دیو کا جدا کیا اور مغز استخوان کھا گیا اور نعرہ مارا کہ منم افغان دیو
خوار برہم کنندۂ فوج جرار اے اعمال شاہ کدھر ہے وہ انسان ضعیف البنیان جس نے کل طلوت آہنی شاخ ایسے دیو
زبردست کو بمکر و فریب ہلاک کیا سہ نوبت اوگذشت نوبت ماست وہ آج آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھوں
کیسا جری و زور آور ہے تو بھی دانت کو بھی حرکت نہ دوں اور ثابت نگل جاؤں اس مرتبہ بھی اعمال شاہ نے منع کیا
مگر شہزادہ بدیع الملک نے مطلق اعتنا نہ کی اور اسپ پری نژاد پر سوار ہو کے افغان دیوخوار کا مقابل ہوا
اور با آواز کہا او خیرہ مغرور یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتا تھا میں تیرا حریف آ پہونچا افغان نے کہا اے انسان زبان
بند کر اور حملہ آور ہو شاہزادہ نے فرمایا تیرا یہ خیال ہے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا نگل لونگا پھر حملہ آوری کی کیا ضرورت ہے
افغان مثل بلاے بے درمان شاہزادہ کی طرف جھپٹا جب قریب پہونچا چاہا کہ لپٹ جاے شاہزادہ نے جگہ خالی
کر کے اور پہنچتی تمام پشت کی طرف آ کے اس زور سے مکا اُسکی پشت پر مارا کہ اوندھے منہ زمین پر آرہا شاہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او بیہودہ گو تو تو مجھے نگل لینے کو لپکتا تھا اب تو خود زمین کا لقمہ ہونے کو چلا افغان بار دیگر سنبھل کے
شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب آ کے وار شمشاد کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس مرتبہ بھی جگہ خالی کی اور
اور وار شمشاد اُسکی نصف زمین میں غرق ہو گئی افغان دیوخوار کھینچنے میں مصروف ہوا اس طرف شاہزادہ نے
وقت فرصت کو غنیمت جانا اور ایک ہی ضرب تیغ آبدار میں اسکو دو ٹکڑا کیا پھر دونوں لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا ہوا
ہر ایک ادنی و اعلی کی زبان پر شاہزادہ بدیع الملک کی صفائی دست و بردست کی تعریف تھی ادھر افغان دیوخوار
کا دو ٹکڑا ہونا تھا کہ دیو افلاک آہن تن نام ایک دیو کوہ پیکر میدان میں آیا جسکے تمام بدن پر بال تھے اور شاہزادہ
زور دست و بازو میں مصروف ہوا پہلے انواع اقسام کی کشتی کشادہ رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے اُسکو زمین پر
مارا اور اُسکے ایک پاؤں کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں سے گرفت میں لا کے
مثل کرباس کے درید کر ڈالا اور ایک حصہ اُٹھا کے جانب دست راست پھینک دیا اور دوسرا حصہ جانب دست چپ
اُسکے بعد دیو سہماک جو تمام مملکت ملک طوفان میں جان و دہشت و عفریت ثانی مشہور تھا اور ساحر بھی اُس گروہ
کا قد تھا [illegible] میدان میں آیا اور آتے ہی دار شمشاد کا وار شاہزادہ بدیع الملک
تیغ اس قوت سے اُسکے سر پر لگائی کہ نصف سر اُسکا [illegible] گیا
[illegible] اُس زخم سر کی تاب نہ لایا اور شاہزادہ کے مقابلہ سے بھاگ کے
[illegible] دیو بدحواس اور اُسکے سر سے دریا سے خون جاری

دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور ارادہ کیا کہ اس مقام سے بھاگیں ملک طوفان فوج کا حال بدرنگ دیکھ کے وسط فوج مین مقام بلند پر ایستادہ ہوا اور باواز بلند کہا ای اہل فوج عریان کوہ خبردار بزدلی نہ دکھانا اگر دم بھر بھی اس غلط گمانی سے تمام عریان کوہ مین جہان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا مگر تم نے آج بزدلی اپنی ظاہر کر دی کہ تاب زخم سپر نہ لا سکا اور حریف ضعیف البنیان کے مقابلہ سے بھاگا مقتضائے جرات و دلاوری یہ ہے کہ اپنی بزدلی کی جانب مطلق اعتنا نہ کی جاوے اور باستقلال تمام اس انسان ضعیف البنیان کو ہر چہار جانب سے گھیر کے اسکو بھیر مہ بہ کر دیا جاوے ورنہ باشندگان عریان کوہ ہمیشہ کے واسطے بدنام ہو جاوینگے کہ ایک انسان مشت استخوان کی تاب مقابلہ نہ لا سکے اس طرح کی تقریر طوفان شاہ کی اس تقریر سے تمام کے دل مین ایک نوع کی جرات پیدا ہوگئی اور بگیر و بزن کہتے ہوئے آندھی کی طرح دوڑے اور شاہزادہ بدیع الملک کو گھیر لیا شہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا تیغ و سپر کو سنبھال کے فوج طوفان شاہ مین در آیا اعمال شاہ نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی یہ لحاظ کہ غضب ہوا ایسا نہ ہو شاہزادہ والا در ہلاک ہو جاوے تجاہت تمام سرداران فوج کو حکم دیا کہ جلدی شاہزادہ کی مدد کرو ایسا نہ ہو کہ فوج مخالف سے کسی طرح کی اذیت دلاور کو گزند پہونچے تا اینکہ یہ فوج بھی حملہ آور ہوئی جسکی تعداد بنا بر تحریر بعض مورخان صداقت بیان سات لاکھ کئی ہزار تھی اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال شاہ کی تحریک سے ساتھ لاکھ دیوان قوی ہیکل کی جمعیت شاہزادہ بدیع الملک کی حمایت کے واسطے پہونچی اور علاوہ اس تعداد کے بکثرت فوج اعمال شاہ کی اس مقام پر آمادہ حرب تھی القصہ تا غروب آفتاب فوج طرفین مین وہ جنگ مغلوبہ ہوئی اور اس غضب کا کشت و خون ہوا کہ بناہ بخدا کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہو گئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا خون کا بہ رہا ہے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی جب بالکل تاریکی ہوگئی نقارہ بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے مقام قیام پر چلے آئے شاہزادہ بدیع الملک بھی بارگاہ اعمال شاہ مین آکے استراحت گزین ہوا

غریب کو دل اہل صفا مین راہ نہیں / ہر دشت دہ ہی جہان آسمان زیر گاہ نہیں / بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں
تو اس تمہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں / بتون کے ناز سے کیسے دکھ سہے ہین دل / وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہیں
کھڑے ہین کوچے مین ہو کے اپنے پیشوا کو پہونچ / تمہاری تیغ کی زخمون کی بند راہ نہیں / نہ ہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ مدعا نہیں / غریب کو نہ کرین قتل خط وہ بیزار کرین / مراگناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہیں
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے / عمل جو نیک ہون تو اسپے خواب گاہ نہیں / تمام جلسے کے نکلنے کا حال کھل جانا
دکھاؤن کسکو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین / قصر ان کے قدم سے مین ہے آسشن / طریق احمد مرسل سے شاہ راہ نہین

تواریخ پیر سے مردسخندان یون چمن آشکار کرتے ہیں ایک بادشاہ تھا عالی مقام ملک داد بخش نام اسکی ایک دختر تھی نام آشکار روان بخش تھا حسن و جمال مین یکتا ناز و انداز مین بے ہمتا کثرت صفا سے دل تجلی زار سینہ مظہر نور ہے

خیال از جلوۂ او روح پرور / دہان از نام او لبریز کوثر / بدرج او دل شدگان اندیشہ / لوان کشتن ہر یدہ طالع خورشید

جس روز یہ ہنگامہ برپا ہوا اسی روز ملک داد بخش مع دختر اعمال شاہ کی ملاقات کو آیا اور بعد صاحب سلامت رو برو شاہزادہ بدیع الملک کے مقیم ہوا شاہزادہ کی نظر جو روان بخش دختر داد بخش پڑی ایک عجیب حال ہوا

جگر میں آشنا ہوا نگاہ کے ساتھ / ہوش جاتا رہا آہ کے ساتھ / دل بر گیا ... راز

ہر چند دل مین کہا اے بدیع الملک اس راہ پرخطر مین قدم رکھنا ... ادھر روان بخش بھی شاہزادہ کو دیکھ کے ہزار جان و دل فریفتہ ہے

اسکو ان دونون کے راز مخفی سے مطلق اطلاع نہ تھی نیرنگ ساز فلک جب کوئی شعبدہ غریب چاہتا ہی پردہ سے نکالنے
پہلے سب کی نظر بندی کرتا ہی غفلت کا افسون پھونکتا ہی ؎ قضا دستی بہ چشم انگشت دارد * چو خواہد از کسے کارے برارد
دو انگشتش نہد دیگر دو بر گوش * یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش * ملک داد بخش نے جو شاہزادہ کو ایک جوان وجیہ و
خوش رو دیکھا اعمال شاہ سے پوچھا کہ شہریارا یہ جوان فرخ فال کون ہی اعمال شاہ نے کہا ای داد بخش تم اس
جوان عالی خاندان والا دودمان کو نہین جانتے بس یہ سمجھو کہ برہم کن صفوف مصاف اولاد زلزلۂ قاف سے ہی کئی روز
کا زمانہ گذرا کہ میرے یہان مہمان ہی اور ہر روز دیوان کوہ پیکر و عفریتان قوی ہیکل سے ہنگامہ حرب و ضرب گرم
کرتا ہی اور صدہا دیودن کو ہلاک کرتا ہی آجتک ہماری نظر سے قوم انسان مین کوئی صاحب دست و بر دست ایسا نہین گذرا
جب اسطرح کے اوصاف دلیری و جوانمردی ملک داد بخش نے اعمال شاہ کی زبان سے سنے اوسکے بھی دل مین
ایک نوع کی محبت شاہزادہ بدیع الملک کی پیدا ہوئی فورا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کرکے
شاہزادہ بدیع الملک سے بغلگیر ہوا شہزادہ بدیع الملک کا قاعدہ تھا کہ تمام روز حرب و ضرب وغیرہ
مین مصروف رہتا تھا ادھر آفتاب قریب غروب ہوا اور تمام کامون کو چھوڑ کے ملکہ پاہ پوش کے پاس چلا آتا
اور تمام شب ملکہ کے پاس بسر کرتا تھا آج جو ملکہ روان بخش دختر ملک داد بخش کو دیکھا ایسا از خود رفتہ ہوا کہ پہر
رات سے زیادہ گذر گئی پھر بھی اعمال شاہ کی بارگاہ سے باہر نہ آیا کبھی خود روان بخش کی جانب دیکھ لیتا تھا
اور کبھی روان بخش شاہزادہ کی طرف دیکھ لیتی تھی آخر اعمال شاہ کو خیال آیا کہ اسقدر رات گذر گئی اور شاہزادہ
والا جاہ بیدار ہی ایسا نہو کہ ماندہ و کسلمند ہو جائے یہ خیال کرکے عرض کیا کہ شہریار کچھ معلوم ہی کہ کسقدر رات آئی ہی اب اپنی خوابگاہ مین لیجا کے
چند ساعت استراحت فرمائیے زیادہ بیدار رہنا انسان کے واسطے علالت کا سبب ہی اگر نصیب دشمنان زیادہ ماندگی
غالب آگئی تو سخت زحمت ہوگی مجھکو صرف نادرستی مزاج کا خیال ہی بدیع الملک نے کہا نہین صاحب
مجھ مین ماندگی کیا راہ پائیگی پوری ایک ہفتہ تک تمام شب بیدار رہون تو کبھی ماندہ نہین ہوسکتا اعمال شاہ نے کہا
اختیار بدست مختار ہی یہ کہا اور بارگاہ سے اٹھ گیا اعمال شاہ کے اٹھنے سے مجلس برہم ہو گئی تمام حاضرین بارگاہ
اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہے اب بارگاہ مین صرف بدیع الملک تنہا رہگیا محبت بڑی بلا ہی محبوبہ کے
جانے سے دل تہ و بالا ہو گیا مگر چارہ کیا تھا پھر بھی چند ساعت تک وہین بیٹھا رہا اور انواع اقسام کے خیال
دل مین وسوسے کیے کوئی تدبیر اسوقت ایسی سمجھ مین نہ آئی جس سے دل ٹھہرا رکھے گو قرار آتا مجبوری وہان سے
اٹھ کے ملکہ پاہ پوش کے پاس آیا مگر خیال محبوبہ جدیدہ دل مین سمایا ہوا تھا کسی پہلو قرار نہ آیا ہر مرتبہ دل چاہتا تھا
کہ چلو اور روان بخش کو تلاش کرکے کسی طرح اسکے پاس پہونچو اور کبھی اشعار عاشقانہ موثرانہ لہجہ مین پڑھتا ملکہ پاہ پوش
نے جو شاہزادہ بدیع الملک کا آج یہ نیا رنگ دیکھا کہ نہ پہلے سے سخنان محبت مین اور نہ التفات و اختلاط ہے بہت
متعجب ہوئی چاہا کہ کچھ استفسار حال کرے مگر بسبب شرم و حیا کے خاموش ہو رہی کبھی شاہزادہ کے اداس
چہرہ کی جانب نظر کرتی تھی اور [illegible] بار کو سنکے طرح طرح کی باتون کا خیال آتا تھا رات زیادہ آگئی نیند نے غلبہ کیا
[illegible] گئی و سجدہ رکھا کہ [illegible] بیدار ہوتا تھا کہ [illegible] لیٹی مین [illegible] جاتا تھا پہرون چپکے
[illegible] اس مرتبہ صبح سویرے کے [illegible] ملکہ پاہ پوش سب بیدار نہ ہوئی تھی
[illegible] تمام دربار اعمال شاہ مین آکے بیٹھ رہا [illegible]
[illegible] آگئے دیکھا شہزادہ بدیع الملک دربار مین موجود [illegible]

سلام باہمی روان بخش نے گوشۂ چشم سے شاہزادہ کو سلام کیا جسنے شاہزادہ بدیع الملک کی آتش محبت کے
لیے ہوا کا کام کیا تمام دن تو دربار مین گذرا جب شام ہوئی پھر حسب دستور سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے
اسکے بعد شہزادہ بھی ملکہ ماہ نوش لب کے پاس چلا آیا مگر اسیطرح مغموم و محزون کبھی اپنے نصیبون پر اشک گلرنگ
بہاتے خار خار الم سے چرخ جفا کار کے شکوے کرنے لگا ؎ منم آن میوہ کز خامی بہ بستان ہوس ماندم
ز بس کایام باین کرد سر و بے ثمر ماندم ؛ کبھی کہتا تھا زمانہ کا عجب رنگ ہی محبت ایسی شی ہی جسکو محب ہی خوب جانتا ہی
مگر اہل عقل سمجھتے ہین کہ اس طرح کی محبت ہمارے واسطے ننگ ہی ؎ این اہل زمانہ ہر دو نا کم کردند

این ہیچ عجب عجب ہا کم کردند | از چار طرف غبار دلہا چندان | برخاست کہ زندہ زیر خاکم کردند

اسی غم خوارگی کا دہ مین مبتلا رہا ظاہر مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا رہتا مگر باطن مین خون ستنک ہوا جاتا تھا

کبھی آہ کرتا اور کہتا تھا ؎ کاہیدہ ز عشق تو تن و جان مرا | آخر شد نالہ سست سوہان مرا | در راز گل رعنا تو کوئی تن را

خار ہست فتادہ در گریبان مرا ؛ ملکہ مہر نوش شہزادہ کی صورت دیکھتی ہی اور خاموش ہو رہتی ہی اور بجاے خود
کہتی ہی کہ مین پوچھون تو کیا پوچھون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا مرض ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب روان بخش اپنے
گھر مین آئی چونکہ محبت بیان بھی دل مین گھر کر چکی تھی بہت گھبرائی زبان حال سے کہتی تھی ؎ خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے ؛ لیکن مشتاق دید محبوب و مسافر تھی تاب ضبط نہ لا سکی ایک گوشۂ تنہائی مین اپنی دایہ کو
لیگئی اور آہستہ کہا ای مادر گرامی تمنے مجھکو پالا گود مین کھلایا تمہارا مجھپر حق ہی اور مجھپر تمہارا حق ہی اگر کسیکو کسیطرح کا ملال
ہوتا ہی اسکا رفیق ملال کے دفع کرنے مین دل سے کوشش کرتا ہی دایہ نے کہا تو بامنت شوم کچھ تو کہو کہ نصیب دشمنان
کیا ایسا ملال ہی جس سے تمہارا چہرہ دیکھتی ہون فق ہی اور خراب حالی ہی اگر کسی نے کچھ کہا ہو اسکو سزا دلواؤن
کسی نے کچھ چھین لیا ہو اسکی ویسی تدبیر کرون ملکہ روان بخش نے کہا دایہ جان میری یہ بات امانت سمجھنا خبردار
کسی سے نہ کہنا اور تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ؎ ان ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے ۔ پر ان
ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے ؛ اور بالفرض تم میری غلطی سمجھتی ہو ؎ ہر چہ پادا را دو امر کہ بیچرا تا ختم
دایہ نے دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور کہا جان مادر اتنا جو کچھ کہا لیکن بار دگر ایسا ذکر میرے گوش زد نہ کرنا مین
کیا جانون محبت کس جانور کا نام ہی اور الفت کسکو کہتے ہین وہ عقلمند کیا جو عقل سے کام نہ لے اور بیہودگی کے
درپے ہو جاے بھلا عام لوگون مین سے کیسی دختر اس طرح کے کلام زبان پر لاے تو ہو سکتا ہی ملک داد بخش
ایسے بادشاہ عالیجاہ کی دختر اور آدمی زاد پر فریفتگی ظاہر کرے اسکے کیا معنی روان بخش آبدیدہ ہوئی اور کہا
ای مادر گرامی یہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا مگر مین نے کانون مین سنا ہی کہ رستم دراہ محبت مین سب ہی مجبور ہین وہ
دلبستہ کون ایسا ہوگا جو اپنے کو بلا مین مبتلا کر دیگا ہان اگر اختیاری امر ہو تو محل شکایت ہی مین نے اپنے پدر
عالی مقدار سے یہ نہین کہا تھا کہ مجھکو اعمال شاد کی دربار مین ہمراہ لے چلو اور نہ انھین کو یہ معلوم تھا یہ بخت و اتفاق
ہی کہ مین دام محبت مین گرفتار ہو گئی اگر کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا تو ضرور ہلاکت کا سامنا ہی دایہ کو غصہ آگیا اور کہا
او شوخ دیدہ مین نے کہدیا کہ اس خیال بیہودہ سے درگذر مگر تجھکو معلوم تیری ایسی ہی محبت میرے
دل مین جاگزین ہی کہ تیرے سمجھانے ہی پر اکتفا کرتی ہون کیا ؟
اور خبردار تو مجھ سے اس بارہ مین کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین تیری
ایسی ہمراہی نہ ہونگی اور بجاے خود سمجھ تو کہ اگر مین اس

یہ ممکن نہین کہ یہ راز پوشیدہ رہی پھر میرا اور تیرا کیا حال ہوگا عجب ملتاب وادبخش کو خبر پہونچیگی اُس نازنین نے
دایہ کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا ای مادر مہربان اتنو جو کچھ بد اتفاق ادا ہوا اگر میری زندگی چاہتی ہو اس بارہ مین
کوئی تدبیر نکالو اور یہ جو تم کہتی ہو کہ آدمی پر فریفتہ ہوئی تو اسکا یہ جواب ہی کہ ملکہ اسمان پری جو ہماری بادشاہ
ہی وہ کیون جد بدیع الملک سے راضی ہوگئی جد بدیع الملک آدمی زاد نہ تھا اس طرح کے اصرار سے دایہ
مجبور ہوگئی اور تا دیر سکوت مین سرنگون رہی بعد ازان کہا خیر تیری خاطر مجھکو عزیز ہی خاموش ہو رسوائی کا
معاملہ ہی دیوار ہم گوش دار د بجاے خود فکر کرونگی اگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین آئیگی تو تجھسے کہونگی روان بخش
نے موتیون کا ہار جو پہنے تھی اپنی گردن سے اتار کے دایہ کی گردن مین ڈال دیا اور نہایت منت سے کہا دایہ
جان دوسرے وقت پر محول نہ کرو اسی وقت کوئی ایسی تدبیر مجھکو بتا دو جس سے میرے دل کو قرار آوے دایہ
نے نفس سرد بھر کے کہا ای نور نظر افسوس کہ تو میری بھی جان کی ویری ہوگئی خیر ایک تدبیر میرے سمجھ مین
آئی ہی وہ یہ ہی کہ جس حویلی مین شہزادہ مقیم ہی اسمین درختان گل بکثرت ہین گلچینی کے بہانہ سے وہان
جاؤنگی تو بھی میرے ہمراہ چلنا روان بخش بہت خوش ہوئی غرضکہ تمام رات اضطراب و بیقراری مین گذری
صبح ہوتے ہی روان بخش دایہ کے پاس پہونچی اور آہستہ کہا ای مادر جانا ہی تو چلو دایہ نے اور بھی چند
پریزادون کو مع روان بخش اپنے ہمراہ لیا اور بدیع الملک کی حویلی کی طرف گلچینی کے بہانہ روانہ ہوئی
یہان شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا ہوا باد دلدار مین محو تھا یکایک دیکھتا ہی کہ روان بخش
چند پریزادون کے ہمراہ چلی آتی ہی اور آتے ہی گلچینی مین مصروف ہوگئی ملکہ مہر نوش لب کی نظر سے پوشیدہ
ہر بار روان بخش کی طرف نظر جا پڑتی اور روان بخش بھی شاہزادہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی اور پھول چنتی جاتی
تھی کبھی چنے ہوے پھولون کو دلستہ گرا دیتی تھی اور متبسم ہو کے از سر نو پھول چنتی تھی جس سے مفہوم
ہوتا تھا کہ براے نام پھول چنتی ہی ایک مرتبہ ملکہ مہر نوش لب نے شہزادہ کو دیکھ لیا کہ روان بخش
کی طرف رغبت سے دیکھتا ہی سمجھ گئی کہ اسی پریزاد کی محبت مین شہزادہ مبتلا ہی اور یہی وجہ ہی کہ دو روز سے
میری جانب ویسا التفات نہین جیسا پیشتر تھا اور بالکل مضطرب و بیقرار ہو رہا ہی آخر شہزادہ سے کہا شہریار
میرا دل چاہتا ہی کہ چند روز ان پریزادون سے گرم صحبت ہون اور انکو اپنے یہان مہمان رکھون لیکن
تمکو نا گوار نہ ہو میرا تمھارا دونون کا گفت و شنید سے دل بہلیگا شہزادہ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ بڑی
شوق سے انکو مہمان رکھو ملکہ مہر نوش لب روان بخش کی جانب متوجہ ہوئی اور کہا ای خواہر ہم بھی یہان
مسافرانہ وارد ہین اور شاید تم بھی مسافر ہو اتفاق سے ہمارا تمھارا سامنا ہوگیا ہی اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو تھوڑی
دیر کے واسطے ہمارے پاس بھی چلی آؤ کچھ باتین کرین اور ہم تم دل بہلائین ادھر روان بخش کی تو
مراد دلی یہی تھی متبسم ہو کے کہا کچھ مضائقہ نہین ہی یہ کہا اور بہزار ناز و انداز ملکہ مہر نوش لب کے پہلو مین شاہزادہ کے
روبرو آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش روان بخش سے پوچھنے لگی کہ کہین تم یہان توقف کرو مین آتی ہون شاہزادہ کو تنہا چھوڑ
کے آئی اور کہا شہریار مین پیشتر ہی تمھارے انداز سکوت سے سمجھ گئی تھی کہ تم کسی کے فریفتہ معلوم ہوتے ہو مگر
[illegible] اب مجھکو بخوبی دریافت ہوگیا کہ تم خاص اسی پریزاد پر فریفتہ
[illegible] اس واسطے مین نے اسکو اپنے پاس بلایا ہی اسنے جو کچھ
[illegible] دش ہو رہا ملکہ مہر نوش اور شہزادہ دونون پھر اپنی جگہ پر

آکے بیٹھ گئی ملکہ مہرنوش لب نے روان بخش سے کہا اگر اس حویلی مین پھول اس کثرت سے نہ ہوتے تو کیون تم
یہان آتین اور کس طرح ہماری تم سے ملاقات ہوتی روان بخش نے متبسم ہو کے کہا بہن پھولون کا تو ایک بہانہ ہی
لیکن اصل بات یہ ہی کہ تمھاری محبت ہمکو یہان کھینچ لائی ملکہ مہرنوش روان بخش سے یہ سُن کے خوب ہنسی اور کہا
ہان بہن یہ تم نے سچ کہا مگر تھوڑا اس مین جھوٹ بھی ہی بے شبہہ پھولون کا بہانہ تھا لیکن میری محبت تمکو نہین کھینچ لائی
ہان محبت ضرور تم کو کھینچ لائی مین نہین کسی اور کی محبت سہی ای خواہر تم تو کیا اگر تم ایسے ہزار پریزادون پر فریفتہ ہو جاؤ
اور پاس اپنے لے آؤ تو ان سبکی کنیزی فخر سے کرنے کو موجود ہون اور اس میرے کہنے کو معمولی کہنا نہ سمجھو یہ بھی
بات ہی یقین سمجھو روان بخش نے کہا بہن یہ تم کیا کہتی ہو مجھکو تم خود اپنی ایک ادنی کنیز سمجھو شہزادہ بدیع الملک
ملکہ مہرنوش لب کے اس طرز کلام سے دل مین بہت خوش ہوا اور ہزار ہزار آفرین کی اور کہا حقیقت امر یہ ہی
کہ اگر ہزار در ہزار محبوبان سراپا ناز و انداز و نازنینان دلنواز کا دل دادہ ہونگا اور وہ سب میرے قبضہ و اختیار
مین آئینگی تو سبکی سردار مین تمھین کو سمجھونگا اس بارہ مین قوم اناث سے آدمی زاد ہو یا پریزاد کوئی ایسا نہین جسکو
دوسرے سے رشک و حسد نہین ہوتا مگر تمھارا خیال بالخصوص اس بارہ مین قابل تعریف ہی اب روان بخش
کی دعوت کرنا چاہیے چنانچہ مجلس رقص و سرود آراستہ کی گئی پریزادان رقاصہ و خوش گلو و خوش ادا طرح طرح کی
عاشقانہ غزلین گاتین تین شبانہ روز اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا چوتھے روز روان بخش نے ملکہ مہرنوش لب سے
کہا ای ملکہ اب مجھکو رخصت کرو نہ مین پھر آؤنگی ملکہ مہرنوش نے کہا بہن ابھی اور کچھ دن یہان دل بہلاؤ رقص و سرود
کے جلسے سے دل خوش کرو نہین معلوم اب کب بار دیگر ہم سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہو روان بخش نے کہا
ہان صحیح ہی مگر اب زیادہ توقف نہین کر سکتی کیونکہ مین یہان اس ارادہ سے نہین آئی تھی کہ دو چار روز توقف ہوگا تمھاری
خاطر سے اسقدر توقف کا اتفاق ہو گیا ملکہ مہرنوش نے بہ مجبوری روان بخش کو رخصت کیا اور کہا ای خواہر روان بخش
تم غیریت نہ سمجھنا جسوقت دل چاہے بلا تکلف چلی آنا اور اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا مین تمھاری خوش خلقی اور محبت سے
پیش آنے کی ممنون ہون روان بخش یہ کہکے کہ واہ یہ تو مجھکو کہنا چاہیے رخصت ہوئی اور اپنے مقام پر چلی گئی
پیشتر ذکر ہوا ہی کہ ہنگام مقابلہ طوفان شاہ حاکم عریان کوہ سباک دیو کوہ پیکر جو تمام عریان کوہ مین جان قاف
اور عفریت ثانی مشہور تھا شاہزادہ بدیع الملک دلاور کے دست زبردست سے شمشیر آبدار کا سر پر زخم کاری
کھا کے لشکر طوفان شاہ مین جا چھپا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اسکا بیٹا مقابل دیو نام آیا اور سباک دیو
کو سلام کیا اور اسکا سر زخمی دیکھ کے متعجب ہوا پوچھا یہ کیا ہوا سباک دیو نے کہا ای فرزند میدان حرب و ضرب
مین جو کچھ ہوتا ہی وہ ہوا مقابل دیو نے پوچھا کہ وہ کون ایسا دیو زبردست تھا جس نے ایسی ضرب شدید پہونچائی سباک
دیو نے کہا جان پدر کیا کہون مفصل حال بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہوتی ہی مقابل دیو بہت مصر ہوا اور کہا ای پدر بزرگوار
کچھ تو بیان کرو وہ کون ہی اور اسکا کیا نام ہی سباک دیو نے کہا ای فرزند وہ دیو زاد نہین ایک آدم زاد ہی اور اسکا نام
بدیع الملک ہی یہ سن کے مقابل دیو بہت برہم ہوا اور کہا آدم زاد کی یہ طاقت نہین ہو سکتی کہ وہ اس طرح زخمی
کر سکے ہان کوئی اور سبب ایسا ہوا جس سے زخم کاری لگا سباک دیو نے کہا ای فرزند تجھکو نہین معلوم کہ وہ آدم زاد
کیسا جری اور شہ زور ہی پیشتر مین بھی اُسکی کوئی وقعت نہ سمجھتا تھا مگر جب مقابلہ ہوا کہ وہ آدمی ایسا زبردست
ہی مقابل نے کہا اب مین جاتا ہون پہلے اُس آدم زاد سے عوض
اصرار کیا کہ جلدی کیا ہی چلے جانا مگر اُسنے نہ مانا آدھی رات گذری تھی کہ

محل مین پہونچا شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے ساتھ خوابگاہ مین بیخبر سو رہا ہی جونہی اس دیو کی نظر
ملکہ مہر نوش پر پڑی ہزار جان اُس نازنین پر فریفتہ ہوگیا سوچا کہ اگر اس نازنین کو نہین رہنے دون اور اس
آدمی زاد کو بیدار کرون نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بہتر یہ ہی کہ پہلے اس نازنین کو یہان سے لیجاؤن پھر اس
آدم زاد سے سمجھ لون چنانچہ شہزادہ کو عالم خواب مین رکھا اور ملکہ مہر نوش لب کو بآہستگی تمام اُٹھا لے گئے ہوئے
جزیرہ شلشم مین لایا جزیرہ شلشم مین پہونچ کے ملکہ مہر نوش لب خواب سے بیدار ہوئی متعجب ہو کے مقابل دیو
کی صورت دیکھی اور کہا تو کون ہی اور مجھکو یہان کون لایا ہی مقابل دیو نے کہا مین مقابل دیو ہون اور ای نازنین مین ہی
تجھکو یہان لایا ہون اس سبب سے کہ جس جوان آدم زاد کے ساتھ تو سو رہی تھی اُسنے میرے باپ سماک دیو کو
زخمی کیا ہی اُس سے بدلا لینے تیرے محل مین آیا تھا جب تجھکو دیکھا تیرا دلدادہ ہوگیا حتی کہ ابھی اُس جوان سے بدلہ
لینا ملتوی رکھا اور تجھکو یہان اُٹھا لایا اب مجھکو اجازت دے کہ مین تجھسے اپنی مراد حاصل کرون اور ای نازنین
تو خوب جانتی ہی کہ اس وقت تو ہر طرح سے میرے قبضہ مین ہی تیرا انکار عبث ہوگا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا ای
ظالم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مجھکو اُس جوان کے پاس سے یہان لے آیا مین اُس جوان آدم زاد کی مطلوبہ ہون
کسی غیر کا دست گستاخ ہرگز نہین میری جانب دراز ہو سکتا اگرچہ اس وقت مین تیرے قبضہ مین ہون پھر قبضہ سے
کیا فائدہ کہ جب مجبوری کی حالت مین اپنی ہلاکت کے درپے ہو جاؤن گی ہان اسوقت تیرا کہنا بجا ہوتا جب اُس
شاہزادہ ذیجاہ یعنی بدیع الملک والا بارگاہ کے مطلوب نہ ہوتی مقابل دیو نے کہا ای نازنین مین تیرا مطلب
سمجھ گیا تیرا یہ خیال ہی کہ جب اُس جوان کا سامنا ہوگا تجھے شرم آئیگی آگاہ ہو کہ مین اُس آدمزاد سے ضرور اپنے
باپ کا عوض لونگا اور ایسا عوض لونگا کہ مدت العمر تیرا اور اُسکا سامنا نہوگا اور اچھا شبہہ کیون باقی رہی مین جاتا ہون
اور پہلے اُس جوان آدم زاد ہی کا کام تمام کیے آتا ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اس طرف کا حال سنیے
کہ جب صبح ہوئی حسب دستور وقت مقررہ پر شہزادہ بدیع الملک خواب سے بیدار ہوا پہلو مین نظر کی ملکہ
مہر نوش لب کو نہ پایا نہایت حیرت ہو گیا طرح طرح کے خیال پیدا ہوے کوئی بات قابل یقین سمجھ مین نہ آئی گھبرایا ہوا
اعمال شاہ کی بارگاہ مین آیا اعمال شاہ نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو پریشان حال دیکھا اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار کیون خیریت تو ہی تم اس قدر بدحواس کیون ہو شاہزادہ اعمال شاہ کو خلوت مین لے گیا
اور کیفیت حال کو بیان کیا اور کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ملکہ مہر نوش لب کو کون لے گیا اعمال شاہ بھی غریق بحر حیرت
ہو گیا کہا شب کو کوئی اجنبی تمھارے یہان آیا تھا شہزادہ نے کہا کوئی نہین بعد ازان شہزادہ اور اعمال شاہ خلوت
سے باہر چلے آئے اور تا دیر ساکت ہین دونو بیٹھے رہے اور حاضرین دربار شہزادہ اور اعمال شاہ کی سکوت کو
خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے مجال دم زدن نہ تھی شہزادہ نے کہا ای اعمال شاہ اب مین باعلان کہتا ہون سنو اگرچہ میری
معشوقہ کو خوابگاہ سے کوئی لے گیا ہی بہتر یہ ہی کہ جس طرح سے لے گیا ہی اُسی طرح خود پہونچا دے مین اقرار کرتا ہون کہ کسی طرح کا
تعرض اُس سے مین نہین کرونگا ورنہ یہ ممکن نہین کہ مین تجسس و تلاش کرون اور وہ نہ ملے اسوقت اُس لے جانے والے کو
اس ولیعہد [illegible] تا تھا کہ ہوا نوران ہوا ہی اور صحرائی تک آ کے حال خراب ہے افسوس کیے نکلے اس بات کو
[illegible] نام کا ہو [illegible] اچھا کیا جو کچھ کیا جسوقت شہزادہ بدیع الملک نے
[illegible] داد بخش [illegible] ان بخش بھی وہان موجود تھے روان بخت شب کو
[illegible] مجھکو سناتے ہے اس طرح کہتا ہی اور میری طرف اُسکا خیال ہی

کیونکہ مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس جا کے بیٹھی تھی اور ملکہ مہر نوش نہایت لطافت و محبت سے پیش آئی تھی
اسوقت تو اس طرح کا خیال کر کے خاموش رہی اور شہزادہ بدیع الملک کی صورت حیرت سے دیکھا کی جب
شہزادہ اپنی بارگاہ مین گیا روان بخش سبکی نظر سے پوشیدہ فوراً شاہزادہ کے پاس آئی اور صورت حال کو
پوچھا شاہزادہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اس بارہ مین ہمہ تن محو حیرت ہون کہ کون ایسا مکار بے ایمان تھا
جس نے میری محبوبہ آرام جان کو مجھسے جدا کیا ابھی تو مین خاموش ہون البتہ سراغ مل جاوے تو اس بدبخت کو بتاؤن
اگر میری غفلت مین یہ حرکت نالائق کی تو کیا کی بات لطف اسوقت تھا کہ میری بیداری کی حالت مین حملہ کیا ہوتا
تو معلوم ہوجاتا یہ پیشہ محض بزدلون کا ہے روان بخش نے اول بہت افسوس کے کلمات کہے بعد ازان
کہا شہریار اگر تمکو میری جانب کسی طرح کا گمان ہے تو مین جسطرح کہو قسم کھانے کو موجود ہون کہ مجھکو مطلق اس
واقعہ سے اطلاع نہین ہے اور نہ مین کسی طرح کی اس مقدمہ مین شریک ہون کیونکہ ہر ایک فعل اور اُسکے ضمن مین
مصلحت ہوتی ہے جس غرض سے وہ کام کیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہنگام ملاقات خواہر مہر نوش جس لطف و
خوبی اور بے تکلفی سے مجھسے پیش آئین اور یہ مجھکو یقین ہے کہ میری ملاقات سے خوش ہوئین اور ہرگز میری
مفارقت وہ نہین چاہتی تھین پھر یہ حیرت ہے کہ وہ کون ایسا مردود تھا جس نے اس طرح کی حرکت ناشایستہ کی
شاہزادہ بدیع الملک نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین تمہارا کیا دخل ہے اور تم سے اس مقدمہ مین کیا تعلق
ہے اگر تم کو لیجانا منظور ہوتا تو مانع کون تھا کئی روز تم ہمارے یہان مقیم رہین ممکن تھا کہ تم بھی ملکہ کو اپنے ہمراہ
لیجاتین پوشیدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی میرا ہرگز تمہاری جانب گمان نہین اور یہ فعل تو قوم اناث کا
کسیطرح عقل مین نہین آتا ہان ہونگے تو قوم ذکور ہی سے کوئی حضرت ہونگے غرض کبھی تو ملکہ کی اس گفت و شنید
مین شاہزادہ بدیع الملک محزون و مغموم تو تھا ہی لیکایک بے خبر سو گیا روان بخش شہزادہ کو سوتا دیکھ کے
اپنے یہان چلی آئی اُس طرف شاہزادہ کی بے خبری مین مقابل دیو بے خبر آیا دیکھا شہزادہ بے خبر سو رہا ہے مقابل نے
قریب آکے شہزادہ کو طوق و زنجیر مین خوب مستحکم جکڑا تاکہ اگر شاہزادہ بیدار بھی ہوجاوے تو کھل نہ سکے اور
اسیطرح گرفتہ و بستہ ملکہ مہر نوش کے پاس لایا اور پوچھا اے ملکہ تم اس جوان کو پہچانتی ہو ملکہ مہر نوش نے کہا
ہان مین اس جوان کو خوب پہچانتی ہون اُس جوان کی مین مطلوب ہون محض بیکار تو نے اس جوان کو یہان
لا کے تکلیف دی مقابل دیو نے کہا اے ملکہ پہلے اس جوان کی تو مطلوب تھی اور اب میری مطلوب ہے اب ہرگز
امید نہ رکھ اس جوان کی بار دیگر مطلوب ہوگی تیری خاطر سے مین اس جوان کو یہان لایا ہون اب مین ابھی اس
جوان کو تیرے روبرو ہلاک کرتا ہون بعدہ تجھسے کام دل حاصل کرونگا یہ کہا اور اپنے خنجر کو تیز کرنے
لگا کہ شہزادہ کو ہلاک کرے ملکہ مہر نوش لب نے بہزار منت و زاری کہا اے شاہ دیوان مجھکو تو اپنی ادنی خادمہ
سمجھ لیکن جوان آدمزاد کو ہلاک نہ کر اگر تجھکو مال و متاع کی ضرورت ہے اور لینا چاہتا ہے تو مین اقرار کرتی ہون کہ
جو کچھ کہیگا دونگی اس عرصہ مین لیکایک شہزادہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ملکہ ایک دیو سے کچھ منت
کرتی ہے اور زار و قطار روتی ہے اُس شہزادہ عالی وقار نے تڑپ کے دست و پا کو ایک جھٹکا جو دیا تمام بند دست و پا
ٹوٹ گئے اور دیو کے دست زبردست سے ایک گھونسا مارا کہ مقابل کے بغل گر کے پھڑکنا
وہین موت کی ہچکیان آئین اور دم نکل گیا یہ دیکھ کے ملکہ نے شکر
اکردی اب یہان سے نکل چلنے کی کیا تدبیر کرو کیونکہ دریا

ہوتی جاتی ہی چنانچہ چند چیونٹون کو بیچ سے کندہ کیا اور انکو بلا کے باہر جا اسپر دونون طالب و مطلوب تھر کے دریا مین
روانہ ہوئے جس طرف موج دریا لیے جاتی تھی دونون چلے جاتے تھے انکو تو یونہی سردے آپ جانے دیجئے اور روکا شہزادہ نوفل
سماعت کیجئے راوی کہتا ہی کہ جب نوفل کو سیران حرب مین ملوث دیو نوری ہیکل نے گرفتار کر کے طوفان شاہ حاکم عریان کوہ کے
پاس بھیجا طوفان شاہ نے نوفل کو وہان رکھنا مناسب نجانا تجملات تمام گرفتہ کیے ہوئے عریان کوہ اپنی دار السلطنت مین بھیج دیا اور
قمر رخ نام اپنے فرزند کو رقعہ لکھا کہ نوفل تمھاری حراست مین بھیجا جاتا ہی اسکو ہوشیاری سے قید رکھنا قمر رخ نے اپنے
باپ کی تاکید سے نوفل کی حراست مین نہایت اہتمام کیا اور اپنی بہن ملائم پری نام دختر طوفان شاہ سے اس
حال کو بیان کیا اور کہا ای خواہر نہین معلوم کیا وجہ ہی کہ اس قیدی کو اپنے پاس نہین رکھا اور نہ قتل کیا یہان بھیج دیا ہی اور
اسکی قید کی بابت تاکیداً لکھا ہی کہ خبردار رہنا نہین معلوم کس طرح کا قیدی ہی ملائم پری دختر طوفان نے کہا اور مین بھی
دیکھون کہ وہ کس طرح کا قیدی ہی جسکے واسطے اسقدر اہتمام کیا گیا ہی قمر رخ نے کہا مین نے اس قیدی کو اپنے مکان ہی
کے ایک درجہ مین قید کیا ہی جب چاہو دیکھ لو حاصل یہ کہ ملائم پری نوفل کو دیکھ کے فریفتہ ہو جا چکی
اپنے بھائی کے بیان پر تجاہل کیا مطلب یہ تھا کہ کسی طرح شاہزادہ نوفل کو دیکھون جب قمر رخ نے اجازت
قیدی کے جب چاہو دیکھ لو پوشیدہ قید مین شاہزادہ نوفل کے پاس جانا شروع کیا اور بجا سے خود سمجھ لیا کہ جب کبھی
قمر رخ دیکھ لیگا اس سے کہہ دونگی کہ تیری اجازت سے موافق اس قیدی کو دیکھنے آئی ہون کچھ عرصہ تو اسی انتظام
مین گذرا کہ ملائم پری شاہزادہ نوفل کے پاس جایا کی آخر نوفل کو قیدخانہ سے رہا کر کے اپنے یہان لے آئی اور
قمر رخ کو مطلق خبر نہ ہوئی حسب معمول قمر رخ قیدخانہ مین آیا دیکھا نوفل نہین ہی بہت گھبرایا ہر ایک ملازم سے حال
دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا خداوند نعمت یہ ممکن نہین کہ کوئی غیر یہان آیا ہو اگر آتا بھی تو ہمکو ضرور
اطلاع ہوتی اور نہ ہمنے اس قیدی ہی کو دیکھا جاتے دیکھا اندرونی حالات کی ہمکو اطلاع نہین ہی قمر رخ جابجا ڈھونڈھتا
تلاش کرتا ملائم پری کے یہان بھی آیا دیکھا نوفل ملائم پری کے پہلو مین بیٹھا ہوا بے تکلف باتین کر رہا ہی بس
اس حال کو دیکھ کے ازسرتاپا غیظ و غضب مین ہو گیا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچ لی اور چاہتا تھا کہ شہزادہ نوفل
کے اوپر وار کرے شاہزادہ نوفل بعجلت تمام اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے قمر رخ کی تیغ اسکے ہاتھ سے چھین لی
اور اس طاقت سے اسکی کمر پر وار کیا کہ دو حصہ ہو گیا ملائم پری گھبرا گئی اور کہا ای شہریار یہ واقعہ روبکار تو ہوا ہی
مگر اسکا نتیجہ کیا ہوگا بالیقین طوفان شاہ کو خبر پہنچیگی وہ ضرور تمکو ہلاک کریگا اور تم تنہا ہو کیا کر سکوگے خیر ابتو جو کچھ ہونا
تھا ہوا میرے خیال مین ایک تدبیر آئی ہی تم یہین توقف کرو مین جاتی ہون گھبراؤ نہین عنقریب آتی ہون یہ کہا اور
بعجلت الکلام باہر آ کے چار ہزار سرداروں کو جمع کیا اُن سب سے کہا کہ خبردار مین جو کچھ کہون اسپر عمل کرنا ورنہ
سبکو ہلاک کرنے کی کوشش کرونگی اور شہزادہ نوفل کو وہان لا کے سب سے کہا خبردار تم سب اس والاجاہ
کی اطاعت قبول کرو سب نے کہا ای ملکہ تم بطرح ہماری حاکم و فرمان روا ہو جو کچھ حکم ہو اسکی تعمیل سے ہم سب
انکار نہین کر سکتے ملائم پری نے شہزادہ نوفل کو تخت پر بٹھایا اور وہان سے روانہ ہو کے جزیرہ بلور مین پہنچ
کے قیام کیا اور ... تا ہم کہ ... متقابل ولیس ... کے شہزادہ بدیع الملک ...
... کو قتل ملکہ مہر نوش غائب ہو گئی اور آج شہزادہ بدیع الملک ا...
... نے بھی یہ خبر سنی متحیر ہو گیا ہر ایک سے کہتا تھا یارو یہ کیا
... بڑی مصیبت کا سامنا ہوا دہی الیا جوان تھا جس نے

شہزادہ بدیع الملک نے نفس سرد بھر کے کہا خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو نوفل نے پوچھا شہریار اب ارشاد ہو کہ یہاں
کسی طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے مقدمہ مقاتل ولواد اسکو جزیرہ شبنم میں ہلاک کرنا اور
اپنا اور ملکہ مہر نوش لب کا درختان لبنہ پر سوار ہوکے روانہ ہونا اور ملکہ کا جدا ہونا مفصل بیان کیا نوفل نے پوچھا
کہ اعمال شاہ کا حال آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور اس جنگ و حرب کا کیا نتیجہ ہوا شہزادہ نے کہا پورا آج
تین روز کا عرصہ ہوا کہ میں اعمال شاہ کے لشکر سے جدا ہوں اس درمیان کی کچھ مجھکو مطلق اطلاع نہیں ہے ہاں
اگر تم چاہو تو اعمال شاہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے یعنی کسی پریزاد کو بھیجو نوفل نے ایک پریزاد ہوشیار کو قریب
بلایا اور کہا جاؤ بہت جلد اعمال شاہ کے حال کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ مع لشکر فی الحال کس کیفیت میں ہے وہ پریزاد حسب الحکم
نوفل اسیوقت روانہ ہو گیا

اب کچھ حال اعمال شاہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ القصہ اعمال شاہ بمقتضائے وقت وہر نوع مناسب سمجھ کے
قلعہ حصن آہنی میں مقیم ہوا یہ خبر طوفان شاہ کو پہونچی کہ بدیع الملک غائب ہو گیا اور اعمال شاہ نے
مخالف ہو کے حصن آہنی میں جا کے پناہ لی ہے طوفان شاہ نے سماک دیو کو ہمراہ لیا اور وہاں سے کوچ
کر کے زیر حصن آہنی پہونچا اور چار جانب سے اس قلعہ کو گھیر لیا ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح قلعہ کے اندر داخل
ہو جائے مگر اعمال شاہ نے اندرون قلعہ بخوبی بندوبست کر لیا تھا قلعہ میں داخل نہ ہو سکا پھر یورش کا حکم دیا
اعمال شاہ نے بجز اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ ایک شخص کو اسی محل بھیجا اسنے محل پر آگ روشن کی بحکم و
اس عمل کے بحکمت حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام قلعہ کے تمام برجوں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے
بیشتر لشکری طوفان شاہ کے جل کے خاک سیاہ ہو گئے طوفان شاہ اس طرح کی آتش باری سے گھبرا گیا
اور فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ سے پانسو قدم علیحدہ مقیم ہو ورنہ تمام لشکر خاک سیاہ ہو جائیگا یہاں بیرون قلعہ یہ ہنگامہ
ہو رہا تھا ادھر جس پریزاد کو نوفل نے واسطے خبر اعمال شاہ کے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک
سے کہا ای شہریار اعمال شاہ حصن آہنی میں قلعہ بند ہے اور سماک دیو نام کی سرکردگی سے بکثرت فوج
اس قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو بجنسہ حضور کو اطلاع دی
شہزادہ بدیع الملک نے نوفل سے مشورہ کیا کہ اس بارہ میں کیا کرنا چاہیے یہ تو ظاہر ہے کہ اعمال شاہ لاچار
ہو کے قلعہ حصن آہنی میں پناہ گزین ہوا ہے اگر چند روز یہی حال رہا بالیقین مغلوب ہو جائیگا نوفل نے کہا یار
ابھی آپ خود ہی پریشان ہیں ورنہ ایسی حالت میں اعمال شاہ کی مدد تو ضرور ہے شہزادہ نے کہا نہیں صاحب اگرچہ
میں پریشان ہوں مگر جانا ضرور ہے یہ کہا اور تخت رواں پر سوار ہو کے روانہ ہوا وہاں جب بیرون قلعہ آتشباری ہونا
شروع ہوئی اور ملک طوفان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قلعہ سے علیحدہ مقیم ہو تمام فوج قلعہ سے علیحدہ چلی آئی
اور وہ رات اسی طرح بسر کی دوسرے روز صبح کو ملک طوفان نے پھر یورش کا حکم دیا سماک دیو خود کمر
کو سنبھال کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ دور سے بگولا گرد نمایاں ہوا اہل لشکر اس گرد کی جانب متوجہ
ہو کر ... گرد چاک ہوا دیکھا شہزادہ بدیع الملک عالی وقار اسپ صبا رفتار پر
... سے نہایت متعجب ہوا اور سماک دیو سے کہا ای پہلوان
... ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے سماک دیو نے کہا اہاہا وہ شاہ
ہے آدم زاد میرے ہاتھ سے زندہ بچ جائے یہ گفتگو ہو رہی

شہزادہ بدیع الملک دلاور میدان حرب مین پہونچ گیا اور با آواز پکارا کہ آگاہ ہو اے طوفان شاہ مین سرکوب اشرار
و برہم زن صفوف کفار آپہونچا کہان ہی سباک ناپاک اُس روز تو میرے روبرو سے بھاگ گیا اب اگر اسکو سر
در دستا ہو سکتے ہون تو میرے مقابلہ مین بھیجو ورنہ اور کوئی کوہ پیکر میرے مقابلہ کو آئے سباک دیو
شہزادہ کی اس تقریر کو سنکے مثل مار دم بریدہ بہ خود پیچیدہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے آکے کہا
اے آدم زاد مین تو عرصہ سے تیرا مشتاق تھا ؎ بیا اے جنگ آوری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران
شاہزادہ نے ایک نعرہ مارا کہ باش او نابکار مین تیرا حریف آپہونچا دیکھون آج تو کس طرح میرے روبرو سے
جان سلامت لیے جاتا ہے سباک دیو نے عمود کا وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب عمود کو سپر پر رد کیا اور کہا ہان
اب دوسرا وار کر سباک دیو نے غصہ مین دوسرا وار اُسی عمود کا کیا شہزادہ نے اس مرتبہ جو اس دیو نے وار
کیا اس طرح خالی دی کہ سباک معہ عمود زمین پر آرہا اور وہ ضرب عمود زمین پر پڑی شاہزادہ نے اُسکو
سنبھلنے کی مہلت نہ دی کہ بہ نبردی ضرب بہ خود ضرب با نوش کن ٭ ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر لگایا کہ وہ دو حصہ
ہوگیا طوفان شاہ نے جو سباک کو دو حصہ دیکھا اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ خبردار یہ آدم نزاد زندہ نہ جانے پائے
ہر چہار جانب سے گھیر کے کشتہ کر دو چنانچہ تمام فوج شاہزادہ پر حملہ آور ہوئی شہزادہ نے داد مردی و مردانگی
دی کہ بیدو شاید یعنی شمشیر آبدار مستحکم سنبھال کے اُس فوج مین در آیا اور جو زد پر آگیا اسکو دو لخت کر ڈالا حتی کہ
تمام فوج طوفان شاہ کا رخ پھر گیا اور بے تحاشا بھاگی طوفان شاہ کو بجز اسکے کوئی چارہ نظر آیا کہ دیو ہزارہ
ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے پہونچا اُدھر اعمال شاہ کو دفعتاً فوقتاً اندرون قلعہ خبر پہنچتی تھی جب اُسکو
معلوم ہوا کہ سباک دیو شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اور تمام فوج طوفان شاہ کی فراری
ہوگئی دروازہ قلعہ کا کھلوا کے باہر آیا اور شہزادہ کی ملازمت حاصل کر کے کہا اے دلاور والا قدر ہم تو مع فوج
اپنی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے کیونکہ سباک دیو ہماری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور تم
ایسے بہادر یگانہ یہان تشریف نہ رکھتے تھے مجبوری ہم نے اس قلعہ مین پناہ لی تھی پھر کب تک اس قلعہ مین
محصور رہتے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اے بادشاہ ابھی اطمینان نہین ہو سکتا ہے تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جائے
کہ طوفان شاہ بھاگ کے کہان گیا ہے ممکن ہے کہ دوسرے وقت وہ یورش کرے اعمال شاہ نے کہا
شہریارا اگر یہ خیال ہے طوفان شاہ کا سراغ لگانا چاہیے شاہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو طوفان شاہ
کی خبر کے واسطے بھیجا وہ دیو روانہ ہوا اور بعد تجسس و تلاش لیا واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی
خدمت مین عرض کی کہ اے شہریار حسب الحکم والا مجھکو از روے تحقیق یہ دریافت ہوا ہے کہ طوفان شاہ دیو
ہزارہ ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے گیا ہے اور دیو ہزارہ ہزار دست سمندون ہزار دست کا
بھائی ہے اعمال شاہ اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت گھبرایا اور شہزادہ سے کہا اے شہریار اگرچہ طوفان شاہ
یہان سے بھاگ گیا ہے لیکن بے شبہ اب سخت مصیبت کا سامنا ہونے والا ہے اول تو یہ ہزارہ ہزار دست
ایک دیو کوہ پیکر ہے علاوہ بریں اُسکے ہزار ہاتھ ہین اُن ہزارون ہاتھ سے حریف کا مقابلہ کرتا ہے شہزادہ بدیع الملک
تا دیر سکوت مین سرنگون رہا یہ دیکھ کر اعمال شاہ کچھ تردد کا خط بنا ... ہزار ہاتھ مین فرض کیا
اُسکے لاکھون ہاتھ ہین ... خدا ... سے ... ان ... ا ...
... منظور دوسرا نہین ہوا اب مصلحت وقت یہ ہے کہ توقف نہ کرو ...

اعمال شاہ برابر چلے آتے ہیں اور عنقریب یہاں پہونچتے ہیں شہزادہ ہزار دست نے کہا اعمال شاہ کو میں بھی
جانتا ہوں یہ بدیع الملک کون ہے جو آتا ہے طوفان شاہ نے کہا اے شہزادہ میں ابھی اسی بدیع الملک کا
ذکر کر رہا تھا یہ ایک آدم زاد بلاے روزگار ہے یہ کہا اور تھرتھر مثل بید خوف سے کانپنے لگا شہزادہ متبسم ہوا اور کہا
عجب ہے کہ تم ایک بادشاہ عالی جاہ ایک آدم زاد کے نام سے اسقدر خائف ہوا تا ہے تو آنے دو وہ آدم زاد کیا
کریگا اے طوفان شاہ جو میں کہتا ہوں جا ہو اسکو پکڑ لو کہ کل کی میدان داری میں اگر اس جوان آدم زاد کو مع اعمال شاہ
گرفتہ و بستہ کر کے تمہارے حوالہ کر دوں تو میں شہزادہ ہزار دست نہیں الغرض اعمال شاہ مع شہزادہ بدیع الملک
اپنا تمام لشکر لیکے شہزادہ ہزار دست کی سرحد میں داخل ہوے اور اپنی فوج کو شہزادہ ہزار دست کی فوج کے روبرو
خیمہ کیا راوی کہتا ہے کہ شہزادہ ہزار دست دیو کے ملازموں میں سے موران دیو نام بھی ایک ملازم تھا وہ کنارہ دریا
کے نہنگ و ماہی کے شکار میں مصروف تھا اسنے ایک نہنگ کلان کا شکار کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اس نہنگ کو اٹھا لاے یکایک
اسکی نظر دریا کے جانب گئی دیکھا دور سے کچھ بہتا چلا آتا ہے موران ٹھہر گیا کہ یہ کیا شئ ہے نہنگ کو ایک طرف رکھ دیا اور منتظر رہا
کہ اس شئ کو دیکھوں تو چلوں جب وہ شئ قریب آئی نہنگ نے دیکھا کہ ایک درخت ہے اسپر ایک نازنین بیٹھی ہوئی ہے اگرچہ
دریا کے خوف سے اسکے بشرہ پر اداسی چھائی ہوئی ہے تاہم چہرہ مثل آفتاب درخشان ہے موران دیو دریا میں
اتر گیا اور اس درخت کو کنارہ پر کھینچ لایا اور اس نازنین کو درخت پر سے اتار کے دریا کے کنارہ بٹھایا اور بغور
اسکی صورت دیکھ کے کہا اے نازنین تو کون ہے اور کیا ایسی آفت تجھ پر نازل ہوئی جو اس صورت سے دریا اس بلا میں مبتلا ہو
یہاں تک پہونچی تیری اس بیکسی پر میرا دل آب ہو گیا وہ نازنین ایسی نحیف و ناتوان تھی کہ ہر چند چاہا ارادہ کیا کچھ جواب
دے مگر آواز نہ نکل سکی البتہ اشک حسرت رخسارہ گلگون پر جاری ہو گئے موران دیو خاموش ہو رہا اور چند
لمحہ کے بعد پھر کہا اے مہ جبین میں نے تجھ سے تیرا حال پوچھا تو نے کچھ بیان نہ کیا اس نازنین نے نہایت آہستہ سے کہا اے
شاہ دیوان مجھ میں زیادہ طاقت گفتار نہیں ہے جو تمام حال مفصل بیان کروں ہاں اسقدر کہہ سکتی ہوں کہ میں مظالم شاہ کی
دختر بد اختر ہوں اور شہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہوں یہ کہا اور چونکہ بخارات دریا سرایت کر گئے تھے اس نازنین پر
غشی طاری ہو گئی موران دیو اس ماہ مہر فروش لب پر ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا اسوقت سوچا کہ اگر میں اسکو اپنے
گھر لیے جاؤں یہ خبر پوشیدہ نہیں رہیگی ضرور مشہور ہو گی اور شہزادہ ہزار دست کے بھی گوش زد ہو گی وہ شکایت کریگا
اور کہیگا کہ ایسی نازنین بے پناہ پیکر حسن و ناز تجھکو دستیاب ہوئی اور تو نے مجھکو مطلق خبر نہ کی بلکہ کیا عجب ہے جو وہ میری
ضرر یا ہلاکت کے درپے ہو جاے نظر برین حالات بہتر مناسب یہ ہے کہ اسکو اطلاع دیجاے یہ سوچ کے
شہزادہ کے پاس آیا اور کہا اے شاہ دیوان فی الحال ایک نازنین مجھکو دستیاب ہوئی ہے کیا کہوں کہ کیسا حسن و جمال
رکھتی ہے میں اسکو دیکھتے ہی اسپر فریفتہ ہو گیا شہزادہ نے کہا میں اس نازنین کے حسن و جمال کو دیکھنا چاہتا ہوں
موران دل میں کڑھا کہ اگر اس نازنین کو دکھا دوں شاید یہ بھی اسپر فریفتہ ہو جاے کہا اے شاہ دیوان وہ نازنین
ہرگز نہ آئیگی اور بالفرض میں اسے یہاں لے بھی آؤں پھر تیرا فائدہ کیا ہوگا [illegible] شہزادہ نے
غضبناک ہو کے کہا خاموش باش جو میں حکم دیتا ہوں اسکی تعمیل کر [illegible]
اور مہر فروش کو شہزادہ ہزار دست کی خدمت میں حاضر کیا
پوچھا تو اس نازنین کو کہاں سے لایا موران نے کہا میں ایک
دریا پار سے یہ نازنین مجھکو دستیاب ہوئی اب میرا حال یہ ہے کہ اگر

ہزارہ دیو نے کہا اے دیو یہ نازنین تیری فریفتگی کے قابل ہرگز نہین ہی تو اس سے دست بردار ہو اور مجھ کو دیدے کہ یہ
نازنین میری خدمت مین رہے اور مین اسکی صحبت سے محظوظ ہوون موران دیو نے کہا ای شاہ دیوان یہ کس طرح
ہو سکتا ہی کہ مین اس نازنین پر عاشق ہوون اور تجھکو دیدون ہان ویسے تو ایک بادشاہ ذی اقتدار ہی تجھکو ایسی
ہزارہا نازنین دستیاب ہوسکتی ہین مجھکو البتہ کوئی نازنین نہین ملسکتی ہزارہ دیو کو غصہ آیا اسکے روبرو ستون سنگین
کا ایک گرز رکھا تھا اسکو اٹھا موران کے سر پر مارا موران نے بچکر خالی کی وہ گرز گران سر ایک اور دیو کے کلہ پر
پڑا کہ اسکا کلہ پاش پاش ہوگیا اور موران خائف و لرزان وہان سے بھاگا اور شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے سلام کیا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اور کیون آیا ہی موران نے کہا شہریار تمھاری کوئی معشوقہ مہر نوش لب
نامہ تھی شاہزادہ نے فرمایا تو اس نازنین کو کیا جانے موران دیو نے کہا سنو مین نے اس نازنین کو دریا پار
سے پایا تھا اور تمام حقیقت بیان کی شہزادہ نے پوچھا اب وہ نازنین کہان ہی موران دیو نے کہا اس نازنین کو
ہزارہ ہزار دست دیو نے مجھسے چھین لیا ہی اگر ممکن ہو تو تم اس سے لے لو اور اب مین مسلمان ہوکے تمھاری
خدمت مین رہنا چاہتا ہون شہزادہ نے اسکی درخواست کو بدل قبول کیا اور ارکان مذہب اسلام تعلیم کیے اسکی
نشست کے واسطے ایک مقام خاص مقرر کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ جب ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ
دیو نے موران سے چھین لیا اور موران دیو وہان سے بھاگ کے شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے مسلمان ہوا یہ خبر ہزارہ کو پہونچی اسکو اسکے مشیرون نے رائے دی کہ یہان عنقریب ہنگامہ برپا ہونے والا
ہی اس نازنین کو یہان مقیم کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی کہین بھیج دینا چاہیے لعل دیو نام ایک دیو زبردست کہ اس
ملک کے اکابرین سے تھا اسکی جانب ہزارہ دیو متوجہ ہوا اور کہا ای لعل دیو میری رائے یہ ہی کہ تو اس
نازنین کو یہان سے لیجا کے چھپا رکھ اور ہر طرح سے اس نازنین کی نگرانی کرنا جب مین شہزادہ بدیع الملک
کے قصہ سے فارغ ہونگا اسوقت اس نازنین کو تجھسے لے لونگا لعل دیو نے قبول کیا اور ملکہ مہر نوش لب کو
اپنے گھر کی طرف لے چلا اثنا ے راہ مین دیکھا دیو قہار غضبناک پھر چلا آتا ہی لعل دیو نے چاہا کہ ملکہ مہر نوش کو
اس سے چھپا لے مگر دیو قہار غضبناک نے ملکہ کو دیکھ لیا اور لعل دیو کے قریب آکے کہا او خیرہ سر یہ کون نازنین
ہی جسکو تو اس طرح چھپا سے لیے جاتا ہی لعل دیو نے کہا تیرا کیا مطلب ہی جو تو پوچھتا ہی مین کسی نازنین کو چھپا کے
لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا مجھکو ضرور بتانا ہوگا ورنہ مین آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار تو کیا
متعرض ہوتا ہی یہ نازنین اور کوئی نہین ہی خاص ہزارہ ہزار دست دیو کی معشوقہ ہی بمصلحت اس نازنین کو اسنے
یہان سے لیجاتا ہون دیو قہار نے کہا ای لعل دیو یہ نازنین ہزارہ دیو کی معشوقہ ہو یا کسی اور کی خیریت اسی مین
ہی کہ تو اسے میرے حوالہ کر ورنہ تو یہان سے سلامت نہ جائیگا اور مین اس نازنین پر فریفتہ ہوگیا ہون ایک قدم
بھی آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار دیو یہ امر مجھسے کسی طرح ممکن نہین کہ ہزارہ دیو کی معشوقہ تیرے
حوالہ کر ... انی پس پشت استادہ کرکے قہار دیو کے قریب آکھڑا ہوا اور کہا کس طرح
... تا لعل دیو نے دوڑ کے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالا قہار نے کہا ای
... بہتر ہی کہ اس نازنین سے دستبردار ہو لعل دیو نے گرز گران
... اہو کے ایک ایسا وار تیغ کا اسپر کیا کہ لعل دیو دو پرکالہ ہوگیا
... کے واسطے آیا تھا لیکن جب ملکہ مہر نوش لب ایسی نازنین ہمراہ ...

حسن و ناز اس طرح دستیاب ہوئی ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد سے باز آیا اور ملکہ کو لیے ہوے اپنے ملک
کی طرف مراجعت کی یہ خبر ہزارہ ہزار دست دیو کو پہونچی کہ وہ نازنین اس طرح قمار دیو کے قبضہ مین آگئی بہت غیظ و
غضب مین آلودہ ہوا چاہا کہ پہلے قمار دیو سے مقابلہ کرے اور ملکہ کو چھین لے مگر پھر خود سمجھا کہ یہ قصہ
بعد کو بھی طے ہو سکتا ہے پہلے بدیع الملک ہی سے مقابلہ کر لینا چاہیے بعد فتح و ظفر قمار دیو کے حال کی خبر لی جاوے گی
اور طوفان شاہ سے کہا اے بادشاہ مین جاتا ہون عنقریب اس آدمی زاد کو گرفتہ و بستہ کر کے لاتا ہون اور
تیرے حوالہ کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ ہزارہ ہزار دست دیو جس وقت کہین جاتا ہے ہزار نفر مردہ دیوان جرار الوان
و اقسام کے حربون سے آراستہ ہو کے اسکے ہمراہ چلتے ہین غرض کہ ہزارہ دیو انہین ہزار نفر دیوون کو ہمراہ
لیکر اپنے ملک سے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو مقیم ہوا اور ایک دیو
کو شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہون چند لمحہ کے واسطے میرے پاس
جلد آ وہ دیو لشکر مین آیا اور چاہا کہ شہزادہ کے دربار مین داخل ہو درباری مانع ہوے اور کہا تو کون ہے اور کیون آیا ہے
اس دیو نے کہا مین شاہ دیوان یعنی ہزارہ ہزار دست دیو کا بھیجا ہوا آیا ہون اور ایک پیغام بھی لایا ہون دربانون
نے کہا وہ پیام کیا ہے اسنے کہا وہ پیام تم سے بیان کرنے کا نہین ہے خود تمھارے مالک سے کہونگا دربانون نے
کہا یہین توقف کر اور شہزادہ بدیع الملک کو اطلاع دی شہزادہ نے حکم دیا کہ اس دیو کو بلا لو وہ دیو دربار مین
آیا شہزادہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اسنے
کہا مین ہزارہ ہزار دست دیو شاہ دیوان کا ملازم ہون ہمارے مالک نے پیام دیا ہے کہ تجھکو کچھ کہنا ہے چند
لمحہ کے واسطے یہان آ شہزادہ نے فرمایا ہماری طرف سے اپنے مالک سے کہہ کہ ہمارے تئین کسی
کچھ ضرورت نہین ہے اگر کچھ کہنا ہے تو خود یہان آ اس دیو نے نہایت چین بجبین ہو کے کہا کہ ہمارے مالک کی
یہ وضعت نہین ہے کہ ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے یہان آئے شاہزادہ نے جانب راست ایک ملازم کی
طرف دیکھا اور اس دیو کی طرف اشارہ کر کے کہا بگیر این قرمساق را اسنے چند قدم بڑھ کے اس زور سے
ایک گھونسا اسکی ناک پر مارا کہ ناک بالکل مسطح ہو گئی وہ دیو دونون ہاتھ منھ پر رکھ بجانب ہزارہ دیو بھاگا اور
تمام روداد بیان کی ہزارہ اور زیادہ غضب آلودہ ہوا اور اسیوقت شاہزادہ بدیع الملک کے دربار مین آیا
شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت دیو ہے جسکے دونون شانون سے دونون ہاتھ نکلے ہین اور ہر ہاتھ سے ہزارون
ہاتھ مثل شاخہا سے درخت نکلے ہین پانچ سو سر ہین ہر ایک سر مثل گنبد کے درازی رکھتا ہے جتنے ہزار آنکھین ہین
خدا کی قدرت نظر آتی ہے ہزارہ ہزار دست نے اجمال شاہ کی طرف دیکھ کے کہا اے بادشاہ وہ بدیع الملک نام کون
آدم زاد ہے جس نے سجاک اسپے اکثر دیوان زبردست کو ہلاک کیا ہے شاہزادہ بدیع الملک عالی قدر نے
ہزارہ ہزار دست کے اس طرح کے استفسار سے ایک بلند نعرہ مارا اور کہا او نابکار منم بدیع الملک کیا کہنا چاہتا ہے
جلد کہہ ہزارہ ہزار دست نے جب بدیع الملک کی آواز سنی بکمال حیرت دیکھا شہزادہ بدیع الملک
کی صورت دیکھی اور کہا اے آدم زاد اپنے قد و قامت کو دیکھ اور اس
نعرہ مار کے کہا خاموش باش او مردود ہزارہ بدکارہ طول کلام
بہم رکھتا ہے بیار انچہ داری زمردی نشان چو ہزارہ دیو نے کو
معلوم ہوتا ہے اور تیری صورت پر مجھکو رحم آتا ہے تجھکو بھی چاہیے کہ

چلا جا مین ہرگز تجھسے کسی طرح کا تعرض نہ کرونگا اور اعمال شاہ باہم سمجھ لینگے شہزادہ نے کہا او بیہودہ گو مجھکو بہت
افسوس اس بات کا ہیکہ تو میرے سامنے آیا ہوا ہے ورنہ مین اسی وقت تجھسے سمجھ لیتا اور تجھکو سمجھا دیتا اچھا اب تو مغز خراشی
نہ کر اپنے لشکر مین جا کے نقارہ جنگ بجانے کا حکم دے انشاءاللہ الرحمن کل میری ضعیفی و شہ زوری کا حال دریافت
ہو جائیگا ہزارہ دیو وہان سے چلا آیا اور حکم دیا کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے ادھر نقارہ جنگ پر چوب پڑی ادھر
دونون طرف کے لشکرون مین تیاری جنگ شروع ہو گئی تمام شب ہر ایک لشکری اپنے اپنے اسلحہ درست
و آراستہ کرتا رہا تا آنکہ صبح کا ستارہ چمکا سپیدہ سحر نمایان ہوا تاریکی کا دور ختم ہوا روشنی کا عمل شروع ہوا دونون
طرف فوجون مین صف آرائی ہوئی ہزارہ دیو نے اپنے ہاتھون مین ہزار ہا پتھر اٹھا لیے اور وسط میدان مین آ کے
پکارا کہ کہان ہے وہ آدم زاد ضعیف البنیاد آوے اور میرا مقابلہ کرے شہزادہ بدیع الملک نے نوفل کی طرف
دیکھا اور کہا برادر مین جاتا ہون تم خبردار ہوشیار رہنا نوفل نے کہا شہریار تجھسے فرمانے کی کچھ ضرورت نہین ہے
البتہ تمکو بخوبی خبرداری و ہوشیاری چاہیئے یہ ہزارہ دیو ایک بلائے بیدرمان ہے یہ تو ظاہر ہے کہ دیو اور آدم زاد
کا مقابلہ کیا مگر یہ بڑا دیو ہے وہ جو ہزار ہا پتھر رکھتا ہے شہزادہ نے فرمایا مجھکو اسکے ہزار ہاتھ کا کچھ خیال نہین ہے
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ؏ اگر لاکھ بلا ہو تو مطلق کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاتا تم یہ کام کرو کہ ہزار
نفر دیو اپنے ہمراہ لو اور ان ہزار نفر مین ہر ایک کے ہاتھ مین ایک عمود اور ایک زنجیر رہے ؏ ببینیم تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان ؏ یہ کہا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے جھپٹ کی وقت ہزارہ ہزار دست کے روبرو
جا پہونچا ہزارہ دیو نے جو شاہزادہ کو اپنے قریب دیکھا اپنے تمام ہاتھون سے پتھر ایک ہی مرتبہ شاہزادہ کی طرف
پھینک دیئے شہزادہ بدیع الملک نے اس طرح سپر کی آڑ لی کہ وہ سب پتھر خالی گئے اور ہر چہار جانب شاہزادہ
کے پتھرون کا تودہ بن گیا شاہزادہ نے اپنے رہوار کو راہ دی کہ ان پتھرون کو پھاند کے رہوار سے اسکے
تو وہ سنگ پر کود پڑا اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ ہزارہ دیو کا بند بند کانپ گیا شہزادہ نے بار دیگر
باواز سخت کہا کہ او نابکار زبان دراز اب تیری وہ یاوہ گوئی کہان گئی اور مخالفت کیون ہے اپنے حواس درست کر
تاکہ چند لمحہ کے رد و بدل سے کچھ لطف حاصل ہو ہزارہ دیو کے حواس باختہ تھے جواب کیا دیتا اسی طرح اپنی جگہ پر
قائم رہا مگر خائف و لرزان ادھر نوفل نے آواز دی کہ اے شہریار یہ موقع توقف کا ہرگز نہین ہے بلکہ اپنی قوت دکھا
شہزادہ جھپٹ کے تمام ہزارہ دیو کے قریب آیا اور دونون ہاتھ اسکے گردن مین لا کے گردن مروڑنا شروع کیا
یہانتک کہ ہزارہ بالکل سست ہو گیا پس اللہ اکبر کہکے بقوت خداداد زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑ ٹوٹ پڑا
شہزادہ ہزارہ دیو کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور باواز بلند کہا ہان برادر نوفل لاؤ ان زنجیرون کو وہ ہزار نفر دیو
پیشتر ہی سے منتظر وقت تھے سب ایک بار دوڑے اور وہ زنجیرین شاہزادہ بدیع الملک کو دین شاہزادہ
نے پہلے ایک زنجیر سے اسکے وہ ہاتھ باندھے جنمین شاخ ہائے درخت کی طرح تمام ہاتھ نکلے ہوئے تھے
[illegible] ہر اک [illegible] زنجیر
[illegible] کے مستحکم باندھے اسی طرح اسکے تمام دست و پا کو مضبوط باندھا
[illegible] اور تمام دیوان حامل زنجیر کو حکم دیا کہ جسوقت ہزارہ
[illegible] نے اپنے گرز سے اسکے دست و پا کو نرم کرین اس کام کو
[illegible] شاہ مین نور آیا یہ بیداد اعمال شاہ اور [illegible] داخل
[illegible] آ کے ملک طوفان نے پکار کے کہا او بدیع الملک

اگر جنگ و حرب کی خواہش ہو تو اپنی مقاومت کا ارادہ نہ کر علیحدہ اپنی فوج کے قریب استادہ ہو شہزادہ علیحدہ چلا آیا
اور کہا اے طوفان شاہ تیری مرضی کے موافق مین تنہا فوج سے علیحدہ ہون ہان بیان کر کس طرح جنگ چاہتا ہے
ملک طوفان نے کہا اے بدیع الملک اب تو تھک گیا ہے بیکار اپنے دست و پا کو زیادہ تکلیف مت دے اور
میری اطاعت قبول کر لے مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے اور تیری خاطر اعمال شاہ سے بھی کسی طرح کا تعرض
نہ کرونگا اے بدیع الملک زمانہ کی نیرنگیان ہر وقت عجیب و غریب پیش آتی ہین یہ کچھ ضرور نہین ہمیشہ تو ہی
فتحیاب ہو اگرچہ ہزارہ ہزار دست دیو کو تو نے بستہ و گرفتہ کر لیا شاہزادہ بدیع الملک نے جواب دیا کہ اے اجل
گرفتہ تیری اس طرح کی تقریر بیہودہ ہے بفضل الٰہی مین ہرگز نہین تھکا ہون ہزارہا سینہ ہزار دیو ہون تو ابھی خدا کے
فضل سے ان سبکو گرفتہ و بستہ کرنے کو موجود ہون اور تیری کیا حقیقت جو تیری اطاعت قبول کرون طوفان نے
اپنے ایک لشکری سے اشارہ دیا کہ تو بدیع الملک کے روبرو جا کے گفت و شنید مین مصروف کر اور مین
اسکے عقب مین جا کے اسپر وار کرونگا بغیر حیلہ کے یہ جوان ہلاک نہ ہوگا بعض بعض سردارون نے طوفان شاہ
کو منع کیا کہ اس طرح کی جنگ تمام سلاطین و بادشاہون کی عزت و عظمت کے خلاف ہے طوفان شاہ کو ان سردارون
کے اس کلام سے غیرت آئی اور شہزادہ بدیع الملک کے قریب آ کے کہا ہان وار کر شاہزادہ نے فرمایا
ہم لوگ جنگ مین سبقت کرنا معیوب جانتے ہین اگر تو جرات رکھتا ہے تو وار کر ملک طوفان نے تیغ ہولناک
تیغ کو بلند کیا اور بقوت تمام شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے اس ضرب تیغ کو سپر پر رد کیا تیغ ہلاک ایسی ایسا جھٹکا
دی کہ طوفان شاہ کی ناک اڑ گئی اسنے دوسرا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اسکو بھی رد کیا اور بآواز
بلند کہا خبردار ہوشیار ہو یہ [illegible] ضرب خود ضرب بانوش کن غم دین و دنیا فراموش کن [illegible] ملک طوفان
جو اس باختہ تو ہو ہی چکا تھا شہزادہ کی ہیبت سے غضبناک سے خائف ہوا چند قدم پسپا ہو گیا شہزادہ نے بڑھ کے
ایک ایسا وار زمین دوز کیا کہ چار … پیر مرکب کے قلم ہو گئے طوفان شاہ پیادہ ہو گیا اور بآواز بلند اپنی فوج کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے بدبختو کیا دیکھتے ہو جلد دوسرا مرکب لاؤ شاہزادہ دلاور نے کہا کیون گھبراتا ہے جبتک
تیرے واسطے مرکب نہ آئیگا مین تجھپر وار نہین کرونگا اتنے مین ملازم دوسرا مرکب لائے اور طوفان کو اسپر سوار
کیا شہزادہ نے فرمایا خبردار ہو ابھی مین وار کرتا ہون طوفان شاہ نے خود جنبش کے شاہزادہ پر وار کیا
شاہزادہ نے اس وار کو رد کر کے اس صفائی دست سے تلوار کا وار اسکے سر پر کیا کہ طوفان شاہ مع
مرکب چار پرکالہ ہو گیا لشکر طوفان شاہ مین طوفان شاہ کے ہلاک ہونے سے ایک شور بلند ہوا اور تمام سرداران
فوج نے فوج کو جرأت دلا کے شہزادہ پر دھاوا کیا اور ہر چہار جانب سے گھیر لیا ادھر بھی اعمال شاہ اور
ملک داد بخش کی فوج مسلح و مکمل تھی سب شہزادہ کی حمایت کو پہنچے اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی دار و گیر
و گیر کی آواز بلند آئی کثرت گرد و غبار سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا کہ اپنا بیگانہ کی خبر نہ تھی ہنگام
گریز برپا ہو گیا کوئی منہ چھپاتا آیا اور وہین زمین پر گرنے کا دھماکا ہوا البتہ فوج طوفان شاہ کی گریز کر گئی
اور اکثر لشکری کشتہ ہوئے بقیہ کو شاہزادہ بدیع الملک دلاور نے … علی الصبح حکم دیا کہ
گرفتاران فوج طوفان شاہ سے جو کوئی مسلمان ہو جاوے
مسلمان ہوگا وہ تین روز تک گرفتار رہیگا چوتھے روز رہا کیا
کیا جاویگا چنانچہ تمام گرفتارون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا

بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے مراجعت کی اور بارگاہ اعمال شاہ مین آ کے قیام کیا تمام حاضرین دربار نے شہزادہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای شہزادہ عالی وقار یہ حضور ہی کا کام تھا کہ ہزار ہا ایسے دیو کے سے دربان کو گرفتہ و بستہ کر لیا ورنہ کیا مجال کسیکی تھی کہ اسکے روبرو ایک لمحہ بھی قیام کر سکتا شاہزادہ نے فرمایا صاحبو میری کیا وقعت ہی جو ایسی جرأت کر سکتا البتہ خدا ئے واحد و لاشریک کا فضل شامل حال تھا اور بزرگون کی دعا کا اثر تھا اور اعمال شاہ کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای اعمال شاہ الحمد للہ کہ یہ مرحلہ طے ہوا اب تھوڑا دیو کا قصہ باقی ہی اعمال شاہ نے کہا شہریار یہ بھی نزدیک نجات نہ کرنا چاہیے یعنی چندے ذرا استراحت فرما ؤ بعدہ اقتضائے جنس ہر حلقہ کو جیسا چاہی کرنا بزرگون سے سنا ہے

کہ کوہ تحمل چوگان جہد بر باد	شتاب ورز مطرسے افکند کہ کبند لال
سکون شتاب و تا آئین صفر ربود شتاب	کہ غیر ہر سکون نیست رسم دانائی
عنان دل بکف آوردہ گر شتاب آید	تو دست و پائے زنی زان خطر مردن تا ل

شاہزادہ نے فرمایا ہان یہ سب صحیح ہی مگر فضل خدا شامل احوال رہنا چاہیے اور ای اعمال شاہ صبر و سکون کے بھی موقع ہوتے ہین یہ محل صبر و سکون کا نہین ہی جیسا کہ تم کبھی بخوبی واقف ہو سے آگے کہ بیان بے حاجت ہے بیان ہو انشاء اللہ تعالیٰ سے کل ہی لشکر کشی قہار زنجیل سر دیو پیکر ہی کی جاوے گی اعمال شاہ نے کہا جو کچھ مجھکو عرض کرنا تھا وہ عرض کر دیا آیندہ جیسا ارشاد ہو
مختصر راوی کہتا ہی کہ اعمال شاہ کے دربار مین اسوقت تاوان دیو قہار سے ایک دیو بیٹھا ہوا شہزادہ بدیع الملک کی گفتگو سن رہا تھا اسوقت تو خاموش بیٹھا سنا کیا جب دربار برخاست ہوا یہ دیو وہان سے بخوبی مستقیم قہار دیو کے پاس آیا اور اعمال شاہ کے دربار کے تمام حالات بیان کر کے بدیع الملک کا بھی حال بیان کیا اور کہا کہ عنقریب وہ آدم زاد یہان بھی حملہ آور ہوا چاہتا ہی ای قہار اگرچہ وہ آدم زاد ایک مشت استخوان ہی مگر اس واقعہ سے کہ ہزار دست ہزار دست ایسے دیو زبردست کو اسنے بستہ کر لیا اسکی مردانگی و زور و طاقت ظاہر ہی ہرگز خاموش اور غافل بیٹھے رہنے کا موقع نہین ہی بلکہ جہت سامان حرب و ضرب سے مکمل و درست ہو رہنا چاہیے دیو قہار اس طرح کی خبر کوش کے بہت خائف ہوا اور تادیر سکوت مین سر نگون بیٹھا رہا اسکا ایک وزیر معروف اختر شمار نامے بھی موجود تھا جب اسنے قہار کو خاموش دیکھا عرض کی کہ ای شاہ دیوان یہ محل سکوت نہین ہی جو کچھ مشورہ کرنا ہو اس سے فراغت کر کے مستعد رہنا چاہیے ایسا نہو کہ دشمن سر پر آ جاوے کوئی صورت دگرگون نظر آئے قہار دیو نے کہا ای معروف مین اسوقت اسی فکر مین مبتلا ہون کہ جو حالات اس آدم زاد کی شجاعت مین کنیز سے اس تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کیسے ہی بندوبست و انتظام کیا جاوے گا لیکن نتیجہ بخیر نظر نہین آتا ہزارہ ہزار دست کے مقابلے مین سیری کیا ہستی ہی معروف اختر شمار وزیر نے کہا ای بادشاہ یہ خیال بہت صحیح ہی جسقدر اخبار مجھکو ہوسکے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی ایسا مقابلہ نہین ہوا کہ وہ آدم زاد ویسا ہوا ہو قہار دیو نے کہا آخر تو کوئی ایسی رائے دیسکتا ہی کہ اس آدم زاد کے دست زبردست سے محفوظ رہ سکون معروف اختر شمار نے بعد تامل بسیار عرض کی کہ ہان رائے تو یہی لیکن [illegible] کرون ورنہ بیکار اور جو کچھ ہونا ہے وہ تو ضرور ہی ہوگا قہار نے کہا [illegible]
اختر شمار وزیر نے کہا وہ رائے یہ ہی کہ قبل ہنگامہ آرائی کے [illegible] آیا اور با آواز بلند کہا ای معروف اور جو کچھ تیری رائے ہو ای سلام قبول کرنا ہرگز گوارا نہین ہی ہان یہ ممکن ہی کہ اس آدم زاد کو اس نازنین کو باوجود افراط محبت کے اسکو حوالہ کر دون

معروف وزیر نے کہا میرا خیال تو یہ ہی کہ یہ ایک نازنین نہین ایسے ہزار نازنین اُس آدم زاد کو دیے جاوینگے اور
اطاعت بھی قبول کر لی جاویگی مگر سفر کی صورت کسی طرح نظر نہ آیگی اور اصل امر تو یہ ہی کہ دین وایمان کے بارہ مین آباد
اجداد کا خیال بالکل خلاف ہی ہر وقت حق کا متلاشی رہنا چاہیے مین نے جہانتک دین اسلام کو دریافت کیا اُس سے
یہی معلوم ہوتا ہی کہ دین حق وصحیح یہی ہی اس مرتبہ قہار نے بغیظ وغضب معروف وزیر کی صورت دیکھی مگر اس خیال سے
خاموش ہو رہا کہ ایک واقعہ عظیم درپیش ہی معروف اختر شمار تہار کو غضبناک دیکھ کے قہار کے پاس سے چلا آیا
بعد چلے جانے معروف وزیر کے قہار نے اور ارکین سے مشورہ کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہی کسی نے کہا
اے شاہ دیوان یہ شیوہ مذہب غیر اختیار کرنا تو نہایت معیوب امر ہی کسی نے کہا یہ کیا خیال کہ تشنہ کرنا ہی جب وقت آیگا
جیسا مناسب ہوگا اُسپر عمل کیا جاویگا آخر ہم جان نثار موجود ہیں کیونکر نہین جبتک جان ہی ممکن کیا جو کوئی اس سرحد
مین قدم رکھ سکے یہ ظاہر ہی کہ وہ آدم زاد بلا سے بدتر ہی جس نے ہزارہ ہزار دست کو گرفتار کر لیا اچھا جب
ہم جنگ وحرب کا ہنگامہ گرم کر کے عاجز ہو جائیں اُسوقت بمجبوری اطاعت قبول کر لینگے قہار دیو کے انتشار کو
اس رائے سے بھی سکون نہوا اور ایک ملازم سے کہا جلد معروف اختر شمار وزیر کو بلا لا جب معروف آیا
قہار نے کہا اس امر مین تیری کیا رائے ہی کہ ہنگامہ حرب وضرب گرم کرنے کے بعد اگر کچھ رنگ دگرگون نظر آوے گی
اُسوقت بمجبوری اُس آدم زاد کی اطاعت قبول کر لی جاوے معروف نے کہا قوم آدم زاد مین یہ مشہور ہی کہ دنیا مین
تین طرح کے آدمی ہین ایک عقلمند دوسرے بیوقوف تیسرے نہ عقلمند نہ بیوقوف عقلمند وہ ہی جو قبل کسی طرح کی مصیبت
مین مبتلا ہونے کے اپنا بندوبست کرے اور بیوقوف وہ ہی جو نہ قبل کسی طرح کا سبب نجات مہیا کرے اور نہ ہنگام
مصیبت کوئی چارہ جوئی کر سکے اور نہ عقلمند نہ بیوقوف وہ ہی جو قبل از نزول آفت کوئی بندوبست نہ کرے البتہ ضرورت
کے وقت اپنی جان بچا لینے کی تدبیر پیدا کر لے پس جب ظاہر اور بخوبی واضح ہی کہ اس آدم زاد کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہین
اور ہر طرح حرب وضرب مین نقصان ہی تو پھر یہ عقل کا مقتضا کب ہی کہ ہزار ہا جانین تلف کی جاوین اور بے عزتی ہوا اور بھی
طرح طرح کا نقصان ہو اُسوقت بصد ذلت وخواری اطاعت اختیار کی جاوے میری تو پیشتر بھی یہی رائے تھی اور اب بھی یہی
رائے ہی کہ اگر مقابلہ کی قابلیت نہین ہی تو پیشتر ہی اطاعت قبول کر لی جاوے قہار دیو نے ناچار معروف اختر شمار
وزیر کی رائے کو قبول کیا اور کہا اے معروف اُس نازنین کے بارہ مین تیری کیا رائے ہی اُسکو آدم زاد کے حوالہ
کرنا چاہیے یا سکوت کیا جاوے جسوقت وہ آدم زاد طلب کرے اُس نازنین کو بھیج دیا جاوے معروف وزیر نے تبسم کیا اور
کہا اے بادشاہ اس بارہ مین رائے لینے کی کیا ضرورت ہی وہ کون ایسا ہی جسکے محبوب کو کوئی دوسرا اپنے قبضہ مین رکھے اور
وہ خوش وراضی رہے اُس نازنین کو ایک محافہ مین سوار کر کے بعزت اُس آدم زاد کے پاس بھیج دینا چاہیے قہار
دیو نے معروف وزیر کی رائے کے موافق ایک محافہ زرنگار وجواہر نگار مین ملکہ مہر نوش لب کو سوار کیا اور
ہزار دیوان قوی ہیکل کی جمعیت کو ہمراہ لیکے شاہزادہ بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا یہان بھی خبرداروں نے
شہزادہ کو خبر پہونچائی کہ دیو قہار بجمعیت کثیر اطاعت قبول کرنے کو آتا ہی شہزادہ نے اعمال شاہ سے کہا میری سمجھ مین
نہین آتا کہ دیو قہار کس طرح کی اطاعت قبول کرنے کو آتا ہی حالانکہ میری محبوبہ اُسکے قبضہ مین ہے
اعمال شاہ نے ایک دیو کو بھیجا کہ جلد مفصل خبر لا کہ قہار دیو کس ارادہ
قبول کرنے آتا ہی تو ملکہ کو کیوں نہین بھیج دیا دیو بھی حالات تمام وکمال
تفصیل دریافت کر کے واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی خدمت

تمام ایک محافہ پر تکلف مین سوار قہار دیو کے ہمراہ ہی اور رای دلاور دوران قہار دیو ضرور دائرہ اسلام مین بھی داخل ہوگا یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا قہار دیو مع جمعیت جب قریب پہونچا شہزادہ نے باہتمام تمام اسکا استقبال کیا اور اپنے دربار مین مناسب و معقول جگہ دی ادھر ملکہ مہر نوش محافہ زرنگار سے اتر کے محل مین داخل ہوئی شہزادہ نے قہار دیو سے کہا ہان ای قہار بیان کرو کیا ارادہ ہی قہار نے دست بستہ عرض کی مین ہر نوع مطیع فرمان ہون جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے اصول دین وغیرہ تلقین کر کے اسکو مسلمان کیا چونکہ شوق دید محبوبہ آرام جان مین بیقرار ہو رہا تھا دربار مین زیادہ قیام نہ کر سکا محل مین داخل ہوا ادھر ملکہ بھی شہزادہ کی فراق مین از خود رفتہ ہو رہی تھی شہزادہ کو آتا دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی دونون طالب و مطلوب بعد مدت سے ہم آغوش مین مبتلا ہوئے خوب گلے ملے اور شکایت کے دفتر کھلے ہر ایک نے اپنی اپنی مجبوری کا حال بیان کیا بعد ازان شاہزادہ دربار مین پھر آیا قہار دیو کو ہزارہ ہزار دست کی قید و بند کا داروغہ مقرر کیا اعمال شاہ نے کہا شہریار اب ارشاد فرمایئے کیا ارادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اب مین نوفل کو ہمراہ لیکے پردہ دنیا کی طرف جاتا ہون تمکو چاہیئے کہ اپنی مملکت اور عریان کوہ کا بخوبی بندوبست کر کے روان بخشش کو محافہ مین سوار کر کے تم اور ملکہ داد بخشش مع قہار دیو سر دیو قید و بند ہزارہ ہزار دست دیو کو اپنی تحویل مین لینا اور پردہ دنیا مین قریب طلسم شیران کے آ کے مجھسے ملاقات کرنا اور اگر تمسے اتفاق وہان سے مجھسے ملاقات نہو تو بیابان بلقا مین آنا انھون نے قبول کیا اس فہمایش کے بعد شہزادہ بدیع الملک پردہ دنیا کی طرف روانہ ہوا اور نوفل مع شیران نوفل کہ یہ سب قوم جنات سے تھے ملکہ جہان آفرین کی طرف راہی ہوئے

اس داستان حیرت عنوان کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور معالی منزلت والا تبار سر کوب اشرار و کفار حامی دین سبحانی تائید یافتہ آسمانی یعنی حمزہ ثانی کے حال خیریت اشتمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
نافہ غلطان اور ہی آہوی ختنان اور ہی
جانور اسیر ہی عاشق اسیر عاشق اور ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
فرق ہی شاہ و گدا مین قول شاعر ہی

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
ایک یوسف وہان گم ہوا تھا یہان گم ہے لاکھ
سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہی
تا تراشیدہ ہی یہ اور وہ ہی سانچہ مین ڈھلا
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

خاک چھنتا ہی ملیگا بعد مردن دل مرا
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن دیکھ
نفاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی
تا جدا ران اقلیم جادو بیانی و باجگیر

ممالک شیرین کلامی اس داستان عجیب خبر و قصہ حیرت انگیز کے بیان مین اسطرح گویا ہوئے ہین کہ جب شاہزادہ با فر و شوکت لشکر با فتح و نصرت مین روبرو لشکر کفار و صفوف اشرار کے وارد ہوا یکایک فوج کفار و بدکار سے صدا نقارہ خوشی و خرمی بلند ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے راست و چپ دیکھا اور پوچھا کہ یہ صدا نقارہ بشارت کیون بلند ہی بدکار سے [illegible] الیاس نے [illegible] آئے تھے کہ عمر ثانی آ پہونچے شہزادہ نے استفسار حال کیا عمر ثانی [illegible] کیا حاصل ہی کہ یہ اختران آسمان از رفعت نیک اختری ہاگیرا ہی گیران بر کردار اسکے آنے سے بہت خوش ہوئے ہین [illegible] بدکار سمجھون نہ خوش ہون اس دیوانہ کا خود نصف کوس تک [illegible] وانہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی عمر ثانی نے عرض کی اسکا

دیوانہ کو کیکاؤس پردۂ ظلمات سے لایا ہے اور یہ وہ دیوانہ ہے جسکے باپ کو شاہ پور شیر دل نے امیر معظم کے روبرو
ہلاک کیا تھا اس خبر کو سنکے شہزادہ خاموش ہو رہا واضح ہو کہ ملک کیکاؤس کا ایک عیار ہے شمیم نام اور
شمیم عیار نسیم کا بیٹا ہے شمیم عیار کسی ضرورت سے سائل کی طرف جا نکلا وہاں خواجہ عمرو کا لباس عیاری لیکے
اپنے زیب تن کیا اور لشکر اسلام میں داخل ہو کے خیمہ رستم ثانی کے قریب پہونچا پاسبانان خیمہ کو بعیاری
بیہوش کیا اور خیمہ میں داخل ہو کے شہزادہ رستم کو بھی بیہوش کیا اور گلیم عیاری میں لپیٹ کے پشتارہ
اپنی پشت پر رکھا اور وہاں سے روانہ ہوا ابھی لشکر اسلام سے چار سو قدم نہیں گذرنے پایا تھا دیکھا
سامنے سے سیارہ ثانی عیار شہزادہ رستم چلا آتا ہے شمیم عیار نے چاہا کہ سیارہ ثانی عیار کی نظر بچا کے نکل جائے
مگر ممکن نہوا کہ سیارہ ثانی قریب آ پہونچا اسکے نیچے جو ایک شخص پشتارہ بر دوش دیکھا بآواز بلند کہا باش
او نابکار اس پشتارہ میں کیا ہے اور کہاں لیے جاتا ہے شمیم عیار وہیں ٹھہر گیا اور کہا تو کون ہے جو مجھسے اس پشتارہ کا
حال پوچھتا ہے اس پشتارہ میں کچھ ہے اور میں کہیں لیے جاتا ہوں سیارہ ثانی نے قرینہ سے دریافت کیا کہ ضرور
یہ کوئی عیار ہے کہا جبتک مجھکو حقیقت حال دریافت نہوگی میں ہرگز تجھکو یہاں سے نہ بڑھنے دونگا شمیم نے
وہاں سے بھاگنا چاہا سیارہ ثانی نے حلقۂ کمند پھینکا اور اسکو بستہ کر لیا بعدہ اوس پشتارہ کو کھولا دیکھا
شہزادہ رستم ہے ایک مکا شمیم کے کلہ پر مارا اور کہا او مکار مجھکو یہ خبر نہ تھی کہ تو نے یہ چالاکی کی پھر سیارہ عیار نے
جلد سے فتیلہ رفع بیہوشی روشن کیا اور شہزادہ رستم کو ہوش میں لایا رستم نے جو آنکھ کھولی دیکھا سیارہ ثانی عیار
کھڑا ہوا ہے اور میں گلیم عیاری سے باہر لایا گیا ہوں پس سیارہ ثانی عیار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے سیارہ
اسوقت میں کہاں آگیا ہوں اور یہ گلیم عیاری کیسی ہے جسمیں لپٹا ہوا تھا سیارہ عیار نے کہا شہریار ذرا تم ہی غور
فرماؤ کہ یہ کیا واقعہ ہے شہزادہ رستم نے کہا میں کیا جانوں مجھکو مطلق خبر نہیں ہے ہاں مجھکو یہ بخوبی یاد ہے کہ میں اپنے
خیمہ میں تھا لیکن اپنے کو یہاں پایا سیارہ عیار نے کہا مجھکو بھی اس حال کی مطلق خبر نہیں ہے میں طلایہ پھر رہا
تھا یکایک دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بر پشت چلا آتا ہے میں نے اسکو ٹوکا پہلے وہ مجھسے جنگ پر آمادہ ہوا اور چاہا
کہ نکل جاؤں میں نے اسکو نہ چھوڑا اور کمند سے بستہ کر لیا جب پشتارہ کو کھولا تو آپکو بیہوش دیکھا فتیلہ رفع
بیہوشی سے آپکو ہوش میں لایا شہزادہ رستم نے کہا اس حقیقت سے تو ظاہر ہے کہ وہ عیار تھا اچھا وہ کہاں ہے
میں بھی دیکھوں سیارہ عیار نے کہا وہ کہیں گیا نہیں ہے یہیں موجود ہے یہ کہا اور شمیم بن نسیم عیار کو اسی طرح
کمند سے بندھا ہوا شاہزادہ رستم کے روبرو حاضر کیا شاہزادہ رستم نے شمیم کو ایک نوجوان نہایت چست و چالاک
دیکھا اور زیادہ تر تعجب اس بات سے ہوا کہ شمیم کو کسوت ہائے خواجہ عمرو سے آراستہ دیکھا شہزادہ نے پوچھا
اے جوان چالاک و مکار تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کیا وجہ ہے جو تو مجھکو پشتارہ کر کے لیچلا تھا اور کہاں لیچلا تھا
اس نے مطلق جواب نہ دیا اور اسطرح نظر نیچی کیے خاموش رہا شاہزادہ رستم نے سیارہ سے پوچھا
کہ یہ کیوں نہیں جواب دیتا سیارہ شمیم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو جواب کیوں نہیں دیتا بیان کر تو کون ہے جب شمیم
نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے شمیم کا کان نوچ لیا اور کہا اگر تو اب نہ دیگا تو اور طرح سے
تجھسے پوچھونگا شمیم نے چیں بجبیں ہو کے کہا کیا پوچھتا ہے سن لے
عیار ہوں میرے باپ کا نام صاحب طبع سلیم حقیقت یہ ہے میرا نام شمیم ہے سن
ہنس دیا اور سیارہ سے کہا صاحب طبع سلیم کے ماجرا

رہونگا

اور میرے باپ کا نام صاحب طبع سلیم حضرت نسیم تھا یہ سن کے حمزہ ثانی بھی متبسم ہوئے راوی کہتا ہے کہ چالاک
بن عمرو بھی بارگاہ میں موجود تھا اُسنے جو ستیارہ ثانی کو آراستہ با کسوت ہاے خواجہ سے آراستہ دیکھا ہمہ تن
تحفہ ظرف غضب ہوگیا کبھی اُس کسوت کو دیکھا کبھی تیز نظر سے ستیارہ ثانی کی صورت دیکھی اور سُرخ ہوگیا بعض حاضرین
بارگاہ کی بھی نظر چالاک بن عمرو کی طرف پڑی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور
پھر چالاک کی طرف دیکھا آخر الامر تاب ضبط نہ رہی بآواز بلند پکار کے کہا ای ستیارہ ثانی ذرا میری طرف بھی
متوجہ ہو ستیارہ نے مڑکے چالاک کی صورت دیکھی اور خاموش ہو رہا چالاک نے بار دیگر کہا ای ستیارہ
میں تجھسے کہتا ہوں ستیارہ نے کہا کچھ کہو تو کیا کہتا ہے میں متوجہ ہوں چالاک نے کہا یہ جو تو کسوت ہاے عیاری پہنے ہے یہ کسکی
ملک ہے ستیارہ ثانی نے کہا کسکی ملک کا ہے مگر اب تو اس کسوت کا مالک میں ہوں القبض دلیل الملک جس چیز پر
جس شخص کا قبضہ ہوتا ہے وہی اُسکا مالک سمجھا جاتا ہے چالاک نے کہا یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہے اسکا مالک میں ہو سکتا ہوں
ستیارہ نے کہا یہ کوئی بات نہیں ہے کہ خواجہ عمرو کی کسوت ہے اسواسطے تو ہی مالک ہو سکتا ہے اور با الفرض
تو ہی مالک ہو سکتا ہے پھر کیوں نہ مالک ہوا چونکہ اس کسوت کو میرے زیب تن ہونا مقرر تھا اسکا یہ سامان ہوا کہ تم
عیار اس کسوت کو لایا میں نے شمیم بن نسیم کو ہلاک کیا اور کسوت کو اپنے زیب تن کیا اُس طرف رستم ثانی
اس گفتگو کو سن رہا تھا اور گوشہ چشم سے چالاک کو دیکھ رہا تھا جب چالاک نے یہ کہا کہ ای ستیارہ ہر حالت میں
اس کسوت کا مالک میں ہی ہو سکتا ہوں رستم ثانی سے ضبط نہوسکا ڈانٹ کے کہا باش اور دزد کیا بیکار غوغا
مچا رکھا ہے تو نہیں جانتا کہ اس قسم کی چیزوں کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو جرات و دلاوری سے بسر رکھتا ہے
جب میرے عیار نے جوانمردی سے اس کسوت کو حاصل کیا تو پھر کیا اعتراض کا محل ہے چالاک نے غضب آلود
نگاہ سے رستم ثانی کو دیکھا اور کہا کیوں بیکار کچھ سننا چاہتے ہو ابھی ساری حقیقت بیان کر دوں تو معلوم ہو جائے
رستم ثانی نے کہا کیا حقیقت بیان کریگا بیان کر میں ضرور سننا چاہتا ہوں چالاک نے کہا اگر سننا چاہتے ہو تو سنو تم کیوں
اس بارہ میں دخل دیتے ہو یہ بھی دلنگی کا مقدمہ ہوا کہ تمھارے باپ نے تمام عمر تو مسلمان کشی کی جب صاحبقران
کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے اُنھوں نے یہ بیباکی کی کہ شہریار جہان شاہزادہ نور الدہر سے بھی ہیکڑ باندھی
اس بارہ میں تمھارے دخل دینے سے میں ہرگز باز نہ آونگا یہ کسوت میرا مال ہے میں اسکو ضرور لونگا میں کسی
مخالفت نہ ہونگا ستیارہ کی کیا وقعت ہے کہ مجھکو کسوت نہ دی اور ای رستم ثانی یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تمھارا کوئی
حق نہیں ہے کہ ستیارہ کی طرف سے کچھ کہو رستم ثانی نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ میرے کہنے کا حق نہیں ہے ای خیرہ سر
مجھکو خوب معلوم ہے کہ عنقریب تو اپنی خاک خون میں آلودہ دیکھیگا اور یہ آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + اگر
کسوت خواجہ کی لینا چاہیگا تو معلوم ہو جائیگا قران وہان موجود تھا اُسنے جو رنگ دگرگون دیکھا رستم ثانی کے قریب آیا
اور کہا ای رستم دلاور چالاک سچ کہتا ہے کہ یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تم اس بارہ میں دخل نہ دو دونوں عیار باہم گر سمجھ لینگے
معلوم ہوتا ہے کہ اس یراق عیاری کے بارہ میں جو کچھ خواجہ عمر نے کہا ہے اس سے تمکو اطلاع نہیں ہے آگاہ ہو ای رستم ثانی
خواجہ عمر نے کہا ہے کہ اس یراق عیاری کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو ملا شور کو ہلاک

ارشاد کہ اس شہر کے طابق عمل

ستیارہ ثانی کیا وجہ رکھتا ہے یہ کہا اور ستیارہ ثانی کے پاس آکے
آگرو لینی خواجہ عمر کی یراق عیاری کو اتار ڈالو رستم ثانی نے
کہا ارشاد فرماؤ رستم ثانی نے کہا جو گفتگو تو اسوقت کر رہا ہے

رکھتا ہی یہ عجیب بات ہی جو لوہار سے روپیہ وشیارہ ثانی سے کہتا ہی کہ بیراق خواجہ عمر کو آتا ردڈالو قران نے کہا ای
رستم ثانی یہ تمہارا خیال بہت صحیح ہی کہ مین تمسے زیادہ خصوصیت رکھتا ہون اسکا مقتضا یہ تھا کہ مین تمھاری طرفداری
کرتا لیکن یہی چاہیے خود سمجھو کہ مین اس خصوصیت کے اعتبار سے کبھی راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا مجھکو
خواجہ عمر کا قول مجھے یاد ہی پھر کیونکر کہون کہ ای شیارہ تم بیراق عیاری نہ دو بعد اسکے گفت و شنید قران
شیارہ کے قریب آیا اور کہا ای شیارہ ثانی اب بیراق کو سپار دو تیرے رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم نے
سکوت کیا شیارہ نے تمام بیراق عیاری اتار کے اور قران کے حوالہ کی قران نے اس تمام سامان عیاری
کو لیکے خزانہ مین امانت رکھا اور اس قصہ کو اس طرح پاک کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ عجب عروج دیوانہ فتح
گران مین وارد ہوا اور قرابہ شاداب لی پیچ منکا کر دل نے کہا ای عروج مجھکو یہ خوب معلوم ہی کہ خدا پرستون کے لشکر
نے تیرے باپ کو ہلاک کیا ہی اب وہ وقت آگیا ہی کہ تو خدا پرستون سے اس شدت کا عوض لے عروج دیوانہ نے
کہا پھر کس طرح خدا پرستون سے عوض لیا جاوے پھر دل نے کہا اس سے بہتر کوئی عوض نہین ہی کہ شب کے وقت خدا پر
ستون کے لشکر پر پتھر برسا جب اسکے لشکر کا خیال آتا ہی کیا کہون کہ کیسا قلق ہوتا ہی عروج دیوانہ نے تبدیل کیا اور تاریکی
شب مین لشکر کفار سے باہر آیا ایک پہاڑ کی جانب چلا اور بلندی کوہ پر پہنچ کے بہت بھاری ایک پتھر پہاڑ سے
توڑا اور ہاتھ مین سنبھالا عمر ثانی اسوقت وہان موجود تھا آنکھ تمام بالاشعور کی صورت سے مشابہ ہو کے عروج
دیوانہ کے روبرو آیا جو زنگ کہ اسکی گردن مین آویزان تھا اسکی زنجیر کو حرکت دی جس سے زنگ بجا دیوانہ نے
کہا کون ہی جو مجھسے کچھ کہنا چاہتا ہی کہا اور ہاتھ بڑھایا عمر ثانی بصورت بالاشعور قریب موجود ہی تھا دیوانہ کے
ہاتھ مین آگیا دیوانہ نے عمر ثانی کو اپنے کان مین رکھ لیا عمر ثانی نے اس کے کان مین باطمینان تمام قیام کیا اور
کہا ای عروج کیکاوس اور لاہوت استفسار فرماتے ہین کہ کس طرف کا قصد ہی عروج دیوانہ نے کہا لو مجھ
کی کیا ضرورت ہی خدا پرستون کے لشکر کی طرف جاتا ہون عمر ثانی نے کہا کیکاوس و لاہوت کہتے ہین کہ اس طرف
خدا پرستون کا لشکر نہین ہی بلکہ پشت کی جانب ہی راوی کہتا ہی کہ دیوانہ کی پشت کی جانب لشکر کفار تھا عروج کو کیا
خبر تھی کہ مجھکو بہکایا جاتا ہی اپنے جانب پشت رخ پھیرا اور وہ سنگ گران بقوت تمام لاہوت کے لشکر پر مارا
جس سے پچاس ہزار سوار برابر ہوگئے عروج دیوانہ پھر پہاڑ کی طرف چلا تاکہ دوسرا پتھر لاوے عمر ثانی وہان حمزہ کی
خدمت مین پہونچا اور دست بستہ عرض کی کہ خسرو اصحاب قرین سلامت رہ بادہ روزگارت فرخ و فرخندہ باد اگرچہ یہ فدوی اس بات کو
کسی لائق نہین سمجھتا ہی لیکن جب پرتو خورشید نے سایہ دولت ارزانی فرمایا ہی تو کیا عجب ہی جو کوئی کام مجھ بیکارہ سے انجام پذیر
ہو جاوے حضور کے اقبال سے خادم واقعہ کرتا ہی کہ فیل کیطرح کے آسیب پہونچے کہ سنگ جو دو تھا لاہوت کو راہ سے اٹھا کے صاحبقران کو
چمن حکومت وکامرانی کو خار آزار سے پاک کر گیا وہ سنگ بہت رہا تا رویہ منہ کو شیرزبان رسا نہ گزند پہ فرا حضور
ملاحظہ کرین اور چلکے تماشا عجیب ملاحظہ فرماوین حمزہ ثانی مع ہمراہیان جانثار سوار ہوا اور ایک بلند مقام پر استادہ ہو کے
حقیقت کا ملاحظہ کیا کہ عروج دیوانہ نے پہاڑ سے ایک سنگ گران توڑا اور لشکر کفار پر مارا جس سے ہزار ہا لشکری فوج
کو صاف آکے پتھر عروج دیوانہ پہاڑ سے لا کے فوج
لشکر کفار مین عمدا سے واویلا بلند ہوئی اور سب پکار پکار کے
کہا خالق سے کہ دیتا ہی یہ بیماری بھوو جایت کو آیا ہی یا ہم سب کو فنا کے
لیے تھے اور کہتے ہین عجب طرح کی عیاری عمر ثانی سے ظہور میں

اُس طرف لشکر مخالف میں ہر ایک دیوانہ سے کہتا تھا اب ورابر داری و ہوشیاری سے کام کرنا ایسا نہین کہ شب کی
طرح دن کو بھی اپنی ہی ہلاکت کے درپے ہو جاؤ دیوانہ نے کہا کیا خوب مجھکو دیوانہ بنایا ہے کفار نے کہا بیشک ہم
تجھکو دیوانہ سمجھتے ہین اگر دیوانہ نہو تو کیون ایسی غلطی کرتا دیوانہ نے کہا مین دیوانہ نہین تھا تم خود دیوانے تھے
کہ میرا تیغ لشکر اسلام کی جانب سے پھیر کے اپنی فوج کو ہلاک کروایا الحاصل تمام شب لشکرون مین سامان
حرب و ضرب مہیا و درست ہوتا رہا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر کفار سے اول جو میدان مین آیا
وہ عروج بن بروج تھا تمام میدان معرکہ مین زلزلہ پیدا ہوگیا گویا آثار قیامت ظاہر تھے دیوانہ کی آواز نفخ صور
اسرافیل جیسا معلوم ہوتا تھا اُس نے یہی نعرہ مارا کہ اے لشکر خدا پرست اگر نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو مین ہون عروج
بن بروج دیوانہ جب سے میرے باپ کو تم ایسے آدم زاد و مشت استخوان اور خدا سے نادیدہ کی نیند کی کرنے
والون نے ہلاک کیا ہے کیا کہون کہ کیسا ملال ہے آج دیکھنا کہ کیسا تمسے انتقام لیتا ہون ورنہ خیریت اسی مین ہے
کہ تم مین سے جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا اُسکو میرے حوالہ کردو اور حوالہ کرنا اگر نامنظور ہو تو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیجو دیکھون وہ کیسا دلاور جری ہے آج یا تو مین اُس سے اپنے باپ کے خون کا
بدلا لونگا یا اپنے باپ کی طرح مین بھی اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجاؤنگا مگر یہ خیال رہے کہ میرا ہلاک ہونا ایسا
ویسا نہین ہے تمام روے زمین کو متزلزل کرونگا حمزہ ثانی سے جو اس مختل کلمے سنتے تھے کہنے لگے دیکھئے کیا ہوتا ہے جب
عروج نے مرد مقابل طلب کیا حمزہ ثانی نے شاپور کی طرف دیکھا بجستی تمام شاپور حمزہ ثانی کے قریب آیا
اور کہا کیا حکم ہے حمزہ نے کہا کیا حکم کو پوچھتے ہو دیکھتے ہو کہ یہ پہاڑ اپنا مرد مقابل طلب کرتا ہے اب اسکا مرد مقابل
کون ایسا بہادر ہے جو ہو شاپور متبسم ہوا اور کہا شہریار تم دونون مین اس مرد کے مقابلہ کو جاتا ہون اور اگر خدا نے
چاہا تو عنقریب اسکا کام تمام کرتا ہون حمزہ نے کہا ارے صاحب یہ کیا کہتے ہو خدا کو اگرچہ نہین دیکھا ہے لیکن عقل سے
ضرور پہچانا ہے کہان تم با این تن ناتوان کہان وہ ایک کوہ گران شاپور نے کہا شہریار اجازت تو فرمائین پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے حمزہ ثانی نے بہزار مجبوری اجازت دی اور تمام حاضرین نے شاپور کے حق مین
دعاے خیر کی شاپور حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کرکے اور خدا حافظ کہکے عازم میدان ہوا اور عروج
بن بروج دیوانہ کے روبرو بکمال استغنا استادہ ہوکے کہا او مغرور کہہ کیا کہتا ہے مین تیرا سر کوب آپہنچا دیوانہ
آنکھین پھاڑ کے اور متعجب ہوکے چہار جانب دیکھا اور بادل کی طرح گرج کے کہا یہ آواز کہان سے آئی وہ
کون ایسا مرد مقابل ہے جو نظر تک نہین آتا مقابلہ کیونکر کریگا شاپور نے کہا او اجل گرفتہ تجھکو نظر کیا آویگا اللہ
نے تو ابھی سے تجھے اندھا کردیا قاعدہ ہے جب کسی کی موت قریب ہوتی ہے پہلے وہ اندھا ہوجاتا ہے پس اسی طرح اپنی
نسبت بھی سمجھ لے یہ کہکے ع یکے نعرہ زد آن یل ارجمند ۔ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت
کہ آوازش از آسمان درگذشت ۔ عروج بن بروج اُسی طرح پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قایم رہا مطلق اعتنا نہ کی شاپور دلاور
نے قدم آگے بڑھایا ع ارادہ کرد کازدست دگر برنیاید ۔ کسیت ہمت و جرات برانیم ۔ عروج نے نہ ہٹا اور بکمال
تمرد کہا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے اپنی مدقامت کو دیکھ اور اس جرأت
اسے تم تو اب ستوا
کے ہاتھ سے کیا ہلاک ہوگیا کہ آج بہر تکیہ کو مقابلہ مین جرأت ہوئی
چونکہ وہ اُس پتھر کو چلانے لگا آنکھین بند کر لین و ستو کہ دیوانہ
غرض کہ وہ پتھر چلاتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا اے آدمزاد پھر سنبھل

خلاف سخت و بدمزہ جس مین ایک مچھ لہو کا نہین ۔ آنکھین بند کیے یہ کہہ رہا تھا شاپور نے فرصت کو غنیمت جانا جست
کر کے قریب گیا اور اسی زور سے خنجر اسکی ران پر مارا کہ دستے تک غرق ہوگیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا آیا دیوانہ نے
اپنا پاؤن اٹھا کے زمین پر دے مارا جس سے زمین لرز گئی اور کہا او آدمی تو موجود ہی میری آنکھین بند تھین
مین سمجھتا تھا کہ مجھکو چبا رہا ہون شاید تیرے ساتھ کوئی غلام تھا جسکو مین چبا گیا اور یہ میری ران مین کیا شے چبھ گئی
ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ خون مین تر ہوگیا کہا اف اف خون نکل رہا ہی شاپور نے نشانہ تاک کے ایک اور پتھر
اسکے منھ کی طرف پھینکا ایکی مرتبہ پتھر کے صدمہ سے اسکے دو دانت ٹوٹ گئے اس پتھر کو غور سے دیکھا کہا
ارے آدمی اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو میرے منھ مین پتھر پھینکتا ہی اب مین تیرا کام تمام کرنے کے واسطے مجبور ہوا
دیکھ مجھکو نگلے لیتا ہون شاپور نے ایک درخت کا ٹھنٹا توڑا اور اسکی طرف پھینک کے کہا اسے نگل لے مجھے
کیا نگلیگا عوج دیوانہ نے اس ٹھنٹے کو دیکھ کے قہقہہ مارا اور کہا کیا آدمی ہی شاپور نے کہا ایسا آدمی ہون کہ تیرے
باپ کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہی تھوڑی ہی دیر مین تجھکو تیری اجل نوالہ کریگی عوج اس ٹھنٹے کو اٹھا کے چبانے
مین مصروف ہوا اور بدستور آنکھین بند کرلین شاپور پھر بڑھا اور دوسری ران مین بھی خنجر مارا یہ بھی دستے تک
غرق ہوگیا دو دریا دونون رانون سے جاری ہوگئے دیوانہ نے دوسری ران پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کو خون مین تر
دیکھ کے کہا اف ستم اف دوسری ران مین بھی کچھ چبھ گیا عوج نے جھنجھلا کے شاپور کی جانب ہاتھ بڑھایا
اور چاہا کہ شاپور کو منھ مین رکھ کے نگل جاؤن شاپور نے اپنی جگہ سے گریز کی عوج نے شاپور کا تعاقب کیا شاپور
نے تمام میدان مین اسکو دو تین چکر دیے اور خوب سرگردان کیا جس سے عوج جھنجھلا گیا اور سیدھا دوڑا
اس مرتبہ شاپور نے چستی تمام اپنے کو اس کنوئین کے قریب پہونچایا جو خس و خاشاک سے چھپا ہوا تھا
اور وہان سے ایک جست جو کی کنوئین کے اس پار پہونچا دیوانہ غضب مین بے تحاشا دوڑتا چلا آتا تھا اسکو
کیا معلوم تھا کہ اس خس و خاشاک کے نیچے کیا ہی جیسے ہی خس و خاشاک پر اسکا پاؤن پڑا دھم سے کوئین مین
جا رہا شاپور نے قریب اس کنوئین کے آکے بقوت تمام ایک پتھر اسکے سینہ پر مارا جس سے اسکو سخت صدمہ
پہونچا پھر [illegible] بکثرت پتھر اس کنوئین مین پھینکے جس سے دیوانہ کا اس کنوئین سے نکلنا مشکل ہوگیا اسوقت
دیوانہ نے کنوئین مین سے پکار کے کہا ای آدم زاد تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مین کیا جانتا تھا کہ تو نے میرے
واسطے ایسا بندوبست کر رکھا ہی ورنہ مین ہرگز تجھکو مہلت نہ دیتا پہلے ہی نوالہ کر لیتا فوج کفار مین یہ خبر مشتہر ہوئی
کہ دیوانہ گرفتار کر لیا گیا پانچ ہزار نفر دیوان منار قامت کوہ پیکر [illegible]
لیے نکل بھاگے [illegible] سے ہر جانب سے اس مرکز دائرہ شجاعت پر چلے شاپور ان دیوون کو اپنی جانب آتے
کی طرح آتے دیکھ کے بآواز بلند پکارا کہ ای حامیان دین سبحانی و ای تابعان حکومت حمزہ ثانی جلد یہان پہونچو ورنہ
یہ شکار ہاتھ سے نکل جاویگا اور دوسری آواز اپنے شاگردون کو دی کہ جلد غلیلے سے سنگ مین آگ دو ادھر
حمزہ ثانی نے ایک فوج کثیر شاپور کی مدد کے واسطے بھیجی ادھر شاگردون نے جو حکم استاد ہوا غلیلے سے
[illegible] اسکے زد پر دیوانہ جانب آسمان اڑا اور پھر آسمان سے زمین پر
[illegible] بالکل کی ہلاک ہوگئی فوج اسلام نے ان کفاران پر حملہ آور کو
[illegible] پیدا کرکے مشکل تمام لایا اور حمزہ ثانی کے مرکب کے پاؤن
پروردگار قادر توانا کا [illegible] سے [illegible] کیا تھا وہ پورا کر

حمزہ ثانی سر دیوانہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور مرکب سے اُتر کے شاپور کو گود مین اُٹھا لیا اور اُسی وقت
نہایت گران قیمت ایک خلعت خاص شاپور کو دیا اور بارگاہ سلیمانی مین آ کے قرار لیا نوبت شادمانی کی صدا
بلند ہوئی رقص و سرود کی محفل آراستہ ہونے کا بندو بست شروع ہو گیا جو آیا پہلے شاپور سے بخوشی دفرحی بغلگیر
ہوا پھر مدح و ثنا سے پر دلی و جوانمردی شاپور مین اس طرح گویا ہوا واہ سبحان اللہ کیا کہتا ہے ؎ این کار از تو آید
و مردان چنین کنند ٭ کار نمایان اسکو کہتے ہین اس وقت رستم و افراسیاب زندہ ہوتے تو اس بہادری
کی داد دیتے کسی نے کہا انہین مصاحب افلاطون و فیثاغورث اس حکمت کو دیکھتے تو البتہ تعریف کرتے
بغیر اس تدبیر کے کسی طرح دیوانہ کشتہ نہوتا خدا نے عقل کوئی کیا عمرو بخشا ہی شاپور نے کہا صاحبو مین کیا
اور میری تدبیر کیا اور ایسے بہادر کے مقابلہ مین زور و طاقت کا ذکر کرنا تو بالکل ہی عبث ہی اصل امر یہ ہی کہ انسان خاکی
بنیان کے اختیار مین کوئی فعل نہین ہی جو چاہتا ہی وہی واحدہ لا شریک کرتا ہی ہان دنیا عالم اسباب ہی ہر حالت مین ایک
سبب پیدا ہو جاتا ہی ؎ گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست ٭ ور نیز درست ست بہ تقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا
پیشہ کن و شاد بزی ٭ کین نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ٭ حمزہ ثانی نے کہا ان صاحب یہ سب صحیح ہی مگر
جرات و دلیری بھی کوئی شی ہی اگرچہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہی سچ پوچھو تو مین بالکل نا امید ہو گیا تھا اور
کیون نا امید نہ ہوتا کہ اسکا مقابل کوئی نظر نہ آتا تھا خداوند عالم ہر وقت مین اپنے بندہ کا حامی و نگہبان ہی اس طرف
کفار مین ہلچل مچ گئی ہر ایک حیران ہو رہا تھا دلون مین ہول سمایا ہوا تھا کوئی کہتا یہان سے بھاگو کوئی کہتا تھا
یہان سے ہرگز نہ بھاگو جان دیدو بھاگ کے کہان جاؤ گے خدا پرستون کے ہاتھ سے جہان جاؤ گے جہان
نہین بچوگے واہ رے خداوند ابلیس کچھ پروا نہ کی اپنی قدرت سے دیوانہ کے ایسے دست و بازو بنائے ایسی طاقت
دی جسکا مقابلہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کون کر سکیگا اور پھر اُسکو اپنے دشمنون کے ہاتھ سے ہلاک کروا یا کسی نے کہا
چپ رہو کفر نہ بکو حقیقت کی آنکھ کھولو اور دیکھو یہی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت نمائی کی ہی کہ دیوانہ ایسی طاقت
والا ایسے ضعیف الجثہ کے ہاتھ سے ہلاک کروایا خداوند ابلیس کو اس بارہ مین الزام نہ دو بلکہ دیوانہ ہی کی
دیوانگی کی کہ آدم زاد کو مہلت دی اُسکے دام فریب مین گرفتار ہو گیا اگر پہلے اُسکا کام تمام کرتا تو کیون یہ صورت
پیش نظر ہوتی اور وہ تو ہلاک ہو گیا اب بھی تو کسی کو کچھ فکر نہین ہی ایک نے کہا اچھا اب کیا فکر کی جاوے رائے
اس بات پر قرار پائی کہ جابلقا چلو اور وہان پہونچ کے قلعہ بند ہونا چاہیے لشکر اسلام ہمارے استیصال پر
آمادہ ہی ضرور ہم سب ہلاک کیے جاوینگے چنانچہ وہ شب جابلقا مین آ کے قلعہ بند ہو گئے لشکر اسلام مین ایک دن
ایک رات ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے ایسا ایسا گایا
اور طرح طرح کے باجون کو بجایا کہ سب پر محویت کا رنگ طاری ہو گیا انعام تقسیم ہوے مراد فی و اعلی کے بشرہ
سے خوشی و فرحت نمایان تھی دوسرے روز جب بارگاہ سلیمانی مین حمزہ ثانی رونق افروز ہوے بعد انواع و اقسام کے
حرف و حکایات کے شاپور اپنی جگہ سے اُٹھا حمزہ ثانی نے فرمایا کیون کیا قصد ہی شاپور نے عرض کی مین جانا چاہتا
ہون سے شاہزادہ عمر ہ لکا تہ و ہر جیس بدیع الملک کی خبر نہین معلوم ہوئی ہی اس واسطہ ... مرحمت کی خبر خیر و عافیت
دریافت کرنا ضرور ہی واللہ اعلم کیا واقعات پیش آتے ہین حمزہ ثانی
کر و کسل و کاہلی کے اثر کو اپنے اعضا سے دور ہو جانے دو پھر اختیار
ضرور جاؤ نگا حمزہ ثانی نے مجبوری اجازت دی اور کہا ای شاپور جب شا

سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ مجھکو تمھارا کمال اشتیاق ہے مدت سے تمھارے دیدار سے محروم ہون افسوس تمنے بالکل
فراموش کیا تم ایسے عالی جاہ سے نہایت بعید ہے مین بھی جانتا ہون کہ کاروبار سے موقوف ہے استقدر فرصت نہ ملی ہوگی
کہ ملاقات کی نوبت آتی مگر زندگی کا کیا اعتبار ہے آج زندہ ہین کل موت دیا پیش آیا تو حسرت ہی رہگئی شاپور یہ سنکر بہتر
کہکے رخصت ہوا اور جانب نگارستان و جابلقا کے روانہ ہوگیا بعد جانے شاپور کے حمزہ ثانی عمر ثانی کی طرف
متوجہ ہوے اور کہا اے عمر ثانی تمھاری سمجھ مین کچھ آتا ہے کہ مین آج کس جگہ بیٹھا ہون اور تم کس جگہ بیٹھے ہو عمر ثانی نے
عرض کی شہریار ارشاد کی کیا ضرورت ہے ظاہر ہے کہ آپ آج امیر حمزہ والا توقیر کے مرتبہ پر فائز ہین اور بندہ بھی اگرچہ کسی طرح کی
قابلیت نہین رکھتا ہے تاہم خدا کے فضل اور آپ ایسے عالی جاہ کے اقبال سے خواجہ عمر بلند توقیر کے مقام پر ہے حمزہ ثانی
نے کہا یہ تو تم خود جانتے ہو مگر یہ بھی بتاؤ کہ جو شخص جسکی جگہ قائم ہوتا ہے اسکے کام کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے یا نہین عمر ثانی نے
کہا بیشک ذمہ دار ہوتا ہے یہ کہا اور عمر ثانی نے تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے یاران من واضح ہو کہ انسان پر فن کمال
فن و ہنر اسیکا نام ہے کہ جب وہ فن اپنی جا سے مناسب پر صرف کیا جاوے ورنہ وہ فن نہین تم لوگ لشکر اسلام مین
اسی واسطے مقرر ہو کہ جب کوئی وقت پیش آوے اسکو اپنی عیاری و چالاکی سے دفع کرو اور ہر وقت بھی خواہ لشکر
اسلام ہو سب نے کہا بیشک عمر ثانی نے کہا پھر اس سے بھی کوئی انکار نہین کرسکتا کہ ہر شخص اپنے مرتبہ کی ترقی
چاہتا ہے سب نے کہا صحیح ہے عمر ثانی نے کہا فی الحال بلاشور کا علاج درپیش ہے جو کوئی ایسے علاج مین کامیاب
ہوگا اسکا مرتبہ بالا ہوگا بابا مین نے اس بات کا تہیہ کرلیا ہے کہ جس طرح ممکن ہوگا بلاشور کا کام تمام کرونگا
اور عنقریب اسی غرض سے روانہ ہوتا ہون جسکو کسی طرح کی جرأت ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور یہ اطلاع تمھین
خاص اسی غرض سے دی ہے کہ ایسا نہو کوئی میرے جانے کے بعد اس بات کی شکایت کرے کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو چلا گیا اور ہمکو اطلاع نہ دی اس مضمون کو سنتے ہی سات سو عیاران چابک دست اٹھ اٹھ کر
اٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے عمر ثانی خوب ہوا کہ تمنے ہمکو اطلاع دیدی ورنہ ہم بالکل غافل رہتے اور
تمھارے جانے کے بعد ہمکو افسوس ہوتا چلو ہم سب بسر و چشم اس مردود کا کام تمام کرنے اور اسلام کی حمایت
کرنے کو موجود ہین عمر ثانی نے کہا چلو پھر کیا دیر ہے غرض یہ سب عمر ثانی کے ہمراہ ہوے عمر ثانی کے جانے
کے بعد چالاک بن عمر کو بھی جرأت ہوئی اسنے بھی اپنے موافق سرہنگون سے مشورہ کیا کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو گئے ہین اب تم لوگون کا کیا ارادہ ہے یہی موقع ہے جسمین عمر ثانی کا اور ہمارا امتحان ہوجائیگا اگر
تم لوگون کی راے ہو تو ہم بھی چلین اور بلاشور کا کام تمام کرکے ترقی منصب اور خلعت و انعام کے مستحق ہون سب
ہمزبان ہوکر کہا اے چالاک ضرور چلو ہم سب تمھارے ہمراہ ہین چنانچہ چالاک بھی سات سو سرہنگون کو
ہمراہ لیکے روانہ ہوا چالاک بن عمر کے جانے کے بعد شاپور عیار ابن قمر نے بھی سات سو عیار اپنے ہمراہ
لیے اور بلاشور کی ہلاکت کا تہیہ کرکے روانہ ہوا اسی طرح ستارہ ثانی بھی سات سو عیار لیکر روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ
شاگردان بلاشور سے دو شاگرد تھے فیروز نقاب و الماس جیب یہ دونون بارگاہ سلیمانی مین موجود تھے اور انہین
کے سامنے [illegible] روانہ
ہو
جانب بلاشور روانہ ہوے یہ دونون بعجلت تمام جانب بلاشور
دونون بلاشور کے پاس پہونچ گئے اور کہا استاد کیا
ار کر رکھو بلاشور نے کہا کچھ مفصل بیان کرو یہ مجمل
اتفاق ہوا اگر خداپرستون کی بارگاہ مین ہوگیا ان

تمہارا ذکر سنا بلاشور نے کہا کیا ہمارا ذکر سنا انہون نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا لشکر اسلام کے عیارون
نے تمہارے قتل و ہلاکت پر مستحکم کمر باندھ لی ہی اور ایک نے دوسرے سے قسم کھائی ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا
بلاشور کو زندہ نہ چھوڑین گے بلاشور اس خبر کو اپنے شاگردون کی زبانی سنکے بید کی طرح کانپنے لگا چہرہ پر
مردنی چھا گئی حیرت سے فیروز نقاب اور الیاس حبیب کی صورت دیکھی کہا سچ کہتے ہو انہون نے کہا جھوٹ کا
کیا محل ہی اور عیان را چہ حاجت بیان عنقریب وہ عیار یہان پہونچتے ہین جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی بلاشور نے
کہا پھر اسکا کوئی تدارک بھی تمہاری سمجھ مین آیا انہون نے کہا تدارک ہمکو کیا معلوم بجا ہے تو جیسا مناسب سمجھو عمل
مین لاؤ ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا کہ خدا پرستون کے لشکر کی تحقیق خبر تمکو پہونچا دی بلاشور گھبرایا ہوا وہان سے
محل مین داخل ہوا ان کے پاس آیا جسکا نام بدر رقم تھا اسنے پریشانی کا سبب پوچھا کہا کیا پوچھتی ہو بس
اجل کے پنجہ مین پھنس گیا سمجھو اسنے کہا ای بلاشور کچھ اسکا علاج نہین ہو اسنے کہا میری سمجھ مین کوئی علاج نہین
آتا بدر رقم نے کہا تو مفصل بیان کر تو شاید مین کوئی تدارک کر سکون بلاشور نے تمام حقیقت فیروز نقاب اور
الیاس حبیب کی زبانی بیان کی اور کہا ای یار مسلمانون کے نام سے ہمیشہ میری روح فنا ہوئی اور آخرین کاسا ستا
ہی بدر رقم نے کہا اطمینان رہے مین اسکا بندوبست کر دونگی اسنے کہا تم قوم اناث سے ہو کیا کر سکتی ہو ہم سب عاجز ہو گئے ہین بدر رقم نے کہا
تو بالکل نادان ہی جو کام جسکے فہم مین آجاتا ہی وہ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہی تیری سمجھ ہی مین کچھ نہین آتا بلاشور خاموش ہو رہا
بدر رقم اسیوقت وہان سے بذریعہ نقب شہر کے باہر آئی پیرزال کہن سال کی صورت سے مشابہ ہوئی ہاتھ مین عصا پیری لیا کانپتی
لپ لپ کرتی اس راہ مین بیٹھی جس طرف وہ عیار گذرنے والے تھے اور زار و قطار روتی جاتی تھی دونون ہاتھون سے پیٹتی
تھی بالون کو نوچتی تھی پہلے جو عیار اس طرف سے گذرا وہ چالاک بن عمرو تھا دیکھا ایک پیرزال تباہ حال بیٹھی نوحہ و زاری کر رہی ہی
چالاک بدر رقم کے قریب آیا کہا ای مادر یہان کیون بیٹھی ہو اور اسقدر نوحہ و زاری مین کیون مصروف ہو اسنے مطلق التفات
نہ کی اور اسیطرح زار و قطار روتی رہی بلکہ چالاک کے استفسار حال سے آواز گریہ کو اور زیادہ بلند کیا چالاک
کو اس مکارہ کے حال پراختلال پر بہت افسوس ہوا دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ ضعیفہ کس بلا سے عظیم و مصیبت سخت
مین مبتلا ہو گئی جو اسقدر تباہ حال ہی دست بستہ کہا ای مادر گرامی کچھ بیان تو کر کہ تجھپر کیا ایسا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا ہی جو تونے
اپنے کو اسقدر ہلاک کر رکھا ہی شاید تیرے بیان کرنے سے ہم اس مصیبت کا کوئی تدارک کر سکین بدر رقم نے
بآواز دردناک کہا ای فرزند جو آفت مجھپر گذرنا تھی وہ گذر گئی اب کیا اسکا تدارک ہو سکتا ہی بقول شخصے کہ مصرعہ
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را * افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را * اگر مین اپنی مصیبت کو بیان کر دون بجز اسکے کہ تجھکو
بھی ملال ہو اور کیا ہو سکتا ہی چالاک نے کہا اگر اس مصیبت کا کوئی تدارک ہم سے نہ ہو سکیگا تو خیر سن ہی لینگے
بدر رقم نے کہا خیر سن میرا ایک نور نظر لخت جگر تھا جو میرے اس پیرانہ سالی کا سہارا تھا اور ہزار محنت و مشقت
سے اسکو پالا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا یہ کہا اور پھر رونا شروع کیا چالاک نے کہا پھر یہ بھی بیان کرو کہ وہ لڑکا
کیا ہوا اسنے کہا ای فرزند اس بلاشور حرامزادہ و بدکار کا برا ہو کہ اس ظالم نے میری ضعیفی پر مطلق رحم نہ کیا
بجرم دخلا اسکو مار ڈالا اس واقعہ کو پورا ایک سال کا عرصہ گذرا جسمین [illegible] مین رو یا کرتی ہون کیا کرون
کس سے کہون آج تک اس انتظار مین رہی کہ کوئی ایسا اس [illegible] سے اس
ظالم کا عوض لیتا تاکہ میرے دل بیقرار کو کچھ قرار آتا اسلئے مین
اس موذی کو ہلاک کرین بلاشور نے عیاران لشکر حمزہ کی آمد

بھی تمھارا یہ قیاس صحیح ہی اچھا پھر اس سے کچھ اسکا حال تو پوچھو راوی کہتا ہی کہ جب عمر ثانی نے اسنے سرہنگوں سے
بذریعہ سرگوشی کہا تو بدر رقم مکارہ بھی کچھ سمجھی چنانچہ اس مرتبہ اُسنے بدرجہا گریہ و زاری کی ایک سرہنگ قریب آیا
اور کہا ای ضعیفہ کیا تجھپر آفت نازل ہوئی ہی جو تونے اپنا ایسا خراب حال کیا ہی اُسنے کہا ای فرزند کیا پوچھتے ہو بلاشور
موذی نے مجھکو زندہ درگور کردیا کوئی ایسا نظر نہین آتا جو اُس ظالم کا سر کچلے اسکے بعد بدستور کیفیت مصنوعی بیان
کی اور اپنا سینہ کھول کے ایک دوہتڑ سینہ پر مارا اور کہا ہاے غضب میرا اکلوتا فرزند اُس جابر کے ہاتھ
سے ہلاک ہوگیا اور مین اسکا غم سہنے کو زندہ رہی واضح ہو کہ بدر رقم کا سینہ کھولکے دوہتڑ مارنا یہ بھی خالی رمز
سے نہ تھا یعنی عمر ثانی کی سرگوشی سے وہ سمجھی کہ عیار لوگ ہین ایسا نہو کہ مجھکو بھی کوئی عیار سمجھے ہون اور مشکوک
ہوکے میرے دام مکر مین گرفتار نہون فلہذا ان سبکو سینہ دکھا دینا چاہیے تاکہ میری نسبت عیاری کا گمان
نہ رہے ادھر جب عیارون نے سینہ اس مکارہ کا دیکھا سبکو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ کوئی ستم رسیدہ عورت ہی اور
عمر ثانی کی طرف گوشہ چشم سے اشارہ کیا عمر ثانی نے بھی اشارہ سے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اور بدر رقم سے کہا ہان
بیان کر تیرا کیا مطلب ہی اُسنے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا ای فرزند میرے مطلب کو کیا پوچھتا ہی ظاہر ہی
کہ جبتک بلاشور بھی میرے فرزند کی طرح ہلاک نہوگا میرے دل کو کس طرح قرار آسکتا ہی عمر ثانی کو شہ مشاکل ہوا اور
کہا اچھا چل بتا وہ کونسا مقام ہی جہان سے بلاشور بسہولت ہلاک ہوسکتا ہی بدر رقم عمر ثانی کو اُس نقب کی راہ سے مکان
مین لائی عمر ثانی نے دیکھا ایک محل عالی شان ہی جسکا ایک ایک گوشہ تمام سامان آرایش و فرش بالش وغیرہ سے
سے آراستہ ہی بدر رقم نے کہا یہ مقام بلاشور کی استراحت کا ہی جس وقت وہ یہان آئیگا مین تمکو مطلع کر دونگی
اور ای فرزند تم منزلین طی کرتے چلے آتے ہو اس فرش پر بلا تکلف استراحت کرو ابھی بلاشور کے آنے مین عرصہ
ہی اور مین جاتی ہون تمھارے واسطے کچھ اکل و شرب کا سامان لاتی ہون عمر ثانی نے کہا ای مادر تو خود اپنے
غم و ملال مفارقت فرزندی مین مبتلا ہی بیکار تکلیف ہوگی خاموش رہ پھر کسی وقت کھانا کھا لینگے اُسنے کہا بیٹا نہین
یہ کیا بات ہی کہ تو میرے واسطے ایسے امر عظیم کا درپے ہوا ہی اور مین تیری کچھ بھی ضیافت نہ کرون کچھ عرصہ نہوگا مین
ابھی آتی ہون یہ کہا وہان سے چلی گئی اُسکے جانے کے بعد عمر ثانی نے اپنے سرہنگان ہمراہی سے کہا کیا ہیولا اگر یہ
تحقیق ہوگیا کہ یہ پیر زال قوم ناشناس سے ہی لیکن پھر بھی میرا دل یہ کہتا ہی کہ اتنا بیان آسکے لیکن اسکا لایا ہوا کھانا نہ کھاؤ
سب نے کہا ای عمر والا قدر ہمارے نزدیک تو کھانے سے انکار بالکل بیکار ہی آیندہ جیسی تمھاری راے عمر ثانی نے
کہا میری راے تو یہ ہی سب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی اتنا ایک بدر رقم خوانا سے متعدد پر از طعامہاے رنگا رنگ لائی
اور کہا لو بیٹا کھاؤ اس رنگا رنگ کے کھانے کو دیکھکے عمر ثانی کو اور بھی تو حش ہوا اور نہ کر اشارہ سے کہا
کہ یہ کھانا نہ کھاؤ سب نے کہا ای مادر مہربان یہ وقت کھانے کا نہین ہی اب تھوڑی سی رات باقی ہی دن کو جیسا کچھ
مناسب ہوگا کھینگے اس مرتبہ بدر رقم نے عمر ثانی کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا ای فرزند تو مجھ غم دیدہ ضعیفہ کی دلجوئی
کر کہ مہمان پر میزبان کی خاطر داری فرض ہی علاوہ اسکے ابھی مجھکو بہت کچھ کام کرنا ہی [illegible] معلوم کب اکل و شرب کی نوبت
آئے کھانا کھاؤ اسکے فارغ ہولے تو مین تجھکو اس مقام پر لے چلون [illegible]
استراحت کرتا ہی بلکہ یہی وقت ہی کچھ عجب نہین کہ وہ موذی وہان آ[illegible]
بدر رقم کے حد و حشم پر بڑی فورًا دل مین سمجھ گیا کہ اور کوئی نہین
[illegible]

سرہنگان ہمراہی عمر ثانی کی اس حرکت سے متعجب ہوئے کہا ای عمر والا قدر تمھاری یہ حرکت ہماری سمجھ مین نہ آئی اگر تم
کچھ اس پیر زال کی طرف سے مشکوک تھے تو پیشتر ہی اسکے ہمراہ آنے سے انکار کیا ہوتا عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا بھائیو
مین اسیوقت مشکوک ہو گیا تھا جب سر راہ میری نظر اسکی صورت پر پڑی تھی مگر کچھ کہہ سکتا تھا چونکہ پیشتر مجھکو دریافت
ہو گیا تھا کہ یہ قوم اناث سے ضرور ہی بدین وجہ حقیقت امر کو دریافت کرنے اور اسکے شک کو رفع کرنے کی
غرض سے چلا آیا ورنہ اگر اسکا موقت ہونا تحقیق نہ ہو جاتا تو مین ہرگز اندرون قفس قدم نہ رکھتا سب نے کہا اتنا
کہو تو اس وقت تمنے کیا دیکھا عمر ثانی نے بدرقہ کا سر اٹھا کے دکھایا اور کہا غور اسکی آنکھون کی طرف تو نظر کرو
بعض نے کہا ہم نہین سمجھتے بعضون نے کہا ہان اسکی آنکھ کا حدقہ کچھ پھٹا سا تو معلوم ہوتا ہی مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکو
کہان دیکھا ہی عمر ثانی نے کہا یہ بلاشور زنانی کی ماں ہی ہم سبکو گرفتار کرنا چاہتی تھی سب نے کہا بیشبہہ تمھارا خیال صحیح
ہی واقعی تمھاری بدولت سے اس وقت جان بچ گئی ورنہ نہین معلوم اس وقت کس خرابی کا سامنا ہوتا عمر
ثانی نے کہا اب یہان توقف نہ کرو جو کچھ لینا ہو ان سے لو اور اسکو کسی جا محفوظ مین دفن کر دو بعدہ کار خود
کی طرف متوجہ ہو چنانچہ تمام سرہنگ آمادہ و مستعد ہو گئے جو کچھ جسنے پایا اٹھا لیا اور بیرون شہر جاکے زمین مین
دفن کر دیا ضرغام شیردل [illegible] تلاش مین ایک کوٹھری کے قریب گیا دیکھا ایک بھاری قفل اسکے دروازہ
مین آویزان ہی ہر چند کوشش کی نہ کھلا اور دو سرہنگ شریک ہوئے بہزار مشکل قفل توڑا دروازہ کھولا
زینہ نظر آیا معلوم ہوا تہخانہ ہی ضرغام سمجھا اس تہخانہ مین بکثرت مال ہی اندرون تہخانہ جانے کا ارادہ کیا اندھیرے
کے سبب جرات آگے بڑھنے کی نہوئی دوسرے سرہنگ سے کہا دیکھو تو سہی میری نظر اس وقت مجھکو دھوکا
دیرہی ہی کچھ نظر نہین آتا دوسرے عیار نے کہا ای حال میرا بھی ہی ضرغام نے جرات کرکے دو زینے طی کیے کہا
آف کس وقت میری آنکھون کو مجھسے مذاق سوجھا ہی اور ایک زینہ طی کیا اور کہا یار دم بدم گھٹا جاتا ہی تیز دم
عیار نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا زیادہ جرات نہ کرو نہین معلوم اسقدر اندھیرا کیون ہی تھوڑی دیر صبر کرو پھر
آگے بڑھنا گو ضرغام کو بہت روکا زیادہ تر خیال اس بات کا تھا کہ یہ حریف کا مکان ہی نہین معلوم کیا صورت پیش
آئے۔ اس طرف کا حال سنیے کہ شالور بن عمر کو بیہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا اپنی گرفتاری پر نہایت متاسف ہو ہاتھ ملتا
اور دل مین کہہ رہا تھا کہ دیکھیے اب کس طرح یہان سے نجات ملتی ہی اس مکارہ نے بڑا مکر کیا اور دو سرے
سرہنگون کا نہین معلوم کیا حال ہوا کیا غضب ہی جو مین وہ بھی قید ہون تاریکی کے سبب سے کسی کو نہ دیکھ سکا
یکایک اندرون تہخانہ آدمی کی چاپ معلوم ہوئی سمجھا اس قید خانہ کے نگران ہونگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اتنے
کہا کون ہی اس عرصہ مین ضرغام تہخانہ کے اندر پہونچ چکا تھا آدمی کی آواز سنکے الٹا پھرا اور باہر آکے کہا بھائیو
اس تہخانہ مین مال تو نہین معلوم ہوتا کچھ رنگ دگرگون ہی سب نے پوچھا کیون مفصل حال بیان کرو ضرغام نے
کہا اس تہخانہ مین آدمی کی آواز معلوم ہوتی سب نے کہا روشنی لیچل کے دیکھنا چاہیے مشعلین روشن کرکے
اس تہخانہ مین [illegible] اندھیری ہین اور ایک شخص بیٹھا ہی روشنی مین شالور بن عمر نے ضرغام
[illegible] پوچھا تو کون ہی شالور نے کہا ای ضرغام گھبراو نہین مین ہون
[illegible] یہان کہان شالور نے مجمل کیفیت بیان کی اور کہا صرف
[illegible] مین چنانچہ روشنی مین سبکو دیکھا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے
[illegible] ادا کیا اور بلاشور ثانی کی لاش تمام عمارت مین

آگ لگا دی اور سب عیار وہان سے نکل کے پوشیدہ تمام شہر میں متفرق ہو گئے جب دن ہوا یہ خبر بلاشور کو پہونچی
کہ آج رات کو تیرے گھر میں آگ دیدی گئی بلاشور ثانی سے کہا جا و مفصل کیفیت بیان کرو ایک ہرکارہ
نے خبر دی کہ چند لوگ تیرے گھر میں آ گئے انہون نے تیری مان کو جان سے مارا اور تیرے گھر میں آگ
دیدی بلاشور نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہاے غضب میری مان میری رفاقت میں
ہلاک ہوئی ہے اسد ان خدا پرستون کے ہاتھ سے جان سلامت رہتی نہیں معلوم ہوتی اور ہرچند اپنی حفاظت
کی تدبیر سوچی کچھ سمجھ میں نہ آیا آخر اپنے عیارون کو بلایا اور کہا ای فلان عیاران لشکر اسلام کی جا آگ کا حال
سنا ہوگا کہ میری مان کو ہلاک کیا اور گھر میں آگ دیدی حالانکہ میری مان نے آنکے گرفتار کرنے کی کوشش
کی تھی اب تمکو بھی چاہیے کہ ان عیارون کو گرفتار کرکے ہلاک کرو وہ عیار اسی شہر میں میری ہلاکت کی تدبیر سوچ رہے
ہونگے وہ عیار اُس طرف روانہ ہوے ادھر بلاشور بھی چند عیاران چست و چالاک کو ہمراہ لیکے شہر میں نظر بازی کے
واسطے نکلا جسپر کچھ شبہہ ہوا وہین اُسے گرفتار کیا جتنے کہ حمام کے دروازہ پر پہونچا تمام حمامی آگے ہاتھ باندھے ہوے
اور دست بستہ عرض کی کہ حمام تیار ہے حضور تشریف لائیں بلاشور نے جامہ خانہ میں جا کے کپڑے اُتار کے
لنگ باندھا اور چند اپنے معتمدون اور عیاران مسلح و مکمل کو حمام کے دروازہ پر نگہبان مقرر کرکے حمام میں داخل
ہوا ادھر تمام عیاران لشکر اسلام بلاشور کی فکر میں پوشیدہ پھر رہے تھے اور انواع و اقسام سے اہل شہر
کی صورت سے مشابہ تھے تاکہ کوئی اہل شہر نہ پہچانے عمر ثانی سرمہ فروش کی قطع بنا کے چوک میں سرمہ کی پڑیان
فروخت کر رہا تھا اور مجمع کثیر میں اپنے سرمہ کی تعریف کر رہا تھا اُس مجمع میں بلاشور کا ایک ملازم بھی تھا اُسکو اُسکے
لباس سے عمر نے پہچانا اُسنے بھی ایک پڑیا سرمہ کی عمر سے خریدی عمر نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میں
بلاشور کا ملازم ہون عمر نے کہا آج تو دربار میں نہین گیا اُسنے کہا آج کل بلاشور سخت تردد میں مبتلا ہی عمر
نے سبب تردد کا پوچھا اُسنے کہا اس شہر پر مسلمانون کی چڑھائی ہی چنانچہ ہزار ہا عیاران لشکر اسلام بلاشور کی
ہلاکت کے در پے ہو کے آئے ہیں کل شب کو بلاشور کے گھر میں آگ لگا دی اُسکی مان کو ہلاک کیا بلاشور نے
بھی اپنے عیار لشکر اسلام کے عیارون کی تلاش میں بھیجے ہیں اور خود بھی چند عیارون کو ہمراہ لیکے شہر میں نظر بازی
کر رہا تھا چنانچہ اسوقت بلاشور ثانی حمام میں گیا ہی میں وہین جا رہا ہون اور یہ خبر تو تمام شہر میں نشر ہی کیا تجھکو نہین معلوم
ہی عمر ثانی نے کہا اس کیفیت کو تو میں نے بھی کسی قدر سنا ہی لیکن اس تفصیل سے اسوقت اطلاع ہوئی وہ ملازم
اُس طرف روانہ ہوا عمر ثانی نے جو بلاشور کے حمام خانہ میں جانے کی خبر سنی فوراً حمام کی راہ لی جب قریب حمام
پہونچا دیکھا چند نگہبان مسلح و مکمل دروازہ حمام پر بیٹھے ہیں سوچ رہا تھا کہ حمام میں کیونکر داخل ہون اور یہ بھی خیال آیا کہ
شاید کوئی اور حمام ہو ایک مزدور حمام کے آتش دان میں آگ روشن کر رہا تھا اُس سے کہا برادر آج حمام ابھی
گرم نہین ہوا اُس مزدور نے کہا کہ حمام تو گرم ہو گیا ہی بلاشور کی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہی عمر ثانی خاموش
ہو رہا اور وہین بیٹھا [illegible] ہوا یہانتک کہ وہ مزدور آگ روشن کر کے آتش دان کو بند کر کے
چلا گیا عمر ثانی نے آتش دان کو کھولا اور بیچ سے تمام آتشدان کی آگ [illegible]
حمام میں داخل ہوا دیکھا بلاشور دراز ہے اور ایک [illegible] اُسکے
[illegible] عمر ثانی [illegible] ہنرمند و شہزادی [illegible] کہا آپ کون ہو
[illegible] کہا اور ایک [illegible] سے جدا کیا [illegible]

اسکے عیاروں اور معتمدوں نے جو بلاشور کا سر عمر کے ہاتھ مین دیکھا ایک ہی مرتبہ سب دور پڑے راوی کہتا ہی کہ
جب عمر ثانی کو اُس ملازم بلاشور کی زبانی یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ بلاشور صافی حمام مین ہی اور عمر ثانی اُس حمام
کی جانب روانہ ہوا جو مسلمان عیار راہ مین ملا اُس سے اس بات کی اطلاع کر دی تھی کہ مین نے سنا ہو بلاشور رئیس و
حمام صافی مین ہی مین اُسکی فکر مین جاتا ہون تم سب دروازہ حمام صافی پر پوشیدہ موجود رہو چنانچہ چالاک
بن عمر و شاپور و ستارہ ثانی مع دو ہزار آٹھ سو عیاران ہمراہی کے جابجا قریب دروازہ حمام کے پوشیدہ
موجود تھے جسوقت عیاران و شاگردان و معتمدین بلاشور عمر پر حملہ آور ہوئے ہین یہ سب عیاران لشکر اسلام
بھی آموجود ہوئے اور دروازہ حمام پر رد و بدل شروع ہو گئی اور اسی طرح رد و بدل کرتے ہوئے دروازہ شہر
پر پہونچے تا اینکہ دروازہ کو توڑ کے اور قلعہ سے باہر آ کے بعد چند تمام اپنے کو صحیح و سلامت حمزہ ثانی کی خدمت
مین پہونچایا اور بلاشور ثانی کے سر کو حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کش کیا حمزہ ثانی بلاشور کا سر دیکھ کے
بہت خوش ہوئے خلعت گران بہا عمر ثانی کو مرحمت کیا عمر ثانی کی عیاری کی تعریف کی سعد شہریار سے کہا ای
بابا عمر ثانی جانشینی عمر تمکو مبارک ہو واقعی کار سے کردی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؛ عمر ثانی بکمال
ادب آداب بجالایا اور ثنا و صفت حمزہ ثانی کی بیان کر کے کہا ای والا مرتبت و عالی منزلت تیری کیا و قعت و حقیقت
تھی کہ مجھسے ایسا کار نمایان ظہور مین آیا البتہ خداوند جل و علا نے میری مدد و حمایت کی یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ چند قدم
اس بکارہ کے میری نظر پڑ گئی جس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ پیر زال کوئی قسم رسیدہ نہین ہی بلکہ بلاشور ثانی کی
اور ہا پاکسی ہی ورنہ جس طرح اور رہزنک اسکے دام مکر مین گرفتار ہو گئے تھے مین بھی گرفتار ہو جاتا اور یہ بڑا ئی و شہوار تھی
خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہی اس گفت و شنید کے بعد چند دقیقہ کسوت پاسے عیاری حمام سے
عمر آیا اور پیراق عیاری سے عمر ثانی کو آراستہ کر کے کرسی ہار پر کیا سے خواجہ بٹھایا پہلے جو شخص عمر ثانی کی بیعت
کے واسطے آیا وہ چالاک بن عمر تھا بعدہ ستارہ ثانی و بہرام و قران و شاپور وغیرہ تمام سرہنگ سے
بعد دیگرے عمر ثانی کے پاس آئے اور رسم بیعت ادا کر کے مبارکبادی قائم مقامی خواجہ دی اور اطاعت قبول کی
حمزہ ثانی نے سلطان سعد بن قباد سے کہا ای شہریار تمنے دیکھا کہ عمر ثانی سے کیسا کار نمایان ظہور مین آیا اسوقت
خواجہ ہوتے تو اس عیاری کی عمر ثانی کو داد دیتے سلطان بن قباد نے کہا کیا شک ہی حمزہ ثانی نے کہا ہر ایک شکر
کے عطیہ کے عوض مساوی کو شکر کہتے ہین اور یہ شکر بندون اور خدا اور بادشاہ تمام بندون مین شامل ہی اگر کسی شخص نے
کسی اپنے دوست کو کوئی شی عطا کی اُس دوست نے کہا مین تمہارا شکر گذار رہون (واہ یہ ایک بھی کہ مین آپکا شکر گذار
ہون) اسوقت چاہا اس لفظ شکر یہ کو اوڑھے یا بیٹھے یا بچھا سے بلکہ دوسرے کسی وقت مین اُس دوست کو بھی
ایسی شی یا اُسکے مقابلہ مین کوئی دوسری شی دے تب شکر یہ ہوگا سلطان سعد نے کہا شہریار یہ تو مین نے سنا
لیکن اصل مطلب تو ارشاد ہو حمزہ ثانی نے کہا مطلب یہ ہی کہ عمر ثانی سے جو کام ظہور مین آیا ہی وہ قابل قدر ہی یعنی عمر ثانی کی
دعوت کے واسطے ایک محفل [illegible] نے بھی فکر کر دیا اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لو سلطان سعد بن قباد نے
قبول کیا [illegible] کہ اس طرح کی محفل کہ [illegible] نے دیکھوا ہے زبان رقاصہ و مطربہ کو بلایا

طرب سے کمال خوبی کا ساتھ	تیرہ گی کار مین آخر شود ہر جا قابل
بیشام و جام کر دی	مبارک باد بر دوست روان رنگ شفا قابل
سے آئی خبر اقبال	درین سلخ فرا پاس ... بہ ہنر قدر مشغول

بدیع الزمان کی نوبت آئی اور یہ شہزادہ بھی جب داخل طلسم ہو کے مفقود الخبر ہو گیا پھر خواجہ زادہ جلیل کی ہدایت سے
مظفر فیروز دل ملک قاسم پہنچا گیا جیسا کہ شرح کتاب مین اسکا ذکر ہو چکا ہی غرض ہزار بیکار سمجھ کے انتشار کتفا کی راوی کہتا ہی کہ
ایک ہزار دو سو ستر بادشاہ اور پانچ سو پچاس گردنکش اور ستائیس فرزندان امیر والا تبار پہلے اجد دیگرے روانہ ہو
سلیمان ثانی اُس درہ طلسم مین چلا جاتا تھا اکیس روز تک راہ طلسم طی کی ایک مقام پر دیکھا کہ چند نازنینان حور وش
پانی بھر رہی ہین جونہی انکی نظر سلیمان ثانی پر پڑی سب نے پکار کے کہا ای جوان نادان کہان چلا جاتا ہی تجھکو خبر نہین
کہ مفت تیری جان ضایع ہو جاویگی خیریت اسی مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا ورنہ مقرر ہی کہ تجھ مین طاقت
بازگشت نہین رہیگی آگاہ ہو ای جوان ہم جو کچھ کہتے ہین تیری دوستی کی راہ سے کہتے ہین نہ کسی اور غرض سے سلیمان
ثانی نے کہا اگرچہ اس مقام پر پہونچ کے کوئی واپس نہین جا سکتا لیکن مین خود اس مقام سے واپس جانے کا
ارادہ نہین رکھتا اُن نازنینون نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہی تو کچھ سامان اکل و شرب اپنے ساتھ لے لے سلیمان ثانی
کہا جو کچھ مین اپنے ہمراہ لایا ہون وہ موجود ہی اس سے زیادہ سامان لینے کو واپس نہین جاؤنگا پس وہ نازنین
نظر سے غائب ہو گئین سلیمان ثانی آگے بڑھا اور تین روز تک اور چلتا رہا ناگاہ دور سے ایک باغ دکھائی دیا
سلیمان ثانی قریب اُس باغ کے گیا چند درخت نارنج کے دیکھے جنکے نیچے فرش پاکیزہ و مکلف بچھا ہی ہر درخت مین
پانچ سات سات قفس ہاے مرصع آویزان ہین جن مین خوش رنگ و خوش آہنگ جانور چہچہا رہے ہین فرش پر ہر درخت
کے نزدیک خوش رنگ مختصر قالین بچھے ہین اور مقام صدر مین وسیع و پر تکلف قالین پر ایک نازنین سراپا
حسن و ناز بہزار کرشمہ و انداز بیٹھی ہی اور چار سو نازنینان سنبل موی تکیہ لگا کر اُسکے گرد بیٹھی ہین اور بیچ مین اُن نازنینون کے
نارنج کا ڈھیر لگا ہی اور ایک ایک نارنج سبکے ہاتھ مین ہی اُس نازنین صدر نشین نے یکایک سلیمان ثانی کو دیکھا اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور باواز بلند کہا ای جوان تو کون ہی اور کیونکر یہانتک پہونچا سلیمان ثانی نے بغور
اُس نازنین کو دیکھا اور کہا صاحب تم کون ہو اور کس واسطے میرے نام و نشان کو پوچھتی ہو اُسنے کہا میری
کوئی غرض نہین ہی البتہ اسواسطے پوچھا کہ یہ مقام خونخوار ہرگز کسی کے وارد ہونے کے قابل نہین ہی اگر نادانستہ
یہان وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا ہی تو پھر جا اب آگے قدم نہ بڑھانا سلیمان ثانی نے کہا سبحان اللہ اسقدر کوشش
کے بعد تو یہانتک پہونچا ہون اور پھر یہان سے واپس چلا جاؤن یہ ہرگز نہین ہو سکتا اُس نازنین نے کہا واپس
چلا جا دیدہ و دانستہ مبتلاے بلا ہونا ہرگز قرین عقل نہین ہی تو نہین جانتا یہان انواع و اقسام کے واقعات طلسمی
درپیش ہونگے جنمین مطلق عقل کو دخل نہوگا سلیمان ثانی نے کہا ای تاجدار اقلیم دلبری وہ دلربائی تو محض بیکار ہی
جان سے مستعد ہو کر مین خاص اسی طلسم کے فتح کرنے کا قصد کئے ہون اگر واقعات طلسمی پیش آئینگے باشد مجھکو
کچھ تردد نہین ہی اُس نازنین نے کہا بہتر ہوا کہ مین نے تجھکو سمجھا دیا یہ کہا اور اپنے ہاتھ کا نارنج آسمان کی طرف
پھینکا اُسکو دیکھ کے تمام نازنینون نے اپنے اپنے ہاتھ کے نارنج جانب آسمان پھینکے بمجرد اس حرکت کے ایک شور
بلند ہوا اُٹھا اور زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا سلیمان ثانی گھبرایا اور دل مین کہا خداوندا تو ہی اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہی
دیکھئے اس تاریکی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی تھوڑی دیر تک وہ تاریکی رہی بعدہ روشنی ہو گئی سلیمان ثانی نے غور سے
دیکھا اپنے کو ایک باغ مین دیکھا جسمین درختان نارنج بکثرت ہین اور سامنے سے
کہا جیسے ایک نہ شیدہ و دھما اس زنگی نے آگے ہی ہاتھ مین چماق
لیکر جی تم یہان کیون آئے ہو سلیمان نے کہا خوب کیا جو ہم آ گئے

بیکار پوچھتے ہو سلیمان نے کہا میں بھی اپنی خوشی سے چلا آیا تو بھی بیکار پوچھتا ہے زنگی نے کہا اچھا آئے تو آئے اب
کب جاؤ گے سلیمان نے کہا میں ہرگز نہیں جاؤنگا اور کبھی نہیں جاؤنگا زنگی نے کہا اگر نہیں جاؤ گے تو ان چنوں
کے تاریخ چنو سلیمان نے کہا میں تاریخ چننے تو آیا نہیں ہوں اگر ایسی ہی ضرورت تاریخ چنوانے کی ہے تو کوئی مزدور
بلوا لو یہ کام ہمارا نہیں ہے زنگی بولا ضرور چنو گے اور کہا اپنی خوشی سے نہ چنو گے پس کہدیا جلدی چنو سلیمان ثانی بھی
درست ہو کے اسکے روبرو کھڑا ہوا اور کہا اے خیرہ سر تو بکتا کیا ہے ہم ہرگز تاریخ نہیں چننیگے زنگی جستی تمام قریب
سلیمان کے آیا اور اس تیزی سے وہ چماق سلیمان پر مارا کہ سلیمان کو مطلق خبر نہوئی کہ اس زنگی نے کب ہاتھ
اٹھایا اور کب قریب آیا طرفہ تریہ کہ پہلے تو سلیمان تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ہرگز تاریخ نہ چننیگے لیکن چماق کی ضرب
کھاتے ہی کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا الٰہی شاہ زنگیان توقف کر اور ہاتھ کو
روک جو کچھ تیرا حکم ہوگا اسکو بجا لاؤنگا زنگی نے کہا بس یہی حکم ہے کہ تاریخ چنو اور ایک مقام کا نشان دیا کہ یہاں
تمام تاریخوں کا ڈھیر لگاؤ سلیمان اپنے ہمراہیوں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا بھائیوں کیا دیکھتے ہو ان تاریخوں کو
چنو ان سب نے انکار کیا اور کہا اے سلیمان تم مزدوروں کا کام کرتے ہو ہم سے امید رکھو وہ زنگی ان کے قریب گیا اور
کہا تم بھی تاریخ چنو انھوں نے کہا اسکا عوض ہم کو کیا ملیگا زنگی بولا عوض مزدور کو ملتا ہے تم سب مزدور نہیں ہو سلیمان نے
کہا جب ہم مزدور نہیں ہیں تو کیوں تاریخ چننے کی فرمائش کی جاتی ہے زنگی بولا یہاں پہونچنے کا یہی نتیجہ ہے کہ تم مزدور
ہو انھوں نے کہا ہرگز نہیں چننیگے زنگی نے ان کو بھی ایک ایک چماق مارا بس جسپر چماق پڑا اسنے کہا فوراً اچھا
ہم تاریخ چننے کو موجود ہیں چنانچہ سلیمان ثانی مع ہمراہی تاریخ چننے میں مصروف ہوا پھر بدیع الزمان کی نوبت آئی
اس زنگی سے انکا بھی سامنا ہوا اور بعد گفت و شنید بسیار چماق کی نوبت آئی آخر الامر بدیع الزمان بھی مع
ہمراہی تاریخ چننے میں مصروف ہوئے کہاں تک بالتفصیل ہر ایک سردار و فرزند امیر کے اس مقام پر وارد ہونے
اور تاریخ چننے کا حال مذکور ہو خلاصہ یہ کہ سب ہی یہاں سے اور سب نے اپنی باری آکے بہت کچھ عرض کی لیکن انجام
یہی ہوا کہ سب تاریخ چننے کے واسطے مجبور ہوئے حتی کہ جناب حمزہ ثانی ظل سبحانی بھی خواجہ زادوں کے مشورہ
سے اس طرف وارد ہوئے پہلے تو وہاں بہت کچھ گفت و شنید کی نوبت آئی جہاں وہ تاریخیں چار سو
تاریخیوں کے ساتھ بیٹھی تھی حمزہ ثانی کو اسکا عمر و احترام کا خیال تھا مگر وہ تاریخیں صدر نشین اسی طرح پیش
آئی جس طرح سلیمان ثانی سے پیش آئی تھی حتی زنگی کا سامنا ہوا اسکی گفتگو کہ زیادہ گویائی نہ کرو تاریخ چنو
اور اس مقام پر ڈھیر کرو حمزہ ثانی کہتے تھے کہ میں ہرگز مزدوروں کا کام نہیں کرونگا آخر الامر چماق کی نوبت آئی
انھوں نے بھی اسیطرح کہا اے شہنشاہ زنگیان جو کچھ حکم کرا اسکی تعمیل میں مجھکو کچھ عذر نہیں ہے اس زنگی نے کہا
تاریخ چنو اور اس جگہ ڈھیر کرو حمزہ ثانی بھی مع ہمراہی تاریخ چننے میں مصروف ہوئے

اب ان تمام سرداران و فرزندان امیر کو مع حمزہ ثانی ظل سبحانی کے تاریخ چننے میں مصروف
رکھا جاتا ہے اور شہزادہ والا افسر بدیع الملک دلاور کا حال خیریت اشتمال قلمبند ہوتا ہے

بیا تو بخیر رشد کن ہم رکاب	مئے لعل در جام گلگون بریز	[illegible]
گل آفتاب گل ماہتاب	شب و روز و روز و شب اندر ...	[illegible]
مخور غم کہ فردا ست یوم الحساب	... زاہد امروز نوش کن	[illegible]
...	... قول ... مرام آمدہ	[illegible]

اگر تمھارے طلسم کے خواستگار ہو تو کوئی نشانی مجھکو دو تاکہ ہمکو تمھارے طلسم لینے کا مستحق سمجھوں کوئی دعوے
صحیح نہیں ہوتا جبتک کہ اسکی دلیل پیش نہ کیجاوے بدیع الملک نے کہا اے بزرگ یہ دو گواہ میرے
ساتھ ہیں جو کچھ منظور ہو انسے پوچھ لو پیر مرد نے کہا اے جوان تو بالکل ناوانون کی طرح باتین کرتا ہے یہان
گواہی کی مطلق ضرورت نہیں ہے مدعی نہین وہ سو گواہ ہون ہان اگر کوئی نشانی تیرے پاس ہو تو اسے پیش کر
بدیع الملک نے سر سے پگڑی اتاری اور خال سبز در رگ ہاشمی کو دکھا کے کہا اے بزرگ اس سے زیادہ
نشانی کیا ہوگی اور اگر اور بھی کسی نشانی کی ضرورت ہو تو میرے خط و خال و علم نویس اور کیا چاہتے ہو پیر مرد نے
چین بر جبین ہو کے اور شاہزادہ کو بنظر تیز دیکھ کے کہا واہ تم عجیب طرح کے مرد آدمی ہو سوال از آسمان
جواب از ریسمان ہم کچھ کہتے ہیں تم کچھ تقریر کرتے ہو مین صریح نشانی تمھارے طلسم پانے کی مانگتا ہون تمنے
پگڑی اتار کے سر کے نشانون اور رگون کو دکھانا شروع کر دیا مین کیا جانون کہ خال کیسے اور خط کیسا ابر
بھی نشانی لاؤ جو مجھے تمھارے طلسم طلب کرتے شاہزادہ نے اپنے دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور پیشانی کی
طرف اشارہ کر کے کہا ہاتھ کی اور پیشانی کی لکیرون کو دیکھ لو اور ان لکیرون سے استخراج کر لو اگر مین تمھارے
طلسم پانے کا مستحق ہون کیونکہ تم رمل وغیرہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو اس پیر مرد نے اس مرتبہ اپنی نظر
نیچی کر لی اور کہا اپنے ہاتھون اور پاؤن کی لکیرین کسی اور کو دکھا مین نہین پہچانتا نشانی لاؤ اسی طرح شاہزادہ نے
متعدد نشانات دکھائے مگر اس پیر مرد نے کسی نشان کو قبول نہ کیا مہتر شاپور نے کہا شہریار اب یہان توقف
بیکار ہے یہ بزرگ ہرگز کچھ نہ دیگا شہزادہ وہان سے روانہ ہوا قریب گنبد کے آیا دیکھا دروازہ گنبد مین
ایک بھاری قفل لگا ہے اور بالا سے گنبد اور دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہے کہ بغرض آگاہی صاحب
ضرورت اطلاع دیجاتی ہے کہ اصل مقصود شکستندہ طلسم کا اس گنبد کے اندر موجود ہے شاہزادہ بدیع الملک
اس عبارت کو پڑھ کے بہت خوش ہوا اور شاپور سے کہا برادر اس قفل کے توڑنے کی کوشش کرو
شاپور نے بقوت تمام اس قفل کو گرفت مین لا کے دو تین مرتبہ حرکت دی قفل نہ کھلا پھر نوفل بڑھا اور اسنے
بھی زور آزمائی کی پھر بھی قفل نہ کھلا جب سب اپنی اپنی باری زور آزمائی کر چکے اور قفل بجنسہ بند رہا بدیع الملک نے
کہا ہان تو اب میری باری ہے یہ کہکے قفل کے قریب آیا اور مستحکم گرفت مین لا کے اور اللہ اللہ کہکے جو زور کیا قفل
شکستہ ہو کے وہیں سے زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے اس گنبد کا دروازہ کھولا مع یاران ہمراہی اندر داخل ہوا
اسی ایوان اور اسی حوض کو دیکھا کہ طاؤس زرین و خوش قطع حوض کے فوارہ پر بیٹھا ہوا رقص کر رہا ہے شاہزادہ
جست مار کے اس حوض مین کودا اور قریب فوارہ پہونچ کے فوارہ کو گرفت مین لایا اور بہ قوت دست و
بازو فوارہ کو بیخ حوض سے نکال لیا اور حوض کے کنارہ پھینک دیا چونکہ مہتر شاپور اور نوفل دونون حوض
کے کنارہ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے جب وہ فوارہ حوض سے نکل آیا دفعتاً تمام پانی حوض کا غائب
ہو گیا اور ایک دروازہ اندرون حوض نمودار ہوا شاہزادہ نے دروازہ کو کھولا اندرون دروازہ نقب دکھائی
دی شاہزادہ نے شاپور اور نوفل اپنے یاران ہمراہی کو بلایا [illegible] تامل کیا شاہزادہ نے اصرار کیا
تو لوگ قائل کیون ہوتے ہو بلا تکلف چلے آؤ یہ سب کہا [illegible] آخر کے
شاہزادہ کے قریب پہنچے شاہزادہ ان سب کو اپنے
ہمراہ لیا اور راہ نقب طے کر کے باغ مین نکلا اور سیر گلگشت

جنوب کبھی جانب شمال تھی کہ سیر باغ کرتا ہوا اُس قصر کے قریب پہونچا کہ جہان چار سو پریزاد بیٹھی تھیں لیکن اس مرتبہ
اُن پریزادون کو بہ نسبت قبل کے پریشان دیکھا اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مجروح بھی ہیں حیرت ہوئی
اُن پریزادون نے جو شہزادہ کو دیکھا بہت منغص ہوئین اور بہ آواز کہا اے جوان نادان تو کیون بار دیگر اس طرف آیا
تو یہان سے چلا جا سچ کہا ہے کہ اُستاد و دشمن ہزار و بچہ بہتر ہے جو دانا ہو صحبت سفلہ چو انگشت نماید
نقصان گرم سوزد بدن و سر د کند جامہ سیاہ شاہزادہ بدیع الملک کو اُن پریزادون کی اس تقریر سے
اور زیادہ حیرت ہوئی کہا صاحبو مین نے کیا ایسی نادانی کی جو تم میری مذمت کرتے ہو اُن پریزادون نے کہا
اس سے زیادہ تیری نادانی کیا ہو گی کہ پیشتر ہی سے ہم گرفتار بلا ہیں تیری آمد و رفت سے اب ہم اس حال کو پہونچے جو تو
دیکھ رہا ہے شاہزادہ نے کہا مفصل کہو یہ حال تمہارا کس سبب سے ہوا ہے پریزادون نے کہا جس روز سے کہ تجھکو
جبار اُٹھا لے گیا ہر روز وہ ظالم ہمیں زد و کوب کرتا ہے اور سخت اذیت پہونچاتا ہے اور ہم سے کہتا ہے کہ اے بدبختو تم نے
بدیع الملک کو مشورہ دیا کہ وہ مجھکو ہلاک کرے اور میری ہلاکت کی تدبیر بھی تمہی نے بتائی ورنہ اُسکو کیا معلوم تھا
اور کیا جان رکھتا تھا کہ میری ہلاکت کے درپے ہو سکتا اے جوان اگرچہ جبار دیو تجھکو لے گیا مگر پھر بھی اُسکے دست
جبر سے رہا ہو گیا کہ بار دیگر یہان آیا ہم آج تک اُس رہائی کی سزا مین مبتلا ہین بیان کر کہ جبار کے ہاتھ سے
کیونکر رہا ہوا اور اس مدت تک کہان کہان پھرا اور کیا کیا واقعات پیش آئے اور اب کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے
از اول تا آخر اپنی کیفیت بیان کی اور کہا اول مرتبہ تو بیشک مجھ سے غلطی ہو گئی اب جو تم کہو گی اُسپر عمل کرونگا اُن
پریزادون نے کہا من جرب المجرب حلت به الندامة ہمکو خوف ہے کہ بار دیگر بھی اگر تو نے غلطی کی تو شاید جبار دیو
کے ہاتھ سے تو زندہ نہ رہے بدیع الملک نے کہا تم مطمئن رہو انشاء اللہ اس مرتبہ غلطی نہ ہو گی پریزادون نے کہا
پھر تجھے اختیار ہے اب جبار دیو آئیگا تجھکو چاہیے کہ اُسکی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لے اور پھر اُس موذی کو
فرصت نہ دے بعجلت تمام اُسکی کمر پر وار کر جب وہ ہلاک ہو جائیگا اور ہم اس مصیبت سے رہا ہو جائینگی ہم وعدہ کرتی
ہین کہ اپنے ملک مین پہونچ کے اور اپنا لشکر فراہم کر کے جنگ شیران مین ہم تیری مدد کرینگی ہنوز یہ باتین ہو رہی
تھین کہ ہوا سے تند چلی اُن پریزادون نے کہا اے جوان ہوشیار ہو جا وہ موذی آتا ہے یکایک ہوا سے آسمان سے
جبار آیا اور بدیع الملک کو دیکھ کے کہا اے اجل گرفتہ انسان تو بار دیگر یہان آیا اس مرتبہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اول تو
تو پھر تیری جوانی پر مجھکو رحم آگیا تھا جو مین نے تجھکو زندہ و سلامت چھوڑ دیا اس مرتبہ ان بدبختون کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
جنکی ہدایت سے تو نے میری ہلاکت کا سامان مہیا کیا تھا اگرچہ تو بابن قابل [illegible] دلیر [illegible] نادان
بھی ہے جو تو غافل ہو گیا تھا پھر اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے شہزادہ نے کہا او مغرور اگرچہ مین اول مرتبہ غافل ہو گیا تھا
لیکن اس مرتبہ تیرا تو میرے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہے جبار دیو نے چاہا کہ شہزادہ پر تیغ کا وار کرے بدیع الملک نے
نہایت چستی سے اُس تیغ کا قبضہ مع بند دست مضبوط گرفت مین لایا اور بزور دست و بازو ایسا فشار دیا کہ وہ تیغ
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری بدیع الملک نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوڑ کے وہ تیغ اپنے قبضہ مین لایا
جبار دیو [illegible] خائف ہو کے وہان سے غائب ہو گیا شہزادہ نے نظر اٹھا کے دیکھا جبار کو
[illegible] ملامت [illegible] اور کہا اے جوان [illegible] بالکل نادان [illegible] گیا [illegible]
[illegible] نے کہا تم سب [illegible] جبار [illegible]
[illegible] اس [illegible] اٹھا [illegible] سے [illegible]

تو کیا کر سکتا تھا انجام یہ ہوا کہ یہ تیغ بھی میرے ہاتھ سے جاتی رہی شہزادون نے کہا خیر گذشت آنچہ گذشت اب بخوبی ہوشیار
رہ ایسا نہو کہ اس مرتبہ بھی تیغ ہاتھ سے نکل جاوے بدیع الملک بکمال ہوشیاری اُسی جگہ مقیم رہا راوی کہتا ہے
کہ جبار دیو کی موت ازبسکہ اُسی تیغ کی ضرب سے مقرر تھی اور وہ بھی بخوبی آگاہ تھا بدین وجہ اُس تیغ کے ہاتھ سے
نکل جانے کے سبب سے بدحواس ہو گیا اور ہر چہار جانب دوڑتا پھرتا تھا اور طرح طرح کی تدبیرین سوچتا تھا
کہ کسی طرح وہ تیغ ہاتھ آجاوے چنانچہ دو مرتبہ بدیع الملک کے پاس بھی آیا کہ شاہزادہ کو غافل پاکے تیغ لے جاے
مگر موقع نہ پایا اور شاہزادہ اول مرتبہ اپنی غفلت کی سزا پاچکا تھا نہایت ہوشیاری سے وہان مقیم تھا مزید بران
وہ پریزادین ہوشیاری کے بارہ مین تاکید کیے جاتی تھین جب جبار دیو کی سمجھ مین کوئی تدبیر تیغ دستیاب ہونے کی
نہ آئی گھبرایا ہوا اپنی محبوبہ کے پاس آیا جسکا نام معنبر جادو تھا اُسنے نہایت مضطر و بدحواس دیکھ کے حال پوچھا جبار
دیو نے کہا اے آرام جان و اے راحت روح دیوان کیا حال پوچھتی ہے مختصر یہ ہے تو یہ سمجھ لے کہ جبار ہلاک ہو گیا
اور اُسکا گوشت و پوست جانوران صحرائی کھا گئے معنبر جادو نے کہا آخر مفصل بیان تو کر کیا ایسا سبب واقع ہوا
جو تجھکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا جبار نے کہا ایک آدم زاد اس مقام مین وارد ہوا ہے نہین معلوم کس قسم کا
انسان ہے کہ دیوزاد اُسکے مقابلہ مین سپر ہو جاتا ہے اول مرتبہ بھی اُسنے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی مگر میرا طالع یاور تھا
وہ تیغ مجھکو مل گئی اس مرتبہ پھر وہ آدم زاد آیا ہے اور میری تیغ پھر مجھسے چھین لی اور اے معنبر راحت دل و جگر میرا
ہلاک ہونا اُسی تیغ سے مقرر ہے اگر وہ تیغ میرے ہاتھ سے نکل نجاتی تو مجھکو کسی طرح کا خوف نہ تھا اگرچہ وہ آدم زاد
کیسا ہی زبردست و زور آور ہوتا معنبر جادو نے متعجب ہو کے کہا واہ تو دیوزاد اور وہ جوان آدم زاد تو بھی
تو اُسکے مقابلہ سے عاجز ہے کہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اگر اُس تیغ سے تیری ہلاکت مقرر ہے تو تو نے وہ تیغ
اُسکو کیون دیدی جبار نے کہا اے آرام جان کوئی بھی اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہے اُسکے مقابلہ مین ایسا ہی
عاجز ہو گیا جو تیغ میرے ہاتھ سے نکل گئی معنبر جادو نے کہا بس اب وہ کہان ہے مین جاتی ہون اور اُس آدم زاد کو
گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون جبار دیو نے کہا وہ طلسم مین موجود ہے اور اے معنبر وہ جوان
تنہا نہین ہے دو رفیق بھی اُسکے ہمراہ ہین معنبر نے کہا وہ رفیق بھی آدم زاد ہی ہین یا کوئی اور ہین اُسنے کہا ہان وہ بھی
آدم زاد ہی ہین میرے خیال مین تو غیر ممکن ہے کہ تو اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر لائے کیونکہ جب مین اُسکے
مقابلہ مین ایسا ہو گیا تو تیرا سر بسر ہونا کب عقل مین آتا ہے اُسنے کہا خیر اب تو مین جاتی ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہو کے
داخل طلسم ہوئی دیکھا واقعی وہین آدم زاد اُس قصر مین موجود ہین دروازہ قصر پر قیام کر کے معنبر نے دستک دی
ایک جانور مشعل جسد اُڑتا ہوا آیا اور کہا اے معنبر کیا حکم ہے معنبر نے کہا اے ہیران جادو اس قصر مین سے ایک چیز مجھکو
لیجانا ہے تو اپنا عمل کر ہیران جادو اوڑا اور اُس قصر کے گرد تین بار پھرنے سے دفعتاً تمام قصر مین تاریکی ہو گئی معنبر
جادو قصر مین گئی اور اُس تاریکی مین سبکی نظر سے پوشیدہ نوفل کو اُٹھا لیگئی اور کہا اے جبار یہ آدم زاد موجود ہے جسطرح
تیرا دل چاہے اُس سے پیش آ جبار دیو نے نوفل کو دیکھ کے کہا اے معنبر یہ آدم زاد وہ نہین ہے جسنے تلوار لے لی ہے
بلکہ یہ اُسکا رفیق ہے معنبر جادو پھر وہان سے طلسم مین آئی دستک دی ہیران جادو موجود ہوا اور کہا کیا حکم ہے
معنبر جادو نے کہا پھر مجھکو طلسم سے ایک شے لینے کی ضرورت ہے چنانچہ ... آنا دے کے تاریکی کر دی ... اور جان
اس مرتبہ معنبر جادو شاپور شہر دل کو لائی اور کہا دیکھ یہ آدمی
بھی اُس آدم زاد کا رفیق و ہمدم ہے اس سے بھی مجھکو کچھ غرض

توکام سے نکلے معتبر جادو کہ جہان گئی تاکہ شہزادہ بدیع الملک کو اٹھا لاسے وہان اتفاق قضا و قدر سے رنگ دگرگون ہوگیا اشعار

صد رنگ بر آورد زمانہ	دوران کہ بصد طلسم ساز است نیرنگ قضاست نقش پرداز	در پردۂ او ہزار راز است تا دیدہ عبرتی کشد باز	از پردۂ این طلسم خیالات یعنی چون بی معتبر جادو

کی نظر بدیع الملک کے جمال جان آرا پر پڑی ہزار جان و دل فریفتہ ہوگئی بیتابانہ شہزادہ کے قریب آئی پاؤن سر پیر رکھ دیا شہزادہ نے متحیر ہوکے اسکی صورت دیکھی اور بے اختیار زبان سے نکلا تو کون ہی ہٹ دور ہو معتبر جادو بدیع الملک کے پاس سے علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور دست بستہ کہا کہ اے شہریار بہ فلک اقتدار سکندر سے ہون قیصر تیغ شہر آرا بہ شوکت بہ اقبال دایم رہو صدا تو زمانہ مین قایم رہو ❊ میرا نام معتبر جادو ہی اور مین جبار دیو کی مطلوبہ ہون اور جبار دہ دیو ہی جسکی تیغ تو نے چھین لی ہو آسنے مجھسے اس حال کو بیان کیا مین نے اس سے وعدہ کیا کہ مین اس جوان کو گرفتہ و بستہ کر لاؤن کی چنانچہ دو ادمیون کو عالم تاریکی مین یہان سے اسکے روبرو لیگئی اسنے ہر ایک کی صورت دیکھکے کہا کہ یہ اس جوان کا رفیق ہی اب تیرے گرفتار کرنیکو آئی لیکن جب تیری صورت زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوگئی اب تیری خدمت مین حاضر ہون جو حکم ہو آسے بجالاؤن اگر اس طلسم مین مجھسے کسی طرح کی مدد کا طالب ہو تو حکم کر مین ابھی مدد کرنے کو موجود ہون بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ مین ہرگز تجھسے کسی طرح کی مدد کا خواہان نہین ہون خدا کے سوا کسی سے مانگنا بس ہی ان اللہ علی کل شئی قدیر علاوہ اسکے مجھے اس بات کا بھی خیال ہی کہ اگر مین تجھسے کسی کام کی فرمایش کرون تو اسکے عوض مین تجھسے امید وصال کی رکھیگی مین مرد مسلمان ہون مجھکو کسی جادوگرنی سے اختلاط ہرگز پسند نہین جا اپنا کام کر اور مجھکو یہان سے لیجانے کا ارادہ ہی مین مانع نہین اگر تجھسے ممکن ہی بلا تکلف مجھکو لیجا معتبر جادو نے کہا اے جوان تو میری نسبت اور کسی طرح کا گمان نہ کر مین واقعی تیری شیفتہ ہون اب جبار کو پاپوش کی برابر بھی نہین سمجھتی تیرا حکم بجا لانے کو دل و جان سے حاضر ہون اگر تیرا یہ خیال ہی کہ مین کسی وقت تجھسے خواہان وصال ہونگی مین وعدہ کرتی ہون کہ بغیر مرضی تیرے ہرگز خواہان وصال نہونگی البتہ تیرے دیدار فرحت آثار سے دل خوش کرنے پر اکتفا کرونگی شاہزادہ نے کہا واقعی مین جو کچھ کہونگا اسپر عمل کریگی آسنے کہا سر آنکھون سے شاہزادہ نے کہا اگر جبار دیو کی نسبت مجھکو کچھ حکم دون پس تو اپنا رفیق سمجھکے رعایت کریگی معتبر جادو نے کہا ہرگز نہین رعایت کرونگی یہان فرماؤ کیا مطلب ہی بدیع الملک نے کہا پہلا مطلب میرا تو یہی ہی کہ جبار دیو تک مجھکو پہونچا دے تاکہ اسکو قتل کرون اور طلسم فتح ہو دوسرا مطلب یہ ہی کہ مین اپنے رفیقون کو بکمال کوشش یہانتک لایا ہون دو مرتبہ کی تاریکی مین وہ دونون غائب ہوگئے مجھکو کمال تردد ہی کوئی ایسی سبیل کر کہ وہ دونون رفیق مجھ تک پہونچ جائین یہ مقام طلسم ہی ایسا نہو کہ ان دونون کو یہان کسی طرح کا گزند پہونچے معتبر نے کہا شہریار بہ دولت سہو جبار دیو اور وہ دونون رفیق میرے یہان موجود ہین میرے یہان چلو اور بلا تکلف جبار کو قتل کرو اور ان دونون رفیقون کو وہان سے لے آؤ اس طرف پرستاروں مین باہم یہ سرگوشی باتین ہونے لگین جس سے شہزادہ کے دل مین شک پیدا ہوا [illegible] باتین کر رہے ہو انھون نے اشارہ سے شاہزادہ کو قریب [illegible]

[illegible] جادو جو اپنا شیفتہ ہونا ظاہر کرتی ہی مگر اسکے باطن سے [illegible] یہان لیجاسے اور وہان بڑی کرہی ہمارے نزدیک [illegible] اختیار بدست حضور اور اگر ہمارا مشورہ درست ہو اور بجا ہو

خیال کر سکتے ہو کہ یہ سچے دل سے کہتی ہے کہ میں فریفتہ ہوں اور بالفرض اسنے گھر میں مکر و فریب بھی آسنے کی
تو گزند نہیں پہونچا سکتی تو چلی جاؤ ہم مکر سے کہتے ہیں کہ جانا تو بہت خبردار و ہوشیار رہنا ای شہریار یہ بھی ہم بتا دیتے
دیتے ہیں کہ تم اس جادو کے گھر میں پہونچ کے جبار کو قتل کرنا تو اسکے بالون میں تلاش کرنا ایک ایک مہرہ نکلیگا
اسے بحفاظت اپنے قبضہ میں رکھنا جب شیر دل انداز کے پاس پہونچا وہ بزرگ تمسے نشانی مانگیگا تم اس مہرہ کو
اسے دیدینا وہ شیر دل انداز تمام تمہارے طلسم تمہارے حوالہ کر دیگا بدیع الملک نے کہا افسوس مجھکو نہیں
معلوم تھا کہ وہ پیر مرد مجھسے اس نشانی کو مانگتا ہی وہ جب نشانی طلب کرتا تھا میں ہر ایک عضو کے نشانات کو دکھا دیتا تھا
اور وہ خفا ہو کے کہتا تھا کہ میں ان نشانات کو نہیں سمجھتا کوئی نشانی لاؤ ان پیر مرد دونوں نے کہا شہریار وہ پیر مرد
اسی مہرہ کو مانگتا تھا غرضکہ معنبر جادو شاہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان اٹھا لیگئی جون ہی جبار دیو
کی نظر بدیع الملک پر پڑی غضب آلودہ آواز سے کہا کیوں ای آدم زاد تو نے میری تیغ مجھسے چھین لی اب
بتا کہ میں تجھکو کس طرح ہلاک کر دوں اور تو اپنے کو بڑا شجاع و دلیر سمجھے ہوے تھا اب کیونکر میری محبوبہ آرام جان
کے قبضہ میں آگیا معنبر جادو نے کہا او نابکار یہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہے توبہ کر کان پکڑ خبردار کوئی خلاف
کلمہ زبان پر جاری نکرنا جبار نے کہا یہ تو کیا کہتی ہے کیا تو اس جوان کو ہلاک کرنے کی غرض سے نہیں لائی ہے معنبر جادو
نے کہا میں خاص تیرے ہلاک کروانے کو اسے لائی ہوں جبار نے کہا ای آرام جان تجھسے مجھکو ایسی امید
نتھی معنبر نے کہا اب تو تجھسے ایسی ہی امید رکھ کہ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا او نابکار اب تو معنبر جادو
سے کچھ نہ کہہ جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ جبار دیو نے کہا ای آدم زاد اگرچہ تو نے میری تیغ لے لی ہے پھر بھی کیا کر سکتا
ہی شاہزادہ نے کہا میں یہ کر سکتا ہوں یہ کہا اور اسی تیغ بلا نشان سلیمانی کا وار کیا کہ مثل خیار تر دو پرکالہ ہوگیا اور
معنبر سے کہا وہ دونوں ہمارے رفیق کہاں ہیں معنبر جادو نے کہا سامنے کوٹھری میں ہیں جو مقفل ہی شاہزادہ
نے قفل کی کنجی مانگی معنبر نے کہا کنجی میرے پاس نہیں ہی جبار ہی کے پاس تھی شاہزادہ نے جبار مقتول کی کمر
سے کنجی نکالی قفل کھول کے کوٹھری میں گیا دیکھا تو نوفل اور شاپور مضمحل ایک طرف سکوت میں بیٹھے ہیں شاہزادہ
کہا ارے بھائیوں یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو چلو ان دونوں نے کہا شہریار گرسنگی سے حال برا ہی کچھ
کھانا مرحمت فرماؤ شاہزادہ نے معنبر سے کہا وہ پیر زادوں کے کچھ کھانے اور چند روغنی روٹیاں اور ایک ظرف
میں پانی لائی نوفل اور شاپور نے کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خدا بجا لا کے کہا شہریار اگر تھوڑی دیر یہاں تشریف
نلاتے تو ہم دونوں شدت گرسنگی سے ہلاک ہو جاتے معنبر جادو نے کہا ای دلاور والا قدر جبار تیغ کے
چھین جانے سے ایسا بدحواس تھا کہ ہم اسکو خود کھانے پینے کا خیال نہ تھا اور کا کیا ذکر شاہزادہ نے کہا ای
معنبر اب ہم سبکو اسی قصر میں ان پیر زادوں کے پاس پہونچا دے اس نے کہا شہریار میں تمہارے
فرمانے کے موافق اپنے پر اسنے محبت جبار کے قتل پر راضی ہوگئی یہانتک کہ تم نے اسکو ہلاک کیا
اب میری خاطر سے میری مہمانی قبول فرماؤ اور دو چار روز یہاں استراحت کرو شہزادہ نے کہا ای معنبر تم نے
پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اپنے کام کے کسی قسم کے عوض کی تجھسے امید نہ رکھنا پھر کیوں تجھسے توقع مہمانی کی
درخواست کرتی ہے معنبر نے کہا شہریار تم بجا … خود اور کچھ نہ سمجھ … ت کو اسکا … اسلئے
… ہوں کہ آمد و رفت و جنگ و جدل کی وجہ سے کسل و کاہلی ا…
…سے اعضا میں کسل و کاہلی نے مطلق راہ نہیں پائی ہے و…

خیر اختیار ہی اور شاہزادہ کو مع رفقا پریزادون کے پاس پہونچا دیا اُن پریزادون نے کہا اے شہریار باری بخیر و عافیت
آ گئے کہ تو اُس موذی کو ہلاک کیا اور وہ تیغ لائے شہزادہ نے کہا شکر ہی اوس خدائے عز و جل کا بین بعافیت
عافیت وہان سے واپس بھی آیا اور جبار کو بھی ہلاک کیا تیغ بلاشان بھی اس وقت تک میرے قبضہ مین ہے کل کا
حال خدا کو معلوم ہی اب تم آزاد ہو جہان چاہو جاؤ یہ کہا اور اُن پریزادون کو قید و بند سے خلاص کیا اُن پریزادون نے
ہزارون دعائین دین اور کہا اب تمکو چاہیے کہ اُس پیر مرد رسال و قرعہ انداز کے پاس جاؤ جو کلید بردار ہی حضرت
سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا اور ہم یہان سے اپنے ملک کو جاتے ہین وہان پہونچ کے لشکر جمع کرینگے
اور ضیغم جادو کے مقابلہ مین ہم تمہاری مدد کرینگے بدیع الملک نے اُن پریزادون کو رخصت کیا اور معنبر جادو
سے کہا تو ہمکو اُس پیر مرد کلید بردار کے پاس لیچل راوی کہتا ہی کہ جبار دیو کا ایک رشتہ کا بھائی تھا قتال دیو
وہ بھی معنبر جادو پر فریفتہ تھا از بسکہ جبار کے سبب سے وہ معنبر تک نہ آ سکتا تھا اور ہمیشہ جبار سے خائف رہتا تھا
یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ ایک آدم زاد طلسم مین وارد ہوا ہی اور اکثر دیوون کو اُسنے ہلاک کیا ہی چنانچہ جبار کو بھی
اُسنے تیغ بلاشان سلیمانی سے ہلاک کیا اور تیغ بلاشان مع مہرہ اوسکے قبضہ مین ہی اور معنبر جادو اوس پر فریفتہ
ہو گئی ہی اور معنبر جادو ہی نے اُس آدم زاد کی فریفتگی مین جبار دیو کو قتل کروا دیا اور اب معنبر اُس آدم زاد
کے ہمراہ ہی قتال دیو بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ جبار ہلاک ہو گیا معنبر تک پہونچنے کا راستہ کھلا اب
معنبر جادو میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی آدم زاد کی کیا حقیقت ہی کہ میرا مقابلہ کر سکیگا مین ضرور معنبر سے اپنی
دل کی مراد حاصل کرونگا یہ کہکے گرز کا دسر ہاتھ مین سنبھالا اور اپنے مقام سے بجانب طلسم روانہ ہوا اور جس وقت
معنبر کے پاس پہونچا کہ بدیع الملک کہ رہا تھا کہ اے معنبر اب تو ہمکو مع رفقا پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے
اور معنبر جادو نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الملک کو مع رفقا اُٹھا لے چلے کہ قتال دیو نے بآواز بلند کہا اے
معنبر خبردار ابھی یہان سے حرکت نہ کرنا مین آ پہونچا اے دلبر معنبر تجھکو اس بات کا مطلق خیال نہین ہی کہ مدت سے
تیری فراق مین مبتلا رہا اور آج جو میرے نصیب جاگے کہ جبار میرا رقیب ہلاک ہو گیا تو نے مجھکو اپنے
دل سے بالکل فراموش کر دیا اور چلی جاتی ہی لیکن خیریت اسی مین ہی کہ اس جوان آدم زاد کی رفاقت سے باز آ اور
میرے ہمراہ چل تاکہ مدت مدید کی حسرتین دل کی نکالین خلوت مین تیرے درمیان ہو پرشرا بے چلے معنبر جادو نے
قتال کی صورت دیکھی اور کہا کیا تو دیوانہ ہو گیا ہی جا اپنا کام کر اور اپنی جان کی خیریت مانگ ورنہ تیرے بھائی
جبار کی طرح تیرا بھی حال ہوگا اگرچہ قدرت سے میرا طالب و خواہشمند ہی لیکن اب مین نے اس جوان آدم زاد
کی رفاقت کا وعدہ کر لیا ہی تیری مراد بر آنا محال ہی قتال نے کہا اے معنبر مین تجھکو یہان سے ہرگز نہین جانے دونگا
اور تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ جوان آدم زاد ہی اس ضعیف الجثہ سے کیا تیری مطلب برآری ہو سکتی ہی معنبر جادو
نے برہم ہو کے کہا مردے جانیگا نہین معلوم ہوتا ہی تیری بھی شامت آ ہی گئی قتال نے کہا اے معنبر مدت سے
تجھسے اسقدر رہا مین کرنے کا متوقع تھا ہی جو تیرا دل چاہے کہہ لے اگر تو دو چار باتین بھی مار لیگی تو مین تجھکو
یہ کہکے اپنا وہ ..... وہان موجود تھا بدیع الملک نے شا نور کی طرف اشارہ کیا شا نور نے
قتال نے سمجھا کہ معنبر جادو نے از راہ خوش طبعی دھول لگائی ہی اُسی حالت
مین تو آج تیرے ہاتھ سے خوب مار کھاؤن گا .....
... بھی قریب آ کے اقوت تمام اُسکے سر پہ ایک دھول لگائی

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بکمال ادب و تعظیم شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کرکے کہا ای شہریار معظم ذات
وای شاہزادۂ مکرم صفات آفرین باد برین ہمت مردانہ و جرات دلیرانہ ہیں جو بیشتر سے نشانی نشانی کہہ رہا ہون میری مراد
اس نشانی سے یہی مہرہ تھا جو تمہارے پاس موجود ہے یہان بدیع الملک سے وہ پیرمرد درل انداز کہہ رہا تھا
یکایک ضیغم جادو مع جادوان ہمراہی وہان آ پہونچا جون ہی پیرمرد نے اُسکو دیکھا شہزادہ سے کہا اے جوان اقبال نشان ہوشیار
ہو جاؤ اور اس مہرہ کو بکمال ہوشیاری اپنی بغل مین چھپا لو تمکو ابھی ان جادوان نابکار سے جنگ کرنا ہی یہ ضیغم جادو
اس قدر جمعیت لیکے خاص اس غرض سے یہان آیا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس مہرہ کو تم سے لے لے اگر یہ مہرہ
تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے گا تو پھر تمکو کنجی وغیرہ ہرگز نہین ملیگی جسوقت ضیغم جادو کے مقدمہ سے فارغ
ہونا پھر اس مہرہ کو بشرطیکہ تمہارے پاس رہا تو مجھے دینا اور اے جوان یہ بھی ہم تمکو بتائے دیتے ہین کہ اُسے
جبار دیو کی تیغ بلا نشان سے ضیغم جادو کا مقابلہ کرنا ایک اعتبار سے یہ تیغ بلا نشان بھی کلید فتح طلسم ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے دامن گرداب کو اٹھا لیا ہی آستینون کو بھی کہنیون تک چڑھا یا تیغ بلا نشان سلیمانی کو علم کر لیا
نوفل و شاپور نے کہا شہریار ہمارے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی بدیع الملک نے کہا ای برادر بس یہی حکم ہی کہ ہمارے
ساتھ آؤ اور ان ترسا قون کو مارو نوفل و شاپور شیر دل ہمراہ ہوے بدیع الملک لشکر جادوان مین آیا اور تیغ
بلا نشان سلیمانی علم کرکے کہا آج کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ضیغم جادو کے لشکر مین ایک
سبع خوک دندان جادو نام آور پہلوان و جادوگر تھا کہ مدت ہاے مدید سے ضیغم جادو کی سرکار مین بیش قرار
وظیفہ پاتا تھا اور ضیغم کو اُسپر بڑا اعتماد تھا جب بدیع الملک نے میدان مین آکے مقابل طلب کیا ضیغم جادو نے
سبع خوک دندان جادو کو بلایا اور کہا ای سبع مدت سے تو ہمارے یہان رہتا ہی اور باوجود وظیفہ بیش قرار کے بجز
خور و خواب کے کوئی کام متعلق نہین رہا آج سخت واقعہ درپیش ہی کہ یہ آدم زاد جبار دیو کو ہلاک کرکے ہمسے برسر
مقابلہ ہو جا اُس آدم زاد کا کام تمام کر اور اس سے تیغ بلا نشان اور وہ مہرہ اپنے قبضہ مین لے سبع خوک
دندان نے چین بر جبین ہوکے کہا ای شہنشاہ جادوان کیا مجھسے ایک ادنی آدم کی فرمایش کرتا ہی آدم زاد سے
مقابلہ کرنا شرم کی بات ہی ضیغم نے کہا ای سبع تیرا یہ خیال بالکل خام ہی اگرچہ وہ آدم زاد ہی مگر یہ تو سمجھ لے کہ وہ
کیسا بلا ہے سے دربان آدم زاد ہی جس نے جبار ایسے دیو زبردست کو ہلاک کیا اور مہرہ لے لیا ہو فتح طلسم کا
کبھی ہو سکتی ہی خداوند یہ رنگ کا اگر فضل شامل حال ہی تو یہ آدم زاد تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا تو پھر دریا
اور مقابل ہو سبع جادو بکمال استغنا وہان سے روانہ ہوا اور بدیع الملک کے مقابلہ مین آکے کہا او آدم زاد
اجل گرفتہ کیون تیری قضا دامنگیر ہے خداوند جل الجبار کا فضل اپنے شریک حال سمجھ جو میرے دل مین تیری ہلاکت کا
افسوس ہی لا مہرہ اور تیغ بلا نشان مجھکو دیدے اور جس طرف سے آیا ہی اس طرف چلا جا نہیں خدا وند
کے پاسے مبارک کی قسم کھاتا ہون کہ مین تجھے ہرگز تعرض نہین کرونگا ورنہ یاد رکھ ایسی ضرب سے تجھے
ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے بدیع الملک نے بآواز بلند قہقہہ مارا اور کہا او
ملعون یہ تو کیا بیہودہ بکتا ہی [illegible] تیرا خداوند جل الجبار کیا بلا ہے وہ لائق پرستش وہ خالق ارض و سما
[illegible]
[illegible] ہے مانند ہی [illegible] تسلیم کر [illegible] ظالم سے [illegible]
[illegible] عالم کا پیدا کرنے والا ہی جو کوئی [illegible]
پہچاننے کا ارادہ کرے وہ جادوان سے بد تر ہی [illegible]

ہر دو وجود دو بار رہے بد و دو تجھسے ہیں ۔ نہ نسبت خدا ہی نہ خورشید کی ستارہ و ماہ ؛ کہیں تمام یہ سب ہستی خدا یہ گواہ
خدا وہ ہی کہ جو فہم بشر سے خارج ہی ؛ او سے کا سکہ قدرت جہان میں رائج ہی ؛ خدا وہ ہی کہ جو پردہ کو زرنگار کرے
ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے ؛ خدا وہی ہی کہ بندہ پر جب عنایت کی ؛ طریق کج سے رہ راست پر ہدایت کی
سبع جادو شہزادہ کی اس تقریر کو سن کے از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا کہا او آدم زاد تو بڑا انسان وحیا لاک
معلوم ہوتا ہی یہ وقت خدا سے نا دیدہ اور خداوند بیت بزرگ میں حق و ناحق کے تصفیہ کا نہیں ہی ہوشیار ہو جا اور
میرا وار روک یہ کہکے وار شمشاد و سپر کچھ بڑھا یا لیکن اسپر وار شمشاد کا وار کیا بدیع الملک نے تیغ بلا نشان سے وار رو کا
اور یہ کہکے کہ ۔ زدی ضرب خود ضرب با نوش کن ؛ غم دین و دنیا فراموش کن ؛ ایک ایسا وار تیغ بلا نشان
کا اسپر کیا کہ دو لخت ہو کے زمین پر گرا سبع جادو کے ہلاک ہونے سے ضیغم جادو کی تمام فوج میں ہو ہو
کی آواز بلند ہوئی جس سے انسان کا دل دہل جاے نوفل نے شاپور سے پوچھا یہ ہو ہو کی آواز کیسی ہی
شاپور نے کہا اس ہو ہو کی حقیقت تو مجھکو بھی نہیں معلوم ہی البتہ قیاس یہ کہتا ہی کہ یہ حیوان خصایل اپنی زبان
میں اسی طرح افسوس کرتے ہونگے خلاصہ یہ کہ سبع جادو کی طرح بلنقر جادو آئے اور اس تیغ
بدیع سے مالک کے ملک عدم میں پہونچے لکایک جانب شرق سے ایک لکہ ابر کا نمایاں ہوا جس سے
گمان ہوا کہ پانی برسے گا اور ہوا تند چلی تمام میدان حرب گرد و باد ہو گیا بدیع الملک حیران ہوا کہ یہ کیا سامان
ہے دفعتاً دیکھا کہ چار سو پریزادوں کا غول ہوا سے آسمان سے نازل ہوا جنکے ساتھ بکثرت فوج و لشکر ہی اور
آتے ہی وہ پریزاد مع فوج و لشکر جادوان نابکار کے لشکر میں در آئے لیکن ضیغم جادو بدیع الملک کے
پاس پہونچا اور غراتا ہوا شہزادہ کے جانب دوڑا شاپور نے گھبرا کے کہا ای شہریار بہت خبردار ہو ضیغم جادو
پہنچا ہی بدیع الملک نے فوراً تیغ بلا نشان کا ایسا بر وقت وار کیا کہ اگرچہ بطور حرکت اضطراری سے گرا مگر
ضیغم جادو پرکالہ گر ہو گیا جس سے ضیغم جادو دو مرتبہ زمین پر گر کے تڑپا آخر کو اس نابکار کی روح ناپاک
فی النار ہو گئی پھر تو جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی ضیغم جادو کے لشکر میں ایسی ابتری اور انتشار رہا کہ آپس میں
جو جسکے سامنے آ گیا اسے اسکو دوزخ جہنم نصیب کیا جس سے بکثرت جادو فنا ہو گئے اور باقی بھاگ کھڑے
ہوئے جب لشکر جادو سے میدان صاف و پاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک نے مظفر و منصور وہاں سے مراجعت
کی اور اس پیرمرد صاحب کلید کے پاس آ کے کہا ای بزرگ بس اب کیا دیر ہی حق حقدار کو پہونچنا چاہیے وہ پیرمرد
شہزادہ کے آتے ہی تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا اپنے پہلو میں نہایت عزت و حرمت سے بٹھا کے کہا کہ ۔
اے مبارک بے شہنشاہی کہ حاصل میکنند ؛ اختران آسمان از رفعت نیک اختری ؛ مور د دولت شود چون سایہ
پر ہما ؛ بر ہمان بوی کہ تو ظل ہمایون گستری ؛ من چہ گویم در کمال کبریاے حضرتت ؛ آفرین باد آفرین
لیکن ہر چہ گویم برتری ؛ مبارک مبارک کہ تمنے طلسم کو فتح کیا اب اس نشانی کو جو مہرہ تمہارے پاس ہی
مجھکو دو تاکہ تمہارے طلسم میں مجھکو دوں شہزادہ نے مہرہ بغل سے نکالا اور پیرمرد کو دیا پیرمرد اس مہرہ کو
لیکے بہت خوش ہوا اور اس مہرہ کو چھپا کے بغل میں رکھ لیا اور کنجی بغل سے نکالی اس قفل کو کھولا اندر گیا
بدیع الملک بھی اندرون قصر داخل ہوا راوی کہتا ہی کہ چار سو حجرے تھے اور آراستہ و مطلا سے شب چراغ
سے مملو تھا پیرزاد تمام صندوق خزانوں کے باہر اٹھا لائے
دکھایا سب صندوق میں ایک صندوق بہت بڑا اچھا ہی

اے شہریار یہ خزانہ دار ہے اس سے جو کچھ منظور ہو پوچھو شہزادہ نے اُس خزانہ دار سے اُس بڑے صندوق کا
حال پوچھا اُس خزانہ دار نے پیر مرد کی طرف اشارہ کیا اور کہا شہریار مجھسے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اصل
خزانہ دار یہی بزرگ ہیں شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے اُس صندوق کا حال پوچھا پیر مرد نے چند لمحہ سکوت کیا
پھر صندوق کے پاس آیا اُسکا قفل کھولا صندوق میں سے ایک ہیکل نکالی جسمیں ایک ہزار ایک دانہ یاقوت احمر کا
تھا اور ہر دانہ کے ایک طرف اسما سے بزرگ کندہ تھے اور ایک طرف لوح طلسم کے دستیاب ہونے کا حال
لکھا تھا پیر مرد افسر خزانہ دار نے کہا شہریار پہلی خاصیت اس ہیکل کی یہ ہے کہ اگر تمام جہان جادوگرون سے معمور ہوجائے
اور وہ سب جادوگر سحر کرین تو بھی صاحب ہیکل پر سحر کا اثر نہو اور ایک ہزار ایک طلسم کی مالک یہ لوح ہے اُن تمام ایک ہزار
ایک طلسمون مین سے ہر ایک طلسم کی لوح اس ہیکل کے ذریعہ سے دستیاب ہوتی ہے بدیع الملک اس
ہیکل کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوا ہیکل کو گلے مین پہن لیا پھر ایک صندوق کھول کے ایک
دستہ براق سلیمانی کا نکالا اور بخوشی تمام وہ بھی پہنا پیر مرد نے کہا اب ارشاد ہو خزانہ مطلوبہ پایا شہزادہ نے اقرار کیا
کہ ہان پایا پیر مرد نے کہا رسید مرحمت ہو شاہزادہ نے رسید لکھی اور اپنی مہر ثبت کر کے پیر مرد کلید بردار
کے حوالہ کی پیر مرد نے کمال ادب تسلیم بجا لا کے رسید اپنے ہاتھ مین لی اور وہان سے دفعتاً غائب ہو گیا شاپور
نے کہا شہریار یہ تیز نگاہ عیار اور زال کہن مظالم شاہ کے بارہ مین کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا ہنوز
اُن دونون کو بھی قید طلسم سے نجات دینا مقدم امر ہے لیکن یہ نہین معلوم کہ وہ دونون بیچارے کہان قید ہین نوفل اور
شاپور نے تجسس و تلاش کر کے اُنکا پتہ لگایا بدیع الملک نے اُن دونون کو بھی قید سے رہا کیا اور تمام خزانہ کو
اپنے ساتھ لیکے جانب نگارستان کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل قریب نگارستان پہونچا مظالم شاہ اپنے قصر مین
اپنے جلیسون اور انیسون سے سرگرم صحبت تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم شاہزادہ بدیع الملک اور
کس مرحلے کے طے کرنے مین مصروف ہے دفعتاً ایک ہرکارہ آیا اور خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور
تحفہائے طلسمی اس طرف چلا آتا ہے مظالم شاہ خوش ہو کے اٹھ کھڑا ہوا اور مع جاہ و حشم وہان سے روانہ
ہو کے بدیع الملک کا استقبال کیا اور کمال تعظیم و تکریم سے قصر مین لا کے بٹھایا تمام نگارستان مین ایک
دھوم ہو گئی کہ شہزادہ بدیع الملک تحفہائے طلسمی لایا ہے [illegible] شہزادہ نے مبلغ خطیر انعام
واکرام مین صرف کیا مظالم شاہ نے صحبت جشن قرار دی تمام قصر آراستہ کیا گیا محفل رقص و سرود منعقد ہوئی مطربان
خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کے گانے گا کے دن جیسی طرح بسر ہوا رات کو شب برات کا سماں
دکھائی دیا جتنے شہر تھے اصل مین وہ بغیر شہر تھے اثر طلسمی سے بصورت شہر تھے جب طلسم فتح ہو گیا وہ بھی اپنی اصلی
صورت پر آ گئے تھے دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے مظالم شاہ سے کہا اے بادشاہ اب تو
وقعت و حقیقت و حقیت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی ہو گی ہزار ہزار شکر اُس عز اسمہ کی بارگاہ بے نیاز مین کہ
تم ایسے ناچیز کی سبب سے [illegible] بڑے بڑے سرکش و خود سر راہ ضلالت سے روگردان ہوئے مگر افسوس
کہ تمہارا اقرار [illegible]
[illegible] بارہ مین میری تحریک کی مطلق ضرورت نہین ہے دراصل [illegible] ایسے
[illegible] زال کی طرف دیکھ اشارہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا زال اسی طرح
[illegible] تھی مظالم شاہ نے باعلان کہا اے زال چند روز وہ زال
[illegible]

کوشش کیجیے اور دین برحق کی جانب ہدایت فرمایئے طریق ضلالت سے راہ راست پر لاؤ اور پھر بھی گمراہی کو نہ چھوڑے
بہرہ عقل و دانش بباید گریست وہ ابھی تمہاری زبانہ گذرا ہی کہ ہم بھی اسی حالت میں قبلہ کے بارے توفیق آسمانی
رفیق ہوئی اور خود بھی حق پسندی کو اپنے دل میں جگہ دی تا اینکہ گرداب ضلالت سے نجات ملی میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ تو نے اسقدر کیوں سکوت اختیار کیا ہے اے فرزند تو بھی اس دین حق یعنی اسلام کو بصفائے قلب
قبول کر زال نے کہا اے پدر سچ پوچھو تو یہ امر ہے کہ اپنا دین چھوڑ کے دوسرا دین اختیار کرنے کو ہرگز دل گوارا
نہیں کرتا مظالم شاہ نے کہا اے فرزند یہ تو نے سچ کہا مگر عقل کا مقتضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ اگر کوئی کسی بدافعالی
میں سرچشمہ ہو اور وہ خود بھی سمجھتا ہو کہ یہ بدافعالی ہے اور اسکا نتیجہ بھی برا ظہور میں آئیگا اور پھر بھی اس بدافعالی
سے اجتناب نہ کرے زال نے کہا اچھا اگر تم نے تو دین اسلام قبول کر لیا بس کافی ہے اب میرے اسلام
قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے مظالم شاہ کو زال کے اس جواب سے بہت غصہ آیا مگر بہ ضبط کرکے کہا اے
زال تجھسے ہرگز اس طرح کے جواب کی امید نہ تھی تجھکو میری بزرگی کا بھی خیال نہ آیا اور مجھکو ایسا بے باکانہ جواب
دیا آگاہ ہو کہ تجھکو دین اسلام ضرور قبول کرنا پڑیگا جسطرح قبول کرے زال نے کہا اے پدر یہ دین و مذہب کا معاملہ
ہے کہ خداوند بہت بزرگ نے مجھکو بھی عقل دی ہے میرے نزدیک مذہب وملت کے مقدمہ میں باپ بیٹا دونوں
برابر ہیں اور یہ جو تمنے کہا کہ ضرور دین اسلام قبول کرنا ہوگا آگاہ ہو کہ میں ہرگز نہیں اسلام قبول کرونگا یہ ہی نا ہلاک کیا جاؤنگا
باشند خداوند بہت بزرگ مجھکو اس ہلاکت کا عوض نیک دیگا مظالم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا ادھر بدیع الملک کو
بھی خداوند بہت بزرگ کا نام سن کے غصہ آیا مظالم شاہ نے زال سے کہا دیکھ اب بھی خیریت ہے اسلام قبول کرلے
یہ دین اسلام ہی کی برکت تھی جو تو نے اس قید شدید سے نجات پائی بہت بزرگ کوئی شے نہیں ہے ظاہر ہے کہ پتھر
کو سنگ سے کیا ہو سکتا ہے ایک شے بے حس و حرکت ہے جسکا جس طرف دل چاہے اٹھا کے پھینک دے زال نے کہا اے
پدر بس اب خداوند بہت بزرگ کی شان میں کلمات نازیبا نہ کہو مظالم شاہ تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے غیظ میں اٹھا
اور ارادہ رکھتا تھا کہ زال پر وار کرے شاہزادہ نے بپاس و خیال مظالم شاہ کو روکا اور کہا توقف کرو اور زال
کی طرف متوجہ ہو کے کہا میں تجھسے پوچھتا ہوں کہ تو جو اس خیال سے کہ دین قدیم ہے دین اسلام نہیں قبول کرتا ہے
یا اپنے دین کے حق ہونے کے کچھ دلائل بھی رکھتا ہے زال نے کہا میرے مذہب کے حق ہونے کی کوئی دلیل
میرے پاس نہیں ہے مگر میں ضرور اپنے دین کو بلا دلیل بدل اور حق سمجھتا ہوں میں ابلیس پر دل سے قربان ہوں
بھلا کس طرح سے مسلمان ہوں یہ شہزادہ خاموش ہو رہا مظالم شاہ نے بار دیگر تلوار کا وار کرنا چاہا زال بھاگا مظالم
شاہ نے تعاقب کیا تا اینکہ زال کے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی ضرب شمشیر میں زال کا کام تمام کیا زال زمین پر
گر کے تڑپنے لگا مظالم شاہ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر اسوقت اس مسلمان پاک اعتقاد نے جانب
آسمان سر بلند کیا اور کہا خداوندا تو میری نیت سے خوب واقف ہے کہ میں نے اپنے فرزند کو محض تیری خوشنودی کے
واسطے ہلاک کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسکے عوض میں مجھکو ایسا صبر عنایت فرما کہ بار دیگر مجھکو خیال بھی زال کی
ہلاکت کا نہ آوے بدیع الملک نے مظالم شاہ کی خوش اعتقادی کی [illegible] اے بادشاہ قبلہ گاہ [illegible]
کر دی مجھکو ہرگز ایسی امید نہ تھی جیسا کچھ تم سے ظہور میں آیا القصہ
پسر اودون کو رخصت کیا اور نوفل نے بھی لشکر اجنہ کو رخصت
ساتھ لیکے اپنے لشکر ظفر پیکر کی جانب کوچ کیا اور مسافت راہ طے کرنے

حمزۂ ثانی کی خبر پہونچی سعد شہریار نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی گبرون کے تعاقب میں داخل طلسم نارنج ہو گئے ہین اس واقعہ کو چھ مہینہ کا عرصہ گذرا ہی آج تک نہ اُس والاجاہ کی خبر معلوم ہوئی اور نہ اُس بلند مرتبت کے رفقا کا حال دریافت ہوا یہ مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ حضرت حمزۂ ثانی نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی طلسم نارنج کو فتح کریگا وہی جانشین سلطنت ہوگا بدیع الملک نے کہا میری کیا وقعت حقیقت ہی کہ اُس شہریار والا تبار کا جانشین ہو سکون مگر اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ مین طلسم کشائی سے عاجز ہون اگر طلسم کشائی کا عوض نہ بھی مقرر کرتے تو مین فتح طلسم کے واسطے موجود تھا سعد شہریار نے کہا ہمت پست کر دو اگر خار سے بود گلدستہ کرد وہ جس کام کے انجام مین انسان اپنی کمر کو مضبوط باندھتا ہی گو کچھ اُسکا کام سر انجام نیک ہوہی جاتا ہی اب مین جاتا ہون انشاء اللہ الرحمن طلسم نارنج کو فتح کرونگا سعد شہریار نے کہا ای عالی ہمت یہ تو مین جانتا ہون کہ تم صاحب ہمت ہو مگر اسقدر عجلت کی کیا ضرورت ہی ابھی مسافت عظیم طی کرکے چلے آتے ہو چندے استراحت کر لو تو پھر اختیار ہی بدیع الملک نے کہا شہریار استراحت سے اور کام کسے کہا نسبت مسعود نے کہا اختیار ہی نوفل نے کہا میرے بارہ مین کیا حکم ہی بدیع الملک نے کہا تم سب کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین جبر یہ اپنے ساتھ نہین لے جا سکتا بہتر تو یہ ہی کہ تم یہان توقف کرو نوفل نے کہا جو حضور ارشاد فرماؤ مگر مین دامن دولت کو ہرگز نہ چھوڑونگا ضرور ہمراہ چلونگا شاپور شیردل نے کہا ای شاہزادۂ ثریا پایہ تمنکا وہ ایساہی قیاس میری نسبت بھی فرماسیے یعنی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون شاہزادہ خاموش ہو رہا ۔ روز دیگر کہ جہان پرغرور نیافت از سرچشمۂ خورشید نور علی الصباح سامان سفر درست و تیار کیا گیا بدیع الملک سعد شہریار سے رخصت ہوا اور مع یاران ہمراہی بسم اللہ کہکر جانب طلسم روانہ ہوا

طلسم نارنج مین داخل ہونا شاہزادہ عدو گیر یعنی بدیع الملک والا توقیر کا مع نوفل و شاپور شیردل اور ملاقات کرنا حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی واسنے جد روالا گہر یعنی نور الدہر سے اور کچھ واقعات طلسمی وہان کے مسطور ہوتے ہین

باغ عالم مین نہین کون ثناخوان تیرا
حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
تو ہی مطلوب اُسے اعلی ہو کہ ادنی اجین
سرو آزاد بھی ہی بندۂ احسان تیرا
کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود
کلمہ پڑھتے ہین سنتے ہین جو قرآن تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
چاک رہتا ہی مرے یار گریبان تیرا

ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت گل رنگین سے نہین
دم بھرا کرتے ہین مور او ر سلیمان تیرا
بات سے مصلحت وقت نہین کی تو نے
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو ای محبوب
طرۂ سنبل سے ہی گیسوی پریشان تیرا
لا الہ ایک نہین ہار غلام داغی
عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا
خوش بیان لاتے ہین ایمان کلام قدس
گرد آ ترکر نہین چھو سکتی ہی دامان تیرا
کس بیری رشک کا دلوا ہی تو ای آتش

راویان روایات رنگین ترا ز بوستان و حاکیان حکایات شیرین تراز شہد نوش لبان چہرۂ شاہد مقصود سے اس طرح نقاب اُٹھاتے ہین کہ شہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور شیردل

... نے ہمراہیون سے ہر سبیل تذکرہ یہ بھی کہتا تھا کہ یارو جناب ... گوارا کی ان مراحل کو جسطرح ممکن ہو تاہم طی کرلیتے اب نہین معلوم وہ ... و اعلی سب یکسان ہین نوفل و شاپور دونون ہمراہی جواب ... دیتی ہی کہ ہمیشہ کارکنان قضا و قدر مین اُسکے اور حمزۂ ثانی ظاہر ہی

کہ آج امیر کے جانشین ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ایسے امور میں سکوت اختیار کریں جو جس مرتبہ کا ہوتا ہے اُس سے ہر نوع
اُسی مرتبہ کے موافق حرکات ظہور میں آتے ہیں سب ہی واقف ہیں کہ سے تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی غرض کہ اسی طرح کی گفت و شنید میں تمام راہ طے ہوئی بدیع الملک مع ہمراہی
طلسم نارنج میں پہونچا اور اُس مقام پر پہونچا جہاں حمزۂ ثانی اور تمام ہمراہی اُسکے اپنے دامنوں کو گردانے
کمر کو اُٹھائے بیٹھے ہوئے کچھ جھکے ہوئے نارنج چن رہے تھے اور اس طرح نارنج چننے میں مصروف تھے
کہ مطلق کسی جانب کا خیال نہ تھا شاہزادہ نے دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی نظر آتے ہیں شاپور سے کہا برادر دیکھو
تو کیا آدمی ہیں میری نظر غلطی کرتی ہے شاپور اور نوفل نے غور سے دیکھ کے کہا شہریار بیشک یہ آدمی ہی ہیں اور میرا گمان ہے
کہ یہ آدمی اور کوئی نہیں جناب حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی ہیں جب تھوڑی دور اور آگے بڑھے شاہزادہ نے کہا
اے برادر شاپور بیشک یہ وہی والا قدر ہیں اور سب کے ساتھ نارنج چننے میں مصروف ہیں اور متبسم ہو کے کہا او طلسم کا بھی عجب
کارخانہ ہے کہاں جانشین امیر اور کہاں یہ نارنج چننی مثل مزدوروں کا کام جب بالکل قریب ہو گئے یکایک حمزۂ ثانی نے
شہزادہ کو دیکھا بیتابانہ دوڑ کے بدیع الملک کو گود میں اُٹھا لیا پیشانی اور آنکھوں پر بوسہ دیکے کہا کہ میں اس وقت
نارنج چننی میں ایسا محو تھا کہ مطلق تمہارا خیال نہ تھا شہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب سلام کیا اور کہا جہان مخدوم
خدایگان خادم حمزۂ ثانی کی نسبت کی جانب نور الدہر بھی نارنج چننی میں مصروف تھے وہ بھی فرزند دلبند کو دیکھ کے بیتاب
ہو گئے اور آتے ہی بدیع الملک کو گود میں اُٹھا کے دیدہ بوسی کی اور مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بدیع الملک
نے دست بستہ کہا الحمد للہ بعد تمام ہمراہیوں سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے کو دیکھ کے خوش و مسرور ہوا حتی کہ
بدیع الملک رستم ثانی کے پاس آیا رستم ثانی شاہزادہ کو دیکھ کے گو نہ چین بجبین ہوا اور دل میں کہا استغفر اللہ
یہ کتنی کم زادہ اس وقت یہاں کہاں نازل ہوا ابتک تو جو کچھ ہونے والا تھا وہ ہوا لیکن دیکھئے اب کیا ہوتا ہے کیا خوب
ہوا اگر بدیع الملک یہاں سے کسطرح واپس جائے شہزادہ نے رستم ثانی کو دیکھ کہا اے برادر رستم
کہو خیریت سے تو ہو رستم ثانی نے کہا اگرچہ خیریت سے نہیں لیکن کوئی درد بھی نہیں ہے بدیع الملک متبسم ہوا
اور کہا یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ کوئی درد نہیں ہے اور خدا نہ کرے کہ کوئی درد ہو تمہارا بد خواہ کون ہے لیکن اپنے منصبی کام کی
انجام دہی میں تو مصروف ہو رستم ثانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا اے بدیع الملک میں ہی اپنے منصبی
کام کی انجام دہی میں مصروف نہیں ہوں تمہارے باپ دادا تک اپنے منصبی کام کے انجام دہی میں
مصروف ہیں یعنی مزدوروں کی طرح نارنج چننی کر رہے ہیں پہلے اُنکی خیر و عافیت پوچھو تو پھر میری خیر و عافیت
پوچھنا اُنکی نسبت سے میری نارنج چننی کوئی بھی مضائقہ نہیں رکھتی اور گھبراتے کیوں ہو دیکھو تم بھی عنقریب نارنج چننی میں
مصروف ہوا چاہتے ہو جب یہاں پہونچ گئے تو پھر کہاں بچ کے جاؤ گے ہنوز یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سامنے سے
وہی جلشی ہاتھ میں چاق لیے ہوئے آتا دکھائی دیا رستم ثانی نے کہا لیجئے وہ آپکی عزت دینے واسطے آ گئے آپ سے
نارنج چننی کو نہیں کہیں گے بلکہ آپکے واسطے جواہر نگار کرسی لیے آتے ہیں بکمال عزت آپکو اس کرسی پر بٹھائینگے تاکہ
آپ یہاں بیٹھ کے اپنے پدر بزرگوار کے منصبی کام کے انجام دہی کا تماشا [illegible] ہوں اسی عرصہ میں جلشی
جلشی چاق در دست قریب آیا اور بدیع الملک سے کہا او مزدور
باتوں میں مشغول کرتا ہے کام نہیں کرنے دیتا بدیع الملک نے
کی شکایت کرتا ہوں شاید یہ سرخاستہ خاطر ہو کے مجھے بھی نار

کہا اچھا میں ان مزدوروں سے بات نہ کرونگا تاکہ کام میں خلل نہ واقع ہو اُس حبشی نے غضبناک آواز سے کہا نہیں
تجھے بھی ان مزدوروں کے ساتھ کام کرنا ہوگا یہاں پہونچ کے کوئی اس کام سے معذور نہیں رہ سکتا بدیع الملک نے
کہا تو خفا نہ ہو اگر کام لینا منظور ہی تو میں ایک تدبیر بتاتا ہوں اس سے کام زیادہ ہوگا حبشی نے کہا کہ وہ تدبیر کیا ہے
بدیع الملک نے کہا میں ان لوگوں کے کام کی نگرانی کرتا ہوں اور تاکید کرونگا کہ جلد تاریخ چینی کریں اس تدبیر سے
اسقدر کام ہوگا کہ میرے [illegible] ہو جاتے میں ہرگز اسقدر نہ ہوگا [illegible] نے کہا زیادہ باتیں نہ بنا تو بھی کام کر بدیع الملک
نے کہا اچھا میں اس سے بھی ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں [illegible] اور ایک ضرب چابک شہزادہ
کے لگائی شہزادہ بھی مع یاران ہمراہی تاریخ چینی میں مصروف ہوگیا رستم ثانی نے [illegible] ہو کے کہا اے بدیع الملک
کہو وہ شاہزادگی تمھاری کیا ہوئی بہت تدبیریں تھیں مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اسنے [illegible] پر حاکم بنایا جاتا ہے
تجھے جب جانتے کہ تم اپنے اس منصبی کام کے انجام دہی میں مصروف رہتے [illegible] کیا علاج ہے انسان کو چاہیے
کہ ہر وقت سوچ سمجھ کے کہے کیا کہوں تمھارے بزرگوں کا خیال ہے ورنہ ایسی کہتا کہ تم [illegible] بدیع الملک نے
رستم ثانی کی صورت دیکھی اور دم بخود ہو رہا اور چھ روز تک ان سب کے ساتھ تاریخ چینی میں مصروف رہا ساتویں روز رستم
ثانی سے کہا اے برادر رستم آج ساتواں روز ہے کہ میں تمھارے ساتھ تاریخ چینی کر رہا ہوں مگر یار اب میں
اس تاریخ چینی سے عاجز ہوگیا ہوں رستم ثانی نے کہا اس تاریخ چینی سے کون شخص عاجز نہیں ہے پھر کیا ہو سکتا ہے
بدیع الملک نے کہا کبھی کچھ ہو سکتا ہے تدبیر شرط ہے رستم نے کہا اسقدر تدبیریں کیں تو کیا نتیجہ ہوا اب تدبیر کرکے
تو کیا بنا لوگے بدیع الملک نے کہا خیر تم ہی سمجھو اُس روز بدیع الملک سب کے ساتھ تاریخ چینتے چینتے لگا یک سب کی نظر
سے پوشیدہ اُس باغ کے ایک جانب روانہ ہوا چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا چشمہ ہے اُس چشمہ کے کنارہ
قیام کیا کپڑے اُتار کے چشمہ کے کنارے رکھے چشمہ میں بسم اللہ کہکے اترا غسل کیا ایک طرف صاف و شفاف
ایک صفہ تھا اُس پر نماز پڑھی بعد فراغ نماز دونوں ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اسطرح مناجات شروع کی کہ اے
تاب و توان ناتوانان و اے چارہ ساز بیچارگان تو ہی ہر وقت مصیبت و عاجزی میں اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہے
از زمین تا چرخ برین ہر شے پر تیری حکومت ہے اور تو ہی ہر طرح مالک و مختار ہے [illegible] انتہا ہے دم ہر آنچہ [illegible]
گویا ہنگام جان کندنی ہے ⁂ اس عالم بیچارگی میں اگر تجھ ایسے حاکم سے نہ کہوں تو کیا کروں اگرچہ اے خداوند
مائی و من بندہ ام ⁂ ہمیشہ بحکمت سر افگندہ ایم ⁂ مگر اب اس ناچیز کو تاریخ چینی کی ذلت و تنگی سے نجات دے
ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ بمصداق فضل الٰہی چو کند کار خویش ⁂ مژدہ دولت برساند سر و پیش ⁂
گوش حق نیوش شاہزادہ بدیع میں غیب سے یہ آواز آئی کہ اے بدیع الملک تجھ میں اسقدر نسیان ہے [illegible] راہ پائی تجھے
کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ جو ہیکل تو پہنے ہوئے ہے وہی کلید فتح طلسم ہے ہر ایک اُسکے حکم کی تعمیل ان مقاموں میں تجھ پر
فرض ہے ان اس حکم کے خلاف جب تو کوئی کام عمل میں لائیگا [illegible] شہزادہ کو ہیکل کا خیال
آیا اپنے اوپر [illegible] سے اُتار تمام دانوں پر نظر کی جس دانہ پر لوح طلسم کے دیکھا [illegible]
ہو [illegible]
[illegible] اے حیران اس وقت جس مقام پر بیٹھا ہے بس اسی طرح بیٹھا رہ اور
[illegible] اور تین روز برابر راہ طے کرنا [illegible] روز کے بعد ایک ایسے
[illegible] سے دیکھنا کہ سامنے اُس ایوان کے ایک درخت [illegible]
[illegible] مرغ سفید دکھائی دیگا جسکا قد [illegible] کے برابر ہوگا

وہ مرغ سپید درختان نارنج کو جڑ سے کندہ کرنا شروع کریگا جب اُس درخت سرو کے قریب آوے تو جسکے عقب مین تو
پوشیدہ ہو اور تیرا سامنا ہوے آواز بلند کہنا السلام علیک اے مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی وہ بہت خوش
ہو کے کہیگا اے جوان مین تجھسے بہت خوش ہوا اگر تو نے مجھکو شرمندہ کیا خیر اپنا مطلب بیان کر تو کہنا کہ اے مرغ
خوش خبر ہمکو اُس جگہ پہونچا دے جو مقام طلسم کشا کا ہے وہ مرغ سفید اُڑ جائیگا اسی طرح تین مرتبہ آمد و رفت کریگا
چوتھے روز تجھکو لیے جائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا یعنی طلسم باطل ہو جائیگا بدیع الملک نے ہیکل کو
پہن لیا اور وہان سے روانہ ہوا تین شب و روز طی مراحل مین مصروف رہا چوتھے روز ایک قصر عالی شان دکھائی دیا تھوڑی
دیر کے بعد زیادہ تر قدم بڑھایا شہزادہ قریب اُس قصر بلند کے پہونچا اور برو قصر کے درخت سرو کو بھی پایا اپنے کو
اُسکی آڑ مین چھپایا اور اُس مرغ سفید کا منتظر رہا تین دن عرصہ تمام گذرا تھا کہ ہوا کا سناٹا معلوم ہوا معمولاً وہ
مرغ سفید آیا جسکا قد ہاتھی کے برابر تھا اور آتے ہی اُن درختان نارنج کو جڑ سے اُکھاڑنا شروع کیا حتیٰ کہ اُس
درخت سرو کی نوبت آئی جسکے تنہ کی آڑ مین شاہزادہ پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا چاہتا تھا کہ اُس درخت کو
مع بیخ زمین سے نکالے یکایک بدیع الملک درخت سرو کی آڑ سے اُس مرغ سفید کے روبرو آیا
اور بآواز بلند کہا السلام علیک اے مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی جونہی اُس مرغ سفید و فیل قامت
نے سلام کی آواز سنی اُسی لہجہ سے اُسنے بھی کہا وعلیک السلام اے شہریار فرخ فر تم نے مجھکو مشکور اور شرمندہ
احسان کیا اب جو کچھ ارشاد فرماؤ اُسکی تعمیل واجب جانون بدیع الملک نے کہا اے مرغ خوش خبر مجھکو مقام طلسم کشا مین
پہونچا دے مجھکو وہان جانے کی اشد ضرورت پیش ہے وہ مرغ سفید یا تو شہزادہ کے روبرو کہان متشکری
موجود تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا حکم ہے نام طلسم کشا سنتے ہی پھر نہ ٹھہرا فوراً پرواز کی اور وہان سے چلا گیا بدیع الملک کو
اُس مرغ عجیب الخلقت کے اس حرکت پر ہنسی آئی دل مین کہا سبحان اللہ الٰہی یہ جانور کہہ رہا تھا کہ جو حکم ہو اُسکو
بجا لاؤن طلسم کشا کا نام کیا لیا گویا کوئی کلمہ فحش زبان پر جاری کیا کہ جسکو نہ سن سکا غرض وہ دن وہین بسر کیا حالانکہ وہان کے
قیام سے طبیعت کارہ تھی مگر چارہ کیا تھا ہیکل سے ہدایت ہو چکی تھی دوسرے روز وہ مرغ سفید پھر آیا بدیع الملک
پھر اُسکے روبرو گیا اور کہا سلام علیک اے مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی اُسنے پھر مثل سابق کے جواب
سلام دیا اور کہا اے جوان تم نے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل مین لاؤن شاہزادہ نے پھر وہی درخواست
پیش کی کہ مجھکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دے وہ مرغ سفید پھر وہان سے غائب ہو گیا غرضکہ تین شب و روز
مین چند مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ شاہزادہ سے کہا مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ جب شاہزادہ نے کہا کہ مجھکو
مقام طلسم کشا مین پہونچا دے فوراً وہان سے روانہ ہو گیا چوتھے روز جب مرغ سفید آیا اور شہزادہ نے سلام کیا
اور اُسنے جواب سلام کے بعد کہا تمنے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا اے مرغ خوش خبر کیا خاک
حکم فرماؤن جب طلسم کشا کا ذکر آتا ہے تو یہان سے غائب ہو جاتا ہے اور ہر روز مجھسے یہی درخواست کرتا ہے کہ
کچھ حکم فرماؤ اب تو ہی بتا کہ کیا حکم فرماؤن میری سمجھ مین نہین آتا کہ تو از راہ مذاق کہتا ہے کہ شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ
یا در اصل تو کہتا ہے اگر در اصل کہتا ہے تو کیون نہین مجھکو مقام طلسم کشا مین۔ اگر اس مرتبہ بھی تو چلا گیا اور پھر
آ کے یہ کہیگا تو مین واقعی مذاق سمجھکے خاموش ہو رہونگا کچھ
مرغ سفید سنتا رہا اور بغور شاہزادہ کو دیکھتا رہا جب شاہزادہ ہلکے
آ گیا مسکرایا اور گردن جھکا کے کہا اے شہریار تمھاری خاطر مجھکو ہر طرح

مرغ سفید کی گردن پر سوار ہو گیا اُس مرغ فیل قامت نے وہان سے پرواز کی اور اُس مقام پر آیا جہان حمزہ ثانی
اور اُنکے تمام ہمراہی تاریخ چینی مین مصروف تھے یکایک حمزہ ثانی کی نظر اُس مرغ قوی الجثہ پر پڑی فی الجملہ دیکھا
شہزادہ بدیع الملک اُس مرغ کی گردن پر باطمینان تمام سوار ہے بہت تعجب ہوا پھر دل مین کہا اے حمزہ یہ جو اس
مرغ پر سوار ہے بدیع الملک نہوگا کوئی اہل طلسم ہوگا جو بدیع الملک کی صورت سے مشابہ ہے شاید
تمام رموز طلسم سے یہ بھی کوئی رمز ہوگا جب بدیع الملک نے حمزہ ثانی کو بکمال ادب و تعظیم تسلیم کی اُسوقت
حمزہ ثانی کو یقین ہوا کہ یہ کوئی جوان نہین ہے بدیع الملک ہی ہے کہا اے فرزند تم تو ہمارے پاس تھے اور تاریخ چینی
مین ہماری طرح مصروف تھے یکایک کہان غائب ہو گئے اور اسقدر عرصہ تک کہان کہان پھرے اور یہ کیا واقعہ
ہے جو تم اس جانور عجیب الخلقت پر سوار ہو بدیع الملک نے کہا اے جناب معظم و مکرم بندہ بھی
آپکے ساتھ تاریخ چینی مین مصروف تھا یکایک میرا دم گھبرایا اس خیال سے کہ آخر کبتک اسی مزدوری و
محنت مین زندگی بسر کرونگا ناچار آپ سب صاحبون کی نظر سے پوشیدہ ایک جانب روانہ ہو گیا تمام حال
بیان کرنے کی تو مجھکو فرصت نہین ہے صرف اسقدر عرض کیے دیتا ہون کہ انجام کار یہ سواری مجھکو میسر آ گئی ہے طلسم
کی کوشش مین جاتا ہون آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر کرین اور رخصت دین تاکہ مین منزل
مقصود کی راہ لون اگر زندہ رہونگا تو پھر کبھی آپکے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن و منور ہونگی حمزہ
ثانی نے کہا خیر اے فرزند جا خداوند عالم تجھکو تیرے مطالب پر جلد فائز کرے اور صحیح و سلامت بار دیگر ہم سے
ملا اسی طرح حمزہ ثانی کے تمام یاران ہمراہی نے بدیع الملک کے حق مین دعاے خیر کی لیکن رستم ثانی
دل مین کہہ رہا تھا کہ اے رستم بدیع الملک کے ہاتھ سے یہ طلسم محفوظ رہتا نہین معلوم ہوتا ضرور اس طلسم کو یہ شہزادہ
فتح کریگا اور ہم سب اسکے آزاد کردہ سمجھے جاوینگے اگر ایسا ہوا تو کبھی نہوا کہ ایسی تدبیر عمل مین لاوین کہ بدیع الملک
کی کوشش سے پیشتر ہمارے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہو جاے اسی طرح کے خیالات وسیع کرتے کرتے طبیعت مین
وحشت جو سمائی درختان تاریخ کو مع بیخ زمین سے کندہ کرنا شروع کر دیا حمزہ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کے دل مین
ہول سمایا سب رستم ثانی کے قریب آئے اور کہا اے رستم یہ معاملہ طلسم ہے یہان سے تو ہنوز جان سلامت لیجانا
دشوار ہے نہ یہ کہ بے سمجھے بوجھے کوئی حرکت عمل مین لانا یہ کیا غضب کرتے ہو کہ درختان تاریخ کو زمین سے مع بیخ
کندہ کر رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ درختان تاریخ عام قسم کے ہین ارے یہ زمین طلسم ہے یہان کا ایک ایک ذرہ رموز
طلسم سے مملو ہے اس حرکت سے باز آؤ ورنہ تمہارے ساتھ ہم سب بھی گرفتار بلا ہو جاوینگے اگر تم بدیع الملک کا
مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال تمہارا عبث ہے کیا تمہارے گوشش زد وہ خبرین نہین ہوئی ہین جو ازروے قواعد علم رمل
و ریاضت کی گئی ہین اے مرد خدا کار بوزینہ نیست نجاری رستم نے کہا اے شہریار عالی تبار یہ کار بوزینہ نیست نجاری کیسا کیا مین
بوزینہ ہون حمزہ ثانی نے کہا اے عزیز تمکو بوزینہ نہین کہتا ہون بلکہ مین نے ایک مثل کہی ہے جو قصہ تمہاری سماعت مین گذر
چکی ہے سب اس [illegible] مشتاق ہوے حمزہ ثانی نے کہا وہ بھی ایک [illegible] سے کوارہ [illegible]
[illegible] رہا تھا وہ نون نجاب [illegible] کرنے گئے [illegible] سے [illegible]
[illegible] بھول گیا وہ [illegible] شگاف [illegible] کہتا وہ [illegible]
[illegible] شگاف مین آدیزان تھا شگاف [illegible] کے ل جانے سے
اُن نجارون نے آ کے اس [illegible] بارا فی الحال [illegible]

تمھارے حال سے مطابق پاتا ہوں جو کام جس سے مخصوص ہو اُسی سے خوب انجام پاتا ہی رستم ثانی نے اس بات کا
مطلق جواب نہ دیا دل میں کہتا تھا کہ اگرچہ بدیع الملک ہم سے علیحدہ جا کے مرغ سفید پر سوار ہو کے ہمارے
دکھانے کو آیا لیکن ہم بھی اپنی کوشش سے باز نہ آوینگے اور اُسے بدستور درختان تارنج کو زمین سے کندہ کرنے میں
مصروف رہا ناگاہ ایک درخت تارنج کو جو زمین سے کندہ کیا وہیں نقب نمودار ہوا رستم ثانی نے خوش ہو کے اور
زیادہ زمین کو کھودا پھر تو بخوبی نقب کا دروازہ ظاہر ہوا رستم بلا تکلف اُس نقب میں داخل ہوا حمزۂ ثانی
وغیرہ منع کرتے رہے کہ ای رستم یہ تو کیا کرتا ہی دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا ہی نہیں معلوم یہ نقب کسی کی
اور تو کس بلا میں مبتلا ہو جاے رستم ثانی نے کچھ خیال نکیا نقب میں داخل ہو کے غائب ہو گیا جب انتہاے نقب پر
پہونچا دیکھا ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور اُس تہ خانہ میں کسی آدمی کا گذر معلوم ہوتا ہی وہیں ٹھہرا اور بغور دیکھنا شروع کیا کہ کیا
واقعہ ہی کچھ پتا نہ معلوم ہوا اور آگے بڑھا دیکھا ایک شخص نہایت وجیہ و شکیل مسلسل بطوق و زنجیر ہی رستم ثانی
روبرو اُسکے گیا اور کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح مقام تاریک میں مقید ہی اور کس جرم میں یہ سزا تجھے دی گئی ہی
اُسنے نفس سرد بھر کے کہا ای شخص میں تیرا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ تو نے اسقدر جد و جہد کر کے اپنے کو یہاں تک
پہونچایا اور میرا ستفسار حال کیا ورنہ کون کسکی خبر لیتا ہی آگاہ ہو کہ میں قوم جنات کا بادشاہ ہوں میرا نام حبر سیہ جنی ہی
ای جوان تو بتا کہ کون ہی اور کیونکر اس مقام مخدوش میں وارد ہوا رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ میں نبیرۂ زلزلۂ
قاف اور سلیمان کوہ ہوں چاہتا ہوں کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہو حبر سیہ جنی نے کہا زہے جرات
و خہے شجاعت کہ تو اس طلسم کے واسطے مستعد ہوا ضرور اس طلسم کو فتح کر ای شہریار تو مجھکو اس قید و بند سے رہا کر دے
میں تجھکو کوہ قاف میں لیجاؤنگا اور وہاں پہونچکے اپنے تمام لشکر کو فراہم کرونگا پھر مع لشکر یہاں آؤنگا اور
فتح طلسم میں تیرا معین ہونگا رستم ثانی نے اُسکے وعدہ کو قبول کر لیا اور قید و بند سے اُسے رہا کر دیا حبر سیہ جنی اُس
قید سے رہا ہوتے ہی فوراً پریزاد کی صورت ہو گیا اور رستم ثانی کے قریب آکے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جا میں
تمکو لیجانا چاہتا ہوں رستم نے کہا میں بخوبی ہوشیار ہوں جہاں چاہو لے چلو حبر سیہ جنی رستم کے کمر بند میں
ہاتھ ڈالکے اُٹھا لے چلا اور اُس طرف سے گذرا جس طرف حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی تارنج چننے میں مصروف تھے
رستم ثانی نے بآواز بلند کہا ای شہریار بلند مرتبت آگاہ ہو کہ مجھکو حبر سیہ جنی کوہ قاف کی طرف لیے جاتا ہی
کہاں ہیں بدیع الملک کہ وہ مرغ سفید کی سواری پر بڑا فخر کرتے تھے بندہ بھی ایک بادشاہ جنات پر سوار ہی
اور اُسکی رائے کے موافق کوہ قاف کو جاتا ہوں جس وقت کوہ قاف سے مراجعت کر کے یہاں پہونچونگا بس تم
یقین کر لینا کہ اب طلسم مرتب نہیں رہسکتا ضرور اسکی مدت العمر تمام ہو گئی اور بدیع الملک سے ملاقات
ہو تو میرا حال ضرور اُس شہزادہ کے روبرو بیان ہونے کے قابل ہی اس تقریر کے بعد دفعتاً رستم ثانی غائب
ہو گیا سبکو حیرت تھی کہ یہ کیا واقعہ ہی قواعد علم رمل وغیرہ سے تو یہ دریافت ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم شاہزادہ بدیع الملک ہی
رستم کو یہ طاقت کیونکر میسر آگئی کہ بادشاہ جنات اُسکو کوہ قاف لے گیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک کا حال سنیے
کہ وہ مرغ سفید خوش خبر کی گردن پر سوار چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک سرزمین پر وا[illegible] الکل سیاہ تھی شاہزادہ کو
اُس زمین کی سیاہی سے تعجب ہوا پوچھا ای مرغ خوش خبر یہ کون مقام
اس رنگ کی زمین نہیں دیکھی مرغ خوش خبر نے کہا اس مقام کا نام
قیام کریں اس زمین کا رنگ بخوبی دیکھ لوں وہ مرغ عجیب الخلقت

اور کہا عجب وہ مرغ شہزادہ کو لیکے پھر جانب ہوا روانہ ہوا اور تیز اخیز چلا جاتا تھا درمیان راہ مین پھر ایک
زمین پر اُترا اور کہا ای شہزادہ بلند مرتبت کچھ تمکو معلوم ہی کہ اب تم کہان وارد ہو بدیع الملک نے اپنی لاعلمی
ظاہر کی مرغ خوش حرف نے کہا آگاہ ہو کہ یہ دیار مشرق ہی بیابان فیلان جہان کی زمین تمنے سیاہ دیکھی تھی
وہ یہان سے ایک سال کی راہ ہی اور طلسم سے بیابان فیلان ایک سال کی راہ ہی اس حساب سے
اب طلسم یہان سے دو برس کی راہ ہی جو اسقدر جلد طی ہو گئی غرضکہ اسی طرح بعجلت تمام وہ مرغ سفید
شاہزادہ بدیع الملک کو لیے چلا جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ مرغ سفید شاہزادہ کو طلسم سے بارہ سال
کی راہ لیگیا پھر ایک مقام پر پہونچ کے بدیع الملک مرغ سفید سے اُس مقام کا نام و نشان پوچھتا
وہ مرغ بالتصریح بیان کرتا تھا یہان تک کہ ایک جزیرہ مین گذر ہوا شہزادہ نے دیکھا کہ وہ جزیرہ نہایت
سرسبز و شاداب ہی ہر طرف نہرین جاری ذرہ ذرہ مین یاد بہاری ساری طرح طرح کے جانوران خوشرنگ
و خوش آواز درختون پر بیٹھے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور طرفہ تر یہ کہ بیشتر جانور انھین درختون پر بیٹھے
ہوکے باہم انسان کی طرح گفتگو کرتے تھے جب اُن جانوران عجیب الخلقت نے بدیع الملک کو دیکھا
کہ مرغ سفید کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بہت متعجب ہوے اور آپس مین ایک نے دوسرے سے
کہا ای فلان آج اس مرغ سفید کو کیا ہو گیا ہی کہ باوجودیکہ نہایت احتیاط سے اس آدم زاد کو اپنی
گردن پر سوار کر کے یہان لایا ہی دوسرے نے کہا ای فلان تم پوچھو اول نے باآواز بلند کہا ای مرغ
کیون اس جوان آدم زاد کو یہان لایا ہی مرغ خوشنہر نے جواب دیا کہ برادر مین ہرگز اس جوان کو یہان
مین کبھی نہ لاتا مگر اس وجہ سے مجبور ہو گیا کہ تین روز تک لیدر [illegible] اس جوان نے تقاضا کیا اس
عرصہ مین ہر چند مین نے طرح دی مگر اسنے نہ مانا مجبور ہو کر اسکو یہان لایا ہون بعد ازان اس مرغ
خوشنہر نے شہزادہ بدیع الملک کو اس مقام پر اپنی گردن سے اُتار دیا اور کہا شہزادہ بس یہان تک
میرے اختیار مین تیرا لانا تھا اب مین مجبور ہون ممکن نہین کہ ایک قدم بھی یہان سے آگے بڑھ سکون
بدیع الملک نے بکمال سماجت کہا ای طائر مہربان مین تیرا بکمال درجہ ممنون ہون کہ تو نے
محنت گوارا کر کے مجکو یہان تک پہونچایا مگر اب یہ بھی بتا کہ تو آگے بڑھنے سے کیون عاجز ہی اور مین یہان
مقیم رہ کے بیچارہ ہوا جاتا ہون کوئی تو ایسی تدبیر بتا کہ مین اپنے مطلب پر فائز ہو سکون
وہ مرغ سفید تادیر کچھ سوچتا رہا آخر اپنے پرون مین سے ایک پر شہزادہ کو دیا اور کہا اس
پر کو بحفاظت اپنے پاس رکھو کسی شدید ضرورت کیوقت مین اگر میری ضرورت ہو اس پر کو آگ پر رکھنا فوراً حاضر
خدمت ہو جاؤنگا یہ کہا اور وہانسے چلا گیا بدیع الملک مجبور اُس جزیرہ مین ایک جانب روانہ ہوا تیز اخیز چلا جاتا
تھا دور سے ایک منارہ بلند دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہان یہ منارہ کیسا ہی قریب پہونچا معلوم ہوا وہ منارہ
نہین ہی دیو ہی جس کا رنگ زعفران سرخ کے مانند ہی اُس دیو نے شہزادہ کو دیکھ کر کہا ای آدمی تو بہت اچھے
وقت آ [illegible] یا فکر کر رہا تھا کہ زخمون کے مندمل ہونے کی کیا تدبیر کرون تو میرے
[illegible] ا ہو جاؤن شہزادہ نے کہا تو مجکو نہین کہا سکتا اُس دیو نے کہا کیون
[illegible] قاف اور سلیمان کو جکڑ [illegible] ن اُس دیو نے کہا ای جوان آدم زاد
[illegible] و مشقت گوارا کر کے یہان آیا شہزادہ نے کہا ای دیو [illegible]

میں اس مقام محنت انجام میں نہ آتا مگر طلسم کشا کی ضرورت نے مجکو مجبور کیا اور بہترا تمام بدن زخمی کیون ہی دیو طوب رو رہا
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی یہ حال میرا عشق و محبت کے ہاتھ سے ہوا ہی شہزادہ سمجھا کہ عشق و محبت کسی نازنین
سینہ کا نام ہی جسپر یہ دیو عاشق ہوگیا ہی اور اسکے سبب سے اسکا یہ حال ہوا اور اس دیو سے کہا آخر وہ معشوق
و محبت کہان ہی دیو نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ اس دریا سے ایک جانور نکلتا ہی جسکا سر شیر کے سر کے مثل ہی اور جسم
گاے کے مشابہ اور پانوں اژدہے کے پانو کے مشابہ اور ریش آدمی کی ریش کے مشابہ ہی اس جانور کے پاس ایک گوہر
ہی جسکی صورت آدمی کی صورت کے مشابہ ہی بلکہ بالکل آدمی ہی کا چہرہ کہنا چاہیے اور آدمی بھی وہ جو حسن و جمال میں یکتا ہو میں
اُسکے سر پر ہزار جان و دل فریفتہ ہون اُسکی مفارقت میں کسی پہلو قرار نہیں آتا کیا کرون کیونکہ میرا مطلوب مجھ تک
پہونچے کوئی ایسا حامی و مددگار میرا نہیں ہی جو اسوقت عاجزی میں میری حمایت کرے وہ جانور عجیب الخلقت ہی شب کو
دریا سے نکلکر اس جزیرہ میں آتا ہی اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیتا ہی جس سے تمام جزیرہ روشن ہوجاتا ہی
اور خود تمام جزیرہ میں چرتا پھرتا ہی چونکہ میں اُس گوہر پر عاشق ہون چاہتا ہون کہ اُس گوہر کو اٹھا لیجاؤن جو وہ جانور دیکھتا
دور سے میرے قریب آتا ہی اور مجھپر حملہ کرتا ہی یہانتک مجکو زخمی کرتا ہی کہ میں بیہوش ہوکے گر پڑتا ہون اور وہ اُس گوہر کو لیکے دریا میں
چلا جاتا ہی جبتک بیہوش رہتا ہون مجکو کچھ خبر نہیں رہتی جب ہوش آتا ہی اسوقت مجکو معلوم ہوتا ہی کہ اس جانور نے مجکو اسقدر زخمی کیا
جیسا کہ تو مجکو اسوقت دیکھ رہا ہی میں نے سنا ہی کہ آدمی کا گوشت کھانے سے زخم بہت جلد مندمل ہوجاتا ہی اسلئے مجکو دیکھکے
میں خوش ہوا اور تیرے کھانے کا ارادہ کیا مگر تو یہ عذر کرتا ہی کہ میں نبیرہ زنگلہ قاف اور سلیمان ثانی ہون میں نبیرہ زنگلہ
قاف اور سلیمان کو جانتا مجکو اسیوقت معلوم ہوگا کہ تجھے ایسے مرتبہ کے لایق کچھ کام ظاہر ہون صرف زبان سے کہدینا کافی نہیں ہو سکتا
شاہزادہ نے کہا وہ کونسا اہم کام ہی جسکو تو اس مرتبہ کے لایق سمجھتا ہی اُس دیو نے کہا ایک یہی کام ہی کہ وہ جانور دریائی ہلاک
ہوجاے اور وہ گوہر مجکو ملجاوے ورنہ میرا دوسرا ارادہ ہی جو میں نے پہلے ظاہر کیا تھا شاہزادہ نے کہا ای دیو اگر اس مرتبہ کا یقین اسی
شرط پر موقوف ہی تو میں موجود ہون مگر اس مہم کے سر کرنے کا عوض کیا ہے دیو نے کہا جو کچھ کہ شاہزادہ نے کہا میں وعدہ کرتا ہون
کہ انشاء اللہ الرحمن اُس جانور کو ہلاک کرونگا اور اُس گوہر کو تجھے دونگا اسکے عوض میں تو مجکو مقام طلسم کشا میں پہونچادے دیو نے کہا ای آدمزاد
تو یقین سمجھ لے کہ اگر وہ گوہر مجکو ملجاویگا اور وہ جانور ہلاک ہوجاویگا کیونکہ جانور کے زندہ رہنے میں خدشہ ہی میں ضرور تجکو مقام طلسم کشا میں
پہونچا دونگا اور مقام طلسم کشا پر کچھ موقوف نہیں ہی جہان کہدیگا وہان پہونچا دونگا شاہزادہ نہایت خوش ہوا اور اُسی مقام میں چھپ کر
رہا یہانتک کہ رات ہوگئی تاریکی شب میں دیکھا کہ وہ جانور دریائی دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ اُس گوہر شب چراغ کی روشنی
سے تمام میدان میں گویا دن ہوگیا پہلے وہ جانور ہر چہار جانب نگران ہوا بعدہ اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیا اور خود مشغول چرا
ہوا دیو نے کہا شہزادہ دیکھ میں اسی گوہر تابان پر عاشق ہون جب یہ جانور اسیطرح یہان آتا ہی اور اُس گوہر کو اسیطرح بلندی پر رکھکے
مشغول چرا ہوتا ہی اور میرا کچھ بس نہیں چلتا کہ اس گوہر کو لے لون شہزادہ نے کہا ای دیو آخر یہ جانور کس طرح حملہ آور ہوتا ہی دیو نے کہا بالکل
ہلکر حملہ کرتا ہی شاہزادہ نے کہا خیر دیدہ شود چہ پیش شود اور اُس گوہر تابان کیطرف روانہ ہوا اُس جانور نے جو دیکھا کہ ایک آدمی گوہر کی جانب
جاتا ہی ہنوز شہزادہ اُس گوہر تک پہونچنے نہیں پایا تھا کہ شاہزادہ کا سدراہ ہوا شاہزادہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی وہ جانور
بھی اُسی جگہ ٹھہر گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ گوہر کے لینے کا مانع ہی شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اس وقت اس جانور نے
شاہزادہ کے قریب آکے پشت شاہزادہ کیجانب پھیر کے دولتی اچھالی شاہزادہ نے سپر پر روکا اسپر اُس جانور عجیب الخلقت نے
وہ سر کی حقیقت اُسکا وار کیا شہزادہ نے پھر سپر پر ضرب لگاکے دفع کیا اور اُسی وقت
اور ترچھ دینا شروع کیا ہرچند وہ جانور تڑپا اور چاہا کہ رہا ہوجاؤن مگر اُس ہمت ...

جسکے صدمہ سے تمام استخوان سرمہ سا ہوگئے اور اسیوقت بیجان ہوگیا شہزادہ نے اسکو اسی جگہ چھوڑا اور اُس گوہر تابان کی
جانب متوجہ ہوا اُس دیو نے بآواز بلند کہا ای آدمزاد خبردار تو اُس گوہر کے پاس نہ جانا اور ہرگز ہاتھ نہ لگانا مین اوٹھا لے
لیتا ہون شہزادہ نے متعجب ہوکے اُس دیو کی صورت دیکھی اور کہا او بے ایمان تیرے ہی واسطے مین نے یہ کوشش
کی اُس کوشش کا یہی عوض ہے کہ تو مجھے ایسا بدگمان ہے تو ٹھہر کہ مین دیکھون یہ کیا شی ہے اُسنے کہا شہریار مین بدگمان
نہین ہون بلکہ جب تو نے میرے واسطے کوشش کی ہے تو مین چاہتا ہون کہ مین ہی پہلے اپنے مطلوب کو ہاتھ مین لون شاہزادہ
نے مطلق اُسکے کہنے کیجانب اعتنا نہ کی اور جاتے ہی وہ گوہر آبدار اُٹھا لیا دیکھا کہ واقعی گویا آدمیزاد کو گوہر آبدار
تراشا ہے آخر وہ دیو دوان دوان شاہزادہ کے قریب آپہنچا اور کہا اے شہریار لاؤ میری امانت میرے حوالہ کرو
مین اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون شاہزادہ نے کہا او کمبخت تو اسقدر بیتاب کیون ہوا جاتا ہے کیا مین لے
کہا لونگا یا تجھکو نہ دونگا اُسنے بہزار عاجزی شاہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار یہ برا ماننے کی بات نہین ہے مین
مدت سے اسکی جستجو و تلاش مین سرگردان ہون پھر تم ہی سمجھو کہ کوئی کسی شی کی تلاش مین ایسا سرگردان ہوگا اور طرح طرح کی
اذیت کا متحمل ہوچکا ہوگا اگر وہ شی اُس تک پہنچ جائیگی تو کیسا بیتاب ہوکے اسکو لیگا اور وہ کس طرح چاہیگا کہ وہ شی ایک لحظہ بھی
کسی دوسرے کے قبضہ مین رہے شاہزادہ نے استغفر اللہ کہکے وہ گوہر تابان اس دیو کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا
لے اسے اپنے پیٹ مین رکھ لے ایسا نہو اس مین ہوا لگ جاوے دیو ناریجات نے وہ گوہر خوش ہوکے شاہزادہ کے
ہاتھ سے لے لیا اور فوراً چلتا ہوا شاہزادہ نے کہا او کمبخت یہ کیا حرکت ہے کہ گوہر لیکے چلا جاتا ہے تو بڑا دغاباز معلوم
ہوتا ہے اسی واسطے تو مجھے مانگتا تھا اگر مین نہ دیتا پس تو کیا کرتا اور اب بھی ممکن ہے کہ تجھ سے یہ گوہر چھین لون کچھ یاد ہے
کہ تو نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا دیو ناریجات نے مطلق جواب نہ دیا اور وہان سے چلا گیا شاہزادہ نے اُسکی اس بیوفائی
پر ہزار ہزار نفرین کی اور کہا نیکی کا زمانہ نہین ہے ہرگز کسی سے نیکی نہ کرنا چاہیے پھر ہوکے بعد دیو ناریجات پھر آیا اور
وہ گوہر شاہزادہ کو دیدیا اور کہا شہریار میری مراد صرف اسی قدر تھی کہ کسی طرح یہ گوہر تجھکو دستیاب ہو تا کہ
تو مین اُسکے منہ پر منہ رکھون دو چار بوسہ لب و رخسار کے لون عجلت کی یہی وجہ تھی تم نہین معلوم کہ تجھے خفا کیا
سمجھے جو بد دل ہوکے وہ گوہر تجکو دیا اب تمہاری وجہ سے میری مراد حاصل ہوگئی یہ گوہر موجود ہے اپنے پاس رکھو اور مجکو
جو کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل مین لاؤن شہزادہ نے بار دیگر اُس گوہر کو غور سے دیکھکے جیب مین رکھ لیا اور دیو سے کہا میرا
یہی حکم ہے کہ مجکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دے جس سے جو کچھ وعدہ کرے اسکا وفا کرنا پر فرض ہے بیوفائی عورتون کا کام
ہے وعدہ وفا کرنا مردون کا دستور ہے + سپر بار که یار نیست دشمن به ازو + هر تیغ که تیز نیست سوزن به ازو + شرط است
مرد هر چه گوید بکند + هر مرد که گوید نه کند زن به ازو است + دیو نے کہا پھر مجکو کب انکار ہے چلو پہنچاؤن لیکن خیال
رہے کہ مقام مخدوش کی فرائش ہے جو کچھ صدمہ پہونچے مجھسے شکایت نہ کرنا اپنی فرائش کا ہر وقت خیال رکھنا
اور میرے اسوقت کے کہنے کو فراموش نہ کرنا شاہزادہ نے کہا اے ناریجات دنیا مین بجز زحمت و تکلیف کے کیا ہے
خداوند عالم کی حمایت [illegible] ذرا عجب ہے اگر وہ عز اسمہ میری وہان بھی مدد و حمایت کرے دیو نے کہا تم جانو
او [illegible] مقام کی سیر دکھاتا اور کیفیت بیان کرتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک مقام
[illegible] ہوا تھا درمیان صفہ سپید کنا [illegible] سیاہ چارون گوشون پر چار گلدستہ
[illegible] سایہ کیے ہوئے بالائے گنبد ایکدرخت سرو نہایت سبز و شاداب
[illegible] درخت سرو پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا اُسکی منقار [illegible]

ایک نارنج ہی دیو نارنجات نے شہزادہ کو وہان مقیم کیا اور کہا شہریار بہارستے حکم کے موافق ہر آفتون سے
بچا کر بسہولیت تمام مین نے منزل مقصود پر پہونچا دیا شہزادہ نے کہا ای نارنجات مجکو کیا معلوم کہ یہ کون مقام ہی
کچھ بیان تو کر دیو نے کہا وہ دیکھو گنبد پر درخت سرو ہی اور اُس درخت پر طاؤس ہی جسکی منقار مین نارنج ہوبہو
یہی نارنج طلسم کشا ہی بجز اس حال کے بیان کر دینے کے اور کسی طرح کی قدرت مجھمین نہین ہی ورنہ تم جیسے
محسن ہو ضرور مین تمہاری حمایت کرتا اور بھی جو کام میرے کرنے کا ہی اُسمین ہرگز کمی نہین کرونگا ہان اگر تمہین
طاقت ہو تو اُس نارنج طلسم کشا کو اُس طاؤس کی منقار سے لو اور طلسم کو فتح کرو شاہزادہ نے دیکھا کہ ہزارہا
پتھر کے آدمی اُس صفحہ پر پڑے ہوے ہین بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی اور اب یہان کیا کرنا چاہیے دفعتا خیال
آیا کہ ہیکل کو دیکھنا چاہیے چنانچہ ہیکل کو نکالا اور اُس لعل کیطرف نظر کی لکھا تھا کہ ای جوان جس وقت تو گنبد اور
درخت سرو کے قریب پہونچے اُس درخت کی جانب راست ایک کنیر کا درخت ہوگا اُسمین سے ایک باریک
ٹہنی کاٹنا مگر بالائی حصہ اُس ٹہنی کا دوشاخہ ہو اُس ٹہنی کو مثل تیر کے درست کرنا اُس تیر دوشاخہ پر یہ اسم
پڑھنا پھر اُس تیر دوزبان کو طاؤس کی دونون آنکھون پر مار کے قدرت خدا کا تماشا دیکھنا فقط شاہزادہ
تا اُسی کر کے اُسی درخت کنیر کے قریب گیا باریک ٹہنی کاٹی تیر دوزبانہ تیار کیا اُس پر وہ اسم پڑھا طاؤس
کے سامنے آیا اور نشانہ تاک کے وہ تیر دوزبان طاؤس پر مارا جس سے طاؤس کی دونون آنکھین نکل پڑین
فوراً وہ نارنج اُسکی منقار سے زمین پر گرا اگرچہ اُس نارنج کے زمین پر گرنے کی بالکل آواز نہ معلوم ہوئی مگر ہان
اُسی وقت علیحدہ آواز تڑاقے کی محسوس ہوئی سامنے سیاہی دکھائی دی ہوا سے تند کا جھونکا چلا مگر وہ
سیاہی اسی طرف بڑھتی معلوم ہوئی اب تو عقل نے گھبرا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی پھر ہیکل کے لعل کی نظر کی مگر نا
سطح کو بخوبی دیکھا بھی نہ تھا کہ وہ تاریکی قریب آ گئی شہزادہ نے اس خیال سے کہ نہین معلوم اس تاریکی مین
کیا سانحہ رو بکار ہو ہیکل کو پھر جیب مین رکھ لیا وہ تاریکی ایسی محیط ہوئی کہ جس طرف نگاہ کی کچھ محسوس نہوا یہ
لیکن کہ پھر جہ باداباد اُسی جگہ مقیم رہا جب ارادہ کیا کہ اُس تاریکی مین گرتا پڑتا اُس نارنج تک پہونچون اور نارنج طلسم کشا کو
قبضہ مین لاؤن مگر پھر خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہی تاریکی مین اندھون کی طرح پھرون نہین معلوم کیا ہو اور کس جگہ پہونچون
کس خرابی مین مبتلا ہو جاؤن بہتر یہی ہی کہ یہین مقیم رہون حتی کہ وہ تاریکی کم ہونا شروع ہوئی اور کچھ کچھ نظر آنے لگا
اب جو نارنج کی طرف دیکھا اُس نارنج طلسم کشا کے قریب ایک دیو قوی ہیکل بیٹھا ہی جس کا سر ہاتھی کا ہی اور علاوہ خرطوم کے
اُسکی سر کے بالائی حصہ پر ایک نوجوان آدمی کا چہرہ نکلا ہوا ہی جسکی سیاہ ڈاڑھی ہی بالہر ایک وجیہ کے ہی اور
مونچھین بھی بہت بڑی ہین شاہزادہ نے اُسکی صورت دیکھکے کہا الہم احفظنا دیکھیے ایسکے قبضہ سے کب اور کس طرح
نجات ملتی ہی اُس دیو نے پہلے خرطوم کو اپنی ڈاڑھی پر پھیرا بعدہ بکمال سہولت کہا ای جوان آدمزاد تو با وجود
اپنے ضعیف الجثہ ہونے کے بڑا جری ہی کہ یہان تک شیشہ کو پہونچا یا اور اس نارنج کو قبضہ مین لانے کی تدبیر پیدا کر لی مگر
تو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ مین بہت بڑا محافظ اُس نارنج کا مقرر ہون ازبسکہ تجھین کیچھ ذی ہمتا ہت بہری ہی
اسی لحاظ سے تجکو آگاہ کرتا ہون کہ اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس امر محال سے باز آ اور جسطرف سے آیا ہی اُسطرف واپس جا ورنہ نارنج لینے کا تو کیا ذکر ہی
زندہ نہ بچیگا اور اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ جو کوئی کسی امر کے انجام کی ارادہ کرتا ہی وہ پہلے
ہی تیاری کیا سمجھ کے یہان آیا اور اُس نارنج کو طاؤس کی منقار سے گرا دیا شاہزادہ نے
کہا ہوگے ہون کہ جب تک اُس نارنج کو نہ لیلونگا یہان سے واپس

پھر نارنج تو موجود ہی اگر [illegible] سکتا ہی تو یے شاہزادہ تلوار کو بلند کیے ہوے قریب اُس دیو کے گیا اور چاہتا تھا
کہ نارنج کو اُٹھا لے اُس دیو نے خرطوم سے شاہزادہ کو پسپا کر دیا شہزادہ نے غضب آلود ہو کے
شمشیر آبدار کا وار اُس کے خرطوم پر کیا یہ معلوم ہوا کہ تلوار پتھر پر پڑی دیو کو شمہ گزند نہ پہونچا اتو شاہزادہ
کے حواس باختہ ہوے اُس دیو نے بہ آواز بلند کہا اے آدم زاد بس ہے چکا اس نارنج کو اب بھی اس ارادہ
سے باز آورنہ مفت ہلاک ہو جائیگا اور اے جوان آدم زاد یہ بھی بخوبی یاد رکھ کہ مین ہرگز تجھ سے چھپانہین کرونگا ہمیشہ
تجھکو نارنج بھی نہین لینے دونگا شہزادہ نے بعد غور و فکر بسیار پھر سے ہیکل کو جیب سے نکالا اسمین لعل ہو نگاہ کی لکھا تھا
کہ اے جوان فیلان تیرا سد راہ ہوگا ہر چند کہ فیلان سے تجھکو کسی طرح سے گزند نہین پہونچیگا تا ہم نارنج طلسم کشا کو
تیرے ہاتھ مین نہین آنے دیگا اور اُسپر تیرا کوئی حربہ بھی کارگر نہوگا ہان اُسے تیر دو زبان کی شست و ضرب ہون سے
اُسکا کام تمام ہو سکتا ہی شاہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اور تیر دو زبان کو جو نارنج سے علیحدہ پڑا تھا وہان
جا کے اُٹھا لیا اور فیلان کے قریب جا کے اسکے جسم پر دو ہی ضربین لگا تا فوراً کئین ہر ضرب مین اُسکا گوشت
روئی کی طرح اُڑتا جاتا تھا کہ تھوڑے ہی دیر مین فنا ہو گیا شہزادہ نے دوڑ کے اس نارنج کو اُٹھا لیا اور بہ حفاظت
تمام اپنی جیب مین رکھ لیا اُس طرف وہ تمام مردمان سنگین اپنی اصلی صورت پر آ گئے کسی نے بہ آواز بلند کہا اے جوان
تو ہمیشہ زندگی بعیش و راحت بسر کرے کہ تو نے ہماری جان بخشی کی ورنہ ہم ہمیشہ بے حس و حرکت رہتے کسی نے
کہا اے جوان تیرا اقبال روز افزون ہو کہ تو ہماری گلو خلاصی کا باعث اس وقت مین ہوا جبکہ کسیکو ہمارے [illegible]
کی خبر نہ تھی اور آج تک کوئی ہماری فریاد رسی کو نہ پہونچا اسی طرح سب نے شاہزادہ کو دعائین دین اور احسان کا شکریہ
ادا کیا شہزادہ نے کہا تم سب کون ہو اُنہون نے کہا اے ہمارے محسن ہم سب سلاطین کوہ قاف ہین اب ہم
اپنی دار السلطنت مین جا کے اپنی فوج جمع کرینگے جسوقت صنعان شاہ سے ہنگامہ حرب و ضرب گرم ہوگا
ہم سب تیری مدد کرینگے یہ کہا اور وہ سب اپنی اپنی دار الحکومت کی جانب وہان سے روانہ ہوگئے یہان شاہزادہ
کی خدمت مین دیو نارنجات آیا اور کہا کیا حکم ہی شاہزادہ نے کہا حکم یہ ہی کہ کہین سے تھوڑی آگ لاؤ دیو
نارنجات آگ لایا شہزادہ نے بال مرغ خوش نجر کو آگ پر رکھا جونہی سرکا دھوان اُٹھا فوراً مرغ خوش نجر موجود
ہوا اور عرض کی اے شہریار والاتبار کیا حکم ہی شہزادہ نے کہا اے مرغ خوش نجر بحمد اللہ یہان کا قصہ تو پاک ہوا اور نارنج
طلسم کشا بھی ہاتھ آ گیا چنانچہ میرے پاس موجود ہی اب یہان سے چلنا چاہیے مرغ خوش نجر نے اُس عالی جاہ کو
اپنی گردن پر سوار کیا اور دیو نارنجات وہان سے جانب طلسمات روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو مرغ خوش نجر کی گردن پر سوار جانب طلسمات روان رکھا جاتا ہے
اور اُس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی جہان حمزہ ثانی وغیرہ نارنج جاننے مین مصروف ہین

کسی طرح سے کھلا نہ عقدہ بہت ہین دلتنگ اس جہان
خود ہستی [illegible] آرام [illegible] [illegible] سب و سے
[illegible]
[illegible] کو راہی
[illegible] کا [illegible]
[illegible]
[illegible]

کوئی بتا دے وہان کا رستہ جہانکہ اُسنے ہین ہم جہان سے
نکل کئی جان جسکے تن سے نکالتے ہین آسکے مکان سے
کوئی یہ بولا کہ ایک بیکس غریب چھوٹا ہی کاروان سے
ترسے ہی جانب ہوا نرخ اُسکا چلا ہی جو تیر اس کمان سے
ہمارا قصہ کبھی دو دست [illegible] نہین کی محنتون کی داستان سے
نکلئے [illegible] شعلہ خو کا نجانا آ کہا [illegible] ہمارا ان سے

کون جو حق حق مری زبان کو نہیں تاب ہی یارا بیان کا ہمدمی زمین کو ہے صنم کا رتبہ کہین ہے وہ چند آسمان سے

راویان روایات عجیب و محرران مضامین غریب اس حال محنت اشتمال کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ حمزہ ثانی تاریخ چینی مین مصروف تھے کہ چند حبشی اہل طلسم سے وہان آئے اور غضب آلود آواز سے کہا ای حمزہ سر و تمہارا کام تاریخ چینی تھا یہ درخت کیون زمین سے علیحدہ کیے ہین خیر ٹھہرو کہ اسی طرح تمہارے سرون کو تن سے جدا کرون حمزہ ثانی نے کہا بھائیو یہ درخت ہمنے نہین زمین سے علیحدہ کیے تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تاریخ چینی مین مصروف ہین ان زنگیان طلسمی نے کہا آخر وہ کون بیہودہ تھا جسنے حرکت بیہودہ کی اُسکو ہمارے سامنے لاؤ معقول عذر دین حمزہ ثانی نے کہا بھائیو جسنے یہ درخت کندہ کیے ہین اُسنے حرمیہ چینی کو رہا کیا اور اب کوہ قاف کی طرف گیا ہوا ہی ان حبشیون نے کہا یہ سب تمہارا حیلہ حوالہ ہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ تمہاری ہی شرارت ہی اور حمزہ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کو بستہ کرکے قید کیا ہر چند سب نے عذر کیا کہ یہ حرکت ہماری ہرگز نہ تھی ہمکو بیکار بستہ و گرفتار کرلیا ہی ان زنگیون نے مطلق نہ سنا یہی کہا کہ اگر تمہاری حرکت نہ تھی تو اُس قمر سیر کو ہمارے روبرو حاضر کرو اس حیلہ سے تمہاری رہائی نہین ہو سکتی راوی کہتا ہی کہ اُس طرف شہزادہ بدیع الملک کو وہ مرغ خوش نغمہ طلسمات مین لایا اور بوٹا برنجات بھی ہمراہ تھا شہزادہ نے دیکھا ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب نہرین ہر طرف جاری ذرہ ذرہ

عین ترو تازگی سارے سو
سرسبز پادر کنار بسیار
دل لالہ از عشق خود داغدار
بہم سرایان دل غنچہ سیر

بگلزار ازان فکندہ محنت نشبا
در جام جمشید از عنبر شش
معطر مشام از نسیم سمن
چشمک زنی نرگس پرخمار

نہ سنجیدہ در لوستان گل ازلنسا
ز ترچہ خورشید شیلو فرش
سوطعت ز ریحان نسیم ختن
نظر کردہ نرگس مست یار

صبا مست افتادہ در سبزہ زار
ز ہر برگ آثار حسن آشکار
ریاحین ز شبنم عرق ریز بدر
ز ہر سو برآوردہ مرجان خروش

زجام گل الستین مست جوش ؞ اُس باغ ہمیشہ بہار مین بہ نسبت اور درختان گل و ثمر کے درختان نارنج بکثرت تھے یکایک آواز طراق طراق پیدا ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے ہر چہار جانب باغ مین دیکھا اُس آواز کی تو کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی البتہ ایک جانب دیکھا کہ ایک نقابدار بلباس طلا کار چلا آتا ہی اور آتے ہی اُسنے درختون کو زمین سے کندہ کرنا شروع کیا شہزادہ تا دیر اس تماشے کو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ نقابدار شہزادہ کے قریب پہونچا بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ کیا کرتا ہی کہ ان درختان طلسمی کو زمین سے کندہ کر رہا ہی اگر طلسم کشا کو تو پیچھے پاس رکھتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین شوق سے اُن درختان نارنج کو کندہ کر کے طلسم کو فتح کر اگر طلسم کشا نہین ہی تو یہ ایک فعل عبث ہی نقابدار نے شہزادہ کو از سر تا پا غور دیکھا سلام کر کے کہا ای جوان طلسم کشا کیا شی ہی مین طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا طرفہ ماجرا ہی کہ طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین اور پھر جرات کی کہ درختان طلسم کندہ کرنا شروع کر دیا آگاہ ہو ای نقابدار وہ طلسم کشا میرے پاس ہی انشاء اللہ الرحمن اس طلسم کو مین فتح کرونگا نقابدار نے کہا ای جوان تمہارا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین نقابدار یہ سن کے شہزادہ کے قریب آیا اور بکمال ادب دوبارہ سلام کیا اور کہا خدا تمکو خدا سے تو باد بہت مبارک باشد ہی تم اس طلسم کو فتح کرو شہزادہ نے کہا تم کون ہو اور کیا نام ہی اُسنے کہا ای والا منزلت مین جو کہ ۔ ۔ الہی سے قادمون مین سے ایک مین بھی ادنی خادم ہون قبل ازین مین نے شگون شاہ کو مطلع فرمایا اور تمہاری ہی ہوا داری مین شب و روز تک رستم سے ہنگامہ در فن کھا لیجئے فی الحال مین نے تمہارے اقبال کے سبب کو وہ ۔۔

ہمراہ لیکے اس طرف کا عزم کیا یہان تم ایسے جوان ذیشان کی ملازمت حاصل ہوئی شہزادہ نے کہا ہان اے نقابدار بیشتر
تمھارے اوصاف میری سماعت مین گذرے ہین اچھا یہ تو مین نے سُنا کہ اب بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہے نقابدار نے کہا
یہی ارادہ ہے کہ اب تمھاری دامن دولت سے وابستہ رہون بشرطیکہ یہ امر تمھارے خلاف طبع نہو شہزادہ نے کہا
کیا مضائقہ ہے اور اس مین خلاف طبع ہونے کی کیا وجہ ہے نقابدار نے اپنے لشکر ہمراہی کو رخصت کرکے شہزادۂ
بدیع الملک کی ملازمت اختیار کی ہنوز ایک ساعت کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ چند حمال سرون پر کھانے کے
خوان اٹھائے ہوئے آموجود ہوئے نقابدار نے اشارہ کیا جو حمال کہ اون مین کسیقدر ممتاز تھا قریب آگیا
دسترخوان بچھا یا خوانون کے کھولے انواع و اقسام کے کھانے خوانچہ نقرئی و طلائی و غوری مین کسی مین
پلاؤ کسی مین زردہ کسی مین متنجن کسی مین کوفتے کسی مین فرنی کسی مین قورمان اسیطرح جملہ اقسام کے کھانے تھے اُس
حمال نے سب کھانون کو دسترخوان پر چنا نقابدار نے کہا اے والا منزلت ما ان و نمک حاضر ہے نوش فرماؤ شہزادہ
نے پہلے عذر بار دیکیا بعدہ کھانا کھایا بعد فراغ اُس باغ کی سیر کی یہانتک کہ رات ہوگئی شہزادہ اور مرغ خوش نغمہ
اور نونہالان باغ وغیرہ سب سو رہے بعد شہزادہ جاگا دیکھا تو وہان کوئی نہین متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے ابھی ہم سب یہان سوئے تھے ان سبکو
کون لیگیا نقابدار شہزادہ کے قریب بیخبر سو رہا تھا اسکے چہرہ سے نقاب علحدہ ہوگئی شہزادہ کی نظر اسکی صورت پر پڑی
دیکھا ایک نازنین ہے ایسی صاحب حسن و جمال کہ ایسا حسن و جمال کبھی نظر سے نہ گذرا تھا از مشعل خدا داد اسکے
دیکھنے سے آنکھون کو سیری نہین ہوتی ہے ❊ تیرہ گردیدن آن شکل و خسار ❊ بہ بنفروزانہ صد ہزار زنار ❊ زلفین
ہین یا دو کالے لہرا رہے ہین پیشانی لوح طلسم حیرت ہے آنکھون مین وہ جادو بھرا ہے جسکے آگے سحر سامری نرا ڈھکوسلا
ہے تیر مژگان دل مین وہ ہوسنے کو بس تیغ ابرو خونریز بینی الف آفتاب قیامت لب آتش تیز ہے دہن تنگی
آن دہن سخن نیست خاموش کہ جائے دم زدن نیست ❊ دہن اُس زہرہ شمائل کا کنوان بابل کا زندان ہاروت
ماروت دندان شفاف گردن پر ہزارون کا خون مگر صاف ساعد دبازو رشک تصویر کلائیان شاخ مرجان سے
پنجہ گیرپستان بہار جادو کے ترنج یا شبیہ کے دو نارنج کیسی چکیان جنپر دل لٹو ہوا جاتا ہے اُچک لیسے ہی دل جاتا ہے
عاشق کے دل مین آتیان ہین چھاون چھاتیان ہین شکم ایسا کہ جو دیکھے پیٹ پکڑے وہ ڈوبے ناف صنعت
حُسن سے مملو رانون کے آئینہ سکندر منقش کو حیران کردین ساقون کی مچھلیان ماہی سقنقور سے خراج لین پاؤن
جسکے ہاتھ آئے کیا کیا مزے اُٹھائے یہ سراپا جو معرض تحریر مین آیا فقط لفظ الامری تھا نہین تو ❊ تن تنش را
پیرہن عریان ندیدہ ❊ چوجان اندر تن و تن جان ندیدہ ❊ سادہ مگر نہایت پرتکلف و قیمتی لباس اور پوشیدہ
زیور صبحی سے آراستہ اُسکے اور سپاہیانہ لباس پہنے ہوئے جنہو اسلحہ نیمچہ زیب تن کیے ہوئے بکمال انداز
دلبری و دلربائی بیخبر سو رہی تھی ہزار جان و دل فریفتہ ہوگیا حسن ملکہ ماہ نوش لب دروان بخش کو بھی بھولا بار بار
دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک یہ نازنین ہے یا خدا کی قدرت ہے نہین معلوم کون ہے کہان رہتی ہے اس مقام پر اسکا
کس طرح گذر ہوگا جب ❊ ❊ ❊ آ باخاموش ہو رہا مگر نظر اُسی محبوبۂ دل آرام کے چہرہ روشن کی جانب تھی یہانتک کہ رات
گذر گئی ❊ شب بر گذشت کرد آن مہ بہانہ ❊ شان شہنشہی نمایش و سود از منار بخوا
سے بیدار ہوئی اور گھبرا کے نقاب کو چہرہ پر ڈال دیا پھر گرا لیا شہزادہ
نے اُس سے کہا کہ اطلاع ہوگئی سچ بتا کہ تو کس گلستان
دل کو تہ و بالا کردیا نقابدار نے کہا شہریار اصل امر یہ ہے

کہ مین کربسا کی دختر ہون ہلال کے بطن سے پیدا ہوئی ہون راوی کہتا ہی کہ ادھر بدیع الملک اس نازنین پر
عاشق ہو گیا ادھر یہ نازنین نقابدار بھی شہزادہ پر فریفتہ ہو گئی چونکہ بدیع الملک نے جسکو نازنین نقابدار کی صورت
زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا کیا دن کو شہزادہ پر خواب نے غلبہ کیا نازنین نقابدار سے کہا اس وقت مجھپر
خواب غلبہ کیے ہوئے ہی اجازت ہو تو تھوڑی دیر سو رہون اس نازنین نے کہا بسم اللہ شوق سے استراحت
فرمائیے شہزادہ سو گیا وہ نازنین بیدار رہی ہنوز چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ کوئی آیا اور نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
اسکو اٹھا لیگیا جسوقت تم اٹھا لے چلا صرف اسقدر آواز آئی کہ ای شہریار مدد کرو۔ مجھے لیے جاتی ہی تھا شہزادہ خواب
سے بیدار ہوا اس عرصہ مین دیکھا نقابدار غائب ہی شہزادہ ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی وہ دونون اول غائب ہو گئے
اب نقابدار کو بھی کوئی لیگیا دست افسوس ملتا تھا اور یہ بجائے خود کہتا تھا ای بدیع الملک اس دلربا
کا پتا اب کہان ملسکتا ہی۔ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؛ روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ؛ کبھی یہ کہتا
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ ای یارم توئی ؛ ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی ؛ یکایک ترنج کا خیال آیا جیب مین
سے ترنج طلسم کشا کو نکالا غور سے دیکھا وہ ترنج طلای خالص کا بنا ہوا تھا فکر ہوئی کہ اسے کھولنا چاہیے ہر طرف
دیکھا کسی طرف کھلنے کا نشان نہ پایا دونون ہاتھون مین رکھ کے زور کیا پھر بھی نہ کھلا کہا واہ عجیب طرح سے بنایا ہی کہ
ترنج طلسمی ہی تو اس کو کھلنا چاہیے اگر بانیان طلسم نے مذاق کیا ہی تو اسکا ذکر نہیں اسوقت پھر ہیکل سے مشورہ
کرنے کا خیال آیا جیب سے اُسے نکالا ورق الٹا تو ایک سطر کی لکھا دیکھا کہ ای جوان جسوقت تک ترنج طلسم کشا تجھے
دستیاب ہوا اور کسی طرح نہ کھل سکے بد دل نہونا اگرچہ اس ترنج طلسمی کا کھلنا ضرور ہی لیکن وہ مشروط ہی اس
درخت سرو کے کندہ ہونے سے اور درخت سرو تیری طاقت سے کندہ ہو سکتا ہی اُسکے نیچے تہخانہ دکھائی
دیگا بلاتکلف اس تہخانہ مین داخل ہونا وہان یہ ترنج کھل سکتی ہی شہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اُس درخت
کے قریب پہونچا بغل مین سے لیکے ایک زور جو کیا جڑ سے باہر نکل آیا اُسکو کنارہ پر پھینک دیا دیکھا واقعی نیچے
ہیکل تہخانہ نمایان ہی بسم اللہ کہکے تہخانہ مین داخل ہوا جیب سے ترنج طلسم کشا کو نکالا اب جو نظر کی کھلنے کا
نشان ظاہر پایا گویا دبا کر مین ترنج از خود کھل گیا اندرون ترنج سے ایک انگشتری نکلی اُس انگشتری پر لکھا دیکھا
ای جوان ذیشان مبارک ہو کہ تجھکو یہ انگشتری ملی اب تو پوست ترنج کو جیب مین محفوظ رکھ اور اس نقب مین داخل
ہو جسوقت وہ خطر راہ طی کرنا تو تیرے راہ مین ایک اژدہا تیرا سدّ راہ ہوگا تو بالکل خائف نہونا اس اژدہے سے
کہنا کہ ای اژدر میرا سدّ راہ کیون ہوتا ہی دیر تجا بلکہ جملہ مراحل مصیبت و منازل مشقت کو طی کرکے مین یہانتک
پہونچا ہون وہ اژدہا کہیگا کوئی نشانی دکھا تجھکو چاہیے کہ اُس پوست ترنج کو دیدے وہ اُس مقام سے
غائب ہو جائیگا تو نقب مین قدم آگے بڑھانا یہانتک کہ نیک اندیش نام درویش کے پاس پہونچیگا نیک اندیش
مرد مسلمان ہی جو کچھ نیک اندیش راے دے اُسکے موافق عمل کرنا خدا چاہیگا تو طلسم کی فتح تیرے
نام پر مقرر ہو جائیگی شہزادہ بدیع الملک نے تحریر تمام وہ انگشتری طلسمی ہاتھ مین پہن لی اور وہان سے روانہ
ہوا دو دو چلا جاتا تھا اور بجائے خود یہ خیال کرتا تھا کہ دیکھیے وہ اژدہا ہی اور کس طرح پیش آتا ہی
یکایک وہ اژدہا دکھائی دیا اُسکے جثہ کی درازی اس اندازہ سے
اور دور تک اُسکے منہ سے شعلہ کی لپک جاتی تھی بدیع الملک
تنہا شہزادہ کو دیکھا بلا کی طرح دوڑا اور چاہا کہ نگل جاے شہزادہ

جو کچھ مین کہتا ہون اُسے سُن سے اژدہے نے کہا کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو جلدی کہہ یہ مقام زیادہ توقف کا
نہین ہی شاہزادہ نے کہا تو کیون مجھپر حملہ کرتا ہی اُسنے کہا یہانتک کسیکے آنیکا حکم نہین ہی اول تو یہان
آہی کون سکتا ہی اور بالفرض کوئی آ بھی گیا پس اُسکی یہی سزا ہی کہ اُسکو نگل جاؤن بدیع الملک نے کہا مین
مین علی العموم واردان طلسم سے نہین ہون بلکہ خاص میری سرنوشت مین یہان تک پہونچنا مقرر تھا بلکہ اس
طلسم کا فتح ہونا بھی میری ہی کوشش پر موقوف ہی یہی وجہ ہی کہ جملہ آفات طلسم سے محفوظ رہ کے مین یہانتک
پہونچا ہون اژدہے نے کہا اگر تو علی العموم واردان طلسم سے نہین ہی کوئی آدم زاد ہی تو اسکی دلیل پیش کر
بدیع الملک نے کہا بس یہ دلیل کافی ہی کہ مین صحیح و سلامت یہانتک پہونچا اژدر نے کہا یہ دلیل کافی نہین
ہی کوئی نشانی ہونا چاہیے شاہزادہ نے جیب سے پوست تاریخ طلسم گلشناد اُسکے روبرو پھینک دیا اور کہا
لے یہ نشانی بھی موجود ہی اژدر نے پہلے اُس پوست تاریخ کو غور سے دیکھا اور شاہزادہ کو دیکھا پھر اُس پوست
کو آہستہ سے نگل لیا ہنوز بدیع الملک اُسکو دیکھ ہی رہا تھا اور خیال تھا کہ یہ میرے سامنے واپس جائیگا
مگر وہ اژدہا چلتا ہوا معلوم ہوا دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا جس سے شاہزادہ کو تعجب ہوا اور آگے قدم
بڑھایا آخر اُس نقب مین چلا جاتا تھا کہ ایک باغ مین پہونچا اُس باغ کی سرسبزی و شادابی کا بیان حوالہ
قلم سے خوان اندرون باغ ایک قصر نہایت خوش نما و عالی شان دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا علاوہ بلندی کے
ہر ایک کنگرہ اُسکا آفتاب عالمتاب کے مانند چمکتا تھا :

زہے قصر و منظر کہ از قدر و شان ۔ ز رفعت کنگرش او آسمان

بر و فوق زقصر خورنق فزون ۔ ستونہا کشیدہ بہ بیستون
شدہ بر زمین خشت و گچش بیان ۔ ہمانا کہ شد و آلہ آسمان

نگار اندر اشکال فرہاد زور ۔ از زمین قصر شیرین در آفاق شہد
بعالم فردی در آفاق طاق ۔ خورد از بر او شمسہ پیش طاق

ایک نازنین سنبل مو عنبرین بر تخت طلائی بہ ہزار رعنائی و دلربائی جلوہ افروز ہی دروازہ قصر پر ایک دیو کوہ پیکر
دار شمشاد گندہ سے پر رکھے ہوے ہر چہار جانب نگران استادہ ہی جون ہی اُس دیو نے شاہزادہ بدیع الملک
کو دیکھا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد کیون اس طرف بڑھا کا نہ چلا آتا ہی خبردار آگے
قدم نہ بڑھانا ورنہ سخت سزا پائیگا شہزادہ نے مطلق اعتنا نہ کی اور آگے قدم بڑھایا اُس دیو نے کہا او اجل
گرفتہ تو نہین مانیگا یہ کہکے دار شمشاد کا وار کیا شہزادہ نے اُس حربہ کو سپر پہ رد کیا اور کہا خبردار ہو جا سنبھل
زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ۔ غم دین و دنیا فراموش کن ۔ اور شمشیر آبدار کا وار کیا اُس دیو نے بھی وار
شمشاد پر حربہ کو رد کیا شہزادہ نے بچالاکی تمام اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے دیو کو سر سے بلند کر کیا
اور چاہتا تھا کہ گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارے اُس دیو نے کہا ای آدم زاد توقف کر مجھے کچھ کہنا ہی بدیع الملک
نے آہستہ اُسکو زمین پر رکھ دیا اور کہا ہان کہہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا تیری زبان پر جو نام خدا جاری ہوا کیا تو خدا پرست
ہی تو یہی بیان کر کہ کس قوم و قبیلہ سے ہی شاہزادہ نے کہا ہان مین خدا پرست ہون شہرہ زلزلہ قاف و سلیمان
کو جانتا ہی دیو نے خوش ہوکے ہاتھ [illegible] کہا آ مصافحہ کرین مین بھی مسلمان اور اس نازنین کا ملازم ہون جو قصر مین مقیم ہی
شاہزادہ [illegible] مین اس نازنین پر عاشق تھا اسی وجہ سے آسے کوہ قاف
[illegible] آگیا افسوس کہ یہان بھی میرا مطلب حاصل نہوا سو مین درجہ حیا الیہم
[illegible] ن سے وفا نبی سی کوشش کی مگر مشیت باری مین نہین
[illegible] کا سکے اس طلسم مین پناہ نہ لیتا کیونکہ جو مصیبت بیرون طلسم

پیش آنے والی تھی بڑی مصیبت یہاں پیش آئی کہ اہالیان طلسم سے صنعان شاہ بادشاہ طلسم کو میرے اور اس
نازنین کے یہاں آنے کی خبر دی صنعان شاہ نے مجھکو اور اس نازنین کو اپنے روبرو بلایا اور بہت برہم ہو کے
کہا تو کیوں اس طلسم میں آیا میں نے تمام حقیقت کو بیان کر دیا اُسنے کہا کہ یہ طلسم ہر کہ و مہ کی پناہ کی جگہ نہیں
ہے تو یہاں محفوظ نہیں رہسکتا میں نے بہت کچھ منت و سماجت کی صنعان شاہ نے رغبت کی نظر سے اس
نازنین کو دیکھا اور مجھسے کہا خیر اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو اس نازنین کو مجھے دیدے میری طبیعت کا میلان
اسکی جانب ہوگیا ہے میں نے کہا اے بادشاہ یہ انصاف ہے کہ میں کس محنت و مشقت سے اسے بردہ قاف سے
لایا ہوں اور تیری حکومت میں پناہ کی ہے تجھکو چاہیئے کہ ہمکو مہمان سمجھکے ہماری رعایت کرے نہ یہ کہ ہماری مطلوبہ کو تو
طلب کرتا ہے اور اپنی مطلوبہ قرار دیتا ہے اگر تجھکو خدا نے ہر طرح کی قدرت اور حکومت عطا فرمائی ہے تو تجھکو چاہیئے
کہ اپنے زیر دستوں پر شفقت و مہربانی کرے نہ یہ کہ ایسا قصد ظلم کرنے کے درپے ہو صنعان شاہ نے میرے
کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی کہا یہ مال میرے قران کا ہے میں ہرگز اس نازنین سے دست بردار نہونگا اور
قصر میں اس نازنین کو مقیم کرکے مجھسے کہا کہ جا اس نازنین کی خدمت گزاری میں مصروف ہو اور خبردار اس
نازنین سے کسی نوع کی خلاف حرکت کا خیال بھی دل میں نہ لانا ورنہ ایسی خرابی سے ہلاک کرونگا کہ جانوران
صحرائی کو تیرے حال پر افسوس ہوگا اور اب میں خدا پرستوں کا قضیہ فیصل کرنے کا تہیہ کیے ہوں اس کار ضروری
سے فارغ ہو کے تجھکو اطلاع دونگا اور وقت تو اس نازنین کو فوراً میری خدمت میں حاضر کر دینا اے شہریار اگرچہ
اس نازنین کو صنعان شاہ نے اپنی محبوبہ قرار دیا ہے مگر اصل امر یہ ہے کہ میں اور یہ اس قصر میں دونوں قید میں اور
کہیں نہیں جاسکتے ورنہ میں یہاں سے اب تک کبکا غائب ہوگیا ہوتا اور یہ نازنین بھی میرے ساتھ ہوتی اے جوان
تیرے بشرہ سے آثار اقبال مندی اور ہوشیاری کے ظاہر ہوتے ہیں میری خوبی قسمت ہے کہ ایسے وقت
مجبوری میں تیری ملازمت حاصل ہوئی کیا عجب ہے کہ تیرے قدم مبارک کی برکت سے میں اپنے مطلب پر
فائز ہوں یعنی میری مطلوبہ مجھکو ملجاوے اور اے شہریار یہ میں بھی گزارش کیے دیتا ہوں کہ میری مطلوبہ اس وقت
مجھکو نہیں ملسکتی جسوقت صنعان شاہ ظالم ہلاک ہوگا اگر یہ کام میرا ہوگیا تو مدۃ العمر تیرا بندۂ احسان رہونگا ورنہ زندگی
میں مجھکو اس غم جانکاہ سے نجات ملنا دشوار ہے بالیقین اسی قید مصیبت میں ایک روز ہلاک ہوجاونگا شاہزادہ نے اس
دیو کو بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا اخراج مطمئن رہ اگر خدا نے چاہا تو یہ نازنین جو تیری مطلوبہ ہے تجھکو دلوا دونگا اب
سر دست یہ کام کر کہ مجھکو نیک اندیش وزیر کے پاس پہونچا دے پھر تو میں صنعان شاہ کا علاج کر ہی لونگا
دیکھوں وہ میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے ؎ ببینی کہ تا کردگار جہان ❁ درین آشکارا چہ دارد نہان
اخراج دیو نے شاہزادہ کے دست حق پرست پر بوسہ دیا اور ہاتھ اُٹھا کے دعا دی کہ الٰہی تا جہان
باشد تو باشی پھر اور کہا بسر و چشم نیک اندیش وزیر کے پاس لے چلنے کو موجود ہوں بسم اللہ اور گردن پہ
سوار کر کے نیک اندیش وزیر کے مکان کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش وزیر [illegible] مکان میں موجود تھا
ہوا اخراج دیو شہزادہ کو لیے ہوے پہونچا جونہی نیک اندیش [illegible] الملک یہ بڑی
[illegible] ادہ فوراً تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت اعزاز و احترام
[illegible] والا تبار مجھکو تمھارا از مدت دراز سے اشتیاق ملاقات تھا سو نصیبہ
مبارک سے عزت بخشی ؎ یارب نہال دولتت تو سرفراز باد

تمام مقاصد دلی بر لائے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھائے بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کیا کہون کہ کیسے
کیسے مخمصون مین مبتلا رہنے کا اتفاق رہا بارے خدا خدا کر کے یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا نیک اندیش
وزیر نے کہا ایسے معزز و محترم کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہان تکلیف فرمایئے میری عزت بڑھایئے اب جو کچھ ارشاد
ہو اسکو بجا لاؤن بدیع الملک نے کہا فی الحال تو میرا یہی ارادہ ہی کہ صنعان شاہ کی ملاقات کو جاؤن بعدہ
جیسا کچھ مناسب ہوگا اسکے موافق کیا جاویگا نیک اندیش نے کہا یہ کچھ دشوار امر نہین ہی یہ بھی اتفاقی
امر ہی کہ کل ہی صنعان شاہ کی عدالت کا دن ہی انشاء اللہ کل ہی مین تمکو دربار مین لیے چلونگا مگر شہریار چند
شرایط ہین انکو گذارش کر دینا میرا فرض ہی آیندہ ماننے نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے
وہ شرائط پوچھی نیک اندیش نے کہا پہلی شرط یہ ہی کہ اگرچہ تم بھی ایک جوان ذی مرتبت و ذیشان ہو تاہم مقتضا
یہ ہی کہ جسوقت صنعان شاہ کا سامنا ہو تم اسکو سلام کرنا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی نیک اندیش
نے کہا دوسری شرط یہ ہی کہ جسوقت تم وہان موجود ہوگے صنعان شاہ تمکو جام مین شربت دیگا تم جام مین شربت
نہ پینا بلکہ قاشق لیکے اسمین شربت پینا بعد جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غرضکہ وہ تمام دن اور انواع اقسام
کے حرف و حکایات مین تمام ہوا شام ہوئی دسترخوان بچھا انواع اقسام کا کھانا چنا گیا بدیع الملک اور
نیک اندیش وزیر نے ساتھ کھانا کھایا شب بھی ایکہی جگہ دونون نے بسر کی صبح کو بدیع الملک نے
حمام کیا لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکے نیک اندیش وزیر کے ہمراہ صنعان شاہ کے دربار کی جانب
روانہ ہوا نیک اندیش اور شاہزادہ دونون اسوقت صنعان شاہ کے دربار مین پہونچے کہ صنعان شاہ عدالت
کر رہا تھا یہ دونون ایک جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد صنعان شاہ شاہزادہ کے جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے صنعان شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مرد مسافر ہون
صنعان شاہ نے شہزادہ کو دیکھا بعدہ ایک جادوگر سے کہا ای فلان یہ جوان ہمارا مہمان ہی اسکو ایک جام
شربت پلانا چاہیے اس جادوگر نے فوراً جام شربت سے لبریز کر کے شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے
وہ جام شربت لے لیا اور چند لمحہ تک اس جام کو ہاتھ مین لیے اسیطرح بیٹھا رہا صنعان شاہ نے
جب دیکھا کہ شہزادہ نے شربت نہین پیا اسیطرح ہاتھ مین جام لیے بیٹھا ہی کہا ای مہمان جبکہ تو ہمارا مہمان ہی پھر کیا
وجہ ہی جو شربت نہین پیتا بدیع الملک نے کہا شہریار مین اس جام مین شربت نہین پیونگا صنعان شاہ
نے کہا نہین ہماری خوشی یہی ہی کہ جام ہی مین شربت پی لے شاہزادہ نے کہا میری کیا مجال کہ اس جام مین
شربت پی لون ہان قاشق ہو تو مضائقہ نہین صنعان شاہ نے شہزادہ بدیع الملک کی فراست
اور دانائی کی کمال تعریف کی اور ایک ملازم سے کہا جلد قاشق لا کے اس جوان کو شربت پلا اس
ملازم نے فوراً قاشق حاضر کی شہزادہ نے اس قاشق مین شربت کو انڈیل لیا اور نوش کیا صنعان شاہ
نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر یہ مہمان عجیب باتمیز جوان ہی اسکے بشرہ سے
[illegible] ہی کچھ ظاہر بھی ہوا کہ [illegible] سے اصرار کے اسنے
[illegible] سے دربار مین اس جوان مہمان کو اسنے ہمراہ لایا کہا
[illegible] نے دست بستہ کہا [illegible] یا حضرت [illegible]
شربت مبارک اس اثنا مین صنعان شاہ کو قید یون [illegible]

خیال آیا حکم کیا جلد قیدیوں کو لاؤ تھوڑی دیر کی ہے کہ ایک عدالت میں قیدی داخل ہوئے حمزہ ثانی مع یاران
ہمراہی جب عدالت میں آئے انھوں نے بطرز اسلام صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا اے خدا پرستوں
تم سے اور لاہوتک سے باہم دیگر کیوں دشمنی ہے شہزادہ نے کہا شہریار اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ مسلمان
ہیں اور یہ نابکار الوہیت کا دعوی پیش کرتے ہیں ہم کیونکر اس طرح کی لغویات سن سکتے ہیں ناچار ہم سب
اسکی ہلاکت کے درپے ہوئے صنعان شاہ لاہوتک کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یہ خدا پرست تو یہ بیان
کرتے ہیں جو کچھ تو نے سنا اب تو اپنی حقیقت بیان کر لاہوتک سرنگون سکوت میں بیٹھا رہا مطلق جواب
نہ دیا صنعان شاہ نے بار دیگر پوچھا کہ آخر کچھ بیان تو کر یہ کیا واقعہ ہے لاہوتک پھر بھی خاموش رہا [illegible]
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ لاہوتک رعب و داب عدالت سے کچھ نہیں کہہ سکتا تجھ سے
سن پہلے یہ بتا کہ تجھکو معلوم ہے کہ نوشیروان کو کسنے ہلاک کیا آگاہ ہو کہ نوشیروان کے قاتل یہی [illegible]
شہر لوشن مسلمان تھے بلکہ وزیر کو بھی ہلاک کیا اس ظلم کا کچھ ٹھکانا ہے اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ اپنے ملک و مسکن
کو چھوڑ کے کہاں سے کہاں نازل ہوئے انہیں لوگوں سے جان بچا کے ہم یہاں آئے تھے اور سمجھے
تھے کہ یہ غیر حاکم کی حکومت ہے یہاں ہماری جان بچ جائیگی مگر انھوں نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اب بادشاہ
کی جانب سے پناہ کے امیدوار ہیں اسوقت کسی نے اپنے منھ پر تھپڑ مارے اور کہا افسوس کوئی صورت
رہائی کی نہیں معلوم ہوتی کسی نے آہ و زاری بلند رونا شروع کیا اور کہا بس اب جان نہیں بچیگی صنعان شاہ
نے حمزہ ثانی کی جانب دیکھا اور کہا اے فرقہ خدا پرست کیوں تم نے ان بیچاروں کو ہلاک کر رکھا ہے تمکو چاہیے
کہ ضرور ملک باختر کو چھوڑ دو اور سیدھے ایران کو چلے جاؤ اور اگر منظور ہو تو ملک ایران اور باختر دونوں
لاہوتک کے حوالہ کردو یہ فتنہ و فساد پیدا کرکے کیوں اپنے کو اور انکو زحمت میں مبتلا کرتے ہو حمزہ ثانی
نے کہا اے صنعان شاہ ہمکو بدل قبول و منظور ہے مگر شرط یہ ہے کہ لاہوتک مسلمان ہو جائے اور ملک ایران
اور باختر پر کیا موقوف ہے ہم خود اسکی ملازمت اختیار کرنے کو موجود ہیں مگر ہاں اسیوقت کہ جب دائرہ اسلام
میں داخل ہو جائے ورنہ لاہوت کو ہم سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا چاہیے صنعان شاہ نے اس جواب کو
سن کے بغیظ و غضب حمزہ ثانی کو دیکھا اور حکم دیا کہ لے جاؤ ان خدا پرستوں کو قید میں رکھو کل کے روز
انکو تیرباران کرنے کا حکم دینگے اور لاہوتک کا ملک اسکے حوالے کردیا جاوے لگا اسکے کیا معنی کہ ہم کہتے ہیں
اور یہ مسلمان نہیں ہیں اور خدا پرستی کا حیلہ کرتے ہیں جو کچھ ہم کہینگے وہی ہوگا اور ہرمزدوران نامی ایک
سپہ سالار فوج صنعانی تھا اسکی طرف دیکھ کے کہا اے ہرمزدوران کیا دیکھتا ہے ان خدا پرستوں کے بندی کا
اہتمام تیرے حوالہ ہے جا انہیں قید بند میں رکھ مگر کامل حفاظت رکھنا کل تو ہلاک ہونگے ہرمزدوران ان
سرداروں کی بندی کو اپنے یہاں لے گیا اور ایک مکان محفوظ و مستحکم میں بند کر کے محافظ مقرر
کردیے لاہوتک نے کہا اے بادشاہ غلام کے بارہ میں کیا حکم ہے صنعان شاہ نے کہا تیرے بارہ میں
یہ حکم ہے کہ تجھکو خلاص کیا اور ہماری مجلس میں حاضر رہا کر لاہوتک نے سلام اور مجلس میں بیٹھ گیا
یاراں

نیک اندیش وزیر نے جو بات کا یہ رنگ دیکھا شہزادہ
یہاں توقف مناسب نہیں ہے چلو شہزادہ اٹھا نیک اندیش
مکان پر ہو لیے نیک اندیش نے کہا اے شہزادہ دیکھا تم

پرخاش رکھتا ہی اور لاہوت کی طرفداری پر آمادہ ہین مین نے اُسوقت بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا اگر کچھ بھی کہتا تو
صنعان شاہ برخاستہ خاطر ہوجاتا اور پھر کسی طرح میری طرف سے صاف نہوتا شاہزادہ نے کہا ای وزیر صائب
تدبیر مجھکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ صنعان شاہ کی عدالت مین جاکے یہ صورت پیش آئیگی مگر ہان ایک نوع سے
وہان جانے مین یہ فائدہ ہوا کہ حقیقت حال دریافت ہوگئی ورنہ یہ امر مبہم رہتا آج کی شب کوئی ایسی تدبیر عمل مین
لانا چاہیے کہ ہمارے تمام سردار اُس قید شدید سے رہا ہوجائین مین نے تو اُسیوقت ارادہ کیا تھا کہ اُن سرداران
کو قید مین نہ جانے دون مگر اُس خیال سے خاموش رہا کہ عجلت مین ہمیشہ کام خراب ہوتا ہی اور سہولت سے بگڑا
کام بن جاتا ہی التانی من الرحمن والعجلت من الشیطان اور بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہی کہ ؎ عنان دل بکف صبر دہ
گرت باید کہ گوی عیش بچوگان جہد بربائی ؎ متاز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل ؎ کہ آخرا فگندت بر زمین برسوائی ؎
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال ؎ تو دست و پا بزنی زان خطر برون نائی ؎ مکن شتاب و آئین حلم رو گم نما
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ؎ نیک اندیش نے کہا شہریار واقعی اُس وقت قرین مصلحت یہی تھا کہ سکوت
کیا جاوی کیونکہ اب اس وقت کوئی نہ کوئی تدبیر اُن سردارون کی رہائی کی تجویز ہوسکتی ہی مگر سخت وقت یہ درپیش
ہی کہ وہ سردار ہزدوران کے گھر مین قید ہین شاہزادہ نے کہا ہزدوران کے گھر مین کسی طرح رسائی نہین
ہوسکتی نیک اندیش نے کہا بیشک دشوار ہی حسب الاتفاق اُسوقت صنعان شاہ محل سرا کے دروازہ سے
کوٹھے پر کسی ضرورت سے آیا ہوا تھا نیک اندیش کے کلام کی آواز کے سکوت مین وہان ٹھہر رہا جب تمام تقریر پر مطلع
اور نیک اندیش وزیر کی سُن لی لپکا ہوا وہین سے بآواز بلند کہا کہ ای وزیر نمک حرام بخشیہ مجھکو اس طرح کی امید
نہ تھی کہ باوجود سالہا سے دراز کے نمک خواری کی تو دفعتاً خدا پرستون کی طرفداری کے لیے آمادہ ہوجائیگا اور
ہمارے نمک کا مطلق لحاظ نہ کریگا اور ای وزیر اس جوان خدا پرست کی تو کیا حقیقت ہی کہ ہزدوران کے گھر سے
اُن سردارون کو لیجائیگا اگرچہ کیسی ہی کچھ فکر کرے اور خیر مجھکو اُس جوان سے تو چندان تعجب نہین ہی
کہ وہ اپنے سردارون کی رہائی کے لیے درپی ہی البتہ تیری نمک خواری سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوا اسکا عوض تجھکو
کہ اسوقت تو نہین صبح کو تجھے سخت جواب دیا جاویگا اور سزاے معقول تجویز کی جاویگی نیک اندیش وزیر صنعان
کی یہ تقریر سنکے کانپ گیا صنعان شاہ وہان سے اُسوقت ہزدوران کے گھر گیا اور اُس سے کہا کہ ای
ہزدوران آگاہ ہو کہ نیک اندیش وزیر مجھسے برگشتہ ہوگیا ہی اور بہت خبردار و ہوشیار رہنا کیونکہ وہ جوان جو
فتاحی طلسم کا دعوی کرتا ہی وہ اپنے سردارون کی رہائی کی کوشش مین ہی اور نیک اندیش وزیر اُسکو
مدد دینے کے درپی ہی تجھکو چاہیے کہ شب تو جسطرح ہو بسر کرو صبح کو نیک اندیش وزیر اور اُس جوان کو گرفتار کرکے
ہماری خدمت مین حاضر کر اور خبردار نیک اندیش وزیر کے کسی حیلہ کو خاطر مین نہ لانا یہ کہا اور صنعان شاہ
وہان سے چلا آیا صبح کو ہزدوران حسب الحکم نیک اندیش وزیر کے یہان پہونچا دیکھا بدیع الملک بھی یہان
بیٹھا ہی از سرتا پا غیظ و غضب مین ہوگیا کہا ای نمک اندیش بداندیش صنعان شاہ نے کیا بیہودگی کی ہی کہ تو نے
بادشاہ سے [illegible] ہی اور اُسکو بادشاہ کے خلاف طرح طرح کے مشورے دیتا ہی تجھکو [illegible]
دیا ہی نیک اندیش نے کہا ای ہزدوران مجھکو خوب معلوم ہی
[illegible] تا ہزدوران جو کہ اسوقت تنہا آیا تھا اسے یقین تھا کہ اگر اسو [illegible]
[illegible] کچھ فائدہ نہ دیگا نظر برین چند خدمتگار سپاہ سے نکلے

اور اُسنے کچھ افسون پڑھ کے شاہزادہ کی جانب پھینکا شہزادہ کے پاس ہیکل و انگشتری طلسمی موجود تھی اُسکی برکت سے
سحر کا اثر مطلق نہوا پھر کچھ کیفیت دست پہ لکھا اور جانب آسمان ہاتھ بلند کرکے پھونکا پھر بھی کچھ اثر نہوا نیک اندیش
وزیر ہر مرتبہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کرتا تھا کہ خبردار رہنا شہزادہ بھی اشارہ سے کہتا تھا کہ ہاں خبردار
ہوں جب ہمز دوران سحر سے عاجز آیا کہا ای آدمزاد دیکھ میں تیری رعایت کرتا ہوں اب بھی خیریت ہی اگر تو
اپنی بہبودیت میرے ہمراہ صنعان شاہ کے روبرو چلنے پر راضی ہو شہزادہ نے کہا او مردود دور ہو میرے
سامنے سے تیری بھی یہ طاقت ہی کہ مجھکو مجبور کرکے صنعان شاہ جابر کے روبرو لیجاوے اگر تو میرے گرفتار
کرنے کو آیا ہی پھر دیر کیوں کی ہی اس مرتبہ ہمز دوران شمشیر آبدار علم کرکے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب تھا کہ وار
کرے شاہزادہ نے پھرتی و چالاکی سے اسکے قریب پہونچا ایک ہاتھ سے اسکے بند دست کو گرفت میں لایا اور دوسرے
ہاتھ سے اس قوت سے طمانچہ اسکے کلہ پر مارا کہ ہمز دوران منہ کے بھل زمین پر آرہا اور بیہوش ہو گیا
اور چند ساعت تک اُسی طرح بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک قریب
موجود ہی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر اُسیطرح آنکھ بند کرلی چند مرتبہ ایسا ہی ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی
یہ کیا نامردی ہی کہ آنکھیں کھولتا ہی اور پھر بند کر لیتا ہی اگر کچھ حوصلہ ہی تو اُٹھ اور پھر مقابلہ کر ہمز دوران نے آہستہ
کہا ای جوان میں اب ہرگز یہاں سے نہیں اُٹھونگا اُسی صورت سے اُفتادہ رہونگا شہزادہ مسکرایا اور کہا
او مردود اگر نہیں اُٹھیگا تو اذیت پہونچاؤنگا اُسنے کہا مجھے خوف یہ ہی کہ میں اُٹھونگا تو مجھکو ہلاک کر دیگا بدیع ا
لملک نے کہا آخر کبتک پڑا رہیگا کبھی تو اُٹھیگا ضرور پھر اُسی وقت ہلاک کرونگا ہاں اگر تو مسلمان ہو جائیگا تو میں ہرگز
تجھسے تعرض نہیں کرونگا ہمز دوران نے کہا ای جوان اگر میری رہائی مسلمان ہونے پر موقوف ہی تو میں دین
اسلام کو قبول کرتا ہوں میری جان بخشی کر شاہزادہ نے اُسی حالت میں کلمہ پڑھا کے اُسکو مسلمان کیا نیک اندیش
وزیر نے کہا ای ہمز دوران سرداران اسلام جو تیری حراست میں ہیں اُنکو رہا کر دے اور ملک قرطاس
بادشاہ طلسم بھی تیری حراست میں ہی اُسکو بھی رہا کر دے ہمز دوران نے کہا ای وزیر یہ سب مجھکو منظور ہی
لیکن صنعان شاہ جب اُن قیدیوں کو مجھ سے طلب کریگا اُسوقت میں کیا جواب دونگا لامحالہ اس جرم کے
عوض میں ہلاک کیا جاؤنگا بدیع الملک نے کہا تو کچھ خوف نہ کر جس وقت صنعان شاہ تجھسے قیدیوں کو طلب
کریگا پس اُسکا جواب وہی ہمارے ذمہ ہی تجھسے کچھ کام نہیں ہی ہمز دوران اُسیوقت اپنے مکان پر پہونچا اور
حمزہ ثانی کو مع مردان ہمراہی قید و بند سے رہا کر دیا اور اسباب و اسلحہ اپنے پاس سے دیئے لیکن قرطاس شاہ
کی مجلس میں جو گیا قرطاس کو نہ پایا ہمہ تن حیرت ہو گیا دل میں کہا نہیں معلوم یہ قیدی یہاں سے کہاں چلا گیا حمزہ
ثانی سے پوچھا کہ میری غیبت میں یہاں کوئی آیا تھا حمزہ ثانی نے کہا ہاں لاچی نام جادو یہاں آیا تھا وہ
قرطاس کو یہاں سے اُٹھا لیگیا اور لاچی حصار کی طرف گیا ہی ہمز دوران متاسف ہو کے خاموش
ہو رہا اور حمزہ ثانی کو مع یاران ہمراہی نیک اندیش وزیر کے گھر میں لایا نیک اندیش نے کہا ملک
قرطاس کو کیوں نہیں لایا اُسنے کہا ملک قرطاس میرے یہاں [illegible] میں یہاں سے چھوڑ کر گیا اُسکو نہ پایا
اُن سرداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ قرطاس کو لاچی جادو اُ[illegible]
کہا یہ سنکر [illegible] بڑا غضب ہوا ملک قرطاس
بدیع الملک نے کہا [illegible] نیک اندیش کوئی تدبیر [illegible]

الملک
کہا
جادو آن

پھر تو میں قرطاس کو اسکے یہاں سے لے ہی آؤنگا نیک اندیش نے کہا ایسا خیال بھی نہ کرنا یہ ممکن ہی کہ تم لاچی
جادو کے یہاں پہونچ جاؤ مگر مشکل یہ ہی کہ تم چند شخص ہو اور وہاں اس وقت سات ہزار جادوگروں کا مجمع ہی جنمیں ہر ایک
جادوگری میں اکمل ہی شیطان تک کو سبق دینے کا ارادہ رکھتا ہی اسوقت کیا ہوگا جب اپنے سحر و افسون
سے کام لیکر تمکو مجبور کرینگے میری ہرگز راے نہیں ہی کہ تم لاچی جادو کے یہاں جانے کا ارادہ کرو اور
یہ بھی کچھ تمکو خبر ہی کہ ملک قرطاس اول بادشاہ طلسم ہی صنعان شاہ اسلیے اسکے دربان ہیں اسکی کیا مجال
کہ ملک قرطاس کو گرفتار کرسکتا اصل سبب ملک قرطاس بادشاہ طلسم کی گرفتاری کا لاچی جادو ہی ہی کیونکہ
لاچی صنعان شاہ پر فریفتہ ہی اسنے اپنے محبوب کے پاس بزور سحر ملک قرطاس کو گرفتار کیا اور
صنعان شاہ کی حکومت کو زبردست کیا اسوقت صنعان شاہ چار لاکھ جادوگروں کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہی
اور یہ زبردست حکومت صنعان شاہ کو لاچی ہی کے سبب سے حاصل ہی اگر ملک قرطاس صنعان شاہ
کی قید و بند سے رہا ہو جاے تو اس وقت تمام فوج صنعان شاہ سے برخاستہ ہوکے کنارہ اختیار
کرے اور یہ مشکل ہی کیونکہ لاچی مردود اسکا دلدادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا کچھ محل تردد نہیں ہی
اگر لاچی صنعان شاہ کا دلدادہ ہی باستعانت انشاء اللہ الرحمن اول لاچی ہی کا علاج کرونگا دیکھوں میرے ہاتھ
کہاں جاتا ہی تم سب تیار ہو جاؤ حمزہ ثانی نے کہا اے والا اگرچہ یراق و اسلحہ ہر دو ان سے ہم سبکو دیے
ہیں مگر پھر بھی بیشتر سامان ضرب کی ضرورت ہی یہ کہاں سے آئیگا بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد
نہیں ہی خدا سے مانگ سکتے نیک اندیش نے کہا اے والا منزلت سامان ضرورت کی طرف سے مطمئن
رہو تمہارے اقبال سے سب موجود ہی مگر پھر بھی جمعیت کثیر کی ضرورت ہے اسکا کیا تدارک ہوگا
بدیع الملک نے کہا اے وزیر بس یہ یاران ہمراہی کافی ہیں زیادہ جمعیت کی کچھ ضرورت نہیں ہی نیک اندیش
نے کہا بہتر ہی اور اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا کے سبکو تقسیم کیے سب اپنے اپنے مرکب پر
سوار ہوکے لاچی کے قلعہ کے برابر پہونچے دیکھا قلعہ کا دروازہ بند ہی دوسری جانب قلعہ کے گئے ادھر
بھی دروازہ بند پایا حمزہ ثانی نے کہا کسطرح اندرون قلعہ کا حال دریافت ہونا چاہیے کہ کیا بندوبست ہی
بدیع الملک نے پاکٹ سے قلعہ کمند نکالی ایک ہمراہی آہستہ اس کے ذریعہ سے دیوار قلعہ پر گیا
اور فوراً واپس آیا بدیع الملک نے پوچھا کیا دیکھا اسنے کہا شہریارا اندرون قلعہ چار ہزار کے قریب
جادوگروں کی جمعیت ہی پوچھا لاچی کو بھی دیکھا اسنے کہا ہاں لاچی جادو بھی قلعہ میں موجود ہی اور سب آمادہ
جنگ معلوم ہوتے ہیں شاید انکو پہلے ہی ہمارے اس طرف آنے کی خبر پہونچ گئی حمزہ ثانی نے کہا کیا عجب
مگر اب اندرون قلعہ پہونچنے کی کیا تدبیر کی جاوے اسوقت بعضوں کی یہ راے ہوئی کہ یہاں سے واپس چلنا چاہیے
کیونکہ مجمع کثیر قلعہ میں موجود ہی اگر ان جادوگروں نے اندرون قلعہ سے سحر و افسون کا عمل جاری کرنا شروع کردیا
تو خالی از دقت نہیں ہی اگر کھلے میدان میں مقابلہ ہوتا تو ممکن تھا بدیع الملک نے کہا سبحان اللہ جب
یہانتک پہونچ گئے [illegible] واپس جانا کیسا یہ نہیں کہ تا کردگار جہان [illegible] درین آشکار
[illegible] کی اب مقام بلند پایا اور وہاں سب کو بلایا اور کہا ہاں اے دلاورو
[illegible] کیا [illegible] مرکب [illegible] سے مثل قلعہ میں جا پہنچی
[illegible] سبکو قلعہ میں دیکھا ایک ہی مرتبہ سب نے غوغا مچایا

اور سحر و افسون کا ہنگامہ گرم کیا جسکے سبب سے بعضے سرداروں کے دست و پا بیحس ہو گئے دھڑا دھڑ
زمین پر گر کے پکارے شہریار اب ہم مجبور ہیں شہزادہ نے جلدی سے قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا جو سردار
باہر تھے وہ بھی قلعہ میں داخل ہو گئے ہر طرف دوڑ دھوپ ہونے لگی لاچی جادو نے پکارا اے جوان تو قلعہ
میں داخل نہیں ہوا ہے اجل کے پنجہ میں آگیا ہے عنقریب تو ہلاک ہوا چاہتا ہے دیکھ تیرے بیشتر ہمراہی بیحس
زمین پر افتادہ ہیں جب نہیں تو اب تو بھی انہیں کے مثل بیحس و حرکت ہوا چاہتا ہے یہ کہکر الفاظ زبان پر
جاری کرنا شروع کیے جنکے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی افسون پڑھ رہا ہے اسوقت بدیع الملک کو انگشتری
کا خیال آیا جو قارن نے دی تھی انگشتری کو ہاتھ سے اتارا جو اسم اسپر کندہ تھا پڑھا فوراً اکچار زرہ دیو سولہ ہزار زرہ دیو(?)
کی جمعیت سے آموجود ہوے سبنے عرض کی کیا حکم ہے اس طرف لاچی جادو نے جو اسقدر زرہ دیوون
کی جمعیت دیکھی گھبرا گیا اور تمام اپنے ہمراہیوں کو قلعہ کی دیواروں پر چڑھا دیا شہزادہ نے اُن دیوون سے
کہا تم سب ہمارے ہمراہیوں کے بچانے کی تدبیر کرو اُن دیوون نے ساحروں کے قریب آکے وار شمشیر
کے وار اُنپر کرنا شروع کیے بکثرت جادو کشتہ ہوئے اور بیشتر اُن دیوون کے نوالہ ہو گئے جب لاچی نے
دیکھا کہ تمام جادو کشتہ ہو گئے قلعہ پر سے نیچے اُترا اور بدیع الملک کے قریب آکے کہا اے خیرہ سر کیا فتنہ و فساد
تو نے بپا کر رکھا ہے اگر تجھکو اسقدر دیوان خونخوار کی جمعیت لانا تھی تو مجھکو پیشتر سے کیوں نہ اطلاع کی کہ میں
بھی اپنا سامان درست کر لیتا ان دیوون کو منع کر کہ یہ تمام سے باز آئیں اور تو مجھسے مقابلہ کر تنہا تنہا سے
مقابلہ کرنا ہے یہ نہیں کہ ہزاروں پر کود پڑوں ٹوٹ پڑیں بدیع الملک نے کہا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہے عنقریب
تو جہنم واصل ہوا چاہتا ہے اور اگر تجھکو مجھسے تنہا مقابلہ کرنا مقصود ہے تو بیار آنچہ داری زہرہ دری نشان [illegible]
کیا [illegible] دگر زگران لاچی جادو نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور شاہزادہ کی جانب [illegible] چونکہ رد سحر کا
سامان موجود تھا مطلق اثر نہوا شاہزادہ نے فرمایا او مردود اب تو حوصلہ پورا کر چکا یا ابھی باقی ہے یہ کہا تو [illegible]
کرتا ہے اگر مرد میدان ہے تو مردانہ کوئی وار کر اس بڑبڑانے سے کیا فائدہ لاچی جادو اور زیادہ بدیع الملک
کے قریب آیا اور چاہا کہ کوئی افسون قریب سے پھینکے بدیع الملک نے افسون پھینکنے کی فرصت نہ دی اور
ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ برابر دو حصہ ہو گیا جو یاران ہمراہی بدیع الملک کے لاچی
کے سحر سے بیحس و حرکت ہو گئے تھے لاچی جادو کے ہلاک ہو جانے سے اپنی حالت اصلی پر آ گئے تھے
بالاتفاق تمام دروازے قلعہ کے توڑ ڈالے اور قلعہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جو ساحر باقی رہ گئے تھے انکو
ہلاک کیا بڑے بڑے کوٹھے بھاری قفلوں سے بند تھے اُن سب قفلوں کو تیغ سے توڑا اور ہر طرح کا
اسباب بیش قیمت اپنے قبضہ میں لائے ایک کوٹھے میں دروازہ مستحکم مقفل دیکھا اُس قفل کو بھی توڑا تہخانہ
معلوم ہوا مشعلیں روشن کیں اندر دیکھا تو ایک بزرگ زرین پوش اور ریش خوش منظر اور دو نوکر [illegible] اور قرطاس [illegible]
سب گرفتہ و بستہ ہیں بدیع الملک نے سبکو اُس قید و بند سے نجات دی ملک قرطاس عرصہ سے قید
تھا اُسنے جو اس قید شدید سے رہائی پائی بدیع الملک کے [illegible] سر رکھ دیا اور کہا اے جوان
باستقلال(?) [illegible] اے شہریار عالی تبار یہ بندہ حاضر خدمت ہے
رہائی کی نہ تھی [illegible] تم سے عالی ہمت میری رہائی کے باعث
بدیع الملک نے کہا اے ملک قرطاس اس رہائی کا شکریہ

غیر جسم سے کہ شکر گذار ہوں جسنے مجھ ایسے ضعیف و ناتوان کو ایسی طاقت عنایت فرمائی کہ مین یہانتک پہونچا اور ایسے
ساحران زبردست کو ہلاک کیا اور محض لفظ شکر کے زبان پر جاری کرنے سے ادا ے شکر نہین ہوسکتا
بلکہ اُسکی وحدانیت اور قدرت و جلال کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیے اور دین متین اسلام کے احاطہ
مین داخل ہونا چاہیے ملک قرطاس نے کہا واقعی وہ خدا صاحب قدرت و جلال وحدہ لاشریک ہے
جسنے تم ایسے جوان کو یہ طاقت و قدرت عطا فرمائی اور جسکے تم قائل ہو شہزادہ نے کہا اُس واحد ولاشریک کے
مقربان بارگاہ کا بھی اقرار فرض ہے قرطاس شاہ نے تصریح پوچھی بدیع الملک نے سبکے اسما ے مبارک
زبان پر جاری کیے ملک قرطاس نے سبکا اقرار کیا اور بصدق دل مسلمان ہوا اب سب باطمینان تمام وہان
مقیم ہوے پھر مرغ خوشخبر نے شاہزادہ کی صفت و ثنا کی اور کہا اگر اجازت ہو مین جاؤن اور اپنی فوج کو
مدد کے واسطے لاؤن شہزادہ نے بخوشی اجازت دی دیو نار نجات نے کہا شہریار غلام بھی فوج و لشکر رکھتا ہے
اگر حکم ہو مین بھی جاؤن اور اپنے لشکر کو مدد کے واسطے لاؤن تاکہ فرقہ اشرار سے مقابلہ کیجاوے مین حضور کی استمداد
کرونگا چنانچہ بدیع الملک نے اُسے بھی رخصت کیا اب بدیع الملک نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور
کہا اے وزیر صاحب تدبیر بحمد اللہ یہ قصہ تو فیصل ہوگیا اسکے بعد کیا کرنا چاہیے نیک اندیش نے کہا
یہ قصہ تو ایسا نہ تھا جیسا آیندہ قصہ پیش ہونے والا ہے شہزادہ نے پوچھا وہ قصہ کون سا ہے وزیر نے کہا وہ
قصہ صنعان شاہ کا ہے فوج و لشکر کی جانب سے تو مجھکو اطمینان ہوگیا ہے کیونکہ جسطرح لاچی جادو کے مقابلہ
مین مدد پہونچ گئی اُسی طرح شاید صنعان شاہ کے بھی مقابلہ مین مدد پہونچ جائیگی مگر پھر بھی یہ کام اہم ہے اگرچہ
لاچی جادو جسپر صنعان شاہ کو بہت بھروسہ تھا وہ ہلاک ہوگیا ہے اور اے عالی جاہ اس بارہ مین بہت عجلت کرنا چاہیے
کیونکہ یہ تم کو بھی بخوبی معلوم ہے کہ صنعان شاہ میرا جانی دشمن ہوگیا ہے اگر دیر ہوئی تو میری خیریت نہین ہے بدیع الملک
ہنسا اور کہا اے نیک اندیش مطمئن رہو کیا مجال صنعان شاہ کی جو تمکو نظر بد سے بھی دیکھ سکے اور مین توقف
بھی نہین کرونگا اسی وقت صنعان شاہ کی بھی خبر لیتا ہون چنانچہ اُسی وقت صنعان شاہ کی جانب کوچ کیا یہان
صنعان شاہ اپنے دربار مین بیخبر بیٹھا ہوا گرم صحبت تھا یکایک ایک جادوگر تباہ حال گریان و نالان صنعان شاہ
کے پاس پہونچا صنعان شاہ اُسکا حال تباہ دیکھکے گھبرا گیا اور کہا اے فلان یہ کیا مصیبت عظیم تجھپر نازل ہوئی
جو اس حال خراب سے یہان آیا ہے اُس جادوگر نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا شہریار بے خبر
بیٹھے ہو غضب ہوگیا لاچی تمہارا غالب مسلمانون کے ہاتھ سے خداوند بت بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور
قرطاس شاہ کو بھی مسلمانون نے قید و بند سے رہا کردیا اور اب یہان بھی عنقریب لشکرکشی ہوا چاہتی ہے اس
وحشت اثر کو سن کے صنعان شاہ کے چہرہ پر زردی چھا گئی اور شدت خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا چونکہ
لشکر کثیر رکھتا تھا انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا فوراً حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور سرداران لشکر کو بلا کے کہا اے بہادرو
مدت سے تم ہمارے تابع فرمان ہو اور ہم طرح طرح کی رعایتین ہمیشہ مرعی رکھین اب وقت آگیا ہے تم ہمارے
اُس حق سے ادا ہو ... اگرچہ وہ جوان فاتح طلسم باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے ایسے ایسے
... ساحر کو ہلاک کیا اور قرطاس شاہ وغیرہ کو ہماری قید سے
آ ... فوج جو قرطاس شاہ کے قید ہونے سے ہماری تابع
... اور دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین حرب و ضرب کرو گے ضرور

فوج قرطاس بھی تمہاری حامی ہوگی تا انکہ فتح پاؤ گے ورنہ وہ لشکری بھی بددل ہوکے بھاگ جائینگے اور تم بھی اپنی
ہلاکت کے درپے ہوگے اسقدر اطلاع کردینا ضروری تھا آئندہ تم جانو ان سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ
اس بارہ مین ہمکو سمجھانے کی کچھ ضرورت نہین ہی جبتک دم مین دم ہی حریف کے مقابلہ مین ایک قدم بھی پسپا
نہونگے بعد ازان صنعان شاہ مع فوج مسلح و مکمل بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہونچکے ایک
جانب میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی ایک سردار کی زبانی صنعان شاہ کو یہ پیام بھیجا
کہ ای صنعان شاہ اگرچہ اس حالت مین کسی طرح کی گفت و شنید ایک فعل عبث ہی کیونکہ جب بجاے خود تمنے
کرلیا ہی اسوقت فوج و لشکر لیکے اس طرف کوچ کیا ہی تاہم مسلمان لوگ ہین حجت تمام کرکے ہر کسی کی سزا دہی کے
واسطے آمادہ ہوتے ہین بنا برعلی ہذا اطلاع دیتے ہین کہ اگر کسی نوع سے دائرہ اسلام مین داخل ہونا ممکن ہو
تو ہم جنگ و حرب سے باز آئین ورنہ بغیر جنگ و حرب چارہ کیا ہی جب یہ پیام صنعان شاہ کو پہونچا اسنے
اپنے سرداران سے کہا کہ دیکھو وہ جوان گریز کیا چاہتا ہی کیونکہ اسکا پیام بھیجنا دلیل اس بات کی ہی کہ وہ ہمارے
مقابلہ سے عاجز ہی پس اب اپنی فتح سمجھو اور بدیع الملک کے پاس یہ جواب بھیجا کہ اس حیلہ حوالہ سے کیا
فائدہ ہم نہین جانتے کہ اسلام کسکو کہتے ہین ای جوان اگر جنگ و حرب سے عاجز آیا ہی پس ہمارے قیدیون کو ابھی
گرفتہ و بستہ کرکے ہمارے پاس بھیج دے اور خود جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ جنگ و حرب کے واسطے
تو ہم آئے ہی ہین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی بدیع الملک یہ سنکر کیلئے خاموش ہو رہا شب کو لشکر طرفین مین نقارہ
زنی ہوئی جب ہوئی تمام شب حرب و ضرب کی تیاری رہی صبح کو لشکر طرفین مین صف آرائی ہوئی بدیع الملک
حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا اگرچہ پیش دستی کرنا مناسب امر ہی تاہم مجھکو اس بات کا
خیال ہی کہ اس طلسم کی فتح میرے نام پر مقرر ہی جو کچھ ہونے والا ہو اس سے جلد فراغت ہوجاے تو بہتر ہی
لہذا حکم ہو تو مین حریف کے مقابلہ کو جاؤن حمزہ ثانی نے بدیع الملک کی جرات و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای
فرزند خداوند عالم تیری عمر دراز کرے اور تیرے مراتب مین اور زیادہ ترقی ہو بخدا کہ مین تجھسے بہت راضی ہون
اگر تو سبقت کرنا چاہتا ہی تو مین مانع نہین جا تجھکو حافظ حقیقی کے حفظ و امان مین سونپا شہزادہ نے باادب تمام سلام
کیا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان حرب مین آیا ادھر لشکر صنعان شاہ سے کوئی مرد مقابل نہ آنے پایا تھا کہ ایک
جانب سے ہوا سے تند آئی معلوم ہوئی بدیع الملک متحیر ہوکے اس جانب متوجہ ہوا دیکھا ہوا سے آسمان سے
رستم ثانی مع چالیس ہزار اجنہ کے زمین پر آیا اور یہ آواز بلند بدیع الملک سے کہا ای پہلوان زادہ
جنگ و حرب کے بارہ مین انسان کو گونہ تمیز و شعور ہونا لازم ہی ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد
کو سزا سے معقول دے سکتا ہون یہ کہا اور رستم ثانی نے جنگ مغلوبہ کرنا شروع کردی بدیع الملک تماشا
دیکھتا رہا چونکہ صنعان شاہ کی فوج بکثرت تھی مزید برآن تمام لشکر فن سحر مین کامل تھا تھوڑے عرصہ مین رستم ثانی
مع فوج ہمراہی بیکار ہوگیا اگرچہ بدیع الملک بھی وہان موجود تھا اور اسپر بھی سحر کا حملہ ہوا از بسکہ طلسم کشا پاس موجود
تھا کسی ساحر کے عمل نے اسپر اثر نہ کیا چونکہ قرطاس شاہ بھی بدیع الملک کے پاس موجود تھا اور فوج قرطاس شاہ
کی صنعان شاہ کی جانب تھی قرطاسی فوج سے جو لڑنے بادشاہ بلکہ لوس میں
یہ آواز بلند کہا ای فلان ہمارا بادشاہ قید نہین ہی وہ دیکھو اس
ایک ہی مرتبہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے قرطاس شاہ سے

لشکر سے کہا اے دلاورو تم نے اس صنعان شاہ کی نمک حرامی دیکھی کہ مجھکو بھی گرفتار کیا اور تم سب کو دھوکہ دیکے
اپنی فوج میں شامل کر لیا بارے اس جوان عالی شان کی مدد حمایت سے میں رہا ہوا اب تمہاری نمک حلالی کا اقتضا
یہی ہے کہ صنعان شاہ کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو فوراً اسکے ہلاک کرنے یا گرفتار کر لینے کو مستعد ہو جاؤ
سننا تھا کہ لشکر قرطاس بعد و شاہزادہ بدیع الملک فوج صنعان شاہ پر چڑھ آیا اور ہوا اس اثنا میں دلیو
تارشجات چالیس ہزار نیزہ دلوں کی جماعت ہمراہ لیے آپہونچا اور بدولت امیر صاحبقران و تیغ بدیع الملک
والاشان کتنا ہوا ساحروں کے لشکر پر حملہ آور ہوا فتح ہوا دوسرا لکۂ ابر نیسان ہوا اس مرتبہ خوش خبر چالیس ہزار
اجنہ کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الملک کی مدد کو پہونچا اور یہ آواز بلند کہا اے مسلمانو خبردار و ندعائم تمہاری ہمت
میں بلندی اور اقبال میں زیادہ ترقی عطا فرمائے جہاں تک ممکن ہو جلد ان ساحران مکار و کفار بدشعار کا تصفیہ پاک
کرو اور خود نعرہ رعد آسا مار کے فوج مخالف میں در آیا ادھر فوج اسلام ساحروں پر چڑھ آئی اور ہوئی جسنے جا
کہ شمشیر آبدار کارکردہ ☆ بیکدگر دو دو چار کردہ ☆ تیغ ادا آیت سجدہ بود ☆ کہ تو بدست شہ سرکشان در سجدہ
طرفۃ العین میں کئی سو ساحر خاک ہلاک پر گر اٹھا اسی طرح ساحر بھی لڑائی میں جان لڑا رہے تھے کسی
کسی طرح اپنی جگہ سے ہٹتی نہ تھی جابجا حملہ کر رہی تھی نیز ساحر کا بھی عمل جاری تھا فوج اسلام میں بعض ضرب تیغ و نیزہ
نیزہ سے ہلاک ہوئے تھے اور بعضے سحر و افسون سے بے حس و حرکت ہو جاتے تھے مگر بدیع الملک کو طلسم کشا
وغیرہ کے سبب سے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچتا تھا جھٹکے کے سوا اور کوئی زحمت نہ تھی مردانہ متواتر حملے کر رہا تھا
کبھی بنیزہ گہے باعمود گاہ بہ تیغ ☆ براے قتل عدو دست او نداشت دریغ ☆ بدست و باتیغ [illegible] صد ہزار بر شمشیر زنی
شمشیر زنی تصدق اور سیدم ہیں حمزہ ثانی دور سے اس شیر بیشۂ شجاعت کی جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہے تھے
اور بار بار آفرین کرتے جاتے تھے سفیان جنی ایک جن نہایت زبردست حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا تیار
ہو گیا ارادہ کیا کہ صاحبقران کی کمک کرے اسماعیل دیو نے منع کیا اے برادر بدیع الملک ہرگز ہماری
مدد کا محتاج نہیں ہے تو نے نہیں دیکھا کہ تنہا اس نے کیا کیا کار نمایاں ظہور میں آئے اور اس وقت کس شتابی
ساحر ہلاک کیے سو سو طرح سے اس دلاور نے جنگ کی کسی کی نہ چلی ہم سب سے چند مرتبہ بادشاہ [illegible] کہا کہ تم
سب یہیں ٹھہرے رہو خلاصہ یہ کہ اسی طرح ایک شبانہ روز جنگ مغلوبہ قائم رہی دوسرے روز تمام گروہوں کے
حواس باختہ ہو گئے پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ جو وار کیا خالی گیا ایک طرف سے صنعان شاہ جنگ کرتا ہوا پہونچا
اور دوسری طرف سے بدیع الملک وار کرتا ہوا آیا شہزادہ نے ایک نعرہ رعد آسا مارا ہے کہ نعرہ زد
آن یل اندر مصاف ☆ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ☆ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت ☆ کہ آواز بگذشت از آسمان در گذشت
پھر کیا او مکار و بدکار خوب ہوا کہ تو آگیا دیر سے میں تجھی کو ڈھونڈتا تھا صنعان شاہ نے شمشیر آبدار کا وار
بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اپنی سپر پہ اُس وار کو روکا اور کہا خبردار ہو اب [illegible] ضرب [illegible]
نازش کن ☆ غم دین و دنیا فراموش کرد ☆ اور ایک وار تیغ بدیع کا ایسا کیا کہ صنعان شاہ دو ٹکڑے ہو گیا [illegible]
صنعان [illegible] کہا پہلے ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب یکبارگی رو بفرار لائے
ظہور میں [illegible] تھے وہ شتر بے مہار کی طرح بھاگے اور
حمزہ ثانی نے گود میں اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکر
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ☆ بعدہ تمام فوج اسلام

ومنصور اپنے مقام قیام پر چلی آئی شاہزادہ بدیع الملک نے اون گران گرفتہ ولبستہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا دیکھو تمہارے بادشاہ کو ہمنے پیشتر ہی پیام بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہو نا گوارا کرو تو ہم کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے مگر اُس متکبر نے ہماری حجت پر مطلق اعتنا نہ کی پس مجھکو خوب معلوم ہی کہ یہ حرکت ابلیس ملعون کی تھی کہ صنعان شاہ کے دل مین جاگہ کر لی یہانتک کہ اُسکو ہلاک کروایا ورنہ صنعان شاہ کو اس نتیجہ کی ضرور اطلاع تھی اور میری حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا پس اب اسکے سوا اور کیا کہون کہ لعین کی بوچھار ہوا اُسپر اور اُسکے باپ پر اب ہم تم سب سے روبرو بھی اُسی طرح حجت تمام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر تم دین اسلام کو اختیار کرو اور صدق دل سے خدا کی خدائی اور محمد کی بادشاہی اور علی مرتضی کی ولایت کے قائل ہو جاؤ تو خیر تمہاری جان بخشی ہو ورنہ تم بخوبی سمجھلو کہ کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے سب نے بالاتفاق کہا اے شہریار ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجا لاوینگے شاہزادہ نے کہا نہین ہم تم کو تابع فرمان کرنا نہین چاہتے بلکہ تم سبکو راہ راست پر لانا مقصود ہی تم سب مطیع فرمان جسکے چاہو ہو جاؤ لیکن دین اسلام کو سچے دل سے قبول کرو اُن سب نے کلمہ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گئے اُس طرف لاہوتاک دیو یہ خبر پہونچی کہ صنعان شاہ مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور مسلمانون نے طلسم کو فتح کر لیا عنقریب تیری شامت بھی آتی ہی بدحواس ہو کر آسیوت طلسم سے نکل کے سیدھا حصن آہنی کی جانب بھاگا بعد اس فتح کے قرطاس شاہ نے باطمینان تمام طلسم کے خزانہ جو مدت ہاے مدید سے مقفل و مدفون پڑے تھے کھولے اور تمام مال و اسباب طلسمی لاکے حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے روبرو ڈھیر کیا جو چیز تھی نایاب و بیش قیمت تھی اور ادنی ادنی شئے بھی وہ وہ عجیب تھین کہ دیکھنے والا بہت متحیر ہو جاتا تھا بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کیا کہ شہریار یہ خزانہ طلسمی حاضر ہی بسم اللہ اسکو اپنے تحت و تصرف مین لائیے حمزۂ ثانی نے کہا ہم دلاور مین اس خزانہ کو کیونکر لے سکتا ہون جو باعث اس خزانہ کے حاصل ہونے کا ہی وہی اسکا مالک بھی ہو سکتا ہی پس تمکو مبارک ہو تمنے لیا گویا مین نے لے لیا رستم ثانی بھی موجود تھے حمزۂ ثانی کی طرف دیکھ کے آہستہ کہا شہریار تم خود کیون نہین لے لیتے بیکار انکار کرنا ہی اسقدر مال کثیر ہی اور اگر نہین لینا منظور ہی تو مجھکو دیدو آخر مین بھی اس طلسم کے فتح مین ساعی رہا ہون مگر حمزۂ ثانی چونکہ بدیع الملک کی جانب متوجہ تھے انہون نے رستم کی اس تقریر کو نہین سنا جب حمزۂ ثانی نے اس خزانہ طلسمی کے لینے سے بالکل انکار کیا بدیع الملک نے وہ خزانہ ملک قرطاس کو دیدیا اور وہان کا حاکم و فرمانبردار بھی اُسی کو کردیا ہر چند ملک قرطاس نے انکار کیا اور کہا شہریار مین تو یونہین بار احسان سے سر نہین اُٹھا سکتا اس خزانہ کی کیا ضرورت ہی شہزادہ نے نہ مانا کہا ای قرطاس اب ہم تجھکو خزانہ دے چکے جو شئی کسی کو بخش دی جاوی اُسکا واپس کرنا کیا بات ہی قرطاس شاہ خاموش ہو رہا دیو نارنجات بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی غلام کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ٹھہر وہ بیٹھ گیا شہزادہ نے نارنجات کے بارہ مین سفارشی خط آسمان پری کو لکھا لفافہ کر کے نارنجات کو دیا اور کہا ای نارنجات اس خط مین مین نے بطور خود جو کچھ مناسب و مصلحت وقت سمجھا لکھ دیا ہی انشاء اللہ مفید ہوگا اور اسے تو روانہ ہو

نے دعا سے ترقی دولت و جاہ دی سلام کر کے روانہ ہو گیا بعد حرب مین صف آرا ہونے کے وقت ہی اپنی اصلی صورت پہ آگ

بہشار ... ۵ نارنجا
نا

چالاک عیار اُٹھ کھڑا ہوا عرض کی شہریار یہ خادم جاتا ہی اور لاہوت کی خبر لاتا ہی اسی وقت روانہ ہوا اور خبر لایا کہ لاہوت مع بیشتر کفار کے آہنی حصار میں جا چھپا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بہادرو تم مین سے جو شخص لاہوت مردود کو گرفتہ و بستہ کر لاوے یا اس نابکار کو ہلاک کر کے اسکا سر تن سے لے آوے پس مین اُس شخص کو اپنا جانشین کرونگا رستم ثانی اُٹھا اور عرض کی ای مبارک سپہ شہنشاہی کہ جاہل می کنند اختران آسمان از طلعت نیک اختری غلام اس کام کو انجام دیگا حمزہ ثانی نے اجازت دی رستم مرکب پر سوار ہو کے ہمراہی فوج کثیر جسکی تعداد بنا بر بعض روایات کے چالیس ہزار تھی آہنی حصار کی جانب روانہ ہوا رستم ثانی کے جانے کے بعد بعض سرداروں نے بدیع الملک سے آہستہ کہا ای شاہزادہ ثریا وسادہ تعجب ہی کہ رستم ثانی لاہوت کے گرفتار کرنے کو گیا اور تم خاموش ہو رہے حالانکہ جو کارہا ے نمایان تمھاری ذات ستودہ صفات سے ظہور مین آئے ظاہر ہی اور رستم نے ہر چند کوشش کی کوئی نتیجہ نیک ظہور مین نہ آیا اس بات کو سب ہی جانتے ہین ہمارے نزدیک بہتر یہ بات تھی کہ قبل رستم کے تمھی اس کام کے انجام دینے کو مستعد ہوتے ابھی بدیع الملک نے ان سرداروں کو جواب نہین دیا تھا کہ حمزہ ثانی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوے اور کہا ای بدیع الملک دلاور نیا بر میرے ایما کے رستم ثانی لاہوت کی گرفتاری کو گیا تمھارا ارادہ نہین ہی بدیع الملک نے عرض کی شہریار یہ خادم حکم والا کا تابع ہی جو ارشاد ہو اُسے بسر و چشم بجا لانے کو اپنا فخر سمجھتا ہی مجھے کیا ارشاد ہوا تھا جو مین لاہوت کا قصہ فیصل کرنے کو جاتا اب ارشاد ہوا ابھی جاتا ہون چنانچہ بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر بدیع الملک بھی روانہ ہوا

داستان کشتہ شدن لاہوت مکار و دیگر گبران بد کردار از دست زبردست خدا پرستان حلاوت شعار و مسلمانان سعادت آثار

حجاب اُٹھا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
گرفتار آہنی زنجیر کا وہ ہے طلائی کا
فراق یار میں مر کے آخر زندگانی کی
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا
وصال یار کا وعدہ ہی فردائے قیامت پر
پڑھا بنایا چور انگشت حنائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہی دریغا اس
تماشا دیکھتا ہی حسن آئین خودنمائی کا
نہیں دیکھا ہی لیکن تجھکو سمجھا ہی آتش فخر

نہایت غم ہی اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا
نکل ای جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
یقین مجھکو نہین ہی گو تک اپنی رسائی کا
نہین ملتی ہی ہمسر ... احباب سے ...
توجہ مین ترے ... پایا اثر ہی ... کا
... افسوس ... تیری ...
بجا ہی ... تجھکو دعوی ہی خدائی کا

اسیر کردہ دست تیری عاشق و معشوق دونون
زمانہ مین چلن ہی چار دن کی آشنائی کا
نظر آتی نہین ... صورت ہی ...
چمن کی سیر ہو انجام بلبل کی رہائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز ...
رہیگا ... کا
دل اپنا ... پاک ...
... یار سائی کا
دفتر کشایان اخبار گذشتہ ...

اظہار یافتہ این قصہ غریبہ اور فسانہ عجیبہ کو یون نوک ریز قلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الملک مع سواران ہمراہی لاہوت مردود کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہو چکا نور الدہر کے دل مین انواع انواع طرح کے خیالات پیدا ہوے ہر چند چاہا خاموش رہے مگر ضبط نہ ہوا اُٹھا اور حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار اگر رستم ثانی ہی لاہوت کا قصہ پاک کرتا ... بدیع الملک کا بھی لاہوت کی گرفتاری کو جانا خالی از خدشہ نہین ہی آپ جانتے ہین کہ وہ ایک جوان متحمل و بردبار ہی کبھی اپنی جانب سے آمادہ فساد ...

کوئی ایسی صورت پیش آئے کہ رستم ثانی کچھ کہہ گذرا اور بدیع الملک بھی جوان دلیر ہے وہ تاب سماعت نہ لا سکا
اور جواب معقول دیا جو رستم ثانی نہ سن سکا پھر اُسکا انجام کیا ہوگا ہم مین سے ہان کوئی موجود نہوگا جو رفت و گذشت
کریگا بیکار آپس مین فساد بڑھیگا اور یہ بہتر ہوگا حمزہ ثانی نے فرمایا ای نورا ادہر یہ خیال تمہارا بہت ٹھیک ہے واقعی
رستم ثانی نہ جاوے اور بیجا جو کچھ دل مین آتا ہے کہہ گذرتا ہے تم آپ کہتے ہو مجھے پیشتر ہی یہ خیال ہوا تھا تو وہ دونون چلے گئے
مین خود جاتا ہون یہ کہا اور مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا ادہر یہ معمہ رستم ثانی راوی کہتا ہے کہ شہزادہ رستم
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب آہنی حصار کے پہونچا ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کر کے پھر ایک مقام پر خیمہ زن
ہوا اندرون خیمہ مسند استراحت پر دراز تھا اور طرح طرح کی فکرین کر رہا تھا کہ سیارہ ثانی عیار ظراف آیا رستم نے کہا
کیون خیریت ہے کدھر آئے سیارہ ثانی نے کہا ہان خیریت ہے بدیع الملک بھی آیا ہے یہ خبر سن کے رستم اُٹھ
بیٹھا کہا ای سیارہ واقعی بدیع الملک بھی آیا ہے سیارہ ثانی نے کہا ہان ہان مین یہان خود دیکھ کے آیا ہون رستم نے فرمایا
شاید کسی اور کام کو اس طرف آیا ہوگا سیارہ نے کہا مجھکو یہ خبر بھی دریافت ہوئی ہے کہ بدیع الملک کسی اور
کام کے واسطے نہین آیا خاص اسی کام کو آیا ہے جس کام کو تم یہان آئے ہو رستم ثانی تادیر سر نگون سکوت مین بیٹھا رہا
سیارہ نے کہا تردد کیا ہے اگر بدیع الملک بھی اسی کام کو آیا ہو باشد رستم نے کہا ای عیار ظراف یہ تو کچھ پیشتر ہوا ہے مین
مین نے بھی کوشش کی اور بدیع الملک نے بھی جو فتح مندی بدیع الملک کو حاصل ہوئی مجھکو ہرگز نہین ای
سیارہ میرے واسطے کبھی کوئی کام تو نے نہین کیا ہے سیارہ نے کہا جو کچھ حکم ہوگا اسکی تعمیل مین ہرگز دریغ نہ کرونگا
ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا آج مین تجھسے یہ کام لینا چاہتا ہون کہ تو جا اور درمیان راہ مین بدیع الملک سے
ملاقات کر کے کوئی ایسی عیاری عمل مین لا کہ بدیع الملک بیابان مین خوب سرگردان ہو ای سیارہ ثانی
خوب یاد رکھ کہ اگر اسی قسم کی کوئی تدبیر عمل مین نہ لائیگا اور بدیع الملک یہان پہونچ جائیگا بالیقین باوجود تمام
کوششون کے انجام مین کوئی سبقت اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور میری کوششین سب ضائع ہونگی سیارہ ثانی نے
کہا خیر تمہاری خاطر مجھکو عزیز ہے جاتا ہون اور کوئی تدبیر کرتا ہون القصہ وہان سے آکے عمر ثانی کی صورت سے
مشابہ ہوا بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا بدیع الملک نے متعجب ہو کے کہا ای عمر ثانی تم کہان تھے
عرصہ سے ملاقات نہین ہوئی سیارہ نے کہا شہریار کیا عرض کرون اُسی لاہوت عروک کی تلاش مین گیا تھا پہلے
سنا کہ وہ حصن آہنی مین جا چھپا ہے وہان پہونچا اُسکو نہ پایا ناچار سرگردان پھر آیا آخر تلاش کرنے سے دریافت
ہوا کہ وہ موذی خوش آب مین جا چھپا کاشکے پیشتر ہی خوش آب مین اُسکا مقیم ہونا دریافت ہو جاتا تو کیون
اس قدر سرگردان ہوتا کیا عرض کرون کہ حصن آہنی تک پہونچنے مین کیسی کیسی دقتین پیش آئی ہین خداوند ہی
خوب جانتا ہے بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی خوب ہوا کہ تم اثنائے راہ مین مجھے مل گئے اور یہ حال
معلوم ہو گیا ورنہ مین بھی بیکار زحمت اٹھاتا اور واپس آتا اور یہان پر تو کوہ رستم ثانی بھی لاہوت کی تلاش مین
گئے ہوئے ہین اونکا کچھ حال ... ہم کیا کہین سیارہ ثانی نے کہا ہان خوب معلوم ہے وہ بھی قلعہ آہنی کی طرف
گئے ہین
گیا تھا مین نے دانستہ اُنسے ملاقات نہ کی غرض وہ بھی
[illegible]یع الملک نے کہا میرے ساتھ چل کے میری راہبری کر
[illegible]ہے سیارہ پیشاپیش روانہ ہوا اور بیابان ویران کی راہ
[illegible]م دن راہ روی مین بسر ہوا وہ بیابان تھا کہ بنا دہلات

بعد ابخیر ریگستان سے کہ درخت نام کو نہ تھا آفتاب کی تمازت ہوا کی حرارت گرد و غبار کا اُڑنا حواس باختہ کیے دیتا تھا تا اینکہ
آفتاب قریب غروب ہوا بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی شب کو کسی مقام پر قیام کرنا چاہیے اتنی ماندگی سے
حال خراب ہو گیا سیارہ نے کہا شہریار یہ مقام توقف کا نہیں ہے آگے بڑھو کہ اگر کوئی چشمہ وغیرہ مل جاوے گا تو قیام کا مضایقہ
نہیں ہے بدیع الملک خاموش ہو رہا اور بدستور راہ روی میں مصروف رہا تمام شب راہ طے کی حتی کہ صبح ہو گئی سیارہ
عیار وہان سے غائب ہو گیا بدیع الملک نے ہمراہیون سے پوچھا سب نے لاعلمی ظاہر کی دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ ہمراہ چند سن آگے ہی ہے مظفر شاہ خوش آبی شہر کے دروازہ بند کر کے بیٹھا ہوا تھا لیکن جب اسکو
بدیع الملک کے ورود کی خبر پہنچی اُسنے شہر کے دروازہ کھول دیے اور اپنی تمام فوج ہمراہ لیکے استقبال کے
واسطے آیا اور بہزار تعظیم و تکریم شہر میں لیگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہے بازارین بکثرت ہین جا بجا خرید
و فروخت ہو رہی ہے علی الخصوص چوک کی آبادی قابل تعریف ہے چوڑی سڑک دو طرفہ دکانین ایک طرف صراف ایک جانب
بزاز ہین کہین تنبولی دوکانون پر بیٹھے پان بنا رہے ہین کہین سنار بیٹھے زیور طلائی گڑھ رہے ہین کسی جا قہوہ خانون
سے حقے چل رہے ہین کسی کمرہ کے نیچے نوجوان طرحدار ڈٹے مذاق و خوش طبعی کر رہے ہین بدیع الملک مظفر شاہ
خوش آبی کے ساتھ سیر کرتا ہوا اُسکے دربار میں آیا ادھر اُدھر کی باتین ہوتین لاہوت کے ذکر کی نوبت آئی
مظفر شاہ خوش آبی نے کہا وہ بیان کہان معلوم ہوتا ہے مکر و دھوکہ دیا سحر اور دیوون کی زحمت مین مبتلا کیا اسقدر تو مجھکو
بھی خبر ہے کہ لاہوت طلسم سے نکل کے قلعہ آہنی مین گیا ہے وہین ہوگا بدیع الملک نے مذہب کا استفسار
کیا مظفر شاہ نے کہا وہی مذہب ہے جو بزرگون کا تھا شاہزادہ نے دین اسلام کی بزرگی بیان کی پھر خدا کی
وحدانیت اور پیغمبرون کی ضرورت کے دلائل پیش کیے مظفر شاہ خوش آبی نے کہا شہریار ہمکو اپنے مذہب
کے حق و غیر حق ہونے کا مطلق حال نہین معلوم ہے البتہ ابتدا سے عمر مین جو کچھ بزرگون نے تعلیم کر دیا ہے یا جو اپنے
ہم مذہبون سے سنا ہے وہی یاد ہے ہان اس وقت تمہارے دلائل پیش کرنے سے تو ضروری خیال ہوتا ہے
کہ تمہارا ہی مذہب حق ہے شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ ذی جاہ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا کے علایق انسان کو راہ
راست سے منحرف رکھتے ہین ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حالت پر نظر رکھے دولت دین حق کو کسی وقت
مین ہاتھ سے نہ دے ورنہ انجام مین بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہین آتا شہزادہ کی اسوقت تقریر مختصر نے
مظفر شاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اُسنے آئین اسلام [illegible]ن بیان کرنے کی درخواست کی شاہزادہ نے اصول
و فروع بیان کیے مظفر شاہ نے اپنی لوح دل پر لکھ لیے اور بہ صفائی قلب مسلمان ہوا ضیافت کرنا چاہی تھی
مگر شاہزادہ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کے قلعہ آہنی کی جانب روانہ ہوا — اب اُس طرف کا حال سنیے کہ سیارہ
ثانی وہان سے غائب ہو کے رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا رستم نے کہا ای سیارہ ثانی کہو کیا کارروائی
کی سیارہ نے کہا حسب الحکم رہے مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بیابان مین سرگردان کر کے وہان سے
چلا آیا اب مجھکو نہین معلوم کہ بدیع الملک کہان ہے اور کیا صورت پیش آئی کیا عجب ہے اگر اب تک اسی بیابان مین
سرگردان ہو رستم ثانی بہت خوش ہوا سیارہ کو اُسکی عیاری کی تعریف کر کے انعام دیا اور اُسی وقت حکم دیا
کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے دوسرے روز [illegible] سوار ہو کے نیزہ و تفنگ
ادھر لاہوت بھی اندرون قلعہ سے ہوا پر ہاتھ کی بہ ترکی دیتا رہا
قصد فیصل کرین مگر کوئی راستہ قلعہ مین داخل ہونے کا نہ ملا

داخل ہوا لاہوت سمجھا کہ اب یہان مسلمانون کے ہاتھ سے مفر نہ ملیگی دوسرا دروازہ کھول کے قلعہ سے باہر نکلا کوہ شرگ ب کی جانب
بھاگا فوج متعینہ قلعہ نے جو دیکھا کہ حریف کی فوج قلعہ مین داخل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہین انھون نے
بھی لڑائی مین جان لڑادی خوب کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوا کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر ہر طرف
دکھائی دیے مگر لاہوت کے بھاگ جانے سے بد دل تھے تاب قیام نہ لاسکے پسپا ہوے مسلمانون کا
عمل ہوا اسکو دائرہ اسلام مین داخل کیا لاہوت کے تعاقب مین بہرام بن ہوے خبر آخر پہلے پاسقے تھے اودھر لاہوت کوہ کی
پیشانی پس بھاگا چلا جاتا تھا اثنا ے راہ مین لاہوت کو ایک گرد تیرہ نظر آئی اگرچہ وہ گرد تیرہ شاہزادہ بدیع الملک
ہی کے اس طرف آنے کی تھی مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو اسکی خبر نہ تھی اس طرف بدیع الملک کو خبر پہونچ گئی کہ
کفار اس طرف وارد ہو چلے آتے ہین تمام ہمراہیون سے باواز بلند کہا ای دلاورو خبردار ہوشیار ہو جاؤ گبران نابکار
چلے آتے ہین پس ہرگز کوئی گبر اس طرف زندہ وسلامت نہ جانے پاے تا اینکہ وہ گبر قریب آپہونچے بدیع الملک
شمشیر آبدار کھینچ کے بے تحاشا لشکر کفار کی جانب جھپٹا وہ گبر بھی آمادۂ پیکار ہوگئے نعرۂ دلیران کی آواز بلند ہوئی
سوار سوارون مین پیادہ اور پیادون مین سوار مل گئے ایک کی ایک کو خبر نہ تھی اس اثنا مین رستم ثانی بھی مع فوج
ہمراہی آپہونچا دیکھا ہنگامۂ کشت وخون گرم ہے بدیع الملک دادمردانگی دے رہا ہے وہ بھی آمادۂ حرب ہوگیا
اور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح لاہوت میرے ہاتھ آجاوے اور لاہوت کا یہ حال تھا کہ شمشیر آبدار تولے
ہوے کبھی اس صف مین آتا ہے کبھی اس صف مین جاتا ہے اور کبھی خائف ہو کے پس پشت دیکھتا ہے کہ ایسا نہو
کہ کوئی خداپرست مجھ تک پہونچ جاے اسکا وہی خیال پیش آیا کہ رستم ثانی موقع پا کے لاہوت کے قریب
آگیا فوراً لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرنا چاہا مع ہذا بدیع الملک بھی قریب پہونچ گیا منتظر تھا
کہ رستم لاہوت کو سر سے بلند کرے تو مین رستم کو مع لاہوت سر سے بلند کرلون حسب اتفاق اس وقت
حمزۂ ثانی قریب رستم کے پہونچے اور ایسا ایک نعرۂ زہرہ شگاف مارا کہ رستم کے ہاتھ سے لاہوت کا کمربند چھوٹ
گیا تمام گبر بھاگے اور لاہوت بھی قریب تھا کہ بھاگ جاے مگر بدیع الملک قریب اسکے پہونچ گیا تھا
جاتے ہی لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور پھکی تمام اسکو سر سے بلند کرلیا اسی طرح تمام سردارون نے ایک
ایک گبر کو ہاتھ پر اٹھالیا اور تمام میدان مین سیتے پھرے بعدہ ان سبکو گرفتہ وبستہ کرکے با فتح وظفر بیان ہوتے
روانہ ہوے اور جابلقا مین آکے بارگاہ سلیمانی مین قرار لیا ایک دن استراحت مین بسر کیا دوسرے روز
حکم دیا کہ ان گبران گرفتہ وبستہ کو ہمارے روبرو لاؤ حسب الحکم تمام کافر بدیع الملک کے روبرو حاضر کیے
گئے شاہزادہ نے دین اسلام کی دعوت کی کسی نے قبول نہ کیا شہزادہ نے پوچھا جمشید جابلقا اور ملک کیکاؤس
وبہمن شاہ یہ تینون گبر کہان ہین انکو بھی لاؤ تاکہ انسے بھی حجت تمام ہو جاے ملازمون نے انکو بھی حاضر کیا
شاہزادہ نے کہا ای جمشید تو کیون اپنی جان کے درپے ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کے دلائل رکھتا ہے
بلا تکلف بیان کر ہم ان دلایل کو رد کرکے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کرینگے اور اگر کچھ بھی دلائل نہین ہین
تو دین اسلام قبول کر ورنہ ہم ... کرینگے جمشید جابلقا نے مطلق جواب نہ دیا شاہزادہ ملک کیکاؤس
... اسنے کہا جو کچھ پوچھو بدیع الملک نے کہا کہتا ہے ہون اگر
... پر راضی ہو اسنے بھی کچھ جواب نہ دیا شہزادہ نے بہمن شاہ
... الملک ایمان کا صدقہ جان ہے بدیع الملک نے کہا خیر بہتر ہے

اور حکم دیا کہ ان قلعون کو چار سو سے شہر جابلقا مین لیجا کے دار پر لٹکا دو اور تیر باران کرو بعدہ بیان
سبائل کی طرف روانہ ہوے حمزہ ثانی نے شہر جابلقا کو رستم ثانی کے حوالہ کیا اور نگارستان جابلقا شہر اور قلعہ
بدیع الملک کے نام مقرر کیا چند روز کے بعد سبائل مین ورود ہوا لاہوت وجنگان کو بھی گیر ان نابکار
سبائل مین تیر باران کیا بعدہ ذو الامان مین آ کے مظالم شاہ نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ ای شہر یار عالی تبار
ہر اعدا سے تو شکنند زار ہمچنان ؛ ہمہ اقبال تو توفیق لقا باہم رکاب ؛ صحبت راز سرو قوال گلہا بند رخطہ
اجازت ابلیسان و خواہشت آفتاب کو ؛ بندہ نے اپنی دختر نیک اختر جگر گوشہ شہزادہ بدیع الملک کی کنیزی مین دیدیا ہی
حمزہ ثانی نے فرمایا ای مظالم شاہ کیا بدیع الملک نے اس سے نکاح کر لیا ہی یا ابھی نہین مظالم شاہ نے
کہا ای والا منزلت اگرچہ میری دختر بدیع الملک ہی کے قبضہ مین ہی مگر مجھکو یہ بھی یقین ہی کہ اس مناکحت کو شہزادہ
نے حضور ہی کی اجازت پر موقوف رکھا ہی حمزہ ثانی بدیع الملک سے بہت خوش و رضامند ہوئے اور کہا میرے نزدیک
اب مناکحت سے فراغ حاصل کر لینا چاہیے مظالم شاہ نے کہا حضور کو اختیار ہی میرے نزدیک بھی مناسب
ہی جو حضور کی راے ہی حمزہ ثانی نے سامان عروسی کا حکم دیا ایک قصر خاص اس شادی کے واسطے آراستہ
کیا گیا اور جملہ سامان ضروری نہایت تکلف و اہتمام سے مہیا ہوا روز سعید و آوان حمید مین شہزادہ بدیع الملک
کا عقد ملکہ ماہ نوش لب سے ہوا بعد فراغ اس عروسی کے ایک روز حمزہ ثانی بارگاہ فلک پایگاہ مین مسند
حکومت پر بیٹھا تھا ناگاہ آسمان سیاہ ہو گیا سب متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ آفتاب ایک نوع کی سیاہی مین پوشیدہ
ہو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اعمال شاہ اور ملک داد بخش وہان پہونچے بدیع الملک نے حمزہ ثانی
کی خدمت مین عرض کی شہر یار حضور کے اقبال روز افزون کی بدولت یہ لشکر ملازمان بارگاہ کا ہی یعنی اعمال شاہ اور
ملک داد بخش کا ورود ہوا ہی اور انکے ساتھ ہزارہ ہزار دست دیو بھی ہی جو ان دونون بادشاہون کی حراست
مین ہی حمزہ ثانی نے متعجب ہو کے فرمایا ای بدیع الملک یہ دیو کس قسم کا ہی جسکا نام ہزارہ ہزار دست
دیو ہی کیا اس دیو کے متعدد ہاتھ ہین شاہزادہ نے عرض کی ہزارہ دیو موجود ہی حضور ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی نے
فرمایا اچھا لشکر دیوان ایک جانب استادہ کیا جاوے اور ہزارہ کو ہمارے روبرو لاؤ ہم ہزارہ دیو کے
دیکھنے کے بہت مشتاق ہین شہزادہ نے تمام لشکر کو ایک جانب مقیم کیا بعض سرداران لشکر دربار مین آ کے
حمزہ ثانی نے ان کو خلعت مرحمت کیے سب کو اداب تسلیمات بجا لا کے تم تختون پر بیٹھے دیو تھا جھکا ہوا سر اپنے
چالیسون ہاتھون مین گرز لیے ہوے اور ہزارہ ہزار دست کو مقید کیے ہوے حمزہ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا حمزہ ثانی کی نظر جو ہزارہ ہزار دست پر پڑی بہت حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر یہ دیو ہی یا کوئی آفت ہی آخر
اسکو کیونکر اور کس دلاور نے گرفتار کیا ہی اعمال شاہ نے کہا ای شہر یار عالی مقدار ایسے زبردست دیو کو گرفتار
کرنے کی طاقت بجز بدیع الملک دلاور کے کوئی اور بھی رکھ سکتا ہی اس دیو کے قد و قامت پر نظر نہ کرنا چاہیے
خدا کی قدرت پر خیال کرنا چاہیے کہ اس نے ایسے زبردست دیو پر انسان ایک مشت استخوان کو غالب کیا حمزہ
ثانی نے فرمایا جس وقت یہ ہزارہ گرفتار کیا گیا ہی بدیع الملک کے کسقدر مددگار تھے اور اسکے گرفتار کرنے
مین کسقدر فوج کافی ہوئی اعمال شاہ نے کہا اگرچہ کثیر التعداد لشکر ہو ... دیو گرفتار ہوا ہی
مگر فوج و لشکر کا دخل اسکی گرفتاری مین مطلق نہین ہوا شہزادہ بدیع الملک نے
گرفتار کیا ہی اور مقابلہ بھی تنہا ہی کیا اسوقت دربار مین عجیب کیفیت

نکلا ملعون تھا جن میں ایک سے ایک زبردست و قوی ہیکل و شجاع و دلیر تھا حقیقت ہزارہ پر نظر پڑی کسی کے
تن و توش کی وقعت نہ رہی ہر ایک ہزارہ کو دیکھ کے محو حیرت تھا اور ہزارہ دیو پیکر اکثر اسکے ہر ایک کی صورت
دیکھتا تھا جس سے بے اختیار ہنسی آتی تھی بیشتر سردار با مذاق بھی موجود تھے اگرچہ حمزہ ثانی کے رعب و داب سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن آپس میں باشارہ ہزارہ پر پھبتیاں کہتے تھے اور جب ہزارہ سے نظر چار ہو جاتی تو اسکے
سامنے ایسی بھیانک صورت بناتے تھے کہ وہ بغور گھورتا تھا اور گرفتہ دل ہونے کے سبب سے اسکا کچھ
بس نہ چلتا تھا اس طرف حمزہ ثانی اور تمام سردار بدیع الملک کی جرات و شجاعت کی تعریف کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ شجاعت و دلیری بدیع الملک پر ختم ہے خدا کی شان قابل غور ہے کہ ایک انسان ضعیف البنیان ایسے
دیو بلا سے بے درمان کو گرفتار کرے حمزہ ثانی ہر مرتبہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہتے تھے کہ اے دلاور
شاباش و مرحبا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند بدیع الملک حمزہ ثانی کو بہ کمال ادب تسلیم کرتا تھا اور
دست بستہ کہتا تھا کہ میں کیا اور میری جرات کیا یہ سب خدام بارگاہ والا کی اقبال مندی ہے بعضے سردار یہ کہتے تھے کہ
اے شہریار رستم الفراس دیو کوہ پیکر عجیب الخلقت کا نام زبان صاحبقران سے سنا کرتے تھے ہزار دست ثنا کرتے
تھے مگر چونکہ بچشم خود دیکھا نہ تھا جب سے خود کہتے تھے کہ یہ دیو ہزار دست نہیں معلوم کس قطع کا ہے آج بدیع الملک
کی بدولت ان سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا واہ یہ دیو ہے یا کوئی بلا ہے آفت آسمانی ہے خداوند عالم اسکے شر سے بندوں کو اپنے
حفظ و امان میں رکھے خدا نہ کرے کہ ایسے پہاڑ کا سامنا کسی انسان سے ہو حمزہ ثانی نے ہزارہ دیو کو قریب
اپنے طلب کیا جب وہ آیا کہا تو کیا مذہب رکھتا ہے ہزارہ نے سر ہلایا مطلب یہ تھا کہ میں نہیں سمجھا حمزہ ثانی
نے پھر کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ تو کسکو سب سے زیادہ و بزرگ و برتر جانتا ہے جسکے سامنے سر جھکاتا ہے ہزارہ
نے کہا جو مجھسے بڑا ہے حمزہ ثانی نے کہا تو اسنے سے بڑا کسکو سمجھتا ہے اسنے کہا پہاڑ کو جو مجھسے بدرجہا بلند ہے
حمزہ ثانی نے کہا پہاڑ کی یہ وقعت ہے کہ ایک ادنی آدمی اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے پھر وہ بڑا کاہے سے
ہو اسنے کہا وہ بڑا اس سبب سے ہے کہ اس سے بلند و بالا کوئی شے نہیں ہے حمزہ ثانی نے کہا اس سے بلند
آسمان ہے اسنے کہا آسمان کو ہم دیکھ نہیں سکتے پھر جسکو دیکھ نہیں سکتے اسکی بندگی کیا حمزہ ثانی نے کہا مثل پہاڑ
کی بندگی کرتا ہے یا اسکے ٹکڑے کی بھی ہزارہ نے کہا پتھر کا ٹکڑا بھی پہاڑ کا جز ہے اس واسطے اسکی بھی بندگی لازم ہے
بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ مردود اسی طرح مزخرفات بکیگا بیکار مغز خراشی ہے اسکا قتل و اصل ہی کرنا مناسب ہے
حمزہ ثانی نے کہا اے بدیع الملک حجت تمام کر لینا چاہیے اور ہزارہ سے کہا اے ہزارہ اب ہم اور کچھ نہیں
پوچھنا چاہتے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ تو مسلمان ہوگا یا نہیں ہزارہ نے کہا میں خدائے نادیدہ کی بندگی ہرگز
پسند نہ کرونگا حمزہ ثانی نے کہا اندھوں کو وہ خدائے وحدہ لاشریک نہیں دکھائی دیتا ورنہ وہ ہر جگہ موجود ہے
جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے ہزارہ نے کہا مجھکو نہیں دکھائی دیتا پھر میں کس طرح
اسکا قائل ہو جاؤں اور تم کہتے ہو اندھوں کو وہ خدا نہیں دکھائی دیتا میں تو آنکھیں رکھتا ہوں ہرگز اندھا
نہیں ہوں مجھے
اور جو یہاں موجود ہیں سب مجھے دکھائی دیتے ہیں حمزہ
ثانی
نے ایک ادنی اہل دربار سے کہا کون ہے ایسا قوی دست
جسکی جرات نہ ہوئی کہ ہزارہ ہزار دست پر تیغ کا وار
کرسکے بدیع الملک نے بڑھ کے کہا اگر حکم ہو تو میں اسی قوت بازو

داخل ہوں حمزہ ثانی نے اجازت دی بدیع الملک ہزارہ کے قریب آیا اور کہا او
غیرت بیتا ہی اگر تو مسلمان ہوجاے اُسنے کہا نہیں معلوم تو کیا بکتا ہی میری سمجھ میں نہیں آتا
غیر ابھی تک تیری سمجھ میں نہیں آیا ہی اب سمجھ جائیگا یہ کہکر اُسکی کمر بند میں ہاتھ ڈال کے بزور دست و بازو سے
بلند کر لیا اور تمام حاضرین کو دکھا کے زمین پر مارا جس سے وہ مضمحل ہوگیا بعدہ ایک پاؤں اُسکا اپنے پاؤن
کے نیچے دبایا اور دوسرا اُسکا پاے نجس دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لا کے مثل کرباس دو حصے کر دیا
ایک حصہ جانب راست پھینک دیا اور دوسرا جانب چپ اور حمزہ ثانی کے روبرو آکے سلام کیا حمزہ
ثانی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوے اور بدیع الملک کو گود میں اٹھا کے چند بوسے پیشانی و چشم پر
دیے اور تمام حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای حاضرین اگرچہ یہ مسلم ہی کہ آنچہ عیان ست چہ حاجت
بہ بیان ہی تمام حاضرین وقت جانتے ہی ہونگے کہ یہ جوان دلاور جری جس مرتبہ کا ہی تاہم یہ اعلان میں اس بات کو
کہتا ہوں کہ بدیع الملک پشت و پناہ لشکر اسلام اور آبروے ہم سبکی ہی اگرچہ اور بھی جری و دلاور لشکر اسلام
میں ہیں مگر جو اقبال مندی اس جوان کو حاصل ہی وہ ہرگز کسیکو نہیں حاصل ہی اور بالیقین یہی میرا جانشین
نظر آتا ہی بعدہ خلعت خاصہ بدیع الملک کو مرحمت فرمایا ملک داد بخش بھی اُسوقت دربار میں حاضر تھا
بدیع الملک کے زور و طاقت سے بہت خوش ہوا جب حمزہ ثانی نے خلعت خاصہ مرحمت فرمایا اور کمال درجہ
بدیع الملک کی تعریف کی ملک داد بخش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی کہ اگر حکم والا ہو تو یہ خادم
بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہی حمزہ ثانی نے اجازت دی ملک داد بخش نے کہا اصل امر یہ ہی کہ جو جرات و طاقت
اسوقت بدیع الملک کو حاصل ہی وہ جرات و طاقت بیان کسیکو حاصل نہیں ہی لیکن تو بجاے خود ہر شخص
اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہی ایسے سمجھ لینے سے کیا فائدہ میں بھی بدیع الملک کے اوصاف کا قائل ہوں اور دلیل
قائل ہونے کی یہ ہی کہ میں اپنی دختر پارہ جگر کو بدیع الملک کی کنیزی میں دیتا ہوں چنانچہ دوسرے روز سے
کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ بہت دھوم سے یہ عقد بھی شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا ہزاروں
جوڑے ملازموں کو ملے بیشمار انعام تقسیم ہوے مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں عیش و عشرت کی
راتیں آئیں یہاں تک کہ ہنگامہ عروسی فرو ہوا چند روز تک ملک داد بخش اور اعمال شاہ کا قیام رہا بعدہ یہ دونوں بادشاہ
رخصت ہوکے قاف کی جانب روانہ ہوے ایک روز ایرج نوجوان قصر دلاویز میں اندرون محل بیٹھا ہوا
تھا یکایک اُسکی نظر ایک نازنین پر پڑی ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا دل پکڑنے لگا تیر مژہ نازنین کا رنگیں
چہرہ سے کر گیا پروانہ وار ملاقات دل میں قرار کا خون ہوگیا بیقراری کا عمل ہوا راوی کہتا ہی وہ نازنین گہرتاج نام بدیع الزمان
کی دختر تھی جسوقت ایرج نوجوان کی نظر گہرتاج پر پڑی اُسکو مطلق ایرج نوجوان کا خیال نہ تھا اور ایرج نوجوان
کی نظر اُسی نازنین پر لگی رہی اور وہ خستہ ہوگئی تھی ہر مرتبہ ایرج چاہتا تھا کہ ہر چہ باد اباد اس حور وش سے دست و بغل
ہو جاؤں مگر پھر خیال کرتا تھا کہ نہیں معلوم کس خرابی کا سامنا ہو جاے آخر گہرتاج بنت بدیع الزمان نے بھی زیر نظر
سے ایرج کو دیکھا کہ میری جانب بغور دیکھ رہا ہی وہاں سے اٹھ کے اپنی محل سرا میں چلی گئی ایرج کی
یہاں ہلاکت کی نوبت پہنچی چہرہ پر زردی چھا گئی گر یہاں تک ... اور نے استفسار مزاج کیا
ایرج نے حقیقت امر کو بیان کرنا مناسب نہ جانا کہا
میں ہوں کہ مجھکو کیا ہوگیا ابھی اچھا خاصہ بیٹھا ہوا تھا کیا تم

بندوبست کیا جاوے ایرج نے کہا کچھ طبیب کی ضرورت نہیں ہے خود مزاج درست ہو جائیگا سب خاموش ہو رہے
مگر لحظہ بہ لحظہ متغیر ہو گیا حتے کہ غشی کی نوبت پہونچی اب سب گھبرا گئے حکیموں کو بلایا انہوں نے نبض دیکھی انواع اقسام
کے مرض تجویز کیے لیکن اصل مرض تشخیص نہ ہوا دوا تیار ہوئی پلانا چاہا غشی تھی دوا کیونکر پلائی جاتی تجویز ہوا
کہ غشی سے افاقہ ہو تو پلائی جاوے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے آنکھ کھولی سب نے اصرار کیا کہ دوا نوش
فرمائیے ایرج نے آہستہ کہا یارو کیوں مجھکو پریشان کرتے ہو میں اس دوا کو نہ پیونگا اپنے مرض کو میں ہی خوب
سمجھتا ہوں یہ کہا اور مع ہذا اسکے تصور بندھ گیا جو اُس صنم کا پتہ لگاتا تیکھے چشم ستم کا پرستاروں کو اور نہ یاد حیرت
نے گھیر لیا کسی نے کہا دماغ خراب ہو گیا ہے کسی نے کہا کسی جن یا پری کا سایہ ہے فلاں عامل اپنے فن میں کامل ہے
اُسکو بلاؤ کوئی عجیب تعویذ لکھدیگا ابھی حال بھی معلوم ہو جائیگا اور فائدہ بھی ہوگا ایرج پر پھر غشی طاری ہوئی غلام
عامل کے یہاں تشریف لے گیا اور اُسیوقت اپنے ہمراہ لا سکے عامل نے کتاب کھولی زائچہ کیا ایرج کے
ہاتھ میں قرعہ رکھکے پھینکا کچھ حساب کیا تعویذ لکھا کہا اسکو پانی میں گھول کے پلا دو خدا نے چاہا تو فائدہ ہوگا اس
جوان پر پری کا سایہ ہے جان کی خیریت ہے چند روز کی زحمت ہے پھر خوشی ہوگی یہ کہکے وہ چلا گیا عامل کی اس تقریر
سے کسی کو تسکین نہوئی سب متحیر تھے کہ یہ کون سا مرض ہے کوئی کہتا تھا کہ ہم جن پری کے قائل نہیں ہیں کوئی
کہتا تھا اگر جن پری کے قائل نہیں تو حکیم صاحب نے کیا بنایا ہوتا [?] کوئی کہتا تھا صاحب جو جس فن کا ماہر ہے گا وہ اپنے فن کے
موافق تجویز کریگا عامل ہو یا طبیب دوسرے روز حمزہ ثانی کو ایرج کی علالت کی خبر پہونچی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ
طبیب اور عامل کی یہ رائے ہے حمزہ ثانی کو کمال تاسف ہوا ملک قاسم کو قریب بلایا اور کہا ایرج نوجوان کو
نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہے میں خود ایرج کی عیادت کو جاتا مگر بوجوہ چند در چند میرا جانا نہیں ہو سکتا میری طرف
سے تم جاؤ اور ایرج نوجوان کے حال کی صحیح صحیح خبر مجھسے بیان کرو مگر ایرج نوجوان کی پرستاروں سے میری طرف
سے یہ ضرور کہدینا کہ خبردار علاج میں غفلت نہ کرنا جس چیز کی ضرورت ہو کوشش کرکے بہم پہونچانا اور بہم نہ ہو
تو مجھے اطلاع دینا ملک قاسم وہاں سے ایرج کے پاس آیا حال دیکھا ایرج نوجوان پر اُسوقت بھی غشی طاری
تھی بار بار ٹھنڈی سانسیں بھرتا تھا اور کبھی نہایت درد کی آواز سے کراہتا تھا ملک قاسم نے ایرج کا شانہ
ہلایا آواز دی ایرج نے آنکھ کھولی ملک قاسم نے کہا کیسا مزاج ہے ایرج نے نفس سرد کھینچکے حسرت کی نظر
سے ملک قاسم کو دیکھا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے آہستہ کہا ؎ کیا پوچھتے ہو یارو ہم جسم ناتواں کی ÷
رگ رگ میں نیشتر غم ہے کہیے کہاں کہاں کی ÷ ملک قاسم نے کہا آخر معلوم تو ہو کہاں درد ہے کیا بیچینی ہے تاکہ
اُسکے موافق علاج کیا جاوے حمزہ ثانی کو خبر علالت سنکے بہت تردد ہے استفسار حال مزاج کے واسطے
مجھکو بھیجا ہے ایرج نے کہا ای ملک قاسم ؎ گر کہیں درد ہو دوا کیجے ÷ دل ہی بیچین ہو تو کیا کیجے ÷ ملک قاسم
نے کہا آخر دل کے بیچین ہونے کی کوئی وجہ بھی ہے دو سبب سے دل بیچین ہوتا ہے یا تو کوئی مرض جسمانی ہو یا نفسانی
اگر کوئی مرض جسمانی ہو اُسکو بیان کرنا چاہیے یا کوئی مرض نفسانی ہو اُس سے مطلع کرنا چاہیے ورنہ سکوت میں
مفت جان ضایع ہو جاویگی اور اسطرح جان کا ضایع کرنا ہرگز قرین عقل نہیں ہے ایرج نے اس مرتبہ مطلق جواب
نہ دیا اور پھر بیہوش ہو گیا [illegible]
ہو گیا [illegible] ان قرائن سے ثابت ہو گیا کہ ضرور ایرج نوجوان کسی نازنین پر دل شیدا
[illegible] کب سے ہے اور اس علالت کے پیشتر کس کس شخص سے
[illegible] کے جو روز آتے جاتے ہیں کسی خاص شخص سے ملاقات نہیں

ہوئی ملک قاسم نے کہا قوم اناث سے تو کوئی نہین یہان آیا تھا انہون نے کہا ہان گہرتاج دختر بدیع الزمان
بضرورت یہان آئی تھی ملک قاسم نے کہا بس ہم سمجھ گئے خبردار اب کوئی دوا ایرج نوجوان کو نہ پلائی جاوے
ہمنے مرض کو تشخیص کر لیا اور ایرج کے کان مین آہستہ کہا ای جوان اگرچہ تو اپنے مرض نفسانی کو ظاہر نہین کرتا ہی مگر ہم
سمجھ گئے تو نے گہرتاج ہمشیرہ بدیع الزمان کو تو نہین دیکھا ایرج نے مسکرا کے ملک قاسم کی صورت دیکھی
اور پھر آنکھین بند کر لین ملک قاسم وہان سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ ثانی نے کہا ای ملک قاسم
کہو ایرج نوجوان کا حال کیا ہی خدانہ کردہ کوئی مرض شدید تو نہین ہی ملک قاسم نے کہا شہریارا بہت
سلامت رہین خدانہ کردہ کوئی ایسا مرض نہین ہی جس سے کچھ خدشہ کا گمان ہوسکے ہان خفیف ایک نوع کا مرض
ہی جو شہریار کی ادنی توجہ سے زائل ہوسکتا ہی حمزہ ثانی نے کہا مین کسی مرض کا علاج کیا جانون ملک قاسم نے
کہا ابھی حضور فرماتے ہین لیکن جب عرض کرونگا تو حضور سمجھ جاینگے کہ ہان میری توجہ سے یہ مرض زائل ہوسکتا ہی اور
یہی عرض کیے دیتا ہون کہ ایرج نوجوان کو کوئی مرض جسمانی نہین عارض ہی بلکہ مرض نفسانی عارض ہوگیا ہی حمزہ ثانی
نے کہا آخر بیان تو کرو کیا مرض ہی ملک قاسم متبسم ہوا اور کہا تخلیہ مین عرض کرونگا حمزہ ثانی ملک قاسم کو تخلیہ
مین لے گئے اور کہا ہان بیان کرو ملک قاسم نے پہلے جو حالت معائنہ کی تھی بیان کی بعدہ کہا کہ ایرج نوجوان
گہرتاج ہمشیرہ بدیع الزمان پر فریفتہ ہوگیا ہی اسکا علاج حضور ہی پر محول ہی حمزہ ثانی انگشت بدندان ہوا
اور کہا ای ملک قاسم یہ کیا نادانی کی حرکت ہی فرض کرو کہ مین بدیع الزمان سے کچھ نہین کہہ سکتا اور کہون بھی
لیکن بدیع الزمان منظور نہ کرے پھر کیا ہو انسان کا مقتضائے انسانیت یہ ہی کہ ہر ایک امر مین مناسبات
کو ہاتھ سے نہ دے سہ ہر جا سے مرکب توان تاختن کہ جا ہا سپر باید انداختن ملک قاسم جب حمزہ ثانی کی
تمام تقریر سن چکا کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون حمزہ نے کہا کہو ملک قاسم نے کہا خداوند نعمت اصل امر
یہ ہی کہ عشق و محبت مین ادنی و اعلے سب ہی مجبور رہتا دل پہ کسکا اختیار ہی خطا معاف خدا نہ کرے کہ دل از خود
رفتہ ہو جاے سہ رہتی ہی یاد ابروے دلبر تمام رات پہ کٹتی ہی زندگی تہ تیغ تمام رات حمزہ ثانی تا دیر سکوت مین بیٹھے
رہی بعدہ بدیع الزمان کو طلب کیا اور کہا ای برادر بدیع الزمان ہمنے تمہاری دختر نیک اختر کی ایک نسبت ٹھہرائی
ہی اور تمکو ہر نوع منظور کرنا ہوگا بدیع الزمان نے کہا شہریارا گہرتاج آپکی کنیز ہی ارشاد ہو وہ کون شخص ہی
حمزہ ثانی نے ایرج نوجوان کا نام لیا اور کہا جب تم کو گہرتاج کا عقد کسو سے منعقد کرنا ضروری ہی پھر ایرج
کے ساتھ کیون نہ منعقد کرو اگر کوئی غیر مقام ہو تو اسکا دریافت لازم ہی یہ گھر کا واسطہ ہی تم بھی ایرج کے حرکات
و سکنات سے یقیناً واقف ہوگئے بدیع الزمان تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اسوقت مین اسی بات کا جواب نہین
دیسکتا البتہ دوسرے وقت عرض کرونگا اور زیادہ تر ضرورت دوسرے پر محول کرنے کی یہ ہی کہ اس بارہ مین
نور الدہر اور بدیع الملک سے بھی مشورہ کرنا ضرور ہی دیکھون وہ کیا اپنی راے ظاہر کرتے ہین حمزہ
ثانی خاموش ہو رہا بدیع الزمان اپنے مقام قیام پر چلے آئے اور اسی وقت شہزادہ بدیع الملک نور الدہر
اور اسد کو بلا کے اس حال کو بیان کیا اور کہا حمزہ ثانی اس بارہ مین مجھکو مجبور کرتے ہین تم سب کی
کیا راے ہی نور الدہر نے کہا ای شہریار عالی مقدار اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی
ہمارا بادشاہ ہی جو کچھ اس عالی جاہ کی راے ہی بہت مناسب ہی لیکن نور الدہر
سے کہا او خیرہ سر معلوم ہوتا ہی کہ تو پہلوانان دستچپ

گہرتاج

سے نکاح کریگا اگر حمزہ ثانی کہتے ہیں تو کہا کریں اُنکے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار ہے خبردار
اب اگر حمزہ ثانی اس بارہ میں کچھ کہیں تو انسے صاف صاف یہ کہدینا کہ گوہر تاج کا اختیار اسد کو ہے جو کچھ کہنا ہے اُس
کو سمجھیں جس وقت کہیں گے میں جواب دے دونگا چونکہ رات زیادہ گئی تھی ہر ایک شخص پر خواب کا غلبہ تھا سب
اپنے اپنے مقام استراحت پر جا کے سو رہے ہر ایک نے عالم خواب میں یہ دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران
تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں میری بھی یہی رائے ہے کہ گوہر تاج کا نکاح ایرج نوجوان سے ہو جائے
آخر ایرج میں کیا نقص ہے جو بعض شخص اس مناکحت کے خلاف ہیں خبردار کوئی
اس بارہ میں مخل نہو جب صبح ہوئی سبکو خواب شب کا خیال آیا بجائے خود متنبہ ہوئے حمزہ ثانی کی خدمت
میں آئے حمزہ ثانی نے بدیع الزمان سے پوچھا کیا رائے قرار پائی بدیع الزمان نے کہا شہریار
کیا عرض کروں کل جن لوگوں سے مشورہ لیا بعض انمیں سے مناکحت کے بارہ میں خلاف تھے لیکن شب کو
جناب امیر حمزہ تشریف لائے اور تاکید کی کہ ضرور گوہر تاج ایرج سے منسوب کی جائے اب میری جرأت نہیں
ہوتی کہ خلاف حکم امیر عمل میں لاسکوں حمزہ ثانی نے کہا میں نے بھی شب کو اسی طرح کا خواب دیکھا ہے اچھا اب
تاخیر عبث ہے کار امروز را بفردا مگذار. بدیع الزمان نے کہا حضور کو اختیار ہے حمزہ ثانی نے ایرج کو طلب
کیا پھر بدیع الزمان کو اشارہ کیا بدیع الزمان نے خلعت دامادی منگایا ایرج کو دیا ایرج نوجوان
نے حمزہ ثانی اور بدیع الزمان بجا لا تعظیم تسلیم کی اور دل میں بہت خوش و مسرور ہوا دونوں جانب سامان
عروسی تیار ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ چالیس روز تک ہنگامہ عروسی گرم رہا اور ساعت سعید و آوان حمیدہ میں ایرج
نوجوان کے ساتھ گوہر تاج بنت بدیع الزمان منعقد کی گئی

اب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنی حمزہ ثانی کا لشکر سے شب کو غائب ہوجانا اور سرداران دست راست اور دست چپ یعنی شاہزادہ بدیع الملک و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ میں ہنگامہ پیکار گرم ہونا ۔ بیان کیا جاتا ہے

تیری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہوں میں
پھر خدا کو کرے تیری کوچہ کو جاتا ہوں میں
سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں میں
بے لقا آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
نشہ میں مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہوں میں
کوئی مقصود کے سجدے میں شب و روز رہا
بآہنگ عشاق آواز کن
بیک نغمہ دل کشتہ سندہ کن

خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہوں میں
سینہ صافی سے ہوا آئینہ کا رتبہ حاصل
آنکھ مریخ لڑائے تو لڑاتا ہوں میں
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
بلبلوں کو چمنستان سے اڑاتا ہوں میں
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
جادے کی طرح تجھے راہ میں پاتا ہوں میں
سرشتہ گردم ای مطرب خود برو
ز حشمت یکی مرده ... زنده کن

ہند سے دور جو کعبہ کو شناسی میں نے
جیسا ہو دو کوئی ویسا نظر آتا ہوں میں
نعمت عشق بھی ممکن نہیں بے فضل خدا
یہ قدح میرا ہے پھر اسکی بناتا ہوں میں
ساقی میکدہ نے مجھکو یہ خدمت دی ہے
سوزش دل کو زبان پر نہیں لاتا ہوں میں
مغنی بیا نغمہ را ساز کن
کہ ہر نغمہ خدائی در ہر نغمہ ہو
سہرو دلواز ان مقام قانون ...

... زہرہ صدا تا بہ سد لوا کو اس طرح نہایت کوشش اہل و حسب ...
... ایرج نوجوان سے منعقد ہو گئی اور ہنگامہ جشن تمام ہوا
... حمزہ ثانی بیٹھے بیٹھے کچھ سوچے تمام ملازموں کو طلب کیا

انہین سے چالیس ملازمون کو منتخب کیا اور کہا تمکو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تیار رہو جسوقت ہم
حکم دین تم سب فوراً حاضر ہو اُن سب نے کہا بہت مناسب ہے ہم ہر وقت تابع فرمان ہین جسوقت
ہوئی حمزۂ ثانی نے اُن چالیسون ملازمون کو ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہوے جب صبح کو خبر
منتشر ہوئی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہین شب کو کہین چلے گئے ایک نے دوسرے سے کہا کچھ
ہمکو معلوم ہے آپنے کہا سبحان اللہ جان تم وہان تھین مجھکو کیا معلوم کہ وہ عالی مرتبت کس طرف
چلا گیا اور کس فکر مین گیا ہے اس خبر کو سعد شہریار نے بھی سنا شہزادہ بدیع الملک کے پاس
پہونچا کہا کچھ تمکو حمزۂ ثانی کا حال معلوم ہے بدیع الملک نے کہا کچھ ظاہر کی سعد نے کہا میری راے یہ ہے کہ حمزۂ لشکر مین رونق
افروز نہین ہین بے سردار فوج کا رہنا مناسب نہین ہے ہمکو حمزۂ ثانی اپنا جانشین قرار دے گئے ہین فلہذا تم ڈنگل آصفی پر بیٹھ جاؤ
ہو جب حمزۂ ثانی آوینگے اسوقت سمجھ لیا جاویگا بدیع الملک نے کہا یہ سب سچ صحیح ہے لیکن میرے نزدیک ابھی اسقدر
عجلت نامناسب ہے تم نہین دیکھتے ہو کہ سرداران دست چپ ہر وقت میری طرف کس نظر سے دیکھتے ہین تعجیل
کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے علی الخصوص اس وقت کی تعجیل تو ضرور ہی سخت خرابی کا باعث ہے سعد نے کہا اسکا نتیجہ جسطرح
بہتر و مناسب ہے اب تم ویسا کرو جو مین کہتا ہون اسپر عمل کرو بدیع الملک نے کہا تم جانو اور ڈنگل آصفی پر قیام کیا اس
طرف سرداران دست چپ نے جو یہ رنگ دیکھا استفسار پر ہم ہوے سب ملک قاسم کے خیمہ مین جمع ہوے
اور کہا دیکھا تم نے اے ملک قاسم سعد کو کیا منصب تھا کہ بدیع الملک کو ڈنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے فکر کیجئے نہ کیا
جو دعوی حکومت حمزۂ ثانی پر وہ رکھتے ہین وہی ہم بھی رکھتے ہین تم بتاؤ اُنکی اس حرکت نامعقول کے عوض مین
ہم کیا کرین ملک قاسم نے کہا جب تک ہم سمجھے نہین کہتے حمزۂ ثانی موجود نہین ہین اگر اسد نے بدیع الملک
کو ڈنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے تم بھی کسیکو ڈنگل پر بٹھا دو مگر یہ یاد رکھو کہ اس طرح کے اختلاف کا نتیجہ بہتر نہوگا آیندہ
اختیار ہے اُن سردارون نے کہا تو ہم بھی سمجھتے ہین مگر جبکہ اُن سب کو اس خرابی کا خیال نہین ہے تو ہم کیون
خیال کرین اگر اسد نے بدیع الملک کو ڈنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے ہم شاہزادہ رستم ثانی کو ڈنگل پر بٹھا
دیتے ہین جسکو کچھ اعتراض ہوگا ہم سے سمجھ لیگا ملک قاسم نے سکوت کیا اُن سب نے اسیوقت جاکے رستم
ثانی کو بھی ڈنگل پر بٹھا دیا اور نذرین پیش کش کرکے مطیع فرمان ہوے اُس طرف شاہزادہ بدیع الملک ڈنگل
آصفی پر بیٹھا تھا اور تمام سرداران دست راست بھی موجود تھے یکایک سیارہ ثانی بارگاہ مین بلا تکلف چلا آیا
اور جام کاسۂ عفریت اُٹھا لیے گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اے نالائقان دست راست تمہارا کیا منصب ہے کہ اس جام کاسۂ
عفریت کو اپنے قبضہ مین لیے ہو جسکا منصب ہے اُسکے پاس اس جام کو لیے جاتا ہون اگر کوئی تم مین سے
اس جام کے لینے کا منصب رکھتا ہے مجھ سے لے لے شاپور شیر دل اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ
کی خدمت مین بھی عرض کی کہ کیا حکم ہے سیارہ جام کاسۂ عفریت لیے جاتا ہے اور ہم سب کو نالائق قرار دیتا ہے خود لائق
بنتا ہے شہزادہ نے کہا اے شاپور تو جسے کیا ہو اگر لے سکتے ہو جام کو لے لو اگرچہ مجھکو اس جام کا خیال چندان
نہین ہے تاہم یہ خیال ہے کہ اس طرح یہان سے کسی شی کا لیجانا سخت توہین ہے شاپور شیر دل بعجلت تمام اسکے تعاقب
مین چلا یہان رستم ثانی ڈنگل پر بیٹھا تھا کہ سیارہ ثانی دربار مین رستم ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض
کی اے مالک تاج وتخت حمزۂ ثانی ہین اس وقت جاسوسی کی غرض سے [illegible] دست چپ سے
باطمینان بیٹھے اس جام مین میکشی کر رہے ہین یہ دیکھ کے [illegible]

اکثر کم چھین لیا کسیکی جرأت مجھ سے تعرض کرنے کی نہ ہوئی بلکہ مین نے چلتے وقت یہ بھی کہا کہ نالائقون کے مے نوشی
کے قابل یہ جام نہین ہے نالائقون کے واسطے یہ جام لیے جاتا ہون جس کو کچھ دعوی ہو وہ مجھسے یہ جام لے لے
کسی نے مطلق جواب نہ دیا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کی رستم ثانی سیارہ سے بہت خوش ہوا کہا اے سیارہ
عرارکاری کرے تیرا ہی یہ کام تھا کہ یہ جام وہان سے لے آیا دوسرے کی ایسی جرأت ہرگز نہ ہوتی واقعی یہ جام
لایق وقابل سلاطین کے ہے مے نوشی کے قابل ہے نالائقون کے واسطے نہین ہے جلدی اسکو شراب سے مملو کرکے
مجھے دے کہ پیون سیارہ نے بعجلت تمام اُس جام کو شراب سے پر کرکے رستم ثانی کو دیا رستم چاہتا تھا
کہ منھ کے قریب لیجا کے لگا ایک بارگی باش باش کی صدا بلند ہوئی اور ایسی صدا کے سننے آئی کہ رستم اُس
جام کا پینا بھول گیا متعجب ہو کے ہر چہار جانب دیکھنے لگا ایک شالور شیردل دربار مین آیا سیارہ کی گردن
کو بغل مین لا کے فشار دیا جس سے اُسکے حواس باختہ ہو گئے اور اُسی طرح رستم ثانی کے قریب آیا وہ جام
شراب رستم کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً منھ لگا کے پی گیا پھر نعرہ مار کے کہا اے پاجیو تمھاری بھی حقیقت
ہے کہ اس جام کی شراب پیو دیکھون جام کا شہرہ بہت ہے اور سیارہ کو باہر لیے جاتا ہون جو اپنی زندگی سے عاجز
ہو وہ مجھسے تعرض کرے اور اس سیارہ مردود سے تو مجھے بہت بڑا عوض لینا ہے اسنے شاہزادہ
بدیع الملک کو بڑا دھوکا دیا ہے یہ نہ جانا اسنے بدیع الملک دلاور کی خدمت مین گستاخی بھی کی رستم
ثانی اس واقعہ کو دیکھ کے از سر تا پا غضبناک ہو گیا جلد اتھی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے شالور شیردل کے
تعاقب مین چلا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایرج اور سرداران دست چپ و راست بھی آپہونچتے تھے شالور
شیردل تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ رستم قریب آپہونچا شالور بھی مستعد ہوا رستم نے نعرہ مارا کہ اے دزد کہان
جاتا ہے میرے ہاتھ سے اگر بدیع الملک کے لشکر مین بھی جا گھسیگا تو مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہا اور
چلہ کمان مین تیر جوڑا شالور نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ رستم تیر کو کمان مین جوڑتا ہے اور قریب ہے کہ
نشانہ ہو جاؤن بسبب خوف کے وہ جام اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے گر پڑا اس عرصہ مین سیارہ بھی شالور سے جدا
ہو گیا شالور نے چاہا کہ جام کو اٹھا لون رستم قریب پہونچ گیا شالور کی گردن مین ہاتھ ڈال کے اس زور سے
ڈھکیلا کہ شالور دور تک لڑھکتا چلا گیا اور خود بھی چند قدم اُسکے ساتھ گیا سیارہ اُس جام کے قریب تھا اسنے
چاہا کہ جام کو اٹھا لے ناگاہ ایک نقابدار نمودار ہوا اور آ کے اُسنے بھی ایک دلیا نچہ سیارہ کے مارکے
وہ جام اُسکے ہاتھ سے چھین لے گیا سب ایک دوسرے کا منھ دیکھ کر رہ گئے اور اسنے نقابدار
چلا آتا شالور شیردل بدیع الملک کی خدمت مین آیا اور کہا شہریار بہتر ہوا کہ وہ جام ہی ندارد ہو گیا اس سے
بہتر کہ ان بدبختون کے ہاتھ مین ہوتا رستم ثانی کو اس نقابدار پیادہ کے لیجانے سے کمال افسوس ہوا
سیارہ کو لشکر مین لے آیا اور حکم دیا کہ نقارہ جنگ بدیع الملک سے مقابلہ کے واسطے بجایا جاوے
یون ہی بدیع الملک نے نقارہ رزم کی آواز سنی اپنے سرداران ہمراہی سے کہا دیکھو ان بدبختون کی
بیہودگی کو آپ جانتے ہین ... ہوا اچھا بہتر ہے ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگ بجایا جاوے
... دونون لشکرون مین بھی نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی تمام

روز دیگر کہ این جہان مغرور + یافت از چشمہ خورشید نور

اور ادھر سے رستم ثانی اپنی بارگاہ سے نکل کے

مرکب تیز رفتار صرصر کردار پر سوار ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے دربار سے برآمد ہو
پشت پر آکے اسکی باگ لی | بگویم شکل رو چو باد بہار | سیہ چشم سفید اندو بر بہار
زمین گشت ہوس کردہ قیصر کمر | بہ صحرا ز نقاش چنان جستہ تنگ | کہ شد برآئینہ ور کمر پشت تنگ | کلاہیان مار تا غول ہین بچا
اب ادھر بھی تمام فوج آمادہ جنگ ہے اور ادھر بھی صرف حکم کی دیر ہے اندرون فوج ایک ایک غول سرداروں کا
ہے جن میں ہر ایک ویسا ہے آہن میں غرق ہے | زرزین کلاہان آہن قبا | شدہ آن جا نگاہ جام گیتی بسا
تبرزین آہن سپرہائے زر | ہلالی بدست آفتابے بسر | شہزادہ بدیع الملک نے اپنے یہاں سے
علم کا شقہ کھولا پہلے جو شخص کہ بدیع الملک کی طرف سے میدان نبرد میں آمادہ اسد دلاور تھا حربہ گاہ میں
استادہ ہو کے پکارا کہ ای رستم کون ہے میرا مرد مقابل آوے مجھسے مقابلہ کرے ابھی رستم ثانی کی طرف سے
اسد کے مقابلہ کو کوئی نہیں آیا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایاں ہوا دونوں لشکر اس گرد کی طرف نگران ہوے
جب دامن گرد چاک ہوا نقابدار سبزپوش مع چالیس نقابداران ہمراہی نمودار ہوا اور میدان معرکہ میں پہونچ
کے بدیع الملک کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای نالائقون یہ کیا بیہودگی ہے کہ آپس کا پاس و لحاظ بالا
طاق رکھ کے رستم ثانی سے جنگ کرنے کا تہیہ کیا یہ امر ہرگز قرین انسانیت نہیں ہے مجھکو خوب معلوم ہے
جس لائق تم نالائق ہو اور ضرور وہی عمل میں آویگا اور رستم ثانی کے لشکر میں آکے رستم ثانی کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار عالی تبار تمہاری تکلیف گوارا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے تم باطمینان یہاں مقیم رہو اور تماشا دیکھو
مجھکو اپنا خدمت گذار سمجھو جس بیباکی سے بدیع الملک مع فوج و لشکر تمہارے مقابلہ کو آیا ہے دیکھنا کہ میں کیسی
سزا سے معقول اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو دیتا ہوں رستم ثانی نے بکمال عاجزی کہا ای نقابدار یہ تمہاری
انسانیت ہے جو تم خواہ مخواہ میری طرفداری پر آمادہ ہو گئے ورنہ میں نے کوئی ضیافت بھی تمہاری نہیں کی نقابدار
نے کہا کچھ ضیافت کی ضرورت نہیں ہے میں یون ہی تابع فرمان ہون یہ کہا اور مرکب کو ہمیز کیے اسد کے قریب
پہونچا بہ آواز بلند کہا ای خیرہ سر نالائق تو سخت شریر معلوم ہوتا ہے جو بیعقلی کی سے بیار انچہ داری زمردی نشان
کمان کیانی و گرز گران + اسد نقابدار کی یہ تقریر سن کے نہایت غضب آلود ہو اپنے قیام سے جھپٹ کے
شمشیر آبدار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے ہاتھ بڑھا کے اسد کے بند دست کو گرفت میں لایا اور دوسرے
ہاتھ کو اسد کی کمربند پر ڈال کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مارا چند پیادہ پہونچے اسد کو گرفتہ و بستہ کر لیا
داراب کشور کشا کو اسد کے گرفتار ہو جانے سے کمال صدمہ ہوا اپنے مرکب کو جیسے تماشا اٹھاتا ہوا نقابدار
کے قریب آیا اور حملہ کیا نقابدار نے اس کا حملہ رد کر کے اسکو بھی سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ
کر کے رستم ثانی کے پاس بھیج دیا چونکہ آفتاب قریب غروب تھا میدان سے مراجعت کر کے رستم ثانی
کے پاس پہونچا کہا شہریار آج اسقدر جنگ و حرب کے کام کو انجام دیا ہے کل کے روز بقیہ نمک حرامون
کو انکی سرکشی کی سزا دونگا اور ایسی سزا سے معقول دونگا کہ دشت الحذر یاد رکھیں گے تم روز اسی طرح
نقارہ جنگ بجاتے رہو اور میں عین وقت پر پہونچ جایا کرونگا یہ کہا اور مرکب کو پھیری اور جس طرف
سے آیا تھا اس طرف روانہ ہو گیا بدیع الملک نہایت م
ادھر رستم ثانی خوش و مسرور اپنی بارگاہ میں پہونچا سردار
کو وقت رخصت سے نقابدار آگیا اور میدان اسپ

الدر ی آیا
ری ہے
ادھر

کیسی کوشش کرنا پڑتی اور کل کی میدان داری کا بھی وعدہ کر گیا ہی مجھکو یقین ہی کہ کل بھی ضرور آئیگے سب نے
کہا بیشک آئینگے رستم ثانی نے آج پھر نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو پھر میدان ضرب میں دونوں طرف
صف آرائی ہوئی آج ایرج نوجوان نے سبقت کی اور مرد مقابل کو طلب کیا بدیع الملک کے لشکر سے
نور الدہر اسکے مقابلہ کو جانے والا تھا ہنوز ایرج کے مقابل میں پہونچا نہ تھا کہ پھر گرد نمایان ہوئی آج نقابدار
سرخ پوش چالیس نقابداروں کو ہمراہ لیے وارد میدان ہوا اور رستم ثانی کے لشکر کی جانب متوجہ ہو
کہا ای خیرہ سر رستم کو شرم نہین آئی کہ شہریار زنان شہزادہ بدیع الملک کو اپنا ہمسر تصور کرتے ہو دیکھو اس بیہودگی
کی آج تمکو کیسی سزا ایسے معقول دیتا ہون بعدہ شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریارا تمہاری
تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہین ہی ایسی حالت مین کہ یہ ہوا خواہ تمہارا موجود ہو جاؤ اپنی بارگاہ مین استراحت
فرماؤ مین ان سرکشون سے سمجھ لونگا ان نالائقون کی کیا قدرت ہی کہ تم ایسے عالی جاہ کے مقابلہ مین سر کو بلند کرین
سہ ہر چہ بینی کہ تا کردگار جہان ❋ درین آشکارا چو راز نہان ❋ تو سہی کہ ان سبکو گرفتہ و بستہ کر کے تمہاری خدمت مین
پہونچاؤن اسوقت تمکو اختیار ہوگا چاہنا سبکو ہلاک کرنا ورنہ گرفتہ و بستہ رکھنا بدیع الملک نے کہا ای
نقابدار ابھی چلے آتے ہو اعضا مین کسل و کاہلی راہ پائی ہوگی تھوڑی دیر استراحت کرو جبتک ہمارے لشکر سے کوئی
سردار ہنگامہ جنگ و ضرب کو گرم کریگا نقابدار نے کہا شہریارا ہم ایسے خیر خواہون کو استراحت سے کیا کام ہماری
استراحت یہی ہی کہ تم ایسے والا قدر کا ہم سے کوئی کام انجام پا جاوے اس طرف رستم ثانی نے جو دیکھا کہ آج نقابدار
سرخ پوش وارد میدان ہوا ہی اور بدیع الملک کی طرفداری پر آمادہ ہی بہت متعجب ہوا اور اپنے سرداران
ہمراہی سے کہا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ آج بدیع الملک کو مدد غیبی پہونچی حالانکہ نقابدار سبز پوش نے کل وعدہ کیا تھا
کہ ہم کل پھر آئینگے آج اس وقت اسکا پتہ نہین ہی ان سب نے کہا شہریارا ہم بھی حیرت مین ہین ہم سب بھی
خیال مین نہین معلوم یہ کیا راز ہی اس اثنا مین نقابدار سرخ پوش گھوڑا دوڑاتا ہوا ایرج کے روبرو آیا اور
کہا او کرپاس فروش تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ رستم کی طرفداری پر آمادہ ہو کے بدیع الملک ایسے جوان اقبال نشان
کو یا اسکے سرداران ہمراہی کو کسی طرح سے گزند پہونچا سکیگا کیا تجھکو نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک کس مرتبہ کا
جوان ہی یاد رکھو تم سب اپنی نادانی و سرکشی کی سزا ایسے معقول پاؤگے کہ ہر کہ آن کند کہ نہ باید آن بیند کہ نشاید
ایرج نے جو نقابدار کی یہ تقریر سنی بہت برہم ہوا اور شمشیر آبدار کا وار بے تحاشا نقابدار سرخ پوش پر
کیا نقابدار نے چستی تمام ایرج کا ہاتھ مع تیغ گرفت مین لایا اور دوسرے ہاتھ سے کمربند کو گرفت مین
لا کے سر سے بلند کیا اگرچہ سر چند یہ گردش دی پھر زمین پر مار کے گرفتہ و بستہ کیا اور بدیع الملک کے
لشکر مین بھیج دیا اہل لشکر بدیع الملک نے ایرج کے گرفتار ہونے کی جانب مطلق اعتنا نہ کی ادھر
نقابدار سرخ پوش ایرج کے گرفتہ و بستہ کرنے کے بعد رستم ثانی کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای
رستم اگر تو نے اپنے سرداران ہمراہی کو بھیجا تو کیا اگر تو مرد میدان ہی اور کچھ بھی جرات رکھتا ہی تو بذات
خود میرے [illegible] قاسم کو نقابدار کی اس طرح کی گفتگو ناگوار سی معلوم ہوئی رستم ثانی سے
کہا
نے کہا ای برادر قاسم تمکو اختیار ہی یہ ناسزا قاسم نے کہا مصلح و اکمل نقابدار
کو بھی گرفتار کر لیا بعدہ بدیع الملک سے کہا شہریارا آج مین
انشاء اللہ الرحمن کل پھر حاضر خدمت ہونگا ان سرکشون کو اپنی

گرفتار نہ کرتا تو ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتے سب نے متفق ہو کے سر جھکا لیا ابھی یہ
باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ درگہ سالار موقف عرض میں آ کے اس طرح گویا ہوا اے یار ب نہال دولت تو
بہر فراز باد ⁂ دریا سے فتح بر رخ بخت تو باز باد ⁂ ایک دیو در دولت پر حاضر ہے اور حضوری چاہتا ہے حمزہ
ثانی نے پوچھا کس کام کو آیا ہے درگہ سالار نے عرض کی اس دیو کا بیان یہ ہے کہ آسمان پری کا
فرستادہ ہوں ایک نامہ بھی بنام نامی جناب حمزہ ثانی لایا ہوں اور اصل حقیقت سے جان نثار کو اطلاع
نہیں کہ وہ دیو کس کا بھیجا ہوا ہے اور کیوں آیا ہے جونہی آسمان پری کا نام سنا حکم دیا بلاؤ اسے دیو داخل
بارگاہ ہوا آداب بجا لایا ہاتھ اٹھا کے دعا دی سے جلوہ ترا قائم رہے اے نور تجلی ⁂ یہ شعشعہ دائم رہے
اے نور تجلی ⁂ غلام آسمان پری کا بھیجا ہوا بخدمت والا آیا ہے آسما پری کا نامہ دیا حمزہ ثانی نے نامہ
پڑھا لفافہ کو چاک کیا نامہ کھولا لکھا تھا اے تاجدار اقلیم شاہنشاہی و اے باجگیر مملکت جہان پناہی قہرمان شہری
چاند لگون نے مع لشکر کشی کی ہے میرے لشکر کے بیشتر سردار معرض ہلاکت میں آ گئے اگر یہی حال ہے تو
عنقریب تمام فوج کام آ جاوے گی تمکو چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے بہت جلد فرزندان امیر سے
کسیکو میری مدد کے واسطے یہاں بھیجو جب از اول تا آخر وہ نامہ حمزہ ثانی نے پڑھ لیا میر منشی کو دیا
اور کہا با آواز بلند حاضرین کو یہ نامہ سنا دو میر منشی نے نامہ پڑھا سب نے سنا علقمہ شاہ مدد کی اور
عمر بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار اگر حکم والا ہو تو ہم جاتے ہیں اور آسما پری کی طرف سے
ان نرہ دیوؤں کو سزا سے مقتول دیں حمزہ ثانی نے خوش ہو کے انکو رخصت کیا اور یہ کہہ دیا کہ ہمارا
آسما پری کی حکومت کو شکست نہ ہونے پائے جس قدر مدد کی ضرورت ہو ہمکو اطلاع دینا
یہ سردار اس طرف روانہ ہوئے یہاں دوسرا قاصد سبائل کی جانب سے پہونچا حاکم سبائل
نے حمزہ ثانی کے نام لکھا تھا کہ علقمہ بن الاشعث نے پانچ لاکھ کی جمعیت سے ہم پر یورش
کیا ہے اور نتیجہ بد نظر آتا ہے جلد میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجو اگر کچھ بھی دیر ہوگی تو تمام فوج میری
ہلاک ہو جاویگی یہ نامہ بھی میر منشی کے ذریعہ سے تمام حاضرین دربار کو سنا یا اس مرتبہ نور الدہر کھڑا ہوا
اور کہا اے شہریار یہ خدمت میرے متعلق کیجئے انشاء اللہ میں ملک سبائل کے قصر کو
پاک کر دونگا حماس بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی خادم کو اجازت ملے کہ نور الدہر کے ہمراہ ملک
سبائل میں جاوے حمزہ ثانی نے دونوں سرداروں کو بھی رخصت دی چنانچہ نور الدہر
ستر ہزار سوار کی جمعیت سے سبائل کی طرف روانہ ہوا اور حماس نور الدہر کے ہمراہ تھا
طے مراحل و قطع منازل قریب سبائل کے پہونچا دیکھا کفار ان بدکار و گمراہان اشرار سبائل کو
متواتر حملہ کر رہے ہیں حاکم سبائل پر عرصہ تنگ کر دیا ہے نور الدہر نے اپنے سرداران ہمراہی
سے کہا یہ وقت حاکم سبائل سے ملاقات کرنے کا نہیں ہے بہتر ہے کہ لشکر کفار میں تلوار میں حملہ کر کے
در آؤ ادھر علقمہ [illegible] ایک سوار کی زبانی پیام بھیجا کہ حاکم سبائل سے کام کیا ہے
[illegible] بولیں نور الدہر نے یہ جواب دیا کہ ہم خادم تیری [illegible]
[illegible] بنایا تھا کہ نور الدہر نے علقمہ کی فوج پر حملہ کیا تا آنکہ
[illegible] نہیں کی اپنی قضا بلائی ہے [illegible] آ پہونچا علقمہ نے

نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے نورالدہر نے کہا ہم مسلمان تیری جان کے عزرائیل ہیں علقمہ نے کہا ہم مسلمانوں
سے جنگ کرنا اپنے واسطے ننگ سمجھتے ہیں نورالدہر نے کہا ہم ایسے کفار کی سرکوبی اپنا فخر سمجھتے ہیں
علقمہ نے کہا توقف کر میں تیرے مقابلہ کے واسطے کسی پہلوان کو بھیجتا ہوں نورالدہر نے کہا تو اب میرے ہاتھ
سے کہاں جاتا ہے علقمہ سمجھا کہ مجھکو یہاں سے نہیں جانے دیگا یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا نورالدہر نے
اسکی ضرب کو سپر پر رد کیا اور اپنی تیغ کا بے دریغ وار کیا جس سے علقمہ دو پرکالہ ہوکر زمین پر گرا اور ٹھیک
جہنم میں پہونچی فوج کفار علقمہ کے ہلاک ہونے سے بے تحاشا بھاگی نورالدہر نے تعاقب کیا
ہزاروں کو گرفتار کیا بیشتر جان سے ہلاک ہوئے باقی بھاگ گئے دوسرے روز اُن قیدیوں کو ابلا دعوت
اسلام کی چونکہ سب مجبور و لاچار تھے مسلمان ہوگئے شہر پر دست غارت دراز کیا شاہی خزانہ ملا اُس کے
تمام مال پر قبضہ کیا ہزاروں صندوق تھے سب صندوقوں کو کھولا ایک صندوق میں سے کرب نکلا
نورالدہر متحیر ہوا پوچھا شہریار تم یہاں کس طرح آئے اور کیونکر ان گبروں نے گرفتار کر لیا کرب نے کہا
اے شہریار عالی مقدار حقیقت واقعہ یہ ہے کہ میں سعد بن قباد کے ساتھ ملک ایران گیا تھا ایران
اور توران دونوں ملکوں کو مسخر کیا بعد بندوبست کامل مراجعت کی یہاں پہونچا شب کو عیار آئے گو
لیکن عیاری عالم خواب میں مجھے چرا لے گئے جب بیدار ہوا اپنے کو قید و بند میں پایا اس واقعہ کو
ایک سال کا عرصہ گذرا اس زمانہ میں کیا عرض کروں کیسی کیسی اذیت ان گبروں نے مجھے دی ہے
مگر مجبور تھا بجز تحمل چارہ کیا تھا آج میری رہائی تمہاری کوشش و سعی پر موقوف تھی نورالدہر نے
کہا اے کرب مجھکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تم اس طرح یہاں مقید ہو یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بعد فتح ان
خزانوں کیجانب دست تصرف دراز کیا منجملہ صندوقہائے مال ایک صندوق میں سے تم برآمد ہوئے
کرب نے کہا شہریار میں کمال درجہ تمہارا ممنون و مشکور ہوں اب بیان کرو کیا ارادہ ہے نورالدہر نے
کہا ابھی تو یہاں قیام کرنے کا ارادہ ہے بعدہ جیسا کچھ مناسب معلوم ہوگا عمل میں لایا جاویگا غرضکہ سب
ملک سبا تل میں ساکن ہوئے اور وعظ و پند کی مجلس آراستہ ہوتی تھی جو کفار بزور شمشیر مسلمان ہوئے
تھے انکے عقائد درست ہونے کی یہ تدبیر کی تھی ایک روز مجلس وعظ منعقد تھی اذن عام تھا جو چاہتا تھا
بلا تکلف اس مجلس میں چلا آتا تھا وعظ سنتا تھا ایک بڈھا خم کمر بڑا اسکے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے
ہاتھوں میں ایک ساز کہنہ و شکستہ وہ بھی بڑا اسکے میلے چیتھڑوں سے لپٹا ہوا مجلس کے کنارے آ کھڑا ہوا
اور وعظ سننے لگا جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے مقام قیام کو جانا
شروع ہوئے نورالدہر نے ملازموں سے کہا وہ بڈھا جو کنارہ کھڑا ہوا ہے اسکو جانے نہ دینا ہمارے
پاس لے آؤ ملازم حسب الحکم اُس بڈھے کے پاس گئے اور کہا چلو ہمارے مالک نے تم کو یاد کیا ہے اُس بڈھے
نے متبسم ہوکے ملازموں کیطرف دیکھا اور کہا مجھے تمہارے مالک کا کیا کام متعلق ہے انھوں نے کہا ہم کو نہیں معلوم ہے
کہا ہم تمہارے مالک کو نہیں جانتے ملازموں نے کہا ہمارے مالک تمہارا یہ تمام شہر جانتا ہے تم نہیں جانتے اُس بڈھے نے کہا
ہاں عام شہر جانتا ہوگا مجھکو پیچھے نہیں معلوم مگر ہم تمہارے مالک کو نہیں ١٠ بگہ یا کی سے
سے کچھ کام نہیں نکلیگا چلنا ہے تو چلو نہیں ہم تمکو مجبور کرکے لیچلیں
چلو وہ ملازم اُس بڈھے کو نورالدہر کے پاس لیکے بڈھے نے

پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس بڈھے نے کہا مجھکو نوازندہ مطربی کہتے ہین اسی بستی مین بستا ہون آج اُسنے
کہا تو اسوقت کہان آیا اُسنے کہا مین اسوقت ایک شخص کے یہان جانے کو گیا تھا یہان پہ مجلس وعظ و پند دیکھی تھی
نور الدہر نے کہا کچھ کیا سُنا اُسنے کہا جو کچھ بیان کیا گیا وہ سُنا اصل حقیقت یہ ہی کہ دین و مذہب کے بارہ مین ہر ایک
مذہب کا مجتہد اپنے مذہب کے صحیح و برحق ہونے کو دلیل بیان کرتا ہی پیر فرتوت بچانوے سال کا سن ہوا اکثر مذہبون کی
مجلس وعظ و پند مین گیا ہر ایک کو اپنے مذہب کا طرفدار دیکھا نور الدہر نے کہا اچھا پھر تیرا کیا مذہب ہی اُسنے کہا میرا
مذہب اگرچہ مسلمان ہی اور اور مذہبون کے مقابلہ مین اسکے اصول و قواعد کو مستحکم سمجھتا ہون مگر بعض امور تمام مذہبون
مشارکت رکھتے ہین اونکو اختیار کرنے کو فرض سمجھتا ہون مثلا خوش خلقی اور کسی دوسرے پر احسان کرنا اور اُسکا عوض
نہ چاہنا ہر حالت مین خدا کو فراموش نہ کرنا نور الدہر نے پوچھا یہ کپڑے مین لپٹی ہوئی تمھارے پاس کیا شی ہی اُسنے کہا یہ باجا ہی
اسکو کبھی کبھی بجا کے اپنا دل خوش کرلیتا ہون نور الدہر نے کہا مین بھی اس ساز کو سن سکتا ہون اُس بڈھے نے
کہا تم ہمارے مالک ہو تم کیا ہمارے ادنے خادم کی تعمیل حکم کو حاضر ہون یہ کہا اور بغل سے ساز کو نکال کے کوشش تار کی
درست کرکے یہ غزل شمس تبریزی کی گائی ؎ غزل چہ تدبیر ای مسلمانان کہ من خود را نمی دانم ✦ نہ ترسا و یہودیم من نہ گبرم نہ مسلمانم
نہ شرقی ام نہ غربی ام نہ بری ام نہ بحری ام ✦ نہ از ملک عراقی ام نہ از خاک خراسانم ✦ نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش
نہ از آدم نہ حوا ام نہ از فردوس رضوانم ✦ دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکی دیدم ✦ یکی بینم یکی دانم یکی گویم یکی خوانم ✦ مکانم
لامکان باشد نشانم بے نشان باشد ✦ نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم ✦ اگر در عمر خود یکدم
ز تو یاری بر آوردم ✦ از ان دم تا قیامت ہم پشیمانم پشیمانم ✦ الا یا شمس تبریزم چرا مستی درین عالم ✦ بجز مستی و بیہوشی نگر چیزی نمیدانم
اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گایا کہ سب حاضرین محو حیرت ہوگئے نور الدہر نے بہت کچھ انعام دیا اور بھی حاضرین نے علی
قدر مراتب انعام دیا نوازندہ مطربی نے کہا حضرت یہ گانا بجانا میرا تو کچھ بھی نہ تھا ان اگر میرے اُستاد کو سُنیے تو بہت طبیعت محظوظ
ہو نور الدہر نے کہا اُسکا کیا نام ہی اور کیونکر مجھ تک پہونچ سکتا ہی اُسنے کہا میرے اُستاد کا نام سازندہ مطربی ہی آج تو
نہین کل ضرور اپنے ہمراہ لاؤنگا بشرطیکہ وہ راضی ہو جائے بعض وقت میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہین ہوتا اور یہان خداوند
یار سے اسوقت یاد آگیا اگر اُستاد کے کمال سے محظوظ ہونا مقصود ہی تو اُنکی کسی حرکت نامناسب پر خیال نہ کیا جاوے
نور الدہر نے کہا خیر لاؤ تو نوازندہ مطربی نے سلام کیا اور روانہ ہوگیا۔ راوی کہتا ہی کہ علقمہ بن لاہوت کے چند
عیار پیشہ ملازم مین اُنھون نے بعد ہلاک ہونے علقمہ کے یہ بات قرار دی کہ کسی تدبیر سے نور الدہر اور اُسکے
یاران ہمراہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ مسلمانون کا نشان نہ باقی رہے جو فوج بے سردار یہان باقی رہیگی اُسکا
پسپا کرنا سہل ہوگا چنانچہ نوازندہ مطربی جسنے اپنا نام بتایا اور گایا بجایا یہ وہی اُن عیارون مین سے ایک
عیار تھا ؎ چو این جملہ بشنیدی تو کردم بیان ✦ کنون آمدم بر سر داستان ✦ غرضکہ دوسرے روز نوازندہ مطربی
اپنے اُستاد سازندہ مطربی کو لایا اور کہا حضور یہی میرے اُستاد باکمال ہین جنکے لانے کا وعدہ کیا تھا نور الدہر
نے دیکھا کہ ایک پیر فرتوت ہی اسی طرح سے گدڑی پہنے ہوئے بغل مین شکستہ کہنہ باجا ہاتھ مین [illegible]
[illegible] کیا کہا تم نے مجھکو بلایا ہی نور الدہر نے حیرت سے اُسکی صورت
[illegible] ل اشتیاق ہی تیرے شاگرد نے تیری بہت تعریف کی سازندہ مطربی
[illegible] کی مین ہرگز اُس تعریف کے قابل نہین ہون جو اُسنے بیان
[illegible] صاحب کمال ہو نادان کی تعریف کیا نور الدہر اور

ہی خدا پرستون کا ارادہ ہی کہ تیرے ملک مین دین اسلام کو رواج دین اور تیرے سجدہ سے ہر ایک کو
مانع ہون اور اس ملک پر اپنا قبضہ کرین ہمارے بادشاہ نے غضنفر و بیژن بہی ہمکو اس طرف بھیجا ہی کہ ہم قبل ان
کے پہونچنے کے اس قصہ کو فیصل کرین اب تمکو لازم ہی کہ تم ان دونون جوانون کو ہمارے حوالہ کر دو اس
صورت مین ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین گے جس طرف سے آئے
ہین بلا تکلف اسی طرف واپس جائینگے درصورت خلاف تم یقین سمجھو کہ ہم تم مین سے وہ ہر معاش
ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے جلد اس تقریر کا جواب معقول دو ورنہ آمادہ ضرب و پیکار ہو حمزہ ثانی نے فرمایا
ان شخصون نے جو کچھ خبر دی ہی بہت صحیح ہی مگر یہ بتا کہ تو کس طرح ان دونون جوانون کو ہم سے لیگا شخص
کہا جس طرح دو گے اسی طرح لینگے اگر خوشی سے دو گے تو بھی لینگے اور ناخوشی سے دو گے تو لینگے
حمزہ ثانی نے کہا استغفر اللہ تیری کیا مجال ہی جو تو ہم مین سے کسی ادنے کو بھی لیجا سکے وہ دونون
جوان تو ایک نوع کا مرتبہ رکھتے ہین غضنفر یہ بات سنکر مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا حمزہ ثانی نے
اپنے ہمراہیون سے کہا اے دلاورو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس مردک کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے
خدمت مین حاضر کرے تورج ناہرد حمزہ ثانی کے قریب آیا اور کہا بندہ کو اجازت فرمائی جاوے حمزہ
ثانی نے اجازت دی تورج ناہرد شمشیر آبدار علم کر کے غضنفر کے روبرو آیا اور کہا اے بیمار
پنجہ داری زردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * غضنفر نے تلوار کا وار کیا تورج ناہرد نے
اس وار کو سپر پر رد کیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا اس نے بھی اس وار کو سپر ہی پر رد کیا اور کہا اے جوان
کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہو اگر خیریت چاہتا ہی تو اپنی جگہ قایم رہ تا اینکہ ہم تجھکو گرفتار کرلین تورج
ناہرد نے دوسرا وار کیا غضنفر نے اس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار غضنفر نے
تورج کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور پھر آہستہ زمین پر رکھکے بستہ کیا اور اپنے
ہمراہیون کے حوالہ کر دیا تورج ناہرد کے گرفتار ہونے سے حمزہ ثانی کو سخت تردد ہوا کہا دیکھیے اس
جنگ کا انجام کیا ہوتا ہی پہلے ہی مرتبہ تورج ناہرد ایسا بہادر گرفتار ہو گیا داراب کشورکشا
نے کہا اے شہریار عالی مقدار کچھ تردد کی بات نہین ہی اگر تورج گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجکو جنگ
و حرب کی اجازت دیجیے حمزہ ثانی نے کہا خدا حافظ و ناصر جاؤ اور اس گبر کا کام تمام کر دو یا زندہ
گرفتار کر لاؤ داراب کشورکشا نے کہا انشاء اللہ تعالے اور غضنفر کے سامنے آ کے رد و بدل
مین مصروف ہوا چند حملہ داراب کشورکشا کے غضنفر نے رد کیے اور کہا اے جوان تیرا کیا نام
ہی داراب کشورکشا نے کہا تجھے نام سے کیا کام ہی غضنفر نے کہا نام سے تو کچھ کام نہین ہی
مگر مطلب میرا یہ ہی کہ تو بیکار اپنے دست و بازو کو تکلیف دیتا ہی بخوشی اجازت دے کہ مین تجھے گرفتار
کرون داراب نے برہم ہو کے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تجھمین طاقت ہی گرفتار کر لے اور اگر جنگ
و حرب سے عاجز ہو گیا ہی تو ہی لے غضنفر نے پھر تلوار کا وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا
خلاصہ یہ کہ داراب کشورکشا بھی مثل تورج ناہرد کے گرفتار ہوا مثل اسکے دو اور سردار بھی
گرفتار ہو گئے ان چار سردارون کی گرفتاری ہونے سے حمزہ ثانی کے حواس گم
ہو گئے ... نقصان نہین ہوا ہی اگر خیریت چاہتے ہو تو ان دونون جوانونکو ہمارے

دونوں جوانوں کو گرفتہ و بستہ کر لینگے ہم خاص اسی ارادہ سے آئے ہیں حمزہ ثانی کیطرف سے کچھ جواب نہیں دیا گیا
غضنفر نے گھوڑے کی باگ پھیری اور جس راہ سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا حمزہ ثانی حیران اور
پریشان اپنے لشکر میں آیا ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ پھر تتق گرد نمایاں ہوا خبرداروں کو خبر کے
واسطے بھیجا وہ گئے اور خبر لائے کہ فرعون شاہ کی فرستادہ ایک لاکھ فوج اور آئی ہے جسکے سردار
کا نام قنطلوس پوش ہے بس قنطلوس پوش قریب آیا اور حمزہ ثانی کے لشکر کے روبرو خیمہ زن
ہوا پھر تتق گرد نمایاں ہوا حمزہ ثانی نے کہا دیکھو یہ تتق کیسا ہے معلوم ہوا کہ اب محافظ شین فوج
کثیر ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے چنانچہ وہ بھی روبرو سے لشکر اسلام خیمہ زن ہوا اسی طرح منصور
کلہ بان بھی فوج کثیر ہمراہ لیے قریب ہی خیمہ زن ہوا اب تمام میدان فوج و لشکر سے مملو ہو گیا
اسی شب کو فوج مخالف میں نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی حمزہ ثانی نے تمام سرداروں کو جمع
کیا اور کہا دلاورو مجکو اس جنگ و حرب کا رنگ بد نظر آتا ہے خدا خیر کرے سب نے بالاتفاق کہا شہریار
کچھ تردد کا محل نہیں ہے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ تورج و داراب وغیرہ گرفتار ہو گئے تو سب گرفتار
ہی ہو جاوینگے خداوند عالم حامی و مددگار ہے جنگ و حرب کا یہی نتیجہ ہے کہ کوئی گرفتار ہوتا ہے کوئی
ہلاک ہوتا ہے کیا عجب ہے اگر آج کی میدانداری غضنفر کے ہاتھ رہی ہے تو کل کی میدان داری
ہمارے ہاتھ رہے حمزہ ثانی نے نفس سرد بھر کے کہا ہاں جو کچھ تم کہتے ہو شاید کل ایسا ہی کچھ ظہور
میں آوے لیکن سچ پوچھو تو جو خیال میرے دل میں خطور کر رہے ہیں انکو میں ہی خوب جانتا ہوں
حاصل کلام تمام شب حمزہ ثانی کو اسی امید و بیم میں گذری ہر مرتبہ یہ حکم صادر ہوتا تھا کہ دلاورو
رات اپنے حرب و ضرب کو بخوبی درست کر لو اور بخوبی ہوشیار رہو نہیں معلوم صبح کو
کیا صورت پیش آوے سہ روز دیگر کین جہان پر غرور یافت از سر چشمہ خورشید نور
دونوں طرف کے لشکر میدان میں صف آرا ہوئے آج پھر غضنفر چوپان میدان میں آیا اور ہم نبرد
طلب کیا اس طرف سے بدیع الزمان مقابلہ کے واسطے گیا تا دیر دونوں بہادروں میں رد و
بدل رہی غضنفر نے کہا ای جوان تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں غضنفر ہوں اور فرعون
شاہ کا ملازم ہوں اور میں وہ ہوں کہ کل میدان میں تیری طرف کے چند سرداروں کو گرفتہ و بستہ
کر لیا بدیع الزمان نے کہا او مغرور کیا بکتا ہے یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ وہ سردار گرفتار ہو گئے آج حقیقت معلوم
ہو جاویگی غضنفر نے پھر شمشیر آبدار کا وار کیا اس مرتبہ بدیع الزمان نے جو بچایا خالی گئی اسکی تلوار مرکب کے [illegible]
پڑی بدیع الزمان مرکب سے کودا غضنفر بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑا دونوں زور دست و بازو دکھانا شروع ہوا القصہ کشتی
کیا نتیجہ یہ ہوا کہ غضنفر چوپان نے بدیع الزمان کو بھی گرفتہ و بستہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ اس روز کی بھی میدان اسکے
سرداران اسلام کے گرفتہ و بستہ ہو گئے اسکے بعد طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے اسیطرح سات روز
برابر جنگ ہوتی رہی تمام سرداران اسلام گرفتار ہو گئے اور غضنفر ہی نے ان سب کو گرفتار کیا اب لشکر اسلام میں حمزہ
ثانی تنہا ہیں سعد شہریار سے کہا ای برادر دیکھو میں بھی تنہا رہ گیا
غضنفر ملعون نے تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار کر لیے کچھ عقل کام
الٰہی سعد شہریار نے کہا ای امیر والا قدر ہر وقت میں خدا کو

خدا کو یاد رکھنا چاہیے اور کسی وقت مین اسکی رحمت سے نا امید نہونا چاہیے حمزہ ثانی نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے آخر
تم ہی بتاؤ کہ اس وقت کی موجودہ حالت سے کیا عقل مین آتا ہے سعد شہریار نے کہا موجودہ حالت سے جو کچھ
عقل مین آتا ہے ظاہر ہے لیکن خدائی قدرت مین عقل کا کیا دخل ہے بیشتر ایسے موقع ہوتے ہین کہ بالکل نا امید
ہوتی ہے یکایک ایسی امید قوی ہو جاتی ہے کہ بڑے بڑے عقلمندون کی عقل چرخ ہو جاتی ہے اور چکر کھانے لگتی
ہے میرے نزدیک اس وقت خواجہ زادون سے اس بارہ مین استفسار کرنا چاہیے دیکھیے وہ کیا بیان کرتے
ہین اسی وقت خواجہ سیاوخش اور خواجہ گرانی دریا دل طلب ہوئے حمزہ ثانی نے انکی نہایت تعظیم و تکریم
کی اور کہا صاحبو تم آخرین سر تا پا صدق و صفا ہو وہی چو عقل اولین پاتا ہے بفضل و ہنر ہے یہ تو ظاہر ہے کہ خداوند
عالم کی مصلحت مین کسکو دخل ہے اور اسکی مشیت مین عقل دوربین کیا کام کرسکتی ہے پھر بھی قوانین و ضوابط
مقررہ حکماے متقدمین قلب حزین کی تسکین کے واسطے عمدہ نسخہ معلوم ہوتا ہے تمھارے پاس روزنامچہ بزرجمہر کا
ہے اسکو دیکھو اور دریافت کرو کہ گبران بدکار و مکار کی جنگ و حرب کا نتیجہ کیا ہوگا خواجہ زادون نے روزنامچہ
کی جانب بغور نگاہ کی عمدہ کاغذ پر کچھ لکھا اور علم رمل سے بموجب نتیجہ استخراج کرکے تا دیر انگشت بدندان
حیرت مین خاموش بیٹھے رہے حمزہ ثانی کے قلب مین تو تشویش پہلے ہی سے تھا اب اور زیادہ تردد غالب ہوا
کہا اے معظم ذات و مکرم صفات سکوت سے کیا فائدہ جو کچھ از روے قواعد دریافت ہوا ہے بیان کرو اور
تمھارے استخراج نتیجہ کیا موقوف ہے مجکو تو قرائن سے پیشتر ہی دریافت ہو گیا کہ اس جنگ و حرب کا نتیجہ بہتر ہوگا
خواجہ زادون نے کہا صاحبو ہم از افتتاح آزمائش دوربین + وہی چو عقل از ابتداے آفرینش کاردان + ہمکو
از روے روزنامچہ وغیرہ یہ دریافت ہوا ہے کہ تم مع حمزہ ثانی ظل سبحانی ان گبران مغرور کے ہاتھ سے گرفتار ہو جاؤگے
اور فوج فرعون ذوالامان کو خاک سیاہ کردیگی فی الحال قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواتین پردہ نشین کو
نگارستان جابلقا مین بھیجدو کہ وہان کسی طرح کا ضرر متصور نہین ہے کیونکہ وہ منظالم شاد کا پایہ تخت ہے اور خود
تاک سبائل کی جانب روانہ ہو جاؤ یہان تم مین سے کسی کا قیام کرنا مناسب نہین ہے آیندہ اختیار ہے حمزہ ثانی نے کہا
تمہین صاحب اختیار کیا ہے یہان کسی طرح قیام کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ اسی وقت محافے طلب ہوئے زنان
پردہ نشین سوار کی گئین اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلیمان فارسی کو ہمراہ کرکے مع خزائن و اموال
نگارستان کی طرف روانہ کردیا اس طرف کا حال سنیے کہ اسی شب کو ان سب کے روانہ ہونے کی خبر شیاطین کو
پہونچ گئی انھون نے اپنے یہان کے ایک عیار کو بھیجا کہ جاکر عیاری سے اسی شب مین آنکے لشکر کو گرفتار کرلا
ایسا نہو کہ وہ بھی نکل جاوے چنانچہ وہ عیار آیا اور حمزہ ثانی کو گرفتار کرلیگیا اور گرفتہ بست قلندرہ پوش اسکی
جانشین گنبد صمت مین بیٹھ گیا آتش شیطانون نے حکم دیا کہ بحفاظت تمام اس جوان کو قید رکھو یہان جب صبح ہوئی
یکایک سعد شہریار کو خبر پہونچی کہ حمزہ ثانی لشکر مین نہین ہے نہین معلوم وہ شہریار کہان غائب ہوگیا سعد
شہریار گھبرا گیا اور تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چنانچہ سب نے اسباب سفر باندھا اور سعد شہریار کے ساتھ
سبائل کی طرف روانہ ہوگئے قلندرہ پوش نے بھی سنا کہ سعد شہریار سردار لشکر اسلام مع تمام
فوج و لشکر یہان سے بھاگ گیا اسنے اسی وقت حکم دیا کہ نقارہ کیا جاوے اگر کوئی
سردار لشکر اسلام کا مل جاوے اسکو گرفتار کرلاؤ
فوج شیاطین ایک ہی مرتبہ دوڑی اور تھوڑی کیا ہی

تمام

بعد ازان وہان سے کوچ کرکے جانب فرعونیہ روانہ ہوے لیکن رستم ثانی اُن آہوان صحرائی کی فکر مین دوڑ دھوپ کرتا رہا
وہ آہو دستیاب نہ ہوے تا اینکہ تین روز گذر گئے چوتھے روز ایک آہو کو شکار کیا کباب پکائے خوب سیر ہو کے کھائے اور اپنے
لشکر کی راہ لی اثناے راہ مین سیارۂ ثانی سے ملاقات ہوئی پوچھا کہان جاتا ہی اُسنے کہا شہریار کچھ تمکو خبر بھی ہی غضب
ہوگیا رستم ثانی نے متحیر ہو کے کہا کیون خیریت ہی کیا غضب ہوگیا سیارۂ ثانی نے کہا افسوس تمکو خبر نہین ہی شہریار
قنطورہ پیش و محافہ نشین بارہ ہزار فوج جرار و آتش بار سے کے آئے اور تمام سرداران فوج اسلام کو مع حمزۂ ثانی
گرفتار کر لے گئے مزید بران تمام شہر والا مان کو خاک سیاہ کر دیا اور اب وہ سب شیاطین فرعونیہ کے جانب روانہ ہو گئے
ہین اس خبر وحشت اثر کو سن کے رستم ثانی ہمہ تن حیرت ہوگیا اور بعد تامل بسیار خود بھی سیاہ کل کے جانب روانہ ہو گیا

بازآمدن بر سرقصہ شاہزادہ بدیع الملک

جب بدیع الملک کو جنگ حمزۂ ثانی مین پہنچ لیگیا ایک کوہ بلند پر چھوڑ دیا اور یہ کہدیا کہ جا حمزہ کے لشکر میں ایک آفت عظیم نازل ہوئی
ہو شاہزادہ نے دیکھا سامنے ایک گھوڑا ساز طلائی سے آراستہ کھڑا ہوا ہی شاہزادہ بسم اللہ کہکے اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہتا
تھا کہ پھر کہے سامنے سے ایک ہرن کھائی دیا اُسکے تعاقب مین گھوڑا اٹھایا وہ ہرن ہوا ہوگیا مین شبے روز شاہزادہ سرگردان رہا لیکن پھر
اُس ہرن کا پتہ نہ لگا چوتھے روز ایک ہرن شکار کیا اُسکے کباب لگائے ہنوز کباب کھانے کی نوبت نہین آئی تھی کہ
دیکھا سامنے سے ایک شخص عیار وضع چلا آتا ہی جب قریب آیا دیکھا واقعی شب رنگ بن قران چلا آتا ہی شب رنگ
نے بھی شہزادہ کو پہچانا سلام کیا شہزادہ نے بعد جواب سلام کے کہا اے شب رنگ تم یہان کہان شب رنگ نے کہا
شہریار کیا پوچھتے ہو دل فقہ مصیبت مین مبتلا ہوگیا دل چاہتا ہی کچھ کھا کے سو رہون نہایت مضطر و بے قرار ہون بدیع الملک
نے کہا اے شب رنگ کیون خیر تو ہی تمہاری تقریر سے بوے محبت محسوس ہوتی ہی سچ کہو کیا واقعہ ہی جسکے واسطے تم
جان سے عاجز ہو اُسنے کہا یہان سے قریب ایک ملک ہی جو افراقیہ نام سے مشہور ہی اُس ملک کا والی و فرمان روا
مکرم شاہ ہی اور معروف شاہ دوسرا بادشاہ امر پرست ہی اُسکی بھی سرحد اسی ملک سے ملی ہوئی ہی چونکہ معروف شاہ
صاحب فوج اور لشکر کثیر ہی ملک بھی اُسکا افراقیہ سے بہت وسیع ہی اُسنے با فوج کثیر ملک افراقیہ پر یورش کی مکرم شاہ
ازبسکہ اسقدر فوج و لشکر نہ رکھتا تھا تاب مقابلہ نہ لاکے قلعہ بند ہوگیا ہی۔ اب میری مصیبت کی تفصیل سنو کہ ایک روز
سیر کے واسطے دریا کنارے چلا جاتا تھا قریب دریا کے ایک قصر ہی نہایت عالی شان و وسیع اُسکے دروازے
دریا کی طرف واقع ہین عجیب فرحت خیز مقام ہی اکثر مکرم شاہ بھی اُس قصر مین بیٹھتا ہی اور دریا کی سیر کرتا ہی اُس
روز دختر مکرم شاہ دریا کی سیر کے واسطے اُس قصر مین آئی حسب اتفاق میرا گذر بھی زیر قصر ہوا عورتون کی آواز میرے
کان مین آئی جانب قصر دیکھا بالاے قصر ایک مرصع کرسی پر مکرم شاہ کی دختر بیٹھی ہوئی سیر دریا کر رہی تھی میری اُسکی
چار آنکھین ہوتے ہی اُف آفت کیا عرض کرون کہ اُسی نازنین کی نظر نے کیسے زہر لیے تیر کا کام دل پر کیا بس وہ صبر
رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ اُس نازنین نے نامحرم کے خیال سے دروازہ قصر کا بند
کر لیا مین تا دیر زیر قصر اسی انتظار مین ٹھہرا رہا کہ شاید بار دیگر وہ نازنین دروازہ کھولے اور مین ایک نظر اور اُسے دیکھ لون
مگر پھر دروازہ نہ کھلا ا[illegible] راستہ چلا آیا اثناے راہ مین خیال آیا کہ نہین معلوم وہ نازنین شب کو
وہین [illegible] ات کو دریافت کر لینا چاہیے بہزار شوق و آرزو پھر اسی قصر کے
[illegible] عورت اُس دروازہ سے برآمد ہوئی مین سے تا با نہ دوڑ[illegible]
[illegible] اُسنے کہا سیہ شاہی مکان ہی مین نے کہا تم یہین رہتی ہو اُس

عورت نے کہا مین مکرم شاہ کی بیٹی کی نوکر ہون آج وہ سیر کے واسطے اس قصر مین آئی ہی شام کو اپنے محل مین چلی
جاوے گی اُسی کے ہمراہ مین بھی آئی ہون بلکہ ملکہ سوار ہی ہوا چاہتی ہی تم کیون پوچھتے ہو مین نے کہا مین نے
خاص کسی غرض سے نہین پوچھا ہی تمکو یہان دیکھا اس سبب سے پوچھا وہ عورت چلی گئی مین پھر دروازہ کے سامنے
چلا آیا اور منتظر دیدار مطلوب تا دیر وہان کھڑا رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ محافہ زرنگار آیا اور دختر مکرم شاہ سوار ہوکے
چلی اور مین بھی اُسی محافہ کے عقب مین دور دور چلا جاتا تھا کہ کوئی متعرض نہو تا اینکہ وہ محافہ اندرون محل پہنچا وہان
مین نہ پہنچ سکا اپنی کم نصیبی پر متاسف ہوکے خاموش ہو رہا مگر دل کو کسی پہلو قرار نہین ہی ہزارہا تدبیرین سوچین مگر کوئی
تدبیر کارگر سمجھ مین نہ آئی اب مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون شہریار اگر تم چاہو تو اُس نازنین کا وصال حاصل ہو جاے
ورنہ خیال خام تو ہی ہی کہان مکرم شاہ کی دختر اور کہان مین کوچہ گرد شاہزادہ بدیع الملک نے شب رنگ کی
صورت دیکھی اور متبسم ہوکے کہا کیا خوب ایسے ہی دل کو تنبیہ کرتے ہین جو بیجا فریفتہ ہو جانے کی خو رکھتا ہی شب رنگ
نے کہا اب جو کچھ ارشاد ہو تنبیہ کی جائے دراصل تو یہ ہی کہ میرا دل میرے اختیار ہی مین نہین ہی تنبیہ کس کو کی جاے
ہان تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے کہا خیر صبر کرو خداوند عالم مسبب الاسباب ہی اور یہان سے سوار ہوکے افراقیہ
کی جانب روانہ ہوا جب قریب ملک افراقیہ کے پہنچا دیکھا واقعی معروف شاہ قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیرے ہوے
ہی اور مکرم شاہ قلعہ مین پناہ لیے ہوے ہی دروازے قلعہ کے بند ہین بدیع الملک نے زیر قلعہ استادہ ہوکے نعرہ مارا
کہا او معروف شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ مکرم شاہ اس قلعہ مین بند ہی اور تو ہر چہار جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہی خیرت
اسی مین ہی کہ اس محاصرہ سے باز آ ورنہ اس سرکشی کا نتیجہ بد دیکھے گا معروف شاہ بدیع الملک کے قریب آیا
اور کہا اے جوان تعجب ہی کہ تو یکہ و تنہا دوڑ کر یہان آیا ہی اور تجھکو مطلق خیال نہین ہی کہ ہم فوج کثیر ہمراہ رکھتے ہین
جس طرح چاہین تجھکو ہلاک کرین بدیع الملک نے کہا او متکبر تو ہرگز اپنے دل مین یہ خیال نہ لا کہ مین تنہا ہون
عنقریب میری فوج یہان پہنچتی ہی تیرا نشان تک باقی نہین رہیگا معروف شاہ نے کہا اچھا جب تک تیری فوج
یہان تک پہنچے ہمارے تیرے فنون حرب و ضرب کا کسی قدر امتحان ہو جاے بعد ازان ہمراہی فوج تجھسے مقابلہ
کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ بدیع الملک اور معروف شاہ نے اپنی اپنی تلوارین علم کرلین
معروف شاہ کہتا تھا کہ اے جوان پہلے تو وار کر بدیع الملک کہتا تھا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ ہم سبقت
کرین معروف شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اُس وار کو سپر پر روکا اور کہا ع
زدی ضرب خود و ضرب ما نوش کن * غم دین و دنیا فراموش کن * چنانچہ پہلے ہی مرتبہ ایک وار تیغ کا بدیع نے کیا کہ معروف
شاہ بے جان ہوکے زمین پر گرا معروف شاہ نے چاہا کہ ہر چہار جانب سے بدیع الملک کو گھیر کے ہلاک کرے
مگر وہ دلاور دوران تلوار سونتے ہوے فوج مین در آیا الغرض گریز کے سوا اُس کی فوج نے کوئی چارہ نہ دیکھا بدیع الملک
نے اُس فوج منتشر الحواس کا اس قدر تعاقب کیا کہ فوج کئی فرسخ ملک افراقیہ سے دور ہو گئی بدیع الملک افراقیہ
مین آیا مکرم شاہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے جوان بلند اقبال مین تمھارا کمال درجہ ممنون و مشکور
ہون کہ تمنے مجھکو اور میرے تمام ملک کو تباہی سے بچایا ورنہ معروف شاہ ہرگز رعایت نکرتا تمام شہر کو خاک سیاہ کر دیتا
تا زندہ ام بندہ ام مدت العمر تمھاری اطاعت فرمان برداری سے باہر نہ [illegible] الغرض [illegible] نے کہا اے مکرم شاہ
مین کیا اور میری شکر گذاری کیا الٰہ اُس خداے بزرگ کا شکر کر [illegible] تنہا ہم
فوج معروف شاہ کی مجھ تن تنہا سے بھاگ گئی ورنہ مشہور ہی

الخ

ایک فرمایش میری ہی اگر قبول کرو تو مین بیان کرون مکرم شاہ نے کہا جو کچھ ارشاد ہو حتی کہ اگر میرا سر بھی کام آجاوے
تو حاضر ہی شاہزادے نے کہا تمہارا سر تمکو مبارک البتہ مین چاہتا ہون کہ اپنی دختر نیک اختر کے عقد کا اختیار مجھکو دے دو
تا کہ جس کے ساتھ مجھے منظور ہو اُسے منسوب کر دون مکرم شاہ نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ دختر کا معاملہ بہت نازک
ہی مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ اُسکو جس سے چاہو منسوب کرو مجھکو مطلق عذر نہو گا شہزادے نے اُسی وقت شب رنگ
کی تقریب کی مکرم شاہ نے کہا بہت مناسب ہی شاہزادہ وہان سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا شب رنگ سے کہا
کہو تم خوش ہوے مین نے تمہاری مطلوبہ کے بارے مین مکرم شاہ سے منظوری لے لی شب رنگ نے شہزادے کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا اے شہریار یہ عقدہ لاینحل تھا تمہارے بدولت حل ہوا ورنہ مین تو بالکل ناامید ہو چکا تھا اور ادہر
مکرم شاہ کو اپنی دختر کی شادی کا بڑا حوصلہ تھا مزید بران بدیع الملک کی خوشی مد نظر تھی اُسکی شادی مین بہت بڑا
سامان کیا تمام شہر مین آئینہ بندی ہوئی ادنے ادنے کو بیش قیمت جوڑے دیے بے حساب بخشش ہوئی ساعت سعید
و آوان حمید مین دختر مکرم شاہ شب رنگ سے منعقد ہوئی اُس طرف شاپور شیردل بدیع الملک کی جستجو مین
پریشان پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہو گیا بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے حالات
پوچھے شاپور شیردل نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی کہ حمزہ ثانی اس طرح فلان مقام پر مقیم ہوے قنطورہ
پوش اس طرح آیا اور اُسنے اپنے بادشاہ فرعون کے حکم کی اس طرح تعمیل کی تمام سرداران لشکر اسلام اس طرح
قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے حتی کہ حمزہ ثانی بھی گرفتہ و بستہ کرکے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیے
گئے اور تمام فردوالامان اُن شیاطین کے ہاتھ سے مسمار ہو گیا بدیع الملک کو یہ حال سُن کے بہت افسوس ہوا
اُسی وقت وہان سے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد اپنے پدر والاقدر کی ملازمت سے
بہرہ یاب ہوا اور سعد شہریار سے ملا اور رستم ثانی بھی پہنچ گیا تھا بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُٹھ کھڑے
ہوے اور سعد شہریار نے کہا اے دلاور کس طرف کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا میرا ارادہ تو پیشتر سے یہی ہی کہ
امیر کو کفار کے قید سے رہا کرنا چاہیے اب بدیع الملک کے نسبت مین کچھ نہین کہہ سکتا بدیع الملک نے کہا مین
بھی اسی کام کو مقدم سمجھتا ہون چنانچہ دونون جوان سعد شہریار سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئے کہ ہم جاتے ہین آپ از
سر نو فردوالامان کی درستی مین مصروف ہوجیے بعدہ آپ بھی آہستہ آہستہ آئیے گا تھوڑی دور تک
دونون مرکبون پر سوار ساتھ رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا بدیع الملک خیز اخیز چلا جاتا تھا سامنے چند
درخت خرما دکھائی دیے وہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا سردار قافلہ فرعون پرست تھا بدیع الملک کو اُسکی
فرعون پرستی کی مطلق خبر نہ تھی جب قریب اُس قافلے کے پہنچا سردار قافلہ نے استقبال کیا اور نہایت خلق و مدارات
سے پیش آیا پوچھا تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور تمام واقعہ گذشتہ کو بالتصریح بیان کیا
اُسی وقت سے سردار قافلہ کے دل کدورت منزل مین بدی نے راہ پائی بدیع الملک نے رخصت ہونا چاہا
اُس نابکار نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم ایسے عالی جاہ والا بارگاہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہوا ور رخصت کر دون
آج توقف فرماؤ نان و نمک کی شرکت سے میری عزت بڑھاؤ کل کے روز اختیار ہی منظور ہو رخصت ہو جانا انہین وچار
روز باہم [illegible] ہم نفسان طرب آمادہ کیا بعد ازین بزم کا شیشہ کیا بادہ کیا
شہزادہ [illegible] اُس عالی جاہ کو قید کفار سے نجات دینا ہی سردار قافلہ نے
[illegible] ہی بدیع الملک خاموش ہو رہا اُس مکار نے نہایت

تکلف سے کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی کی دوا ملا کے بدیع الملک اُس کھانے کو کھا کے بیہوش ہوگیا خواجہ بازرگان نے عالم بیہوشی
مین شاہزادے کو طوق و زنجیر مین خوب بستہ کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور مقفل کرکے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیا

اب اس صندوق کو راہ مین رکھا جاتا ہی اور رستم ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

کہ شاہزادہ رستم ثانی منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا یکایک اُسکا گذر ایک جزیرہ مین ہوا وہان ہارون
نامی ایک ڈاکو رہتا تھا اُسکو جو رستم ثانی کے آنے کی خبر پہنچی بارہ ہزار دزدان نابکار کی جمعیت ہمراہ لیکے
رستم ثانی کے مقابلہ کو آیا اور کہا ای جوان اپنا گھوڑا اور اسلحہ وغیرہ ہمکو دیدے اور جس طرف جاتا ہی چلا جا ہم
مطلق تعرض نہ کرینگے ورنہ یہان سے زندہ جانا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا او نابکار ہمارے مرکب و اسلحہ مین
تیرا کیا حق ہی جو تو مانگتا ہی کہا ہان میرا حق کچھ نہین ہی لیکن میرا پیشہ یہی ہی کہ جو کچھ جس کے پاس ہو چھین لون یہین
میرا پورا حق ہی جس طرح دیگا لونگا شہزادے نے کہا تو مجھسے دور کیون کھڑا ہی قریب آ وہ ڈاکو قریب آیا اور کہا کیا کہتا ہی
شہزادے نے بچستی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور کہا او نابکار مین ہون رستم ثانی بن ایرج
نوجوان اس طرف سے میرا گذر اس وجہ سے ہوا کہ مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا تھا یہان تو خواہ مخواہ متعرض ہوا الغرض اب
اگر تو مسلمان ہوجاے تو رہا کردونگا ورنہ اس زور سے خاک پر مارونگا کہ تیرے استخوان سرمہ سا ہوجائینگے
ہارون نے کہا ای جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھے رہا کردے رستم ثانی نے اُسی حالت مین کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور
آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا اپنے تمام ہمراہیون کو اطلاع دے کہ سب دین اسلام اختیار کرین اُس نے بآواز بلند سب سے
کہا مجھپر عظمت و حقیقت دین اسلام کی حالی ہوگئی تم سب کو چاہیے کہ بخلوص نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہو جاؤ غرض سب
مسلمان ہوگئے ہنوز رستم ثانی وہین مقیم تھا کہ ایک سوداگر کا ورود ہوا سردار قافلہ کا نام خواجہ عبد الکریم تھا رستم ثانی نے
دیکھا کہ جس طرح بدیع الملک کے سر پر جانوران پرند کا سایہ تھا اُسیطرح اس قافلہ کے سر پر بھی جانوران پرند کا سایہ ہی شاہزادہ
سمجھا کہ شاید اس قافلہ مین بدیع الملک ہی سوار ہوکے قافلہ مین آیا سردار قافلہ سے ملاقات کی اُسکے ساتھ ایک
صندوق دیکھا جس پر جانوران پرند جھرمٹ کیے ہوے تھے دل مین شک گذرا یہ واقعہ خالی از رمز نہین ہی بعد
انواع و اقسام کی حرف و حکایات کے کہا ای خواجہ مین اس صندوق کو دیر سے دیکھ رہا ہون کہ اسپر
جانور سایہ کیے ہوئے ہین یہ کیا معاملہ ہی خواجہ عبد الکریم کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان بھی خدا پرست ہی بلاتکلف
تمام حقیقت بیان کردی رستم ثانی نے کہا کہ اُس جوان کی کیا قطع اور وضع ہی جسکو اس صندوق مین بند کیا ہی
خواجہ نے زبانی تمام حلیہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ اس کار نمایان کی عوض مین فرعون شاہ سے
بہت کچھ انعام ملیگا رستم ثانی نے بدیع الملک کا حلیہ صحیح پایا دل مین کہا ضرور اس ظالم نے شہزادے کو گرفتار
کیا ہی کہا ای خواجہ کسی صورت سے یہ ممکن ہی کہ اس جوان کو صندوق مین سے نکال کے دکھادو اُسنے کہا
اب یہ صندوق فرعون شاہ ہی کے روبرو کھولا جائیگا رستم ثانی نے اصرار کیا خواجہ نے کہا یہ کسی طرح
ممکن نہین ہی رستم ثانی نے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو اُس جوان کو مجھے نہ دکھاے خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھکر
کھڑا ہوا اور کہا دیکھون تو کیونکر اُس جوان کو دیکھتا ہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا کان بقوت تمام پکڑ لیا
اور سر جھکا کے اس زور سے اُسکی پیٹھ پر گھونسا مارا کہ اُسکے منہ [illegible] ہوگیا اہل قافلہ نے جو
خواجہ کو مردہ پایا ایک ہی دفعہ سب نے رستم پر حملہ کیا رستم ثانی نے شمشیر
آبدار اُس کو ایک ہی وار مین دو لخت کردیا یہان تک کہ تمام

آبدار

قفل کھولا پٹرا اُٹھا کے کیا دیکھتا ہی کہ واقعی شہزادہ بدیع الملک مضبوط بندھا ہوا بے ہوش صندوق مین پڑا ہی حکم دیا
کہ جلدی شہزادے کو اس صندوق سے نکالو اور دست و پا کھولو لوگون نے صندوق سے نکالا بند کھولے عرق
رفع بے ہوشی چھڑکا شہزادہ ہوش مین آیا دیکھا کہ قریب ایک صندوق رکھا ہی اور رستم ثانی بیٹھا ہوا غور سے
دیکھ رہا ہی کہا ای برادر رستم تم یہان کہان اور یہ صندوق کیسا ہی اور مین کس حال مین مبتلا ہون رستم ثانی نے تمام
واقعہ بالتصریح بیان کیا اور کہا ای کشتی گیر زادے مین نے تجھکو صندوق کی قید سے رہائی دی اب تو میرا آزاد کردہ
ہوا ہی بدیع الملک نے کہا ای رستم اگرچہ تو نے مجھکو قید صندوق سے خلاص کیا مگر یہ کام ایسا نہین کیا ہی کہ مین تیرا ممنون ہون
کیونکہ تو میرا ملازم ہی تو نے اپنے منصبی کام کو انجام دیا رستم ثانی نے کہا ای کشتی گیر زادے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہی مین
ہرگز تیرا ملازم نہین ہون بدیع الملک نے کہا ضرور تو میرا ملازم ہی تیرے انکار سے کیا ہوتا ہی یہ تو نے حق نمک ادا کیا ورنہ
نمک حرام کہا جاتا غرضکہ اسی طرح کی گفت و شنید ان دونون مین تا دیر رہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا تمام اسباب
ہارون دزد کو دے دیا اور کہا ای ہارون یہ برکت دین اسلام کی ہی کہ تجھکو اسقدر مال و متاع ہاتھ آیا اگر تو دین اسلام قبول نہ کرتا تو
اسقدر مال کبھی دست یاب نہ ہوتا اب تم اسی جزیرہ مین مقیم رہو مگر یہ خیال رہے کہ آیندہ کسی وارد و صادر کے مال کی طرف
نظر بد سے نہ دیکھنا یہ کہا اور دونون شہزادے وہان سے روانہ ہوے اور مسافت دور و دراز طے کر کے چند روز کے بعد
شہر الماس مین پہنچے جسکا حاکم و فرمان روا الماس کور کے نام سے مشہور تھا دیکھا شہر بہت آباد ہی بازار مین متعدد
مین خصوصا چوک کی آبادی اور رنگا رنگی قابل دید ہی ہر ایک اور رو کی حالت سے معلوم ہوتا ہی کہ خوش اور غنی ہی نوجوان آپس مین خوش طبعی
کرتے چلے جاتے ہین ہر طرف عالی شان عمارتین نظر آتی ہین بازار مین سیر کرتے اور ہر طرف بغور دیکھتے چلے جاتے تھے
ایک شخص سوداگر وضع قریب آیا اور کہا ای شاہزادو السلام علیکم دونون نے جواب سلام دیا اور بحیرت اُسکی صورت دیکھی
اُس شخص نے کہا شہر یار اُس طرف کہان چلے جاتے ہو میرے ساتھ آؤ بدیع الملک نے رستم سے کہا کیا راستے ہی تم
اس شخص کو پہچانتے ہو رستم نے کہا مین نے کبھی اسکی صورت نہین دیکھی نہین معلوم کون ہی اور کیون بلاتا ہی اُس مرد سوداگر
وضع نے کہا کچھ شک اپنے دل مین نہ لاؤ بے خوف و خطر میرے ساتھ چلے آؤ بدیع الملک نے کہا چلو دیکھیے کہان چلا جاتا
چنانچہ دونون شہزادے اُسکے ہمراہ چلے وہ شخص ان دونون کو اپنے مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا
ای رستم اور ای بدیع الملک با اسوقت دونون کہان چلے جاتے تھے اب ان دونون کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہا
ای خواجہ پہلے یہ بتا دے کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دونون کا نام رستم اور بدیع الملک ہی خواجہ متبسم ہوا اور کہا ہان واقعی تمکو تعجب ہوا ہوگا
اصل حقیقت یہ ہی کہ مجھکو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بشارت ہوئی ہی اور میرا نام خواجہ بہلول ہی مین تھا منتظر ان والا شان
مہمانون کا [illegible] کہکے خطاب کرتے تھے [illegible] نام پوچھا کہا مجکو خواجہ ہو گئے ہین رستم نے پوچھا ای خواجہ
[illegible] مقام پر سر ماہ جو ہجوم آدمیون کا تھا وہان کیا تھا خواجہ نے کہا شہر یار معلوم ہوتا ہی کہ یہان کی حقیقت سے کماحقہ اطلاع
نہین ہی رستم ثانی نے کہا تجکو کیا [illegible] خواجہ بہلول نے کہا مین اسی وجہ سے تم دونون کو بازار سے لے آیا ای شہریار یہ بازار جسمین
ہجوم دیکھا ہی وہان دو بت تھا ری صورت کے بنا کے قائم کیے ہین اور جادوگرون نے ان دونون بتون مین یہ صفت پیدا کی ہی
کہ اگر کوئی [illegible] دونون بت اپنی جگہ برقرار رہتے ہین اور اگر تم انکے روبرو جاؤ دونون بت زمین [illegible]
اور تمام جادو [illegible] بدیع الملک اور رستم ثانی اہل الماس مین جا بسے [illegible]
[illegible] بنیاد کفر و بت پرستی کو نیست و نابود کرین گے اور دین اسلام کو رواج دینگے
[illegible]

بار رستم کو پاؤ گرفتار کر لاؤ چنانچہ یہان بھی اسی کام کے واسطے لشکر مقرر ہی اور شب و روز دونون جوانون کی جستجو ہی رستم ثانی نے
کہا ای خواجہ ہمکو نہین معلوم تھا کہ وہان جاؤ اس غرض سے ہی ورنہ ہم ضرور جاکر دیکھتے خواجہ مسعود نے کہا خوب ہوا کہ تم وہان نہین گئے
ورنہ دونون پہلے ضرور تمکو دیکھکے سرگردانی کرتے اور تم گرفتار ہو جاتے رستم نے کہا استغفر اللہ کیا مجال کسی کی جو نظر بد سے بھی دیکھ سکے یہ کہا اور
اٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہان جاتے ہو رستم نے کہا انھین پہلوانون کے پاس جاتا ہون خواجہ نے کہا خبردار ایسی جرأت نہ کرنا رستم نے کہا
تم بیکار مانع ہوتے ہو مین ضرور جاؤنگا تو فکر خواجہ نے ہر چند منع کیا رستم نے نہ مانا تصویرون کی جانب روانہ ہوا اور بدیع الملک
بھی رستم کے ہمراہ روانہ ہوا تا اینکہ دونون شہزادے اس ہجوم کو علیحدہ کرکے تصویرون کے قریب پہونچے جو نہین تصویرون کا سامنا
ہوا دونون تصویرون [illegible] فوراً سرگردانی کی تمام [illegible] بدیع الملک اور رستم ثانی کی صورت دیکھنے لگا اسیوقت یہ خبر والی شہر کو پہونچی
اسنے فوج کو حکم بھیجا کہ جلد ان دونون جوانون کو گرفتار کر لو اس عرصہ مین وہ دونون جوان خواجہ مسعود کے مکان پر پہنچے
خواجہ مسعود نے پوچھا کیا ہوا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ واقعی ان دونون پہلوانون نے ہمکو دیکھکے سرگردانی کی تمام لوگ ہماری
صورت دیکھنے لگے اور ہر شخص ہماری جانب اشارہ کرکے کہتا تھا کہ وہ دونون جوان یہی ہین اور کیا عجب کہ ہماری گرفتاری کو فوج بھی
آتی ہو خواجہ نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا تم نے نہ مانا اب جلدی کل شرب سے فارغ ہو جاؤ اور منتظر رہو اور ای جوانون تم تو بتاؤ کہ تمنے اپنے منھ
کی کیا تدبیر سوچی ہی بدیع الملک نے کہا خدا سے مایوس ہے خواجہ نے کھانا منگایا دونون شہزادے کھانا کھانے بیٹھے ہنوز فراغت نہین کی
تھی کہ خواجہ کے مکان کو آکر گھیر لیا اور بعض گبر دنینچا کہ خواجہ کے گھر مین دیوارون پر چڑھ کے کودین خواجہ نے منع کیا کہ
بدیع الملک اور رستم نے کہا انکو چھوڑ دیا تلوارین کھینچکے دروازے سے باہر نکل آئے بس پھر تو کشتون کے پشتے ہونا شروع
ہوگئے تھوڑی دیر مین تمام فوج بھاگ گئی اور یہ ہر طرح محفوظ و سلامت خواجہ کے گھر مین آکر ٹھہرے خواجہ نے کہا ای جوانو تم یہ نہ سمجھو کہ فوج
بھاگ گئی ہی عنقریب پھر حملہ ہوا چاہتا ہی اس مرتبہ ان مکارون نے یہ تدبیر کی کہ ہزارہا سپاہیون نے مکان کو گھیر لیا اندر مکان کے کسی کو خبر نہوئی اور
بیرون دروازہ قفل لگا دیا تاکہ یہ جوان باہر نہ آئین اور دیوارون پر سپاہی ایک ہی مرتبہ چڑھ آئے اور چاہتے تھے کہ مکان مین
کود پڑین اور گرفتار کرلین مگر انھون نے تلوارین کھینچکے بالاے دیوار وار کرنا شروع کردیے اکثر لشکری بالاے
دیوار کشتہ ہوکے نیچے گری اور بہتیر جان بچاکے بھاگ گئے خلاصہ یہ کہ تین روز تک یہی ہنگامہ رہا اور طرح طرح کی فکرین
گرفتاری کی کی جاتی تھین آخر تا کی چوتھے روز یہ دونون شہزادے گرفتار ہوگئے جب گرفتہ و بستہ کرکے الماس کور کے
روبرو پیش کیے گئے الماس کور نے بکمال غیظ و غضب دونون قیدیون کی جانب دیکھا اور کہا ای جوانو تمھارا مذہب
کیا ہی دونون نے بالاتفاق کہا ہم مسلمان ہین الماس کور نے کہا ای سرکشو تمکو کچھ خیال اس بات کا نہوا کہ اس
ملک مین ہم گرفتار ہو جائین گے بلا تکلف یہان چلے آئے دیکھنا تم اس سرکشی کے عوض کیسے عذاب سخت سے ہلاک
کیے جاتے ہو یہ کہا اور اسی وقت دونون شہزادون کو گرفتار کیے ہوے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور ان دونون کو ایک
وسیع پنجرے مین بند کیا تھا وہ پنجرہ ساتھ تھا قران نے یہ تدبیر کی کہ راتون رات نقب کھودی سر نقب پنجرے کی تہ مین
نکالا تہ پنجرے کی چوبی تھی اسکو کاٹ کرکے دونون کو نکال لے گیا اور تاریکی شب ہی مین دو گھوڑے اور دو براق
مہیا کیے دونون نے وہ براق زیب تن کیے اور گھوڑون پہ سوار ہوا اور قران کو یہان چھوڑ کے روانہ ہوے جب دروازہ
شہر پہ پہنچے وہان دوراہہ تھا ایک راہرو سے پوچھا یہ دونون راہین کس طرف گئین ہین اسنے کہا یہ دونون راہین
فرعونیہ کی طرف گئین ہین رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ دوراہہ [illegible] ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف
مین جاتا ہون دیکھین قسمت کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہی اور ہم کو [illegible] روانہ ہوا
اور دوسری راہ مین رستم ثانی نے قدم بڑھایا چند روز کے بعد [illegible] تھا

کہ شہر فرعونیہ مین داخل ہو دیکھا بیرون دروازۂ شہر فرعونیہ ایک تکیہ واقع ہی اُس مین فقیر مقیم ہین ایک فقیر جو مالک اُس
تکیہ کا تھا بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا سلام علیک بدیع الملک نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی جو مجھکو سلام
کیا قلندر نے کہا مین اس تکیہ کا مالک ہون چاہتا ہون کہ آج تم ایسے جوان ذیشان میرے کفش خانہ مین مہمان ہین میری
عزت افزائی فرماوین کل تمکو اختیار رہی جسطرف چاہنا چلے جانا شہزادے نے بہادر خود مشورہ کیا بعدہ کہا خیر تیری خاطر ہمکو عزیز ہی
ہرچند کہ ہمکو فرصت بہت کم ہی وہ فقیر شاہزادے کو تکیہ مین لا بٹھایا بدیع الملک نے کہا ای شاہ قلندران تمنے بہ رسم اسلام سلام
کیا تم مسلمان ہو اُسنے کہا ہان مین مسلمان ہون بلکہ تمھارے نام سے بھی آگاہ ہون شہزادے نے پوچھا میرا کیا نام ہی اُسنے کہا تمھارا
نام نامی بدیع الملک ہی اور [illegible] بشارت حضرت ابراہیم [illegible] یہ نام کیواسطے
یہان آنے ہو اُس سے بھی مجھے اطلاع ہی اور کئی ایک خبر خوش میرے پاس ہی اگر فرماؤ تو بیان کرون شاہزادہ مستفسر ہوا اُسنے
کہا فرعون شاہ کا ایک وزیر ہی خواجہ یاقوت نام وہ بھی مسلمان ہی اگر تمکو منظور ہو تو مین کل تمکو وزیر فرعون کے پاس
لے چلون اُس سے ملاقات کرنا اور بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ کام کرنا اُسی کے مشورہ [illegible] کے موافق کرو شہزادے نے قبول کیا شب اُسی
تکیہ مین بسر کی انواع اقسام کی باتین رہین صبح کو وہ فقیر شہزادے کو خواجہ یاقوت وزیر فرعون [illegible] کے یہان لایا جونہین خواجہ یاقوت
کی نظر بدیع الملک پر پڑی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت تمام صدر مین جگہہ دی اور کہا [illegible] شہزادے نے
کہا الحمد للہ پھر پوچھا حضور کا کیا ارادہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی اگر تمکو بھی اطلاع ہو خواجہ یاقوت نے کہا ہان
کچھ تو اطلاع ہی کچھ تم بھی بیان کرو شہزادے نے کسی قدر خلاصہ حال بیان کیا اور کہا ای خواجہ اس بارے مین تمھارا مشورہ
بھی لینا مقصود ہی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا ای شہریار مین کیا اور میرا مشورہ کیا تمکو میری عزت افزائی منظور ہی جو ایسا ارشاد
فرماتے ہو آج شب کو یہان توقف کرو جو کچھ میری سمجھ مین آئیگا عرض کیا جائیگا غرضکہ شب کو بعد فراغ طعام وزیر با اطمینان تمام
شہزادے کے پاس بیٹھا اور کہا شہریار میری رائے یہہ ہی کہ میرے ساتھ فرعون شاہ کے دربار مین چلو اور اُس گھر کو اور کیفیت دربار کو دیکھو
جو کوئی مجھسے تمھارا حال استفسار کریگا مین کہونگا یہ میرے برادرزادے ہین شہزادے نے خواجہ یاقوت کی قبول کی اور شب کو وہین قیام کیا

اب حال رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی

سخن دانیکہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ کہ بعد طی مراحل بسیار رستم بھی ہواحی فرعونیہ پہنچا صحرا مین ورود
دیکھا کہ ایک جوان لباس مکلف بر قبا مرصع بسر صید و شکار مین مصروف ہی ناگاہ جھاڑی مین سے ایک شیر دکارتا ہوا نکلا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان پر
حملہ کرے رستم ثانی بعجلت تمام اُس جوان کے قریب پہنچ گیا اور پیچھے دونون پاؤن گرفت مین لاکر چرخ دینا شروع کیا
پھر بقوت تمام اِس زور سے مارا کہ شیر نقش زمین ہوگیا اور وہ جوان خوف سے بھاگا جب دور نکل گیا سمجھا کہ اُس جوان سے
شیر کا مقابلہ ہوگیا غالبًا شیر اُسکے جانب متوجہ ہوگا ایک بلندی پر استادہ ہوکے تماشہ دیکھنے لگا جب دیکھا کہ اُس جوان نے
شیر کو ہلاک کیا ہی دوڑتا ہوا رستم ثانی کے قریب آیا دست بستہ کہا ای جوان تو انسان ہی یا کوئی فرشتۂ غیبی ہی جو انسان کی
صورت سے مشابہ ہوکے اس مجبوری کی حالت مین میرا حامی ہوا انسان سے کسی طرح ممکن نہین ہی کہ اسطرح شیر کا مقابلہ
کرے رستم ثانی متبسم ہوا اور کہا ای برادر فی الحقیقت آدمی ہی ہون مشیت خدا مین تیرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا جو اسوقت مین
پہنچ گیا اُس جوان [illegible] کی بہت تعریف کی پھر اپنے سر سے تاج اُتار رستم کے سر پر رکھا کہا تو میرا برادر حقیقی
سے بھی [illegible] تو نے میرے واسطے اپنی جان کا بھی پاس نہ کیا ایسی حالت مین
[illegible] ہمراہ رستم ثانی کو اپنے مکان پر لے گیا ۔

اور شاہزادہ رستم ثانی کا قلم بند ہوتا ہی کہ ملک

یہ کہ رہا تھا کہ محافہ نشین نقاب پوش داخل دربار ہوا اور فرعون کے روبرو سجدے کو جھکا پھر اپنی جگہہ پر بیٹھا بعد ازان
چوبدار ان منصور نگہبان و قسطورہ پوش آئے اور سجدہ کیا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے محافہ نشین اُٹھا عرض کی یا
خداوند خداپرست حاضر ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی فرعون نے کہا آج اُنکو اپنی حراست مین رکھو کل
جسطرح مناسب سمجھون گا باغیچہ بہشت مین بیٹھ کے اُنکے قصے کو فیصل کرون گا محافہ نشین حسب الحکم فرعون اپنے گھر چلا آیا
وہان فرعون نے شیربانون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شیرون کی لڑائی دکھاؤ شیربانون نے دو شیر حاضر کیے کٹہرے کھولدیے
گئے ایک دوسرے پر جھپٹا اسنے اسکے چکٹ دی اسنے اسکے اور مہیب آواز سے ٹکرانے لگے دفعتا دونون
فرعون کیطرف جھپٹے اسکا دم فنا ہونے لگا گھبرا کے کہا ارے کوئی دوڑو اور میری جان بچاؤ شیر اسطرف آتے ہین
حالانکہ صدہا ملازم جمع تھے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ ان شیرون کو روکتا بدیع الملک دلاور موجود تھا اُس نیستر
بیشہ شجاعت نے جست کی شیرون کے قریب پہنچا شیرون نے چاہا کہ بدیع الملک پر حملہ کرین شہزادے نے نہایت چالاکی
سے ایک شیر کے پچھلے دونون پاؤن مضبوط گرفت مین لاکے کھینچ کھینچ اُس شیر کو دوسرے شیر پر دے مارا دونون
بے جان ہوگئے تمام فرعون پرستون مین شہزادے کی جرأت وطاقت کی تعریف کا غل ہوا شہزادہ وہان سے
چلا آیا اور اپنی جگہہ پر قیام کیا ہر ادنے و اعلے کی نظر شاہزادے کے جانب تھی باہم سرگوشیان ہو رہی تھین کوئی کہتا تھا
عجیب الخلقت انسان ہی دونون شیرون کو کس چالاکی سے ہلاک کیا انسان ایک شیر سے مقابلہ نہین کرسکتا ہی اسنے دونون
کو ہلاک کیا کسی نے کہا اس جوان مین کوئی سمایا ہوا ہی فرعون شاہ نے خلعت خاصہ طلب کیا شہزادے بدیع الملک کو
دیا بعد ازان دربار برخاست ہوا فرعون شاہ اپنے محل سرا مین گیا خواجہ یاقوت بھی بدیع الملک کو ہمراہ لیے ہوے
اپنے مکان پر آیا شام ہوئی بعد فراغ طعام انواع واقسام کی باتین رہین خواجہ یاقوت نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ
پہلے بھی فرعون کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تمھاری ہیبت اُسکے دل مین سمائی ہوئی ہی مگر آج کے تمھارے کارنمایان
نے اُسکے دل پر پورا سکہ عظمت وہیبت کا بٹھا دیا بدیع الملک نے اُسکے جواب مین کلمات انکساری زبان پر جاری
کیے اور کہا اے خواجہ قابل تعریف اُس عزاسمہ کی قدرت وشان ہی جس نے انسان ضعیف البنیان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا
اور فضلنا بعضکم علی البعض فرمایا اور یہ مین کیا اور میرا کارنمایان کیا بڑے بڑے صاحب قدرت وعظمت انسان اُسنے خلق فرمائے ہین
اسطرح کی گفت وشنید مین رات زیادہ گئی دونون اپنے بستر خواب پر دراز ہوے صبح کو فرعون شاہ باغیچہ بہشت مین
آکے مقیم ہوا خواجہ یاقوت بھی حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکے مع بدیع الملک باغیچہ بہشت مین آیا اُدھر فرہان وزیر
دست چپ رستم ثانی کو ہمراہ لایا اور اپنی جگہہ پر بیٹھا فرعون شاہ نے حکم دیا کہ خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو لاؤ چنانچہ تمام سردار فرعون کے روبرو حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے فرعون کو برسم اسلام سلام کیا غضنفر چوبدار نے
چوب دستی سے حمزہ ثانی کو اذیت پہنچائی اور کہا یہ کیا بیہودگی ہی کہ خداوند کے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی
خبردار اب خداے نادیدہ کا نام نہ لینا فرعون نے برہم ہوکے کہا اے غضنفر چوبدار یہ کیا نادانی ہی کہ ہمارے بندون
کو اذیت پہنچاتا ہی اگرچہ انکی بھی یہ نادانی ہی کہ ہمارے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیا پھر بھی ہم ہرگز نہین گوارا کرتے کہ
انکو تکلیف ہو نہایت شرم کی بات ہی کہ جو اپنی قدرت سے پیدا کرے اور پھر اُسکی اذیت پر راضی ہو جاے ان
سب خداے نادیدہ [illegible] دونون کو الماس کوہ مین قید کردو چنانچہ حمزہ ثانی اور تمام سردار فرعون
کے حکم سے [illegible] الملک اور رستم ثانی اُنکی رہائی کے واسطے الماس کوہ کی
کوہ کے جانب روانہ ہوئے رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک

تا غروب آفتاب باغچۂ فرعون مین مقیم رہے یکایک فرعون اُٹھا اور تخت قدرت پر سوار ہوکے کوہ سر کے جانب روانہ ہوا تمام حاضرین
اپنے اپنے مکان کو گئے رستم ثانی اور بدیع الملک بھی وہان سے چلے آئے تمام شب رستم کو یہ فکر رہی کہ تمام سرداران الماس کوہ مین قید ہو گئے ہین
کوئی تدبیر ایسی ہو کہ انکو قید سے رہائی ملے چنانچہ صبح ہوئی اسباب ضروری مہیا کیا اور مرکب پر سوار ہوکے الماس کوہ کے جانب روانہ ہو گیا

راوی رستم ثانی کو الماس کوہ کے جانب سرداران لشکر اسلام کی رہائی کی فکر مین روان کرتا ہے اور کچھ حال اضطراب اشتعال شاہزادہ بدیع الملک کا معرض تحریر مین لاتا ہے

دن بسر ہوتا ہے یون سو مین کوئی یار کے
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشا چمن
کوہ صحرا و جلاتے ہین اس سرکار کے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
طرز سے جلتے ہین وہ جو راہین ترے دیدار کے
کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک اک وار اور بھی
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
سو مرض دل کا بیان کرتا ہون مین پروانہ آج

دھوپ سے اٹھتے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
خار و گل دونون بغل پر در دہین گلزار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
لن ترانی اُنسے ہو سائل ہین جو دیدار کے
حسن کا نظارہ وہ لذت نہین جو دل نکلے
زخم اُو چھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے
کام ہو اللہ سے عالم مین کچھ مطلب نہین
گرد پھرتا ہون مین اکثر کوئے یار کے

نالہ ہے تو اے غنی غلام اُس گل سے چہرہ کا نہین
لو ہے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے
کس طرف بھجوائے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
خواہ مروارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہین
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اُٹھا پھر وہ شیشے کی طرح
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے
سرد ہوگی گرم بازاری تری پروانہ آج

شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت کے گھر مین سو رہا تھا یکایک خواب سے بیدار
ہوا اپنے کو ایک مقام پر پایا سامنے دیکھا کہ نہایت چست و چالاک ایک عیار بچہ کھڑا ہے شہزادے نے متعجب ہوکے کہا تو
کون ہے اور یہ مقام کونسا ہے اُسنے کہا شہریار میرا نام کلس ہے اور اس مقام کا نام جو پوچھتے ہو تو صبر کرو میرے بتانے
کی ضرورت نہین ہے خود تمکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے کہا ہائین یہ کیا بات ہے
کہ خود معلوم ہو جائیگا اگر معلوم ہے تو کیون نہین بتاتا اُسنے کہا تم برخاستہ بیکار ہوتے ہو مین نے تو کہا کہ خود معلوم
ہو جاے گا اور کچھ نہین ہے عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک جانب سے چھم چھم کی صدا گوش
زد ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور لقا سراپا ناز و ادا ہمراہی چند مہوشان عنبر بو و گل رخان سنبل
مو پریوش دل فریب و بطرز ہمہ زینت و زیب چلی آتی ہے جب قریب آئی شاہزادے کو سلام کیا اور کچھ ایسے
انداز محبوبی سے سلام کیا کہ بدیع الملک ہزار جان سے دل اُسپر فریفتہ ہو گیا ہر چند دل کا تقاضا تھا کہ صبر محال
ہے دست گستاخ دراز کرے مگر پھر اپنے اُوپر ملامت کی اور کہا ہرگز ایسی بیہودگی جائز نہین آپ سے گذر جانا
ہمیشہ ذلت و فضیحت کا سبب ہوتا ہے نہایت سہولیت سے کہا اے تاجدار اقلیم خوبی و اے سر پرآرائے مملکت محبوبی
تو کون ہے اور اس طرف آنے کا کیا سبب ہوا وہ نازنین اپنے نوجوان ہمراہیون کی جانب دیکھ کے متبسم ہوئی شہزادے
نے کہا واہ یہ طرفہ امر ہے کہ مین تجھسے نام پوچھتا ہون اور تو دوسری جانب متوجہ ہو گئی اُس نازنین سراپا حسن و
ناز نے سر جھکا لیا ہمراہیون مین سے ایک نے کہا اے ملکہ یہ جوان تجھسے نام پوچھتا ہے اسکو نام سے کیون نہین
آگاہ کرتی ہو اُس نازنین نے آہستہ جواب دیا کہ تو اپنا نام بتا دے سب نے ایک مرتبہ قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ
یہ جوان خاص تیرا نام پوچھتا ہے ہم اپنا نام کیونکر بتا دین شہزادہ اُس کرشمہ سے از خود رفتہ ہوا
جاتا تھا جب دیکھا کہ یہ نازنین اپنا نام نہین بتاتی کہا مصرع

جیسے

جو تم سب میری باتون پر ہنستی ہو اُس نازنین نے کہا اے جوان تو ہرگز اسطرح کا خیال دل مین نہ لانا ہم ہرگز تجھکو
مسخرہ نہین سمجھتے یہ آپس کی شوخی تھی جسپر ہنسی آگئی آگاہ ہو کہ مین خداوند فرعون کی دختر ملکہ غزال چشم
نام سے مشہور ہون کل جسوقت تو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے ہمراہ باغچہ ہشت کی طرف جاتا تھا مین نے
تجھکو دیکھا تھا اُسی وقت سے میرا دل چاہتا تھا کہ مین تجھسے کلام کرون مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی جب بہت
مضطر ہوئی کلس نام عیار جو اسوقت تیرے روبرو کھڑا ہے تیرے لینے کو بھیجا یہ عیار میرا ملازم ہے تجھکو یہان
لے آیا اب مین تجھسے پوچھتی ہون سچ بتا تو کون ہے اور کہان کا باشندہ ہے بدیع الملک نے کہا اے آرام جان
اپنا نام بتانے مین مجھکو کچھ عذر نہین ہے البتہ یہ خیال ہے کہ مین نام بتاؤن اور تو میری دشمن ہو جاے تو کسقدر
مصیبت کا سامنا ہو اس سے یہی بہتر ہے کہ اس سوال سے درگذر ملکہ نے کہا پہلے تو نہین لیکن اس عذر بارد
معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھسے مسخرگی کرتا ہے اسکے کیا معنے کہ تیرا نام سُنکے مین تیری دشمن ہو جاؤن گی شہزادے نے
کہا بخدا یہ مسخرگی نہین ہے اور نہ کسی طرح کی خوش طبعی ہے یقین سمجھ کہ میرا نام سُنکے تیری یہ نظر نہ رہے گی جو اسوقت
ہے ملکہ غزال چشم نے کہا اے جوان تو ہرطرح مطمئن رہ بالفرض اگر تو میرے باپ فرعون شاہ کی ہلاکت کا
درپے ہو جاے گا تو بھی مین تیری دشمن نہ ہونگی شاہزادے نے کہا غالبا سنا ہوگا کہ تیرے باپ کو منجمون نے
خبر دی ہے کہ خدا پرستون کی فوج سے دو شخص تیرے ملک مین آئینگے ہنگامہ کشت و خون گرم کرینگے
حتی کہ تجھکو ہلاک کرینگے اور تمام ملک مین دین اسلام کو رواج دینگے اے نازنین آگاہ ہو بنا براس پیشینگوئی
کے اُن دونون مین سے ایک مین ہون اور میرا نام بدیع الملک ہے ملکہ غزال چشم نے پوچھا اُس جوان
دومی کا کیا نام ہے شہزادے نے کہا اُس دوسرے جوان کا نام رستم ثانی ہے چونکہ تیرے باپ نے فوج اسلام
کے سردارون اور بہتیرے ہمارے عزیزون کو قید کیا ہے ہم دونون اُن سب کی رہائی کے واسطے آئے ہین غزال چشم اس تقریر
کو سنکے ہمہ تن حیرت ہو گئی شہزادے نے سبب حیرت کا پوچھا اُسنے کہا اصل یہ ہے کہ مجھکو مطلق اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تو
سچ کہتا تھا کہ میرا اظہار حقیقت سبب اشتعال طبع ہے چونکہ تیری الفت میرے دل مین اثر کر گئی مجبور رہون ورنہ ضرور
تجھسے برسر پرخاش ہوتی بدیع الملک نے کہا پھر اب تیرا کیا ارادہ ہے ملکہ غزال چشم نے کہا دستور ہے کہ ہر شخص کے
دل کا خیال دوسرے کے دل پر اثر کرتا ہے ظاہر ہے کہ مین تجھپر فریفتہ ہون بالیقین تجھکو بھی کو نہ میرا خیال ہوگا
ایسی حالت مین مجھسے استفسار کی ضرورت ہے جو تیرا ارادہ ہے وہی ارادہ میرا سمجھ بدیع الملک نے کہا میرا ایسا
ارادہ ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جب میرا نام سُنکے تجھکو تردد ہوا تو میرا ارادہ سُن کے کیونکر موافق
ہوگی غزال چشم نے کہا اے جوان تجھ ایسے شخص کے اس کلام سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ جس امر مین
کوئی چارہ نہین اُسکو ہرطرح اختیار کرنا لازم آتا ہے اور علی الخصوص الفت و محبت جس سے سب مجبور ہین عام اس سے
کہ ادنی ہو یا اعلی شعر من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم ؛ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
جب مین ایسی دختر فرعون اپنے نام و ناموس سے قطع تعلق کرکے تیری محبت مین گرفتار ہو گئی تو تیری ہم
ارادہ ہونے مین تجھکو کیا تردد ہے اب طول کلام سے کام نہ رکھ بلا تکلف بیان کر تیرا کیا ارادہ ہے شہزادے
کہا [illegible] نے کہا ہے اگر تو دین اسلام قبول کرے تو ہم ارادہ ورنہ میرے تیرے [illegible]
[illegible] چشم نے کہا اے جوان عشق و محبت مین دین و مذہب کا کیا دخل
[illegible] بیکار اصرار کرتا ہے اور عبث درپے ہے ہان کچھ اور ارادہ ظاہر کر

شاہزادے نے کہا یہ ارادہ میرا مقدم ہو چند روزہ زندگی ہو عشق و محبت سے آخرت میں امید بخشش کی ہرگز نہیں ہو سکتی
ہر شخص کو چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے انجام پر نظر رکھے مرنا برحق ہو قیامت برحق ہو پرسش اعمال برحق ہو بالفرض
ہزار برس کی بھی زندگی ہو تو بھی ایک روز ملک الموت کا سامنا ہونا ہو کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
جملہ موجودات کیواسطے فنا لازم ہو صرف ذات واجب الوجود اس سے مخصص ہو جو واحد لاشریک ہو ملکہ غزال چشم شہزادے
کی یہ تمام تقریر سنا کی آخر کہا اے جوان بیان کر دین اسلام کے ارکان کیا ہیں شہزادے نے دین اسلام کی حقیقت کو
مدلل بیان کیا پھر ارکان و اصول و فروع کو بالتصریح بیان کیا ملکہ غزال چشم مع نازنینان ہمراہی مسلمان ہوئی بعدہ
بدیع الملک گلسن عیار کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عیار طرار تیرا کیا ارادہ ہو گلسن عیار نے کہا میں ملکہ کا تابع
فرمان ہون شہزادے نے کہا تیری ملکہ تو مسلمان ہو گئی غالب تو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اور ملکہ
غزال چشم نے اشارہ کیا چنانچہ گلسن عیار بھی مسلمان ہو گیا ملکہ نے پوشیدہ محفل عیش منعقد کی تمام نازنین خوب غیب
گائیں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے پکے شہزادے کی دعوت ہوئی تین روز تک ہنگامہ نشاط گرم رہا دن کو عید
معلوم ہوتی تھی رات کو شب برات کا سماں بندھا تھا بدیع الملک اور ملکہ غزال چشم کو ہر طرح خوش دونوں ایک
دوسرے کو دیکھکے دل خوش تھے چوتھے روز بدیع الملک کو گونہ تردد لاحق ہوا ملکہ نے سبب استفسار کیا شہزادے
نے کہا اے آرام جان کیا پوچھتی ہو تمہاری خاطر سے میں اس صحبت نشاط طرب میں شریک ہو گیا ورنہ اصل غرض میری جدا تھی
کی یہ ہرگز نہیں ہو جو موجود ہو بلکہ مجھکو خیال آتا ہو کہ تمام سرداران لشکر اسلام اور اکثر بزرگ میرے تیرے باپ کے حکم سے
الماس کوہ میں مقید ہیں کیا کہوں کیسا ملال ہوتا ہو یہ تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میں خاص اُن سب قیدیوں کی رہائی
کے واسطے آیا ہوں میں مصمم ارادہ کیے ہوں کہ اُن بارہ ہزار فوج آتش بار کو برہم کروں اور سرداران لشکر اسلام و جدان کرام
کو اُس قید و بند سے آزاد کروں اگر تجھکو کچھ حال الماس کوہ کا معلوم ہو بیان کر اور یہ بتا کہ اُن قیدیوں کو کسطرح رہائی ملے اُسنے
کہا شہریار بخدا مجھکو الماس کوہ کی مطلق خبر نہیں ہو ورنہ میں ضرور بیان کر دیتی شہزادے نے کہا خیر مجبوری ہو اب مجھکو خواجہ
یاقوت کے یہاں پہنچا دے غزال چشم نے کہا آیندہ ملاقات کب ہوگی شہزادے نے کہا انشاء اللہ آیندہ پھر ملاقات
ہوگی بشرطیکہ تمام سرداران لشکر اسلام قید و بند فرعون سے رہا ہو گئے اور اگر خدانکردہ نوع دیگر پیش آیا یعنے وہ سردار
قید سے رہا نہ ہوئے تو مشکل ہو غزال چشم نے کہا اے جوان تجھکو اسقدر بے اعتنائی زیبا نہیں ہو میں نے نہایت جرات
کر کے تجھکو یہاں بلایا ہو شہزادے نے کہا میں بالکل مجبور ہوں اگر مجھکو ایسی ضرورت لاحق نہ ہوتی تو میں ہرگز کبھی یہاں سے
نہ جاتا ملکہ غزال چشم مجبور ہوئی گلسن عیار کے جانب اشارہ کیا گلسن عیار نے بحفاظت تمام شاہزادے کو خواجہ
یاقوت وزیر دست راست کے یہاں پہنچا دیا خواجہ یاقوت نے جو شہزادے کو پانچ روز کے بعد دیکھا نہایت متعجب
ہو کے کہا اے شہریار یہ تمکو خوب معلوم ہو کہ اس شہر فرعونیہ میں جسقدر لوگ تمہارے دشمن ہیں مگر تمکو کچھ خیال اس بات کا
نہیں ہو آج پانچ روز کے بعد یہاں تشریف لائے ہو کہاں تھے جو نہیں آتا ہوا شہزادے نے غزال چشم دختر فرعون شاہ
کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ابھی میں جبر یہاں تک پہنچا ہوں ورنہ غزال مجھکو زیادہ قیام کے واسطے مجبور کرتی
تھی اور پوچھا اے خواجہ الماس کوہ کے مقدمے کی کبھی خبر ہوا اور یہ بھی کچھ حال معلوم ہو کہ وہ سردار کہاں ہیں اور کسطرح
مقید ہیں خواجہ یاقوت نے کہا اے شہریار مجھکو الماس کوہ وغیرہ کے مقدمے کی مطلق اطلاع نہیں ہو ہاں
یہ ممکن ہو کہ میں فرعون شاہ سے تمہارے روبرو اس حال　ہو کہ فرعون
کل حال مفصل بیان کردے گا بس تمہارا مطلب حاصل ہو جائیگا　یقین

بسر ہوئی صبح کو خواجہ یاقوت مع بدیع الملک سوار ہوا دربار فرعون شاہ میں پہنچا اپنی جگہ پر بیٹھا مگر آج خواجہ یاقوت
کے بشرے سے آثار تردد معلوم ہوتے تھے فرعون نے کہا اے وزیر خیر باشد تیری صورت سے دریافت ہوتا ہے کہ تجھکو
کسی نوع کا تردد ہے بیان کر یہ کیا واقعہ ہے خواجہ یاقوت نے کہا واقعی مجھکو نہایت تردد لاحق ہو گیا ہے سبب اسکا یہ ہے
کہ جو خدا پرست الماس کوہ میں قید کیے گئے ہین اُنکے عیارون کی تعداد کثیر ہے اور ہر ایک عیار اپنی فن عیاری
مین مثل اور نظیر نہین رکھتا ہے ممکن ہے کہ اُن عیارون مین سے کوئی عیار الماس کوہ مین پہنچ جاسے اور اُن
قیدیون کو رہا کرے جاسے اُسوقت سخت خرابی کا سامنا ہوگا فرعون شاہ یہ سُنکے متامل ہوا بعدہ کہا اے خواجہ
الماس کوہ کی دو راہین ہین ایک راہ خشکی کی ہے اُسطرف طلسم ہے دوسری راہ تری کی ہے اُسطرف بھی طلسم ہے
کون ایسا ہے جو الماس کوہ مین جاسکتا ہے البتہ وہ شخص وہان پہنچ سکتا ہے جو اُن راہون کے طلسم کو
توڑے اور ساز مشوش کو ہلاک کرے بغیر اسکے کوئی الماس کوہ مین نہین جا سکتا اور خدا پرستون کو نہین رہا
کر سکتا خواجہ یاقوت نے متعجب ہوکے پوچھا اے خداوند وہ ساز مشوش کہان ہے جسکا ابھی نام لیا فرعون نے
کہا تعجب ہے کہ آج تک تو ساز مشوش سے واقف نہین ہوا خواجہ یاقوت نے کہا اے خداوند اگرچہ مین تیرا پیغمبر
ہون اور تیرے تعلیم کے موافق بیشتر رموز کی اطلاع ہے لیکن اسقدر دسترس نہین ہے کہ علم خداوندی مین
پورا پورا دخل ہو جاسے ہان اگر کچھ مفصل بیان ہو تو معلوم ہو فرعون شاہ نے کہا بیشک یہ حال تجھکو معلوم ہوگا
سُن اے خواجہ جانب شمال ایک شہر ہے نہایت وسیع وآباد اہل شہر خوش وخرم پردہ دنیا پر اُس وسیع کا
نام ملک مراد ہے اُس شہر کا والی وفرمانروا ایک بادشاہ عالی جاہ ہے کسی کا حاجتمند نہ باجگذار و تابع فرمان
نہین ہے خود مختاری کے ساتھ حکومت کرتا ہے علاوہ حشم وخدم اور آبادی خزانہ کی صرف سات لاکھ اُسکے
فوج کے سوارون کی تعداد ہے پیادون کا ذکر نہین اُسکے ملک کی سرحد مین دار السلطنت سے چند فرسنگ کے
فاصلے پر ایک دریا واقع ہے اندرون دریا ایک گنبد ہے بلندی اُس گنبد کی قریب ایک ہزار سات سو گز کے ہے
گرد اُس گنبد کے وہ دریا بہ نسبت اور مقامات کے بہت زیادہ گہرا ہے ہر وقت اُس گنبد کے گرد پانی
چکر کھایا کرتا ہے ہر ایک کی جرات اُس گنبد کے قریب جانے کی نہین ہوتی اے خواجہ تمام دن اُس مقام پر سناٹا
رہتا ہے رات کو اُس گنبد سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہے اُس ہاتھ مین کو ہر شب چراغ ہوتا ہے جسکی روشنی بیس فرسنگ
تک جاتی ہے تمام شہر مراد مین اُسی گوہر شب چراغ سے روشنی ہوتی ہے چراغ روشن کرنے کی کچھ ضرورت
نہین ہوتی اور ایسی تیز روشنی ہوتی ہے کہ شب کو بھی روز روشن کا سمان ہوتا ہے ہر شخص اُس روشنی کے
سبب سے مثل دن کے شب کو بھی کام کر سکتا ہے اگر احیاناً کسی اہل شہر نے چراغ روشن کیا بس فوراً اُس گنبد
طلسمی سے ایک تلوار پیدا ہوتی ہے جسکے وار سے چراغ روشن کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ چراغ بھی
گل ہو جاتا ہے بیشتر ایسا اتفاق ہوا اب کسی شخص کی جرات چراغ روشن کرنے کی نہین ہوتی سب خائف ہین
ساز مشوش بھی وہین ہے اے خواجہ یہ مقدمہ طے ہونا بہت دشوار ہے صرف ساز مشوش ہی کے ہلاک ہونے پر
طلسم کا شکست ہونا موقوف نہین ہے بلکہ ساز مشوش کے ہلاک ہونے کے بعد ابر نمودار ہون گے جنھین خاص فتح
طلسم موقوف [illegible] مشوش ہلاک نہ کیا جاسے اور وہ ابر نمودار ہو جائین ممکن نہین
خواجہ [illegible] اس بیان سے مجھکو اطمینان ہوا ورنہ مین سمجھتا تھا کہ مسلمان
ا[illegible] ان قیدیون کو رہا کرلے جاوین گے کیا کہون تمام تمام رات

اس فکر مین نیند نہ آتی تھی یہان تک کہ صبح ہو جاتی تھی دن کو بھی اس خیال مین مبتلا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ایسا نہو کہ خداوند کی محنت رائیگان ہو جائے فرعون ہنسا اور کہا ای خواجہ ہماری قدرت کا کوئی ایسا فعل نہین ہی جو مستحکم نہو یہ سب کرشمہ میری ہی قدرت کا ہی خواجہ یاقوت نے کہا بہت درست ارشاد ہوا مجھکو خوب معلوم ہوا ورنہ کسطرح نہ معلوم ہو مین تو تیرا پیغمبر ہون شب کو خواجہ یاقوت فرعون کے پاس سے اپنے گھر مین آیا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ اب مجھکو اجازت دو تاکہ مین شہر مراد کی سیر کرون خواجہ یاقوت نے کہا شہریار اسقدر عجلت نہ چاہیے بزرگون کا قول نہین سنا ہی قطعہ

عنان دل بکف صبر دہ گرت باید — کہ گوی عیش بچوگان جہد بربائی
شتاب در خطری افگند کہ گر صد سال — تو دست و پا ہی زنی زان خطر برون نآئی
متاز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل — کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
مکن شتاب در آئین حلم روی متاب — کہ غیر صبر سکون نیست رسم دانائی

مین نے بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جس کے سبب سے تم شہر مراد مین مع فوج ولشکر جا ؤ گے اور کام حسب مراد انجام پائیگا بے سرو سامانی سے جانا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ بزرگون کا قول بہت صحیح ہی مگر مین نے بھی بجاے خود ایک فکر قرار دی ہی جسکے واسطے فوج ولشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی انشاء اللہ بے سرو سامانی ہی سبب مراد حاصل ہونے کی ہوگی خواجہ نے کہا تمکو اختیار ہی میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُسکا ذکر کیا آیندہ تو دانی وکار تو الغرض دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت سے رخصت ہوکے شہر مراد کی جانب روانہ ہوا بعد طی مراحل وقطع منازل قریب ایک باغ کے پہنچا جہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا قریب قافلے کے پہنچ کے اہل قافلہ سے ایک شخص کو قریب اپنے بلایا اور پوچھا ای برادر کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ قافلہ کسکا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے از سر تا پا شہزادے کو دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلے کا حال پوچھتے ہو شہزادے نے کہا مین کوئی ہون تمکو اگر معلوم ہو تو بیان کرو وہ شخص قافلے مین واپس گیا اور ایک اور شخص کو اپنے ہمراہ لایا اور اُس سے کہا یہ جوان ہے اس قافلے کا حال دریافت کرتا ہی اور اگر اس جوان کا حال دریافت کرتے ہین تو کچھ نہین بیان کرتا دوسرے شخص نے کہا پھر کیا مضائقہ ہی اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان یہ قافلہ شہر مراد کی جانب جاتا ہی اور اس قافلے کا سردار خواجہ سالار نام ہی شہزادے نے کہا ہم تمہارے سردار سے ملاقات کر سکتے ہین اُسنے کہا ہان مگر ہم سردار قافلے سے اجازت لے لین شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی وہ دونون شخص خواجہ سالار بربری کے پاس گئے اور حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ سالار بربری بھی شہزادے کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور کہا لاؤ اُس جوان کو کہان ہی وہ دونون شخص شہزادے کے پاس آئے کہا چلو ہمارے سردار نے تمکو بلایا ہی شہزادہ اُن دونون کے ہمراہ خواجہ سالار بربری کے پاس قافلے مین گیا جونہین خواجہ سالار بربری کی نظر شہزادے پر پڑی ہیبت سے سمجھا کوئی رہزن ہی باواز بلند کہا ای فلان اس جوان کو یہان نہ لاؤ وہین مقیم رہنے دو مین خود وہین آکے اس سے ملاقات کرونگا وہ دونون شخص اہل قافلہ شہزادے کو پھر اسی مقام پر لے آئے اور کہا ای جوان یہ بات برا ماننے کی نہین ہی نہین معلوم ہمارے سردار کے دل مین کیا شک گذرا جو واپس کیا اس عرصے مین خواجہ سالار بربری خود شہزادے کے پاس آیا اور کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تو اپنے ہمراہیون کو خبر نہ کر جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ہمسے مانگ لے ورنہ بے کار کشت وخون ہوگا اور مطلب وہی حاصل ہوگا جو مین اُسوقت کہرہا ہون بدیع الملک سمجھ گیا کہ یہ مجھکو قزاق جانتے ہین کہا ای خواجہ تم بے کار میری جانب سے مشکوک ہو مین قزاق راہزن نہین ہون مسافر ہون خواجہ بربری نے کہا اگر تم مسافر ہو تو یہ بتاؤ کہ کسطرف کا غ

طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہون از بسکہ کوئی رفیق ہمراہ نہیں رکھتا ہون تمکو یہان مقیم دیکھا اس خیال سے کہ شاید میری
ہمراہی قبول کرو تمہاری ملاقات کا خواہان ہوا خواجہ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہی شہزادے نے کہا مجھکو بدیع الملک
بن نور الدہر کہتے ہین جونہین خواجہ بربری نے نام شہزادے کا سُنا شہزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا
اے شہریار مین بھی مسلمان ہون اور میرا وطن ملک بربر ہی زہی نصیب میرے کہ تم ایسے عالی جاہ کی شرف قدمبوسی
سے مشرف ہوا بدیع الملک بھی خواجہ کے مسلمان ہونے کا حال سُن کے بہت خوش ہوا اور متبسم ہوکے کہا اے
خواجہ تمنے تو مجھکو قزاق ہی قرار دے لیا تھا خواجہ نے منفعل ہوکے کہا اے شہریار معاف فرمائیے مین نے لاعلمی کی
حالت مین ایسا خیال کیا پھر اپنے ساتھ شہزادے کو خیمہ مین لے گیا صدر مین بٹھایا اور خود غلامون کی طرح خدمت
بجالایا انواع و اقسام کی باتین شروع ہوئین اہل قافلہ سے جو کوئی آتا تھا بکمال ادب بدیع الملک کو سلام کرتا تھا

اب کچھ حال خیرت اشتمال شہزادہ والاشان
رستم ثانی بن ایرج نوجوان معرض بیان مین آتا ہی

اس چمن مین کیا ہین بے شمار درخت	پر کہان مثل قد یار درخت	وہ سرا سرو قد ہے بے سایہ	صدہے ہین لاکھ سایہ دار درخت
ہین سے سوز درون سے کباب درخت	ہین ہوئی نسان و چنار درخت	آنکھین بادام ہین زنخدان سیب	قد جانان ہی میوہ دار درخت
سر اٹھاتے جو باغ مین ہین کھڑے	رکھتے ہین تیرا انتظار درخت	مجھکو شاخون کی جا دکھائی ہی	ہجر کی تیغ آبدار درخت
نخل تن یان ہمیشہ ہی پر داغ	پھول لاتے ہین ایکبار درخت	تا قیامت خلل نہین نا سیخ	نخل غم کیا ہی پایدار درخت

مرآت ضمیران صفا پرور دگلی فروشان نو گستر بہار پیرایان نیشکر سان چمن آرایان باغ جہان نقش بندان بدیع اخبار چہرہ
پردازان غریب آثار دست یاری انگشت قلم سے دانہای نقاط پر سبحہ گردانی ابر نیسان کرم سے اصداف قلوب پر
درافشانی زبان سحر بیان حکمت توامان سے معجز بیانی اس روشن دلی اور سر سبزی رازدانی سے فرماتے ہین کہ جب
رستم ثانی شہر فرخو خیمہ سے باہر آیا الماس کوہ کی راہ لی بے خبر چلا جاتا تھا ایک قافلے کے قریب پہنچا اہل قافلہ سے
اُس قافلے کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ یہ قافلہ کس طرف جائیگا اُنھون نے کہا اے جوان الماس کوہ کے قریب
ایک شہر کا فور یہ نام سے مشہور ہی یہ قافلہ وہین جاوے گا رستم ثانی اس حال کو سن کے بہت خوش ہوا اور کہا
ہم سالار قافلہ سے ملاقات کر سکتے ہین اُن سب نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم جاتے ہین قافلہ سالار کو خبر کرتے ہین تم یہین مقیم
رہو سالار قافلہ جو کچھ جواب دے گا اُسکے موافق عمل کرینگے چنانچہ ایک شخص سالار قافلہ کے پاس گیا اور کہا اے
خواجہ اسوقت ایک جوان اسطرف وارد ہوا ہی اور تمسے ملاقات کرنا چاہتا ہی خواجہ نے کہا وہ جوان خاص میری ملاقات
کو اسطرف آیا ہی یا حسب اتفاق اسطرف وارد ہو گیا ہی اُسنے کہا اس حال کو مفصل مین نہین بیان کر سکتا مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہی کہ خاص تمھاری ملاقات کو اسطرف نہین آیا ہی خواجہ نے کہا اُس جوان کی وضع و قطع کیا ہی اُسنے رستم کا
حلیہ بیان کیا خواجہ چند لمحہ متامل ہوا بعدہ کہا اچھا جاؤ اُس جوان کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ رستم ثانی سالار قافلہ
کے پاس آیا جونہین خواجہ کی نظر رستم ثانی کی صورت پر پڑی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا نہایت ادب سے اپنے پہلو مین جگہ دی
کہا اے جوان تم [illegible] اسطرف آنے کا اتفاق ہوا رستم ثانی نے کہا اے خواجہ مثل تمھارے مین بھی تجارت
[illegible] ات ہوئی خواجہ نے بغور رستم کی صورت دیکھی کہا اے جوان تعجب ہی کہ
[illegible] قبل تمھارے یہان پہنچنے کے تمھاری خبر پہنچ گئی شہزادے رستم ثانی کی
[illegible] ج ہو یا نہین رستم بہت متعجب ہوا کہا اے خواجہ واقعی میرا یہی نام ہی

سچ بتاؤ مجھے کسنے کہا اُسنے کہا شہریار مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی ہی کہ رستم ثانی سرداران
لشکر اسلام کی خلاصی کی غرض سے الماس کوہ مین آتا ہی عنقریب یہان پہنچا چاہتا ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ
تجھکو ہمراہ لیکے الماس کوہ کی طرف جاے گا آج دوسرا روز ہی کہ تیرے انتظار مین مقیم ہون بارے تو یہان پہنچا
جسوقت مجھکو لوگون نے خبر دی اُسی وقت مجھکو شک گذرا تھا آج کا روز تو یہین بسر کرنا چاہیے کل دربند کا فوریہ
کی طرف روانہ ہون گے رستم ثانی نے کہا اے خواجہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو خواجہ فضل کہتے ہین شاہزادہ
رستم ثانی بہت خوش ہوا وہ رات اُسی جگہہ بسر ہوئی طرح طرح کی باتین رہین شہر روز دیگر کین جہان پر غرور یافت
از سر چشمۂ خورشید نور صبح کو سامان سفر درست ہوا جانوران باربرداری اسباب سے بار کیے گئے اور الماس کوہ
کی جانب کوچ کیا چند منزلین طی کی تھین کہ ایک دریا دور سے نظر آیا جب کنارے دریا کے پہنچے کشتیان
کرایہ کین سب سوار ہوے کشتیان ایک جانب دریا مین روانہ ہوئین ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ہوا تند چلی
کشتیبان متوحش ہوے باواز بلند کہا سب لوگ ہوشیار رہو جائین طوفان آیا ہر مع ہوا کے جھوکے سے کشتیان تہ و
بالا ہونا شروع ہوئین ہر ایک ملاح نے عنان کشتی قضا و قدر کے سپرد کی تمام سواران کشتی گھبراے ہوئے ہر چہار جا
دوڑتے پھرتے تھے دفعتًا تمام کشتیان منقلب ہوکے دریا مین غرق ہوگئین رستم ثانی کی بھی کشتی غرق ہوگئی اور غرق
ہوتے ہی رستم ثانی نے جو آنکھ کھولی اپنے کو طوق و زنجیر مین بستہ پایا غریق بحر حیرت ہوگیا دل مین کہا خداوندا یہ کیا
معاملہ ہی این گل دیگر شگفت اسی سے زمانے کو بوقلمون کہا ہی یہان ہر لمحہ نیا رنگ پیش نظر ہوتا ہی کہان تو یہ خیال
تھا کہ غیب سے یہ سامان پیدا ہوا کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی سرداران لشکر اسلام کی رہائی مین سہولیت ہوگی
کچھ خود کوشش کرین گے کچھ خواجہ فضل معین ہوگا راہنمائی کافی ہوگی کہان یہ طرفہ ماجرا پیش نظر ہی کہ دریا کا سفر کرنا
اختیار کیا کشتیون پر سوار ہوے حسب اتفاق طوفان کا بھی آنا ضروری تھا دیکھیے اس قید و بند سے کب اور کسطرح
رہائی ملتی ہی مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ٭ خواجہ فضل بھی موجود نہین ہی جس سے اس حال کی حقیقت
پوچھین شکایت کرین خداوندا تو ہی اپنے بندے کا حامی و مددگار ہی ہر ایک مبتلاے مصیبت و زحمت کو نجات دینے والا ہی
شعر ندا ریم غیر از تو فریادرس ٭ توئی عاصیان را خطا بخش و بس ٭ اب شہزادے کا یہ حال ہی کہ کبھی اپنے دست و پا کی طرف
دیکھتا ہی اور کبھی طوق و زنجیر کی طرف نظر کرتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین ابھی غرق دریا ہوگیا تھا اس عجلت سے طوق و زنجیر
مین بستہ کرنے والا کون تھا راوی کہتا ہی کہ یہان طلسم ہی اور آخر جہ ماہی خوار نام اس طلسم کا داروغہ ہی شہزادے کو
اُسی طرح گرفتہ و بستہ آخر جہ ماہی خوار زنگی کے پاس لائے آخر جہ زنگی اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف
تھا گفت شنید ہو رہی تھی رستم ثانی اُسی طرح گرفتہ و بستہ گنہگارون کی طرح استادہ رہا جب آخر جہ ماہی خوار
فارغ ہوا رستم ثانی کے طرف متوجہ ہوا اور سر تا پا بغور دیکھکے کہا اے جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی
رستم ثانی نے کہا کون کی نسبت تو کیا حال بیان کرون البتہ یہ کہہ سکتا ہون کہ مجھکو رستم ثانی کہتے ہین آخر جہ
ماہی خوار نے متبسم ہوکے کہا کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تو کسطرح گرفتار ہوا اور کس نے تجھکو گرفتار کیا رستم ثانی نے
کہا اس بات کو بھی مین مفصل نہین بیان کرسکتا اسقدر مجھکو معلوم ہی کہ مین ایک طرف چلا جاتا تھا ایک قافلے
کو دیکھا سالار قافلہ سے ملاقات کی وہ دلداری سے پیش آیا مین [illegible] روانہ ہوا اثنا سے راہ مین
دریا حائل تھا کشتیان کرایہ کین دریا مین روانہ ہوا طوفان آیا کشتی بھی
غرق دریا ہوگئی مین سمجھتا تھا کہ ہلاک ہوگیا لیکن آنکھ جو کھولی ا

دیکھ رہا ہی آخر جہ زنگی اپنے ملازمون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس جوان کو بادشاہ کی خدمت مین لے جاؤ
بادشاہ کا نام ملک کافور تھا غرضکہ رستم ثانی کو ملک کافور کے روبرو لائے ملک کافور نے رستم ثانی کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے جوان تو کون ہی ملازمون نے عرض کی شہریارا یہ جوان وہ ہی کہ فرعون شاہ کو منجمون
نے بطور پیشین گوئی یہ خبر دی تھی کہ دو جوان تیرے ملک مین آئین گے اور وہ دونون تجھکو تخت سلطنت سے
تختہ تابوت پر پہنچا دین گے ممالک فرعونیہ کو اسلام آباد کرین گے فرعون پرستی کی بنا کو نیست نابود کرین گے
ملک کافور نے کہا وہ دوسرا جوان کہان ہی اور اُسکا کیا نام ہی ملازمون نے کہا اس جوان کا نام بدیع الملک ہی
اُسکا ابھی پتا نہین ملا ہی ملک کافور نے رستم ثانی سے کہا اے جوان تو اپنے کو دیکھ رہا ہی کہ کسطرح گرفتار و مجبور میرے
روبرو کھڑا ہی اس حالت مین تیرا کیا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا اے بادشاہ میرا ارادہ تو جو کچھ ہی وہ ہی مگر اپنا مطلب
بیان کر اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اپنے دین آبائی سے دست بردار ہو اور بصفائی قلب و خلوص نیت دین
فرعون کو قبول کر یاد رکھ فرعون ایسا خداوند اب نہین دست یاب ہوگا رستم ثانی نے کہا استغفر اللہ اے
کافور شاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم گرفتہ و بستہ مجبور تیرے روبرو استادہ ہین تو اپنے دین حق کو چھوڑ دینگے
ہم خداپرست ہین ہمنے فرعون ایسے صدہا کتون کو ہلاک کیا ہی اور کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ فرعون ہمارے ہاتھ
سے زندہ بچ جاے گا دیکھنا کس ذلت و فضیحت سے اُسکا بھی کام تمام کرتا ہون ملک کافور نے کہا اے جوان تو
نہین جانتا کہ تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی اگر حکم دون تو ابھی ایک لحہ مین تو ہلاک کیا جاتا ہی تو اپنے کو دیکھ
اور فرعون ایسے خداوند کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہنے کو دیکھ اور مین کچھ تعرض نکرون پھر بھی خداوند
فرعون مین بڑی قدرت و طاقت ہی اگر اُسکا قہر نازل ہو جاے تو ابھی خاک سیاہ ہو جاے مگر یہ کہ اُسکا رحم
و کرم ہر بندے کے حال پر بے حد و نہایت ہی رستم ثانی نے کہا تو اُسکا معتقد ہی جو کچھ دل مین آتا ہی کہتا ہی لیکن مین
تو اُسے مردلے سگ خارشتی سے بھی بدتر سمجھتا ہون چونکہ ملک کافور کے تمام ملازم فرعون پرست تھے
سب نے بالاتفاق کہا اے بادشاہ اس جوان سے زیادہ باتین کرکے خداوند فرعون کے حق مین کلمات
نازیبا سننا ہرگز قرین عقل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ یا تو اس جوان کو اسکی گستاخی کی سزاے سخت دی جاے یا
اور جو حکم مناسب ہو وہ صادر فرمایا جاے ملک کافور نے کہا ابھی اسکو اس گستاخی کی سزا دینا نامناسب معلوم
ہوتا ہی لے جاؤ اسکو قید کرو ملازم کشان کشان شہزادے کو قید خانے مین لاے اور ہر چہار جانب اُس
قید خانے کے پہرے مقرر کیے راوی کہتا ہی کہ اُسوقت کافور شاہ کے دربار مین ایک فقیر رندمشرب موجود تھا
جسکی تمام عمر دزدی اور رندی مین گذری تھی اُسنے جو رستم ثانی کے کلمات بیباکانہ اور دلیرانہ کافور شاہ کے روبرو
سنے دل مین کہا یہ شخص بڑا جری اور دلیر معلوم ہوتا ہی حالانکہ بستہ و گرفتہ ہی پھر بھی تیور میلے نہین ایسے شخص کو
رفاقت مین لینا بہت بہتر بات ہی یہ سب لڑکے جمع ہین انکو اس جوان کی کیا قدر و قیمت معلوم ہوگی جب تک کافور شاہ
اور رستم ثانی [illegible] رہا جب رستم ثانی کو قید خانے مین لے گئے یہ بھی وہان سے اُٹھا
[illegible] قید خانے مین داخل ہو چکا یہ اپنے مکان پر چلا آیا اور دل مین
[illegible] ان دست یاب ہو آخر راتون رات اپنے مکان سے اس
[illegible] خانے مین [illegible] کیا اور وہ فقیر قید خانے مین داخل ہوا رستم ثانی

گھبرا نہین مین کوئی تیرا ایذا دہندہ نہین ہون بلکہ تیرے دوستون سے ہون رستم ثانی نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کہ تو
کون ہی اور کیون قید خانے مین اسوقت میرے پاس آیا ہی اُسنے کہا بس خاموش رہو جو حقیقت ہی تم پر ظاہر ہوجائیگی
اور قید بند کو شہزادہ رستم کے دست و پا سے وا کیا پھر کہا چلو اس نقب سے میرے ہمراہ مکان پر پہنچ کے
کیفیت بیان کرونگا یہان توقف کرنا مناسب نہین ہی ہر چہار جانب نگران بیٹھے ہین مبادا میری تمھاری
آواز سنین تو سخت قباحت ہی تم تو خیر لیکن مین ہرگز زندہ نہین بچونگا شہزادہ رستم اُس فقیر کے ہمراہ نقب کے
راہ سے فقیر کے مکان پر آیا دیکھا مکان نہایت پر تکلف ہی فرش صاف و سفید بچھا ہوا ہی صدر مین مسند تکیہ لگا ہی
فقیر نے شاہزادے کو مقام صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ ملازمون کی طرح شاہزادے کے روبرو دوزانو
بیٹھا شہزادے نے کہا ہان ای عزیز بیان کر تو کون ہی جو اس دلداری سے ایسے وقت سخت مین مجھسے پیش
آیا اور غرض اس جانفشانی کی کیا ہی اُس فقیر رند مشرب نے دست بستہ کہا ای جوان ذیشان تو کل کے روز
کافور شاہ کے روبرو مجرمون کی طرح گرفتہ کرکے لایا گیا تھا ہر چند کہ کافور شاہ نے تجھکو بہت کچھ سخت و سست
کہا لیکن تو نے بھی اُسکو جواب ترکی بہ ترکی دیا حالانکہ تو گرفتہ و بستہ اُسکے روبرو استادہ تھا بس مجھکو تیری
اُسوقت کی دلیری بہت پسند آئی کیونکہ مین وہان موجود تھا اور تمام گفتگو میری موجودگی مین ہوئی مین سمجھ
تھا کہ کسطرح تجھکو اس قید سے رہا کرون بارے یہ تدبیر میری سمجھ مین آئی جو مین تجھکو نقب کے ذریعے
سے رہا کر لایا اگرچہ مین ایک مرد فقیر رند مشرب ہون اور میرا پیشہ نہایت ذلیل و خراب ہی مگر کیا کہون کہ مین
کس وجہ تجھسے خوش ہون میرا دل اُسی وقت چاہتا تھا کہ تجھکو رہا کرنے کی کوشش کرون مگر سمجھکے خاموش ہو رہا کہ شاہی دربار ہی سب
متفق ہین مین تنہا کیا کر سکتا ہون خواہ مخواہ اپنے کو تکلیف دینا ہی اور مطلب کا حاصل ہونا محال ہی شعر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد * ساعد سیمین خود را رنجہ کرد
شاہزادے نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو مظفر رند کہتے ہین شہزادہ بہت خوش ہوا اور کہا ای عزیز مظفر مین
تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسوقت لاچاری مین مجھکو مدد دی اب یہ بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی
اُسنے کہا میرے مذہب کو کچھ نہ پوچھو اگرچہ مین بھی مثل ملک کافور وغیرہ کے فرعون پرست ہون لیکن
اصل امر یہ ہی کہ مین ان بدبختون کو بالکل ہیچ پوچ سمجھتا ہون فرعون شاہ کیا پاپوش ہی جسکو سب خداوند
سمجھتے ہین اور ملک کافور کیا چیز ہی این ہمہ شکل پر اسے اکل سمجھو کہین اور سے لوٹ مار کے نہ لایا دو
گھڑی جھوٹ سچ بول کے للو پتو کرکے ان سب کا گلا گھونٹا اور جو کچھ ملا کھایا یون تو میری نیت پیشتر سے
تھی کہ دین و مذہب کے بارے مین دریافت کرون مگر کوئی ایسا موقع نہ ملا اب تم بتاؤ کہ تمھارا کیا مذہب ہی شہزادے
نے کہا برادر مین مسلمان ہون خدا کو واحد و لاشریک اور عادل حاضر و ناظر قادر مطلق و غائب اور بصیر ہر جگہ
موجود علام الغیوب ستار العیوب علیم حکیم خبیر بصیر جانتا ہون اُسکے انبیا اولیا اوصیا کو رموز اسکے کا
باہر جملہ عیوب سے پاک و طاہر سمجھتا ہون اگرچہ مال دنیا سے کچھ ایسا میرے پاس نہین ہی کہ تیری مدد
کے عوض مین تیرے لائق کچھ دون مگر دولت دین سے مالا مال ہون اگرچہ مال دنیا سے اس دولت کو
کوئی مناسبت نہین ہی کیونکہ مال دنیا معرض زوال و انتقال مین ... زوال
ہی نہ چوری جانے کا کھٹکا ہی اور نہ کسی اور طرح سے اسکے تلف

ضایع نکرا اور اپنی اس محنت شاقہ کا معقول عوض سمجھ آگاہ ہو اے عزیز یہ اسی دولت کی برکت ہو جو کافور شاہ
کو بلا خوف و تردد دلیرانہ جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا ورنہ وہ وقت ایسا نہ تھا جو کوئی زبان ہلا سکتا میں سمجھ
رہا تھا کہ میرا خالق و قادر مطلق میرا حامی و مددگار ہو کافور کیا شے ہو اسی قبیل سے رستم ثانی سے کچھ اپنی
تقریر دین و مذہب کے بارے میں مظفر دزد کے روبرو کی کہ وہ مسلمان ہونے کو بخوشی خاطر راضی ہو گیا
رستم ثانی نے پہلے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا پھر کچھ اصول و فروع و دلائل حقیقت اسلام بیان کیے جن کو مظفر دزد
اپنے لوح دل پر نقش کرتا گیا اور مسلمان ہوا راوی کہتا ہو کہ جب رستم ثانی کافور شاہ کے روبرو
گرفتہ و بستہ کر کے لایا گیا اور بعد گفتگو رستم کو قید خانے میں بھیجنے کا حکم دیا رستم قید خانے کی طرف روانہ
ہوا اُسطرف کافور نے فرعون شاہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ بعد توصیف بے حد لات و تعریف
بے حد منات بفضل بت بزرگ و عنایت خداوند سترگ اُن دونوں جوانان باشوکت و شان میں سے جن کے
نسبت منجمان فاضل و پیشین گویان کامل نے خبر دی تھی کہ سر اُٹھائیں گے اور مملکت فرعونیہ میں اسلام
کو رواج دیں گے اور قیامت ڈھائیں گے ایک جوان رستم نام مجھکو دستیاب ہوا ہو اسوقت تک
میں نے بحفاظت تمام مقید رکھا ہو بنا بر اطلاع وہی عریضہ بخش و ناپاک یہ ناچیز ذرہ خاک خداوند اندیشہ
ناک کے جا سے ضرور کے ملازموں کے حضور میں پیش کرتا ہو قوی امید ہو کہ جلد اسکا جواب حاصل ہوگا
اور یہ نامہ ضلالت ختامہ ایک ملازم تیز و چالاک کے ہاتھ فرعون کو بھیجا ملک فرعون کافور شاہ کے
نامے کو پڑھکے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا خوشی میں قہقہہ مارا دو تین مرتبہ بندر کی طرح اُچھلا کودا پھر منشی
کی طرف متوجہ ہوا کہا کافور شاہ کے نامے کا جواب لکھ کہ اے کافور شاہ بندۂ ما بدولت خداوندی کی قدرت
و جلال کا اور زیادہ معتقد ہو یہ ہماری ہی مشیت تھی جس نے اُس جوان کو یہاں سے ڈھکیل کے وہاں
بھیجا تاکہ تجھسے کار نمایاں ظہور میں آسکے اور تو اُسکے صلے میں ہمارا نظر کردہ ہو ہمارے درگاہ عظمت پناہ
کے مقربوں کی فہرست میں تیرا نام بھی داخل ہو دیکھ ہمارا کتنا بڑا رحم و کرم تیرے حال پر ہو جلد اُس جوان
خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والے کو ہمارے پاس بھیج دے اور یہ نامہ فرعون شاہ نے شیاطین عیار کے ہاتھ
ملک کافور کو بھیجا اور اُس عیار سے تاکید یہ کہدیا کہ ملک کافور جس قیدی کو تیرے سپرد کرے اسکو بحفاظت میرے پاس پہنچا

اب اس عیار فرستادہ فرعون شاہ کو اثناے راہ میں چھوڑا جاتا ہو اور کافور شاہ کی طرف کا حال مذکور ہوتا ہو

شہرزادیان سخن پروراین چنین مروی ست کہ اختیار سخن بہتر از زیادہ روی ست جب کافور شاہ
شہزادہ رستم کو قید خانے میں بھیج چکا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھ کے روانہ کر دیا دل میں بہت خوش تھا
کہ عنقریب بارگاہ فرعونی [illegible] سے واسطے بطور انعام کچھ آتا ہوگا یا کوئی خطاب خاص ملے اور بارگاہ
فرعونی [illegible] کے مقرب خداوند فرعون کون ہو سکتا ہو اسی طرح کے
[illegible] بارگاہ سے اُٹھا دربار میں پہنچا تمام درباری جمع
[illegible] خداوند فرعون کا کوئی نامہ تو ابھی نہیں آیا ہوا ایک

محبس کا دروازہ کھولا تاکہ قیدی کی خبر لین رستم ثانی کو نہ پایا ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان وہ قیدی
محبس مین نہین معلوم ہوتا ہی کیا ہوا کیا کسی اور جگہہ قید کیا گیا ہی دوسرے نے کہا کیا خوب اسی محبس مین
قید تھا ابھی کل کا ذکر ہی کیا کوئی سوئی ہی کہ نہین ملتی ڈھونڈھو اور جہان ہو پیدا کرو نہین ملک کافور زندہ
نہین چھوڑے گا نہین معلوم کس خرابی سے ہر ایک قیدی ہاتھ آیا اب آپس مین مشت لکد کی نوبت آئی سر
پھوٹے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ایک نے دوسرے کو مجرم ٹھرایا یکایک دربار مین ملک کافور کو یہ خبر پہنچی کہ جس
قیدی کو کل قید کرنے کا حکم دیا تھا وہ قیدخانے سے خود بھاگ گیا یا اُسے کوئی دوسرا شخص چورا لے گیا
محبس کا قفل اُسی طرح بند رہا دروازے پر نگہبان بہت ہوشیاری سے موجود رہے ہر جگہہ ڈھونڈا کہین پتا
نہین پایا اگر خود بھاگا تو کس طرف سے بھاگا اگر کوئی دوسرا شخص بھگا لے گیا تو کس طرف سے لے گیا آدمی
تھا کھٹمل نہ تھا ملک کافور دست افسوس ملنے لگا ہر ایک کی طرف نظر غیظ و غضب سے دیکھا اور کہا اُس
قیدی کو جلد حاضر کرو نہین سب کو کیا چبا جاؤن گا ہر ایک کے گھر کو کھدوا ڈالون گا گھر والون کو آگ
سے جلواؤن گا یہان سے بہت خوب بہت خوب کہکے لے گئے وہان سے جاکر اپنے باپ کو رہا کر دیا جوان
شاندار دیکھا داماد بنانے کی تجویز ٹھرائی ہوگی خداوند کی مار تمھاری جانون پر پڑے بڑا غضب کیا کہین کا
نہ رکھا جلد جاؤ جہان سے بنے ڈھونڈھ کے لاؤ نہین نہ مانون گا تم سب کی شرارت اس واقعے مین شامل ہی
یہی سبب ہی جو وہ کل دلیرانہ گفتگو کر رہا تھا ورنہ قیدی کی اسقدر مجال کہان پہلے ہی اس سے یہ ٹھن رکھا
تھا اب مجھکو دریافت ہوا کہ اگر اسکے قتل کا حکم دیتا تو کوئی اُسے قتل نہ کرتا قتل گاہ سے غائب ہو جاتا یہ کہکے
غصے مین ہونٹ چبانے لگا بے اختیاری مین تھرتھرانے لگا تلوار کو میان سے کھینچا کہا آج سب کو قتل کرونگا
مجھکو بڑا رنج دیا ہی کاشکے مین خداوند فرعون کو نامہ نہ لکھتا اب اسکو کیا جواب دون گا غرض کا سامان
کیا تھا ذلت کا سامنا کرنا پڑا سب کے سر کاٹ کے فرعون کے پاس بھیجون گا کہ ان سب نمک حرامون نے
سازش کرکے اُسے غائب کیا ہی بعضے مصاحبون نے دست بستہ بکمال مسہولیت عرض کی کہ ای خداوند نعمت
پیر مرشد واقعی بڑا غضب ہوا کہ شکار ہاتھ مین آکر نکل گیا ساتھ اسکے قابل غور یہ بات بھی ہی کہ زندان خانہ
مقفل رہا کوئی دیوار کسی طرف سے شکستہ نہین ہوی پہرے متعدد ہر جا رہا جانب محبس کے رات بھر
روند پھرتے رہے پھر کیونکر غائب ہو گیا ملک کافور نے کہا مجھسے پوچھتے ہو انھین مردکون محافظون سے
پوچھو اور کہا کیا معلوم یہ سب بند و بست فقط زبانی جمع خرچ ہی نہ تم وہان موجود تھے نہ ہم مصاحبون نے
کہا ای بادشاہ محض زبانی خرچ کی تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ملک کافور نے کہا پھر تم ہی بتاؤ وہ قیدی کیا ہوا
اُن مصاحبون نے پہلے باہم سرگوشی کی بعدہ کہا واقعی کوئی شخص اُس قیدی کو چرا لے گیا اور یہ اور
کسی کا کام نہین ہی مظفر دزد کا کام معلوم ہوتا ہی کل مظفر دزد بہت اُس جوان کو دیکھ بھی رہا تھا اور
کچھ دبی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوان کسی شریف قوم سے معلوم ہوتا ہی علی العموم آدمیون مین
سے نہین ہی اُسکو بلا کے پوچھا چاہیے شاید اس سے کچھ پتا ملے ... امظفر دزد
کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ملازم گئے اور مظفر دزد کے

ازد
نامہ

متعلق نہین ہی پھر کیون بلایا ہی جاؤ کہا وجب فرصت ہوگی کسی وقت چلے آوینگے وہ ملازم واپس گئے اور
ملک کافور سے کہا مظفر ورزدہ اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف ہی فرصت کے وقت آنے کا وعدہ کیا ہی
ملک کافور نے کہا ایسے نمک حرامون کا کام کیسا اس کام سے بڑھکے بھی کوئی کام ہوسکتا ہی جاؤ اُسکو ابھی
لیے آؤ وہ ملازم پھر گئے اور مظفر سے کہا جلد چلو بادشاہ نے ابھی بلایا ہی اگر کوئی ضروری کام ہو اُسے ملتوی
کرو بادشاہ کے کام سے بڑھکے کوئی کام نہین ہوسکتا ہی مظفر نے آہستہ کہا میان کہو تو وہ ضروری کیا کام ہی جسکے
واسطے بادشاہ نے اس شدت سے یاد کیا ہی ملازمان شاہی نے کہا ہم کچھ نہین جانتے تمکو چلنا ہوگا اُسنے
کہا یار عزیز تم اسقدر گھبرائے ہوے کیون ہو چلتے ہین مین نے کب انکار کیا اب نہین تھوڑی دیر کے بعد
سہی سب نے مظفر کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور کہا بس اسی مین خیریت ہی کہ چپکے چلو ابھی چلے آنا ورنہ
بہتر نہ ہوگا مظفر نے کہا اچھا ٹھہرو کپڑے تو پہن لون سب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر جلدی آؤ مظفر نے
کہا ابھی اور گھر مین جاکے کپڑے پہنتے باہر آیا سب کے ہمراہ ملک کافور کے دربار مین پہنچا ملک کافور
نے مظفر سے کہا اے مظفر کل تو یہان موجود تھا جو ایک جوان مقید کرکے لایا گیا تھا اور بعد گفت وشنید بسیار
اسکو قید کرنے کا مین نے حکم دیا تھا چنانچہ یہ سب ملازم اُسکو محبس مین لے گئے اور دروازہ محبس کا
مقفل کرکے پہرا چار جانب محبس کے رات بھر نگہبانی کی صبح کو محبس اُس قیدی سے خالی پایا یہان سب کی
عقل حیران ہی کہ یہ کیا طلسم ہی اگر کہین وہ جوان خود بھاگ گیا تو کسطرح اس بندوبست سے بھاگ گیا
اگر کہین کہ کوئی شخص اُسکو بھگا لے گیا تو وہ کون شخص ہی جو بھگا لے گیا اور کسطرح بھگا لے گیا تو اس بار
مین کیا کہتا ہی اُسنے کہا یہ گول گول باتین تو مین سمجھا نہین اصل مطلب اپنا کہو کہ مجھے کیون بلایا ہی وہ تو
جو کچھ ہوا سو ہوا وہ جوان خود بھاگ گیا تو اور اگر کوئی دوسرا شخص اُسکو بھگا لے گیا تو ہر طرح وہ محبس شاہی مین
نہین ہی ملک کافور نے کہا اگر اصل مطلب پوچھنا چاہتا ہی تو تیرے خلاف نہ ہو تو کہا جاے اُسنے کہا
ضرور کہو میرے خلاف نہ ہوگا ملک کافور نے کہا یہان سب کا خیال یہ ہی کہ اُس قیدی کے غائب
ہونے کا سبب تو ہی مظفر ورزدہ نے کہا کیا خوب جسطرح میری نسبت سب نے خیال کیا ہی اُسی طرح ممکن ہی کہ مین
بھی سب کے نسبت خیال کرون کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کے سبب یہ سب ہین صاحب کوئی دلیل ہونا
چاہیے کوئی دعوی بلا دلیل کے صحیح نہین ہوتا اور ملازمون کی طرف متوجہ ہوکے کہا قفل محبس کا بند پایا
سب نے کہا ہان مظفر نے کہا محبس کی دیوارین سب محفوظ پائین سب نے کہا بیشک مظفر نے کہا شب کو
کسی وقت محبس کا قفل کھولا تھا سب نے کہا ہرگز نہین مظفر نے کہا خوب دیکھ کے قیدی کو محبس مین بند کیا تھا
سب نے کہا البتہ مظفر نے کہا قیدی کو محبس مین بند کرتے وقت مجھکو اُسکے قریب کہین دیکھا تھا سب نے
کہا ہرگز کہین نہین دیکھا مظفر نے کہا پھر کیا تم حرف بکتے ہو ضرور یہ تم سب کی سازش ہی تم خود ہی پیدا کرسکو گے
اور کہان سے لاؤ گے یہ کہا اور اپنے یہان چلا آیا رستم ثانی نے پوچھا اے برادر مظفر کہان گئے تھے
مظفر نے کہا اے ... حضور ملک کافور کے یہان بڑے مرشد جمع مین سب بالاتفاق بادشاہ
... سے غائب ہوگیا اور اُسکے بیان ہی مگر مین نے انکار کیا رستم ثانی
... ان کہ کسی طرح ملک کافور کے دربار مین پہنچون اُسوقت مین
... ان گفتگو پر اکرتا ہوئی ورنہ اُسی وقت فیصلہ ہوجاتا مظفر ورزدہ کہا

اے جوان کیا کہتا ہے ایک کے واسطے دو کافی ہوتے ہین تو تنہا وہان صدہا بلکہ ہزارہا کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہے
رستم ثانی نے کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو سامنا ہو جاوے گا تو انشاء اللہ حال معلوم ہو جاوے گا اسطرف کا
حال سنیے کہ جب مظفر اپنے مکان کو چلا آیا انھین مصاحبون نے ملک کافور سے کہا ہمارا مشورہ یہ ہے
کہ وہ جوان مظفر ہی کے یہان ہے ملک کافور نے کہا اگر یہ کہتے ہو تو ممکن ہے کہ مین ہر چہار طرف سے مظفر کے
مکان کو گھر والون اور کچھ لوگ مکان کے اندر جا کے تلاش کرین مگر اس تدبیر مین یہ نقص ہے کہ اگر تمھارا خیال
غلط نکلا تو یہ دوسری ندامت ہوگی ان سب نے کہا پہلے مظفر کو بلا کے حجت تمام کر لی جاوے بعدہ یہ
تدبیر عمل مین لائی جاوے ملک کافور نے بار دیگر ملازمون کو بھیجا ملازم گئے اور مظفر کو آواز دی مظفر
گھر مین موجود تھا اور رستم ثانی سے یہی باتین کر رہا تھا جو ہین اُن ملازمان شاہی کی آواز سنی کہا اے
جوان دیکھو وہ ملازم پھر آئے ہین غالبًا بادشاہ نے مجھے پھر اسی واسطے بلایا ہوگا رستم ثانی نے کہا اے
برادر اس مرتبہ تو ہرگز انکار نہ کرنا پھر تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مظفر نے کہا بہتر یہ کہا اور باہر آ کے کہا اب کیا ہے
اُن سب نے کہا پھر ملک کافور نے یاد کیا مظفر اُن سب کے ساتھ پھر ملک کافور کے پاس پہنچا
ملک کافور نے کہا اے مظفر ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس جوان کو تو ہی رہا کر لے گیا مظفر نے کہا اے
بادشاہ واقعی اُس جوان کو مین رہا کر لے گیا میرے گھر مین موجود ہے بادشاہ نے ملازمون کو حکم دیا جلد جاؤ
اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے حضور مین حاضر کرو مظفر نے کہا اے بادشاہ دران حالیکہ مین
اقرار کرتا ہون پھر کیا ضرور ملازمون کے بھیجنے کی ہے مین جاتا ہون اپنے ہمراہ لیے آتا ہون جب وہ
یہان آجاوے اُسوقت اختیار ہے ملک کافور نے ملازمون کو منع کر دیا اور مظفر دزد سے کہا اچھا کیا
مضائقہ ہے تو ہی اپنے ہمراہ لے آ مظفر مکان پر آیا شہزادے سے کہا چلو بادشاہ نے طلب کیا ہے شہزادے
نے کہا حاضر ہون چلیے وہ پھرکے اُٹھ کھڑا ہوا براق زیب تن کیے مظفر دزد بھی ہمراہ ہوا شہزادہ دربار
مین ملک کافور کے آیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیگیا جونہین ملک کافور کی نظر شاہزادہ رستم پر پڑی پکار کے
کہا لینا اس جوان جانے نہ دینا ایسا نہو یہ جوان پھر ہاتھ سے نکل جاوے تمام ملازم ہر چہار جانب سے شاہزادے
کی طرف دوڑے رستم ثانی جست کر کے تخت ملک کافور پر پہنچا اور کافور کے کمر مین ہاتھ ڈال کے بسہولت تمام
سر سے بلند کر لیا اور دست راست مین شمشیر آبدار علم کر کے اُن گبرون کے مجمع مین در آیا مظفر نے جو دیکھا کہ
رستم ثانی آمادہ حرب ہے اور ملک کافور کو جامے سے ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہے خود بھی اُس مجمع مین در آیا اسوقت
تمام ملازمون پر رستم ثانی کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کسی کی شہزادے کے قریب آنے کی جرات نہ ہوئی سب
ایکجا جمع ہو کے اور باوازبلند کہا اے بادشاہ اگرچہ تو اس جوان کے قبضے مین ہے مگر ہم اس غرض سے علیحدہ
ہین کہ شاید ہمارا تعرض کرنا تیرے خلاف ہو اگر تیری رائے ہو تو ہم اس جوان پر حملہ کرین یہ تو ہم خوب جانتے
ہین کہ اگر خداوند فرعون تیری مدد کرے گا تو تیری جان اس جوان کے دست زبردست سے بچ جاویگی
ورنہ مشکل ہے ملک کافور نے کہا ہزار ہزار لعنت ہے خداوند فرعون پر اگر اسکو کسی طرح کی قدرت حاصل ہوتی
تو مین اس نوبت کو کیون پہنچتا اور رستم ثانی سے کہا اے جوان تجھسے پناہ مانگتا [illegible] کہ مہلت دے کچھ
مجھکو تجھسے کہنا ہے شہزادے نے بسہولت ملک کافور کو زمین پر رکھ دیا
[illegible] کے قریب آنا چاہا شہزادے نے کہا اے کافور اپنے ملازمون کو منع

سزاے سخت دونگا ملک کافور نے ملازمون سے کہا خبردار خدم آگے نہ بڑھانا اپنی جگہ پر مقیم رہو اور شہزادے سے کہا اے جوان اسوقت سے مجھکو خدا و ند فرعون کی خداوندی کی حقیقت دریافت ہوگئی بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہے مین بھی تیرے مذہب کو اختیار کرونگا شہزادے نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا آہستہ با واز بلند کہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اس عرصہ مین تمام فوج کافور شاہ کی جسکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی آکے جمع ہوگئی اور چاہا کہ رستم ثانی پر حملہ کرے رستم ثانی بھی شمشیر آبدار تول کے آمادہ پیکار ہوگیا ملک کافور نے تمام لشکر سے کہا خبردار اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا ورنہ بجز ہلاک ہونے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاک کرنا ہرگز مناسب نہین ہے اور اگر تمکو کسی طرح کا خیال فرعون کی خداوندی کا ہے تو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ یہ خیال محض ہیچ و پوچ ہے فرعون مین کسی طرح کی طاقت نہین ہے ہان اگر طاقت ہے تو اس خدا سے بزرگ مین ہے جسکی پرستش یہ جوان کرتا ہے مین تم سب کو ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس جوان کے مذہب کو اختیار کرو جسطرح مین نے اسکا مذہب اختیار کیا ہے چنانچہ تمام لشکر مسلمان ہوا ملک فرعون رستم ثانی کو دربار مین لایا اور تخت حکومت پر بٹھا کے خود دست بستہ مثل ملازمان ادنی کے شہزادے کے روبرو استادہ ہوا

اس حال فیروزی مآل کو بیان ملتوی رکھا جاتا ہے اور بار دیگر شہزادہ والا و بدیع الملک والا گہر کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

نظم

اُسی رنگ سے ہر گل کا آتی ہے شمیم دل کا
زمانے مین جسکو عشق ہر سینہ کی کاکل کا
کبھی کہسار مین جاتا کبھی وادی مین آرہتا
کہ ہون کشتہ مین اے مہ پارہ تیری تیغ تغافل کا
نہین آغاز خط اس رشک گل کے روے رنگین پر

وہی نالہ ہے بلبل کا وہی شور ہے قلقل کا
سنا ہے جب مین نے وہ گھر میرا ہے ہو دو پا
رہا وحشت مین بھی عالم ترقی و تنزل کا
سماوات اور شب چمن ہو کے تدبیر سر
ولا یہ برگ گل پر عکس ہے مژگان بلبل کا

ابھی سانچہ کھلے شکل صحاکی کبھی
ہوا ناز و فرشتہ سے در مین کیا گل کا
فرشتے بیچ کر مجھکو اُٹھا مین سے عشق مین
ہمہ تن ہو گیا بلبل ہمارا تھا کے گل کا
راویان حیرت بیان و سخنوران مضامین

نذرت توامان اسطرح نوک زبر خامہ شیرین شمامہ ہوتے مین کہ شہزادہ بدیع الملک خواجہ سالار بربری کے ساتھ چند روز تک گرم صحبت رہا خواجہ سالار بربری نہایت خاطر داری و مدارات سے پیش آیا بعد ازان دونون وہان سے روانہ ہوے منزلین طی کرتے چلے جاتے تھے اثناے راہ مین ایک جگہہ توقف کیا وہان سے قریب ایک عمارت عالیشان نظر آئی خواجہ سالار بربری نے کہا اے جوان یہ عمارت اس جگہہ کیسی ہے کیا کوئی امیر کبیر یہان رہتا ہے شہزادے نے کہا اے خواجہ جہان تم وہان مین بھی ہون مجھکو کیا معلوم کہ یہ عمارت کیسی ہے اور مالک اس عمارت کا کون ہے خواجہ سالار نے کہا مجھکو اس عمارت کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعہ ہے شہزادے نے کہا کیا عجب ہے ہنوز چند لمحے بھی توقف کو نہ گذرے تھے کہ زیر دیوار قلعہ دیکھا کہ ایک شخص ایک طفل دہ سالہ کو لیے چلا آتا ہے اور لڑکا نہایت دردآمیز آواز سے زار و قطار رو رہا ہے پائین قلعہ ایک مقام پر عمیق ایک خندق ہے وہ شخص اس لڑکے کو لیے ہوے اس خندق کے قریب آیا اور نہایت بے دردی سے لڑکے کو خند[illegible] وہان سے غائب ہو گیا اب اس لڑکے کے رونے کی بھی آواز [illegible] خواجہ سالار بربری سے کہا اے خواجہ کچھ تمھاری سمجھ مین آیا کہ [illegible] خندق مین کیون گرا دیا خواجہ سالار بربری نے کہا مقصود [illegible] کوئی دزد ہو یہ لڑکا کچھ زیور وغیرہ پہنے ہوگا فریب سے

اُسے لے آیا اور زیور لے کے اُسے اس خندق مین گرا دیا تا کہ افشا سے راز نہ ہو چلو اس خندق مین اگر وہ
لڑکا زندہ ہو تو نکال لین حقیقت امر کو اُس سے دریافت کرین دونون اُس خندق کے قریب آئے چونکہ
اُس خندق مین بسبب عمیق ہونے کے اندھیرا تھا کچھ نہ معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای خواجہ وہ لڑکا اُس
خندق مین گرنے سے بیجان ہو گیا ہوگا یہ کہا اور تاسف کرتے ہوئے دونون جائے قیام پر چلے آئے سامنے دیکھا
ایک مرد اور ایک عورت دونون زار زار روتے اور سینہ پیٹتے چلے آتے ہین جب وہ دونون زن اور مرد قریب
آئے شہزادے نے سبب گریہ پوچھا اُن دونون نے کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی آج دوسرا روز ہی کہ ہمارا لڑکا
غائب ہو گیا ہی کل سے ہم دونون سرگردان پھر رہے ہین کہین سراغ نہین ملتا وہی ایک ہم دونون کی زندگی
کا سہارا تھا ہزار ناز و نعمت و مشقت و محنت سے اُسے پالا تھا کیا کہین کہ اُسکی مفارقت سے کسطرح دل تہ
و بالا ہو رہا ہی یہین قریب ایک دیہ ہی اُسمین ہم رہتے ہین شہزادے نے پوچھا کہ تمہارا لڑکا کچھ زیور کسی قسم
بھی پہنے تھا اُن دونون زن و مرد نے کہا اور تو کچھ نہین البتہ ایک زنجیر طلائی اُسکے گلے مین پڑی تھی شہزادے
نے کہا ہان ہمکو معلوم ہو گیا آگاہ ہو کہ وہ لڑکا اس غار مین ہی ایک شخص اُسے گرا کے چلا گیا اب معلوم ہوا کہ
وہ دزد تھا اگر پہلے معلوم ہوتا تو اُس لڑکے کو چھین لیتے اُن دونون زن و مرد نے دست بستہ و بکمال الحاح
و زاری کہا ای جوان مجھپر احسان کرو بتاؤ وہ مقام کون سا ہی شہزادہ اُن دونون کو ہمراہ لے کے اُس مقام پر
آیا جہان سے اُس لڑکے کو گرا دیا تھا چونکہ وہ مغاک نہایت گہرا اور تاریک تھا کسی کی جرات اندرون مغاک
جانے کی نہ ہوئی اُس مرد نے درخت کی تازہ شاخون سے ایک ٹوکری بنائی رسی باندھی عورت کو ٹوکری مین
بٹھایا اور مغاک مین پہنچایا جب وہ عورت اندر پہنچی لڑکے کو بیہوش پایا ابھی بیجان ہی پکار کے کہا
ہان میرا لڑکا یہان ہی اور اُسکو گود مین لے کے ٹوکری مین بیٹھی شاہزادے اور اُس مرد نے رسی کھینچی لڑکا
باہر آیا دیکھا گلے مین وہ زنجیر طلائی نہین ہی وہ مرد شہزادے کے دست و گریبان ہوا اور کہا ای جوان یہ فعل
تیرا ہی کہ اس لڑکے کے گلے سے زنجیر طلائی اُتار لی اور اس معصوم کو گڑھے مین گرا دیا لا میری وہ زنجیر طلائی دے
اور میرے ساتھ حاکم کے روبرو چل مین تجھکو رہا نہ کرونگا خواجہ سالار بری نے کہا ای شخص تیرا خیال
کسطرف ہی یہ جوان اُس مرتبے کا نہین ہی کہ ایسی بیہودہ حرکت عمل مین لائیگا اُسنے کہا اگر یہ جوان
اس حرکت کا باعث نہین ہوا ہی تو اُس شخص کا نشان دے جس سے یہ ظلم کیا شہزادے نے کہا ای شخص
مجھکو کیا معلوم کہ وہ شخص کون تھا اور چند لمحہ توقف کر تیرا لڑکا بیجان نہین ہو گیا ہی بیہوش ہی ہوش
آئے تو یہ تمام حقیقت مفصل بیان کر دیگا غرضکہ چند ساعت کے بعد اُس لڑکے کو ہوش آیا اُس سے استفسار
حال کیا اُسنے تمام حقیقت مفصل بیان کی اور شہزادے کو کہا کہ مین نے اسوقت کے سوا کبھی انکی صورت
کبھی نہین دیکھی اُس لڑکے کے باپ نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مین اُسوقت اُسکے بیہوش ہونے سے
ایسا گھبرا گیا تھا کہ مطلق نیک و بد کا تمیز نہ تھا شہزادے نے کہا اب مین تجھکو رہا نہ کرونگا جب تک کہ تجھکو
مسلمان نہ کرونگا اُسنے کہا پہلے اپنے مذہب کے عقائد بیان کرو اور حقیقت کو بدلائل واضح اظہار کرو تو
مضائقہ نہین شاہزادے نے نہایت فصاحت سے دین اسلا[م] ... کا اور وہ شخص مسلمان
ہوا اور شہزادے سے رخصت ہو کے اپنے مقام قیام کی ...
اگرچہ تو زنار بند ہے ... ان ہر دو خواجہ سالار بری سے کہا ای جوان

چلے آتے ہین خواجہ نے کہا کیا عجب ہی یکایک دامن گرد چاک ہوا و کیا اکتالیس سوارون کا مجمع چلا آتا ہی اور
وہ سوار برابر قلعہ کے پہنچے نعرہ مارا کہ ای تاجرو تم کیون اسطرف آئے تم نہین جانتے کہ اسطرف سے
کوئی صاحب مال بخیریت نہین گذر سکتا لاؤ جسقدر مال و اسباب تمھارے پاس ہی ہمکو دے دو ورنہ
تمھاری خیریت نہین ہی تمام اہل قافلہ سراسیمہ و حیران ہوئے خواجہ سالار نے بدیع الملک سے کہا ای
شہزادے یہ دوسری مصیبت نازل ہوئی پہلا وہ واقعہ کہ لڑکے کو کسی نے گڑھے مین پھینکا اور الزام
ہماری طرف عائد کیا گیا اب یہ واقعہ روبکار ہوا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ مطمئن رہو کیا مجال ان
نابکارون کی جو ہمکو کسی طرح کی گزند پہنچا سکین بعد ازان مرکب کو راہزنون کی جانب مہمیز کیا اور قریب
پہنچ کے باواز بلند کہا کون ہی تم سب کا سردار ہمارے روبرو آئے سردار اُن راہزنون کا شہزادے کے
قریب آیا اور کہا ہم ہین ان سب کے سردار کہو کیا کہتا ہی شہزادے نے کہا تیرا کیا مطلب ہی اسنے کہا ہمارا
مطلب یہ ہی کہ تمام مال و اسباب قافلہ کا لے لین اگر کوئی اہل قافلہ سے کسی طرح کا تعرض کرے اسکو ہلاک
کرین شہزادے نے کہا پھر اگر یہی ارادہ ہی تو دیر کیون کرتا ہی وہ جھنجلا کے شہزادے کے قریب آیا تا کہ
وار کرے شہزادے نے بچستی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور تلوار علم کر کے
اُسکے سواران ہمراہی کے مجمع مین ور آیا اُس دزد نے اپنے ہمراہیون سے پکار کے کہا ای یارو بیکار
تمھارا جد و جہد کرنا ہی اس جوان سے تم مین سے کوئی سربر نہو گا بے کار جانین تلف ہون گی اور شہزادے
سے کہا ای جوان تجھکو قسم ہی اُس شخص کی جسکو تو زیادہ دوست رکھتا ہی سچ بتا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی
شہزادے نے کہا ای دزد آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ حقیر و ذلیل اپنے خدا سے واحد لاشریک کا ہون البتہ
دین اسلام کے رواج دینے مین کمر ہمت کو مستحکم باندھے ہوئے ہون خدا کے فضل سے اسوقت تک
میرا ارادہ استحکام کو پہنچتا جاتا ہی میرا نام بدیع الملک ابن نور الدہر بن بدیع الزمان ای دزد اگرچہ اسوقت
ہر طرح میرے قبضے و اختیار مین ہی اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے پنجے کے اختیار سے چھٹنے کی
کسی طرح کی امید نہین ہو سکتی تاہم اگر دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کرے تو مین تجھکو رہا کر دون اُس دزد
نے کہا مین بے شک دین اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہون شہزادے نے فوراً اُسکو بسہولیت تمام زمین پر
رکھ دیا اُس دزد نے بحیرت شہزادے کو از سر تا پا دیکھ کے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ہی یا کوئی
فرشتہ انسان کی صورت سے مشابہ ہو کے پردۂ دنیا پر آیا ہی اچھا اپنے مذہب کے عقائد بیان کر
شاہزادے نے اول کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ مختصر دلائل دین اسلام کے حق ہونے مین بیان کیے
بعدہ پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کون ہی اُسنے کہا شہریار میرا قصہ عجیب ہی آگاہ ہو یہان سے قریب
ایک شہر ہی شہر مراد نام وہان کے حاکم و فرمانروا کو ملک مراد کہتے ہین میرے پدر بزرگوار خواجہ بہرام نام
ملک مراد کے وزیر ہین اور مین باتفاق قضا و قدر ملک مراد کی دختر رشک قمر مہرارجان پر فریفتہ ہون پھر
ہی جب سے مبتلا ہے [illegible] کی طرح سے ہون پریشان جب کبھی کی وہ باتی کہین اُس محبوبہ کا نام
جان [illegible] اور کہا ہان سے باز گو از قصۂ آن آفتاب تا شود کم زندگی
از [illegible] از قصۂ جان جہان تھوڑے ہی زمانے مین [illegible] غم ہجر
[illegible] مین کھانے لگا کبھی خلوت سے نکلتا رات دن رویا کرتا کبھی

بات کا کیا ذکر وہی ہر دم فکر نوبت باینجا رسید کہ بدر سے ہلال ہوگیا ہے کی طرح مبتلا سے وبال ہوا لمحہ بلحہ
اضطراب انتشار بڑھا کرتا یہ دوہا پڑھا کرتا ہے پریتم آؤ نین مین نین موند مین لون ٭ ناہین دیکھون اور کو
نا توہی دیکھین دون ٭ یہ کہا اور نفس سرد بھر کے یاد محبوب مین آبدیدہ ہوگیا اور کہا شہزادہ کا ای شہریار سعادت قرین
زر دسے تورو شن زمان و زمین ٭ اب سنو کہ اس نواح مین ایک گاؤن ہی وہان ایک دزد مع کسی پانچ سو
آدمیون کی جمعیت سے مقیم ہی بڑا ظالم بے دین ہی اُسنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اُسطرف سے گذرتا ہی
اُسکو لوٹ لیتا ہی اور نہایت بے دردی سے ہلاک کرتا ہی اگرچہ فرعون بھی ہو تو وہ خائف نہین ہوتا ہزارون
تاجر ہلاک ہوئے بیشتر مالدار نان شبینہ کو محتاج ہوگئے اُسکی سرکشی سے بادشاہ تنگ عاجز ہی صدہا مرتبہ فوج
بھیجی کہ اُسکو گرفتار کر لاؤ یا موقع مل جاسے تو ہلاک کرو مگر ممکن نہ ہوا صدہا آدمیون سے وعدہ کیا کہ جو کوئی
اسکو گرفتار کر لاسے گا یا ہلاک کرے گا اُسکو مال دنیا سے مالا مال کر دون گا مین نے درخواست کی کہ یہ خدمت
میرے سپرد ہو مین ضرور بادشاہ کے اقبال سے اُسے ہلاک کرون گا یا گرفتار کر لاؤن گا ہر طرح اس قضیے کے
پاک کرنے کو مستعد ہون مرادشاہ میرے اس ارادے سے بہت خوش ہوا اور کہا جسقدر اس قضیے کے
پاک ہونے مین مدد کی ضرورت ہوگی مین مہیا کر دون گا مین نے کہا مگر یہ معاملہ ایک شرط سے مشروط ہی مرادشاہ
نے کہا بیان کرو شرط کیا ہی مین اُس دزد کی شرارت سے بہت عاجز ہون حتی الامکان اُس شرط کے پورا
کرنے مین قصور نہ کرون گا مین نے کہا وہ شرط ایک اعتبار سے مشکل ہی اور ایک اعتبار سے سہل ہی اسوقت
شرط کا اعلان نامناسب معلوم ہوتا ہی بذریعہ تحریر مطلع کرون گا غرضکہ بذریعہ تحریر مرادشاہ کو مطلع کیا کہ اگر یہ کام مجھسے
انجام پا جاوے تو شاہزادی کو مجھسے منسوب کر دینا مرادشاہ نے ارکین سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا
سب نے یہی راے دی کہ شرط منظور کر لینا مناسب ہی اسواسطے کہ اول تو اُس دزد سے سر ہونا دشوار
امر ہی اور بالفرض حسب مراد کام انجام پایا تو شہر مین امن وامان ہو جاسے گی شاہزادی کی شادی ایک دز
احمر مجھو دسے ہونا ضروری امر ہی پھر ایک کام ہی انجام پایا سہی ای شہریار اُس دزد کا اگر یہی غلبہ رہا تو چند
روز مین حکومت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جاسے گی ناچار بادشاہ نے اس شرط کو منظور کر لیا حتی کہ مین بارہ ہزار
سوار کی جمعیت ہمراہ لے کے اُس دزد کا متعرض حال ہوا اول اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس خیال خام سے
درگذر ورنہ انجام بہتر نہ ہوگا بارہ ہزار سوار کیا اگر بارہ لاکھ کی جمعیت بھی تیرے ہمراہ ہوگی تو میرے مقابلے
مین سر بر نہو گا مین اپنے ارادے پر مستقیم رہا مگر نتیجہ وہی ہوا جو اُس دزد نے کہا تھا یعنی بعد جنگ جدل بسیار
مین پسپا ہوا اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ اُسکے مردمان ہمراہی نہایت قوی اور دلیر ہین اور خود بھی ایک پہلوان بے نظیر
ہی میرے پسپا ہونیکی خبر بادشاہ کو پہنچی وہ بھی بہت متاسف ہوا مین نے بسبب شرم کے مرادشاہ کا سامنا نہ کیا اور
دوسری مرتبہ اور زیادہ فوج سامان ہمراہ لے کے اُس دزد کا مقابلہ کیا اولا اس مرتبہ بھی اُس دزد نے
مجھکو سمجھایا کہ اس زحمت کو بیکار گوارا کرتا ہی اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو اول مرتبہ حاصل ہوا مین نے
اُسکے کہنے کی طرف مطلق التفات نہ کی اور اس مرتبہ بہت کوشش کی مگر نتیجہ شکست ہی ہوا ایک مرتبہ شب خون
مارا پھر بھی اُس دزد کو نہ پایا اور اُس پہلوان بے مثل نے ... ہزار مردانگی دی کہ جیسا
چاہیے اسی طرح چند مرتبہ مین نے حملہ کیا لیکن اُسکے دامن
... بارہ ہزار سوار مین سے صرف یہ چالیس سوار ہمراہ
ہزار

قتل ہو گئے مین نے بسبب شرم وحیا کے اپنے مسکن کے سکونت کو ترک کر دیا اور کسی کا سامنا نہ کیا جب یہ خبر میرے پدر معظم کو پہنچی وہ مجھسے بہت ناراض ہوے اور میرے نام عتاب آمیز ایک نامہ لکہا جسکا مضمون یہ تھا کہ او ناشدنی بیہودہ بے وقوف کیا تجھکو خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے کیسی کیسی کوششین اوس دزد کی گرفتاری وہلاکت کی کین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو بچاسے خود کیا سمجھا جو اس امر محال کا درپے ہوا اور مفت فوج شاہی کو ہلاک کرادیا اور اب منہ چھپاتا پھرتا ہی کب تک منہ چھپاے گا جس دن سامنا ہو جاے گا اوسی دن بادشاہ اس نادانی کے عوض مین تجھکو ہلاک کرے گا اگر غیرت رکھتا ہی اور جان بچانا چاہتا ہو تو اب مدت العمر یہان کسی کو منہ نہ دکھانا اے شہریار عجب سے مین یہان مقیم ہون اور مجبوری کی حالت مین خود بھی قزاقی پیشہ اختیار کیا ہی اسواسطے کہ جن لوگون پر میری بسر اوقات کا مدار ہی وہ سب مجھسے برخاستہ ہین اور میرا نام قارن بن بہرام ہی اصل پیشہ میرا قزاقی ہرگز نہین ہی مجبوری کی حالت مین بجز اس پیشہ کے کوئی چارہ نہ دیکھا آج تک کوئی ایسا حامی ومددگار پیدا نہ ہوا کہ مجھکو اس زحمت سے نجات دیتا اور ہمیشہ اسکا منتظر رہتا ہی شہریار یہ بھی عرض کرنے کے قابل بات ہی کہ مین اسوقت تک ہرگز اس زحمت ومصیبت سے نجات نہین پاسکتا جب تک کہ وہ دزد گرفتار نہین ہوتا اور صرف یہی زحمت نہین ہی کہ کسی کو صورت نہین دکھا سکتا اور یہ پیشہ بد اختیار کیے ہوے ہون بہت بڑی زحمت یہ ہی کہ جب اس محبوبہ آرام جان کا خیال آتا ہی دل چاہتا ہی اپنے کو ہلاک کردون یا جسطرح ممکن ہو اس تک پہنچون کاشکے اگر وہ دزد گرفتار وہلاک نہ ہوا تھا تو مین اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا تا کہ اس کاہش جان سے نجات ملتی سچ کہا ہی نظم عشق ہی تازہ

کار فتار خیال ہر جگہ اسکی کہنی ہی چال	دل مین جاکر کہین تو درد ہوا	کہین سینے مین آہ سرد ہوا
کہین آنکھون سے خون ہو کے بہا	کہین سر مین جنون ہو کے رہا	کہ نکہت اسکو داغ کا پایا
کہ پتنگا چراغ کا پایا	ہی کسی دل مین نالہ جان کاہ	ہی کسی لب پہ ناتوان کے آہ
کہین باعث ہی دل کی تنگی کا	کہین موجب شکستہ رنگی کا	کہین افغان مرغ گلشن ہی
کہین قمری کا طوق گردن ہی	کہین شیون ہی اہل ماتم کا	کہین نوحہ ہی جان پہ جسم کا
آرزو ہی امیدوارون کی	دردمندی جگر فگارون کی	نمک زخم سینہ ریشان ہی
نگہ یاس حسرت کیشان ہی	حسرت آلودہ آہ ہی یہ کہین	شوق کی ایک نگاہ ہی یہ کہین
ہی کہین دل جگر کی بیتابی	ہی کسی مضطرب کی بیخوابی	اے شہریار والا تبار کہان تک

اپنی کاہش جان اور اس عشق غارت کردین وایمان کے ماجرے کو بیان کرون شعر خارخار دل غریبان ہی + انتظار بلا نصیبان ہی ؛ ایسی تقریب ڈھونڈلاتا ہی ؛ کہ وہ ناچار ہی سے جاتا ہی ؛ بدیع الملک کو اس جوان گرفتار بلاے محبت کے حال پر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا کہا خیر یہ تو مین نے بخوبی سنا اب اپنی دلی خواہش بیان کر اسنے کہا اے جوان اقبال نشان مصرع آنکہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + اگر تمہاری کوشش وسعی سے وہ دزد ہلاک ہو جا ... گا اور میری محبوبہ ومطلوبہ یعنی دختر مراد شاہ مجھ تک پہنچ جاے گی تو مدت العمر بندہ احسان رہون گا ... قابلیت نہین ہی جو کسی کی مطلب برآری کر سکون لیکن اس ... کی امید رکھا عجب ہی کہ میری کوشش پر اس ... دوسرے روز کوچ کیا جب اس مقام کے قریب

پہنچا کہ جہان وہ دزد رہتا تھا اُس دزد کے نام رقعہ لکھا کہ ہم یہان وارد ہوے ہین اور خاص تجھسے کچھ کہنے کو آئے ہین پھر دو دیکھنے اِس رقعہ کے اپنے کو یہان پہنچا وہ دزد اِس مضمون کے رقعہ کو پڑھکے آگ ہو گیا اور اُسی وقت اپنے ہمراہیون کو بلا کے کہا تم مین سے کوئی راقم رقعہ کو پہچانتا ہی سب نے کہا ہمنے کبھی بدیع الملک کو دیکھا ہی نہین اُس دزد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ راقم رقعے کی اجل قریب ہی جو اسطرح بے باکانہ یہان چلا آیا ہی جلد تم سب مسلح اور مکمل ہو آنا فانا سب تیار ہو گئے وہ دزد سب کو ہمراہ لے کے شہزادے کے روبرو خیمہ زن ہوا اور باواز بلند کہا کہان ہی بدیع الملک راقم رقعہ آوے اور جو کچھ اُسے کہنا ہی ہمسے کہے شہزادہ قریب آیا اور کہا ہم ہین بدیع الملک راقم رقعہ ہمکو تجھسے کہنا یہ ہی کہ یہ جو تو بندگان خدا کا مال چھین لیتا ہی اور مفت اُنکی جانین تلف کرنے پر آمادہ ہی تجھکو کچھ خوف خدا نہین ہی خیر گذشتہ کے بابت تو ہم کچھ نہین کہنا چاہتے البتہ آیندہ ایسی حرکات ظلم سے باز آ ورنہ سزا سخت پاوے گا اُس دزد نے کہا بہتیرے لوگ مجھکو سزا سخت دینے کے درپے ہو چکے ہین اب تو باقی ہی جب مین سے ملک مراد اپنے بادشاہ کی و شمت نہ جانی تو تو کیا حقیقت رکھتا ہی خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوا اب مین تجھسے کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہی میرے حوالے کر اور جسطرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی بدین وجہ تیرے جان سے تعرض نہ کرونگا ورنہ آمادہ ہیگا بعد جو زبردست ہوگا وہ غالب آئیگا بدیع الملک نے کہا تو میری جوانی پر رحم نکر جو کچھ تیرے امکان مین ہو عمل مین لا وہ دزد پانچ سو مردان جنگی کی جمعیت سے بدیع الملک پر حملہ آور ہوا بدیع الملک بھی تیغ علم کرکے مستعد جنگ ہوا تا دیر رد و بدل رہی اُس دزد نے شہزادے پر وار کیا شہزادے نے اُسکا وار سپر پر رد کیا مع ہذا اپنی تیغ آبدار کا ایک ایسا زبردست وار اُسپر کیا کہ وہ شہزور ذات مع مرکب چار پرکالہ ہوکے زمین پر گرا اُس لشکر نے بڑی جرأت کی کہ اپنے سردار کے ہلاک ہو جانے پر بھی متزلزل نہ ہوے اُسی طرح داد مردانگی دیتے رہے حتی کہ شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے جب چند نفر باقی رہگئے اور پھر بھی جنگ و حرب سے باز نہ آئے شاہزادے نے پکار کے کہا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو میری اطاعت قبول کر لو پہلے تو اُنھون نے تامل کیا بعدہ اطاعت قبول کی شہزادے نے کہا دین اسلام بھی قبول کرو اُنھون نے کہا اطاعت تو ہمنے قبول کر لی دین و مذہب کے بارے مین کیون تعرض کیا جاتا ہی شہزادے نے کہا دین اسلام ضرور قبول کرنا ہوگا غرضکہ دو آدمیون نے دین اسلام قبول کیا باقی انکار کی حالت مین وہ بھی شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہوے بعد اطمینان شہزادہ قلعے مین آیا وہ دونون شخص راہ بر ہوے جا بجا دفینون کو ٹھون کا پتہ دیا ہر ایک دروازے کا قفل توڑا گیا مال کثیر شہزادے کے ہاتھ آیا شہزادے نے وہ تمام مال تاجرون کو تقسیم کر دیا اور وہان سے کوچ کرکے شہر مراد کے قریب پہنچا اُدھر مراد شاہ کو خبر پہنچی کہ وہ دزد جسنے تمام شہر مراد مین انتشار پیدا کر رکھا تھا قارن کی کوشش سے ہلاک ہو گیا اُسنے خواجہ بہرام وزیر کو بلایا اور کہا مین نے سنا ہی کہ تیرے فرزند کے ہاتھ سے وہ دزد ہلاک ہو گیا خواجہ بہرام نے کہا کہ اے شہریار مین نے بھی یہ خبر سنی ہی بلکہ قارن یہان پہنچا چاہتا ہی اور اُسی وقت شہزادہ فرزند کے استقبال کے واسطے روانہ ہوا اثنا سے راہ مین جب ملاقات ہوئی قارن کو

مین نے سنا ہی کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا ایسی تدبیر عمل میں

زند
ان کبیر

ہین نہ آتی تھی مجھکو لمحہ بلمحہ خبر پہنچتی رہی قارن نے کہا ای پدر واقعی مین ہمیشہ اُس وزد کی تلاش مین رہا لیکن
فی الحال جو وہ ہلاک ہوا اُسکا باعث یہ جوان ہی جو میرے روبرو بیٹھا ہی اسی والاقدر کے ہاتھ سے وہ موذی ہلاک ہوا ہی
اور اسی جوان کے سبب سے میری عزت و آبرو باقی رہی ورنہ اب تو مین نے تہیہ کرلیا تھا کہ جب عزیزون دوستون سے آنکھ
چار نہین ہو سکتی تو بیکار جینا ہی ضرور اپنے کو ہلاک کرونگا خواجہ بہرام نے جب یہ مضمون قارن کی زبانی سُنا شہزادے
کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار ہم تیری تشریف آوری سے بہت خوش ہوے تیرا وارد ہونا اس
ملک مین اور طلسم گنبد سیہ در کا فتح کرنا اور ساز شتوش کا ہلاک کرنا تجھکو مبارک ہو کیون نہین جو لوگ تائید یافتۂ غیب
ہوتے ہین ہر وقت اُنکے دست زبردست سے ایسے ہی کارنمایان ظہور مین آیا کرتے ہین ای جوان تیرے مفصل
بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی ہمکو پیشتر تیرے حالات سے اطلاع ہو بلکہ تیرے نام سے بھی ہمکو اطلاع ہو گئی ہی
شاہزادے نے کہا ای خواجہ تمکو کسطرح معلوم ہوگیا کہ مین خاص اس ارادے سے یہان آیا ہون خواجہ بہرام وزیر
مراد شاہ نے کہا ای والامنزلت و عالی مرتبت مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین بشارت دی ہی کہ ایک
جوان یہان اس ارادے سے آتا ہی اور نام نامی اُسکا بدیع الملک بن نورالدہر بن بدیع الزمان ہی کیا عجب
ہی اگر نام تمہارا یہی ہو شہزادے نے کہا ہان واقعی میرا نام بدیع الملک ہی اور میرے پدر والا گہر کا نام نامی
نورالدہر بن بدیع الزمان ہی خواجہ بہرام شہزادے سے بغل گیر ہوا اور اپنے ہمراہ مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم
سے پیش آیا لوازم مہمانی مہیا کیے اور بکمال انکساری کہا ای شہریار والاتبار مین تمہارے اس مرحمت کا نہایت
مشکور ہون اور مدت العمر ممنون رہونگا کہ تمنے بجد و جہد تمام میرے فرزند کو عزت بخشی اور اُسکی آبرو رکھ لی اب
مین چاہتا ہون کہ ملک مراد سے تمہاری ملاقات ہو بالیقین وہ بہت خوش ہوگا جب سنیگا کہ یہ اہم کام تمہاری
کوشش سے انجام پذیر ہوا شہزادے نے کہا کیا مضایقہ ہی دوسرے روز شہزادے اور قارن کو ملک مراد
کے پاس لے گیا ملک مراد قارن کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای قارن بہت دنون کے بعد تجھکو دیکھا
کہہ اُس وزد کو کیا کیا قارن نے کہا ای شہریار یہ جوان جو میرے ہمراہ ہی اسنے بکمال مردانگی اُس وزد کو تیغ
ہلاک کیا ملک مراد نے ازسرتاپا بغور شہزادے کو دیکھا اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی شہزادے نے کہا بدیع الملک کہا سُنا ہوگا کہ
فرعون شاہ کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ دو جوان ممالک فرعونیہ مین آئینگے اور تمام فرعونیہ کو زیر و زبر کر کے
دین اسلام کو رواج دینگے اور فرعون پرستی کو نیست و نابود کر دینگے اُن دونون جوانون مین سے ایک کا نام
بدیع الملک ہی اور دوسرے کا نام رستم ثانی آگاہ ہو کہ وہ بدیع الملک مین ہون اور رستم ثانی میرا چچا زاد بھائی کہ
وہ فی الحال الماس کوہ کی طرف گیا ہوا ہی تاکہ سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کرے اور میرا آنا اتفاق سے ہوا
اور مصمم ارادہ [illegible] رہے ہون کہ ساز شتوش کو ہلاک کرون اور جو اُسکے [illegible] حامی ہین اُن سب کو [illegible] دن یہان
یہ واقعہ درپیش ہوا اسکے طی کرنے مین مصروف ہو گیا چونکہ اس سے فراغت ہو گئی ہی اب انشاء اللہ ساز شتوش کی خبر لونگا
ملک مراد نے کہا ای جوان تو میرے روبرو اسطرح بے باکانہ کلام کر رہا ہی تو نہین جانتا کہ مین اسوقت سات لاکھ سواران آتش بار
و پہلوانان خنجر گذار کی جمعیت [illegible] رکھتا ہون اور بکثرت سامان جنگ و حرب میرے پاس طیار ہی تو ایک تن تنہا ہی ایک
کے واسطے [illegible] اشارہ کرون تو ایک لمحے کے عرصے مین تیرا نشان تک باقی
[illegible] ایسی تنہائی کی حالت مین اسطرح بے باکانہ اپنے خیال محال
[illegible] مجبور ہون کہ تو نے اُس وزد کو ہلاک کیا ہی جسکے سبب سے میری

حکومت مین خلل تھا یہ کام میرا تھا کہ تو نے بکوشش تمام انجام دیا ورنہ مین اس تیری بیہودہ گوئی کی سزا دیتا مع ہذا یہ بھی
تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون آیندہ ایسی بیہودگی کی حالت مین مجھسے رعایت کی امید نہ رکھنا شہزادے نے کہا ای
ملک مراد تیرا خیال کسطرف ہی تو مجھکو کہتا ہی کہ تیرے دماغ مین خلل ہی لیکن فی الحقیقت تیرے دماغ مین خلل ہی تو اپنے زور طاقت کا کیا ذکر ہی
کہ سات لاکھ کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون مین نے ایسے بادشاہ بہت دیکھے ہین تو یا تیری جمعیت سے اطمینان نہین ہوسکتا البتہ بذاتہ
قابلیت ہونا چاہیے اور ای ملک مراد تیرے زور و طاقت کی حقیقت ظاہر ہی کہ باوجود سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے
ایک ادنی دزد کا مقابلہ نہ ہوسکا اور مین نے خدائے قدیر کے فضل سے اُسکو پہلے ہی حملے مین ہلاک کیا میرے نزدیک
تو یہ سب زبانی جمع خرچ ہی مقابلہ ہو تو معلوم ہو جائے ملک مراد نے کہا مقابلہ فوج جن مین ہوتا ہی تنہا سے مقابلہ کیا
کیا جائے صرف یہ مقابلہ ہی کہ حکم دون کہ اس جوان کو گرفتار کر لو اور تو مجبور و لاچار ہو کے خواستگار عفو ہو اُس مرتبہ
بدیع الملک سراپا تن غیظ و غضب ہو گیا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او نابکار یہ کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری
کرتا ہی خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تیرا تن سر سے جدا ہو گا اور یہین سے آواز دے اپنے ان نابکار
مددگارون کو جن پر تیرا پورا بھروسا ہی کہ وہ تیرے حکم سے مجھکو گرفتار کرلین تاکہ جو حقیقت ہی ابھی ظاہر ہو جائے
ملک مراد نے قہقہہ مارا اور بہ ہوشیت کہا ای جوان مین جانتا ہون کہ تو ایک مرد جری ہی یکایک تو برخاستہ
ہو گیا مین تجھسے ہرگز جنگ کرنا نہین چاہتا لیکن اگر تو اپنی پوری پوری وقعت مجھپر ظاہر کیا چاہتا ہی تو جو کام مین
کہون اُسکو انجام دے اسوقت مجھکو تو اپنا مطیع فرمان سمجھ اور اگر تو مجھکو مسلمان کرنا چاہے تو بھی قبول کرون گا شہزادے
نے کہا وہ کام کیا ہی جلد بیان کر اُسنے کہا کام یہ ہی کہ اس طلسم کو فتح کر راوی کہتا ہی کہ اگرچہ ملک مراد اُس طلسم کا
مفتوح ہونا چاہتا تھا مع ہذا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اس طلسم کا فتح ہونا ایک امر محال ہی اور شہزادے کی ہیبت
اُسکے دل پر طاری تھی نظر بران اُسکا مقصود تھا کہ جب اس جوان سے یہ طلسم فتح نہ ہوسکے گا لامحالا کسی آفت
طلسمی مین مبتلا ہو کے ہلاک ہو جائے گا اور بالفرض زندہ بھی رہے گا تو بھی مجھسے کسی امر کی امید نہ رکھ سکے گا
مگر بدیع الملک نے فورًا اقرار کر لیا کہ مین اس طلسم کو ضرور فتح کرون گا مجھکو اسکا بندوبست دکھا دیا جائے تاکہ
مین فتح طلسم کا کام شروع کرون ملک مراد نے کہا ای جوان والاشان جب رات ہوتی ہی یہ گنبد جو اس جلہ آب
مین ہی اُسمین سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہی اور ایک گوہر شب چراغ اُس ہاتھ مین ہوتا ہی جسکی تین فرسخ تک
روشنی پہنچتی ہی پس اُسوقت میری تمام حکومت مین جو کوئی شخص چراغ روشن کرتا ہی اُس گنبد سے ایک تیغ نمودار
ہوتی ہی اور اُس چراغ روشن کرنے والے کا سر تن سے جدا کرتی ہی اور چراغ کو بجھا دیتی ہی مع ہذا صدائے
سکاک سکاک بلند ہوتی ہی اور اُس گنبد سے شور و غوغا بھی بلند ہوتا ہی اور طرح طرح کی مہیب و خوفناک
آوازین آتی ہین جس سے تمام رعایائے شہر مراد کا دل دہلتا ہی ہرچند کہ بیشتر اوقات اس واقعے
کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر از بسکہ معاملہ طلسمی ہی کوئی سبب نہ دریافت ہوا نہین معلوم
یہ کیا رمز ہی شاہزادے نے چاہا کہ اسی وقت اُس طلسم کی طرف روانہ ہو مگر ملک مراد مانع ہوا اور کہا
آج توقف کرو اگر کچھ ارادہ ہی توکل پر موقوف رکھو شہزادہ خاموش ہو رہا اُس روز ملک مراد نے نہایت اہتمام
شہزادے کی دعوت کی طرح طرح کے پر تکلف کھانے پکوا . . . ندیم . . . دو کہ بھی محفل
منعقد کی گولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ
شاہزادہ بہت محظوظ ہوا انعام دینا چاہا ملک مراد مانع ہوا

نصف شب تک یہ ہنگامہ گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے شاہزادہ
بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا مگر بقیہ شب اس خیال مین گذاری کہ واسطہ علم و طلسم کس طرح کا ہی کیا مصیبت
پیش آئے شعور و زور دیگر کہ چرخ شعبدہ باز نے صندوق سینہ کا سر باز کیا اول وقت صبح کو شاہزادہ اُٹھا وضو کیا
نماز صبح پڑھی بعدہ درگاہ خدا مین اسطرح مناجات شروع کی اے خالق ارض و سما اے مالک ہر دو سرا تو ہر وقت
مین اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہی نظم

عیسیٰ کو آسمان پر تو نے چڑھا دیا	موسیٰ نبی کے ہاتھ مین دی مشعل ضیا
یونس کو رہنے دیا پیٹ مین مچھلی کے بتلا	کچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کا

واسطہ اپنے قدرت و جلال کا اور
اور واسطہ اپنے مقربان باکمال کا تو اپنا ایسا فضل شامل حال کر کہ مین اس طلسم کو فتح کرلون تاکہ ان گم گشتگان
وادی ضلالت کے روبرو سرخرو ہون اور تیرے دین متین کو رواج دون اور تیری پرستش کی رغبت دلاؤن
ورنہ سخت ذلت کا سامنا ہوگا بعدازان شہزادہ مصلے پر سے اُٹھا لباس پہنا اور اسلحہ ضرورت سے آراستہ
ہوکے ملک مراد کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ اب مین فتح طلسم کے لیے جاتا ہون اگر زندگی باقی ہی
تو بار دیگر بفتح و ظفر و دری ملاقات ہوگی ورنہ خیر جو کچھ خدا سے وعدہ لاشریک کی مرضی ہوگی اُسکا سامنا
ہوگا ملک مراد نے کہا بہتر ہی شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا جانب طلسم مہیز کی کنارے سے اس وجلہ آب کے
پہنچا اسوقت چند ملازمان شاہی بھی ہمراہ تھے اُن سے شہزادے نے کہا جلد جاؤ اور ملک مراد
سے اجازت لے کے ایک ایسے قیدی کو لاؤ جو قتل ہونے کے لائق ہو وہ ملازم گیا اور حسب اجازت
شاہی واجب القتل قیدی کو لایا شہزادے نے اُس قیدی کو ایک لوح پر بٹھایا اور کہا اس
کشتی کو گنبد کے قریب لیجا غرضکہ وہ کشتی گنبد طلسمی کی جانب روانہ ہوئی ہنوز قریب گنبد
نہین پہنچی تھی کہ ہاتھ اُس گنبد طلسمی سے پیدا ہوا اور قریب کشتی کے آکے فوراً اس کشتی کو غرق کر دیا
اور وہین آواز کڑاک پیدا ہوئی تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت
کے بعد وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی کا عمل ہوا ایک نے دوسرے کو دیکھا اس عرصے مین ملک مراد
بھی وہان آپہنچا اب جو شہزادہ بدیع الملک بغور دیکھتا ہی تو لاش اس سوار کشتی کی گویا کسی نے پانی
کے اندر سے اوپر اچھال دی اور اس کا سر گنبد پر آویزان ہی شہزادہ ملک مراد کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے بادشاہ اس طلسم کی اس علامت سے تعجب ہوتا ہی یا کوئی اور بھی علامت ہی ملک مراد
نے کہا اے جوان یہ جو سامنے درہ دکھائی دیتا ہی اسمین ایک میل فولادی واقع ہی جو کوئی وہان جاتا ہی
پھر وہ واپس نہین آتا یہ رمز بھی آج تک دریافت نہ ہوا اور کیونکر دریافت ہو وہان جاسے کہ کوئی
واپس نہین آیا شہزادے نے کہا مین جاتا ہون ملک مراد نے کہا مین اپنی طرف سے نہین کہ سکتا
تمکو اختیار ہی اصل واقعہ جو کچھ تھا اُس سے مطلع کردیا شہزادے نے کہا خداوند عالم میرا حافظ ہی
یہ کہا اور جانب درہ روانہ ہوا درہ مین داخل ہوکے میل کے قریب پہنچا وہان سے چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے یکایک بالا ... ایک پنجہ پیدا ہوا اور شہزادے کو مرکب سے اُٹھا کے گیا اب جو
شاہزادہ ... مین پایا جس مین ہر طرف نہرین جاری سراسر
... ان واقع ہی سر بفلک کشیدہ درخت سرسبز و شاداب بوار دون
... و نقاشی کی ہر برج منطقۃ البروج کا ہمسر ہی خوش سے

سے کہا کہ تو یہ خواب دیکھ رہا ہے اور شراب مین بھی خوب نشہ نہین ہے تجھے راس نہ آئیگی کہ ہم جانتے ہین تیرا جی اوٹا
رہا ہے وہین کیونکر صاف کوری اُتر جاویگی مگر تیری ضیافت ہمپر واجب ہے اس گفتگو پہ شاہزادہ کو حیرت تھی وسے
کہتا تھا الٰہی یہ خواب کیسا ہے کوئی اسکا حال کہنے والا نہین کیا کہون مین آپ کو بیدار ہی سے زیادہ ہوشیار جانتا ہون

آرزو رہا از ہجوم بیخودی پا مال شد | در حق من آنچہ غفلت کرد آگاہی نکرد

دو ساعتین کامل گذری ہونگی کہ ایک
نیم تخت آیا سراپا پر جواہر نگار تھا میری کرسی کے روبرو بچھایا گیا دو شمعین کافوری ہر ایک اتنی بڑی جیسے سرو کا درخت
اُس تخت کے پاس دہنے بائین روشن ہوئین دفعتاً غل ہوا اُس طرف جو دیکھتا ہون نازنین خورد سال صاحب جمال
تیرہ چودہ برس سے کوئی زیادہ نہین رنگارنگ لباس پہنے زیور مرصع سے آراستہ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع مرصع لگا
کئے ہمراہ چلی آتی ہین اور صف بستہ کھڑی ہوتی جاتی ہین اُن دخترون مین ایک دختر ماہ پیکر آفتاب منظر نظم

دو ابرو ہر یکے مشکین ہلالی	فلک در سایہ ہر یک پر غزالی	در آمیزش ہر یکے چشم نہانی	سہ ادا از بلاے آسمانی
دو نرگس تازہ در باغ شگفتہ	کہ آہو در ریاضی مست خفتہ	چو مژگان لشکر ترکان خونریز	بخوبی خلق کردہ اشتہا تیز
نگاہش بیدلان را سحر خفتہ	دلی در دلنوازی گوشہ چشم	برخ چون گل لبا مرہم چہ جان سوز	سراپایش ہمہ محبوب و خوشتر

شاید دس برس کا اُسکا سن و سال ہو تاج مرصع جسکی چکا چوند نگاہ ٹھہر سکتی تھی بالا سے سر لباس شاہانہ در بر موتیون مین سفید
غرق دریاے جواہر اس ادا سے سامنے آئی کہ تقریر سے محال ہے جو اُسکی صفت ادا ہو سکے تخت پر بیٹھی جونہین شاہزادہ
کی نظر اُسکی شمع رخسار پر پڑی پروانہ کے رنگ جلنے لگی ایسا حال متغیر ہوا کہ قریب تھا کہ آسمان تک نالے جائین زمین
پر اشک گرے مثل خس و خاشاک بہا لیجائے ہا وین لیکن حیرت کا وہ جوش تھا کہ مانند صورت دیوار خاموش تھا
کبھی نیچی نگاہ کر لیتا تھا کبھی اُس مہجبین کی طرف گوشہ چشم سے دیکھ لیتا تھا وہ بھی لڑکی تھی بچپنے کی باتین کرتی تھی
پر کوئی حرکت ناز و انداز سے خالی نہ تھی جب شاہزادہ اُسکو دیکھتا تھا وہ بھی اُسے دیکھتی تھی تبسم کرتی تھی شاہزادہ
کا یہ حال تھا کہ کبھی مر جاتا تھا اور کبھی جی اُٹھتا تھا اسکے لب پر کچھ تبسم ہوا کی طائفے مبارکباد دیکا یہ کیے کئی ساعت تک وہ
سرو نوخیز شاہزادہ کے سامنے بیٹھی رہی آخر اُس تخت سے اُٹھی ملکہ تخت نشین کے پہلو مین جا بیٹھی شاہزادہ
کی نگاہ آڑ کے سبب سے اُس تک نہ جا سکی شاہزادہ جھک جھک کے اُسے دیکھنے لگا کئی نازنین
جو شاہزادہ کے قریب کھڑی تھین بازو پکڑ کے بٹھاتی تھین اور کہتی تھین اے جوان اپنی جگہ بیٹھا رہ یہ کیا بے ادبی
ہے کہ اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہے شاہزادہ اُنکی صورت دیکھتا تھا اور خاموش تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا تھوڑی دیر سکوت
کرتا تھا بعدہ بے اختیار ہی ہین پھر اُسی طرح جھک جھک کے جھانکنے لگا اُن نازنینون نے پھر بازو پکڑ کے بٹھا دیا
اور کہا اے جوان ہم جو کچھ کہتے ہین اُسکو تو سنتا نہین ارے بیوقوف یہ جو دیکھ رہا ہے خواب ہے اور اسکا تعلق اس
طلسم سے ہے جسمین تو وارد ہے یہ بھی غنیمت سمجھ جو تو یہان بٹھایا گیا ہے ورنہ نہین معلوم کس نوبت کو پہونچتا اس
کیفیت کا کچھ اعتبار نہین ہے اسپر مطلق اعتماد نہ کر جسکو بقا نہو اُسپر فدا نہو اگر دل مین محبت چلی آئی ہے جانے دے
جی سے نکال ڈال نہین تو ہلاک ہوگا مفت جان برباد ہو جائیگی آخر شاہزادہ سے ضبط نہو سکا کہا سمجھانے والیو
کیا نصیحت کرتی ہو [illegible] کا خیال شاید کبھی میرے دل سے فراموش نہوگا اللہ اتنا تو کہو کہ دراصل یہ
کون ہے یہ دختر ماہ پیکر کسکی ہے کہ جسکی ضرورت کے واسطے یہ واقعہ روبکار ہے
ل مین نہین ہے جو کچھ ہم سمجھا سکتے ہین اُسپر التفات نہین کرتا اور یہ پھر
ہاں آنے ظاہر ہوا جاتا ہے مگر بار دیگر ہم تیرے گوش گذار کئے دیتے ہین

کہ یہ واقعہ جو بطور خواب کے دیکھ رہا ہی طلسمی ہی اسکو بقا نہیں ہی شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُن نازنینون مین ایک کو رحم آیا کہا ای جوان تو منت کر مین ملکہ کو اس حال سے مطلع کرتی ہون کہ یہ جوان مستفسر حال ہی شاید وہ کچھ ایسا جواب دے کہ جو تیری تسکین خاطر کو کافی ہو یہ کہا اور وہ نازنین اُس ملکہ تخت نشین کے قریب گئی اور حقیقت حال کو بیان کیا ملکہ تخت نشین نے کہا کہدو اُس جوان سے کہ اس استفسار سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ مقام طلسمی ہی اُسکے متعلق تمام واقعات روبکار ہین ہمنے جو تجھکو یہان قیام کی اجازت دی تو مستفسر حال ہی حالانکہ تیری صورت پر رحم آیا جو ہم خلاف قانون طلسم عمل مین لائے اور تجھکو مقیم کیا ہم خود تجھسے تیرا حال پوچھنے کو ہین ہمسے مستفسر حال ہی وہ نازنین شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ملکہ نے وہی جواب دیا جو کچھ ہمنے تجھسے کہا تھا شاہزادہ نے کہا ای نازنین اسقدر مجھپر احسان اور کرو کہ اُس ملکہ تخت نشین سے پوچھو کہ کسی طرح یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کے ساتھ میرا عقد ہو جاوے جو ابھی نیم تخت پہ میرے روبرو بیٹھی تھی اُس نازنین نے کہا این گل دیگر شگفت شاید تیری اجل ہی دامنگیر ہی جو اسطرح کا سودا تیرے سر مین سمایا ہی کہان وہ نازنین باعزو تمکین اور کہان تو ایک مرد کوچہ گرد شاہزادہ پھر آبدیدہ ہوا اور بہزار منت و سماجت کہا ای نازنین براے خدا تو میرا یہ پیام ملکہ کو پہونچا دے وہ مجبور ہوکے پھر ملکہ کے پاس گئی اور کہا ای ملکہ عالم وہ جوان اس نازنین کی خواستگاری کرتا ہی جو ابھی یہان وارد ہوئی ہی یہ سن کے ملکہ تخت نشین از سرتاپا غیظ ہوگئی اور تخت پر سے اُٹھ کے شاہزادہ کے پاس آئی کہا تو کیا کہتا ہی شاہزادہ خائف ہوا اور کہا ای ملکہ یہ بات کچھ بے ہمہ ہونے کی نہین ہی ایک امر کی درخواست کی ہی قبول کرنے اور نہ کرنے کا تمکو اختیار ہی اور اگر تمکو میری درخواست خلاف معلوم ہوئی خیر معاف فرماؤ اب ایسی حرکت نہوگی ملکہ نے کہا بس خاموش رہ خبردار اب ایسے کلمہ بیہودہ زبان پر نہ جاری کرنا تو نہین جانتا کہ تو قوم خاکی سے ہی اور وہ نازنین قوم آتشی ہی تجھکو اُس سے کیا نسبت یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہزادہ کو ہوش آگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو اُسی باغ مین پایا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ نازنین تھی اُس باغ مین ایک باغبان تھا ہر طرف درختون مین پانی دیتا پھرتا تھا جونہین شاہزادہ کو دیکھا بیلچہ لیکے شاہزادہ کی طرف دوڑا اور قریب آکے کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار کیا بیکار ہی اس باغ مین پھر رہا ہی بیلچہ لے اور کام کر شاہزادہ اُس باغبان کی صورت دیکھکے متبسم ہوا اور کہا کیا بکتا ہی مین تیری طرح کوئی مزدور ہون جو بیلچہ لیکے باغ کی درستی مین مصروف ہون جا اپنا کام کر ورنہ اسی بیلچہ سے تیرا کام تمام کر دونگا تو نہین جانتا کہ مین اس مقام مین خاص اس طلسم کے فتح کرنے کو آیا ہون باغبان نے کہا ای بیوقوف تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ طلسم ہوم کا نہین ہی اسکا فتح ہونا بہت دشوار ہی اور خیر تجھکو اس سے کچھ کام نہین ہی تو کسی کام کے واسطے آیا ہو اب تو تیرا ورود باغ مین ہوا ہی اس باغ کا مالک مین ہون تجھسے اس باغ کا کام ضرور لونگا شاہزادہ نے شمشیر آبدار کا وار اس باغبان پر کیا باغبان نے وہ وار اُسی بیلچہ پر رد کیا مع ہذا ایک طمانچہ بدیع الملک کے کلہ پر مارا طمانچہ کا کلہ پر پڑنا تھا کہ پہلے تو اسقدر انکار تھا اب فوراً بیلچہ لیکے باغ مین کام کرنا شروع کر دیا

اب کچھ حال شاہزادہ بدیع الملک کا باغبانی مین مصروف ہونا اور شاہزادہ رستم ثانی کا بیان کیا جاتا ہی کہ

پیشتم شب تا گہ شود دائرۂ مہر ولش
بیضۂ دیدۂ این روغن و دمیا ہمثل
وقت آنست کنون از اثر عیش و نشاط
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

چہرہ بر دار جہان گشتہ چون کحل
دیدۂ روزنہ بر ہیچ بر آید احول
روز چون کرم بریشم ہمہ بر خویش تند
می نہ گنبد بصراحی و صراحی بہ بغل
چمن آید بہ چمن بہر تماشا سے چما

شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل
مردم دیدۂ آن ژالہ گر آید حدقات
زیر جعل

انبساطی است درین فصل کہ بی کاوش عقل	شاید ار باز شود عقدهٔ بالا تعجیل	بسکہ ہر خار گلی کردہ عجب نیست اگر
یاسمین تنگ شد از نشتر زنبور عسل	غور گیسو بمیان بستہ در آید بچمن	تالب آب کند از سنبل و گل جیب بغل

بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین چمن آرایان حدائق روایات حیرت آگین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہیں کہ رستم ثانی نے کافوریہ کو مسخر کیا اور کافور شاہ تین لاکھ سپاہ سوار کی جمعیت سے مسلمان ہوا اور شاہزادہ بہمراہی لشکر بیشمار وہان سے کوچ کرکے الماس کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ واقع ہے اور بارہ ہزار ابر آتشبار سایہ کیے ہوے ہیں شاہزادہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر قلعہ کیطرف روانہ ہو ہنوز وہ لشکر بالاے کوہ قلعہ کے قریب نہین پہونچا تھا کہ اُن ابرہاے آتشبار سے ایک ابر جدا ہوا اور لشکر رستم کے سر پر قایم ہوا اور بارہ ہزار ہاتھ اُس ابر سے پیدا ہوئے ہر ایک ہاتھ نے ایک ایک لشکری کو اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ تمام بارہ ہزار لشکر رستم کو وہ ہاتھ جانب ہوا اُٹھا لیگئے اور فوراً ہی سب کو بالاے ہوا سے زمین کیطرف پھینک دیا تمام لشکر ایکبارگی مرتبہ ہلاک ہوگیا شاہزادہ رستم اس واقعہ کو دیکھ کے گھبرا گیا اور قلعہ کو چھوڑ کے دور جاکے مقیم ہوا ایکبایک اُس ابر سے آواز آئی کہ اے ملک کافور نمک حرام خوب کیا کہ خدا پرستون سے موافقت کرلی دیکھ تو کیسی سزاے سخت تجکو دیجاتی ہے بعد ازان وہ ابر بالاے ہوا مقیم ہوا

ہو وہی طور تغافل بت ہرجائی کا	ساغر می نہوا ہاتھ سے ساقی کے نصیب	طور نہین اُسکو ذرا بھی میری سوائی کا
رشک سے اے گل تر خستہ ہین نسرین و سمن	ہوا اگر ذکر چمن مین تری زیبائی کا	رنگ بدلا نہ کبھی چپ سر بینائی کا
دوست ہمائی کو بھی دیکھا نہ کسی نے ایسا	باغبان دیکھے اگر تو مرے گلشن کی بہار	اہل دنیا ہین مگر دشمن یوسف کے عزیز
اُس سے آنکھون کو تری دیجیے کیونکر تشبیہ	چشم نرگس مین نہین نام ہو بینائی کا	حوصلہ سہو نہ کبھی ہو چمن آرائی کا
نہ بیان ہو کبھی عالم تری رعنائی کا	تو کبھی آ دیکھ کہ لب دیکھ رہے ہین اور گو	برگ گل سے بھی ہو زبان اہل سخن نہ ہاسے
کیا زبان کھول سکیگا کوئی نہ ہو تو کہین	تری تقریر سے دم بند ہے گویائی کا	سر بازار تماشا ہے سودائی کا
		مشتاقان طریق نکتہ پذیری شہر اقبال

خلوتکدہ روشن ضمیری جادو زبانان ہنگامہ سحر حلال معجز بیانان معرکہ علم و کمال اسطرح لوح دلپذیر طلسم سخن کے راز لکھتے ہین کہ جب مروج دین متین اسلام و دافع زنگ و کفر و ظلام چشم و چراغ جہانبانی یعنے رستم ثانی قلعہ سے دور جاکے مقیم ہوا اُسوقت شیاطین عیار فرعون کے پاس پہونچا دیکھا ملک کافور بیٹھا ہے اور سامنے ملک کافور کے رستم ثانی بیٹھا ہے شیاطین عیار نے چاہا کہ یہان سے چلا جاؤن اور فرعون کو اس حال کی خبر کرون ملک کافور نے شیاطین عیار کو دیکھ لیا کہا اے شیاطین اب یہان سے جانے کا قصد نہ کرنا اور فرعون پرستی پر تین حرف بھیجکے دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا یہان سے زندہ جانا مشکل ہوگا شیاطین نے کہا اے ملک کافور مجھکو اس عنایت سے باز رکھو اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ مین فرعون کو اس حال سے مطلع کرونگا تو مین قسم کھاتا ہون خداوند فرعون کے حق کی کہ مین ہرگز کسی طرح کا ذکر نہ کرونگا ملک کافور نے کہا مجکو اسکی پروا ہرگز نہین ہے کہ تو فرعون [illegible] سے مطلع کریگا البتہ میرا ارادہ تجکو مسلمان کرنے کا ہے اگر تو بھی مسلمان ہوتا تو گوارا کر [illegible] اُسکے سکندر [illegible]
اُنکا شیاطین نے چاہا کہ وہان سے گریز کرے مگر ملک کافور نے دیکھا کہ اب یہان سے رہائی مشکل ہے مجبوری کلمہ طیبہ [illegible] شیاطین مجکو ہرگز یقین نہین ہے کہ تو بصفاے قلب [illegible]

شیاطین بصفا سے قلب مسلمان نہین ہوا ہی کسی وقت مین اسکی سزا سے سخت پائیگا ملک کافور خاموش ہو رہا تمام دن شیاطین عیار مین رہا شب کو سب کی نظر سے پوشیدہ جانب فرعونیہ گردنکی فرعون کے پاس پہونچا اُسنے کہا کیا خبر لایا ہی شیاطین نے کہا ای خداوند نہین معلوم آج کل کیا تیری مشیت مین گذرا ہی جو دشمن ہر روز کامیاب ہوتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی چندروز مین مملکت فرعونیہ پر دشمنون کا قبضہ ہو جائے گا فرعون نے کہا ای شیاطین ہماری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا ہی لیکن تو بیان تو کر کیا واقعہ دیکھا جس سے دشمنون کی کامیابی معلوم ہوئی شیاطین عیار نے کہا اس سے زیادہ دشمنون کی کامیابی کیا ہوگی کہ ملک کافور ایسا خاص بندہ خدا پرستون کے بہکانے سے مسلمان ہو گیا اور رستم ثانی الماس کوہ کو گھیرے ہوئے ہی جلد خداوند کو خبر لینا چاہیے ورنہ عنقریب خداوندی تری کی تمام ہوا چاہتی ہی فرعون دلمین نہایت متوحش ہوا لیکن ظاہر مین کمال بے اعتنائی سے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور محافہ نشین کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای محافہ تو دیکھتا ہی یہ شیاطین کیا کہتا ہی اُسنے کہا کیا عجب ہی جو اسکا کہنا سچ ہو فرعون نے کہا اگر شیاطین کا کہنا سچ ہی پس تو جا اور رستم کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کر اور ای محافہ نشین اگرچہ شیاطین بیان کرتا ہی لیکن اگر تو بچشم خود دیکھنا کہ ملک کافور مسلمان ہو گیا ہی اور ہماری پرستش سے قطع نظر کی ہی تو بلا تکلف اُس نالائق کو ہلاک کرنا اس بارہ مین مجھسے مطلق استفسار کی ضرورت نہین ہی جب میری پرستش سے اُسنے قطع نظر کی تو پھر اُسکے بارہ مین رعایت کی کیا ضرورت ہی محافہ نشین نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت مع قنطورہ پوش و غضنفر شاہ چوپان منصور گلہ بان سوار ہو کے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے عرصہ مین رستم ثانی کے لشکر کے قریب پہونچا اور آتے ہی نقارہ جنگ بجایا رستم ثانی کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی جس نے سرے مقابلہ مین آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا خبردار بعجلت تمام گئے اور خبر لائے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش اور غضنفر شاہ چوپان اور منصور گلہ بان کو فرعون شاہ نے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہی رستم نے اسی وقت نقارہ جنگ بجوایا شعر

روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز
ز سم ستوران فرسان بہین فـ نشست

گرد چہرہ وقت سینہ را بسر بالا
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

علی الصباح میدان حرب مین صف آرائی ہوئی لشکر اسلام سے پہلے رستم میدان مین آیا اور اُس طرف سے قنطورہ پوش مقابلہ کو آیا اور باواز بلند کہا ای خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والے تو جو اس سرزمین پر وارد ہوا ہی تو کیا یہ یقین جانتا ہی کہ اپنی دلی مراد حاصل کریگا تو نہین جانتا کہ خداوند فرعون کیا قدرت و اختیار رکھتا ہی آگاہ ہو کہ فرعون نے مجھکو خاص تیرے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی دیکھون میرے ہاتھ سے تو کہان جان بچا کے جاتا ہی رستم ثانی نے کہا او کافر بدکار کیا بیہودہ کلمات زبان پر لاتا ہی کرتا ہی زبان بند و بشنو بسیار انچہ داری زمردی نشا :: کمان کیانی و گرز گران :: قنطورہ پوش نے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اپنی تلوار پر اُسکا وار رد کیا اور کہا

زدی ضرب خود ضرب پالوش کن :: بخم دین ذنب افراسیاب گن

یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی جگہ خالی کی جس سے خود تو محفوظ رہا لیکن مرکب کا سر جاتا ہو گیا قنطورہ پوش کو پیادہ پا دیکھا باواز بلند اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے واسطے جا کر ملازمون نے بہم پہونچا لائے تمام دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے پاس پہونچا ۔ ۔ ۔ کر لشت پر سوار ہو کے پھر دو چار ہوا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار قنطورہ ۔ ۔ ۔ بلند کر لیا بعدہ گرفتہ و بستہ کرکے محافہ نشین ۔ کی خدمت مین بھیجی ۔ ۔ ۔ ست

خوش ہوا اور ایک مقام بلند پر آکے کہا ای کافور شاہ نمک حرام حق فراموش اس سے زیادہ کیا بیہودگی ہوگی
کہ اپنے خداوند قدیم سے روگردانی کی اور خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کی اطاعت قبول
کر لی تو نے خداوند فرعون کی قدرت دیکھی کہ کسطرح رستم کو گرفتار کر لیا اگر خداوند کی مشیت مین گذرا تو آج
نہین کل ضرور تجکو بھی گرفتار کرونگا اور فوراً ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤنگا بعدہ نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر
اپنے مقام قیام کو چلے آئے محافہ نشین اپنے خیمہ مین آیا اور حکم دیا رستم کو ہمارے روبرو لاؤ ملازمون نے
اسی طرح بستہ رستم کو محافہ نشین کی خدمت مین حاضر کیا محافہ نشین نے جو رستم کی صورت دیکھی ایک
نوع کی محبت اسکے دل کدورت منزل مین پیدا ہوگئی کہا ای رستم جبکہ فرعون نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ رستم کا سر
تن سے جدا کرکے جلد میری خدمت مین حاضر کر تو اب تو ہی بتا کہ ایسی حالت مین مین کیا کرون اگر فرعون کی
کی عدول حکمی کرتا ہون تو اسکے قہر و غضب کا خوف ہے اگر تعمیل حکم کرتا ہون تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور اصل امر یہ
ہے کہ مین تیری صورت زیبا پر فریفتہ بھی ہون ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جدا کرکے کب کا خداوند فرعون
کی خدمت مین بھیج چکا ہوتا رستم متبسم ہوا اور کہا آخر اپنا مطلب تو بیان کر یہ تو مین سمجھ گیا کہ نہ تو مجکو ہلاک کرنا چاہتا
ہے اور نہ رہا کرنا چاہتا ہے محافہ نشین نے کہا ای جوان اصل مطلب میرا یہ ہے کہ اگر تو میری مراد حاصل ہونے
پر راضی ہو جاے تو مین ان تمام ایران آتش پارہ کو سرنگون کردون اور جو کچھ تیرا مطلب ہو اسکے بر لانے کو
دل و جان سے مستعد ہون اور شاید تو میری حقیقت حال سے واقف نہین ہے آگاہ ہو کہ مین ساز مشوش کی دختر
ہون میرے پدر یعنے ساز مشوش نے بارہ ہزار ابر آتشبار خاص خداوند فرعون کے واسطے مہیا کیے
ہین ساز مشوش کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میرا ابھی لڑکپن ہے کچھ ایسی زیادہ سن نہین ہون صرف سات
سو برس کی عمر ہے دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہوئے ہین ای جوان اگر تو مجکو خوش کرے تو
مین تیرے تمام سردارون کو قید و بند سے رہا کردون اور ہر ایک تیرے کام کو بسر و چشم انجام دینے کو
تیار ہون اگر تو میری خواہش پوری نہ کریگا تو مدت العمر کو متاسف رہیگا لشکر طلیلہ یہان سے زندہ رہا ہو گیا
اول تو تیرا زندہ رہا ہونا ایک امر محال ہے دوسرے انحالیکہ تو میری مخالفت پر آمادہ ہو مجھ ایسی کمسن دختر کسکو
میسر آتی ہے زہے نصیب تیرے کہ مین اس کمسنی مین خود تجھسے درخواست کرتی ہون اگر نہ مانے تو تجھسے
بد نصیب کون ہو سکتا ہے شاہزادہ رستم نے کہا ای ملعونہ سات سو برس کا سن شباب ہے اور پھر اپنے کو کمسن
جانتی ہے مین ہرگز تیری درخواست کو قبول نہین کر سکتا ہان اگر میری بھی آٹھ سات ہزار برس کی عمر ہوتی اسوقت
مین تجکو کمسن سمجھتا اب تو مین تجکو ہزار پشتون کی بڑھیا سمجھتا ہون قطع نظر اسکے میرے
دادا نے بھی کسی جادوگرنی سے اختلاط نہین کیا ہے مین کب مختلط ہو سکتا ہون مین تجکو ایک بلائے بیدرمان
سمجھتا ہون اختلاط کیا اب رہا یہ امر کہ مین تیری قید مین ہون تجکو ہر طرح کا اختیار ہے جو کچھ تجھسے ہو سکے عمل مین لا
مطلق رعایت نہ کر اس ملعونہ نے کہا ای جوان میری عدول حکمی کی حالت مین تو یہی ہوگا یکایک اس
مکارہ نے آواز دی کہ کوئی یہان ہے ایک جادوگر حاضر ہوا اور کہا کیا حکم ہے اسنے کہا اس جوان کو
لیجا اور [illegible] دے چنانچہ اس جادو نابکار نے رستم ثانی کو لیجا کے خیمہ کے
سیاہی اسکے لشکر نکبت اثر پر دراز ہوئی اور پنجہ خورشید یکایک
کے غروب ہونے کے بعد رستم ثانی نے دیکھا کہ ایک زنگی سیہ فام

ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ مین حاضر ہون کیا حکم ہی سیمہ تحیہ نے کہا ای عمرلیون کسی طرف سے آدمی کی بو آتی ہی
دیکھ تو یہان کوئی آدمی ہی عمرلیون نے کہا ایک آدمی تو یہان موجود ہی اسکی بو آتی ہوگی سیمہ نے کہا
یہ تو مجکو بھی معلوم ہی کہ رستم یہان طناب خیمہ مین بندھا ہی علاوہ رستم کے اور کوئی آدمی میری
بارگاہ مین آیا ہی تو دیکھ تو سہی عمرلیون نے کہا ای ملکہ کہان دیکھون یہان تو کوئی دکھائی نہین دیتا سیمہ نے کہا مجکو
پلنگ کے نیچے کچھ معلوم ہوتا ہی عمرلیون نے پلنگ کے نیچے ہاتھ بڑھایا ایک جوان کی گردن پکڑ کے باہر کھینچ لیا
اور پکار کے کہا ای ملکہ تو سچ کہتی تھی دیکھ یہ دوسرا آدمی بھی یہان موجود ہی یہ کہان سے آیا سیمہ نے کہا ای
جوان تو کون ہی اسنے کہا مجکو مظفر دزد کہتے ہین مین ہی وہ شخص ہون جسنے رستم کو ملک کافور کی قید سے
رہا کیا اور اب یہان پہونچا سیمہ نے کہا تجکو کچھ خوف نہین ہی جو یہ دلیری کی کہ یہان چلا آیا اور
اب پھر کیا رستم کو میری قید سے رہا کرنے آیا ہی مظفر نے کہا کیا تو اس بارہ مین کچھ شک بھی رکھتی ہی
سیمہ نے حکم دیا کہ اس دزد کو لیجاؤ اور رستم کے ساتھ اسکو بھی بستہ کرو بعد ازان پھر اسی طرح خواب مرگ
مین مبتلا ہو گئی راوی کہتا ہی کہ اس ہنگام مین مہتر قران بارگاہ مین پہونچا دیکھا سیمہ بیخبر سو رہی ہی اور رستم ثانی
اور مظفر دزد دونون مجرمون کی طرح بندھے ہوئے ہین مہتر قران پہلے رستم ثانی کے پاس
آیا اور آہستہ کہا ای شہریار کہو اسوقت کیا ارادہ ہی رستم نے کہا ای مہتر قران یہ وقت کسی بات کے
استفسار کرنے کا نہین ہی اسلیے کہ وہ ملعونہ بیخبر سو رہی ہی جو کچھ ہو سکے جلد عمل مین لا ورنہ پھر کوئی تدبیر کارگر
نہ ہوگی مہتر قران سیمہ کے قریب گیا دارو ے بیہوشی سونگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب بغیر دارو ے
رفع بیہوشی ہوش مین نہین آسکتی رستم ثانی اور مظفر دزد کے دست و پا سے بند کھولے انھین بندون
سے سیمہ کو بستہ کیا اور مع رستم و مظفر رستم ثانی کے لشکر مین لے آیا سیمہ کو ایک جائے محفوظ مین
محبوس کیا اور سب اپنے اپنے بستر استراحت پر جا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب بیدار ہوکے
رستم نے مہتر قران سے کہا ای قران سیمہ بھی بیدار ہوئی اس نے کہا شہریار رستم یہ دارو ے بیہوشی کا
اثر ہی جبتک رفع بیہوشی کام مین نہ لائی جاوے گی سیمہ ہوش مین نہ آئیگی رستم نے کہا اس تحیہ کو لاؤ اس سے
باتین کرین مہتر گیا اور سیمہ کو رفع بیہوشی سے ہوش مین لایا بعدہ شاہزادہ رستم کی خدمت مین حاضر کیا رستم
سیمہ کو دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای ملعونہ کہ تو اسوقت اپنے کو کس حال مین دیکھتی ہی کل تو بہت خوش تھی جبکہ
مجکو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا آج کہ تجکو کیسی سخت سزا دون سیمہ نے بڑی زور سے قہقہہ مارا اور کہا ای رستم معلوم ہوا
کہ تو مجکو گرفتار کر کے بہت خوش تھا ابھی تجکو حقیقت امر سے اطلاع نہین ہی شاہزادہ نے کہا ای ملعونہ یہ کیا
کہتی ہی وہ حقیقت امر کیا ہی جسکی مجکو اطلاع نہین ہی اسوقت مین یہ دیکھ رہا ہون کہ تو بستہ میرے
روبرو موجود ہی اسنے کہا اس بستہ ہونے کا تماشا دیکھو گے رستم ثانی نے کہا ہان اسنے
کہا یہ تو سب دیکھ رہے ہو کہ مین تمھاری بستہ ہون میرے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ تو پھر دیکھو
مہتر قران نے کہا ای شاہزادہ یہ تحیہ فریب دیتی ہی شاہزادہ نے کہا کیا فریب دے سکتی ہی ذرا اتنا لیکن
تمھاری بستہ ہی سب اسکے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ دیکھین یہ کیا تماشا دکھاتی ہی چنانچہ تمام مجمع فقط اسکو
اسی طرح بستہ چھوڑ کے چند قدم کے فاصلے پر علیحدہ ... سیمہ نے اسی طرح اپنے
دست و پا کو جھٹکا کہ فوراً تمام بند کھل کے زمین پر گر پڑے

جانب لشکر روی ہوا ایران ہوئی اپنے لشکر میں پہونچ کے دم لیا

آمدم بداستان شہریار و نور الدہر

راویان نیک درسخن فرمودہ اند کہ شرح این داستان چنین کردند کہ شہریار اور نور الدہر برابر قلعہ ذوالامان کے پہونچے سعدے نے حکم دیا کہ ذوالامان کو از سر نو دوبارہ بدستور سابق آراستہ کرو نور الدہر نے کہا یا شہریار تم تا تیار ذوالامان کی درستی میں مصروف ہو مین جاتا ہون جب ذوالامان کی آرایش و درستی سے فارغ ہو تا تم بھی یہان سے نہضت کرنا غرضکہ دوسرے روز نور الدہر اور کرب اور حلماست ساٹھ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور بطی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد شہر الماسیہ کے قریب پہونچا الماس گور وہان کا حاکم و فرمانروا تھا وہ اپنے دربار میں با اطمینان تمام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ہرکارہ آیا اور مؤدب عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ ای شہریار فلک اقتدار فی الحال نور الدہر نامے ایک شخص وارد سرزمین الماسیہ ہوا ہے اور فوج کثیر اسکے ہمراہ ہے واجب جان کر عرض پیرا ہوا ہون اب بجاے خود جو کچھ مناسب ہو حکم ہو اور فرمایا جاوے الماس گور حاکم الماسیہ اس خبر کو سنکے بہت متردد ہوا مشیرون سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاوے اُن سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ نور الدہر کے ورود کا نتیجہ بہتر نہیں معلوم ہوتا ہے بہرحال قلعہ مین قیام کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ الماس گور قلعہ بند ہو گیا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھا کہ ای خداوند اپنے بندون کی خبر لے عنقریب الماسیہ پر آفت عظیم نازل ہوا چاہتی ہے خدا پرست اپنے نام کے ہین فرعون پرستی کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہین چنانچہ نور الدہر نام خدا پرست با فوج کثیر میرے ملک مین وارد ہوا ہے مجھ پر اسکے پہونچنے کے یہ نامہ لکھا ہے اگر ذرا بھی غفلت کی تو شہر الماسیہ تہ و بالا ہو جاوے گا اور خدا پرستون کی حکومت قائم ہو جاوے گی بعجلت تمام مجکو مدد پہونچنا چاہیے فرعون نے جواب نامہ لکھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے الماس تیرا نامہ ہمکو پہونچا حال معلوم ہوا ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم خدا پرستون کی طرف سے غافل ہین ہمکو پیشتر سے اسکے آنے کی خبر ہے اگر نور الدہر نام خدا پرست وارد سرزمین الماسیہ ہوا ہے تو اسکے مقابلہ مین آمادہ پیکار ہو اور مطلق کسی طرح کے خوف و تردد کو اپنے دل مین دخل نہ دے جس وقت مدد کی ضرورت ہوگی فوراً پہونچیگی جب یہ جواب الماس کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور دوسرا نامہ لکھا کہ ای خداوند مین نے جو نامہ لکھا تھا وہ صرف جواب کے واسطے اور زبانی جمع خرچ کے واسطے نہین بھیجا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ مجکو مدد پہونچے اب پھر اس امر کی درخواست ہے کہ جلد پہونچے اس نامہ کے پہونچتے ہی مدد پہونچے اس مرتبہ جو اس مضمون کا نامہ ملک فرعون کو پہونچا بارہ ہزار سواران آتشبار کی جمعیت الماس گور کی مدد کے واسطے جانب الماسیہ روانہ کی الماس گور فرعون کی مدد بھیجنے سے بہت خوش ہوا اور دوسرے روز نور الدہر نے قلعہ پر یورش کی اثناے یورش مین خبر پہونچی کہ فرعون نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت الماس گور کی مدد کے واسطے بھیجی ہے نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے خدا کے مالک ہے بلا بارہ ہزار ابر تیر کشادہ ہوے اور بالاے قلعہ منقسم ہوے انمین سے ایک ایک جدا ہوا اور شاہزادہ کے لشکر [illegible] بارہ ہزار ہاتھ پیدا ہوے اور نور الدہر کے بارہ ہزار لشکر کو ایک [illegible]

[illegible] بعد ان سب کو زمین کی طرف پھینکا جس سے سب ہلاک ہو گئے

[illegible] یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای خدا پرستو اگر تم

پیشتر ہی قلعہ کے قریب نہ آتے تو ہم کچھ تعرض تمھارے حال سے نہ کرتے اب خبردار قریب قلعہ کے نہ جانا ورنہ تم
سب ہلاک کیے جاؤ گے ہم خوب جانتے ہین کہ خداوند فرعون کی قدرت وجلال کا مطلق خوف تمھارے
دلمین نہین ورنہ ہرگز اسطرف آنے کا ارادہ نہ کرتے خداوند فرعون کی قدرت کو تمنے دیکھا کس طرح تمکو ہلاک کیا

نورالدہر مع یاران ہمراہی یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور سعد شہریار کے متعلق خامہ فرسائی کیجاتی ہی

زراویان سخن پرور این چنین مرویست * کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست : راویان روایات عجیب خیز وحاکیان
حکایات حیرت انگیز اس داستان بلاغت توامان مین اسطرح گویا ہوتے ہین کہ سعد شہریار جند روز مین قلعہ
خدالامان کو آراستہ کر کے اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلطان کو ناموس کا انتظام حوالہ کر کے مع لشکر قیامت اثر
فرعونیہ کی طرف روانہ ہوا اور منازل صعب طی کر کے ارجن کوہ کے قریب پہونچا ملک ارجن کو سعد شہریار
کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے بھی فرعون شاہ کو نامہ لکھا کہ ای خداوند مجکو جس بات کا خیال وخوف تھا اُسکا
سامنا ہوگیا یعنے سعد نامی خداپرست مع فوج کثیر یہان آیا ہی عنقریب ہنگامہ جنگ گرم ہوا چاہتا ہی جلد مجکو
مدد بھیجیے ورنہ خداپرستون کے ہاتھ سے میری حکومت مین خلل آیا چاہتا ہی اوراي خداوند مجکو تعجب اس
بات کا ہی کہ تو نے اپنی مشیت مین یہ کیا مقرر کیا ہی جو خداپرست صحیح وسلامت یہان تک پہونچ گئے انھون نے
جسوقت اسطرف آنیکا ارادہ کیا تھا اسیوقت انکو کیون نہ مجبور کر دیا جو یہان تک نہ پہونچتے اور میری اضطرار
کا سبب ہوتے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہ وہ اپنا کام کر گذرین اور تو خواب خرگوش مین رہے فرعون شاہ نے
اس مضمون کا نامہ پڑھ کے بارہ ہزار ابار جن شاہ کی بھی مدد کیواسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ای ہمارے بندہ خاص
ملک ارجن تو گھبرا نہین ہماری مشیت مین جو مصلحت گذری ہی اُس سے تجکو اطلاع نہین ہی اگر سعد خداپرست
ارجن کوہ مین پہونچ گیا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بھی ہمارا ہی فعل سمجھ ہم چاہتے ہین کہ وہ سب وہان پہونچ
کے ہلاک ہون اور یہ فتح تیرے نام پہ مقرر ہو چنانچہ وہ ابر بھی فوج اسلام پر مسلط ہوا اور بدستور بارہ ہزار ابار
سے پیدا ہوے اور تمام لشکر کو زمین پر مار کے ہلاک کیا سعد شہریار بھی اس واقعہ سے بہت خائف ہوا
اور ارجن حصار کو چھوڑ کے وہان سے دور تر مقیم ہوا ناگاہ اُس ابر سے یہ آواز آئی کہ ای سعد کیون ارجن حصار
سے دور چلا گیا اگر مرد میدان ہی تو وہین مقیم رہ دیکھ خداوند فرعون کی قدرت کو کہ اُسنے اپنی قدرت سے کس طرح ایک
ایک
تیری تمام فوج کو ہلاک کیا اور ہر وقت اسی طرح کا اختیار رکھتا ہی

اب سعد شہریار کو بھی ارجن کوہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا بیان ہوتا

مجکو ہمیشہ عشق کا کھٹکا لگا رہا
فرق آیا نہ انکھون مین جو نقشا لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس مین پہ مر جائے
برسون تمھاری گھات مین بندہ لگا رہا
اندھیر شہر مین رہا اسکے بناؤ سے

کیسا ہمارے دلمین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
صیاد کو مرے بھی یہ کھٹکا لگا رہا
مشتاق دید سیکڑون آکے چلے گئے
دانتون مین مسی آنکھون مین سرمہ لگا رہا

قاتل تو ایک وار مین دو ٹکڑے کر چکے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا *
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو
دن رات کوے یار مین میلا لگا رہا
جوہریان بازار معانی و صرافان

دار العیار ہمہ دانی اس حال فرخندہ مآل کو اس رنگ سے مسطور کرتے ہین کہ جب پہلوان دوران سر آمد دلاوران
جہان یعنے لندھور بن سعدان مشید بنا سے جہانبانی یعنے جو
سراندیپ مین پہونچکے ہندوستان کا بندوبست کیا ایک

کے بعد
تان

کے نام فرمان لکھو کہ فلان تاریخ وزیر سب یہان آ کے جمع ہون چنانچہ جا بجا اطلاع پہونچ گئی روز معینہ کو سب آ کے جمع ہوے
لبند صنوبر بن سعدان نے اُن سب سے کہا کہ اے یارو دنیا مین انسان کو زندگی کا کیا بھروسہ ہو سکتا ہے کچھ نہ
کچھ آخرت کی خبر بھی ضرور ہے ورنہ بعد مین بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہین ہو سکتا مجکو ایک حکیم کا قول یاد ہے
وہ فرماتا ہے کہ مین نے چار لاکھ کلمے حکمت کے جمع کیے ہین جن مین سے چار کلمون کو باکار سمجھا اور سب کو بیکار
سمجھ کے بھلا دیا اُن چار مین سے بھی دو بھلا دینے کے قابل ہین اور دو یاد رکھنے کے قابل ہین یعنی خدا اور موت
کو یاد رکھنا چاہیے اور جو کوئی اپنے سے برائی کرے اور جس کسی پر خود احسان کرے ان دونون کو بھلا
دینا چاہیے بنا بریں دونون اول کلمے یاد رکھنے کے یہ معنی نہین ہین کہ صرف یاد ہی رکھا جاوے بلکہ اُسکے موافق
کچھ کام کیا جاوے میرے دل مین بیشتر خیال آیا کہ موجودہ کامون کا بندوبست کر کے حج کا عازم ہون مگر بعض
اسباب مانع ہوئے لیکن اب مصمم ارادہ ہے کہ اپنے پرانے خیال کو عمل مین لاؤن فی الحال ہندوستان کا
انتظام درپیش ہے اسکے واسطے میری یہ راے ہے کہ اپنی جگہ اپنی دختر نیک اختر کو ہندوستان کی حاکم و فرمانروا
مقرر کر کے حضرت رسالتمآب کی خدمت بابرکت مین کعبۃ اللہ کو جاؤن تم لوگون کو خاص اسواسطے یہان آنے
کی تکلیف دی ہے کہ اس بارہ مین تمہاری کیا راے ہے اُن سب نے کہا شہریارا دفعۃً اس سفر عیب کا اختیار کرنا
خالی از وقت نہین ہے اگرچہ یہ بہت صحیح بات ہے کہ زندگی مین انسان کو سفر آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اور
حج ہر شخص پر واجب نہین مع ہذا ہم لوگون کا خیال یہ ہے کہ اگر ذخیرۂ آخرت مہیا کرنے کی ضرورت ہے تو صرف
حج ہی ذخیرۂ آخرت نہین ہو سکتا عدل گستری غریب نوازی رعایا پروری رحم شعاری بھی ذخیرۂ آخرت مین
شامل ہے اگرچہ شہریاران تمام اوصاف سے متصف ہین تاہم ایسے امور مین زیادہ ترقی کیجاوے تو زیادہ بہتر
ہے لبند صنوبر بن سعدان نے کہا اے یاران من دنیا کے تعلقات مین مبتلا ہو کے انجام بخیر ہونا بہت مشکل
امر ہے اگرچہ کوئی شخص نہایت درجہ احتیاط سے کام لے اور ہر وقت اسی راہ مین غور و فکر کرتا رہے پھر بھی احتمال
مین گمان ہے کہ غلطی ہو جاوے اس سے بہتر یہ ہے کہ اُن تعلقات سے کنارہ کیا جاوے جن مین خدشہ ملزم ہونے
کا ہو جہانتک ممکن ہو اُن سب نے کہا جیسے تو پیشتر ہی عرض کر دیا لبند صنوبر بن سعدان اپنی دختر نیک اختر
خسرو شیرین دخت کے پاس آیا اور کہا اے نور نظر میرا ارادہ کعبۃ اللہ جانے کا ہے تجکو بجاے خود ہندوستان
کی فرمانروائی پر مقرر کیے جاتا ہون خسرو شیرین دخت آبدیدہ ہوئی اور کہا اے پدر والا قدر اگرچہ مین انتظام
ملک سے عاجز نہین ہون تاہم تمہاری مفارقت مجھے نہایت شاق ہے لبند صنوبر بن سعدان نے کہا اے
فرزند چند روز کا سفر ہے پھر تو ہم یہان پہونچ ہی جاوینگے خسرو شیرین دخت خاموش ہو رہی لبند صنوبر
بن سعدان نے اسباب سفر مہیا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ایک تاریخ مقرر کر کے اور خسرو شیرین دخت
کو نقاب پوش و تاج بر سر سریر حکومت پر بٹھا کے تنہا کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہونے کا عازم ہوا اور تمام
یاران موجودہ سے کہا آگاہ ہو کہ مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مجکو تنہا جانا مقصود ہے اُن سب نے کہا شہریارا
ایسے سفر دور و دراز مین تنہا جانا ہرگز قرین مصلحت نہین ہے لبند صنوبر نے کہا اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تنہا
جانا خلاف عقل ہے لیکن [illegible] مناسب ہے اور اے یارو میرا اسیوقت روانہ ہونے کا ارادہ تھا
لیکن [illegible] یہی آخر شب کو روانہ ہونگا تم لوگون سے اسی وقت رخصت ہوتا ہون
[illegible] سب نے کہا تکلیف کیا ضرور ہے ہم اسوقت بھی حاضر ہونگے

لندھور نے کہا اسوقت کسی کے ہونے کی ضرورت نہین ہی اور اس بارہ مین بھی تم لوگون کا اصرار بیکار ہی وہ سب
خاموش ہو رہے سر شام سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے شب کو خسرو و شیرین دخت سے کہا ای فرزند
اسوقت تک مین نے اس راز کو تم سے پوشیدہ رکھا مگر اب اس راز سے تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین سب سے رخصت
ہو چکا ہون اور سب کو معلوم ہی کہ مین آخر شب کو عازم سفر ہونگا مین تہ خانہ مین چھپا جاتا ہون کل تو جسوقت
تخت حکومت پر بیٹھنا سب سے کہنا کہ ای حاضرین میرے باپ آخر شب کو کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے ہین
اور تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ تم لوگ میرے کہے سنے کو معاف کرنا اگر زندہ رہین گے تو پھر تم سے آملین گے مگر ای فرزند
خبردار اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا خسرو و شیرین دخت نے قبول کیا جب دن ہوا شیرین دخت تخت
حکومت پر بیٹھی تمام سلاطین مثل جیپال شاہ اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ بن بختیار شاہ کے دربار مین آئے
اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ملکہ نے کہا ای حاضرین آخر شب میرے باپ کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے
بروقت روانگی تم سب کو سلام کہا ہی اور کہا ہی کہ چونکہ مین نے سفر دور و دراز اختیار کیا ہی نہین معلوم کب واپس
آنے کا اتفاق ہو زندگی کا کیا اعتبار ہی پس میرے کہنے سنے کو معاف کرنا سب نے بعد سلام
سر پر ہاتھ رکھے اور کہا ای ملکہ تمھارے پدر والاقدر نے ہمکو کیا کہا ہی جو ہم معاف کرین ہم سب اُنکے کعبۃ اللہ
جانے سے نہایت ملول ہین ہرچند ہم لوگون نے سمجھایا مگر ایسی حالت مین کیا چارہ ہی جب وہ نہ مانے ناچار خاموش
ہو رہے اب یہ دستور مقرر ہی کہ روز خسرو و شیرین دخت تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتی ہی اور انتظام سلطنت مین
ہمہ تن مصروف رہتی ہی چند روز اسی انتظام سے بسر ہوئے روز شب کو لندھور تہ خانے سے پوشیدہ خسرو و شیرین
دخت کے پاس آتا ہی اور بعد استفسار امور ضروری پھر تہ خانے مین چلا جاتا ہی ایک روز جیپال شاہ نے
سب کو جمع کیا اور کہا لندھور بن سعدان نے ایسا سفر دور و دراز اختیار کیا ہی اور اپنے عوض
مین اپنی دختر یعنی خسرو و شیرین دخت کو تخت حکومت پر بٹھایا ہی اگرچہ خسرو و شیرین دخت انتظام سلطنت
کی قابلیت رکھتی ہی جیسا کہ ظاہر ہی تاہم عورت کی متابعت و فرمانبرداری دل قبول نہین کرتا بعضون نے کہا پھر
کیا مطلب ہی بعضون نے کہا ہم تمھاری راے سے موافق ہین جو کچھ کہو اُسپر عمل کرین جیپال شاہ نے کہا اگر تم سب
مجھسے موافق ہو تو مین اس بارہ مین کچھ تدبیر کرون سب نے کہا بیشک ہم موافق ہین جیپال شاہ خاموش ہو رہا
دوسرے روز جب خسرو و شیرین دخت تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور دربار مین سب جمع ہوے جیپال شاہ
بھی آیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا کہا ای یاران مین چند روز سے ایک امر کے بابت ذکر کرنا چاہتا تھا مگر موقع نہ ملا جو مین کہتا
آج مین مصمم ارادہ کرکے آیا ہون کہ اُس ذکر کو بیان کرون سب نے کہا ای جیپال شاہ بیان کرو وہ کیا ذکر ہی
جیپال شاہ نے کہا اصل امر یہ ہی کہ دختر لندھور بن سعدان اگرچہ ایک لائق و فائق عورت ہی تاہم عورت
کی متابعت کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہان ایک طرح سے متابعت قبول کی جاسکتی ہی کہ دختر لندھور کسی سے
نکاح کرلے اُس صورت مین اگرچہ دختر لندھور ہی اس مملکت کی حاکم ہوگی لیکن انتظام سلطنت اُسکے شوہر
کے متعلق ہوگا اور جو کچھ ہوگا وہ کرتا ہوگا اُس سے کہین کے شیرین دخت نے بغور و تامل جیپال شاہ کی تقریر کو
سنا کہا ای جیپال شاہ اگرچہ یہ کلمہ میری زبان سے نکلنا زیبا نہین معلوم ہوتا تاہم مین تجھسے پوچھتی ہون کہ تیرے
نزدیک میرے شوہر ہونے کیواسطے کون مناسب ہی جیپال شاہ
کی کیا ضرورت ہی اپنا اپنا سب کو اختیار ہی ممکن ہی کہ مین کسی کو

خسرو شیرین دخت نے کہا اگرچہ مین انکاری ہی کرونگی مگر معلوم تو ہو کہ وہ کون ہی جسکو تو نے تجویز کیا ہے
چیپال شاہ نے کہا ای ملکہ میرے نزدیک اختیار شاہ بن بختیار شاہ سے زیادہ لائق وفائق کوئی نہین
ہی لیکن مین نہین جانتا کہ تمہارا خیال اُسکے نسبت کیا ہی شیرین دخت نے کہا ای چیپال شاہ اگر تو اختیار شاہ
کو میرے شوہر ہونیکے لائق سمجھتا ہی تو خیر کیا مضائقہ ہی مین بھی اپنے مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کر لون
کل مین اسکا جواب دونگی چیپال شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی جب دربار کا وقت تمام ہوا تمام اہل دربار اپنے
اپنے مقام قیام کو واپس گئے ملکہ بھی اپنے محل مین آئی چند ساعت توقف کر کے تہخانے مین لندھور بن سعدان
کے پاس گئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ای پدر والا قدر چیپال شاہ نے میرے استفسار پر اُس شخص کا بھی
ذکر کیا جسکو میرے شوہر ہونیکے لیے تجویز کیا ہی لندھور نے کہا وہ کون ہی اُسنے کہا اختیار شاہ بن بختیار شاہ کو
لندھور نے نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے کہا خیر صبح تو ہولے دیکھو اُن بدبختونکو کیسی سزا سے مقتول دیتا
ہون مین نے اسی واسطے غیبت اختیار کی تھی کہ دیکھو یہ سب کس طرح سے پیش آتے ہین پس وہی خیال میرا پیش
آیا دوسرے روز دربار کے وقت لندھور بن سعدان تہخانے سے باہر آیا لباس نو سے آراستہ ہوا تاج شاہی
سر پر رکھا اور دربار مین آکے تخت حکومت پر بیٹھ گیا حاضرین نے جو لندھور کو دیکھا ہمہ تن حیرت ہو گئے ایک دوسرے
سے سرگوشی کی چند لمحے کے بعد اختیار شاہ اور بختیار شاہ اور چیپال شاہ بھی کلگونہ خانہ مین آئے دیکھا خسرو
تخت حکومت پر متمکن ہی چیپال شاہ نے بکمال ادب سلام کیا خسرو نے جھپٹ کے تمام تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ
چیپال شاہ دو لخت ہو کے زمین پر گرا اختیار شاہ اور بختیار شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا فوراً ملازمان شاہی
نے اُن دونون کو گرفتہ و بستہ کر لیا لندھور بن سعدان نے کہا ایہا الناس نہایت تعجب کی بات ہی کہ میری
نظر سے غائب ہوتے ہی تم سب مجھسے خلاف ہو گئے اور ہر شخص بجائے خود مختار ہو گیا اور طرح طرح کی فتنہ پردازی
شروع کر دی اگر مین واقعی یہان سے کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہو جاتا تو نہین معلوم کیسا فتنہ و فساد برپا کرتے تمام
اہل دربار سرنگون خاموش تھے بعد ازان لندھور بن سعدان انتظام حکومت مین مصروف ہوا دوسرے روز
اپنی دختر خسرو شیرین دخت کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اپنے مشیرین کو جمع کیا اور کہا اگرچہ چیپال شاہ نے میری
غیبت مین شیرین دخت کی شادی کے نسبت تحریک کی مگر یہ فعل بدنفسی پر محمول تھا تاہم شیرین دخت
کی شادی ایک امر ضروری ہی لہذا اس فرض سے ادا ہو جانا ضروری ہی سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار اس
بارہ مین مشورہ کی کیا ضرورت ہی البتہ بیٹی کے مقابلہ مین اس بات کا ضرور خیال رہنا چاہیے کہ اُس شخص سے نسبت
کی جاوے جو تین صفتون سے متصف ہو جس طرح نگینہ مین تین صفتین دیکھی جاتی ہین رنگ سنگ ڈھنگ انسان کا
رنگ یہ ہی کہ صاحب علم و ہنر ہو سنگ یہ ہی کہ شریف قوم سے ہو ڈھنگ یہ ہی کہ شہرت رکھتا ہو یعنی ابنائے جنس
مین اُسکا طرز معاشرت مستحسن سمجھا جاتا ہو لندھور نے کہا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری نظر مین ان صفتون سے کون
ایسا شخص متصف ہی جو شیرین دخت کی نسبت کیواسطے تجویز کیا جاوے اُن سب نے کہا ہمارے نزدیک
محمود شاہ سے بہتر کوئی شخص نہین ہی لندھور نے اُسی وقت حامد شاہ بادشاہ ہندوستان کے نام نامہ
لکھا جسمین ... نامہ کو بنا بر طوالت قصہ موقوف رکھا خلاصہ یہ کہ حامد شاہ نے
جواب ... امور متعلقہ عروسی بھی بذریعہ تحریر ہی طی ہوے بساعت سعید و اوقات
... دخت محمود شاہ بن حامد شاہ سے منعقد ہوئی بہت

کچھ انتظام واہتمام اس تقریب مین ہوا بعد نکاح مبارک سلامت کا غل ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئے راوی لکھتا
ہی کہ جدایل خان ہندی لند صور بن سعدان کا بھانجہ ایک نہایت شریر ساحر تھا ہمیشہ لند صور بن
سعدان کو اسکی طرف سے خدشہ لگا رہتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ لند صور کی بہن جد الہ نام بڑی علامہ سکارہ
عورت تھی ہمیشہ لند صور اُسپر ملامت کرتا تھا کہ انسان کو چند روزہ زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تو جو کفر وضلالت
مین اپنی زندگی بسر کرتی ہی اسکو تو نے کیا بہتر سمجھا ہی میری فہمایش کی یہ غرض ہی کہ تجکو مجھسے حقیقی نسبت ہی جسسے مجکو
تیری اس کم بختی کا خیال آتا ہی نہایت افسوس ہوتا ہی اور شرمندگی ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر عمل
کر اور انجام کی اپنی خبر لے جد الہ اگرچہ لند صور کو اسکی فہمایش کا جواب نہ دیتی تھی البتہ دلمین تاؤ پیچ کھایا کرتی تھی ایکبار
جد الہ نے اپنے بیٹے جدایل خان ہندی سے اس بارہ مین ذکر کیا کہ میرا بھائی لند صور ہمیشہ مجکو بے معنے فہمایش
کیا کرتا ہی مجکو بہت ناگوار ہوتا ہی جدایل نے کہا ای مادر لند صور کو تیری فہمایش سے کیا علاقہ ہی اگر تجکو اُسکی فہمایش
ناگوار معلوم ہوتی ہی تو کیون اُسکو منع نہین کردیتی تاکہ بار دیگر اُسکو جرأت نہو ابکی جو لند صور فہمایش کرے تو ضرور
جواب صاف دینا جد الہ اپنے بیٹے سے اس بات کو سنکے خاموش ہورہی ایک روز حسب اتفاق پھر سامنا
ہوا لند صور نے موافق دستور ملامت کی جد الہ نے برہم ہوکے کہا ای لند صور تو جو مجھے ہر مرتبہ فہمایش اور
ملامت کیا کرتا ہی اس سے کیا فائدہ علاوہ بدین خود صوبی بدین خود خبردار اس بارہ مین آیندہ مجھسے کچھ کہنا ورنہ نتیجہ بہتر
نہوگا لند صور نے کہا کیا نتیجہ بہتر نہوگا جد الہ نے کہا بس یہ سمجھ لے کہ کشت وخون کی نوبت آجائیگی لند صور نے
کہا مین کشت وخون سے نہین ڈرتا ہون اس مرتبہ جدایل خان ہندی بھی جد الہ کے ساتھ تھا اُسنے لند صور
سے باواز بلند کہا ای لند صور اگر تو کشت وخون سے نہین ڈرتا تو ہمکو بھی اسی طرح سمجھ کیا وجہ ہی جو تو میری
مادر کو فہمایش کیا کرتا ہی لند صور نے بغیظ وغضب جدایل خان کی صورت دیکھی اور کہا او جدایل نالائق یہ تو
کیا بکتا ہی جدایل خان نے کہا خبردار اب زیادہ گوئی نہ کرنا اور اسوقت کا اگر بدلہ نہ لیا تو مین جدایل خان نہین یہ
کہکے وہان سے دونون مان بیٹے چلے گئے اُس روز سے لند صور کو جدایل خان کی طرف سے خدشہ رہا بعد فراغ
عروسی عشرہ وشیرین وخسیت لند صور نے جدایل خان کے نام نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زمانہ مین میرے
تیرے درمیان لشکر رنجش ہوگئی تھی اور تو نے کہا تھا کہ کسی وقت مین اسکا عوض لونگا مجکو اُسوقت سے ابتک اس
بات کا خیال ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اب فیصلہ ہوجانا چاہیے کیونکہ ہر وقت کا خدشہ اچھا نہین ہے دل مین
باقی رہ جاے اور ای جدایل خان یہ تو نہ سمجھنا کہ مین ہر طرح جنگ وحرب ہی کیواسطے مستعد ہون کیونکہ مین اُس
بے تمیزی کے سبب سے برخاستہ نہین ہوا ہون جو تو عمل مین لایا اور میری بزرگی کا ہرگز تجکو خیال نہوا بلکہ میری غرض
اصلی یہ ہی کہ تو راہ راست اختیار کر اور اپنی مادر ملعونہ کو کبھی فہمایش کر ورنہ جنگ وحرب کے واسطے آمادہ ہون اس
ذریعہ سے حق وباطل کا امتیاز بھی حاصل ہوجاے گا اور زور وطاقت کی بھی حقیقت دریافت ہوجاویگی جسکے بھروسے
پر تو نے میری بزرگی بالاے طاق رکھی اور مادر ملعونہ کی طرفداری پر آمادہ ہوگیا جب اُس مضمون کا نامہ جدایل ہندی کو
پہونچا از سر تا پا بغیظ وغضب ہوگیا جد الہ کے پاس جاکے کہا ای مادر لند صور اپنے زور وطاقت پہ بہت مغرور
ہی اُسنے اس مضمون کا نامہ لکھا ہی اور اُس نامہ کو پڑھ کے سنایا جد الہ نے کہا اب تیرا کیا ارادہ ہی جدایل خان
ہندی نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ واقعی یہ خدشہ ہمیشہ باقی رہیگا بہتر یہ ہی کہ ان
[illegible] جاے بہی تاکہ وہ زبردست ہی باشد جد الہ ساحر

ضرر رسان ہو اسواسطے کہ لندھور تجھسے بدرجہا زبردست ہی پھر زور وطاقت مین اُس سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتا
ہی البتہ اگر کام نکالنا چاہتا ہی تو سحر وافسون سے کام لے ورنہ اس مقابلہ سے تو یہ بہتر ہی کہ بسہولت اپنے کو لندھور
کے حوالے کردے جبدایل نے بعد غور وفکر کہا مجھسے ممکن نہین ہی کہ سحر وافسون سے کام لون تمام رات ان باتون
مین یہی گفتگو رہی دوسرے روز جبدایل خان نے مقابلہ ملتوی رکھا اور مصر لندھور بن سعدان کا ہاتھ بھی بیکار
تھا ہزار ہزار ترکیبین عمل مین آئین طرح طرح کے علاج ہوے کچھ فائدہ نہوا لندھور نے کہا یارو واقعی یہ تمام تدبیرین
بیکار ہین اس سے کچھ فائدہ نہوگا سحر وافسون کا مقابلہ مین دوا علاج کا کیا کام ہی سب نے کہا آخر پھر کیا ہو لندھور نے کہا
اسکا یہ علاج ہی کہ کوئی تعویذ واسطے دفع سحر وافسون ہاتھ پر باندھا جاوے یا اس قسم کی کوئی دعا پڑھی جاوے لوگ عامل کی
تجسس و تلاش مین گئے اُسکو لاے حال پوچھا عامل نے کہا واقعی افسون کا اثر ہی غرضکہ دو تعویذ لکھے ایک ہاتھ
پر باندھا دوسرا جلایا گیا ہاتھ ہیئت اصلی پر آیا لندھور نے کہا بڑی مشکل پیش آئی اگر جبدایل خان کے سحر وافسون
یہی حال رہا تو کیونکر اُس سے مقابلہ ہوسکیگا آج ہاتھ بیکار ہوگیا ہی کل از سرتا پا بے حرکت ہوجاؤنگا عامل سے کہا کوئی
ایسا تعویذ دو کہ پھر کسی کا سحر وافسون اثر نہ کرسکے اُسنے ایک دعا لکھی اور کہا شہریار اس دعا کا یہ خاصہ ہی کہ جب کسی
ساحر سے مقابلہ ہو اس تعویذ کو از سرتا پا مس کرلینا چاہیے جہان جہان یہ تعویذ مس ہوگا وہان تک سحر وافسون اثر
نکریگا تیسرے روز پھر طرفین کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوے لندھور نے اُس تعویذ کو از سرتا پا مس کیا اور
میدان مین آکے باواز بلند پکارا کہان ہی جبدایل خان بے ایمان آوے اور آج پھر میرا مقابل ہو یہ خبر جبدایل کو
پہونچی جبدالہ نے کہا جا لندھور کا مقابلہ کر اُسنے کہا کیا جاؤن اور کس طرح مقابلہ کرون نہ سحر وافسون سے کام لے
سکتا ہون اور نہ زور وطاقت مین سر ہونگا جبدالہ نے کہا اگر ایسا ہی خیال تھا تو پیشتر جنگ وحرب کا ارادہ نہ کیا ہوتا
بیکار یہان آیا اور اپنے ساتھ مجھے بھی زحمت مین پھنسایا جبدایل خان نے کہا پھر اب کیا ممکن نہین ہی جبدالہ نے
کہا تف ہی تیری مردانگی پر کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ یہان سے صحیح و سلامت واپس چلا جاویگا ہان اس صورت سے رفع شر
ممکن ہی کہ مین اور تو دونون اسلام اختیار کرلین جبدایل خان نے کہا نا صاحب یہ کسی طرح ممکن نہین جبدالہ نے کہا
ممکن نہین ہی تو مقابلہ کر اُسنے کہا کیونکر مقابلہ کرون جبدالہ نے کہا چل مین تیرے ساتھ چلتی ہون
اگر تجکو سحر وافسون سے کام لینا گوارا نہین زور دست بازو سے کام لے مین خود لندھور کے جانب افسون پڑھ کے
پھونکونگی جبدایل نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہی جبدالہ نے ایک ناقہ طلب کیا اُسپر عماری کسواکے سوار ہوئی اور
جبدایل کے ہمراہ میدان حرب مین پہونچی جاتے ہی کچھ پڑھا اور اپنے ہاتھ کو ہر چہار جانب تین مرتبہ گردش دی تین
تالیان بجائین لندھور اُس ناقہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا دلمین کہا عجب نہین اس عماری مین جبدالہ مکارہ
ہو دیکھیے کیا قیامت برپا کرتی ہی اور جبدایل خان ہندی سے کہا آج تو نے اسقدر دیر کیون کی جبدایل خان
نے کہا اے لندھور آج مین تیرے واسطے پورا بند و بست کر کے آیا ہون اور اس امر کی تو مجھسے قسم لے لے کہ مین ہرگز
سحر وافسون سے کام نہ لونگا لندھور نے کہا مجکو قسم لینے کی کچھ ضرورت نہین ہی تو بلا تکلف سحر وافسون سے کام
لے خدا سے باز رنگ سنت لیس زبان بہ ہندو بازو بکشا جبدایل خان نے شمشیر آبدار کا وار تھمکر لندھور پر کیا لندھور
نے بسہولت تمام اُس وار کو پشت شمشیر پر روکیا اُسوقت جبدالہ نے جب
دیکھا اُسنے ایسا افسون
پڑھ کے پھونکا کہ اگر لندھور اُس تعویذ سے مس نہوتا تو بالکل

کے ہر طرف دیکھتا ہے مگر کچھ نظر نہیں آتا اہل لشکر کو اس حال کی خبر نہ تھی کہ وہ لندھور تک پہونچ کے اُسکی مدد کرتے
لندھور یہ سمجھ گیا کہ میری نظر پر سحر اثر کر گیا ہے مجبور ہو کے بے تحاشا دو چار وار شمشیر آبدار کئے ہر چہار جانب کے
اُسکے ہاتھ کی گردش سے جداایل خان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور لندھور کی بینائی زائل ہو گئی قریب آ کے
لندھور کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے مرکب سے زمین پر لایا اور بخوبی بستہ کر کے اپنے لشکر
میں بھیج دیا مع ہذا طبل بازگشت بجوا دیا ہر چند لندھور کے لشکر نے چاہا کہ ہنگامہ کارزار گرم کریں مگر ممکن نہوا
کیونکہ سردار فوج گرفتار ہو گیا تھا سوچے کہ اسوقت کے ہنگامہ آرائی کا نہیں معلوم کیا نتیجہ ہو مجبور ہو کے اپنے مقام
قیام میں چلے آئے وہاں جداالہ نے لندھور کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای لندھور
دیکھا تو نے کہ تجکو کسطرح میں نے گرفتار کر لیا ہے تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اگر تو اُسیوقت میرے کہنے پر عمل کرتا تو کیوں
تو آج اس نوبت کو پہونچتا اُس خدا کی بندگی کیا جسکو دیکھ نہیں سکتے اب اسوقت کسکا دین سچا ہے لندھور نے کہا
او مکار وہ اندھے جانتے ہیں انکو وہ خدا ہے وحدہ لاشریک ہرگز نہیں دکھائی دیتا جداالہ نے کہا ای لندھور تیری
زبان درازی اب بھی نہیں جاتی بتا تو اندھا ہے یا ہم لندھور نے کہا ہمارے دل کی آنکھیں اُس خدا سے قادر
و توانا کو دیکھ رہی ہیں جداالہ ساحرہ نے کہا ایسا تو اسے بحفاظت تمام قید رکھو جب تک کہ اسکے نسبت ہمارا کوئی دوسرا
حکم نہ پہونچے لندھور اُس حالت کوری میں جداالہ کے جانب جھپٹا اور اُسکے قریب جا کے بندھے ہوئے ہاتھوں
سے ایسا اُسکا گلا گھونٹا کہ اسیوقت اُسکا دم نکل گیا جداایل خان بہت برہم ہوا چاہا کہ لندھور کو بھی ہلاک کرے
مگر بعض سرداروں نے سمجھایا کہ ای جداایل خان لندھور تیرا قیدی ہے وہ مزید بران بالکل اندھا ہے اگر اسکو ہلاک
کریگا تو بدنامی ہوگی کہ یہ کونسی جوانمردی ہے کہ اسطرح سے مجبور قیدی سے بدلہ لیا رہا یہ امر کہ تیری مادر ناپاک کو ہلاک
کیا اس بارہ میں تیرا کچھ دخل نہیں ہے اسواسطے کہ اگرچہ جداالہ تیری ماں تھی تو لندھور کی بھی بہن تھی کیا سوائی
بھنوں میں لڑائی نہیں ہوتی اگر لندھور نے ہلاک کیا تو اپنی بہن کو تجھے کیا اسطرح کی فہمائش سے جداایل خان
خاموش ہو رہا اور لندھور کو نہایت تیرہ و تاریک مکان میں بہزار سختی و مشقت مقید کیا قصہ مختصر [illegible]
کو اپنے باپ کے مقید ہونے کی جو خبر پہونچی بہت گریہ و زاری کی آخر اپنے شوہر محمود شاہ سے کہا افسوس
باوجود تمہاری اس قرابت کے میرا پدر والاقدر دشمنوں کی قید سخت میں مبتلا ہے جلد اُس معزز و مکرم کی رہائی
کی فکر کرو ورنہ میں ہلاک ہو جاؤنگی محمود شاہ نے سمجھایا کہ ای ملکہ تمہارے باپ ہرگز گرفتار بلا نہوتے اگر جداالہ
کے سحر و افسون کا دخل نہوتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سحر و افسون کے مقابلہ میں کسی کے زور و طاقت کی کیا وقعت
ہو میرے لیے بیشتر ہی اس بات کا خیال آیا تھا کہ جداایل خان سے مقابلہ کر کے تمہارے باپ کو اُس قید سے رہا کروں لیکن اصل
امر یہ ہے کہ سحر و افسون کے خیال سے خاموش ہو رہا اور اے ملکہ تمہارے باپ نے اُسکا بینائی اور قید ہو جانے کی بھی حالت میں
وہ کارنمایاں کیا کہ مجکو حیرت ہو گئی یعنی جداالہ کو ہلاک کیا بہر حال مطمئن رہو مجکو اس بات کا بہت خیال ہے اور میں فکر کر رہا ہوں

اب حال شاہزادہ بدیع الملک کا مذکور ہوتا ہے

براویان اخبار [illegible] جب اس واقعہ کو اسطرح قلمبند کرتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الملک جب
اُس [illegible]
[illegible] کی درستی میں مصروف ہوا دور دور تک بدستور باغبانی میں مصروف
[illegible] درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان انسانی کہا ای جوان سلام علیک
[illegible]

سلام علیک کی کہا علیکم السلام اے طائر خوش رنگ تو کون ہے اور کیوں مجھکو سلام کرتا ہے اُسنے کہا اے جوان
مثل تیرے میں بھی مسلمان ہوں طائر حبشی میرا نام ہے جب سے اس طلسم کی بنا قرار پائی ہے میں اسی صورت سے
جا بجا سیر کرتا پھرتا ہوں جس وقت اس طلسم کے فتح ہونے کی نوبت آئیگی کیا عجب ہے کہ میں بھی اپنی صورت اصلی پر
آجاؤں شاہزادہ نے کہا اے برادر طائر حبشی کچھ تجھکو معلوم ہے کہ اس طلسم کے فتح ہونے کی کب نوبت آئیگی اُسنے
کہا اے جوان میرے خیال میں تو عنقریب ہے اس طلسم کے فتح کی نوبت آیا چاہتی ہے اب تو بھی اپنا نام و نشان بتا
شاہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہیں محض دین اسلام کی رواج کے غرض سے اس مقام تک پہونچا
ہوں میں روز سے اس باغ کی درستی میں مصروف ہوں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انجام اس باغبانی کا کیا
ہوگا اُس طائر خوش رنگ نے کہا انشاء اللہ انجام بہتر ہوگا شاہزادہ نے کہا اے طائر حبشی اگر تو مسلمان ہے
بالیقین تجکو پاس و لحاظ اہل اسلام کا ہوگا میں چاہتا ہوں کہ اس طلسم کو فتح کروں اگر تو میرا اس کام میں معین و ناصر ہو
تو کیا عجب ہے کہ میں کامیاب ہوکے تیرا ممنون ہوں طائر حبشی نے بلند قہقہہ مارا اور کہا اے جوان یہ کیوں نہیں کہتا
کہ اس طلسم کا کام تمام کرنے آیا ہوں خیر تو بھی کیا یاد کریگا دیکھ جہاں تو کھڑا ہے یہاں کیا دکھائی دیتا ہے شاہزادہ نے
دیکھا نیچے پاؤں ایک سنگ سفید بچھا ہوا ہے شاہزادہ نے کہا اے برادر یہ پتھر ہے اسکو کیا کروں طائر حبشی نے کہا اس پتھر
کو اُٹھا زینہ نمودار ہوگا تہ خانہ کا زینہ ہے بلا تردد تہ خانہ میں اُتر جانا یہ کہکے طائر حبشی اُڑ گیا شاہزادہ نے وہاں سے
پتھر ہٹایا زینہ دکھائی دیا اُس زینہ پر سے تہ خانہ میں پہونچا وہاں دروازہ دیکھا اُسکو کھولا ایک باغ میں پہونچا
جو کثرت درختان گل و ثمر و سرو و صنوبر سے سرسبز و شاداب تھا اور قدرت خدا کو یاد دلاتا تھا وسط باغ میں ایک قصر
رفیع واقع تھا اندرون قصر سے طرح طرح کے باجون کی آواز آرہی تھی شاہزادہ اُس قصر میں داخل ہوا
دیکھا ایک نازنین سراپا ناز و انداز تخت طلائی مرصع پر بہزار عز و تمکین بیٹھی ہے سامنے چند نازنین رقص و نوا میں
مصروف ہیں اور بھی بہت نازنینیں ہیں جو عالم محویت میں بیٹھی ہیں اور پس پشت وہی طائر خوش رنگ بھی بیٹھا
ہوا ہے شاہزادہ کو اُس نازنین نے دیکھا اشارہ سے رقص و سرود کو موقوف کیا اس مرتبہ پھر اُس طائر خوش رنگ
نے کہا السلام علیک اے جوان شاہزادہ نے کہا علیکم السلام بعد اُس نازنین تخت نشین سے طائر حبشی نے کہا اے ملکہ
یہ جوان وہی ہے جسکا میں ذکر کر رہا تھا اُس نازنین نے سروقد اُٹھکر شاہزادہ کی تعظیم کی اور اپنے پہلو میں بٹھا لیا
شاہزادہ نے کہا اے جان اول تو مجھکو یہ بتا کہ اس طائر خوش رنگ نے تجھسے کیا کہا جو تو نے بلا تکلف مجکو اپنے
پہلو میں جگہ دی دیگر یہ کہ میں یہاں رقص و سرود کے لالچ سے نہیں آیا ہوں جو دل بہلاؤں بلکہ ضروری
کام سے آیا ہوں اور وہ ضروری کام یہ ہے کہ خاص اس طلسم کے فتح کی غرض سے آیا ہوں اگر اس بارہ میں
تو بھی کچھ مدد کر سکے تو خیر ورنہ مجکو رخصت کر کہ میں اپنے مقصود کی تلاش میں اور کسی طرف جاؤں اُس نازنین نے
کہا اے جوان تیرا مقصود یہی ہے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے قبل تیرے آنے کے مجکو اس طائر خوش رنگ
نے اطلاع دی تھی کہ ایک جوان نوری نشان ہے اس طلسم کو فتح کرنا چاہتا ہے وہ خدا پرست ہے میں تیرے یہاں
آنے سے بہت خوش ہوئی چونکہ مجکو پہلے سے معلوم ہوگیا تھا کہ تو مسلمان ہے اور اگرچہ مسلمان غنا کو حرام جانتے
ہیں اسواسطے میں نے یہاں تیرے آنے سے رقص و نوا کو موقوف ... رقص و نوا
شروع ہوا اس جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد میں تجھسے

اور مطربہ کیجانب اشارہ کیا بدستور باجے بجنے لگے اور گانا شروع ہوگیا شاہزادہ بدیع الملک
نے اُس قصر کی آرایش اور اُس رقص و نوا کے جلسہ کو بغور و تعجب دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جلسہ
برخاست ہوا وہ نازنین شاہزادہ کی جانب متوجہ ہوکر کہنے لگی کہ اصل حقیقت میری یہ ہے کہ مین بادشاہ چین
کی دختر ہون ایک دیو خونخوار جسکو سیاہ پوش کہتے ہین شاید مجکو یہان لے آیا ہے ہرچند کہ اُس نے
مجھسے کسی طرح کا تعرض نہین کیا ہے صرف شب کو یہان آتا ہے اور علیحدہ سو رہتا ہے مین بھی ایک
طرف مسہری پر سو رہتی ہون صبح کو وہ دیو یہان سے چلا جاتا ہے جو کچھ ضروری سامان میرے واسطے
درکار ہوتا ہے اُسکو وہ مہیا کر دیتا ہے آج پانچ سال کا عرصہ اس واقعہ کو گذرا ابتدا مین بہت مضطر
و محزون رہتی تھی اُسنے مجکو بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ مین صرف تیری صورت پر فریفتہ ہون
اسواسطے یہان لایا ہون مین نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا آخرکار وہ مجکو مغموم و محزون دیکھکر
اس طائر عجیب الخلقت کو میرے پاس لایا اور کہا کہ تو اسی سے عالم تنہائی مین باتین کر کے دل
بہلایا کر چنانچہ اسی طائر کی وجہ سے میرا وہ حزن و الم برطرف ہوا اُسنے بھی مجکو بہت کچھ
سمجھایا کہ اگر قسمت مین رہائی مقرر ہے تو کبھی وطن پہونچ جانا ہوگا ورنہ خیر انچہ مرضی مولی از ہمہ اولی
پس حزن و الم تاکی چونکہ مجکو کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا مجبور خاموش ہو رہی اور دل بہلانے مین
مصروف ہو گئی چند روز کے بعد وہ حزن و اندوہ بھی دفع ہوگیا تاہم جب اپنے وطن کا
خیال آتا ہے کیا کہون کہ کیسا قلق و پر ملولی ہوتا ہے حالانکہ مجکو یہان کسی نوع کی تکلیف نہین ہے خادمتین
متعدد مقرر ہین مکان ایسا پرتکلف ہے جو تو دیکھ رہا ہے علے ہذا تمام راحت و آسایش کا سامان مہیا ہے سچ کہا ہے
حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ٭ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ٭ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر ٭ اور اے جوان اسی طائر حبشی کی فرمایش سے مین مسلمان بھی ہوئی
ہون ہمیشہ لطیفہ غیبی کے منتظر رہی بارے آج تم ایسے جوان ہمسر مشرب کی صورت نظر آئی شاید
تمھاری سعی و کوشش سے میری بھی مراد حاصل ہوجاے کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن
بس اب مین اپنی داستان کو ختم کر چکی اب جو کچھ استفسار حال کرنا ہو اس طائر سے ممکن ہے
شاہزادہ بدیع الملک طائر حبشی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے برادر زہے نصیب تیرے
کہ تو ایک بندہ گمشدہ کو راہ راست پر لایا تیری ہدایت کی بنا پر مین یہان تک پہونچا اب کیا
ہدایت کرتا ہے اُسنے کہا اے جوان آگاہ ہو کہ جس دیو نے اس نازنین کو ملک چین سے لاکے یہان
مقید کیا ہے اُسکی ہلاکت پر اس طلسم کی فتح موقوف ہے اور اُس دیو کا ہلاک کرنا چندان وقت طلب امر
بھی نہین ہے سامنے جو حجرہ ہے اُسمین ایک مختصر پتھر کا حوض پانی سے مملو ہے شب کو جسوقت دیو آکے
اور بستر خواب پر دراز ہو تو آہستہ اُس حوض سے پانی لانا اور اُس دیو پر چھڑک دینا اس
عمل سے وہ دیو فوراً ہلاک ہوجاے گا مع ہذا یہ طلسم بھی برطرف ہوجاے گا بعدہ مین تمھا [illegible]
طلسم [illegible] بقیہ دن وہین بسر کیا جب شب کو اُس دیو کے آنے کا
وقت [illegible] شدید ہو گیا چند لمحہ کے بعد تند و تیز ہوا کا ایک جھونکا
[illegible] اے خاتون کیا آندھی آئی ہے اُس نازنین نے کہا

اے جوان جلد اسمین حجرہ مین پوشیدہ ہو یہ ہوا کا جھونکا نہین ہے اُس دیو کی آمد کی علامت ہے اگر وہ
تجھے یہان دیکھیگا تو کبھی زندہ نہ چھوڑیگا اور نہ مجھے ہر چند شاہزادہ نے اصرار کیا کہ اے خاتون
میرے سامنے اُس دیو کو آنے دے مین سمجھ لونگا اُس نازنین نے نہ مانا جبکہ شاہزادہ کے
پانون پر سر رکھدیا بمجبوری شاہزادہ حجرے مین چلا گیا اس عرصہ مین وہ دیو آپہونچا پہلے اُس
نازنین کے پاس آیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بعدہ اُس باغ مین ہر چہار جانب سیر کرنے لگا جبکہ
کہ پہر رات گذری دیو ایک حجرہ مین آکے سو رہا نصف شب کو شاہزادہ اُس نازنین کے قریب
آیا اور آہستہ کہا اے خاتون اب تیری اجازت ہے اُسنے کہا ہان شاہزادہ بدیع الملک اُس
حجرہ مین حوض کے قریب پہونچا دست پاک کو حوض مین تر کیا پھر دوسرے حجرہ مین اُس دیو کے قریب
گیا اور دست پاک کو ازسرتاپا اُسکے پھیر دیا بمجرد اس عمل کے وہ دیو ازسرتاپا شعلہ ہو گیا اور چند
لمحہ کے عرصہ مین شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے اور نہ قصر بلند ہے صرف ایک میدان
وسیع الفضا ہے جسمین خود ہے اور وہ نازنین ہے مع ہذا دیکھا کہ ایک مرد نوجوان سفید پوش سامنے
سے چلا آتا ہے اور شاہزادہ کے قریب آکے پانون پر سر رکھدیا بدیع الملک نے کہا تو کون
ہے اُسنے کہا اے جوان مین وہی طائر جنی ہون تیرے قدم مبارک کی برکت سے آج کئی سو
برس کے بعد اپنی اصلی صورت پر آیا اب تیرا کیا حکم ہے یہ کہکے جیب سے چند کنجیان نکالین
اور شاہزادہ کے حوالہ کرکے کہا یہ کنجیان اُس طلسم کے خزانے کی ہین جہان تو مقیم ہے یہین خزانہ
ہے جسوقت مطلوب ہو اس مقام کو کہودنا مکان نمودار ہوگا اسمین متعدد کوٹھریان مقفل
ملین گی اُن قفلون کی یہ کنجیان ہین شاہزادہ نے وہ کنجیان لے لین اور کہا اے برادر اس طلسم
کے فتح ہوجانے کے بعد اب تو کس نام سے مشہور ہے اُسنے کہا میرا اصل نام یہی سمجھنا چاہیے
کیونکہ جب سے پیدا ہوا ہون اسی طلسم مین رہا اور یہین ہوش سنبھالا اور یہی نام میرا مقرر رہا
شاہزادہ نے کہا خیر یہ کنجیان تو مین نے لے لین لیکن ابھی مجکو مال دولت کی کچھ ضرورت نہین ہے
حسب ضرورت دیکھا جاوے گا فی الحال تجھسے میرا یہ کام متعلق ہے کہ اول تو اس خاتون
کو اُسکے وطن پہونچا دے بعدہ مجکو شہر مراد مین پہونچا دے طائر جنی نے چند ہی لمحہ کے عرصہ
مین اُس نازنین کو ملک چین مین پہونچا دیا اور وہان سے واپس آکے چند ہی لمحہ کے عرصے مین
بدیع الملک کو بھی شہر مراد مین پہونچایا ملک مراد کو پیشتر ہی فتح طلسم گنبد بے در کا حال دریافت
ہو گیا تھا کیونکہ جو کیفیت موجودگی طلسم مین تھی وہ برطرف ہو گئی تھی جب شاہزادہ بدیع الملک
سے ملاقات ہوئی بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجکو تمہاری اس عظمت و شان سے مطلق
اطلاع نہ تھی اب مجکو اصول و فروع دین اسلام سے مطلع کرو شاہزادہ نے پہلے اُسے کلمہ
طیب تعلیم کیا بعدہ اصول و فروع دین تعلیم کیے ملک مراد بصفاے نیت دائرہ اسلام مین
داخل ہوا نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادہ بدیع الملک ... الفت کا بعد فراغ ضیافت
کے
باصرار تمام شاہزادہ وہان سے رخصت ہوکے بعدما
قریب پہونچا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی حال

دختر ساز مشوش کی بیان کی جس سے بدیع الملک کو کمال حیرت ہوئی

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو قلعہ الماسیہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہے اور رہائی لندھور بن سعدان کا مسطور ہوتا ہے

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ٭ سخن کا این چنین آغاز کردہ ٭ کہ جب خسرو و شیرین دخت دختر لندھور بن
سعدان نے محمود شاہ اپنے شوہر کو بہت غیرت دلائی محمود شاہ بمجبوری جدایل خان ہندی
سے عازم نبرد ہوا میدان میں دونوں طرف صفیں آراستہ ہوئیں لڑائی شروع ہوئی
محمود شاہ نے داد مردی و مردانگی دی کشتوں کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے آخر الامر
محمود شاہ پسپا ہوا دوسرے روز پھر ہنگامہ پیکار گرم ہوا کشت و خون کی نوبت آئی اس مرتبہ بھی
محمود شاہ پسپا ہوا تیسرے روز کی میدان داری میں ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بخدا
محمود شاہ تاب قیام نہ لایا بمجبوری وہاں سے گریز کی جدایل خان ہندی نے اسقدر تعاقب
کیا کہ محمود شاہ ہندوستان میں کسی جگہ قیام نہ کرسکا وہاں سے بھاگ کے فرجو شہر میں قریب
الماس کوہ کے قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے سبب اسطرف
آنے کا پوچھا محمود شاہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ میں ہرگز لندھور بن سعدان کی رہائی
کے درپے نہ ہوتا مگر کیا کروں کہ میری اہلیہ مجھکو مجبور کیے ہوئے ہے شاہزادہ نے کہا اُسکا مجبور کرنا بجا
ہے اولاد پر فرض ہے کہ والدین اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو جس طرح ممکن ہو اُنکی مدد کریں میں
یہاں ایسے ضروری کام سے یہاں مقیم ہوں کہ کسی طرح یہاں سے حرکت نہیں کرسکتا ورنہ ابھی تیرے
ہمراہ چلتا اور جدایل خان ہندی سے اُسکے ظلم و بدعت کا عوض لیتا تاہم توقف کر اگر خدا نے
چاہا تو میں کوشش کرکے لندھور کو اُسکے قید سے رہا کردونگا محمود شاہ نے دست بستہ کہا
شہریار اگر تمہاری کوشش سے یہ کام انجام پا جاوے گا تو مدت العمر ممنون و مشکور رہونگا
ورنہ میری اہلیہ میری عافیت تنگ کردیگی شب و روز گریہ و زاری میں مبتلا رہتی ہے اور مجھکو بھی پریشان
کرتی ہے بدیع الملک کو محمود شاہ کے حال اضطراب پر رحم آگیا کہا اے محمود شاہ تو مطمئن رہ
عنقریب ہے کہ لندھور کی رہائی کے واسطے چلتا ہوں چنانچہ دوسرے ہی روز رستم ثانی سے
یہ کہکے کہ تم الماس کوہ کی خبر رکھنا میں ہندوستان کی طرف جاتا ہوں اور انشاء اللہ بہت جلد
واپس آؤنگا اور اسباب سفر مہیا کرکے محمود شاہ کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور
یہاں پہونچ کے جدایل خان ہندی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو لندھور
کو صحیح و سلامت ہمارے پاس بھیج دے ورنہ تیرے حق میں بہتر نہوگا اور اوسکا رویہ کا یہ کیا
بیہودہ حرکت ہے کہ جنگ و حرب میں سحر و افسون سے کام لیتا ہے اور بندگان خدا کو مبتلائے بلا
کرتا ہے جدایل خا [illegible] م کا یہ جواب کہلا بھیجا کہ جنگ و حرب میں ہر شخص اپنی فتح کا
خوا [illegible] پانا محال سمجھا سحر و افسون سے کام لیا اگر کسی اور کو
[illegible] تا یہ جواب بدیع الملک کو بہت ناگوار خاطر ہوا
[illegible] رایل خان ہندی نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو

مردودان لشکر میدان حرب میں صف آرا ہوئے پہلے جو شخص مقابلے کو نکلا وہ عبدائیل خان تھا
اُسکے روبرو بدیع الملک گیا اور کہا اے عبدائیل خان دیکھ اپنی خیر و عافیت کا خواہان ہے تو لندھور
میں معاندان کو رہا کر دے عبدائیل خان نے ہنسی آ کر اُس سے کہا اے جوان دیکھ اگر اپنی خیریت چاہتا
ہے تو اس بارے میں دخل نہ دے ورنہ تو خود اپنی ہلاکت کا سبب ہو گا راوی کہتا ہے کہ عبدائیل خان
ہندی کے پاس بہت کچھ فوج تھی پہلے ہی لندھور کے مقابلہ میں پہونچا جاتا مگر اُسکی یاوری
کے سحر و افسون کے سبب سے لندھور کو گرفتار کر لے گیا شاہزادہ بدیع الملک نے جو اُسکی
فوج کا شمار کم دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب بالاتفاق اس مردود کی فوج پر حملہ آور ہو چنانچہ مسلمانوں
کی فوج بڑھی اُس طرف عبدائیل خان نے بھی اپنی فوج کا دل بڑھانے کو آواز بلند کہا اے مردان
بکوشید تا عدا نہ رہ جان ہوشیار اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو چنانچہ وہ تمام گروہ شاہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کی طرف جھپٹے ادھر بھی انکو جواب ترکی بہ ترکی دیا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدائیل خان اُس ہنگامہ
میں پامال سم اسپان ہو گیا اور اُسکی فوج کچھ تو گرفتار ہو گئی اور کچھ قتل ہوئی اور باقی نے فرار پر قرار
کیا بدیع الملک محبس میں پہونچا دیکھا لندھور طوق و زنجیر میں بستہ آنکھیں بند کیے بیٹھا ہے شاہزادہ
نے آنکھیں بند کرنے کا سبب پوچھا محمود شاہ نے کہا شہریار عبد السا حرہ کے سحر سے بالکل نور
زائل ہو گیا اور اس بارہ میں غلطی جو ہو گئی اور وہ غلطی یہ ہے کہ ایک عامل زبردست کامل الفن نے
ایک تعویذ دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ جس عضو سے یہ تعویذ مس ہو جائے گا اُس پر سحر و افسون کا
صدمہ نہ پہونچیگا چنانچہ ہر وقت مقابلہ تمام عضو اُس تعویذ سے مس کیے گئے البتہ آنکھوں کا خیال
نہ رہا انکی آنکھوں پر اُسکا سحر کام کر گیا شاہزادہ نے پوچھا وہ تعویذ کہاں ہے محمود شاہ جیب میں سے
اپنی ہاتھ ڈال کر وہ تعویذ لے آیا شاہزادہ نے وہ تعویذ لندھور کی آنکھوں سے مس کیا فوراً اثر
سحر زائل ہو گیا اور آنکھوں میں بینائی محسوس کر آئی جونہی لندھور کی نظر بدیع الملک پر پڑی
بادب تمام سلام کیا اور کہا کہ اے شہزادہ بلند سعادت قرین ٭ ز روئے تو روشن زمان و زمین
یہ تمہارے قدم کی برکت کا سبب تھا جو میں اس مصیبت سے رہا ہو گیا ورنہ مشکل امر تھا ظاہر ہے
کہ سحر و افسون کے مقابلہ میں زور و طاقت سے کیا کام نکل سکتا ہے بدیع الملک نے کہا اے لندھور
تجکو اُسی وقت چاہیے تھا کہ جب ان تمام جسم سے اس تعویذ کو مس کیا تھا ان آنکھوں کو مس کر لیتا لندھور نے کہا شہریار مجھکو
آنکھوں کا خیال نہ رہا اس غفلت کی سزا پائی شاہزادہ نے اُن گبروں کو جو گرفتار کیے گئے تھے اپنے
روبرو طلب کیا اور دعوت اسلام کی بعضوں نے اسلام قبول کیا اُنکو رہائی ملی بعضوں نے انکار کیا وہ
قتل کیے گئے لندھور نے بڑی دھوم سے بدیع الملک کی دعوت کی بعدہ شاہزادہ مظفر و منصور
قلعہ الماس پیکر کے جانب راہی ہوا وہاں پہونچ کے دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اسی طرح
قلعہ کے قریب مقیم ہے شب کو کبھی بالائے قلعہ سے روشنی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تمام قلعہ میں آگ لگ
گئی اور کبھی ایسی مہیب آوازیں آتی ہیں کہ زہرہ آب ہوا جاتا ہے اور لاکھوں ابر پارے آتش بار اٹھتے
ہیں اور لاکھوں اژدہے اُس ابر میں سے نمایاں ہوتے ہیں کبھی یہ آواز
آتی ہے کہ اے خدا کے نادیدہ کام پرستش کرنے والو کیوں

تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ اسکے اعمال کو پہونچوگے ہم چاہتے ہین کہ ایک ہی مرتبہ تم سب کو زمین سے
اُٹھا کے پھر زمین پر دے ماریں مگر پھر تمہارا کیا مجبور اندھا لیتوں پر افسوس آتا ہے خاموش ہو رہتے
ہین بس یہ سمجھ لو کہ تم سب کی جان خداوند فرعون کے قبضہ قدرت مین ہے جو لوگ اُس مقام پر مقیم ہین
ہر وقت خائف و ترسان ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بدیع الملک نے سمجھا کہ خود یہ خیال کرکے کہ ان
اندرون سے تو کسی طرح بس نہین چلیگا اور نہ ہم اب ظاہر قلعہ الماسیہ مین پہونچ سکتے ہین چند جنّ ہین کو ہمراہ
لیکے ایک طرف چلا گیا اور رستہ بتائی اور اُسکے ہمراہیون سے کہدیا کہ تم سب ہماری تلاش مین نہ رہنا
ایک مقام محفوظ مین جا سکے آہستہ آہستہ اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اپنے مقام پر نقب کھودو تا اپنا سر نقب قلعہ
الماسیہ کے اندر نکلے تمام ہمراہی نقب کنی مین مصروف ہوگئے تین روز کے کھودنے مین نقب قلعہ
الماسیہ تک پہونچی مگر یہ سر نقب کو کھودنا باقی رکھا اور شاہزادہ سے کہا شہریار ہمارا کام ختم
ہوا اب یہ بتاؤ کہ سر نقب کس طرح وا کیا جاوے اسواسطے کہ صدہا کبھر ہر وقت ہر طرف قلعہ مین گشت
کرتے رہتے ہین مبشر کو جنکی باتین کرتے سنا ہے اگر ہم نقب کو وا کر دین اور وہ ملعون دیکھ لین تو ہماری
محنت ضائع ہو جاوے گی بلکہ کیا عجب ہے جو ہم بھی ہلاک کیے جاوین شاہزادہ نے کہا تم مین سے کوئی
شخص سر نقب پر باریک سوراخ بناوے اور اُس سوراخ سے کچھ دیر دیکھے کہ اندرون قلعہ
الماسیہ کون گوشہ محفوظ ہے جہان سر نقب نکالنے سے کسی کو خبر نہوگی چنانچہ یہ تدبیر عمل مین لائی گئی
اور ایک حجرہ تاریک مین سر نقب کو نکالا جو شخص سر نقب پر پہونچا اُلٹے پاؤن پلٹ آیا بدیع الملک
نے سبب پوچھا کہا شہریار کسکی مجال ہے جو وہان قیام کرسکے ہزارہا جادوگر خونخوار دیو بہشت ہر ہر
اور ہر جگہ نگہبان ہین اگر انکو اِس نقب کا حال معلوم ہوگیا تو قیامت برپا ہو جائیگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ کوئی
شخص اُس حجرہ مین قیام کی جرات نہین کرتا شاہزادہ نے کہا یارو تم مین سے ایک کی جرات نہین ہوتی
ابھی سے تمہارا یہ حال ہے ہنگام مقابلہ کیا کروگے سب نے کہا شہریار میدان حرب مین اُنسے مقابلہ کرنا
سہل ہے اسوجہ سے کہ سب ایک حال مین ہونگے اندرون نقب ایک آدمی سے زیادہ نہین جا سکتا اسوجہ
سے جرات نہین ہوتی مبادا اُنھون نے دیکھ لیا تو مفت جان جائیگی مزید بران یہ کوشش بیکار ہو جاویگی
کیونکہ وہ پھر اسی نقب کو باقی رکھین گے شاہزادہ نے کہا اچھا چلو سب سے مقدم ہم چلتے ہین چنانچہ شاہزادہ
نقب مین داخل ہوا اور سر نقب مین پہونچ کے اُس حجرہ مین قیام کیا اور ہر ایک سے آہستہ کہا تم سب
یہان مقیم رہو جب وہ حجرہ مملو ہوگیا جب تک دن کی روشنی رہی سب وہین مقیم رہے نصف شب کو
بدیع الملک نے کہا یارو یہ وقت مردانگی کا ہے میری راے یہ ہے کہ تم سب ایک مرتبہ تلوارین سنبھال کے
حجرہ سے باہر نکلو مطلق آواز نہ نکالنا بلاے آسمانی کی طرح جو سامنے آئی اُسپر پل پڑو چنانچہ ایک
ہی مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کے حجرہ سے باہر نکلے اور تمام ساحرون کو ہلاک کیا یہانتک کہ صبح ہوگئی
دیکھا ایک حجرہ تاریک ہے اُسکے ہر چہار جانب نہایت عمیق و وسیع خندقین ہین ایک پانی سے مملو ہے اور
دوسری [illegible] آگ سے [illegible] اُس پانی سے آگ کو بجھایا لیکن کسی طرح وہ آگ نہ بجھی معلوم
ہوا کہ [illegible] دار تنبیہ ہین بدیع الملک کمال حیرت مین مبتلا کنارہ خندق
[illegible] بیٹھا تھا کہ کوئی تدبیر درست سمجھ مین نہ آئی تھی اور تمام ہمراہی

اُسی طرح محو بکر حیرت استادہ تھے بعض بنظر خیر خواہی دست بستہ کہتے تھے کہ شہریار اگر حکم ہو تو ہم اس
صندوق مین کود پڑین بدیع الملک کہتا تھا کہ بھائیو یہان عقل کام نہین کرتی وہان خواہ مخواہ جان ضائع
کرنے سے کیا فائدہ چند ساعت کامل شاہزادہ متفکر استادہ رہا آخر الامر کوئی تدبیر معقول سمجھ مین نہ آئی
وہین جانب قبلہ خاک پر سجدہ کو جھک گیا اور بکمال رجوع قلب اسطرح دعا مانگنا شروع کی کہ اے خالق
سبحان و اے مالک ہر دو جہان تو وہی ہے جسنے یونس کو شکم ماہی سے رہا کیا تو وہی ہے ابراہیم پر آتش سوزان
کو گلزار بنایا اسوقت مجبوری مین بجز تیرے کون حامی و مددگار ہو سکتا ہے ؎ وہ کون ہے جو بچائے مجکو
کس سے یہ مشکل آسان ہو بعد اس طرح کی مناجات کے خود بخود دل مین خیال آیا کہ اے بدیع الملک
تجکو کلام خدا بخوبی یاد ہے اُس سے بڑھ کے کس شئے مین اثر ہوگا افسون کیا چیز ہے سحر کیا مال ہے چنانچہ
بعض آیات قرآنی زبان پر جاری کیے فوراً وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ آگ بھی بجھ گئی سب اُس حجرہ
کے قریب گئے دیکھا ایک قفل آہنی نہایت گران وزن حجرہ کے دروازے مین لگا ہے سب نے
بالاتفاق اُس قفل کلان و گران پر ضرب کیا پتھرون سے کوٹا مگر مطلق اثر نہوا من وعن رہا شاہزادہ
نے الا للہ کہکے پھونک دیا قفل کے دو ٹکڑے ہو گئے دروازہ کھولا تاریکی تھی کی پناہ بخدا ایک صدا
آواز آئی کہ یہان کوئی ہے تمام سردار منفعل و حیران ہو رہے تھے اس آواز کے سبب خوف کے
اُلٹا ... غیر حال ہو گیا دلمین پیچھے ہٹ گئے سمجھے کوئی آفت تازہ نازل ہونے والی ہے جو بلا زبان
فرعون یہان آ لے ہین کسی نے جواب نہ دیا دم بخود تھے شاہزادہ نے کہا یارو یہان کچھ دکھائی دیتا
روشنی لاؤ فوراً مشعلین روشن ہوئین روشنی مین پہلے حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو دیکھا دوڑ کے
شاہزادہ سے لپٹ گیا پھر اور سردار شاہزادہ سے ملاقی ہوئے تمام گرفتاران دام مصیبت مین
جان تازہ پائی بدیع الملک نے اُن سب کے بند توڑے اپنے ہمراہ سب کو حجرہ کے باہر لایا حمزہ
ثانی نے کہا اے بدیع الملک کیا اس قلعہ مین اب کوئی نہین ہے جو تم اسطرح بلا تکلف مقیم ہوئے شاہزادہ
نے اُن مقتولون کی لاشون کو دکھا کے کہا شہریار یہ سب موجود ہین دیکھو حمزہ ثانی لشکر مین آ کے
بارگاہ آراستہ ہوئی مسند حکومت پر قیام کیا رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی اے شہریار عالی وقار
غلام کو اجازت ملے تا کہ فرعون کے قصہ کو پاک کرے بعض سردار رستم ثانی کی صورت دیکھکے
مسکرائے بعضون نے کہا مسکرانے کی کیا بات ہے کیا اس دلاور دوران سے کارہائے نمایان ظہور مین
نہین آئے ہین کسی نے کہا کیون نہین کسی نے آہستہ کہا بدیع الملک کے مقابلہ مین جیسے
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین ظاہر ہے ؎ آنجا کہ عیانست چہ حاجت بیان ہے حمزہ ثانی نے کہا کیا
مضائقہ ہے جاؤ رستم ثانی نے ایک فوج کثیر ہمراہ لی اور دار السلطنت فرعون کے جانب راہی
ہوا وہان فرعون کو خبر پہنچی کہ رستم ثانی با فوج کثیر فرعون کے غارت کرنے کو آتا ہے اُسنے اپنے
ایک معتبر سردار کے زبانی یہ پیغام بھیجا کہ اے خداوند نادیدہ کی پرستش کرنے والے کیون تو اپنی خرابی
اور ہلاکت کے در پے ہے جو فرعون ایسے خداوند کے مقابلہ کو اسطرف آتا ہے یہ انتہا درجہ رحم خداوندی
ہے کہ تیرے اسطرف آنے پر بھی فہمائش کیجاتی ہے ورنہ ممکن تھا کہ تیرے ... ناس
بھیج دیتا جسوقت تو اپنے مقام قیام سے اس طرف کا عازم ہوا

پیشہ نہین ہی کہ یکایک کسی اپنے بندہ کو پنجہ اجل مین گرفتار کردین بس خیریت اسی مین ہی کہ اس طرف
کے عزم کو فسخ کر اور واپس جا جسوقت اُس ملازم فرعون کی زبانی یہ تقریر رستم ثانی نے سنی
کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے خداوند خداوند خداوند کا سگا ملک الموت اس گھر کا چیلا ہی کہ جب
چاہے کسی کے پاس بہیج دے جا کہدے کہ وہی ملک الموت عنقریب تیرا اٹھوا لیا چاہتا ہی اور تو ہی کیا
پلید جو کوئی تیرا بندہ ہوگا وہ ملازم فرعون فرعون کے پاس واپس گیا اور جواب پیام بیان کیا فرعون
اس جواب کو سن کے بہت ہنسا حاضرین دربار سے کہا تم سب دیکھتے ہو کہ یہ سب ہمارے بندے میری
شان مین کیسے کیسے گستاخانہ کلمے کہتے ہین مگر مین اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا تم ہی بتاؤ کہ مین
ایسا خداوند ہون کہ اپنے رحم و کرم پر نظر نہ کرون اور اُنکے اعمال پر خیال کرون تا صاحب مجھسے یہ
ہرگز نہوگا یہان رستم ثانی نے پہلے سرداران لشکر کو ایک جا جمع کیا اور کہا ای یاران و مددگاران
دین اسلام و ای حامیان و مردجان ملت ملک السلام تم خوب جانتے ہو کہ بدیع الملک کے [illegible]
کی نظر میری طرف کیسی حقارت و ضعیف کی ہی حالانکہ خدا کے فضل سے مین نے کبھی وہ کار ہاے نمایان
کیے ہین کہ ہر ایک سے ممکن نہین مگر پہر بھی میری وقعت و حقیقت اُنکی نظر مین نہین ہی مجھے اسحال مین نے
جو فرعون شاہ کے قصہ فیصل کرنے مین بدیع الملک پر سبقت کی ہی اسکا خاص سبب یہ ہی کہ یہ ایک
امر عظیم ہی اگر میرے کد و کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو بس یہ سمجھو کہ دربار حضرت ثانی مین کوئی مجھے
نظر نہ ملا سکے گا تم لوگون سے اس حقیقت کے بیان کرنے مین غرض یہ ہی کہ تم بھی دنیا مین نام اور عزت کے
خواہان ہوگے جیسا کہ ہر شخص کا قاعدہ ہی پس مین ہمہ تن فرعون شاہ کی گرفتاری و ہلاکت کے
درپے ہون اگر تم بھی میرے ہی سی کمر ہمت مستحکم کرو تو سب سہل ہی دو دل یک شود بشکند کوہ را مشہور
ہی یہان اسوقت کثیر التعداد دلاوران نمود از نامدار اور بہادران شجاعت و جلادت شعار جمع ہین سبھا
نے بالاتفاق کہا شہریارا اس بارہ مین فہمایش کی مطلق ضرورت نہین ہی ہم سب تعمیل حکم کے واسطے بجان و
دل مستعد ہین اگر حکم ہو تو آگ کے دریا مین در آئین لشکر فرعونی کیا مال ہی رستم ثانی خاموش ہو رہا
دار السلطنت فرعونیہ کے قریب ایک باغ واقع تھا اُس باغ مین ایک قصر عالیشان بنا ہوا تھا بیشتر اوقات
فرعون اُس قصر بلند مین آکے مقیم ہوتا تھا اور اُس باغ کی سیر سے دل خوش کرتا تھا کسیقدر فوج اُس
باغ مین بھی مقیم رہتی تھی جب رستم ثانی قریب اُس باغ کے پہونچا اور باغ مین فوج کے مقیم ہونے کی خبر سنی سمجھا عجب
نہین کہ فرعون یہین رہتا ہو ایک شخص اُس طرف سے چلا آتا تھا اُسکو بلا کے پوچھا یہ باغ و قصر کسکا
ہی اور کون اسمین مقیم ہی اُسنے کہا یہ قصر فرعون شاہ کا ہی یہ فوج بھی فرعون کی ہی رستم ثانی نے
مع فوج ہمراہی وہین قیام کیا اور اپنی فوج مین حکم دیا کہ میرے نزدیک توقف کا موقع نہین ہی کیونکہ
اگر فرعون کو ہمارے یہان آنے کی خبر پہونچ جائیگی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے پس اسی وقت
فوج فرعونی مین حملہ کرو اور ایسا زبردست حملہ کرو کہ فوج فرعونی پسپا ہو جائے اور اس قصر مین پہونچ
کے فرعون کو ہلاک ک[illegible] تعمیل کو آمادہ ہو گئی چنانچہ اُسی وقت اُس باغ کو ہر چہار
جانب سے [illegible] ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا لاشون کے
[illegible] کی آواز بلند تھی فوج اسلام لڑائی مین جان لڑا رہے

تھی ہر متنفس یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آج خاتمہ ہی جو ہونا ہو وہ ہو جائے یا خود قتل ہو کے باغ بہشت کی سیر
کی یا فرعون کو قتل کر کے مالک کے حوالہ کیا اس خیال میں جو سامنے آگیا اسپر بے تحاشا شمشیر آبدار کا
وار کیا ۔ بہر حالہ شمشیر او کار کرد ۔ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ۔ تا نوبت بانجا رسید کہ فوج
فرعونی پسپا ہوئی رستم ثانی بلا تکلف اس قصر میں پہونچا دیکھا قصر جملہ سامان زینت و زیبایش و ضروریات
سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہی کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہی اور ہر ایک شخص نہایت وجیہہ صورت لباس مکلف
و اسلحہ مرصع سے پیراستہ بیٹھے ہوئے کچھ باتیں کر رہے ہیں جنمیں سے ایک کی صورت اور شان و شوکت
سے یقین ہوگیا کہ یہی فرعون ہی جیسا سمجھے ہی ان سب کو تہ تیغ کیا اور جسکو فرعون سمجھے ہوئے تھا اُسکا
سر کمال احتیاط سے اپنی تحویل میں لیا اور اپنے مقام قیام پر آکے اُسی وقت کوچ کا حکم دیا وہاں حمزۂ ثانی
کو خبر پہونچ گئی کہ رستم ثانی نے فرعون کو ہلاک کیا اور اُسکا سر نذر کے واسطے لاتا ہی اور عنقریب پہونچا
چاہتا ہی اب تو سرداران لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو گئے سب حمزۂ ثانی کے پاس آکے جمع ہوئے
اور کہا شہریار اس مرتبہ تو رستم ثانی گوئی سبقت لے گیا ہمکو ہرگز اُسکی ذات سے ایسی امید نہ تھی ہم سمجھتے
تھے کہ فرعون شاہ کا قصہ بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے پاک ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا یارو رستم ثانی
بھی جرات و دلاوری میں بدیع الملک سے پایہ کم نہیں رکھتا ہی بہت سے کار ہاے نمایان اُس سے
ظہور میں آئے ہیں سرداروں نے کہا شہریار ہمکو خیال ہی کہ شاید آپ نے بدیع الملک کے نسبت کہا تھا
کہ ہمکو تحقیق ہو چکا ہی کہ بدیع الملک ہمارا جانشین ہوگا یہ واقعہ تو اُس پیشین گوئی کے بالکل خلاف معلوم
ہوتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا مشیت باری میں کسکو دخل ہی یہ باتیں ہنوز ہو رہی تھیں کہ رستم ثانی دربار میں آیا
اور کہا شہریار یہ سر فرعون کا حاضر ہی حمزۂ ثانی نے رستم کو سینہ سے لگا لیا اور سر و چشم پر بوسہ
دے کے کہا اے رستم ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ ایسا کار نمایان
تیرے دست قدرت سے ظہور میں آئیگا رستم ثانی نے عرض کی شہریار میں کیا اور میرا کام کیا یہ سب حضور کے اقبال کا
سبب ہی حمزۂ ثانی نے کہا نہیں صاحب جرات و دلاوری بھی کوئی شئے ہی تمہارا یہ کام نہایت قابل تعریف
ہی راوی کہتا ہی کہ حمزۂ ثانی کے دل میں جو قدرے فرعون کا مدت سے پیدا ہو گیا تھا اب بالکل برطرف
ہو گیا بار بار رستم ثانی کی جرات کی تعریف کرتا تھا پھر بارگاہ میں قیام کیا اور رستم سے کہا اے دلاور
دوران تمنے اس کار نمایان کے عوض میں تم سب کو شہر فرعونیہ اور جملہ مال و اسباب فرعون شاہ تمکو
بخشا رستم نے نہایت ادب سے تسلیم عرض کی اور دست بستہ کہا مجھے کچھ اور بھی عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی
نے کہا کہو رستم ثانی نے کہا شہریار دختر فرعون ملکہ غزال گوہر پوش نام پر میں فریفتہ ہوں در اصل ملک
مال و اسباب فرعون مجکو مرحمت ہوا ہی ملکہ غزال بھی مجکو مرحمت ہو جائے اور اس بارہ میں مجکو امید ہی کہ کوئی عذر نہ کیا جاویگا
اسیر موجود تھا اُسنے جو رستم ثانی کی یہ درخواست سنی از بس متحیر ہو گیا حمزۂ ثانی کو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی کہ
بدیع الملک ملکہ غزال پر فریفتہ ہی رستم سے کہا اے دلاور میں تیری یہ بھی درخواست قبول کی جا ملکہ غزال کو بھی تجھے بخشا
رستم ثانی نے بکمال ادب تسلیمات عرض کی اُسطرف خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ رستم ثانی علاوہ مال و اسباب فرعون
کے ملکہ غزال کو بھی حمزۂ ثانی سے دیدیا شاہزادہ بدیع الملک کو [illegible] اسی وقت رستم ثانی
سے تعرض کرے مگر بجاے خود خیال کیا کہ ابھی تعرض کرنا

واسطے

ہوگا عمل مین لایا جاویگا جس وقت رستم ثانی نے ملکہ غزال گوہر پوش کو بخشا ہی اسوقت
پہلوانان دست راست سے کوئی بھی حمزہ ثانی کے پاس نہ تھا رستم ثانی نے وقت فرصت کو غنیمت جانا عرض کیا
شہریارا آج جو مجھکو اسقدر سرفرازی بخشی گئی ہی یہ سب پہلوانان دست راست حسد کرتے ہین اور حضور کی اس طرح
فیاضی پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہین نہین معلوم ان بد مغزون کے دل مین کیسے کیسے خیالات بیہودہ
سما گئے ہین علی الخصوص بدیع الملک کے خیالون کی نسبت تو مین کچھ عرض ہی نہین کرسکتا حمزہ ثانی
نے عمر ثانی کو طلب کیا اور کہا ای عمر مین نے سنا ہی کہ بدیع الملک میری طرف سے بدگمان ہوا ہی اپنے
نزدیک مین نے کوئی ایسا کام نہین کیا ہی کہ جو بدیع الملک کے خلاف ہو تم بدیع الملک کے پاس جاؤ
اور اُسکو میرے پاس لے آؤ مین اُس سے پوچھونگا کہ کیا وجہ مجھسے برخاستہ خاطر ہونے کی ہی عمر ثانی
اُسیوقت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا بدیع الملک چونکہ پہلے سے مخلص تھا عمر ثانی کو دیکھکر
کہا ای عمر کیا ہی جو تم اسوقت میرے پاس آئے ہو عمر ثانی نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی کا فرستادہ
آیا ہون بدیع الملک نے کہا کیا تعجب ہی کہ حمزہ ثانی نے تمکو میرے پاس بھیجا فی الحال جو خیال اور پاس
پہلوانان دست چپ کا حمزہ ثانی کو ہی وہ کسی کو نہین ہی عمر ثانی نے کہا مین اس بارہ مین تو کچھ نہین کہہ سکتا
البتہ یہ کہنے آیا ہون کہ حمزہ ثانی نے بلایا ہی اسد نے کہا ای عمر ثانی مین کسی طرح حمزہ ثانی کی خدمت مین
نہین جا سکتا کیا حمزہ ثانی کو یہی زیبا تھا کہ قلعہ فرعون اور تمام مال و اسباب فرعون تو رستم کو دیا تھا
ملکہ غزال گوہر پوش ناموس بدیع الملک کو بھی رستم کے حوالہ کردیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ
بدیع الملک اس خبر کو سنکے کیا کہیگا عمر ثانی نے کہا ای اسد تعجب ہی کہ تم حمزہ ثانی کی عدول حکمی کرتے
ہو تمپر فرض ہی کہ بنا بر حکم حمزہ فوراً دربار مین حاضر ہو اسد نے کہا ہم ہرگز حمزہ ثانی کے دربار مین نہین
جائینگے عمر ثانی نے کہا ای اسد تمکو ضرور چلنا ہوگا حمزہ ثانی کا حکم ہی عوام الناس سے کسی کا حکم نہین ہی
اسد نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور عمر ثانی کی طرف بنگاہ تیز و تند دیکھ کے کہا ای خیرہ سر دور ہو یہان سے
ورنہ ایک ہی وار مین دو پرکالہ ہو جاویگا کیا خوب ایسی حکومت حمزہ ثانی کی رستم پر ہو سکتی ہی جسکو ہر ایک
کا حق تفویض ہوتا ہی عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ نے پوچھا ای عمر بدیع الملک کو اپنے ہمراہ
کیون نہ لائے عمر ثانی نے کہا شہریارا بدیع الملک برخاستہ خاطر معلوم ہوتا ہی مین نے ہرچند اصرار کیا مگر اُسنے
اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حمزہ ثانی نے پوچھا کوئی وجہ بھی برخاستہ خاطر ہونے کی دریافت ہوئی عمر ثانی نے
کہا صرف اسد نے مجھسے اسقدر کہا کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعونیہ اور تمام مال و اسباب فرعون رستم کو بخشا
خیر کیا مضایقہ ہی خوب کیا اختیار بدست مختار مشہور ہی لیکن اسکے کیا معنی کہ ملکہ غزال گوہر پوش جو بدیع الملک
کی ناموس ہی اُسکو بھی رستم ثانی کے حوالے کردیا مزید بران حمزہ ثانی اپنے روبرو طلب فرماتے ہین ہم ہرگز
حمزہ ثانی کے سامنے نہ جائینگے بس ای شہریار وہ سب اسی طرح کی شکایت کرتے ہین اور یہان کسی طرح نہین
آتے رستم ثانی کو موقع ملا کہا شہریارا وہ لوگ بڑے مغرور و متکبر ہین کیا اُنسے آدمیت کی امید رکھی جا سکتی ہی
استغفر اللہ [illegible] حضور کا طلب فرمانا اور اُنکا جواب صاف دینا قابل لحاظ ہی
زیادہ تر خود سر ہو گیا ہی جب حضور کے مقابلہ مین پسپا نہوا ہی مین
اگر کچھ صلاحیت ہوتی تو بجاے خود سمجھتا عالی ظرف و کم ظرف

اسی بحث سے مراد ہے بڑے ظرف مین اگر کوئی شی رکھی جاتی ہے اُسکا پتہ بھی نہین معلوم ہوتا لیکن چھوٹے ظرف
مین کم شی بھی اُبل پڑتی ہے اسی طرح انسان کا خاصہ ہے اگر عالی ظرف ہے کسی قدر مرتبہ حاصل ہونے پر اعتنا نہین
ہوتی اور جو کم ظرف ہوتا ہے اگر کسیقدر بھی رتبہ حاصل ہو گیا بس از خود رفتہ ہو گیا ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ
ہمچو من دیگرے نیست یہی حال بدیع الملک کا سمجھنا چاہیے اب وہ اپنے مقابل مین کسی کی کچھ وقعت نہین
سمجھتا حمزہ ثانی بنظر حیرت رستم ثانی کی صورت دیکھتا اور بدیع الملک کی غلبیت سنتا رہا بعدہ رستم ثانی
اُٹھکے اپنے خیمہ مین گیا میر منشی کو بلایا کہا میری طرف سے بدیع الملک کو نامہ لکھو مگر اس بات کا خیال رہے
کہ نامہ مین کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے بدیع الملک کے مقابلہ مین پایہ کمی کا رہے خدا اُسکے فضل سے آج مین
حمزہ ثانی کے تقرب کا مرتبہ حاصل کیے ہوئے ہون میر منشی نے نامہ تیار کیا رستم ثانی کے ملاحظہ مین پیش
کیا رستم نے بغور و تامل نامہ کو پڑھا اپنی مہر ثبت کی اور کہا کوئی ہے ملازمون نے دست بستہ عرض کی حاضر ہین
رستم نے کہا تمسے کام نہین ہے اس کام کیواسطے کوئی لائق ہی شخص ہونا چاہیے دیکھو علمشاہ رومی کا
سپہ سالار پلدرم خان نامے کہان ہے ایک ملازم نے بعجلت تمام پلدرم خان کو بلایا رستم ثانی نے کہا اے
پلدرم خان یہ نامہ بدیع الملک کے پاس لے جا مگر یہ امر تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ اس رسالت
مین وہان کوئی ایسی بات نہو جسمین کسی طرح کے ذم کا پہلو نکلے یا کسی نوع کی اہانت ہو پلدرم خان سپہ سالار
علمشاہ نے دست بستہ عرض کی اے شاہزادہ والاجاہ آپ بخوبی مطمئن رہین مین نہایت شان و شوکت
سے اس رسالت کو انجام دونگا یہ کہا اور نامہ لیکے روانہ ہوا یکایک بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی
نے پلدرم خان کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہے اور نہایت اہتمام سے وہ لکھا گیا ہے اور حامل نامہ کو بہت کچھ
فہمایش کی گئی ہے بلکہ چالیس سوار بھی اُس نامہ بر کے ہمراہ روانہ کیے ہین بدیع الملک کو تردد ہوا کہا یہ تو
مجکو خوب معلوم ہے کہ ان پہلوانان دست چپ کی بدنفسی کسی طرح رفع نہو گی نہین معلوم کس بارہ مین نامہ
لکھا ہے اور پھر اس اہتمام سے نامہ بھیجا ہے یہ رسالت خالی از علت نہین ہے تمام حاضرین نے کہا بے شبہہ کسی
خاص بارہ مین نامہ لکھا ہوگا اگر پہلوانان دست چپ کی بدنفسی رفع نہو گی تو ضرور ایک نہ ایک دن اپنی
بدنفسی کی سزا پائینگے اسد نے کہا یار و بیکار گفت و شنید کو طول دیتے ہو اگر نامہ آتا ہے آنے دو لیکن
میری رائے یہ ہے کہ اس مقدمہ مین مجکو کفیل کر دو جس طرح کا نامہ بھیجینگے جواب دونگا تم مین سے کسی کو
کچھ غرض نہین نور الدہر نے کہا اے بدیع الملک تمکو اس بارہ مین کیا عذر ہے اسد کے حوالہ اس مقدمہ
کو کر دو بدیع الملک نے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہے نور الدہر نے کہا اے اسد ہم تمسے کہتے ہین کہ اس مقدمہ کو
تم اپنے حوالہ سمجھو جو کچھ مناسب سمجھو جواب دو ہمسے کچھ غرض نہین ہے اسد جب درست استادہ تھا
کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ پلدرم حامل نامہ آپہونچا اسد نے کہا آنے دو پلدرم خان آیا آواز بلند کہا
سلام علیک سب نے جواب سلام دیا پلدرم خان شاہزادہ بدیع الملک کے قریب گیا چاہتا تھا
کہ بدیع الملک کو نامہ دے کہ اسد قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ مارا کہ اے پلدرم خان کہان بڑھا جاتا ہے
اسطرف آ مجکو نامہ دے تو نہین جانتا ہے کہ اس رسالت کا کفیل مین مقرر ہوا ہون پلدرم خان بحیرت اسد
کی صورت دیکھی اور کہا اے اسد یہ نامہ رستم ثانی کا ہے اور خاص شاہزادہ بدیع الملک
کے نام ہے پس
جسکے نام کا نامہ ہے اُسی کو دینا چاہیے تمکو کیونکر دیدون اور اے

نہین ہی کہ نعرہ زنی کرتا ہی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم اس بارہ مین کفیل ہوئے ہو تاہم اس نامہ کو [illegible] نہین
دے سکتا اگر کہو تو واپس لیے جاؤن اور ای اسد کیا ہوا اگر مین بھی تمھاری طرح نعرہ زنی شروع کرون
نور الدہر نے کہا ای پلدرم خان یہ موقع نعرہ زنی کا نہین ہی اور اسد نے نعرہ نہین مارا ہی گو نہ بلند آواز
سے کہا کہ نامہ مجھے دیدو اور واقعی اس بارہ مین اسد ہی کفیل ہوا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی نامہ دیدو
پلدرم خان نے کہا ہان تو پھر بسہولیت مجھسے کیون نہین کہا جاتا ہی اور نامہ اسد کو دیدیا اسد نے نامہ
لے لیا اور کہا ای پلدرم خان اگر تجھسے بسہولت نہ کہا جاوے تو کیا کر سکتا ہی پلدرم خان نے کہا
اسکی کیا ضرورت ہی کہ مین کہون جو کر سکتا ہون البتہ ہر وقت جو کچھ ہو سکے وہی صحیح ہی تمام حاضرین نے یکدیگر
دگرگون دیکھا کہا اس قصہ سے کیا کام ہی ضروری کام سے کام رکھنا چاہیے پلدرم خان نے کہا پھر
یہ تو مطلب میرا بھی ہی اسد کو نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ خواہ مخواہ برخاستہ خاطر ہی اسد نے کہا ہان اس
برخاستہ خاطر ہونے کا حال اسوقت تجکو معلوم ہو جاتا جو تیرا حق زایل کرکے دوسرے کو دیدیا جاتا پلدرم خان
نے کہا کہ کسکا حق زایل کرکے کسکو دیدیا گیا اسد نے کہا شاید تجکو نہین معلوم ہی نور الدہر نے کہا ای اسد
مین کہتا ہون کہ اسوقت اسطرح کی باتون کا کیا موقع ہی دیکھو نامہ مین کیا لکھا ہی اسد نور الدہر کے قریب
آیا اور کان مین کہا صاحب آپ سے پیشتر کہدیا تھا کہ اس بارہ مین صرف مین کفیل ہونگا کسی دوسرے
کو سروکار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی جو دخل دیا جاتا ہی نور الدہر نے کان مین کہا ای اسد میری غرض صرف
یہ ہی کہ ایسا نہو کہ فساد کو طول ہو جائے اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو کسی نہ کسی وقت ضروری ہوگا اسد نے
کہا مین نے پیشتر ہی گوش گذار کر دیا تھا نور الدہر نے کہا خیر تو دانی و کار تو بدیع الملک نے کہا ای اسد
نامہ کو پڑھکے سناؤ کیا لکھا ہی اسد نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا آواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا
تھا الحمد للہ الذی یسبح لہ الارض والسماء والصلوٰۃ علی محمد خیر الانبیاء اما بعد بشنو راقم این رقم این [illegible]
مقرب بارگاہ سلطانی رستم ثانی بدیع الملک مع یاران دیگر مسموع ہوا اور رنجیدہ دلی واضح رہے کہ مین
آج تک تم سب کی طرف سے دل صفا منزل مین بدی کا خیال کبھی نہین آنے دیا اور اسوقت تک
ستیزہ کیے ہون کہ حتی الامکان کبھی بدی نہ کرونگا اسی طرح تمسے بھی امیدوار رکھتا ہون جب مین تمسے صفا
ہون پس تمکو بھی لازم ہی کہ میری جانب سے حاضر و غایب کسی طرح کا بغض و کینہ نہ رکھو ای بدیع الملک
اسکے کیا معنی کہ حمزہ ثانی نے حکم طلب صادر فرمایا اور تمنے عدول حکمی کی تمھاری عقل و فطانت سے نہایت
بعید ہی تمھارا فرض یہ ہی کہ ہر روز بدستور قدیم بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جسطرح کہ آجتک صدہا بادشاہان اسلام
کا دستور مقرر چلا آتا ہی میرے نزدیک تو آجتک ایسی عدول حکمی سلاطین ماضیہ مین سے کسی نے نہ کی ہوگی
اور اگر تمھارے دل مین ملال اس بات کا ہی کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعونیہ و مال فرعون مجکو بخشا ہی
یہ بالکل بیجا بات ہی حق بحقدار رسید اس بارہ مین کسی کا کیا دخل ہی حمزہ ثانی نے مجھ ہی کو اس مرحمت
کے لایق سمجھا اگر حمزہ ثانی کی ایسی نظر مرحمت اور سرداران و پہلوانان پر ہوتی تو ہمکو کسی طرح کا ملال نہوتا حمزہ ثانی
آج حاکم وقت ہین [illegible] بدیع الملک بمجرد دیکھنے اس تحریر کے جلد اپنے کو دربار مین پہونچا [illegible]
ایک [illegible] ہو گئے تو کل اس عدول حکمی کا نتیجہ بہتر دیکھوگے اسوقت
[illegible] کی بھی حد ہی اس سے زیادہ رعایت نہین ہو سکتی والسلام

اسد نے اس نامہ کو پڑھ کے اُسی وقت چاک کر ڈالا اور کہا بیشک ہمارے نام یہ خط لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی نامہ
نہین لکھا پتھر سے سر پھوڑا ہی دربار حمزۂ ثانی کے آنے والے ہم اور کسی کے بوکھلانے کی کیا وجہ ایسے بازاری
کتے بہت ہوتے ہین منظور ہوگا دربار مین آئین گے دل نہ چاہیگا ہرگز نہ آئین گے اگر حمزۂ ثانی شکایت کرینگے
جیسا کچھ مناسب ہوگا جواب دیا جاویگا اور کسی کی ہم حقیقت نہین سمجھتے کہ کیا پاپوش ہی پلیدرم خان جا
اور اس خط کے کاتب سے اسیطرح کہدے پلیدرم خان نے جو رستم ثانی کا نامہ چاک کرتے دیکھا از سرتا پا
غیظ و غضب ہو گیا کہا اے اسد تمھاری شان و مرتبہ کے یہ امر بالکل خلاف ہی اول نامہ لینے کا وہ طرز کہ گویا بالکل
از خود رفتہ ہین اُسوقت بھی طرح دی دوسرے یہ حرکت خلاف کہ ایک سردار معزز و مقرب حضور شاہی کا نامہ
اس توہین سے چاک کر ڈالا کوئی ادنی شخص بھی اس توہین کو گوارا نہ کریگا اسد نے کہا اگر اس توہین کو
گوارا نہ کریگا اپنا سر کھائیگا اور کیا کر سکتا ہی اور اگر کچھ کر سکتا ہی تو دیر کیا ہی آمادہ پیکار ہی پلیدرم خان نے کہا اے اسد
مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم فساد پر آمادہ ہو اب تک تو مین نے ہر طرح تحمل کیا مگر اب مجھکو تاب تحمل نہین ہی اسد
نے کہا اے پلیدرم تو تحمل کیا کر سکتا ہی البتہ ہمنے تامل کیا ورنہ حقیقت معلوم ہو جاتی پلیدرم نے کہا تحمل کے
یہی معنی ہین کہ سر دربار نامہ کو پرزے پرزے کر ڈالا اگر مین اس اہانت کا تعرض کرون تو کیا ہوا اسد نے کہا
وہی ہو جو ہونا چاہیے پلیدرم خان نے باواز بلند کہا ارے اسد بس خبردار اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے
نہ نکالنا ورنہ بُری طرح پیش آونگا اسد نے جھپٹ کے ایک گھونسہ پلیدرم کی گردن پر مارا مع ہذا دوسرا
گھونسہ اس ہاتھ دوسرے سے اُسکی گردن ہی پر رسید کیا کہ پلیدرم خان اوندھے منہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا
باہر پلیدرم خان کے سواران ہمراہی کھڑے تھے انکو مطلق خبر نہ تھی کہ پلیدرم خان بیہوش پڑا ہی غرضکہ
اسد نے حکم دیا کہ جلد زنانہ لباس لاؤ ایک ساعت کے بعد پلیدرم خان کو غش سے افاقہ ہوا چاہتا تھا
کہ سنبھلے اسد نے کہا اسکو بستہ کر لو ملازمون نے فوراً پلیدرم خان کو بستہ کیا اور اسد کے حکم سے وہ لباس زنانہ
پلیدرم خان کو جبر پہنا دیا باہر کسی نے اُن سوارون کو اطلاع دی کہ تم یہان مقیم ہو وہان کی بھی تمکو کچھ خبر ہی
تمھارے سردار کو زنانہ لباس پہنایا گیا ہی اُن سب نے اندر آنے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا وہ سب
سوار مقابلہ پر آمادہ ہوئے اسد کو خبر پہنچی کہ پلیدرم خان کے سواران ہمراہی بر سر فساد ہین اسد باہر آیا پوچھا
کیا ہی سوارون نے کہا ہم پلیدرم خان کے ہمراہ آئے ہین کیا وجہ ہی کہ پلیدرم خان کو اسقدر عرصہ ہوا کیا ابھی تک
جواب نامہ نہین حاصل ہوا اسد نے کہا جواب نامہ تو حاصل ہو گیا اور انعام رسالت بھی مل چکا صرف
تمھارا انعام دینا ہی شاہزادہ بدیع الملک کا حکم ہی کہ پلیدرم کے سواران ہمراہی کو بھی انعام دینا چاہیے وہ
سب انعام کی امید مین ایک جانب استادہ ہو گئے آپس مین کہتے تھے کہ بدیع الملک بڑا دل چالاک شخص ہی
ہم لوگ صرف پلیدرم کے ہمراہ آئے ہین مگر ہم سبکو انعام کا حکم دیا یکایک ایک گروہ بدیع الملک کے ملازمون کا آیا اور
اُن سب سوارون کو گھوڑون پر سے اُتار کے بستہ کر لیا ہرچند سوارون نے کہا اے یارو یہ کیا بدعت ہی شاہزادہ بدیع الملک نے
ہمکو انعام دینے کا حکم دیا ہی جاؤ شاہزادہ سے پوچھو تو ملازمون نے کہا بیشک ہم بھی جانتے ہین کہ انعام کا حکم دیا ہی گھبراؤ نہین
انعام ابھی ملیگا تمھارے سردار کو تو انعام رسالت مل چکا اب تمھاری باری ہی غرضکہ سب سوارون کو گرفتہ و بستہ کرکے
بدیع الملک کے روبرو حاضر کیا بدیع الملک نے سب کو ایک زنانہ [illegible] تاکہ ان سب کو زنانہ لباس
پہناؤ ملازمون نے انکو بھی زنانہ لباس پہنایا اسد نے سوارون [illegible]

یہ انعام

بہت مناسب ہی اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس جاؤ اور اس انعام کو دکھاؤ اور اس سے یہ کہدو کہ اسکا
انعام کے عوض مین جو کچھ تجھسے ہوسکے ہرگز دریغ نہ کرو ورنہ ہم تجکو ویسا ہی سمجھینگے اسی طرح کے لباس کے قابل
تجکو بھی سمجھینگے اور یہ بھی کہدینا کہ ای رستم ہمارے حق مین خواہ تخواہ متمسک ہوکے ہرگز تیرا منہ نہین دیکھ سکتا
نور الدہر نے کہا ای اسد میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ جہان زنانہ لباس پہنایا ہی ڈاڑھی مونچھون کی بھی خبر لینا
چاہیے اسد نے کہا داڑھی تو نہین البتہ مونچھون کو اڑا دینا چاہیے چنانچہ سب کی مونچھین استرہ سے صاف
کی گئین اور اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس بھیجا رستم ثانی نے جو بلدرم خان کو بلباس زنانہ آتے دیکھا
کہا ای عورت تو سخت بیحیا ہی کہ ہم غیرون کے سامنے بالکل چلی آتی ہی بلدرم خان نے کہا شہریار مین عورت
نہین ہون بلدرم خان ہون تمہارا نامہ اسد نے نہایت ذلت سے پردہ پردہ کرکے پھینک دیا اور بہت
کچھ کلمات نامناسب زبان پر جاری کیے جنکا ذکر بسبب بے ادبی کے اعادہ نہین کر سکتا رستم ثانی نے کہا نامہ
کو تو چاک کیا لیکن تیری یہ کیا صورت ہی تجھسے مین نے اسی واسطے پیشتر کہدیا تھا کہ خبردار کوئی بات ذلت و حقارت
کی ظہور مین نہ آئے اسکے عوض مین تو نے اپنی یہ صورت بنائی کیا تو بدیع الملک کے پاس بھی اسی صورت
سے گیا تھا بلدرم خان نے کہا شہریار مین نے تو جو کچھ کہا تھا وہ کہا تھا اب تو میری یہ صورت بدیع الملک
کے یہان بنائی گئی اور بدیع الملک نے کہا ہی کہ رستم سے جو کچھ میرے حق مین برائی ہوسکے ہرگز کوتاہی
نہ کرے رستم ثانی نے غیظ و غضب سے مثل مار سنگ خوردہ پیچ و تاب کھایا اور نگاہ تند بلدرم خان کی
صورت دیکھ کے کہا او نامرد تو نے اپنی یہ صورت بنوائی اور کچھ نہ ہوسکا اگر تو ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا تو خود
کو ہلاک کیون نہ کیا اس صورت زنانہ یہان آنے کی کیا ضرورت تھی بلدرم خان نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ
مین اپنی خوشی سے یہان تک نہین پہونچا ہون بلکہ بدیع الملک کے بازوون نے مجھے یہان تک پہونچایا ہی مین
تو چاہتا تھا کہ بدیع الملک کے روبرو کشت و خون کی نوبت پہونچ جائے مگر کیا کرون کہ مین وہان تن تنہا
تھا رستم نے کہا مین نے چالیس سوار کس واسطے تیرے ہمراہ کردیئے تھے بلدرم خان نے کہا سوار باہر
کھڑے تھے اسوقت وہ مجھ تک نہ پہونچ سکے رستم ثانی نے کہا ای بلدرم اگر تجھکو بدیع الملک کی
سرکار سے یہ انعام ملا ہی تو مین بھی تجھے انعام دیتا ہون یہ کہا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے ایک ہی
وار مین بلدرم خان کو دو لخت کیا بعدہ ان چالیس سواران ہمراہی کو بلایا دیکھا وہ بھی اسیطرح لباس
زنانہ سے آراستہ ہین اور مونچھین ندارد ہین کہا کیا خوب یک نشد دو شد ایسے کمبختو تم پر کیا آفت نازل ہوئی
ان سب نے کہا شہریار جو کچھ آفت نازل ہوئی ظاہر ہی ع آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان
رستم ثانی نے کہا تم سب نے اپنی یہ صورت بنوائی تلوار سے کیون نہ کام لیا ان سب نے کہا کیا عرض
کرین ہمکو ہنگامہ جنگ گرم کرنے کا موقع نہ ملا ورنہ ہم ہرگز کمی نہ کرتے رستم نے کہا اگر ہنگامہ آرائی کا موقع نہ ملا تھا
تو وہین مر کیون نہ گئے انہون نے کہا کس طرح مرجاتے دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی فوراً گرفتار کر لیے گئے اور یہ لباس زنانہ پہنا کے یہان
پہنچوا دیے گئے رستم ثانی نے ان چالیس سوارون کو بھی تہ تیغ کیا راوی لکھتا ہی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون شہر حلقوم
مین تھا اور یہ بالا واسا [illegible] اسی کی تحویل مین تھا اور شاہزادہ بدیع الملک سے کوئی نہ کوئی معاملت
رکھتا تھا
[illegible] ہوا شاہزادہ بدیع الملک سے بھی ملاقات کی اتفاقاً
[illegible] والامنزلت مجکو ایک امر مین نہایت تعجب ہی اور [illegible]

سچا نہین ہی بدیع الملک نے استفسار کیا خواجہ یاقوت نے کہا مین بجاے خود سمجھے ہوئے تھا کہ بالفرض
فرعون شاہ کی موت تمھارے دست زبردست پر موقوف ہی لیکن تم اس معاملہ مین کامیاب نہوئے
رستم گوی سبقت لے گیا اور مین نے سنا ہی اس کارنمایان کے صلہ مین حمزۂ ثانی نے تمام اسباب فرعون
اور ملک فرعونیہ رستم کو بخشا خیر اس بارہ مین جاے دم زدن نہین ہی حمزۂ ثانی مالک و مختار ہین جو
کچھ جسے چاہین بخشدین اور بے شبہہ رستم ثانی نے کام بھی ایسا ہی کیا ہی لیکن اے بدیع الملک مین نے
سنا ہی کہ حمزۂ ثانی نے دختر فرعون یعنے ملکہ غزال گوہرپوش کو بھی رستم کے حوالہ کیا ہی یہ ظاہر ہی
کہ مین ابھی تک فرعونیہ مین اپنی عہدۂ وزارت پر ممتاز ہون اور تمام اسباب فرعون میری تحویل مین
ہوا ہی چاہیے کہ ملکہ غزال کو رستم کے قبضہ مین دیدون یا ال کو دون استغفر اللہ میرا اسرا ملکہ غزال گوہرپوش
کے ساتھ ہی اگر میرا اسر نہوگا تو ملکہ غزال بھی رستم کے پاس ہوگی بدیع الملک خواجہ یاقوت کی یہ تقریر
دوستانہ سنکے بہت خوش ہوا اور کہا اے خواجہ اصل امر یہ ہی کہ مجکو تمسے اسطرح کی دوستی کی ہرگز امید نتھی
اور تم اس بارہ مین کیا ہر خاستہ خاطر ہو مین خود اس خبر کو سنکے از خود رفتہ ہو رہا ہان بخدا مجکو اس بات کا مطلق
خیال نہین ہی کہ رستم کو حمزۂ ثانی نے مال فرعون بخش دیا باشد مگر انکو یہ زیبا ہر گز نہ تھا کہ میری ناموس ویسر
کے نامزد کردی اس سے بڑھکے انسان کے واسطے ذلت نہین ہی کیا مین حمزۂ ثانی کی اس بخشش کو جائز
رکھونگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ خواجہ یاقوت نے کہا اے شاہزادہ پہلے بجاے خود یہ سمجھ لو کہ اگرچہ یہ ناموس کا
مقدمہ ہی تاہم یہ آپس کا معاملہ ہی تم اور رستم دونون ایک ہی سرکار کی نظر کردہ ہو غیر کے مقابلہ مین ایک سولی
کی فکر کر لی جاتی ہی لیکن آپس مین گونہ فہم و فراست کی ضرورت ہوتی ہی فلہذا اس بارہ مین مشورہ کر لو کہ کیا تدبیر
عمل مین لائی جاوے کہ اس ہنگامہ کو طول نہو اور حسب مراد کام بھی انجام پا جاوے بدیع الملک نے کہا
اے خواجہ میری سمجھ مین کوئی بات ایسی نہین آتی کہ جس سے یہ مقدمہ بسہولت طے ہو جائے ہان یہ بات بجاے خود
مقرر کر لی ہی کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ غزال گوہرپوش کو رستم تک نہ جانے دینا چاہیے اور جو کچھ تمھارا
مشورہ ہو اُسے بھی بیان کرو خواجہ یاقوت نے بعد تامل بسیار کہا توقف کرو مین شہر مین جاتا ہون اور
کوئی تدبیر کرتا ہون غرضکہ اُسی وقت شہر فرعونیہ مین پہونچا ایک نامہ حمزۂ ثانی کے نام لکھا قاصد کے ہاتھ
حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا وہ قاصد نے وہ حمزۂ ثانی کو پہونچایا حمزۂ ثانی نے سرنامہ چاک کرکے
نامہ کھولا لکھا تھا کہ بعد حمد خداوند دوسرا و نعت جناب محمد مصطفے و منقبت علی مرتضے علیہ الف الف تحیۃ و ثنا
کاتب کتابت ہذا مین ہون خواجہ یاقوت نام وزیر مملکت فرعونیہ خدمت شریف حضرت اقدس و اعلی
مین گزارش ہی کہ سلف سے اس بات کی شہرت ہی کہ بڑون کی بڑی بات علی الخصوص بادشاہان خود مختار
و سلاطین نصفت شعار اپنی دریا دلی سے جو کچھ جسکو چاہتے ہین تفویض فرماتے ہین ہر وقت باب فیض و کرم
کو وا رکھتے ہین کوئی متنفس مجال تعرض نہین رکھ سکتا فی الحال جو مال و اسباب فرعون دست اختیار
جاودان دولت ابدمدت مین آیا ہی اگرچہ مین حکومت فرعونیہ کا دستور راست ہون اور تمام دولت
و حکومت فرعونیہ میرے ہی تحویل مین ہی تاہم مالک و مختار حضرت والا مرتبت ہین جو کچھ جسکو چاہین مرحمت
فرماوین کوئی مانع نہین ہو سکتا ہان ایک امر مین کمال درجہ حیرت ہی
فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی ناموس ہی حالانکہ اُسکی

ملکہ غزال گوہرپوش و ختر

ہی لیکن بنظر تقدم بالتحفظ ابھی سے عریضہ پیش کیے رکھتا ہون کہ اگر کسی وقت مین ملکہ غزال کی طلبی
ہوئی تو مین اُسکی ترسیل سے معذور رہونگا یہ مقدمہ بحث طلب ہی اسکا تصفیہ ضروری ہی مین نے سنا
ہی کہ ملکہ غزال کے بارے مین کچھ گفتگو کی نوبت آچکی ہی یہ وجہ اس ذکر کے قلمبند کرنے کے ہوئی بفحوائے
انی جاعل فی الارض خلیفہ فاحکم بین الناس بالحق مجکو یقین کامل ہی کہ ہر ایک حکم کے صدور مین ہمیشہ عدل
و انصاف شامل رہیگا علی الخصوص ملکہ غزال گوہرپوش کے بارہ مین خلاصہ اس تقریر طولانی کا
یہ ہی کہ اگر بدیع الملک اپنے حق کا مستحق رہا فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ملکہ غزال گوہرپوش
قطعی ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون سے اپنے کو دستبردار سمجھنا چاہیے جبتک میرے قالب مین
جان ہی ہرگز ملکہ غزال گوہرپوش اور ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون کسی کو نہ دونگا عام اس سے
کہ یہ رستم ثانی ہو یا کوئی اور ہو اس بارہ مین مجکو اپنی طاقت کا اندازہ کرنا ہی ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان
دریں آتشکارا چہ دارد نہان فرعون کے نسبت تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن قلعہ فرعونیہ و مال فرعون
بغیر میری مرضی کے لینا سہل امر نہین ہی جب وقت طلبی آئیگا اُسوقت حقیقت دریافت ہوجائیگی والتسلیم
جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور
دست بستہ بکمال ادب اسطرح عرض پیرا ہوا ؎ کہ ای شہریار سعادت قرین + ز روی تو روشن زمان و زمین
کیا کچھ میری نسبت بھی اس نامہ مین لکھا ہی اگر مجکو سلام لکھا ہی تو علیکم السلام اگر کچھ فرمایش کی ہو تو ارشاد ہو تعمیل
کر کے بھیج دی جاوے حمزۂ ثانی نے فرمایا ای رستم سلام کیسا یہ نامہ از اول تا آخر تمھارے ہی بارہ مین لکھا
ہی یہ کہا اور وہ نامہ رستم ثانی کے ہاتھ مین دیکر کہا پڑھو کیا لکھا ہی رستم نے نامہ کو پڑھا اور تا دیر سکوت مین بیٹھا
رہا حمزۂ ثانی نے فرمایا ای رستم کیا ملکہ غزال گوہرپوش بدیع الملک سے بھی کچھ سابقہ رکھتی ہی جو اس
بارہ مین اس طرح کی تحریر خواجہ یاقوت وزیر کی آئی ہی کہو یہ کیا واقعہ ہی مجکو اس مقدمہ سے مطلق اطلاع
نہ تھی استغفر اللہ میرا یہ پیشہ نہین ہی کہ کسی کا حق زایل کرون علی الخصوص ناموس کے بارہ مین رستم ثانی
نے عرض کی شہریارا یہ قصہ طولانی ہی خلاصہ سب کا یہ ہی کہ مین اور بدیع الملک دونون اول
شہر فرعونیہ مین داخل ہوئے تھے مین قہرمان خونخوار کے یہان مقیم ہوا اور بدیع الملک
خواجہ یاقوت وزیر فرعون کا مہمان ہوا اس طرح کی تحریر طرفداری سے ثابت ہوتا ہی کہ خواجہ یاقوت
بدیع الملک کا دوست و خیرخواہ ہی جب حضور کی مرحمت و عنایت کی خبر بدیع الملک کو پہونچی
ہوگی از راہ حسد خود تو کچھ نہ کرسکا خواجہ یاقوت سے شکایت کی ہوگی خواجہ یاقوت نے اُسکی خاطر سے
یہ نامہ لکھا ہی ورنہ ملکہ غزال گوہرپوش بدیع الملک کو کیا جانے اُسنے بدیع الملک کو خواب
مین کبھی نہ دیکھا ہوگا خواہ مخواہ بدیع الملک پر کیا موقوف ہی جس شخص کا دل چاہے ملکہ غزال کا اپنا حق ٹھہرا
لے اور اپنے سے جو لوگ موافق ہون اُنکو بہکا کے ہنگامۂ جنگ برپا کرنے کا سامان مہیا کر لے حمزۂ ثانی
نے کہا ہان یہ حال اب معلوم ہوا کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون بدیع الملک کا ہوا خواہ ہی بلکہ سچا
دوست سمجھنا چاہیے کہ [illegible] الملک کے واسطے ہنگامۂ جنگ گرم کرنے کو آمادہ ہی ای رستم
سے قلعہ فرعونیہ کے جانب کوچ کرو اگر خواجہ یاقوت تمسے
رعایت نہ کرتا اسکے کیا معنے کہ بدیع الملک کا ایسا طرفدار

ہوگیا کہ سراسر جھوٹ بولنے پر آمادہ ہوگیا اور ای رستم ثانی اگر کوئی شخص تمہارا سدراہ ہوگا پس
مین سمجھ لونگا تمکو اُس سے کچھ سروکار نہین ہی رستم ثانی بہت خوب کہکے خاموش ہو رہا ؎

ہمہ نور گردید ارض و سما	جہان گشت از ظلمت شب رہا	برآمد برین تخت نیلوفری	چو روز دگر خسرو خاوری

رستم ثانی سوار ہوکے فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا یہ بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی
فرعونیہ کے جانب چلا ہی اور حمزہ ثانی نے خواجہ یاقوت کے نسبت یہ حکم دیا ہی کہ اگر تمہارے خلاف
اُس سے کوئی حرکت ظہور مین آئے پس اُسکو بلا تکلف ہلاک کرو بدیع الملک انھین یاران دست
راست کو ہمراہ لیکے سوار ہوا اور اثناے راہ مین قیام کیا اس عرصہ مین رستم ثانی بھی وہان پہونچا
دیکھا بدیع الملک درمیان راہ مین مقیم ہی سمجھا کہ سدراہ ہوا ہی مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے
سامنے آیا اور کہا ای بدیع الملک تمہارا اس طرف آنے کا کیا کام تھا علی الخصوص ایسے مین کہ جب
مین اس طرف کو عازم ہوا مین خوب جانتا ہون جس ارادہ سے تم آئے ہو بہتر یہ ہے کہ اپنے دست و پا
کو تکلیف دو خیریت اسی مین ہی کہ تم یہان سے واپس جاؤ بدیع الملک نے کہا کیا تیری شامت آئی ہی
جو بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس گفتگو سے کچھ کام نہین نکلیگا اگر مرد
میدان ہو میرے روبرو مقابلہ کو آ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو اُڑاتا ہوا قریب رستم کے آیا
اور کہا او غاصب کہ کیا کہتا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک کیون تو ایسے کلمات نازیبا میری نسبت
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی مین نے کسکا مال غصب کرلیا ہان حمزہ ثانی نے اپنی خوشی سے جو کچھ دیا وہ لیا
پھر مجھپر کیا موقوف ہی حمزہ ثانی جسکو جو کچھ مرحمت فرمائین وہ لے لے بدیع الملک نے کہا ای رستم
اس معاملہ کا فیصلہ تو بس اسی طرح ہو سکتا ہی ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران
یہ کہا اور نیزہ کا وار رستم پر کیا رستم نے اُس وار کو روکیا اور کہا ؎ زدے ضرب خود ضرب را نوش کن
غم دین و دنیا فراموش کن ؛ بعدہ شمشیر آبدار کا وار کیا بدیع الملک نے بھی رستم کے وار کو رد
کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار دونون جوان مرکب سے زمین پر آئے اور جنگ زور دست و بازو مین
مصروف ہوئے عمر ثانی دوران دوان حمزہ ثانی کے پاس پہونچا اور کہا ای شہریار عالی مقدار
حضور کیا بیخبر بیٹھے ہین وہان دونون سردار آپس مین ہلاک ہوئے جاتے ہین حمزہ ثانی نے کہا
ای عمر کیا بدیع الملک اور رستم کے بابت ذکر کرتے ہو عمر ثانی نے کہا حضور ہان حمزہ
نے کہا جو امر میرے دل مین پیشتر سے خطرہ رکھے ہوئے تھا وہی ظہور مین آیا اور حکم دیا جلد مرکب
دیوزاد حاضر کرو فوراً مرکب دیوزاد حاضر ہوا حمزہ ثانی سوار ہوئے اور اُس ہنگامہ مین پہونچکے
دیکھا بدیع الملک اور رستم دونون کا زور بیان کر رہے ہین بدیع الملک کہہ رہا ہی ای رستم تیرے
سبب سے مجکو سخت صدمہ پہونچا ہی مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اور رستم کہہ رہا ہی ای بدیع الملک تو
مجکو خواہ مخواہ غاصب ٹھہرایا ہی مین اُسکے عوض مین ضرور تجکو سزاے سخت دونگا حمزہ ثانی قریب آئے
اور بقوت تمام ایک تازیانہ بدیع الملک کی پشت پر مارا بدیع الملک از سرتاپا غیظ و غضب ہو گیا
چاہتا تھا کہ حمزہ ثانی سے دست و گریبان ہو جائے مگر چونکہ قسمت مین لاسکے
اُس زور سے جھٹکا دیا کہ حمزہ ثانی کے ہاتھ سے نکل سکے و

اس بات کا کبھی خیال نہ لاتا کہ مین تمسے کسی طرح کا پایہ کمی کا رکھتا ہون مجکو بہت افسوس اس بات کا ہی کہ ایرج نے منع کیا ہی ورنہ ہنگام مقابلہ حقیقت دریافت ہوجاتی اور بہت زیادہ تر وجہ میری طرح اسپنے کی یہ ہی کہ تم میرے بزرگون کے بزرگ ہو یہ کہا اور آبدیدہ ہوگئے خاموش ہورہا بعدہ حمزۂ ثانی رستم کی طرف متوجہ ہوئے اور تازیانہ اٹھا کے چاہتے تھے کہ رستم کی پشت پر وار کرین کہ ایرج بزودی تمام حمزۂ ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی شہریار حسب الحکم والا یہ ہنگام آرائی کی گئی ہی کیونکہ حکم ہوا تھا کہ فرخ روپیہ جاؤ اگر کوئی سد راہ ہوگا تو مین سمجھ لونگا اس صورت مین رستم ثانی بالکل بے قصور ہی وہ مستحق تازیانہ کی ضرب کا نہین ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ واجب تھا عرض کیا گیا حمزۂ ثانی نے وہ تازیانہ ایرج کی پشت پر مارا اور کہا ای خیرہ سر اور عام اس سے کہ کسی کی خطا ہو اور کوئی بے خطا ہو مگر بشنید دیکھا ہی کہ تم سب آمادہ فساد رہتے ہو ہمارے فہم مین یہ بات ہرگز نہین آتی آخر کیا وجہ ہی ایرج تازیانہ کی تکلیف سے تلملا گیا بعدہ عرض کی شہریارا اسکی وجہ تو بہت ظاہر ہی غلام کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی حمزۂ ثانی نے مرکب کی باگ کو پھیرا اور کہا ہم جاتے ہین تم سب خیرہ سرون کو چاہیے کہ جلد دربار مین حاضر ہو تاکہ اس باہمی قصہ کا فیصلہ کیا جاوے یہ کہا اور بارگاہ سلیمانی کی راہ لی بدیع الملک نے کہا ای رستم کیوکیا ارادہ ہی آیا میرا تمھارا فیصلہ حمزۂ ثانی کے روبرو ہو یا اسی وقت فیصلہ ہوجاے کیونکہ جب اس مقدمہ کا ایک سو فیصلہ کرنا بہر نوع مقصود ہی تو پھر کسی کے فیصلہ کی کیا ضرورت ہی رستم نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کا فیصلہ کرین لیکن اگر تمھاری خوشی خود ہی فیصلہ کر لینے کی ہی تو مین کیا عذر کرسکتا ہون ایرج نے کہا ای رستم باہمی فیصلہ ہرگز درست نہین اور بدیع الملک سے بھی یہی کہا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہی تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کو فیصل کرتے بدیع الملک نے کہا اچھا اگر تم سب کی یہی راے ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہا اور بدیع الملک مع یاران ہمراہ اپنے مقام قیام مین واپس آیا ہر شخص نے حمزۂ ثانی کی نافہمی کی شکایت کرنا شروع کی بدیع الملک نے کہا ای یارو حمزۂ ثانی اس بارہ مین کیا کرسکتے ہین دراصل اُنکے گوش زد ہی کیا گیا ہی کہ مساک عزال گوہرپوش کو بدیع الملک سے کچھ نسبت نہین ہی

اب بدیع الملک اور رستم ثانی کو اپنے اپنے مقام مین مقیم اور انواع اقسام کے اذکار و افکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حمزۂ ثانی کے دربار کا ذکر کیا جاتا ہی

آتا جسسے وست یار مین ساغر شراب کا
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
جو سطر ہی وہ گیسوے حور بہشت ہی
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
ٹوٹا طلسم بند جو اٹھا نقاب کا
جو چاہ [illegible]
وا [illegible]

کوڑی کا ہوگیا ہی کٹورہ گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
حرص و ہوس کو سینہ مین غافل جگہ نہ دو
کعبہ ہی نام ایک گفتہ خراب کا
دامن غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
[illegible] مین کا نہ حساب کا
[illegible] تا ہی یہی تمسے یا علی

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
حاصل ہوا ہی رتبہ سر و نکو حباب کا
سجادے سے میکدے مین مجھے نشہ لگیا
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا کتاب کا
غنچے کا عقد اسکو سمجھو نہ ای صبا
ناقوس مچھلیون نے سجایا حباب کا
چاہیے شکست جمل تو تحصیل علم کر
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

آرائش آرایان مملکت نکتہ پروری و تاجداران اقلیم دقیقہ یابی و معنی گستری ان مضامین تازہ مین یون قلم فرسائی
کرتے ہین کہ جب آفتاب برج شرف درگنون دریاے شاہ نجف اسد بیشہ جہانبانی یعنے حمزۂ ثانی بارگاہ سلیمانی
مین آکے مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سرداران نامدار و پہلوانان نمودار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق
جابجا کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے حمزۂ ثانی بدیع الملک اور رستم ثانی کے مقدمہ کو بغور و تامل سوچ رہے
تھے تمام دربار سکوت کے عالم مین تھا یکایک حمزۂ ثانی نے سعد شہریار کو قریب بلایا اور کہا اے سعد مین اس
بارہ مین کمال درجہ متردد ہون کچھ حقیقت اس واقعہ کی دریافت نہ ہوئی تمکو اگر کچھ معلوم ہو تو بیان کرو سعد
شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار عالی تبار ؎ نور مہر و فلک از روشنی راے تو باد
سرمہ اہل شرف خاک کف پاے تو باد ؎ مجھکو بیشتر حالات سے شاہزادہ بدیع الملک کے اطلاع ہے اور اس
شاہزادہ کے مذاق مین بھی دخل رکھتا ہون یعنے بدیع الملک ایک جوان سنجیدہ و حلیم ہے لغویت اسکے مزاج
مین نام کو نہین ہے اور لوگون کی نسبت مین کچھ نہین عرض کر سکتا حمزۂ ثانی نے کہا صاحب خاص اس واقعہ
موجودہ کے بابت اگر کچھ تمکو دریافت ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے کہا اے والا قدرت ؎ چشم بدان ز جاہ و جلال تو دور باد
ورد دولت تو اہل جہان را ہمہ دربار باد ؎ امر صحیح یہ ہے کہ ملکہ غزال گوہر پوش خاص شاہزادہ بدیع الملک
کی مطلوبہ ہے کسی دوسرے شخص کا اس بارہ مین مطلق دخل نہین ہے بالکل بیجا اس جوان نے تازیانے کھائے
اور آزردہ کیا گیا چونکہ استفسار کیا گیا اس وجہ سے اصل حال کے بیان کرنے کی جرات ہوئی ورنہ مین خاموش
تھا اور بیجا سمجھتا تھا کہ اتنے روز گذر گئے ست بچہ بھی آیا آج نہین کل حقیقت حال کا اعلان ہو جائیگا
حمزۂ ثانی انگشت بدندان ہوئے اور کہا اے سعد واقعی اگر ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ
ہے تو اس بیچارہ پر بڑا ظلم ہو گیا مگر پھر بھی طرح طرح کے شکوک دل مین خطور کرتے ہین سخت حیرت کی بات
ہے کہ رستم ثانی کا بیان ہے کہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو جانتی بھی نہین ہے سعد شہریار نے کہا شہریار
جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہے مگر ؎ آنجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ؎ غزال گوہر پوش کو بلا کے اسی
سے یون دریافت کر لیا جاوے اگر وہ بدیع الملک کو پہچانتی ہوگی تو جھوٹ سچ کا حال دریافت ہو جائیگا
حمزۂ ثانی نے عمر ثانی کو بلایا اور کہا جاؤ بدیع الملک کے پاس اور ہمارے پاس لے آؤ آج ہم اس
مقدمہ کا فیصلہ کرینگے عمر ثانی بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے شاہزادہ والا جاہ تمکو حمزۂ ثانی نے
یاد فرمایا ہے بدیع الملک نے عمر ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے عمر ثانی ہم اس نوکری سے دست بردار
ہوئے جو کوئی حمزۂ صاحبقران کا نوکر ہو اس کو بیجاؤ اور اے عمر ثانی ہماری طرف سے صاف لفظون مین یہ
کہدینا کہ حمزۂ صاحبقران اب ہمارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین ورنہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ یا تو حمزۂ صاحبقران
میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے یا مین انکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا آج تک مین نے انکی بزرگی کا پاس کیا لیکن اب
مین نے بزرگی اور خوردی کے لحاظ کو بالاے طاق رکھا جو خدا کے بندے وہ ہین وہی مین ہون لحاظ و پاس بزرگی اس
بزرگ کا رکھا جاتا ہے جو خوردون کی خوردی کا بھی پاس و لحاظ رکھتا ہے ورنہ خوردون کے نسبت انواع اقسام
کی بے تمیزی کی شکایتین ہوتی ہین اور بزرگ مطلق ان شکایتون کی جانب اعتنا نہین کرتے عمر ثانی بدیع الملک کی تمام تقریر
سکوت مین سنا کیا بعدہ کہا اے بدیع الملک جو کچھ تمنے کہا مین نے بخوبی سنا اور ... رکھا تاہم ملحوظ خاطر امر
مگر حمزۂ صاحبقران کو تمسے کسی نوع کی خصومت ہے اور نہ کسی ورس کا ... ہولہ

مین آیا تو اسکی نسبت گمان غالب یہ ہوسکتا ہی کہ انکی لاعلمی کا سبب تھا اُسکا دفعیہ بعد تحقیق دریافت ہوسکتا ہی سرد
تو تمھاری زبانی حمزۂ ثانی کی شکایت جو کوئی سنیگا وہ یہی کہیگا کہ سہو خطا بزرگان گرفتن خطا ست
قطع نظر ان جملہ امور کے بالفرض حمزۂ صاحبقران نے تم پر ظلم کیا پھر وہ بزرگ ہین ایک وقت چشم نمائی کرینگے
دوسرے وقت بکمال شفقت تمھارے سر و چشم کو بوسہ دینگے بدیع الملک نے کہا اے عمر اب میرے خیالات بالکل منتشر
ہوگئے ہین اس طول و کلام کو محض لاطائل سمجھتا ہون بیکار مغز خراشی کرنا ہی کچھ فائدہ نہوگا اور مین ہرگز اب
حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران خوش ہون یا ناراض ہون مجھے مطلق پروا
نہین ہی جو آیا بسر گذشت چہ باک تیرہ چہ باک دست عمر ثانی نے پھر فہمایش شروع کی بدیع الملک نے کہا اس بارہ
مین اب تمھاری زیادہ گوئی بھی تمھاری نادانی پر محمول کرتا ہون بس کہدیا جاؤ اپنے ضروری کام مین مصروف
ہو مجھسے مطلق سروکار نہ رکھو عمر ثانی نے کہا اے بدیع الملک مجھے چاہو نادان سمجھو یا مجنون تصور کرو مگر
مین یہ کہونگا کہ اسوقت تمھاری عدول حکمی بالکل خلاف ہی بدیع الملک نے کہا پاپوش سے خلاف ہی یہ کہا
اور اسی وقت حکم کوچ دیا اسباب سفر کے پشتارے بندھنا شروع ہوگئے عمر ثانی نے کہا دیکھو مین واپس
جاتا ہون اور حمزۂ صاحبقران سے صاف صاف یہی کہے دیتا ہون کہ وہ نہین آتے ہین بدیع الملک نے
کہا ہان جاؤ یہی کہدو اور تمام یاران دست راست کو ہمراہ لیکے نگارستان جابلقا کی جانب روانہ ہوگیا تھوڑی
دور تک عمر ثانی ہمراہ گیا اور سمجھاتا رہا کہ اے بدیع الملک دیکھو یہ کیا کرتے ہو تمھاری اس عدول حکمی سے
حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال ہوگا بدیع الملک نے کہا اگر حمزۂ صاحبقران کو ملال ہوگا تو زیادہ سے زیادہ
نیست کہ میری تنخواہ موقوف کردینگے اور اگر فوج و لشکر میری گرفتاری کیواسطے بھیجینگے کچھ مضائقہ نہین
مجکو مجبور کرکے لیجاوینگے چلا جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا اور آبدیدہ ہوکے کہا اے عمر کیا کہتے ہو حمزۂ صاحبقران
اور انکے مقربان بارگاہ نے میرے دل و جگر مین پھپھولے ڈال دیے ہین مین ہی ایسا شخص ہون کہ ابتک برداشت
کرتا رہا دوسرا ہوتا تو ابتک کبکا فیصلہ ہوگیا ہوتا اور سخت کشت و خون کی نوبت آجاتی عمر ثانی مجبور ہوکے
واپس آیا اور حمزۂ ثانی کی خدمت مین آکے کہا اے شہریار مین نے ہرچند بدیع الملک کو سمجھایا مگر وہ ایسا
برخاستہ خاطر ہی کہ میرے اصرار کیجانب مطلق التفات نہ کی بلکہ وہ اسوقت مع پہلوانان دست راست باختر کی جانب
کوچ کرگیا اور بدیع الملک نے یہ بھی کہا کہ مین نے حمزۂ صاحبقران کی نوکری چھوڑی اے شہریار میری فہمایش
پر آج بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا نہین معلوم کیا ایسا سخت ملال اُسکو پہونچا ہی کیا عرض کرون اسکے آبدیدہ ہونے سے
میرا دل آب ہوگیا مین ہرچند روکا مگر نہ مانا ناچار واپس آیا حمزۂ ثانی اس خبر کو سنکے نہایت آزردہ خاطر ہوے
اور گونہ فکر بھی پیدا ہوئی کہا اے عمر ثانی خیریت یہ ہوئی کہ فرعون کا قصہ پاک ہوگیا ورنہ بدیع الملک کے
برخاستہ ہوکے چلے جانے مین سخت دقت واقع ہوتی تاہم بدیع الملک کے غصہ کا فرو کرنا فرض ہی ابھی نہین
جب مین باختر کو جاؤنگا اسوقت اُسکے غصہ کے فرو کرنے کی تدبیر کیجاویگی ہنوز یہ گفتگو ہورہی تھی کہ ہرکارے نے
خبر دی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون آتا ہی حمزۂ ثانی خاموش ہورہے خواجہ یاقوت دربار مین داخل ہوا
اور بادب تمام سلام [illegible] حمزۂ [illegible]
کرکے کرسی [illegible] سلام دیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ یاقوت بار دیگر سلام
فی [illegible] وقت کسطرح آپکا اتفاق ہوا خواجہ یاقوت نے کہا کیا عرض کرون
[illegible] ئی ہی اُسکو علم نجوم کا بہت شوق ہی آج وہ حسب اتفاق میرے

پاس آیا انواع اقسام کے حرف و حکایات کے بعد مین نے اپنے طالع کی کیفیت پوچھی اُسنے قواعد نجوم سے آیندہ کے حالات
بیان کیے مع ہذا یہ بھی بیان کیا کہ تمھارا زمانہ ملازمت ہنوز سب طرح درست ہی مین نے کہا اگرچہ مین ابھی تک وزارت فرعون پر
مقرر ہون مگر اب فرعون کہاں اُسنے کہا واہ فرعون موجود ہی اور اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقرر ہی
مین تا دیر غریق بحر حیرت رہا اور اپنے بھائی سے بحث کرتا رہا کہ یہ کس طرح ممکن ہی اُسنے کہا اسکو مین نہین جانتا کہ ممکن ہی یا نہین
لیکن فرعون ابھی موجود ہی عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہی اور کنعاس جادو بھی اُسکے ہمراہ ہوگا اور یہ بھی کہا
حمزۂ صاحبقران پر سخت یورش کریگا حتی کہ حمزۂ صاحبقران پر عرصہ تنگ ہو جائیگا حمزۂ ثانی متبسم ہوئے اور
کہا اے خواجہ فرعون جہنم واصل ہوا اُسکا زندہ ہونا محالات سے ہی علم نجوم کا کچھ اعتبار نہین ہی ایک ذرہ کو پہاڑ
کہا جاتا ہی اسی طرح کے بہتیرے احکام میری سماعت مین گذرے ہین خواجہ یاقوت نے کہا ایسا خیال ہرگز نہ کیجیے یہ خبر
بہت صحیح ہی اور اسمین مبالغہ کا بالکل دخل نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا تمھین کیونکر تحقیق ہوا کہ یہ امر صحیح ہی خواجہ نے
کہا جسطرح اسوقت شہریار یقین نہین کرتے میرا بھی اسوقت یہی حال تھا چونکہ مجھکو اس فن مین کچھ دخل ہی میرے
بھائی نے کہا اور اگر تمکو یقین نہین ہی تم خود دیکھ لو چنانچہ مین نے حساب لگایا میرے بھائی نے مجھکو مدد دی اور اس
قاعدہ کو سمجھاتا گیا نتیجہ وہی نکلا جو اُسنے بیان کیا بس مجھکو یقین ہو گیا اے شہریار اس حکم کو غلط سمجھکے غفلت کرنا ہرگز
مناسب نہین ہی اور جب یہ مقرر ہو چکا ہو کہ اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مخصوص ہی تو ضرور بدیع الملک
ہی کو اُسکی ہلاکت کی کوشش کرنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو طول ہوگا اسوقت مین خاص اس وجہ سے زیادہ تر
اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ بدیع الملک فی الحال برخاستہ خاطر ہو رہا ہی اگر اُسنے پہلوتہی کی غضب ہو جائیگا
اور کسی سردار و پہلوان کی طاقت نہین ہی کہ فرعون کے مقابلہ مین سر بر ہو سکے ہر ایک کی بات ہر ایک کے ساتھ
ہی حمزۂ ثانی نے کہا اے خواجہ بڑا غضب ہو گیا بدیع الملک یہان سے برخاستہ ہو کے مع سرداران ستارا
باختر کے جانب روانہ ہو گیا مجھکو کیا خبر تھی ورنہ مین ہرگز اُسکو یہان سے جانے نہ دیتا خواجہ یاقوت نے کہا
بیشک اب سخت خرابی کا سامنا ہوگا ہاں اتنا تو بیان فرمائے کہ بدیع الملک اور رستم کے باہمی قصہ کا کیا فیصلہ
ہوا حمزۂ ثانی نے کہا وہی تو سبب بدیع الملک کے برخاستہ ہو کے چلے جانے کا ہی ابھی تک وہ معاملہ معرض
بحث مین ہی اگر سچ پوچھو تو مجھکو اس حال سے مطلق اطلاع نہین ہی کہ آیا حق کس کے جانب ہی تم کیا کہتے ہو
آیا غزال گوہر پوش بدیع الملک کی منسوبہ ہی یا رستم ثانی کی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا سچ یہ ہی کہ جوانان
دست چپ ہمیشہ سے دغاباز و حیلہ ساز ہین اور جوانان دست راست ہمیشہ نمازی و راستباز رہے ہین نہین معلوم
انکے نفوس مین کہانکی خباثت بھری ہوئی ہی کہ کسی طرح دفع نہین ہوتی مین نے مشاہدہ کیا ہی کہ اچھے آدمی ہمیشہ دغابازی
اور فیلسوفی ہی سے اپنا کام بنایا کرتے ہین رستم ثانی وہان موجود تھا خواجہ یاقوت کے اس کلام سے
از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا اور کہا اے خواجہ یاقوت کیا اسطرح بلا تکلف کسی کی نسبت خلاف کلمے زبان پر جاری کرنا بہتر نہین
ہوتا ہی آخر کیا دغابازی پہلوانان دست چپ سے ظہور مین آئی جو تم اس طرح بیباکانہ انکو متہم کرتا ہی خبردار اب
ایسے کلمات نازیبا سرداروں کی نسبت زبان پر نہ لانا ورنہ بہت خراب نتیجہ دیکھیگا خواجہ یاقوت نے کہا اے رستم دیکھو
تو اپنی بیہودگی جو لوگ آدمیت سے کورے ہوتے ہین ہر ایک بات کو صریح سمجھ کے [illegible] سے نکالتے ہین رستم نے
کہا تو نے جو پہلوانان دست چپ کو دغاباز و حیلہ ساز کہا یہ ہیچ نہین [illegible] کرامات [illegible] تو نے
[illegible] قول کیا دعوی کا بغیر دلیل کے کبھی صحیح نہین ہوتا کاش کے تو

ثابت

تو سمجھتا چاہے کہ مین تیری حقیقت حال سے آگاہ نہین ہون اب مجھسے پہلوانان دست چپ کی دغابازی و
حیلہ سازی کا ثبوت سن اُسکے بعد اگر جھوٹ نکلے تو بس آگ بگولا ہو جاتا ہی رستم علمشاہ۔ وہی کو تو جانتا ہی یا نہین
اُسنے کہا ہان خوب جانتا ہون خواجہ یاقوت نے کہا وہی علمشاہ رومی جسکو تو جانتا ہی اُسنے ایک زمانہ مین
اپنے گلے مین بت لٹکائے زنار پہنا پایہ تخت صلصال مین مدت تک مسلمانون کو ہلاک کرتا رہا ہزارہا بیگناہون کا خون
اپنی گردن پر لیا بعدہ جب ملک قاسم نے انتظام مین دخل دیا کوچک باختر مین شاہزادۂ بدیع الملک کے
ہر ایک کام مین فتنہ و فساد برپا کرتا رہا جب تیرا باپ ایرج کامیاب ہوا امیر والاتوقیر کے تمام کامون کو ابتر کرتا رہا اور
اُسکی مان پر عاشق ہو گیا حتی کہ بارہ برس تک اُسکے عشق مین مجنون و دیوانہ رہا یہانتک کہ تو پیدا ہوا اب تو اپنے کو دیکھ
اور شاہزادۂ بدیع الملک سے دعوی ہمچشمی کو دیکھ اور کاتبکے صرف ہمچشمی پر اکتفا کرتا مزید بران اُسکی ناموس کو
قبضہ مین لانے کا بندوبست کیا حالانکہ اُسکی ناموس تیری مادر ہوئی اور وہ بتر اچھا ہوا کیونکہ تیرے باپ کا بھائی
ہی اے رستم کیون تونے اپنے بزرگون کا پوست کندہ حال بیان کروایا مجکو بہت کچھ یاد ہی اگر کہ تو اسی طرح اور کچھ بھی
بیان کرون خلاصہ تیرے تمام خاندانی حالات کا یہ ہی کہ سلسلہ تیری نسل مین شورہ پشتی چلی آتی ہی آج یہ کوئی نئی
بات نہین ہی اُس سے کہ جیسے تیری نسل کی کیفیت نہ معلوم ہو مجھسے کیا پوچھتا ہی کہ پہلوانان دست راست نے
کیا دغابازی و حیلہ سازی کی تو ہی انصاف سے کہدے کہ اس سے زیادہ دغابازی و حیلہ سازی کیا ہوگی مجھکو
تعجب ہی کہ آجتک تیرے ساتھ مین بدیع الملک کس طرح زندہ رہا ہلاک کیون نہ ہو گیا حالانکہ یہ مجکو یقین ہی کہ تو
شب و روز اُسکی ہلاکت کی فکر مین ہوگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ وہ انسان کیا جسمین انسانیت کی بو نہ پائی جائے
آدمی را آدمیت لازم ست   عود اگر بو نباشد ہیزم ست   یہ کہکے خواجہ یاقوت سعد شہریار کے جانب متوجہ
ہوا اور کہا شہریار تم تو اُسوقت مین وہان تھے اگرچہ مین جھوٹ کہتا ہون تم مجکو شہریار بے والاتبار کے روبرو قائل
کرو اور کاذب بناؤ مین تو سب کے روبرو کہتا ہون پوشیدہ نہین کہتا سعد شہریار پر کیا موقوف ہی اور بھی
بیشتر حاضرین آگاہ ہونگے اگرچہ مصلحت اسوقت سکوت کرین سعد شہریار نے کہا اے خواجہ اسمین مطلق شک و شبہہ
نہین کہ تمنے جو کچھ کہا سچ کہا بعدہ خواجہ یاقوت نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے شاہزادۂ ایرج نوجوان
تھوڑا سا اسطرف بادشاہ اسلام کے سامنے چلے آؤ ایرج نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور حمزۂ ثانی کے روبرو
آیا خواجہ یاقوت نے کہا اے ایرج اسوقت حق حق بات زبان سے نکالنا ایک روز سب کو ملک الموت سے
ملاقات کرنا ہی پہلے یہ بتاؤ کہ تم اور رستم ثانی فرعون کی قید سخت مین مبتلا تھے یا نہین تھے ایرج نوجوان نے
کہا اگرچہ مین اس حال کو پوشیدہ بھی کرون لیکن کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہی درآنحالیکہ سب ہی آگاہ ہین خواجہ
یاقوت نے پوچھا اچھا اب یہ بھی بتاؤ کہ اُس قید سخت سے کس نے خلاص کیا ایرج نے کہا ہم لوگون کو کلس
نام عیار ملکہ غزال گوہر پوش نے اس قید سے رہا کیا تھا خواجہ یاقوت نے کہا اب یہ بھی از راہ مہربانی
بیان کرو کہ کلس عیار ملکہ غزال نے جو تمھین قید سے رہا کیا اسکا کیا سبب تھا آیا تمھے کلس سے قرابت
تھی یا کلس تمھارا نوکر تھا [illegible] سے کسی پر ملکہ غزال فریفتہ تھی جسکی رعایت سے کلس اُسکے عیار نے
خلاصہ کیا [illegible]
[illegible] ان مین سے کوئی بات نہ تھی خواجہ نے کہا اچھا [illegible] وہان اسباب
سے ملکہ کے عیار نے تمھین رہا کیا ایرج نوجوان نے سمجھا کر لیا
[illegible] کیا خواجہ کیا سوال کرتا ہی [illegible] معلوم ہو صاف

صاف بیان کرے کوئی تجھسے کسیطرح کا تعرض نہین کریگا ایرج نوجوان نے کہا استغفر اللہ یہ کیا ارشاد ہوتا ہی مجھ
بجز حضور کے مجھسے تعرض کوئی کیا کر سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا جب یہ سمجھتا ہی پھر کیون سرنگون ہوتا ہی تجھکو قسم ہی صاحبقران
کے جان کی جو کچھ تجھکو سچا حال معلوم ہو بیان کر دے اگر تو نہ بیان کریگا مجھکو کمال صدمہ ہوگا تو نہین دیکھتا ہی کہ آپس مین
کیسے کیسے فساد برپا ہو رہے ہین تیرے ہی سبب سے یہ مقدمہ فیصل ہو اسی ایرج نوجوان نے کہا شہریار سچ
تو یہ ہی کہ جب کلس عیار ملکہ غزال نے ہمکو قید فرعون سے رہا کیا کلس ہمارے پاس آیا اور کہا آگاہ ہو چونکہ
تم برادران بدیع الملک سے ہو اس وجہ سے ہمنے تمکو اس قید و بند سے خلاص کیا رستم ثانی نے جو ملکہ
کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گیا مجھکو قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ رستم ملکہ غزال پر عاشق ہو گیا اُسی طرف
متوجہ ہی مین نے منع کیا کہ اے رستم یہ بات بالکل بیجا ہی یہ بھی غنیمت جانو کہ اس قید سخت سے رہا ہو گئے
رستم ثانی نے میرا کہنا نہ مانا ملکہ غزال سے کہا اے نازنین مین بھی بدیع الملک کا بھائی ہون مجھکو اپنی
غلامی کے واسطے قبول کر ملکہ نے کہا اے شاہزادہ چونکہ تمھاری خوشی اسی مین ہی پس مجھکو بھی کوئی عذر نہین
ہر طرح تجھکو رضامند سمجھو یہ کہکے چند جام بادۂ گلفام نشہ آمیز کے طلب رستم کو اور مجھے دیئے رستم ثانی اس
بادہ پیمائی کو رضامندی کی دلیل سمجھے جب تک حواس درست رہے مذاق کرتے رہے جب بیہوشی نے اپنا
عمل شروع کیا ملکہ نے دو مرکب مع براق طلب کیے اُن مرکبون پر ہمکو اُسی حالت بیخودی مین سوار کر کے شہر فرعون
سے باہر نکلوا دیا آخر ہم ہوش کی حالت مین سنبھل سکے اُن مرکبون پر سوار ہوئے اور طوفان جنگی کے ساتھ بدیع الملک
کے لشکر کی جانب راہی ہوئے بس اسقدر حال تو مجھکو بچشم دیدہ معلوم ہی جو بیان کیا اور کچھ مجھکو نہین معلوم ہی
آیندہ صاحبقران دانا شان کو اختیار ہی اس صورت مین ملکہ غزال کو جسکا حق سمجھین اُسے بخشدین جب
حمزۂ ثانی نے یہ قصہ اس تفصیل سے سنا نہایت برہم ہوا رستم ثانی کی طرف بنظر غیظ و غضب دیکھکے کہا او
نامرد دروغگو اگر یہ واقعہ اس طرح کا تھا جسکو تو بھی بخوبی جانتا تھا پس کیا وجہ تھی جو تو نے کہا دختر فرعون
ملکہ غزال کو مجھے بخشدو ورنہ خواجہ یاقوت وزیر کا بیان ور ورود ہوتا نہ اس بھید کا انکشاف ہوتا طرفہ تر یہ کہ
خواجہ یاقوت کے دغا باز کہنے پر برخاستہ ہوا رستم ثانی خجالت سے عرق عرق ہو گیا سر جھکائے ہوئے سکوت
مین بیٹھا تھا حمزۂ ثانی نے چاہا کہ تازیانہ سے مثل بدیع الملک کے رستم ثانی کی بھی خبر لے سعد شہریار
نے بمصلحت کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا سعد نے کہا یہان نہین تخلیہ مین عرض کرونگا
حمزہ اور سعد دونون مقام تخلیہ مین گئے سعد نے کہا مین نے صرف اس غرض سے تکلیف دی کہ اگرچہ رستم ثانی
نے سخت قصور کیا اور واقعی رستم نے بدیع الملک پر بڑا ظلم کیا جسکی سزا بہت کچھ ہو سکتی ہی لیکن فی الحال
سکوت کرنا قرین مصلحت ہی وہ مصلحت یہ ہی کہ اگر خواجہ یاقوت بقول حکم نجوم صحیح ہی اور فرعون بھی
نمودار ہوا تو پہلوانان دست راست تو اس طرح برخاستہ ہو کے چلے گئے ہین اسوقت پہلوانان دست چپ
بھی برخاستہ ہو جاینگے پھر تنہا کیا کام ہو سکتا ہی اور مجھکو بھی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ واقعی فرعون
ظاہر ہو کے خروج کریگا ایسے احکام نجوم کے غلط نہین ہوتے اور خواجہ ایک مرد سنجیدہ ہی شاید کوئی لغو
خبر ہرگز زبان سے نہین نکالے گا جب اُسکو یقین ہو گیا ہی تب اُسنے ... حمزۂ ثانی نے کہا اے سعد
واقعی تمھاری راے بہت صائب ہی خوب کیا جو تمنے اس را... رستم کی
اس بیہودہ حرکت سے ایسا غصہ آیا ہی کہ بس نہین چلتا ... پھر

نے کہا بغیر ضبط اسوقت کوئی چارہ نہیں حمزۂ ثانی نے سکوت کیا اور اپنی جگہ آکے بیٹھ رہے چند لمحہ تک سر نگون سکوت مین بیٹھے رہے پھر حکم دیا کہ کشتی لاؤ ملازمون نے کشتی حاضر کی خواجہ یاقوت کو خلعت رخصت ہوا خواجہ نے باادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا اب مین رخصت ہوتا ہون مگر ازروے نجوم جو کچھ مین نے خبر دی ہی اُسکا ضرور خیال رہے حمزۂ ثانی نے کہا ہان مجکو بخوبی خیال ہی خواجہ سلام کرکے روانہ ہوگیا اب حمزۂ ثانی کا یہ حال ہی کہ غمگین و بدحواس نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن طرح طرح کے خطرے دل مین پیدا ہوتے ہین جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا اُسی حالت انتشار مین اُٹھا خیمہ مین آیا بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا بے خبر سو گیا خواب مین دیکھا کہ امیر صاحبقران تشریف لائے ہین اور کہتے ہین اے فرزند بڑی غلطی ہوئی انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے ہر ایک بات پر عمل کرے یہ نہین کہ جو سمجھ مین آیا بغیر مشورہ اُسپر عمل کر لیا جسکا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہین ہوتا یہ کیا غضب کیا کہ بدیع الملک کو آزردہ کرکے نکال دیا اور صرف آزردہ اسی پر نہین کیا کہ اُسکے ناموس کو رستم کی درخواست پر رستم کو بخشدیا بلکہ اُس بیچارے کو تازیانہ سے اذیت پہونچائی حالانکہ وہ بالکل بیقصور تھا اے فرزند کیا تم سمجھتے ہو کہ بدیع الملک سے ملاقات کرکے اُسے رضامند کرلوگے استغفر اللہ بالفرض رستم ثانی اپنی سعادتمندی سے رضامند بھی ہو جائیگا تو بھی جسقدر اذیت تیرے ہاتھ سے بدیع الملک کو پہونچی ہی اُسی کے موافق اُسکا عوض تجھے بھی ضرور ملیگا یعنے تجھے بھی اذیت پہونچیگی مین خاص اسی اطلاع کیواسطے آیا تھا اب مین جاتا ہون خداوند عالم تیرا حافظ و نگہبان ہو اور بار دیگر مین تجھے سمجھاے جاتا ہون کہ کوئی کام نہ کر جبتک اُسکو بخوبی سوچ سمجھ کے نتیجہ نہ نکال لے اب تو بدیع الملک ناراض ہوکے چلا ہی گیا ہی مگر جب اُس سے ملاقات ہو اُسکے راضی ہونے کی کوشش کرنا وہ جوان نہایت دانشمند اور حلیم ہی کیا عجب ہی اگر تیرے راضی کرنے سے راضی ہو جائے اور گرد ملال کو اپنے دل سے دھو ڈالے بعد ازان نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ ثانی پھر اسکے خواب سے بیدار ہوئے خواب کا خیال بندھا اور زیادہ انتشار پیدا ہوا کہا دیکھیے اب خدا کیا دکھاتا ہی غلطی تو مجھسے ضرور ہوئی الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان آدمی سے خطا ہو ہی جاتی ہی مع ہذا بسبب خوف کے لرزے جاتے تھے

اب حمزۂ ثانی کو فکر و تردد مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال مسطور ہوتا ہی

چلی ہی ایسی زمانہ مین کچھ ہوا الٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا الٹی
نگاہ ناز ہی ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
نصیب اپنے پھرے قسمت رسا الٹی
خلاف وضع ہی انسان کیواسطے معشوق
خیال وصل مین پھر وہ [illegible] الٹی
سخن پرواز [illegible]

کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا الٹی
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
خلاف عشوہ و انداز ہی ادا الٹی
کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت و یاس
بدن کی زیب منھ کبھی قبا الٹی
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہمسے اے آتش
[illegible] گروہ سخن سنجان روا ہے

بیان حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
کلیم بخت سیہ سیدھی ہوئی یا الٹی
ہمارے خون سے مین دست و پا قاتل
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا الٹی
شب فراق مین نے جو منھ لپیٹا ہی
زمانہ پھر گیا کیسی چلی ہوا الٹی

کہ فرعون شاہ اہمن جہان مین [illegible] پیدا ہوئی جب وہ گرد و نزدیک پہونچی دامن گرد چاک ہوا [illegible] لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف [illegible] معلوم ہو

جب قریب پہونچے اونگا سب نے بہیئت مجموعی بخلوص اعتقاد فرعون کے روبرو سر نیاز جھکایا پھر اعلی سردار
نے یکے بعد دیگرے فرعون ملعون کو سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے اسطرح دعا مانگی اے خداوند
تیری محبت ہمارے دلوں میں جگہ کرلے تیرا اعتقاد بھی ترقی کرتا رہے تو اپنے بندوں کو اپنے دل سے کبھی
نہ بھلانا ہمیشہ حاضر و غائب عنایت و مرحمت کی نظر رکھنا ہم تیرے بندے تیرے سوا کسی کو نہیں مانتے ہر دم
تیرا ہی دم بھرتے ہیں تیری ہی یاد رکھتے ہیں زندگی میں ہمکو آباد و شاد رکھنا مرنے کے بعد اپنی ارم کے کسی
گوشہ میں ہمکو بھی جگہ دینا اس اثنا میں یکایک شیاطین آیا اور موقعہ عرض سے اسطرح گویا ہوا اے سب قوتوں
اور قدرتوں کے مالک تو سب اچھی چیزوں کا دینے والا اور بنانے والا ہے اپنے نام کی محبت ہمارے دلوں میں
پیدا کر ہم میں سچی دینداری بڑھا ساری نیکیوں کی ہم میں تربیت کر فی الحال ایک خبر تازہ گوش گذار
حضرت اعلی کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ سر دست خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والوں میں بہت بڑا انقلاب
پیدا ہو گیا ہے فرعون شاہ نے کہا اے شیاطین بندہ خاص قدیم اختصاص جلد بیان کر وہ کیا انقلاب
خداپرستوں کے لشکر میں پیدا ہو گیا ہے شیاطین بولا نتیجہ اس انقلاب کا یہ ہے کہ بدیع الملک نامے جو
تیرا بندہ ہے اور تجھسے منحرف ہے وہ باختر کے جانب کوچ کر گیا ہے اور حمزہ ثانی جو خداپرستوں کا سردار اعلی
ہے اور جسکو تو نے اپنی قدرت کاملہ سے بہت کچھ نوازا ہے وہ مع سرداران دست چپ فرعونیہ میں
وارد ہوا ہے واجب جان کے عرض کیا آیندہ اختیار بدست مختار فرعون اس خبر انقلاب سے مارے خوشی
کے بہت کچھ بندر کیطرح اچھلا کودا شیاطین نے کہا اے خداوند یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ صرف اچھلنے کودنے
پر اکتفا کیجاوے بلکہ اس بارہ میں کچھ تدارک کرنا چاہیے اگرچہ قدرت خداوند ہر وقت غالب ہے اور کوئی کیا کر سکتا
ہے تاہم تو نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے ایسا نہو کہ تیرے دشمنوں کے ہاتھ سے ایسا کچھ سبب پیدا ہو
کہ خداوند کی کسی طرح کی تضحیک و تذلیل ہو جاوے اور خداوند کو صدمہ پہونچے علی الخصوص خداے نادیدہ
پرستش کرنے والوں کی جلد خبر لینا چاہیے کہ انکے حرکات بیشتر خداوند کے انتظام میں خلل پیدا کرنے
والے ہیں فرعون نے سر ہلایا کہا ہاں تو سچ کہتا ہے میں اسکا انتظام کرتا ہوں چنانچہ اسیوقت حکم کوچ دیا
فوراً سامان سفر جانوران باربردار پر بار کیا گیا بکثرت فوج ساتھ ہوئی فرعونیہ کے جانب کوچ کیا
کناس جادو ساتھ تھا جب تھوڑی راہ طے ہوئی اسنے کہا اے خداوند میرے بارہ میں کیا حکم ہے آیا ہمراہ
رہوں یا یہیں مقیم رہوں فرعون نے کہا اے کناس تیرا میرے ہمراہ چلنا ضروری ہے کناس نے کہا
بہت مناسب اور ساتھ ساتھ وہ بھی روانہ ہوا اثناے راہ میں فرعون کچھ سوچا پھر اپنی شاخ سے
ایک بال نوچا آگ منگائی اسمیں ڈالدیا اسکا جلنا تھا کہ سامنے سے صحافہ نشین نمودار ہوا آتے ہی فرعون
کو سجدہ کیا دعا و ثنا سے خداوندی بجا لایا اور دست بستہ عرض کی یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہے فرعون نے
کہا اے صحافہ نشین فی الحال میری سماعت میں گذرا ہے کہ بدیع الملک نامے خداپرست باختر کے جانب گیا ہے
میں چاہتا ہوں کہ فرعونیہ جاؤں تجھکو خاص اسواسطے بلایا ہے کہ تیری راے لوں کہ آیا میری راے درست ہے یا
تو اس سے خلاف ہے اسنے کہا اے خداوند یہ راے بہت صائب ہے میں کچھ ... عرض کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ بعد
قطع مراحل و طے منازل چند روز کے بعد فرعون لشکر حمزہ ثانی
ہوا سرداران لشکر اسلام متعجب ہوئے کہ نہیں معلوم یہ کون ہے

شہر کے واسطے بھیجا انھون نے آکے خبر دی کہ فرعون یہان وارد ہوا ہی اور یہ سب
خیمے اُسی کے استادہ ہین یہ خبر حمزۂ ثانی کو بھی پہونچی [illegible] حیرت ہوگیا رستم ثانی
کو بلایا کہا اے رستم خوش ہوکر فرعون پھر پیدا ہوگیا اگرچہ اسم خدا سے قادر و توانا پر
بھروسہ کیے ہوئے ہین کہ ع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست لیکن تمسے اسوقت بیان
کرنے کی یہ غرض ہی کہ کیا خوب فرعون کا قصہ پاک کیا اے رستم تمہارا جو کام ہی وہ ایسا
ہی غلط ہی اے رستم ثانی تمنے تو فرعون کو جہنم واصل کیا تھا اب یہ فرعون کہان سے
آگیا کیا وہ فرعون نہ تھا کسی راہگیر کو گرفتار کیا تھا اور بغرض دفع الوقتی فرعون قرار
دیکے اُسکو ہلاک کیا ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ تم لوگ کس طرح کی کارروائی
کیا کرتے ہو اور بجاے خود کیا سمجھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ ایسی لغو کارروائیون پر فخر کرتے
ہو اور آپس مین کشت و خون کرنے پر آمادہ رہتے ہو اُس وقت رستم ثانی کا یہ حال تھا
کہ گویا جان نہین ہی سر جھکاے بیٹھا تھا وہان فرعون نے حمزۂ ثانی کے نام نامہ لکھا شہر دیوانہ
کے ہاتھ حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا لکھا تھا
ہزار ہزار تعریف اُس بت بزرگ کی جسکا نام لات ہی ایسا ہی جسنے پانی پر زمین کو بچھایا
ہی زمین پر آسمان کو چھپر کی طرح چھایا ہی درمیان زمین و آسمان کے جمادات نباتات حیوانات
کو بنایا مجھکو جملہ موجودات پر شرف بخش کے اپنا مرتبہ عنایت فرمایا دونون جہان کی حکومت بخشی بنا برین
استفسار کیا جاتا ہی اے حمزۂ ثانی کیا مجھکو مثل نمرود شداد وغیرہ کافرون کے سمجھا ہے خود
سمجھ لیا ہی جو بغیر اطلاع و اجازت اس طرف چلا آیا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس درجہ
کی حکومت بت بزرگ نے مرحمت کی ہی آگاہ ہو اے حمزۂ ثانی فی الحال میرے غضب کا دریا
جوش پر ہی تجکو میرے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے خیریت اسی مین ہی کہ بلا تکلف چلا آ اور
مجھکو سجدہ کر اگر تجکو خیال ہی کہ جو گناہ تونے کیا ہی اُسکا عوض لونگا مین قسم کھاتا ہون اپنے عزت
و جلال کی کہ مین تیرے تمام گناہان گذشتہ سے درگذر کرونگا اور مطلق تعرض نہین کرونگا اگرچہ
تونے میری بہت کچھ تقصیر کی ہی جسکے عوض مین تیرا جو حال اور جسطرح کا عذاب سخت نازل
کرون بجا ہی مگر مین بہت بڑا رحم دل ہون میرے رحم کے مقابلہ مین تیرے گناہون کی کچھ
وقعت نہین ہی ہر وقت مین اپنے رحم کی طرف نظر کرتا ہون کسی کے گناہون کا مطلق خیال
نہین کرتا ہون فقط جب اسطرح کا مضمون حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا کمال درجہ طبیعت مین
اشتعال پیدا ہوا فورًا نامہ کو چاک کر ڈالا اور دیوانہ کی طرف دیکھکے کہا اے شہر یہ نامہ کسکا
تھا جو تونے مجھکو دیا شہر دیوانہ نے کہا اے شہریار تعجب ہی کہ تمنے نامہ کو از اول تا آخر دیکھا
اور پھر پوچھتے ہو کہ یہ نامہ [illegible] حمزۂ ثانی نے کہا مین نے نامہ کو بیشک پڑھا مگر مین پوچھتا
ہون تو [illegible] نامہ اُس شخص کا ہی جو آج تمام زمین و آسمان کا حاکم ہی
[illegible] ت و جلال سے اُسکے بندہ ہو اعتقاد صادق رکھتے
[illegible] ادہ کس مرتبہ کا سنگ خارہ شتو ہو وہ کہا جو لی کہ لوگ [illegible]

اُسنے کہا جھک مارا جو اس طرح کا نامہ لکھا اور ایسے ہی مزخرف اُسکے معتقد ہین جو اُسکو خدا فریدگار
کہتے ہین جو اُسکی قدرت کے قائل ہین شبہر دیوانہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھنے لگا
کہا شہریار یہ کیا کہتے ہو تمکو کچھ خوف نہین اگر خداوند کا غضب اسی وقت نازل ہو جاسے تو عجب
نہین حمزۂ ثانی نے باواز بلند کہا خاموش ہو کیا مزخرف بکتا ہے شبہر دیوانہ نے کہا خیر جو کچھ ہین مزخرف
بکتا ہون مگر اس نامہ کا جواب تو دو حمزۂ ثانی نے کہا جا اس نامہ کا جواب کہدے کہ نامہ و پیام
کی کچھ ضرورت نہین ہے آمادۂ حرب ہو دیکھون کیا تو قدرت طاقت رکھتا ہے اور کیسا خداوندی کا
دعوے کرتا ہے شبہر دیوانہ حمزۂ ثانی سے یہ جواب لیکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا
ہنوز حمزۂ ثانی کے لشکر کے حلقہ سے باہر نہین گیا تھا کیا دیکھتا ہے کہ خسرو بن قہرمان حمزۂ ثانی کے لشکر
مین چلا آتا ہے شبہر دیوانہ نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے خسرو تو خداوند فرعون کا
وزیر اعظم اور خواہر زادہ بھی ہے تجکو خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والون سے کیا کام ہے جو تو
یہان آیا ہے تعجب یہ ہے کہ خدا پرست فرعون پرستون کے دشمن جان ہین لیکن تجھسے کسی طرح کا تعرض
نہین کرتے سچ بتا یہ کیا واقعہ ہے خسرو بن قہرمان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او شبہر
نابکار یہ تو کیا بکتا ہے کیا تو مجکو فرعون پرست سمجھتا ہے مین تین حرف کہتا ہون ایسے خداوند پر اور
اُسکے معتقدون پر مین خداپرست ہون اور خداپرستون کا مطیع ہون شبہر نے کہا ہان سچ ہے مجکو
ہرگز یقین نہین ہے خسرو نے شمشیر آبدار کا وار شبہر دیوانہ کے سر پر کیا اور کہا اب تجکو یقین آجائیگا
راوی کہتا ہے کہ وہ وار ایسا خفیف تھا کہ شبہر دیوانہ کے ہوش و حواس بجا رہے اگرچہ سر کے
زخم سے پرنالہ کیطرح خون جاری ہوا شبہر نے اُسی حالت مجروحی مین ہاتھ بڑھا کے خسرو
بن قہرمان کا کمربند پکڑ لیا اور خسرو کے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینکدی اور بغل مین مستحکم
لیکے فرعون کی خدمت مین آیا فرعون نے جو شبہر دیوانہ کو اس ہیئت سے آتے
دیکھا کہا اے دیوانہ یہ کیا واقعہ ہے کہ تو خسرو کو بغل مین دبا کے ہوئے ہے شبہر نے کہا اے خداوند
پہلے اپنے نامے کا جواب سنو حمزۂ ثانی نے تمہاری شان مین جو جو کلمات ناسزا کہے ہین
میری مجال نہین کہ زبان پر لاسکون مین نے جواب نامہ مانگا کہا بس جواب نامہ یہی ہے کہ حرب و
ضرب کے واسطے آمادہ رہو مین اس جواب کو سن کے واپس چلا تھا کہ خسرو کو لشکر اسلام
مین دیکھا متعجب ہو کے پوچھا اے خسرو تو یہان کہان اور مسلمانون کے ہاتھ سے کس طرح سلامت
رہا خسرو نے کہا مین بھی مسلمان ہون اور تلوار کا وار میرے سر پر کیا جس سے میرا سر زخمی
ہوگیا مین نے چاہا کہ مین بھی اپنا وار کرون مگر پھر خیال آیا کہ اس معاملہ کو خداوندی پر محمول رکھنا
مناسب ہے چنانچہ خسرو کو بغل مین دبا کے یہان لے آیا فرعون نے کہا اے خسرو یہ شبہر دیوانہ
تیرے نسبت کیا کہتا ہے آیا یہ سچ ہے یا اتہام ہے خسرو نے کہا ہرگز اتہام نہین ہے اے فرعون ملعون
ہزار جان سے قربان ہون مذہب اسلام پر فرعون نے [illegible] تو یہ کیا کہہ رہا ہے معلوم ہوتا
ہے تیرے حواس درست نہین ہین خسرو نے کہا میرے [illegible] ازل
[illegible] فرعون نے حکم دیا کہ اسی و[illegible]

کے بھاگنے مین آگیا فوراً جلاد حاضر ہوا اور خسرو بن قہرمان کا سر تن سے جدا کیا یہ خبر
حمزہ صاحبقران کو پہونچی کہ خسرو بن قہرمان جو ہوادار ان رستم ثانی سے تہا فرعون
کے حکم سے قتل کیا گیا اور سبب ہلاکت اُسکا سپہر دیوانہ ہوا ہی کیونکہ جسوقت سپہر دیوانہ یہان
سے اپنے لشکر کے جانب چلا تھا خسرو کو لشکر اسلام مین دیکھ کے متعجب ہوا بعد گفت و شنید
بسیار سپہر دیوانہ خسرو کو گرفتار کرکے لے گیا اور فرعون کے روبرو اُسکے مسلمان ہونے کی
حقیقت بیان کی حمزہ ثانی کو بہت ملال ہوا رستم ثانی اُسوقت دربار مین موجود تھا آہستہ
وہان سے اُٹھا اور باہر آکے مسلح و مکمل مرکب پر سوار ہوا بارگاہ فرعون کی راہ لی تا اینکہ وارد
دربار فرعون مین پہونچا فرعون کو بطریق اسلام سلام کیا فرعون نے رستم ثانی کو دیکھ کے
کہا ای خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والے تعجب ہی کہ تو یہان آیا بیان کر کس واسطے
آیا ہی رستم ثانی نے کہا سپہر دیوانہ کہان ہی جو خسرو بن قہرمان کو لایا ہی مین نے سنا ہی
کہ خسرو کو اُس ملعون نے ہلاک کروایا سپہر دیوانہ موجود تھا کہا ای خداپرست تیری بھی یہ طاقت
ہی کہ فرعون کے دربار مین میرا نام اس بے تکلفی سے لے رستم ثانی نے کہا تو ایسی کیا
وقعت رکھتا ہی جو تیرا نام دربار مین نہ لیا جاوے سپہر نے کہا مین ایسی وقعت رکھتا ہون
کہ اسوقت چاہون جسطرح ہلاک کرون رستم ثانی نے کہا او نابکار تو زبان ہی سے کہتا ہی
یا کچھ جرات بھی رکھتا ہی سپہر دیوانہ نے تلوار علم کرکے رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے بسہولت
اُسکا وار رد کیا اور اس سبکی سے تیغ آبدار کا اُسپر وار کیا کہ دو پرکالے ہوکے زمین پر گرا
بعدہ اُسی تیغ کا وار فرعون پر کیا فرعون جست کرکے تخت سے علحدہ ہوگیا اور تخت
دو حصہ ہوگیا پھر بارگاہ سے باہر آکے مرکب پر سوار ہوا اتمام دربار مین ایک شور عظیم
بپا ہوا ہر طرف سے آواز آرہی تھی کہ لینا یہ خداپرست زندہ نہ جانے پائے اور چہار جانب
سے رستم کو گھیر لیا رستم نے اُسوقت کمال دلیری سے ہر چہار جانب تلوار کے وار کرنا شروع کیے جسپر تلوار
پڑی دو لخت ہوکے وسط سے زمین پر دو ٹکڑے ہوکے گر پڑا پھر جا بجا شمشیر کا وار کرکے راہ دو کر دو دو چار کر
اور اسیطرح پر وار کرتا ہوا اُس مجمع سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی فرعون نے اپنے ملازمون سے برہم
ہوکے کہا ای نابکارو لعنت ہی تمھاری مردمی پر کہ ایک شخص تنہا نے یہ ہنگامہ برپا کیا اور زندہ یہان سے نکل گیا اگر
یہی حال رہا تو تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے مملکت فرعونیہ محفوظ رہ سکتی ہی سب نے
کہا خداوند اُس خداپرست نے نہین معلوم کیا سحر پڑھا کہ ہم لوگون کو اُسوقت کچھ نظر نہ آتا
تھا یہانتک کہ ہمکو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خداپرست کس وقت یہان سے چلا گیا اور ای خداوند
ہماری نسبت یہ شکایت ہی کہ ہم سے کچھ نہو سکا لیکن قدرت خداوندی نے بھی تو اُسوقت خبر
نہ لی فرعون نے کہا او نابکارو [illegible] اعتقاد کیا گستاخی کے کلمے زبان پر لاتے ہو قدرت خداوندی
ایسے [illegible] انہین ہی البتہ کوئی مہم اہم ہو اُسوقت رعب و جلال
خدا [illegible] قدرت و جلال کی اُسوقت ضرورت ہی کیا تھی
[illegible] رکھتے تھے ہمارے انصاف سے بالکل بعید

تھا کہ ہم اسوقت اُسپر اپنا قہر و غضب نازل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہماری مشیت مین گذرا تھا
وہ ہوا جاؤ لشکر مین طبل قہاری بجوا دو اب جو کچھ ہونا ہے وہ کل ہوگا ہمکو یقین ہوگیا ہے کہ یہ بیباک
یہ خدا پرست اپنی سزا سے اعمال کو نہین پہونچین گے ہرگز اس طرح کی بیہودگیون سے
باز نہ آوینگے ہم اپنا رحم و کرم اُنکے شامل حال رکھتے ہین تو یہ ہماری قدرت و طاقت کی وقعت
نہین سمجھتے چنانچہ اُسی وقت طبل قہاری پر چوب پڑی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی کہ لشکر فرعون
مین طبل جنگ بجا حمزہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے نقارچی نے نقارہ پر چوب لگائی
دہن ان دہل زد بجنبید از ... بہمن بین اوبین او ... اس اثنا مین تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس
گرد کی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک چوب عیاری دردست ہزار تمرد و استغنا
سے وارد ہوئی اور آتے ہی پہلے اسطرح ہر چہار جانب نظر تلاش و تجسس سے دیکھا پھر ایک لشکری
پوچھا کہ یہ دونون لشکر کسکے ہین اُسنے اشارہ سے بتایا کہ یہ لشکر فرعون شاہ کا ہے اور وہ لشکر خدا پرستون
کا ہے وہ نازنین فرعون کے لشکر مین آئی اور ایک فیل بلند قوی پر سوار ہوکے فرعون کے
قریب پہونچی فرعون اُسے دیکھکے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا نازنین ہاتھی پر سے اُتری فرعون
کے پاس آئی اور فرعون کے کان مین کچھ کہا پھر فرعون نے سر ہلاکے اُسکے کان مین کچھ کہا اُس
نازنین نے بھی سر ہلایا اور بار دیگر فرعون کے کان مین کچھ کہا فرعون نے ہان کہکے سر ہلایا اور جسطرف
سے آئی تھی اُسیطرف کو روانہ ہوگئی حمزہ ثانی نے جو اس واقعہ کو دیکھا کمال درجہ حیرت ہوئی عیاران لشکر اسلام
کو طلب کیا کہا دیکھو یہ کون نازنین ہے جسنے فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور پھر جسطرف
سے آئی تھی اُسی طرف روانہ ہوگئی اور یہ بھی دریافت کرنا کہ اُس نازنین نے فرعون
سے کیا کہا عیار بچالاکی تمام اُس نازنین کے عقب مین روانہ ہوئے یہان لشکر فرعون
سے حیران زنگی لشکر سے باہر آیا اور بآواز بلند کہا اے خدا پرستو تم ہمیشہ خداے نادیدہ
کی پرستش کرتے رہے خداوند فرعون کی اطاعت و پرستش اختیار نہ کی اگر نہین
جانتے ہو تو جانو مین ہون حیران زنگی کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے
رستم ثانی نے حمزہ ثانی سے اجازت میدان چاہی حمزہ نے کہا اے رستم تم ابھی فرعون
کے دربار مین مرحلہ طے کر کے آئے ہو فی الحال میری رائے نہین ہے کہ تم حیران زنگی
کے مقابلہ کو جاؤ کسی اور پہلوان کو حیران زنگی کے مقابلہ کے واسطے بھیجو سالم زنگی
ایک پہلوان جو اسوقت حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا اُسنے عرض کی شہریارا مین حیران زنگی
کے مقابلے کو موجود ہون مین عرصہ سے اس موقع کا منتظر تھا کہ ان فرعون پرستون
کو سزاے معقول دون بارے یہ بہتر موقع ہاتھ آگیا حمزہ ثانی نے کہا اے سالم زنگی تو ہی جا
اور اس زنگی ملعون کو سزاے معقول دے سالم زنگی مسلح و مکمل ہوکے حیران زنگی کے
مقابلہ مین آیا اور بآواز بلند کہا اے فرعون پرست کافر ... مرد مقابل آ اور مقابلہ کر

بیار آنچہ داری ز مردی نشان — کمان کیانی و گرز گ[illegible]

... اے سالم
سپاہی مین تجھسے کچھ کلام کرنا چاہتا ہون بعدہ حرب و

کہا جو کچھ کہنا ہو کہہ حیران زنگی نے کہا اے سالم زنگی یہ جو تو نے اپنی تمام زندگی خدا سے نادیدہ کی پرستش میں ضائع کر دی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوا میری راے یہ ہے کہ اب بھی تو فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہو جا تاکہ تیری عاقبت بخیر ہو جاے سالم نے چین بر جبین ہو کے کہا چپ رہ بے کیا واہی تباہی بکتا ہے فرعون پلید کیا حقیقت رکھتا ہے جسکا کوئی معتقد ہو گا جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہا اور مین نے سن لیا اب کچھ نہ کہنا دست و شمشیر سے کام لے حیران زنگی نے شمشیر آبدار کا وار کیا سالم زنگی نے پشت شمشیر آبدار پر رد کیا اور اپنا وار کیا حیران زنگی بھی ایک پہلوان جری تھا اُسنے بھی سالم زنگی کا وار رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی جب کوئی غالب و مغلوب نہوا دونون پہلوان پشت مرکب سے زمین پر آ گئے اور زور دست و بازو مین مصروف ہو گئے اور تا دیر اس طرح کی کبھی کشش و کوشش رہی آخر حیران زنگی نے سالم زنگی کو سر سے بلند کر لیا اور کہا اے سالم دیکھ اب بھی خیریت ہے اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لاے سالم نے کہا او نابکار تو کیا بیہودہ بکتا ہے با ایمان دنیا سے سفر کرنا ہم فخر سمجھتے ہین حیران زنگی نے برہم ہو کے سالم کو زمین پر مارا جسکے صدمے سے اُسکی روح تن سے مفارقت کر کے جنت مین پہونچی رستم ثانی کو سالم کے ہلاک ہونے سے سخت ملال ہوا آپ بجولا کے حیران زنگی کے روبرو آیا اور کہا بس او نابکار و مکار تو نے سالم کو ہلاک کر کے مجکو بہت ملول کیا آ مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو میرے ہاتھ سے کہان جان سلامت لیجاتا ہے حیران زنگی نے تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر نیزہ و عمود و تیغ سے رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشش و کوشش رہی دونون جوان پھر بھی برابر رہے چونکہ تاریکی بخوبی پھیل گئی تھی رستم ثانی نے ارادہ کیا کہ اسوقت طبل بازگشت بجوا کے اس قصہ کو ملتوی رکھون مگر پھر خیال آیا کہ جو کچھ کل ہونا ہے وہ آج ہی ہو جاے مع ہذا دفعتًا اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کے بسہولت سر سے بلند کر لیا اور اُسی صورت سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا لشکر فرعونی نے جو حیران زنگی کو رستم ثانی کے ہاتھ پر دیکھا اور اندھیرا معلوم ہوا نقارہ بازگشت بجا کے اپنے مقام قیام پر چلے گئے اُدھر حمزہ ثانی بارگاہ مین آ کے مسند حکومت پر متمکن ہوے رستم ثانی کے زور و طاقت کی صفت و ثنا کی خلعت گران بہا مرحمت کیا اور حکم دیا کہ حیران زنگی کو ہمارے روبرو حاضر کرو ملازمون نے حیران کو بستہ و گرفتہ حمزہ ثانی کے روبرو حاضر کیا سالم زنگی نے کہا اے حیران زنگی تو نے ہمارے لشکر کے بڑے زبردست پہلوان کو جسکا نام سالم زنگی تھا ہلاک کیا حالانکہ سالم زنگی بھی ایک جوان دلاور تھا نہین معلوم کیا ایسا سبب ہوا جو وہ تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تاہم تو اگر دین اسلام اختیار کر ... ان زنگی نے کہا اے خدا پرست نہین معلوم خداوند فرعون کی ... ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ورنہ مین ایسا کم زور نہ تھا جو ... اسلام کی دعوت کرتے ہو میرے دل مین ایسی ...

مذہب فرعونی کی سمائی ہوئی ہے کہ کسی مذہب کی وقعت نظر مین نہین سماتی جو کچھ تسمہ ہو سکے اسمین تصور نہ کر و حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون اگر تو دین اسلام اختیار نہ کریگا تو ضرور تہ تیغ ہوگا حیران زنگی نے کہا مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا حمزہ نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا

اب کچھ حال سیارہ ثانی کے واقعہ کا بیان ہوتا ہے

حسنکا پیما کنم مستانہ از جام وجبے دیگر
بود زان جان بر لب آمد و جہان نامی دیگر
برین لعل و گان عشق ان شمع بار اگر ہمی آید
شود و در عالم جان فیض در ہم برہمی دیگر
ز فیض ان نشکہ بالا در دل شب گشتا عالم

کشتم می ساقیا گویم سخن از عالمی دیگر
سبحان آمد دلم یارب درین عالم از ین کرم
درین محفل نباشد غیر از ہم ما ئے دیگر
بہر روز وصل دارم غم روز جدائی را
شود امی عمدہ سیراب این ہیز از شبنمی دیگر

بوقت والپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
جہانی کن بنا از نو برآ ور آدمی دیگر
تکن آن زلف را بر چہرہ جانان بہم و برہم
شب ہجران فکر وصل و دارم غصہ دیگر

تاجداران اقلیم فصاحت و باجگیران مملکت بلاغت اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح رقم فرماتے ہین کہ سیارہ ثانی اُس نازنین کے تعاقب مین خیزان چلا جاتا تھا اگرچہ وہ نازنین نہایت تیزی سے راہ طے کرتی چلی جاتی تھی تاہم سیارہ بھی ایک عیار چالاک تھا پیشدستی کے ارادہ سے چلا جاتا تھا حتے کہ دور اُس نازنین سے آگے بڑھ گیا اور بچھالا کی تمام راہ مین دام بچھا کے خاک مین چھپا دیا جب وہ نازنین چلتا سے کمند پر پہونچ گئی سیارہ نے کمند کو کھینچ لیا نازنین اُس دام مین اُلجھ کے زمین پر گر ہی سیارہ جست مار کے نازنین کے قریب پہونچا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اُس نازنین نے کہا اے ظالم بیرحم یہ کیا ظلم مجھپر کرتا ہے سیارہ نے مطلق اُسکو جواب نہ دیا اور دست دگلو بستہ حمزہ ثانی کی خدمت مین لایا اب یہ وہ وقت ہے کہ حیران زنگی کی ہلاکت کے واسطے جلاد طلب ہوا ہے حمزہ ثانی نے جو سیارہ ثانی کو اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک نازنین کو بستہ و گرفتہ دوش پر لادے ہوئے ہے متعجب ہوا کہا اے سیارہ ثانی آج یہ کیا شئے ہے جو تم اپنی پشت پر لادے ہوئے ہو سیارہ نے نازنین بستہ کو حمزہ ثانی کے روبرو رکھدیا حمزہ نے بغور دیکھ کے کہا آخر کچھ مفصل حال بھی کہو گے سیارہ ثانی نے عرض کی شہریارا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اگر سماعت فرمایئے تو عجب ہو حمزہ ثانی نے کہا بیان کر اُسنے کہا حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے یہ ایک نازنین ہے جسکو مین گرفتار کر لایا ہون یہ نازنین فرعون شاہ کے پاس آئی فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا تھا اور واپس چلی تھی مین نے تعاقب کیا اگرچہ نہایت تیز رفتار تھی مگر مین نے بھی نہایت جد و جہد کر کے اپنے کو اُس تک پہونچایا کمند مین گرفتار کیا حمزہ ثانی نے کہا اے سیارہ مین تیری اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اچھا اب اسکے بند کھولو اسے ہوش مین لاؤ سیارہ نے عرض کی شہریارا اسکے بند کھولنا ابھی مصلحت نہین ہے ہان ہوش مین لانا چندان مضائقہ نہین رکھتا ہے یہ کہا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا نازنین نے آنکھ کھولی ہر چہار طرف ہر ایک کی صورت کو دیکھا پھر کہا کون مکار مجھکو یہان لایا ہے ... اے نازنین تو استفسار کیون برخاستہ خاطر ہوتی ہے مین تجھکو لایا ہون

مجکو لانے کا حق رکھتا ہی بیان کر تو کیون بیان لایا حمزۂ ثانی نے کہا اے نازنین تو اُس سے کیا پوچھتی ہی مجھسے پوچھ تجکو اسواسطے لایا ہی کہ تجھسے استفسار کیا جاوے اُس بات کا جو تو نے مخفی فرعون سے کہی اور فرعون نے اُس بات کے قبول مین سر ہلایا نازنین نے کہا اے خداپرستو یہ تمھارے دل مین کیا سمایا ہی کہ خداوند فرعون کے کامون مین دخل دینا چاہتے ہو جو کچھ مین نے چاہا یا ضرورت ہوئی فرعون سے کہا جسکو سنکے فرعون نے قبول کیا تمکو کیا فکر ہی جو مجھسے پوچھتے ہو مجکو کچھ تمھارے آثار بہتر نہین معلوم ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا اے عورت تو بڑی بیباک اور دلیر معلوم ہوتی ہی کہ باوجود ہمارے اختیار مین ہونے کے پھر بھی کلمہ بکلمہ بحث کرتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ جو کچھ تو نے فرعون سے کہا ہی ہمارے سامنے بیان کردے اُسنے کہا مین قدرت خداوند فرعون کی قائل ہون پھر مین بیباک اور دلیر نہونگی تو کون ہوگا اور تم سمجھ [illegible] ہرگز خیال نہ کرنا کہ مین تمھاری قید مین ہون میرے نزدیک کوئی حقیقت اس قید و بند کی نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا تو اپنی رہائی پر اختیار رکھتی ہی اُسنے کہا بیشک اور حیران زنگی کی طرف دیکھکے کہا اے خداپرستو تمنے حیران ملازم فرعون کو بھی گرفتار کر رکھا ہی [illegible] مین سچ کہتی ہون اسکو رہا کردو ورنہ مین خود اس بارہ مین کوشش کرونگی حمزۂ ثانی نے کہا پھر دیر کیون کرتی ہی جو کچھ طاقت ہو صرف کر اُس نازنین نے اس طرح اپنے دست و پا افشردہ کیے کہ تمام بند اُسکے ہاتھ پاؤن سے گر گئے اور جست مارکے حیران زنگی کے پاس پہونچی اور تمام حیران کو اُٹھاکے بغل مین دابا اور بارگاہ سلیمانی سے نکل کے اس طرح غائب ہو گئی کہ گویا وہان تھی ہی نہین حمزۂ ثانی نے ہرچند غل مچایا کہ لینا یہ مکارہ جادوگرنی ہی جانے نہ پائے مگر اس چالاکی سے اُسنے یہ کام کیا کہ کسی کو مجال کسی طرح کے تعرض کی نہوئی بعد اُسکے جانے کے حمزہ نے اہل دربار سے کہا یارو اُس نازنین کا کہنا سچ ہوا تم سب کس خواب خرگوش مین تھے کہ کسی نے اُسکو گرفتار نہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا شہریار ہمکو اُسکی اس چالاک کارروائی پر ایسی حیرت ہوئی کہ ہم نہین کہ سکتے کہ اُسوقت ہم کہان تھے حمزۂ ثانی نے کلمات حیرت و تعجب زبان پر جاری کیے اور کہا دیکھیے فرعون شاہ کا قصہ کس طرح پاک ہوتا ہی بیشتر سمجھا تھا کہ اب مین نے اُسکے وند سے نجات پائی مگر طرفہ واقعہ ہی کہ وہ پھر نمودار ہوا اب اُس طرف کا حال سنیے کہ فرعون اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا یکایک صحافہ نشین کی طرف دیکھا اور کہا اے جان من تو نے اپنے بارہ مین کیون اسقدر تغافل کو دخل دیا ہی خداپرست روز بروز غالب آتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی تو چند روز مین ہمارے ترکی تمام ہوجائیگی صحافہ نشین نے کہا اے خداوند قدرت خداوندی کے نزدیک خداپرستون کے قصہ کا پاک کرنا کچھ مشکل امر نہین ہی مزید بران مشیت خداوندی مین یہ کس طرح گذر سکتا ہی کہ خداپرستون کے ہاتھ سے کسی طرح کا ضرر پہونچ سکے فرعون نے کہا اے جان [illegible] خداوند [illegible] مشیت خداوندی مین خداوند کے خلاف کوئی امر ظہور مین آنا غیر ممکن ہی

[illegible] نیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی اور یہ سب انتظام عالم ہی اس

[illegible] کو آمادہ ہوجاؤن علاوہ اسکے بعض اوقات اپنے

بندہ من کی خوشی کا بھی خواہان ہوجاتا ہون نظر برین جملہ حالات تجکو غافل رہنا نہ چاہیے اگر سلطنت فرعونی کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا پس تجکو بھی ضرور صدمہ پہونچے گا محافظ نشین نے کہا اے خداوند مین نے بارہا اس بارہ مین فکر کی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کیجاوے اور بہت بڑی مشکل اس امر مین یہ ہے کہ حمزہ ثانی اسماء باطل السحر کو پڑھتا ہے اسواسطے میرے نزدیک یہ بات مناسب ہے کہ تم حمزہ ثانی کی فکر کرو اور علاوہ حمزہ ثانی کے تمام خداپرستون کا ذمہ ہمنے لیا فرعون شیاطین کی جانب متوجہ ہوا کہا اے شیاطین گو ہمارے معتقدین سے ہے علاوہ برین اہل دنیا سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے لیکن کسی ایسے اہم کام مین ہمارے دخل نہین دیا ہے جسکی ہمنے اشد ضرورت کی حالت مین فرمایش کی ہو شیاطین نے کہا اے خداوند ہم ہر طرح تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسی کو بسر وچشم بجالا ئینگے فرعون نے کہا حکم یہ ہے کہ ہم خداپرستون کے قصہ سے بہت نالان ہین اور بہت زیادہ سبب اس فساد کا حمزہ ثانی ہے اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو مین تجسے بہت خوش ہون شیاطین نے کہا اے خداوند یہ بندہ ذلیل تیرا حسب الحکم خداوندی کوشش کریگا آئندہ مشیت خداوندی یہ کہکے خاموش ہو رہا شب کو بعد نصف شب عمر ثانی کی صورت سے متشابہ ہوکے حمزہ ثانی کے محل کے دروازہ پر پہونچا دربان نے پوچھا تو کون ہے کہا مین ہون عمر اُسنے کہا اے عمر معاف کرنا مجکو معلوم نہ تھا اور اُسوقت تم کہان شیاطین نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی کے کام کو گیا تھا دوسرا دربان کھڑا تھا اُسنے کہا اے عمر تم سر شام یہان آ کے پھر تمکو جاتے نہین دیکھا شیاطین نے کہا واہ مین تیرے سامنے گیا تھا تجھے خیال نہین ہے دربان خاموش ہو رہے شیاطین محل مین داخل ہوا واضح رہے کہ اُس روز عمر ثانی نہین تھا شیاطین نے چونکہ دربان کی زبانی سنا تھا کہ عمر ثانی سر شام آیا ہے اُسکو فکر ہوئی کہ پہلے عمر ثانی ہی کو تلاش کرکے قبضہ مین لانا چاہیے بعدہ حمزہ ثانی کی فکر لی جاوے کیونکہ اگر حسب خواہش کام درست ہوگا اور سب بیدار ہونگے تو مین اور کچھ تدبیر عمل مین لاؤنگا اگر عمر ثانی بھی سب کے ساتھ بیدار ہو جاوے گا تو مجھسے خداپرست واقف ہوکے مجھے زندہ نہ چھوڑ ینگے چنانچہ عمر ثانی کو تلاش کرتا ہوا ایک حجرہ مین آیا دیکھا عمر بیخبر سو رہا ہے وار دے بیہوشی اُسکو سونگھائی جب یقین ہوگیا کہ اب یہ کسی طرح بیدار نہین ہو سکتا بیہوشی عمل کر گئی ہوگی عمر کے ہاتھ پاؤن باندھ کے ایک کوٹھری مین بند کر دیا اب آیا حمزہ ثانی کی خوابگاہ مین کامی نامے ایک پہلوان حمزہ ثانی کا نہایت معتمد تھا دستور تھا کہ جب حمزہ ثانی خوابگاہ مین جاتے تھے کامی پاسبانی کرتا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پہرہ پر تھا کامی نے شیاطین کو دیکھ کے آہستہ کہا اے عمر تم اسوقت یہان کہان شیاطین نے کہا اے پہلوان زمان مجکو اس بات کا شک گذرا کہ حمزہ ثانی اور فرعون شداد کے درمیان جو قصہ حیرت افزا پیش نظر ہے اُسمین سے قدر مجکو آتا ... کہ نہین ہے کیا عجب ہے اگر کوئی عیار فرعون کا آیا ہو اور حمزہ ثانی کو

چاہیے اور تمکو بھی ہوشیار کردینا چاہیے کامی نے کہا اے عمر ثانی اگرچہ تم کو اس قصہ سے بخوبی آگاہی ہے
لیکن مین بھی ایسا غافل نہین کہ فرعون کا کوئی عیار یہان آکے حمزہ کو چرا لیجاوے نگا شیاطین نے کہا
پھر بھی احتیاط لازم ہے دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر و مجبور ہو لیکن ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کامی نے کہا
خیر کیا مضایقہ ہے شیاطین بعد اس گفت و شنید کے حمزہ ثانی کی خوابگاہ کے قریب ایک حجرہ مین
گیا اور بستر خواب کو درست کرکے کامی کے پاس آیا اور کہا اے کامی واقعی تو نہایت ہوشیاری
رکھتا ہے اب تو بھی حجرہ ہی مین رات بسر کرونگا مجھپر بھی خواب غلبہ کیے ہے بہتر ہوگا اگر تو تھوڑی دیر میرے
پر ہے استراحت کرین یہان اسوقت تک پاسبانی کرونگا کامی نے قبول کرلیا اور اُس حجرہ مین جاکے
بے خبر سو گیا اور شیاطین سے بتاکید کہدیا کہ اے عمر ثانی دیکھو بہت خبردار رہنا شیاطین نے کہا
تمھارے تاکید کی کچھ ضرورت نہین ہے اُدھر کامی حجرہ مین گیا یہان شیاطین مکار نے حمزہ کو عالم خواب
مین دارو بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور دیوار مین نقب لگا کے پشتارہ بردوش وہان سے
روانہ ہوا لشکر کفار مین پہونچ کے دم لیا تمام گرد پشتارہ کے جمع ہو گئے اور کہا اے شیاطین اس پشتارہ
مین کیا لایا ہے شیاطین نے کہا خاموش رہو خداوند فرعون کے روبرو پشتارہ کا حال دریافت ہوگا
غرضکہ صبح ہوئی شیاطین فرعون کے دربار مین پشتارہ لیے ہوئے آیا اور کہا اے خداوند مطلب
حمزہ ثانی حاضر ہے فرعون خوشی سے اچھل پڑا اور شیاطین سے کہا اے بندہ خاص ہمارے کار
کردی اور اسی وقت خلعت گران بہا مرحمت کیا اور چالاکی و ہوشیاری کی تعریف کی شیاطین نے دارو
رفع بیہوشی سے حمزہ کو ہوشیار کیا حمزہ کو جو ہوش آیا دیکھا زنجیر و طوق مین مسلسل ہون اور
سامنے تخت نخوت و غرور پر فرعون بیٹھا ہے اور قریب ہی شیاطین بھی کھڑا ہے بجائے خود کہا
غضب ہوا کہ مین ان گبرونکے ہاتھ گرفتار ہو گیا دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کس طرح رہائی پاؤنگا
اور فرعون کو برسم اسلام سلام کرکے شیاطین کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیاطین تو نے
بڑی مکاری کی شیاطین ہنسا اور کہا اے حمزہ یہ فعل میرا نہین ہے بلکہ مشیت خداوندی مین یون ہی
گذرا تھا اور یہ نتیجہ اس بات کا ہے کہ تم قدرت خداوند کے قائل نہین ہو اب بھی خیریت ہے اگر خدائے
نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ ورنہ دراں حالیکہ تم ہمارے قبضہ مین
آگئے ہو تمھارا زندہ رہنا دشوار ہے بصورت اول مین بھی خداوند سے تمھارے بارہ مین سفارش
کرونگا حمزہ ثانی کو غصہ آگیا کہا او رکھنہ مکار نافہمش ہو یہ کیا بیہودہ بات زبان پر لاتا ہے تیرا خداوند
کیا حقیقت و وقعت رکھتا ہے جو مین اسپر ایمان لاؤن مین بندہ خاص اسی خدائے واحد و لا شریک
کا ہون جسکے قبضہ قدرت مین ہماری تیری اور فرعون کی جان ہے یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے لیکن مین
مصلحت پار سیتا سے سمجھنا چاہیے جو مین تیرے قبضہ مین آگیا اور تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ مین جو تیرے
قبضہ مین آگیا ہون تو اپنے خدائے قادر و توانا سے منحرف ہو جاؤنگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خداوند
عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہے اگرچہ کیسی ہی قید و بند مین مبتلا ہو حمزہ ثانی کی اس تقریر
اے حمزہ تو میرے روبرو اس طرح مجبور و لاچار کھڑا ہے اور
رائے نادیدہ کا قائل ہے تو بتا تو سہی خدا سے

نادیدہ نے تیری کیا مدد کی حمزہ ثانی نے کہا اس خدای بزرگ نے میری یہ مدد کی کہ مین اسوقت تک
زندہ وسلامت ہون حالانکہ تیری قید مین ہون فرعون نے کہا یہ کوئی کرامات نہیں ہے خداے نادیدہ کی
نہین ہے بلکہ مین ہی نے اسوقت تک فروگذاشت کی ورنہ اب تک کب کا ہلاک ہو گیا ہوتا اور بالفرض تو خداے
نادیدہ ہی کے سبب سے زندہ رہا اب عنقریب مین جلاد کو حکم قتل دیتا ہون دیکھون خداے نادیدہ کیونکر تیری حمایت
کرتا ہے اس اثنا مین خواجہ یاقوت دربار مین آیا اول فرعون کو سجدہ کیا پھر ثنا وصفت خداوندی زبان پر لایا فرعون
خواجہ یاقوت کی صورت دیکھکے سوچا کہا ای خواجہ یاقوت تو اسوقت خوب آیا مین کچھ تجھسے پوچھنا چاہتا ہون
خواجہ یاقوت نے کہا جو کچھ ارشاد ہو فرعون نے کہا مین نے سنا ہے کہ تو خداپرست ہوگیا ہے اور خداپرستون کی
طرفداری کی طرف مائل ہے خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند جو کچھ ارشاد ہوا اسمین کچھ درست ہے اور کچھ نادرست
بھی ہے یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اسمین کچھ شک نہین ہے بیشبہ مین مسلمان ہوگیا اور یہ امر
بنا بر مصلحت کے ہوا اگر مین مسلمانون کے سامنے ظاہر مسلمان نہوتا تو ہرگز انکے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا پھر جان سب کو عزیز
ہوتی ہے اور یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمانون کی طرفداری کی طرف مائل ہون اسکی اصلیت کچھ نہین ہے
اور اگر اصلیت ہے تو اسکی دلیل ہونا چاہیے اور اصل امر تو یہ ہے کہ مشیت خداوندی مین جو کچھ گذرا ہے وہ تو گذرا
ہی ہے کیونکہ دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اگر مین خداپرست نہ ہو جاتا تو قطع نظر اپنے ہلاک ہو جانے کی شہر
فرعونیہ اور ناموس خداوندی مین بہت بڑا خلل ہو جاتا فرعون شاہ نے کہا بیشبہہ یہ تدبیر تیری بہت
معقول ہے یہ کہکے خلعت طلب کیا خواجہ یاقوت کو دیا خواجہ خلعت پہن کے کرسی پر بیٹھا اب جو نظر اٹھا کے
دیکھا حمزہ ثانی کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ پایا متعجب ہو کے کہا ای خداوند یہ کون مجرم ہے فرعون نے کہا
کیا تو نہین جانتا خواجہ نے کہا ہان کچھ تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے مگر بالتصریح اس وقت نہین کہ سکتا کہان دیکھا
تھا فرعون نے کہا خداپرستون کا بادشاہ حمزہ صاحبقران نام یہی ہے خواجہ نے کہا اسکی نسبت کیا ارادہ
ہے فرعون نے کہا اسیوقت اس فسادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہے اگر تو اسوقت یہان نہ آتا یا دیر مین
آتا تو یہ ہلاک ہوگیا ہوتا خواجہ نے کہا ہان ای خداوند ایسے فسادی آدمی کا ہلاک ہی کرنا مناسب ہے مگر
اس بارہ مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہے فرعون نے سبب پوچھا خواجہ نے کہا سبب اسکا یہ ہے
کہ بدیع الملک ہنوز راہ مین ہے اگر اسکی ہلاکت کی خبر بدیع الملک کے گوش زد ہوگی بلا توقف اسطرف
پھر آئیگا اور فرعونیہ مین انقلاب عظیم پیدا کردیگا فرعون نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ اسوقت اسکا قصہ تمام
کر دونگا مگر تیری راے نہین ہے پھر کیا کرنا چاہیے خواجہ یاقوت نے کہا سردست اس خداپرست کو مقید رکھنا
چاہیے اور دوسرے خداپرستون کی گرفتاری کی کوشش مین رہنا چاہیے جب چند خداپرست مجتمع ہو جائیں
ایک ہی مرتبہ سب کو ہلاک کرنا فرعون نے کہا خیر تو نہین سہی لیکن اس بات کا خیال ہے کہ عیاران لشکر اسلام
بڑے چالاک اور ہوشیار ہین اس عالم بیکاری مین کیا عجب ہے کہ کچھ عیاری کام مین لائین اور حمزہ کو قید و
بند سے رہا کر لیجاوین اس وقت بجز افسوس و پشیمانی کے کچھ نہین حاصل نہوگا خواجہ نے کہا اگرچہ عیاران
لشکر اسلام نہایت چست و چالاک ہین پھر کیون حمزہ کی قید و بند مین ایسی غفلت کیجاوے جو انکی عیاری
کارگر ہو جاوے فرعون نے کہا ای خواجہ ظاہر ہے کہ مین بذات [illegible] اور نہین کر سکتا ہان
شیاطین وغیرہ اس بارہ مین اہتمام بلیغ کرینگے تو [illegible] رہنا چاہیے

حوصلہ تھا یا ابھی باقی ہی تورج ماہرو نے برہم ہوکر دوسرا وار کیا فرعون نے اُس وار کو بھی مثل سابق رد کیا
اسی طرح تین وار تورج ماہرو نے کیے اور فرعون نے ہر وار کو رد کیا بعدہ تورج ماہرو کے کر بند میں
ہاتھ ڈال کے لبھکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے اب بھی
خیریت ہی اگر بچہ اپنے صاحب قدرت خداوند کی بندگی اختیار کرے تورج نے اس مرتبہ کچھ جواب دیا
فرعون نے تورج کو زمین پر مار کے مستحکم لبتہ کر لیا اپنے لشکر میں لے آیا اور انواع اقسام کی ملامت
تورج ماہرو کو کی کہا ای پہلوان تو نے میری قدرت کو دیکھا اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی تورج نے
اس وقت بھی کچھ جواب نہ دیا بعد گرفتار ہو جانے تورج کے سعد شہریار کو تردد ہوا کنارہ بن اخی سپاہان
سپہ سالار ملک قاسم تاب تحمل نہ لا سکا اپنی جگہ سے گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا سعد شہریار نے کہا ای کنارہ بن
اخی سپاہان کیا ارادہ ہی کنارہ نے کہا شہریار مجکو اجازت حرب ملے تاکہ ان گبرون کو سزا سے معقول
دون ورنہ اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ بہتر نہوگا سعد شہریار نے کہا ای کنارہ ہرچند میرا ارادہ نہیں ہی کہ
اہل اسلام کو ان گبران مکار سے کسی طرح کا صدمہ پونہچے مگر پھر بھی چارہ کیا ہی جس امر میں کچھ چارہ نہیں
ہوتا اُسکو ہر طرح اختیار ہی کرنا پڑتا ہی کنارہ نے کہا لاریب فیہ اور مسلح و مکمل ہوکے لشکر کفر کی جانب وانہ

اب کچھ حال عمر ثانی کی عیاری کا مسطور ہوتا ہے

رجوع بندگی ہی اسطرح خدا کیطرف
پھری ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
بعد کیا ہی مروت سے تیری ہو شمشن

نگاہ لطف سے دیکھے جو کوئی گدا کیطرف
کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
جو شاک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کیطرف

خدا نے درد محبت عطا کیا ہی جسے
اُسے توجہ خاطر نہین دوا کی طرف
لاجو تمنے لہو دست و پا مین عاشق

نہوگا میل طبیعت کو پھر شفا کی طرف
کریگا یاد مری جنگ غیر مین امداد
جو شناہین وہ ہوتے ہین آشنا کیطرف

فراق یار مین رہتا ہی یون تصور یار
خیال جیسے مسافر کو ہو سرا کیطرف
نہوگا ہم سفر روح پیکر خاکی

پہونچ ارض و وان ہوگا وہ سما کیطرف
بہت خراب ہوا بتکدہ مین ای آتش
خداپرست ہی چل خانۂ خدا کیطرف

تواریخ پیرای مرد سخندان چنین نقش کلک گذرانند بیان که شب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنی حمزہ ثانی کو قفسیا
عیار فرعون عالم خواب مین چرا لے گیا اور صبح کو لشکر اسلام مین یہ خبر مشہور ہوئی ہر ایک متنفس کو سخت
انتشار پیدا ہوا عمر ثانی نے بھی سعد شہریار کو خدا سے امید دلائی کہ شاید اُس ستار سمیع کے فضل و کرم
میری کوشش ایسی کارگر ہو جاوے کہ حمزہ ثانی قید فرعون سے رہا ہو جائین چنانچہ بادشاہ سے
رخصت ہوکے فرعون کے لشکر مین آیا بارگاہ کے دروازہ پر ستادہ رہا اور اسقدر توقف کیا کہ آدھی
رات گذر گئی قریب اُس چوب بلند کے آیا جسمین حمزہ ثانی کا قفس آہنی آویزان تھا اور اس چوب بلند پر
جُدا شیاطین نے جب حمزہ ثانی کو قفس آہنی مین بند کرکے اُس چوب مین آویزان کیا تھا اُسنے
ایک شاگرد ساحری نام کو بھی بنظر احتیاط اُس چوب پر زیر قفس آہنی بلباس عیاری چھپا کر دیا تھا جون ہی
عمر ثانی چوب بلند پر قریب ساحری کے پونہچا ساحری نے عمر ثانی کا حلقوم لیا اور کہا او بدبخت
مجکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تو اس طرح کی چالاکی عمل مین لاویگا عمر ثانی نے بھی ساحری کا ٹینٹوا لیا دونو
پاؤن چوب پر سے پھسلا اُس سات سو گز کی بلندی سے دونو ساحری نیچے اور عمر ثانی اوپر تھا ساحری کے بہت زیادہ

فرعون سے کے بند و جبلد وڑ وہ یہ چوریان گرتیں چوب پر چڑھا خود بھی گرا مجکو بھی گرایا خبردار جانے نہ پائے یہ بہت چوٹ
آئی ہے اور اُف اُف کرکے زمین پر دراز ہوگیا مردان زنگی دوڑے چاہا کہ عمر ثانی کو گرفتار کرلیں اُس فارس
میدان دلاوری اور شیر بیشہ سرہنگی و عیاری نے دس نفر زنگیوں کو بیہوش کیا زیادہ توقف مناسب جانا
بھالا کے تمام وہان سے بھاگ کھڑا ہوا فرعون بیٹھا ہوا تھا کہ وہی نازنین آئی اور بدستور فرعون کی
کان مین کچھ کہکے جس طرف سے آئی تھی اُسطرف روانہ ہوگئی مہتر قران نے اُسکا تعاقب کیا [illegible]
اُسکے تعاقب مین طی الارض کرتا رہا درمیان راہ مین بہت وسیع ایک پہاڑ واقع تھا وہ نازنین اُس
پہاڑ کے درہ مین چلی گئی اور غائب ہوگئی ہرچند مہتر قران نے تفحص کیا کہین پتہ نہ ملا بہت پریشان
ہوا ادھر اُدھر تلاش کرتا چلا جاتا تھا دیکھا ایک طرف سے شیاطین خیرا خیر چلا آتا ہے قران سمجھا کہ اسوقت
شیاطین سے دوچار ہونا خالی از ضرر نہین ہے ایک پتھر کی آڑ مین چھپ گیا قریب اُس پہاڑ کے ایک
باغ وسیع تھا شیاطین اُس باغ مین گیا مہتر قران نے چاہا کہ خود بھی اُس باغ مین داخل ہو تاکہ شیاطین کا
سراغ لگائے ہرچند کد و کوشش کی اُس باغ مین داخل نہ ہوسکا اسی تردد مین مبتلا تھا کہ دیکھا شیاطین نے
اُس باغ کا دروازہ کھولا باہر آیا مہتر قران پھر ایک طرف پوشیدہ ہوگیا شیاطین جس طرف سے آیا تھا اُسطرف
روانہ ہوگیا اُس کے چلے جانے کے بعد مہتر قران باغ کے دروازہ کے پاس آیا سوچ رہا تھا کہ دروازہ
مین داخل ہوسکے یا نہین توقف کرنا مصلحت ہے تاکہ کسی وارد و صادر سے اس باغ کی کیفیت دریافت کرے
اسی اثنا مین اُس باغ کا دروازہ پھر کھلا ایک شخص نے اُس دروازہ سے باہر آکے کہا ای قران سلام علیک
قران نے جواب سلام دیا پھر اُس شخص نے کہا ای قران تم دروازہ باغ پر کیون کھڑے ہو قران نے کہا
مین دیر سے اس فکر مین مبتلا ہون کہ کس طرح اس باغ مین داخل ہون اُسنے کہا کیا مشکل امر ہے آؤ مین تمھین
لیچلون یہ کہا اور مہتر قران کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے باغ مین داخل ہوا دیکھا عجب باغ پر بہار ہے درختان گل و
ثمر بکثرت ہین ہر چہار جانب نہرین جاری ہین ۔ خلاصہ یہ کہ سرتاسر قدرت باری ہے ۔ وہ جوان مہتر قران کو ہر گل و
سیر سے محظوظ کرتا ہوا ایک گوشہ باغ مین لایا اور صفہ سنگ مرمر پر خود بھی بیٹھا اور مہتر قران کو بھی وہان
بٹھایا مہتر قران نے کہا ای برادر مین تمھارا کمال ممنون ہون کہ تمھارے سبب سے اس باغ پر بہار
کی سیر سے خوش دل و مسرور ہوا مگر اب یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس وجہ سے تمھارا یہان مقیم ہونے
کا اتفاق ہوا اُس جوان نے نفس سرد بھر کے کہا ای قران کیا پوچھتے ہو یہان قیام کی حقیقت کو پوچھتے ہو [illegible]
مصیبت مین مبتلا ہون مہتر قران نے استفسار حال مین مبالغہ کیا اُس جوان نے کہا اصل واقعہ میرا
یہ ہے کہ مین عزیز مصر کا لڑکا ہون عالم شاہ مصری نام سے مشہور ہون آج پانچ سال کا زمانہ منقضی ہوا
کہ مین اس باغ مین قید ہون کتاس جادو جو عاشق ہے یہ باغ اسی کا ہے ہر روز وہ میرے پاس آتی
ہے بعد استفسار حال مجھ سے اس بات کی درخواست کرتی ہے کہ تو میرے مطالب دلی پر مجھے فائز کر بعد ازان
جو کچھ تو کہیگا اُس پر عمل کرونگی اور کبھی تیری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی مین نے آجتک اُسکی اس
درخواست [illegible] اور کس طرح قبول کرون درآنحالیکہ مین مسلمان ہون جب مین صاف انکار
ہی کرتا رہا [illegible] باغ کی باغبانی کا کام لینا شروع کیا اور ہر وقت مشغول دیکھے لیتی ہے
[illegible] مین شب و روز گذرتے ہین ایسی خراب زندگی

سے تو دست ہزار درجہ بہتر ہی صد بار مرتبہ اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا کہ خودکشی کر دون مگر پھر خیال آیا دریا نہا لیکہ ایکدفعہ
موت انا ضرور ہی کیا فایدہ کہ پیش خدا ماخوذ ہون اور عاقبت خراب کر دون ابھی چار پانچ روز کا عرصہ گذرا
کہ کناس جادو چار ہزار جادؤن کو اس باغ مین لائی تھی آنہین سے کچہ اس باغ مین مقیم رہے
اور باقی اُس قصر مین ٹھہرے مہتر قران نے پوچھا وہ جادوگر کسواسطے یہان آئے سالم مصری نے
کہا وہ سب نابکار خاص اس غرض سے آئے کہ فرعون پر سحر کرین چنانچہ اُن ساحرون کے سحر کا یہ نتیجہ ہی
کہ فرعون مسلمانون کا دشمن جانی ہو کے اُنپر غالب آیا اور اسکام کیا ادر چالیس نفر جادو ایسے اُسکے شریک
ہین کہ ہر ایک اون مین سحر و افسون مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چنانچہ اُدھر جادو دیو اسود جادو و کند کجاو
کیی روز کے عرصہ سے اسوقت تک اس قصر مین بیٹھے ہوے سحر و افسون پڑھتے ہین اور فرعون کُشتہ
دم کرتے ہین ہر چند کہ مجھکو اُنکی یہ حرکت بہت ناگوار ہی اسواسطے کہ بندگان خدا کی ضرر و ہلاکت کا باعث
ہی مگر کیا چارہ ہی بحیرت ان بدبختون کی صورت دیکھتا ہون اور دم بخود ہو رہتا ہون اگر کچھ بھی اختیار ہوتا تو
اُنمین سے ایک ایک نابکار کو ایسی سزا سخت دون کہ جو اُنکے وہم و گمان مین بھی نہو مہتر قران نے
کہا ای سالم شاہ خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ ایک اپنے ہم مشرب سے یہان ملاقات ہو گئی اگرچہ تم یہان
قید ہو تاہم حسب مراد کوئی تدبیر ہو سکتی ہی سالم شاہ مصری نے کہا جو تدبیر کہو اُسمین مین شریک ہون میری
دلی خواہش یہ ہی کہ کسی طرح یہ جادوان مکار ہلاک ہو جائین اور مسلمانون کو انکی ضرر رسانی سے نجات ملے
مہتر قران نے کہا اگر مین کوئی چیز دون اُنکے اکل و شرب مین مخلوط کر سکتے ہو سالم شاہ نے کہا کچہ مشکل نہین
ہی ای قران اگرچہ مین نے کناس جادو کو اُسکی خواہش پوری نہ کرنے کے سبب سے ناخوش کر رکھا ہی تاہم ان
معتبرون مین سے مین بھی ایک ہون قران نے ایک مشت بیہوشی سالم شاہ کو دی اُسنے جا کے
دار و بیہوشی کو شراب کے خم مین مخلوط کر دیا اور چلا آیا دونون مین انواع و اقسام کی باتین رہین
جب پہر رات گذر گئی قران نے کہا ای سالم شاہ چلو قصر مین دیکھین وہان کیا رنگ ہی سالم شاہ
مہتر قران کو ساتھ لیکے آہستہ اور سب کی نظر سے پوشیدہ قصر مین پونہچا مہتر قران نے دیکھا کہ چند جادو
مکار مردہ پڑے ہین اور تمام بدن پر زخمہاے کاری ہین بہت تعجب ہوا دل مین کہا یہ دار و بیہوشی
سالم شاہ کو دی تھی ان بدبختون کو نہین معلوم کس نے زخمی کیا جب اُس قصر مین اور آگے بڑھا کیا دیکھتا
ہی کہ اجروس خنجر ہاتھ مین لیے ہوے جادوون کے قتل و ذبح مین مصروف ہی اور ایسا مشغول ہی کہ قران کے آنیکی
مطلق خبر نہوئی قران قریب اجروس کے گیا اور کہا سلام علیک اجروس نے جو مڑ کے مہتر قران
کو دیکھا کہا آہ یا خلیفہ علیکم السلام تم کہان مہتر قران نے کہا برادر مین تو جہان ہون وہان ہون پہلے تم بتاؤ
کہ اس قدر عرصہ سے تم کہان تھے اجروس نے کہا ای خلیفہ اس وقت تمھارے ملاقی ہونے سے
میرے دل مین شک پیدا ہوا ہی پہلے میرے دل سے اس شک کو رفع کر دو تو مین تم سے اپنا حال کہون
ورنہ اسوقت سخت خرابی پیش آنے والی ہی مہتر قران نے کہا ای اجروس اس بات کا مطلب میری
سمجھ مین نہین آیا صاف کہو تو سمجھون اجروس نے کہا میرا مطلب صاف یہ ہی کہ یہان جادوون کا مجمع ہی
اور جادو بھی وہ جادو جو فن افسون و سحر مین اپنا مثل و نظیر نہین ... ان اصلی نہ ہو اور
کسی ساحر نے تمھاری صورت سے مشابہ ہو کے مجھکو فریب د ... مطلب نکالا

مقصود ہو تو مین بشتر سے اس صحبت کو کیون نہ کرون ای قران اگر تم اپنا اصلی ہونا ثابت نہ کر سکو پیدا اور
مجکو سلطین نہ کر دو سگے تو مین اسی طرح پیش آونگا جس طرح ان جادوان نابکار سے پیش آیا ہون مہتر قران
نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای اجرودس واقعی تمہارا گمان بہت صحیح ہے اور ایسا ممکن ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ مین کسطرح
اپنا قران اصلی ہونا ثابت کرون اجرودس نے کہا ہان یہ امر بیشک مشکل نہین ہے تم اگر قران اصلی ہو اور
مسلمان ہونے کے مسائل مذہب اسلام سے واقف ہوگے اور اگر کوئی جادوگر مہتر قران کی شکل
وشمائل سے مشابہ ہوسکے آیا ہوگا تو ہرگز تمام مسائل مذہب اسلام سے واقف نہوگا مہتر قران نے
کہا اچھا پوچھو کون سا مسئلہ پوچھتے ہو اجرودس نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد وہ کون دو فرشتے
ہین جو سوال کرینگے قران نے کہا وہ دو فرشتے منکر و نکیر نام سے مشہور ہین اجرودس نے کہا
اچھا یہ بھی بیان کرو کہ وہ دونون منکر و نکیر کیا سوال کرینگے اور مرد ایمان دار کیا جواب دیگا
اور پھر جواب درست دینے پر کیا ہوگا مگر آپ تفصیل مشرح بیان کرنا تاکہ مجکو تمہارے اصلی مہتر قران
ہونے کا یقین ہو جائے مہتر قران نے کہا سنو جب مردہ مر جائیگا تو قبر مین منکر و نکیر آوینگے
اور بحکم خدا اسے زندہ کر کے پوچھینگے کہ بتا تو کس کا بندہ ہے (جواب) اس خدائے واحد لاشریک کا
جو دونون جہان کا خالق مطلق ہے (سوال) تیرا نبی کون ہے (جواب) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سوال)
تیرے دین کا کیا نام ہے (جواب) میرا دین اسلام ہے (سوال) تو کس کتاب آسمانی کا قائل ہے جسپر تو نے
اپنے قول و فعل کا مدار رکھا (جواب) میری کتاب قران ہے اگرچہ زبور توریت انجیل وغیرہ بھی کتابین آسمانی
ہین لیکن قران نے سب کو منسوخ کیا (سوال) تیرا قبلہ کیا ہے (جواب) میرا قبلہ کعبۂ معظمہ ہے (سوال)
تیرا امام اول کون ہے (جواب) غالب کل غالب علی ابن ابی طالب (سوال) دوسرا امام کون ہے (جواب)
حضرت امام حسن (سوال) تیسرا امام (جواب) حضرت امام حسین (سوال) چوتھا امام (جواب) امام زین العابدین
(سوال) پانچوان امام (جواب) امام محمد باقر (سوال) چھٹا امام جعفر صادق (سوال) ساتوان امام (جواب)
حضرت موسی کاظم (سوال) آٹھوان امام (جواب) حضرت موسی رضا (سوال) نوان امام (جواب) حضرت
محمد تقی (سوال) دسوان امام (جواب) حضرت علی نقی (سوال) گیارھوان امام (جواب) حضرت امام حسن
عسکری (سوال) بارھوان امام (جواب) حضرت مہدی آخر الزمان (سوال) اور چارون خلفای راشدین قابل
التکریم والتعظیم کا کیا نام ہے (جواب) خلیفہ اول کا اسم گرامی ابوبکر صدیق خلیفہ دوم کا نام عمر فاروق اور خلیفہ سوم کا نام حضرت عثمان غنی
خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے جب اسطرح کے جواب درست نکیرین کو ملجاوینگے تو وہ کمال مداراتی و شفقت سے کہینگے
کہ اب بیخوف وخطر براحت تمام آرام کرو اور ایسے مومنونکی ارواحین قیامت تک وادی السلام مین رہینگی اور وادی السلام ایک صحرا
ہے وادی نجف کی پشت پر واقع ہے اور نجف وہ مقام ہے جہان امام اول کا مزار مقدس واقع ہے اجرودس نے کہا اگر یہ جواب نہ دیگا تو کیا ہوگا
مہتر قران نے کہا جواب درست نہ ملنے کی حالت مین نکیرین کہینگے کہ ای ملعون تجھ پر ہزار لعنت ہے کہ تو نے ایک جواب بھی درست
نہ دیا اور عذاب سخت اسپر ہوگا تمام قبر اسکی آگ سے مملو ہو جائیگی اور ایسے لوگونکی روحین وادی برہوت مین قیامت تک رہینگی
وادی برہوت [illegible] واقع ہے اجرودس مہتر قران سے بغلگیر ہوا اور کہا ای خلیفہ یہ بات
برا [illegible] ال ہرگز پہچانا نہ تھا اب مجکو یقین ہو گیا کہ تم مہتر قران ہی ہو
م [illegible] خیال دلمین نہ لاؤ کہ مین تمہارے ان سوالون سے

ناخوش ہوا بلکہ تمہاری اس فہم و فراست سے خوش ہوا وہ آدمی کیا جو ہر امر مین اُسکے ہر ایک پہلو کو
سوچتا سمجھتا نہ رہے اور انجام پر نظر نہ رکھے ~ ہر آنکاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ ہان اب بیان
کرو تمہارا یہان آنا کس طرح ہوا اجروس نے کہا ای مہتر مین شہزادہ نورالدہر کے ساتھ تھا شب کو
حمزۂ ثانی کی نسبت نہایت متوحش خواب دیکھا صبحکو اس طرف کا عازم ہوا اور بعد وکد تمام اپنے کو یہان
پونہچایا حاصل کلام بعد اس گفت و شنید کے مہتر قران اور سالم شاہ اور اجروس تلوارین کھینچکر
بڑھے اور طرفۃ العین مین چار ہزار جادوان مکار کو تہ تیغ کیا اور کناس جادو اور اُسکے چالیسون
شاگردان ہمراہی کے بھی سر تن سے جدا کیے بعد فراغ قلع و قمع باغ سے باہر آکے اجروس نے
کہا ای خلیفہ افسوس ہے کہ حمزۂ ثانی کی رہائی خاص بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہے ورنہ ہم
چل کے حمزۂ ثانی کو قید زندان فرعونی سے رہا کرتے عرصہ زیادہ ہوتا جاتا ہے حمزۂ ثانی نہین معلوم کس تعب اور
مصیبت مین مبتلا ہے جہان تک ممکن ہو اُنکی رہائی مین تعجیل کرنا چاہیے اگر بدیع الملک کا انتظار کرتے
ہین نہین معلوم بدیع الملک کب آئے فلہذا مین بدیع الملک کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکے اجروس
نظر سے غائب ہوگیا مہتر قران اور سالم شاہ سب کے سب ایک جا ہوکے لشکر اسلام کی جانب واپس
ہوئے سعد شہریار کی خدمت مین پہونچے زمین خدمت کو بوسہ دیا سعد شہریار نے پوچھا ای قران تم کہان
تھے بہت عرصہ کے بعد آئے اور یہ تو کہو کہ اسقدر عرصہ کے بعد آکے کچھ کام بھی کر لائے یا کوئی تدبیر
ایسی سوچی جو حمزۂ ثانی کی رہائی کا سبب ہو قران نے کہا شہریار کناس جادو اور اس کے شاگردون
کے سر لائے ہین یہ وہ جادوگر ہین کہ جنکے جادو کے سبب سے جب فرعون مسلمانون کے مقابلہ مین آیا تھا
رہا سعد شہریار نے فی الفور اُن سرون کو دیکھا اور کہا ای قران ان سرون کو زیادہ تر تشہیر نہ کرو کسی قدر انکا
پوشیدہ رکھنا بہتر ہے قران نے اُسی وقت ان سرون کو ایک گوشہ مین رکھوا دیا سعد شہریار نے کہا کہ
اب لشکر مین نقارہ جنگ بجاؤ حکم کی دیر تھی یکایک ~ ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دولت دولت گردون
دون ٭ فرعون نے نقارہ اسلام سنکے اپنے لشکر نکبت اثر مین بھی نقارۂ جنگ بجوایا شب کو دونون طرف
جنگ کی تیاریان ہوتی رہین صبحکو میدان جنگ مین دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائی
ہوئی پہلے جو شخص لشکر کفار سے نکلا وہ فرعون تھا ~ واضح رہے کہ جب لشکر اسلام کے مقابلہ مین
لشکر کفار صف آرا ہوتا تھا پیشتر فرعون ہی مقابلہ کو آتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ کناس جادو نے
فرعون کو سمجھا دیا تھا ای خداوند اگرچہ قدرت خداوندی بہت کچھ ہے اُسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہین ہے
مگر تاہم بھی خداوند نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا لیکن تیری مشیت مین یہ بات
گذرا تھا حالانکہ اس کا خراب اثر تجھ تک پہونچنے والا معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ بہنگام حرب پیکار خداوند
بذات خود مسلمانون پر حملہ آور ہو کیونکہ سحر و افسون خاص تیرے نام پر پڑھا جاتا ہے علاوہ تیرے جو کوئی
مسلمانون کے مقابلہ مین جائیگا ضرور ہلاک ہو جائیگا یہ سبب تھا جو فرعون بے خوف و خطر مسلمانون
سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی وہی صف کفار سے نکلکے لشکر اسلام کے روبرو
آیا اور آواز بلند کہا ای خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والو ... کہ ہوا
ابھی میری نمائش کو سنو اور میری خداوندی کے قائل ہو

فہمائیش ہرگز تم پر اثر نہ کرے گی لیکن جب مین اپنے بندون کو برابر سمجھتا ہون اور سب کی بھلائی پر نظر رہتی ہے تو کسطرح
کر سکے کر حجت کو تمام نہ کرون ہان میری فہمائیش اسوقت تم پر اثر کریگی جب تم سب کو گرفتار کرکے مین شکنجہ
کرونگا اور طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤنگا رستم ثانی سعد شہریار کے پاس آیا اور
کہا شہریار مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا ہون ہرچہ بادا باد یہ ہو تا کہ مین بھی مثل حمزہ کے گرفتار ہوجاؤن گا
باشد حمزہ ثانی کے ساتھ قید ہو کے شاید ہم دونون کی صورت رہائی پیدا ہوجائے سعد شہریار نے
کہا اے شہزادہ رستم تم اسقدر نا امید کیون ہو خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہے اور یقین سمجھو تم اس مرتبہ
فرعون پر فتح پاؤگے حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجانے اور فرعون کے غلبہ پانے کی وجہ اب مجکو دریافت
ہوئی ہے انشاء اللہ اب وہ غلبہ فرعون کو میسر نہوگا جاؤ میدان مین فرعون کا مقابلہ کرو رستم ثانی
مسلح و مکمل ہو کے صف لشکر سے نکلا اور فرعون کے قریب آ کے کہا او کافر بدکیش یہ تو کیا فضول
بکا کرتا ہے کہ مین خداوند ہون اور مین ایسا ہون ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران
فرعون ہنسا اور کہا اے رستم کیون شامت آئی ہے اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال کی خدمت مین
ایسی گستاخی کرتا ہے کیا کہون مجھے اپنے رحم و کرم کا خیال آجاتا ہے ورنہ ابھی حقیقت میرے قہر و جلال کی
ظاہر ہوجاتی رستم نے کہا او ظرفی دم تو کیا اور تیرا قہر و جلال کیا بڑھتا بھی ہے یا اسی طرح خواہ مخواہ زبان
ہلائیگا فرعون نے کہا اچھا وار کرو سہی پھر مین اپنے جلال کی شان تو دکھاہی دونگا رستم ثانی
نے جھپٹ تمام شمشیر آبدار کا وار کیا مگر وہ مکار بھی فن حرب سے بخوبی ماہر تھا بسہولت تمام رستم کے وار کو
رد کیا اور کہا اب کچھ اور حوصلہ بھی رکھتا ہے یا بس رستم ثانی نے دوسرا وار کیا اسنے اس وار کو بھی
کیا رستم ثانی نے جھنجھلا کے تیسرا وار کیا فرعون نے اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اس مرتبہ رستم ثانی
اللہ اکبر کہکے فرعون کیطرف جھپٹا او فرعون کے قریب پہونچ کے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سبکی تمام سر سے
بلند کر لیا اور اسی طرح ہاتھ پر اٹھائے ہوئے سعد شہریار کے پاس آیا سعد بہت خوش ہوا اسی وقت
نقارہ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آ کے حکم دیا کہ لاؤ ہمارے سامنے فرعون کو لازم گرفتہ و
بستہ کیے ہو کے فرعون کو لائے سعد بادشاہ نے فرعون کی طرف دیکھ کے کہا اے فرعون کہان
ہین تیرے وہ اے احمق جو تیرے خداوندی کے قائل تھے آ دین تو انسے پوچھون کہ خداوندی وہ خداوندی کیا ہوئی اور
وہ قدرت و جلال کیا ہو گیا جس سے ہر ایک کو ڈرایا جاتا تھا او اے فرعون تو بھی بتا کہ تیری مشیت
مین یہ کیا گذرا کہ ہماری قید و بند مین مبتلا ہوگیا بس اب خیریت اسی مین ہے کہ دائرہ اسلام مین داخل
ہو اور اس خیال مزخرف سے درگذر کہ مین سب کا خداوند ہون اور سب میرے بندے ہین فرعون
نے کہا اے بندگان من یہ کیا کہتے ہو یہ شعبہ میری مشیت مین یہی گذرا تھا جو تم دیکھ آئے ہو اسے تم
ڈرو میرے قہر و جلال سے اگرچہ مین گرفتار ہوگیا ہون اس بات کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ ہزارون
کے لاکھ کرشمے ہین سعد شہریار نے کہا تو اسی طرح مزخرف بکے جائیگا اور بار بار کہا ارے کوئی ہے جاؤ
جلدی جلاد کو بلا لاؤ جلاد حاضر ہوا سعد شہریار نے فرعون کی طرف اشارہ کرکے کہا اس
خیرہ سر کو [illegible] ہلاک نہ ہو جائیگا اپنی بد ذاتی سے نہ [illegible] گا
[illegible] رفع نہوگا جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت بہت [illegible]

مناسب ہی اور رنگ پر فرعون کو بٹھا کے چاہتا تھا اُسکا سر تن سے جدا کرے کہ یکایک جانب سے آواز
ہاے ہاے کی گوش زد ہوئی کہ جلاد اور تمام حاضرین متعجب ہو کے ادھر اُدھر دیکھنے لگے سعد شہریار
نے کہا ابھی یہ ملعون ہلاک نہین ہوا یہ آواز ہاے ہاے کی کیسی آرہی ہی راوی کہتا ہی کہ جس وقت فرعون
کی ہلاکت کا وقت آیا وہی نازنین عیار پیشہ خنجر بران ہاتھ مین لیے ہوے دربار کے دروازہ پر پہونچی دربان
مانع ہوے اُسنے بلا تکلف خنجر سے ہلاک کیا چنانچہ متعدد دربان آناً فاناً خنجر سے ہلاک کر کے فرعون کے
قریب پہونچی فوراً اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور جس طرف سے آئی تھی اُس طرف اُٹھا کے لیے چلی
گئی اُسکے جانے کے بعد سعد شہریار نے حاضرین سے کہا طرفہ واقعہ ہی کہ تم اسقدر لوگ موجود تھے اور
کسی سے تعرض نکیا سبنے کہا شہریار کیا کہتے ہو گیا تم موجود نتھے ہم تو اس وقت گویا خواب دیکھ رہے تھے اُسکے جانے
کے بعد خیال آیا کہ تعرض کرنا چاہیے تھا لیکن اُس وقت ایسی کچھ حیرت دامنگیر ہوئی کہ بجز تماشا دیکھنے کے
کچھ بس نہ چلا سعد شہریار نے کہا ہان میرا بھی یہی حال تھا اسکو بھی معاملہ سحر و افسون کہنا چاہیے ورنہ تنہا
کسی کا اسقدر آدمیون مین ایسے جرأت کرنا اور کسی کا تعرض نہ کرنا عقل مین نہین آتا وہان نازنین عیار پیشہ کے
فرعون کو لیجانے کے بعد تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ محافظ نشین کا نقارہ بجے لیے ہوے وارد ہوا فرعون کی خدمت
مین آتے ہی سجدہ کیا اور کہا ای خداوند کیا کیا کرشمے تیری مشیت مین گذرے ہین اب کیا حکم ہوتا ہی
فرعون نے کہا جو کچھ مناسب ہو کرو پہلا کام یہی سمجھو کہ خداپرستون کو سزا دیجاے اُنھون نے میری خدائی
مین رخنہ ڈالنے پر کمر باندھی ہی طرح طرح سے ذلیل و خفیف کرنا چاہتے ہین اگر ہمکو اُنکی اسطرح کی شرارت
اور ضرر رسانی کی خبر ہوتی تو ہم ہرگز اُنکو آدمی کیصورت مین نہ پیدا کرتے اب بھی اُن سب کا نیست و نابود
کردینا میری قدرت کے نزدیک کوئی بات نہین ہی مگر خیال آتا ہی کہ پیدا کر کے اس طرح پیش آنا رحم و کرم
کے خلاف ہی محافظ نشین نے نقارہ جنگ بجوایا اور خود میدان مین آکے باواز بلند کہا ای خداپرستو آگاہ ہو کہ
تم خداوند فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سبقت نہین لے جا سکتے کیا تمکو اس سے فائدہ ہوا جو تم خداوند کو
اپنے یہان اُٹھا لے گیے طرح طرح کی تکلیفین دین اُسکی ہلاکت کے درپے ہو گئے پھر خداوند کو کسکی مجال
ہی جو ہلاک کر سکے خواہ مخواہ تمنے اپنی عاقبت خراب کی یقین ہی کہ اب تو خداوند فرعون کی قدرت تم پر
عالی ہوگئی ہوگی دیکھو اب بھی خیریت ہی اگر تم اُسکی بندگی کے واسطے مستعد ہو جاؤ ہم وعدہ کرتے
ہین کہ تمھاری سفارش کر کے تمھارے تمام گناہون کو معاف کروا دینگے ملک قاسم کو تاب طاعت
نہ رہی محافظ نشین کے قریب آکے کہا او قرمساق اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ اگر کچھ زور دست و بازو رکھتا
ہی تو مردون کے مقابلہ مین آ اور جوہر شجاعت دکھا محافظ نشین نے وار کیا ملک قاسم نے اُس وار کو رد کیا
اور اپنا وار کیا محافظ نشین نے بھی ملک قاسم کے وار کو رد کیا اس رد و بدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک
قاسم محافظ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا بعدہ محافظ نشین نے پھر باواز بلند کہا ای خداپرستو تمکو
اگر دعوے دلاوری اور بہادری ہی تو کوئی میرے مقابلہ کو آوے ورنہ میری اطاعت قبول کرکے
جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کرو اس مرتبہ علم شاہ مسلح و مکمل محافظ نشین کے مقابلہ مین آیا اور رد و بدل
شروع ہوئی آخر علم شاہ بھی محافظ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا دن تمام ہو گیا تھا دونون لشکرون
مین نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر گئے

اُسی طرح

ہنگامہ آرائی رہی چند مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے کیونکہ ایرج نے نہایت بہادری سے محافہ نشین کا مقابلہ
کیا ہر وار میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب محافہ نشین کا کام تمام ہو گیا مگر محافہ نشین کو فن سپہ گری نہیں معلوم
کہاں سے حاصل ہو گیا تھا کہ تمام واروں کو بسہولت رد کیا مزید براں ایرج کو گرفتار کر لیا پھر
صنجل مقابلہ کو آیا وہ بھی بعد رد و بدل بسیار محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا سعد شہریار کو ایرج اور
صنجل وغیرہ کے گرفتار ہو جانے سے اور بھی زیادہ ملال ہوا

اس حال کو یہاں ملتوی رکھا جاتا ہے اور تورج بدرگ کے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

جو گذری مجھ پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا ٭ بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا ٭ مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا ٭ پہونچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو ٭ کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا
کہے ہے سُن کے مری سرگذشت وہ بیرحم ٭ یہ کون ذکر ہے جانے بھی دو ہوا سو ہوا ٭ خدا کیواسطے آ در گذر گنہ سے مرے
نہ ہوگا پھر کبھی اے تُند خو ہوا سو ہوا ٭ یہ کون حال ہے احوال دل پہ اے آنکھو ٭ نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا
دیا اُسے دل و دین اب یہ جان ہے سودا ٭ پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا ٭ سخن وران کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن
را اینچنین آغاز کردہ ٭ کہ جب تورج بدرگ دختر بادشاہ روم کو اپنے قبضہ میں لایا فوج کثیر جمع
کی اور ملک مدائن پر حملہ کیا سعد بن قباد کو خبر پہونچی فوج کثیر ہمراہ لیکے مقابلہ کو آیا وہ موسم برشگال کا
تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں دریا حائل تھا اس طرف تورج بدرگ کی فوج مقیم تھی اُسطرف
سعد بن قباد بارہ ہزار فوج جرار اور بکثرت فیلان جنگی کی قطار لیے ہوئے کنارے دریا کے مقیم تھا شب کی
تاریکی مینہ کا زور دریا کا شور ہوا کا جھکڑ ایسا سناٹا ہر متنفس کا دل اُڑا کے دیتا تھا جب نصف شب گذر گئی
سعد بن قباد نے ایک افسر جلادت نام کو طلب کیا جسکو بجائے خود بہت جری اور تجربہ کار سمجھتا تھا اُس
سے کہا اے جلادت تو مدت سے سرکار شاہی کا نمکخوار ہے تورج بدرگ ملک مدائن پر لشکر کشی کے
ارادہ سے آیا ہے اُسکے پاس ہمارا نامہ اسی وقت لے جا اور جواب نامہ لیکے راتوں رات واپس آ راوی کہتا
ہے کہ سعد بن قباد کے پاس ایک گھوڑی عربی نژاد نہایت چست و چالاک تھی جلادت عرصہ سے اُس
گھوڑی کا خواستگار رہتا تھا بلکہ سعد بن قباد سے ایک مرتبہ اُسکو طلب بھی کیا تھا چونکہ وہ گھوڑی اصل و نسب
کے بہت درست اور ہر طرح قابل تعریف تھی سعد بن قباد بھی اُس گھوڑی کو بہت دوست رکھتا تھا وقت
کی درخواست پر سکوت اختیار کیا اُسوقت وہ گھوڑی جلادت کے حوالہ کی اور کہا اے جلادت تو مطمئن رہ اسوقت کی اس خدمت کے
معاوضہ میں تجکو علاوہ اس گھوڑی کے مال سے مستغنی کر دونگا اس بات کا خیال رہے کہ جسوقت تورج بدرگ کے لشکر میں
پہونچنا اگر وہاں موقع ملجاوے تو تورج کو ہلاک کر کے آنا کیونکہ یہ وقت شب ہے اور مینہ دھاڑم دھاڑ برس رہا ہے
اپنی اپنی جگہ پر مقیم ہونگے ممکن ہے تورج تنہا ملجاوے جلادت نے بہت خوب کہا اور اُسی گھوڑی کی پشت پر
سوار ہو کے اُسی وقت شب میں دریا سے عبور کیا اور لشکر تورج میں پہونچکر اول موقع و محل کو تاڑا
کیا جب تورج کی ہلاکت کا موقع نہ ملا ایک لشکری سے ملاقات کی اُسنے کہا تو کون ہے اور کہاں
ایسی شب تاریک میں یہاں آیا ہے تجکو کچھ اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف و خطر نہیں ہے جلادت
نے کہا کہ اے ... [illegible] قباد کا ملازم قدیم اور ہمدم و ہم جلیس ہوں نامہ لیکے آیا ہوں یہ خبر تورج
بدرگ ... [illegible] وہ نامہ بر کہاں ہے جلد لا کر اُسے حاضر کرو جلادت تورج بدرگ

کے خیمہ مین پہونچا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ نامی سعد بن قباد کا ہی اسی وقت اسکا جواب مانگا ہی تورج بدرگ
نے نامہ کو کھولا بعد القاب و آداب ما وجب مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ ای تورج ہم کو بخوبی تحقیق
ہی کہ تو ملک مداین پر یورش کرنے کے ارادہ سے آیا ہی کچھ مضایقہ نہین ہی ہم بھی مستعد و آمادہ ہین
بلکہ ہماری غرض یہ ہی کہ جب جنگ و حرب ہی کرنا منظور ہی تو صبح پر موقوف رکھنا کیا ضرور ہی اسی وقت سے
جنگ شروع ہو جاوے تو بہتر ہی ہم چاہتے ہین کہ بعجلت تمام یہ معاملہ یک سو ہو جاوے تورج بدرگ
نے جواب دیا کہ سعد بن قباد سے کہدے کہ ہان ہم بھی یہی چاہتے ہین جلادت جواب نامہ لیکے [illegible]
طرح بمشکل تمام اس پار آیا اور سعد بن قباد کو نامہ دیکے کہا شہریار مجکو کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ تورج کو ہلاک
کرکے اُس کا سر لاتا ناچار نامہ کے جواب ہی پر اکتفا کی سعد بن قباد نے پوچھا اُس طرف کیا سامان
ہو رہا ہی اور تیرے نزدیک تورج بدرگ کے ہمراہ کس قدر فوج ہو گی جلادت نے کہا میرے
نزدیک تورج کی فوج ڈیڑھ دو لاکھ کے ہو گی اور اگرچہ تاریکی شب ہی مگر سب مسلح و مکمل ہین سعد بن
قباد نے جلادت کو بہت کچھ انعام دیا اور نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا ادھر نقارہ رزمی پر چوب پڑنی
تھی کہ اُس طرف سے بھی نقارہ رزمی کی صدا گوش زد ہوئی قباد نے تمام ہاتھیون کی قطار پیشاپیش
اُس پار روانہ کی اُنکے عقب مین مع تمام فوج خود بھی روانہ ہوا اور اُس پار پہونچتے ہی تورج پر
حملہ آور ہوا فوج تورج نے بھی جواب ترکی بترکی دیا تمام شب اُس طوفان مین ہنگامہ کشت و خون
گرم رہا یہان تک کہ صبح ہو گئی تورج بدرگ بذات خود مقابلہ کو آیا اس طرف سے سعد بن قباد
مقابلہ کو نکلا تا دیر ان دونون مین شمشیر و نیزہ وغیرہ کی لڑائی ہوتی رہی آخر دونون جوان پشت اسپ
سے زمین پر آ گئے کشتی درمیان شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج سعد بن قباد کو گرفتہ و بستہ کر
اپنے لشکر مین لے گیا سعد بن قباد کے گرفتار ہو جانے سے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن
قباد کو سخت تردد ہوا اپنی ماتحت فوج سے کہا ای دلاورو اگر سعد بن قباد تمہارا آقا بزور دشمنون
کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ہی تم اس بات کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ اور مردانہ اور دلیرانہ فوج
مخالفین سے مقابلہ کرو ایک روز مرنا ضرور ہی اگر سعد بن قباد کو تورج کی قید سے رہا کر لیا تو الحمد
ورنہ ہر چہ بادا باد صفحہ ہستی پر یہ ذکر تو رہ جائیگا سعد بن قباد کے لشکر نے اپنے فرمانروا کے رہا
کرنے مین بڑی کوشش کی مگر افسوس کامیاب نہ ہوئے یہ تقریر سنکے سب کے دلون مین ایک
طرح کا خیال مردانگی سمایا کہا ہم سب جان نثار حاضر ہین تورج بدرگ اور اسکی فوج کیا ہی اگر حکم ہو تو آگ کے
دریا مین کود پڑین گیو نوجوان نے کہا یہ تو میرے دل کو یقین ہی مگر احتیاطاً مین نے اس بات کا ذکر
کیا بعد ازان گیو نوجوان نے تمام فوج کو ہمراہ لیکے تورج کی فوج پر حملہ کیا ہزارون بندگان خدا کی
جانین تلف ہوئین آخر الامر گیو نوجوان کو بھی تورج بدرگ نے گرفتار کر لیا اور چند روز مین ایران
اور توران کو بھی فتح کر لیا پھر پایہ تخت رستم خان گاولکی مین پہونچا رستم خان گاولکی بھی
فوج کثیر ہمراہ لیکے تورج بدرگ کا مقابل ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر الامر رستم خان بھی مثل سعد
بن قباد اور گیو نوجوان سپہ سالار کے گرفتار ہو گیا پھر تورج بدرگ ملک بربر مین پہونچا اور بعد
جد و جہد بسیار وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا ہر چند اہل

ضائع ہوجاوے تو بہتر ہو لیکن بت پرستی ہرگز نہین اختیار کیجاوے کی افسوس کہ وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرسکے بعض
باعتقاد صادق بت پرست ہوگئے اور بعضے تقیہ کے عالم مین رہے تورج بت پرستی کی ترویج سے فراغت
کرکے چند روز درمیان دریا کے مقیم رہا بعدہ کوچ کرکے باختر مین پہونچ کے ہنگامہ آرائی کی تا اینکہ کامل خان و
عاقل خان دلاور خان دخورشید خان بن گنجاب کو بزور شجاعت گرفتار کیا اور کوچ کرکے باختر پر کامل قبضہ کرکے
ہفت دربند باختر کو بھی مسخر کیا تا اینکہ سبائل کے قریب پہونچا یہ خبر شاہ سلیمان کو پہونچی کہ تورج بدرگ اسطرف
آتا ہے وہ ایک ہی شقی بدذات ہے جلد شہر کا بند و بست کیا جاوے اور کامل تدارک ہو ورنہ اسکا یہان پہونچنا بہتر نہوگا
شاہ سلیمان نہایت متفکر ہوا ہر شخص سے اس بارہ مین مشورہ لیا کہ کیا تدبیر عمل مین لایئے تاکہ تورج کی شرارت
و بدذاتی سے محفوظ رہین ہر ایک نے اپنی اپنی راے جداگانہ بیان کی شاہ سلیمان نے بجاے خود یہ فکر کی
کہ ملک سبائل مین اخی سہمان کو اپنی جگہ چھوڑا اور خود مثل نامہ بردون کے نامہ لیکے تورج بدرگ کے پاس
آیا دس صندوق پر از جواہر بطور نذر تورج کے پیش کش کیے بعدہ وہ نامہ تورج کے ہاتھ مین دیا اور کہا
ای تورج شاہ سلیمان نے یہ نامہ بھیجا ہے تورج بدرگ نے سرنامہ چاک کیا لکھا تھا ہزار ہزار تعریف
اُس لات و منات کی جنکی قدرت و طاقت سے ایک زمانہ واقف ہے اسی طرح آتش کو سالہ کی بھی صفت و ثنا کی
جسنے آج ہمکو وہ قدرت بخشی ہے کہ ہم جو چاہین کرین اور ہم بھی بتان بزرگ کے نذر کردہ ہین بنابران اطلاع دیجاتی
ہے کہ ای تورج بدرگ دراصل مین بادشاہ فارس ہوں میرے باپ دادا بھی اصل مین بت پرست تھے
لیکن افسوس ہے کہ یہ خداپرست ہر طرح زبردست ہین اور مجھ مین اسقدر طاقت نہین ہے کہ خداپرستون کے
سامنے دم مارسکون اور ہمارا سردار بھی کوئی نہ تھا جسکے سرپرستی سے ہم کچھ کرسکتے بارے تمھارا اس طرف وارد
ہونے کا اتفاق ہوا ہم بہت خوش ہوئے ہمارا بہت دل چاہتا تھا کہ ہم تم تک پہونچتے لیکن اس بات سے
مجبور ہین کہ چند پہلوان ہماری نگرانی کے واسطے خداپرستون نے مقرر کردئے ہین اگر انکو کچھ بھی شعبہ
میرے تمھارے طرف میلان کا ظاہر ہوجاوے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑین ایسی حالت مین تجھ سکو سکتے کیا
چارہ ہے مین چاہتا ہون کہ تمھارے پاس آؤن مگر کیا کرون کہ اگر خداپرستون کو معلوم ہوجائیگا پس وہ میری
ہلاکت کے درپے ہوجاوینگے اور اسوقت کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا تمکو چاہیے مجرد دیکھنے اس تحریر کے
فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچا دو تاکہ ہم اور تم باتفاق یکدیگر خداپرستون سے انکی سرکشی کا عوض لین اور سبائل مین
بت پرستی کو رواج دین ہمارے تمھارے متفق ہوجانے مین خداوند بت بزرگ کا خوش ہونا متصور ہے فقط جب
اس مضمون کا نامہ تورج کی نظر سے گذرا بہت خوش ہوا اور کہا ای سفید ریش تو کون ہے اُسنے کہا ای تورج بدرگ
مین شاہ سہمان کا داماد ہون اور خدمت وزارت کو بھی انجام دیتا ہون تورج نے خلعت گران بہا اسکو
دیا اور کہا تم جاؤ اور کہدو کہ جب مین ملک سبائل مین پہونچونگا قلعہ مین بھی آؤنگا شاہ سلیمان فوراً تورج
سے رخصت ہوکے ملک سبائل کیجانب روانہ ہوگیا خیر اخیر چلا جاتا تھا اثناے راہ مین اسرمین قیل پاچیارہ و راجگل
شاہ ملازم تورج چلا جاتا تھا اسنے جو شاہ سلیمان کو دیکھا کہ تورج کی طرف سے چلا آتا ہے بہت متعجب ہوا
بعجلت تمام تورج کے پاس آیا اور کہا ای تورج اسوقت مین نے شاہ سلیمان کو اسطرف جاتے دیکھا تھا
تعجب ہوا کہ ادھر [illegible] کہا ای اسرمین شاہ سلیمان یہان کہان البتہ شاہ سلیمان کا
وزیر [illegible] سلیمان کا لایا تھا ابھی یہان سے گیا ہے شاید وہی نامہ بر ہوگا جسے تجھے

شاہ سلیمان کا دھوکھا ہوا اہرمن فیل پا نے پوچھا مضمون اس نامہ کا کیا تھا تورج نے اُس نامہ کے مضمون کو سنایا
اہرمن فیل پا نے کہا ای تورج مین ہرگز نہین کہسکتا کہ وہ نامہ بر شاہ سلیمان کا وزیر تھا بالفرض خود شاہ سلیمان
تھا مین نے بخوبی اُسے غور سے دیکھا شاہ سلیمان بذات خود تھا اور یہ ایک حیلہ تھا کہ نامہ خود لایا غرض اسکی یہی کہ تجھکو
سایل مین لیجائے اور گرفتار کرے تورج نے اسیوقت اسلحہ سے اپنے کو آراستہ کیا اور سلیمان شاہ کے
عقب مین روانہ ہوا اور شاہ سلیمان بھی خیزاخیز چلا جاتا تھا حتی کہ تورج بدرگ بجد و جہد تمام شاہ سلیمان کے
قریب ہو پہنچ گیا نعرہ مارا کہ پاش اوسر پاچہ سفیداب مین تجھکو کب چھوڑتا ہون مجھکو کیا معلوم تھا کہ تو اس عیاری
سے میرے پاس آئیگا اور میری ہلاکت کے درپے ہو جائیگا ورنہ مین اسی وقت تجھے ہلاک کرتا ہرگز زندہ نہ جانے
دیتا اب بھی خیریت ہوئی کہ میرے عیار طرار نے تجھے دیکھ لیا اور مجھکو تیری مکاری کی اطلاع دی یہ کہا اور
مرکب کو دوڑا کے شاہ سلیمان کے روبرو آیا شاہ سلیمان نے جب دیکھا کہ یہ مردک سدراہ ہوا ہی اور بغیر ردو
بدل کوئی چارہ نہین ہی بہتر سمجھکو چلہ کمان مین جوڑ کے تورج بدرگ کیجانب رہا کیا وہ تیر تورج پر نہ پڑا تیر
تورج کے مرکب کی پیشانی پر پڑا اور اسکی دم سے گذر گیا اور مرکب بیجان ہوکے دیوار کہنہ کی طرح دھڑ سے زمین پر
گرا مع ہذا تورج بھی جست کرکے پشت اسپ سے زمین پر آیا ورنہ سخت صدمہ ہوتا ادھر شاہ سلیمان نے
جو اسقدر فرصت پائی وہانسے چلدیا اہرمن وہان موجود تھا تورج بدرگ کو پیادہ پا دیکھ کے دوان دوان گیا
اور دوسرا مرکب حاضر کیا تورج سوار ہوا اور پھر شاہ سلیمان کے تعاقب مین روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ افسوس
میرا مرکب تیر کھا کے ہلاک ہوگیا ورنہ شاہ سلیمان کو زندہ نہ جانے دیتا سلیمان خیزاخیز چلا جاتا تھا اور پیچھے
کیجانب پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا یکایک سامنے دور سے تتق گرد نمایان ہوا دل نے کہا یک نہ شد دو شد نہین معلوم یہ گرد کیسی
ہی مبادا کوئی دشمن میرا ہو اور میرا سدراہ ہوا تو اس جانب تورج بدرگ کا خوف ہی اب کسی طرح جان نہین بچیگی
کیا معلوم تھا کہ ایسا نتیجہ بہ ظہور مین آویگا ورنہ کیون ایسی جرات کرتا اتنے مین وہ گرد چاک ہوا دیکھا قارن
زلازل بن مدر اسپی ہزار سواران جرار و آتش بار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہی اور آتے ہی شاہ سلیمان
کا سدراہ ہوا شاہ سلیمان نے نفس سرد بھر کے بجاے خود کہا ای سلیمان جو کچھ مین ابھی سمجھ رہا تھا
سامنا ہوا اب کہان بھاگ کے جا سکتا ہون عنقریب تورج بدرگ بھی یہان پہونچا چاہتا ہی دو مین سے ایک
ضرور میری ہلاکت کا باعث ہوگا قارن نے باواز بلند کہا ای شاہ سلیمان مین تو تیری تلاش مین تھا بارے
تو مجھکو ملگیا اب مین تجھکو زندہ نہین چھوڑونگا اگر خیریت چاہتا ہی تو جس طرح اسوقت کھڑا ہی اسی طرح
مقیم رہ تاکہ مین تجھے گرفتار کرلون اگر تو کسی طرح کا حوصلہ رکھتا ہی مجھکو یہ بھی منظور ہی لیکن بجاے خود تو یہ
سمجھ لے کہ تو میرے ہاتھ سے صحیح وسلامت جان نہین لیجاویگا شاہ سلیمان نے اسکی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا
البتہ بقوت تمام شمشیر آبدار کا وار قارن پر کیا قارن بھی فن سپہگری سے ماہر تھا اُسنے بسہولت
و درستی جو اس شاہ سلیمان کے وار کو رد کیا اور کہا ای شاہ سلیمان بس یہی تجھمین جرات تھی
یا اور بھی ہی شاہ سلیمان کو اسکی اس طعن سے غصہ آیا دوسرا وار اسکے سر پر کیا اس نے اس وار کو
بھی رد کیا پھر بچالاکی تمام قریب آکے شاہ سلیمان کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور سر سے
بلند کرکے کہا ای شاہ سلیمان دیکھا تو نے میرے مقابلے کے نتیجہ [illegible] پہلے ہی میرے مقابلے
سے باز آیا ہوتا تو کیون اس قدر طول کھینچتا ہا تجھے زمین پر [illegible]

ہوجائیگی شاہ سلیمان کے حواس باختہ ہوگئے قارن نے جب کچھ جواب نہ پایا شاہ سلیمان کو لیکر
روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین دیکھا تورج بدرگ چلا آتا ہی اسنے خود دیکھا کہ شاہ سلیمان کو گرفتار کیا
ہی قارن کے قریب آکے کہا یہ کون ہی جسکو تو نے گرفتار کیا ہی اسنے کہا کوئی ہی تو کون ہی تورج
نے کہا مین اسکے گرفتار کرنے کا حق رکھتا ہون یہ میرا دشمن ہی اسمین خیریت سمجھ کہ اسکو میرے حوالہ
کردے اور تو بت پرست ہوجا اور اگر تو میرے کہنے پر عمل نہین کرنا چاہتا ہی پس آ میرا مقابلہ کر قارن
نے کہا ای تورج تو بیکار اس بارہ مین جد وجہد کرتا ہی مین شاہ سلیمان کو ہرگز تیرے حوالے
نہ کرونگا در انحالیکہ مین نے بکوشش تمام گرفتار کیا ہی کیونکر دیسکتا ہون اور اگر تجکو مجھسے جنگ
کرنا منظور ہی پس مین بھی عاجز نہین ہون ٭ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی نگرز گران ٭
تورج نے تیغ کا وار قارن پر کیا قارن نے اس وار کو رد کرکے تلوار کا وار کیا تورج نے بھی اس وار
کو پشت شمشیر پر رد کیا قارن نے دوسرا وار کیا تورج بدرگ نے اس وار کو بھی رد کیا حتی کہ تین وار قارن
کے تورج نے رد کیے چوتھا وار کرنے کو تھا کہ تورج نے اس کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا قارن بھی
نہایت چست و چالاک تھا اس نے اسکے کمربند کیجانب ہاتھ بڑھایا دونون مین گاوزوریان خوب
ہونے لگین کبھی یہ اسکو چند قدم پسپا کرتا تھا اور کبھی وہ اسے پسپا کرتا تھا حتی کہ ایک شبانہ روز
جنگ زور دست و بازو ہوتی رہی تیسرے دن دوپہر تک یہی حال رہا بعد زوال آفتاب تورج بدرگ
نے قارن کو سر سے بلند کرلیا اور کہا ای قارن اب تو اپنے ارادہ کو ظاہر کر اگر مجھسے مخالفت کرنا
چاہتا ہی تو مجھے بیان کرتا کہ مین تیرا کام تمام کرون اور اگر مجھسے موافقت کرنا چاہتا ہی تو مین
رہا کرون قارن نے کہا ای تورج پہلے اس امر سے مجھے اطلاع دے کہ مین کیا کرون جس سے
تم مجھے اپنے سے موافق سمجھو گے تورج نے کہا مین اپنے سے موافق سمجھونگا اگر تو بت پرستی
اختیار کرے قارن نے کہا مجھے منظور ہی تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ مین کچھ
تنہا سبائل مین جاتا ہون میرے جانے کے بعد تو بھی وہان پہونچنا قارن نے قبول کیا تورج تنہا
سبائل مین پہونچا جب دروازہ سبائل مین داخل ہوا آواز بلند کہا کون ہی میرا مرد مقابل تو سے
اور میرا مقابلہ کرے ورنہ میری اطاعت اختیار کرے اخی سہمان آیا اور مقابلہ کیا تادیر دونون مین
رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اخی سہمان دو لخت ہوکے زمین پر
گرا بعضون نے اخی سہمان کا عوض لینا چاہا تورج نے دلیرانہ انکو بھی ہلاک کیا اس عرصہ مین قارن
بھی مدد کو پہونچ گیا تمام رعایاے سبائل خوف جان سے بت پرست ہو گئی اور تورج کا لشکر بھی سبائل
مین پہونچ گیا تورج نے باطمینان تمام سبائل کا بندوبست کیا بعدہ ذوالامان کیجانب روانہ ہوا
تورج بدرگ کو ذوالامان کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہی

میرے دل کو شوق فغان نہین میرے لب تک آتی دعا نہین	وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین
نہ تجھے دماغ نگاہ ہی نہ کسی [illegible] ال سے	[illegible] کسطرح سے دکھاؤن مین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین
[illegible]	وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین
[illegible]	کوئی گل کھلے بھی تو بو نہ دی کہین حسن ہی تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو + کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہیں
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا + نہیں ایسا کوئی زمانہ میں مرے حال پر جو ہنسا نہیں
مرے آگے اس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی + یہ سمجھو جلوۂ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہیں
چلیں گو کہ سیکڑوں آندھیاں چلیں گرچہ لاکھ گھرائی فلک + بھڑک اٹھی آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہیں

سخن سنج دانا سے معنی فریب + عروس سخن را چنین داد زیب + کہ جب شاہزادہ نامدار یعنی بدیع الملک عالی وقار مع یاران دست راست حمزہ ثانی سے برجستہ خاطر ہو کے نگارستان کی طرف روانہ ہوا اثنا راہ میں انواع و اقسام کے واقعات روبکار ہوئے چند روز کے بعد ایک بحر مواج کے کنارے پہونچا ایک کشتی پر سوار ہوا کشتی روانہ ہوئی دو پہر تک وہ کشتی بصد جہت محفوظ سطح آب پر روان رہی یکایک ہوا سے تند کا جھوکا آیا ملاح نے کہا ہوا کا رخ خراب ہے طوفان کے آثار معلوم ہوتے ہین سواران کشتی خبردار ہو جائین یکایک طوفان آگیا عنان کشتی ملاح کے اختیار سے رہا ہو گئی اب یہ حال ہے کہ کشتی کبھی جانب مشرق تہ و بالا ہوتی چلی جاتی ہے اور کبھی جانب مغرب اور تاریکی اسقدر پھیلی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا القصہ روز اور تمام رات یہی حال رہا بدیع الملک اور تمام یاران ہمراہی زندگی سے ناامید ہو کے کلمہ طیبہ پڑھکے ایک نے دوسرے کو آگاہ کیا اور کہا یارو تم مین سے اگر کوئی زندہ و سلامت ساحل نجات پر پہونچ جائے تو ہمارے متعلقین کو ہمارے حال کی خبر کر دے صبح کو وہ طوفان برطرف ہوا روشنی ہوئی کشتی ایک جزیرہ کے کنارے پہونچی کشتی سے اترے چند قدم راہ طے کی تھی دیکھا کہ ایک قافلہ تاجرون کا مقیم ہے شاہزادے نے شاپور کو بھیجا کہ اس قافلہ کی کیفیت دریافت کر لاؤ شاپور اس قافلہ مین پہونچا ایک شخص سے جو اسی قافلہ کا تھا پوچھا برادر یہ قافلہ کس کا ہے اسنے از سر تا پا شاپور کو غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلہ کا حال دریافت کرتے ہو شاپور نے کہا برادر کچھ مضائقہ نہین ہے اگر تم اس قافلہ کی کیفیت بیان کر دوگے اسنے کہا کیون نہین مضائقہ ہے اگر تم لوٹ لینے کے ارادہ سے اس قافلہ کا حال پوچھتے ہو شاپور ہنسا اور کہا یہ تمہارا فقط خیال ہے خیر نہ بیان کرو صرف یہ بیان کر دو کہ یہ قافلہ کس طرف سے آیا ہے اسنے کہا یہ قافلہ کوچک باختر کی طرف سے آیا ہے شاپور بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اہل قافلہ حقیقت حال کو قافلہ کی نہین بیان کرتے صرف اس قدر دریافت ہوا ہے کہ یہ قافلہ کوچک باختر کی جانب سے چلا آتا ہے بدیع الملک نے کہا قافلہ سالار سے ملاقات کرنا چاہیے تاکہ کچھ حال کوچک باختر کا دریافت کرین شاپور نے کہا مشکل ہے قافلہ سالار یہان آنے سے انکار کرے تو عجب نہین جب حقیقت حال قافلہ کو بیان کرنے مین انکار ہے تو یہان آنا کیسا مگر جاتا ہون تا اینکہ بار دیگر قافلہ مین پہونچا لوگون نے پوچھا تو کون ہے اور کیون آیا ہے شاپور نے کہا مین اس قافلہ کے خواجہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہو اہل قافلہ نے سالار قافلہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص ملاقات کو آیا ہے اسنے شاپور کو اپنے پاس بلا یا قافلہ مین آنے کا سبب پوچھا شاپور نے خلاصہ حال جس طرح مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ بدیع الملک تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے سالار قافلہ نے بعد تامل بسیار کہا بہتر ہے چلو اور شاپور کے ہمراہ ہوا شاپور خواجہ کو بدیع الملک کے پاس لایا خواجہ نے شاہزادہ کو سلام کیا بدیع الملک نے جواب دیکر اپنے پاس بٹھایا اور

غرض سے یہان آنے کی تکلیف دی ہی کہ مین نے سنا ہی تم کوچک باختر سے آتے ہو اور مجکو کوچک باختر
کا حال دریافت کرنا منظور ہی اگر تم مناسب جانو تو بیان کردو اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو اور تمھارا
نام کیا ہی سالار قافلہ نے کہا اے شہریار والا تبار آگاہ ہو کہ مین خواجہ قاروش کا بیٹا ہون اور میرا نام خواجہ
ادہم ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ فی الحال تورج خان نام ایک بُت پرست نمودار ہوا ہی اُسنے ابتدا آکر
ہندوستان سے خروج کیا چار ہزار جزیرہ ہندوستان کے مسخر کیے ایران مین پونہچا اور وہان ہنگامہ عظیم برپا کرکے
توران مین آیا اور وہان بھی خوب ہنگامہ برپا کرکے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہان سے پایۂ تخت کالنگی مین
آیا اور رستم خان کو بجد و جہد تمام گرفتار کیا پھر کوچک باختر مین پونہچا اور سیر گہنا مک کو قید کیا اور تمام کوچک باختر
مین بت پرستی کو رواج دیا اسکے بعد ہفت در بند باختر کی طرف متوجہ ہوا وہان کا حال مجکو معلوم نہین
کیونکہ وہ ہفت در بند باختر مین پہونچا ہی تھا جو مین وہان سے چلا آتا ہوا اب مجکو وہان کا حال مطلق نہین معلوم
ہی بدیع الملک بدر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار یہ وجہ تھی کہ خداوند عالم نے مجکو یہان بلوایا تو اگر
نے کہا ہان یہی وجہ ہی پس اُسیوقت اسباب سفر باندھا گیا اور سبائل اور ذوی الامان کی طرف روانہ

اب انکو ذوی الامان اور سبائل کیطرف متوجہ رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال قلمبند کیا جاتا ہی

کہ محافہ نشین فرعون کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا اور انواع اقسام کی باتین ہورہی تھین یکایک
فرعون محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جان من تجکو کیا ہو گیا ہی کہ تیری توجہ میری جانب نہین
ہی اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان کرو ورنہ اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال سے ایسی بے التفاتی کرنا
بندگان صاحب اعتقاد سے نہایت بعید ہی محافہ نشین نے کہا اے خداوند مین تمام سرداران حمزہ
کو گرفتار اور بستہ کرکے تیرے حوالہ کرتا ہون تجکو اختیار ہی اگر منظور ہو انکو ہلاک کر ورنہ قید و بند مین رکھ
لیکن شرط یہ ہی کہ رستم ثانی کا تعلق اپنے سے نہ رکھ اُسکا بہمہ جہت اختیار مجکو دے اس شرط کا
منظور کرنا ضرور ہی فرض ہی ورنہ تو دانی و کار تو فرعون نے قبول کیا اور کہا ہان ضرور یہ شرط منظور
ہی محافہ نشین نے کہا کہ مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی اور اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب سامان
جنگ مہیا اور آراستہ کیا گیا صبح کو دونون لشکر میدان حرب مین آکر صف آرا ہوئے اول جس
نے میدان کا ارادہ کیا وہ محافہ نشین تھا اور با آواز بلند کہا اے خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج
تمکو خداوند فرعون کی جانب سے تعلیم و تلقین کی گئی تمنے خداے نادیدہ کی پرستش کو تجھوڑا اور خداوند
بزرگ کی قدرت اور جلال پر اعتقاد نہ لاے اسوقت بھی تمکو بحسب دستور افہام اور تفہیم کیجاتی
ہی کہ اپنے گناہ گذشتہ کی معافی مانگو اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ اس صورت مین تمسے کسی طرح کا تعرض
تعرض نکیا جائیگا ورنہ یہی گوسپے یہی میدان ہی تمھارے افعال کی سزا دیجائیگی یہ کلمات سنکر ملکہ قاسم
کو تحمل کی تاب نرہی مرکب مہمیز کرکے میدان مین آیا اور کہا کہ او مکار و بدکار یہ کیا کلمات بیہودہ
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہی ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان ✽ کمان کیانی و گرز گران محافہ
نشین نے بیجا بہ شمشیر آبدار کا وار کیا ملکہ قاسم نے اُس وار کو پشت شمشیر سے رد کیا
نزدی … فراموش کن ✽ اور خنجر تیز کا وار کیا محافہ نشین
… قاسم نے غصہ مین دوسرا وار اُسیوقت کیا

اُسنے اُس وار کو نہایت خوبصورتی سے رد کیا کہ دیکھنے والوں کی زبان پر واہ واہ کی صدا ہر چہار طرف سے
بلند تھی سے آکہ ملک قاسم نے کئی وار پے در پے رد کیے اور قریب آکے کمربند میں ہاتھ ڈال
کے سر سے بلند کیا اور کہا اے خدا پرست اب بھی خیریت ہے اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لا ورنہ
اس زور سے زمین پر دے مارونگا کہ تو نقش زمین ہو جائیگا ملک قاسم نے اس بات کا کچھ
جواب نہ دیا معافہ نشین نے اُسکے سکوت کے سبب سے برہم ہوکے اس زور سے زمین پر مارا کہ ملک
قاسم قریب تھا کہ ہلاک ہوجاتے بعد ازاں معافہ نشین نے گرفتہ اور بستہ کرکے فرعون کی خدمت
میں بھیجا اور بار دیگر باآواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو اب تم میں سے کون ہے کہ ایسا پہلوان جو میرا
مقابلہ کرنے کو آیا وہ ہی ایکبار علم شاہ رومی میدان میں آیا اور باآواز بلند کہا منم علم شاہ رومی
شیر فیل زور ☆ خلاصہ یہ کہ ان دونوں میں بھی بہت کچھ رد و بدل ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ علم شاہ رومی
بھی معافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا راویان اخبار تازہ اور محرران مضامین نے اندازہ اس مقام
اس طرح پر قلم فرسا ہوئے ہیں کہ اسی طرح پے در پے سات روز تک جنگ و حرب رہی اور مآل یہ ہوا
کہ معافہ نشین نے تمام سرداران دست و چپ کو مع ایرج گرفتار کر لیا اب لشکر اسلام میں مع
سعد شہریار چار شخص رہگئے ایک تہمل ناہید دوسرا سلیمان ثانی تیسرا رستم ثانی چوتھا
سعد شہریار لیکن حسب بہ سبب بارگاہ میں آسکے نہایت متردد اور متوحش تھے ایک دوسرے
سے کہتا تھا یارو نتیجہ اس واقعہ کا کیا ظہور میں آئیگا اس وقت تو بجز خرابی کے کوئی صورت بھلائی
کی نظر نہیں آتی چند شخص خدا پرست باقی رہگئے ہیں ایکی میدان داری میں بالیقین وہ بھی گرفتار
ہوجاوینگے یا ہلاک ہونگے سمجھ کچھ نہیں سکتے ظہور میں کیا آتا عجیب رنگ ہے سچ کہا ہے سہ من درچہ
خیالیم فلک درچہ خیال ☆ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ☆ سعد بادشاہ نے کہا نتیجہ اس خرابی کا
اس طرح پر دریافت ہوگا جاؤ خواجہ سیاوخش اور خواجہ دریادل کو لے آؤ ملازم فوراً گئے اور
خواجہ زادوں کو لے آئے خواجہ زادوں نے سعد کو سلام کیا سعد شہریار نے بعد جواب سلام کے کہا
اے واقفان رموز باطنی فے الحال جو کچھ واقعات درپیش ہوئے اُس سے یقیناً تمکو اطلاع ہوا اور اس
سے بھی واقف ہوگئے کہ جو کچھ آج تک نقصانات وقوع میں آئے اور آئندہ فی الحال سوائے خرابی
کے کوئی بھلائی کے صورت نظر نہیں آتی لہذا بجز غیب کا ذکر نہیں تمکو اس وقت خاص اس غرض سے
تکلیف دی ہے کہ آزادی علم رمل اور قواعد نجوم سے دریافت کرو کہ آئندہ کیا نتیجہ ظہور میں آئیگا یعنی
فرعون ملعون کے مقابلہ میں کون گوے سبقت کو لیجائیگا اور حمزہ ثانی فرعون کی قید سے
رہائی پاسکینگے یا نہیں اور اگر رہائی پائینگے تو کسکی کد و کوشش سے خواجہ زادوں نے نقشہ کھینچا قواعد
نجوم جاری کیے بروج کا حساب لگایا اور نتیجہ استخراج کرکے کہا سہ اے مبارک پے شہنشاہی
کہ حاصل میکنند ☆ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ☆ ہمکو از روے علم رمل اور قواعد نجوم
سے یہ دریافت ہوا ہے کہ ہزار رستم ثانی اور آپ کد و کوشش کرینگے یا علاوہ رستم ثانی کے
تم میں سے کوئی کیسی ہی کوشش کریگا مگر حمزہ ثانی کا قید سے رہا ہونا بغیر ممکن معلوم
ہوتا ہے البتہ شہریار والا تبار بدیع الملک عالی وقار اگر کوشش کریں تو یہ عقدہ

بسہولت تمام حل ہو جاویگا کیونکہ از روے رمل معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ ثانی کا رہا ہونا قید فرعون سے
خاص شہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی جلدی کسی شخص کو بدیع الملک کی
خدمت مین بھیجنا چاہیئے تاکہ وہ حمزہ کے قید ہونے کی اُسکو اطلاع دے اور وہ دلاور دوران
یہان آکر حمزۂ ثانی کو قید فرعون شاہ سے رہا کرے اور اے شہریار والاتبار علاوہ اس سوال کے
جو تمنے اسوقت کیا ہی ایک اور خبر تازہ ہم تکو دیتے ہین کہ ملک باختر مین ایک گبر بد شعار ہندوستان
سے خروج کرکے آیا ہی اُسنے ایران اور توران اور ملک کوچک باختر مین ایک قیامت عظیم بپا
کر رکھی ہی جہان جاتا ہی بت پرستی کو رواج دیتا ہی اور خدا پرستون کو گرفتار اور ہلاک کرنے پر
آمادہ ہی بیشتر بندگان خدا اُسکے دست ظلم سے ہلاک ہوگئے اور اکثر تباہ و برباد ہوگئے اور یہ بھی
واضح رہے کہ وہ گبر بد سیر کوئی غیر نہین ہی بلکہ اولاد آمیر سے ہی انشاء اللہ الرحمان جس وقت بدیع الملک
کی کوشش سے صاحبقران قید و بند سے رہا ہونگے اور ذوی الامان مین پہونچ گئے وہ گبر بد سیر
بھی شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے گرفتار ہوگا اور بندگان خدا کو اسکی شرارت سے
امان ملیگی پس اسقدر علم رمل سے حال دریافت ہوا جو معرض بیان مین آیا سعد بادشاہ اپنے
یاران ہمراہی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تمہاری کیا راے ہی آیا شہزادہ بدیع الملک کے
پاس کوئی آدمی زبانی خبر کے واسطے بھیجا جاوے یا بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے سب نے متفق ہوکر
کہا ہمارے نزدیک بذریعہ تحریر ہی اطلاع دینا مناسب ہی چنانچہ میر منشی کو حکم دیا کہ جلد نامہ تیار کرو
میر منشی نے اسیوقت نامہ تیار کیا اور سعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا سعد بادشاہ نے
از اول تا آخر اس نامہ کو دیکھا اور آخر مین اپنی مہر ثبت کرکے عمر ثانی کو دیا اور کہا کہ اے عمر ثانی
تم دیکھتے ہو کہ مسلمانون کی تنزلی عنقریب تمام ہوا چاہتی ہے جس طرح اور مسلمان گرفتار ہوے
بالیقین ہمارا بھی یہی حال ہونا ہی پس اس نامہ کو بھیجنے کے واسطے تمھین مناسب معلوم ہوتے ہو
بعجلت تمام جس طرح ممکن ہو اس نامہ کو شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچاؤ عمر
ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار مین خادم خدام بارگاہ ہون کسی حکم کی تعمیل مین عذر
نہین کر سکتا مگر قابل غور یہ بات ہی کہ ذوی الامان یہان سے ایک برس کی راہ ہی آمد و رفت کے
لیے دو برس چاہیئے ایک برس جانیکے واسطے اور ایک برس واپس آنیکے واسطے پس
اس صورت مین [illegible] میری [illegible] کا مضمون صادق آیا سعد شہریار یہ سنکر متردد
ہوا خواجہ زادون نے کہا اے عمر ثانی بیشک اس نامہ پہنچنے کے واسطے دو سال کا عرصہ درکار
ہی لیکن ہماری راے یہ ہی کہ تم تری کی راہ سے قطع نظر کرو اور خشکی کی راہ اختیار کرو مگر اس
بات کا خیال رکھو کہ خشکی کی راہ مین آفتین بہت ہین اس راہ سے کوئی نہین جاتا ہی اور بالفرض
اگر کسی نے اس راہ کو اختیار بھی کیا تو یہ خرابی واقع ہوتی ہی کہ گرد راہ رو کی سر سے اُڑتی ہی
اور اسکی آنکھ مین [illegible] اندھا کر دیتی ہی پس اگر اس راہ کو اختیار کرو تو یہ خیال رکھو کہ اُس
گرد کا اثر تمھ[illegible] عمر نے کہا اے واقفان رموز باطنی بھلا یہ کیونکر ممکن ہی
کہ مین [illegible] سے محفوظ رہون آپکے یہ معنی نہین ہین کہ آنکھ نکے خوف سے

سعد شہریار کے حکم کی تعمیل سے چشم پوشی کرون بلکہ ایک واقعی امر کا اعلان کیا ہی اور تعمیل حکم کے واسطے
سر و چشم موجود ہون بالفرض نہ ڈال بینائی کیا جان کا بھی ضرر ہو خواجہ زادون نے کہا ای خواجہ
تم گھبراؤ نہین ہمارے پاس ایک روغن ہی اور ایک سرمہ ہی جس وقت اُس راہ مین قدم رکھو اس
روغن کو اپنے کف پا مین مل لو اور وہ سرمہ آنکھون مین لگا لو اس صورت مین ہرگز اُس راہ کی
گرد تمہاری آنکھون کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا سکیگی اور نہ کسی دوسرے اعضا کو تمہارے ضرر
پہونچے گا خواجہ عمر نے کہا مضائقہ ہی خواجہ زادون نے روغن و سرمہ دیا خواجہ عمر نے اُس
سرمہ کو آنکھون مین لگایا روغن کو کف پا مین ملا اور قدرے روغن و سرمہ اپنے پاس رکھکر روانہ ہوا
اب خواجہ عمر کو نامہ لیے ہوئے اُس راہ پر خطر مین روان کیا جاتا ہی اور تورج کے حالمین قلم فرسائی کیجاتی ہی
راوی کہتا ہی کہ تورج چندر روز کے بعد ملک سبائل مین پہونچا اور بندوبست کامل کرکے وہانسے
قلعہ ذوی الامان کی طرف روانہ ہوا یہ خبر مظفر بن ضیغم کو پہونچی کہ شاہ سلیمان بھی گرفتار ہو گیا اور
تمام ملک سبائل پر تورج نے قبضہ کر لیا ہی مظفر بن ضیغم اس خبر کو سنکے بہت متوحش ہوا اور
تو فکر مین سرنگون بیٹھا رہا آخر اپنی جگہ سے اُٹھا مزدورون کو بلایا قلعہ کے ہر چہار جانب عمیق خندق کھدوا کر
اُسکو پانی سے مملو کیا پھر قلعہ مین داخل ہوا اور دروازے قلعہ کے بند کروا لئے دوسرا ہی روز تھا کہ
تورج پندرہ لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچا لوگون نے خبر پہونچائی کہ مظفر بن ضیغم قلعہ بند
ہو گیا ہی اور ہر چہار جانب قلعہ کے عمیق خندق مین پانی بھرا ہوا ہی جس کے سبب سے قلعہ مین
داخل ہونا محال ہی تورج نے کمال تمرد کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور تمام سواران ہمراہی
سے قلعہ ذوی الامان کا محاصرہ کر لیا اسوقت چار ہزار بادشاہان ایران و طوران و ہندوستان
و کوہ قاف تورج کی قید مین ہین اس گروہ مکار نے اس دعوے کی بنا پر کہ قلعہ ذوی الامان
کے ضرر رسان ہونگے اور مظفر بن ضیغم کو بھی گرفتار کرینگے زیر قلعہ مقیم ہو کے نقارہ جنگ بجوایا
صبح کو قلعہ ذوی الامان پر دھاوا کیا اگرچہ بسبب حائل ہونے خندق کے قلعہ مین داخل نہ ہو سکتا
تھا اور نہ کسی فصیل پر قلعہ کے کسی ذریعہ سے چڑھ سکتا تھا مگر اسقدر تیر و تفنگ کی بوچھار قلعہ پر
کی کہ مظفر بن ضیغم اگرچہ محصور و محفوظ تھا تاہم قلعہ مین توقف نہ کر سکا مردان ہمراہی کو حکم دیا کہ قلعہ
کی دیوارون پر چڑھ جاؤ اور ان بدبختون پر تم بھی تیر و تفنگ کا مینہ برساؤ غرضکہ دو پہر تک اسقدر
تیر و تفنگ کی کثرت رہی کہ ممکن نتھا جو قلعہ پہ پرندہ پر مار سکے پائین قلعہ فوج گر کے جو اس
باختہ ہوکے جاتے تھے اور اندرون قلعہ مظفر بن ضیغم خود بھی لڑائی مین جان لڑا کے ہوئے تھا
بیرون قلعہ تورج بہ رنگ مردانہ و دلیرانہ حملہ کر رہا تھا اپنے تمام لشکر کو حملہ کرنے سے منع کیا اور
خود سپر بائین ہاتھ مین اور تلوار دہنے ہاتھ مین لیکے مردانہ و دلیرانہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا
اور یکدستش تمام خندق کے کنارے پہونچا وہان قلعہ کو ہر چہار جانب دیکھ کے چاہتا تھا کہ جست
کرکے قلعہ پر پہونچے یکایک دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا اور مظفر بن ضیغم قلعہ سے باہر آیا خندق پر
تختہ رکھکر پل باندھا اور قریب تورج کے آکے کہا او ناکام مجھکو خوب معلوم ہی کہ تیرا
ارادہ ہمکو قلعہ مین داخل ہونے کا ہی مین تیرا حریف آپہونچا ہون تو اپنی

ہلاکت سے در پے ہی خیریت اسی مین ہی کہ میری اطاعت قبول کر اور قلعہ سے دست بردار ہو مظفر
نے تیغ آبدار کا وار تورج پر کیا تورج بدرگ نے ہاتھ بڑھا کے مظفر کی تیغ ہاتھ سے
چھین لی اور دور پھینک کے کہا دیکھ اے مظفر اب بھی خیریت ہی مظفر نے خنجر کا وار کیا
تورج نے خنجر کو بھی چھین کے دور پھینک دیا اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند
کیا پھر زمین پر مار کے ایک پانون پر اپنا پانون رکھا اور دوسرے پانون کو گرفت مین لا کے
مظفر کو مثل کرپاس کے دو حصہ کیا مظفر بن ضیغم کے ہمراہیون نے جو اس واقعہ کو دیکھا
تمام قلعہ مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا بعدہ تورج بدرگ قلعہ کی جانب متوجہ ہوا اس اثنا مین
غبار گرد پیدا ہوا تورج بدرگ متعجب ہو کے دیکھنے لگا جب دامن گرد چاک ہوا بدیع الملک
اور نور الدہر و بدیع الزمان و اسد غازی و کرب دلاور ہمراہی فوج لشکر نمایان
ہوئے جب قریب پہونچے دیکھا تورج بدرگ عنقریب قلعہ ذو الامان مین داخل ہوا چاہتا ہی سب نے
آپس مین کہا اے فلان خیریت ہوئی کہ ہم اسوقت یہان پہونچ گئے ورنہ ناموس برباد جاتا شہزادہ
فوج کفار کی تعاقب مین روانہ ہوا اور کہا لینا ان ناپاکون کو جانے نہ دینا تمام لشکر اسلام نے
فوج کفار پر حملہ کیا اُس طرف تورج بدرگ نے جو شہزادہ کو اپنی فوج پر حملہ آور دیکھا قلعہ
سے واپس آیا اور جنگ مغلوبہ مین شامل ہو گیا دیکھا ایک جوان نوبت سالہ شمشیر آبدار کو لیے
ہوئے آمادہ پیکار ہی سہ بہر جا کہ شمشیر دو کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * تورج نے
نعرہ مارا کہ او خیرہ سر یہ کیا بلی بڑا فتنہ پرداز ہی اور از حد جعلساز اور مکار ہی کہ ہماری فوج کے
حواس باختہ کر دیے ہین بدیع الملک نے جب تورج بدرگ کو دیکھا کہا او نابکار تو کہان
تھا مین تو تیری تلاش ہی مین تھا ہزار ہزار شکر اُس خداے بزرگ کا کہ مین تیرے سر کو جا
آپہونچا ورنہ قلعہ ذو الامان کو تو تباہ اور برباد کر دیتا تورج نے کہا تیری نوجوانی پر مجکو افسوس
آتا ہی شہزادہ نے کہا او مردود زبان بند و بازو بکشا تورج بدرگ نے تلوار کا وار کیا
شہزادہ نے اُسکے وار کو سپر پر رد کیا اور اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈال کے ایسا جھٹکا
دیا کہ پشت مرکب سے زمین پر آرہا تورج سنبھلا لاکھ تمام پھر پشت مرکب پر آیا اور رنگ
بدل ہونے لگی تورج نے تلوار کا وار کیا تھا کہ شہزادہ نے اُسکی کلائی کو گرفت مین لا کے
نکال دی اُس طرف تورج بھی طاقت کو کام مین لایا اور اسقدر دونون طرف سے کشش
و کوشش ہوئی کہ دونون مرکبون کے زانو زمین سے مس ہو گئے دونون پشت مرکب سے
زمین پر آ گئے اور جنگ زور دست بازو مین مصروف ہوئے ایک طرف لشکر اسلام صف
بستہ استادہ تھا دوسری جانب لشکر کفار تماشا دیکھ رہا تھا فوج کفار سے کچھ لوگ
تورج بدرگ کے مدد کو بڑھتے تھے کہ لشکر اسلام کے سردارون نے بآواز بلند کہا اے
نابکار و خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تم سب اپنے سر پانون پر دیکھو گے ادہر
شہزادہ نے [illegible] سے کہا او مردود اپنے اہل لشکر کو منع کر ورنہ جنگ مغلوبہ کی تو
ابھی آ [illegible] طاقت کا اندازہ نہ معلوم ہوگا تورج بدرگ نے آواز

بلند اپنے لشکر سے کہا ای بہادرو ابھی تمھارے کارہاے نمایان کا وقت نہین آیا ہے تھوڑی دیر
توقف کرو مین اس جوان کا قضیہ پاک کر لون تو پھر تمھاری باری آویگی اس فہمایش سے فوج کفار
اپنی جگہ ٹھہر گئی القصہ تین شبانہ روز نورج بدرگ اور شہزادہ بدیع الملک مین کشمکش
و کوشش ہوتی رہی خوب خوب بست و کشاد رہے اگرچہ شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان
دلاور اور بہادر دوران تھا مگر نورج بدرگ بھی شاہزادہ کو خوب خوب جواب دیتا رہا
چوتھے روز بھی جب کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا اسد نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک
مجھکو نہایت تعجب ہے کہ تم اس گبر کے مقابلہ مین اب تک سربلند نہین ہوسکے حالانکہ آج چوتھا
روز اس ہنگامہ کو ہوا میرے نزدیک یہ عوض ہے اس دعوے کا جو ہمیشہ تم بھی رستم ثانی
ہونے کا کرتے رہے ای بدیع الملک اس وقت سے خیال رکھو آیندہ کبھی کسی کے مقابلہ مین
غرور اور دعوے ہمسری نہ کرنا اور نورج بدرگ سے کہا ای گبر ناپاک مجھکو ہرگز امید نہ تھی
کہ تو بدیع الملک کے مقابلہ مین ایسی زور و طاقت کو کام مین لائیگا یہ کلام اسد کا سنکے
بدیع الملک بہت ناگوار معلوم ہوا غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے دل مین مناجات کی
کہ ای کس بیکسان و ای چارہ بیچارگان تو میری عزت اور آبرو رکھ لے اور اس گبر مکار پر مجھکو
فتحیاب کر دفعتاً ایسا موقع ملا کہ بدیع الملک نے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور اسے
اکبارگی سر سے بلند کر لیا اور پھر بقوت تمام زمین پر مار کے خوب ستی رسی سے بستہ کر لیا اور
لشکر مین بھیج دیا مختار شاہ اور اختیار شاہ اور ہیبت شاہ اور قارن وغیرہ گبرون نے جب
نورج کو بستہ دیکھا نہایت برہم ہوئے اور ایک ہی مرتبہ بدیع الملک کی جانب دوڑے
بدیع الملک بھی دلیرانہ انکی طرف جھپٹا اس اثنا مین اسد اور کرب بھی شہزادہ کی مدد
کو پہونچ گئے کرب غازی کا سامنا قارن بن زلازل کا ہوا کرب نے نعرہ مارا کہ منم
کرب شہسوار سے یل نامدار * نظر کردہ شیر پروردگار * قارن نے کرب پہ تیغ کا وار
کیا کرب نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور اسکی کمر مین ہاتھ ڈال کے زمین پر مارا اور گرفتہ و بستہ کر کے
لشکر مین لے آیا پھر اسد میدان مین آیا اسکے مقابلہ مین ہیبت شاہ آیا اول خوب ردوبدل رہی
نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے ہیبت شاہ کو گرفتار کر لیا پھر نور الدہر میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای گبرون اب
تم مین سے کس کی شامت دامنگیر ہے جو میرے مقابلہ کو آئیگا اسکے مقابلہ کیواسطے مختار شاہ آیا اور
کہا ای جوان مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نور الدہر نے کہا تو نے دیکھا کہ تیرے ہمراہیون کو
ہم مسلمانون نے کس طرح گرفتہ و بستہ کر لیا اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو دایرہ اسلام مین داخل
ہو ورنہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان * کہ ان کیانی کمان گران * مختار شاہ نے تلوار کا وار
کیا نور الدہر نے اسکے وار کو رد کیا اور ایسی تلوار اسکے گھوڑے کو دی کہ اسکا گھوڑا گر کے
گرتے ہی اٹھ سنبھل کے چراغ پا ہوکے بھاگا مختار شاہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے زمین پر گرا
نور الدہر نے بھی اسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور گرفتہ و بستہ کر لیا پھر داراب شاہ اور اختیار کا مقابلہ ہوا
دیر تک ردوبدل رہی آخر داراب شاہ نے بھی اختیار شاہ کو ا

لشکر کفار کیطرف

ہلاک ہوا اور بیشتر گرفتار کیے گئے اور صدہا نے اسلام قبول کیا باقی نے فرار پر قرار لیا اور نکل گئے شاہزادہ
بدیع الملک و یاران با فتح و نصرت نے تمام مال و اسباب تورج بد رگ کا پایا بندی خانون
مین پہونچے بادشاہان ایران و توران کو قید و بند سے رہا کیا سب کو خلعت دیا اپنی بارگاہ مین آ کے
مسند حکومت پر متمکن ہوئے اس ہنگامہ آرائی کے ذکر ہونے لگے اسوقت عمر ثانی سعد شہریار
کا نامہ لیے ہوئے پہونچا موقف مین استادہ ہو کے آداب بجا لایا پھر دعا دے کے سعد شہریار کا نامہ
پگڑی سے نکالا بدیع الملک کے ہاتھ مین دیا بدیع الملک نے سر نامہ پڑھ کے نامہ کی تعظیم کی پھر لفافہ
وا کیا از اول تا آخر نامہ کو پڑھا لکھا تھا حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرورست * انس او در راہ ایمان انس و
جان را رہبرست * بادشاہ بادشاہان جہان نگار انس و جان * آنکہ نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر البشر و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد ای شہریار زمان یعنی بدیع الملک
نوجوان بعد سلام مسنونۃ الاسلام ضروری پیام آنکہ فلان روز فلان تاریخ فرعون ملعون ہمراہی لشکر فراوان
آیا اور حمزہ ثانی کو در بند عقابین پہونچایا ہے اور راتوج و ملک قاسم و علم شاہ رومی و تورج ناہر و تمام
پہلوانان دست چپ فرعون ملعون کی قید مین مبتلا ہو گئے ہین اور محافظین نے ہم پر قیامت برپا
کر رکھی ہے اسوقت جس زحمت اور خرابی مین ہم مبتلا ہو گئے ہین اسکو ہمین خوب جانتے ہین حالت اضطراب
مین ہمنے خواجہ زادون کو بلا کے حال دریافت کیا انھون نے از روی علم رمل حکم لگایا کہ یہ عقدہ ہرگز
اس طرح رفع نہوگا اور کسی طرح سرداران لشکر اسلام قید فرعون سے رہا نہونگے جبتک شہزادہ
بدیع الملک اس بارہ مین کد و کوشش نکرینگے اور مکرر سہ کرر یہی نتیجہ استخراج کیا درانحالیکہ اس
عقدہ کا حل ہونا تمہاری کوشش پر موقوف ہے پس چاہیے کہ دیکھتے اس نامہ کے جس ضروری کام مین مصروف
ہو اسکو چھوڑ کے اس طرف روانہ ہو اور جہان تک ممکن ہو جلد یہان پہونچو ای شہزادہ والا تبار اس
بات کو بخوبی یاد رکھو کہ اگر یہان جلد پہونچ گئے فہو المراد ورنہ آیندہ ہمارے تمہارے ملاقات قیامت مین
ہوگی آیندہ تمکو اختیار ہے جب اس مضمون کا نامہ شہزادہ بدیع الملک کی نظر سے گذرا آنکھون
مین آنسو بھر آئے نور الدہر کی طرف دیکھا نور الدہر نے کہا اس نامہ مین کیا لکھا ہے اور کس کا نامہ ہے
بدیع الملک نے کہا ای شہریار یہ نامہ سعد شہریار نے میرے نام لکھا ہے بعدہ وہ نامہ دیا نور الدہر نے
بھی اس نامہ کو پڑھا اور کہا افسوس کیا زمانہ کی نیرنگیان ہین اسد نے پوچھا کیا ہوا نور الدہر نے کہا
اس نامہ مین سعد شہریار نے لکھا ہے کہ فرعون نے حمزہ ثانی کو بالای عقابین قیدخانہ مین بند کیا
ہے اسد نے بھی بہت افسوس کیا بدیع الملک نے نور الدہر سے کہا ای شہریار اس صورت مین
کیا ارشاد ہوتا ہے اسد نے کہا ای شہزادہ بدیع الملک اگرچہ بنابر تحریر سعد شہریار حمزہ ثانی کا بالای
عقابین گرفتار ہونا دریافت ہوا اور تم پر اس والا جاہ کی رہائی کو مقرر رہا ہے مگر یہ بھی یاد ہے کہ حمزہ ثانی
نے کیا سلوک تمہارے ساتھ کیا کہا انکو یہی زیبا تھا کہ بیہودہ گو لوگون کے کہنے پر عمل کیا اور جھوٹ
سچ مین امتیاز نہ کر سکے انسان کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ مین حق کو ہاتھ سے نہ دے اگر تمہاری کد و
کوشش سے [illegible] کو اپنے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا اس وقت تک
تمسے کوئی [illegible] مردانی تمہاری حمزہ ثانی نے کی کیا اسی کو قدر دانی

سکتے ہیں کہ تمہارے حق کو خواہ مخواہ رستم ثانی کی جانب منتقل کر دیا حالانکہ دلائل ہیں موجود تھے
بدیع الملک نے کہا ای شہزادہ اسد لوازم انسان سے یہ امر بھی ہے کہ کبھی اپنی نیک نفسی سے
باز نہ آئے اگر حمزہ ثانی نے تمہارے اور ہمارے ساتھ نیکی نہیں کی ہے باشد ہمکو لازم نہیں ہے کہ ان
والاجاہ کی برابری کریں تم نہیں جانتے ہو کہ وہ کس مرتبہ کا شخص ہے بس ایسا ہی مرتبہ شخص ہے
کہ امیر بلند توقیر یعنے صاحب قران نے اپنا جانشین کیا ہے اور ہم سب آپکے تابع فرمان ہیں بدیع الملک
نے کہا ہاں اصل امر تو یہی ہے پس بدیع الملک نے شاہ سلیمان کو خلعت دیا قارن اور
بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ سلیمان کے حوالہ کرکے کہا ای سلیمان شاہ تم ذوالامان
کو جاؤ اور ای بادشاہ فارس تم ہمارے بجائے امیر صاحب قران کے ہو ہماری طرف سے انکو
دعا کہدینا اور ذوالامان میں مقیم رہنا شاہ سلیمان نے کہا ای والاجاہ اب تو حمزہ ثانی کے
کی فکر میں فرعونیہ یہاں سے جانے کا ارادہ ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ذوالامان میں تشریف آوری کا کب
ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا انشاء اللہ تعالے بعد رہا ہونے حمزہ ثانی کے میں ذوالامان
میں آؤنگا سعد بن قباد اور رستم خان اور کامل خان بھی موجود تھے انھون نے کہا ای شہریار
ہمارے بارے میں کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا ای یارو تم سب اپنی اپنی فوجیں لیکر اپنے
ملک کو واپس جاؤ اگر زندہ ہیں تو پھر تم سب سے ملاقات ہو جائیگی اُن سب نے کہا یہ کسی طرح
ممکن نہیں ہے ہم بھی تمہارے ساتھ حمزہ ثانی کی خدمت میں چلیں گے بدیع الملک نے کہا میرے
نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا تم سے کہا آئندہ تمکو اختیار ہے اگر میرے ہمراہ چلنے کا ارادہ ہے
تو میں مانع نہیں ہوں غرضکہ وہ دن اسباب سفر کے باندھنے میں گذرا دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک
تورج کو ہمراہ لیکے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں دریا حائل تھا سب کشتی
سوار ہوکے چلے تورج کو دیو بن قندز کے حوالہ کیا تھا دیوانہ کنگ آہنی ہاتھ میں لیے ہوئے
شب و روز اُسکی پاسبانی کرتا تھا اور بدیع الملک سے ہر روز کہتا تھا کہ ای شہریار والاتبار اس پاجی کا زندہ
رکھنا ہرگز مصلحت نہیں ہے بدیع الملک کہتا تھا ای دیوانہ اُسکے خال و خط اولاد صاحب قران کے مشابہ ہیں اس
لحاظ سے اُسکی ہلاکت میں تامل کیا ہے اور ارادہ ہے کہ اُسکو بادشاہ اسلام کی خدمت میں لے چلیں اس جواب سے
دیوانہ خاموش ہو رہتا تھا اب یہ جزیرہ کے برابر پہنچے شب کو ایک جاے محفوظ میں قیام کیا نصف شب کو
یکایک غلغلہ لشکر اسلام میں بلند ہوا کہ تورج شب کو غائب ہو گیا دیو بن قندز شہزادہ بدیع الملک کے
پاس آیا اور کہا ای شہریار میں شب و روز اُسکی نگرانی میں ہوشیاری تمام مصروف رہتا تھا ایک لحظہ بھی نظر اپنی
اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا آج میں خیمہ سے بول کی ضرورت سے باہر گیا میں سمجھا کہ چار جانب خیمہ کے
لوگ موجود ہیں کون لیجا سکتا ہے اور کس طرح گریز کر سکتا ہے لیکن جب بول سے فارغ ہوکے خیمہ میں آیا اُسکو معدوم
و نشان اپنی نہ دیکھا کچھ عقل کام نہیں کرتی کہ کون لے گیا اور کس طرح تورج خیمہ سے غائب ہو گیا اسقدر قصور ہو گیا
ہے اسکے عوض میں جو سزا دیجاوے مناسب ہے شہزادہ شاپور کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای شاپور تو اسقدر لشکر سے غافل
ہو گیا کہ آج تورج کو حریف موقع پاکے چرا لیگئے شاپور اس خیمہ میں آیا جہاں سے تورج غائب ہو گیا پانون کے نشان
دیکھ کے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار میں سمجھ گیا ہوں شہزادہ نے پوچھا

آیا جہان سے تورج غائب ہو گیا پانون کے نشان دیکھکے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا تورج
غائب ہو جانیکا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا کون سبب ہوا اُسنے کہا یہ حرکت اُسکے عیار اہرمن فیلپا کی ہے کیونکہ خیمہ مین جابجا اُسکے پانونکے
نشان موجود ہین شہزادہ اُس خیمہ مین آیا شاپور نے پانون کے نشان دکھائے شہزادہ بدیع الملک
سوار ہو کے تورج کی تلاش مین لشکر کے باہر آیا اور اُس جزیرہ مین پھرتا رہا ناگاہ چالیس آدمیون کے مجمع
کو دیکھا کہ چلے آتے ہین جب قریب پہونچے شہزادہ بدیع الملک کو دیکھکے سلام کیا شہزادہ نے جواب
سلام دیا اور کہا کیون بھائیون تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اور اہل اسلام
سے ہین اس جزیرہ مین ایک دزد رہتا ہے آشوب دزد نام سے مشہور ہے ای جوان ہم بارہ ہزار
آدمیون کا گروہ تھا تجارت کے واسطے انواع اقسام کی جنس ہمراہ تھی نقد روپیہ بھی ہمراہ تھا اُس
دزد نے آکے بسہولت ہمسے ملاقات کی ہمنے مرد معقول سمجھکر اُسکی خاطرداری و مدارات کی وہ اُس
طرح ہمارا تمام حال دریافت کرنے لگا ہمکو مطلق اس بات کی اطلاع نہ ہوئی کہ یہ دزد ہے کیونکہ
لباس کا وضعدار شائستہ اور گفتار کا طریقہ نہایت سلیس تھا دوسرے روز اُسنے شبخون مارا ہم سب شمشیر
بکف اُس سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی وہ دزد اپنا سامان حرب
درست کرکے آیا تھا ہم سب عالم غفلت مین تھے اُسیوقت خواب سے بیدار ہوئے تھے اچھی
طرح سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ آفت نازل ہوئی نوبت باینجا رسید کہ بیشتر اہل قافلہ ہلاک
ہوئے بقیہ کو گرفتہ و بستہ کرکے لیگئے اور مال نقد و جنس کو لوٹ لیا اُس دزد کا مسکن آہنی کوہ
نام ایک قلعہ ہے اُسی قلعہ مین لیجاکے ہم سبکو قید کیا صبح کو اُس دزد نے ہم سبکے قتل کرنے کا
حکم دیا جلاد آچکا تھا قریب تھا کہ ہم سب ہلاک کیے جاوین اُسی وقت ایک پیادہ بلند بالا پشتارہ
بدوش آیا اور وہ پشتارہ دوش پر سے اُتار کے اُس دزد کے روبرو رکھدیا اُس دزد نے پوچھا اس
پشتارہ مین کیا ہے اُس پیادہ نے کہا میرا نام اہرمن فیل پا ہے اور اس پشتارہ مین تورج بدرگ
صاحبقران ہے کہ بدیع الملک کی قید مین مبتلا تھا آج شب کو اُسے مین نے اُسکی قید سے
رہا کیا ہے اُس دزد نے کہا پشتارہ کو کھول مین بھی اُسے دیکھنا چاہتا ہون اہرمن فیل پا
نے پشتارہ کو کھولا تورج بدرگ کو پشتارہ سے باہر نکالا اُس دزد نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہے تورج
نے کہا مین بت پرست ہون چونکہ وہ دزد بھی بت پرست تھا اُسکو تورج بدرگ کے حال پر
رحم آیا کہا ای تورج بدرگ اگر تو ہماری ملازمت گوارا کرے تو ہم تجھے اپنے مردان ہمراہی
پر سردار مقرر کردین تورج بدرگ نے منظور کرلیا اُس دزد نے تورج بدرگ کو اپنے آدمیون
پر سردار مقرر کیا اور اُس کو بہت ہوشیار سمجھا تھا بیشتر امور مین اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا تاجرونکا بیان ہے
ہم نے دیکھا کہ تورج بدرگ کو وہ دزد بہت مانتا ہے ایک روز موقع پا کے اُس سے کہا ای تورج
ہم کچھ تجھسے کہنا چاہتے ہین اُسنے کہا کہو ہمنے کہا ای تورج ہم تم دونون ہم مشرب ہین تو
بھی بت پرست ہے اور ہم بھی بت پرست ہین ہم عرصہ سے بلا وجہ و بے سبب یہان مقید
ہین طرح طرح کی [illegible] ہوتے ہین چونکہ تو بھی قید و بند سے رہا کیا گیا ہے تجھکو سختی قیدکی
معلوم [illegible] ہین کہ کسی تدبیر سے اپنی رہائی کے صدقہ مین ہم کو

بھی اس مصیبت قید سے نجات دلوا تورج بدرگ کو ہمارے حال زار پر رحم آیا کہا اچھا صبر
کرو ہم تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ اُس دزد سے ہماری سفارش کی اور کہا درانحالیکہ ان لوگون کا
مال چھین لیا ہی پھر انکے قید کرنے کی کیا ضرورت ہی میرے نزدیک انکا رہا کر دینا مناسب ہی اُس دزد
بدکار نے کہا ہمارے یہان کا یہ دستور نہین ہی کہ جسکا مال چھین لین اُسکو رہا کر دین کیونکہ یہ لوگ ہماری
رہزنی کا حال اور دن سے بیان کرتے ہین لوگ اس طرف کے آنے سے پرہیز کرتے ہین چنانچہ یہ لوگ
اگرچہ بے قصور ہین لیکن یہی خیال ہی کہ یہ اپنے گرفتار کرنے اور مال و اسباب لٹ جانے کی خبر عام
مین مشہور کرینگے پھر کوئی تاجر یا صاحب مال ادھر سے نہ گذریگا ہماری روزی مین خلل پیدا ہوگا تورج
نے کہا ہان یہ بات بہت صحیح ہی لیکن از بسکہ مجھے سفارش چاہی ہی اور تو ہماری بات کو سنتا بھی ہی لہذا ہماری
خوشی اسی مین ہی کہ انکی رہائی ہو اُس دزد نے دیر تک فکر کی آخر کہا ای تورج مین ان سوداگرون کو ہرگز
رہا نہ کرتا لیکن تیری سفارش سے مجبور ہون یہ کہا اور سبکو قید و بند سے رہا کر دیا اور کہا جلد اس قلعہ مین
سے نکل جاؤ بس ہمنے جو قلعہ سے نکلنے کا اشارہ پایا وہان سے بھاگے یہان آکے دم لیا تھا کہ تمسے
ملاقات ہوئی بدیع الملک نے اس تمام داستان کو سنکے اُن سب کی کسی قدر روپیہ سے
مدد کی بعدہ وہان سے روانہ ہوکے قلعہ آہنی کوہ کے قریب پہونچا اور ہر چہار طرف سے اُس پہاڑ کو گھیر لیا
یکایک خبر تورج بدرگ کو پہونچی فوراً چالیس ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اول بدیع الملک
کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر میرے بھاگنے کے سبب سے تونے یہان ہنگامہ آرائی چاہی ہی تو یہ محض بیکار
ہی اسی واسطے کہ اب تو مین رہا ہوا خواہ بصلح اور کسی سبب سے رہا ہوا اور اگر کسی اور وجہ سے ایسا
ارادہ کیا ہی تو خیر کچھ مضائقہ نہین ہی بدیع الملک نے اس پیام کا کچھ جواب نہ دیا تورج بدرگ
نے نقارہ جنگ بجوایا دوسرے روز میدان مین آکے صف آرائی کی اسد میدان مین چرخے
دیکے مسلح ہوکر آیا اور بعد رد و بدل بسیار زخمی ہوا بعدہ کرب میدان مین آیا وہ بھی زخمی
ہوا راوی کہتا ہی کہ سترہ روز تک تورج نے میدان داری کی جسمین علاوہ بدیع الملک
کے تمام سرداران اسلام اور ہزارہا فوج کے لوگ تورج کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوگئے کہ
ظاہر انکی زندگی دشوار معلوم ہوتی تھی ایک روز تورج بدرگ نے بآشوب دزد سے کہا کہ تیرے
لشکر مین کوئی نجومی بھی اپنے فن مین کامل ہی اُسنے کہا کہ ایک بہت بڑا مہندس ہی وہ قواعد نجوم سے
مطالب آیندہ بخوبی استخراج کر سکتا ہی تورج نے کہا اُسے ابھی بلاؤ وہ نجومی اُسیوقت حاضر ہوا
تورج بدرگ نے اُسکو بہت ملاطفت سے اپنے پاس بٹھلایا اور کہا کہ ای نجومی ایک مطلب ہمارا ہی
اُسکو اپنے قواعد نجوم سے دیکھ کر بدیع الملک کا اور میرے طالع کیسے ہین آیا مین بدیع الملک
پر غالب رہونگا یا بدیع الملک مجھپر غالب رہیگا نجومی نے تورج بدرگ سے عرض کیا کہ دو روز مین
جیسا کہ احوال قواعد نجوم سے معلوم ہوگا عرض کرونگا تورج نے اس بات کو منظور کیا نجومی رخصت
ہوکے اپنی جگہ پر گیا اور بڑے غور اور فکر سے دیکھکر تورج شان کے پاس آیا اور کہا کہ خداوند
نعمت مین نے کمال غور سے حساب لگایا اُسکا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ہر طرح سے بدیع الملک کا
طالع زبردست ہی ہر وقت اور ہر ساعت وہی فتحمند رہیگا ایسا آیا جاتا ہی

کہ تمھارے ملک پر بدیع الملک کا قبضہ ہوگا ابتدا مین شاید ایسی صورتین پیدا ہوتی رہین جن سے
معلوم ہوگا کہ غلبہ ہم کو حاصل ہے لیکن نتیجہ ضرور بدیع الملک کے موافق ہوگا نورج کو بہت ملال
ہوا لیکن زمانہ کی نیرنگیان ہمیشہ عجیب ہوتی رہی ہین غرضکہ نورج بدرگ اسی غم و ملال مین مبتلا
تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے نجومی نے میرے خلاف خبر دی ہے اور اسی رنج کی وجہ سے سکوت مین بیٹھا تھا
دیکھا اہرمن پشتارہ بدوش چلا آتا ہے اور اسنے وہی پشتارہ نورج بدرگ کے روبرو رکھدیا نورج
نے کہا ای اہرمن یہ کیا شی پشتارہ مین لایا ہے اُسنے کہا ای نورج بدرگ آج مین بدیع الملک کو
خوابگاہ سے چرا لایا اُس وقت نورج بدرگ کہ پایۂ دروازہ پر بیٹھا تھا اہرمن سے اس خبر کو سنکے
بہت خوش ہوا کہا ای اہرمن مین تیری اس کارروائی سے بہت خوش ہوا خوب ہوشیاری سے رکھنا
ایسا نہو کہ جس طرح تو اسکو چرا لایا ہے اُسی طرح اُسکا عیار اُسکو چرا لے جاوے اچھا اب بدیع الملک
کو خوب مضبوط باندھ کے ہوش مین لا اہرمن نے بدیع الملک کے دست و پا کو اور زیادہ جکڑا
اور ہوش مین لایا بدیع الملک نے اپنے کو عجیب حالت مین پایا اور سامنے دیکھا نورج بیٹھا ہے نورج
نے کہا ای بدیع الملک کہو اس وقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اب تم زبردست ہو یا مین
تم کو میری طاقت و اختیار سے مطلق اطلاع نہ تھی شہزادہ بدیع الملک نے کہا او نامرد یہ کیا بیہودہ
حرکت ہے کہ مردون کو نامردی سے گرفتار کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ اپنے تئین کس حال مین دیکھتے ہو تجھکو شرم
نہین آتی اگر مرد میدان ہوتا تو عالم بیداری مین مقابلہ کرتا اور بزور دست و بازو گرفتار کرتا تو شرم
نہ تھا اور اُس وقت پوچھنا درست تھا کہ تم کس حال مین مبتلا ہو بدیع الملک کی اس تقریر سے
نورج بہت شرمندہ ہوا اور تادیر سرنگون بیٹھا رہا بعد ازان بدیع الملک کی طرف
دیکھکے کہا ای بدیع الملک اگرچہ اہرمن تمکو عالم خواب مین گرفتار کر لایا مگر اس بات کو سمجھو کہ
حریف کے مقابلہ مین مکر و فریب سے کام لینا مضائقہ نہین رکھتا کون عقلمند ایسا ہوگا جو فریب سے
قطع نظر کرکے اپنے کو معرض ہلاکت مین رہنا گوارا کریگا اور پھر اس وقت اس بحث سے کچھ
فائدہ نہین ہے بلکہ ضروری جو بات ہے اُسکا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اب
تم میرے اختیار مین ہو اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بت بزرگ کو بخلوص اعتقاد سجدہ کرو
ورنہ یقین سمجھو کہ اب تمھارا زندہ رہنا ہونا محالات سے ہے شہزادہ بدیع الملک نے نورج
کو ہزار ہا دشنامہاے مغلظ دین اور کہا او پلید تو ہرگز اس بات کا خیال نہ کرنا کہ مین بڑی
قید و بند مین مبتلا ہون مین اُس خداے واحد و لاشریک صاحب قدرت و جلال کا بندہ
ہون جسکے قبضہ قدرت مین تمام جانداروں کی جان ہے اور جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے اگر
ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤن اور پھر مجھسے سوال کیا جاوے کہ تو کس کا بندہ ہے مین یہی کہونگا
کہ مین اُسی خدا کا بندہ ہون جسکی آج تک بندگی کی نورج نے کہا دیکھون اس وقت وہ
خداے نادیدہ کیا تیری مدد کرتا ہے اور جلاد کو طلب کیا اب اس طرف سنیے کہ جب رات
گذر گئی اور صبح ہوئی [illegible] اسلام مین بہت گھبراہٹ کے ساتھ ایک شور بلند ہوا [illegible]
نور الدہر [illegible] سردار ایک جا جمع ہوگئے ہر ایک نے متعجب

ہوکے کہا طرفہ معاملہ ہے شہزادہ بدیع الملک کا لشکر سے غائب ہوجانا کسی طرح عقل مین نہین آتا
شاپور آیا اور اسمین فیل پا کے پانون کے نشان محسوس کر کے کہا مین سمجھ گیا لوگون نے پوچھا کیا سمجھا
اُسنے کہا شہزادہ کو اسی فیلپا لیگیا ہے اسلیے پانونکے نشان معلوم ہوتے ہین نورالدہر کو خبر کی گئی کہ شاپور کا قیاس اسی
فیلپا کی نسبت نورالدہر نے شاپور کو بلا پوچھا اُسنے وہی اپنا قیاس بیان کیا نورالدہر نے کہا ای یارو تورج بڑا
مکار و فریبی ہے بیشتر اسکو اسی فیل پا چرا لیگیا تھا اب اُسنے شہزادہ بدیع الملک کو بھی اسی
فیل پا کے ذریعہ سے چرا منگایا خداوند عالم شہزادہ بدیع الملک کے جان کا حافظ و نگہبان
ہے ورنہ تورج حرامی کے دست ظلم سے اسکا زندہ و سلامت رہنا محال ہے تمام سرداران لشکر اسلام
گھبرا گئے ہر ایک نے دست بستہ کہا شہریار ہم لوگ تابع فرمان ہین جو حکم ہو اسکو بسر و چشم بجا لاوینگے
اسمین شک نہین کہ شہزادہ بدیع الملک بڑے ظالم کے ہاتھ مین پہنچا ہے نورالدہر نے کہا
ای یارو مجھے اس بارہ مین پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ تدبیر بکار آمد ہو اُسے عمل مین لاؤ اصل غرض
یہ ہے کہ کسی طرح بدیع الملک اُن گبران مکار کے ہاتھ سے محفوظ رہا ہو جاے وہ سب یاران الہی
مرکبون پر سوار ہوئے اور قلعہ کی جانب تہمینہ کی لیکن سب سے بیشتر دیوبن قندر چوب دست
آہنی لیے ہوئے روانہ ہوا وہان بمجرد حکم تورج جلاد بغرض قتل شہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا
اور تورج نے حکم دیا کہ جلد اس خداپرست کا سر تن سے جدا کر اُس وقت آشوب وزد وہان
موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ عنقریب جلاد اپنا کام کیا چاہتا ہے شہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور ہنسکر
کہا ای جوان بالفرض تو خداپرست کامل ہے اور اپنے خدا کو برحق سمجھتا ہے تاہم تو نے عقلمندون کی زبانی
یہ نہین سنا ہے کہ انھون نے کہا ہے ع روا ست شر قلیل از برای خیر کثیر * کیون اپنے کو مفت ہلاک کرتا ہے
اگر صرف اسی قدر کہدینے مین جان بچتی ہے کہ مین بت پرست ہوتا ہون تو کیون تامل کرتا ہے کہدے آیندہ
تجھے اختیار رہیگا تیرے دلون سے کسے اطلاع ہوگی اور اصل بات تو یہ ہے کہ اگر تورج کی خوشی تیرے
بت پرست ہی ہونے مین ہے پس تو بت پرست ہو جا خدا کی بندگی نہ کی بت پرستی ہی کی سہی شہزادہ
بدیع الملک کو آشوب وزد کی مذہب کی بابت اس طرح کی تقریر بہت ناگوار معلوم ہوئی
کہا او کافر ملعون تجکو میرے قصہ سے کیا کام ہے تو میرا ناصح ہے جو مجکو نصیحت کرتا ہے مجکو اختیار ہے جو مذہب
چاہون اختیار کرون خراب اس طرح کی بیہودہ بات میرے روبرو زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ مین
گرفتار ہون لیکن جو کچھ مجھسے تیرے حق مین ہوسکیگا کسی طرح سے دریغ نہ کرونگا چنانچہ آشوب
وزد شہزادہ کے اس طرح کے جواب سے بہت غیظ و غضب مین آیا اور نہایت برہم ہوا وہ اُس وقت
شغل میخواری مین مصروف تھا جو جام مے اُسکے ہاتھ مین تھا اور چاہتا تھا کہ اسکو پیون اسی
زور سے شہزادہ کے سر پر کھینچ مارا کہ شہزادہ بسبب پہنچنے ضرب شدید کے بیہوش ہوگیا اور خون مثل
پرنالے کے جاری ہوا جب شہزادہ کو ہوش آیا اور اپنی پیشانی سے خون جاری دیکھا از حد غصہ مین
آیا اور اسقدر تاب مثل بید کے کانپنے لگا اور طوق و زنجیر مین دونون ہاتھ کر کے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہکے جو زور کیا طوق اور زنجیر مثل تار عنکبوت کے تار تار ہوگیا اور تمام بندھی ٹوٹ گئے اُٹھکر ایک طمانچہ
اور ایک لات ایسے زور سے جلاد کے منہ پر ماری کہ وہ ا[illegible]ش ہوگیا آشوب وزد

نے جو شہزادہ کو بند ہائے آہنی سے رہا دیکھا سمجھا کہ یہ جوان یہاں قیامت برپا کرتا معلوم ہوتا ہی ایک نعرہ
مارا کہ پاش پاش اور خدا پرست اگرچہ تو نے بند ہائے آہنی کو شکست کیا لیکن میرے ہاتھ سے کہاں
جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار شہزادہ پر کیا ہنوز وہ تلوار شہزادہ پر نہ آنے پائی تھی کہ اُس فلاوہ مردان
و بہادر زمان نے بچستی تمام دست چپ اُسکے کلائی پر ڈالدیا اور گرفت مین لا کے اس زور سے
جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری اور منہ کے بل زمین پر گرنے کو تھا کہ
شہزادے نے دست راست سے ایک لگا اور ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر
مارا کہ سر اُسکا کوزے شکستہ کی طرح پاش پاش ہوگیا اور ہائے ہائے کی آواز بڑے زور سے
بلند کی نورج گھبرا کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ خدا پرست تیری ذات سے
مجکو سخت صدمے اور رنج و تکلیفیں پہونچی ہین تو میری صاحب قرانی مین رخنہ اندازی کرتا ہی
اور آتے ہی ایک لگا شاہزادے کی پشت پر مارا شاہزادہ اُسکی جانب پھرا اور اُسکے
مشت کو رد کر کے بقوت تمام اُسکے بھی گردن پر اس زور سے لگا مارا کہ نورج تھورا گیا اور
تمام جہان اُسکی آنکھوں مین تیرہ و تار ہوگیا ستے کہ فیل بند دروازہ پر قیام نہ کر سکا بالا سے فلک
سے نیچے خندق مین جا رہا خدا کی قدرت سے اُس وقت دیوبن قندر دان پہونچ گیا تھا نورج
کو جو اُسنے خندق مین گرتے دیکھا قریب تھا کہ نورج خندق سے باہر آ سکے اُسنے مہلت نہ دی
اندرون خندق پہونچ کے چوب دست آہنی سے اُسے خوب کوفتہ کیا یہاں تک کہ وہ بیہوش
ہوکے زمین پر گرا دیوانے اپنی زنجیر سے اُسکے دست و پا خوب مضبوط باندھے اور اُسکو
لشکر مین لے آیا وہاں اور سردار جو لہد و دیوبن قندر کے روانہ ہوئے تھے قلعہ تک پہونچ کر
اور ضرب ہائے گرز و غیرہ سے قلعہ کے دروازہ کو شکستہ کیا اندر قلعہ کے پہنچے بدیع الملک
سے ملاقات ہوئی تمام آہنی کمر کو مسمار کیا بکل اہل قلعہ بھاگے جنہے دیر تک تعرض کیا وہ مسلمانوں
کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اُن سب مین ایک طفل نوخیز نہایت وجیہ و شکیل تھا وہ بالائی
سرش ز ہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی ٭ جونہین اُسکو معلوم ہوا کہ نورج گرفتار ہوگیا
شہزادہ بدیع الملک کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا ای والا قدر مین ایک مرد مسلمان
کا لڑکا ہون اس کافر بدکیش کے دست ظلم سے نہایت مصیبت اور زحمت مین مبتلا ہوگیا تھا
بارے ہزار ہزار شکر اُس قادر لم یزل کی درگاہ بے نیاز مین کہ وہ ملعون نطفۂ شیطان تمہارے
دست حق پرست سے گرفتہ و بستہ ہوگیا اور مین نے اس مصیبت سے نجات پائی گرچہ
کہ اس نورج ملعون کے ہاتھ سے مجکو پہونچ چکا ہی کیا بیان کرون اور اُسکا دفعیہ
ممکن نہین ہوسکتا ہی یہ کہکے وہ لڑکا نہایت درد کی آواز سے رونے لگا شہزادہ
بدیع الملک نے بہت تشفی اور دلجمعی دیکر اُسکے سر پر دست شفقت پھیرا اور پوچھا
تو کیون اسقدر زار زار روتا ہی اپنی اصل کیفیت تو بیان کر اُسنے کہا کہ میرا نام
سعید ہی ... نام سے مشہور تھا حسب الاتفاق لقصد تجارت
اُسکا ... ج حرامزادہ کم بخت نے اُسکو ہلاک کیا اور مال

واسباب لوٹ لیا اور مجکو زندہ رکھا ہر روز مجھسے ساقی گری کا کام لیتا تھا جب مین اپنے وطن کا
نام لیتا تھا مجکو چوب دست سے صدمہ پہونچاتا تھا اور کہتا تھا کہ تو اس بات کو غنیمت نہین
جانتا کہ مین نے تجھے زندہ رکھا خبردار اپنے وطن کا نام نہ لینا ورنہ ایک روز تجھے بھی ہلاک
کرونگا مین یہ کلام اُسکے سُنکے خاموش ہو رہتا تھا آج تمھارے قدم کی برکت سے اُمید
ہوئی کہ مین اپنے وطن مین ضرور پہونچا دیا جاؤنگا کیونکہ مین نے سُنا ہے کہ تم بھی خدا پرست
ہو اے عالی منزلت میری ایک بہن وطن مین ہے وہ مجھسے نہایت مانوس ہے جب میرا پدر
مقتول بعزم تجارت سفر کا عازم ہوا تھا مین نے اُس سے اس بات کی درخواست کی
کہ مین بھی ہمراہ چلونگا اُسنے مجکو بہت سمجھایا کہ سفر مین انواع واقسام کی تکلیفین ہوتی ہین
علاوہ برین تو اپنے گھر سے کبھی باہر نہین نکلا ہے مین اگر جاتا ہون تو بضرورت جاتا ہون
انشاء اللہ چندروز کے عرصہ مین پھر واپس آونگا مین نے نہ مانا ناچار وہ مجھے ہمراہ لیجانے
کے واسطے راضی ہوا جبکہ وطن سے کوچ کرنیکا وقت آیا مین اپنی ماں سے رخصت ہوا
وہ میری مفارقت مین نہایت بیتاب ہوئی مین نے اُسکی بیتابی کی جانب مطلق خیال
نہ کیا اُس وقت میری بہن اپنے چچا کے یہان مہمان گئی تھی اس سبب سے اُسکو میرے جانے کی
مطلق خبر نہوئی میری ماں نے بھی مجکو بہت کچھ سمجھایا کہ اے سعید تو ابھی کمسن ہے ابھی اپنے
باپ کے ہمراہ جانے کا قصد نہ کر مگر مین نے ایک نہ سُنی ناچار میرا پدر مقتول مجکو ہمراہ
لیکے روانہ ہوا یہان یہ مصیبت نازل ہوئی کہ وہ قتل ہوا اور مین اُسکی قید مین پھنسا
شہزادہ بدیع الملک کو اُس طفل کے حال پر اضطراب بنہایت افسوس ہوا اُسکو بہت کچھ
مال واسباب دیا اور چند سوارون کو ہمراہ کرکے کہا کہ اس لڑکے کو اُسکے وطن مین بآرام
تمام پہونچا دو اُس لڑکے نے دست بستہ کہا اے سعادت ذات اکرم صفات مین تمھارا نہایت
ممنون ومشکور ہوا لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ اب پھر کبھی قدمبوسی حاصل ہوگی بدیع الملک
نے کہا ہان جو سوار تیرے ہمراہی مین جاتے ہین جب تجھے پہونچا کے واپس آئینگے ہم اُنسے
تیرا پتہ دریافت کر لینگے اگر موقع کبھی ملجاویگا تو ہم تیرے مکان پر آوینگے اور اے سعید
ہم تیرے وطن ضرور چلتے مگر کیا کرین کہ ہم کو مطلق فرصت نہین ہے وہ لڑکا بدیع الملک
سے اُس وقت بدیدہ گریان رخصت ہوا اور اُن سوارون کے ہمراہ اپنے ملک کی طرف راہی
ہوا بدیع الملک اپنے لشکر مین آیا اور تورج کو باستحکام تمام بستہ کرکے یہان سے
روانہ ہوا اور سفر دریا طے کرکے ساحل مراد پر پہونچا اور وہان سے روانہ ہوکے بعد قطع
مراحل سخت ودشوار گذار ایک قلعہ کے قریب پہونچا جس کا نام سامانیہ تھا اور حاکم وفرمانروا
اُس قلعہ کا سامان زنگی نام چالیس ہزار سواران جرار کی جمعیت رکھتا تھا بجائیکہ اُسکو خبر
ہوگئی کہ خداپرست فی الحال نہایت مستعدی سے دین اسلام کو رواج دیتے رہتے ہین
اور مملکت فرغونیہ کی تباہی کے درپے ہین چنانچہ ایک ... طرف وارد ہوا ہے لیکن
ان زنگی ا...
اور اُسکا مصمم ارادہ یہ ہے کہ فرغونیہ مین پہونچکے فرغون ...

خبر کو سُنکے بہت برہم ہوا اور اپنے دربار مین سب سے کہا کیا خوب یہ خدا پرست بچارے خود اپنے کو کیا سمجھے ہین
جو ایسے امر اہم کا ارادہ کیا ہی خداوند فرعون اس مرتبہ کا خداوند نہین ہی کہ خدا پرستون کا گروہ
اُسکو کسی طرح کا صدمہ پوہنچا سکے پہلے خداوند سے ہمکو ایسے بندون سے مقابلہ کرلے تو پھر فرعونیہ مین
جاکے خداوند سے مقابلہ کرسکے یہ کہا اور اُسی وقت فوج مین کمربندی کا حکم دیا اور خبر منگوائی کہ
دیکھو خدا پرستون کا وہ گروہ کہان مقیم ہی خبردارون نے آکے خبر دی کہ خدا پرست قریب قلعہ خیمہ زن
ہین اور ایسا بند و بست اپنی فوج کے چارجانب کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا یہ سنکے اس زنگی کی
طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا اور تمام فوج کو ہمراہ لیکے قلعہ کے باہر شہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کے روبرو خود بھی خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ اس مضمون کا بدیع الملک کے نام بھیجا کہ
ہم نے سُنا ہی تو خدا پرست ہی اور خدا پرستی کو رواج دیا چاہتا ہی اس غرض سے مملکت فرعونیہ کیجانب
عزم رکھتا ہی تاکہ خداوند فرعون سے مقابلہ کرے تیری کیا قدرت و طاقت ہی کہ ایسے زبردست خداوند
سے مقابلہ کرسکے جسکے ہم ایسے ہزارہا بندے ہین اگر واقعی تیرا ارادہ خداوند سے مقابلہ کرنے کا ہی تو
پہلے ہم سے یہان مقابلہ کرلے بعدہ وہان پہونچ کے ایسی بے ادبی کرنا اور اے خدا پرست یہ بھی
تو بخوبی سمجھے رہنا کہ جس طرح تو اپنے دین خدا پرستی کو رواج دیا چاہتا ہی اور فرعون پرستون کا
دشمن جان ہی اسی طرح ہم بھی مذہب فرعونی کو رواج دیا چاہتے ہین اور خدا پرستون کے دشمن
جان ہین جہان تک ممکن ہوگا خدا پرستون کے نام و نشان کو نیست و نابود کرینگے اس مضمون
کے نامہ کو ایک زنگی کے ہاتھ شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور کہا جلد اسکا جواب لاؤ
زنگی نامہ لیے ہوئے خدا پرستون کے لشکر مین آیا اہل لشکر نے جو اُس وحشی صورت حبشی کو آتے
دیکھا کہا وہین ٹھہر جا پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی اور یہان کس کام کے واسطے آیا ہی اُسنے کہا مین سامان زنگی حاکم
قلعہ سامانیہ کا ملازم ہون اُسکا نامہ خدا پرستون کے نام لایا ہون تمہارا سردار کہان ہی اُسکے پاس مجھے
لے چلو سامان زنگی کے نامہ کا جواب لون اہل لشکر نے کہا اچھا تو یہین ٹھہر جا اور بدیع الملک کے
پاس جاکے کہا اے شہریار یہ جو سامنے عالی شان قلعہ نظر آتا ہی اسکے حاکم کا نام سامان زنگی ہی اُسنے
اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی وہ نامہ بر زنگی ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ اُس سے نامہ لیکر حضور مین
پیش کرین وہ ہمکو نامہ نہین دیتا اور خود حضوری چاہتا ہی بدیع الملک نے کہا بلاؤ کہان
ہی وہ زنگی اُسیوقت حاضر ہوا اور فرعون پرستون کی طرح شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ کو یہ حرکت
اُسکی بہت ناگوار معلوم ہوئی اور برہم ہوکے اُس سے کہا تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین سامان زنگی کا
نوکر ہون اور ایک نامہ تمہارے نام لایا ہون یہ کہکے پگڑی سے نامہ نکالا بدیع الملک کو دیا شہزادہ
نے سر نامہ پڑھا لفافہ چاک کرکے نامہ کو آغاز سے انجام تک پڑھا مضمون نامہ سے اور زیادہ
مزاج برہم ہوا کہا یہ کیا بکواس مارا ہی اور نامہ کو اُسکے سامنے چاک کرکے کہا جا اُس گبر سے کہدے
کہ نامہ و پیام کی کچھ ضر [illegible] جنگ کے واسطے آمادہ ہو ہم نہین جانتے کہ فرعون کیا بلا ہی
ہی اور [illegible] نامہ بر نے کہا اگر جواب تحریری ہوتا تو بہتر تھا شہزادے
[illegible] ن ہی کہ اس طرح کی بیہودگی مین اپنا وقت ضائع کرین جا

زبانی ہی جواب کافی ہی وہ زنگی سامان زنگی کے پاس آیا اور کہا ای بادشاہ خدا پرست بڑے
مغرور ہین ہین کیا کہون کس کس استغنا کے ساتھ نامہ کا زبانی جواب دیا ہی بعدہ جواب کو بیان کیا سامان
زنگی نے کہا ای مغرور ہین تو اپنے غرور کی سزا پاوینگے ابھی اُنکو خداوند فرعون کی قدرت کا حال
معلوم نہین ہی عنقریب معلوم ہو جائیگا یہ کہا اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو میدان
مین آ کے صف آرا ہوا ادھر شاہزادہ بدیع الملک بھی اُسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور
لشکر اسلام سے پہلے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا
کہ ای گھبرو تم مین سب سے زیادہ پہلوان تن حریف نامبر کون ہی جو میدان جنگ مین آوے
اور میرا مقابلہ کرے دیکھون قدرت فرعونی کا کیا کرشمہ دکھاتا ہی یہ سنکے خود سامان زنگی مسلح
مکمل اُسکے روبرو آیا اور کہا ای خدا پرستو کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو سچ کہتا ہون
کہ تمھاری بخشش تا وقتیکہ خداوند فرعون نہ چاہیگا ہرگز نہوگی اور جس خدا کی تم پرستش کرتے ہو
اُسکو کسی نے دیکھا ہی نہین ہی پھر کسطرح اُس سے بخشش کی امید ہو سکتی ہی اپنے اپنے کان پکڑو
اور توبہ کرو اور خداوند فرعون پر ایمان لاکے اُس سے گناہان گذشتہ کی معافی چاہو گیو نوجوان
نے قہقہہ مارا اور کہا او ملعون شیطان تو آدمی ہی یا جہنم کا سوختہ ہی بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ
نہین ہی زبان بہلانے کی نہین وبازو ہلاؤ ہم نے تجھ ایسے بیشتر فرعون پرست دیکھے ہین سامان
زنگی نے تلوار کا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو باسانی پشت شمشیر پر رد کیا پھر دوسرا سامان
زنگی نے دوسرا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار سامان زنگی
کے رد کیے اور مرکب کو مہمیز کرکے ایسی تگاور کے مرکب کو دی کہ سامان زنگی پشت مرکب
سے اوندھے منہ زمین پر آیا چوٹ ایسی آئی کہ آنکھون کے نیچے تاریکی چھا گئی مگر سنبھل کے
زمین پر کھڑا ہو گیا اور مرکب اُس کا چراغ پا ہو کے بھاگا گیو نوجوان بھی پشت مرکب سے
زمین پر کودا دونون زور دست و بازو مین مصروف ہوئے اُس کشش و کوشش مین سامان
زنگی نے کہا ای خدا پرست دیکھ اب بھی خیریت ہی اس معصیت سے باز آ دین و دنیا جو کچھ ہی
خداوند فرعون ہی کی بندگی مین حاصل ہو سکتا ہی گیو نوجوان سپہ سالار نے جھنجھلا کے
دونون ہاتھ سامان زنگی کے گانٹھ لیے اور چاہتا تھا کہ اُسکو زمین پر دے مارون سامان
زنگی بھی نہایت قوی ہیکل جسیم تھا اور فن سپاہگری اور کشتی سے بخوبی ماہر تھا ایسا داؤن
کیا کہ دونون ہاتھ کھل گئے غروب آفتاب تک یہی بست و کشاد رہی آخر گیو نوجوان
نے سامان زنگی کو کولے پر لادکے زمین پر دے مارا اور چت کرکے دونون ہاتھ اور گردن
خوب مضبوط باندھ کے شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین لے آیا بدیع الملک نے
گیو اصفہانی کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی خلعت خاصہ سے سرفراز کیا اور کہا ای گیو
تم نے اچھی کارسے کردی مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند بیشبہ سامان زنگی تجھ سے
کہان جسیم ہی گیو نوجوان نے کہا ای شہریار یہ کیا اور یہ ... الحمد اقبال شہریاری تھا
جو یہ گرفتار ہو گیا بدیع الملک نے دربار مین قیام ... اسکو حاضر کرو

ملازم گئے اور ساسان زنگی کو اُسی طرح گرفتہ و بستہ شہزادہ کی خدمت مین لے آئے شہزادہ
نے انسرتاپا ساسان زنگی کو دیکھا اور کہا اے ساسان تو نے برکت دین اسلام کی دیکھی کہ
گیو اصفہانی تیرے تن و توش سے کس قدر کم ہے اور وہ کس طرح تجھے گرفتار کر لایا بس اب
خیریت اسی مین ہے کہ بصفائے قلب دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا زندہ رہنا غیر ممکن ہے
ساسان زنگی نے کہا اے شہریار واقعی میرے دل مین ایسی عظمت خداوند فرعون کی سمائی
ہوئی تھی کہ مین اُسکو بیان نہین کر سکتا اور مین خوب سمجھتا تھا کہ خداوند میری ہر وقت مین
مدد و حمایت کریگا لیکن اب اُسکے گرفتار ہو جانے سے طرفہ حیرت مین مبتلا ہون شہزادہ نے
کہا اے ساسان مین تجھے سچ کہتا ہون کہ فرعون ایک انسان ہے اُس مین یہ طاقت کیونکر ممکن
ہے کہ غیبت مین کسی انسان کی مدد و حمایت کر سکے البتہ صاحب قدرت و طاقت خاص وہی
خدا بزرگ ہے جسنے زمین و آسمان پیدا کیا ہے ساسان سمجھا کہ اس وقت بجز مسلمان ہونے
کے کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی ناچار اسلام قبول کرنے کا اقبال کیا شہزادہ
نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہی بخشی اور حکم دیا کہ یہان
ساسان زنگی کے بند کھول دو فوراً دست و پا سے بند کھول دیے گئے تمام دن ساسان زنگی
لشکر مین موجود رہا جب رات ہوئی [illegible] یہان سے بھاگا اور ساسانیہ مین پہونچ کے
قلعہ بند ہو گیا رات کو کسی نے خبر نہ لی صبح کو اُسے غائب پایا شہزادہ بدیع الملک کو
خبر کی کہ ساسان زنگی گرفتار ہو کے مسلمان ہوا تھا شب کو یہان سے غائب ہو گیا ہم لوگون کو
اُسکا خیال نہ رہا اس نظر سے کہ اب تو یہ مسلمان ہو گیا مگر اُس کے اس فریب کی خبر نہ تھی
بدیع الملک نے کہا جاؤ تلاش کرو دیکھو کہان بھاگ کے گیا ہے لوگ اُسکی تلاش مین چہار
طرف گئے اور کہا شہریار ساسان زنگی یہان سے بھاگ کے قلعہ مین جا چھپا ہے [illegible] قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے حال سے تعرض کیا جاویگا تو وہ پھر بمقابلہ پیش آویگا بدیع الملک
نے کہا خیر وہ مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ہم مسلمان ہین ظاہر پر اعتبار کر لیتے ہین کیا
معلوم تھا کہ اُسنے اپنے بچاؤ کے واسطے یہ کارروائی کی کہ ہمارے سامنے مسلمان ہو گیا
اور غافل پا کے بھاگ گیا آج نہین انشاء اللہ تعالے کل اُس سے اُسکی مکاری و بداندیشی کا
عوض لیا جاویگا راوی کہتا ہے کہ ساسان زنگی کی ایک معشوقہ تھی [illegible] رضوانہ جادو نام سے
مشہور ہے وہان سے قریب ایک پہاڑ ساسان کوہ نام سے مشہور ہے رضوانہ جادو اُس پہاڑ پر
ایک قصر عالیشان مین قیام پذیر ہے علاوہ اُسکے کوہ فیچ کے اور بھی عمارت اُسکی مملوکہ پہاڑ پر
واقع ہے اور شب و روز رضوانہ پہاڑ ہی پر رہتی ہے جب ساسان زنگی یہان سے شب کو بھاگا
اپنے قلعہ مین پہونچا ایک ملازم کو رضوانہ جادو کے پاس بھیجا کہ اسکو اسی وقت یہان لے
مین نے عرصہ سے اُسے دیکھا بھی نہین ہے بہت مشتاق دید ہون وہ ملازم گیا اور رضوانہ
دو کو ساسان زنگی کے پاس [illegible] لے آیا ساسان زنگی نے اپنی معشوقہ سے کہا اے رضوانہ
دو تو [illegible] ہون اور مجھکو جس قدر تیری محبت ہے اُسکو تو ہی

خوب جانتی ہو ایسی حالت مین میرا کام گویا تیرا ہی اور تیرا کام گویا میرا کام ہی فی الحال خدا پرستون نے بہت
سر اٹھایا ہی چنانچہ ان دنون یہان وارد ہوے ہین اور ارادہ کیے ہوے ہین کہ فرعونیہ مین پہونچ کر خداوند
فرعون سے مقابلہ کرین اور دین اسلام کو بخوبی رواج دین جب مجکو یہ خبر معلوم ہوئی قلعہ سے باہر
آیا اور انکے مقابلہ مین صف آرائی کی خداوند فرعون کی شکست مین ایسا گذرا کہ مین مسلمان کے ہاتھ
سے گرفتار ہو گیا وہان مسلمانون نے مجھے مسلمان ہونے کو کہا مین نے بخوف جان مسلمان ہونا قبول
کر لیا بلکہ مسلمانون کا کلمہ پڑھا اور اس دین کے اصول و فروع بھی سیکھے شب کو موقع پاکے مسلمانون
مین سے بھاگ آیا ہون یہ مجکو خوب یقین ہی کہ مسلمان مجکو زندہ نہ چھوڑینگے اس مرتبہ پھر مین گرفتار
ہو جاؤنگا اور ضرور ہلاک کیا جاؤنگا پس تجکو اس وقت خاص اس غرض سے بلایا ہی کہ جس طرح
ممکن ہو مجکو مسلمانون کے دست زبردست سے نجات دلوا اور میری فریاد کو پہونچ ای رضوانہ
اگر تو میرے حال کی جانب اعتنا نہ کریگی اور غفلت اختیار کریگی انجام مین بہت افسوس کریگی مہر النسا
جانیے والا مدت العمر مجکو سنائے گا رضوانہ نے کہا ای سامان غفلت کیا سنئے جو کچھ تو حکم فرمائے اسکی
تعمیل کے واسطے بسر و چشم موجود ہون یہان یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ ناگاہ ایک ہوا سے آسمان سے
ایک کبوتری پیدا ہوئی اور رضوانہ کے قریب آکے دو تین غوطے لگائین اور نازنین سے [illegible]
کمکین کی صورت سے مشابہ ہوکے رضوانہ کے قریب بیٹھ گئی رضوانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی
ہوئی اور پھر اس نازنین چاردہ سالہ کے روبرو بیٹھ گئی اور اسکی جانب متوجہ ہوکے کہا ای
خواہر عزیز کیا تو خورشید ہی اس نازنین نے کہا ہان ای خواہر مین خورشید ہون رضوانہ نے خوش
ہوکے اسکو گلے سے لگالیا اور بہت پیار اور اخلاص کی باتین اس سے کین اور کہا ای خواہر خوش آمدی
صفا آوردی کہو تمہاری والدہ گرامی اور خالہ صاحبہ خیر و عافیت سے ہین اس نے جواب دیا ای خواہر
سب نے تم کو دعا کہی ہی رضوانہ نے کہا کچھ تم کو ہندوستان کی بھی خبر ہی اس نے کہا جدالہ اور
اسکا بیٹا جدالکل خان ہلاک ہوا اللہ جور بن سعدان جدالکل خان کی قید سے رہا ہوا ابن خورشید
کے پہلو مین رضوانہ خود بھی بیٹھ گئی دونون کشتی مین مصروف ہوئین جب سامان زنگی نے دونون کو
حالت نشہ مین دیکھا پھر وہی تقریر شروع کی اور کہا ای آرام جان اس بارہ مین سکوت نہ کر جلد
کوئی تدبیر عمل مین لا خورشید نے یکبارگی کان کھڑے کیے اور کہا ای خواہر رضوانہ یہ کیا
باتین ہو رہی ہین ذرا مجھے تو کہو مین بھی سنون یا میرے سننے کے لائق نہین ہین رضوانہ نے کہا
ای خواہر خورشید کیا کہون جب سے مین یہان آئی ہون اس سامان زنگی نے بکبک کے میرا
دماغ خالی کر دیا ہی خورشید نے کہا کچھ حال مفصل کہو رضوانہ نے کہا مفصل حال یہ ہی کہ آجکل خدا
پرست جس طرف جاتے ہین آفت عظیم برپا کرتے ہین اس سامان زنگی کو بھی گرفتار کرلے گئے تھے
لیکن یہ اپنی چالاکی سے رہا ہوا اب یہ کہتا ہی اگرچہ مین رہا ہو آیا ہون لیکن یہ رہائی قابل اعتبار نہین
ہی ہر وقت مجکو کھٹکا رہتا ہی کہ خدا پرست یہان آکے گرفتار کر لیجائینگے اور اس مرتبہ بھاگ جانے
کی سزا یہ دینگے کہ مجکو جان سے ہلاک کر ڈالینگے اور میری بوٹیان کاٹ کاٹ چیل اور کوون کو کھلا دیا جائیگا
اس واسطے کوشش کر کے میری جان بچا خورشید

حسرت ہی رہ گئی اب شوق تیر کی + آنکلے تھے کدھر سے کہاں پائے جائینگے + اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی
اس ماہ عارض کو بھی حاصل کہاں حسن + رخسار صبح صفا ہے سینہ رشک ضمیر کی + تعریف تیرے حسن و ادا کی کیا کروں
طفلی میں اپنی تصویر یاں کھنچتی تھی پیر کی + اپنی تو اثر لیسے نہ پایا آسکے آسمان + کو دیکھا ہی ہمکو خوف آتی ہے تیر کی
سودا سے راہ یار کو اب سے اثر + جادہ بنی جو سینے زمین پر لکیر کی + اس گوہر چشم سا نہ تو دیکھا ہی ہو نشا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی + اس غزل کو شاہ پور شیر دل نے اس لطافت و خوبی سے گایا
اور اسکے ساتھ سازکو اس طرح بجایا کہ ہر شخص پر محویت طاری ہوگئی کسی کو اپنے دست و پا
کی خبر نہ رہی اس وقت رضوانہ اور خورشید دونوں یہاں پہونچین اس ارادہ سے کہ شاہ پور
کو اٹھا لے جاوین یہاں جو آئین تو محفل پر محویت کا عالم طاری دیکھا بارگاہ کی چھت پر بیٹھ
کے تماشا دیکھنے لگین شاہ پور شیر دل کی سازنوازی سے انپر بھی محویت طاری ہوگئی وہ لوگ
جن میں قلندر بھی اس محفل عیش و طرب میں شریک تھا جون ہی خورشید کی نظر دیوں قلندر
پر پڑی ہزار جان و دل اسیر فریفتہ ہوگئی سو دل پر کرنے لگا [illegible] تازہ رنگ چہرے کا
اڑگیا پروانہ اس طرف رضوانہ کی نظر کیو نوجوان پر پڑی وہ بھی دل دادہ اسکی ہوگئی
اور صبر و قرار میں شعلہ آتش لگ گئے محبت است کہ دل را نمی دہد آرام + وگر نہ کیست
کہ آسودگی نمی خواہد + رضوانہ نے خورشید کی صورت دیکھی اور خورشید نے رضوانہ کی
صورت دیکھی رضوانہ نے کہا اے خواہر خورشید اس وقت تیرے چہرہ پر تغیر معلوم ہوتا ہے
کہا اے خواہر تیرے چہرے پر تو تغیر نہیں معلوم ہوتا ہے البتہ تیرے چہرے کا خون خشک معلوم ہوتا
ہے رضوانہ نے متبسم ہوکے کہا اے خورشید واقعی اس وقت سخت تردد اور انتشار پیدا ہوگیا
ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا خورشید نے کہا یہی حال میرا بھی سمجھ رضوانہ نے کہا تیرا حال ایسا
نہیں ہے بلکہ تیرے چہرے پر آثار عشق کے معلوم ہوتے ہیں یقین تو اہل محفل میں سے
کسی پر فریفتہ ہوگئی ہے اسنے کہا اگر میں ان میں سے کسی پر فریفتہ ہوگئی ہوں پس تو بھی
ان میں سے کسی پر دل دادہ ہوگئی ہے رضوانہ نے نفس سرد بھرکے کہا کہ اے خواہر واقعی میں
انھیں میں سے ایک جوان پر فریفتہ ہوگئی ہوں خورشید نے کہا میں بھی اسی بلا میں مبتلا ہوگئی ہوں
رضوانہ نے کہا پھر کیا صلاح ہے اسنے کہا صلاح یہ ہے کہ اپنے اپنے مطلوب کو یہاں سے
اٹھا لے چلو غرضکہ جب نصف شب گذر گئی سب اہل محفل اپنی اپنی خوابگاہ میں جاکے دراز
ہوگئے یہ دونوں کو سوتے ہوئے اٹھین اور دیوں قلندر اور کیو نوجوان کو اٹھا لے گئیں
سامان کوہ میں آکے رضوانہ نے اپنے قصر میں قرار لیا دونوں نے ان دونوں کو ہوشیار
کیا جون ہی دیوں قلندر کی آنکھ کھلی اور خورشید کی صورت پر بہت متعجب ہوکر پھر
[illegible] میں خود [illegible] ہوا اور [illegible] شرم نہ آیا منہ پر گلاب چھڑکا
کیو نوجوان کا آخر الامر اسکی صورت زیبا چہرہ پر فریفتہ ہوکے دست درازی کیا اور بوسہ بازی کا
بازار گرم کیا اس طرف کیو نوجوان رضوانہ کو دیکھکے از خود ہوگیا اور دونوں ہاتھ رضوانہ
کے گلے میں ڈال کے چند لب سے لب ملکین لیے اور [illegible] میں اسوقت خراب

دیکھ رہا ہوں یا عالم بیداری مین تجکو دیکھ رہا ہوں اگر عالم بیداری ہی پس کس طرح یہاں آیا اور تجھ تک کس طرح
پہنچا رضوانہ نے کہا اس قصہ سے تجکو کیا کام ہی بس یہ سمجھ کہ تو بڑا صاحب نصیب تھا جو میری صحبت تجکو نصیب
ہوئی اس طرف کا حال سنئیے کہ رات گذر گئی اور صبح ہوئی سب بیدار ہوئے گیو نوجوان اور دیوبن قلندر
کو خوابگاہ مین نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی کون یہاں آیا جو اُن دونون کو یہان سے لے گیا
یا وہ خود اگر یہانسے چلے گئے تو کہان چلے گئے اور کیون چلے گئے شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی وہ والا جاہ بھی
بہت متعجب ہوا شاپور شیردل کو طلب کیا اور کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہی کہ تو نے فن عیاری کو
فراموش کیا ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو مجلس حمزۂ ثانی مین قران سے دعوے ہمچشمی کا کرتا تھا آج کا یہ حال
ہی کہ تو یہاں موجود ہی اور گیو نوجوان اور دیوبن قلندر کو کوئی آ کے چرا لے گیا اور تجکو مطلق خبر نہوئی اگر
یہی حال ہی تو تمام مسلمان یہاں سے غائب ہو جاینگے اور کسیکو کانون کان خبر نہوگی شاپور کا یہ حال
تھا زبان سے کچھ نہ کہتا تھا سرنگون غرق بحر حیرت تھا بدیع الملک نے کہا ای شاپور سکوت مین کیا ہی
ہم کو اس بات کا جواب کیون نہین دیتا شاپور نے کہا ای شہریار مین کیا جواب دون واقعی حیرت خیز
واقعہ ہی خیر اب مین اُن دونون کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہا اور اُن دونون کی تلاش مین روانہ ہوا
شاہزادہ بدیع الملک بھی مرکب پر سوار ہوا اور نور الدہر کو ہمراہ لیکے گیو نوجوان اور دیوبن قلندر
کی تلاش و جستجو مین روانہ ہوا تا اینکہ شاہان کوہ کے قریب پہونچا دیکھا بہت بلند ایک پہاڑ ہی اور اُسپر
بالاے کوہ قصر و عمارت واقع ہی شہزادہ اس پہاڑ پر گیا ارادہ کیا کہ اندرون قصر داخل ہون مگر پھر خیال
آیا کہ نہین معلوم کسکا مکان ہی اور صاحب مکان اس بیباکی کے عوض مین کس طرح پیش آوے دروازہ
کی دراز سے اندرون قصر جو نگاہ کی دیکھا دیوبن قلندر اور گیو نوجوان بیٹھے ہوے ہین بلا تکلف
دروازہ کھول کے قصر مین داخل ہوا گیو نوجوان اور دیوبن قلندر نے جو شہزادے کو دیکھا بتعظیم اپنی
جگہ سے اٹھ کھڑے ہوے کے بعد اداے آداب و تسلیمات مقام صدر مین بٹھایا اور خود سامنے بیٹھے اسوقت
بدیع الملک نے پوچھا ای یارو تم یہاں کہان آگئے اور کیونکر پہونچے شب کو تم مجلس نوابین بیٹھے
تھے صبح کو خبر سنی کہ تم دونون خوابگاہ سے غائب ہو گئے شاپور شیردل سے مین نے بے
انتہا شکایت کی کہ تیری موجودگی مین مسلمانون کا غائب ہو جانا تعجب خیز امر ہی وہ بیچارہ بہت منفعل
ہوا اور اُسی وقت تمھاری تلاش مین روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد مین بھی تمھاری تلاش مین نکلا
یہاں پہونچا دروازہ کی دراز سے تم کو یہاں بیٹھے دیکھا اُنھون نے کہا شہریارا واقعی حیرت کا مقام ہی اگر
اب یہاں چند لمحہ توقف فرمائیے تو ہم اپنی سرگذشت بیان کرین شاہزادہ نے کہا اچھا مین متوقف ہو
بعدہ وہ تمام جادوگر اُٹھے اور شاہزادہ کی خدمت بجا لائے گیو نوجوان نے رضوانہ کی جانب اشارہ
کرکے کہا شہریارا ہماری حقیقت کو ہماری مطلوبہ سے پوچھو شہزادہ رضوانہ کیجانب متوجہ ہوا اور
کہا اچھا تو ہی اس واقعہ کو بیان کر رضوانہ نے کہا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ مین تمھارے
لشکر دیکھنے کے واسطے گئی تھی وہان مجلس نوابین گیو نوجوان کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گئی اور
میری خواہر خورد [illegible] وہ اس دوسرے جوان دیوبن قلندر پر فریفتہ ہو گئی
ہم دونون نے [illegible] کیا مگر عشق و رشک کا ایک خاصہ ہی ایک دوسرے کے

حال سے واقف ہوگئے ہم دونون اپنے اپنے مطلوبون کو لے آئے ہم سمجھتے تھے کہ جب یہ دونون جوان
ہوشیار ہونگے ہماری اس حرکت سے نہایت برہم ہونگے لیکن عالم ہوشیاری مین انھون نے کچھ
نہین کہا بلکہ ہم کو دیکھتے ہی مختلط ہوگئے گویا برسون کی شناسا ہین بدیع الملک نے کہا ای رضوانہ
اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی خورشید نے عرض کیا شہریار اب حضور سے امید ہی کہ یہ دیوانہ مجکو بخشدیا جاوے
شہزادہ نے کہا بخشنے کی کیا ضرورت ہی دونون جوان تم دونون کے اختیار مین ہین خورشید نے
کہا ہان یہ تو درست ارشاد ہوا لیکن اب چونکہ حضور یہان تشریف لے آئے ہین اسوجہ سے حضور کی اجازت
ضرور درکار ہی بدیع الملک نے کہا اگر یہی مرضی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی لیکن ایک شرط ہی اسنے
کہا ارشاد ہو کیا شرط ہی شہزادے نے کہا اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین خود تیرا عقد اس
جوان کے ساتھ پڑھ دون خورشید نے کہا شہریار مجکو دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین
ہی لیکن ایک میری بات قبول فرمائی جاوے شہزادے نے اس شرط کو پوچھا خورشید نے کہا
شرط یہ ہی کہ مسلمانون مین جادو سحر ناجائز سمجھا جاتا ہی اگر مین مسلمان ہوگئی جادو کا مشغلہ جاری رکھون
تو مجھے تعرض نہ کیا جاوے شہزادے نے کہا بیشبہ مسلمان جادو کو ناجائز سمجھتے ہین جیسا کہ تجکو خود معلوم
ہی اس بارہ مین مجکو تردد ہی خورشید نے کہا شہریار مین علم نجوم مین مہارت کامل رکھتی ہون مین
نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ یہ نوسرج جو تمھاری قید مین ہی اس سے مسلمانون کو سخت صدمہ
پہنچیگا اور تمھاری قید سے رہا ہوکے طلسم ہزار رنگ مین پوشیدہ ہوگا ستر ہزار جادو اس طلسم مین
مسکن رکھتے ہین میرا جادو اس طلسم مین تمھارے کام آویگا ورنہ مجکو کچھ عذر نہین ہی دراصل مین دیو
بن قندر پر فریفتہ ہون مجکو جادو سے کبھی تائب ہونے مین کچھ عذر نہین ہی بدیع الملک نے کہا
ای خورشید اگر واقعی تیرا جادو اس وقت مین کام آویگا پس جائز ہی بلکہ اور زیادہ مہارت اس فن
مین پیدا کر اس نے کہا مجکو بخوبی مہارت ہی مطمئن رہو شہزادہ دیو بن قندر کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا ای دیوانہ اس ساحرہ سے عقد کرنا منظور ہی دیو بن قندر نے کہا ہان مجکو منظور ہی شہزادہ
نے اسی وقت خورشید کا عقد دیو بن قندر کے ساتھ پڑھ دیا بعدہ رضوانہ کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا تیرا کیا ارادہ ہی رضوانہ نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ مدت العمر گیو نوجوان کے ساتھ بسر
کرون اسکو مجھے بخشدو گیو نوجوان نے کہا ای شہریار پہلے مجھسے سن لو اگرچہ رضوانہ مجھپر فریفتہ ہی
اور مین بھی اس سے انکار نہین کرتا ہون لیکن یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اگر رضوانہ مجھسے منعقد کی
گئی تو مین تم سے مفارقت ہرگز اختیار نہین کرونگا اگر رضوانہ کو ہزار مرتبہ میری خواہش ہو تو
لشکر اسلام مین ہر وقت میرے ساتھ رہے اور اگر اسکا یہ ارادہ ہی کہ مجکو کسی اور طرف لے جاوے تو
مین صاف کہتا ہون کہ ہرگز مجھے اس سے عقد کرنا منظور نہین ہی رضوانہ نے کہا شہریار اگرچہ مین
گیو نوجوان پر فریفتہ ہون اور ہر طرح مین اسکی خدمت مین حاضر رہنے کو مستعد ہون لیکن مین بھی
فی الحال اس سے مین عقد کرنا نہین چاہتی بیشتر میرا ارادہ ہی کہ طلسم ہزار رنگ سے لے در مین
جاونگی جب تم فتح طلسم سے فراغت حاصل کروگے اس وقت میرا عقد گیو نوجوان کے ساتھ
کردینا شہزادہ نے قبول کیا اور خورشید و دیو بن قندر کو ا

بدیع الملک

سے رخصت ہوکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئی شہزادہ گیو نوجوان کو ہمراہ لیکے قریب سامانیہ کے آیا اور آتے ہی قلعہ پر دھاوا کیا سامان زنگی نے بہت کچھ جد و جہد کی مگر کوئی صورت سفر کی نظر نہ آئی شہزادہ بکوشش تمام قلعہ کے دروازہ کو توڑ کے اندرون قلعہ پہونچا سامان زنگی کو گرفتار کیا اور اہل قلعہ کو مسلمان کر کے اپنی بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو لاؤ جب سامان زنگی بستہ و گرفتہ آیا شہزادہ نے کہا اے سامان تونے بڑی مکاری کی کہ بظاہر مسلمان ہوا اور سبکو سب کی نظر سے پوشیدہ بیابان سے چلا گیا تو سمجھا تھا کہ میں قلعہ میں محفوظ رہونگا دیکھا تونے کہ میں نے کسی طرح بار دیگر تجھے گرفتار کر لیا اور وہ جو رضوانہ تیری اطلاع تھی اور تونے بمنت و سماجت اسکی مدد چاہی تھی پھر اسنے تیری کیا مدد کی معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکے بھروسے پر بیابان سے بھاگ کے قلعہ میں چھپا تھا لعنت ہے تیری اس مکاری پر جو تو عمل میں لایا اب بتا تیرا کیا ارادہ ہے سامان نے شہزادے کو کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جلاد کو حکم قتل دیا جلاد نے فوراً ایک ہی وار میں سامان زنگی کا سر تن سے جدا کیا بعد فراغ قتل سامان زنگی شہزادہ نے رخصت سفر ہند ہوا یا اور روانہ ہوا۔

اب شہزادہ بدیع الملک کو قلعہ سامانیہ سے کوچ کر کے روان رکھا جاتا ہے اور دستان لشکر اسلام کیطرف بار دگر توجہ کی جاتی ہے۔

خاک میں ملجائے ایسا اکھاڑا کھایا
کہہ رہا ہے سر کو چرخ سے اکھاڑا چاہیے
اور تختو تکی ہماری قبر میں حاجت نہیں
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے
اک چلی ہے تیری رفتار اک عالم کو خبر آ
باغ میں بیٹھنے میں گل تو منہ بگاڑا چاہیے

لڑکے کشتی دیو سے بھی کو پچھاڑا چاہیے
کیوں نہ ہو ردکین ہو کر ہم کوئی جانان کو
خانہ محبوب کا کوئی کو اٹھا چاہیے
انتہائے لاغری سے جب نظر آتا ہوں میں
شہر خاموشان کو بھی جیسے کر اوجاڑا چاہیے
کوئی سیدھی بات صاحب کو نظر آتی نہیں

وہ ابھی قدر کرکے ورزش خوب در زنجیر
دیدۂ تر اپنے دریا میں کرو ارا چاہیے
ہے شب مہتاب وقت میں تقاضا جنون
ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے
منہ بنا کے کیوں ہو قاتل اس تیغ نگاہ
آپکی پوشاک کو کپڑا کوئی آڑا چاہیے

تنگ اس وحشت کدہ میں ہوں میں اے جوش جنون + عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیے + السو کہتے ہیں ہم میں ساتھ بھی سال بھر + ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چاہیے + آج اس محبوب کے دل کو مسخر کیجیے + عرش عظم پر نشان نالے کا گاڑا چاہیے + مر گیا ہوں حسرت نظارۂ ابرو میں میں + عین کعبہ میں مرے لاشے کو گاڑا چاہیے + تخت کو ہو گیا آسیب جو تو ٹرا ہے تم + جو تونے مکینو جن آج جھاڑا چاہیے + جلد رنگ ہو دیدۂ خونبار ستار نگاہ + ہے محرم اس پری پیکر کو مارا چاہیے + لڑتی ہے پریوں سے کشتی پہلوان عشق میں + ہمکو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے + الواح سینہ صافان صبح نفس اور صفحات خواطر آفتاب طبعان حقیقت رس پر مرتسم و منقش ہو کہ جب محافہ نشین نے تمام سرداران دست چپ کو باندھ کے فرعون کے حوالے کیا شب کو نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو بعد صف آرائی میدان حرب میں آ کے کہا اے خدا پرستو میرا مرد مقابل کون ہے آوے ادھر لشکر سعد شہریار سے رستم ثانی میدان میں آیا اور چاہتا تھا کہ تیغ آبدار کا وار کرے محافہ نشین نے ایک اسم پڑھا رستم ثانی کی جانب پھونکا رستم ثانی نے ایک بال سر سے توڑا اس سے دونوں ہاتھ

رستم کے مستحکم باندھ لیے اور گھر مین لے آئی اور کہا اے جوان مین مدت سے تیرے عشق مین بیقرار ہون
خداوند فرعون اکبر کے فضل و کرم سے آج تجھکو گرفتار کرکے اپنے گھر لائی ہون آ اور ایک مرتبہ میری آرزو
دل پورا کر اسکے بعد جو کچھ تیری حاجت ہوگی اسکے رفع کرنے مین تن بسر و چشم کوشش کرونگی رستم
ثانی نے کہا اے محافہ نشین مین ہرگز تجھسے اختلاط نہ کرونگا مین نہین جانتا تو کون ہے محافہ نشین نے رستم
ثانی کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا اے جوان کیون تو میری ہلاکت کے درپے ہے میرے حال زار پر
رحم کر رستم ثانی نے کہا اگر تیری ہلاکت منظور ہے تو مجھکو اسکی بھی پروا نہین ہے غرضکہ جس قدر محافہ نشین
اصرار کرتی تھی اسی قدر شہزادہ رستم انکار کرتا تھا محافہ نشین عاجز ہوکے مع رستم ثانی اپنے گھر
مین بیٹھ رہی یہان سعد بادشاہ نے جو دیکھا کہ ایک رستم ثانی فقط باقی رہگیا تھا اسکو بھی محافہ نشین نے
گرفتار کرلیا بہت متفکر ہوا آخر الامر وہان سے کوچ کیا اور قرطوبہ مین آکے قلعہ مین مقیم ہوا اور دروازہ
قلعہ کے ہر چہار طرف سے بند کرلیے یہ خبر فرعون کو پہونچی کہ خدا پرستون کا بادشاہ قلعہ بند ہوا ہے فرعون
نے کہا یارو یہ کیا ماجرا ہے کہ محافہ نشین نے رستم ثانی کو گرفتار کیا اور اپنے گھر لیجا کے وہین مقیم ہے ہم سے
ملاقات بھی نہ کی نہین معلوم کیا واقعہ روبکار ہوا اگر نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جاے گا راوی کہتا
ہے مجلس فرعون مین ایک گبر تھا صدور بن اسرافیل نام اسنے فرعون سے کہا اے خداوند نقارہ جنگ میرے
نام بجا جاے تو مین ان خدا پرستون کو سزا اسکے معقول دون فرعون نے کہا اے صدور تیرا کس طرف خیال ہے
یون تجھکے دل مین آوے خدا پرستون کی نسبت کہہ لے لیکن خدا پرستون سے مقابلہ کرنا سہل نہین ہے صدور نے
کہا اے خداوند اگر خدا پرستون کے لشکر کو زیر و زبر نہ کردون تو صدور نہین میرا قاعدہ ہے کہ اول تو مین اپنی
زبان سے کچھ نہین کہتا اور اگر کہتا ہون تو اسکے موافق عمل ضرور کرتا ہون فرعون نے کہا اے صدور
اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مانع کون ہے اور حکم دیا کہ صدور کے نام طبل بجایا جاوے چنانچہ صدور کے نام طبل جنگ
بجایا گیا دوسرے روز صبح کو صدور قلعہ کے قریب آیا اور لڑائی شروع ہوئی صدور خندق کے کنارہ
پہونچا اور جست مارکے چاہا کہ خندق کے پار نکل جاے سعد بادشاہ نے ایک تیر اس طرح تاک کے
اسکی جانب مارا کہ اسکے سینہ کو توڑ گیا صدور بن اسرافیل بے حال ہوکے خندق مین گرا اور روح
ناپاک اسکی مالک کی ملک ہوگئی گبرون مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا فرعون نے صدور کے ہلاک
ہونے سے اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوایا اور اپنے مقام قیام پر چلا آیا نہایت متعجب ہوا بار بار
کہتا تھا یارو صدور ایسے نبرد آزما کا ہلاک ہونا تعجب خیز امر ہے معلوم ہوا کہ اب حکومت فرعونی پر زوال
آیا چاہتا ہے دوسرے روز فرعون اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک پیادہ آیا اسنے ایک نامہ فرعون
کو دیا فرعون نے سر نامہ پڑھکے چاک کیا لفافہ کھولا لکھا تھا کہ اے خداوند مین ہون ہشتک دیوزاد
اور ہمارے ساتھ منقوش دیوزاد بھی ہے ہم دونون سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے تیری
مدد کو آتے ہین اور یہ پیادہ جو تیری خدمت مین بھیجا ہے اسکا نام بہرام خنجر باز ہے اگرچہ وہ تنہا
ہے لیکن درحقیقت چار ہزار پیادون کی جمعیت اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خاص تیری مدد کے واسطے آیا ہے اور
اسکی فوج نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کی ہین اس لڑائی کی اسکے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہے حضور کے
اقبال سے کل تک مین بھی آپکی خدمت مین پہونچونگا فرعون خوش ہوا اور

اُس نامہ بر کو ایک خلعت گران بہا دیکے رخصت کیا دوسرے روز یہ گروہ وہان پہونچے فرعون کی ملازمت بجا لائے فرعون نے
کہا ای گروہ ہزار ہزار شکر اُس بت بزرگ کی درگاہ سے بے نیاز ہین کہ تم اسوقت میری مدد کو پہونچے
لیکن دیوسار کیون نہین آیا اُن سب نے کہا ای خداوند ہم پہونچ گئے ہین دیوسار بھی ہمارے عقب مین
آتا ہی اور اُسکے ہمراہ بھی سات لاکھ سواران جرار بھی ہین فرعون اس خوشخبری کو سُنکے بہت خوش ہوا
اور اُس وقت حکم دیا کہ طبل قہاری بجایا جاوے پس گروہ نے طبل جنگ بجایا دوسرے روز صبح
زہونیہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ پر دھاوا کیا ایک طرف سے منقوش دیوزاد اور دوسری طرف سے
ہشتنگ دیوزاد قلعہ کی جانب اِس صورت سے کہ دہنے ہاتھ مین گرز گران اور بائین ہاتھ
مین سپر چہرہ کی آڑ کیے ہوئے چلے جاتے تھے اس شور و ہنگامہ کی آواز محافہ نشین کے گوش زد ہوئی متوحش ہوکے
پوچھا یہ شور کیسا ہی لوگون نے کہا ای نازنین فی الحال ہشتنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد فرعون
شاہ کی مدد کے واسطے یہان آگئے ہین اُسنے کہا ہی تو معلوم ہوا کہ وہ دونون دیوزاد خداوند فرعون
کی مدد کے واسطے آئے ہین لیکن شور و غوغا اسقدر کیون ہی اُنھون نے کہا شور و غل کی یہ وجہ
ہی کہ سعد بادشاہ کے مقابلہ مین گروہ نے ہنگامہ آرائی کی ہی اور جنگ کرتے ہوئے قلعہ کے
قریب پہونچ گئے ہین آج اُنکا یہ ارادہ ہی کہ قلعہ کے دروازہ کو جس طرح ممکن ہو توڑ ڈالین اور قلعہ مین
داخل ہو جائین آج بہت بڑا یورش ہی مسلمانون کی خیریت نہین معلوم ہوتی اور اُن دونون دیوزاد
کے پہونچ جانے سے فرعون شاہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہی یہ وجہ ہی جو فرعون قلعہ مین
داخل ہونے کا ارادہ مصمم کیے ہوئے ہی رستم ثانی چونکہ ایک جا محفوظ مین مقیم تھا اُسکو
اس واردات کی حقیقت معلوم نہ تھی محافہ نشین متردد و متفکر رستم ثانی کے پاس آئی اور کہا ای
جوان کچھ تجکو اپنے مردان ہمراہی کی بھی خبر ہی رستم ثانی نے کہا ای محافہ نشین مجکو کیا خبر ہی
درانحالیکہ مین تیری قید مین ہون کہین نہین جا سکتا اُسنے کہا ای جوان آج تم مسلمانون کی
خیریت نہین معلوم ہوتی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ فرعون کی مدد کے واسطے دو دیوزاد نہایت
شجاع اور زبردست قوی ہیکل ہمراہی افواج کثیر آگئے ہین رستم ثانی کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے کہا ای محافہ نشین درانحالیکہ تو میرے عشق و محبت کا دعوے کرتی ہی اور پھر مجکو رنج
و ملال بھی پہونچاتی ہی محافہ نشین نے کہا ای جوان مین نے تجھے کیا رنج و ملال پہونچایا رستم ثانی
نے کہا یہ طرفہ بات ہی کہ ہمارے بادشاہ کی خبر سُنائی اور پھر کہتی ہی کہ مین نے کیا رنج
و ملال پہونچایا محافہ نشین نے کہا ای جوان اگر کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا تو تیرے بادشاہ کو پہونچیگا تو ہر طرح
محفوظ رہیگا رستم ثانی نے کہا او فحبہ ہزار ہزار لعنت ہی تجپر اس خیال بیہودہ پر ہمارے بادشاہ
کو خدا نا کردہ کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا اور ہم مطمئن رہین گے اگر اس وقت مین بھی تو ہمارے
کام نہ آئی تو آئندہ ہم تجھے کیا اُمید رکھین گے عشق و محبت مین جان دینے کو آمادہ ہو جاتے ہین
لیکن تیری محبت عجیب طرح کی ہی محافہ نشین نے کہا ای رستم ثانی تو جو بات کہتا ہی اپنے ہی
مطلب کی کہتا ہی [illegible] محبت مین جان کا پاس نہین ہوتا ہی لیکن یہ بھی قاعدہ قاعدہ ہی
کہ [illegible] مطلوب بھی طالب کی خوشی کا خواہان ہو جاتا ہی اسقدر

عرصہ سے تو میرے پاس ہی اور کس کس طرح مین نے تجھسے کہا کہ زیادہ نہین ایک ہی مرتبہ میری
مراد دلی بر لا مین تیری عاشق ہون مگر تو نے مطلق میری درخواست کی جانب اعتنا نہ کی یہ دستور
کہان کے عشق و محبت کا ہی اور خیر مین یہان تک کہتی ہون کہ اگرچہ تو نے اس وقت تک میری
درخواست کی جانب اعتنا نہین کی لیکن اب بھی اگر تو میرے دل خوش کرنے کو آمادہ ہو جاے
پس کچھ دیر نہ ہوگی طرفۃ العین مین خداوند فرعون اور اُسکے تمام مددگارون کو نیست و نابود
کر دون گی اور تجکو اس ملک کا بادشاہ کر دون گی بغیر میری درخواست قبول کیے تو جس قدر
اس بارہ مین کہیگا مین ہرگز نہ سنون گی ای جوان تو عشق و محبت کے اثر کو کیا کم سمجھتا ہی کہ مین اپنے
خداوند قدیم یعنے فرعون شاہ کی خداوندی سے قطع نظر کرتی ہون اور تیرے حسب مراد کام
انجام دینے کو موجود ہون دنیا مین ہر شخص اپنے دین و مذہب کا جس قدر پاس کرتا ہی اُس قدر
کسیکا پاس نہین کرتا ای جوان تیرا خیال نہین معلوم کس طرف ہی جو تو میری درخواست کو قبول نہین
کرتا مسلمان کتنی ہی کوشش کرینگے لیکن فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سر سبز نہو نگے مین اگر
اُنکی حمایت کو موجود ہو جاونگی تو البتہ کچھ کام بن سکتا ہی رستم بغور محافہ نشین کی تقریر سنا کیا
بعد تامل بسیار کہا ای محافہ نشین مین ہرگز تیری درخواست قبول نہ کرتا مگر تیرے بادشاہ کے خیال
نے مجکو مجبور کیا ہی اب مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو اس بارہ مین میری مدد کریگی تو مین ضرور
تیری درخواست کو قبول کرونگا اور تیرا مطلب بخوبی حاصل ہو جائیگا قبل اس قصہ کے پاک ہونیکے
مجھسے کچھ امید نہ رکھ محافہ نشین نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہا اور دو مرکب طلب کیے ایک پر خود سوار
ہوئی دوسرے مرکب پر رستم کو سوار کیا قریب قلعہ کے پہونچی اپنے سر سے ایک بال توڑا
رستم کو مضبوط باندھا ایک بلند کنگرہ پر رستم کو بٹھا کے کہا ای جوان تو یہان بیٹھ کے تماشا دیکھ
کہ مین کیا تدبیر عمل مین لاتی ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا کہ میری مطلوبہ نے عشق و محبت کی وجہ سے
کیا کار نمایان کیا اُس طرف ہشتنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد دونون خندق کے کنارے
پہونچے تھے کہ سعد بادشاہ سمجھا کہ عنقریب ہم مسلمانون کا کام تمام ہوتا ہی گھبرا گئے اُسوقت کوئی
تدبیر نہ آئی بجز اسکے کہ دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اس طرح درگاہ باری میں مناجات
شروع کی کہ ای چارہ بیچارگان و ای مددگار بیکسان تو ہی ہر وقت مصیبت مین اپنے بندہ کا حامی
و مددگار ہی ـــ ندارم غیر از تو فریاد رس ؞ توئی عاصیان را خطا بخش و بس ؞ تو نے حضرت ابراہیم پر
نار گلزار کیا تو نے حضرت یونس کو شکم ماہی سے بخیر و خوبی نجات بخشی واسطہ اپنی قدرت و جلال
کا اور واسطہ اپنے مقربان بارگاہ کا اس وقت مصیبت و مجبوری مین میری مدد و حمایت کر ہنوز
یہ مناجات ختم نہین ہونے پائی تھی کہ تنق گرد نمایان ہوا سب اُس گرد کی جانب متوجہ ہوئے تا اینکہ
دامن گرد چاک ہوا اور رایت نصرت اثر شاہزادہ بدیع الملک دور سے نمایان ہوا سب سے
پیشتر عمر ثانی سعد شہریار کی خدمت مین پہونچا سعد شہریار عمر ثانی کو دیکھ کے خاک پر سجدہ کو
جھک گیا اور کہا خداوندا شکر ہی کہ تو نے دعا میری قبول کی بعدہ عمر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عمر ثانی تم ہی صرف یہان پہونچے ہو یا شہزادہ بدیع الملک

شہریار شہزادہ بدیع الملک سامنے چلا آتا تا آنکہ شہزادہ سعد شہریار کے پاس پہونچا بکمال ادب سلام
کیا سعد شہریار نے جواب سلام دیا اور کہا ای بدیع الملک خداوند تمھاری عمر مین برکت عطا فرمائے
عین وقت پر یہان پہونچے ورنہ اپنا کام تمام ہونے مین کچھ عرصہ باقی نہ تھا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ اب
دیر کیا ہی قلعہ کا دروازہ کھولدینا چاہیے سعد شہریار نے از راہ مسرت نقارہ فتح بجوایا اور قلعہ کا دروازہ
کھلوا دیا بکثرت فوج قلعہ سے باہر نکلی جون ہی شاہزادہ بدیع الملک مع فوج ہمراہی میدان مین آیا
دیکھا عقابین مین حمزہ ثانی گرفتار ہی اور گرمی آفتاب سے نہایت بیقرار ہو رہے ہین اس طرف حمزہ ثانی
نے بھی بدیع الملک کو دیکھا بہت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ بارے بدیع الملک یہان پہونچ گیا
ہی کیا عجب ہی اگر مین اس مصیبت سے رہائی پاجاؤن یکایک حمزہ ثانی نے عقابین سے دیکھا کہ
بدیع الملک نہایت مغموم و محزون پشت مرکب سے زمین پر آیا اور جانب عقابین بکمال ادب سلام کیا بعدہ
باواز بلند کہا ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک العلام دیکھو زمانہ گردون دون اور زمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان کہ حمزہ ثانی ایسا بادشاہ عالی جاہ کس مصیبت اور زحمت مین فی الحال مبتلا ہو گیا ہی اگر کوئی ادنی شخص
اس طرح کی قید سخت مین مبتلا ہوجاتا تو محل استعجاب نہ تھا اب تم سب کو لازم ہی کہ بالاتفاق ایسی کوشش
کرو کہ حمزہ ثانی اس مصیبت سے رہا ہوجائے اس والاجاہ کا حق تم لوگون پر بہت کچھ ہی اسوقت مردون
کا مقتضا یہ ہے کہ جب تک فرعون کو گرفتار یا ہلاک نہ کرو یہان سے حرکت نہ کرو سب نے قبول کیا اور
ایک ہی مرتبہ اللہ اکبر کہکے لشکر فرعون پر حملہ کیا فرعون کو جب معلوم ہوا کہ بدیع الملک آپہونچا
مثل بید کے کانپنے لگا اور اپنے ہمراہیون سے کہا ارے یارو جلد کوشش کرو بدیع الملک آگیا
ہی سخت ہنگامہ آرائی کا سامنا ہی اگر کچھ بھی تساہل کروگے بالیقین تمھاری شامت آجاویگی اور میری
خداوندی کی تو وہی نوبت ہوگی جو میری بہشت مین گذر چکا ہی اور محافہ نشین کی جانب دیکھ کے کہا جان
من افسوس صد افسوس یہ کہکے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا محافہ نشین نے کہا ای خداوند کیون اپنی
جان ہلاک کیے ڈالتا ہی کچھ بیان تو کر فرعون نے کہا ہائے ہائے کیا پوچھتی ہی غضب ہو گیا اور تو نے اب تک
کوئی تدبیر نہین کی تو نے نہین دیکھا کہ بدیع الملک آپہونچا محافہ نشین نے کہا رستم ثانی آگیا تو کیا
ہوگا تو اپنی بہشت مین یہ مقرر کر کہ بدیع الملک بھی مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجائے فرعون نے کہا
جان من مشیت کا ذکر کرتی ہی جو کچھ مشیت مین گذرنا تھا وہ تو ابتدا سے خلقت عالم ہی مین گذر چکا ہی
اب کیا گذریگا یعنی دنیا کو معرض اسباب خلق کیا ہی اس اعتبار سے تجھ پر فرض ہی کہ تو کوشش کر اور
کوشش مین تیری قدرت کی برکت شامل ہو سکتی ہی محافہ نشین نے کہا ای فرعون اگر میری کوشش و سعی
کی ضرورت ہی تو کیا مضائقہ ہی مین بھی موجود ہون اگر تو چاہتا ہی تو مین پہلے سر بدیع الملک کا
تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون بعدہ تجھ سے ملاقات کرونگی یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کر کے شہزادہ بدیع الملک
کے پاس پہونچی اور فرمایا کہ ای سرکش نوجوان یہ کیا بیہودگی و بیباکی ہی کہ خداوند فرعون کی
تعظیم و تکریم سے قطع نظر کر کے اسکے بندون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہی جہان سے آیا ہی واپس جا
ورنہ تیرا از [illegible] ارادہ تر خداوند فرعون کو اپنے رحم و کرم کا پاس ہوگا تو جس طرح
حمزہ گر [illegible] دلبستہ کر کے قید کیا جاویگا بدیع الملک نے

اسکی اس طرح کی تقریر سنکے تبسم کیا اور بسہولت کہا یہ تونے کیا بکا مین نے وہین سنا پھر کہ معافہ شکین
نے اس شہ نہنگ کا وار کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور فوراً شمشیر علم کر کے ایک ہی وار مین اس ملعونہ
دو لخت کر دیا رستم ثانی اسلیے موسے سر سے بستہ تھا اُس ملعونہ کے ہلاک ہوتے ہی رستم ثانی رہا ہو گیا
وہ بھی مرکب پر سوار ہو کے جنگ مین شریک ہوا ایک جانب سے نور الدہر بڑھا دوسری جانب
سے جنگ و حرب کرتا ہوا مسطول شاہ بڑھا دونون مین رد و بدل ہونا شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ
نور الدہر نے اُسکو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ ای مسطول تیرا کیا ارادہ ہے آیا مسلمان ہوگا یا نہین
اُسنے کہا ای جوان جنگ سے اور مذہب سے کیا نسبت عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود نور الدہر
نے کہا یہان بہت بڑی نسبت یہی ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو مین تجھے رہا کر دون مسطول
نے کہا ای جوان مین اپنے مذہب کو ہرگز نہین بدلونگا نور الدہر نے کہا اگر تو اپنے مذہب الحاد کو
نہین بدلے گا تو مین تجھے زندہ بھی نہ چھوڑونگا مسطول نے کہا تجھے اختیار ہے نور الدہر نے ایک ہی
وار مین اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکا بیٹا طول بن مسطول اپنے باپ کو مقتول دیکھ کے تلوار علم کیے
دیوانون کی طرح دوڑا اور اُسنے ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر پر عالم غفلت مین وار کرے اور اپنے
پدر مقتول کا عوض لے اسد نے دیکھ لیا قبل اسکے کہ طول بن مسطول نور الدہر تک پونچے اسد
تلوار کو لیے ہوئے قریب اسکے پہونچ گیا اور نعرہ مارا کہ او ابلہ گرفتہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ ابھی ہم
اپنے پاؤن پر دیکھے گا طول بن مسطول ایسا گھبرایا تھا کہ اپنی طرح اسد کی صورت بھی نہ دیکھی تھی تھا
تلوار کا وار کیا اسد نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور عقرب سلیمانی کا ایسا وار اسکے حمائل پر
مارا کہ اڑا دو حصہ ہو کے زمین پر گرا اس عرصہ مین آفتاب قریب غروب ہوا تھا طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنے اپنے مقام کو گئے شب کو بدیع الملک اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک آدمی اسد
کی صورت سے مشابہ ہو کے خیمہ مین آیا اور چہار جانب دیکھ کے شہزادہ کے خوابگاہ کی طرف
چلا گیا بدیع الملک سمجھا کہ شاید اسد کسی ضرورت سے آیا ہوگا مگر پھر سوچا کہ اسوقت اسد کا
کیا کام ہے جو آیا ہے آواز دی کہ ای اسد تم اس وقت کیون آئے ہو کچھ آواز نہ آئی شاہزادہ نے بار
بار دیگر آواز دی پھر کچھ جواب نہ پایا اب تو بدیع الملک کے دل مین توہم پیدا ہوا کہا ایسا نہو فرعون
ملعون کے عیارون مین سے کوئی عیار آیا ہو اپنی جگہ سے اُٹھا اور در خیمہ پر سے ایک سپاہی کو اندر
بلا کے کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون گیا ہے وہ سپاہی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا بدیع الملک
نے پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا اسد آیا ہے اُسنے کہا شہریار وہان کوئی بھی
نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا خوب میرے سامنے اسد اندر خوابگاہ کے گیا ہے تو کہتا ہے کہ وہان کوئی
نہین ہے ضرور وہان کوئی ہے سپاہی نے کہا کیونکر عرض کرون مین نہین کوئی اور جاکے دیکھ لے شاہزادہ
نے دوسرے سپاہی کو بلایا اور کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون ہے وہ بھی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا
پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا خود چل کے دیکھونگا اور خوابگاہ مین پہونچا پھر چہار
جانب دیکھا کسی کو نہ پایا کہا یہ کیا امر ہے کہ میرے سامنے اسد آیا ہے اور یہان سے اس طرح چلا گیا کہ کسی
نے دیکھا اور اگر گیا ہے تو کسی اور طرف سے گیا ہے میرے سامنے سے

نہین جو جھپکے

نگاہ کی دیکھا ایک آدمی سفید چادر مین لپٹا ہوا اس طرح پڑا ہی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی شی رکھی ہی شہزادہ نے
کہا یہ پلنگ کے نیچے کیا شی رکھی ہی ایک ملازم نے چوب دست سے اُسے ٹٹولا کہا یہ کوئی شی نہین
ہی آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرے ملازم نے چادر کو گرفت مین لا کے کھینچا اور اُسے کھولا دیکھا ایک
جوان خوش رو نہایت قوی ہیکل سامان عیاری سے آراستہ ہی اور قریب تھا کہ بدیع الملک پر
خنجر کا وار کرے ایک ملازم نے جانب پشت سے خنجر چھین لیا پھر تو اسقدر لاتین لگی کہ اُسکی
خراب حالت ہو گئی کہ قریب المرگ ہو گیا بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین ایک
ادنی بندہ پہلوان بندگان خداوند فرعون سے بدیع الملک نے کہا ای مردود تو اس نوبت کو
پہونچا مگر فرعون ملعون کی خداوندی کو نہین بھولا اچھا یہ بھی بتا کہ تو کس ارادہ سے یہان آیا تھا اُسنے
کہا خاص بدیع الملک کے ہلاک کرنے کو آیا تھا حسب خداوند فرعون نے گریہ و زاری کرنا شروع
کی اپنے بندگان خاص سے کہا تم اسقدر میرے بندے ہو مگر تم مین کوئی ایسی قابلیت نہین رکھتا
کہ بدیع الملک میرے دشمن جان کو ہلاک کرے تاکہ مثل حمزہ کے اُسے بھی مقید کرون مجکو خداوند
کے حال زار پر رحم آیا مین نے کہا ای خداوند تو گھبرا نہین اگر تو نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی تو
مین بدیع الملک کی ہلاکت کا سبب ہوا جاتا ہون اُسنے میری جرأت پر بہت تحسین و آفرین کی مین بنا
سامان عیاری لیکے یہان پہونچا بدیع الملک نے کہا تو اندرون خیمہ کس طرح پہونچا حالانکہ در خیمہ پر آدمی موجود
تھے اُسنے کہا اس سے کیا بحث ہی مین جس طرح ممکن ہوا یہان پہونچ گیا اور افسوس کہ تم نے مجکو دیکھ لیا
ورنہ اب تک مین تمہارا کام تمام کر چکا ہوتا بدیع الملک نے کہا بلاؤ جلاد کو اس کو قتل کرے اور ایک
ملازم سے کہا اسکو باہر لیجاؤ اگر دین اسلام قبول کرے تو رہا کر دینا ورنہ بلا تکلف تیغ بیدریغ سے اسکا کام
تمام ہو وہ ملازم خیمہ کے باہر لے گیا اور پوچھا تو کیا کہتا ہی آیا مسلمان ہوگا یا ہلاک منظور ہی اُسنے کہا مین
ایسے خداوند صاحب قدرت و جلال کی بندگی چھوڑ کے خدای نادیدہ کی ہرگز بندگی نہین کرونگا یہ
کہنا تھا کہ جلاد نے ایک ہی وار مین اُسکا سر تن سے جدا کر کے جہنم واصل کیا شب کو پھر طبل جنگ بجا
صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسد میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُس طرف سے کاتل جادو
ایک پہلوان زبردست مقابلہ کو آیا اول بہت کچھ رد و بدل ہوئی آخر اسد دلاور نے اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا
اور اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا پھر دوسرا جادو آیا وہ بھی ہلاک کیا گیا اسی طرح چند
جادوان نابکار آگے اور سبکے بعد دیگرے جہنم واصل کیے گئے تھے کہ شام ہو گئی اور طبل بازگشت بجنے کے بعد
سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے اسی طرح تیسرے روز بھی صف آرائی ہونے کے بعد جنگ و جدل ہوا
اور شام کو طبل بازگشت بجا چوتھے روز چند جادوؤن کے جہنم واصل ہونے کے بعد شاہزادہ بدیع الملک
جنگ کرتا ہوا چوب عقابین کے قریب پہونچ گیا پس فوراً چوب کو بغل مین لیکے مع قفس زمین سے
اکھاڑ لیا اور اپنے لشکر مین لے آیا تمام جادوان مکار عقب مین شاہزادہ کے دوڑے اور نورالدہر
اور اسد دلاور نے آن سے ... یہان تک کہ فرعون شکست کھا کے بیابان کی جانب بھاگا اور
سلطان مظفر و منصور ... پس آ کے یہان عقابین کو بغور سے دیکھا حمزہ ثانی کو قفس
مین بالا ... نہ پا کر حیرت ہو گئے نورالدہر نے کہا ای بابا بدیع الملک

کیا تمنے حمزہ ثانی کو بالاے عقابین نہین دیکھا تھا شہزادہ نے کہا اول روز حمزہ ثانی کو بالاے عقابین
قفس مین فرو دیکھا تھا بلکہ سلام بھی کیا تھا دوسرے روز بالاے عقابین غور سے نہین دیکھا کیونکہ مجھے
خود خیال تھا کہ حمزہ ثانی حسب دستور قفس مین ہوگا نہین معلوم ان گبران نابکار نے حمزہ ثانی کو کہان
مفقود کیا ہے اور یاران ہمراہی سے کہا تھا کہ ہم جو کچھ سمجھتے تھے اُسکے خلاف ظہور مین آیا جاؤ فرعون ملعون کے
قید خانہ کی خبر لو یاران دست چپ قید خانہ مین ہونگے اُن کو رہا کرو سب لوگ قید خانہ پہونچے ہر چند تجسس فراوان
کیا قید خانہ مین کسیکو نہ پایا بے نیل و مرام واپس آئے اور بدیع الملک کی خدمت مین عرض کیا
شہریار وہان قید خانہ مین کوئی نہین ہے نہ ایرج ہے نہ یاران دست چپ مین سے کوئی ہے شہزادہ نے کہا
معلوم ہوتا ہے فرعون ملعون اُن سبکو اپنے ہمراہ لے گیا ہے اب فرعون کی خبر لینا چاہیے پس عیاران لشکر
فرعون کی فکر مین روانہ ہوگئے اور شاہزادہ بدیع الملک با فتح و نصرت سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر
ہوا سعد شہریار نے کہا ای شہزادہ بدیع الملک مجکو تم سے بڑی شکایت ہے اور ہرگز مجکو تم سے ایسی امید
نہ تھی یعنے اس طرح تم یہان سے چلے گئے کہ گویا کبھی کی ملاقات و شناسائی نہ تھی دنیا مین دستور ہے کہ
جب کوئی کہین جاتا ہے تو اپنے عزیزون اور دوستون سے ملاقات کرکے اور رخصت ہوکے جاتا ہے یہ نہین کہ
دفعتہ بغیر اطلاع چلے گئے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ درست ارشاد ہوا مگر اس طرح میرا جانا بے سبب
نہ تھا سعد شہریار نے کہا ہان وہ سبب تو مجکو بخوبی معلوم تھا مگر اس سبب کے یہ معنے نہ تھی کہ تم کسی سے
نہ ملتے حتے کہ مجھسے بھی ملاقات نہ کی بدیع الملک نے کہا بیشک وہ سبب ایسا ہی تھا اگر بیان کرون
تو شاید شہریار قبول کرلین سعد شہریار نے کہا مجکو معلوم ہے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے بدیع الملک
نے کہا میرے خیال مین وہ سبب نہین ہے جو شہریار کو معلوم ہے سعد شہریار نے کہا اچھا بیان کرو
وہ کون سبب تھا جو مجکو معلوم نہ تھا بدیع الملک نے کہا نورج نام ایک بت پرست ہندوستان سے
خروج کرکے ایران مین آیا اور وہان بعد کشت و خون بسیار بت پرستی کو رواج دیا پھر تا
توران اور کوہ قاف باختر مین پہونچا اور وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا حتے کہ ہفت دربند باختر
اور جبال کو بھی تسخیر کیا پھر وہان سے ذوالامان مین پہونچا اور منظفرین ضیغم کو ذوالامان کے خندق
کے کنارہ مثل پارچہ کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہریار خیریت یہ ہوئی کہ مین وقت پر پہونچ گیا جو اُسکے تشدد اور
غلبہ کا بندوبست کیا ورنہ علاوہ تسخیر تمام ممالک و رواج بت پرستی تمھاری ناموس تک کو سخت
صدمہ پہونچتا خدا کے فضل سے بجد و جہد تمام گرفتار کیا اسی اثنا مین شہریار والا تبار کا سرفراز
نامہ وارد ہوا میرا ارادہ تھا کہ ذوالامان مین داخل ہون اور کچھ وہان کا بندوبست کرون لیکن مضمون
نامہ سے مطلع ہوکے ایک لمحہ کا توقف نہ کیا فوراً اس جانب راہی ہوا اور یہان پہونچا مگر نہایت
افسوس کی یہ بات ہے کہ جس غرض کے واسطے اسقدر عجلت کی وہی غرض حاصل نہ ہوئی یعنے
حمزہ صاحب قران اس ملعون کی قید طلسم سے رہا نہ ہوسکے اس صورت مین اپنی تمام
اس محنت و مشقت کو ضایع سمجھتا ہون سعد شہریار نے کہا ای بابا بدیع الملک واقعی اگر تم
اس طرح کے کام کو انجام دیا تو واقعی کارے کردی خداوند عالم [illegible] اور جرات مین اور زیادہ
برکت عنایت فرماے کیا نورج بت پرست کو جو گرفتار

سے کہا حضور

ہی سعد شہریار نے کہا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہین شاہزادے نے حکم دیا تورج حاضر ہوا سعد شہریار
نے دیکھا ایک قوی ہیکل سطبر گردن فراخ سینہ دراز سر جوان ہی جس شخص نے تورج کو دیکھا
شہزادہ بدیع الملک کی جوانمردی پر ہزار تحسین و آفرین کی سعد شہریار نے کہا کہ ای حامیان دین
اسلام مجکو نہین معلوم تھا کہ یہ بت پرست ایسا کوہ ہیکل جوان ہی اسکی قید و بند مین نہایت اہتمام کرنا
لازم ہی ورنہ خفیف بندون کا شکست کرنا اسکے نزدیک کوئی بات نہین ہی غرضکہ شہزادہ بدیع الملک نے
مع یاران ہمراہی وہین قیام کیا شب کو لشکر اسلام کے گرد طلایہ پھرتا تھا ایک شب کو قارن بن اسفندیار
گرد لشکر طلایہ مین مشغول تھا کہ یکایک گھوڑون کی ٹاپون کی آواز گوش زد ہوئی قارن چند قدم
آگے بڑھا تاکہ معلوم ہو یہ سوار کدھر جاتے ہین راوی کہتا ہی کہ دیوسار برادر ہوشنگ [illegible]
دیوزاد سات لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت سے پہونچا ہنوز وہ تمام لشکر قریب لشکر اسلام کے
پہونچنے نہ پایا تھا کہ قارن بن اسفندیار شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان
مین قریب اس فوج کثیر کے پہنچا اور با آواز بلند کہا اے مفسدو اس طرف کہان چلے آتے ہو
یہان لشکر اسلام مقیم ہی اور جس غرض سے اس طرح آئے ہو ہمین مطلع کرو دیوسار قریب آیا اور کہا
ای جوان نو بکار مانع ہوتا ہی ہم اپنے برادران حقیقی کے خون کا عوض لینے آئے ہین جب سے یہ واقعہ
ناگوار ہمارے گوش زد ہوا ہی دل خون ہوگیا ہی اگر ہمکو روکنے کی کوئی جرات رکھتا ہی بس یہی گو ہی
میدان قارن بن اسفندیار نے کہا ابلہ شخص تیرے اس طرف آنیکا مانع مین ہی ہون کیا مجال ہی جو میری
موجودگی مین تو ایک قدم آگے بڑھا سکے دیوسار نے کہا کہ دیکھون تو کیونکر مانع ہوسکتا ہی قارن نے
تیغ آبدار کا وار اسپر زور سے کیا دیوسار نے اسکی تیغ کو پشت شمشیر پر رد کرکے عمود گاوسر قارن
کے سر پر اس زور سے مارا کہ قارن اپنے مرکب کے پیٹ مین دھنس گیا اس ہنگامہ آرائی کی خبر لشکر اسلام
مین پہونچی لشکر قارن کا آیا اور قارن کی نعش کو اٹھا لے گیا چونکہ صبح قریب تھی لوگون نے نورالدہر
کی خدمت مین آکر عرض کی کہ بڑا غضب ہوا نورالدہر نے گھبرا کر کہا کہ کیون خیریت تو ہی مسلمانون نے
کہا کہ ای شہریار قارن بن اسفندیار تمہارے لشکر کا سپہ سالار دیوسار برادر ہوشنگ کے ہاتھ
سے ایک ضرب عمود مین ہلاک ہوگیا نورالدہر نے کہا کیونکر ان لوگون نے کہا مفصل حال تو ابھی دریافت
نہین ہوا ہی لیکن یہ بخوبی معلوم ہی کہ قارن شب کو لشکر اسلام کے طلایہ مین مصروف تھا اور بست
و بندوبست کر رہا تھا بالیقین دیوسار مع فوج اس طرف وارد ہوا ہوگا اور قارن اس طرف آنے سے
مانع ہوا ہوگا اس بحث مین بخوبی رد و بدل ہوگئی ہی حتے کہ دیوسار کے ہاتھ سے قارن ہلاک ہوا
نورالدہر کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ قارن کو بہت دوست رکھتا تھا اس عرصہ مین بدیع الملک
خواب سے بیدار ہوا اور ضروریات سے فراغت کرکے خوابگاہ سے باہر آیا دیکھا تو نورالدہر چشم پر آب
سکوت مین سر جھکائے بیٹھا ہی بدیع الملک نے حال دریافت کیا نورالدہر نے [illegible] آخر حال بیان کیا جب [illegible]
مفصل سماعت [illegible]
[illegible] بدیع الزمان نے کہا ای فرزند بدیع الملک
ابھی تم خواب [illegible]
بھی اپنے کو [illegible]
کدھر جا [illegible]
[illegible] ضرورت [illegible] بدیع الملک [illegible]

الدہر کے چشم پر آب ہونے سے میرا دل بھی بھر آیا مین جاتا ہون تاکہ اُس دیوسار بدکار و مکار کو
اسکی اس بیحیائی کی سزا دون اور قارن کے خون ناحق کا عوض اُس سے لون اُس طرف دیوسار
چاہتا تھا کہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین آ کے ہنگامہ پیکار گرم کرے اور اپنے بھائیون کے خون کا
عوض لے کہ ایک بار شہزادہ بدیع الملک قریب آ کے پہونچا اور باواز بلند پکارا کہ باش او مردود
ظالم یہ کیا نامردی تھی کہ صبح کا انتظار نکیا شب ہی کو اپنی بیہودگی شروع کر دی اور قارن ہمارے
رفیق کو ہلاک کیا دیوسار بدیع الملک کے سامنے پہنچا مردان ہمراہی کے صف باندھ کے استادہ ہوا
اور کہا ای جوان ہم بالفعل یہان نہین آئے ہین بلکہ اپنے بھائیون کے خون کا عوض لینے آئے ہین
پس ہمکو اس سے کیا بحث ہے کہ صبح کا انتظار کرین قارن بن اسفندیار پر کیا موقوف تھا جو کوئی ہمارے
سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتے اور اب بھی مستعد ہین جہان تک ممکن ہوگا تم مسلمانون کی ہلاکت مین دریغ
نکرینگے اور ای جوان تو قارن بن اسفندیار کے ناحق قتل کرنے کی شکایت کرتا ہے اور اسکا ذکر نہین کرتا
کہ تونے اور تیرے تمام مردان ہمراہی نے ہمارے بھائیون کو ہلاک کیا بدیع الملک نے کہا او بدبخت
اور ای بدبخت تیرے بھائیون کو اگر قتل کیا تو پوشیدہ نہین قتل کیا سب کے سامنے دن کو دوبدو
ہوئی تاب مقابلہ نلا سکے جرات کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن قارن کو جو تونے ہلاک کیا وہ امر
بالکل بدعت و ظلم پر مبنی تھا کیونکہ تاریکی شب کی تھی اور لشکر اسلام مصروف خواب تھا اس اثنا مین
گرد نمایان ہوا دونون طرف کے لشکر اُس گرد کو دیکھنے لگے جب دامن گرد کا چاک ہوا نقابدار چالیس
سواران لعل پوش کی جمعیت سے نمودار ہوا اور قریب لشکر اسلام کے پہونچ کے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای کشتی گیر زادے تو بڑا خود سر و مغرور ہے تیری کیا وقعت اور حقیقت ہے جو
تو رستم ثانی اور تورج نوجوان سے دعوے ہمسری کا کر سکتا ہے بھی اُن نوجوانون کی آدمیت سمجھ جو
وہ تجھے ہمسر مقابلہ نہین ہوئے اور چشم پوشی کرتے ہین ورنہ اب تک اس دعوے ہمسری کی حقیقت
معلوم ہو جاتی آدمی کو چاہیے کہ اپنی حد و قابلیت کی طرف نظر رکھے یہ نہین کہ خود ادنے ہو اور اعلے کے
مقابلہ کے واسطے آمادہ ہو جائے ہان ادنے بھی اعلے ہو سکتا ہے اگر اعلے کے مثل کوشش کرے و ایسے
کمالات نمایان اپنے سے ظاہر کرے کہ تکیہ برجائے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب
بزرگی ہمہ آمادہ کنی افسوس دیوسار کا مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہم تجھے ابھی نہین سمجھ سکتے ورنہ ابھی
اُس ہمسری کی حقیقت معلوم ہو جاتی پھر بھی کچھ و [illegible] سمجھ بعد فیصلہ دیوسار تجھے سمجھ لیا جائیگا یہ کہا اور
نقابدار مرکب کو دوڑاتا ہوا دیوسار کے مقابلہ مین آیا اور کہا او دیوسار نابکار تجھکو کس طرح جنگ
کرنا مقصود ہے آیا فرداً فرداً جنگ مطلوب ہے یا جنگ مغلوبہ چاہتا ہے دیوسار نے کہا اے نقابدار مین
ہر طرح موجود ہون میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے مجھے تجھسے مقابلہ ہو بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت
آئے نقابدار نے کہا یہی سہی آ اپنا وار کر دیوسار نے عمود کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اس وار کو رد کیا
اور کہا اگر کچھ جرأت رکھتا ہے دکھا دیوسار نے دوسرا وار اُسی عمود کا کیا نقابدار نے اس مرتبہ
... ضرب کے بھل گرتا
خالی کی دیوسار منہ کے بھل زمین پر آیا نقابدار نے کہا
کی وارین
[illegible]

خیریت نہین ہی نقابدار سے کہا اول دو واروں کے مثل یہ بھی وار ہوگا دیو سار نے بقوت تمام
تیسرا وار اُسی گرز کا کیا نقابدار نے پھر جگہ خالی کی دیو سار پھر سند کے بغل زمین پر آیا اِس طرح
نقابدار بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا دونون مین جنگ دست و بازو شروع ہوئی یہان
تک کہ شام ہوگئی نہ آئین ماضر رہا و رانتظار نقابدار نے کہا ای دیو سار اگر تجکو دم لینا منظور ہو
تو ہم اجازت دیتے ہین کہ تو دم لے لے دیو سار نے کہا ای نقابدار خوب ہوا کہ تو جنگ سے
گھبرا گیا نقابدار نے کہا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا اگر تو ایک ماہ کامل اسی طرح کشتی مین مصروف رہیگا
تو ہم کو عذر نہ ہوگا دیو سار نے کہا پھر کیا ہی اور بست و کشاد شروع ہوئی یہان تک کہ دوسرے
روز بھی شام ہوئی اور سپہر بھی کوئی پسپا نہ ہوا اب دیو سار گھبرا گیا کہا ای نقابدار کل تو نے
دم لینے کی درخواست کی تھی آج مین درخواست کرتا ہون کہ تھوڑی دیر دم لے لے اور بعد
خورد و نوش کے بعد از سر نو کشتی کا ہنگامہ گرم ہو نقابدار نے کہا ای دیو سار ہم سمجھ گئے
خیر کیا مضائقہ ہی دم لے لے دیو سار زمین پر بیٹھ گیا اور سگ کی طرح ہانپنے لگا اور ملازم
کو بلا کے کہا جلد کچھ کھانے کو لا وہ فوراً بہت عمدہ کھانا لایا دیو سار نے کہا ای نقابدار
تو بھی کچھ کھا لے اُسنے کہا مجھکو مطلق اشتہا نہین ہی دیو سار نے کھانا کھایا اور پانی پی کے
پھر کشتی مین مصروف ہوا تمام شب اور تیسرا دن بھی کشتی مین بسر ہوا جب شام ہوئی نقابدار
دیو سار کی طاقت مین کمی معلوم کی یکایک اُسکو سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے
مشکین بستہ کیا بعدہ اپنے لشکر مین بھیجدیا لشکر دیو سار نے جو اپنے سردار کو گرفتار دیکھا تو
سب نے بہ ہیئت مجموعی نقابدار پر یورش کرنا چاہی نقابدار نے بائین ہاتھ مین سپر لی اور
دہنے ہاتھ مین تلوار علم کر کے اُس سات لاکھ سوار کے مجمع مین در آیا اور اُسکا لشکر بھی اُسکی
مدد کے واسطے پہونچ گیا چونکہ دیو سار کی فوج بے سر ہو چکی تھی چند لمحہ مقابلہ کیا آخر تاب
قیام نہ لا کے بھاگنا شروع ہوئی حتے کہ سب لشکر دیو سار کا فراری ہو گیا جب نقابدار
کو اس جانب سے اطمینان ہوا مراجعت کر کے بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور دور
سے آواز دی کہ ای بدیع الملک دیو سار کے قصہ سے ہمنے فراغت پائی اب اگر آج شبکو
تو ہمارے خیمہ مین آ کے ہم سے ملاقات کرے تیرا عین کرم ہی اور اگر آج شب کو ممکن نہ ہو تو بخیر
مجبوری ہی کل ضرور تو ہمارے یہان آنا کیونکہ تجھسے بہت ضروری ایک کام متعلق ہی یہ کہا اور ایک
جانب میدان مین قیام کیا جب وہ شب گذر گئی دن کو شہزادہ بدیع الملک مرکب پر سوار ہو کر
نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوا قبل روانگی بعض خیر خواہون نے کہا ای شہزادہ نقابدار
تو معلوم نہین کہ کون ہی اور بالفرض معلوم بھی ہو تو حریف کے پاس حسب الطلب اُسکے چلا جانا
قرین مصلحت نہین ہی اور اگر جانا ہی منظور ہی تو ہندوست کا ساتھ جانا چاہیے بدیع الملک ایک
جری و دلیر تھا [illegible] اُن کی فہمائش کی جانب مطلق اعتنا نہ کی صرف اسقدر کہدیا کہ خداوند
عالم ہمارا [illegible] صرف اسقدر خیال رکھنا کہ جب تک مین نقابدار کے پاس
[illegible] رکھنا اور سب مسلح و مکمل رہنا تاکہ عند الضرورت تاخیر نہ ہو

غرضکہ نقابدار کے خیمہ کے قریب پہونچا خبرداروں نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ بدیع الملک اس
طرف آتا ہی نقابدار نے تا طناب خیمہ شہزادے کا استقبال کیا اور اپنی بارگاہ مین لاکے نہایت تعظیم
و تکریم سے بٹھایا اور ساقیان سیمین ساق کو اشارہ کیا انھون نے بادۂ ریحانی سے جام زرین کو
لبریز کیا اور شہزادے کو دیا شہزادہ نے وہ جام نوش کیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی حتے کہ
شہزادے کے دماغ مین چندان گرمی پیدا ہوئی نقابدار نے کہا او بدیع الملک مین نے جو تم کو
آج تکلیف دی اُسکی خاص غرض یہ ہی کہ مین تم سے کچھ ضروری باتین کرون اور وہ باتین یہ ہین کہ
تمھاری اس وجاہت اور شجاعت پر حیف ہی کہ تم شاہزادہ رستم اور ایرج کی اطاعت قبول نہین
کرتے ہو یہی وجہ ہی کہ تمھاری شجاعت اور دلیری کو فروغ نہین ہوتا اگر تم اس امر کو بھی اختیار کرو
تو پھر دیکھو تمھاری جرأت و دلاوری کا آوازہ کہان تک پہونچتا ہی شاہزادہ بدیع الملک متبسم ہوا اور
کہا اے نقابدار رستم کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی جو مین اُسکی متابعت اختیار کرون خود رستم اور اُسکا باپ
دادا بلکہ پردادا آپکے سرکار سے آزاد کیے ہوئے ہین اور خبردار اب مجھے اس بارہ مین کچھ نہ کہنا جو تجکو
کہنا تھا کہا اور مین نے سنا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسد آیا بدیع الملک اسد کی تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اسد نامدار خوش آمدی اسد بھی بیٹھ گیا نقابدار نے کہا اے جوان یہ کون شخص
ہین کچھ انکی تعریف کرو بدیع الملک نے کہا انکا نام شہزادہ اسد ہی نقابدار نے کہا یہ وہی اسد ہی
جسکا نام و آوازہ پریوں تک پہونچا ہو جسنے بہت سی قزاقی و قطاع الطریقی کی اسد نے کہا ہان مین اسد ہون جسکے ہاتھ سے بارہ برس تک
ایرج خون رویا اور ہر وقت دغدغہ مین رہتا تھا نقابدار نے کہا اے جوان تجکو چاہیے کہ جوانمردون
کے نام اس توہین سے نہ لے اسد نے کہا ایرج کا نام لیا اور خلاصہ کیفیت اُسکی بیان کی اِس
توہین کا کیا دخل ہی نقابدار نے کہا توہین کیون نہین ہی ایرج وہ شخص ہی کہ جس نے بارہ برس تک
صاحب قران سے خراج لیا اُسکی حکومت کا آوازہ دور دور پہونچا اسد نے کہا ہان وہی ایرج
جسکی مان پر مین عاشق تھا نقابدار نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اسد نے کہا یہ کچھ ڈرانے
کی بات نہین ہی جو کچھ ہین کا حال ہوتا ہی ہر طرح بیان کیا جاتا ہی اگر ہنگامہ پیکار گرم کرنے کا ارادہ
ہی تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہی ورنہ بیکار دست بقبضہ ہی نقابدار نے کہا یہ دست بقبضہ ہونے کا
موقع نہین ہی کہ ایک بات کو فرو گذاشت کیا تو نے اُسی طرح کی دوسری بات کہی کہان تک
کوئی سن سکتا ہی ایرج کا یہ مرتبہ نہین کہ اُسکی نسبت اس طرح کے کلمات ناشایستہ سُنکے خاموش
ہو رہون خیر اب بھی خیریت ہی کہ اس طرح گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا مین نے اس وقت تک
جو تامل کیا اسکا خاص سبب یہ ہی کہ بدیع الملک کو مین نے بتاکید یہان بلوایا ہی اور وہ جوان میری
حسب خواہش چلا آیا کچھ تامل اور تغافل کیا اسد نے کہا اے نقابدار اور تو خیر لیکن ایرج کی مادر
کے عشق و محبت کا حال کسی طرح نہین بھولتا ہی اس مرتبہ نقابدار نے تلوار میان سے کھینچ لی اسد
سمجھا کہ اس مرتبہ نقابدار ضرور وار کریگا بعجلت تمام تلوار علم کر کے نقابدار کی طرف جھپٹا بدیع الملک
نے اسد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شہریار یہ نامناسب بات ہی بجائے خود سمجھو کہ جب ہم آجکے یہان تھوڑی
دیر کے واسطے مہمان آئے ہین تو کیونکر اپنی طرف سے

خود سمجھو کہ بفرض محال جو کچھ تمنے کہا صحیح تھا لیکن جو کچھ تمنے کلمات ایرج کی نسبت کہے ایرج
کے دوستون کو ناگوار معلوم ہونگے یا نہین اسد بیٹھ گیا لشکر اسلام مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ شہزادہ
بدیع الملک اور اسد نقابدار کے خیمہ مین گئے ہوئے ہین نہین معلوم کیا صورت پیش آئی ابھی
تک نقابدار کی حقیقت دریافت نہین ہوئی ہی وہان کی خبر لینا چاہیے بدیع الزمان نے کہا مین جاتا
ہون چنانچہ بدیع الزمان اپنے یاران ہمراہی کو لیکے نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے یہان
بدیع الملک اسد کو سمجھاتا رہا کہ بدیع الزمان مع ہمراہی پہونچے بدیع الملک نے بدیع الزمان
کو دیکھ کے تعظیم دی بدیع الزمان بھی وہان مقیم ہوا اسوقت دیکھا کہ رستم ثانی آیا نقابدار نے جو رستم ثانی
کو آتے دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بمقتضائے تعظیم و تکریم بسیار بآواز بلند کہا کہ
کوئی ہی دنگل لاؤ فوراً دنگل حاضر ہوا اس دنگل کو تمام حاضرین اسنا اور مقدم تر بچھوایا اور نہایت
عزت سے رستم ثانی کو اسپر بٹھایا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار دراصلیکہ حمزہ ثانی نے مجھکو
اس جوان سے مقدم نہین بٹھایا تو مین بھی ہرگز اس جوان سے مقدم نہین بیٹھونگا نقابدار نے کہا
ای شاہزادہ والا جاہ اگرچہ حمزہ ثانی نے تمکو مقدم نہین بٹھایا ہی لیکن ہم تمکو مقدم بٹھاتے ہین
جب حمزہ ثانی کی خدمت مین جانا جہان چاہنا بیٹھنا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار اس بارہ
مین تمہارا اصرار بالکل بیکار ہی مین ہرگز نہین مانونگا یہ کہا اور دنگل وہان سے اٹھا کے پائین
دست شاہزادہ بدیع الملک کے بچھوایا نقابدار نے کہا ای بدیع الملک مین نے سنا ہے
کہ جب تورج سے تمنے مقابلہ کیا تو تین روز کی کشش و کوشش مین تمنے اسے گرفتار کیا اور مین نے
بھی دیوسار کو تین روز کی کوشش مین گرفتار کیا ہم دیوسار کو بلاتے ہین تم تورج کو بلاؤ اور ان دونون
مین مقابلہ ہو اگر تورج دیوسار پر غالب ہو پس ہم اور رستم ثانی تمہاری اطاعت قبول کرینگے
اور اگر دیوسار تورج پر غالب ہو پس تم اور تمام یاران دست راست رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرو میرے نزدیک یہ فیصلہ بہت مناسب ہی اگر تم بھی قبول کرو بدیع الملک نے کہا کیا
مضایقہ ہی اور اسی وقت تورج کو بلا کے اسکے دست و پا سے بند کھول دیے ادھر نقابدار
نے حکم دیا کہ دیوسار کو جلد حاضر کرو دیوسار بستہ اور گرفتہ حاضر ہوا نقابدار نے اسکے بھی دست و
پا سے بند کھول دیے اور کہا ای دیوسار آج تیرے زور و طاقت کا حال دریافت کرنا ہی اگر حریف
پر غالب آیا یقین سمجھ ایسا انعام پاویگا کہ مدت العمر یاد رکھیگا وہان بدیع الملک نے تورج سے
کہا ای تورج آج ہماری فتح تیرے زور و طاقت پر موقوف و منحصر ہوئی ہی جا اور دیوسار کو
گرفتہ و بستہ کر لا تورج دیوسار کے سامنے آیا دونون جانب دونون کے طرفدار تماشا
دیکھنے لگے تورج نے دیوسار کی طرف دیکھ کے کہا ای دیوسار اپنا وار کر دیوسار نے
کہا ہم ہرگز سبقت نہین کرینگے تورج نے کہا اگر تو سبقت نہین کرتا ہی تو خیر مین ہی سبقت کرتا
ہون یہ کہا اور تلوار کا وار فوراً دیوسار پر کیا دیوسار نے اس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا
اور اپنا وار کیا [illegible] دیوسار کے وار کو رد کیا اسی طرح چند وار ایک نے دوسرے
پر کیے آ[illegible] تورج نے دیوسار کو سر سے پا بند کر لیا پھر بقوت تمام

زمین پر مارا جس کے صدمہ سے دیو سار نیم جان ہوگیا تورج نے دیو سار کا ایک پاؤن اپنے پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن دونون ہاتھون کی گرفت مین لاکے چیرا نے کپڑے کی طرح دو حصہ کیا ایک حصہ ایک جانب اُٹھا کے پھینک دیا اور دوسرا حصہ دوسری جانب پھینک دیا اور نقابدار کی جانب متوجہ ہوکے کہا اے نقابدار اس دیو سار نامرد کو تو نے کیے روز مین لپیٹا کیا نقابدار نے کہا تین روز مین تورج نے کہا اے نقابدار مین چھ مہینے سے قید مین ہون اور طرح طرح کی مصیبت مین مبتلا رہا پھر تو نے دیکھا کہ کس قدر جلد مین نے اس کا کام تمام کیا یعنے ایک روز کا بھی عرصہ نہ ہوا تیرے مقابلہ مین تین روز کا طول کیون کھینچا اگر مین اس مدت تک قید مین نہ رہتا تو اسقدر بھی عرصہ نہوتا نقابدار شرم و انفعال کے عرق مین غرق ہوگیا بدیع الملک بہت خوش ہوا دونون ہاتھ تورج کے چوم لیے اور کہا اے تورج خان ہزار ہزار آفرین تیری اس طاقت و زور پر بے شبہ تو مرد جری اور بہادر ہے بے شک تو اپنے خیل مین اپنے وقت کا صاحبقران ہے یہ کہکے دست افسوس ملے اور کہا حیف صد حیف کہ تو مسلمان نہین ہے اور نہ اب اسلام قبول کرتا ہے ورنہ مین تیرے ساتھ صیغہ اخوت پڑھتا اور اپنے بھائی سے بھی زیادہ تجھکو سمجھتا ہم تجھکو حکم دیتے ہین کہ آج تو ہماری مجلس مین بغیر بند کے قیام کر اور بجاے خود اس بات کو سمجھتا اور سوچتا رہ کہ دین اسلام کے اختیار کرنے مین کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ آج سے ہم تجھکو مطلق تکلیف نہ پہونچائینگے اور کسی حالت مین مجبور نہ کرینگے تورج نے کہا اے شہریار سر دست فی الحال مین نے بجاے خود عہد کر لیا ہے کہ جب تک حمزہ تم تک نہ پہونچین گے مین تمھارے لشکر سے کہین نہ جاؤنگا بدیع الملک نے تورج کو خلعت دیا اور اس وقت اُسے اپنے پہلو مین بٹھایا اور نقابدار کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے نقابدار اب کیا انتظار ہے نقابدار نے کہا اے جوان مجھے انتظار نہین ہے مین اپنے عہد پر قایم ہون لیکن مین تیری ہواداری مین موجود ہون اور رستم ثانی کو بھی اپنا ہوادار سمجھتا ہون مین تم کو رستم ثانی پر سبقت نہین دے سکتا البتہ اگرچہ تمکو رستم ثانی سے کم مرتبہ سمجھتے تھے آج سے برابر سمجھین گے میرا مقصد اصلی یہ تھا کہ تم سے مقابلہ کرتا مگر اب جرات مقابلہ کی نہین ہوتی اُدھر تورج نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا جو بند دست وغیرہ وا ہوچکے تھے پیشاب کے بہانہ سے بارگاہ کے باہر گیا وہان دیکھا اسپ خاصہ بدیع الملک تیار کھڑا ہے تورج نے اُسکی باگ ہاتھ مین لی اور پشت مرکب پر سوار ہوکے مانند برق لامع نکل گیا جلو خانہ بدیع الملک مین شور و غوغا بلند ہوا بیشتر ملازم اُسکے تعاقب مین گئے مگر واپس آئے زیادہ وجہ خوف کی یہ تھی کہ ہر شخص بجاے خود سمجھتا تھا کہ اس جوان کی قوت طاقت مقررہ انسانی سے بدرجہا زیادہ ہے مبادا ہم پر حملہ کرے تو ہم کسیطرح اسکے حملے سے جانبر نہین ہوسکین گے اور یہ بھی وجہ تھی کہ اسپ خاصہ کی پشت پر سوار تھا پیادہ پا کیا کوئی علی العموم سوار بھی اُس تک نہ پہونچ سکتا یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچی بہت متاسف ہوا اور اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر تلاش مین گیا اور ہر طرف تلاش کیا مگر کہین اُسکے پاؤن کے نشان تک نہ ملا

آیا نقابدار نے کہا اے جوان تم کہاں گئے تھے شہزادہ نے کہا نورج کی تلاش میں گیا تھا اور اے نقابدار نورج فقط
تیری وجہ سے میری قید سے رہا ہوگیا ورنہ میں ہرگز اسکو رہا ہونے دیتا اسکی قید و بند میں اہتمام بلیغ کیا
گیا تھا اس وقت کے کار نمایان سے میں ایسا خوش ہوا کہ مجکو اسکی قید و بند کا مطلق خیال نہ رہا اور
اس نے اس وقت باتیں بھی ایسی کہیں کہ مجکو انکی صداقت کا یقین ہوگیا نقابدار نے کہا شہریار کیوں اسقدر
متردد اور پریشان ہوتے ہو جو شے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر اسکے دستیاب ہونے کی امید ہنوز متردد ہونیکا
محل ہے دران حالیکہ وہ تمہارا شکار ہے تمہارے ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے ایک نہ ایک روز تمکو پھر دستیاب
ہوجائیگا بدیع الملک نے کہا اے نقابدار کیا بتاؤں کہ کس کوشش و سعی سے میں نے اسے گرفتار کیا تھا افسوس
میری قید سے رہا ہوگیا نقابدار نے کہا اے شہریار مجکو کوہ قاف میں ایک بہت ضروری کام ہے جسکی وجہ سے
یہاں میرا قیام نہیں ہو سکتا میں جاتا ہوں جس وقت حمزہ ثانی قید و بند فرعون سے رہا ہونگے میں بھی
تمہاری خدمت میں حاضر ہونگا یہ کہکے نقابدار مع یاران ہمراہی مرکب پر سوار ہوا اور روانہ ہوگیا شہزادہ
اور اسکے یاران ہمراہی سعد بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نقابدار کی حقیقت بیان کی سعد بادشاہ نے کہا
بدیع الملک آخر تمکو کچھ حقیقت اس نقابدار کی دریافت ہوئی کہ کون تھا اور کہاں آیا تھا اور رستم
ثانی اس تک کیونکر پہونچا اور رستم ثانی کی طرفداری اسنے کس وجہ سے کی بدیع الملک نے
کہا شہریار مجکو یہ کیفیت مطلق دریافت نہیں ہوئی البتہ اسقدر عرض کرسکتا ہوں کہ نہایت تعصبانہ
طرفداری رستم ثانی کی کرتا تھا اور اپنی شرط کے پورے ہونے پر بھی مرتبے میں رستم ثانی
کو مجھ سے بڑھا ہوا ٹھہرایا مجبوری کی حالت میں اقرار بھی کیا تو یہ کہ خیر اب آج سے ہم تمکو رستم ثانی
کے برابر سمجھینگے اور خیر یہ قصہ تو جو کچھ تھا عرض کیا نہایت افسوس کی صرف یہ بات ہے کہ نورج
میرے ہاتھ سے مفت نکل گیا اب اسکا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہے سعد شہریار نے کہا واقعی تمہارا
کہنا بہت صحیح ہے راوی کہتا ہے کہ جب نورج غائب ہوگیا اور بدیع الملک سامنے فرعونیہ
کے مقیم ہوا ایک روز شب کو رستم ثانی بستر خواب سے غائب ہوگیا جب صبح ہوئی یہ خبر
شہزادہ بدیع الملک اور سعد شہریار کو پہونچی سعد شہریار نے شاپور کو طلب کیا اور کہا اے شاپور جلد رستم ثانی کی خبر
تحقیق کر کہ اسکو کون لیگیا شاپور رستم ثانی کے خیمہ میں آیا اور ان مقامات کو دیکھا جہاں سے رستم ثانی غائب ہوگیا
تھا بعدہ شہزادہ کے پاس پہونچا اور کہا اے والا جاہ مجکو معلوم ہوگیا جو سبب رستم ثانی کے غائب
ہونیکا ہوا ہے شہزادے نے کہا بیان کر اسنے کہا شہریار بالیقین رستم ثانی کو رنجور عیار لیگیا
ہے شہزادہ نے کہا وہ عیار کس کا ہے شاپور شیردل نے کہا رنجور مطول شاہ کا عیار ہے اور اگر
میرے قیاس کے موافق رنجور عیار مطول شاہ رستم ثانی کو چرا لے گیا تو ضرور فرعون
کی خدمت میں پہونچا ہوگا شہزادے نے کہا اگر یہی قیاس درست ہے تو آج شب کو بھی
آئیگا بس آج اسکو گرفتار کرو اس سے جملہ حالات دریافت ہوجائینگے اور فرعون شاد
ہوگا [illegible] شاپور شیردل نے کہا کہ ہمیشہ مجھکو ایسا قیاس بہت ٹھیک [illegible]
[illegible] ج تمکو لینے آئیگا میں اسکو گرفتار کرونگا شہزادہ
[illegible] نے کا وعدہ کرتے ہو تو اے خبردار ہوشیار رہنا

ایسا نہ ہو کہ رستم ثانی کی طرح ہم میں سے کسیکو لیجاے اور صبح کو بجز کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ
نہ آئے میں رستم کے واقعہ سے بہت خائف ہو گیا ہوں شاپور نے کہا اے شہریار آپ مطمئن ہیں اگر
خدا نے چاہا تو آج اُسے گرفتار ہی کرونگا غرضکہ دن گذر کے رات ہوئی شاپور شیردل شہزادہ
بدیع الملک کے خیمہ کے پاس آیا پاسبانان خیمہ سے کہا آج شب کو تم سب سو رہو ہم یہاں پہرہ
دینگے اندرون خیمہ آکے شہزادہ بدیع الملک سے کہا شہریارا تم بھی سو رہو شہزادہ بستر
خواب پر آکے دراز ہوا اگرچہ بسبب خوف کے نیند نہ آئی تاہم آنکھیں بند کرکے آپنے کو خواب
آلودہ بنایا شاپور شہزادے کے تخت کے قریب کمین گاہ میں چھپ رہا ہر طرف نظر جا رہی ہے ادھر
ذرا کھٹکا ہوا اُدھر خیال ہوا کہ رہزن عیار آگیا یہاں تک کہ قریب نصف شب کے گذری اب
شاپور کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اگر ایسا نہو کہ میں یہاں اُسکے انتظار میں بیٹھا رہوں اور وہ
اپنا کام کر لیجاوے کیونکہ نصف شب گذر چکی ہے اور اُسکا نشان نہیں معلوم ہوا ہنوز اسی
خیال میں بیٹھا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ پھر چہار طرف خیمہ کو دیکھ آئے کیا دیکھتا ہے کہ کسی نے
خیمہ کو چاک کیا شاپور ہوشیار ہو کے بیٹھا اور اُسی جانب بغور دیکھ رہا ہے پھر دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
خیمہ میں شہزادہ بدیع الملک کے سرہانے آکے بیٹھا دیکھا شاہزادہ بیخبر سو رہا ہے اور نقب
خواب بلند ہے جس مقام پر خیمہ کو چاک کیا تھا وہاں پھر گیا اور وہاں سے واپس آکے چاہتا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بیہوش کرکے اٹھا لیجاے یکایک شاپور کمین گاہ سے مثل برق
[illegible] سے نکلا اور آتے ہی اُس سیاہ پوش کی گردن کو گرفت میں لا کے زمین پر دے مارا اور بکمال
تمام دست و پا اُسکے مشکیں باندھ لیے اور اُسے لیجا کے اپنے مقام قیام پر قرار لیا تمام شب اُسکی نگرانی
میں بسر کی واقعہ یہ امر ہے کہ جب شاپور شیردل اپنے مقام قیام پر اُسے لے گیا اُس سے پوچھا کہ تیرا
کیا نام ہے اور تو کیوں آیا تھا اُسنے غصہ میں آکے جواب دیا کہ میرا نام جو کچھ ہے وہ ہے لیکن تیرے کچلنے آیا تھا
شاپور کو اُسکا جواب بہت ناگوار گذرا کہا او پاجی کیا کہوں کہ ابھی شہزادہ کی خدمت میں تجھے پیش کرنا ہے ورنہ
تیرے اس جواب سخت کے عوض میں میں ابھی تیرا سر تن سے کاٹتا اُسنے کہا اگر تو میرا سر تن سے نہیں
کچل سکتا تو میرے عوض اپنا خود سر تن سے کچل لے شاپور نے کہا ایسے کچھ تیری شامت آئی ہے تو
نہیں جانتا کہ اس وقت ہر طرح میرے اختیار میں ہے چاہوں ابھی تجھے ہلاک کروں اُسنے کہا بجا
خوش ہو کہ تقدیر کے زور آور تھے جو میرے آنے کے وقت بیدار ہو گئے ورنہ تم سے اور تمہارے
گرو گھنٹال بدیع الملک سے سمجھتا اور اُس وقت پوچھتا کہ کہو کیسا مزاج شریف ہے شاپور
نے کہا خیر اس وقت میں تیری گستاخی کا تحمل کرتا ہوں صبح ہو تو شہزادے کے روبرو میں تیرا
مزاج پوچھوں اُسنے کہا تم پر کیا موقوف ہے تجھ جتنے ہیں سب گستاخی کا تحمل کرتے ہیں اور
شاہزادہ کے روبرو میرے گرفتار ہونے کی حالت میں اگر مزاج پوچھا تو کیا کمال کیا [illegible]
یہ بھی نامردی کی دلیل ہے ہاں اگر میں رہا ہوتا اور اُس وقت مزاج پوچھتے تو لطف تھا [illegible] رہا شہزادہ [illegible]
کہا تھا شاپور نے کہا تو نے رستم ثانی کو عالم خواب میں
[illegible]

دیکھو مردانگی اسکو کہتے ہین کہ تجکو تیرے ہوشیار ہونے کی حالت مین گرفتار کر لیا اس بات کا
اُسنے مطلق جواب نہ دیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک آخر شب بیدار ہوا دیکھا خیمہ مین کوئی
نہین ہی متردد ہوا کہ ایسا نہو کہ وہ عیار مکار شاپور شیردل کو گرفتار کر لے گیا ہو کیونکہ اگر شاپور
اُسکو گرفتار کرتا تو یہین موجود ہوتا یا گرفتار نہ بھی کرتا تو یہان موجود ہوتا اس فکر و تردد مین خیمہ سے
باہر گیا دیکھا تمام نگہبانان خیمہ بے خبر سو رہے ہین سب کو بیدار کیا اور کہا تم سب بیخبر سو رہے ہو
پہرہ پر کون ہی اُنھون نے کہا شہریار ہماری کیا خطا ہی ہم پہرہ پر موجود تھے شاپور شیردل نے
کہا تم سب سو رہو آج شب کو ہم خود خیمہ کی نگہبانی کرینگے اب شاہزادہ کو یقین ہوگیا کہ ضرور شاپور
شیردل کو وہ عیار اُٹھا لیگیا بقیہ شب اسی تردد مین بسر کی صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آکے
قیام کیا اور سبھی سردار بارگاہ مین حاضر ہوگئے شاہزادہ نے کہا تم لوگون کو شاپور کا بھی
حال کچھ معلوم ہی اُنھون نے کہا شہریار ہمکو کیا معلوم ہمنے کل یہ سنا تھا کہ شاپور شہزادہ کے خیمہ
مین رنجور عیار کے گرفتار کرنے کو مقیم ہی بدیع الملک نے کہا بیشبہہ شاپور میرے خیمہ مین
شب کو مقیم تھا مگر مجھے کہا تم سو رہو مین اسکی گھات مین بیٹھا ہون — مین سو رہا آخر شب
میری آنکھ کھل گئی دیکھا وہان اُسکو نہ پایا معلوم ہوتا ہی کہ رنجور اُسکو بھی لے گیا اُنھون نے کہا شہریار
یہ واقعہ امر ہی کہ شاپور شیردل رنجور کے شکار کو بیٹھا تھا خود شکار ہوگیا یہ باتین ہو رہی تھین
کہ یکایک سامنے دیکھا شاپور شیردل ایک سیاہ پوش کو بستہ کیے ہوئے لیے آتا ہی اور آتے
ہی بدیع الملک کی خدمت مین پیش کیا بدیع الملک نے پوچھا یہ کون ہی شاپور شیردل
نے کہا اس سے خود پوچھو بدیع الملک اس سیہ پوش کی جانب متوجہ ہوا کہا تو کون ہی اور
تیرا نام کیا ہی رنجور نے کہا اس استفسار کی کیا ضرورت ہی اب مین تمھارے اختیار مین ہون
میرے بارہ مین جو چاہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہی شاپور شیردل نے کہا ای
شہریار یہ اسی طرح فضول بکتا ہی ابھی کیا بکا ہی اور بکیگا اور اسی طرح بیہودہ گوئی مین اسنے
صبح کی شہزادہ پھر سیاہ پوش کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تو اپنا ہلاک ہونا چاہتا ہی اُسنے
جواب دیا کیا مین نام اور پتا اپنا بتا دونگا تو مجھے رہا کر دوگے اگر اقرار کرو تو مضائقہ نہین ہی بیان
کر دونگا ورنہ خواہ مخواہ زبان تھکانے سے کیا فائدہ شہزادہ نے کہا ہان رہا کر دونگا سیاہ پوش نے
کہا دیکھو مجھسے بدعہدی نکرنا مین راست راست اپنی حقیقت بیان کرتا ہون شہزادہ نے کہا ہان بیان کر
اُسنے کہا شہریار اصل امر یہ ہی کہ مین مطول شاہ کا عیار ہون جو نور الدہر کے ہاتھ سے ہلاک ہوا
فرعون نے مجکو لالچ دیا اور کہا بدیع الملک کو کسی طرح گرفتار کر لا پہلی مرتبہ مین رستم ثانی
کو گرفتار کر لے گیا اُسنے کہا خیر رستم کو گرفتار کر لایا یہ بھی اچھا کیا اب بدیع الملک کو ضرور لا مین
شب کو آیا تھا کہ تمھین گرفتار کر لیجاؤنگا مین خود گرفتار ہوگیا شاہزادہ نے کہا اب یہ بھی بیان کر کہ رستم
کہان ہی اُسنے [illegible] افرشنہ کی [illegible] راست بارہ فرسخ کی دوری پہاڑ [illegible] نام ایک شہر ہی وہان
موجود [illegible] سکی قید مین ہین شہزادے نے کہا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا
مجکو [illegible] نے راست راست حال بیان کر دیا شہزادہ شاپور

شیردل کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا ارادے ہیں شاپور سے کہا شہریار میری رائے اسکے رہا کرنے کی
ہرگز نہین ہی شاہزادے نے کہا ای شاپور اگرچہ اس کا رہا کر دینا مناسب نہین ہی لیکن مین اس سے
اقرار کر چکا ہون اب خلاف عہد کرنا ہرگز دل گوارا نہین کرتا اور مین بجاے خود یہ سمجھتا ہون کہ یہ
عیار پیشہ ہی اگر اسکو رہا کردونگا تو یہ کیا کر سکتا ہی شاپور نے کہا اختیار ہی شہزادے نے اسکے
بند کھلوا دیے اور کہا جس طرف تیرا جی چاہے جا اور خود باردنیہ کی جانب روانہ ہوا اثناے
راہ مین ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی شاہزادہ نے مخبرون کو خبر کے واسطے بھیجا وہ دوان دوان
گئے اور خبر لائے کہ نقابدار سرخ پوش تیزا تیز اس طرف چلا آتا ہی جب نقابدار قریب پہونچا شہزادہ
کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا ای برادر کہان گیا اُسنے کہا ای شہریار مین کوہ قاف
کیجانب گیا ہوا تھا کیونکہ ایک ضرورت لاحق ہو گئی تھی بعد فراغ اب حاضر خدمت ہوا ہون شہزادہ
نے کہا اب کیا ارادہ ہی نقابدار سرخ پوش نے کہا جو کچھ ارشاد ہو شاہزادہ نے کہا میرے ہمراہ چلو غرضکہ
دونون روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل قریب باردنیہ کے پہونچے قلعہ کے روبرو قیام کیا اس قلعہ کے
حاکم کا نام قہقہہ روئین تن تھا اُسنے جوان کے ورود کی خبر سنی کرگ پر سوار ہو کے قلعہ سے
باہر آیا اور بدیع الملک پر نعرہ مارا کہ ای خدا پرست تو کیون یہان آیا ہی تو نہین جانتا ہی کہ ہم یہان کے
حاکم و مختار ہین بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین پہونچ سکتا ہی اپنی خیریت چاہتا ہی تو یہان سے
چلا جا ورنہ اگر مرد میدان ہی تو آ مقابلہ کر بدیع الملک اُسکے روبرو آیا اور کہا او پلید ہمکو خوب معلوم
ہی کہ تو اس قلعہ کا حاکم ہی مگر ہم بھی تیرے سر کو آ پہونچے تجکو البتہ نہین معلوم ہی کہ تیری نسبت اس
قلعہ پر ہمارا کیا حق ہی بس وہ حق ہمکو یہان تک کھینچ لایا ہی قہقہہ روئین تن شہزادے کی اس
تقریر سے ہنسا اور کہا ای خدا پرست تیرا اس قلعہ پر کیا حق ہی ہم مدتہاے مدید سے یہان کے حاکم
ہین تو نے اس وقت ایسی بات کہی ہی جس پر میرے کرگ کو ہنسی آئے تو عجب نہین بدیع الملک
نے کہا او گیدی تیرے کرگ کو خود تیری بیوقوفی پر ہنسی آتی ہی مین ایک سچا حق ظاہر کرتا ہون قہقہہ
روئین تن نے کہا بیان کر کیا سچا حق ظاہر کرتا ہی شہزادے نے کہا جملہ ثروت اور حکومت کا وہ
شخص منصب رکھتا ہی جو اُس خداے واحد لاشریک کی بندگی کرتا ہی اور جو شرک و کفر مین مبتلا ہی اُسکو
لذات و نعمات دنیا سے کیا نسبت قہقہہ نے کہا او بدیع الملک لات و منات کے فضل و کرم سے
آج تک اس قلعہ پر حاکم رہا اور اُنکا فضل و کرم شامل حال رہا تو آیندہ بھی حاکم رہونگا شہزادے
نے کہا خیر سہ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭
کمان کیانی و گرز گران ٭ یہ سنتے قہقہہ شہزادہ کے قریب آیا اور سیل آہنی کا وار کیا شہزادے نے اُس کو
سپر پر رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار زین دوز اس شدت سے کیا کہ چارون پاون کرگ کے قلم ہو گئے اور
قہقہہ پشت کرگ سے زمین پر آیا شہزادے نے نیزہ کو اُسکے کمربند پر مارا اور اسی طرح نیزہ علم کیے ہوئے اپنے
لشکر مین چلا آیا تمام مسلمان گرد نیزہ کے جمع ہو گئے شہزادے نے کہا ای یارو اس مغرور کم بخت کو
نیزہ پر سے اُتار کے گرفتہ و بستہ کر لو چنانچہ سب نے متفق ہو کر اُتارا اور حکم
[illegible] کیا اور [illegible] رکھوا [illegible] طرف شہزادہ [illegible] سوا ہکو دیا

قہقہہ کو لاؤ قہقہہ اُسی طرح بستہ و گرفتہ حاضر ہوا شہزادے نے پوچھا اے قہقہہ تو اول مرتبہ ہنگام مقابلہ بہت
ہنستا تھا اب بتا کہ تو کس طرح گرفتار ہو گیا قہقہہ نے کہا اے شہریار میں اس طرح گرفتار ہو گیا جس طرح حرب
و ضرب کا قاعدہ ہے کوئی خاص طریقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا میری غرض یہ ہے کہ تو اپنی حکومت، قلعہ پر بہت مغرور تھا
اور بتوں کی حمایت پر بھروسہ رکھتا تھا حالانکہ بتوں کی حمایت کیا کر سکتا ہے وہ خود دوسرے کے
ہاتھ کا محتاج ہے خیر اب اس قصہ سے کچھ کام نہیں ہے یہ بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے
اور عافیت بخیر ہونا چاہتا ہے تو دین اسلام قبول کر ورنہ عنقریب اپنے کو تہ تیغ سمجھ اور اے قہقہہ اس
بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ تیری اس کفر و الحاد کی حالت میں شمہ رعایت نہیں کرونگا قہقہہ
نے بجز اسلام قبول کیے چارہ نہ دیکھا بخوف جان مسلمان ہوا شہزادہ اُسکے مسلمان ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا اے قہقہہ بس اب تو ہماری طرف سے ہر طرح مطمئن رہ اس نے کہا شہریار
میں تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ تمہاری بدولت اس ضلالت و گمراہی سے نجات پا کے
عافیت بخیر ہوئی خدائے تعالیٰ کی درگاہ سے تمکو اس کار خیر کے عوض میں بہت کچھ ثواب ملیگا اگر
حکم ہو تو اپنے لشکر و اہل قلعہ کو بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کروں اس صورت میں ہم
تم دونوں بہت کچھ ثواب پاوینگے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری ہدایت کرنے سے وہ لوگ
بہت جلد راہ راست پر آ جاوینگے اور بخوبی دین اسلام کو رواج ہو جاویگا شہزادے نے
کہا کیا مضایقہ ہے مگر یہ بتا کہ پھر کب ملاقات ہوگی اُسنے کہا کچھ زیادہ عرصہ درکار نہیں ہے سب کو ہدایت
و تلقین کر کے کل ہی حاضر خدمت ہونگا اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا شہزادے نے بخوشی خاطر
اجازت دی قہقہہ تنہا نکلا اور اُچھلتا کودتا خوشی سے بہت جلد وہاں سے روانہ ہوا
اثنائے راہ میں لوگوں نے پوچھا تو اسقدر خوش کیوں ہے اُسنے جواب دیا کہ اس سے زیادہ
خوشی کا سبب کیا ہو سکتا ہے کہ کفر و ضلالت سے نجات پا کے دوست اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور
عافیت بخیر ہو گئی جب قلعہ میں پہونچا اُسی وقت دربار میں تمام اراکین حکومت کو جمع کیا اور کہا اے
یاران من خدا پرستوں کی زور اور طاقت اور اقبال مندی کا حال تمنے دیکھا کہ مجکو کس طرح
بسہولت گرفتار کر لیا اور وہاں مجسے یہ کہا کہ دین اسلام کے قبول کرنے میں اس قید و بند
سے نجات ملنا ممکن ہے لیکن خلاف اسکے کسی طرح نجات پانا ممکن نہیں ہے بلکہ عنقریب تہ تیغ کیا
جا پیگا میں نے مصلحت وقت سمجھ کے مسلمانوں کے روبرو مسلمان ہو جانا مقدم سمجھا جسکے کہ مجکو
بھی دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا وعدہ اُنسے کر لیا ہے اور اُس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اپنی
بارگاہ میں جا کر کل ملازموں اور رعیتیوں اور سرداروں کو ترغیب دیکر دین اسلام قبول کرا کے
اُنمیں سے سرفراز ہونگا اور اگر فرق ہو تو جو چاہے میرا کیجیے گا مجکو اُسوقت کسیطرح کا عذر
نہوگا اسوجہ سے وہاں کے لوگوں کو میرا انتظار ہوگا کہ سب آدمیوں کو ہمراہ لیکر لیے آتا ہوگا ...
... [illegible] فساد ہوگا اور میری جان کے لالے پڑ جائیں گے سب لوگ
... کہ اس مقدمہ میں کیا کرنا چاہیے اُن سب شخصوں نے
... سب یہ عرض کیا کہ خدا وند نعمت ... کے مقابلہ میں

جنگ و حرب کے ہزارون فنون کام مین لائے جاتے ہین منجملہ اُن کے ایک بھی فن ہو کہ
بظاہر مسلمان ہو گئے اور اپنی جان بچائی اب وہان واپس جانا ہرگز مصلحت نہین ہو قہقہہ
کی رعایا مین سے ایک تاجر پیشہ نہایت مالدار اور مسن خواجہ فہیم نام مرد مسلمان تھا
اوقات اہم مشورون مین قہقہہ اُس تاجر خواجہ فہیم کو شریک کر لیا کرتا تھا قہقہہ نے اُسکو
بھی بلایا اور رائے لی اُسنے کہا اے بادشاہ میری رائے مین جو کچھ مناسب معلوم ہوگا وہی عرض
کرونگا دران حالیکہ ایک مرتبہ مسلمانون نے غلبہ پایا اور گرفتار کر لے گئے اگر اس مرتبہ بھی
شہر خالی کیا وسے گی تو مسلمان نہایت برہم ہونگے اور ہنگامہ حرب و پیکار گرم کرکے اہل
قلعہ سے ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے اور اُس وقت کوئی عہد پیچ بھی کیا جاویگا تو وہ جھوٹ
سمجھینگے اور ہمیشہ کو اعتبار جاتا رہیگا اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہو کہ بہرنوع اُنکی
اطاعت قبول کیجیے بعض بعض نہایت برہم ہوکے اور کہا اے بادشاہ خواجہ فہیم کی اس
بارہ مین رائے بالکل خلاف ہو اس واسطے کہ وہ خود مسلمان ہو وہ ہر مرتبہ یہی رائے دیگا
کہ مسلمانون سے موافقت کرنا مناسب ہو قہقہہ روئین تن نے کہا ہان میرا بھی یہی خیال ہو کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہو چنانچہ مسلمانون کی بغاوت کو دل مین جگہ دیکے اور
اُس رائے کو مقرر کرکے تمام دروازون کو بند کروا کے قلعہ بند ہو گیا یہان شہزادہ بدیع الملک
تمام روز انتظار کرتا رہا جب رات ہو گئی اور قہقہہ روئین تن واپس نہ آیا شہزادے نے
شاپور شیردل سے کہا کہ اے شاپور قہقہہ روئین تن ابتک واپس نہین آیا معلوم ہوتا ہو وہ
واپس نہ آئیگا شاپور شیردل نے کہا شہریار تمہارا کس طرف خیال ہو قہقہہ ہرگز نہین واپس
آئیگا وہ قلعہ مین پہونچ کے پھر باغی ہو گیا اور اُس وقت فقط جان کے خوف سے مسلمان ہو گیا
تھا اے شہریار میرے نزدیک اُسکو ابھی رہا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اگر اہل قلعہ کو مسلمان کرنا
مقصود تھا تو خود تکلیف گوارا کی ہوتی قہقہہ کی عدم موجودگی مین بسہولت تمام اہل قلعہ داخل
اسلام مین ہو جاتے اور اب پھر وہی دقت پیش ہو جو پہلے تھی شہزادے نے کہا اے شاپور دین اسلام کا
مدار ظاہر پر ہو اُسکے باطن کا حال کس کو معلوم تھا خیر اگر وہ فریب دیکے یہان سے قلعہ مین
جا چھپا ہو تو کیا مضائقہ ہو آج نہین کل اُسکے بارہ مین سمجھا جاویگا الغرض دوسرے روز شاہزادہ
مرکب پر سوار ہو کے مع یاران ہمراہی قریب قلعہ کے آیا اور دروازہ قلعہ کے روبرو استادہ
ہو کے قلعہ کو دیکھا معلوم ہوا قلعہ بہت بلند و مستحکم ہو اس طرح قلعہ مین گذر نہین ہو سکتا ہو وہان
سے واپس آ کے دربار مین قیام کیا اور شاپور سے کہا اے شاپور قلعہ تخمیناً چالیس پچاس گز بلند
اور نہایت مستحکم معلوم ہوتا ہو فلہذا آج شب کو کسی طرح قلعہ مین پہونچین گے اور سعد شہریار
سے کہا شہریار تم مع لشکر تیار و مستعد رہو جس وقت ہم قلعہ مین پہونچ جائین تم بیرون قلعہ
حملہ کرکے اور قلعہ کا دروازہ توڑ کر اندرون قلعہ داخل ہوا ور میری مدد کو پہونچو شہزادہ سعد شہریار
نے قبول کیا پس شب کو شہزادہ بدیع مع شاپور شیردل پہونچا دیکھا
ایک سوار گرد قلعہ کے گشت کر رہا ہے شہزادہ نے باآواز بلند

ہم وقت

گشت کر رہا ہے اُس سوار نے شہزادے کی آواز پہچانی کہا ای شہریار مطمئن رہو کوئی غیر نہین
ہے مین ہون نقابدار نے کہا عرصہ ہوا کہ اس قلعہ کے گرد پھر رہا ہون مگر راہ کا پتہ نہین ملتا کہ قلعہ مین داخل ہو
شاید تمکو معلوم ہو شاہزادہ نے کہا مجکو اس قلعہ کی راہ معلوم ہی نقابدار نے کہا اچھا پھر مجکو بھی ساتھ لو شہزادہ
نے کہا کیا مضایقہ ہی تم بھی آؤ شہزادہ بدیع الملک ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے بلندی کوہ پر
پہونچا شاپور شیردل سے کہا ای شاپور تمھارے اندازہ مین یہان سے قلعہ کی دیوار کس قدر بلند ہوگی
اُسنے کہا شہریار میرے نزدیک یہان سے اس دیوار قلعہ کی بلندی چالیس گز ہوگی اور فصیل قلعہ کو
یہان سے ساٹھ گز سمجھنا چاہیے اگر کوئی جست کرے تو ایسی جست ہونا چاہیے جو ساٹھ گز [illegible]
ہو شاہزادہ نے کہا ای شاپور تجھے جرأت ہی اُسنے کہا شہریار تعمیل حکم مین مجکو کچھ عذر نہین ہے لیکن قیاس [illegible]
آتا کہ مین جست کرکے بالاے فصیل پہونچ جاؤنگا شاہزادہ متبسم ہوا اور دامن گردان کے دونون
پانون قایم کیے اور مثل پلنگ جست کرکے فصیل قلعہ پر پہونچا مع نقابدار نے بھی جست کی
وہ بھی فصیل قلعہ پر پہونچا شاپور کو جرأت ہوئی اُسنے بھی دامن گردان کے جست کی قریب تھا
کہ زیر قلعہ آرہے مگر بالاے دیوار ہاتھ پہونچ گیا چستی و چالاکی تمام سے یہ بھی فصیل پر پہونچا یہ سب
باتفاق قلعہ مین پہونچے اور اُس دروازہ کی جانب آئے جہان لشکر اسلام مقید تھا اہل قلعہ نے جو
ان دلاورون کو قلعہ مین دیکھا سب نے تلوارین میان سے کھینچ لین اور باتفاق حملہ آور ہوئے ان
دلاورون نے بھی داد مردی و مردانگی دینا شروع کردی شہزادہ بدیع الملک اُسوقت برق
کی طرح مرکب کو چمکاتا ہوا اور تلوار علم کیے ہوئے کبھی اس غول مین تھا اور کبھی اس مجمع مین آیا
پھر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ اس اثنا مین شہزادے نے شاپور شیردل کو آواز
دی کہ جلد سفید مہرہ سے کام لو شاپور نے سفید مہرہ بغل سے نکالا اور پھونکا بیرون قلعہ تمام لشکر
مسلمانون کا گوش بر آواز تھا جونہی سفید مہرہ کی آواز اور شہزادہ نور الدہر کی صدا اُسکے
گوش زد ہوئی ایک ہی مرتبہ گھوڑون کو دوڑا کے ہوئے دروازہ قلعہ پر آ پہونچے اور ضرب ہاے
شمشیر سے دروازہ کو توڑ کے بلا تکلف قلعہ مین داخل ہوکے قیدیون کو لون اور سرداران فوج
کفار نے دیکھا کہ مسلمان مع فوج قلعہ مین داخل ہوگئے ان سے مقابلہ کرکے سربر ہونا غیر ممکن
ہے اُن مکارون نے حمزہ ثانی و یاران بستہ و گرفتہ کو ساتھ لیا اور قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول
کے بیرون حصار کی جانب گریز کی رستم ثانی وغیرہ کو طوق و زنجیر مین مسلسل اونٹون پر سوار
کیے ہوئے خیز خیز چلا جاتا تھا کہین راہ مین ایک لمحہ بھی دم نہ لیا ہر مرتبہ اُسکے دل مین خیال آتا تھا
کہ مبادا بدیع الملک مجھ تک پہونچ جاے اور گرفتار کرے اُس وقت کسی صورت سے رہائی ممکن
نہ ہوگی اور اپنے معتقدون مین ملعون ہونگا کہ خداوند ایسا صاحب قدرت خدا پرستون کے
ہاتھ مین گرفتار ہوگیا اثناے راہ مین درخت بکثرت تھے رستم ثانی کے دل مین اُسوقت اس بات نے
خطور کیا کہ ای [illegible] ان کی قید مین مبتلا ہی کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی
اگر ذرا [illegible] نہ کرتا تو شاید بدیع الملک کی کوشش اور سعی
بر [illegible] کیا اگر بدیع الملک [illegible]

ایسی رہائی ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہے بیشتر اوقات بدیع الملک کے مقابلہ مین خفت حاصل ہوئی ہے
بہتر یہ ہے کہ اب کی مرتبہ جو اپنا اونٹ کسی درخت کے نیچے سے گذرے کسی شاخ درخت کو گرفت مین
لاکے درخت مین آویزان ہو رہنا چاہیے چنانچہ ایسی ہی تدبیر عمل مین لایا کہ ایک درخت کی گندہ شاخ
مین آویزان ہوگیا اور جس اونٹ کی پشت پر سوار تھا وہ اونٹ نکل گیا رستم ثانی اُس شاخ پر
چڑھ گیا جب تک فرعون نظر کے سامنے رہا رستم ثانی اُس درخت پر پوشیدہ بیٹھا رہا جب فرعون
دور نکل گیا رستم درخت پر سے زمین پر کودا اور تنہ درخت وغیرہ پر مار کے بندہا ے دست و پا کو
توڑا پھر خیال آیا کہ اس خدا ے قادر توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بغیر کوشش و سعی بدیع الملک سے
مین فرعون کی قید سے رہا ہوگیا اب کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ بدیع الملک یہان تک
پہونچنے بھی نہ پائے اور فرعون کا قصہ پاک ہو جائے تاکہ بدیع الملک پر اپنے کو سبقت
رہے چنانچہ سر و پا برہنہ روانہ ہوا اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ قید و بند فرعون سے اس طرح رہائی
ہوئی اگر فرعون کے بارہ مین کچھ کوشش کرتا ہے تو اسکے واسطے سامان و یراق درکار ہے اور یہان کچھ
بھی نہین صرف ایک بینی دو گوش مین ایک درخت کے قریب پہونچا اسکو بیخ و بن زمین سے
اکھیڑ لیا پھر اسکو دوسرے درخت پر مارتا اتنا کہ تمام شاخ و برگ وغیرہ سے پاک ہوگیا اُس
تنہ کو دوش پر رکھ کے روانہ ہوا۔

اب رستم ثانی کو فرعون شاہ کی فکر مین مبتلا وہان رکھا جاتا ہے اور شاہزادہ عالی وقار بدیع الملک نامدار کا حال خیریت اشتمال بیان کیا جاتا ہے۔

دیدہ اُٹھے ہوئے روشن تری تنویر سے ٭ گوش گر کان جواہر بنئے تقریر سے ٭ کیون نہ داغ عشق سے
ہو دور خامی عشق کی ٭ پختہ ہوتے ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے ٭ آئینہ خانہ ہے عالم عکس کی قلت ہو دی
ہے فروغ مہر و ذرات اسکی تنویر سے ٭ اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا ٭ آئینہ شاید بنا ہے آہن زنجیر سے
فاش ہو باغ جہان کا راز دل ممکن نہین ٭ سیکھے ہین طرز نشان ہم بلبل تصویر سے ٭ سنئے کہنہ ایذا اندوں سے
ہمکو صنم بہر خدا ٭ امن ہے سودائیون کو جرم کی تعزیر سے ٭ ہو پریشان و گرین محتسب کو سنگسار ٭ بچ
رہے ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے ٭ ہو دلا اتنا نہ مضطر کیا ہے وہ رعنا غزال ٭ شیر کو لاتے ہین قابو
مین بشر تدبیر سے ٭ پاسکے قاصد کہین پھرتے ہین کس کے گھر مثل قلم ٭ خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت ہرزہ گرد کا ٭ مثل سودائی اٹھا بیٹھے کوئی زنجیر سے ٭ سرو قد اتنی
نوجوان کا بس ہے مجھ آزاد کو ٭ شجرہ طوبیٰ مانگون زاہد کس پیر سے ٭ ہے ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی ٭
لکھنؤ مین آ لگی روح معانی کشمیر سے ٭ نگارندہ نقش معنی غریب ٭ عروس سخن را چنین داد زیب
کہ شاہزادہ ثریا سادہ نے جسکی ہمت و جرأت کے سامنے رستم و اسفندیار قائم نہین رہ سکتے ایسر
ہزار ہزار تحسین اور لاکھ لاکھ آفرین سے ہمیشہ حق تعالیٰ شادمان دارد دل اورا ٭ بتفضل خویشتن
آسان نماید مشکل اورا ٭ جب تمام بار و بنہ کو مسخر کیا اور تمام اہل بار و بنہ کو مسلمان کیا کہا اب فرعون
کی خبر لینا چاہیے نہین معلوم کہان ہے شاپور شیر دل سے

ہے کہ تنہا ... مین گیا ہو

بدیع الملک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سعد شہریار کی جانب متوجہ ہو کے کہا اے بادشاہ زمانہ کا عجیب غریب
رنگ ہے جس کام میں جسقدر تعجیل کرو اُسی قدر اُسمیں تاخیر ہوتی ہے کسقدر عرصہ سے اس بات میں کوشش
کر رہا ہون کہ کسی طرح حمزہ ثانی کو فرعون شاہ کی قید سے جلد رہا کرون مگر ہنوز روز اول ہے بجد و جہد
تمام اسپنے کو قلعہ مین پونچایا حالانکہ اُس قلعہ مستحکم مین پہونچنا میرا ہی کام تھا پھر بھی حمزہ ثانی کو ہمراہ لیکے
فرعون بھاگ گیا اب تم مقدمہ لشکر کو ہمراہ لیکے بعد مین آنا مین پیشتر جاتا ہون کیا عجب ہے اگر اس مرتبہ
حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہا ہو جاے سعد شہریار نے کہا اے بدیع الملک دلاور اپنے ہمراہ کس قدر
فوج لیجاؤ گے بدیع الملک نے کہا مین اپنے ہمراہ ایک آدمی کو بھی نہین لے جاؤنگا سعد شہریار
نے کہا میری راے تنہا جانے کی نہین ہے آیندہ تمکو اختیار ہے بدیع الملک نے کہا خداوند عالم اپنے
بندے کا حامی اور مددگار ہے یہ کہا اور یکہ و تنہا پڑ دین حصار کی جانب روانہ ہوا اُس طرف رستم ثانی راہ
مین چلا جاتا تھا حتی کہ لشکر کے قریب پہونچا پہرون چڑھا تھا کہ دیکھا ایک فوج کثیر مقیم ہے اُس لشکر مین آیا
اہل لشکر مین سے جسنے رستم ثانی کو دیکھا متعجب ہوا اور بجاے خود خیال کیا کہ یہ جوان فرقہ مردان کار
سے مشابہ ہے یہ یہان کس طرح آ گیا دیوانہ ہو گیا ہے رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا ایک نقابدار
سرخ پوش بارگاہ مین متمکن ہے رستم ثانی کو بطریق اسلام سلام کیا نقابدار نے بعد جواب سلام کہا
اے جوان تو کون ہے اور یہان کیون آیا ہے رستم ثانی نے کہا اے نقابدار مین رستم بن تورج ہون
نقابدار نے جون ہی رستم ثانی کا نام سنا کہا اے رستم یہان تو کیون آیا ہے بلا تاخیر یہان سے چلا جا
مین تیری صورت نہین دیکھنا چاہتا مین خاص بدیع الملک دلاور کا خیر خواہ و شریک ہون
اے رستم ثانی اگر تو میرے سامنے سے نہ چلا جائیگا تو مین تجکو بہت سخت سزا دونگا مین ہرگز تجسے
خوش نہین ہون درانحالیکہ تو اپنی حقیقت کی طرف نظر نہین کرتا اور بدیع الملک سے
دعوے ہمچشمی کرتا ہے مین اس وجہ سے مجبور ہون کہ تجھے امیر حمزہ صاحب قران سے ایک نوع
کی نسبت ہے ورنہ مین تجکو ایسی سخت سزا دیتا کہ مدت العمر تو یاد رکھتا تجکو بزرگون کا مقولہ
نہین یاد ہے کہ انھون نے فرمایا ہے ؎ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف ٭ مگر اسباب بزرگی
ہمہ آمادہ کنی ٭ رستم ثانی نے کہا اے خیرہ سر یہ کیا دیوانگی ہے کہ مجکو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا
اور بیہودہ لاف و گزاف بکنا شروع کر دیا بدیع الملک مین کیا فوق اور افضلیت جو مجھ مین نہین
ہے ہان اسقدر فرق اور تفاوت ضرور ہے کہ مین حمزہ صاحب قران کے یاران دست چپ مین
سے ہون اور بدیع الملک دست راست مین سے پھر دست راست کو دست چپ پر کچھ
ایسا فوق نہین ہے جس کا مین خیال کرون مزید بران اگر بدیع الملک سے کار ہاے نمایان
ظہور مین آسکے ہین تو کسقدر مین نے بھی اہم کام انجام دیے ہین مین تیری کچھ پروا نہین رکھتا تیری
میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور بدیع الملک کی کیا وقعت ہے نقابدار اپنی جگہ سے برہم اور
غصہ مین ہو کے [illegible] رستم ثانی کی جانب بے تحاشا زور مین دوڑا اور ادھر
سے رستم [illegible] دونون مین جنگ زور دست و بازو شروع ہوئی رستم ثانی
[illegible] تمکو امیر حمزہ صاحب قران کی نسبت سے بچاتا تھا اور

ہر چند

اسقدر مجھپر خاش رکھتا ہی نقابدار کہتا تھا ہان مین بخوبی پہچانتا ہون لیکن مین طرفدار شہزادہ بدیع الملک
ہی کا ہون اور تو اُس سے دعوے ہمچشمی کرتا ہی مجھکو یہ امر بہت ناگوار ہی رستم ثانی کہتا تھا کہ اگر مجھکو
ہمارا دعوے ہمچشمی ناگوار ہی تو مجھکو بھی تیری حرکت بیہودہ ناگوار ہی اور پھر کشش اور کوشش مین مصروف ہوا غرض
تمہارا وہی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک یہ کشتی رہی اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا چوتھے روز رستم
ثانی نے بجاے خود خیال کیا کہ مین اس طرف خاص اس غرض سے آیا تھا کہ حمزہ ثانی فرعون شاہ
کی قید مین مبتلا ہین نہین معلوم اُس والا جاہ پر کیا مصیبت گذرتی ہوگی اُسکو بکوشش تمام رہا کرنا چاہیے
قبل اسکے کہ بدیع الملک کوشش کرکے اُس عالی منزلت کو رہا کرے یہان یہ نقابدار خیرہ سر
جو بدیع الملک کشتی گیر زادہ کا ہوا خواہ ہی میرا سد راہ ہوا ہی اور چار روز کا عرصہ گذر گیا ہی مین
یہان اس قصے کے فیصل کرنے مین مصروف رہونگا وہان بدیع الملک اپنا کام انجام دے لیگا منظر
ہیران با آواز بلند نعرہ مارا کہ یا حق اور خیرہ سر طرفدار کشتی گیر زادہ اور نقابدار کے کمربند کو گرفت مین لا کے
اسد اکبر کی طرح سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ نقابدار کو بقوت تمام زمین پر مارے کہ نقش زمین ہو جاے نقابدار نے
کہا اے رستم ثانی از راستی کہ براستی مین نے اپنے قصور کی سزا پائی اب میری جان تیرے قبضہ مین ہی
معاف کر اور مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے کہا تو کون ہی نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی رستم
ثانی نے دیکھا کہ وہ نقابدار شہراسپ بن برماسپ شہزادہ رستم نے کہا اے شہراسپ تیری مجھسے
و حرب بیش آنے کی کیا وجہ تھی اُسنے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہی کہ مین نے صرف تمہارے زور و طاقت کی آزمائش
کی غرض سے مقابلہ کیا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی پس رستم ثانی کو ایک خلعت گران بہا دیا اور اُسکے زور
طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا اے شہریار مجھکو گمان نہ تھا کہ تم ایسے صاحب زور و طاقت ہوگے رستم ثانی
نے کہا اب اس قصہ کو ملتوی رکھو اور یہ کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہی شہراسپ نے کہا شہریار جو ارادہ
تمہارا ہو وہی ارادہ میرا بھی سمجھو رستم ثانی نے کہا مین اس طرف خاص اس ارادہ سے وارد ہوا تھا
کہ حمزہ ثانی کو فرعون کی قید شدید سے رہا کردن یہان تمہارا سامنا ہوا اب میری راے یہ ہی
کہ ہم تم دونون باہم پروین حصار مین چلین اور اُس والا جاہ کی رہائی کی فکر کرین شہراسپ
نے کہا کیا مضائقہ وہ رات وہین بسر کی انواع و اقسام کی گفت و شنید آپس مین رہی دوسرے
روز شاہزادہ رستم کوچ کرکے روانہ ہوا چونکہ پروین حصار کا اُس مقام سے بہت دور دراز
فاصلہ تھا کئی روز راہ نوردی مین گذر گئے اور جو کچھ راہ کے چلنے مین تکلیف گذری اُسکا کیا ذکر ہی
ایک روز اثناے راہ طے الارض مین دور ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا رستم ثانی نے کہا اے شہراسپ
یہ تتق گرد کیسا ہی اُسنے کہا اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ لشکر فرعون کہین سے واپس آتا ہی یا کسی دنیا
کی فوج فرعون کی مدد کے واسطے آتی ہی اسکے سوا کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ دامن گرد چاک ہوا
شہزادہ رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ بلند وقار بدیع الملک عالی تبار خیرہ خیرہ چلا آتا ہی جسکے سر پر
ایک ہزار طیور سایہ کیے ہوئے ہین ایک ہزار و یک دانہ لعل گردن مین حائل لباس لعل و مروارید
زیب بدن مرکب عراقی پر سوار پیش و پس راست و چپ ... سرگشت ہی جون ہی
شہزادہ بدیع الملک کی نظر رستم ثانی پر پڑی لفورد کو دوڑاتا ہوا

رستم ثانی کے قریب پہونچا اور کہا ای برادر رستم تم یہان کہان مجکو حیرت ہو کہ یہ خواب ہی
یا بیداری مدہوش ہون یا ہوشیاری کے عالم مین تمکو دیکھ رہا ہون شہزادہ رستم نے ہنسا
اور کہا ای شہریار سلطین رہو یہ خواب نہین ہو بلکہ بیداری کا عالم ہی مین واقعی فرعون کی قید مین
مبتلا تھا جب تمنے لشکر فرعونی کو پسپا کیا فرعون ہم سب قیدیون کو ہمراہ لیکے بھاگا تھا ہم سب
قیدی اونٹون پر سوار تھے اثنای راہ مین ایک درخت کے نیچے سے ہمارا اونٹ گذرا مین
سوچا کہ اب اس قید شدید سے رہا ہون یہ امر محال ہی اگر کسی تدبیر سے رہائی ممکن ہو تو کیون
تساہل کیا جاے اگر خدا نے چاہا تو حمزہ ثانی بھی قید فرعون سے رہا ہو جاینگے نظر برآن مین
اس درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا وہ اونٹ اس درخت کے نیچے سے گذر گیا مین اس
درخت پر چڑھ گیا اسی طرح تمام قصہ کو بالتفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک نے نہراسپ کا
حال پوچھا کہا انکا کچھ حال نہ پوچھو انھون نے میری تذلیل و تضحیک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا تھا بارے ہزار ہزار شکر اس کریم کارساز کا کہ آستے انکے مقابلہ مین میری آبرو رکھ لی
ای بدیع الملک مین صاف کہتا ہون کہ اگر مین نہراسپ کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا تو یہ ہرگز
رعایت کو دخل نہ دیتا اسی طرح تمام سرگذشت کو تصریحاً بیان کیا بدیع الملک نے رستم
ثانی کی جرأت و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای برادر فرعون نابکار پروین حصار مین پناہ
گزین ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ تم اس فوج کو اپنے ہمراہ لو اور پروین حصار کی جانب چلو
ہو اور مین یکہ و تنہا جاتا ہون دیکھون مجسے کیا کارروائی ظہور مین آتی ہی اور تم کیا کار نمایان
کرتے ہو رستم ثانی مرکب کو دوڑاتا ہوا بدیع الملک کے قریب آیا اور نہراسپ کی
جانب متوجہ ہوکے کہا ای نہراسپ تم یہین مقیم رہو اور اسقدر انتظار کرو کہ بادشاہ لشکر اسلام
یہان پہونچے اسکے ہمراہ یہان تم آنا مین بدیع الملک کے ہمراہ جاتا ہون دیکھون پردۂ غیب
سے کیا ظہور مین آتا ہی حمزہ صاحبقران کو فرعون کی قید مین بہت عرصہ گذرا ہی مین چاہتا ہون
جہان تک ممکن ہو جلد فرعون کا قصہ پاک ہو تاکہ وہ عالی جاہ اس قید مصیبت سے نجات پاوے
یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اب آگے اسکا بیان ہوگا

داستان جانا بدیع الملک اور رستم ثانی کا پروین حصار کی طرف

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین ✤ سرو کو صحن چمن مین آزاد کیا کرتے ہین ✤ زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین ✤ شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
نکہت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین ✤ دیکھکے برق کو فریاد کیا کرتے ہین ✤ گھر جو ہے یار کا ہی ویران
تو تصور مین مدام ✤ خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین ✤ رشک سے کہتے ہین نام کسی کا
کوئی ✤ دل ہی دل مین اسے ہم یاد کیا کرتے ہین ✤ گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین ✤ جاتے ہی مکتب مین سر پر وہ خونریز ✤ کیا جلاد کو
استاد کیا ✤ دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس ✤ ہم فقط خاطر صیاد
کیا کرتے ✤ ہین تو ہی بجا ✤ قتل سے تیغ پر زنا دکیا کرتے ہین ✤
انتقام ✤ جو سے دشمن سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین ✤

عارفان رموز خوش بیانی وواقفان جوکہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین ترا دیوان ہو گیا سامنے انکے ناسخ
غموض نکتہ دانی مثل ملا حسین طوطی وحاجی شہاب الدین ہمدانی اس مقام سے داستان ندرت بیان
وقصۂ حیرت عنوان کو اس طرح مرتبط کرتے ہین کہ جب شاہزادہ فلک شوکت اعنے بدیع الملک
بلند رفعت بہمراہی شاہزادہ رستم ثانی پردین حصار کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ فرعون شاہ مع فوج
ولشکر شکارگاہ مین مصروف ہے اور چونکہ مسلمانون کی یورش کا دغدغہ اسکے دل مین سمایا ہوا ہے بنابران
بنظر احتیاط گرداگرد سے لشکر حلقہ کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک نے کہا اے برادر رستم
تم سمجھے یہ فوج ولشکر کسکا ہے اور یہ کون مقام ہے اسنے کہا اے شہریار مین نہین سمجھا شہزادہ بدیع الملک
نے کہا یہ فوج ولشکر نحوست اثر فرعون کا ہے اور وہ سامنے جو فوج کو حلقہ کیے دیکھتے ہو یہان فرعون ہے
اور فوج کو حفاظت کے واسطے اپنے گرد حلقہ کیے ہوئے ہے تاکہ مسلمانون مین سے کوئی کسی طرحکا
صدمہ نہ پہونچا سکے خیر خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ضرور پیدا ہو جائیگا جسکا ملعون
اپنے کفر والحاد کی سزا سے مقتول پائیگا افسوس میرے ہاتھ سے اس مرتبہ نکل گیا ورنہ اب تک کب کا
اس قصہ کو پاک کیا ہوتا رستم ثانی نے کہا اے شہریار پھر کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا وہ جو سامنے
بلند ٹیلہ ہے وہان چل کے تماشا دیکھنا چاہیے کہ یہ ملعون کس طرح شکار کرتا ہے چنانچہ یہ دونون جوان
بڑی محنت اور مشقت سے اس ٹیلہ پر آکے مقیم ہوئے اور فرعون کے صید وشکار کا تماشا دیکھنے لگے
یکایک فرعون کی بھی نظر دور سے ان دونون جوانون پر پڑی مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ہزارہا جانور
انکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے یہ دیکھتے ہی خوف کے سبب سے زرد ہو گیا اور مثل بید کے کانپنے
لگا شیاطین کو قریب اپنے طلب کیا اور کہا اے شیاطین دیکھو تو یہ دونون سوار کون ہین جو اس
پشتہ پر مقیم ہین آیا انکو پہچانتا ہے یا نہین پہچانتا اگر پہچانتا ہے تو بتا یہ کون ہین ان دونون سوارون کو دیکھکے
میرے دل مین ہول پیدا ہو گیا ہے اور نہایت پریشان اور خوف زدہ ہون جب تک ان دونکا حال بخوبی
دریافت نہ ہو جائیگا میرا دل صید وشکار مین ہرگز مصروف نہ ہوگا یہ کہکے بسبب خوف کے زار زار
رونے لگا اور کہا ہاے میرے خداوند بزرگ تجکو کچھ بھی میری راحت وآسایش کا
نہین خیال ہے ہاے افسوس جہان جاتا ہون وہان ایک نہ ایک دغدغہ میرے دلکے دہلا دینے کے واسطے
پیدا ہو جاتا ہے شیاطین نے بھی بغور وتامل جانب پشتہ نگاہ کی اور کہا اے خداوند کیا صید وشکار مین مصروف
ہے تیرے بندون کے جوتیان کہانے کا پھر سامان نظر آتا ہے فرعون نے کہا اے شیاطین کچھ مفصل حال
کہو تو سہی کیا سامان تجکو نظر آیا اسنے کہا اے خداوند نعمت میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ
حال ہے وہ آنکھ کے روبرو ہے "آنجا کہ عیان است چہ حاجت ببیان" ٭ آج کل جب غور کرتا ہون تیری
شست مین یہی گذرتا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کے بندون کو جہان تک ممکن ہو جوتیان کھلاؤ ذرا ملاحظہ
فرمایئے کہ بلند پشتہ پر جانب جنوب جو جوان کھڑا ہے وہ بدیع الملک ہے اور جانب مشرق جو جوان
ہے وہ رستم ثانی ہے جو ہم مسلمانون سے یہ جگہ محفوظ اور بیخطر سمجھکے واسطے جان بچانے کے
آئے تھے معلوم نہین کہ ہمارے خداوند کو کیا منظور ہے یہان بھی ... فرعون نے شیاطین
ان مین ا

گرفتار کر لینا کیا مشکل امر ہے اور اپنے لشکر کو فوراً حکم دیا کہ بہت جلد ان دونوں سواروں کو گرفتار کر لو اگر زندہ
گرفتار نہ ہو سکیں تو بلا تکلیف ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤ اب تک تو بمقتضائے رحم اپنے بندے
سمجھ کے چشم پوشی کرتے رہے مگر اب ہم مطلق رعایت نہ کرینگے پس قہقہہ روئین تن مع سامان
خونخوار فوج بیشمار ہمراہ لیکے ان دونوں جوان کی جانب بے تحاشا دوڑا جب ان دونوں جوانوں نے یہ سامان
طوفان بے تمیزی دیکھا بدیع الملک نے کہا اسے برادر رستم خبردار ہو جاؤ یہ فوج گمراہی جاتی ہے
رستم ثانی نے بدیع الملک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونوں نے تلواریں نیاموں سے کھینچ کے
ایک نعرہ اللہ اکبر کہکے مارا اور لشکر کفار میں در آئے رستم ثانی کا سامنا سامان بلیابان سے
ہوا سامان نے تلوار کا وار رستم ثانی پر کیا رستم نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور ایسا زبردست
وار اس کی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑا قلم ہو کے زمین پر گرا قہقہہ روئین تن نے جو سامان کو اس صفائی سے
قتل ہوتے دیکھا نہایت غیظ و غضب میں آلودہ ہو کے رستم ثانی کے روبرو آیا اور کہا اسے
رستم ثانی تو نے سامان کو بحیلہ قتل کیا آ میرا مقابلہ کر دیکھوں تو کیسا مرد میدان دلاور ہے
رستم ثانی نے کہا او بے ایمان ملعون دروغ گو سامان کے جہنم واصل ہونے میں حیلہ کو
کیا دخل تھا اگر تو مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو بھی مجھے کچھ عذر نہیں ہے کیا پنجہ داری زمرد نشان
کمان کیانی و گرز گران ہے اس تقریر کو سنکے شاہزادہ بدیع الملک قہقہہ روئین تن سے قریب
آیا اور کہا او قہقہہ کیا تو رستم ثانی سے بحث کرتا ہے سامان مقتول اس بہادر کا حصہ تھا
تو میرا حصہ ہے مجھ سے مقابلہ کر قہقہہ نے کہا تو کیا بلا ہے آ تو ہی سہی یہ کہا اور جو میل آہنی کہ اسکے ہاتھ میں تھا
اسکو چرخ دیکے اس زور سے شاہزادہ بدیع کے سر پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش
ہو جاتا مگر اس والا جاہ عالی بارگاہ بہادر یگانہ شجاع زمانہ نے اس میل آہنی کو اپنے تک آتے دیکھ کر
مثل برق لپک کے بائیں ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو ایسی جھٹکی زور سے دی کہ وہ میل آہن ہاتھ سے
چھوٹ کے دور جا کے گرا اور ہاتھ شقی ملعون کا جھولا کھا گیا ساتھ ہی اسکے شاہزادے نے دست راست
سے ایک شمشیر اسکے گلہ پر اس زور سے مارا کہ تڑاقے کی آواز بلند ہوئی تمام مردان فوج دہل گئے
اور وہ خود بھی متعجب ہوا بعدہ شاہزادہ نے اسکے بند کمر میں ہاتھ ڈالکے کھینچی تمام سر سے
بلند کر لیا اور کہا او قہقہہ اب بتا تجھکو کہاں پھینکوں اور کس طرح تجھکو ہلاک کروں قہقہہ مغرور قوت
گمان تھا کہ اگرچہ اس جوان نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن ابھی ہلاک نہیں کریگا کہا او جوان اگرچہ
حسب اتفاق تو نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن میں زمین پر آؤں تو بتاؤں شاہزادے
نے کہا او ملعون ابھی تجھے گمان باقی ہے کہ زمین پر آکے پھر لڑوں گا او شقی زمین پر آکے تجھمیں
جان بھی باقی رہیگی دیکھ ابھی زمین پر بھی بہت جلد آتا ہے یہ کہا اسے اس زور سے
زمین پر دے مارا کہ تمام اعضائے قہقہہ شکست ہو گئے اور اسکے حواس خمسہ باقی نہ رہے
شاہزادہ بدیع الملک نے اسوقت اسکے سینہ پر سوار ہو کے کہا اسے دروغ گو
اب زمین پر آ ... گا اسوقت قہقہہ میں مجال جواب دینے کی
نہ تھی کہ ... زادہ نے قہقہہ کا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے

جب وہاں پہونچا دیکھا کہ ایک جوان اسپ چست و چالاک پر سوار اس طرف چلا آتا ہے گھوڑا دوڑاتا ہوا
تورج بدرگ کے قریب آیا اور کہا باش اے جوان کہاں بھاگا جاتا ہے اسطرف چلا آتا ہے تورج بدرگ نے
کہا اے برادر میں تیرے لشکر کے یہاں مقیم ہونے کی وجہ سے نہیں آیا ہوں اور نہ مجھکو اس لشکر سے کچھ کام ہے
البتہ حسب اتفاق اس طرف آ نکلا اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو بتاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اگر کچھ مضائقہ
سمجھتے ہو تو میں زیادہ مصر نہ ہونگا اسنے کہا مجھکو کچھ عذر نہیں ہے آگاہ ہو یہ لشکر قباد شاہ آہن حصار
کا ہے جو فرعون شاہ کا سپہ سالار ہے تورج نے پوچھا قباد شاہ آہن حصاری کی بارگاہ کس
مقام پر ہے اسنے کہا شاہ سے کیا وہ ہے تو اپنا مطلب بیان کر تورج نے کہا میرا جو کچھ مطلب ہے ابھی
ظاہر ہوا جاتا ہے تو تردد کو دل میں جگہ نہ دے اسنے کہا اگر تجھکو قباد شاہ سے کچھ کہنا ہے تو ہم سے بیان کر ہم
انکی خدمت میں عرض کریں تورج نے کہا میں خود کہونگا یہ کہا اور قباد شاہ کی بارگاہ میں داخل ہو
قباد شاہ کے روبرو پہونچا قباد شاہ نے جو ایک اجنبی شخص کو بارگاہ میں دیکھا کہا اے تو کون ہے جو اسطرح
بے تکلف بارگاہ میں چلا آیا اور درگہ سالار سے کہا تو کیسا بیوقوف اور بے تمیز اور بے شعور ہے کہ ایک
غیر شخص کو بلا اطلاع بارگاہ میں آنے کی اجازت دیدی تو نے اپنے دل میں کچھ بھی خوف نہ کیا اسنے
عرض کیا کہ خداوند میں نے چند مرتبہ اس جوان سے کہا کہ تو یہاں چند ساعت توقف کر میں پیشتر تیرے آنے
کی اطلاع کر کے اجازت حاصل کر لوں تو پھر تجھے اختیار ہے یہ نہ مانا بلکہ آمادہ جنگ ہوا اور دو چار کلمے
ناشایستہ زبان سے نکالے اور بلا کاٹ بارگاہ میں چلا آیا قباد شاہ تورج بدرگ کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے جوان تو نہایت بیباک اور چالاک معلوم ہوتا ہے جلد بتا تیرا نام کیا ہے اور تو کس غرض سے یہاں
آیا ہے تورج بدرگ نے کہا اے شہریار مجھکو تورج خان صاحب قران کہتے ہیں قباد شاہ نے
کہا تو بالکل غلط اور لغو کہتا ہے تو ہرگز تورج خان نہیں ہے اس فریب سے اپنے کسی کام کو بنانا
چاہتا ہے اسواسطے کہ تورج خان شہزادہ عرصہ دراز سے بدیع الملک کے لشکر میں قید ہے تورج
نے کہا اے شہریار آپ متعجب ہوں میں کسیطرح کا فریب نہیں کرتا ہوں وہی تورج خان ہوں جسکو
شاہزادہ بدیع الملک نے قید کیا تھا اب میں موقع پا کر بچستی و چالاکی وہاں سے گریز کی قباد
شاہ نے کہا مجھکو شبہ ہوتا ہے کہ مبادا مسلمان کا کوئی عیار تورج کی صورت سے مشابہ
ہو کے یہاں آیا ہے تورج نے کہا اے قباد شاہ خداوند فرعون کے حق کی قسم
میں مسلمانوں کا عیار نہیں ہوں اصلی تورج ہوں قباد شاہ نے کہا اگر تو واقعی تورج
اصلی ہے پھر میرے لشکر میں آنے کی کیا وجہ ہے اسنے کہا میں نے پیشتر ہی حضور کی خدمت
میں عرض کر دیا تھا کہ بدیع الملک کی قید سے خلاص ہو کے گریز کی اور فرعون شاہ کی
تلاش میں اسطرف گذر ہوا یہاں فوج و لشکر دیکھا اب ارادہ یہ ہے کہ خداوند فرعون شاہ
کی خدمت میں حاضر ہو کے اسنے عرض کروں کہ میں آپ کو مدد دوں اور مسلمانوں کے سر
اٹھانے کا انکے قصد ہو الغرض قباد شاہ کو تورج بدرگ کے کلام سے بوئے صداقت
محسوس ہوئی اسی وقت اٹھکے تعظیم کی اور ایک مناسب و معقول جگہ
پر بٹھایا کے دریافت کیا کہ اسے تورج خان بدیع الملک

کی بیت مدسے ۔ ان کا کیا سبب ہوا توسج خان نے مفصل حال بیان کیا قباد شاہ نے کہا
اے توسج خان نہیں معلوم خداوند فرعون شاہ کی قسمت مین کیا لکھا ہے کہ مسلمانون کی ترقی
روز افزون ہے اور فرعون پرستون کو ادبار گھیرے ہوئے ہے بلکہ روز بروز ہر طرح کی مصیبتین اور دقتین
پیش آتی ہین توسج بدرنگ نے کہا اے بادشاہ عرصہ سے اسی فکر و خیال مین مین بھی مبتلا ہون
کچھ عقل کام نہین کرتی معلوم نہین کہ کیا شدنی ہے مگر کبھی اس بات کا خیال آتا ہے کہ اسرار رموز
مملکت خویش خسروان دانند مجھے تو خداوند کی مصلحت ان واقعات مین شامل ہوگی قباد شاہ
نے کہا اس مین بھی مصلحت شامل ہے تو پھر ایسے ہی کی طرح ہلاک ہوجائینگے اور کوئی مصلحت
نہین معلوم ہوتی بعدہ حکم دیا کہ جلد منجمون کو بلاؤ حسب الحکم فوراً منجم حاضر ہوئے قباد شاہ نے
کہا اے توسج خان اگر تو خداوند فرعون کی کمک کے واسطے جاتا ہے اور خدا پرستون سے مقابلہ لینے کا
ارادہ مصمم کیے ہوئے ہے تو پہلے ان منجمون سے سوال کر دیکھ از روے علم نجوم کیا جواب دیتے ہین
توسج خان منجمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عالمان علم نجوم مین مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون
تم اپنے قواعد سے دریافت کرو کہ نتیجہ کیا ہوگا آیا مسلمانون پر مین غالب آؤنگا یا نہین منجمون نے کاغذ پر کچھ
لکھا اور خوب غور و فکر سے حساب لگایا اور بتایا کہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ توسج
ایک پہلوان زبردست ہے اسکی ادنے کوشش سے کثرت فرزندان امیر کا خون ہوگا علی الخصوص
پیروین حصار مین بیشتر مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہوجائینگے اور قباد شاہ سے کہا اے
بادشاہ اگر آپ توسج خان کو فرعون شاہ کی خدمت مین بھیجئے گا تو فرعون شاہ آپ سے
بہت خوش ہوگا ہر نوع توسج کا طالع بہت زبردست ہے اسکا شریک بھی بہت خوش ہوگا
قباد شاہ منجمون کے اس حکم سے بہت خوش ہوا متعدد خلعت کی کشتیان آئین سب منجمون کو
خلعت و انعام دیا بلکہ غریبون اور محتاجون کو روپیہ تقسیم کیا اور توسج بدرنگ کو بھی خلعت گران بہا
دیکے اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ایک روز وہان قیام کیا دوسرے روز پیروین حصار کی جانب روانہ ہوا

بازآمدم بر مقدمہ شہزادہ بدیع و شہزادہ رستم ثانی

راویان سخن سرور این چنین مرویست کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روایت واضح ہو کہ رستم ثانی
اور شہزادہ بدیع الملک نے جب فوج کو تہ و بالا کر دیا اور شکست دیکر ایک جا جمع ہوئے
رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک تمنے دیکھا کہ مجھسے کیسے کیسے کام ظہور مین آئے بدیع الملک
نے بہت ثنا و صفت کی اے رستم ثانی واقعی عجب کار ہاے نمایان ظہور مین آئے
لیکن تمنے میرے کامون کو بھی دیکھا یا نہین رستم ثانی نے کہا کیون نہین تمنے بھی کار ہاے
نمایان کیے لیکن یہ اثر میرے ساتھ کا تھا بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا کیون نہین لیکن جو
کار ہاے نمایان تمسے ظہور مین آئے اسکا سبب بھی میرا ساتھ ہے رستم ثانی نے
کہا شاید ایسا ہو غرض کہ دونون قلعہ مین داخل ہوئے ایک سرائے مین دونون نے قیام
کیا اپنے اپنے گھوڑون کو باندھ دیا اور خود بازار مین سیر کے واسطے آئے دیکھا بازار بہت آباد ہے
بزازہ صرافہ جوہری بازار وغیرہ سب علیحدہ علیحدہ

خشک میوہ فروش

فروخت کی گرما گرمی ہے تنبولی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے پان بنا رہے ہین اور حلوائی تھالون
مین انواع و اقسام کی مٹھائی آراستہ کیے ہوئے پوریان تل رہے ہین دونون جوان اُس
بازار کی آبادی اور کیفیت دیکھکر بہت محظوظ ہوئے آخر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھ کے
تماشا دیکھنے لگے حسب اتفاق اُس طرف سے شیاطین کا گذر ہوا دونون جوانون کو جوہری
کی دوکان پر بیٹھا دیکھکے بجاے خود متحیر ہوا چند قدم آگے بڑھ گیا اور ایک مقام پر
توقف کیا اس اثنا مین رنجور بھی پہونچا شیاطین رنجور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے
رنجور تو اسوقت خوب آگیا مین تیرے انتظار مین تھا اُسنے کہا کیا ہے شیاطین نے کہا فلانے
جوہری کی دوکان پر بدیع الملک اور رستم ثانی دونون بیٹھے ہین مین اُنکو دیکھ کے
بڑھ آیا ہون کہ شاید مجھکو دیکھ کے پہچانین تو علحدہ کسی جاے محفوظ مین بیٹھ اور دیکھتا رہ کہ وہ
کہان جاتے ہین جس وقت وہ اپنی جگہ سے اُٹھین تو بھی اُنکے عقب مین روانہ ہونا اور وہ جہان
مقام قیام کرین دریافت کر کے مجھکو اطلاع دینا رنجور نے قبول کیا اور اُس جوہری کی دوکان کے
قریب جاکے مقیم ہوا چند ساعت کے بعد شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُس
دوکان پر سے اُٹھے اور قافلہ سراے کی جانب روانہ ہوئے رنجور بھی پوشیدہ اُنکے عقب
مین روانہ ہوا جب یہ دونون شاہزادہ قافلہ سراے مین داخل ہوگئے رنجور وہان سے واپس
آیا شیاطین نے پوچھا اے رنجور کیا خبر لایا کچھ معلوم ہوا جہان وہ دونون مقیم ہین اُسنے کہا ہان
معلوم ہوا فلان سراے مین مقیم ہین شیاطین نابکار پوشیدہ اُس سراے مین آیا پیشتر دربان
سراے سے پوچھا کہ یہان فی الحال دو جوان وارد ہوئے ہین جنکا یہ حلیہ ہے اُسنے کہا ہان
ہین شیاطین نے کہا کچھ تجکو معلوم ہے کہ وہ دونون جوان کون ہین اُسنے کہا یہ مجکو نہین معلوم ہے
شیاطین نابکار نے کہا اے فلان اگر تجھے نہین معلوم ہے تو ہمسے سُن اور آگاہ ہو کہ یہ دونون
جوان ضحاک شاہ اور فرعون شاہ کے دشمن جان ہین دربان یہ سُنکر چین بجبین ہوا اور
کہا اگر یہ دونون ایسے ہین تو اُنکو یہان سے جانے کی مہلت نہ دینا چاہیے بلکہ ہلاک کرنا چاہیے
شیاطین نے کہا اس بات کے ذمہ دار ہم ہین البتہ تجھسے اس قدر کام لینا چاہتے ہین کہ جس وقت
یہ دونون جوان کھانا مانگین فوراً ہمکو خبر کرنا اُسنے قبول کیا شیاطین وہان سے چلا آیا جب
رات ہوئی ان جوانون نے دربان کو بلایا اور چند دینار دیکے کہا ہمارے واسطے کھانا لے آ
وہ نابکار اُسوقت کا منتظر تھا دینار دونکو لیکے شیاطین کے پاس آیا اور کہا اے شیاطین
چونکہ ہمنے تجھسے وعدہ کیا تھا پس ہم تیرے پاس آئے ہین یہ دینار اُن دونون جوانون
نے بازار سے کھانا لانے کے واسطے دیے ہین شیاطین نے کہا اچھا تو جا اور بازار
سے کھانا لے آ وہ گیا اور بازار سے طعام خرید لایا شیاطین ملعون نے اُس کھانے مین داروے
بیہوشی مخلوط کی اور دربان سے کہا لے اس کھانے کو اُنکو دے دربان گیا اور اُن جوانونکے
وہ [illegible] نے کہا اے شخص تجکو بہت دیر ہوئی حالانکہ بازار قریب ہے
اُسنے کہا [illegible] تیار نہ تھا اپنے سامنے تازہ پکوا کے لایا ہون

رستم نے بلا تکلف وہ کھانا کھایا شہزادہ رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک کچھ عجیب مزہ کا
کھانا ہی سمجھ مین نہین آتا ہی بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بازاری کھانے کی کیا شکایت
ہی کھکے خاموش ہو رہے تھوڑی ہی دیر کے بعد انگڑائیان اور جمائیان آنا شروع ہوئین رستم
نے کہا مزہ تو مزہ اس کھانے کی یہ کیا خاصیت ہی کہ دست و پا مین کسل پیدا ہو گیا اور بے اختیار دل
چاہتا ہی کہ سو رہون بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی میرا بھی یہی حال ہی ہنوز یہ
گفت و شنید ہو رہی تھی کہ دفعتہً ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ کسیکو مطلق خبر نہ تھی اس طرف شیاطین
منتظر وقت تھا کہ دربان بیہوشی کی خبر آکے دیگا جب دیر ہوئی سراے مین خود آیا دیکھا دونون
جوان بیہوش ہین مرکب و یراق انکے دربان کو دیے اور وہ ملعون ان شاہزادون کو گرفتہ و بستہ
کرکے فرعون کی خدمت مین لایا فرعون نے جو دو لشکارے دیکھے کہا ای شیاطین آج یہ تو کیا
لایا ہی اُسنے کہا خداوند آج تیرا بڑا فضل و کرم میرے شامل حال ہو گیا کہ بسہولت یہ دونون
خداپرست میرے ہاتھ آگئے اُسنے پوچھا یہ کون خداپرست ہین اُسنے کہا ایک لشکارہ مین بدیع الملک
ہی اور دوسرے مین رستم ثانی یہ سن کے فرعون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شیاطین فتح
ہی اپنی قدرت اور جلال کی عجیب کارسے کردی کیون نہین تجھ ہی ایسے بندون سے ہماری خداوندی
قائم ہی بعد ازان حکم دیا کہ جلد جاؤ ان دونون خداپرستون کو بیچ چوک مین دار پر کھینچ کے تیرباران
کرو گرا ای بندگان مین خوب خبرداری اور ہوشیاری رکھنا یہ خداپرست اگرچہ گرفتہ و بستہ ہمارے
اختیار مین ہین تاہم انکو بلا سے بدتر جاننا پس ان دونون جوانون کا مع زیادہ تر زنجیر مین جکڑا
اور سامان سپاہ قواعد و ابداد جو الہ خونریزیہ گران نابکاران جوانون کو لیے ہوئے چارسوق شہر
مین لائے دو دارون کو نصب کیا دونون جوانون کو دارون مین آویختہ کیا راوی کہتا ہی کہ چار
سوق شہر کے روبرو ایک قلعہ ہی کہ جو بالا حصار کے نام سے مشہور ہی اُس قلعہ مین حارث قلعہ دار
تیغال شاہ کی طرف سے حکمرانی کرتا ہی اُسکا ایک لڑکا ہی الیاس بن حارث نام اُسنے اپنے
لڑکے سے کہا ای الیاس یہ کیا واقعہ ہی یہ کون جوانان باشوکت و شان ہین جو اس بے دردی
سے ہلاک کیے جاتے ہین الیاس نے کہا ای پدر اور کچھ مجھے نہین معلوم ہی ہان اسقدر میری سماعت
مین گذرا ہی کہ یہ دونون جوان خداپرست ہین فرعون شاہ کے حکم سے دار پر نصب کیے گئے ہین
اور یہ بھی فرعون کا حکم ہی کہ انکو تیرباران کرو حارث قلعہ دار نے کہا ای فرزند اگرچہ یہ جوان
خداپرست ہین اور فرعون اپنے کو خداوند ہونا ظاہر کرتا ہی تاہم یہ ایسے جوان وجیہ و خوبصورت
اس قابل نہین ہین کہ مسلمان ہونے کے جرم مین ہلاک کیے جائین غضب ہی بدین خود ہوسکے بدین خود
فرعون کو چاہیے تھا کہ ان دونون کو فہمائش کرکے اپنی فوج مین اعلی عہدے دیتا نہ یہ کہ یون
ہلاک کرتا ہی اُسکے لشکر کا ایک سپہ دار بھی اُس مقام پر موجود تھا اُسنے کہا شہریار واقعی یہ جوان
بہت جری اور دلاور ہین لیکن کل کی بات ہی کہ فرعون شاہ شکارگاہ مین مصروف صید تھا کہ یہ
دونون وہان پہونچ گئے قریب تھا کہ فرعون شاہ کو گرفتار کرلین لیکن فرعون اپنے لشکر کے اعلی
عہدہ دارون کو ان جوانون کے ہاتھ سے کشتہ دیکھ کے وہان سے بھاگا اور شہر مین آکے دم لیا

حارث قلعہ دار نے پوچھا وہ سردار لشکر فرعون کے کون تھے اُس سردار نے ہنوز جواب نہ دیا کہ الیاس
نے کہا اے پدر ان سرداران لشکر فرعونی کے نام مجکو معلوم ہین انمین سے ایک کا نام قہقہہ دیو تن تھا
دوسرے کا نام ساسان خونخوار تھا حارث نے کہا پھر یہ جوان کس طرح گرفتار کیے گئے اُس سردار نے
کہا شہریاران جوانون کو شیاطین نے مکر و فریب سے گرفتار کیا ہے یعنی یہ جوان فرعون کی تلاش
مین آئے تھے شیاطین نے دربان سراے سے ساز کرکے انکو طعام بیہوشی آمیز کھلا دیا اور حالت
بیہوشی مین انکو گرفتار کر لیا حارث قلعہ دار بہت متاسف ہوا اور کہا افسوس ان جوانون کو اس
طرح فریب دیا یہ کیا نامردی کی کاشکے انسے مقابلہ کیا ہوتا اور بمردانگی انکو گرفتار کیا ہوتا اے فرزند
دل بے اختیار چاہتا ہے کہ مدد دون اور جہان تک ممکن ہو انکی خلاصی مین کوشش کرون ان ایسے
جوانون کے ساتھ احسان کرنا ہرگز ضایع نہوگا الیاس نے کہا اے پدر مین بھی اس راے سے
موافق ہون مگر یہ ملحوظ رہے کہ فرعون سے خواہ مخواہ خصومت پیدا ہو جائیگی اور ہنگامہ عظیم برپا
ہوگا حارث نے کہا اگر فرعون شاہ سے خصومت پیدا ہو جاے گی تو کیا ہوگا جو کچھ ہونا ہوگا
موقوف کردیگا الیاس نے کہا اگر یہی راے مقرر ہے تو دیر کیون کیجاے ایسا نہو کہ یہ جوان بدست
دشمنان ہلاک کیے جاوین حارث قلعہ دار فوراً قلعہ مین پہونچا اور حکم دیا کہ تمام فوج تیار ہو اسی اثنا
مین مہتر قران اور شاپور بھی وہان پہونچے دیکھا کہ دونون شاہزادے دو دارون مین لٹکے
ہین دونون کے دل ان شاہزادون کی بیکسی پر آب ہو گئے بیتحاشا دونون خلاصی کے
واسطے دوڑے ساسان بے قواعد نے جو دیکھا کہ دو جوان بلند دارون پر ان بستگان دار
کی جانب آتے ہین اور انکی رہائی کا ارادہ رکھتے ہین تلوار علم کرکے شاپور کی جانب
متوجہ ہوکے نعرہ مارا کہ اے بیخبر اس طرف کہان چلا آتا ہے یہ دونون جوان فرعون شاہ کے
قیدی ہین خبردار انکے بارہ مین کسی طرح کا خیال دل مین نہ لانا ورنہ بہت برا نتیجہ دیکھیگا شاپور
نے شہزادون کی جانب سے اپنا رخ پھیرا اور بلپک تمام ساسان بے قواعد کے پاس پہونچا
اس قوت سے خنجر آبدار کا وار اُسپر کیا کہ ساسان کا سر اور ایک ہاتھ تن سے علیحدہ ہو کے
چند قدم کے فاصلہ پر جا گرا خونریز نے جو ساسان بے قواعد کا یہ حال دیکھا غیظ و غضب مین
آلودہ ہوکے شاپور کیطرف جھپٹا قران وہین موجود تھا اُسنے نعرہ مارا کہ او نابکار کیون اُس جوان کیطرف
متوجہ ہوتا ہے تیرا مرد مقابل مین ہون امداد خونریز نے کہا اچھا اگر تو میرا مرد مقابل ہوتا ہے تو آ یہی
یہ کہکے قران کی جانب مرکب کو مہمیز کیا ہنوز مرکب قران تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قران خود اُسکے
قریب پہونچ گیا اور مرکب کے تنگ مین ہاتھ ڈال کے سبکی تمام مرکب کو مع سوار سر سے بلند کیا
اور اس قوت سے زمین پر مارا کہ راکب و مرکب دونون نقش زمین ہو گئے اور باواز بلند کہا
اے گبران نابکار دیکھو اسلام کی برکت کو اور خدا واحد و لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ اسی طرح
تم سب ہلاک ہو گے اُن شیاطین لعین کے گوش ناحق نیوش تک یہ آواز کب پہونچتی ہے انھون
نے جو ساسان بے قواعد اور امداد خونریز کو بیجان دیکھا شاپور اور قران کی جانب
سب ایک [illegible] آ اور سب نے باواز بلند کہا اے فرعون کے بندو ہان

یہ جرأت و دلاوری کا وقت ہے لینا ان خدا سے کہ نادیدہ کی پرستش کرنے والوں کو یہاں سے
زندہ نہ جانے دینا اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی شاپور و قران کا اسوقت یہ حال تھا کہ
تلواریں علم کیے ہوئے ہر طرف دھڑوں کے ڈھیر لگا رہے تھے اور سروں کا مینہ برسا رہے
تھے وہ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد بہ یکے را دو کرد و دو را چار کرد و پیش و پس راست و چپ
دو تلواریں نہیں بجلی چمک سے چل رہی تھیں گویا دو بجلیاں کوند رہی تھیں حارث قلعہ دار اور
الیاس بن حارث دونوں اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اور شاپور و قران کی مردا
و دلیری کی داد دے رہے تھے یکایک حارث قلعہ دار نے الیاس سے کہا اے فرزند اس سے
زیادہ کون وقت ہوگا جو ہم ان دونوں جوانان وجیہ و خوبصورت کو رہا کرینگے یہ کہا اور فوج
قلعہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان دونوں جوانوں کے وار سے خلاص کرلاؤ چنانچہ تمام فوج مقیم قلعہ جو
بیشتر سے مسلح و مکمل تھی مثل موج دریا قلعہ سے باہر آئی اور دونوں داروں کو حلقہ میں لے لیا
لازمان فرعون سے جو کوئی انکے قریب آیا اسکو جہنم واصل کیا اور شاہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی کو اس قید و بند سے رہا کر کے قلعہ میں لے گئے شاپور اور قران نے جو شہزادہ
بدیع الملک اور شہزادہ رستم ثانی کو قید و بند سے رہا پایا شاپور نے قران سے کہا اے قران
اب بیکار جد و جہد کرتا ہے مطلب حاصل ہو گیا اب ان گبروں کو تھوڑی دور تک پسپا کر کے دم لو
راوی کہتا ہے کہ فوج فرعونی بار بار پسپا ہوتی تھی لیکن پھر دم لیکے شاپور اور قران پر حملہ آور
ہوتی تھی یہاں تک کہ رات ہو گئی اب جو پسپا ہوئی تو پھر حملہ نہ کر سکی شاپور اور قران نے
بھی اپنے تئیں کشت و خون سے باز رکھا یکایک فرعون شاہ کو خبر پہنچی کہ وہ دونوں جوان
رہا ہو گئے انکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی فرعون نے کہا افسوس تم بندگان خاص نے بڑی
غفلت کی کہ وہ دونوں جوان ایسے بے پرسان قید و بند سے رہا ہو گئے شیاطین نے کہا اے
خداوند جب تک مشیت خداوندی میں مسلمانوں کا نیست و نابود ہونا نہ گذریگا ہزار مرتبہ
مسلمان گرفتار ہونگے اور پھر زندہ و سلامت رہا ہو جائینگے فرعون نے کہا اے شیاطین
تو سچ کہتا ہے مگر کیا کروں جب اپنی خداوندی و رحیمی کی جانب نظر کرتا ہوں تو بندگان گنہگار کے
حال پر رحم آجاتا ہے ابتدا میں ہرگز اپنے رحم و کرم کا خیال نہیں رہتا ایسی حالت میں تو ہی بتا
کہ کیا کروں شیاطین نے کہا اے خداوند تو کچھ نہ کر بس اسی طرح رحم و کرم پہ نظر کرتے کرتے
خود کو مع خداوندی خاک میں ملا دینا [illegible] اس سے تو بہتر ہے کہ خداوند اپنے کو مسلمانوں
کے ہاتھوں میں دیدے اور یہ کہدے کہ اپنی مرضی کے موافق جو حال چاہو بناؤ فرعون نے دست
تاسف مل کے کہا پھر کیا کروں واضح رہے کہ اگرچہ ظاہر سب کے سامنے اپنی خداوندی کا
اعلان کرتا تھا لیکن باطن میں خوف سے زہرہ آب ہوا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا اے فرعون
ان مسلمانوں کے ہاتھ سے کسی طرح مفر نہیں ملتا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اسی اثنا میں
قباد شاہ تورج خان کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون کی خدمت میں حاضر ہوا اور بکمال خلوص سجدہ
کر کے کہا اے خداوند یہ بندہ حقیر حضوری میں حاضر ہے فرعون نے [illegible] جو کہ دیکھا کہا اے قباد شاہ

تیرے ہمراہ یہ جوان کون ہی اسکے بشرہ سے اُس خلوص کا حال دریافت ہوتا ہی جو میری خداوندی
سے تعلق رکھتا ہی قباد شاہ نے کہا ای خداوند خود اس اپنے بندہ صادق الاختصاص سے دریافت
کرے فرعون نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تورج کی جانب متوجہ ہو کے کہا ہاں ای ہمارے بندہ بتا
کہ تو کون ہی تورج بد رگ نے کہا ای خداوند میرا نام تورج خان صاحبقران ہی مین نے خداوند
کے فضل و کرم سے ہندوستان - ایران - توران - کوہ قاف باختر - وغیرہ خدا پرستون کے ملکون
کو زیر و زبر کر کے مسخر کیا اور صرف تسخیر ممالک ہی پر اکتفا نہین کی جہانتک ممکن ہوا بت پرستی کو بھی
رواج دیا لیکن جب بدیع الملک نے مجھکو گرفتار کر کے اس طرف کوچ کیا مین تو پہلے ہی سے
سمجھ چکا تھا کہ اب میرا خلاص ہونا خدا پرستون کی قید سے امر محال ہی لیکن قدرت خداوندی پر جو نظر کی
تھی خداوند کے فضل و کرم سے اُس قید و بند سے رہا ہو گیا اور خداوند کی خدمت مین سجدہ کرنے کے لیے
حاضر ہوا اب بھی خدا پرستون سے مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتا ہون بشرطیکہ فضل و کرم خداوندی
میرے شامل حال رہے اور دعوے کرتا ہون کہ ضرور خدا پرست میرے مقابلہ کی تاب نہ لا سکینگے
فرعون اپنے ملازمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا جلد منجمون کو حاضر کرو بعض سردارون نے
کہا ای خداوند منجمون کی کیا ضرورت ہی خود تجھے معلوم ہوگا جو کچھ تیری مشیت مین ازل سے گزرا ہوگا
فرعون نے کہا ای فلان تم کس قدر بیوقوف ہو اسقدر شعور کی بات کہین یاد رہ سکتی ہی غرضکہ منجم
حاضر ہوے فرعون نے کہا ای منجمان کامل اگرچہ مجھکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سب طرح کی
آیندہ و گذشتہ خبرین مجھے معلوم ہین پھر بھی تم اپنے قاعدہ نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ یہ جوان
جو میرے روبرو بیٹھا ہی مسلمانون کے مقابلہ مین سرسبز ہوگا یا کیسا ہوگا منجمون نے تورج کو دیکھکر کہا
کہ تیرا کیا نام ہی تورج نے کہا مین تورج خان کے نام سے مشہور ہون منجمون نے کاغذ پر نقش کھینچا
اور کچھ انگلیون پر حساب کیا اور بہت غور و فکر کے بعد کہا کہ ای فرعون شاہ ہمارے قاعدہ نجوم سے
یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ جوان خدا پرستون کو پسپا کریگا اور بکثرت خدا پرست اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے
علی الخصوص فرزندان حمزہ زیادہ تر اسکے ہاتھ سے شہید ہونگے لیکن ای فرعون شاہ نتیجہ اسکا بہتر
نہوگا فرعون نے کہا نتیجہ کیا خراب ہوگا منجمون نے کہا اسکا نتیجہ یہ ہی کہ یہ جوان بدیع الملک
نامے ایک شاہزادہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہان فی الحال اسکے طالع بہت زبردست معلوم ہوتے
ہین کہ جو کام شروع کریگا ضرور کامیاب ہوگا فرعون شاہ اس بات کو سنکے تورج کی جانب متوجہ
ہوا اور کہا ای تورج خان اگرچہ ان منجمون نے نتیجہ خراب بیان کیا ہی فی الحال تیرے طالع
زبردست بتاتے ہین اس واسطے ہم تجھکو اپنی فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ سے سرفراز کرتے
ہین تجھکو چاہیے کہ بعد قتل کرنے مسلمانون کے خوب ہوشیاری رکھنا ہم تیری حمایت کو موجود ہین کیا امکان
ہی جو کوئی تجھکو گزند پہونچا سکے ملک الموت ہمارے اختیار مین ہی ہم اس سے تاکید کردینگے کہ خبردار
تورج خان کے [illegible] نہو ایسا کہا اور خلعت سپہ سالاری دیکے اُسے اپنے قریب بٹھایا

عرضی [illegible] قلعہ دار

کہا ای خداوند بدیع الملک اور رستم کو حارث
پیام کیا ہی اگرچہ حارث قلعہ دار سے ایسی امید نہ تھی مگر

خیریت خداوندی مین یہی گذرا ہوگا اب حارث کے بارہ مین جو کچھ مناسب ہو عمل مین لایا جاوے
مگر یہ بخوبی خیال رہے کہ حارث سے امید نیکی کی نہ رکھنا چاہیے جب تورج بدرگ نے شیاطین
کی زبانی یہ حال سُنا کہا کہ ای شیاطین کہان ہے بدیع الملک مین تو اُسکی تلاش مین ہون مجکو اُس سے بہت
خدشہ ہے چنانچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہو کہ پہلے اسی کا کام تمام کرون بعدہ اور مسلمانون سے سمجھا جائیگا
شیاطین نے کہا ای تورج خان بدیع الملک ابھی تک تو بالاحصار مین ہے آیندہ کا حال
نہین معلوم تورج بدرگ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند مین بدیع الملک اور رستم ثانی
کی فکر مین جاتا ہون فرعون نے کہا ای بندہ خاص ہمارے اگر تیرا یہ ارادہ ہو مین بھی تیرے ہمراہ جاتا ہون
یہ کہا اور دونون نابکار مرکبون پر سوار ہو کے روانہ ہوے اور قلعہ کے قریب آ کے بیرون قلعہ
دروازے کے سامنے استادہ ہو گئے اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک رستم کیا عورتون
کی طرح قلعہ کی چار دیواری مین مقیم ہے مین نے تیری بہادری اور دلاوری بہت کچھ سُنی ہو اگر مرد میدان
ہے میرے روبرو آ اور مقابلہ کر حسب اتفاق اُسوقت قلعہ کے دروازہ کے قریب ہی رستم اور بدیع الملک
بیٹھے تھے جون ہین تورج بدرگ کے اس طرحکے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی رستم ثانی اُٹھ کھڑا
ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ سے باہر آئے بدیع الملک نے کہا ای برادر
رستم کیا ارادہ ہے رستم نے کہا تمنے نہین سُنا کہ بیرون قلعہ تورج بدرگ کیا بیہودہ بک رہا ہے اور ہمکو مقابلہ
کے واسطے طلب کرتا ہے بدیع الملک نے کہا برادر شاید تمکو نہین معلوم ہو کہ یہ نابکار کیسا صاحب
زور و طاقت ہے اگر تورج بدرگ حرامی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہ ہوتا مگر اسکے بارہ مین ہرگز
میری راے نہین ہو کہ تم اسکے مقابلہ کے واسطے جاؤ تم یہان توقف کرو مین مرکب پر سوار ہو کے
اسکے مقابلہ کے واسطے جاتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین فرض کرو کہ تم یہان موجود
نہ ہوتے اور یہ نابکار مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا تو پھر کیا ہوتا بدیع الملک نے کہا اُس حالت مین
تمکو اختیار تھا علاوہ برین اُس حالت مین مجبوری تھی لیکن اِس وقت تو کسی طرح کی مجبوری نہین
ہے رستم ثانی نے کہا کہ فرض کردم محب کبھی اسوقت بالکل مجبوری کی حالت ہو یہ کہا اور
قلعہ کا دروازہ کھول کے باہر آیا اور تورج بدرگ کے روبرو آ کے کہا او نابکار تو کیا بکتا تھا مین تیرا
سرکوب آ پہونچا سہ بیا ای پنجہ داری زمردی نشان + تورج بدرگ نے نیزہ کا وار کیا رستم
ثانی نے تلوار کے وار سے نیزہ کو قلم کیا تورج خان نے گرز گاؤ سر کا وار کیا رستم ثانی نے اُس
وار کو بھی سپر پر رد کیا اور خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا چونکہ تورج بدرگ بھی فنون حرب سے
بخوبی ماہر تھا اور بسہولت تمام رستم ثانی کی ضرب کو رد کیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ رستم
ثانی مجروح ہو گیا اور ارادہ کیا تھا کہ زخم کو باندھ کے تورج سے بدلہ لے اُس طرف تورج نے
ارادہ کیا تھا کہ دوسرا وار رستم پر کرے بدیع الملک اُسکے ارادہ سے مطلع ہو کے فوراً رستم
ثانی کے قریب پہونچا اور عنان مرکب کو پھیر کے رستم ثانی کو قلعہ مین لایا رستم ثانی نے کہا ای
برادر بدیع الملک تمنے سچ کہا تھا کہ تورج بدرگ ایک
ہے اُس نابکار حرامی نے اس چالاکی سے تلوار کا وار کیا

اور فرصت نہ دی
الملک نے

کہاں تک جنگ و حرب میں بیشتر ایسے واقعات پیش آتے ہیں اب میں جاتا ہوں انشاء اللہ
تعالے اسکو سزاے معقول دونگا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک مجکو نورج نابکار کے
حرب و ضرب کی حقیقت دریافت ہو گئی ہی ابھی میری ہرگز راے نہیں ہی کہ تم اُسکے مقابلہ کو
جاؤ اس قدر توقف کرو کہ زخم مندمل ہو جائے میری راے یہ ہی کہ بالاتفاق اُس سے مقابلہ
کیا جاے بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا مطمئن رہو مجکو اُسکے طرز حرب کا بخوبی حال معلوم
ہی یہ کہا اور قلعہ سے باہر آکے نورج بدرگ پر نعرہ مارا کہ باش اے فراری نابکار دیکھوں نورج
میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی جس قدر میں تیرا مداح تھا اور تجکو جری اور دلاور جانتا تھا اُس
سے بدرجہا زیادہ تجکو قابل ملامت و نفرین سمجھتا ہوں اور بزدل جانتا ہوں او پاجی نابکار اگر
مرد مردانہ تھا تو گرفتہ دلبستہ ہو کے دین اسلام کیوں قبول کیا تھا اور جب مسلمان ہو گیا تھا
تو گریز کیا چہ معنی دارد مردان غیرت دار کا ہرگز یہ پیشہ نہیں ہوتا نورج بدرگ نے باہزار غضب
بدیع الملک کی صورت دیکھی اور کہا ای بدیع الملک تم ایسے دانشمند کی زبان سے
ایسی تقریر بیمعنی بالکل نازیبا معلوم ہوتی ہی میں تمسے پوچھتا ہوں کہ وہ کون عقلمند ہوگا کہ دشمن
کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائیگا اور باامکان کی حالت میں اپنی رہائی سے درگذر کریگا اگر میں
اُس روز یہ کارروائی نہ کرتا تو ہرگز میری رہائی نہ ہوتی اسمیں بزدلی کا کیا دخل ہی فنون حرب
و ضرب میں سے ایک فن یہ بھی ہی کہ اگر دشمن کی قید میں مبتلا ہو جائے تو جس طرح سے مکر و
فریب سے ممکن ہو اپنے کو رہا کرلے اور میرے نزدیک اُس سے بڑھ کے کوئی بیوقوف نہیں
کہ غیرت کے واسطے اپنی جان کو ضائع کردے بدیع الملک نے کہا خیر تو اسی طرح سمجھ اور
طول کلام سے کچھ کام نہیں ہے بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ نورج نابکار نے بےتحاشا
اُسی شمشیر خون آلود کا وار شہزادہ پر کیا حسب اتفاق بدیع الملک اُس ضرب کو روک نسکا
خود بھی مثل رستم ثانی کے زخمی ہوا اور بنہایت خفت حاصل ہوئی نورج ملعون اور جرأت کے
ارادہ کیا کہ اور ایک وار کردوں تاکہ بدیع الملک ہلاک ہو جاے اُس وقت شاپور شیردل
نورج کے قریب پہونچگیا اول شہزادہ بدیع الملک سے کہا ای شاہزادہ والا قدر تم گبھراؤ نہیں
میں اس نابکار کا سرکوب آپہونچا بعدہ نورج سے کہا او بیحیا و بے ایمان تو نے بمکر و فریب شہزادہ
بدیع الملک اور رستم ثانی کو مجروح کیا آمجسے مقابلہ کر دیکھوں تو کیسا مرد میدان ہی سہ
نوبت اوگذشت نوبت الست ٭ نورج بدرگ شاپور شیردل کو دیکھکے ہنسا اور کہا معلوم
ہوا کہ تیری قضا بھی آگہیری ہوئی ہی جو مجسے دوچار ہوا ہی ابھی تجکو میرے زور و طاقت کا حال بخوبی نہیں
معلوم ہوا ہی ورنہ ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا دیکھ بدیع الملک کا وہاں زخم کیا کہ رہا ہی شاپور
نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور یہ چاہا کہ تمام چند قدم آگے بڑھ کے اس طرح نورج
کے مرکب [illegible] نورج بدرگ کو مطلق خبر نہوئی اور فوراً مرکب کو سیخ
نورج [illegible] ملعون کی جانب متوجہ ہوکے کہا کہ ای گران نابکار [illegible]
طالب [illegible] کہ میں [illegible] کس [illegible] سے زبردست پہلوان کو

مع مرکب زمین سے اٹھا لیا ہو اور سر سے بہت بلند کرکے کہا کہ عنقریب زمین پر دے مارتا ہوں دونوں تو
راکب و مرکب نقش زمین ہو جاینگے فرعون نے جو یہ حال دیکھا کہ عنقریب تورج خان ایسا سپہ سالار
ہلاک ہوا چاہتا ہے اسی وقت شیاطین سے کہا کہ ای بندۂ خاص کچھ ایسی تدبیر کر کہ یہ سپہ سالار ہمارا اس
جوان کے ہاتھ سے زندہ بچے منجموں نے کہا تھا کہ تورج کے ہاتھ سے بیشتر مسلمان ہلاک ہونگے
یہ کیا سامان ہے کہ عنقریب وہ خود ہلاک ہوا چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منجم نے حساب غلط کیا تھا ورنہ
ایسا ظہور میں نہ آتا شیاطین نے ایک پہلوان سے کہا ای فلان تو بہت مدت سے خداوند فرعون کا ملازم
اور نمک کھاتا ہے اور اسوقت تجھے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تورج خان کو اس جوان کے ہاتھ سے
بچا کے خداوند کو اپنے سے خوش کرے وہ پہلوان اس ارادے سے شاپور کے قریب آیا کہ تلوار کے
ایک وار میں شاپور کا کام تمام کرے اور تورج خان کو ہلاکت سے بچالے شاپور نے ان دونوں
راکب و مرکب کو اس زور سے اس پہلوان پر مارا کہ وہ اسی وقت جہنم واصل ہو گیا اور تورج بدر
بندہ بچا بس زمین پر آتے ہی بحالت سقیم اپنے لشکر کی جانب بھاگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ پہلے دو جوانوں
میں نے زخمی کیا تھا لیکن یہ جوان نہیں معلوم کس طرح کا بلائے بے درمان ہے کہ اسنے مجھکو مع مرکب سر سے
بلند کر لیا ہزار ہزار شکر اس خداوند فرعون کا ہے کہ اسنے کمک بھیج کے میری جان بچائی اس طرف شاہزادہ
بدیع الملک نے اس حالت مجروحی اپنے کو قلعہ میں پہونچایا رستم ثانی کو بدیع الملک کے مجروح ہونے
کی خبر پہونچ چکی تھی بدیع الملک کو دیکھ کے کہا ای برادر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے کو مجروح کیا
میں نے پیشتر ہی کہا تھا کہ تورج نابکار ایک بلائے بے درمان و آفت ناگہان ہے اس سے تمہیں تنہا
مقابلہ کرنا چاہا تھا یہ امر جنگ گری میں مصلحت نہ تھا مگر تم نے میرے کہنے کو نہ سنا ہر چند تمکو فہمایش کی آخر کار
زخمی ہو کر واپس آئے سچ کہا ہے ۔ آنچہ دانا کند کند نادان ۔ لیک بعد از خرابی بسیار ۔ اگر شاپور
شیر دل وہاں نہ پہونچ جاتا تو کیا ہوتا شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای رستم میرا اس طرح مجروح
ہونا مقرر تھا پھر کس طرح میں زخمی نہ ہوتا مگر واہ رے شاپور شیر دل کیا اسوقت چالاکی کو کام
میں لایا اور اس ظالم شیطان بدذات کے ہاتھ سے میری جان بچائی اگر تھوڑی دیر اور شاپور
شیر دل نہ آتا تو واقعی میں میرا کام تمام ہو جاتا کیونکہ دوسرے وار کے واسطے تورج تلوار علم کر چکا تھا
سہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ وہاں بیرون قلعہ فرعون اور تورج بدرگ مقیم ہیں شیاطین
نے فرعون کو خبر پہونچائی کہ ای خداوند نعمت غضب ہو گیا خدا پرستوں کا لشکر بہت وافر بیان سے بڑھ
گیا ہے بہت ہوشیاری کرنا چاہیے فرعون اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت ہراساں ہوا اور ضحاک
کی جانب متوجہ ہوکے کہا کہ ای ضحاک خدا پرستوں کی فوج بہت کثرت سے آگئی ہے عنقریب کشت و خون
کا بازار گرم ہوگا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان قیدیوں کو رہا کر لے جاوینگے بہتر یہ ہے کہ تو شاہا
ان مسلمانان قید کرانے کے بہت جلد اور ہوشیاری تمام صاحب شاہ کی مملکت میں چلا جا اس
قلعہ کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور بہت مستحکم طیار کیا ہے وہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکیگا وہ قلعہ
کہ طلسم آہوان کے قریب واقع ہے ان قیدیوں کو صاحب شاہ [illegible] اور یہ کہدینا کہ ای
تمہارے سپرد کیے جاتا ہوں یہ کہکے بہت عجلت کے ساتھ [illegible] نے قیدیوں کو لیا

اور قبد حمزہ ثانی کو مع یاران دیگر اپنے ہمراہ لیکے کمال حفاظت و عجلت سے سمنابید کی جانب روانہ ہوا
فرعون نے تورج بدرگ سے کہا اے شہسوار قدرت مجکو راے دے کہ اب کیا کرنا چاہیے
تورج نے کہا اے خداوند میری راے یہ ہو کہ تو لشکر اسلام کا قصہ فیصل کرنے مین مصروف ہو مین اسکا
ذمہ دار ہون کہ بدیع الملک اور رستم ثانی کا کام تمام کرونگا پھر تیری مدد کے واسطے آؤنگا
فرعون نے قبول کیا فوج کثیر ہمراہ لیکے سعد بادشاہ کے مقابلہ مین مقیم ہوا شب کو نقارہ جنگ
بجنے کا حکم دیا سنہ روز دیگر کہ چراغ شعبدہ باز فلک گرد صندوق سپہر را سر باز نمود علی الصباح میدان مین
صف آرائی ہوئی مسلمانون کے لشکر سے داراب کشورگیر نے عزم میدان کیا اور نعرہ مارا
کہ منم داراب کشورگیر سرکوب گردن شریر اے فرعون جلد میرے مقابلہ کے واسطے کسی نابکار ملعون کو
بھیج کہ مین اسکو جہنم کی طرف بھیجون لشکر فرعون سے لجہ بن ارقم مقابلہ کے واسطے آیا اور کہا اے خدا پرست
مین ہون تیرا مرد مقابل آ غریب مین مصروف ہو مگر یہ یاد رکھ کہ اگر جنگ سے عاجز ہونا تو فرعون کو سچی مین
اپنے مضر سمجھنا داراب کشورگیر نے کہا او ملعون ہزار ہزار لعنت تجھپر اور فرعون پر زبان بیہودہ بند
کرنا لجہ بن ارقم نے تلوار کا وار کیا داراب نے اس وار کو سپر پر رد کیا لجہ بن ارقم نے دوسرا
وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار اس کے روکے داراب نے روکے بعد
داراب دلاور نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکے بیاض گردن پر کیا کہ سر لجہ بن ارقم مثل
برگ درخت کی طرح زمین پر گرا شعشعہ بن ارقم برادر لجہ بن ارقم نے جو اپنے بھائی کا سر جدا کٹا
دیکھا جہان اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا فرعون سے کہا کہ اے خداوند جلد مجکو اجازت دیجیے تاکہ اپنے
بھائی کا عوض اسی خدا پرست سے لون فرعون نے بخوشی اجازت دی شعشعہ بن ارقم دوڑ کر
کشورگیر کے روبرو آیا اور کہا کہ اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والے تو نے سخت صدمہ مجکو
دیا مین بھی تیرے عزیز اور اقرباؤن کو ایسا ہی صدمہ دونگا یہ کہا اور تلوار کا وار کیا داراب کشورگیر
نے اس وار کو سپر پر رد کرکے ایک ہی وار مین اسکو بھی جہنم واصل کیا بعدہ خاطی پہلوان شعشعہ کا
بھتیجا داراب کشورگیر کے مقابلہ کے واسطے آیا اور بآواز بلند پکارا کہ اے جوان تو نے میرے دو چچا مار
لیے ہین دیکھون میرے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوتا ہے داراب کشورگیر نے کہا تیرے چچا جہنم کو روانہ
کرتے ہین مگر اب مین عنقریب تجکو انکے پاس پہنچا دیتا ہون خاطی پہلوان نے تیر جلد کمان مین جوڑا اور ارادہ
تھا کہ داراب کشورگیر کی جانب رہا کرے داراب قریب اسکے پہونچ گیا اور کمان کو گرفت مین
لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ خاطی پہلوان پشت مرکب سے منہ کے بل زمین پر گرا داراب بھی
پشت مرکب سے زمین پر آیا خاطی سوچا کہ داراب مجکو گرفتار کر لیگا گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا دونون زور دست و
بازو مین مصروف ہوئے تا دیر لپٹ و کشاد رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر داراب کشورگیر نے
اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا اے مغرور بتا تیرا کیا ارادہ ہے اگر مسلمان ہونے کا
اقرار کا ... ہے ورنہ تو عنقریب تو اپنے دونون چچا سے ملاقی ہوگا خاطی پہلوان
نے ... نہ چچاؤن کا ایسا صدمہ نہین ہے کہ انکی مفارقت مین زندہ
رہنا ... مقابلہ مین سر بر ہوا اب اپنے چچاؤن کو کیا ...

دارابِ کشور گیر نے کہا اگر مسلمان ہوگا تو ہم اسکا بند و بست کر دینگے خاطی نے کہا ای جوان مجکو
مسلمان ہونا منظور نہین ہی خداوند فرعون کی ایسی عظمت و شان میرے دل مین نہین سمائی ہو کہ مین
اسکی بندگی سے قطع نظر کرکے خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون داراب نے کہا بس
معلوم ہوگا یہ کہا اور اسے زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہوگیا غرضکہ تا غروب آفتاب اسی طرح
داراب کشور گیر نے پہلوانان نمودار و نامدار جہنم واصل کیے فرعون نے جو پے در پے پندرہ
پہلوان ہلاک ہوتے دیکھے تو گھبرا گیا اسکے ایک ایک سے کہتا تھا ارے یارو یہ کیا غضب ہی جو پہلوان
ان مسلمانون کے مقابلہ کو جاتا ہی ہلاک ہوتا ہی کاشکے ازل مین جو کچھ میری مشیت مین گذرا تھا
اسکو لکھ رکھتا اور ہر وقت اسکی ترمیم کرتا رہتا شیاطین نے کہا ای خداوند کیا اب ممکن نہین ہی فرعون
نے کہا اب بھی ممکن ہی مگر مجکو مطلق یاد نہین ہی کہ مین نے آیندہ کیا مقرر کیا ہی بعد ازان نقارہ بازگشت
بجنے کا حکم دیا دونون فریق اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے ادھر سعد شہریار نے داراب
کشور گیر کو گلے سے لگا لیا اور اسکے زور و طاقت کی بہت تعریف کی داراب نے کہا ای شہریار
مین کیا اور میری طاقت کیا یہ سب برکت اسلام کا سبب ہی جب رات زیادہ آئی سعد شہریار نے نقارہ رزمی
بجوایا اس طرف لشکر کفار مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے پہلے جو شخص لشکر اسلام سے باہر آیا طہماس تھا فوج کفار سے مجنوطا پہلوان اسکے مقابلہ کو آیا تا
دوپہر رد و بدل رہی آخر طہماس نے مجنوطا کو ایک ضرب تیغ آبدار سے دو پرکالے کیے آج کی میدان
میدان داری مین طہماس نے ستائیس کفار جہنم واصل کیے فرعون نقارہ بازگشت بجا کے اپنے
مقام پر چلا آیا اور میر منشی سے کہا جلد ایک نامہ تورج خان کے نام لکھ جسکا یہ مضمون ہو کہ یہان مسلمانون
نے قیامت برپا کر رکھی ہی اگر یہی حال اور دو چار روز رہیگا بالیقین تمام ہمارے بندے ہلاک ہوجائینگے
اور پھر کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا جب اس مضمون کا نامہ تورج بدرگ کو پہونچا اُسنے جواب مین
بعد حمد و ثناے خداوندی خداوند یہ لکھا کہ ای فرعون مجکو کمال حیرت ہی کہ باوجود اسقدر فوج و لشکر کے مسلمانون
قیامت برپا کرنے کی پھر بھی شکایت ہی علاوہ برین قدرت خداوندی کے روبرو مسلمانون کے
ضرب کی کیا وقعت و حقیقت ہی مین خوب جانتا ہون مسلمانون کے مقابلہ مین رحم و کرم کو دخل نہ دیا جاے
ای خداوند وہ بندگان منحرف تیرے ہرگز اس قابل نہین ہین کہ ان پر رحم کیا جاوے وہ اس قابل ہین
کہ ایک چشم زدن مین ان سبکو خاک سیاہ کر دیا جاوے جب اس طرح کا جواب نامہ فرعون کو
پہونچا نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور دوسرا نامہ تورج بدرگ کو اس مضمون کا لکھا
کہ ای تورج خان اگرچہ مین ہر طرح کی قدرت مسلمانون کو نیست و نابود کر دینے کی رکھتا ہون
مگر ہمارے مصالح کو تو کیا سمجھ سکتا ہی علاوہ برین مین نے نامہ اول اس غرض سے نہین بھیجا تھا
کہ تو اسکا جواب مجھے لکھ یہ غرض تھی کہ بعجلت تمام اپنے لشکر کو میرے پاس پہونچا دے بلکہ لکھا نادان
کھانا تو پانی یہان پی اسپہ آنے مین ایک دم کی تاخیر اور تساہل نکرنا اور اگر دیر ہوگی تو معلوم نہین یہان کیا
کیا آفت برپا ہوجائیگی جب اس مضمون کو میر منشی نے بعبارت سلیس
لکھا قند سیر صاف کرکے پاس تورج بدرگ کے بھیجا ادھر اسی ناپاک

پڑھا اور اُسکے مضمون سے بخوبی آگاہی ہوئی فوراً وہان سے روانہ ہوا اور فرعون کی خدمت
مین پہونچا فرعون اُسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام کیفیت پہلوانون کے قتل ہونیکی
کی بیان کی چونکہ رات ہوگئی تھی تورج بدرگ نے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا صبح کو مسلح
و مکمل ہوکر میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای خدا پرستو تمنے بہت سر اُٹھایا ہے بلکہ
غلبہ مین تمنے بکثرت خداوند فرعون کے بندون کو ہلاک کیا ہے اب مین آگیا ہون دیکھون
تم کس طرح میرے مقابلہ مین سر بر ہوتے ہو سعید نامے ایک پہلوان لشکر اسلام سے
باہر آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سعید تورج بدرگ کے ہاتھ سے
درجہ شہادت پر فائز ہوا پھر دوسرا پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا اور تورج خان کے
ہاتھ سے زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا مسلمان پہونچ گئے اور اُسکو اُٹھا لائے
اسی طرح تیس چالیس شخص مسلمان تورج نے زخمی اور ہلاک کیے شہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی مجروح قلعہ مین مقیم تھے شاپور شہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شہزادہ
نے خیر و عافیت پوچھی شاپور نے کہا ای شہزادہ عالی جاہ کیا پوچھتے ہو پہلے اس سے تو خیر و عافیت
تھی بیشتر کفار مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوتے لیکن جب سے تورج بدرگ
لشکر فرعون مین آیا ہے بکثرت مسلمان اُس نابکار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوچکے
ہین یہان تک کہ سعید نوجوان بھی اُس پلید کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا شہزادہ بدیع الملک کو
سعید کے ہلاک ہونے کی خبر سنکے بہت صدمہ ہوا کیونکہ شاہزادہ اس نوجوان کو بہت ہونہار
جانتا تھا کہا ای شاپور سچ ہے اس وقت مجکو بہت رنج و ملال ہوا افسوس تورج بدرگ یہان
نہین ہے ورنہ اسیوقت اُس سے بہت بُری طرح سعید نوجوان کا عوض لیتا مگر پھر بھی میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا یہ کہا اور زخم کو خوب مضبوط باندھ کے اور مسلح و مکمل ہوکے قلعہ سے باہر
جانے کا ارادہ کیا رستم ثانی نے کہا ای برادر کہان کا ارادہ ہے شاہزادہ نے کہا ای رستم
ثانی ہم تم یہان مجروح بیٹھے ہوئے ہین مدان ہے بدون فائدہ تورج بدرگ نے بیشتر مسلمانون کو
ہلاک کیا اور اکثر اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوگئے ہین سب تو خیر لیکن مجکو سعید نوجوان
کے ہلاک ہونے کا کمال افسوس ہے مجکو اُس نوجوان کی جبین پیشانی سے آثار ہونہاری کے
محسوس ہوتے تھے اب مین چاہتا ہون کہ تورج نابکار سے اُس کے ظلم و بدعت کا عوض لون
رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس حالت مجروحی مین تورج کے مقابلہ کے واسطے
جانا ہرگز مناسب نہین ہے اگر خدا ناکردہ تو ہمدگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا چند روز اور توقف
کرو کہ یہ زخم مندمل ہوجائین بعدہ ہم تم بالاتفاق اُس نابکار سے مقابلہ کرینگے بدیع الملک
نے کہا ای رستم اب اگر کچھ توقف کیا جائیگا یا یقین تمام مسلمان اُس نابکار کے ہاتھ سے شہید
ہوجائینگے اگر مارا [illegible] مین میرا ہلاک ہونا نہین گذرا ہے تو تورج ملعون پر کیا موقوف ہے
اُنس نا [illegible] دہ میرے ایک ہو [illegible] نہین پہونچا سکتے اور اگر
میرا جا [illegible] بھی ہوتا ہم مین زندہ نہین رہ سکتا رستم ثانی خاموش

ہوا شہزادہ بدیع الملک نقاب منہ پر ڈالکے قلعہ سے باہر آیا جب ترودین حصار کی طرف سے کسی قدر دور
نکل آیا نقاب چہرے سے دور کی اور لشکر کی جانب راہی ہوا یہ وہ دن ہے کہ شب کو نورج بدرگ نے
نقارہ رزمی بجایا صبح کو میدان حرب مین استادہ باواز کہہ رہا ہے کہ اے خدا پرستو دیکھو خداوند فرعون کی
قدرت و عظمت کو کہ کس طرح تمہارے لشکری زخمی و ہلاک ہوئے اب بھی خیریت ہے اگر تم خدا سے نادیدہ
کی بندگی ترک کرکے خداوند فرعون کو اپنا معبود سمجھو اور اسکی پرستش و بندگی مین بقیہ عمر اپنی بسر کرو
ورنہ یقین سمجھو کہ تم مین ایک بھی زندہ رہیگا اور مین قسم کھاتا ہون خداوند کے حق کی کہ مین ہرگز کسی بات کی
رعایت نہ کرونگا اہل اسلام اس نابکار کے کلمات منہ دانہ سنتے تھے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ
اس مردود کے مقابلہ کو جاتا وجہ یہ تھی کہ جو مقابلہ کو آتا تھا ہلاک ہوجاتا تھا نورج بکمال استغنا ہر طرف
گشت لگاتا پھرتا تھا اور اپنا مرد مقابل طلب کر رہا تھا یکایک دور سے تتق گرد کو دیکھکر دونون لشکر
متحیر ہوئے فرعون سمجھا کہ میری مدد کے واسطے میرا کوئی ہوا خواہ آتا ہے اور اہل اسلام دل مین کہہ رہے
تھے کہ کیا عجب ہے اگر باری تعالے نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا ہو اور کسی ایسے مرد جری کو
ہماری مدد دینے کے واسطے یہان بھیجا ہو تاکہ فرعون کو اسکے کفر و الحاد کی سزا سے معقول دے چتے کہ
دامن گرد چاک ہوا شہزادہ بدیع الملک اسی حیثیت سے نمودار ہوا کہ مسلح و مکمل ایک ہزار ایک
جانور اسکے سر پر سایہ کیے ہوئے شاہ پور شیر دل پیشاپیش پشت مرکب پر سوار سعد شہریار بھی
اور لشکر اسلام نے جو شہزادہ کو اس طرف آتے دیکھا بہت خوش ہوئے گویا جان تازہ قالب مین آگئی
اہل لشکر نے باادب تمام سلام کیا شہزادہ ان سب کو جواب دینے کے بعد تعظیم بادشاہ بجالایا اور
وہین سے مرکب کی باگ پھیرکے نورج بدرگ کے قریب آیا جون ہی نورج نابکار حرامی کی نظر
شاہزادہ کی صورت زیبا پر پڑی از سرتا پا زرد ہوگیا اپنی گردن نحس سے تبت آتار کے تاش مین
سے ان بتون کو کمال خلوص اور مودب ہوکے سجدہ کیا اور کہا اے لات و منات مین کیا تمہاری
قدرت اور عظمت ہے کہ مین عرصہ دراز سے بدیع الملک کو یاد کر رہا تھا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ
کے ہر طرف دیکھا کرتا تھا کہین اسکا پتہ و نشان نہ ملتا تھا اور کبھی یہ میرے دل مین آتا تھا کہ شاید
اس زخم کاری کے سبب سے زیادہ تکلیف مین ہو یا ہلاک ہوگیا ہو بارے تمہارے کرم و
رحم کے سبب سے وہ خود بخود یہان آیا یہ آپ ہی کی قدرت کا سبب ہے یہ کہکے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے جوان خدا پرست اب تیرا زخم کیسا ہے شاید مندمل ہوگیا ہے کہ جو میرے
مقابلہ کے واسطے آیا ہے افسوس صد افسوس کہ دوسرا موقع وار کرنے کا نہ ملا ورنہ اب تک کبھی کا
اپنے سفر اصلی کو پہونچ جاتا خیر کچھ مضائقہ نہین جب نہ سہی تو اب سہی بدیع الملک نے کہا او
نابکار تو کیا بیہودہ کلمات زبان سے نکالتا ہے جنگ و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہے لیکن
میری جوانمردی اور دلاوری کو تو نے دیکھا تیرا دل ہی جانتا ہوگا مین کبھی نامردون کی طرح کہین
بھاگا نہین میدان جنگ سے بھاگ جانا نامردون کا کام ہے نورج نے کہا او بدیع الملک اگر جنگ
و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہے تو حریف کے مقابلہ سے بھاگ
جانا بھی مردانگی ہے کہ جو مردون داخل ہے شاہزادہ نے کہا خیر تو بہی نورج نے کہا

تورج نے کہا ماں مین بس یہی چاہتا ہون بیارے تاجہ واری شہزادہ نے کہا او ناپاک ہم خداپرست
مین ہمارا شیوہ ہمیشہ سستی کا نہین ہی بلکہ یہ طریقہ کفار کا ہی تورج نے قبور زین سے عمود نکالا اور چند قدم
پیچھے ہٹ کے دونون ہاتھون سے آسے سنبھالا اور بالاے سر دربان کی طرح شہزادہ کی جانب جھپٹا
آتے ہی چاہا کہ شہزادہ پر وار کرے شہزادہ نے بکمال تمام اسقدر اس نابکار کے قریب پہونچ گیا کہ چاہا تو عمود
اسکے ہاتھ سے چھین لیتا مگر ایسی ایک جھٹکی دی کہ وہ عمود اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گرا تورج
نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ نے کہا او نابکار اپنا عمود اٹھا لے ایسا نہو کہ تو کسی وقت مین
شکایت پیش کرے کہ تمام حربون مین سے ایک حربہ کم ہو گیا تھا اور بخوبی ہم لڑ نہین رہے جب تک تو ہماری
طرف متوجہ نہ ہوگا ہم ہرگز تجھپر وار نہ کرینگے تورج نے قبول کیا اور پشت مرکب سے زمین پر آ کے اپنا عمود
اٹھا لیا اور بار دیگر اسی عمود کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا لیکن اس تکان سے
وہ زخم پھٹ گیا اور گریبان تک خون بہ آیا شہزادہ نے چشم و ابرو سے خون کو پاک کیا اور کہا او نابکار
ہوشیار باش سے نروی ضرب خود ضرب بانوشش کن * ہم دین و دنیا فراموش کن * اور تلوار کو علی
کر کے اس سبکی سے وار کیا کہ تورج نابکار کا سر ابرو تک شگافتہ ہو گیا شہزادہ مرکب کی باگ پھیر کے علیحدہ
چلا آیا تورج نے اپنے زخم سر کو خوب مضبوط باندھا اور تیغ علم کیے ہوئے بدیع الملک کے قریب
آ کے کہا اے بدیع الملک مین نے اسوقت سخت غلطی کی جسکا نقصان مجھکو پہونچا یہ کہا اور تیغ کا وار
شاہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا مگر سپر نے خطا کی وہ تیغ شاہزادہ کے شانہ پر پہونچی
دست چپ بیکار ہو گیا کیونکہ گوشت کو شگافتہ کر کے استخوان تک پہونچ گئی ایک زخم تو شاہزادہ کے
سر لگا تھا یہ دوسرا زخم ہاتھ پر پہونچا درد سے بیتاب ہو گیا اور اسی حالت درد مین غضب آلودہ ہو کے
تورج کے قریب پہونچ گیا اسی تیغ کا وار تورج پر کیا جس سے سر تا پا اسکا تربوز کی طرح چار پارہ ہو گیا
فرعون ملعون نے جو تورج کا یہ حال خراب دیکھا اپنی ڈاڑھی کو نوچ ڈالا اور با آواز بلند کہا لینا اس خداپرست
کو اسنے تورج خان کو جان بلب کر دیا تمام فوج کفار بدیع الملک کی جانب بے تحاشا دوڑی اسطرف
سعد شہریار نے جو کفار کے یورش کو دیکھا کہا اے حامیان دین اسلام کس خیال مین ہو شہزادہ بدیع الملک
پر ان نابکارون نے یورش کیا ہی جلد شہزادہ کی مدد کرو چنانچہ وہ سب شہزادہ کی مدد کو پہونچے اور جنگ
واقع ہوگئی سے ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت هشت * چونکہ آفتاب
قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون نے نقارہ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آ کے قرار لیا اسطرف
لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا شہزادہ بدیع الملک غایب ہو گیا لیکن شہزادہ بدیع الملک
کے غایب ہونے سے سبکو حیرت ہوئی سعد شہریار نے کہا آخر تم لوگون نے شہزادہ کو کہان چھوڑا ان سب نے کہا
شہریار کیا بتائین جب ہم میدان مین سے تیرے شہزادہ کو دیکھا تھا حسنکہ وہان سے مراجعت کی پھر ہمکو خبر نہین ہی
سعد شہریار نے ہرکارون کو بلایا اور کہا جلد فرعون کے لشکر مین جاؤ اور دریافت کرو کہ شاہزادہ وہان گیا ہی
تو نہین ہی ہرکارے [illegible] واپس آ کے خبر دی کہ شاہزادہ کا وہان پتہ نہین ہی اور خود تورج بدرگ
بھی لشکر فرعون [illegible] لوگون کو شہزادہ کی تلاش مین بھیجا [illegible] کہتا ہی کہ [illegible] قلعہ مین
شہر بند [illegible] ولی عہد بدیع الملک کو [illegible] حارث قلعہ دار سے پوچھا کہ بدیع

کہا اُسنے جو حارث قلعہ دار نے کہا شہریار کل خبر پہونچی کہ تورج بدرگ نے لشکر اسلام کے بیشتر مسلمان ہلاک
کیے ہین شکست کہ اب تورج سے کسی کو مقابلہ کرنے کی جرات نہین ہوتی وہ دلاور دوران باوجود مجروح ہونے
کے اس خبر کو سنکے تاب تحمل نہ لایا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور مسلح و مکمل ہو کے قلعہ سے روانہ ہوا۔ وہان جیسے فرعون
شاہ بارگاہ مین آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا حسب اتفاق اُسوقت ضحاک شاہ نے پوچھا فرعون شاہ نے کہا
ای ضحاک شاہ حمزہ ثانی کو مع دیگر مسلمانون کے گرفتہ و بستہ سنجاب شاہ کے حوالہ کر دیا اُسنے کہا ہان ای
خداوند اُن سب قیدیون کو سنجابیہ مین پہونچا آیا ای خداوند مین اسوقت تجھسے ایک بات پوچھتا ہون وہ
یہ ہی کہ یہ جو تو خداپرستون کی قید و بند مین مبالغہ کرتا ہی اسمین کیا منفعت سمجھا ہی اور خداپرست تیرے بندون
مین سے جسے گرفتار کرتے ہین اُسکو بلاتکلف قتل کر دیتے ہین فرعون نے کہا بے شک تیرا سوال بہت صحیح ہی
ضرور مسلمانون کو ہلاک کرونگا خسرو بن ضحاک اُسوقت موجود تھا فرعون نے کہا ای ضحاک مین ابھی
تقدیر نامہ لکھتا ہون چنانچہ اُسیوقت تقدیر نامہ لکھا اور خسرو بن ضحاک کو دیکر کہا ای خسرو تو جلد جا اور
فوراً اُن خداپرستون کو قتل کر کے سر اُنکے ہماری خدمت مین پہونچا خسرو نے کہا ای خداوند اگرچہ وہ
خداپرست گرفتہ و بستہ ہین لیکن اُس حالت مین بھی اُنکو ہلاک کرنا خالی از دقت نہین ہی فرعون نے کہا
تو کیا کہتا ہی مین تیرا مطلب نہین سمجھا خسرو نے کہا مطلب یہ ہی کہ تنہا کسی کی مجال نہین کہ اُن مسلمانون کو
ہلاک کر سکے فرعون نے کہا مین یہ کب کہتا ہون کہ تو تنہا جا کے اُنکو ہلاک کر جسقدر فوج لشکر تجھے مطلوب ہو
ہمراہ لے چنانچہ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکے شہر سنجابیہ کے جانب روانہ ہوا اُس جانب کا حال
سماعت فرمائیے کہ جب رستم پیروین حصار سے باہر آیا دیکھا مہتر قران سامنے سے چلا آتا ہی اور قریب رستم
کے آکے زمین خدمت کو بوسہ دیا رستم ثانی نے کہا ای قران کیا خبر ہی قران نے کہا شہریار کیا عرض کرون
ابھی کل کا ذکر ہی کہ بدیع الملک حالت مجروحی مین تورج کا مقابل ہوا اور زخم تورج بدرگ کی سپر پر پہونچا کے اور
پھر غائب ہو گیا طرفہ تر یہ ہی کہ خود تورج بھی لشکر فرعون سے غائب ہو گیا اور ایک خبر تازہ اور بھی ہی کہ حمزہ
ثانی اور دیگر مرزبان ہمراہی کو گرفتہ و بستہ کر کے فرعون نے شہر سنجاب مین بھیجا تھا لیکن فی الحال نامہ قتل
سرداران لشکر اسلام لکھکے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ بھیجا ہی اور پچاس ہزار سوارون کی جمعیت
اُسکے ساتھ کر دی ہی تا کہ اُن خداپرستان مقید کو قتل کر کے اُنکے سر لے آئے اس واقعہ کو مین ابھی دیکھے چلا آتا ہون
رستم ثانی نے کہا ای قران خوب وقت پر یہان پہونچا حاصل کلام رستم ثانی وہان سے روانہ ہو کے
خسرو کے لشکر مین داخل ہوا اور ہیئت کو بدل کے اُس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مہتر قران سعد بادشاہ
کے لشکر کی جانب راہی ہوا رستم ثانی خسرو کے لشکر مین چلا جاتا تھا شیاطین خسرو کے لشکر کے ساتھ تھا
اُس مکار نے قرینہ سے پہچان لیا کہ ضرور یہ جوان رستم ثانی ہی جو ہیئت تبدیل کیے لشکر کے ساتھ چلا آتا ہی اُسنے
مکسول نامی ایک سردار لشکر کفار سے کہا ای مکسول تو اس جوان کو پہچانتا ہی مکسول نے کہا ای شیاطین ہر چند
کہ مجھکو پیشتر خیال نہ تھا لیکن تیرے مشتبہ کرنے سے اس جوان کی نسبت میرے دل مین کچھ شک گذرتا ہی یہ مین
نہین جانتا کہ کون ہی شیاطین نے کہا اگر نہین جانتا تو مجھسے سن یہ جوان رستم ثانی ہی اسکا یہان آنا خالی از علت
نہین ہی مگر وقت طلب یہ امر ہی کہ اگر اس سے کچھ کہتا ہون بالیقین یہ ابھی تمام لشکر کو درہم و برہم کر دیگا اور خود صحیح
و سلامت یہان سے نکل جاویگا مکسول نے کہا ای شیاطین اگر اس بھی لشکر فرعون

کہ یہ صدمہ پہونچائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اس حال کی خبر خسرو کو کرنا چاہیئے دیکھیں وہ کیا کرتا ہے شیاطین خسرو
کے پاس آیا لیکن نہایت بدحواس خسرو نے کہا اے شیاطین اسوقت تیرے بشرہ سے آثار بدحواسی کے
ظہور ہوتے ہیں کچھ کہو تو کیا خبر ہے اُسنے کہا اے خسرو کیا کہوں سخت خرابی کا سامنا ہے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل
اور نکسول کیجانب اشارہ کر کے کہا اس سے پوچھو نکسول خسرو کو علیحدہ لیگیا اور کہا شیاطین کہتا ہے کہ
رستم ثانی ہیئت تبدیل کیئے ہوئے لشکر میں موجود ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کچھ بھی اُسکے حال سے تعرض کیا
بس تمام فوج کو درہم وبرہم کر کے نکل جائیگا اور کسیکے بنائے کچھ نہ بنیگا خسرو شیاطین کے پاس آیا اور کہا
کیا واقعی یہی امر ہے جو نکسول بیان کرتا ہے شیاطین نے کہا آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان موجود ہے دیکھ
لو خسرو نے کہا اچھا ضرور دیکھوں گا شیاطین خسرو کو ایک سردار کے خیمہ کی پشت کی طرف لایا اور اشارہ
سے کہا دیکھو وہ سامنے موجود ہے جونہیں خسرو کی نظر رستم ثانی پر پڑی خوف سے بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا اے شیاطین
تو سچ کہتا ہے یہ جوان رستم ثانی ہے اب بتا کیا کروں شیاطین نے کہا جو کچھ ہوسکے وہ کرنا چاہیئے خسرو نے کہا مجھسے
کچھ نہیں ہوسکتا تا وقتیکہ تو ہی ایسا کچھ مکر وفریب عمل میں لا جس سے وہ گرفتار ہوجائے شیاطین نے بعد غور وفکر
بسیار خسرو کو ایک تدبیر بتائی جس کو سنکے خسرو شہزادہ رستم ثانی کے قریب آیا اور آتے ہی زمین خدمت
کو بوسہ دیکے بکمال عاجزی کہا اے شاہزادہ والا تبار رستم ثانی زہے نصیب وخہے خوبی طالع ہماری کہ تمنے
قدم رنجہ فرما کے مجکو عزت بخشی ؎ اے مبارک پے شگفتہا چیکہا حاصل می کنند ٭ اختران آسمان از طلعت نیک اختری
کاش کہ اس خادم کو تمنے پیشتر ہی اپنی تشریف آوری کی اطلاع دی ہوتی تا کہ شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوتے رستم
ثانی نے جو خسرو کی اسطرح کی آؤبھگت دیکھی کمال متعجب ہوا کہا اے خسرو یہ تو نے کسطرح جانا کہ میں رستم ثانی ہی ہوں
اگر میں واقعی رستم ثانی ہوتا تو اس طرح تیرے لشکر کے ساتھ کیوں آتا خسرو نے کہا شہریارا اب بیکار اپنے کو چھپا
مخفی کرتے ہو میں بخوبی آگاہ ہوگیا کہ تم رستم ثانی ہو اور مجھکو ہرگز نہ معلوم ہوتا آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مجھکو بشارت دی کہ رستم ثانی تیرے لشکر میں موجود ہے تو اسکی ملازمت نہیں بجالاتا بس یہ سبب ہے جو میں تمکو رستم
ثانی سمجھتا ہوں خداوند عالم کو میری عاقبت بخیر کرنا تھی جو تم ایسے صادق الایمان کو مجھ تک پہونچایا عرصہ سے میں بھی
فکر میں تھا کہ کوئی خدا پرست ایسا ملے جو دین اسلام کے اصول وفروع سے آگاہ کرے تا کہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوں
پیشتر لوگ فرعون شداد کو خداوند کہتے تھے لیکن میں تو اُسے مثل عوام الناس کے سمجھتا ہوں اور وہ بھی کافر
منحرف خواہ مخواہ بندگان خدا کو بہکاتا ہے اور اپنی خداوندی کا معتقد کرتا ہے حالانکہ اُسکی خداوندی کا آجتک کچھ ثبوت
نہ ہوا لعنت ہے ایسی خداوندی پر جو شخص برائے نام ہو اور کسیطرح کی قابلیت نہ رکھے غرضکہ اس قبیل سے ویسے مکرو
فریب کی باتیں اس مکار نے کیں کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُسکے راہ راست پر آنے کا یقین کامل ہوگیا کہا اے
خسرو اب بتا تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا جو ارادہ شاہ ہو رستم ثانی نے کہا اگر واقعی تو راہ ضلالت کو ترک کر کے شاہراہ
مستقیم پر آنا چاہتا ہے تو میں بھی تجھے تلقین وتعلیم کرنے کو موجود ہوں کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصی رسول اللہ
بعدہ اصول وفروع دین اسلام وبیشتر عقائد تعلیم کیئے خسرو دل میں کینہ رکھکے بظاہر مسلمان ہوا اور رستم ثانی
کو ہمراہ لا کے ایک مقام مناسب [illegible] مقیم ہوا دعوت وضیافت کا سامان نہایت اہتمام وتکلف سے کیا
نہایت [illegible] سب کو محفل عیش ونشاط قرار دی زر خطیر صرف کر کے آویختے
آویختے طلائی [illegible] چہ کیا اسمیں فرش صاف وسفید بچھوایا ہر چہار جانب

ایرانی قالین بچھوائے صدر مین سرخ کاشانی مخمل پر بھاری زردوزی کا مسند تکیہ لگایا تمام خیمہ کو جھاڑ فانوس قمقمہ
قیمتی شیشہ آلات سے آراستہ کرکے مومی و کافوری شمعون کی روشنی کی بیچ محفل مین ایک گنگا جمنی انگیٹھی مین
عنبر و اگر سلگایا ہر چہار جانب خوشبودار پھولون کے ڈھیر تھے خیمہ کی طنابون پر عطر چھڑکا ہوا بیرون خیمہ نوبت رکھی چوبدار
ہوا جابجا پہرے مقرر کیے چوبدار خدمتگار حقہ بردار داروغہ میر منشی مختار مصاحب غرض ہلکی فوج کے اعلیٰ
عہدہ دار وغیرہ وغیرہ نئے پر تکلف لباس سے آراستہ اور مغرق قیمتی وردیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر
اپنے اپنے عہدہ پر مستعد ہوئے اسیطرح جب سب طرح اندرون و بیرون خیمہ کے آراستگی ہو گئی تو دو تین گھڑی رات آئے
گئے خسرو مکار و بیلیسان شاہزادہ رستم ثانی کو خیمہ مین لایا اور بکمال تعظیم و تکریم اس مسند پر تکلف پر
بیٹھایا اسی خیمہ سے ملا ہوا ایک اور خیمہ بھی نصب کیا تھا اسمین کھانا کھلانے کا سامان تھا پلاؤ چلاؤ مرغ پلاؤ
الماس پلاؤ متنجن مزعفر سفیدہ قلیا قورمہ دوپیازہ شیرمال باقرخانی پوریان کچوریان کباب کوفتے
فرنی شیر برنج سب طرح کے اچار طرح طرح کے مربے وغیرہ صدہا طرح کے خوشبو و خوشرنگ و بامزہ کھانے دسترخوان
پر نہایت صفائی اور تمیز سے چنے گئے دفعتاً حکم ہوا کہ فلان طائفہ جلد تیار ہو کے آئے ایک نازنین مہ لقا سلطان
حسن و صفا جسکا ہر ایک عضو سانچہ مین ڈھلا معلوم ہوتا تھا از سر تا پا قدرت صانع حقیقی کا نمونہ تھا زر و جواہر نگار
مین غرق پیشواز و پاجامہ بہت بھاری کارچوبی جسمین سیرون گھونگھرو آبدار ٹکے ہوئے اسیطرح زمرد و یاقوت
و الماس کو قیاس کرنا چاہیے دھانی کانچ کے ڈوپٹہ کی کانی پٹری ہوئی جسکی بھاری شنہری کامدانی اور صرف لچکے اور
بھاری آنچل پلو کی جھلاجھلی اُس تیز اور صاف و سفید روشنی کے سبب سے نظر کو خیرہ کیے دیتی تھی چھم چھم کرتی
پان چباتی ایک ایک کیطرف ملعون کی طرف کن انکھیون سے دیکھتی مسکراتی کبھی راست و چپ کو دیکھتی بھالتی کبھی کسی
کو گھیر و گھور کو تاکتی سازندون کی آڑ سے جھانکتی جھمکتی جھانکتی کمر کی لچک دکھاتی آموجود ہوئی سازندون مین سے
ایک نے طبلہ کی گمک سنائی کسی نے سارنگی کے سر چھیڑے پھر رنگین کر کے سارنگی کی گونج شہنا لے کی مجھ سے
ارے نے ٹھنک ٹھنک ٹن ٹن کی غزل شروع ہوئی غزل چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے وضع انسان اور ہے وضع پری
زادان اور ہے خاک جنت مین لگیگا لیجہ مردن دل حرام نازنیلان اور ہے انداز انسان اور ہے ناز انشیدہ ہے یہ اور وہ ہے سانچہ مین ڈھلا
قامت مرجان اور ہے دست حنیان اور ہے وہ ایک یوسف وہان گر اُتھا یہان گرہے دلہا سے خلق وہ چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے
جا اور اُس پر ہے عاشق اُس پر عاشق آدمی وہ سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے
سنبلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے فرق ہے شاہ و گدا مین قول شاعر ہے یہی وہ شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے چونکہ وہ
نازنین سنبل مو نہایت خوش آواز و خوش گلو تھی اس غزل کو ایسا گائی کہ تمام اہل محفل پر حیرت کا عالم طاری ہو گیا اس
اثنا مین خسرو مکار وہان کارروائی کرکے محفل مین شاہزادہ رستم کے قریب آیا اور دست بستہ کہا شہریار زمان
دسترخوان حاضر ہے جہان اسقدر غلام نوازی فرمائی ہے امیدوار ہون کہ اسقدر اور بھی تکلیف گوارہ فرمائیے ہر چند شاہزادہ
نے انکار کیا کہ مجھکو بھوک نہین ہے لیکن اُس مکار نے نہ مانا باصرار تمام اُس خیمہ مین لیگیا جہان وہ کھانا دسترخوان پر
تکلف تمام چنا ہوا تھا شاہزادہ نے چند لقمہ آپ کیا ملعون کے تناول کیے اور ہاتھ دھو کے پھر محفل مین چلا آیا ابھی تھوڑی
ہی دیر گذری تھی کہ خسرو صراحی و جام لیے ہوئے جسمین دارو بیہوشی ملا رکھی تھی پھر آیا اور کہا اے والا منزلت نوش
فرمائیو شاہزادہ نے انکار کیا اسنے کہا شہریار یہ وہ شراب نہین ہے جسکو شرع
کا شربت ہے جس سے اعضا کی کاہلی رفع ہو جاتی ہے ورنہ استغفر اللہ مین کہ

حالانکہ شراب تھی بلکہ پیالہ ایک لوح
بجام بیہوشی ملا ہوا

گا پی لیا اُس لولی شوخ و شنگ نے اُس غزل کا صرف ایک ہی شعر گایا تھا کہ غزل سے عزیز روح کے دم تک بدن کا بند
نکل گیا۔ خراب حال ہر سب مغز حبیب ہوا جھکا، وفعتاً جھومنے لگا تمام گبرجن کو اس واقعہ کی خبر تھی شہزادہ کی اس
بے اختیاری کی حرکت کو دیکھ کے اچھل پڑے اور بہ آواز کہا وہ ساراجن کو اس حال کی خبر نہ تھی حیرت سے دیکھتے
تھے اور ایک دوسرے سے کہتا تھا یہ کیا رمز ہے کچھ عقل میں نہیں آتا جب شاہزادہ بالکل بیہوش ہو گیا خسرو
اور شیاطین وغیرہ زنجیر و طوق آہنی وغیرہ لیکے اُٹھے اور بعجلت تمام شہزادہ رستم کو مضبوط باندھ لیا اُس
مطربہ حسینہ نے جو یہ رنگ دیکھا بہت متعجب ہوئی آخر سکوت نہ کر سکی خسرو کے پاس آئی اور کہا اے جوان اس
تیرے مہمان نے کیا ایسا قصور کیا ہے جو تو اس بیدردی سے زنجیروں میں اسطرح مضبوط بستہ کر رہا ہے ابھی تو
اس اپنے مہمان کے روبرو دست بستہ عرض معروض کر رہا تھا خسرو نے کہا تو کیا جانے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ جوان
ہم سب کا دشمن جان تھا اگر ہم اسکو اس تدبیر سے گرفتار نہ کرتے تو یہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اور شیاطین کیجانب اشارہ
کرکے کہا کہ اس عقلمند شخص نے ہم سب کی جان بچائی ورنہ کوئی تدبیر بن نہ آتی اُس رقاصہ نے کہا تعجب ہے کہ تم اسقدر
مرد کی صورت ہو اور اس تن تنہا سے اسقدر خائف ہو اُسنے کہا یہ تن تنہا ہزاروں کی ہلاکت کو کافی ہے اُسنے کہا
افسوس اگر مجھکو پیشتر سے اس حال کی خبر ہوتی تو ضرور کسیطرح اس جوان جری کو اس فریب سے مطلع کر دیتی شیاطین
نے یہ سنکے کہا لینا اس مطربہ کو جانے نہ دینا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی خداوند فرعون کی خداوندی سے منحرف ہے شیاطین
کا یہ کہنا تھا کہ تمام سازندے اپنے اپنے ساز ہاتھوں میں لیکے دوڑے اور چاہا کہ اگر یہ نابکار اس عورت پر حملہ کریں تو
ہم بھی ان سازوں سے بجائے حربہ کام لیں خسرو نے کہا اے شیاطین دور بھی کرو یہ عورت ذات ہے بکتی ہے بکنے
دے غرضکہ وہ مطربہ اپنے سازندوں کو ہمراہ لیکے وہاں سے چلی گئی مگر یہ کہتی جاتی تھی کیا موذی کافر مردوے ہیں کہ
اس بیچارہ کو باین مکر و فریب گرفتار کر لیا دوسرے روز خسرو بن ضحاک شہزادہ رستم کو گرفتہ و بستہ کئے
ہوئے وہاں سے روانہ ہوا تیز تیز راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے نشان گرد نمایاں ہوا راوی کہتا ہے کہ وہ
نقابدار سرخ پوش تھا اُسکو بھی دور سے گرد دکھائی دی ہرکاروں کو خبر کیواسطے بھیجا وہ خبر لائے کہ خسرو بن
ضحاک شاہزادہ رستم کو گرفتار کئے قلعہ سنجاب کیجانب جاتا ہے کیونکہ فرعون شاہ نے رقعی حکم دیا ہے کہ جلد
جاؤ اور قلعہ سنجاب میں پہونچ کے حمزہ ثانی اور اُسکے سرداران ہمراہی کو ہلاک کرکے اُنکے سر لے آؤ نقابدار
سرخ پوش نے دست افسوس ملے اور کہا افسوس یہ کفاران بدکار کسقدر مسلمانوں کی ایذا دہی کے درپے ہیں اور
مرکب کو دوڑاتا ہوا خسرو بن ضحاک کے لشکر کے قریب پہونچا خسرو نے چند قدم آگے بڑھکے کہا اے نقابدار
تو کون ہے اور کیوں اسطرف آیا ہے نقابدار نے کہا میں تیرا سر کوبنا ہوں خاص تیری سرکوبی کیواسطے آیا ہوں خسرو
نے کہا اے نقابدار یہ گفتگو تیری بالکل بیمعنی ہے کیونکہ جسطرح تو کہتا ہے میں بھی کہہ سکتا ہوں لیکن اپنے اسطرف آنے اور برہم
ہونے کی کچھ حقیقت تو بیان کر نقابدار نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے رستم ثانی کو گرفتار کیا ہے اور اب قلعہ سنجاب
کیجانب چلا ہے کہ مسلمانان مقید کو شہید کرے اور سر اُن کے کاٹکر فرعون کی خدمت میں پیش کرے یہ سنکے خسرو
نے کہا ہاں یہ تو نے صحیح خبر سنی ہے اچھا تیرا مطلب کیا ہے نقابدار نے کہا ہمارا مطلب یہ ہے کہ رستم ثانی کو مع اسیران
ہمارے حوالہ کر اور مسلمانوں کو شہید کرنیکے ارادہ کو فسخ کر خسرو بن ضحاک نے کہا یہ کسیطرح ممکن نہیں ہے اُسنے
کہا اگر یہ حکم [illegible] نشان یہ ہے کہ ہم تم میدان میں جسکو خدا دے وہ لے خسرو نے سینہ
تھا نشانا [illegible] کیا اور ایک ہی ضرب تیغ میدان میں آسکے دو ٹکڑا کیا [illegible]

اُس نابکار کی قعر جہنم مین پہونچی لشکر کفار نے جو اپنے سردار اہل علم کو ہلاک دیکھا سب نے بالاتفاق نقابدار پر حملہ کیا
نقابدار نے اُنکو دم لینے کی بھی مہلت ندی اسقدر تلوار کے وار کیے کہ اُن سب کے حواس جاتے رہے آخر فوج
بے سردار بھی تاب مقابلہ نہ لائی اور لقمۂ تیغ ہوکے جہنم واصل ہوئے فراریون کے ساتھ شیاطین
بھی بھاگا نقابدار اُس مقام پر آیا جہان رستم ثانی طوق و زنجیر مین بستہ تھا رستم نے جو نقابدار کو دیکھا کہا ای
جوانمرد تو کون ہی نقابدار نے کہا ای شہریار پیشتر مین تمھارا ہوا خواہ تھا لیکن اب مین شاہزادہ بدیع الملک
کا ہوا خواہ ہون اور یہ اُسی شاہزادہ عالیجاہ کی محبت کا سبب ہی کہ تمکو قید سے رہا کرتا ہون رستم ثانی نقابدار
کی یہ تقریر سنکے آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای جوان دلاور دوران تجکو قسم ہی شاہزادہ بدیع الملک کے سر اقدس کی
کہ اپنی تلوار کا ایک ایسا وار مجپر لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جاے کیونکہ مجھکو قید و بند کی اسطرح کی رہائی سے
ہرطرح یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ مین ہلاک ہو جاؤن نقابدار ہنسا اور رستم ثانی کے دست و پا کے بند کھول کے
رستم ثانی سے کہا ای جوان تو نے میرا کہنا نہ سنا نقابدار نے کہا بس اب خاموش ہو رہو زیادہ گویائی کی ضرورت
نہین ہی یہ بتاؤ کسطرف کا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا مقدم کام یہی ہی کہ قلعہ سنجاب مین پہونچکے حمزۂ ثانی
کی رہائی کی تدبیر کرون نقابدار نے کہا اگر یہی ارادہ ہی تو مین ہمراہ ہون چنانچہ دونون بالاتفاق یکدیگر وہان سے روانہ
ہوئے اور بعد طی مراحل و قطع منازل قریب قلعہ سنجاب کے پہونچے سنجاب شاہ کو خبر پہونچی قلعہ سے
باہر آیا اور باواز کہا ای جوانو تم کون ہو جو یہان آگئے اور کسواسطے آئے ہو دونون نے بالاتفاق کہا ای سنجاب شاہ
ہم تجکو صرف اس بات کی اطلاع دینے آئے ہین کہ اگر تو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو بخلوص اعتقاد مسلمان ہو
اور ہمارے سردارون کو قید و بند سے خلاص کردے ورنہ جو سزا تجکو ملے اُسکے لائق اپنے کو سمجھنا سنجاب
شاہ نے رستم ثانی کیجانب متوجہ ہوکے کہا ای جوان اس خالف کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہی دین اور مذہب
کے بارہ مین زور اور ظلم کی کیا ضرورت ہی دو شخص آپس مین لڑتے ہین پھر ایک پس پا ہوتا ہی ہان اگر تو
اپنے مذہب کو سچ اور برحق سمجھتا ہی تو کوئی ایسا کار نمایان دکھا کہ یقین ہو جاے رستم ثانی نے کہا کیا کار
نمایان چاہتا ہی سنجاب شاہ نے کہا میرے قلعہ کے روبرو وہ جو نیستان ہی تخمینہ دیر دو سو فرسنگ تک چلا گیا ہی روز
پہر دن چڑھے ایک آہو اس نیستان سے نکلتا ہی عجیب و درد آمیز و حیرت خیز آواز سے چیختا ہی کہ دل ہل جاتا ہی
اگر تو اس آہو کو گرفتار کرلے یا ہلاک پس سمجھونگا کہ بیشک ترا دین و مذہب برحق ہی اور مین وعدہ کرتا ہون بلا
شرط مسلمان ہو جاؤنگا اور یہ اگر اُس ہرن کو ہلاک یا گرفتار نہ کرسکیگا پس مین ہرگز تیرے مذہب کو اختیار نہین
کرونگا اگر تو مجکو مسلمان ہونے کیواسطے مجبور کریگا یا میرے شہر کو تہ و بالا کریگا پس یقین سمجھ لے کہ جسقدر مسلمان
میرے یہان قید ہین سب کو قتل کرونگا رستم ثانی نے کہا ای سنجاب شاہ ہمکو تیری یہ شرط قبول و منظور ہی
سنجاب شاہ نے کہا ای جوان یقین سمجھ کہ ہمکو بھی اُسوقت مسلمان ہونے مین کوئی عذر نہ ہوگا رستم ثانی
اُس روز خاموش ہو رہا دوسرے روز اُس نیستان کیطرف آکے ایک بلند پشتہ پر متوقف ہوا اور نیستان
کیجانب نگاہ کی تا دیر دیکھتا رہا یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک آہو خوشرنگ متناسب اعضا سامنے سے چلا آتا ہی
اور پشتہ کے قریب آکے ٹھہرا اور حسب بیان سنجاب شاہ اس آواز حزین و دردناک سے چیخا کہ شاہزادہ
رستم کے دل پر بھی اثر غم و ملال کا چھا گیا بعدہ وہ آہو چاہتا تھا کہ بھاگ جاے کہ وہ شیر بیشہ جلادت جست
مار کے قریب آسکے پہونچا مع پڑا کمند کا لچھا آسکے اوپر پھینکا اُس کمند

خود رستم ثانی بھی بستہ ہو گیا اور وہ آہو بھی کمند سے لپٹا ہوا گا آسکے ساتھ رستم بھی کھنچا چلا گیا جب اُس نیستان مین دونون پہونچے غیب سے اس نیستان مین آگ لگ گئی اور وہ آگ اسقدر بھڑکی کہ وہ صد پا کوس کا جنگل آگ سے بھر گیا اُسکے شعلے آسمان تک جاتے تھے بلکہ جہنم معلوم ہوتا تھا پہر بھڑکے بعد وہ آگ از خود بجھ گئی اسپ جو لقا بیدار نے بغور نظر کی معلوم ہوا کہ وہ تمام میدان نیستان سیاہ ہے لیکن رستم ثانی کا کہین نشان نہین ہے نہایت تعجب ہوا دل مین کہا ایک نہ شد دو شد یہ کیا سامان پیش نظر ہے نہین معلوم بدیع الملک اس آگ مین جل گیا یا شہزادہ کو کوئی اٹھا لیگیا بقیہ روز اور تمام شب وہین بسر کی دوسرے روز دیکھا کہ وہ نیستان پھر اُسیطرح موجود ہے اور اُس سیاہی کا مطلق نشان نہین ہے اور زیادہ حیرت سے گھبرا دل مین کہا آج خود بھی اس آہو پر حملہ کر دیکھین کیا ہوتا ہے چنانچہ کمند کو حلقہ کر کے گھات مین بیٹھا حسب دستور آہو آیا اور دور کی آواز سے چنجا لقا بیدار نے حلقہاے کمند کو پھینکا آہو اور خود کو اس کمند مین گرفتار پایا اُسکا لشکر وہین آسکے مقیم ہوا

باز آمدم بر مقصد دیوانہ سگ نورج پدر رگ کہ از دست شہزادہ عالیمقدار بدیع الملک والا تبار دو تا و زخم بر سر خوردہ بود

چنپت ہو کیون نہ حسن جو اک گل میدہ ہو
کیا مین بھی مثل شیشہ سر بریدہ ہون
لونگا مین سب کو چھوڑ کے ناک عدم کی راہ
محراب کعبہ حاج کمین وہ خمیدہ ہون
آو آفتاب تھو اُفق بام سے دکھا
بے یار بزم بادہ مین ہوش پریدہ ہون
سودا سے عشق خیر کہان ہے برنگ گل
بے اختیار صورت صور دمیدہ ہون
تھا چاک جیب صبح تو شور ای جنون

بلبل نہین ہون طائر رنگ پریدہ ہون
مثل خم شراب خرابات وحشر مین
ہر چند قافلہ مین ہون لیکن جریدہ ہون
تیرا غلام کچھ مہ کنعان فقط نہین
مانند صبح مین بھی گریبان دریدہ ہون
ہرگز مجھے نظر نہین آتا وجود غیر
اپنے ہی حسن پر مین گریبان دریدہ ہون
ہنستا ہون مین نکال کے دانت شیشۂ دور
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

کیون میرے قتل ہونے سے وہ مست خوش ہوا
زاہد برائے بادہ جو مین آفریدہ ہون
طاقت ہے طاق ابروے خمدار یار
کہتی ہے مشتری بھی مین تیری خریدہ ہون
کس کو خبر کہ شیشہ کہان ہے قدح کہان
عالم تمام ایک بدن ہے مین دیدہ ہون
ممکن نہین ہے ضبط فغان حشر ہو تو ہو
باہم جہان مین مثل انار رسیدہ ہون
گر جان جائے غم نہین لیکن یہ بات جائے

ناسخ وہ کچھ رہا ہی تو مین بھی کشیدہ ہون

باغبانان گلستان خوش بیانی و چمن آرایان بوستان ہمہ دانی گلہاے مضامین رنگین کو سبد ورق پر مرتب کر کے اسطرح پیش کش ناظرین والا گہر و شائقین عالی نظر کرتے ہین کہ جب دیوانہ سگ نورج بدرگ شہزادہ والا رفعت عالی مرتبت نخل زمان یعنی بدیع الملک ذیشان کے دست زبردست سے مجروح ہو کے حواس باختہ ہو گیا مرکب اُس نابکار و مکار کا چراغ پا ہوا ایک جانب لیکے بھاگا تین روز تک برابر راہ بادیہ پیمائی کرتا رہا چوتھے روز ایک صحراے لق و دق مین پہونچا جہان سبزہ بہ کثرت رو ئیدہ تھا چونکہ بھوکا بہت تھا مصروف چراگاہ ہوا نورج کا سر شگافتہ تھا چار روز کے تکان سے اور زیادہ بے حال ہو گیا تھا پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے اس صحرا مین گرا اور بیہوش ہو گیا یہ ایک جگہ پڑا ہے مرکب دوسری طرف سبزہ زار مین چرتا پھرتا ہے راوی کہتا ہے کہ اُس نواح مین اسکندریہ نام ایک ملک وسیع و عریض واقع ہے اُس ملک کا فرمانروا اُس شکارگاہ مین مصروف صید تھا ایک آہو کے عقب مین مرکب سے تھا شاد و دوڑاتا چلا جاتا تھا اُس بیشہ مین اُسکا گذر [illegible] جسکے سر پر دو زخم ہین بیہوش زمین پر پڑا ہے اور ایک مرکب ایک جانب چرتا پھرتا ہے [illegible] نظا تعجب سے قطع نظر کی اور وہان سے مراجعت کر کے اپنے مردان ہمراہی مین [illegible] شاہ کے ساتھ اس مقام پر آکے کیفیت مشاہدہ کی متعجب ہوئے

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو ہمراہ لے چلو چند ملازم آگے اور توریج کو اٹھا لیگئے جب اسکندریہ مین پہونچے
جراح بلائے گئے زخمون پر مرہم رکھا گیا مرغ کا شوربا پلایا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد اس جوان کو تندرست
کرو جس شے کی ضرورت ہو ہماری سرکار سے بلا تکلف لو چند روز کے بعد توریج تندرست و تازہ ہوگیا اسکندرشاہ
کو خبر پہونچی کہ وہ جوان تندرست ہوگیا ہی بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور بنہایت تعظیم و تکریم سے پیش آکے کہا
ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی توریج بدرگ نے کہا ای بادشاہ مجکو توریج صاحبقران کہتے ہین سکندرشاہ
نے کہا کون توریج ایک توریج خان ہمارے خداوند فرعون کے لشکر مین ہی اور خدا پرستون کے مقابلہ مین
کارزار کرتا ہی توریج خان نے کہا ای بادشاہ مین وہی توریج خان ہون جسکا تو پتا دیتا ہی سکندرشاہ نے
پوچھا یہ زخم تیرے سر پر کسطرح پہونچے اسنے کہا مسلمانون کے مقابلہ مین سرگرم تھا بدیع الملک سردار لشکر اسلام
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا ہون اسوقت ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم تھا اور مین زخمی ہو چکا تھا حالت زخمداری مین
دفعتاً مرکب میرا چراغ پا ہوا اور اسطرف لیکے چلا آیا ہرچند کہ مجھ مین مطلق حالت باقی نہ تھی مگر بکمال جبر اس مرکب
کی پشت پر قائم رہا کئی روز کے بعد جب اس صحرا مین پہونچا بیہوش ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا مجھکو
خبر نہین کہ یہان کون لایا چونکہ مشیت خداوندی مین ابھی میرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا اسوجہ سے صحیح و سلامت اس
صحرا تک پہونچا اور تو وقت پر پہونچ گیا جو میری صحت کا باعث ہوا ورنہ جانوران صحرائی مجکو کہا جاتے کسیکو میرے
حال کی مطلق خبر نہ ہوتی یہ حال سنکے اسکندرشاہ حاکم اسکندریہ اٹھ کھڑا ہوا بکمال اعتقاد تین مرتبہ توریج بدرگ
کے گرد پہرا توریج خان نے کہا ای بادشاہ اب تو کسیقدر اپنا حال خیریت مال بیان کر کہ کون ایسا رحمدل خداوند
فرعون کا خاص بندہ ہی جو اسکے مقربون کی اسقدر خاطرداری و مدارا مین مصروف ہی اسنے کہا ای توریج خان
میرا نام سکندرشاہ ہی خداوند فرعون ہی کی برکت پرستش و بندگی سے اس مملکت اسکندریہ پر حکومت
رکھتا ہون ورنہ مین کہان اور یہ حکومت کہان توریج بدرگ نے کہا ای بادشاہ خوشا حال تیرا کہ تو خداوند
فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہی مگر تعجب ہی کہ خداوند فرعون کی ملازمت سے محروم ہی میری رائے یہ ہی کہ اپنے
تمام لشکر کو فراہم کرکے میرے ہمراہ خداوند فرعون کی خدمت مین حاضر ہو اور اسکے سجدہ کر تاکہ تیرا اعتقاد بڑھے
ثروت و حکومت مین برکت ہو اسکندرشاہ نے کہا ای جوان مقرب خداوند میری بھی خواہش دلی یہ ہی
کہ خداوند کی ملازمت سے برکت و عزت حاصل کرون مگر دقت طلب یہ امر ہی کہ یہان سے قریب ایک ملک کی
سرحد واقع ہی جسکو اختر اشیہ کہتے ہین وہان کا حاکم اختران شاہ ہی جو اسوقت پانچ لاکھ سواران جرار کی فوج
رکھتا ہی خورشید ستارہ پرست نام اس بادشاہ کا سپہ سالار ہی جو ہر طرح کی قابلیت و لیاقت مین اپنا مثل و نظیر
نہین رکھتا اختر اشیہ کی تمام رعایا مع شاہ و وزیر ستارہ پرست ہی یہ تو ممکن ہی کہ مین ابھی تمہارے ہمراہ فرعون
شاہ کی خدمت مین چلون لیکن اختران شاہ خبر پاکے فوراً مملکت اسکندریہ کو تاراج و تباہ کرکے مسخر کرلیگا
اور مجھسے کوئی تدبیر نہ ہوسکے گی توریج نے کہا ای بادشاہ یہ امر کچھ مشکل نہین ہی چلو پہلے خورشید ستارہ پرست
ہی کے قصہ کو پاک کرین اور اسکا ملک تمہارے حوالہ کرکے باطمینان تمام فرعون شاہ کی ملازمت سے بہرہ یاب
ہون اسکندرشاہ نے کہا ای دلاور دوران خداوند فرعون کی قدرت و تفضل سے مجھکو سب طرح کی امید ہی
لیکن بظاہر حال پانچ لاکھ سواران جرار و تجربہ کار کے مقابلہ مین میری قلیل ... عقل مین نہین آتا
توریج نے پوچھا تمام اسکندریہ مین فوج کسقدر ہوگی اسکندر شاہ

جمعیت ہوگی توریج

بدرگ نے کہا پس پانچ لاکھ سوار کے مقابلہ مین اسقدر فوج کافی ہی کچھ فکر نہ کرو آخر ہم کسواسطے ہین اگر اس قلیل
فوج سے اختر انیہ کو مسخر نہ کیا تو خداوند کا فضل و کرم ہی ہمارے حال پر کیا القصہ سکندر شاہ نے سامان جنگ
فراہم و تیار کرنا شروع کیا اسباب سفر بند ہوا یا فوج کو اطلاع دی کہ فلان روز اختر انیہ کی جانب کوچ ہوگا سب تیار
ہوگئے روز معہودہ کو ہمراہی نوریج بدرگ مع فوج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد مملکت
اختر انیہ کے قریب پہونچا یہ خبر خورشید ستارہ پرست سپہ سالار اختران شاہ کو پہونچی کہ سکندر شاہ والی
حاکم مملکت اسکندریہ مع فوج و لشکر اسطرف عازم پیکار ہوگئے آیا اسنے سکندر شاہ کو اس مضمون
کا نامہ لکھا کہ بعد ثنا و صفت خداوند زحل ای سکندر شاہ آگاہ ہو ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تو مع فوج و لشکر
مملکت اختر انیہ مین وارد ہوا ہی حالانکہ مدت ہاے دراز سے ہم بھی مملکت اختر انیہ کے سپہ سالاری پر ممتاز ہین
ہمنے کبھی ایسا اتفاق نہین دیکھا کہ کوئی سردار حاکم اسکندریہ کا مع فوج اسطرف آیا ہو اگر تو کسی خاص ضرورت
سے اسطرف وارد ہوا ہی تو جلد یہان سے اپنی دار السلطنت کو واپس جا ورنہ حسب قاعدہ تجھسے تعرض کیا جاویگا
اور ای سکندر شاہ تو جو اپنے چند نفر سپاہیون کے بھروسے پر بلا تکلف ایک بادشاہ عالیجاہ کی سرحد مین وارد
ہوا تجھکو خوف نہین معلوم ہوتا ابھی اگر اختران شاہ کو اس ماجرے کی خبر کردون تو چند لمحہ مین تیری حکومت
و مملکت خاک سیاہ کردے اور تجھکو گرفتار کرے جب اس مضمون کا نامہ سکندر شاہ کو پہونچا نوریج بدرگ
سے کہا ای دلاور دوران دیکھو اس نامہ مین خورشید نے کیا لکھا ہی نوریج خان نے بھی اس نامہ کو اول سے
آخر تک پڑھا سکندر شاہ سے کہا ای بادشاہ یہ خورشید حالانکہ منصب سپہ سالاری رکھتا ہی تاہم ایسے
کلمات گستاخانہ لکھتا ہی یہ بجاے خود اپنے کو حاکم خود مختار سمجھتا ہی سکندر شاہ نے کہا واقعی خورشید اختران شاہ
کا مقرب و معتمد ہی اور عقیل و فہیم مشہور ہی نوریج نے قلم اٹھایا اور خود اس مضمون کا جواب نامہ لکھا کہ ای خورشید
آگاہ ہو ہم خاص اس غرض سے یہان آئے ہین کہ جو معاملہ مملکت اختر انیہ اور اسکندریہ کے درمیان کمی اور
زیادتی کا واقع ہی وہ فیصل ہو جاے تو فورًا اختران شاہ کو اطلاع دے خورشید ستارہ پرست اس جواب
کو پڑھکے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ کے باہر آیا اور نقارہ جنگ بجوادیا دوسرے روز صبح کو میدان معرکہ
مین آکے مبارز طلب کیا نوریج خان اسکے مقابلہ کیواسطے آیا خورشید ستارہ پرست نے اس سے کہا
ای جوان تو کون ہی نوریج نے کہا پہلے تو بتا کون ہی خورشید نے کہا مین جو ہون سب جانتے ہین کہ اختران شاہ
کا سپہ سالار خورشید ستارہ پرست نام سے مشہور ہون سکندر شاہ نے بعد مدت مدید اختران شاہ
کی فوج سے مقابلہ کرنا چاہا ہی پس مین اسکے مقابلہ کو آیا ہون اب بتا تو کون ہی نوریج نے کہا مین نوریج خان
صاحبقران ہون خداوند فرعون کا بندہ خاص الخاص فی الحال مسلمانون نے خداوند پر عرصہ تنگ کر دیا ہی
للہذا مسلمانون کے تدارک کا ارادہ رکھتا ہون اب چونکہ یہان پہونچنے کا اتفاق ہوگیا ہی چاہتا ہون سکندر شاہ
بھی میرے ہمراہ چلکے خداوند کی ملازمت سے بہرہ یاب ہو جاے چنانچہ مین نے اس سے کہا بھی ہی اسنے جواب
دیا کہ خداوند کی آستان بوسی کو میرا بھی دل چاہتا ہی مگر یہ خیال مانع ہوتا ہی کہ میری غیبت مین اختران شاہ
مملکت اسکندریہ کو تباہ و تاراج کرکے مسخر کرلیگا مین نے کہا ای سکندر شاہ اگر اختران شاہ کا اسقدر خدشہ
ہی پس پہلے ہی قصہ پاک کر لینا چاہیے چنانچہ سکندر شاہ اسکندریہ سے کوچ کرکے یہان پہونچا خورشید ستارہ
پرست نے نوریج [illegible] کہا ای نوریج معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ آرائی کا سبب تو ہی ہے ورنہ

سکندر شاہ کی یہ جرات نہ تھی خیر کیا مضائقہ ہے غرضکہ دونون مین جنگ نیزہ و عمود شروع ہوگئی تا دیر رد و بدل
رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا تیغ بازی کی نوبت آئی راوی کہتا ہے کہ یہ توریج بدرگ نہایت زبردست
گبر ہے جسکا حال پیشتر قلمبند ہو چکا ہے جتنے کہ اسکے زور و طاقت کا حال دیکھکر شاہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا
تھا اور اسی خوشی کی حالت مین یہ نابکار شہزادہ کے مرکب پر سوار ہوکے بھاگ گیا تھا غرضکہ آج بھی اس ملعون
نے بعد رد و بدل بسیار خورشید ستارہ پرست کو زخمی کیا اختران شاہ کو خورشید کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی
بعجلت تمام میدان حرب مین پہونچا اور توریج سے کہا ای جوان سفاک تو نے ہمارے سپہ سالار کو زخمی کیا ہے اب
ہم تجھکو کیا تمام اسکندریہ کو خاک سیاہ کر دینگے آجتک ہمنے اس نظر سے درگذر کی کہ کم زور سے مقابلہ کرنا ہی کیا
مگر اسکندر شاہ نے خود سبقت کی توریج بدرگ نے جواب دیا کہ ای اختران شاہ اب کم زور کے مقابلہ سے درگذر
نہ کر بہر حال آج کمزوری و شہزوری کا تصفیہ ہو جانا چاہیے یہ کہا اور اختران شاہ پر حملہ کرنا چاہا اختران شاہ اسکے
سامنے سے چلا آیا اور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا گیر و بزن کی آواز بلند ہوئی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر
دکھائی دیئے خون کے دریا بہے توریج بدرگ جنگ و حرب کرتا ہوا خورشید ستارہ پرست کے قریب پہونچا
دیکھا خورشید پشت مرکب پر درد زخم سے بے حال ہو رہا ہے اور خون پرنالہ کی طرح جاری ہے خورشید کے نزدیک
پہونچا پشت مرکب سے کھینچ کے زمین پر لایا اور گرفتہ و بستہ کر لیا اختران شاہ اپنے سپہ سالار کو گرفتار دیکھکے
بالکل نا امید ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج اختراشیہ تاب مقابلہ نہ لا کے پسپا ہوئی اور شہر مین آکے دم لیا توریج بدرگ
نے بافتح و نصرت وہان سے مراجعت کی اسوقت شیاطین یہان پہونچا توریج کو سلام کیا توریج نے جواب سلام
بعد پوچھا کیا خبر ہے شیاطین نے کہا ای توریج خان حمزہ ثانی وغیرہ سنجاب شاہ کی حراست مین ہین ضحاک شاہ
نے فرعون شاہ سے کہا ای خداوند خدا پرست جس خداوند پرست کو گرفتار کرتے ہین فوراً اسکو قتل کرتے ہین آپکی
کیا وجہ ہے کہ خداوند نے حمزہ ثانی وغیرہ کو سنجاب شاہ کی حراست مین بھیجدیا ہے اور ابتک وہ زندہ و سلامت
ہین بنا بران فرعون شاہ نے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ نامہ قتل خدا پرستان سنجاب شاہ کے نام بھیجا تھا
رستم ثانی قلعہ سے باہر آیا اور خسرو بن ضحاک کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا مین نے اسکو پہچانا خسرو کو اطلاع دی کہ
وہ گھبرا گیا مین نے اسکی دلجمعی کر کے رستم ثانی کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا مگر نقابدار سرخ پوش بر وقت پہونچا اور
اسنے رستم کو خلاص کر دیا اور خسرو بن ضحاک شاہ کو بھی ہلاک کیا فی الحال رستم ثانی اور وہ نقابدار دونون
بالاتفاق قلعہ سنجاب کیجانب گئے ہین تاکہ حمزہ ثانی وغیرہ کو قید و بند سے رہا کرین اور گمان غالب ہے کہ وہان خدا پرستون
کو قلعہ سنجابیہ سے رہا کر لیجاوینگے تو یہان کس خواب خرگوش مین مبتلا ہے توریج نے کہا ای شیاطین تو مجھکو اسطرف سے
غافل نہ سمجھ مین ابتک مسلمانون کی حال کی خبر لینے کو پہونچ گیا ہوتا مگر سکندر شاہ کو بھی ہمراہ لیجانا چاہتا تھا سکندر شاہ
نے یہ عذر کیا کہ مین اختران شاہ اور خورشید ستارہ پرست کے دغدغہ سے نہین جا سکتا ہون مینے کہا پہلے اسی
قصہ کو پاک کر لون چنانچہ خورشید ستارہ پرست کو مین نے خداوند کے فضل سے گرفتار کر لیا ہے اور اختران شاہ
پسپا ہو کے قلعہ بند ہو گیا ہے مین چاہتا ہون کہ شاہ کو بھی گرفتار اور قلعہ کو مسخر کر لون تو پھر خدا پرستون کیطرف متوجہ ہون
شیاطین نے کہا ای توریج خان میرے نزدیک یہان کا اسقدر توقف بہت مضر ہوگا کیونکہ رستم ثانی اور نقابدار
عنقریب وہان پہونچا چاہتے ہین جبتک تم قلعہ اختراشیہ کو مسخر اور اختران شاہ کو گرفتار کروگے وہ دونون بلا سے سبلہ
وہان مسلمانون کو رہا کر لیجاوینگے توریج خان نے کہا ای شیاطین اگر تجھکو پیشتر سنجابیہ کی یہ خبر معلوم ہوتی تو مین اختراشیہ

کے حال سے قطع کرتا اور بیشتر اسیطرف جاتا مگر جب یہان اسقدر کوشش کرچکا ہون تو کسطرح اس قصہ کو ناتمام چھوڑ کے چلا جاؤن تا قطع نظر اسکے سکندر شاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ اختران شاہ کو گرفتار کرکے اختر انیہ کا تجکو حاکم کردونگا اگر یہان سے چلا جاؤن تو اختر انیہ کی حکومت کیسی خود اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرکے اسکندریہ پر قابض ہوجاے گا شیبا لبین تا دیر متامل رہا اور کہا ای خان والا شان یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن بہرحال مسلمانون کے قصہ کو فیصل کرنا سب سے مقدم کام ہی کیونکہ بالفرض اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرلے گا اور اسکندریہ کو اپنے قبضہ مین لے آویگا پھر بھی دوسرے وقت اختران شاہ سے تعرض کیا جاسکتا ہی لیکن اگر مسلمانان مقید رہا ہوگئے تو پھر تمام عالم کے ممالک اُنکے قبضہ مین آجاوینگے اور خداوند فرعون کا تو نام و نشان تک باقی نہ رہیگا

نورج خان مجبور ہوکے سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

اب نورج بدرگ کو قلعہ سنجابیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور حال فیروزہ نی بال شاہزادہ بدیع الملک دلاور سے معلوم ہوتا ہی کہ اُس جنگ مغلوبہ مین سے کہان غایب ہوگیا

دہ ہو افسردہ دل اب تو خزان جاتی ہے بلبل
ز حسن گل ہزار بش دوستان ست
نہ خفتم دوش تا وقتیکہ دیدم
نہ باغ کست این بہشت جاودان ست
سیان باغ از سرو و صنوبر
عیان از یک زمین دو آسمان ست

کوئی تازہ غزل کہہ رکھ بہار آئی ہے ای بلبل
زمین از رنگ لالہ لعل پوش ست
نسیم صبح دم دامن کشان ست
درختانکش ز رنگارنگ میوہ
خیابا ہے وجوئے درمیان ست
بدل گفتم غم از دل میبرد این باغ

دگر صبح ست و بلبل نغمہ خوان ست
ہوا از بوسے گل عنبر فشان ست
نسیم بردتا باغے کہ گفتم
بکل چون درفش کاویان ست
ز عکسے کہکشان افگندہ در روی
مگر این باغ بیرون زین جہان ست

سخن پرداز این طرفہ حکایت و چنین از داستان کردہ روایت کہ جب شاہزادہ بدیع الملک کا دست چپ بھی زخمی ہوگیا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اول تو شاہزادہ جراحت سے بے حال ہورہا تھا مزید برآن مرکب جراغ پا ہوا ایک جانب شاہزادہ کو لیکے بھاگا حتے کہ ایک دریا کے کنارہ پہونچا وہان جا بجا سبزہ روئیدہ تھا یہ تو ماندہ و گرسنہ تھا ہی چرنے مین مصروف ہوا شاہزادہ کا حال ابتر تھا پشت مرکب پر توقف نہ کرسکا زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا اس نواح مین ایک شہر ہی جسکا حاکم خود مختار ولوس شاہ ہی بارہ ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہی شکار کا شوق اسکو از حد ہی حسب اتفاق اُس روز بھی شکار کیواسطے شہر کے باہر آیا تھا شکار کرتا ہوا اُس سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان مجروح و بدحال زمین پر سرنگون پڑا ہی اور ایک ہزار ایک جانور اُس پر سایہ کیے ہین ہمتن محو حیرت ہوگیا کبھی بغور شاہزادہ کو دیکھتا تھا کبھی اُن جانوران سایہ کردہ کو ... مردمان ہمراہی سے کہا کوئی تم مین جانتا ہی کہ یہ جوان کون ہی اُنھون نے کہا شہریار ہمنے کبھی اس مقام پر اس جوان کو نہین دیکھا نہین معلوم کون ہی اور کسطرح مجروح ہوکے یہان تک پہونچا طرفہ تر یہ کہ یہ جانور اس پر سایہ کیے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ذی عزت و ذیشان بلند کردہ بہت بزرگ بھی ہی بادشاہ نے کہا خیر کوئی ہو بہرحال اسکو شہر مین لیچلو جو کوئی ہوگا معلوم ہوجائیگا ملازم شہزادہ کو شہر مین اُٹھا لاے اسکے علاج ہونا شروع ہوا چند روز کے بعد شہزادہ تندرست ہوا ہوش و حواس درست ہوئے ولوس شاہ نے اپنے پاس بلایا دیکھا نہایت وجیہہ و خوبصورت جوان ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا پوچھا ای جوان سچ بتا تو کون ہی اور کسطرح یہان وارد ہونے کا اتفاق ہوا اور زخمی کسطرح ہوا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ ... کہتے ہین مجھکو نورج بدرگ نے زخمی کیا ہی جنگ مغلوبہ کے سبب سے

مرکب چراغ پا ہوا اور وہان سے بھاگ کر یہان پہونچا چونکہ مین زخم سر و دست سے بیحال ہو رہا تھا اُسکی پشت سے زمین پر گرا
خداوند عالم کا فضل شامل حال تھا جو تو بر وقت وہان پہونچ گیا اور مجکو اُٹھا لایا ورنہ پیران میرا علاج کیا ورنہ ابتک طعمۂ
جانوران صحرائی ہوگیا ہوتا دیوس شاہ نے کہا خداوند عالم کسکو کہتے ہین شاہزادہ نے کہا خداوند عالم اُس واحد لا شریک
کا نام پاک ہی جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری اور تیری سب کی جان ہی اور جو کل موجودات کا خالق و مالک ہی سہ
پادشاہ پادشاہان جان نگار انس و جان ٭ آنکہ نامش بر زبان از آب حیوان خوشترست ٭ دیوس شاہ نے کہا یہ نام مین نے آج
ہی سنا ہی معلوم ہوتا ہی تو خدا پرست ہی شاہزادہ نے کہا لاریب فیہ اے پادشاہ مین تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے
میرے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی کہ اُس عالم بیہوشی مین یہان لایا اور میرا علاج کیا مین چاہتا ہون کہ اس
احسان کے عوض مین ایسا کچھ تحفہ دون جو دنیا کے تمام تحفون سے افضل اور اعلےٰ ہو دیوس شاہ نے کہا وہ کیا تحفہ ہی
شاہزادہ نے کہا وہ تحفہ یہ ہی کہ جس خدا کی مین پرستش کرتا ہون اُسکی پرستش تو بھی کر اور راہ ضلالت کو چھوڑ
دے دیوس شاہ نے کہا اے جوان تعجب ہی کہ مین نے تجھپر یہ احسان کیا اور تو مجکو دین قدیم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہی
مین سمجھتا تھا کہ تو مال دنیا سے کوئی خاص قسم کا بیش قیمت تحفہ دینا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا اے دیوس شاہ
تعجب ہی کہ تو باوجود اس منزلت شاہی کے مال دنیا کی وقعت کو دل مین جگہ دیے ہوے ہی دنیا مقام گذاران ہی
مال دنیا صرف دنیا تک ہی ہان عمل نیک حشر تک ساتھ رہتا ہی اور یہ عذر کیسا کہ ہمارا دین قدیم ہی یا آبائی ہی قابل
سماعت نہین ہو سکتا کیونکہ دین حق کا اختیار کرنا ہر شخص پر فرض ہی اور دین حق وہی دین ہو سکتا ہی جس کو بعد
اجتہاد کے حق ہونا ثابت کر لیا ہو اگر تو اپنے دین کو حق سمجھے ہوے ہی پس میرے روبرو اُسکا حق ہونا ثابت
کر دیوس شاہ نے کہا اے جوان مین اسوقت کسی بحث و تکرار سے حق کو دریافت کرنا نہین چاہتا بلکہ ایک شرط پر
اس بحث کو موقوف کرتا ہون اگر وہ شرط پوری ہوجائیگی پس مین مذہب اسلام کو حق سمجھونگا ورنہ اس تکلیف
سے مجکو معذور رکھ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی اچھا اُس شرط کو بھی بیان کر دیوس شاہ نے کہا وہ شرط
یہ ہی کہ اس نواح مین ایک گھوڑا دریا سے باہر آتا ہی ہیئت اُسکی یہ ہی کہ کلا اُسکا سرخ ہی اور دُم سفید باقی تمام جسم اُسکا
سیاہ ہی اے جوان وہ گھوڑا ایسا خوبصورت مناسب اعضا ہی کہ مین نے تمام عمر ایسا خوبصورت گھوڑا نہین
دیکھا اور نہ کچھ کیا موقوف ہی کسی نے اس صورت و ہیئت کا گھوڑا نہ دیکھا ہوگا اگر تو دعوی مردانگی رکھتا ہی اور اپنے
مذہب کو حق سمجھتا ہی پس اُس مرکب خوش وضع کو مسخر کر کے قبضہ مین لا اس صورت مین مجکو تو ہر طرح مطیع فرمان
سمجھ اور مین بلا تکلف دین اسلام کو حق سمجھ کے مسلمان ہوجاونگا در صورت دیگر مین مجبور ہون راوی کہتا ہی کہ
اسی قبیل سے دیوس شاہ نے اُس مرکب دریائی کی ایسی تعریف کی کہ شاہزادہ نادیدہ اُس گھوڑے پر فریفتہ
ہوگیا اور کہا اے دیوس شاہ مطمئن رہ انشاء اللہ الکریم مین ضرور اُس گھوڑے کو گرفتار کرونگا دوسرے روز پتہ نشان
دریافت کر کے اُس مقام پر انتظار مین بیٹھا قریب نصف النہار وہ گھوڑا دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ واقعی
نہایت خوبصورت گھوڑا ہی حسب کرکے قریب اُسکے پہونچا اور یال گرفت مین لا کے اسقدر گھونسے اُسکے مارے
کہ ساری شرکی اُسکی تمام ہوگئی اور اُسکی پشت پر سوار ہوکے شہر مین آیا خلائق شہر ہر چہار جانب تماشا دیکھنے کو جمع ہوگئی
دیوس شاہ اُس گھوڑے کو دیکھ کے بہت خوش ہوا بدیع الملک نے کہا اے پادشاہ اب کیا عذر ہی کہو لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ دیوس شاہ کلمۂ طیبہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا شاپور شیر دل شاہزادہ
کی جستجو اور تلاش مین جابجا پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُسطرف بھی گذر ہوا شاہزادہ کو دیکھا اسلام کیا شہزادہ شاپور کو دیکھ

کے بہت خوش ہوا کہا آہ نظر کردہ شاہ ولایت تم یہان کہان اور کیا خبر تازہ لائے ہو آج مین تمکو یاد ہی کر رہا تھا
شاپور نے کہا شہریار مین عرصہ سے تمھاری تلاش مین پھر رہا ہون بارے آج یہان تمھاری ملازمت حاصل
ہوگئی خبر یہ ہی کہ رستم ثانی قلعہ سنجاب کے طرف حمزہ ثانی کی خلاصی کی فکر مین گیا ہی اور تورج بدرگ بھی اُسکے
عقب مین گیا ہی تمھارا کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا اے شاپور ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی کا
قید و بند فرعون سے خلاص ہونا ایک ضروری بلکہ فرضی کام ہی مین بھی چلتا ہون یہ کہا اور بارہ ہزار سوار کی جمعیت
سے قلعہ سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو اثنا سے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور تورج بدرگ کے حال کی جانب توجہ کی جاتی ہی

بود صفحہ ابروے آن ماہ کہ میگفتم
تو میکردی عتاب از زبانہ و من تقصیر میگفتم
فلک خاک ترا خشت خم من ساختہ ای واعظا
سخن در محفل او از لب تصویر میگفتم

سخن پیچیدہ تر از جوہر شمشیر میگفتم
تو خندان بہچو گل من غنچہ سان دلتنگ بودم
تو از تدبیر میگفتی من از تقدیر میگفتم
چو شمع از سوز دل می سوختم من تا سحر گویا

چہ رنگین بود جوش خلوت ناز و نیاز امشب
تو از بیداد و من از نالہ شبگیر میگفتم
مزاج نازک او برنمی تابید نحو غلط سرا
گہے از اشک و گہ از آہ بے تاثیر میگفتم

شیرین کلامان بزم سخن سرائی و رمز شناسان محفل دقیقہ رسی و نکتہ پیرا سے نفس عیسوی دم سے اسطرح اعجاز دکھاتے
ہین کہ چند روز کے بعد جو دی سگ تورج بدرگ نواحی سنجابیہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک جانب میدان مین بیچ مین
لشکر نقابدار خیمہ زن ہی تورج نے اُس لشکر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر نقابدار کا ہی نقابدار نے خسرو
کو ہلاک کیا اور رستم کو قید و بند سے رہا کر کے دونون قلعہ سنجابیہ پر یورش کرنے کو چلے جب قریب قلعہ کے
پہونچے سنجاب شاہ حاکم سنجابیہ سے دو چار ہوئے اور سنجاب شاہ کو مسلمان کرنا چاہا سنجاب شاہ نے
اپنا مسلمان ہونا اس شرط سے مشروط کیا کہ اگر نیستان کا آہو گرفتار ہو جاے چنانچہ وہ دونون اس طلسم مین غائب
ہوگئے ہین تورج بدرگ سوچا کہ صاحبقران عصر کا کام طلسمون کو فتح کرنا ہوتا ہی چنانچہ رستم اور نقابدار دونون
اسی غرض سے طلسم مین داخل ہوئے ہین کہ طلسم فتح کر کے دعوی صاحبقرانی کرین مین بھی صاحبقران عصر ہون
بالضرور میری سعی و کوشش سے یہ طلسم فتح ہو جاے گا اسوقت ممکن ہی کہ رستم ثانی اور نقابدار کو طلسم سے باہر
لا کے قتل کرون یا جیسا کچھ مناسب جانون عمل مین لاؤن حاصل کلام تورج بدرگ اسیطرح کے خیالات کو
اپنے دل مین وسیع کر کے اس طلسم کے فتح کرنے کو مستعد ہو گیا چنانچہ دوسرے روز صبح کو مرکب پر سوار ہو کے
اُس نیستان کیجانب روانہ ہوا چند ساعت کے بعد اُس مقام پر پہونچا جہان سے وہ آہو نمودار ہوتا تھا چند لمحہ
وہان توقف کیا تھا کہ حسب دستور آہو نمایان ہوا اسنے بھی کمند کو حلقہ کر کے اُسکی جانب پھینکا وہی نتیجہ پیش آیا
جو رستم ثانی اور نقابدار کو پیش آیا تھا یعنے تورج بھی گرفتار طلسم ہو گیا اُسکے لشکر نے بہت کچھ تجسس کیا جب نہ پایا
ناچار وہ بھی اُسی میدان مین ایک جانب مقیم ہوا اُدھر نقابدار کا لشکر نقابدار کے انتظار مین نیستان کیجانب نگران
ہی ادھر تورج کا لشکر آنکھین پھاڑ پھاڑ کے نیستان کو گھور رہا ہی چند روز کے بعد شاہزادہ بدیع الملک بھی اس مقام
پر پہونچا دیکھا تورج کا لشکر وہان مقیم ہی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تورج کے لشکر کو قتل کرو اور انمین سے جو کوئی مسلمان
ہونے کا اقرار کرے اسکو بامر دیدہ سنکر پیشاہ نے دیکھا کہ تورج طلسم مین جا کے مفقود الخبر ہو گیا ہی اور بدیع الملک
چاہتا ہی کہ میرے تمام [illegible] آیا آخر چار و ناچار فکر تدبیر و فکر قرار دی گی زندان مین قید رشید ستارہ مہر سے
نکے پاس آیا کہا [illegible] کہ ہمارا سردار تورج تو وہ طلسم مین داخل ہو کے غائب ہو گیا ہی

بدیع الملک بن نور الدہر آیا ہے وہ چاہتا ہے میرے تمام لشکر کو تہ تیغ کرے میں تمہارے پاس خاص اس غرض سے
آیا ہوں کہ اگر تم بدیع الملک سے مقابلہ کر سکو اور میرے لشکر کو اسکے دست زبردست سے محفوظ کرو تو میں تمکو
اس قید و بند سے رہا کر دوں ورنہ تمہارے لشکر کے ساتھ ہم تم بھی ہلاک کیے جاوینگے مجکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک
اپنے نام کا ہے نادیتک کوئی مسلمان نہ ہوگا ہرگز اسکی تیغ بیدریغ سے محفوظ نہیں رہیگا پہلے میں یہ سوچا تھا کہ مجبوری کی
حالت میں بظاہر دین اسلام قبول کر لونگا مگر پھر خیال آیا کہ تمسے بھی مشورہ کر لینا چاہیے اگر تم مستعد ہو تو کیوں اپنے دین آبائی
کو چھوڑیں اور خداے نادیدہ کی بندگی اختیار کریں خورشید نے کہا اے سکندر شاہ تم بجاے خود اس بات کو سمجھو کہ جب
میں اسقدر عرصہ تک قید رہا ہوں طرح طرح کی سختیوں کا متحمل ہوا تو مجھ میں اسقدر کہاں دم رہا ہے کہ بدیع الملک
ایسے جوان نامدار کے مقابلہ میں سر بر ہونگا ہاں اس بات کا خیال ضرور ہے کہ تمہاری قید میں مجکو اسقدر موقع ملا کہ میں اسوقت
تک اپنے مذہب آبائی پر قائم ہوں شاید بدیع الملک کی حراست میں ایسا موقع نہ ملیگا سکندر شاہ نے کہا تم ہی سمجھو
اور قید و بند کی جو شکایت کرتے ہو یہ بالکل بیکار ہے اسواسطے کہ جو غالب ہوتا ہے اپنے مغلوب کو گرفتار کر کے اسی طرح
پیش آتا ہے فرض کرو اگر میں تمہاری قید میں ہوتا پس تم کس اختیار سے رعایت کر سکتے تھے اور اب یہ اتفاق موقع ہے کہ تمکو
رہا کر دینگے وجہ یہ ہے اگر پیشقدمی کرینگے تم ہماری قید سے رہا ہو جاؤگے ہمارا لشکر پراگندگی سے محفوظ رہیگا خورشید نے قبول کیا
کہا اسکو سکندر شاہ نے فوراً قید و بند سے رہا کر دیا اور حرب و ضرب کا سامان دے کے کہا اے خورشید آج ہمکو تمہاری چالاکی و چستی
دیکھنا ہے کیونکہ ہمارے ہاتھ سے ہر طرح سے لائق و فائق ہونیکی تعریف سنی ہے۔ خورشید ستارہ پرست مسلح و مکمل ہو کے
مرکب پر سوار ہوا اور شہزادہ بدیع الملک کے روبرو آکے نعرہ مارا کہ اے بدیع الملک اگر نہ دانی بدان منم خورشید ستارہ
پرست سپہ سالار افسران شاہ یہ کیا نامردی ہے کہ توریج خان صاحبقران کی عدم موجودگی میں خداوند قمر کے
بندوں کو ہلاک کرنے کے در پے ہو بدیع الملک نے کہا اے خورشید تو یہ کیا مزخرف بکتا ہے اگر توریج بذات خود موجود
بھی ہوتا تو کیا کر سکتا تھا اور تیری اسطرح کی غیرت دلانے سے ہرگز باز نہ آونگا ہاں اگر توریج کی تمام فوج موجودہ مع
سرداران مطیع مسلمان ہونیکا اقرار کرے تو جان بخشی کیجاوے گی ورنہ تم سب اپنے کو تہ تیغ سمجھو خورشید نے
کہا یہ ہرگز نہ ہوگا اگر کوئی زور سے طے ہوتی تو مضائقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا نہیں تو لے سنبھال پھر واری فہری الشان
خورشید نے غور سے جو بدیع الملک کی شکل و شمائل کو دیکھا دل میں کہا نسبت نور الدہر کے ایسا وجیہہ و
شاندار ہے کا اسکو خداوند زحل نے مرحمت کیا اور بدیع الملک سے کہا اے جوان ذیشان تمہاری شان و شوکت
میری نظر میں ایسی جلوہ گر ہو گئی ہے کہ ہرگز تمسے مقابلہ کرنیکو دل گوارا نہیں کرتا مگر دین و مذہب کا معاملہ ایسا پیش ہے کہ بغیر
مقابلہ چارہ نہیں یہ کہا اور نیزہ کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ کی ضرب کو رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار کیا
خورشید نے بھی اس وار کو رد کیا اسیطرح ضربہاے مختلف کی رد و بدل ہوئے۔ بعد جنگ زور دست و بازو کی نوبت
آئی اور تین روز و شب برابر کاوش رہی نہ یہ ہارا نہ وہ ہارا آخر جب خورشید تھک جاتا تھا چند لمحہ
کی مہلت حوائج ضروری کے بہانہ مانگتا تھا شہزادہ منظور کر لیتا تھا اور پھر اسیطرح کشتی شروع ہو جاتی تھی چوتھے روز
بدیع الملک نے خورشید کو ہاتھ پر بلند کر لیا پھر زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہو کے کہا اے خورشید میں نے اپنے
پدر عظیم کی زبانی بیشتر تیرے اوصاف سنے ہیں کہ پہلوان نامدار ہے میں عرصہ سے متمنی اس بات کا تھا کہ کسیطرح تیرے
زور و طاقت کا امتحان کروں بارے فی الحال موقع مل گیا اور تیرے زور و طاقت کا حال معلوم ہو گیا واقعی
تو مرد مردانہ ہے میں نہایت افسوس سے اس بات کو کہتا ہوں کہ اگر تو اسوقت ... دونگا میں تجھکو اپنے شہر و ...

ہلاک کرنے کو مجبور ہو جاؤنگا دین و مذہب کا ایسا مقدمہ ہے کہ بھائی بھائی کی رعایت نہین کر سکتا غیر کا کیا ذکر ہے خورشید
نے جو اسطرح کی تقریر موثرانہ سنی دل مین کہا ہے یہ باد اباد مسلمان ہو جانا مناسب ہے فرعون پرستی سے تو یہ مذہب بہتر ہے
اور بدیع الملک سے کہا شہریار مجھکو تمہاری فہمائش [illegible] کہا اور اسیوقت کلمہ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا
شاہزادہ بعجلت تمام اسکے سینہ پر سے اتر آیا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے خورشید خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُسکے
فضل نے تمہارے دل مین مسلمان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ورنہ مین اسوقت سخت افسوس مین مبتلا ہوتا ابتدا جب
مین نے تمہاری صورت دیکھی اسیوقت سے تمہاری طرف سے میرے دل مین خیال پیدا ہو گیا تھا مگر کچھ اظہار کرنے کی
مجال نہ تھی خورشید نے کہا شہریار یہی میرا حال تھا کہ [illegible] دل را بدل رہے ہست درین گنبد سپہر [illegible] اسطرف سکندر شاہ
کو خورشید کی جنگ و جدال پر بہت کچھ بھروسہ تھا جب اُسکی لشکر سے خورشید کے مسلمان ہونے کا ماجرا گذرا اور یہ بھی دیکھا
کہ شاہزادہ بدیع الملک نہایت انس و محبت سے باتین کر رہا ہے اور اُسکی زبان پر بھی کلمات دوستانہ جاری ہین کہا
کیا خوب یک نہ شد دو شد یہ ہمارے رہا کر دینے کا ہمکو انعام دیا ہے کہ ہمارے حریف سے اسطرح مل گیا گویا برسون کا
دوست ہے پھر دل مین یہی خیال آیا [illegible] اب بیشک نتیجہ بد نظر آتا ہے تورج طلسم مین نہین گیا جہنم مین چلا گیا جو ابتک
واپس نہین آیا خواہ مخواہ اپنے ساتھ تمام فوج کا خون کرنا کیا ضرور ہے چلو اس جوان کے روبرو مسلمان ہو جینا چنانچہ بلا تکلف
تنہا صرف ایک تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا شہریار اپنے مذہب کے اصول و فروع
مجھکو بھی تعلیم کرو مین مسلمان ہونگا شاہزادہ نے خوش ہوکے اُسے بھی گلے سے لگا لیا اور کہا خداوند عالم اس سے زیادہ
اپنی توفیق تیری رفیق کرے بعدہ کلمہ طیبہ پڑھا کے عقائد اسلام تعلیم کیے وہ روز شہزادہ کو دین اسلام کی حقیقت اور اُسکے
مسائل بیان کرنے مین گذرا دوسرے روز رسولون کی صورت سے مشابہ ہوکے پانچ آدمیون کو جو چندان ہوشیار
و چالاک تھے ہمراہ لیا اور قلعہ کے سامنے پہونچا سر اٹھا کے دیکھتا ہے کہ فیل بند دروازہ کی سقف پر سنجاب شاہ
مثل گرسنہ [illegible] بیٹھا ہے بصورت شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہا ہے ہر چند کہ شہزادہ پہچانتا تھا کہ یہ اور کوئی نہین ہے سنجاب شاہ
ہے لیکن تجاہل پکار کے کہا یہ کون ہے جو کوٹھے پر بیٹھا ہے اپنے مالک سنجاب شاہ سے کہدے کہ شہزادہ
بدیع الملک نے ایک نامہ بھیجا ہے سنجاب شاہ نے کہا مین ہی ہون سنجاب شاہ بدیع الملک کا نامہ
کہان ہے لاؤ دیکھون کیا لکھا ہے شہزادہ نے کہا اے سنجاب شاہ مین پائین قلعہ ہون تو بالا قلعہ ہے کسطرح سے نامہ
دون سنجاب شاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ قلعہ کا دروازہ کھول کے اس قاصد سے نامہ لے آوے ملازم دروازہ
پر آیا اور اندرون قلعہ سے آواز دی کون نامہ لایا ہے لاؤ دروازہ کی درز مین سے نامہ دیدو شہزادہ نے کہا
مین دروازہ کی درز سے ہرگز نامہ نہ دونگا اسواسطے کہ شاہزادہ کا حکم ہے نامہ سنجاب شاہ کو خود دینا اور روبرو جواب
لینا اگر مین نامہ دیدون اور جواب نہ ملے تو مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگا دروازہ کو کھول تاکہ مین اندر آؤن اُسنے
کہا قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم نہین ہے شہزادہ نے کہا مجھے اسطرح خط دینے کا حکم نہین ہے اگر تو اپنے مالک کا مطیع فرمان
ہے تو مین بھی اپنے مالک کا اطاعت گذار ہون وہ آدمی سنجاب شاہ کے پاس گیا اور کہا شہریار وہ نامہ بر
خط نہین دیتا کہتا ہے دروازہ قلعہ کا کھول تو مین قلعہ مین داخل ہوکے خود بادشاہ کو نامہ دون اور جواب لون سنجاب شاہ
نے کچھ سوچ کے کہا اچھا بہ ہوشیاری تمام قلعہ کا دروازہ کھول اُس نامہ بر کو بلا لے وہ ملازم وہان سے پھر دروازہ
کے پاس آیا اور دروازہ [illegible] کر اندر قلعہ کے بلا لیا شہزادہ سنجاب شاہ کے پاس پہونچا نامہ دیا وہ
سنجاب شاہ [illegible] لکھا تھا بعد حمد خداوند جل و علا و نعت جناب محمد مصطفی و منقبت

علی مرتضیٰ وصی رسول خدا ای سنجاب شاہ کافر بیحیا کیوں اپنی عاقبت خراب کرنے کے درپے ہے اور دنیا میں ذلیل اور
رسوا ہونا چاہتا ہے اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے اور کچھ روز زندگی بعافیت بسر کرنا مقصود ہے تو دین فرعون پرستی کو ترک
کرکے خدا پرستی اختیار کر اگر اس راہ ضلالت کو نہ چھوڑیگا اور میرے متنبہ کرنے پر اعتنا کرنا مقصود نہ ہو پس آمادہ پیکار
ہو اور جہنم میں جانے کا سامان مہیا کر نامہ تمام والسلام جو ہیں تمام ہوا اور سنجاب شاہ چاہتا تھا کہ زبانی کچھ
سخت و درشت کہے بدیع الملک نے کہا ای سنجاب شاہ اپنی زبان کو اختیار میں رکھنا خبردار کوئی کلمہ خلاف
زبان سے نہ نکلے ورنہ بہتر نہ ہوگا یہ نہ سمجھنا کہ قلعہ میں بند و محفوظ بیٹھا ہے یہیں پر تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاویگی
سنجاب شاہ نے متعجب ہوکے شہزادہ کو از سر تا پا دیکھا کہا تو نامہ بر ہے یا بدیع الملک کا عزیز قریب ہے جو اسطرح
اسکی خیرخواہی پر آمادہ ہے اور تجھکو یہ بھی خیال نہیں ہے کہ ایک بادشاہ خود مختار کے روبرو ہم نامہ بر ہوکے کیا بیہودہ
گستاخانہ گفتگو کرتے ہیں خبردار اب اسطرح کا کوئی بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکلے ہمنے اس سبب سے تیری بڑی رعایت
کی کہ تو تنہا قلعہ میں چلا آیا ہے اور جس طرح تو نے اپنے کو ہمارے اختیار میں دیدیا ہے ورنہ خود تیری زبان گدی سے کھنچوا لیتا
شہزادہ نے کہا ای سنجاب خانہ خراب ہوش میں آ آنکھیں کھول کے دیکھ میں کون ہوں سنجاب شاہ نے
کہا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک بیباک نامہ بر ہے جسکو اپنی جان تک کا خیال نہیں ہے شہزادہ نے کہا او کوڑھ مغز
احمق اب بھی نہ سمجھا میں ہوں بدیع الملک نامہ بر کی یہ مجال نہیں ہے کہ اسطرح بیباکانہ گفتگو کریگا سنجاب شاہ
نے جو یہ شاہزادہ کی زبان سے بدیع الملک نام سنا پھر غور سے شاہزادہ کی صورت دیکھی کہا ہاں آپ ہیں
اچھا پھر کیا ہے لیجئے خوب سمجھئے اور بآواز بلند اپنے لشکر سے کہا لینا یہ خداپرست قلعہ میں بے کہے آگیا ہے جانے نہ
پاوے یہ سنا تھا کہ فوج سنجابی بے تحاشا شہزادہ کیجانب دوڑی چاہا شہزادہ کو ہلاک کرے بدیع الملک نے
جست کرکے اپنے کو سنجاب شاہ کے قریب پہنچایا کمربند میں ہاتھ ڈالا اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کرلیا اور زمین پہ
سپر قرار دیکے مجمع کفار میں در آیا جس شقی نے شمشیر و نیزہ کا وار کیا شہزادہ نے سنجاب شاہ پر رد کیا خواہ منخواہ
تو مسلمان اور دیگر سرداران ہمراہی بیرون قلعہ مقیم تھے اور منتظر تھے کہ شاہزادہ قلعہ میں داخل ہوا ہے دیکھیں کیا
صورت پیش آتی ہے یکایک شہزادہ کی نعرہ کی آواز اندرون قلعہ سے بیرون قلعہ انکے گوش زد ہوئی بے
تحاشا دوڑے اور بسہولت تمام قلعہ کے دروازوں کو شگافتہ کرکے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور بے تکلف
اُن گبران ناہنجار پر تلوار دونوں کے وار کرنا شروع کردیئے جو زد پر آگیا فوراً دو حصہ ہوکے دم سے زمین پر گرا
سنجاب شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا چونکہ وہ بھی کوفتی ہوگیا تھا پکار کے کہا ای جوان میں مسلمان ہوتا ہوں مجھکو
پناہ دے شاہزادہ نے فوراً اسکو زمین پر رکھدیا اور تلوار کو اسکے سر پر علم کرکے کہا جلد کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ اسنے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا مگر فوج سنجابیہ اسیطرح برسر جنگ
رہی سنجاب شاہ نے نعرہ مارا ای نابکارو کیوں خواہ مخواہ اپنے کو ہلاک کرتے ہو دین اسلام کی حقیقت مجھپر ثابت
ہوگئی میں مسلمان ہوگیا تم سب بھی اسلام قبول کرو چنانچہ تمام لشکر سنجابیہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہنگامہ زدو
[illegible] میں آیا حمزۂ ثانی اور یاران دست چپ کو قید و بند سے رہا کیا حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب تسلیم عرض کی حمزۂ ثانی نے
خوش ہوکے بدیع الملک کو گود میں اٹھا لیا سر و چشم پر بوسہ دیکے کہا ای لشکر گروہ مقربان بارگاہ ملک العلام
ہوو سے حامی دین مبین و پشت پناہ اہل اسلام اسقدر بدست ملا ہو وغیرہ بھید سے تو کہاں تھا اور کن امور میں
مصروف تھا یہ تو میں خوب جانتا ہوں کہ تو مجھ بتلا سے قید مصیبت [illegible] بدیع الملک نے

[illegible]

نے کہا ای سنظم و مکرم من کمترین واقعی مین باختر کیجانب گیا تھا تو سج بدرگ نام ایک گبر بت پرست نے
ہندوستان سے خروج کیا تھا اس نابکار نے ایران توران کو چیک باختر و ہفت و ہند باختر کو
بزور شجاعت و دلاوری مسخر کیا بت پرستی کو رواج دیا تھے کہ قلعہ ذو الامان مین پہونچا مظفر بن جفتم
کو ہلاک کرسکے چاہتا تھا کہ دروازہ قلعہ ذو الامان کو توڑ کے تمہارے ناموس کی جانب دست بے ادبی دراز
کرے یکایک یہ خادم دیرینہ وقت پر پہونچ گیا اور اس راندہ درگاہ پر حملہ آور ہوا کشتی کی نوبت پہونچی
تین روز تک گاؤ زوریان رہین آخر الامر مین نے اس گبر بے ادب کو گرفتار کیا اور اس قصہ کو مفصل
کرکے بارگاہ مین آسکے بھیجا ہی تھا کہ عمر ثانی کا نامہ میرے نام پہونچا جس مین جناب والا کی قید و بندگی
کیفیت مفصل مندرج تھی ای شہریار والا تبار جب اس حال مصیبت اشتمال کی کیفیت دریافت ہوئی
ہر چند کہ ذو الامان مین داخل ہونے کا ارادہ مصمم تھا مگر ملتوی رکھا بعجلت تمام وہان سے راہی ہت
کرکے اس طرف آیا قنطورہ پوشش کو ہلاک کیا فرعون ملعون نے حضرت قدر قدرت کو یہان لاکے
قید کیا تھا خداوند مسبب الاسباب نے ایسا سبب پیدا کردیا کہ مین یہان پہونچا اور خدمت بجالایا
خورشید نو مسلمان بھی حاضر ہوکے ملازمت حمزہ ثانی سے بہرہ یاب ہوا حمزہ ثانی نے اسکو کبھی نہ
دیکھا تھا پوچھا ای بابا بدیع الملک یہ جوان کون ہی بدیع الملک نے عرض کی شہریار اس جوان کے
متعلق ایک قصہ طویل ہی خلاصہ یہ ہی کہ یہ جوان پیشتر ستارہ پرست تھا اب خدا کے فضل اور حضور کے
اقبال بیزوال اور میری کوشش سے مسلمان ہوا ہی اس جوان کا نام خورشید ہی حمزہ ثانی نے اسکی صورت
کو غور سے دیکھ کے کہا ای برادر تو خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ پر رکھتا ہی جو دلیل اس بات کی ہی کہ ضرور
اولاد امیر سے ہی مجکو دریافت ہوتا ہی کہ تو بھی ہمارے بھائیون مین ہی اسکا حال اسوقت مفصل معلوم ہوگا
جب اختران شاہ آویگا ای خورشید اختران شاہ کہان ہی اس نے کہا شہریار اختران شاہ اختر الیہ
مین ہوگا اگر حکم ہو اپنے وطن مین جاؤن اور کوشش کرکے اختران شاہ اور تمام رعایا شہر اختر الیہ
کو مسلمان کرون بعدہ اختران شاہ کو اپنے ہمراہ لیکے خدمت والا منزلت مین حاضر ہون شہزادہ نے
بخوشی خاطر اسکو اجازت دی خورشید رخصت ہوکے مرکب پر سوار ہوا اور شہر اختر الیہ کی راہ لی

خورشید کو ملک اختر الیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور اس طلسم کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

الا ای طوطی گویای اسرار — مبادا خالیت شکر ز منقار
سخن سربستہ گفتی با حریفان — خدا را زین معما پردہ بردار
چہ رہ بود اینکہ در پردہ [illegible] — کہ مے رقصند باہم مست و ہشیار
خرد ہر چند نقد کائنات است — چہ سنجد پیش عشق کیمیا کار
بیا و حال اہل درد بشنو — باندک [illegible] و معنی بسیار
[illegible] — خداوندا ز دل و دشمن نگہدار

سرت سبز و دلت خوش باد دایم — کہ خوش نقشے نمودی از خط یار
بروئے ما زن از ساغر گلابی — کہ خواب آلودہ ایم و بخت بیدار
ازین افیون کہ ساقی در مے افگند — حریفان را نہ سر ماند و نہ دستار
سکندر را نمی بخشند آبے — بزور و زر میسر نیست این کار
بستوران مگو اسرار مستی — حدیث جان مگو با نقش دیوار
خداوندی بجائے بندگان کرد — خداوندا ز آفاتش نگہدار

ہمین دولت منصور شاہی [illegible]

[illegible] شہر افزا اندر گنج گوہر شہار رادیان روایات عجب خیز و حاکیان حکایات حیرت
انگیز اس داستان [illegible] طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب حمزہ ثانی مع دیگر یاران ہمراہی
قید و بند [illegible] ہو مجکو رستم ثانی کا حال نہین معلوم ہوا کہ وہ کہان ہی تجا سب شاہ

نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار آج بارہ تیرہ روز کا عرصہ گذرا کہ رستم ثانی اس طلسم نیستان مین
داخل ہوا ہی اب کچھ اُسکی خلاصی کی فکر کرنا چاہیے ایرج نے جو اپنے فرزند کا یہ حال سنا کہ طلسم مین گرفتار
ہو گیا ہی کہا شہریار چند روز یہان توقف کرنا چاہیے تاکہ مین رستم کو قید طلسم سے رہا کرون شہزادہ نے
بخوشی خاطر قبول کیا دوسرے روز ایرج نیستان کے قریب آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ آہو پیدا ہوا
ایرج نے کمند کا حلقہ بنایا اُس آہو پر پھینکا ایک سرا اُس کمند کا آہو کی ایک شاخ سے لپٹ گیا باقی تمام
کمند مین ایرج پیچیدہ ہو گیا آہو بھاگا ایرج اُسکے ساتھ کھنچتا ہوا چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر شعلۂ آتش پیدا
ہوا اور تمام نیستان جلکے خاک سیاہ ہو گیا جب شب گذر کے صبح ہوئی وہ نیستان اپنی اصلی ہیئت پر
آ گیا نیستان کی سیاہی تک کا نشان نہ رہا ملک قاسم نے عرض کی شہریار مین بھی اس طلسم کی سیر کا
مشتاق ہون حمزہ ثانی نے کہا ایسے مقام مین جانے سے احتراز کرنا چاہیے جہان جان کا ضرر ہو ملک
قاسم نے کہا شہریار طرفہ واقعہ ہی کہ جو جاتا ہی مفقود الخبر ہو جاتا ہی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا امر ہی حمزہ ثانی نے کہا
اگر ایسا ہی اشتیاق ہی تو مین مانع نہین ہون تا اینکہ ملک قاسم بھی اُس طلسم مین غائب ہو گیا راوی کہتا ہی
کہ اسیطرح تمام یاران دست چپ یکے بعد دیگرے مع حمزہ ثانی گرفتار طلسم ہو گئے اب شہزادہ بدیع الملک
کو سخت تردد ہوا سنجاسپ شاہ سے کہا ای پادشاہ تمنے دیکھا کہ تمام یاران دست چپ مع حمزہ ثانی
طلسم مین جا کے غائب ہو گئے میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی داخل طلسم ہون سنجاسپ شاہ نے کہا شہریار
میری رائے بالکل نہین ہی اسواسطے کہ اگر تم بھی داخل طلسم ہو جاؤ گے تو اس لشکر کا اہتمام کون کریگا شہزادہ
نے کہا لشکر کے اہتمام و انتظام کا خیال عبث ہی اسواسطے کہ تم موجود ہو سنجاسپ شاہ نے کہا مین زیادہ
کچھ کہنے کا منصب نہین رکھتا جو کچھ مناسب معلوم ہوا عرض کر دیا شہزادہ نے کہا نہین صاحب مین بھی
طلسم مین جاؤنگا چنانچہ دوسرے روز مرکب پر سوار ہو کے جانب نیستان روانہ ہوا قریب طلسم پہونچ کے
ایک بلند ٹیلہ پر توقف کیا اور خیال کیا کہ نہین معلوم یہ سرداران لشکر اسلام کسطرح طلسم مین مبتلا ہو کر
اور کس مصیبت مین مبتلا ہین فرض کیا کہ مین بھی آگے قدم بڑھاؤن اور طلسم مین گرفتار ہو کے مجبور ہو گیا
تو پھر رہائی کی کیا صورت ہوگی بہت بہتر ہوتا اگر پیشتر سے کچھ حال اس طلسم کا دریافت ہو جاتا اس فکر مین
مبتلا تھا یکایک ہیکل کا خیال آیا خوش ہوا اور اُسکے دانہاے قفل پر نظر کی ایک دانہ پر کچھ حروف نظر آئے کہ خوب
غور سے دیکھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای حامیان دین اسلام و اے جوانان ذوی الاحترام اس طلسم کا فتح کرنا کوئی
امر نہین ہی یا تم مین سے جسکے مزاج مین آوے جرات کرے فاتح طلسم کو چاہیے کہ قبل نمودار ہونے آہو کے
اُس پشتہ پر جاوے جہان وہ آہو قیام کرتا ہی اُس مقام کی زمین کو کھودے وہان سے ایک صندوق برآمد
ہوگا اُس صندوق کو کھولے اندرون صندوق تیر و کمان رکھی ہوگی بلا تکلف صندوق سے نکال لے قریب
اُس پشتہ کے درخت چنار ہی اُسکی تنہ کی آڑ مین قیام کرے تا اینکہ بدستور وہ آہو اُس پشتہ کے قریب آئیگا
اور اُس صندوق کو سونگھے گا صاحب تیر کمان کو چاہیے کہ تنہ درخت کی آڑ سے تیر چلہ کمان مین رکھ کے
اُسکے پہلو کیطرف رہا کرے وہ آہو زخمی ہو کے مثل پرند اوڑ جائیگا اور پھر ایک جگہ زمین پر گر پڑیگا عجلت
تمام اُس مقام پر پہونچنا چاہیے ہرن کو علیحدہ ہٹا کے اُس مقام کو کھودنا چاہیے تو ایک نقب نمودار ہوگی اُس
نقب مین داخل ہو ایک باغ مین ورود ہوگا وہان نیرنگ

تا طلسم باطل ہو جائیگا

شہزادہ اُسکی ہدایت سے بہت خوش ہوا حمائل پر بوسہ دیا اور گردن مین پہن لیا قبل اسکے کہ ہرن نمودار ہو
قریب پشتہ کے پہونچا عجلت سے وہان کی زمین کھودی صندوق کا پٹرا نمودار ہوا اور زیادہ زمین کو کھودا
یہان تک کہ وہ صندوق اُس مقام سے نکال لیا بہت بھاری قفل لگا تھا ہرچند زور کیا وہ قفل نہ کھلا اب تردد
ہوا کہ کیا کرنا چاہیے طلسم کا تعلق ہی بالیقین بلا سبب قفل کھلنا محال معلوم ہوتا ہی اور آہو کے آنیکا وقت قریب ہی
اگر آہو آ پہونچا اور قفل نہ کھلا پس انتظام فتح طلسم مختل ہو جائیگا پشت قفل کیجانب لکھا دیکھا اے فاتح قفل طلسمی
حمائل کے مس ہونے پر اس قفل کا کھلنا موقوف ہی شہزادہ نے حمائل کو گردن سے اُتارا قفل سے مس کیا
فورًا قفل کھل گیا صندوق کے اوپر کا پٹرا اُٹھایا دیکھا تیر کمان اسمین رکھی ہی شہزادہ نے اُس تیر کمان کو صندوق
سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا پھر صندوق کو پشتہ پر چھوڑ کے اُس درخت چنار کے عقب مین چھپا ہنوز
چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ وہ آہو نمودار ہوا اور پشتہ پر پہونچ کے اُس صندوق کو دیکھا اور چاہتا تھا کہ صندوق
کو سونگھے ادھر شہزادہ نے تیر کو شست سے رہا کیا وہ تیر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو ہر پا کرکے نکل گیا
آہو زخمی ہو کے وہان سے پران ہوا شہزادہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا آہو تھوڑی دور پر پہونچ کے بیحال
ہوا اور زمین پر گرا شہزادہ نے وہان پہونچ کے آہو کو اُس جگہ سے علٰحدہ کیا اور اُس جگہ کو کھودا ایک نقب
ظاہر ہوا شہزادہ نقب مین داخل ہوا ایک باغ مین پہونچا جسمین ہزار بار رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے
ہر جانب درختان سرسبز پر جانوران خوش رنگ و خوش آہنگ زمزمہ سنجی کر رہے تھے وہ باغ ہی جسکے
رشک سے جنت کے دل پر داغ ہی سہ نگاہ از سیر این باغ طرب خیز ۔ چو تار ساز گردد نغمہ انگیز ۔ کف از فوارہ
از جوشش کشادہ ۔ فلک را غوطہ در آب دادہ ۔ ہوائیش بسکہ شفاف ست بلبل ۔ نگو اندید دود آتش گل ۔
چہار لاکھ درخت خوش قد موزون ۔ ہر مصرعۂ نہال کے سامنے مصرعۂ طوبی زحاف سے ناموزون کوئی پتہ
دوسرے سے بڑھا ہوا نہ کیا ذکر ۔ جو ڈالی ہی اُس نے سدرہ مین ایک شاخ نکالی ہی ۔ ہر ایک درخت سر سے
پاؤن تک گویا گلدستہ ۔ ہر شاخ معشوق رنگین کا دست حنا بستہ ۔ وسط باغ مین ایک قصر عالی شان بنا ہی
جسکے در و دیوار مینا کار ۔ چرخ فیروزہ گون جن پر نثار ۔ نقاشان مرصع نگار نے طراز نقش غریب و عجیب
اُس صنم کدہ قدس مسکن کی سقف و ستون پر اس رنگ سے بنائے ہین کہ مشاہدۂ نزاکت عقل مانی و بہزاد
کو دیوانہ بناتا ہی ۔ چہرہ پردازی صور گونا گون اور رنگ آمیزی گلہائے بو قلمون مین خامۂ موشگاف نے
وہ باریکی صرف کی ہی کہ حسن صورت کا کرشمہ مانند حسن معنی اہل نظر کے ہوش اوڑاتا ہی ۔ وسط حقیقی باغ
مین حوض صفا سے قطرہ آب ۔ صوفیان صافی نہاد کے دل کا جواب ۔ اتنا وسیع کہ اگر اسمین آج ایکاری کیجئے تو
مین آواز پھیرے عقل بلند و پست ہو اُسکے ارتفاع کو دیکھیے سو چیڑھے لگ جائے آسمان نظر نہ آئے ۔ سہ فلک
گشتہ حیران تعمیر او ۔ فرشتہ شدہ مرغ تصویر او ۔ شہزادہ بدیع الملک سیر باغ کرتا ہوا اور صنعت صانع حقیقی کا تماشا
دیکھتا ہوا اُس بنائے مرتفع فلک فرسا کے قریب پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان ذی شوکت و شان دامن گردانے
آستینون کو کہنیون تک چڑھائے ۔ پسینہ مین غرق چہرۂ محنت مشاقت سے تمتمایا ہوا ہاتھ مین بیلچہ لیے کہین اسطرف
روش کو بناتا ہی کبھی [illegible] کیاری کو درست کرتا ہی کبھی کسی تھالے مین پانی دیتا ہی بدیع الملک تعجب سے اُسکی
صورت کو دیکھ [illegible] متعجب ہوتا اور کبھی دل مین کہتا تھا کہ یہ معاملہ طلسم ہی نہین معلوم کون شہزادہ
عالیجاہ ہے [illegible] ہی جسکو اُسنے محنت مین مبتلا کر رکھا ہی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید

یہان کے خدمتی اور ملازم اسی ہیئت و صورت کے ہونگے یا کوئی جادوی کریہ منظر ہوگا مجھکو فریب دینے
کی نیت سے اپنی یہ صورت بنائی ہے اور ایسا محنت مین مصروف ہے چنانچہ تا دیر شاہزادہ ایک جگہ کھڑا رہا اور
یہ تماشا دیکھا کیا مگر آسنے یہ بھی نہ جانا کہ کون ہے یکایک اُس جوان نے شہزادہ کو دیکھا بیلچہ کو ہاتھ سے زمین پر
رکھدیا اور شہزادہ کے قریب آکے سلام کیا شہزادہ کو اُس جوان کے سلام کرنے سے اور بھی تعجب نے گھیرا
آخر پوچھا ای جوان تو کون ہے اور تو نے مجھے سلام کیون کیا اُس جوان نے متبسم ہوکے کہا سلام کرنے مین کچھ
مضائقہ نہین ہے ہر ایک قوم و ملت مین یہ رسم جاری ہے پھر مین نے سلام کیا تو کیا گناہ کیا شاہزادہ نے کہا ای
جوان میرے پوچھنے کی یہ غرض نہین ہے بلکہ اصل مطلب میرا یہ ہے کہ مین ایک مرد اجنبی بضرورت یہان
وارد ہو گیا ہون تو یہان کے باشندون مین سے ہے اُس جوان نے کہا یہ گمان تمھارا بالکل غلط ہے مین ہرگز اس
طلسم کے باشندون مین سے نہین ہون بلکہ حسب اتفاق میرا گذر بھی اس طلسم مین ہو گیا ہے اصل حقیقت
میری یہ ہے کہ مین فیاحتن نام پسر فرعون شاہ ہون آج بارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین اس طلسم مین قید ہون
ابھی تھوڑے روز کا عرصہ ہوا کہ ایک روز مین اسی ریاضت مین مصروف تھا کیا دیکھتا ہون کہ چند شخص یہان
وارد ہوئے میری نظر مین وہ باعتبار وضع و قطع کے خداپرست معلوم ہوئے مین نے اُنکا نام پوچھا ایک
نے اُنمین سے کہا مین رستم ثانی نام سے مشہور ہون دوسرے نے کہا مجھکو ایرج کہتے ہین مین نے دین و
مذہب کے بارہ مین سوال کیا میرے قیاس کے موافق اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب خداپرست ہین الغرض
وہ سب بھی میری طرح اس طلسم مین گرفتار کیے گئے ہونگے جسطرح مین یہان مبتلا ہوا ہون سوا ندارم
ہمدمے کو راصلاح کار خود و نہ غمخوارے کہ گوید حال دل افگار خود و ہم اس بارہ برس کے عرصہ مین کوئی دن
ایسا نہ گذرا جسمین مین نے اپنے مادر و پدر کو یاد کرکے گریہ و زاری اور صداے فریاد نہ کی مگر کوئی میری فریاد کو
نہ پہونچا تا کہ اس قید مصیبت سے رہائی میسر ہوتی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ حال تیری زبانی مین نے
سب سنا لیکن یہ تو نے نہ بیان کیا کہ کس وجہ سے اس طلسم مین تیرے گرفتار ہونیکا اتفاق ہوا اُسنے کہا ای جوان
سنو اس طلسم پر محنت والم کی حاکم و فرمانروا ایک جادو ظالم ہے یکایک وہ کمبخت میرے اوپر فریفتہ ہو گئی اور
مجھسے اپنی مراد چاہی اُسکی اس درخواست کو سنکے مجھکو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ اگر تیرا مقصود مجھکو ہلاک کرنا ہے
تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہے بلا تکلف ہلاک کر تجھسے کون تعرض کر سکتا ہے ورنہ مجھکو رہا کردے کہان مین ایک
طفل نوخیز اور کہان تو پیر زالہ مجھ مین اسقدر طاقت کہان جو مین تیری مراد کو پورا کرسکون اُسنے مجھکو بہت کچھ
نشا کیا چونکہ میری جرأت نہ ہوئی بنا بران مین نے ہر مرتبہ انکار کیا وہ بہت برہم ہوئی اور کہا ای جوان
یہ محض تیرا حیلہ ہے مین تیرے انکار سے ضرور تجھکو قتل کرتی مگر کیا کرون کہ تیری صورت زیبا میرے دل مین ایسی
جگہ کیے ہوے ہے کہ مطلق جرأت نہین ہوتی کہ تجھکو کسیطرح کا جسمانی صدمہ سخت پہونچا سکون خیر اگر تو اپنے کو
اس کام سے عاجز سمجھتا ہے تو مین بھی تجھکو اپنے کام کیواسطے مجبور نہین کرونگی یہ بندوبست قرار دیا ہے کہ مین اپنی
حاجت کو اختیار دلوسے رد کرون گی اور تیری صورت کے محض نظارہ پر اکتفا کرونگی یہ کہا اور بیلچہ میرے
ہاتھ مین دیکے کہا ای جوان تو اس باغ کی آب رسانی اور چمن آرائی مین مصروف رہ مجبور قبول چارہ
کیا تھا خاموش ہو رہا جب سے اس مشقت و محنت مین زندگی بسر کرتا ہوا۔ جبکہ حمزہ ثانی اور یاران
اسلام کے یہان آنیکا اتفاق ہوا اسوقت میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ

قدرت و جلال کے جابجا اثر کرتے ہوئے تھے یہ کیسی قدرت خداوندی ہے کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہون اور اسکی
قدرت مطلق کام نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکی خداوندی کے قائل محض وہ دھوکے میں ہیں اور حقیقت میں
کچھ نہیں ہے ناچار اس بات کا عہد کیا کہ اگر خدا پرستون کا مذہب حق ہے ضرور میں اس قید سخت سے رہا ہو جاؤنگا
اور اسوقت میں بھی مسلمانون کے مذہب کو سچا برحق سمجھونگا بعد اس نیت کے شب کو سو رہا تھا کہ خواب
میں دیکھا ایک مرد مقدس ذات معظم صفات تشریف لائے جنکی شان و عظمت اسوقت تک میری نظر
میں سمائی ہوئی ہے انھون نے بشارت دی کہ ای جوان مطمئن رہ عنقریب تیری رہائی کا سامان پیدا ہوتا ہے
تھوڑے دن روز کے بعد ایک جوان خدا پرست اس باغ میں پہونچیگا اخبار دیو کو ہلاک کریگا مع ہذا نیرنگ جادو
بھی اسی جوان کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے تو تعجب نہیں ہے آن مرد بزرگ کی بشارت دہی سے نہایت
متعجب تھا کہ یہ کون ہیں یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای فیاض کیون متحیر ہے یہ بزرگ حضرت ابراہیم ہیں تیری
رہائی کی خوشخبری دیتے ہیں ہان ای جوان آن بزرگ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جوان دارو طلسم کا نام بدیع الملک
ہوگا اگر واقعی تمہارا نام بدیع الملک ہے تو یہ طلسم تمہارے ہاتھ سے فتح ہو جائیگا اور فتح طلسم نیرنگ جادو کے ہلاک
ہونے پر موقوف ہے جسوقت نیرنگ کی ہلاکت وقوع میں آویگی اسیوقت طلسم فتح ہو جائیگا شہزادہ نے پوچھا نیرنگ جادو
کہان ہے اسنے کہا شہریار مجھکو اسکے مقام قیام سے اطلاع نہیں ہے ہان کبھی کبھی میرے دیکھنے کو یہان آ نکلتا ہے
ہنوز یہ باتین ہو رہی تھیں یکایک ہوا سے آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ باش ای فیاض تو میرا رقیب ہے دیکھون تو
میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے بعد اس صدا کے آنکھون نے دیکھا کہ اخبار دیو ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا جونہی
فیاض کی نظر اخبار دیو پر پڑی مثل بید لرز گیا اور شہزادہ بدیع الملک کے عقب میں جا چھپا اخبار نے نعرہ مارا
کہ ای فیاض تو اس جوان کے عقب میں کیون چھپا ہے میں خوب جانتا ہون کہ تیرے ہی سبب سے یہ جوان یہانتک
پہونچا ہے بدیع الملک نے کہا ای خیرہ سر فیاض سے کیا کہتا ہے جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ فیاض کی کیا وقعت ہے جو میرے
یہانتک پہونچنے کا سبب ہوگا اخبار دیو نے سر تا پا شہزادہ کو بغور دیکھا اور کہا ای جوان ضعیف النحیف تیرا کیا
تجھکو مطلق اپنی جان کا پاس نہیں ہے مجھکو تیری کمسنی پر رحم آتا ہے ورنہ ایک ہی لقمہ کر لیتا شہزادہ نے کہا
او اجل رسیدہ یہ تیرا خیال خام ہے مع ہذا ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر
گرا اخبار کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور شہزادہ کے کمربند کو گرفت میں لا کے جانب
آسمان پران ہوا اور اسقدر بلند ہوا کہ شہزادہ کی آنکھین بند ہو گئین پھر جب شاہزادہ نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک
کوہ بلند پر پایا جو نہایت سیاہ و بے نور و ہولناک تھا ہر طرف نظر جاتی تھی بیابان بلا خیز تھا کہ الغلظت اللہ کہ سوا
درخت کا نام نہیں ہوا سے گرم کے جھونکے دل و جگر کو کباب کیے دیتے تھے سناٹا حواس باختہ کیے دیتا تھا
دور دور کے کہسار دکھائی دیتے تھے مع ہذا دیکھا ایک زن کریہ المنظر عجیب الخلقت سامنے کھڑی ہوئی ہے شہزادہ
نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا ای جوان تو مجھکو نہیں جانتا حالانکہ تو نے میرے مطلوب یعنی اخبار دیو کو
بے خطا قتل کیا برسون کا ساتھ چھوڑا دیا اب سے آسکی زندگی وبال ہے کیا تو نہیں دیکھتا اسکی مفارقت میں میرا
کیسا خراب حال ہے ہائے میں کیا کرون کدھر جاؤن وہ اسکے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا وہ اسکا
ٹھکاسا سر نقارہ سا پیٹ [illegible] ؤنگی ای جوان اگرچہ تو بھی مرد ذات ہے لیکن تیرے تمام اعضا سینک سلائی
میں بالکل کم جثہ ہے اگر دل بہلاؤن تو کیا پاؤن گی (.... چہ خفتہ چہ بیدارم کا مصداق پاؤن گی تم

حسرت ہی حسرت میں مرجاؤں گی ہان تیری صورت خوب دیکھ کے دل کو گونہ تسکین ہوگی پھر یہ ظاہری تسکین کب تک
خیر اسی پر اکتفا سہی یہ کہا اور شاہزادہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکے اپنے سینہ پر رکھا اور کہا اے جوان یہ تو خوب سمجھ لے
کہ اب تو بالکل میرے اختیار میں ہے جو چاہوں تیرا حال بناؤں چاہوں قید بلا میں مبتلا رکھوں چاہوں رہا کر دوں
اگر تو اپنی گلو خلاصی چاہتا ہے تو جو کچھ میں درخواست کروں اُسے بخوشی خاطر قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے ناامید ہو یہ
بد اپنی اقبال مندی سمجھ کہ اس کم جنہ ہونے پر بھی اپنے مطلب تک ہم سے قطع نظر کر کے تجھ پر اکتفا کرتی ہوں شاہزادہ
نے کہا اے شیر رنگ میں سمجھا نہیں تو اپنا مطلب تو بیان کر اور میرا ہاتھ تو چھوڑ خواہ مخواہ میرے ہاتھ کو اپنے سینے سے
لگا کے بیکار رکھے دیتی ہے اُسنے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور نفس سرد بھر کے کہا اے جوان یہ ہی خیال تو میرے دل کو اب کیے
جاتا ہے اسوقت تیری جگہ اختیار دیو میرا مطلوب قدیم ہوتا تو کیوں میری دلشکنی کرتا ارے بدیع الملک وہ تو دو
دو روز چٹکیاں نہ کہیں لیتا تھا تمام بدن کی کھال کو سنگ گرفتہ میں لا کے کیطرح پھینکا تھا اچھا لے اب آ مری
مری قسم مری مراد دے شاہزادے نے دل میں کہا خدا کی مار اس بلا کے سر کو اور شیر رنگ سے کہا تو گھبرا نہیں میں
تیری مراد دیتا ہوں یہ کہا اور اسطرح تلوار کا وار اُسکے سر پر کیا کہ نوک تلوار کی اُسکے اسفل میں نمایاں ہوئی اُس
سکاہ و بدکارہ نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا میں نے اپنی مراد مانگی تو نے اپنا کام
کیا میں تجھکو ایسا بیدرد نہ جانتی تھی خیر کیا مضائقہ ہے اگرچہ تو نے مجھکو ہلاک کیا تاہم اب تو تمام زندگی یہاں سے رہا
نہ ہو سکیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اگرچہ میں یہاں سے رہا نہ ہو سکونگا لیکن تو بھی ہلاک کی خراست سے رہا
نہ ہو سکیگی الغرض جب شاہزادہ بدیع الملک شیر رنگ کے قتل سے فارغ ہوا وہاں سے روانہ ہوگئے کبھی
جانب مشرق گیا کہیں بجز پہاڑ کے کچھ نہ پایا نہ کہیں کوئی درخت تھا اور نہ کوئی اور قسم کی پناہ تھی کہ تھوڑی دیر دم لیتا
کبھی جانب مغرب گیا وہاں بھی کوئی جائے قیام نہ پائی۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت شہزادہ قمرزاد ہوا میں شکار
کی غرض سے نکلا تھا اس پہاڑ پر بھی اُسکا گذر ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت بالاے کوہ سرگردان و حیران
ہر چہار جانب پھرتا ہے حسرت کی نظر سے ہر چہار جانب نگاہ کرتا ہے اول تو دیر شاہزادہ کو بغور دیکھتا رہا دل میں
خیال طرح طرح کے گذرتے رہے مگر کوئی سبب قابل یقین دل میں نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کے قریب
آیا اور کہا اے جوان تیری اجازت ہو تو میں تجھسے کچھ پوچھوں شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے اُسنے کہا تو کون ہے
اور کیونکر یہاں تک پہونچنے کا اتفاق ہوا اور تیرا نام کیا ہے شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہیں
جونہی قمرزاد نے بدیع الملک کا نام سنا بے تحاشا دوڑتا ہوا شہزادہ کے قریب آیا اور گود میں اٹھالیا۔ سر و چشم
پر بوسہ دیا اور کہا اے بابا بدیع الملک تو اس مقام محنت انجام میں کسطرح پہونچا شہزادہ نے طلسم کی حقیقت اور
شیر جون ملعون کی قید شدید میں حمزہ ثانی اور دیگر یاران ہمراہی کا مبتلا ہونا از اول تا آخر شرح بیان کیا اور کہا شیر
مجھکو شیر رنگ جادو یہاں لائی تھی قمرزاد نے متعجب ہو کے کہا تعجب ہے کہ شیر رنگ جادو تجھکو یہاں لائی اور
پھر تم اُسکے ہاتھ سے زندہ بچے اب شیر رنگ کہاں ہے شہزادہ نے کہا خدا کے فضل سے میں نے اُسے جہنم واصل
کیا میں اسوقت یہاں سرگردان اسی تلاش میں پھر رہا تھا کہ کوئی ایسی جا ہے مجھکو مل جائے کہ میں تھوڑی دیر وہاں
دم لوں اس عرصہ میں تم سے ملاقات ہوگئی مگر اے شہریار میں نے تمکو نہیں پہچانا کہ کون ہو تو اسوقت مجھسے با لطفت
پیش آئے ہو قمرزاد نے تبسم ہوا اور کہا اے بدیع الملک بیشتر تم نے مجھکو پہچانا نہ ہوگا آگاہ ہو کہ میں قمرزاد نام شہزادہ
اسیر ہوں جونہی شہزادہ بدیع الملک نے قمرزاد نام سنا دوبارہ قمرزاد سے ہم بغل ہوا اور کہا اے

شہریار معاف فرمائیگا میں نے نہیں پہچانا تھا اور کیونکر پہچانتا در اصل ایکبھی میں نے تمھیں کبھی نہیں دیکھا نام نامی البتہ
سماعت میں گذرتا رہا ہی آج میں نے تمھیں دیکھا قمرزاد نے کہا ہان سچ ہی اے فرزند اب یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہی
شہزادہ نے کہا اے عالیمرتبت و والا منزلت فی الحال میرا مقدم ارادہ یہ ہی کہ کسیطرح میں پردہ دنیا میں پہونچون قمرزاد
نے کہا ابھی یہ ارادہ تمھارا ہرگز پورا نہ ہوگا شہزادہ نے کہا کیا یہ بنا بر سر نوشت کے ہی یا اور کوئی خاص وجہ ہی قمرزاد
نے کہا اس بارہ میں سر نوشت کے بابت میں کچھ نہیں کہسکتا میں خود پردہ دنیا پر پہونچا دیتا مگر میں ابھی نہ پہونچاؤنگا
وجہ اسکی یہ ہی کہ تمنے شہرستان قاف کو مسخر کیا ہی اور سہزارہ ہزار دست کو گرفتار کیا ملکہ آسمان میری والدہ معظمہ
میں انھون نے سنا تھا کہ بدیع الملک بن نورالدہر سے ایسا کارنمایان ظہور میں آیا ہی جب سے ان معظمہ کو
کمال اشتیاق تمھارے دیدار کا ہی پہلے ملکہ کی خدمت میں چلو بعدہ میں تمکو پردہ دنیا میں پہونچا دونگا بدیع الملک
نے قبول کیا اور مرکب پیری پیکر پر سوار ہوکے قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہی اور حمزہ ثانی کے حال پر قلم رسائی کیجاتی ہی

ای سر نامہ نام تو عقل گرہ کشای را
دل کہ فروغ می دہد جام جہان نمای را
نسخہ سحر سامری کاغذ تو ... شود

وصف تو مطلع غزل عشق سخن سرای را
غایت دستگیری است اینکہ چو طائر حرم
گہ بکرشمہ سر دہی نرگس سرمہ سای را

آنکہ دوار یافتہ یک نظر از جمال تو
بر سر کعبہ رہ دہی زند برہنہ پای را
من زکجا و حالت صورت و سماع کاروان

گوش نہادہ ام ہمین زمزمہ درای را ہیزنگ سازان طلسم غریب و بدیع نگاران فسانہ عجیب صفحۂ قرطاس پر قلم جادو
رقم سے اسطرح رنگ آمیزی کرتے ہیں کہ حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی طلسم میں قید تھا ایکا ایک طوق و زنجیر سب کی
پاسے کھل کے گر پڑی اور خلاص ہوگئے اپنے کو درمیان صحرا کے دیکھا لیکن تو بیچ جب خلاص ہوا اسیرا اٹھ
سے باہر آکے مثل برق لامع وہان سے نکل گیا تمام سرداران لشکر اسلام اس قید و بند سے رہا ہوکے ہمہ تن متحیر
تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا اے ہمراہو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا رہا کرنے والا کون ہی اور کسطرح بند ہمارے
و پاسے کھل گئے ناگاہ ایک فیاض بن فرعون آیا حمزہ ثانی کو سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دیکے کہا تمھکو
معلوم ہی کہ اس طلسم کو کسنے فتح کیا فیاض بن فرعون نے کہا فی الحقیقت فاتح اس طلسم کا شہزادہ بدیع الملک ہی
اس دلاور دوران نے میرے روبرو اخیار دیو کو ہلاک کیا اخیار کے ہلاک ہونے ہی اسکی محبوبہ نیرنگ جادو نے
یہ چالاکی کی کہ شہزادہ کو اٹھا لیگئی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کچھ عجب نہیں اگر اس بہادر دوران شجاع یگانہ نے نیرنگ جادو
کو بھی ہلاک کیا ہو حمزہ ثانی نے کہا پیشتر بھی ہم سب اسی شہزادہ نامدار کی کوشش سے رہا ہوے تھے اس مرتبہ
بھی وہی ہم سب کی رہائی کا سبب ہوا اسکو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ شہزادہ بدیع الملک نے دو مرتبہ ہمکو آزاد کیا یہ باتین
ہو رہی تھیں کہ سمجھاسب شاہ آیا با دب تمام سلام کیا حمزہ ثانی نے کہا کیا خبر ہی سمجھاسب شاہ نے کہا شہریار
خزانہ طلسمی موجود ہی حمزہ ثانی نے کہا یہ خزانہ طلسمی اپنے پاس رہنے دو یہ مال و اسباب طلسمی شہزادہ بدیع الملک
کا ہی جسوقت شہزادہ یہان آئیگا اسکے حوالہ کرنا بعد از ان سامان جشن قید و بند سے رہا ہونیکا کیا گیا تمام یاران
ہمراہی مصروف اہتمام ہوے ہر ایک مقام پر فرش و شیشہ آلات وغیرہ اسباب آرائش سے درست کیا گیا
انواع و اقسام کے کھانے پکے اعلے اعلے طائفے بلائے گئے شب کو کثرت روشنی سے روز روشن کا سمان نظر
آتا تھا ہر وقت انعقاد صحبت ایک لولی شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل گائی غزل
کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین ۔ کیون یہ کیا ہی تمکو سوجھین اگر چہ کچھ نہین ۔ نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ شہر لیسے بخیر

اور پشت پر رکھکے وہان سے چلا جب کہ بارگاہ سے باہر آیا دربانون نے کہا تو کون ہی اور یہ کیا لیے جاتا ہی اُسنے
کہا مین مطرب ہون امیر نے مجھکو مشتاق ہوکے بلایا تھا امیر گانے بجانے سے سب خوش ہوئے علی قدر مراتب
سب نے خلعت و انعام دیئے آپ یہ کیا پشتارہ ہی کیون تمہارا کیا مطلب ہی دربانون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ اس
پشتارہ مین کچھ ہمارا حق بھی ہی اُسنے وہ ساز مختصر دربانون کے روبرو پھینکدیا اور کہا یہ لو مین اور بناؤنگا دربانون
نے کہا یہ باجا ہمارے کس کام کا ہی پشتارہ مین جو کچھ ہو وے اُس مکار نے کہا پشتارہ کو کھولنا دشوار ہی لو یہ ٹوپی
میری لیلو اور ٹوپی اُنکے روبرو پھینکدی اُنھون نے ٹوپی پھر اُسکے روبرو پھینکدی اور کہا کچھ تو دیوانہ ہوا ہی ٹوپی ہمارے کس کام
کی ہی کچھ نقد دے یا متعدد خلعتون مین سے ایک خلعت ہمکو دے اُسنے پشتارہ کو وہین رکھدیا اور کہا لو یہ گٹھری جو مین
اُٹھائے ہون اسے لیلو اُنھون نے کہا اسمین آگ رکھدے ہمارا حق اسمین سے دیدے ورنہ ہم تجھکو ہرگز یہان سے
نہ جانے دینگے اُسنے کہا پشتارہ نہین کھول سکتا بہت مشکل سے باندھا ہی اور یہ جو کچھ میرے پاس ہی لیلو اُنھون نے
کہا تیرے پاس کیا ہی اُس نے کہا یہ ٹوپی ہی غرض یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ عمر ثانی قبل تمام سردارون کے بیہوش ہونے کے
خلا کی ضرورت سے گیا تھا وہ جو فارغ ہوکے بارگاہ مین آیا دیکھا تمام سردار بیہوش افتادہ ہین اور حمزہ ثانی کا پلنگ خالی ہی
سوچا کہ ابھی وہ مطرب باجا بجا رہا تھا کچھ عجب نہین جو وہ کسیکا عیار ہو اُلٹے پاؤن بارگاہ سے پلٹا دروازہ پر آیا دیکھا
کہ وہ مطرب دربانون سے بحث کر رہا ہی اور ایک پشتارہ علیحدہ رکھا ہی کہا کیا بحث ہی دربانون نے کہا یہ مطرب یہان
سے انعام واکرام کا ایسا بڑا پشتارہ لیے جاتا ہی اور ہمکو کچھ نہین دیتا اُس عیار مکار نے جو عمر ثانی کو دیکھا چاہا کہ وہان سے
فرار ہووے عمر ثانی نے نعرہ مارا کہ باش اوے مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی دوڑ کے اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور دربانون
نے کہا اے عمر ثانی یہ کیا واقعہ ہی عمر ثانی نے کہا جلد اس موذی کو گرفتار کرو جو مکر اسنے کیا ہی اُسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہی
غرضکہ دربانون کی مدد سے عمر ثانی نے اُسے گرفتہ وبستہ کر لیا اور پشتارہ کو کھولا دیکھا حمزہ ثانی بیہوش ہین کچھ گوشت
پلک سے خوب اُسکے اعضا نرم کیے گئے آپ ایک ہوشیار سنتہ [?] دارو سے رفع بیہوشی کیا حمزہ ثانی کو ہوش مین لائے حمزہ
ثانی کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک گلیم پر بیٹھا ہون نہایت حیرت ہوئی عمر ثانی سے ماجرا پوچھا اُسنے کہا شہریار یہ موذی قابو ڈھونڈ [?]
جیسا مطلب ہو ویسی یہ عیاری کا کام بستہ کرکے لیجانا چاہتا تھا ہمارے حسب اتفاق مین رفع حاجت کو گیا تھا اور یہ موذی وہان
سے باہر نہین جانے پایا تھا دربانون سے بحث کر رہا تھا جو مین یہان پہونچا یا ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا حمزہ ثانی بارگاہ
مین آئے ونگل پر قیام کیا اور حکم دیا جلد ان سردارون کو ہوشیار کرو عمر ثانی نے اُسی دارو سے رفع بیہوشی کے ذریعہ سے
سب کو ہوشیار کیا جو آنکھ کھولتا تھا پہلے حیرت سے عمر ثانی کو دیکھتا تھا پھر اپنے حال کو دیکھکے متعجب ہوتا تھا حمزہ ثانی نے
اُس عیار مکار کو اپنے روبرو طلب کیا پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو نقش مدور حبشی کہتے ہین خداوند فرعون کے لشکر
سے آیا ہون مدت نامے دراز سے خداوند فرعون کی بندگی بجالاتا ہون فرعون نے ایسا حمزہ ثانی کو گرفتار کرنے آیا
عمر ثانی میرے کام مین حارج ہوا اب تم ہر طرح کا اختیار رکھتے ہو اگر مناسب سمجھو رہا کردو اگر ہلاک کرو گے تو خداوند فرعون
مجھکو جنت مین اعلے درجہ پر فائز کریگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہی فرعون نابکار کیا حقیقت رکھتا ہی جو آخرت
مین تجھکو اعلے مرتبہ دیگا سہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ وہ آپ اپنی گمراہی کی سزا سے سخت پاویگا اسی روز حشر
کو اس سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی علی الخصوص آخرت مین نقش مدور حبشی نے کہا اے حمزہ تم جو چاہو کرو مین خداوند کی بندگی
سے ہرگز باز نہ آؤنگا حمزہ ثانی نے حکم دیا یہ اجل گرفتہ ضرور ہلاک کرنے کے قابل ہی جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا
بنا بر حکم حمزہ وہ ناپاک جہنم واصل کیا گیا حمزہ ثانی نے سرداران لشکر اسلام سے کہا اب سب بتاؤ فرعون ملعون کے

بارہ میں کیا کرنا چاہیے سب نے بالاتفاق عرض کی شہریار ہم سب تابع فرمان ہیں جو حکم ہو بجا لاوین حمزہ ثانی نے کہا
خیر کل کے روز جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا اور نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا کہ دہل زرین دہل زن بجھیں اور ہے بیچن دین اور دین اور دین آاو
یہ خبر فرعون کو پہونچی تمام افسران فوج کفار کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے بندگان خاص ہمارے حمزہ نے آج پھر اپنے لشکر
مین نقارہ رزمی بجوایا ہے کل کے روز ایسی کوشش کرو کہ مسلمانوں کا قصہ پاک ہو جائے ہم مسلمانوں کے ہاتھ سے بہت
تنگ آئے ہیں ان گبرون نے کہا اے خداوند مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست پیشتر ہی اسطرح کی تقدیر جاری
کر دی کہ ہر حالت میں مسلمان ہی غالب رہیں تو اب شکایت کیا ہے جو کچھ آج تک ظہور میں آیا تیری مرضی کے موافق اور
اب بھی جو کچھ ظہور میں آئیگا تیری مرضی کے موافق ہوگا فرعون نے کہا اے یارو واقعی تمہارا کہنا صحیح ہے ایک وقت تک ان
کی سرکشی پر تحمل کرتا ہے دوسرے وقت اپنی رحمت سے نظر جاتی ہے اگرچہ مسلمان مجھ سے منحرف ہیں اور ہم سے بغاوت کرتے
ہیں لیکن اب انکی سرکشی سے بہت ناخوش ہو گیا ہوں کل کے میدان داری میں سب کو تہ تیغ بیدریغ کرو ہمکو
انکی رعایت ذرا منظور نہیں ہے یہ کہا اور اپنے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا اور نقارہ آواز آمد برون
کہ دونوں سمت فرعون و حمزہ ... کی تیاری رہی یکایک صبح کی توپ
دن سے چلی ... کی نوبت کے نقارہ پر چوب پڑی لشکروں میں کمربندی ہونی شروع ہوئی آفتاب عالمتاب
بخوبی طلوع ہو نے ہوتے دونوں لشکر میدان میں آ کے صف آرا ہو گئے ابھی کوئی پہلوان کسی لشکر سے ضرب کیلو اسطے
نہیں نکلا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی ... لشکر اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا
وہی زن عیار پیشہ نمایان ہوئی فرعون کی خدمت میں حاضر ہوئی زمین نیاز پر سر رکھا اور کہا اے خداوند قنطورہ پوش
یہاں پہونچا چاہتا ہے اس اثنا میں دوسری گرد پیدا ہوئی نقاب دار قنطورہ پوش دونا کہ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے
آیا اسکے لشکر کے بالائے سر ایک قصر بارہ سو گز کی بلندی پر معلق چلا آتا تھا عرض و طول اس قصر عالیشان کا برابر تھا
چار برج ہر چہار جانب اس قصر بلند کے ترتیب دئے تھے چار جانور نہایت خوش رنگ ان چاروں برجوں پر بیٹھے
تھے اس قصر کی صورت آسمان بنایا تھا آفتاب و ماہتاب و نجوم و ستارہ بھی اس قصر میں نمایان ہے قنطورہ پوش آیا
فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثنا خداوندی بجا لایا وہ قصر فلک صورت لشکر فرعونی پر سایہ فگن ہوا فرعون نے جو اس سامان
کو دیکھا نہایت خوش ہوا عنقریب جنگ شروع ہونے والی تھی فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ میں آکے
قرار لیا قنطورہ پوش بھی بارگاہ میں حاضر ہوا فرعون نے کہا اے قنطورہ پوش یہ قصر کیسا ہے اور کسواسطے لایا ہے قنطورہ پوش
نے کہا اے خداوند یہ قصر خاص تیرے واسطے لایا ہوں اگرچہ بظاہر یہ ایک قصر وسیع ہے لیکن اسکا اندرونی سامان دیکھنے
کے قابل ہے حالانکہ خداوند عالم نے قدرت کے روبرو اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے خداوند ایسے قصر ہزار مہیا کر سکتا ہے فرعون
نے کہا اے قنطورہ پوش ہم اس قصر کی سیر کر سکتے ہیں قنطورہ پوش نے کہا کیون نہین آج شب کو اسی قصر میں استراحت فرمائیگا
فرعون نے کہا یہ قصر بالائے ہوا معلق ہے کسطرح اندرون قصر پہونچ سکتا ہوں قنطورہ پوش نے باواز بلند کہا کہ ان
اے قصر کے مرکب قدرت فرعون جلد حاضر ہو اور خداوند کو سوار کرکے مقام خداوندی میں لیجا فرعون نے دیکھا کہ یکایک
اس قصر معلق کا ایک دروازہ کھلا اور اندرون دروازہ سے ایک مرکب سفید با زین و لجام مرصع طرارہ بھرتا ہوا باہر آیا فرعون
نے کہا اے مرکب میں کسطرح سوار ہو سکتا ہوں اسواسطے کہ اول تو ہوا پر معلق ہے علاوہ بریں نہایت سرکش معلوم
ہوتا ہے نہیں معلوم مجھے کسطرح پیش آئے اور کسی جانب نامعلوم لے جاوے قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند
خائف نہو یہ مرکب چست و چالاک ایسا سرکش نہیں ہے کہ کسی جانب بغیر مرضی لیجاویگا اور اس مرکب سے

بلند کہا ای مرکب خداوند اسقدر تیزی کیون کرتا ہی تیرا سوار تجھسے خائف ہوتا ہی بہت سہولت و آسانی سے خداوند کے قریب آ وہ مرکب سفید آہستہ فرعون کے قریب آیا فرعون اپنی جگہ سے اٹھا اُس مرکب سفید کی پشت پر سوار ہوا وہ مرکب اُس قصر کیجانب روانہ ہوا جب قریب اُس قصر کے پہونچا اُس قصر مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور فوراً کھل گیا فرعون مرکب پر سوار دروازہ مین داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا وہ قصر مین پہونچا جا بجا فرش مکلف بچھا تھا صدر مین مسند و تکیے لگے تھے در و دیوار شیشہ آلات سے آراستہ تھا کل سامان ضرورت و زیبائش سے پیراستہ تھا اندرون قصر ایک باغ پر بہار لائق دوستان بھی تھا روشنی شاداب نہرین پر آب رنگارنگ کے تختے کھلے ہوئے میوون پر قمریون کی چہلیان پڑھی ہوئی بلبلین چہک رہی ہین خوشبو سے کیاریان مہک رہی ہین

مستان بہار باغ بیباک ہو
ہی بیٹھے ہین زیر سایۂ تاک
سنبل کہیں اپنی پیچ ہا تراسے
کھیتے ہین گل کے دست ساقی
گیندے کا کہیں چمن کھلا ہی
لالہ شبنم سے ہین ہو جو کچھ کہ باقی
یا بونہ کا حاشیہ دیا ہی
لالہ کہیں اپنا رنگ دکھلاتے
آتے ہین نسیم کے جو جھونکے
پھولتا ہو دماغ تازہ ہوتے

اُس روز قنطورہ پوش کے حکم سے نقارہ جنگ بجا دوسرے روز صبح کو دونون لشکر میدان حرب مین آ کے صف آرا ہوئے حمزۂ ثانی نے دیکھا کہ از خود اس قصر کا دروازہ کھلا فرعون اسی مرکب سفید پر سوار ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا اور قلب لشکر مین آ کے قیام کیا حمزہ کو اس حال عجیب کو دیکھ کے کمال حیرت ہوئی قنطورہ پوش میدان مین آیا اور مرد مقابل طلب کیا لشکر اسلام سے اسد میدان مین آیا قنطورہ پوش نے کہا ای جوان خدا پرست اگر جان کی سلامتی چاہتا ہی خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہو ورنہ آمادہ مرگ ہو اسد نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا البتہ شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے اُس وار کو رد کیا اور کہا ای جوان کچھ اور بھی جرات ہی یا بس اسد نے دوسرا وار کیا اُسنے اُس وار کو بھی سپر پر رد کیا اسیطرح تین وار اور قنطورہ پوش نے رد کیے اور کہا ای جوان ہوشیار باش اب نوبت ضرب خود ضرب بازوش گن بہ تیغ دین و دنیا فراموش کن یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار اس طاقت سے کیا کہ اگر کوہ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا مگر اسد نوجوان نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا قنطورہ پوش نے کہا ای جوان اگرچہ تو نے میرے وار کو رد کیا پھر بھی مین تجھکو کب چھوڑتا ہون اور اسد کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے جسکی تمام سر سے بلند کر لیا لشکر مین خوشی کا نعرہ بلند ہوا قنطورہ پوش نے اسد کو زمین پر مار کے بستہ کر لیا اور چند شیاطین کی حراست مین فرعون کی خدمت مین بھیجدیا جو ہین فرعون کی نظر اسد پر پڑی نعرہ مارا کہ ای میرے موکلان عذاب کہان ہو جلد حاضر ہو حمزۂ ثانی و سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ دروازہ اُس قصر کا جانب برج کھلا چند جانور از قسم باز و شاہین دروازہ سے باہر آ کے سب نے بالاتفاق کہا ای خداوند ہم حاضر ہین کیا حکم ہی فرعون نے کہا ای موکلان عذاب جلد اس جوان کو کھاؤ مین نے اپنے بندون سے وعدہ کیا ہی کہ اب ہرگز مسلمانون کی رعایت نہین کرونگا جو گرفتار ہوگا فوراً حکم قتل دونگا وہ جانور اسد کے قریب آئے اور از سر تا پا اسد کے گوشت کو نوچ کے کھا گئے کرب غازی نے جو اسد کو اس حال خراب سے ہلاک ہوتے دیکھا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا گریبان چاک کر کے قنطورہ پوش کے مقابلہ مین آیا اور کہا او نابکار تو نے اسوقت مجھکو سخت صدمہ دیا اور یہ صدمہ ہرگز رفع نہ ہوگا جبتک اسد کیطرح تجھکو بھی ہلاک نہ کرونگا قنطورہ پوش نے کہا ای جوان گفت و شنید سے کیا فائدہ اگر مرد میدان ہی حملہ کر کرب نے تلوار کا وار قنطورہ پوش پر کیا قنطورہ پوش نے کرب کے بھی وار کو رد کیا اور کرب کے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے بستہ کیا اور اُسے بھی چند نابکارون کی حراست مین فرعون کے پاس بھیجدیا فرعون نے کہا ای کرب تو اسد کے ہلاک ہونے سے بہت ملول ہی تو نشر عیب تجھے بھی اسد کے پاس بھیجتا ہون اور پکار کر بلند کہا ای موکلان عذاب جلد آؤ اور اس

خدا پرست کا بھی کام تمام کرو فوراً ہیچ دو بی کا دروازہ کھلا صد ہا زنگیان خونخوار تیغ سے ہاتھون مین لیے دروازہ سے باہر آئے اور فرعون کے قریب آ کے کہا اے خداوند کیا حکم ہے فرعون ملعون نے کہا اے بندگان من اس خدا پرست کا بھی کام تمام کرو ان زنگیون نے نیزون کے وار کر کے بیرکرنا شروع کیے اور تمام گوشت اس خدا پرست کا کھا گئے۔ اسیطرح تا غروب آفتاب سات سرداران لشکر اسلام کو نقابدار قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے

پاس بھیجا فرعون نے موکلان عذاب کو طلب کر کے ان خدا پرستونکو کھلا دیا

اب قنطورہ پوش کی گرفتاری کا حال قلم بند ہوتا ہی

محبت کا تیری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
تو اسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
نشانہ تیر ہمت کا ہو میرا اختر طالع
غنیمت جان جو آرام تونے ایک دم پایا
جلایا اور سارا حسن کی نیرنگ سازی نے
ہے تم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا
ہوا ہر گوشہ شوق کا سامان درست آتش

برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی جبین سائی
اٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا
نظر آیا تماشا سے جہان جب بند کین آنکھین
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا
ہمارا کعبۂ مقصود ہے تیرا طاق ابرو ہی
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

ہر اک شمع دل جسنے جلایا تیرے دو رکین
یہی محراب و ہر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا
سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابی مین
صفائی قلب سے بہلو مین ہمنے جام جم پایا
ہر ایک جوہر مین اسکا نقش پایا ہے فلک کی چال
تیری چشم سیہ کو ہمنے آہوئے حرم پایا

دفتر کشایان اخبار گذشتہ و طلسم بندان آثار ماضیہ اس قصۂ عجیب اور فسانۂ غریب کو یون نوک قلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب قنطورہ پوش نے سات سرداران لشکر کو ایک روز مین گرفتار کیا اور فرعون کے حکم سے اسکے موکلان عذاب نے ان خدا پرستون کے گوشت و پوست کو کھا لیا دوسرے روز پھر فرعون نے نقارہ جنگ بجوایا صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسطرف اہل اسلام کے دلون پر ابر غم چھایا ہوا تھا ایک سردار دوسرے کی صورت بحسرت دیکھتا تھا آج پھر کل کی صورت پیش آئی لشکر اسلام سے جو کوئی قنطورہ پوش کے مقابلہ کو آیا درجہ شہادت پر فایز ہوگیا اسیطرح قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے پاس بھیجا فرعون نے اپنے موکلان عذاب کا ان کو طعمہ کر دیا خلاصہ یہ کہ سات روز کی میدان داری مین انچاس سرداران قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اور سبکو فرعون کے موکلان عذاب نے کھا لیا حمزۂ ثانی کے حواس باختہ تھے فرعون اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص طویل القامت عیار وضع آیا فرعون کو بکمال خلوص سجدہ کیا فرعون نے بغور سے اسکی صورت دیکھی پوچھا تو کون ہے اسنے کہا اے خداوند مین شیمین بن شیاطین ہون فرعون نے پوچھا تو اسوقت کسواسطے آیا ہے اسنے کہا مین نے سنا کہ خداوند کے بندگان خاص سے خدا پرست مقابلہ کر رہے ہین مین چاہتا ہون کہ آج میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے تاکہ کل سے میدان حرب مین عیاران لشکر اسلام سے مقابلہ کرون فرعون نے کہا اے شیمین میری مشیت مین یہ بھی گذرتا ورنہ تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا اور حکم دیا کہ آج شیمین بن شیاطین کے نام طبل جنگ بجایا جاوے دوسرے روز دونون لشکر میدان مصاف مین آ کر صف آرا ہوئے پہلے لشکر شیاطین سے جسنے عزم میدان کیا وہ شیمین بن شیاطین تھا حمزۂ ثانی نے کہا اے دلاورو آج کون تم مین سے اس شیطان ابن شیطان کی سرکوبی کو جائیگا شیر رنگ بن قران دست بستہ حمزۂ ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا آج غلام کی باری ہے اسواسطے کہ لشکر شیاطین سے بھی عیار ہی میدان مین آیا ہے حمزۂ ثانی نے کہا اے شیر رنگ جا اس بچہ شیاطین کو جہنم واصل کر شیر رنگ شیمین بن شیاطین کے مقابلہ مین آیا اور کہا او بچہ شیطان کیا ارادہ رکھتا ہے شیمین نے کہا

ارادہ یہ ہی کہ تجھکو دین فرعون پرستی تسلیم کردن ورنہ آمادہ مرگ رہ شبرنگ نے کہا او نابکار کیا بہودہ بکتا ہی
فرعون کیا وقعت رکھتا ہی جو کوئی اُسکی پرستش کریگا بس زبان بہ بند و بازو بکشا۔ نوبت با نجار رسید

کہ ہر دو گرفتند خنجر بکف	دلیران نظارہ گشتان بر دو صف	چکاچاک خنجر بگردون رسید	ز ہندوستان خون بجیحون رسید

راوی کہتا ہی کہ دو پہر تک دونون مین خنجر بازی رہی آخر الامر شبرنگ تاب مقابلہ نہ لایا شثین سے رو برو سے گریز
کی شثین بن شیاطین نے اُسکا تعاقب کیا اور کہا ای خدا پرست دیکھون میرے ہاتھ سے کہا جان بچا لیجاتا ہی
شبرنگ نے قلابازی اور زمین پر آرہا شثین سمجھا کہ شبرنگ تھک گیا ہی اسوجہ سے زمین پر گرا ہی اُسنے جست کی
اور قریب شبرنگ کے آکے چاہا کہ سر اُسکا تن سے جدا کرے ہنوز وہ قریب شبرنگ کے پہونچنے نہ پایا تھا کہ
شبرنگ نے بھی جست کی اور حلقہ کمند کو اس سبکی سے اُسکے اوپر پھینکا کہ شثین از سر تا پا پیچیدہ ہو گیا ارادہ کیا
کہ شثین کا سر تن سے جدا کرے قنطورہ پوش اس حال کو دیکھ کے شبرنگ کیطرف جھپٹا اور اُسکی گردن گرفت
مین لا کے اُٹھا لیا پھر بغل مین دبا کے اور شثین بن شیاطین کو رہا کر کے شبرنگ کو فرعون کی خدمت مین لایا فرعون
نے نقارہ بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فرعون بھی اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ
کو اپنے روبرو طلب کیا چند ملازم اُسکو گرفتہ و بستہ کیے ہوے لائے قنطورہ پوش بھی موجود تھا اُسنے پوچھا ای پیادہ
تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو شبرنگ بن قران کہتے ہین قنطورہ پوش نے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہی فرعون نے کہا یہ کیا
کہا قنطورہ پوش نے کہا ای خداوند کیا کہون اسوقت سخت دقت لاحق ہو گئی وہ دقت یہ ہی کہ یہ واقعی خدا پرست تیری
مخالفت مین قابل سزا ہین لیکن شثین بن شیاطین جو اس جوان کو گرفتار کر لایا ہی محض بیکار لایا مین اسکو رہا کر دینا
چاہتا ہون اسواسطے کہ اسکے باپ کے اور میرے درمیان ایسا سابقہ نہین ہی کہ اسکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکون
فرعون نے کہا اگر یہ جوان میری خداوندی کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہی اسواسطے کہ دین و مذہب مین کسی قسم کے سابقہ
کا پاس و لحاظ کرنا محض عبث ہی قنطورہ پوش نے کہا ای خداوند اس مقدمہ کو مین ہی خوب سمجھ سکتا ہون بعد ازان
شبرنگ کو خلعت دیا اور قید و بند سے خلاص کر کے کہا ای شبرنگ مجھکو تیرے باپ کی رعایت بہت کچھ مد نظر ہی اس
سبب سے تجھے رہا کیے دیتا ہون جا میری طرف سے اپنے باپ کو دعا کہدینا پس شبرنگ نے اپنی رہائی کو غنیمت جانکر لشکر اسلام کیطرف راہ لی

اب دو کلمہ داستان شاپور شیر دل کے مسطور ہوتے ہین

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح قلم فرسا ہوے ہین کہ شاپور شیر دل مستعدی تمام اطراف و اکناف
عالم مین پھرا کیا مگر شاہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ پایا تلاش و تجسس کرتا ہوا اُن کیطرف پہونچا اُسوقت اُسکے ذہن
مین آیا کہ یہان سے کنارہ کرکے لشکر مین چلو اور سراغ لگاؤ شاید شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو جائے بہ نیت کہہ
کر شاپور لشکر کیجانب چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک شخص خلعت مکلف پہنے چلا آتا ہی دل مین کہا شبرنگ بن قران
سا معلوم ہوتا ہی یہ کون شخص ہی جب کہ شبرنگ قریب آیا شاپور نے کہا آہا ای شبرنگ تم اسوقت یہان کہان اور
یہ خلعت کیسا پہنے ہو اُسنے کہا شہر یار کیا پوچھتے ہو میرا واقعہ عجیب و غریب ہی سنو مین لشکر اسلام مین تھا لشکر فرعون
سے جنگ شروع ہوئی یہانتک کہ میری باری آئی مین شثین بن شیاطین سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار شثین
بن شیاطین نے مجھکو گرفتار کر لیا بعد گرفتاری فرعون نے مجھکو دربار مین اپنے روبرو بلایا وہان قنطورہ پوش
بھی موجود تھا اُسنے میرا نام پوچھا مین نے اپنا نام بتایا اُسنے نہایت متعجب ہو کے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہی اور خلعت
دے کے مجھکو رہا کر دیا۔ شاپور نے کہا ای شبرنگ مین بھی اُس نقابدار قنطورہ پوش کو دیکھنا چاہتا ہون

شیرنگ نے کہا شہریار اب تو مین اس لشکر کفار سے چلا آیا ہون اگر وہین ہوتا تو نقادار کو دکھا دیتا سہل ہوتا شاپور نے
کہا لشکر کفار مین پھر چلو شیرنگ تا دیر متامل رہا بعد کہا اچھا چلو اور بار دیگر لشکر کفار مین آ کے قیام کیا اہل لشکر
نے پوچھا تم کہان آیا شیرنگ نے کہا اسوقت میری طبیعت نادرست ہے کل اپنے لشکر مین چلا جاؤنگا شاپور سر
شیردل کو پوچھا یہ کون ہے شیرنگ نے کہا یہ میرا ملازم ہے اہل لشکر خاموش ہو رہے جب نصف شب گذر گئی
حسب مشورہ شاپور شیرنگ قنطورہ پوش کی خوابگاہ مین آیا دربانون نے روکا کہا تم مجھکو نہین پہچانتے
انھون نے کہا ہم تجھکو خوب پہچانتے ہین تجھکو قنطورہ پوش نے خلعت دے کے رہا کر دیا ہے شیرنگ نے
کہا خلعت کے بعض پارچے مین نے پہنے ہین اور بعضے یہان باقی ہین انکو لینے جاتا ہون دربانون نے کہا انکو
لینا اسوقت کیا ضروری ہے شیرنگ نے کہا ضروری یہ ہے کہ مین اپنے لشکر مین جانا چاہتا ہون اسوقت تک یہان
مقیم رہا اب تھوڑی دیر استراحت کا بھی ارادہ ہے یہان سامان استراحت موجود نہین ہے اور اگر میری طرف سے
تمکو کچھ شک ہو تو بجا ہے تو یہ سمجھو کہ جس شخص نے اس حالت مین مجھکو رہا کر دیا اور مزید بران خلعت سے سرفراز
کیا تو ممکن ہے اسکے ساتھ کسطرح پیش آ سکتا ہون ہان مجھسے بری طرح پیش آیا ہوتا یا مجھکو اسکی ذات سے کسیطرح کی تکلیف
پہونچی ہوتی تو میری طرف سے شک کرنا بجا تھا دربانون نے باہم مشورہ کیا آخر راے اس پر قرار پائی کہ جانے دو
یہ شخص قنطورہ پوش سے بدی نہین کر سکتا غرضکہ شیرنگ قنطورہ پوش کی بارگاہ مین گیا داروی بیہوشی
قنطورہ پوش کو سنگھائی پشتارہ باندھا دوش پر اٹھا کے چلا دربانون نے کہا کچھ ہمارا حق بھی ہے شیرنگ نے کہا
جسکو جو کچھ لینا ہو میرے ساتھ آوے ایک دربان اسکے ہمراہ چلا کہا کہ کہان چلو گے شیرنگ نے کہا ہمارا ملازم
وہان ٹھیرا ہے اس سے کچھ دلوا دینگے وہ ملازم شیرنگ کے ہمراہ شاپور شیردل کے پاس آیا شیرنگ نے اشارہ کیا
شاپور نے چند دینار اس دربان کو دے کے دربان ان درمون کو لیکے واپس گیا شاپور شیردل وہان سے اپنے
لشکر مین آیا حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور کہان
تھے اور کیا کام کر لائے اس پشتارہ مین کیا ہے شاپور شیردل نے کہا شہریار مین بدیع الملک کی تلاش مین
گیا تھا ہر چند تجسس کیا کہین شاہزادہ کا پتہ نہ ملا اے شہریار اگرچہ شاہزادہ نہین ملا مگر اس کوشش کی ضمن مین ایک
کام بنا لایا ہون وہ یہ کہ لشکر کفار مین گیا تھا اس قنطورہ پوش کو گرفتار کر لایا ہون حمزۂ ثانی بہت خوش ہوا اور
کہا اے شاپور اگر تم قنطورہ پوش کو گرفتار کر لائے ہو تو اسکی قید و بند کا بخوبی انتظام کرنا ایسا نہو کہ محنت ضائع
ہو جاے اور اسکو ہوش مین لاؤ شاپور شیردل نے دارو رفع بیہوشی سونگھائی قنطورہ پوش ہوش مین آیا دیکھا دست و پا زنجیر
آہنی مین مستحکم بستہ ہین اور شہزادہ سرہانے بیٹھا ہے باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ اے خیرہ سرو کون مجھکو گرفتار کر لایا ہے شاپور
شیردل نے کہا اے جادوگر نابکار کیا پوچھتا ہے تیرا گرفتار کرنیوالا مین ہون اگر تیرے حوصلہ ہو تو باقی نہ رکھ قنطورہ پوش نے کہا
اے سرداران لشکر اسلام تم مجھکو جادوگر سمجھے ہو مین ہزار ہزار لعنت جادوون اور ساحرون پر کرتا ہون یہ کہا
اور بلند قہقہہ مارا شاپور شیردل نے کہا تو کیا ہنسا قنطورہ پوش نے کہا مین یہ ہنسا کہ تو نے اپنے خیال مین مجھے
گرفتار کیا لیکن اپنے نزدیک مین اس گرفتاری مین بھی مجبور نہین ہون مجھکو مجبور کرنا ہر ایک کس و ناکس کا کام نہین ہے
شاپور شیردل نے کہا مین تجھکو اسوقت مجبور ہی سمجھتا ہون ہان اسوقت مجبور نہ سمجھونگا کہ اس گرفتاری کی حالت
مین بھی تجھسے کوئی کار نمایان دیکھونگا قنطورہ پوش نے کہا واقعی تو دیکھنا چاہتا ہے شاپور شیردل نے کہا بیشک دیکھونگا
قنطورہ پوش نے اس زور سے اپنے دست و پا کو جھٹکا دیا کہ تمام بند ہاے آہنی کھل کے گر گئے اور علیحدہ ایک مقام بلند

پر استادہ ہوکے کہا ای شاپور خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے میرے کارنمایان کو دیکھا بتا میرا دعوی غلط تھا یا صحیح اب کہہ تیرا کیا حال بناؤن ہوشیار ہو کہ اس فریب و مکر کے عوض مین ایسی فضیحتی سے تجھے ہلاک کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال خراب پر افسوس کرین یہ کہا اور شاپور کیجانب جھپٹا شاپور کے حواس باختہ ہوگئے سمجھا کہ قنطورہ پوش سے گذر وقت کا یہ حال ہی یہان قیام کرنا ہلاکت کا سبب ہی بارگاہ سے بھاگ کے باہر آیا قنطورہ پوش نے کہا اب میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائیگا فوراً خود بھی بارگاہ سے باہر آیا اور ایک مرکب پر سوار ہوکے شاپور کا تعاقب کیا حمزہ ثانی نے عمر ثانی سے کہا ای عمر کیا دیکھتے ہو قنطورہ پوش کے ہاتھ سے شاپور شیر دل کا سلامت رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی جا شاپور کی مدد کر اور حتے الامکان شاپور کو ہلاکت سے بچانا عمر ثانی بھی شاپور کی خبرگیری کیواسطے روانہ ہوا اور ان دونون کے عقب مین خیزاخیز چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ وہ نازنین عیار پیشہ وہ دونو چلی جاتی ہی عمر ثانی نے پہچانا اُس کے عقب مین روانہ ہوا تا اینکہ دونون لشکر کفار مین پہونچے وہ نازنین عیار پیشہ لیکا یک نظر سے غائب ہوگئی عمر ثانی اُن گبران نابکار کے دروازہ پر آکے متوقف ہوا اندرون دروازہ سے آواز آئی کہ ای شیاطین تو کہان جاتا ہی اُسنے جواب دیا کہ خداوند فرعون کا نامہ لیے جاتا ہون بہت ضروری نامہ ہی آواز آئی کہ کب تک واپس آئیگا اُسنے کہا واپسی سے [illegible] واپس آنیکا اتفاق ہوتا ہی فی الحال خداپرستون کی سرکشی سے خداوند فرعون بہت عاجز آیا ہی یہ کہا اور شیاطین دروازہ کے باہر آیا عمر ثانی پہونچا کہ اگر یہان توقف کرونگا اس نابکار سے یہین دوچار ہونا لازم آئیگا نظر بران بتعجیل تمام وہان سے روانہ ہوا اب عمر ثانی پیشاپیش چلا جاتا ہی اور شیاطین اُسکے عقب مین چلا آتا ہی [illegible] شیاطین نے عمر ثانی کو نہین دیکھا ہی عمر ثانی ہر مرتبہ بجیلہ شیاطین کے رخ کو دیکھتا جاتا ہی جسے کہ شیاطین نے کوہستان کی راہ لی عمر ثانی اُسی جانب گوشون اور پہلوؤن سے گذرتا ہوا چلا اثناء راہ مین بول کی ضرورت ہوئی ایک جانب حاجت بول کے رفع کرنیکو بیٹھ گیا اُس وقت شیاطین نے عمر ثانی کو دیکھ کے پہچان لیا پہلے اُسکو شک ہوا تھا لیکن بعد مین اُسکو یقین ہوگیا کہ ضرور عمر ثانی ہی ایک جست مار کے عمر ثانی کے قریب پہونچا اور کمند کا حلقہ عمر پر مارا تا کہ اُسکو گرفتار کرلے عمر ثانی پیشتر ہی شیاطین کے اسطرف آنے سے مطلع تھا اور خدشہ تھا کہ ایسا نہو مجھے دیکھ لے ہنوز حلقۂ کمند اُسکے سر تک پہونچا تھا کہ اُسنے دونون ہاتھون سے حلقہائے کمند کو دور کیا مع ہذا خنجر آبدار علم کرکے شیاطین پر وار کیا شیاطین نے اُس وار کو رد کیا اور چاہتا تھا کہ خود بھی خنجر کا وار کرے اسی عرصہ مین عمر ثانی اُٹھ کھڑا ہوا دونون مین خنجر بازی شروع ہوگئی اور تا دیر رد و بدل رہی نہ این راضر رنہ اور ا خطر ـ راوی کہتا ہی کہ شیاطین کا ایک لڑکا ہی شعین بن شیاطین نام حسب اتفاق وہ اسوقت پہونچا شیاطین نے عمر ثانی پر عرصہ تنگ کیا تھا شعین بن شیاطین بھی اپنے باپ کا شریک ہوگیا قضائے کار و اتفاق روزگار اسوقت جانگ بن عمر یہان پہونچا اور وہ بھی اپنے پدر یعنی عمر ثانی کی حمایت کو مستعد ہوا نوبت بایجا رسید کہ شیاطین اور عمر مین اسطرف رد و بدل ہو رہی تھی ادھر شعین بن شیاطین اور جانگ بن عمر ثانی مین جنگ شروع ہوئی یکایک نقابدار یاقوت پوش یہان پہونچا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای خیرہ سر و کیا فتنہ و فساد کو طول دے رکھا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے دست بردار ہو ورنہ مضحمل پاش ہوکر زمین پر دیکھوگے وہ سب رد و بدل مین ایسے محو تھے کہ کسی نے نقابدار یاقوت پوش کے نعرہ کیجانب اعتنا نہ کی نقابدار یاقوت پوش نے جھنجھلا کے تیر چلہ کمان مین رکھا اور شیاطین کی پشت نشانہ قرار دے کے اس زور سے ہلکیا کہ اس نابکار کی پشت توڑ کے سینہ سے گذر گیا شیاطین دہم سے زمین پر گرا اور روح اُس ناپاک کی

ہلاک کی ہلاک ہوگئی عمر ثانی نے دوڑ کے سر خبیث اسکا تن سے جدا کیا اور وہ کاغذ بھی اسکی جیب سے نکال لیا شیاطین بن شیاطین جانک بن عمر سے ردو بدل مین مصروف تھا جو ہین اسنے اپنے باپ بیٹے شیاطین کو سر بریدہ دیکھا پھر تاب مقابلہ نہ رہی فرار بر قرار لیا اور غائب ہوگیا بعدہ لقا بدار بھی جس طرف سے آیا تھا اسطرف راہی ہوا عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آکے زمین بوس ہوا حمزہ ثانی نے پوچھا اے عمر شاپور شیر دل اور تشطورہ یوش کے قصہ کا کیا نتیجہ ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار حسب الحکم والا مین ان دونون کے حال کی خبر کو گیا مگر وہ دونون آنکھ سے غائب ہوگئے کہ مطلق پتہ نہین ملا لیکن یہ سر شیاطین نابکار کا حاضر ہے حمزہ ثانی کو نہایت تعجب ہوا کہا اے عمر یہ سر شیاطین ہی کا ہے یا کچھ شبہہ ہے عمر نے کہا کچھ شبہہ کا دخل نہین ہے مجھسے تا دیر اس سے ردو بدل رہی لقا بدار یا قوت پوش نے اسکو تیر سے ہلاک کیا مین نے اپنے ہاتھ سے اسکا سر تن سے جدا کیا ہے بعدہ مفصل کیفیت بیان کی

اب اس حال کو یہین ملتوی رکھا جاتا ہے اور حال شیاطین لعین کے تن بے سر کا رقم ہوتا ہے

ناصح کہتا کیا گردش افلاک سے فریاد
دم مین بیٹھے ہین نہ ساقی ہے نہ مطلوب شراب
خانہ دل مین کیا بسکہ عناصر نے فتور
گرم ہنگام سمندر کا ہو مرے جفور
حال سوز غم فرقت کو کرون گر تحریر
بزم حیرت سے مجھے بنایا گویا تصویر

نہ سکت رہی نہ وارہا نہ جسم نیم کی
صحبت ہمنفسان طرب [illegible] بادہ کجا
[illegible]
جانم آتش تنم آتش دل [illegible] آتش
[illegible] صفحہ
پاس ناموس جنون و [illegible] سکوت جو بستا

فرصت وقت غنیمت ہے یہی جو دم ہے
بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا
[illegible] ہمنفسی کیا مقدور
آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش
اک خموشی ہے میری لاکھ زبان کی تقریر
لوٹ لین لوٹین کہ خاموشی مین فریاد ہے

واقفان اسرار شیرین کلامی و حاملان رموز سحر بیانی اس دا[illegible]ان حیرت لوا ان مین اسطرح گویا ہوتے ہین کہ وہ نازنین عیارہ راہ مین چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہے کہ ایک لاش بے سر زمین پر افتادہ ہے خوب غور سے اسکے دست و پا کو دیکھا لباس پہچانا تا دیر سر نگون و متامل رہی و لیکن کہتی تھی کہ یہ لاش بے سر شیاطین کی معلوم ہوتی ہے اسکو کسنے ہلاک کیا اسکا سر تن سے جدا کر لیگیا اور دھڑ کو چھوڑ گیا پھر خیال آیا کہ یہ کام عمر ثانی کا معلوم ہوتا ہے کسواسطے عمر ثانی کو مین نے اس راہ مین دیکھا بھی تھا غضب کیا خداوند فرعون کا ایسا مقرب و معتمد اور وہ اس ذلت سے ہلاک کیا جاوے کہ حریف اسکا سر لیجاوے اور تن بے سر زمین پر افتادہ چھوڑ جاوے خدا پرست بڑے سفاک و بیباک ہین ان کو مطلق خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا خیال نہین ہے نہین معلوم فرعون کو اس حال کی خبر ہوئی یا نہین عمر ثانی سے اس سفاکی کا عوض لینا ضرور ہے چنانچہ یہ ارادہ مصمم کرکے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اور اسوقت بارگاہ مین پہونچی کہ عمر ثانی حمزہ ثانی کے روبرو شیاطین کی ہلاکت کے واقعہ کو بیان کر رہا تھا اور حمزہ ثانی عالم محویت مین سن رہا تھا یکایک وہ نازنین عیارہ آئی اور اس چالاکی سے عمر ثانی کو بغل مین مار کے لیگئی کہ جو جہان تھا وہ وہین ششدر رہ گیا کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اسکے حال سے متعرض ہوتا لیکن اسوقت کہ نازنین عیارہ نے عمر ثانی کو بغل مین مارا تھا عمر ثانی نے اس کاغذ کو حمزہ ثانی کیطرف پھینک دیا تھا واضح ہو کہ یہ وہ کاغذ ہے جسکی بابت عمر ثانی نے قریب دروازہ سنا تھا کہ جب پوچھا تھا کہ شیاطین کہان جاتا ہے اسنے کہا تھا کہ مین ضروری خط خداوند فرعون کا لیے جاتا ہون الغرض حمزہ ثانی نے اس کاغذ کو کھولا فرعون نے لکھا تھا کہ اے متفرس خوب تو نے مدد مجھکو پہونچائی تجھکو اطلاع دیجاتی ہے کہ حتے الامکان عجلت کر کیونکہ خدا پرستون کو فرصت دینا ہرگز لازم نہین ہے اس مضمون کے نامہ کو دیکھکے حمزہ ثانی نے کہا یا . وہ نازنین مکارہ عمر ثانی کو لیگئی

مجھے خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ اُسے ہلاک کرے عمر ثانی کی خبر لینا ضرور ہی یہ کہا اور اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکے
اُسکے عقب میں روانہ ہوا غرض چلا جاتا تھا اثنای راہ میں دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک جوان کو مستحکم باندھے ہوئے
اُس پر زد و کوب کر رہا ہی اور وہ جوان صدا سے فریاد بلند کیے ہوئے ہی اور یہ کہتا جاتا ہی کہ ارے مجھے بیزار تو مان
لیے لگی مجھکو رہا کر دے وہ مرد پیر کہتا ہی کہ تو دشمن ہی خداوند کا مجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا شاہزادہ نے جو اُس جوان گرفتار بلا کی
حالت غربت کو دیکھا دل آب ہوگیا ولیکن کہا یہ پیر مرد بڑا سخت دل ہی کہ جوان الحاح و زاری کرتا ہی مگر یہ نہیں مانتا آخر تیر
کو چلہ کمان میں رکھا اور مرد پیر کے سینہ کی جانب رہا کیا وہ تیر اُسکی پشت توڑ کے نکل گیا وہ فوراً زمین پر گر کے بیجان
ہوگیا جوان اُسکے دست ظلم سے رہا ہوکے حمزہ کے قریب آیا قدم پر آنکھوں کو مل کے عرض کی ای والا منزلت وعالی ہمت
یہ نابکار عنقریب مجھکو ہلاک کیا چاہتا تھا تمنے میری جان بچائی حمزہ ثانی نے اُس جوان کی صورت بغور دیکھ کے
کہا ای جوان تو میری نظر میں کچھ آشنا سا معلوم ہوتا ہی بتا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار تمنے مجھکو نہیں پہچانا میں زر فام
نام اسد نامدار کا عیار ہوں حمزہ ثانی نے کہا ہاں میں نے اب پہچانا ای زر فام تو یہاں کہاں اور یہ مرد پیر کون تھا
جس نے تجھکو گرفتار کیا تھا زر فام نے کہا شہریارا یہ مرد پیر سپہ سالار برق انداز نام شیاطین کا استاد تھا اب
فرمائیے کہ تم یہاں تنہا اسطرح آئے حمزہ ثانی نے کہا ای زر فام وہ نازنین عیار پیشہ عمر ثانی کو میری بارگاہ سے لے آئی ہی
حالانکہ میں موجود تھا بلکہ اور لوگ بھی موجود تھے مگر اس چالاکی سے عمر ثانی کو لائی کہ ہم اہل بارگاہ سے کسی کی جرات نہ ہوئی
کہ اُس سے متعرض ہوتے بعد کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عمر ثانی کو ہلاک کرے اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے زر فام نے
کہا تم ہی اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے ہو یا کوئی اور بھی حمزہ ثانی نے کہا صرف میں ہی عمر ثانی کی رہائی کی فکر میں
نکلا ہوں زر فام نے حیرت سے کہا ای شہریار بلند وقار تم ایسے سردار لشکر اسلام کو کب زیبا تھا کہ تنہا اس طرح
سے یا جیوں کے جال سے تعرض کرنے کو اپنے لشکر سے باہر آئے میری رائے یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کو واپس جاؤ میں عمر ثانی کی
خلاصی کی فکر میں جاتا ہوں وہ نازنین عیار پیشہ جہاں مل جاویگی اُس سے سمجھ لونگا حمزہ ثانی نے لشکر اسلام کیجانب حرکت
کی اور زر فام اُس نازنین عیار پیشہ کے عقب میں روانہ ہوا

اب زر فام عیار اسد کو نازنین عیار پیشہ کی تلاش میں روان رکھا جاتا ہی اور حال عمر ثانی مذکور ہوتا ہی

واقعہ نگاران سخن فرو اند شرح این داستان چنین کردہ اند کہ جب وہ نازنین عمر ثانی کو حمزہ ثانی کے روبرو سے اٹھا لے گئی
ایک غار میں پہونچی عمر ثانی نے دیکھا کہ اس غار میں چند خیمہ برپا ہیں منجملہ اُن خیموں کے ایک خیمہ وسیع و بلند ہی وہ نازنین
عمر ثانی کو بغل میں مارے ہوئے اُس خیمہ میں آئی عمر ثانی نے دیکھا کہ اس خیمہ میں بالا سے تخت فرش کیا ہوا ہی اور پہلا
اُس تخت پر بکمال تمکنت بیٹھی ہی اُس نازنین نے اُسکو سلام کیا اُسنے کہا ای دل افروز بہت دیر کے بعد آئی نازنین نے کہا
ای صاحب کیا کہوں میں نے عجیب حیرت خیز سانحہ دیکھا یعنی میں راہ میں چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک
مقام پر شیاطین کا تن بے سر پڑا ہوا ہی پہلے میں سمجھی کہ کوئی شخص ہوگا لیکن جب غور سے دیکھا اور دست و
پا اور لباس کیجانب نظر کی یقین ہوگیا کہ شیاطین ہی چونکہ راہ میں پیشتر عمر ثانی کا کچھ شبہ سا ہوا تھا غالب گمان
ہوا کہ یہ کام عمر ہی کا ہی اُسیوقت لشکر اسلام میں پہونچی اور عمر ثانی قاتل شیاطین کو تیری خدمت میں لے آئی ہی تب
کہا ای دل افروز خوب کیا جو اس سفاک کو لے آئی جلد اُسکے کباب لا کے میرے واسطے لے آ مجھپر اسوقت گرسنگی
غالب ہی نازنین عیار پیشہ نے کہا ای ملکہ اگرچہ میں عمر ثانی کو گرفتار کر لائی ہوں لیکن ابھی بے مرضی فرعون ایسی
جرات لازم نہیں ہی اگر فرعون کو اس حال کی خبر ہو جاے گی تو خداوند صاحب قدرت و جلال ہی سخت عذاب اپنا ہم پر

نازل کر دیگا اُسنے کہا ہان ای دل افروز سچ کہتی ہی جلد جا فرعون سے پونچھ کے واپس آ زن عیارہ عمر ثانی کو وہان سے
لے آئی اور اُس قید خانہ مین بند کر دیا جو رستم ثانی اور یاران دیگر کے قید خانہ سے ملحق تھا راوی کہتا ہی کہ وہ زن عیارہ
غار سے باہر آئی تھی کہ زر رفام پر اُسکی نظر پڑی ہزار جان و دل سے زر رفام پر فریفتہ ہوگئی زر رفام کے قریب آئی اور افسون
و سحر سے اُسکو سست کر کے قید کر لیا اور کہا ای زر رفام تو یہان مقیم رہ مین فرعون کے پاس جاتی ہون وہان سے واپس
آ کے تجھسے ملتفت ہون گی یہ کہکے چلی گئی

	اب شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش کا حال بیان ہوتا ہی	

کہ شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش جنبش ولیس خیز اخیز چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی جب وہ
گرد چاک ہوا دیکھا خورشید نوجوان مع اختران شاہ چلا آتا ہی شاپور شیر دل نے پہچانا خورشید نوجوان کی ملازمت
بجا لایا خورشید نے کہا ای شاپور کیون خیریت تو ہی مین اسوقت تجھکو بہت پریشان و بدحواس دیکھتا ہون شاپور نے کہا
شہریار قنطورہ پوش کے خوف سے بھاگا جاتا ہون عنقریب وہ آ کے مجھکو ہلاک کیا چاہتا ہی خورشید نے کہا تو یہان توقف
کر قنطورہ پوش سے مین سمجھ لونگا تجھکو کسیطرح کا گزند نہین پہونچے گا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دیکھا سامنے سے قنطورہ پوش
نمایان ہوا قنطورہ پوش نے جو خورشید نوجوان کو دیکھا بنظر التعظیم مرکب کی پشت سے زمین پر آیا اور پیادہ پا خورشید کے
قریب آیا خورشید بھی مرکب سے اُترا دونون مین صاحب سلامت ہوئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اسوقت
مجھکو کمال حیرت ہی یعنے پیشتر تم ستارہ پرست تھے اب مین تمہارے علمون پر آسمانی خدا کی حمد و تعریف دیکھتا ہون
خورشید ہنسا اور کہا ہان یہ تیرا کہنا صحیح ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ پیشتر مین سخت ضلالت مین مبتلا تھا اب شہزادہ بدیع الملک
کی توجہ سے مین راہ راست پر آیا ہون اور مسلمان ہوا ہون قنطورہ پوش انگشت بدندان ہوا اور کہا شہریار مجھسے
بڑی غلطی ہوئی کہ مین نے خدا پرستون کو اذیت پہونچائی نہین معلوم اس ظلم و بدعت کے عوض مین خدا سے
آسمانی کا قہر و غضب مجھپر کس حد سے نازل ہوگا مین پناہ مانگتا ہون اُس خالق و مالک کل سے کہ یہ زیادتی مجھسے لاعلمی کی
حالت مین ظاہر ہوئی خورشید نے کہا ای نقابدار آگاہ ہو کہ مین نے مدت العمر مین کبھی خلاف مرضی تیری کوئی کام نہین
کیا ہی تجھکو بھی چاہیے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر اُسنے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو میری مجال ہی کہ خلاف مرضی
تمہارے کوئی کام کرون اس بات کو سچ جانو مجھکو ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ تمنے خدا پرستی اختیار کی ہی ورنہ مسلمانون کو اذیت
پہونچانا کیسا اُن کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو جاتا خیر انچہ گذشت گذشت سہو خود غلطی بود آنچہ باید ہشتم
بہر جہت مطمئن رہو اب مین خدا پرستون کا دل و جان سے مددگار ہون اور ابھی آنکی حمایت کیواسطے جاتا ہون کیونکہ
اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی بروقت روانگی خورشید نوجوان سے کہا مین اپنے لشکر مین جاتا ہون وہان پہونچکے
فوراً نقارہ جنگ بجنے کا حکم دونگا اور خود میدان حرب مین آ کے مرد مقابل طلب کرونگا تم بلا تکلف مجھسے مقابلہ کو آنا
خورشید نے قبول کیا نقابدار قنطورہ پوش اپنے لشکر مین پہونچا سرداران لشکر کفار سے ملاقات کی خورشید نوجوان
لشکر اسلام مین آیا ملازمت حمزہ ثانی بجا لایا حمزہ ثانی خورشید کی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور خلعت گران بہا
سے سرفراز کیا دست راست نشست کی اجازت دی اختران شاہ نے بھی ملازمت حمزہ ثانی حاصل کی اسکو
دربار حمزہ ثانی سے نیم تخت مرحمت ہوئے اُسکو بھی دست راست نشست کا حکم ہوا خورشید نوجوان اور اختران شاہ
دونون اداب و تسلیمات بجا لا کے اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی اختران شاہ کی طرف متوجہ ہوئے کہا ای بادشاہ خورشید
کو تجھسے کیا نسبت ہی اُسنے عرض کی شہریار مین نے خورشید نوجوان کو اپنے فرزند حقیقی کی طرح پرورش کیا ہی اور وہ

فرزندان امیر مین سے ہی حمزہ ثانی نے کہا اسکے فرزندان امیر مین سے ہونے کی کیا دلیل ہے اختران شاہ نے کہا دلیل
یہ ہے کہ جب امیر جانب بیت اللہ تشریف لیگئے اور جادوان عنبیل نے لشکر پر برف باری کی جسکے صدمہ سے
تمام لشکر درہم وبرہم ہوگیا تھا دو نقابدار گھوڑون پر سوار ہوکے میری طرف پہونچے اسوقت مین شکارگاہ مین تھا وہ
دونون نقابدار شکارگاہ مین وارد ہوئے مین نے ان دونون نقابدارون کو گرفتار کرلیا جب انکا حال دریافت
کیا انمین سے ایک نے کہا کہ مین کہ ایک شاہ زابلی کی دختر اور امیر صاحبقران کی بی بی ہون دوسری نے کہا
مین خواجہ عمر کی زوجہ ہون اور یہ بھی دریافت ہوا کہ دونون حاملہ ہین چندروز کے بعد معلوم ہوا کہ دونون کے یہان
نہایت حسین وصاحب جمال دو لڑکے پیدا ہوئے ہین ایک کا نام خورشید ہے اور دوسرے کو کہتے عیار کہتے ہین
مین ان دونون نازنینون سے اپنی دختران حقیقی کیطرح پیش آیا ان دونون لڑکون کی ولادت کے چندروز بعد
مین نے انکے آیندہ حالات دریافت کرنے کیواسطے نجومیون کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ ان دونون لڑکون کے
طالع دیکھو ان نجومیون نے زائچہ کیا قرعہ پھینکا کچھ حساب کیا پھر بتایا کہ جس لڑکے کا نام خورشید ہے وہ کسی وقت مین
صاحبقران ہوگا اور دوسرا جسکا نام کہتک ہے وہ ایک عیار بے نظیر ہے جب یہ حال مجھکو معلوم ہوا ان دونون کی
پرورش وپرداخت مین مبالغہ مرعی رکھا ایک سال کے بعد زمانہ نے اپنی بوقلمونی دکھائی یعنے ان دونون لڑکون
کی مادران عصمت نشان نے دنیاے فانی کو چھوڑ کے عالم جاودانی کی راہ لی اسوقت سے ان لڑکون کی پرستاری
مین زیادہ تر توجہ بدل رکھی چونکہ مین اس زمانہ مین ستارہ پرست تھا اپنے عقیدہ کے موافق ستارہ پرستی ان کو
بھی تعلیم کی اے شہریار والاتبار اس اعتبار سے اگرچہ مین نے ان بچون کو والدین کیطرح پرورش کیا لیکن دراصل خورشید
نوجوان امیر صاحبقران کا فرزند اور کہتک عیار خواجہ عمر کا ولد ہے جب ان دونون کی مادران مرحومہ کا وقت
انتقال قریب آیا دونون نے دو بازوبند بطور نشانی کے دیئے تھے مین نے ان بازوبندون کو بحفاظت اپنے پاس
رکھا جب یہ ہوشیار ہوئے دونون بازوبند دونون کو دیدئے بالیقین اسکے پاس موجود ہونگے راوی کہتا ہے
کہ وہ دونون بازوبند دونون کے بازوؤن پر بندھے ہوئے تھے حمزہ ثانی نے وہ بازوبند طلب کیے دیکھا کہ خورشید
کا بازوبند امیر صاحبقران کا ہے اور کہتک کا بازوبند خواجہ عمر کا ہے حمزہ ثانی کو بہت خوشی حاصل ہوئی اپنی جگہ سے
اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید کو افراط محبت سے اپنی گود مین اٹھا لیا کہا خورشید مجھکو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی بارے
اختران شاہ کی زبانی یہ حال دریافت ہوگیا ورنہ کسیطرح نہ معلوم ہوتا یہان یہ باتین ہورہی تھین اور سب حاضرین
دربار اپنی اپنی جگہ سطمین بیٹھے تھے یکایک ابرق ترکی کی صدا حمزہ ثانی کے گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا خورشید نوجوان نے دست بستہ کہا اے والا مرتبت ایرج - بدیع الزمان - نور الدہر - کرب
شاہزادہ اسد - ان سب کو مین نہین دیکھتا ہون یہ سب کہان ہین حمزہ ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے
برادر خورشید ان دلاوران نامدار کا کیا حال پوچھتے ہو یہ سب غریق رحمت الہی ہوگئے اول قنطورہ پوش نے
ان سب کو یکے بعد دیگرے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجتا تا فرعون ملعون نے اپنے موکلان آدم خوار کا
طعمہ کردیا حیف کہ یہ دلاور مفت ہلاک ہوگئے خورشید نے کہا شہریار کیا واقعی یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہرگز نہین
مین خوشخبری دیتا ہون اس بات کی کہ یہ سب زندہ وسلامت تمہاری ملازمت سے بہرہ یاب ہونگے شہزادہ نے
بحیرت خورشید کی صورت دیکھی کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو ان تمام مرحومون کا تن بیجان بھی تو نہین موجود ہے جو قدرت
خدا سے زندہ ہوجاتے انکے گوشت و پوست کو فرعون کے موکل واقعی کھا گئے اور یہ تم کیسے کہتے ہو کہ وہ زندہ ہین

خورشید نوجوان نے کہا مجھسے خود قنطورہ پوش نے کہا ہی عنقریب قنطورہ پوش کو تمھاری ملازمت
کیواسطے حاضر کرتا ہون حمزہ ثانی نے کہا برادر قنطورہ پوش کہان ہی خورشید نے کہا قنطورہ پوش
لشکر کفار مین موجود ہی غرضکہ وہ شب اسی طرح کے حرف و حکایات مین گزری سے روز دیگر کہ جہان پر نور
یافت از سر چشمہ خورشید نور صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے پہلے قنطورہ پوش میدان
مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای خدا پرستو تم مین سے کون ہی ایسا ولاور جو مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے خورشید
نوجوان قنطورہ پوش کے سامنے آیا اور کہا ای نقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آحملہ کر قنطورہ پوش نے
کہا شہریار تم بجاسے خود اور کچھ نہ سمجھنا اسوقت مین بنا بر مصلحت کے تمسے کشتی لڑنا چاہتا ہون لیکن پیشتر نیزہ و
شمشیر وغیرہ سے کام لینا چاہیے غرضکہ دونون مین نیزہ و شمشیر کی رد و بدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی اور تا
غروب آفتاب کشاکش و کوشش رہی جب بالکل تاریکی ہوگئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار بس اب مجھ کا ہاتھ
پر پابند کرلو اور گرفتہ و بستہ کرکے لیجاؤ اسطرح کہ اس جنگ زرگری کی کسی کو اطلاع نہ ہو خورشید نے فوراً قنطورہ پوش
کے کمر بند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کرلیا اور گرفتہ و بستہ کرکے حمزہ ثانی کی خدمت مین [illegible]
نے نقارہ بازگشت بجنے کا حکم دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے حمزہ بھی اپنی [illegible] مین آکر [illegible]
ہوئے اور حکم دیا کہ نقابدار قنطورہ [illegible] اس [illegible] نے فوراً اسکو گرفتہ [illegible] حمزہ [illegible]
حاضر کیا حمزہ نے کہا ای نقابدار [illegible] میری نظر مین اور [illegible] کے سامنے خورشید نے تجھکو بکمال [illegible]
کیا ہی لیکن سچ بتا تجھکو [illegible] گرفتار کیا خورشید نوجوان [illegible] کہا شہریار نقابدار [illegible]
حال کہا جاوے حمزہ [illegible] سے کہا اصل یہ ہی کہ مین سے نقابدار کو
اسکی مرضی کے موافق گرفتہ و بستہ کیا ورنہ ہرگز کسی کی مجال نہین تھی کہ اسکو گرفتار کرسکے حمزہ ثانی کو بہت تعجب ہوا اور
کہا یہ رمز میری سمجھ مین نہین آئی اور قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہوکے کہا ای نقابدار مین تجھسے چند سوال کرتا ہون
اسکے جواب دے اول یہ کہ تیرا نام کیا ہی دوسرے یہ کہ تو اپنے چہرہ کو نقاب کے پردہ مین کیون چھپائے ہی تیسرے
یہ کہ اسکا کیا سبب ہی جو ہر ایک مرد مقابل پر غالب آتا ہی اور خود کسی سے مغلوب نہین ہوتا چوتھا سوال آخر یہ ہی
کہ اگر مین تجھسے مسلمان ہونے کو کہون پس تو کیا عذر کریگا نقابدار نے کہا شہریار ان چار سوالون مین سے مین
صرف دو سوال کا جواب دیسکتا ہون البتہ باقی دو سوالون کے جواب مین معذور رہونگا یعنے مسلمان ہونے
مین مجھکو کچھ عذر نہین ہی اور اس بات کے بیان کر دینے مین بھی مجھکو کچھ دریغ نہین ہی کہ اسوجہ مین ہر ایک اپنے مرد
مقابل پر غالب آتا ہون لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور نہ نقاب دور کرکے اپنی صورت دکھاؤنگا اور ان
دو باتون مین بھی مجھکو کچھ عذر نہو گا اگر شاہزادہ خورشید بخوشی خاطر اجازت دے حمزہ ثانی نے خورشید کی
صورت دیکھی اور کہا ای برادر کیا کہتے ہو آیا ممکن ہی کہ تم نقابدار کو اجازت دو خورشید نوجوان نے کہا اصل
امر یہ ہی کہ نقابدار قوم اناث سے ہی مین اسکا طالب بھی ہون وہ مری مطلوب ہی نقابدار نے کہا مین لازل
شاہ کی دختر ہون جو تمہارا حقیقی فرعون شاہ کا بنایا ہوا قنطورہ جو پہنے ہون یہ افسون و سحر سے تیار ہوا ہی اسکی خاصیت
یہ ہی کہ اگر کوئی شخص اس کو پہنے ہوا ہو کہ شدت ضعف سے حرکت نہ کرسکے وہ بھی اگر اس قنطورہ کو پہن سکے
تو ہنگام مقابلہ رستم کو بھی گرفتہ و بستہ کرلے اسکے متعلق ایک راز اور بھی ہی جسکو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین معلوم
ہوتا ان دو چار روز کے بعد بیان کر دیا جائیگا مجھے ہر وقت فرعون کے جاسوسون کا خدشہ رہتا ہی حمزہ ثانی

اطلاع ہو گئی ہی تو بخوبی یاد رکھ مین تیری طرف سے ایک لمحہ بھی مطمئن اور غافل نہ رہونگی اگر پیشتر سے مجھکو اسکی اطلاع ہوتی پھر تو تماشا دیکھتا اب مین جاتی ہون اپنے مقام قیام پر پہونچ لون تو اس تیرے اسم اعظم کا علاج جیسا کرون اور تیرے حال کی خبر لون یہ کہکے نظر سے غایب ہو گئی حمزہ ثانی نقابدار کو خورشید کے خیمہ مین لے آئے اور خورشید سے کہا کیا حال ہی خورشید نے کہا الحمد للہ اسوقت اسم باطل السحر نے بڑا کام کیا ورنہ قنطورہ پوش کی اور میری جان بچنا محال تھا مگر اے شہریار اس ساحرہ کیجانب سے مطمئن رہنا نہ چاہیے وہ بڑی بلا ہے روزگار معلوم ہوتی ہی اگر ایک مرتبہ اسنے دھوکا کھایا ہی تو دوسری مرتبہ زبردست بندوبست کر کے آئیگی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اب میری زندگی سے ناامید ہو جاؤ ایک مرتبہ تمھارے اسم باطل السحر نے کام دیا ہر مرتبہ کیا ہوگا حمزہ ثانی نے کہا خیر دیدہ خواہد شد چہ می شود ۔ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ اسطرف کا حال سنیے کہ وہ نازنین ساحرہ فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی فرعون نے کہا اے نازنین بتا کیا کام کیا اسنے کہا اے خداوند کیا پوچھتا ہی کچھ کام نہ ہوا محض بیکار کوشش کی فرعون نے کہا آخر وہان تک پہونچی بھی تھی یا اثنای راہ سے واپس آئی اسنے کہا اے خداوند میرا مصمم ارادہ تھا کہ اس نازنین قنطورہ پوش کو لے آؤن اور وہان تک پہونچی بھی لیکن جب نقابدار کو لیکے چلی حمزہ ثانی نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کر دیا جس سے مین بالکل مجبور ہو گئی مجھکو کیا خبر تھی کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہی فرعون نے کہا کیا تو بالکل مجبور ہی حمزہ کے باطل السحر کا علاج نہین کر سکتی اسنے کہا اے خداوند مطمئن رہ مین ضرور باطل السحر کا علاج کرونگی بلکہ پہلا کام میرا یہی ہی بعدہ خداپرستون کے حال سے متعرض ہونگی اور اب مین جاتی ہون فرعون نے کہا اب کہان کا ارادہ ہی اسنے کہا حمزہ کے باطل السحر کی فکر مین جاتی ہون یہ کہا اور اس غار ہیبت کی طرف روانہ ہو گئی

نازنین ساحرہ کو اس غار ہیبت کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہی اور شاہزادہ بدیع الملک کے حال مین قلم رسائی کیجاتی ہے

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
پرستا مینہ نہین ہے بارشِ خاکِ کدورت بادلون مین
طریق عشق مین تا نقش قدم مجھ سا نہ گذریگا
تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہی گردن مین
جنون کے جوش مین ایک جا نہین دم بھر قرار آتا

گریبان پھاڑ کر جل بیٹھیے پھر اسکے دامن مین
نہیں روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
گریبان مین بجھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین
بیان شبنم کا اس گل سے کے دھوکا کھا چکے عاشق
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

لگاتی آگ بجلی کی چمک ہی خانۂ تن مین
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین
پیہ ہو لیے شہادت ہی ہماری سرگواہ قاتل
نہ بینائی ہی نرگس مین نہ گویائی ہی سوسن مین

راویان اخبار تازہ و محرران مضامین بے اندازہ اس داستان حیرت بیان کو اس طرح سطور کرتے ہین کہ شہزادہ والاگہر بدیع الملک نامور قمر زاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب جاتا تھا جبکہ شہر سبز کے قریب پہونچا دیکھا کہ دیودون کی کثرت ہی جسکو دیکھکر گاوسر وارنہ شہنشاہ وغیرہ ضربہاے گران سنگ لیے ادھر ادھر گشت کرتا ہی ہر چہار جانب کوہ کو گھیر لیا ہی کبھی کسی جانب دھاوا کرتے ہین کبھی اپنی اپنی جگہ ٹھیرے ہوے ہین لیکن ہیبت یا الاتفاق ہو ہو کی آواز بلند کرتے ہین جس سے انسان کا زہرہ آب ہو جاے رستم وافراسیاب لیے پیر ہون تو انکے دل مین بھی ہول سماے بدیع الملک اس شور و غل کو سنکے بہت پریشان ہوا قمر زاد سے پوچھا یہ شور کیسا ہی اور کون مقام ہی قمر زاد نے کہا شہریار تمکو نہین معلوم یہ پردہ شہر سبز ہی اے شہریار بدیع الملک نامدار یہان ملکہ قمر چہرہ رہتی ہی اور ملکہ قمر چہرہ بھی امیر کی حرم محترم سے ہی مگر اس شور و ہنگامہ کا حال مفصل مجھکو نہین معلوم ہی شہزادہ نے کہا اے قمر زاد اس ہنگامہ کا حال ضرور دریافت کرنا چاہیے کیونکہ تم کہتے ہو کہ ملکہ قمر چہرہ رہتی ہی اور وہ امیر کی حرم محترم سے ہی قمر زاد نے ایک پیر زاد کو طلب کیا اس سے اس ہنگامہ کا

حال پوچھا اُسنے کہا اے شہریار الماس دیو نام ایک دیوزاد ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا ہے اُسنے قلعہ پر یورش کی ہے وجہ یورش
کی یہ ہے کہ پہلے اُسنے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کیا ملکہ نے اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کی اُسکو بہت
ناگوار ہوا اکثر عشق و محبت کے مضامین لکھے پھر سخت و درشت مضامین لکھکے بھیجے ملکہ نے
پھر بھی کچھ خیال نہ کیا اب اُسنے قلعہ پر یورش کی ہے تاکہ بجبر ملکہ قمر چہر کو قبضہ مین لاوے ملکہ نے اُسکے
خوف سے شہر کو چھوڑ دیا ہے اور اس کوہ پر قیام اختیار کیا ہے اس خیال سے کہ وہ مکار شاید یہان
تک نہ پہونچ سکے مگر وہ موذی یہان بھی اُسکی عقب گذاری نہین کرتا جب ملکہ کو یقین ہو گیا کہ
اب اس دیو مردود کے ہاتھ سے عصمت محفوظ نہین رہتی معلوم ہوتی ناچار اپنی انگشتری سے
ہیرے کا نگینہ نکالا تاکہ اُسکو کھا کے ہلاک ہو جاوے ہم سب کو جب یہ حال دریافت ہوا سب نے
بالاتفاق کہا اے ملکہ اسطرح خودکشی نہ کرو یہی تاکہ وہ موذی گرفتار کریگا باشد اُسوقت اگر کسیطرح کی بے
ادبی سے پیش آئیگا جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا شاید اُسوقت تک کوئی صورت
بہتری کی پیدا ہو جاوے مگر ملکہ قمر چہر کچھ نہین سنتی الماس کے ذریعہ سے جان دینے کو آمادہ ہے ہم سب
اس فکر مین ہین کہ کیا تدبیر عمل مین لاوین جس سے ملکہ کی جان بچے کچھ سمجھ مین نہین آتا اور وہ موذی
یورش بالا سے یورش کر رہا ہے دم لینے کی فرصت نہین دیتا بدیع الملک اس خبر کو سنکے بہت افسردہ
خاطر ہوا اُس پریزاد سے کہا تو جا اور ملکہ کو میری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ خبردار خودکشی کا ارادہ
نکرنا مین یہان پہونچ گیا ہون کیا مجال اُس دیو مردک کی کہ ملکہ کو کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اور
جلد جا ایسا نہو کہ ملکہ گھبرا کے خودکشی کر بیٹھے وہ پریزاد اُسطرف روانہ ہوئی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک
فوراً مرکب پریزاد پر سوار ہوا اور الماس دیو کے روبرو آکے کہا او مردک نابکار تو بڑا نامرد ہے کہ اس
عورت ذات کو ہرطرح سے مجبور کر رہا ہے اگر کسی مرد کے مقابلہ مین ایسی سرکشی کرتا تو سزا اُسکی نہ تھا اگر
کچھ بھی حوصلہ مردانگی رکھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے بکمال تعجب شاہزادہ کو از سرتاپا دیکھا اور کہا
اے جوان ضعیف البنیان تو اپنی جثہ کو دیکھ اور مجھ ایسے کوہ پیکر سے مقابلہ کرنے کو دیکھ اگر کوئی مجھ سا
کوہ پیکر تجھسے اسطرح مقابلہ کرنیکو کہتا تو دم لینے کی مہلت نہ دیتا فوراً ایک وار مین اُسکو دو لخت کرتا
اب تیری اس زبان درازی کی تجھکو کیا سزا دون بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے درگذر اور
میری ساقی گری منظور کر تاکہ ملکہ قمر چہر کی ہم نشینی مین تجھسے ساقی گری کا کام لون شاہزادہ نے
اُسکی باتون کا زبان سے مطلق جواب نہ دیا جست کرکے الماس دیو کے قریب پہونچا
اور ایک ایسا وار اُسکی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا شاہزادہ نے کہا الحمد للہ خس کم
جہان پاک الماس دیو کے تمام دیوان ہمراہی اپنے سردار کو کشتہ دیکھ کے ایک مرتبہ
شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے داد مردی و مردانگی دیکے اُن سب کو پسپا کیا بعضے ہلاک
ہوئے باقی رو بفرار لائے شاہزادہ بآرامش تمام اس قصہ کو فیصل کرکے آیا تو قمر زاد نے
کہا اب ملکہ قمر چہر کے پاس چلنا چاہیے چنانچہ دونون ملکہ کے محل کے قریب پہونچے وہان آہ و زاری گریہ
و زاری بلند تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ملکہ قمر چہر قبل اُسکے پہونچنے کے جان بحق تسلیم ہو گئی
شاہزادہ کو بہت رنج ہوا چند پریزادون کو بلایا حال پوچھا اُن پریزادون نے کہا شہریار ہرچند کہ ایک پریزاد

نے تمہارے حامی ہونے کی خبر دی تھی اور ملکہ مرحومہ کو بہت کچھ محفوظ رہنے کی امید دلائی تھی مگر ملکہ پر
اس موذی کا ایسا خوف غالب تھا کہ مطلق اسکے اس امید دلانے کی جانب اعتنا نہ کی اپنی انگوٹھی
کا نگینہ کھا کے جان دیدی ہان ہنگام انتقال یہ کہا تھا کہ میری ہلاکت سے اگر وہ جوان دیوانہ اس
سزا سے معقول دے سکے تو میری تجہیز و تکفین میں شریک ہو جائے شہزادہ نے قمرزاد سے کہا جلد ملکہ
کی تجہیز و تکفین کی فکر کر دیجئے چنانچہ قمرزاد کے اہتمام سے قبر تیار ہوئی ملکہ کو غسل دیا گیا اور کفن وغیرہ دے کے
اس قبر میں دفن کیا بلکہ نماز جنازہ بھی بدیع الملک نے پڑھی مختصر مقبرہ بھی بنوا دیا اور شہر سے
کا بخوبی بند و بست کرکے یہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک نقابدار چلا آتا ہے اور اس
نقابدار کے پیشاپیش ایک دیو بھاگا چلا آتا ہے قمرزاد نے جو اس دیو کو دیکھا پہچانا آگے بڑھ کے نعرہ
مارا کہ او ظالم نابکار کہان جاتا ہے توقف کر ورنہ ابھی ہلاک کیا جاوے گا وہ دیو ٹھہر گیا اور کہا شہزادہ
کیون مجھکو روکتے ہو تمہارے بھائی کے خوف سے بھاگا ہون اگر مین یہان زیادہ توقف کرونگا تو
وہ مجھکو ہلاک کر دیگا یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار آ پہونچا اور آتے ہی ایک ایسا وار تلوار کا اس دیو
پر کیا کہ فوراً وہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بعدہ وہ نقابدار قمرزاد کیجانب متوجہ ہوا اور کہا کہ
نامور خیریت تو ہے یہان کہان اور یہ جوان کون ہے جو تیرے ہمراہ ہے قمرزاد نے کہا اس جوان
والا شان کو تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ جوان شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر ہے تو اپنا
مطلب بیان کر اسی نقابدار نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ واقعی بدیع الملک ہے تو میری مہمانی
قبول کرے قمرزاد نے کہا یہ ہرگز نہین ہو سکتا دراصل وہ میرا مہمان ہے کسطرح تیری مہمانی
کو قبول کر سکتا ہے اور اسکو بھی زیبا نہین ہے کہ میری مہمانی کو ترک کرکے تیری مہمانی قبول کرے
نقابدار نے کہا اے نامور خیریت ہے کیا گستاخانہ کلمات تیری زبان پر جاری کرتا ہے
قمرزاد نے کہا اے نقابدار تیری گفتگو کا مفہوم میری سمجھ مین نہین آیا آخر تو کون ہے جو تجھسے یوں بے ادبانہ
گفتگو کی جاوے اور تو نے بے غیرت اے نامور مجھکو کیون کہا اپنے کلام کیجانب تجھے خیال نہین ہے جو
واقعی بے ادبانہ ہے نقابدار نے اس بات کا جواب نہ دیا اور قریب قمرزاد کے آکے شمشیر کا وار
کیا جس سے سر قمرزاد کا تا ابرو شگافتہ ہو گیا اور کہا جا بدیع الملک بن نور الدہر تیرا مہمان
رہے کوئی آئے یہان ... گو میرا مہمان نہ ہوگا نہ سہی مجھکو اسکی مہمانی کی کچھ پروا نہین ہے قمرزاد زخمی ہو کے
شہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اسطرف وہ نقابدار بعجلت تمام گلستان ارم کے
قریب پہونچا ملکہ آسمان کو اسکے آنے کی خبر پہونچی اس نے پریزادون کو حکم دیا کہ جلد قلعہ کے دروازے
بند کرو نقابدار نے قلعہ پر یورش کرنا شروع کیا پریزادون نے قلعہ کے اندر سے تیر و تفنگ وغیرہ
کے وار کیے یہان تک کہ شہزادہ بدیع الملک بھی قریب قلعہ کے پہونچا معلوم ہوا کہ وہی نقابدار
اب یہان آیا ہے اور قلعہ پر یورش کر رہا ہے قمرزاد سے کہا اے برادر آخر یہ نقابدار کون بلا ہے جسنے
اول تمکو مجروح کیا اب یہان آکے ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہے قمرزاد نے کہا یہ نقابدار بھی ہمارا
بھائی ہوتا ہے اسکا نام سلیمان اعظم ہے بدیع الملک نے کہا پھر تمسے دشمنی کی کیا وجہ ہے قمرزاد
نے کہا اسکے متعلق ایک قصہ ہے وہ یہ کہ جب ہم کمسن تھے اسکی خواہر کو جو قمر طلعت تھی ...

سلیمان ثانی سے منسوب کر دیا تھا جب یہ جوان ہوا اس نے کہنا شروع کیا کہ میری خواہر سے
ساٹھ برس تک صاحبقرانی اور پہلوانی کی اسکو کد خدا کرنے کی کیا ضرورت تھی کاش کہ
اسقدر توقف کیا ہوتا تاکہ مین ہوشیار ہوتا اور جو کچھ میرے نزدیک مناسب ہوتا عمل مین
لاتا اس قدر عجلت کی کیا ضرورت تھی اب اس نے قسم کھائی ہے کہ اسکو مع ہمراہی ہلاک کرونگا چنانچہ
آج کل اسے بنا بر گلستان ارم پرستار کشی کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک کو یہ بات انکی
معلوم ہوئی شمشیر آبدار علم کرکے اس کے روبرو پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش اے خیرہ سر مین تیرا
حریف آ پہونچا سلیمان اعظم نے دیکھا کہ وہی جوان بدیع الملک نام ہے مقابلہ کو آیا ہے قریب
شاہزادہ کے آیا اور کہا او نامرد بیحیا تو نے بھی ان بے غیرتون سے موافقت کرکے بھائیون مین
اپنا شمار کر لیا افسوس کہ تو میرا مہمان ہے ورنہ تجھ کو اس بیحیائی کی ایسی سزا سے معقول دیتا کہ مدت العمر
یاد رکھتا بدیع الملک نے کہا اے جوان مجھکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ ترک ادب نہین
کر سکتا ورنہ تیری اس بیہودگی کے عوض مین تیرے کالے سر کا پوست کھینچ لیتا آخر تیرے
سر مین کیا سودا سمایا ہوا ہے اگر تیری خواہر کو امیر نے منسوب کر دیا تو کیا مضائقہ کی بات ہے
امیر کا کوئی کام ایسا نہین ہے جس مین کوئی نقص نکال سکے سلیمان اعظم نے کہا مجھکو
بیشتر ہی معلوم ہو گیا کہ تو بھی ان بیحیاؤن کا شریک ہے ورنہ ہرگز اس طرح کے کلمے زبان پر
جاری نہ کرتا یہ سن خاموش ہوا اور حملہ کر شہزادہ نے کہا مین ہرگز وار نہ کرونگا جب تک تو وار
نہ کرے گا سلیمان اعظم نے عمود کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا
سلیمان اعظم نے دوسرا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین
وار سلیمان کے رد کیے سلیمان زرد ہو گیا اور برہم ہوکے کہا اے جوان خیرہ سر کیا تو یہ
سمجھتا ہے کہ میری تمام ضربون کو رد کریگا یہ کہا اور بقوت تمام ایک گھونسہ شہزادہ بدیع الملک
کی گردن پر مارا اس گھونسے کے صدمہ سے شاہزادہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا
زمین پر آ رہا سلیمان بھی پیادہ پا ہوا دونون مین دست و بازو کی نوبت آئی خلاصہ یہ
کہ تین شب و روز کشش و کوشش رہی چوتھے روز صبح کو شہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر
کہکے اسے ہاتھ پر اٹھا لیا پھر زمین پر پٹکے گرفتہ و بستہ کر لیا اور آسمان پری کے پاس
لایا آسمان پری شہزادہ کو دیکھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تین مرتبہ شہزادہ کے گرد پھر کے
سر و چشم شہزادہ پر بوسہ دیا اور کہا اے شہزادہ والا قدر خداوند عالم تیرے زور و طاقت
مین ترقی عطا فرمائے تو نے کارے کردی سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند یہ راوی کہتا ہے کہ
اسوقت ایک عیار پریزاد آسمان پری کے پاس حاضر ہوا اور بعد بجا آوری آداب تسلیمات
عرض کیا مین گھر سے حمزہ اور عالمشاہ رومی کا بھیجا ہوا آیا ہون ایک نامہ بھی انھین کا لایا
ہون یہ کہکے نامہ بغلی سے نکالا ملکہ کو دیا لیکن اس عیار پریزاد نے بدیع الملک اور سلیمان
اعظم کی جنگ کو دیکھا تھا شہزادہ کی جوانمردی پر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو شہزادہ بدیع الملک کو
آسمان پری کے پاس موجود دیکھا کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم یہ جوان ذی شان کون ہے اسکی

اُسکو سجدہ کیا اور تا دیر اسی طرح سر بر زمین رہا فرعون منتظر تھا کہ اب یہ سر اُٹھائے گا حرف مطلب
زبان پر لائے گا جب عرصہ ہوا کہا ای مقرنس سجدۂ خداوندی سے سر اُٹھا مین نے تیرے اوپر
رحمت کی نظر کی گذشتہ تیرے گناہان صغیرہ کبیرہ سے درگذرا اب اپنے کو مقربان بارگاہ خداوندی
سے سمجھ مقرنس نے سجدہ سے سر اُٹھایا کہا ای مغفرت و مرحمت کے کرنے والے اور اپنے
بندگان خاص کے نوازنے والے ہمیشہ تیرے رحم و عفو کا دریا اسیطرح جوش و خروش پر رہے
ای خداوند مین نے مصمم ارادہ کیا ہی کہ حمزۂ ثانی کے باطل السحر کو بند کرون اور قنطورہ پوش
کو گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت مین حاضر کرون فرعون ملعون نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے
تیرا ارادہ میری مرضی کے موافق ہی ہم بھی تیرے ارادہ مین مدد دینگے تیری مجبوری کی حالت
مین تیری مدد کرینگے ہر طرح مطمئن رہ تیرے روبرو اُس فضل کی تصریح کرنا بالکل عبث ہی جو ہم
تیرے شامل حال کرینگے مقرنس نے خوش ہو کے دوسرا سجدہ فرعون کو کیا اور کہا ای خداوند
ہر وقت تجھسے ہر طرح کی امید ہی یہ کہا اور روانہ ہو گیا اور خورشید نوجوان کے خیمہ کے قریب
پہونچا اُسوقت خورشید نوجوان اندرون بارگاہ سلیمانی حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر تھے
مقرنس خیمہ مین داخل ہوا نقابدار نے کہا تو کون ہی مقرنس نے کہا مین ہون مقرنس تیرا
گرفتار کنندہ نقابدار نے اُس سے مقابلہ کرنا چاہا مگر چونکہ اُسکو ابتدا اس حال کی خبر نہ تھی اندر
خیمہ کوئی کارروائی نہ ہو سکی مقرنس نے فوراً اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور گرفتہ و بستہ کر کے
وہان سے چلتا ہوا اور فرعون کے پاس آ کے کہا ای خداوند یہ نقابدار موجود ہی فرعون
نے مقرنس کی اس کارروائی کی بہت تعریف کی اور کہا حمزۂ ثانی کے جو سردار تیرے پاس
قید ہین مع مہرو ماہ و عمرو ثانی اُنکو ہلاک کر اور سر اُن خدا پرستون کے ہماری خدمت مین بھیج دے اُسنے
دست بستہ کہا بہت مناسب اور بعد ازان اُس غار پر ہیبت مین آیا دیکھا دل افروز بیٹھی ہی
مقرنس نے کہا ای دل افروز مہرو ماہ کو مطلوب جادو کے حوالہ کرنا کہ آج شب بھر حفاظت
تمام قید رکھے کل کے روز اُنکو مع سرداران اسیر ہلاک کرنا ہی دل افروز نے مہرو ماہ کو مطلوب جادو
کی خدمت مین حاضر کیا اور قیدخانہ مین اُنکو بھی پاس سرداران مہر اور عمرو ثانی کے قید کیا بعدہ اپنے خیمہ
مین زرفام کے پاس آ کے زرفام کو سلام کیا اور اسقدر ناز فروشی زرفام سے کی کہ زرفام
نے جانا مجھپر عاشق ہی دل افروز نے کہا ای زرفام کل مقرنس جادو کا ارادہ ہی کہ سرداران
حمزہ اور قنطورہ پوش کو ہلاک کرے تیری کیا رائے ہی زرفام نے کہا رائے کیا سمجھے
دل افروز نے کہا مطلب یہ ہی کہ اگر تو میری مراد دے تو مین ان تمام تیرے سردارون کو قید
سے رہا کر دون زرفام نے کہا ای نازنین اگر تو ایسا کرے تیرا کمال کرم و لطف ہی لیکن تیری مراد
کا حاصل ہونا ایک شرط پر موقوف ہی اُسنے کہا کیا شرط ہی زرفام نے کہا شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام
اختیار کر مع ہذا ہمارے سردارون کو بھی رہا کر دے پس دل افروز نے زرفام کو قید و بند
سے رہا کر دیا زرفام نے چند بوسے بکمال شوق و رغبت اُسکے لب و رخسار کے لیے اور بہ تجویز
تدبیر سوچ کے مطلوب کے پاس آ کے کہا ای مطلوب آج میرا ارادہ ہی کہ قیدیون کی نگہبانی کرون

اُسنے قبول کیا می لالہ گون آئی دل افروز نے ساقی گری اختیار کی چند گہری کے عرصہ مین چار ہزار جادوگرون
کو بیہوش کیا اور سر تا پا کٹ اُنکے تن سے جدا کیے اور رستم اور ایرج اور نورالدہر اور تمام سرداران
لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کر کے اپنے خیمہ مین آ کے قرار لیا تمام سرداران امیر دل افروز کے
خیمہ مین آ کے جمع ہوئے دیکھا زر رفام موجود ہی حقیقت حال کو دریافت کیا زر رفام نے اپنا
مقید ہونا اور دل افروز کا عاشق ہونا از اول تا آخر بیان کیا اسد بہت خوش ہوا اور کہا ای زر رفام
الحمد للہ کہ خاص تیرے سبب سے ہم رہا ہوئے کیونکہ اگر سرداران دست چپ کی کوشش سے ہم رہا
ہوتے تو وہ پاجی نہایت مغرور ہوتے اب تو نے جہان اسقدر احسان کیا ہی وہان اسقدر اور احسان
کر کہ ہمکو کچھ کھانے کو دے دل افروز نے طعام لذیذ و لطیف مہیا کیا تمام سردارون کو کھلایا
سب نے سیر ہو کے کہا بعدہ کہا ای دل افروز ہمارے لشکر مین ہمکو پہونچا دے اُسنے کہا
شہریارا مجھ مین صرف اسقدر قدرت ہی کہ تمکو قید و بند سے رہا کر دیا مجھ مین یہ طاقت ہرگز نہین ہی کہ
اس غار مہیب سے باہر لیجاؤن دہانہ غار پر مقرنس نے طلسم بندی کی ہی اور وہ طلسم بندی اسطرح
کی ہی کہ نہ اندرون غار کسی کو لانا ممکن ہی اور نہ اندرون غار سے باہر کسی کو لیجا سکتی ہون ناچار جب
شب گذر گئی صبح ہوئی دل افروز نے کمر باندھی مقرنس کی خدمت مین حاضر ہو کے سلام
کیا مقرنس نے کہا ای دل افروز جا اور قیدیون کو لے آ تا کہ آج اُن سب کو ہلاک کرون
دل افروز نے بعجلت تمام اپنے کو قید خانہ مین پہونچایا یہان دیکھا مسطلوب مردہ پڑا ہی
مسطلوب کا خون اپنے چہرہ پر ملا اور مقرنس کی خدمت مین آ کے سینہ و سر پیٹنا شروع کیا
مقرنس نے کہا ہان ہان یہ کیا واقعہ ہی جسکے سبب سے تو نے اپنا یہ حال بنایا ہی دل افروز نے
کہا ہاے افسوس کیا بیان کرون غضب ہو گیا آج شب کو نہین معلوم کون ایسا زبردست
سفاک وارد ہوا جسنے حریفون کو قید و بند سے رہا کر دیا اور مسطلوب کو مع چار ہزار جادو کے کشتہ
کیا یہ اُسی مسطلوب کا خون ہی جو میرے چہرہ پر ملا ہی مقرنس اس حال کو سُن کے ہمہ تن محو حیرت ہو گیا
تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ سوار ہو کے اُس مقام پر آیا دیکھا واقعی قید خانہ کے گرد چار ہزار
جادوگر مردہ پڑے ہین اور مسطلوب بھی مردہ افتادہ ہی مقرنس ہر ایک جادوگر مردہ کے پاس
جاتا تھا اور اُسکو از سر تا پا دیکھتا تھا چنانچہ ایک جادو افتادہ کے پاس پہونچا دیکھا کہ کچھ سانس باقی ہی
اُسکا شانہ ہلایا اُسنے آنکھ کھولی کہا تیرا کیا نام ہی اور اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہی اُسمین طاقت گفتار
تھی اشارہ سے کہا توقف کر لیکن تھوڑا پانی پلا دو مقرنس نے پہلے پانی پلایا پھر جوزہ مرغ
اور یخنی وغیرہ پکوا کر اُسکو پلائی جب اُسکے حواس درست ہوئے مقرنس نے کہا اب اگر ممکن
ہو تو بیان کر اُسنے آہستہ سے کہا ای مقرنس کیا پوچھتا ہی یہ کام دل افروز کا ہی کہ اُسنے شب کو
آ کے سب کو ہلاک کیا اور قیدیون کو رہا کر دیا مین نے خفیف سی ضرب مین اپنے کو بتکلیف
مردہ بنایا تھا مگر اُسنے مجھکو مردہ دیکھنے پر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بخوبی مجروح کر کے جب مجھکو بالکل بیجان
دیکھ لیا اُسوقت مجھسے دستبردار ہوا اس حقیقت کو سُن کے مقرنس نہایت غیظ و غضب
مین آلودہ ہوا اور خیمہ مین آ کے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار جادوگر مسلح و مکمل ہو کے جلد میرے پاس آئینا

کہ ہم قوم پریزادے ہیں اگر کوئی شخص ہمارے پرون کو کاٹ ڈالے تو ہم کسی طرح زندہ
نہین رہ سکتے پریزادون کی جان پرون مین ہوتی ہے پھر دیدہ و دانستہ کیونکر اپنے ہاتھ سے تجھے
ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤن دیگر یہ کہ میرا تو ہی ایک فرزند ہے اگر میرا دوسرا فرزند ہوتا تو شاید مجبوری
کی حالت مین گوارا بھی کر لیتی بہر حال تو اس خیال سے درگذر ہدہد نے اپنی مادر کے اس عذر پر بھی بہت
اصرار کیا شانظرہ نے کہا ای فرزند تو بیکار مجبور کرتا ہی آجتک کوئی مان اپنے فرزند کی ہلاکت کا سبب
ہوئی ہو تو بیان کر ہدہد نے جب دیکھا کہ میری مان کسی طرح نہین مانتی وہان سے چلا آیا اور ایک
گوشہ مکان مین مقیم ہو کے اپنے خنجر سے خود اپنے پرون کو قطع کیا پرون کا قطع ہونا تھا کہ بے حال
ہو گیا یہ خبر شانظرہ پری کو پہونچی وہ روتی پیٹتی ہدہد کے پاس آئی اور دیکھا کہ ہدہد اپنے
خون مین خاک پر غلطان ہے بس اسکو تاب کہان سینہ و سر پیٹ کے کہا ہائے افسوس اس شاہزادہ
کی رفاقت کے تمنا مین مفت میرا فرزند ہلاک ہوا صرصر ثانی اسکا ایک ملازم تھا اس سے کہا ای
صرصر جلد اس شاہزادہ کے پاس جا اور کہنا کہ تو نے نہین معلوم کیا ایسا عمل کیا کہ میرا فرزند عنقریب
ہلاک ہوتا ہے یا تو اسکی تندرستی کی کوئی فکر کر ورنہ مین اپنی جان سے عاجز ہون جو کچھ تجھ سے ہو سکیگا
تجھے نقصان پہونچانے مین کوتاہی نکرونگی اور جلد یہان بلالا صرصر مثل باد صرصر شاہزادہ
بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بکمال ادب تسلیم عرض کی بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہے اسنے
کہا میرا نام صرصر ہے مین شانظرہ پری کا ملازم ہون خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ ہدہد نے
اپنے ہاتھ سے اپنے پر قطع کیے ہین جسکی وجہ سے قریب الہلاکت ہے اور حضور کو شانظرہ پری
نے بلایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہدہد کی جان بچانے کی کوئی فکر کیجیے ورنہ مین ہدہد کے خون کا عوض
آپ سے لونگی بدیع الملک کو صرصر کی زبانی ہدہد کا یہ حال سن کے بہت ملال ہوا اور کہا ای صرصر
کیا کہون کہ ہدہد واقعی میری ملازمت کا متمنی ہے اور اسنے اسی وجہ سے پر اپنے قطع کیے ہین ورنہ
مین دیکھتا کہ شانظرہ کس طرح مجھسے عوض لیتی ہے یہ کہا اور صرصر کے ہمراہ ہدہد کے پاس آیا دیکھا کہ
ہدہد پر بریدہ خاک و خون مین غلطان قریب الہلاکت ہے اور شانظرہ زار و قطار اپنے فرزند کی
مفارقت مین رو رہی ہے جونہی بدیع الملک پر اسکی نظر پڑی گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
ای جوان کیا تجھکو نہین معلوم ہے کہ پریزادون کے پر قطع ہو جانے سے وہ زندہ نہین رہتے جو
تو نے ہدہد کو اپنے جلو مین رکھنے سے انکار کیا اور اسنے تیری ملازمت کے شوق مین اپنے پر
قطع کر کے خود کشی کی اگر تو اسے اپنی ملازمت مین قبول کر لیتا تو کیون یہ نوبت پہونچتی مزید بران
تیرے خنجر کی جگہ تھی کہ ایک ہمارے یہان عیار طرار صاحب کمال و ہنر بھی ہے
بہر حال اسکے جان بچنے کی کوئی معقول تدبیر کر ورنہ مین بھی اسکی مفارقت مین ہلاک ہو جاؤنگی اور تجھکو
نقصان پہونچانے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرونگی مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نکرتا شاہزادہ نے
برہم ہو کے کہا ای شانظرہ یہانتک تو سب صحیح ہے کہ تیرا فرزند میری رفاقت کا متمنی ہے اور مین نے اپنے
ہمراہی سے انکار کیا جسکی وجہ سے اسنے اپنا یہ حال کیا لیکن یہ تو کیا بکتی ہے کہ نقصان رسانی مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نکرونگی اول تو مین نے اسے اپنی ملازمت کے واسطے مجبور نہین کیا تھا جو اسنے

اپنے کو ہلاک کیا میرا کیا قصور ہی آدم زاد عیارون مین پری زادون پر اعتبار کی کیا ضرورت تھی بدونکا قصہ
معلوم ہونا کیونکر گوارا کر لیتا دیکھو یہ کہ تو مجکو کیا نقصان پہونچا سکتی ہی مجھ ایسی ہستی پری زادون میری نظر
سے گذر رہی ہین بس اب مجھے کچھ نہ کہو کچھ بھی نقصان پہونچا سکتی ہو ہرگز کوتاہی نکرو بہتر ہی تیرے
مقابلہ مین بھی میری قوت کا اندازہ دریافت ہو جاوے گا شاہ نظرہ پری نے شاہزادہ کے پانون
پر سر رکھدیا اور باواز دردناک کہا اے جوان والا شان جبتک میرا فرزند تندرست نہو جاوے گا
مین ہرگز ان قدمون کو نچھوڑونگی شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکے حال زار پر نہایت افسوس
ہوا دل مین کہا اے بدیع الملک یہ پری اپنے فرزند کا یہ حال خراب دیکھکے بہت مضطر و بیتاب
ہی خداوند عالم ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی مردہ کو زندہ کر سکتا ہی یہ تو ابھی زندہ ہی اُس وحدہ لاشریک
کی درگاہ مین مناجات کر کے دیکھو اس واقعہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہی شاہ نظرہ پری سے کہا اے شاہ نظرہ
صبر کر خداوند عالم کی درگاہ سے لو لگا کر دعا کر کیا عجب ہی اگر تیرا فرزند تندرست ہو جاوے اور مین
بھی دعا کرتا ہون اُسنے کہا اے والا جاہ میرا دل دعا مانگ رہا ہی تمہارے کہنے پر کیا موقوف ہی
شاہزادہ نے کہا مین ظاہرا بھی اُس عز اسمہ کی درگاہ مین دعا کرو اور خود ایک گوشہ تنہائی مین آ کے
وضو کیا قبلہ رخ بیٹھکے اسطرح قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات شروع کی ؎

ہر پردہ مین صدا ہی تیری رسم کی یا الٰہی
تو چارہ گر ہی آہ نا چار ہم ہین
خداوندا صمد یا رب الکسا
یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا

عالم کو ہرا ہی تجھ پھر ہر جگہ ہو خدا کی
صلیب یا رہی عیسیٰ نہ پایا تجھے اشنا نہ پایا
عیسیٰ کو آسمان پہ تو نے چڑھا دیا
کچھ کر سکی نہ آتش نمرود ان خلیل کا

یارب اب اوج تو ہی کہدگار ہم ہین
یا رحم کر مصیبت درد شدہ ہی کہ یا رحم کن
معشوق ہی سے باشتہ مین تو شعلہ ضیا
اب بچہ کو صحت کامل عطا فرما اور

میری آبرو رکھ لے وردمند سے الغرض ادھر یون شاہزادہ اُدھر شاہ نظرہ پری بکمال عجز شاکی ہو کی ہنوز
یہ مناجات ختم نہوئی تھی یکایک شاہزادہ بدیع الملک پر غلبہ خواب کا طاری ہوا عالم خواب مین دیکھا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے بدیع الملک کیا حال ہی
بدیع الملک نے بعد ادائے تسلیم عرض کی شعر یا رسول اللہ ؎ آنچه بر تو ظاهر است چه حاجت به بیان
جو کیفیت ہی ظاہر ہی یہ بچہ تندرست ہونے کی فکر ہی تو کہ اس شاہزادہ کی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند یہ بچہ ہلاک ہونے مین کچھ شک نہین قاعدہ ہی کہ جس پری زادہ کے
پر قطع ہو جاتے ہین اُسکا زندہ ہونا دشوار ہوتا ہی ہزارون مین ایک ہوتا ہی جو زندہ رہتا ہی مگر ای
فرزند تو نے جو درگاہ باری مین مناجات کی خداوند عالم نے اُسے شفائے کلی بخشی اور اس بات
کی بھی ہم تجکو خبر دیتے ہین کہ بعد شہزادہ ثانی کے اُسکا جانشین تو ہی ہوگا اور خواجہ عمر کا جانشین
یہ بچہ ہوگا چونکہ اس قدر اطلاع کی ضرورت تھی لہذا خواب مین تجکو آ کر یہ کہا اور نظر سے غائب ہوئے
شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا صبح صادق کا وقت تھا وضو کیا نماز پڑھی بعدہ آسماپری کی مجلس
مین آ کے قیام کیا اُسوقت یہ بچہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا
شاہزادہ نے اُسے سرتاپا دیکھا اور کہا اب کیا حال ہی یہ بچہ کہا شہریار میرے ہلاک ہونے
مین کوئی دقیقہ باقی نہ تھا آپ کے دعا اور مناجات درگاہ باری تعالیٰ مین قبول ہوئی جو مین نے

دوبارہ خلعت حیات پایا اگر تم قبول مین میری رفاقت کو قبول کر لیتے تو مین اس نوبت کو نہ پہونچتا اب بھی یہی بات عرض کرتا ہون کہ اگر مجھکو اپنی ملازمت کے واسطے قبول کرو تو نہ اسلئے امراد ور نہ مین اگرچہ تندرست ہوگیا ہون لیکن آئندہ کسی مصیبت مہلک مین مبتلا ہو جاؤنگا جس سے جان بری محال ہوگی بدیع الملک نے کہا ارے صاحب مین نے تمہاری رفاقت قبول کی کسی طرح تمہاری جان تو بچے ہدہد بہت خوش ہوا اب اُسکا یہ دستور ہوکر ہر وقت بدیع الملک کے ساتھ سایے کیطرح رہتا ہی جو حکم جسوقت صادر ہوا اُسی وقت بوجہ احسن اُسکی تعمیل کی جس سے شاہزادہ بھی بہت خوش و مسرور ہوا یہ بھی واضح رہے کہ ہدہد خواجہ عمر کا دختر زادہ ہی اگر خواجہ عمر کا جانشین ہو تو کیا عجب ہی جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی کہ ہدہد خواجہ عمر کا جانشین ہوگا غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک اسماپری سے رخصت ہوکے مع ہدہد و قمرزاد و لشکر دیوزاد و پریزاد جانب دنیا روانہ ہوئے

آمدم بر مقدمہ دل افروز و مقرنس جادو

پھیرے ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان در پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر
رکا جو ہاتھ دم ذبح اُس ستمگر کا
گرو خدا سکے لیے رحم اہل محشر پر
وہ چشم مست کیے اُسیر وہ پنجہ مژگان
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر
کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
سلا دُون طالع خفتہ کو اپنے بستر پر
ہمارے نالوں سے اُٹھ اُٹھ کے حشر جی اُٹھا
اُسے بھی تو نے تو رکھا ہی روز محشر پر
نہیں ہی ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
پڑی ہی خاک کمانکی دل مکدر پر
اُٹھو بہار ہو وہ دیوانہ داغ دربان

لے جو راہ مین گئے ہین اپنے گھر پر
سنا ہی ہجر یہ آتا ہی موت کا آنا
نگاہ تیز سے چھریان لگا مین خنجر پر
اُڑی ہی خاک زمانہ مین جسقدر ابتک
کرے جو ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
عجب نہین ہی تپش دل تو معصیت کی
پڑیگا صبر کسی کا تو جان مضطر پر
نگاہ ہاتھ سے ہی تلوار کا اُٹھایا ہاتھ
اخیر چھوڑ رہا تھک کے یار سکہ زر پر
کہان کرشمہ برق جمال و طور کہان
کہ بیخودی مین گرے بھی جو ہم تو ساغر پر
فلک کرے کبھی جو سامان عیش کو برباد
بپا ہی حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

گمان گو جلے یہ تھا کچھ یقین سر پر
الٰہی آسکے نہ وہ وعدہ مقرر پر
نہ رکھئے حشر پہ موقوف داستان میری
جمی ہی آکے ہمارے دل مکدر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ شب فرقت
حباب آبلے بنتا ہین آب کوثر پر
شب فراق مین آنسو بہین لٹاؤن گا سے
رکھین نہ کھنچ کے جی جان آنکھیان ہر پر
امید وصل ہوگیا اُسکے وعدہ پیدا
چڑھی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر
نفس نفس ہی غبار سیاہ کی صورت
تو جام جم ہی گرے سے آئینہ سکندر پر

راویان اخبار عجیب یون بیان کرتے ہین کہ مقرنس لشکر جادوان بے ایمان لیے ہوئے روانہ ہوا تاکہ دل افروز کو ہلاک کرے یہان دل افروز نے یہ بندوبست کیا کہ ایک اسم پڑھنا شروع کیا جیون وہ اسم پڑھا جاتا تھا اُسکا خیمہ مثل قلعہ کے درست ہوتا جاتا تھا اور خود دروازہ خیمہ مین استادہ ہو کے تماشا دیکھنا شروع کیا اس اثنا مین مقرنس پہونچا اور چہار جانب سے اُس خیمہ کا محاصرہ کر کے دھاوا کیا ان ساحرون نے اپنی صورت کو جانورون کی صورت سے مشابہ کرکے چاہا کہ ہوا سے آسمان سے دل افروز کے خیمہ مین داخل ہون یکایک دیکھا کہ وہ خیمہ بلند ہونا شروع ہوا جسکے سبب وہ جانور عاجز ہوگئے ناچار زمین پر چلے آئے راوی کہتا ہی کہ تین روز تک علی الاتصال دل افروز

اور مقرنس ہین جنگ رہی شدت گرسنگی سے دل افروز کا حال خراب ہوا درگاہ باری ہین مناجات کی ای کس بیکسان وای دستگیر درماندگان ~~ ندارم غیر از تو فریاد رس تو ئی عاصیان را خطا بخش بس + اثنای مناجات مین آواز آئی دل افروز گھبرا کے اُسی جانب متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک چلا آتا ہی آتے ہی نعرہ مارا کہ ای جادوگران بدکار مین تم سب کا سرکوب آپہونچا سرداران لشکر اسلام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کے نعرہ کی آواز سنی دل افروز سے کہا ہم سب شاہزادہ کی مدد کرنا چاہتے ہین پس تو ہمکو کسی قدر اسباب حرب دے دل افروز نے فوراً یراق و مرکب طلب کر کے سرداروں کو دیئے یہ سب مسلح و مکمل ہو کے شاہزادہ کی مدد کو پہونچے شاہزادہ ان سرداروں کے آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا ای دلاورو اب موقع توقف کا نہین ہی جلد کوشش کر کے ان گبران بدکار کو سزا ے مقتول دو چنانچہ تمام سردار گبرون پر حملہ آور ہوئے کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگا دیئے مقرنس نے جو دلاوران اسلام کی یہ سفاکی دیکھی سحر و افسون پڑھتا ہوا بدیع الملک کی جانب جھپٹا مگر اُس ہیکل کی برکت سے سحر و افسون نے شاہزادہ پر اثر نہ کیا جھنجھلا کے کہا اوا جل گرفتہ تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کارروائیون کو دیکھ دیگا شاہزادہ نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا کہ تو کیا بکتا ہی اگر تیری کوئی تدبیر کارآمد ہوسکتی ہی تو کیون تامل کرتا ہی مقرنس نے دوسرا افسون پڑھنا شروع کیا اس افسون نے بھی شاہزادہ پر اثر نہ کیا بلکہ اُسکے قریب پہونچ کے ایک ایسا وار تیغ آبدار کا اُسپر کیا کہ مقرنس دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا روح ناپاک اُس بیباک کی مالک کی ہو گئی مقرنس جہنم نصیب ہوا جادوان ہمراہی نے جو یہ واقعہ عجیب دیکھا اُس مقام پر قیام نہ کرسکے عزازیل منقش کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ باتیج و فیروزی غار پر ہیبت سے باہر آیا رستم ثانی نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک تم کہان تھے بدیع الملک نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی دوسرے روز وہان سے سوار ہو کے لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے آمدم بر مقدمہ فرعون ملعون فرعون نے کہا یارو تم سب میری خداوندی کے قائل ہو دنیا کی نعمتین بھی میری بدولت چکھتے ہو اور آخرت کی نعمتون کے بھی امیدوار ہو اب تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ خدا پرستون کو جواب باثر کی بہترکی دے اور میری خداوندی کا قائل کرے سرکن بن اسرافیل نامے ایک گبر تھا فرعون کی یہ تقریر سن کے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ بندہ حقیر تعمیل حکم کے واسطے حاضر ہی جو حکم ہو اُسے بجا لائے فرعون نے کہا میرا جو کچھ حکم ہی ظاہر ہی پوچھنے کی کیا ضرورت ہی سرکن بن اسرافیل نے کہا ای خداوند مین بسر و چشم خدا پرستون سے جنگ کرنے کو مستعد ہون بشرطیکہ منظور ہو مجھے تفویض ہو جائے فرعون نے کہا ابھی موجود ہی لیکن منظور ہو کو طلب کیا اور کہا ای سرکن لے یہ موجود ہی جا اور مسلمانون سے مقابلہ کر کے اُنکو پسپا کر سرکن نے کہا یہ بندہ حقیر بھی حاضر ہی میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ اُس شب کو سرکن کے نام طبل جنگ بجا ~~ ز نقارہ آواز آمد برون کہ دولت و نصرت فرعون و دون + تمام شب دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آگرصف آرا ہوئے یکایک سرکن بن اسرافیل لشکر گذار سے باہر آیا اور چند قدم

آگے بڑھ کے پکارا کہ ای خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج تک تمھیں خداوند کے ہزاروں
بندوں سے مقابلہ کیا مگر تمھارا ایسے بندہ زبردست سے سابقہ نہ ہوا ہوگا منم سرکن بن اسرافیل
اب بالیقین تمھارے ترکی تمام ہونے کا وقت آگیا جو تمھیں جنگ کرنے کا خیال ہو سر میں
سمایا ہو تو اسی میں خیریت ہی کہ تم خداے نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور ہمارے خداوند برتر
کی قدرت و عظمت کے معتقد ہو جاؤ ای خداپرستو منظورہ کا نامرد ہونا ایسا ویسا نہ سمجھنا اُسکی
وجہ سے میرا دل ایسا غنی ہوگیا ہی کہ کسی کی وقعت میری نظر میں نہیں سماتی سرکن بن اسرافیل
ابھی یہ حرف تقریر کر رہا تھا کہ ایک طرف گرد غبار ہوا دونوں لشکر اپنی اپنی مدد کے خیال سے
اُس گرد کے جانب نگراں ہوئے تھوڑی دیر میں پردہ گرد چاک ہوا دیکھا مقربان وغیرہ کے
چند سرداران نامی ایک نیزوں پر نصب پھریرا پیش شاہزادہ بدیع الملک خیر و خیریت سے آتا ہی شاہزادہ
حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کے کمال ادب آداب بجا لایا حمزۂ ثانی نے جو شاہزادہ
بدیع الملک کو مع تمام یاران دیگر صحیح و سلامت دیکھا بہت خوش ہوا فوراً خاک پر سجدہ
کو جھک گیا اور کہا ای خالق زمین و زمان و ای مالک ہر دو جہان اس قابل میری زبان نہیں جو اس
رحمت و عنایت کا شکر ادا کر سکوں کہ شاہزادہ بدیع الملک اور تمام سرداران لشکر اسلام
کو بار دیگر زندہ و سلامت دکھایا مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ یہ سب پھر مجھ سے ملاقی ہونگے ان حامیان
دین اسلام نے حمزۂ ثانی اور سعد بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اُس طرف نورالدہر نے
دیکھا کہ سرکن بن اسرافیل کلمات لاطائل زبان پر جاری کر رہا ہی اور مبارز طلب ہی مرکب کی
باگ پھیری سرکن بن اسرافیل کے قریب آیا کہا او کبر یہ تو کیا بیہودہ بک بک کے اپنی زبان کو
تکلیف دے رہا ہی کیسی قدرت و عظمت اور کیسا خداوند فرعون کو ہم سگ خارشتی سے
بھی زیادہ تر ذلیل و خوار سمجھتے ہیں سرکن نے یہ سنکر مارے غصہ کے پیچ و تاب کھایا اور کہا ای
خداپرست افسوس کہ ابھی میرا دسترس تجھ پر نہیں ہی ورنہ خداوند کے حق میں جو نامناسب کلمہ کہ
رہا ہی اُسکے عوض میں تیرا سر زمین پر ایسا گھس دیتا کہ تیری صورت نہ پہچانی جاتی نورالدہر نے
متبسم ہو کے کہا او مردود اگر تیرا دسترس مجھ پر نہیں ہی تو میرے عوض میں خود اپنا سر زمین میں
گھس لے اگر ممکن نہ ہو تو اُس ملعون کا سر گھس دے جسکو تو خداوند کہتا ہی یہ بھی ممکن نہ ہو تو لا میں
ہی تیرا سر زمین پر گھس دوں یہ کہا اور سرکن ملعون کے قریب آ کے اس زور سے اُسکے مرکب
کو ٹکا ایسی دی کہ اُسکی جگہ پہاڑ ہوتا تو وہ بھی گر پڑتا مگر وہ مانند سد راہ اپنی جگہ قایم رہا اور متبسم
ہو کے کہنے لگا ای خداپرست واقعی یہ حملہ تیرا بہت زبردست تھا اگر دیکھ ہمارے خداوند کی قدرت
کو اُسنے مجھکو محفوظ رکھا ورنہ ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نورالدہر بار دیگر اُسکے قریب آیا اور ارادہ
کیا تھا کہ دوسری ٹکا دے مگر سرکن چند قدم پسپا ہو گیا اور کہا بس اب نہیں دھکا
ہو سکتا معلوم ہوا تو فن حرب و ضرب سے خوب ماہر ہی ای جوان بتا تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے
کہا تجھکو نام سے کیا کام ہی ؎ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ما اُسنے کہا نام اسواسطے پوچھتا
ہوں کہ جب تو فن حرب و ضرب سے ایسا ماہر ہی تو تیرا نام بھی مشہور ہوگا اور بالیقین مشہور نام

کو میں نے کبھی سنا ہوگا شاہزادہ نے کہا سن میرا نام نورالدہر ہے اُسنے کہا بیشک میں نے یہ نام سنا ہے آ
حملہ کر شاہزادہ وہ تو تھا ہاتھوں سے نیزہ کو گرفت میں لایا اور زور و طاقت سے اُسکے سینہ پرکینہ پر مارا کہ
اگر کوہ ہوتا تو وہ نیزہ در آتا مگر اُس شقی ازلی نے سر نیزہ کو گرفت میں لا کے ایسا جھٹکا دیا کہ شاہزادہ کے
ہاتھ سے نیزہ چھوٹ گیا کہا ای خداپرست اب تجھکو اپنے خدا سے ناامید ہو اور ہمارے خداوند کی زور و توانائی
کا حال معلوم ہوگیا ہوگا نورالدہر نے کہا او پاجی تو بیہودہ گوئی کسی طرح نہیں چھوڑتا یہ کہا اور دوسرا
وار کیا اُس مردودی نے اُس وار کو بھی روکیا اس مرتبہ نورالدہر کے کمربند میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا کر
سر سے بلند کر لیا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای خداپرستو دیکھو اپنے نام آور سردار کو اِسکو کہتے ہیں
فضل خداوندی آج صرف اسی قدر جنگ و حرب پر اکتفا کیجاتی ہے کل کے روز پھر تمہاری [illegible]
اور خداوند کی قدرت دکھائی جائیگی بعدازاں نورالدہر کو اُسی طرح ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے اپنے
لشکر کی طرف راہی ہوا اس طرف لشکر اسلام بھی مایوس و رنجور اپنی قیام گاہ میں واپس آیا کچھ خفت
بھی اور کچھ اس بات کا ملال تھا کہ نہیں معلوم یہ ملعون نورالدہر سے کس طرح پیش آوین [illegible]
بارگاہ سلیمانی میں آکے قیام کیا حمزہ ثانی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب متوجہ تھا جب [illegible]
پر نظر پڑی بدیع الملک سے پوچھا ای شاہزادہ والاقدر یہ عیار کس قسم کا ہے بدیع الملک نے
کہا یہ عیار ہے نام خواجہ عمر کا دختر زادہ ہے میری محبت میں اُسنے اپنے پیروں کو قطع کر کیا [illegible]
یہ ہلاک ہوگیا ہوتا بارے خداوند عالم نے اپنا فضل کیا جو یہ تندرست ہو گیا حمزہ ثانی نے کہا
اسکو کیا وجہ شاہزادہ نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ پیرزادوں کے پیر قطع ہونے سے وہ زندہ نہیں
رہ سکتے چنانچہ یہ بھی قریب المرگ ہو گیا تھا میں نے درگاہ باری میں اسکے واسطے دعا کی میری دعا قبول
ہوگئی جو یہ تندرست ہوا حمزہ ثانی نے کہا یہ عیار نہایت چست و چالاک معلوم ہوتا ہے [illegible]
نے کہا شہریار ابھی یہ بالکل کم عمر شیرخوارہ ہے وہ دودھ کے دانت بھی ابھی نہیں ٹوٹے ہاں جب جوان
ہوگا اُسوقت اسکی چستی و چالاکی دیکھنے کے قابل ہوگی ابھی کیا ہے بشرطیکہ زندہ رہے کیونکہ اسنے خود
اپنے پیر قطع کیے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ پیرزادہ پیر بریدہ زندہ نہیں رہتا بدیع الملک نے کہا نہیں اب
اسکی ہلاکت کا زمانہ گذر گیا اگر ہلاک ہوتا تو اُسی وقت ہلاک ہوجاتا اسقدر عرصہ کے بعد خاص اس سبب
سے نہیں ہلاک ہو سکتا ہاں خدانا کردہ کوئی اور مرض لاحق ہوجائے تو ہوسکتا فکر نہیں یکایک [illegible]
حمزہ ثانی کے روبرو آیا دعا و ثنا سے مراسم صاحبقرانی اسی طرح بجا لایا ہمیشہ ایام دولت شہریار
بکام دوستان مہربان باد پھر عرض کی ای شہریار فلک اقتدار ای خورشید اوج اقتدار یہ لوگ بجائے
خود اپنے کو کچھ سمجھتے ہیں بڑوں بڑوں کے سامنے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں کوئی اپنے کو بزرگ سمجھے
بزرگ نہیں ہو سکتا جبتک کہ بزرگی کے اسباب فراہم نہ کرے۔ تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی از بسکہ تمام سرداروں کے مقابلہ میں شاہزادہ بدیع الملک کا کام
مقدم ہے یعنی میں بھی مقدم سمجھتا ہوں ای شہریار یہ عیار مجھکو کچھ خیال میں نہیں لاتے حمزہ ثانی نے
کہا ای ہاں یہ واقعی تو نے سچ کہا کہ بزرگی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی جبتک کہ سامان بزرگی مہیا نہیں ہوتا
اور جو بزرگ ہوتا ہے اُسی کا کام مقدم سمجھا جاتا ہے [illegible] اگر تو شاہزادہ بدیع الملک [illegible]

کام کو مقدم سمجھے لیکن میں نے الحال میں اُسی کے کام کو مقدم سمجھتا ہوں جو سمرکن اور قنطورہ اور نور الدہر
کو زندہ ہمارے پاس لائے اور ایک کام کے مقدم سمجھنے پر کیا موقوف ہے سب ہی فضیلتیں اُسمیں سمجھو
سبھی جاوینگی یہ یہ نے کہا بہت مناسب ہے جو ارشاد ہوا غلام کو اُس کے انجام دہی کی اجازت مرحمت
ہو حمزہ ثانی نے کہا اجازت ہے یہ یہ روانہ ہوا سیارہ ثانی نے امیہ ثانی سے آہستہ کہا ای خواجہ
شخص یہ یہ کی تقریر سنی اُسنے کہا ہان کہا پھر اب کیا ارادہ ہے امیہ ثانی نے کہا جو کچھ کہو سیارہ نے کہا کہنا
یہ ہے کہ جلد کوشش کرو اگر یہ یہ کوئی سبقت لیگیا تو بس ذلت کا سامنا ہے امیہ ثانی نے کہا وہ قوم پرندہ
سے بھی ہے سیارہ نے کہا پر پرندہ بھی تو ہے چالاک بن عمرو بھی موجود تھا اُسنے کہا کیا باتیں ہو رہی
ہیں سیارہ نے کہا اگر غیرت رکھتا ہے تو چلو تم بھی کوشش کرو یہ یہ جس کام کیواسطے گیا ہے وہ کام فقط
تم ہی سے انجام پا جا سکے چالاک بن عمرو نے کہا میں پیشتر سے یہی ارادہ کیے بیٹھا ہوں مگر ای سیارہ
تمکو اس بات کا بھی خیال ہے کہ یہ یہ اگر اس کام کو بنا لایا تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا سیارہ ثانی نے کہا ای چالاک
میں اس نتیجہ کو نہیں سمجھا چالاک نے کہا سنیے سنو اگر یہ یہ نور الدہر وغیرہ کو لے آیا اسوقت یہ یہ
ضرور حمزہ ثانی سے دعوی ہمسری کریگا سیارہ نے کہا ای چالاک واقعی تیری راے صحیح ہے غرض
حمزہ ثانی جانیں اور انکا کام جانے ہمکو کیا بعد اس گفت و شنید کے سیارہ امیہ ثانی اور چالاک بن عمرو بھی
روانہ ہوگئے ان عیاروں کے جانے کے بعد وہی خیال چالاک بن عمرو کا پیش آیا کہ بعض عیاروں نے
حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی شہریار ہمکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یہ اس کام کو انجام دے کے
تمسے ہمسری کا دعوی کریگا اُسوقت کیواسطے کیا بندوبست کر رکھا ہے حمزہ ثانی نے کہا ای فلان واقعی
تو صحیح کہتا ہے پھر اسکا کیا تدارک کیا جاوے اُسنے کہا اسکا تدارک اس سے بہتر کوئی نہیں ہے کہ خود بھی
کچھ فکر کرو حمزہ ثانی تا دیر سرنگون سکوت میں کچھ سوچتے رہے آخر خود بھی اُسی جانب روانہ ہوئے یہ یہ
بیشا بیشہ خیزا خیز چلا جاتا تھا حتی کہ سمرکن کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا سمرکن قنطورہ پہنے بیٹھا ہے تو
آہستہ وہان سے ایک گوشہ میں آیا نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ سمرکن کے خیمہ کے قریب وہ نقب
پہونچی چونکہ کسی قدر عرصہ گذر گیا تھا اب جو اندرون خیمہ نظر کی دیکھا تخت نکہت پہ سمرکن بیخبر سو رہا ہے
چونکہ سر نقب مثل سوراخ موش بنایا تھا تاکہ مخفی رہے اور اُس سوراخ سے جھانک کے سمرکن کو بیخبر سوتا
دیکھا تھا اب ارادہ کیا کہ سوراخ نقب کو بڑھا کے سمرکن کے پاس جاؤن اور بیہوش کرکے لے بھاگون
یکایک کیا دیکھتا ہے کہ عمر ثانی ایک جانب قنات خیمہ کو چاک کرکے خیمہ میں پہنچ گیا اور قریب تھا کہ
سمرکن کو بیہوش کرکے اُٹھا لیجائے دارو بیہوشی ہاتھ میں تھی اور سمرکن کے قریب پہونچا
تھا سمرکن کے سر میں خارشت معلوم ہوئی اُسنے سر کھجلانے کو ہاتھ اٹھایا اُسکا ہاتھ عمر ثانی کے لگا
سمرکن کی آنکھ کھل گئی عمر ثانی کو دیکھ کے کہا تو کون ہے پھر کہا ہان تو ہی خدا پرست میں سمجھ گیا میری ہی گرفتاری
کو یہان آیا ہے یہ کہہ ہاتھ بڑھا کے عمر ثانی کو گرفتار کیا اور مضبوط ستون خیمہ میں باندھا کہا بڑا فضل ہوا خداوند
لاکا میں بیدار ہوگیا ورنہ یہ خدا پرست مجکو گرفتار کر لیجاتا میں سو لون تو سمجھون اسی طرح بندھا رہے
کہکے پھر بیخبر سو گیا یہ یہ نے ارادہ کیا کہ عمر ثانی کو رہا کرے اور اُسکی مدد سے سمرکن کو بیہوش کرکے
گرفتار کر لے اب کیا دیکھتا ہے کہ دوسری نقب سے دو سیاہ پوش خیمہ میں داخل ہوئے ایک سیارہ ثانی

دوسرا امیہ ثانی دونوں برابر داخل خیمہ ہوئے سیارہ ثانی نے کہا اے امیہ یار سے یہانتک بخیریت
پہونچ گئے ہیں ملعون بیخبر سو رہا ہے میں تو ریالہ ہرا ور عطر ثانی کو رہا کرتا ہوں تو سرکن کو بیہوش کرکے
گرفتار کر لے مگر خبردار خوب ہوشیار رہی رکھنا اُسنے قبول کیا فوراً امیہ کو چھینک آئی اُسنے روکنا
چاہا سیارہ کو معلوم ہوگیا سوچا کہ سرکن چھینک کی آواز سے بیدار ہوجائیگا اُسنے امیہ کی ناک
پکڑ لی امیہ کا دم گھٹا چھینک کے زور سے امیہ کی ناک اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی خوب زور سے
چھینک بھی آئی اور بے اختیار امیہ کی زبان سے نکلا ہائین ہائین کیا تھا ان آوازوں سے سرکن کی
آنکھ پھر کھل گئی دونوں کو دیکھ کے کہا آؤ تم بھی سہی پھنکے ان دونوں کو بھی بستہ کرکے ایک ایک سیخ
طناب میں ان دونوں کو بھی باندھ دیا اور کہا تھوڑی دیر صبر کرو میں سولوں تو سمجھوں ابھی دیکھو خداوند
کا فضل کتنوں کو بند ہوتا ہے اور پھر سو رہا یہ جو سرنقب باریک سے یہ تماشا دیکھ رہا ہے اب دیکھیے
کہ چالاک بن عمر قنات خیمہ کو چاک کرکے خیمہ میں داخل ہوا ابھی سرکن نیم خواب تھا اور اُس
مردود کو خیال بھی تھا کہ اسقدر مسلمان آچکے ہیں ذرا ابھی اور بھی آئینگے آہٹ سے فوراً آنکھ کھول کے
چالاک کو دیکھا چالاک نے بھی فوراً دیکھ لیا کہ یہ مردود مجھے دیکھ چکا ہے اُدھر یہ اُٹھا کہ گرفتار کروں
اُدھر چالاک خیمہ سے بھاگا سرکن در خیمہ تک اُسکے تعاقب میں گیا پھر سوچا کہ اسکے تعاقب میں
یہ گرفتار رہا ہو جائینگے اپنے بستر پر واپس آیا وہاں چالاک خوف سے بے تحاشا بھاگا جاتا
تھا حسب اتفاق اُس طرف سے شہین بن شیاطین آتا تھا چالاک کو دیکھ کے فوراً سمجھ گیا کہ یہ لشکر
اسلام کا عیار ہے کہا باش او خیرہ سر میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے لپک کے چالاک کا کان لیا چالاک
نے اُسکے کلّے پر تھپڑ مارا جس سے وہ تیورا گیا کان تو چھوٹ گیا لیکن ہاتھ اُسکے ہاتھ میں آگیا دونوں میں
ہشت مشت شروع ہوئی آخر شہین بن شیاطین نے اُسکو بستہ کر لیا اور سرکن کے پاس لا کے
کہا اسے پہچانتا ہے سرکن نے کہا کیوں نہیں یہ ابھی یہیں سے بھاگا تھا شہین نے دیکھا عمر سیارہ
و امیہ بستہ ہیں پوچھا یہ کون ہیں اُسنے کہا یہ بھی سب اسی کے ساتھی ہیں انکو میں نے گرفتار کیا ہے
شہین بن شیاطین نے کہا اے سرکن آج خداوند کا بڑا فضل تیرے حال پر ہوا کہ ان مفسد و خدا پرستوں
کے ہاتھ سے بچا ورنہ ضرور ہلاک کیا جاتا میں چاہتا ہوں کہ تو سوئے اور میں تیری پاسبانی کروں سرکن
نے کہا اے شہین اب مجھکو نیند نہیں آئیگی شہین نے کہا پھر [illegible] ظلمت کی [illegible] نہیں معلوم
کسقدر خدا پرست تیری گھات میں آئے ہونگے جنمیں سے ابھی اسقدر گرفتار ہوئے ہیں سرکن نے
کہا تجھے اختیار ہے آخر سرکن اور شہین دونوں پھر ایک جگہ بیٹھے سرکن نے کہا اے شہین خالی بیٹھنے سے
کیا فائدہ کچھ سرور رہی سہی شہین نے کہا اب شامت کا سامان نہ کر سرکن نے کہا شامت کیوں
آئیگی یہ سب مستحکم بستہ ہیں کیا کر سکتے ہیں شہین نے کہا تجھے اختیار ہے غرضکہ شراب آئی دونوں نے
خوب نوشخوار کی یہ دیکھنے دیکھا کہ یہ گیر مردود بیدار ہیں ایک عیار کو سوجھی نقب سے باہر آ
خوبصورت نوخیز طفل کے مشابہ ہوا لباس مکلف پہنا تنگ شراب ہاتھ میں لیا طلائی دو پیالے
بازوؤں پر نصب کیے سرکن کے خیمہ کے قریب آیا پاسبانوں نے جو اُسکو دیکھا ادب سے سلام
کیا پوچھا آپ کون صاحبزادے ہیں اُسنے کہا ہم کوئی ہیں یہ بتاؤ کہ سرکن سوتا ہے یا جاگتا ہے کہا

خداوند جاگتا ہی یہ ہدہد نے کہا جا کے ہمارے آنے کی اطلاع دو ایک پاسبان خیمہ مین گیا اور کہا ایک نوجوان
پریشان ملاقات کو آیا ہی سمرکن نے کہا آنے دو ہدہد خیمہ مین پہونچا سمرکن اسکو دیکھکے متعجب
ہوا کہا ای جوان ماہ سیما تو کون ہی اور کس غرض سے یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اگر میرے لائق تجھے
کوئی کام تیرا متعلق ہو تو مجھسے اُس کام کے کرنے مین کچھ عذر نہوگا بلکہ فخر سمجھونگا اسواسطے کہ جس خداوند
کا مین بندہ ہون اور جسکا فضل و کرم میرے شامل حال رہتا ہی اُسکا بھی یہی قاعدہ ہی کہ جب کوئی
نوجوان وجیہ حسین اُسکے پاس آتا ہی اُسکی کمال درجہ خاطرداری کرتا ہی اور کسی طرح اُسکی دلشکنی روا
نہین رکھتا حتی کہ خادمون کی طرح تابعداری کو موجود ہو جاتا ہی ہدہد نے کہا او لعین نابکار اتنے
تونے مجھکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون سمرکن نے کہا صاحبزادے تم ناراض کیون ہوتے ہو مین
تمکو نہین پہچانا بیان کرو تم کون ہو ہدہد نے کہا او گیدی مین محبوب القلوب خداوند ہون خداوند
نے تجھ متعلق سے خاص تیرے پاس بھیجا ہی خبردار ادب و لحاظ سے پیش آ ورنہ تیری سخت شامت آئیگی
خداوند سے کہدونگا سمرکن گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا ہدہد کے گرد پھرا کہا ای نظر کردہ خداوند اول تو
مجھسے تیری کوئی خطا نہین ہوئی ہی اگر مین نے نہین پہچانا تو یہ میرا قصور نہین ہوسکتا اسواسطے
کہ مین نے آج کے سوا کبھی نہین دیکھا اور نہ مجکو خداوند نے اطلاع دی کہ مین فلان شخص کو تیرے
پاس بھیجونگا بعد ازان ہدہد کو سمرکن نے نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پہلو مین بٹھایا کہا آج خداوند
کی میرے حال پر کیا نظر رحمت تھی جو ایسے وجیہ اپنے نظر کردہ کو میری عزت افزائی کیواسطے
بھیجا ہدہد نے وہ تنگ شراب بغل سے نکالا اور سمرکن کو دے کے کہا آج خداوند نے خاص اس
شراب کیواسطے یہان بھیجا یہ شراب خاص خداوند کے نوش کرنے کی ہی جو آسمان سے تیرے
واسطے بھیجی ہی اسکے پینے سے آنکھین ایسی کھل جاتی ہین کہ ساتون طبقے آسمان اور ساتون طبقہ
زمین کے نظر آتے ہین یہ مرحمت خداوند خاص اُس شخص کیواسطے مخصوص ہوتی ہی جو اعلی سے اعلی
مقرب خداوند کا ہوتا ہی زہے نصیب تیرے کہ ایسا تحفہ درگاہ خداوندی سے تیرے واسطے آیا اور
علی الخصوص مجھ ایسا شخص اِس کام کیواسطے مقرر ہوا خداوند کو اسقدر میری خوشی مد نظر ہی کہ اگر
کہون بیٹھا رہ تو فوراً خداوند لیٹ جاتا ہی اور پھر ہفتہ ہفتہ اُسی طرح پڑا رہتا ہی جبتک مین اجازت
نہ دون نہین اٹھتا سمرکن نے ہدہد کو سلام کیا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اور شمین سے کہا
ای برادر کیا تامل ہی خاص خداوند کی بھیجی ہوئی شراب ہی تو بھی شغل کر اُسنے بھی ایک جام ملو کر کے
پیا ہدہد نے کہا ای خداوند کے بندے کیون دیر کرتے ہو جہانتک پی جا سکے پیو اب مدت العمر ایسی
شراب نایاب میسر نہ ہوگی سمرکن نے کہا ای خداوند کے نظر کردہ مین نے تو مطلق تکلف نہین کیا
تونے دیکھا کہ ایک دو جام پر اکتفا نہین کی ہدہد نے کہا خوش حال تیرا اور سہی غرضکہ سمرکن اور
شمین بن شنیا لعین اُس شراب کو پی کے خوب بیہوش ہوگئے ہدہد نے پہلے قنطورہ سمرکن
کے سر سے اُتارا اور اپنے سر پر رکھ لیا بعدہ سمرکن اور شمین لعین کو بستہ کر کے بقچہ بنایا پھر
عیارون کے پاس آیا انکو صبح فوراً بیہوش کیا اور سب کا ایک بقچہ بنایا سمرکن کی بارگاہ
مین جسقدر مال و اسباب تھا اُسکا بھی ایک پشتارہ بنایا ان سب بقچون کو لیکے [illegible]

اُٹھا لیپا صبح کا وقت تھا کہ اُسی لباس محبوب القلب سے حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا بقچون کو
پشت سے زمین پر گرایا حمزہ کو اسکی صورت دیکھکے تعجب ہوا کہا تو کون ہی بدہد ہنسا اور کہا شہریار غور
سے میری صورت ملاحظہ فرمائو اور پہچانو مین وہی خادم ہون حمزہ ثانی نے کہا کون خادم مین نے نہین
پہچانا اور سبھی ملازمون نے باواز بلند کہا ای نوجوان صاف بیان کر تو کون ہی بدہد نے کہا تم لوگ خاموش
رہو اُنھون نے کہا کس طرح خاموش رہین تو اپنا پتا کیون نہین دیتا بدہد نے دیکھا کہ یہ سب پریشان
ہین حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی ای والا منزلت یہ غلام وہی بدہد نام ہی جسکو خدمت گذاری
کے واسطے بھیجا تھا یہ بقچے موجود ہین انمین سب مردمان مطلوب موجود ہین بدیع الملک بہت
خوش ہوا حمزہ ثانی نے اُن بقچون کے کھولنے کا حکم دیا بدہد نے پہلے سرکن کے مال و اسباب
کا پشتارہ کھولا حمزہ ثانی نے چین برجبین ہوکے کہا ای بدہد مین تجھے اسواسطے نہین بھیجا تھا کہ وہا
اسباب باندھ لا بلکہ نورالدہر وغیرہ کے لانے کو بھیجا تھا بدہد نے دوسرا بقچہ کھولا اُسمین سے سرکن اور
شین بن شیاطین برآمد ہوئے اور کہا شہریار یہ اسباب سرکن کی بارگاہ کا عیارونکی مہمانی کیواسطے
لایا ہون حمزہ ثانی نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن نورالدہر کہان ہین اُسنے تیسرا بقچہ کھولا اُسمین سے
نورالدہر نمودار ہوئے حمزہ ثانی نورالدہر کو دیکھکے بہت خوش ہوئے اور کہا ای بدہد پہلے سرکن
اور شین کو ہوش مین لا تاکہ اُنسے کچھ باتین کرون مگر بخوبی مستحکم بستہ کرلے ایسا نہو کہ ہوش مین آکے
قبضہ سے نکل جائین تو کل محنت ضائع ہوجائے بدہد نے اور زیادہ اُن دونون کو بستہ کیا اور داروے رفع
بیہوشی سنگھا کے دونون کو ہوش مین لایا سرکن اور شین بن شیاطین نے آنکھین کھولین اپنے
کو مستحکم بستہ پایا منفعل ہوکے سرون کو جھکا لیا شاہزادہ نے کہا ای گبران بے ایمان کہو اسوقت تم اپنے
کو کس حال مین پاتے ہو اگرچہ تم میرے قبضہ مین ہو اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تم بے ایمانون
کے عہد و اقرار کا کچھ اعتبار نہین ہی مین نے بڑون بڑون کو دیکھا کہ اُنھون نے ظاہر مین رفاقت اختیار
کی اور انواع اقسام کی رعایتین اُنکے حق مین مرعی رکھی گئین مگر آخر مین اُنکے کینہ کا حال معلوم ہو اتاہم
اگر تم دونون بے ایمان دین اسلام اختیار کرو تو ہم رہا کردین ورنہ تمھارے دھڑون پر سر نہ رہینگے
سرکن نے سر اونچا کیا اور کہا ای حمزہ مین نے تمھارے اوصاف بیشتر سنے ہین کہ تم مرد مردانہ
اور تمھارا خیال کرنیوالا نہی اور ہر ایک کام کو مردانگی سے انجام دیتے ہو مگر اسوقت مین دیکھ
رہا ہون کہ تمسے بڑھکے دنیا مین کوئی حیلہ ساز نہوگا ہمکو فریب سے گرفتار کیا اب یہ بیان ہی کہ دین
اسلام اختیار کرو ورنہ ہلاک کیے جاؤگے اسکے کیا معنے ہین جنگ و حرب مین دین و ایمان کا
کیا دخل ہی عیسی بدین خود موسے بدین خود مشہور ہی بالفرض یہی صحیح ہی پھر عالم ہوشیاری مین مقابلہ
کرکے مجھے گرفتار کیا ہوتا اُسوقت تجھے جو کچھ فرمایش ہوتی مضایقہ نہ تھا اسی قبیل سے کچھ ایسی
باتین کہین کہ حمزہ ثانی کو غیرت آگئی بجاے خود متامل ہوکے حکم دیا کہ اسکو ابھی رہا کردو
فوراً اُن دونون کے بند کھول دیے گئے حمزہ ثانی نے خلعت اُن دونون کو دیا اور کہا اسیطرح
تم دونون کا یہ عذر قبول کیا اب ہم اُسی وقت تمکو مسلمان کرینگے جب مقابلہ کرکے تمکو گرفتار کرینگے
سرکن نے کہا کہ اسکا مضایقہ نہین یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوگیا حمزہ ثانی نے کہا ای بدہد

اب اور بقچہ کھول ہر ہر شے بیشتر البقچہ کھولا جس مین مع نورالدہر پانچ آدمی بستہ تھے حمزۂ ثانی نے ہر ایک
کی عیاری کی تعریف کی اور کہا ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ عمر ثانی و سیارہ ثانی و امیہ ثانی و چالاک
کو حمزۂ ثانی کے سامنے لائے اور دوا رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا انھون نے جو اپنے کو ہوشیاری مین
پایا اور حمزۂ ثانی وغیرہ کو دیکھا زمین خدمت کو بوسہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا ای عمر ثانی یہ ہر کو سب
مقدم سمجھنا چاہیے یا نہیں عمر نے کہا شہریار واقعی یہ عجب مرد میدان ہے اور اہل کار گذار ہی ہم اور تمام
سرداران لشکر اسلام اسکے آزاد کردہ ہین اگر اسکو منظور ہو تو خواجہ کی کرسی بھی تسلیم کرلین یہ ہر نے
دست بستہ کہا شہریار یہ کیا ارشاد ہوتا ہے مین کیا وقعت رکھتا ہون جو کوئی میرا آزاد کردہ ہوگا تمام
حلقہ بگوشون مین سے مین بھی ایک ادنی شخص ہون اور یہ جو ارشاد ہوا کہ کرسی خواجہ اسکے لیے تسلیم کرتے ہین
صاحب من یہ جامۂ خاص تم ہی ایسے عالیجاہ کے قد بالا پر زیب ہے اگرچہ مجھکو لازم نہ تھا کہ اس قدر
ترک ادب کرون لیکن بنابر ضرورت پیشی کی راہ سے یہ کام کیا ہے اور عمر ثانی کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ
دے کے خواجہ کی کرسی پر بٹھا دیا حمزۂ ثانی نے اسکو خلعت دیا سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہر ہر سے نام
مجلس آراستہ کی گئی یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی آواز بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے
حمزۂ ثانی کی صورت دیکھی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ رزم کے بجنے کا حکم دیا دوسرے روز میدان عظم
مین آکے دونون لشکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا سرکن بن اسرافیل
تھا رستم اسکے مقابلہ کے واسطے آیا تا دیر دونون مین رد و بدل رہی نہ اس شاہزادۂ نامدار کو کسی طرح کا
صدمہ پہونچا اور نہ اس گبر مکار کے کوئی زخم لگا آخر الامر رستم نے اس قوت سے تیغ بیدریغ کا وار
اسپر کیا کہ دو حصہ ہو کر زمین پر گرا اس طرف فرعون نے جو سرکن کو خاک پر دیکھا حکم دیا
کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرلو تمام لشکر کفار رستم پر حملہ آور ہوا حمزہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اہل
لشکر کو رستم کی حمایت کا حکم دیا دونون لشکرون مین جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی جو جسکے سامنے آیا
ایک ہی وار مین دو ہو گیا ہر طرف سرون کا ڈھیر تھا کشتون کے پشتے تھے تکبیرون کی آواز تا آسمان
جاتی تھی رستم کا یہ حال تھا کہ وار پر وار علے الاتصال لگا رہا تھا ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکی را دو کرد و دو را چار کرد
راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز یہ ہنگامہ کشت و خون برپا رہا چوتھے روز
لشکر کفار نے شکست کھائی فرعون لشکر اسلام کے روبرو آکے کھڑا ہوا اور کہا ای خدا پرستو
کیون مجھسے مخالفت کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو دیکھو میرے رحم کو اسوقت بھی تمہاری
فہمایش کو آمادہ ہون آؤ مجھسے معافی کے خواستگار ہو دیکھو کس طرح تمہارے گذشتہ گناہون کو معاف
کرتا ہون حمزۂ ثانی نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ اس گبر مکار کو گرفتار کرلو سب ایک مرتبہ تلوارین
علم کرکے فرعون کے جانب دوڑے اسنے جو یہ رنگ دیکھا سمجھا کہ سب میری ہلاکت کے درپے ہوے
اس طرف آتے ہین وہان سے بھاگ کے قصر معلق مین فرار کیا ضحاک و قباد بد دین خصالہ
مین آکے مقیم ہوئے اور دروازہ ہاے قلعہ کو بند کرلیا تمام فوج اسلام لوٹ مین مصروف ہوئی ہر ایک
لشکری مال و اسباب کا پشتارہ باندھ لایا غرضیکہ انواع اقسام کا مال و اسباب از قسم زر و جواہر تھا
حمزۂ ثانی نے با فتح و ظفر وہان سے مراجعت کرکے بارگاہ مین آکے قیام کیا

اب حمزہ صاحبقران کو بارگاہ مین مقیم رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادۂ نامدار بدیع الملک عالیوقار کا بیان ہوتا ہی مع حالات تو ریج بدرگ

اسقدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
عمر بھر تو بازار ہی رسوائی کا
خو گر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہو
تیرے کشتے نے کیا کام مسیحائی کا
اس ادب سے تہِ شمشیر تڑپتا ہی دل
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا
رات بھر شمع رہی حجرے مین وہ بھی خاموش
مین نے منہ چوم لیا اسکے تماشائی کا

دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا
جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کر وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا
ہر گلی کوچے مین پامال اسے ہو جانا
کہ گمان تیری طپش پر ہو شکیبائی کا
وان شب وعدہ ملی پانچین صدی اسنے
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
کون اب روکنے والا ہی مری آئی کا
زندہ ہی نام شہادت کا اُسی دم سے
دل ہی پا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا
وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑیگا تجھپہ
یان کلیجہ کوئی ملتا ہی تمنائی کا
ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ

خوردہ بینان امور خوش بیانی و نکتہ دانان خوبی ہمہ دانی اس روایت عجیب و حکایت غریب مین یون خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الملک فلک بارگاہ نے طلسم تابستان کو شکست کیا تو ریج بدرگ بھی طلسم بند تھا شاہزادہ نے تیر تک جادو کو ہلاک کیا تو ریج بدرگ کے مع یاران دیگر دست و پا سے خود بخود بند کھل کے گر گئے تو ریج اُس سرائچہ سے باہر آیا بیابان کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا لیکن قابل قیام کوئی جگہ نہ ملتی تھی ایک مہینہ کامل سرگردان رہا اپنی حیرانی و سرگردانی پر روتا تھا قطع منازل مین جان کھوتا تھا ایک روز نفس سرد بھرتا آہ کرتا چلا جاتا تھا عالم ناامیدی مین یکایک اُسکی نظر ایک پیادہ پر پڑی غور سے دیکھا پہچانا آواز دی اہرمن کہان جاتا ہی ادھر اہرمن نے بھی دور سے دیکھا متعجب ہوا کہ یہ کون ہی جو مجھکو بلاتا ہی اپنی جگہ ٹھہر رہا تو ریج خود اُسکے قریب پہونچا اب اہرمن نے تو ریج کو پہچانا با ادب تمام سلام کیا تو ریج نے بعد جواب سلام کہا اہرمن قبل ازین تو کہان تھا اہرمن نے کہا اے تو ریج خان جب مین نے تجھے جزیرہ مین خلاص کیا اور قلعہ آہنی مین لیگیا اور بدیع الملک نے آکے دوبارہ تجھکو گرفتار کیا مین منتشر اور پریشان ہوکے باختر کے جانب راہی ہوا اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ اور پسران لا ازل شاہ سلیمان کی قید مین مبتلا تھے اُنکو مین نے رہا کیا اور جزیرہ کو خندق مین لیگیا فی الحال وہ ایک فوج کثیر جمع کر کے تیری طرف آنے کو تھے اُنکو یاس سخت رنج ہین کہ جو ہفت دربند باختر مین واقع ہی چھوڑ کر تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون اب یہ بتا کہ تو کس فکر مین مبتلا ہی تو ریج نے کہا اے اہرمن مین سال بھر فرعون کے پاس رہا یہ کہکے تمام سرگذشت تو ریج نے اہرمن کے روبرو بیان کی اہرمن نے کہا اے تو ریج خان تو بجائے خود منصب صاحبقرانی رکھتا ہی تیرے واسطے کیا ضرور ہی کہ سپہ سالاری فرعون کی اختیار کرے آہم اور تو دونون باختر مین چلین وہان تیری فوج تیرے انتظار مین ہوگی تو ریج نے کہا کیا مضایقہ ہی مین موجود ہون غرضکہ اہرمن اور تو ریج بدرگ دونون باختر کے جانب روانہ ہوگئے

باز آمدم بر مقصد لشکر تو ریج بدرگ

راویانیکہ در سخن فرد اند شرح این داستان چنین کردہ اند کہ بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ

اور پسر زلازل یعنے پدر اور مسیج خان بن ملا خان ان تمام گبرون نے منجم کو طلب کیا ستارہ شناس نامی
ایک منجم کہنہ سال تھا ملازم حسب الحکم گبران مذکور ستارہ شناس کو بلا لایا ان سب گبرون نے کہا اے
ستارہ شناس اپنے قواعد نجوم سے اس بات کو دریافت کر دو کہ ہمسے توریج خان سے کب ملاقات
ہوگی اور آیا ملاقات ہوگی بھی یا نہین ستارہ شناس نے کاغذ پر زائچہ کھینچا قرعہ پھینکا حساب کرکے جواب دیا کہ توریج خان
سے تمہارے ملاقات ضرور ہوگی لیکن ابھی ایک مہینہ پندرہ روز کا عرصہ باقی ہے انھون نے پوچھا
کہان ملاقات ہوگی ستارہ شناس نے کہا نواحی دربند طالقسان مین تمہاری ملاقات توریج خان
سے مقرر معلوم ہوتی ہے اور توریج خان کو اہرمن مقام قمر شکوہ سے باختر مین لایا ہے بلکہ ہنوز راہ مین
ہے عنقریب وہ بھی پہونچا چاہتا ہے پس یہ گبر کوچ کرکے دربند طالقسان کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
دوسرے روز مسیج خان اور پسر زلازل شکار کی غرض سے ایک جنگل مین گئے صید وشکار مین مصروف
تھے یکایک تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نقابدار چلا آتا ہے آتے ہی اُسنے آواز
نعرہ مارا کہ اے گبران مکار وائے بدبختان بدکار اگرچہ تم صید وشکار کا شوق رکھتے ہو لیکن تمہاری یہ مجال
نہین ہے کہ صاحبقران کے ملک مین شکار کھیل سکو پسر زلازل نقابدار کے قریب آیا اور کہا اے نقابدار
مجہول الاحوال جنگل وصحرا شکار ہے کیواسطے ہے صاحبقران کی ملک نہین ہوسکتا نقابدار نے کہا بیشک ملک
ہے تیری اس فرضہ تقریر سے کچھ فائدہ نہوگا پسر زلازل نے کہا ہم ضرور شکار کھیلین گے تیرے مانع ہونے
سے ہم ہرگز باز نہ آئینگے غرضکہ بعد گفت وشنید بسیار رد وبدل کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار نے پسر زلازل
کو زخمی کیا مسیج خان دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اُسنے جو پسر زلازل کو زخمی دیکھا تاب قیام نہ لا سکا
وہان سے گریز کی اور اپنے لشکر مین آکے قیام کیا نقابدار نے وہان سے مراجعت کی بختیار شاہ
اور اختیار شاہ کے لشکر کے روبرو آکے مقیم ہوا اور نامہ لکھا کہ اے بختیار شاہ واختیار شاہ تمکو
کیا منظور ہے آیا تمہے حرب وپیکار منظور ہے یا میری اطاعت کو منازعت پر مقدم سمجھوگے کیونکہ یہ تم
بخوبی سمجھ لو کہ میرے مقابلہ مین ہزار طرح کی کوشش کروگے کسی طرح سر بر نہوگے انھون نے جواب نامہ
لکھا کہ ہم مقابلہ کو موجود ہین اطاعت وہ کریگا جو کسی طرح کی قدرت وطاقت نہ رکھتا ہوگا خداوند بزرگ
کے فضل سے ہمارے پاس فوج کثیر موجود ہے ایسی دیکھو نہین وہ کوئی اور بزدل ہونگے جو آجا وینگے
نقابدار اس جواب کو سن کے اپنا برخاستہ خاطر ہوا کہ اُسی وقت پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت
لیکے لشکر کفار مین درآیا اور ارادہ کیا تھا کہ جنگ مغلوبہ شروع کردے بختیار شاہ اور اختیار شاہ
دونون بادشاہ مرکبون پر سوار ہوکے نقابدار کے سامنے آئے اور کہا اگر حرب وضرب کا لطف
حاصل کرنا مقصود ہے تو اسیطرح مقابلہ ہو جو سلف سے دستور چلا آتا ہے یعنے ایک ایک پہلوان دونون طرف
سے میدان مین آکے مقابل ہو خداوند بزرگ جسے وسے وہ لے ورنہ پہلے ہی راہزنون کی طرح کشت
وخون کا ہنگامہ گرم کیا تو کیا نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہے ہم اس طرح بھی راضی ہین چنانچہ لشکر کفار
سے باجور نامے ایک پہلوان زبردست مثل چیل دمان مرکب کوہ پیکر پر سوار میدان مین آیا اور
مبارز طلب ہوا نقابدار مرکب کو مہمیز کرکے اُس پہلوان کے روبرو آیا اور کہا مین ہون تیرا مرد مقابل
حملہ کر

بیا آنچہ داری ز مردی نشان

باجور نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُسکا وار

پشت شمشیر پر رد کرکے اُسی شمشیر بران کو سنبھال کے ایسا ایک ہاتھ پلٹ کا لگایا کہ چارون پاؤن اُسکے مرکب کے صاف قلم ہوگئے اور باجور مرکب کے پشت سے منہ کے بھل زمین پر گرا مع ہذا فوراً سنبھل کے قایم ہوا نقابدار نے کہا او نابکار تو ابھی کچھ حوصلہ رکھتا ہی یہ کہکے تلوار سنبھالی اور اُسکے جانب جھپٹا باجور اُسکی جھپٹ سے رعب مین آگیا اور وہان سے جست کرکے دور جا کھڑا ہوا نقابدار پھر اُسکے قریب پہونچا اور چاہتا تھا کہ پھر وار کرے باجور جست کرکے دوسری جگہ جا کھڑا ہوا اب یہ نوبت ہی کہ جب نقابدار اُسکے قریب جاتا ہی باجور جست مارکے دور جا کھڑا ہوتا ہی اُسکے اسطرح کے جست وخیز سے مراد یہ تھی کہ نقابدار کو تھکا کے اسپر وار کرنا چاہیے تاکہ یہ وار رد نہ کرسکے مگر اس بات کا عکس ظہور مین آیا یعنے جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ نقابدار اُسکے جانب جھپٹا اور باجور جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اخیر مرتبہ باجور کی طاقت زایل ہوگئی یہانتک کہ باجور بخوبی جست نہ کرسکا نقابدار اُسکے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی خفیف ضرب شمشیر مین باجور دو لخت ہوکے زمین پر گرا بختیار شاہ اور اختیار شاہ نے جو باجور کو ہلاک دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ فرداً فرداً مقابلہ سے کام نہین نکلیگا بالاتفاق دھاوا کرو تمام فوج کفار تلوارین علم کرکے نقابدار کی طرف بڑھی ادھر نقابدار کی فوج نے دھاوا کیا دونون لشکر خلط ملط ہوگئے خوب تلوار چلنے لگی تین شب و روز علی الاتصال ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم رہا ہر طرف تکبیر و ہیزن کی آواز بلند تھی آخر چوتھے روز صبح کا وقت تھا کہ نقابدار نے اپنی فوج سے باواز بلند کہا ای دلاورو اس ہنگامہ کو بہت طول کھینچ گیا ہی جلد ایسی کوشش کرو کہ یہ گبر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچین نقابدار کی اس تقریر کو سننا تھا کہ ایسا زبردست حملہ لشکر نقابدار نے کیا کہ فوج کفار تاب قیام نہ لاسکی قریب تھا کہ فراری ہو اُسوقت توریج بدرگ مع اہرمن یہان پہونچا نقابدار کے حال سے واقف ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا اب بار دیگر جنگ شروع ہوئی بختیار شاہ اور اختیار شاہ کو پھر جرات جنگ کی ہوئی فراری ہونے سے باز رہے نقابدار نے توریج بدرگ کو دیکھکے کہا او نابکار بت پرست مکار ابتک اس قصہ کا فیصلہ ہوجاتا تو کہان نازل ہوگیا جو ہمکو بار دیگر تکلیف گوارا کرنا پڑی توریج نے کہا اسوقت خداوند کو اپنا جلال و اختیار دکھانا تھا جو مجکو وقت پر یہان پہونچایا نقابدار نے کہا میرے نزدیک تیری اجل یہان کھینچ لائی ہی یہ کہا اور تیغ بیدریغ کا ایسا زبردست وار اُسکے سر پر کیا کہ اگر ایسا وار پہاڑ پر ہوتا تو شق ہوجاتا مگر اُس مردود نے اُس وار کو سپر پر روکا اور اپنی تیغ کا وار نقابدار کے سر پر کیا جس سے نقابدار کا خود شگافتہ ہوکے سر پر زخم پہونچا ہر چند کہ نقابدار نے دستانۂ آہنی پر بھی اُسکے ضرب تیغ کو روکا تھا ورنہ بہت گہرا زخم نقابدار کے سر پر پہونچتا نقابدار زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر آیا توریج نے چاہا تھا کہ تیغ کا دوسرا وار کرکے نقابدار کا کام تمام کرے مگر اُس جری نے دوسرا وار بھی دستانۂ آہنی پر روکا اور توریج بدرگ کا پاؤن گرفت مین لاکے پشت مرکب سے اُسکو بھی کھینچ لیا اب جنگ زور دست و بازو کی نوبت آئی خوب بست و کشاد ہوئی ہر چند کہ نقابدار کا سر مجروح ہوچکا تھا جسکے صدمہ سے ہر مرتبہ اُسکی طاقت کم کرتی تھی مگر ہزار سعی و کوشش

برابری کی تورج ملعون ایک بلا ہے بے درمان ہی اُسنے جو نقابدار کے زور و طاقت مین کمی پائی فوراً نقابدار کے کمربند کو
گرفت مین لا کے بقوت تمام جھٹکا دیا نقابدار تاب قیام نہ لا یا زمین پر گرا اُس ملعون بے دین نے نقابدار کو بستہ کر دیا نقابدار
نے جو اپنے کو مجبور دیکھا اپنی فوج سے پکار کے کہا ای بہادرو اب مین گرفتار ہو گیا کسیطرح تم تک نہین پہونچ سکتا تم اپنے فعل کے
مختار ہو مگر یہ یاد رکھو کہ داد مردانگی دوگے دنیا مین نیکنام رہو گے قیامت تک صفحہ ہستی پر تمھاری دلاوری یادگار رہیگی بزدلی کو
کام مین لاؤ گے تمام عالم تمپر نفرین کریگا ہر چند کہ اس نصائح نے اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ نقابدار کے گرفتار ہو جانے پر
بھی لڑتے رہے اور جواب ترکی بہ ترکی دیا لیکن پھر بھی بے سردار فوج کیا کام کر سکتی ہی عاجز ہو کے لشکر نقابدار نے
فرار پر قرار دیا تورج بدرگ اپنی بارگاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار کو ہمارے روبرو لاؤ ملازم نقابدار کو اُسیطرح بستہ تورج
کے سامنے لائے تورج نے نقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا ای نقابدار اگرچہ اصل حقیقت سے مجکو اطلاع
ہو گئی ہی کہ نازنین قوم اناث سے ہی مخفی کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہی تاہم یہ بتا کہ تو کون ہی اُسنے کہا ای
تورج چونکہ میرا راز فاش ہو گیا ہی مین بھی اب اخفائے راز مین کچھ کہنا عبث جانتی ہون آگاہ ہو کہ
مین طہماسپ کی دختر کوچک ہون یہ ایک اتفاقی امر تھا جو تیرے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرفتار
ہو گئی ورنہ ہرگز تو مجکو گرفتار نہ کر سکتا یہ سن کے مریخ خان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای تورج
پہلے میری بات سن لے اُسکے بعد اور کسی کی بات سننا تورج نے متبسم ہو کے کہا ای مریخ تو اسقدر
گھبرا کیون گیا کہ یہ کیا کہتا ہی مریخ نے کہا اصل امر یہ ہی کہ مین عرصہ سے اس نازنین کا دلدادہ ہون کوئی
موقع ایسا نہ ملتا تھا کہ مین اُس تک پہونچتا اور اپنی فریفتگی کا حال اُسپر ظاہر کرتا بارے آج یہ نازنین تیرے
اختیار مین آگئی ہی مین چاہتا ہون کہ اسے مجکو بخشدے اگر اس بارہ مین تو کچھ عذر کریگا اور یہ نازنین
اب بھی مجکو دستیاب نہ ہو گی تو اسکا نتیجہ بہتر نہوگا اسواسطے کہ اسکی مفارقت کی تاب نہ لا کے ضرور
ایک روز مین ہلاک ہو جاؤنگا ہر وقت کی ہلاکت سے جو کچھ تجھسے ممکن ہوگا ہرگز کوتاہی نہ کرون گا
تورج بدرگ نے کہا ای مریخ خان تو بیکار اسقدر از خود رفتہ ہوا جاتا ہی یہ نازنین ابھی یہین موجود
ہی کسی دوسرے نے اسکی خواستگاری بھی نہین کی ہی مریخ خان نے کہا اس نازنین کی خواستگاری
سہل نہین ہی جبتک مین زندہ ہون تورج نے کہا معلوم ہوا کہ تو اس نازنین کے واسطے بہت بیتاب
ہی اچھا یہ نازنین مین نے تجکو بخشی اسے لیجا مریخ خان بہت خوش ہوا زنجیر ہاتھ مین لے کے
نقابدار کو اپنے جانب کھینچا نقابدار نے کہا ای مریخ خان دلدادہ ہونے کے یہ معنے نہین ہین
کہ تو اسقدر بیدردی سے مجکو اپنی جانب کھینچتا ہی شاید تو مجکو جاندار نہین سمجھتا ہی مریخ خان نے کہا
ای نازنین مین تجکو جاندار ضرور سمجھتا ہون مگر مین اسوقت تجھسے بدلا اُس صدمہ کا لیتا ہون جو اس
عرصہ تک تیری مفارقت مین مجھپر گذرا نقابدار نے کہا ای مریخ معلوم ہوا کہ تو میرے حقیقت حال
سے بالکل جاہل ہی مریخ خان نے کہا ای نازنین کیا تیرے حال کی حقیقت ابھی باقی ہی جسکی اطلاع
مجکو نہین ہی نقابدار نے کہا بیشک اُسنے کہا پھر مجکو کس طرح معلوم ہو نقابدار نے کہا ابھی کچھ مشکل
امر نہین ہی یہ کہکے دونون ہاتھون سے طوق و زنجیر گرفت مین لا کے پہلا چرخ مارا بعدہ ایک جھٹکا جو دیا
ہی تمام بند ہائے آہنی شکستہ ہو گئے اور ہاتھ بڑھا کے مریخ خان کی کمر سے تیغ کھینچ لی اور بجلی کیطرح
چمکا کے ایک ایسا وار اُسی تیغ کا مریخ خان کی کمر پر لگایا کہ وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا تورج بدرگ نے

جو مریخ خان کو کشتہ دیکھا آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہو گیا بے تحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ کر نقابدار کے پیچھے
دوڑا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے نقابدار سفاک تو نے بڑا غضب کیا دیکھ تو میں تجھ سے کیسا بدلہ
لیتا ہوں تھوڑی ہی دور تک اُس نقابدار کے تعاقب میں گیا تھا اور مصمم ارادہ کیے تھا کہ جس طرح ممکن ہو
اُس نقابدار کو گرفتار کر کے ہلاک کرنا چاہیے یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ہوا سے آسمان سے تخت پیدا ہوا اور
نقابدار کو اُٹھائے ہوئے جانب آسمان نظر سے غائب ہو گیا تورج بدرنگ بے نیل مرام واپس آ کے
اپنے لشکر میں متوقف ہوا مگر نہایت شکستہ و پریشان و بدحواس ایک ایک کی صورت تکتا تھا [illegible] دیکھتا
تھا اور کہتا تھا یارو کچھ تمھاری سمجھ میں آتا ہے کیا امر ہے میری تو عقل حیران ہے نہیں معلوم یہ نقابدار کون
تھا آسمانی تھا کہاں تو مریخ خان نے اُسکو گرفتار کیا اور اپنے ستون کمر طوق و زنجیر میں باندھا اور اُسنے اپنی
عاجزی ظاہر کی ور کہاں اُسنے ادنی زور میں اُن تمام بند ہای آہنی کو توڑ ڈالا [illegible] اُسکو اُٹھا لے گیا
غرضکہ عرصہ تک اس فکر و ملال میں مبتلا رہا جو آتا تھا آبدیدہ ہو کے مریخ خان کا ذکر کرتا تھا ایک روز [illegible]
طبیعت پریشان ہوئی شکار کا شوق کر کے شکارگاہ میں گیا اور صید و شکار کرتا ہوا ایک جنگل میں [illegible]
دیکھا ایک چوپان عجب صورت سو رہا ہے بالائے سر اُسکے ایک ہزار ایک جانور سایہ کیے ہیں کمال حیرت ہوئی
اہرمن فیل پا ساتھ تھا کہا اے اہرمن یہ عجیب مرد چوپان ہے جسکے سر پر مرغان ہوائی سایہ کیے ہیں
یہ صفت اُسمیں ہو سکتی ہے جو خداوند بہت بزرگ کا نظر کردہ ہو گا پھر یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ جب یہ چوپان
ایسا خداوند کا نظر کردہ ہے تو اسکے ساتھ کچھ بھی سامان جاہ و حشم نہیں ہے اہرمن فیل پا نے کہا اے تورج
اسکو بیدار کرنا چاہیے تورج قریب چوپان کے گیا اور اُسکے شانے کو ہلا کے بیدار کیا
چوپان نے غور سے تورج کی شان و شوکت کو دیکھا مؤدب سلام کیا تورج نے کہا اے مرد چوپان
اسکا کیا سبب ہے کہ یہ مرغان ہوائی بہ این تعداد کثیر تیرے سر پر سایہ کیے ہیں اُسنے کہا شہریارا [illegible]
عجیب و غریب ہے یعنی آج تین سال کا عرصہ ہوا کہ اس جنگل میں [illegible] رہتا ہوں ایک بار مجھپر تشنگی کا غلبہ
ہوا رمہ کو چھوڑ کے دریا کنارے آیا چاہتا تھا کہ پانی پیوں ناگاہ ایک زنجیر طلائی [illegible] دکھائی دی [illegible]
بلا ہو دل نے کہا اس زنجیر کو لینا چاہیے ہاتھ بڑھا کے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا [illegible] اس زنجیر میں ایک
انگشتری آویزاں تھی فوراً اُس انگشتری کو زنجیر سے نکال کے پہن لیا اسپر جو نظر کی دیکھا چار نفر دیو
عجیب صورت سامنے دست بستہ موجود ہیں اگرچہ اُن دیووں نے مجھکو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچایا [illegible]
اُنکی صورت ہیبت ناک سے میرے ہوش بجا نہ رہے فوراً بیہوش ہو گیا اُن دیووں نے مجھکو [illegible]
پھر پانی چھڑکا چند ساعت کے بعد مجھکو ہوش آیا پھر اُن دیووں پر میری نظر پڑی اُنھوں نے مجھکو سلام کیا
اور نہایت آہستگی سے کہا اے مخدوم تم کیوں میری صورت دیکھ کے استدر خائف ہوتے ہو ہمکو تم اپنے
ملازموں میں سے سمجھو چنانچہ ابھی تم بیہوش ہو گئے تھے ہمنے تمھارے چہرے پر پانی چھڑکا ہوش میں لائے
جب اُن دیووں نے مجھسے اس طرح کے کلام کیے حالانکہ مجھ میں جواب دینے کے حواس نہ تھے تاہم نہایت
دل کو مضبوط کر کے میں نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس طرح ہمارے ملازم ہو سکتے ہو میں نے
مدت العمر تمھاری صورت نہیں دیکھی اور نہ تمھاری صورت کے مثل کسی دوسرے کو دیکھا وہ دیو
میری اس تقریر کو سن کے ہنسے اور کہا تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمھارے ہاتھ سے کچھ تنخواہ پاتے ہیں بلکہ ہم سب

اس انگشتری کے نوکر ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہوگی ہم اُسی کے تابع ہونگے مین نے کہا اچھا ہم کہتے ہین
تم دونون ہم ہوگیا کہ تم اس انگشتری کے تابع ہو اور اُسیطرح صاحب انگشتری کی اطاعت کا اقرار ہوا اب تم جاؤ
جسوقت ہمکو تمہاری ضرورت ہوگی ہم تمکو طلب کر لینگے اُن دیوؤن نے کہا کیا مضائقہ ہی اگر تمہارا یہ ہی
حکم ہی ہمکو قبول ہی یہ کہکے وہ دیو چلے گئے مین وہان سے اپنے گھر چلا شہریار جب سے یہ انگشتری میرے
ہاتھ مین آئی ہی اپنے یہان بہت رہتا اور ترقی دیکھتا ہون نوریج نے کہا ای مرد چوپان تعجب ہی کہ اُن دیوؤن
پر اسقدر حکومت رکھتا ہی اور پھر کسی مملکت پر قبضہ نہین کرتا مرد چوپان ہنسا اور کہا شہریار مملکت پر قبضہ
کرنے کے واسطے خزانہ و لشکر درکار ہی مین لشکر کہان سے بہم پہنچاؤن اور اصل امر تو یہ ہی کہ مین اُن
دیوؤن پر قابض ہونے سے ایسا مستغنی ہو گیا ہون کہ مجھکو مملکت وغیرہ کی مطلق پروا نہین ہی نوریج
نے کہا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو سکندر چوپان کہتے ہین نوریج نے کہا کہ تو نے نوریج خان نام کبھی سنا
ہی اُسنے کہا ہان یہ نام کبھی مین نے سنا ہی نوریج نے کہا آگاہ ہو وہ نوریج خان مین ہی ہون اب معلوم
ہوا کہ تو ایک مرد ذی مرتبہ ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو اپنے لشکر مین لیچلون تجھکو اپنا بادشاہ قرار دون اور
مین تیرا سپہ سالار ہون سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہی مین موجود ہون نوریج اُسکو ہمراہ لیکے
اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اثنا سے راہ مین کہا میرا ایک بھائی ہی نہایت شریر بدذات یون تو ہمیشہ
وہ مجھسے مخالف رہا لیکن جب سے وہ دیو میرے تابع ہو گئے ہین اور بھی زیادہ اُسکی خصومت بڑھ گئی
بارہا میرے دل مین آیا کہ اُسکو سزا سے معقول دون لیکن پھر اس بات کا خیال آیا کہ مین ان دیوؤن پر حاکم
ہون انسان کو دیوؤن سے سزا دلوانا انصاف کے خلاف ہی ناچار خاموش ہو رہا نوریج نے کہا ای
سکندر تیرے اُس بھائی کا کیا نام ہی اُسنے کہا اُسکو کج را کہتے ہین اور وجہ خصومت یہ چلی آئی ہی
کہ ایک زن بازاری سے مین ملتفت تھا وہ زن بازاری ایک سوداگر کی نوکر تھی مین اُس زمانہ مین پوستین
فروشی کرتا تھا ایک روز مین اتفاقاً اُس سوداگر کے یہان ہوا دیکھا کہ وہ زن بازاری سوداگر کے پہلو مین بیٹھی ہی
اُسکا سن تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا مگر نہایت حسین و جمیلہ اُس سوداگر نے میرے پوستین دیکھے چند پوستین
پسند کیے اُسکی قیمت ٹھہری مگر میری کیفیت یہ تھی کہ ہر مرتبہ میری نظر اُس مہ لقا کے جانب چلی جاتی تھی سوداگر
سے بات کرتا تھا اور دل میرا مین تڑپ رہا تھا ہر مرتبہ تقاضا کرتا تھا کہ کسی طرح اُس آرام جان سے ہمکلام
ہون بارے اُسوقت میرے دل نے مجبور ہو کے اسقدر رانثر دکھایا کہ اُس دلربا نے بھی بنظر غور میری طرف
دیکھا اور پوچھا کہ تو کہان رہتا ہی مین نے کہا مین فلان مقام پر رہتا ہون یہ کہکے خاموش ہو رہی وہان
ایک ساز بھی رکھا ہوا تھا اُس سوداگر نے ازراہ مذاق کہا کہ تجھے کچھ گانا بجانا بھی آتا ہی مجھکو اُس زمانے
مین گانے بجانے کا بہت شوق تھا مین نے کہا ہان کسی قدر بجا کے خود دل بہلا لیتا ہون اُس سوداگر
نے وہ ساز اُٹھا کے مجھے دیا اور کہا کہ کچھ شغل کر ہم بھی سنین مین نے اُس ساز کو بجانا شروع کیا پھر تو یہ
نوبت تھی کہ وہ دونون زن و مرد ہمہ تن محو حیرت تھے چند لمحہ کے بعد مین نے اُس ساز کا بجانا موقوف کیا
اُس محبوبہ نے اُسوقت نہایت شوق کی نظر سے میری جانب دیکھا مین نے بھی کامل رغبت سے
اُسکی جانب دیکھا اور نفس سرد بھر کے خاموش ہو رہا اور وہان سے چلا آیا چلتے وقت اُس نازنین نے
کہا ای پوستین فروش تو پھر یہان ضرور آنا دوسرے روز مین پھر اُس سوداگر کے یہان گیا اُس روز

سوداگر وہان نہ تھا کسی کام کو گیا تھا جو ہین اُس نازنین نے مجھکو دیکھا آہستہ کہا ای جوان مین تیرے
یہان آدمی بھیجنے کو تھی بارے تو خود آگیا کہہ تیرا مزاج کیسا ہی مین نے نفس سرد بھر کے کہا ؎
کیا پوچھتی ہو صاحب مجھ رنجور جسم ناتوان کی + رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی + اُسنے اس شعر کو سن کے کہا کیون
یہ نیش غم کسکا ہی مین نے غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا حیف ای آرام جان جب تو اس طرح تجاہل
کرے تو وہ کون ہی جو اس راز سے آگاہ ہوگا اُسنے کہا آخر کچھ بیان تو کر مین نے کہا میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت
ہی اگر تو نہین جانتی ہی جب اُسنے استفسار زیادہ اصرار کیا مین نے کہا سچ تو یہ ہی ؎ تجھی پر جان جاتی ہی تجھی پر دم نکلتا ہی
یہ سن کے اُسنے کہا خاموش ایسی گستاخی تجھکو نہین زیبا ہی اگر بار دیگر ایسا کلمہ زبان سے نکالیگا تجھکو سخت
سزا کا مستحق سمجھونگی مین نے پیش قبض اپنی کمر سے نکالی اور اُسکے روبرو رکھدی اور کہا اگر مین مستحق سزا
کا ہون تو یہ پیش قبض موجود ہی بلا تکلف مجھکو ہلاک کر اُسوقت وہ آرام جان آبدیدہ ہوگئی اور میرے
رخسارے پر بکمال محبت ہاتھ رکھ کے کہا ای جوان کیا میرے اس عتاب و خطاب کو تو واقعی سمجھا
بلکہ یہ حرکت میری امتحاناً تھی یقین سمجھ مجھکو تجھسے زیادہ تیری محبت ہی مین نے کہا پھر کچھ سبیل مواصلت
کی نکالنا چاہیے اُسنے کہا تو ہر روز پوستین فروشی کے حیلہ سے یہان آیا کر جس روز تخلیہ ہو سکیگا تجھکو
اطلاع دونگی مین ہر روز اُسکے یہان جاتا تھا اور باہم راز و نیاز کی باتین کرکے چلا آتا تھا گنج راے
کی بھی نظر توجہ اُسکی طرف تھی جسکی مجھکو مطلق اطلاع نہ تھی جب اُسکو میرے وہان جانے کی خبر معلوم
ہوئی میرے پاس آیا اور کہا ای سکندر تو اُس سوداگر کے یہان ہر روز جاتا ہی تو نہین جانتا کہ مین عرصہ
سے اُس عورت کے جانب ملتفت ہون جسکے فراق مین تو وہان جاتا ہی مین نے کہا ای گنج راے
ایک زمانہ واقف ہی کہ مین پوستین فروخت کرنیکو وہان جاتا ہون تجھکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین اُس عورت
کے فراق مین جاتا ہون علاوہ اسکے وہ عورت اُس سوداگر کی منکوحہ ہی تابا نہ تیری توجہ سے وہ تیری
ملک نہین ہو سکتی اُسنے کہا خبردار اب ایسا کلمہ نہ کہنا اگرچہ اُس سوداگر کے قبضہ مین ہی لیکن میری
نظر توجہ تو اُسکے جانب ہی مین سوچا کہ اگر زیادہ اس سے بحث کرونگا بیہودہ ہی حرب و ضرب کی
نوبت آجاویگی بس خاموش ہو رہا اُس روز سے وہ مجھسے نہایت درجہ خصومت رکھتا ہی توریج نے
کہا ای سکندر اگر تجھکو یہ خیال ہی کہ ان دیوون کے ذریعہ سے اُسے زک دینا خلاف انصاف ہی تو مین
آدمی زاد اُسکے زک دینے کو موجود ہون سکندر رچپان نے کہا کیا مضائقہ ہی بعدہ توریج
کو گنج راے کے مکان پر لایا توریج نے گنج راے سے ملاقات کی اور سکندر سے سبب مخالفت
پوچھا گنج راے نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا صرف اسقدر کہے دیتا ہون کہ مین سکندر سے ضرور
سمجھونگا توریج نے کہا اگر تو ریج خان سے سمجھنا چاہتا ہی تو مین موجود ہون مجھسے سمجھ لے گنج راے
اُسی وقت مقابلہ کے واسطے کھڑا ہو گیا توریج نے اول ہی مرتبہ اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ زمین پر مارے گنج راے نے کہا ای پہلوان زمانہ بس اب مین اپنی سزا کو پہنچ
گیا مجھکو ہلاک نہ کر توریج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا خیریت اسی مین ہی کہ سکندر سے بغلگیر ہو
گنج راے نے دست بستہ سکندر سے معذرت کی سکندر نے اُسے سینہ سے لگا لیا گنج راے
نے نہایت اہتمام سے توریج اور سکندر کی دعوت کی تمام محفل رقص و سرود سے گرم رہی صبح کو گنج راے

سے رخصت ہوئے نوروز نے مع سکندر چوپان اپنے لشکر کی راہ لی اب حقیقت اس انگشتری کی اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک حمزہ ثانی سے آزردہ ہوکے باختر کے جانب آیا تھا اور نوروز کو گرفتار کرکے پھر فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا تھا ایک روز دریا کے کنارہ پہونچا تھا اُسکے دل مین اس بات نے خطور کیا کہ رستم ثانی نے طعنہ دیا ہے کہ بدیع الملک کو جو ہمپر سبقت ہے یہ فقط اس انگشتری کا سبب ہے اگر یہ انگشتری میرے پاس نہوتی تو ہرگز رستم ثانی کچھ نہ کرسکتا انگشتری کو ہاتھ سے اُتار کے دریا مین پھینکدیا تھا وہ انگشتری یہان باہونچی تھی اب سکندر چوپان کے ہاتھ آئی ہے یہ سبب ہوا جو انگشتری شاہزادہ بدیع الملک سے جدا ہوگئی

آمدم بر مقدمہ لشکر اسلام

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ حمزہ ثانی و یاران دیگر سامنے پروین حصار کے مقیم تھے یکایک پروین حصار کے دروازے کھلے اور قباد آہن حصاری اور ضحاک قلعہ سے باہر آکے سامنے لشکر اسلام کے زیر قصر فرعون شاہ متوقف ہوئے اسوقت اشکال کوہ کے جانب سے گرد پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا اشکال شاہ پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے فرعون شاہ کی مدد کو پہونچا مع ہذا دوسرا گولہ گرد نمایان ہوا اور قلعہ ناحق ناک کی طرف سے ناحق شاہ تین پہلوانون کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا جن مین سے ایک کا نام اشکبوس چوب زن اور دوسرے کا نام قہر بن اشکبوس تیسرے کا نام زہر بن اشکبوس تھا اور ان ہر سہ یلان کو کوہ کے ہمراہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت تھی جو خاص فرعون کی مدد کو آئی تھی ان سب کو آئے ہوئے صرف ایک لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ ایک دوسرا اُتق گرد نمایان ہوا سب کو فکر ہوئی کہ اب کون آتا ہے دیکھا نقابدار سرخ پوش آکے ایک جانب متوقف ہوا مع ہذا اور ایک گرد پیدا ہوئی اب دیکھا کہ نقابدار سپید زردہ خیز چلا آتا ہے یہ بھی آکے ایک جانب متوقف ہوا اُس روز جنگ موقوف رہی کیونکہ دن تمام ہوکے تاریکی شب کے آثار نمایان ہوچکے تھے ہر چہار دریا سے لشکر وہان مقیم ہوکے تمام وہ میدان سبج گزشت فوج سے مملو تھا شب کو یکایک لشکر فرعونی سے صدائے نقارۂ جنگ بلند ہوئی صبح کو چہار دہ ان لشکر میدان معرکہ مین صف آرا ہوئے فرعون بھی اسپ قدرت پر سوار ہوکے اُس قصر سے برآمد ہوا اور قلب لشکر مین آکے متوقف ہوا اُن تمام گبران نابکار نے فرعون کو سجدہ کیا اشکال شاہ اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا فرعون کی طرف آیا اور پشت مرکب سے اُترکے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای خداوند مین تیری قدرت پر ایسا بھروسہ رکھتا ہون کہ خداپرستون کی مطلق حقیقت میری نظر مین نہین سماتی مجھکو اجازت ملے تاکہ مین ان خداپرستون سے سمجھ لون فرعون بہت خوش ہوا اور کہا جانتا ہون نے خداپرستون کا مرگ تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے ہرچند کہ یہان اور بھی بندگان خاص ہمارے موجود ہین لیکن یہ مہم تجھی خاص تیرے واسطے مقرر کی ہے اشکال شاہ نے فرعون کو پھر سجدہ کیا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور کہا اگر تیرا کیا ارادہ ہے اشکال شاہ نے کہا ای جوان مجہول الاحوال نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ اور کس صورت سے نکل

کا انسان ہی بیکار اپنی ہلاکت کے درپے ہو مین نے صدہا پہلوانان فیل قامت کو زک دی ہی اگر جان عزیز ہی
تو خداوند فرعون کی بندگی قبول کر ورنہ تو دانی دکار تو نقابدار سرخ پوش نے تیغ کا وار کیا اشکال شاہ
بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے اُس وار کو سپر پر رد کیا پھر خود تلوار کا وار کیا نقابدار
نے جگہ خالی کی اسی طرح متواتر تین وار اشکال شاہ نے کیے نقابدار نے سب کو رد کیا اور کہا
زدی ضرب خود ضربہا نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + پس اُس کے بعد اس قوت سے
تیغ آبدار کا وار کیا کہ مع مرکب چار پرکالہ ہو کے زمین پر گرا سرداران لشکر کفار نے جو اشکال شاہ
کو خاک ہلاک پر دیکھا بہت خائف ہوئے اور فرعون کے قریب آکے کہا اے خداوند تو نے اقرار کیا
تھا کہ ہمنے خداپرستون کی مرگ تیرے اختیار مین دی ہی یہ کیسا اختیار ہی کہ خود طعمۂ اجل ہو گیا ایک
خداپرست کو بھی ہلاک نہ کر سکا اگر خداوند کے عہد و اقرار کا یہ حال ہی تو بندگان خداوند کیا کام کر سکتے ہین
لامحالہ خداپرستون کے مقابلہ مین جانے سے انکار کرینگے فرعون نے کہا تم سب نادان ہو بیشک
مین نے اشکال شاہ کے اختیار مین مسلمانون کے مرگ کو دیدیا تھا لیکن مراد میری حمزۂ ثانی اور
یاران دیگر سے تھی نہ یہ کہ تمام دنیا کے انسانون کی اگر ایسا ہی اختیار سب کو دیدون تو میرے بندے کسطرح
زندہ رہ سکتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ نقابدار سرخ پوش نے اُسے ہلاک کیا ورنہ کسی طرح اشکال شاہ
کی ہلاکت ممکن نہ تھی اب مین نے مرگ نقابدار کی اشکبوس کے ہاتھ سے مقرر کی ہی دیکھین نقابدار
کس طرح زندہ رہ سکتا ہی اشکبوس نے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اگر خداوند کی مشیت اسی طرح
جاری ہوئی ہی تو مجھکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اشکبوس میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش سے
کہا اے نقابدار اشکال شاہ نے سخت غلطی کی جسکے سبب سے وہ ہلاک ہوا یعنی اُسکو تجھسے مقابلہ
نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خداوند نے حمزۂ ثانی وغیرہ کی مرگ اُسکے ہاتھ سے مقرر کی تھی تیرا ذکر خداوند کی
زبان پر نہین جاری ہوا ورنہ تو شمہ اُسکو صدمہ نہ پہونچا سکتا اب مین تیری ہلاکت کیواسطے مقرر ہوا ہون
بیار آنچہ داری ز مردی نشان نقابدار نے کہا او بیہودہ گو یہ تیری تمام تقریر مزخرف تھی فرعون ملعون
کیا قدرت رکھتا ہی جو اُسکے اختیار مین کسی کی جان ہوگی کہ جسکو چاہے اُسکی ہلاکت کا اختیار دے اشکبوس
کے ہاتھ مین چوب آہنی تھی اُسکا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی
وار مین شمشیر آبدار کے اُسکو دو پرکالہ کر دیا پیشتر بیان ہو چکا ہی کہ اشکبوس کے دو لڑکے ہین ایک کا
نام قہر ہی دوسرے کا نام زہر دونون یہان موجود تھے جونہی اُن دونون نے اپنے باپ کو دو لخت
زمین پر افتادہ دیکھا زمین و آسمان اُنکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا گریبانون کو تا دامن چاک کر ڈالا
دونون ہاتھون سے سر پیٹا تلوارون کو میان سے کھینچ لیا اور بے تحاشا نقابدار کے جانب دوڑے
فرعون نے آواز بلند کہا دیکھو ان دونون کو روکو دونون اپنے باپ کے غم مین مبتلا ہین ایسا نہو
کہ بے موقع جنگ کر کے یہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائین چنانچہ چند سرداران دونون کے پاس
جھپٹ کے آئے منع کیا اُنھون نے نہ مانا قریب پہونچ کے قہر نے تلوار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار
نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور تیغ آبدار کا وار اُسکی کمر پر لگایا جس سے دو حصہ ہو گئے وہ بھی جہنم
واصل ہوا اب زہر سامنے نقابدار کے آیا اور کہا اے نقابدار تو نے میرے باپ کو اور بھائی کو

سے ہلاک کیا مزید براں میرے بھائی کو بھی تونے ہلاک کیا اب میری باری ہے اس تلوار کا وار لے پناہ ہے
خبردار ہو یا نقابدار نے کہا میں خبردار ہوں تو وار کر زہرہ نے نہایت طاقت سے تلوار کا وار کیا
نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد کیا اور ایک ہی ضرب میں اُسکا کام بھی تمام کیا خلاصہ یہ کہ آجکی میدان داری
میں قران بن سلسلہ مرد افگن اور بہقاران خونخوار اور راہرمن تیغ بند وغیرہ اٹھائیس سرداران
لشکر فرعون کو نقابدار سرخ پوش نے ہلاک کیا فرعون کا یہ حال تھا کہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا
اور ایک ایک سے کہتا تھا اے میرے بندو یہ کیا خرابی کا سامنا ہے وہ کہتے تھے اے خداوند تو کیسے
کیا پوچھتا ہے تو کہ چکا ہے کہ جو کچھ ازل سے ہماری مشیت میں گذرا ہے وہی ہوگا اور وہ فی الحال بالکل فرو اسی
ہو چکا آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون بادل بریان و چشم گریان وہاں سے پھر آیا اور
حمزہ ثانی نے بھی مع یاران ہمراہی وہاں سے مراجعت کی

اب کچھ دربار صاحبقرانی کا حال مسطور ہوتا ہے

گلدستہ بندان چمنستان فصاحت وچمن آرایان بوستان بلاغت زمین کاغذ پر اس روش سے گلکاری
کرتے ہیں کہ جب حامی دین سبحانی بانی بنائے جہانبانی یعنے حمزہ ثانی لشکر فرعونی کو زک دے کے
میدان معرکہ سے واپس آئے اور با فتح وفیروزی بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے حاضرین
دربار سے کہا یارو نقابدار سرخ پوش نے آج وہ کام کیا کہ رستم پہلوان سیستانی سے بھی
نہ ہو سکتا تم دیکھو تو تنہا کتنے گبرون کو پسپا کیا واقعی عجب دلاور ہے رستم ثانی نے کہا شہریارا ہاں یہ
نقابدار نے کارنمایاں کیا لیکن نہ ایسا کہ جیسی اُسکی تعریف ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اُسکی کارنمایاں
کی حقیقت کل کی میدان داری میں دکھائی جاوے حمزہ ثانی نے کہا اے رستم اگرچہ اُسکے مقابلہ میں تو
سر پر بھی ہو لیکن اُسکے مقابلہ کرنے کا کیا موقع ہے وہ تو آج ایکہ لشکر مخالف کے بیشتر نامی آور پہلوان اُسنے
تہ تیغ کیے رستم ثانی نے کہا شہریارا اگرچہ اُسنے لشکر فرعونی سے مقابلہ کرکے گویا لشکر اسلام کو مدد
دی لیکن اُس سے مقابلہ کرکے زور وطاقت کا امتحان کر لینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا یہ باتیں ہو رہی
تھیں کہ لشکر فرعون سے آواز نقارہ بلند ہوئی اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ زنی کا حکم دیا سہ
دہل زن دہل زد بہ گفتیں او + ببین دین او دین او + تمام شب دونوں لشکروں میں
جنگ کی تیاری رہی علی الصباح جب دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی فرعون شاہ کے لشکر سے
پہلے جو شخص نکلا وہ ناطق شاہ نام تھا آج پھر نقابدار سرخ پوش مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے مقابلہ
میں آیا رستم ثانی کو نقابدار کی سبقت بہت ناگوار معلوم ہوئی نہایت غیظ وغضب میں آلودہ
ہوکے مسلح ومکمل مرکب تیز وتند پر سوار نقابدار کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش اے گمنام تیری
کیا لیاقت وقابلیت ہے کہ ہماری موجودگی میں تو پیش دستی کرے خبردار مقابلہ کے ارادہ کو فسخ کر
اور اپنے لشکر میں واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ اس خودسری کی ایسی سزا سخت دونگا کہ
مدت العمر یاد رکھے نقابدار ہنسا اور کہا اے رستم مجکو پیشتر سے خبر ہے کہ تیری خلقت تیز وتند واقع
ہوئی ہے لیکن مجکو تعجب اس بات کا ہے کہ تجھ ایسا ذی عزت شخص ایسی نامناسب خصلت کو اپنے
میں دخل دے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بالکل جاہل ہے رستم ثانی نے کہا او مجہول الاحوال جاہل تو ہی

یا مین ہون کہ بغیر اجازت حمزۂ صاحبقران لشکر فرعون کا مقابل ہوا اگر تمکو سپاہی صاحب جگر چاہیے بیار انچہ داری مردی انتہا
خلاصہ یہ کہ نیزہ بازی عمود بازی و تیغ بازی مین مصروف ہوئے خوب رد و بدل ہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا حتی کہ دوسرا دن ہو
جنگ کا سلسلہ موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی انتہا سے مرتبہ کی کشش و کوشش کی گئی تین شبانہ روز گذر گئے پھر بھی دونون برابر رہے چوتھا
روز تھا کہ رستم ثانی کو موقع ملگیا نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے انشاء اکبر کہکر جو زور کیا نقابدار کے پانون سے زمین چھوٹ
گئی رستم نے سر سے بلند کر لیا کہا اے نقابپوش بتا اب تیرا کیا حال بنا اون اگر کہے تو اس زور سے زمین پر مارون کہ نقش قدم
ہو جائے نقابدار نے کہا اے رستم تجکو اختیار ہے یہ تو ظاہر ہے کہ مین تیرے قبضہ مین ہون رستم ثانی نے
کہا خیر اب کیا تجھے ہلاک کرون تیرے اس کلام جسور ہی پر مجکو افسوس آتا ہے یہ کہکے آہستہ زمین پر لا یا
اور گرفتہ و بستہ کر کے اپنے لشکر مین لے آیا حمزۂ ثانی بارگاہ مین رونق افروز ہوئے اور حکم دیا کہ نقابدار گرفتار
کو حاضر کرو مردان لشکر نقابدار کو حمزۂ ثانی کے روبرو لائے نقابدار نے بکمال ادب حمزہ کو بزبان
اسلام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا اے نقابدار اگرچہ تجکو رستم ثانی نے بہزار کوشش
گرفتار کر لیا مگر ہزار آفرین تیرے زور دست و بازو پر کہ تو نے رستم ایسے جوان دلاور دوران
سے تین روز تک مقابلہ کیا اب یہ بتا کہ تو کس جگر جرأت و شجاعت کا گوہر اور کس باغ ہمت و جلادت کا بوٹا
ہے نقابدار نے کہا مجکو سلیمان کوچک کہتے ہین اور میرے باپ کا نام سلیمان ثانی ہے حقیقت حال
میری یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کا ایک بیٹا ہے سلیمان اعظم نام وہ ایک روز بیٹھا ہوا تھا کہ مین پہونچا اور تخت
پر ملکہ آسمان پری کے سامنے بیٹھ گیا سلیمان اعظم نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگون
نے کہا یہ تمہارا خواہرزادہ ہے یعنی ملکہ قریشیہ کا بیٹا ہے اُسنے متعجب ہو کے کہا مین میرے خواہر کو کسی
منسوب کر دیا لوگون نے کہا اے شاہزادہ کیا تمکو نہین خبر ہے امیر صاحبقران نے خود ملکہ قریشیہ کو
شاہزادہ سلیمان ثانی کے نامزد کر دیا سلیمان اعظم نے کہا کیا خوب جسکے ساٹھ برس صاحبقرانی
کی ہو اُسکو کسی سے منسوب کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کہا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اگر بردہ
تو پہلے آسمان پری کو تہ تیغ کرونگا بعدہ قریشیہ کی خبر لونگا اور اس لڑکے کو بھی مین نے پہچان لیا ہے اسکا
بھی ہلاک کرنا واجب ہے یہ کہا اور باغی ہو کے گلستان ارم سے چلا گیا اور مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا کہ لشکر
جمع کر کے حملہ کرونگا مان اور نانی میری اُسکے اس ارادہ سے بخوبی واقف تھین اور اُنکو یقین کامل تھا کہ ضرور
وہ حملہ آور ہوگا باہم مشورہ کر کے دنیا کیطرف بھیج دیا اے شہریار والا تبار مین اس غرض سے کہ
صاحبقران جو پردۂ دنیا مین متوطن ہوا ہون اور ہر طرف پھر رہا ہون اب میری سماعت مین گذرا
ہے کہ اُسنے گلستان ارم پر لشکرکشی کی تھی لیکن یہ بھی سماعت مین گذرا کہ شہریار زمان شاہزادہ بدیع الملک
گیا اور اُسکو قید کر لایا ہے اے والا منزلت میرا اصل قصہ یہ ہے جو بیان کیا یہ کہکے نقاب چہرہ سے دور کی حمزۂ ثانی اور
حاضرین دربار نے دیکھا تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا ہے سب کو حیرت ہوئی کہ اس صغیر سنی مین اور اس لڑکے
اسقدر پہلوانون کو تہ تیغ کیا مزید برآن رستم ثانی سے تین روز تک علی الاتصال مقابلہ کیا اور
حمزۂ ثانی نے سلیمان ثانی کی جانب دیکھا اور کہا اے سلیمان ثانی مبارک ہو یہ تمہارا فرزند دلبند ہے
سلیمان ثانی بیتابانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلیمان کوچک یعنی اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا
سر و چشم پر بوسہ دے کے گود مین بٹھایا حمزۂ ثانی نے خلعت طلب کر کے سلیمان کوچک کو دیا جانب

دست چپ روبرو خورشید کے بیٹھنے کی اجازت دی سلیمان کوچک نے جاے مقررہ پر آکے قیام کیا
رستم ثانی نے جو یہ عزت سلیمان کوچک کے حال پر حمزہ ثانی کی دیکھی نہایت برہم و برخاستہ خاطر
ہوا اور چین بہ جبین ہو کے چاہتا تھا کہ کچھ کہے اسد اُسکے بشرہ سے آثار برہمی کے دریافت کرکے اس طرح
گویا ہوا کہ اے رستم ثانی میں سمجھ گیا اُس خیال کو جسنے تمھارے دل میں خطور کیا ہی تمھارے غصہ کی جگہ یہی کہ
سلیمان کوچک کو تمنے سخر کیا پھر برہم ہونا تمھارا عبث ہی اور اگر کوئی سبب معقول بیان کر سکتے ہو تو بیان
کرو رستم ثانی نے کہا اے اسد بے شبہہ میرے برہم ہونے کا سبب معقول ہی ہر چند کہ میں اُسکو بیان
نہ کرتا لیکن تمنے پوچھا ہی تو سنو اور منصفانہ جواب دو دنیا میں بیشتر ایسے لوگ ہیں جنکی نسل سے بوسے کفر
معبود سمجھا جاتی ہی اور اُنھوں نے اپنی تمام عمر کفر ہی میں بسر کی اکثر بندگان خدا ایسے ہیں جو پشتہا پشت
سے خدا پرست و موحد ہوتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ صرف اُنھیں کی تمام عمر خدا پرستی میں بسر ہوئی اب ان
دونوں قسم کے شخصوں میں باعتبار اعزاز و اکرام کے کچھ فرق ہونا چاہیے یا نہیں اسد متبسم ہوا اور
کہا بس اس بات کا ذکر نہ کرو اور کچھ باتیں کرو رستم نے کہا اس بات کو جانے کیوں دو کہو جو کچھ اصل
بات ہو اسد نے کہا سنو بنا پر تمھارے خیال کے بے شبہہ باعتبار اعزاز و اکرام کے فرق ہونا چاہیے
لیکن اُسوقت کہ جب اس قسم کی ذاتی دو صفتیں موجود ہوں اور اُن دونوں کے درمیان اس بات
کا لحاظ کیا جاوے تمنے سلیمان کوچک کے بابت اپنے خیال کو وسیع کیا ہی اب تمھارے باپ کا
کچھ ذکر کروں رستم ثانی یہ فقرہ سن کے خاموش ہو رہا حمزہ ثانی نے سلیمان کوچک کے نام کا جشن
قرار دیا تمام سرداران فوج اسلام کو مدعو کیا جشن میں بہت کچھ اہتمام کیا گیا متعدد طائفے بلاے ایک
عالیشان مکان فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کیا گیا کثرت سے روشنی ہوئی سر شام سے ناچ
گانا شروع ہوا پہر رات گذر رہی تھی کہ دسترخوان بچھا ظروف نقرئی و چینی و بلوریں میں پلاؤ چلاؤ سفیدہ مزعفر
متنجن انناس پلاؤ یخنی پلاؤ فرنی شیر برنج جیلی قلیا قورما کباب کوفتے وغیرہ انواع اقسام کا کھانا چنا گیا
تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا بعد فراغ طعام پھر ناچ شروع ہوا مگر اس مرتبہ متعدد طائفوں کو ایک ہی وقت
ناچ گانے کا حکم دیا گیا تا کہ اگر کوئی رقاصہ کسی سردار کی طرف متوجہ ہو کے گانے ناچے تو دوسرے کو ناگوار نہ ہو
بہر سو رقص پریان طناز ؛ ہوا با سعادا آواز دم ساز ؛ دل عالم مکان [illegible] بود
نغم ہر دو جہان رخصت طلب بود ؛ ایک بولی شوخ و شنگ خوش گلو خوش آہنگ نے نہایت
لطف سے اس طرح اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

کج کلاہی سے نہ مشہور کہیں ہو دیکھو
خلق کہتے ہیں زمانہ کا مسیحا تمکو
[illegible] دیکھو دیکھو
عام اس دور میں ہی چہل مرگ کیسا
آشنا رہ کے [illegible] دیکھو

ایک خورشید سے اٹھ جاتا ہی [illegible] دیکھو
حال بیمار غم عشق کو اب تو دیکھو
شمع پر آتے ہی جل جاتا ہی کیا پروانہ
جانتا ہی کوئی ایسا نہیں جسکو دیکھو
[illegible] مرگ [illegible]

ٹھہری نظر [illegible] مشتاق لقا کو دیکھو
داغ پر داغ کو دیکھو مرے دلکو دیکھو
جو ہیں بد بیں وہ عنایت کے سزاوار نہیں
مشت پر ہو کے تم اس حوصلہ کو تو دیکھو
دلکو اُس چاہ زنخداں میں گرایا آخر
اس تمنا میں کبھی جانکو کبھی کھو دیکھو

اس غزل کو یوں سکے تمام حاضرین پر محویت کی حالت طاری ہوئی بہت کچھ تعریف کی گئی رستم ثانی نے
پانچ سو دینار کی قیمت کا ایک دوشالہ اُس مطربہ کو انعام میں دیا اسد کو یہ حرکت رستم کی ناگوار معلوم

ہوئی مگر کچھ نہ کہا اسواسطے کہ اور بھی سردار موجود تھے سمجھا کہ اگر یہ حرکت خلاف ہوگی سب ہی شاکی ہونگے
یا یہ کہ وہ بھی اس سے زیادہ قیمت کا دوشالہ انعام مین دین گے اُسطرف سلیمان ثانی بھی یہہ سمجھا اس نظر
سے کہ سلیمان کوچک کے نام کا وہ جشن تھا سلیمان کوچک کو اشارہ کیا سلیمان کوچک نے
اپنے داروغہ کی طرف اشارہ کیا اُسنے دو ہزار دینار کا دوشالہ جو وضع قطع مین نایاب تھا بطور انعام کے
اُس مطربہ کو دیا اور آواز بلند کہا ہے کسی مین ایسی جرات جو اس سے بہتر دوشالہ انعام مین دے یہ
اشارہ صرف رستم ثانی کے جانب تھا باقی سردارون سے اشارہ سے منع کر دیا تھا کہ تم کسی طرح کا خیال
اپنے دل مین نہ لانا دیکھون رستم ثانی اس مطربہ کو کسقدر انعام دیتا ہے اس مرتبہ رستم ثانی نے دو دوشالے
نہایت بیش قیمت مطربہ کو انعام مین دیے سلیمان کوچک نے ایک بقچہ دوشالونکا مطربہ کو دیا اور کہا
مردانگی کی یہ شان ہے کہ سلسلہ انعام قطع نہو رستم ثانی نے داروغہ کے جانب دیکھا اُسنے سر ہلاکے کہا اب
کوئی دوشالہ نہین ہے ہان نقد جسقدر کہو حاضر کرون جب سلیمان کوچک نے دیکھا کہ بقچہ دینے کے بعد
اب رستم انعام نہین دیتا اور اپنے داروغہ سے بطور سرگوشی کچھ کہہ رہا ہے اور داروغہ سر ہلاتا ہے جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکار کرتا ہے سلیمان نے ایک اور بقچہ دوشالون کا مطربہ کو دیا اور آواز بلند کہا اب
کسی کو جرات نہین ہوتی دیکھون کوئی کیا انعام دیتا ہے اسنے سمجھا کہ اس ہنگامہ کو طول ہو جائیگا اور آئین
گو نہ میرا بھی ایما ہے ایسا نہو کہ حمزہ ثانی کو معلوم ہو جائے سلیمان ثانی سے آہستہ کہا خاموش ہو رہو ہنگامہ
نقصان سے کیا فائدہ اُسطرف رستم نے بھی بہت سا روپیہ بشمار مال و زر کا انعام کے واسطے تیار
کیا تھا اسواسطے اُسنے بھی روکا پہر رات باقی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی قریب تھا کہ سب اپنی اپنی
خوابگاہ کو جائین یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی صدا بلند ہوئی اسواسطے کہا کیا باعث ہے لیکن یہ ہے
کہ آخر شب نقارۂ جنگ بجایا ہے راوی کہتا ہے کہ واقعی لشکر کفار مین خبر پہونچ گئی تھی کہ آج مسلمانون
مین جشن قرار پایا ہے چنانچہ یہ رائے قرار دی کہ آخر شب نقارۂ جنگ بجانا چاہیے تاکہ تمام شب کے جگے
ہوئے صبح کو مقابلہ کرین اور پسپا ہون غرضکہ اس طرف حمزہ ثانی نے بھی نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا
صبح کو میدان مین دونون طرف کے لشکر صف آرا ہوئے اول اشکبوس میدان مین آیا اُسکے مقابلہ
کو نقابدار سیمین زرہ لشکر سے باہر آیا تا دیر رد و بدل رہی اسنے وار کیا اُسنے روکا آخر نقابدار
سیمین زرہ نے اشکبوس کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے ببر کی تمام سر سے بلند کر لیا اور جانب آسمان
پھینکا جسوقت جانب زمین آیا ہنوز زمین سے مس نہونے پایا تھا اس چالاکی سے اُسکی کمر پر تیغ بیدریغ
کا وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا اشکبوس کے ہلاک ہونے کے بعد اسکر نامی ایک گبر اُسکے
مقابلہ کو آیا اور آواز بلند پکارا کہ ای نقابدار اگر تمہی دانی بدان منم اسکر کوہ پیکر تو نے اشکبوس
کو ہلاک کیا نہین معلوم کیا غفلت اشکبوس سے ہوئی ورنہ وہ پہلوان اس مرتبہ کا نہ تھا جو تو اُسے ہلاک
کرتا اب میرا مقابلہ ہے دیکھون میرے دست زبردست سے کس طرح سلامت رہتا ہے نقابدار سیمین زرہ
نے کہا او بیہودہ گو اس تقریر لاطائل سے کیا فائدہ زبان بند و بازو بکشا اسکر نے دوڑ کے شمشیر کا وار
کیا نقابدار سیمین زرہ نے پشت شمشیر پر اُسکا وار رد کیا اور اسی شمشیر کے ایک ہی وار مین اُسکا کام
تمام کیا راوی کہتا ہے کہ دوپہر کے عرصہ مین چھتیس پہلوان لشکر کفار کے نقابدار سیمین زرہ نے تہ تیغ کیے

پھر لشکر کفار سے کوئی گبر مقابلہ کیواسطے نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کو اس بات کا خیال آیا کہ نقابدار
سرخ پوش کو رستم ثانی نے سخر کیا تھا جسکی تعریف حمزہ ثانی نے بہت کچھ کی تھی اور رستم ثانی کو بیجا غرور
یہی نقابدار سرخ پوش یعنے سلیمان کوہ چاپ کے مسخر کرنے کا فخر ہی بہتر یہ ہو کہ نقابدار سیمین زرہ
کو مین گرفتار کرون تاکہ رستم ثانی کے مقابلہ مین میرا پایہ کسی طرح کم نہ رہے اور ظاہر ہو کہ نقابدار سیمین زرہ
نے بیشتر پہلوانان لشکر کفار کو ہلاک کیا ہی اس بات کا خیال حمزہ ثانی کے دل مین ضرور ہوگا اگر مین اسے
مسخر کرونگا تو حمزہ ثانی کے خوش ہونے کا سبب ہوگا نظر برین جملہ حالات مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر
سوار ہوا اور بلا تکلف مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار سیمین زرہ کے قریب آیا نقابدار سیمین زرہ
نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا پکار کے کہا اے جوان تو کون ہی اور کس ارادہ سے اس طرف آتا ہی
بدیع الملک نے کہا مین ہون بدیع الملک یہ میدان حرب و ضرب ہی یہان قصد و ارادہ کے
پوچھنے کی کیا ضرورت ہی نقابدار نے کہا مین تجھسے حرب و ضرب کی خواہش نہین رکھتا پھر تو کیون
خواہ مخواہ میرا مرد مقابل ہوتا ہی علاوہ اسکے کوئی امر خلاف کبھی تجھسے ظہور مین نہین آیا جسکا عوض تجھسے
لیا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا اس سے زیادہ امر خلاف کیا ہوگا کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران تو نے
ان گبرون کا مقابلہ کیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین اپنی خودسری ظاہر کی اگر کچھ نشہ مردانگی کا ہی تو پہلے مجھسے
مقابلہ کر نقابدار سیمین زرہ نے کہا بیشک نشہ مردانگی ہی یہ کہا اور نیزہ کا وار بدیع الملک پر کیا
بدیع الملک نے قریب نقابدار کے پہونچ کے ایک ایسا وار تلوار کا لگایا کہ تین حصہ نیزہ کٹ کے زمین
پر گرا اور باقی ایک حصہ نقابدار کے ہاتھ مین رہ گیا نقابدار نے بقیہ حصہ کو زمین پر پھینک دیا اور
گرز کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے جگہ خالی کی نقابدار کے ہاتھ سے گرز چھوٹ کے زمین پر گرا پھر اُسنے
تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے پشت شمشیر پر اُسکے وار کو رد کیا اور اپنا وار شمشیر آبدار کا کیا نقابدار نے
شاہزادہ کے وار کو سپر پر رد کیا شاہزادہ نے دوسرا وار تلوار کا کیا نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد کیا
اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی ایک نے دوسرے کو جو اسپ تازی پر ترکی دیا حتی کہ پشت مرکب سے زمین پر
آگئے اور کشتی شروع ہوئی تین شب و روز تک دونون مین کشش و کوشش رہی چوتھے روز شاہزادہ
بدیع الملک کو نقابدار کی طاقت مین کمی محسوس ہوئی موقع پا کے ایک ہاتھ سے نقابدار کا گریبان
لیا دوسرے ہاتھ سے اُسکے کمربند کو گرفت مین لایا اور سر کو اُسکے سینہ پر لگا کے جو زور کیا سات آٹھ
قدم تک پسپا ہو گیا بدیع الملک کا ارادہ تھا کہ نقابدار کو سر سے بلند کر لے لیکن نقابدار سیمین زرہ
فن کشتی سے بخوبی ماہر تھا اُسنے لنگر ایسا استوار کیا کہ بدیع الملک اُسکو سر سے بلند نہ کر سکا غرضکہ
نقابدار جب بدیع الملک کے زور کو روک چکا خود بھی اُسکے سینہ سے سر کو لگایا اور دونون
ہاتھون مین شاہزادہ کے دونون ہاتھ گرفت مین لا کے جو زور کیا شاہزادہ بھی اُسی طرح آٹھ سات
قدم پسپا ہو گیا بعدہ شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لا کے ایسا زور کیا کہ شاہزادہ کے پاؤن زمین سے
چھوٹ گئے نقابدار نے سر سے بلند کر لیا اور پیچ دینا شروع کیا اسی اثنا مین شاہزادہ کے پاؤن
زمین پر پہونچ گئے نقابدار کے سینہ پر سر لگا کے ایسا زور کیا کہ گیارہ بارہ قدم نقابدار پسپا ہو گیا
پھر ہاتھ پر بلند کر کے چرخ دینا شروع کیا یکایک دونون پاؤن اُسکے زمین پر آگئے شاہزادہ سے جدا

ہو کے کمر سے خنجر نکالا اور اس طرح اپنے شکم پر مارا کہ تمام آنتیں زمین پر ڈھیر ہوگئیں اور خود بھی زمین پر گرا
شاہزادہ سے کہا اے بدیع الملک اگر مرد ہے تو ایسا وار تلوار کا لگا کہ میرا سر تن سے جدا ہو جائے
بدیع الملک کو اُسکی اس حرکت سے بہت افسوس ہوا سمجھا کہ یہ غیرت دار شخص معلوم ہوتا ہے آہستہ
اُسکے قریب پہنچ گیا اور سر اُسکا اپنے زانو پر رکھ کے تا دیر متامل و متاسف بیٹھا لشکر لقا بدارہ نے
جو لقا بدارہ کا یہ حال دیکھا اُن سب نے اپنے گریبان کو چاک کیا سب حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر
ہوئے حمزۂ ثانی کو تعجب ہوا پوچھا تم سب کس غرض سے میرے پاس آئے ہو اُنھون نے کہا ہمارا
سردار ہلاک کیا گیا ہم تمھارے پاس فریاد کو کیون نہ آئین حمزۂ ثانی نے کہا صاحب میری سمجھ مین تمھارا
مطلب نہین آیا اُنھون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمھارا فرزند دلبند ہے جسنے بدیع الملک کے مقابلہ مین
اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کیا حمزۂ ثانی کو اور زیادہ حیرت ہوئی اُن سب نے کہا یہ فرزند تمھارا
مہران شاہ کی دختر کے بطن سے ہے جسکا نام داراب سیمین زرہ ہے جونہین حمزۂ ثانی نے داراب
سیمین زرہ کا نام سنا گریبان کو تا دامن چاک کیا اور ہائے افسوس کہکے میدان کی راہ لی دیکھا کہ
داراب سیمین زرہ شکم دریدہ خاک و خون مین غلطان ہے اُٹھوا کے دربار مین لائے حمزۂ ثانی نے فرزندان
بزرجمہر کو طلب کیا اور کہا اے خواجہ زادو کچھ اس جوان جاہل مزاج کا علاج کرنا چاہیے خواجہ زادون نے
داراب سیمین زرہ کو غور سے دیکھا اور بعد تامل بسیار کے عرض کی شہریار کیا علاج کیا جاوے داراب
مین کچھ حال باقی نہین ہے ہان اُسوقت علاج ممکن تھا جب داراب نے اپنے شکم کو چاک کیا تھا اب عمر
گذر گیا کوئی علاج ممکن نہین ہے یہ سمجھنا چاہیے کہ داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی حمزۂ ثانی کمال درجہ
غمگین ہوا دست و پا مین رعشہ پڑ گیا اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الملک سر برہنہ بدحواس حمزۂ ثانی کی
خدمت مین حاضر ہوا اور کہا شہریار بخدائے لم یزل مین نے باختیار خود داراب کو ہلاک نہین کیا ہے
تاہم مجھپر بھی تلوار کا وار کرو تاکہ مین اور داراب ساتھ بیجان ہون حمزۂ ثانی چونکہ فرزند دلبند کے غم مین
مبتلا تھا بدیع الملک کی اس بات کا مطلق جواب نہ دیا بدیع الملک کو خیال ہوا کہ حمزۂ ثانی داراب
کے ہلاک ہونے سے مجھسے بہت ناراض ہین اپنے کمر سے خنجر نکالا اور ارادہ کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے
حمزۂ ثانی نے دیکھ لیا بدیع الملک کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے فرزند تمھارے ہلاک ہونے کی کیا وجہ ہے داراب
کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرے اور مجھکو یقین ہے کہ تم اسکی ہلاکت کا سبب
نہین ہوئے بدیع الملک نے کہا شہریار بیشک مین ہی داراب کی ہلاکت کا سبب ہوا ہون نہ مین اُسکے مقابلہ کو
جاتا اور ہاتھ پر بلند کرتا نہ داراب خودکشی کرتا اسکی سزا مجکو ضرور چاہیے کہ اپنے کو ہلاک کرون حمزۂ ثانی نے
کہا سبب تو یہی ہے کہ تمنے مقابلہ کیا اور اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا جسکے سبب سے اُسکو غیرت آئی حتی کہ اُسنے خودکشی
کی مگر مین یہ کہتا ہون کہ اگر تمھارے ہی ہاتھ سے داراب ہلاک ہوتا تو کیا شکایت کی بات تھی اسقدر
اُسکی جہالت کا اقتضا تھا کہ اُسنے خودکشی کی جنگ و جدل مین یہی ہوتا ہے کہ ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرا
مغلوب اسوقت تم یہ چاہتے ہو کہ اسکی ہلاکت کے سبب سے خودکشی سے ہلاک ہو جاؤ ایسا ہو تو اُسکا غم دوہرا
تمھارا صدمہ یہ کسی طرح مجکو گوارا نہین یہ کہا اور حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو طوق و زنجیر مین گرفتہ و بستہ
کرو تاکہ خودکشی سے باز رہے ورنہ یہ جوان ضرور اپنے کو ہلاک کریگا حسب الحکم حمزۂ ثانی سردارون نے ملک

بدیع الملک کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ کر لیا اور ایک مکان مین بحفاظت تمام بند کر دیا حمزہ ثانی کا اُسوقت
یہ حال تھا کہ گریبان تا بدامن چاک حواس باختہ آنسو رخسارون پہ جاری ایک ایک کی صورت حسرت
سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے یارو اس صدمہ سے کبھی مین جانبر ہونگا یا نہین داراب بہمن زرہ
کا غم و ملال رہتا ہی یہ دوسرا صدمہ جانگزا ہی کہ بدیع الملک اپنی ہلاکت کے درپی ہی ہر چند اُسکو سمجھاتا ہون
کہ بابا تیرا کیا قصور ہی لیکن وہ کسی طرح نہین مانتا اگرچہ اُسکو گرفتہ و بستہ کرکے مقید کر لیا ہی تاہم اُسکا بھی زندہ
رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی تمام عمر اُسکو کہانتک مقید رکھونگا کبھی تو رہا ہوگا جب موقع پاویگا اُسیوقت
اپنے کو ہلاک کریگا اور مین سچ کہتا ہون کہ اس بارہ مین مین اُسکا مطلق قصور نہین سمجھتا میرے کہنے
کا اُسکو یقین نہین اور بالفرض مین نے مدت العمر اُسکو مقید رکھا پس کیا زندگی کا لطف اُسکو حاصل
ہوگا ہمیشہ مقید رہنا گویا زندہ درگور ہونا ہی اسوقت داراب بہمن زرہ کی یہ حالت ہی کہ پیٹ چاک
ہی آنتین کٹی ہوئی پیٹ سے باہر نکل آئی ہین ہوش و حواس درست نہین ہر چند لوگ پکارتے ہین
جواب کیا بس اب دم شماری ہو رہے جان باقی ہی ورنہ اُسکا کام تمام ہو چکا ہی حمزہ ثانی سرہانے
کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے ہین داراب کی صورت دیکھکے کلیجہ منھ کو آتا ہی اُس عالم اضطراب
مین خیال آیا کہ ای حمزہ ایسی حالت مین دوا کچھ کام نہین کرتی ہی دعا کارگر ہو جائے تو کچھ عجب نہین ہی
وہ حکیم مطلق ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی ابھی تو داراب مین کسی قدر جان باقی ہی وہ چاہے تو مردہ صد سالہ
کو از سر نو خلعت حیات بخشے اُس عز اسمہ کے بندون نے مردون کو زندہ کیا ہی تو کیا وہ خود یہ قابلیت نہین
رکھتا ہر وقت اُس سے امید مطلب برآری کی رکھنا چاہیے اگر اُس سے قطع امید ہی تو شیطان کو ہو دنا
تو کر دیکھو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی چنانچہ اُسیوقت سر برہنہ ہوئے کلام اللہ کو سر پر رکھا
اور جانب آسمان سر اُٹھا کے اسطرح مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق کون و مکان وای مالک ہر دو جہان
ای دادرس مظلومان وای دستگیر افتادگان ؎ کسی سے برآوے نہ کچھ کام جان جو تو مہربان ہی تو کل مہربان
تو ہر ایک کے حال باطنی کو جانتا ہی تو خطا وار و بے خطا کو پہچانتا ہی تو نے دوزخ و بہشت کو بنایا ایک
لاکھ کئی ہزار پیغمبرون کو بھیج کے سیدھا راستہ دکھایا تو باپ سے ستر درجہ زیادہ اپنے ادنی ادنی بندون
پر شفقت فرماتا ہی گنہگار کی توبہ سے تیرا دریائے کرم جوش مین آتا ہی میرے لخت جگر نور نظر کا جو کچھ حال ہی
اُسکو تو دیکھ رہا ہی اور جو حالت اسوقت میرے قلب مضطر کی ہی اُسکو بھی جانتا ہی تو ہی بتا کہ تجھ ایسے کریم و رحیم
کی بارگاہ عالم پناہ کو چھوڑ کے کہان جاؤن اور کس سے رحم و کرم چاہون ؎ ندارم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا میرے گناہون سے
قطع نظر کرکے مجھ عاجز و ناچار کی دعا کو قبول فرمایئے میرے فرزند دلبند کو تندرست کر دے یہانتک
مناجات کی تھی کہ یکایک حمزہ ثانی پر خواب کا غلبہ ہوا خواب مین دیکھا کہ ایک طرف سے شعلہ نور
پیدا ہوا حمزہ نے غور سے جو نظر کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین
ای فرزند آج تیرا کیسا مزاج ہی کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہو رہا ہی تیری اس اضطراب و بیقراری نے مجکو
بھی پریشان کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی شہریار بندہ پروری کی قدر و منزلت
شہنشاہی خوب جانتے ہین ظاہری امور پر انکی نظر نہین ہوتی مگر باطنی کرم پر آمادہ رہتے ہین بعدہ تمام قصہ بیان کیا اور

کہا کہ اگر داراب سیمین زرہ ہلاک ہوجاے گا تو بالیقین بدیع الملک بھی زندہ نہین رہیگا ان دو
داغون سے میرے دل و جگر مین جان باقی نہین رہ سکتی داراب کا جو کچھ حال ہی ظاہر ہی بیان کی کیا
ضرورت ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند اصل امر یہ ہی کہ داراب سیمین زرہ
ابتک ہلاک ہوگیا ہوتا اگر بدیع الملک کی جانب سے غفلت اختیار کی جاتی واقعی بدیع الملک
کو تیرے ملال کا بہت خیال ہی اسی سبب سے وہ اپنے کو ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہی چونکہ تو نے
بدیع الملک پر رحم کیا پروردگار عالم نے بھی تجھپر اپنا رحم کیا کہ تیرا فرزند داراب نام تندرست
ہوگیا مطمئن رہ اور بدیع الملک بھی اپنی خودکشی سے باز رہیگا اور ای فرزند حمزہ ثانی اگر بعض وقتون
مین یہ جملہ تیرے گوش گذار ہوچکا ہوگا اب پھر مین بطور یاددہی کے اس جملہ کا ذکر کرتا ہون وہ یہ کہ شاہزادہ
بدیع الملک تیرے بعد تیرا جانشین ہوگا جو مرتبہ تجکو اسوقت حاصل ہی وہ اُسکو حاصل ہوگا کوئی اُسکے
مقابلہ مین گوے سبقت نہین لیجا سکتا وہ ایک جوان راست باز ہی اُسکی قابلیت خداداد پر خود قابلیت
کو ناز ہی خبردار بدیع الملک کو کبھی ناراض نہ کرنا حتی الامکان اُسکی خوشی پر نظر رکھنا وہ بجاے خود
نیکوشعار و منصف مزاج حلیم ذکی الطبع نیک نفس جوان ہی کسی پر ظلم ہونا پسند نہین کرتا ہمکو اُسکے باطنی خصائل
و عادات سے بخوبی آگاہی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ اُسنے داراب سیمین زرہ کو صدمہ نہین
پہونچایا خود داراب نے اپنے کو ہلاک کیا ہی یہ کہکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب
ہوگئے حمزہ ثانی خوف سے لرز گئے خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ داراب اُسی طرح بیہوش
ہی دل مین کہا کہ تعجب ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو داراب کے تندرست ہونے کی
بشارت دی اور یہ اُسی طرح بیہوش ہی داراب کا شانہ ہلایا آواز دی داراب نے آنکھین کھول
دین پوچھا کیا حال ہی اُسنے کہا تمہارے اقبال سے اب مین سب طرح اچھا ہون ہان ضعف کے سبب
اُٹھ نہین سکتا تا کہ قدم مبارک پر اپنی آنکھون کو ملون حمزہ نے فوراً شوربہ مرغ تیار کروایا داراب
کو پلایا داراب اُٹھ بیٹھا اور حمزہ ثانی کے پانون پر سر رکھدیا افراط محبت فرزندی سے حمزہ ثانی
کا دل بھر آیا باواز بلند رویا پھر خاک پر سر رکھکے سجدۂ شکر بجالایا حاضرین سے کہا یارو اس سے زیادہ
خداے واحد و لاشریک کے صاحب قدرت و عظمت اور غفور الرحیم ہونے کی کیا دلیل ہوگی
کہ مجھ بندۂ ذلیل و خاطی کی دعا قبول کی کہ اس مردہ کو زندہ کیا کیا امید تھی داراب کے تندرست ہونیکی
جس انسان کی آنتین پیٹ سے باہر نکل آئین اور جسکے علاج سے اطباے حاذق عاجز ہون اُسکی زندگی
کی کیا امید ہوسکتی ہی اور داراب کو گود مین اُٹھاکے سر و چشم پر بوسہ دیے صبح کو تمام سردار دربار
مین حاضر ہوئے آداب بجالاے خداے قادر و توانا کی صفت و ثنا کی اور کہا شہریار واقعی یہ تمہاری
دعا کی برکت تھی ایسے مجروح کبھی نہین جانبر ہوتے اور یہ بھی کہا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو قید و بند
سے رہا کردینا لازم ہی حمزہ ثانی نے فوراً حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کر دو اور
میرے سامنے لاؤ بدیع الملک حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوئے حمزہ ثانی نے کہا ای فرزند تمکو خوشخبری
دیتے ہین کہ داراب سیمین زرہ کو تمنے سخت مجروح کیا تھا لیکن حکیم مطلق نے اپنے فضل و کرم سے
اُسے شفاے کلی عطا فرمائی اب بتاؤ کہ اگر مین تمکو گرفتار نہ کرتا اور تمکو ہلاک ہوجانے دیتا تو اسوقت

کس حد کا صدمہ ہوتا یقین ہے کہ اس صدمہ سے مین کبھی جان بحق تسلیم ہو جاتا بابا ہر ایک کام کو سوچ سمجھ کے
کرتے ہین بدیع الملک آبدیدہ ہوا اور کہا شہریار مین نے پیشتر بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون
کہ مین نے یہ صدمہ داراب کو نہین پہونچایا یون شہریار مالک و مختار ہین جو مزاج مین آوے ارشاد فرمائین
اور اگر شہریار کا یہی خیال ہے تو اگرچہ داراب یہین زرہ فضل خدا سے تندرست ہو گیا ہے لیکن بسبب
شرم کے کسی سے آنکھ چار نہ کر سکیگا اسوقت نہین پھر کسی وقت موقع پا کے اپنے کو ہلاک کر دیگا بدنامی
کے ساتھ اگر زندگی ہوئی تو کیا ہوا لعنت ایسی زندگی پر حمزۂ ثانی ہنسے اور کہا ای فرزند یہ جملہ مین نے
خوش طبعی سے کہا تو ہرگز اپنے دل مین خیال نہ لانا کہ میرے دل مین داراب کے تیرے ہاتھ سے مجروح
ہونے کا خیال ہے بلکہ میرے دل مین اس بات کا مطلق خیال نہین ہے بعدہ خلعت گران بہا بدیع الملک
کو دیا داراب یہین زرہ نے دوڑ کے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا شہریار حمزۂ ثانی
میرے قبلہ و کعبہ ہین اور انکی نگاہ کرم ہو رہا ہے الحمد للہ کہ مین تندرست ہو گیا ورنہ مجکو مطلق تمہاری جانب
کسی طرح کا خیال و گمان نہ تھا بدیع الملک نے کہا ای شاہزادہ تو ہمارا مخدوم زادہ ہے اور ہم سب
تیرے خادم و مطیع فرمان ہین ؎ آفتاب سیادت از اوج شرف تابندہ باد ÷ حشمت و اقبال ایام بخت تو پایندہ باد
میری کیا ہستی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کی مرتبہ و منزلت کو پہونچ سکونگا ان بہتیری خادم نوازی ہے جو تو اسطرح
کے کلمے میری نسبت زبان پر جاری کرتا ہے داراب نے کہا شہریار ؎ تا جہانست کامران بادا
ہمہ خلق کامران باشی ÷ در جہانبانان عالم ایجاد ÷ از کل بیش شاہان باشی ÷ شاید تمہارے دل مین
اس بات سے خطور کیا ہے کہ مین جو کچھ کہتا ہون دنیا سازی کے اعتبار سے کہتا ہون اللہ جو کچھ مین کہتا ہون تہ
دل سے تسلیم کرتا ہون اسواسطے کہ تمہاری واجب التعظیم و تکریم ہونے کی خبر میرے بزرگون نے مجکو دی
ہے مین ہرگز اپنی طرف سے نہین کہتا انکی بات میرے دل پر کالنقش فی الحجر ہے کہ بعد میرے پدر بزرگوار کے
تم ہی انکے جانشین ہوگے میرا فرض ہے کہ قبل اسوقت کے آنے کے تمہارا حلقہ غلامی اپنی زیب گوش
کرون بعدہ داراب یہین زرہ روبرو حمزۂ ثانی کے پائین دست بدیع الملک مقیم ہوا حمزہ
نے داراب کے نام کا جشن قرار دیا اس جشن مین بہت کچھ اہتمام کیا گیا زر کثیر فقرا و مساکین
کو تقسیم کیا زندانیوں کو خیر الانام و اکرام مین دیا بیشتر محتاج مدت العمر کیواسطے مستغنی الحال ہو گئے ملازمون کو نئے نئے قیمتی جوڑے
ملے جا بجا نوبت نقارہ بجنے لگی جسپاس بخت ہوئی سردارون کو خلعت مرحمت ہوئے محفل عیش و نشاط
کے واسطے مکان تجویز ہوا فرش و آلات و فروش وغیرہ جملہ سامان زیبائش و ضرورت سے آراستہ کیا گیا
زنانہ و مردانہ اعلیٰ و ادنیٰ بلائے گئے عید کا دن معلوم ہوتا تھا شب کو کثرت سے روشنی وغیرہ کا سامان
پیدا تھا محفل مین جا بجا مسند تکیہ مغرق لگے ہوئے تھے صدہا پانچ سو بتی کے جھاڑ سرخ و سبز زرد آبی سفید
وغیرہ طرح طرح کے رنگ کے آویزان تھے جنمین موم کی کافوری شمعین روشن تھین جا بجا گھر یا سے طلائی
چنے ہوئے عود و اگر سلگ رہا تھا ہر جانب خوشبو و عطر تک پھولون کا ڈھیر تھا عملہ زرق برق اپنے اپنے
عہدون سے خبردار ہوشیار مستعد تھا وہی خلعتہاے نو بنو زیب تن کیے ہوئے سرداران لشکر اسلام
سر شام محفل مین آموجود ہوئے طائفان خوش رو و رقاصان خوش گلو نے رقص و نوا کا ہنگامہ گرم کیا کس
لطافت و خوبی سے یہ غزل صاحب دلی گائی

غزل

پھیر سے طالع دولت سرائے دل

عرش است پر ولا جرم کبریاے دل
چندانکہ میروی بہ نہایت نمی رسد
نہ اطلس سپہر نگردد قباے دل
در زیر آسمان نفس تنگ میشود
در خاک ہم نگرد بود آسیاے دل
با خود چہ ذرہ ایم کہ محمل سپہر
صد شہر عقل گرد سر روستاے دل

با آنکہ پاے بر سر گردون نہادہ است
بے انتہاست عالم بے ابتداے دل
با نور آفتاب بانجم چہ حاجت است
ہر کس کشیدہ است نقش در رضاے دل
گر سنگ کہ زیر پوست بچون تو تشنہ است
رقص الجمل کنند ز بانگ دراے دل
صائب اگر بدیدہ ہمت نظر کنی

بر خاک میکشند ز درازی قباے دل
دل آنچنان کہ ہست اگر جلوہ گر شود
با خلق آشنا نشود آشناے دل
ہرگز نمی شود سفر اہل دل تمام
یوسف شود ز پرتو نور و صفاے دل
دست از کتاب خانہ یونانیان بشوی
افتادہ است قصر فلک پیش پاے دل

تمام اہل محفل لشا یا اس غزل کو سن کے بہت محظوظ ہوئے مطربون کو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملا رستم ثانی بھی موجود تھا وہ ہر مرتبہ بنظر تیز و تند اور کبھی چین بر جبین ہوکے خورشید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاکے خورشید کو از سر تا پا دیکھتا تھا خورشید نے حمزہ ثانی کی طرف دیکھا اور کہا شہریار مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون حمزہ نے پوچھا کیا کہا جس روز سے سلیمان کوہ پاک میرے روبرو بیٹھا ہی رستم ثانی بہت بری نظر سے میری طرف دیکھتا ہی اور ہر مرتبہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاتا ہی شہریار خوب واقف ہین کہ ہمارا سپاہگری کا ہی مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو رستم ثانی اور میرے درمیان خلاف کارروائی شروع ہوجائے اور حضور تو رستم کی سرکشی سے چشم پوشی کرتے چلے آتے ہین ظاہر ہی کہ رستم نے سرداران دست راست کے مقابلہ مین کیسے کیسے خلاف کارروائیان عمل مین لایا مگر اب مجھ مین تاب صبر نہین ہی کیونکہ صبر کرنے کی انتہا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای برادر خورشید یہ مجھے خوب معلوم ہی کہ سرداران دست چپ نہایت درجہ شورہ پشتی کرتے ہین ہرچند اُن سب کو فہمایش کی گئی اور خود انھون نے بیشتر موقعون پر زک پائی لیکن وہ کسی طرح باز نہین آتے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اُن لوگون کے بارے مین کیا بند و بست کیا جاوے رستم ثانی اور ایرج حمزہ ثانی کی یہ تقریر سکوت مین بیٹھے سنا کیے مطلق جواب نہ دیا لیکن سیارہ ثانی تاب تحمل نہ لا یا حمزہ ثانی کے روبرو آیا اور عرض کی شہریار مجھسے کبھی کچھ نہین پہلوانان و عیاران دست چپ نے کیا شورہ پشتی کی ہی جو اس بات کی شکایت کیجاتی ہی کہ پہلوانان دست چپ سرکش و شورہ پشت ہین خواہ مخواہ کسی سے خصومت رکھنا بہتر نہین ہوتا ہی یہ خوف اس بات کا ہی کہ آپس مین ضرور کشت و خون عظیم ہوگا اور سرکش اپنے افعال کی سزا پائین گے بد بد اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای خیرہ سر خاموش باش تیری کیا یہ مجال ہی کہ شہریار جہان سے ہمزبانی کرے اگر پہلوانان دست چپ سرکشی و شورہ پشتی کرتے ہین پہلوانان دست راست اُنسے سمجھ لینگے اسیطرح پہلوانان دست راست سرکشی و شورہ پشتی کرینگے پہلوانان دست چپ اُنسے تعرض کرلین گے تو کون ہی جو بحث کرتا ہی سیارہ نے کہا ہمارا حق ہی کہ اگر کوئی کسی سردار کی شکایت بیجا کرے اُسکا جواب معقول دین تیری تقریر البتہ فساد مبنی ہے کہ باہم کے سمجھنے پر راضی ہی اگر پہلوانان دست راست و دست چپ مین کشت و خون کی نوبت آجائیگی در بندگان خدا ہلاک ہونگے تو کون ایسا مسلمان ہوگا جسکو افسوس نہوگا خبردار تو اس بارہ مین تعرض نہ کرین ضرور حضرت حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کرینگے اس فساد و شر کو رفع کرونگا بد بد نے کہا تو ہرگز یہ قابلیت نہین رکھتا سیارہ نے کہا مین ضرور قابلیت رکھتا ہون البتہ تو خاموش رہ اس

گفت و شنید سے جنگ و جدل کی نوبت پہونچی سیارہ نے خنجر کا وار کیا ہدہد نے اُس وار کو رد کیا اور خود
بھی خنجر کا وار کیا ہدہد صاحب قنطورہ تھا نوبت بانجا رسید کہ سیارہ کے دو شاخہ مین ہاتھ ڈال اُسکے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر پٹک کے اُسکے سینہ پر سوار ہوا کہا ای سیارہ دیکھ اس زیادہ گوئی کا یہ انجام ہوا اب بتا
تیرا کیا حال بناؤن بہتر ہے کہ تجکو مثل گوسفند کے ذبح کر دون رستم نے جو دیکھا کہ سیارہ کے سینہ پر ہدہد
سوار ہو گیا ہی اور عنقریب اُسکو ہلاک کریگا غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے تلوار علم کیے ہوئے ہدہد کے
قریب آیا باواز بلند کہا او خیرہ سر بیہودہ یہ کیا حرکت ہی کہ سیارہ کو ہلاک کرنے کے درپی ہو ہدہد نے رستم
کی صورت دیکھی کہا ای شاہزادہ رستم اس بارہ مین تمہارا کچھ دخل نہین ہی نہایت ادب سے کہتا ہون
کہ اسوقت میرے پاس سے علیحدہ چلے جاؤ ورنہ اس قصہ کو زیادہ طول ہوگا ہم دونون اسوقت سمجھ
لین گے رستم ثانی نے کہا مین ضرور اس بارہ مین تجھسے تعرض کرونگا خبردار سیارہ کی ہلاکت کا ارادہ
نہ کیجیو ورنہ تم دونون اسوقت بیجان زمین پر افتادہ ہونگے بس سیارہ کے سینہ سے علیحدہ ہوجا ہدہد نے
کہا مین ہرگز اسوقت سیارہ کو نہ چھوڑونگا رستم ثانی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور کہا دیکھو اب بھی بہتر
ہی اگر تو سیارہ کے سینہ سے اُتر آئیگا ہدہد نے کہا مین سیارہ کے سینے سے نہین اُترونگا تم مرد ہو تو
اُتار لو رستم نے تلوار کا وار کیا چنانچہ ہدہد کے سر تک تلوار نہ پہونچنے پائی تھی کہ ہدہد نے ہاتھ بڑھا کے
رستم ثانی کے کمربند کو مضبوط پکڑ لیا کہا ای شاہزادہ رستم ثانی افسوس تمنے میری فہمایش کی طرف نظر نہ کی
آخر بے ادبانہ پیش آنے کو مجبور ہوا یہ کہا اور سر سے بلند کرکے فوراً زمین پر مارا ایک پانون سیارہ پر
رکھا اور دوسرے پانون سے رستم ثانی کو دبایا ہرچند دونون نے ہاتھ پانون مارے مگر ہدہد نے
ایک کو بھی رہا نہ کیا اور بار بار یہ کہتا تھا کہ ای سیارہ کہہ تو ابھی تیرے پیٹ کی آنتین باہر ڈھیر کر دون اسمین
اسقدر مقدور اس کہان تھے کہ جواب دیتا جب ایک ساعت کا عرصہ گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک اُٹھ
کھڑا ہوا دوڑ کے ہدہد کے قریب آیا کہا ای خیرہ سر یہ کیا بیہودگی ہی چھوڑ دے ان دونون کو ہدہد نے کہا ای
بدیع الملک تم خاموش رہو دیکھو مین ان دونون سے سمجھ لیتا ہون بدیع الملک نے ہدہد کا ہاتھ
کھینچ کے ان دونون کے سینہ سے علیحدہ کیا رستم ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ افراط خجالت سے چہرہ پر
ہوائیان چھوٹ رہی تھین اور پسینہ مین غرق تھا اور دست پاچہ گھبراتا تھا قرینہ سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دل مین کہہ رہا ہی کیا کرون کچھ نہین بن پڑتا آخر وہان سے آکے اپنے دنگل پر سکوت مین سرنگون بیٹھا سیارہ
نے رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا ای شاہزادہ تم خاموش کیون بیٹھے ہو اگر تمکو یہ خیال ہی کہ ہدہد نے
ہم دونون کو زک دی یہ بات کچھ بھی ملول و رنجیدہ ہونے کی نہین ہی ہدہد مین یہ قابلیت نہین ہی کہ ہمکو
زک دے سکے وجہ یہ ہی کہ ہدہد کے پاس قنطورہ ہی جسکے سبب سے وہ غالب آیا حمزہ ثانی کو تعجب
ہوا کہا ای ہدہد کیا واقعی تو قنطورہ رکھتا ہی جسکے سبب سے رستم ثانی اور سیارہ پر غالب آیا ہدہد
نے کہا شہریار واقعی میرے پاس قنطورہ موجود ہی لیکن سرداران سیستان کے مغلوب کرنے کے
واسطے قنطورہ کے موجود ہونے کی ضرورت نہین ہی حمزہ نے کہا مین تجھسے یہ نہین کہتا کہ تو قنطورہ
کی وجہ سے رستم پر غالب آیا لیکن دیکھون وہ قنطورہ کہان ہی ہدہد نے قنطورہ کو گردن سے اُتارا
اور حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے قنطورہ کو اُٹھا کے اپنے روبرو رکھا اور

شروع کیا بدیع الملک نے کہا شہریار یہ قنطورہ سیارہ سے کسواسطے لیا ہی حمزہ ثانی نے کہا خاص
تمہارے واسطے لیا ہی اُسنے کہا میرا بھروسا صرف اُس عز اسمہ پر ہی جسکو ہر طرح کی قدرت ہی قنطورہ کیا
وقعت رکھتا ہی جسکی وجہ سے کوئی کسی کو مغلوب کر سکے اور بالفرض کسی کا اعتقاد ہو وین اسکی کوئی قیمت
نہین سمجھتا جو اس قنطورہ پر اعتقاد رکھتا ہی اُسکو مبارک اُسی کو دیدینا چاہیے حمزہ ثانی پہلوانان ستارا
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یارو تم مین سے جسکو مطلوب ہو یہ قنطورہ موجود ہی لیلے سب نے کانون
پر ہاتھ دھر کھے اور کہا شہریارا ہمارے کام کا قنطورہ نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا اگر تم لوگ قنطورہ
کے لینے سے انکار کرتے ہو تمکو اختیار ہی یہ سمجھ لو کہ تمہارے انکار کی حالت مین رستم ثانی قنطورہ کو
لے لیگا پھر مجھسے شکایت نہ کرنا اُنھون نے کہا شکایت کی کیا بات ہی ہمنے تو عرض کر دیا کہ جسکو ضرورت
ہو قنطورہ لے لے حمزہ ثانی نے رستم ثانی سے کہا تم قنطورہ لے لو رستم نے کہا مرد میدان کبھی
اس طرح کی مدد کے خواستگار نہین ہوتے آج بدید کے بارے مین یہ حیلہ کیا گیا کہ وہ قنطورہ کی وجہ سے
غالب آیا اسی طرح کل میرے بارے مین یہ ذکر کیا جاویگا کہ قنطورہ کی وجہ سے یہ کارنمایان ظہور مین
آیا اس سے بہتر یہ ہی کہ قنطورہ سے قطع نظر کیا جاوے اگرچہ قنطورہ کی عدم موجودگی مین ہلاک بھی ہوجاؤن
بادشاہ حمزہ نے یاران دوست جیب سے پوچھا اُنھون نے بھی قنطورہ کے لینے سے قطعًا انکار کیا بدید نے
کہا شہریار زبردستی قنطورہ کو دینے سے کیا فائدہ اگر کوئی نہین لیتا فبہا المراد میری ہی قسمت کا قنطورہ
ہی مجکو مرحمت ہو حمزہ نے کہا مین قنطورہ کسی کو نہ دونگا ہان اُسکو یہ قنطورہ دیا جاویگا جو بالاے آسمان
فرعون جاوے اور فرعون ملعون کی ریش تراش لاوے اس شرط کو سنکے سیارہ و بدید ہاتھ اُٹھا
کھڑے ہوئے کہا ہمکو اجازت ملے حمزہ نے کہا تمسے کون اس بات کا معاہدہ کرتا ہی بدید نے کہا حضور
کسی کو مخصوص نہ فرمائین ہم دونون جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو اُس ملعون کی ریش لے آوینگے
حمزہ نے اجازت دی دونون لشکر فرعون کے جانب روانہ ہوئے سیارہ نے بجاے خود ایک تدبیر
سوچی اپنی صورت کو شیاطین کی صورت سے مشابہ کیا اور اُن گبران مکار کے لشکر مین پہونچا جو شخص
اُسکی صورت دیکھی ہمہ تن حیرت ہوگیا پھر وہان سے بارگاہ فرعون مین پہونچا اور فرعون کو سجدہ
کیا تین مرتبہ اُسکے گرد پھرا شیطین بن شیاطین بھی موجود تھا اُسکے پاس آیا اور شیطین بن شیاطین
کو گود مین اُٹھا لیا اور اسقدر گریہ و زاری کی کہ تمام کفاران بدکار حیرت مین مبتلا ہوئے بعدہٗ فرعون
کے پاس پھر آیا اور دوسرا سجدہ کیا فرعون نے خوب غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے شیاطین
تو اسقدر عرصہ سے کہان تھا تجکو تو حمزہ ثانی نے ہلاک کیا تھا کیا تو کوئی بھوت پریت ہو گیا تو اُسنے کہا
خداوند تو بھی عجیب لاابالی ہی یہ کیا کہتا ہی کہ بھوت پریت ہو گیا ہی ہم تیرے خاص بندے ہین کیا ہمکو اسقدر
قدرت بھی نہین ہی فرعون نے کہا کیون نہین اچھا اب اپنا اصل واقعہ بیان کر کہ بعد ہلاک ہونے کے
کیا تجھپر کیا گذری اُسنے کہا اے خداوند جب مجکو حمزہ ثانی نے ہلاک کیا میری روح بہشت عنبر سرشت مین
لیگئے ایک مقام فرحت افزا مین مجکو مقیم کیا گوناگون میوے درختون مین آویزان تھے ایک قصر زبرجدی
استراحت کے واسطے مخصوص کیا گیا وہان ہر وقت صبح کا سا عالم معلوم ہوتا تھا سورج نہ چاند درختون
کی سرسبزی و شادابی پھلون پھولون کی مہک جان تازہ پیدا کرتی تھی غرضکہ طرفہ سامان تھا جو ہر سال

سال بھر تک اس بہشت کی سیر کرتا رہا کل کا ذکر ہی کہ مین نے تیری روح کو دیکھا اُسوقت میرے دل مین خیال
آیا کہ عرصہ ہوا پردۂ دنیا کو نہین دیکھا نہایت شوق ہی اب تو بہشت کی سیر سے دل سیر ہو گیا خداوند کی
روح موجود ہی اس سے التجا کرنا چاہیے چنانچہ ای فرعون تیری روح سے التجا کی کہ مجکو ایک بار پھر زندہ
کرکے میری چند آرزوئین جو ابھی باقی ہین تیری روح نے مجسے پوچھا کہ وہ آرزوئین کیا ہین مین سن لون بعد
حسب مصلحت عمل درآمد ہوگا مین نے کہا ای خداوند میری پہلی آرزو یہ ہی کہ خداپرستون نے پردۂ دنیا
مین خداوند پر عرصہ تنگ کیا ہی چاہتا ہون کہ اُنسے اس گستاخی کا عوض لون دوسری آرزو یہ ہی کہ تو جانتا
ہی عمرو ثانی نے مجکو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا ہی اُسکو مع عیاران دیگر ہلاک کرونگا علاوہ اسکے اور بھی
آرزوئین ہین جنکی تفصیل بطولانی ہی اس مختصر وقت مین نہین بیان کر سکتا میری ان آرزوؤن کو سن کے ای خداوند
تیری روح بہت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ جا ہم نے تجکو دوبارہ خلعت حیات بخشا اور اس مرتبہ تجکو پانچ سو سال
کی عمر عطا کی اسواسطے کہ تو نے اپنی پہلی آرزو در بنابر خیرخواہی اپنے خداوند کے ظاہر کی ای خداوند یہ کہکے تیری
روح نے میرے سر اور منہ پر ہاتھ پھیرا پس مین زندہ ہو گیا اور دوسری مرتبہ روح خداوند کو سجدہ کیا پھر
تیری روح نے میرا ہاتھ پکڑکے بہشت سے باہر نکال دیا مین نے کہا ای خداوند مجکو تیرے لشکر کی راہ نہین
معلوم ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کی راہ بتا دے روح خداوند نے مجکو لشکر کے نزدیک پہونچا دیا یہانتک
تو مجکو خبر ہی لیکن بعد کا حال مجکو نہین معلوم ہی غالبًا وہ روح خداوند مین سمائی ہوگی اب مین تیری خدمت
مین حاضر ہوا ہون فرعون بہت خوش ہوا کہا ای شیاطین آج شب کو واقعی مین نے تقدیر اسیطرح
جاری کی ہی کفار جو اُسوقت وہان موجود تھے ایک دفعہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے فرعون کو سجدہ کیا
بہت کچھ ثنا و صفت زبان پر جاری کی فرعون نے کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ کیا میری قدرت
کا حال تمنے سنا اس سے بدرجہا میری شان ارفع و اعلی ہی ہزارہا واقعات شب و روز مین ایسے گذر
جاتے ہین جنکی تمکو مطلق اطلاع نہین ہوتی بعدہ فرعون نے خلعت خاص طلب کیا شیاطین نقلی یعنے
سیارہ کو دیا سیارہ نے وہ خلعت بہت خوش ہوکے پہن لیا بغل سے ستارہ نکالا فرعون نے پوچھا
ای بندۂ خاص ہمارے یہ کیا شی ہی سیارہ نے کہا یہ ستارہ ہی تیرے خوش کرنے کو لایا تھا یہ کہکے بجانا شروع
کیا اور ایسا بجایا کہ تمام حاضرین بہت خوش ہوئے شب کو فرعون نے مرکب قدرت طلب کیا
سوار ہوا شیاطین نے دست بستہ کہا اسوقت خداوند کہان تشریف لیے جاتے ہین کہا ای شیاطین
اسوقت قبطول و قصر پر جاتا ہون شیاطین نے کہا جب میرے حال پر اس قدر فضل و کرم کیا ہی
مین چاہتا ہون کہ ازراہ بندہ نوازی اسوقت مجکو اپنے ساتھ لیچلیں تاکہ طبقات آسمان کی سیر کرون اور در
اصل تو یہ ہی کہ میرا دل یہ چاہتا ہی کہ ایک لمحہ واسطے خداوند سے علیحدہ نہون فرعون نے کہا کیا مضائقہ
ہی اچھا پشت مرکب پر میرے پیچھے بیٹھ جا مگر ایسا نہو کہ پشت سے زمین پر گرے شیاطین نے کہا مین
مستمسک خداوند کی کمر کو تھامے رہونگا چنانچہ شیاطین نقلی بھی پشت مرکب پر سوار ہوا وہ مرکب
قدرت سے روانہ ہوا چند لمحہ مین آسمان و قصر معلق کے قریب پہونچا سیارہ نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک دروازہ خود کھلا فرعون اُس دروازہ مین داخل ہوا آسمان پر پہونچا ایک قصر مین جاکے
بیٹھا شیاطین نقلی بھی اُسکے روبرو بیٹھا وہان بھی نغمہ نوازی کرکے فرعون کو خوش کیا کہا ای خداوند

اسوقت مجکو اس بات کا نہایت تعجب ہی کہ یہ مرکب پر نہین رکھتا پھر بھی تجکو یہان بالاے آسمان پہونچا یا یہ کیا
رمز ہی فرعون ہنسا اور کہا ای شیاطین تعجب کی بات نہین ہی واقعی یہ مرکب علی العموم مرکبون سے ہی
لیکن اسکے آسمان تک پہونچنے کی یہ وجہ ہی کہ عزازیل منتقش نے مجکو ایک مہرہ دیا ہی جس مقام پر مجکو جانا
منظور ہوتا ہی اُس مہرہ کو مرکب کی گردن مین باندھ دیتا ہون وہ مرکب مجکو منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہی
شیاطین یہ سن کے بہت خوش ہوا جام و صراحی سے ملو کرکے فرعون کے روبرو لے گیا فرعون نے
وہ جام بلا تکلف پی لیا شیاطین نقلی نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت
آئی تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہوا یہانتک کہ بالکل بیہوش ہوگیا سیارہ کو معقول موقع ہاتھ آیا اول
اُس ملعون کی رایش کتری پھر تمام چہرہ نحس اُسکا سیاہ کرکے بالاے آسمان سرنگون آویزان کر دیا مہرہ اُس سے
لیکے مرکب کی گردن پہ باندھا مرکب پر سوار ہوکے آسمان کے دروازے پہ پہونچا وحسب دستور
از خود کھل گیا اپنی صورت کو فرعون کی صورت سے مشابہ کرکے اُس قصر سے باہر آیا اور لشکر اسلام
کے جانب روانہ ہوا لشکر فرعون نے دیکھا کہ آج فرعون لشکر اسلام مین گیا ہی ہمہ تن حیرت ہوگئے کہ یہ
آج کیا واقعہ ہی اُس طرف سیارہ حمزہ ثانی کی بارگاہ مین آیا حمزہ ثانی اور یاران موجود تھے جو فرعون
کی صورت دیکھی متعجب ہوگئے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کسی نے دوسرے سے آہستہ
کہا ای فلان یہ کیا واقعہ ہی فرعون ملعون یہان کیون آیا ہی خدا خیر کرے سامان بد ہی سیارہ نے آواز
بلند کہا ای حمزہ ثانی وای بندگان من مین تمھارے حال پر بہت متاسف ہون تمنے اپنی تمام عمر گمراہی
مین بسر کی تمکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہی دیکھو میرے رحم و کرم کو کہ بعد انتظار بسیار آج مین خود
تمھارے پاس آیا ہون تاکہ تمکو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن آؤ تم سب مجکو سجدہ کرو ورنہ یقین
سمجھ لو کہ اب مین ہرگز رعایت نہ کرونگا فوراً اپنا قہر و غضب تمپر نازل کرونگا اور وہ قہر و غضب فی الحال
یہ ہی کہ تم سب کو سنگ سیاہ کر دونگا اُسوقت تمکو میری قدرت کا حال دریافت ہو جاے گا اور ای بندگان
من یہ بھی تمھارے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ تم سب کو ایک حیثیت سے گمراہ نہین سمجھتا ہون یعنی
یہ جوانان دست چپ نہایت شریف ذات ہین اگرچہ مجسے یہ بھی خلاف ہین تاہم انکی رعایت کرنا
مجپر فرض ہی البتہ جوانان دست راست سے مجھے سمجھنا ہی دیکھون یہ سرکش اور منحرف میرے ہاتھ
سے کہان جاتے ہین تو سہی کہ سب کو بخط مستقیم جہنم مین بھیجون اور مطلق رحم کو اپنے دل مین جگہ نہ دون
یہ امر میرے زیادہ تر خلاف مزاج ہی کہ علاوہ مجسے منحرف ہونے کے جوانان دست چپ سے خصومت
رکھتے ہین سچ ہی نالائق صاحب لیاقت کی قدر کیا جانے کیا کرون کہ جوانان دست چپ میرے
قدرت و کمال کا اقرار نہین کرتے ورنہ اُنکو اعلی اعلی مراتب تفویض کرکے جوانان دست راست
کو خوب خفیف کرتا اس طرح کی تقریر سے حمزہ ثانی کے دل مین کچھ شک گذرا سیارہ کی صورت خوب
غور سے دیکھی دل مین کہا کہ فرعون کی بات کا لہجہ نہین ہی اگرچہ بظاہر یہ فرعون معلوم ہوتا ہی سیارہ
نے کہا ای حمزہ تونے میری صورت کیا دیکھی کچھ دل مین شک سا لایا مین فرعون ہی ہون اسوقت
حمزہ ثانی کو یقین ہوگیا کہ یہ فرعون نہین ہی اُسکی جرات کہان کہ بلا تکلف لشکر اسلام مین آکے اسطرح
بے تکلف کلام کرے بس بخوبی پہچان لیا ہنسا اور کہا او جھوٹے چور عیار تو مفت خراشی کرتا ہی مین تیری

تجکو بجھ ہی پہچان لیا سیارہ نے کہا کیا پہچانا حمزۂ ثانی نے کہا تو سیارہ ہی سیارہ پشت مرکب سے زمین
پر آیا حمزۂ ثانی کو باادب تمام سلام کیا حمزہ نے کہا ای شخص یہ تو مجکو بخوبی تحقیق ہو گیا کہ تو فرعون نہین ہی
اچھا اب تو ہی صاف صاف بیان کر دے کہ تو کون ہی سیارہ نے کہا شہریار واقعی مین سیارہ ہون
آسمان کے ساتون طبقے طی کرکے بلندی پر پہونچا وہان یہ کارروائی کی کہ فرعون ملعون کو شراب کے ذریعہ
سے بیہوش کیا اُسکی داڑھی کترلایا ہون یہ کہکے فرعون کی ریش تراشیدہ پیش کی اور کہا یہ ریش خاص
فرعون کی ہی حمزۂ ثانی نے غور سے اس ریش فرعون کو دیکھا پہچانا کہا واقعی یہ داڑھی اُسی گبر کی ہی
سیارہ نے کہا اگر اس ریش کے بابت کچھ شک ہو تو یہ مرکب قدرت بھی فرعون ہی کا ہی اسے بھی
پہچان لو اور اگر مرکب کا بھی اعتبار نہو آسمان کی طرف ملاحظہ ہو اُسکی صورت مثل غول صحرائی کے بنا کے
لٹکا دیا ہی حمزۂ ثانی نے آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا واقعی فرعون سیہ رو آسمان مین آویزان ہی حمزہ بہت
خوش و مسرور ہوا اور کہا ای سیارہ شاباش آفرین کر دے اور قشطورہ طلب کرکے سیارہ کو بخشا سیارہ
نے بصد ادب سلام کیا اور قشطورہ پہن کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اس اثنا مین بدہد بھی آپہونچا اور اپنی
جگہ بیٹھا رستم ثانی نے بنگاہ تیز و تند شاہزادہ بدیع الملک کے جانب دیکھا کلاہ کج کی مونچھون پر تاؤ دیا
جب چند مرتبہ ایسا ہی کچھ عمل مین لایا سیارہ ثانی نے رستم ثانی کو دیکھا بعدہ بدہد کی جانب متوجہ ہو
نعرہ مار کہ باش او کیدی کیا تو بہا سے خود اپنے کو سمجھتا ہی میرے سامنے آتا کہ تیرا سر دھڑ سے زمین پر
گراؤن بدہد نے بھی نعرہ مارا کہ او دیوانہ یہ کیا بکتا ہی پہلے اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے ہمکلام ہونا نہین
جانتا کہ مین کون ہون سیارہ نے کہا دیوانہ تو خود ہی اور تو جو کوئی ہی مین خوب پہچانتا ہون البتہ تو مجکو
نہین پہچانتا آگاہ ہو کہ مین ہون سیارہ تیرا سر کوب بدہد جست مار کے سیارہ کے قریب پہونچا
سیارہ نے کھینچی تمام بدہد کے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مار یکایک شاہزادہ
بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا کہا او خیرہ سر بیباک یہ کیا بیہودہ حرکت ہی بدہد کو چھوڑ دے ورنہ عنقریب
تجکو ہلاک کرونگا سیارہ کو قشطورہ کا خیال تھا اُسکے بھروسہ پر بدہد کو چھوڑ کے شاہزادہ پر حملہ آور
ہوا اور کہا ای شاہزادہ اب مین تیری رعایت نہ کرونگا ابھی تیری دلیری کا حال کھلا جاتا ہی شاہزادۂ
بدیع الملک حائل کو گلے مین پہنے ہی سحر و افسون اُسپر اثر نہین کر سکتا اس زور سے ایک طمانچہ سیارہ
کے منہ پر مارا کہ مثل کبوتر کے اُسنے زمین پر پلاک کھائی شاہزادہ نے اُسکا پاؤن مستحکم گرفت مین لا کے
گرد سر چرخ دینا شروع کیا اور ارادہ تھا اُسکو ہلاک کرے حمزۂ ثانی بدیع الملک کے ارادہ سے
آگاہ ہو گیا سمجھا کہ سیارہ عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی کہا ای بدیع الملک خبردار سیارہ کو ہلاک
نہ کرنا اگر اُسنے بیہودگی کی تو بدہد کے مقابلہ مین تکلو کیا اور رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا ای رستم ثانی
تمہارے خیال خمل سے مین بہت عاجز ہون اسوقت تک تم بدیع الملک کے مقابلہ مین دعوی
ہمچشمی سے باز نہین آئے انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ امتحان کر لے اگر اپنے کو مرتبہ اعلی کے قابل
نہ سمجھے تو کیون اُسکا دعوی کرے ❊ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف ❊ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور شاہزادۂ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہا بابا تم بیکار قصہ کو طول دیتے ہو اسوقت اس
قصہ کو اسطرح طی کرتا ہون کہ جو شخص عزازیل منقش کو ہلاک کرے اور اس قصر فرعون کو منہدم

کروسے اُسکو سب سرداروں پر سبقت ہوگی قبل اسکے کوئی اپنی جگہ کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاسے سب
بالاتفاق کہا ہمکو بسر و چشم یہ شرط قبول و منظور ہے ای عالی منزلت اب ہمکو یہ شرط معلوم ہوگئی کیا مجال
ہماری جو بغیر ایفا سے شرط مذکور قولاً فعلاً کوئی حرکت تمردی عمل مین لاوین

اب اس حال خیریت اشتمال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون ملعون مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

بنا کس دن تن نجنوں مین یہ رشتہ رگ جانکا
کہ ہر ناخن نگینہ بنگیا مہر سلیمان کا
فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدۂ تر سے
زلیخا کے جگر تک چاک ہی یوسف کے دامان کا
مریض جان بلب تکیے مین پر ایسے نہین تکیے
سنا جاتا نہین قصہ پریشان میرے پریشان کا
فرشتوں کو بچاتا یا الٰہی ایسے تیرون سے
اثر ہو جائے آہ شیخ مین بھی سب جنون انکا
رہی انکے ہمارے دل ہی مین گفتگو جبتک
بلانے کو مرے آیا ہی کوئی آدمی انکا
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے گیسو ہ مین فتنے
کہ پہلے رخ نہ تھا میری طرف انکے نگہبان کا
ہمارے داغ عصیان رغ کیا رنگ لالے کا

تماشا ہی یہ سر سے ار رہا تار گریبان کا
بنا دے بخیہ گر پردہ قبا سے جسم جانانکا
کہ ہر آنسو نے شد و مد سے باشب ہجر
وہ چلا ہم آبلہ بھی بدگے قابل ہوا ہی وحشت
خدا حافظ نہین کچھ تاثر سے بیمار ہجران کا
سر محفل مجھے بھی تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
کہ رخ ہی آسمان سمت آہ گشتہ مژگان کا
بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھ کر ظالم
نظر آتا رہا کیا کیا شکل تہ سے پنہانکا
لکھی ہی مرگ کی زیب ہے گو قید خانہ ہو
نظر آتا ہی خالی آج گوشہ تیرے دامان کا
کہہ دیتا ہون جو گذری ہی پر آداب محشر
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستانکا

بتون کے دست قدرت مین نہ کیونکر دل پریشان کا
شہر کا نیستے لگا دے کوئی ٹکڑا اس گریبان کا
کیا ہی کیا ہی ایک دست آرزو نے اژدہا
نظر مین جیکے پہلے چبھ گیا کانٹا بیابان کا
دل آشفتہ کو کر زلف سے کیا کیا الجھنا
پھر اس پر یہ قیامت غیر کے دامن سے
وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل ہو جانا
کہ نا ناز کین ہاتھ چبھ جاکوئی مژگانکا
عدم مین لیگیا مجکو فرشتہ مین پہچانا
نصیبہ کھل گیا تھا ہتھ یوسف زندان انکا
ہوئین آنکھین پریشان مشتاق کے گستاخیان
خدا نے تذکرہ جیسے کسی کے عشق پنہانکا
صیرفیان بازار خوبی سخن جوہریان

چار سو ق ہنر و فن نقود مضامین نو کو اسطرح پیش کش ناظرین والا گہر کرتے ہین کہ جب مقرنس ہلاک ہوا
تمام گبران نابکار نے مرزوق جادو کو طلب کیا مرزوق اسی وقت حاضر ہوا کہا ای مرزوق تو خداوند
فرعون کی خدمت مین جا اور ہماری طرف سے خدمت خداوندین جاکے عرض کر کہ اب تیری مشیت تیرے
حسب مراد جاری ہوئی ہی ہر طرح سے مطمئن رہ کوئی محل تردد کا نہین ہی مرزوق جادو وہان سے
فرعون کی طرف روانہ ہوا جب یہان پہونچا دیکھا کہ ایک غول سیاہ رو آسمان فرعون پر آویزان
ہی قریب اُسکے پہونچا جونہین فرعون کی نظر مرزوق پر پڑی پکار کے کہا ای مرزوق خوب ہوا جو تو
اسوقت یہان پہونچا دیکھ تیرا خداوند صاحب قدرت کس حال خراب مین مبتلا ہی عنقریب ہلاک ہوا جاتا
ہی جلد مجکو خلاص کر مرزوق نے بغور دیکھ کے کہا او نابکار غول تیری سزا یہی ہی جو تو اس زحمت مین
مبتلا ہی اپنی صورت کو دیکھ اور خداوند صاحب قدرت کے نام کو اپنی زبان پر جاری کرنے کو دیکھ خبردار
اب ایسے الفاظ بیہودہ زبان پر جاری نہ کرنا ورنہ اسی حیثیت سے تجھے ہلاک کر دونگا فرعون نے کہا
ارے مرزوق تو کس خیال مین مبتلا ہی تو غور سے تو دیکھ واقعی مین ہون فرعون تیرا خداوند خواہ
میرے نسبت کلمات نامناسب زبان پر جاری کرکے اپنی عاقبت خراب کرتا ہی قسم ہی اپنے قدرت وجلال
کی مین دروغگو نہین ہون مرزوق نے پھر غور سے صورت دیکھی کچھ پہچانا کہا مجکو شک ضرور ہی فرعون

نے کہا تو مجکو رہا کر دے تو شک رفع ہو جائے مین غول ہرگز نہین ہون مرزوق نے اُسکو رہا کر دیا اور
کہا سچ بتا تو کون ہے اور کس شخص نے تیرا یہ حال بنایا فرعون نے تمام حقیقت سیارہ کی بصورت شیاطین
آنے اور ریش تراشنے کی مرزوق کے روبرو بیان کی اور کہا اے مرزوق وہ مکار ایسا شیاطین کی صورت
سے مشابہ ہوکے آیا اور اس طرح کی باتین کین کہ مجکو مطلق شک نہوا اُسکے فریب مین آگیا اب مرزوق
کو یقین ہوا کہ واقعی یہ فرعون ہے کہا اے خداوند ہم ایسے بندون مین سے اگر کوئی اسطرح کا دھوکا کھاتا
تو مضائقہ نہ تھا تجھ ایسا خداوند کبھی نہ سمجھا کہ آج تک کوئی مردہ زندہ کب ہوا ہے جو آج شیاطین بار دیگر
زندہ ہوکے آئیگا اگر یہی حالت تیری خداوندی کی ہے تو کسکا اعتقاد درست رہیگا مانا کہ تجکو اپنی مشیت گذشتہ
کا حال اسوقت یاد نہین ہے لیکن موجودہ عقل بھی زائل ہوگئی خیر گذشت آنچہ گذشت اب تو نادانی ہوگئی
لیکن خیال رکھو کہ آیندہ کسی خداپرست کو آسمان پر نہ لانا فرعون نے کہا اے مرزوق مین خداپرست
سمجھکے ہرگز اُسکو آسمان پر نہین لایا مرزوق نے کہا اے خداوند کیون مجکو زیادہ گوئی پر آمادہ کرتے
ہو مجکو خوف ہے کہ کوئی کلمہ خلاف میری زبان پر نہ جاری ہو جائے بہتر یہی ہے کہ خاموش ہو رہو اور جو کچھ
مین کہون اُسپر عمل کر فرعون نے سر جھکا لیا اور کہا اچھا اب یہی ہوگا آیندہ کسی کو آسمان پر نہ لاؤنگا
مگر اسکی کیا فکر ہوگی کہ سیارہ میرے مرکب قدرت کو بھی لے گیا بغیر مرکب قدرت کے مین یہان
سے کہین نہین جا سکتا علاوہ تر یہ کہ مہرہ بھی لیگیا مرزوق جادو نے نہایت برہم ہوکے فرعون کو
دیکھا کہا کیا کہون تو مرتبۂ خداوندی پائے ہوئے ہے ورنہ جسطرح تونے نادانی سے اپنا یہ حال بنوایا مین
بھی کچھ اپنے دل کے پھپھولے توڑتا فرعون نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مرزوق جادو
وہان سے روانہ ہوا جلوخانے مین پہونچا دیکھا مرکب قدرت مع مہرہ جلوخانے مین موجود ہے
مرکب قدرت اور قفطورہ کو اپنے قبضہ مین لیا اور وہان سے بعجلت تمام فرعون کی خدمت
مین آیا کہا اے خداوند تیری کمال درجہ خاطر مد نظر ہے جو مین مرکب قدرت کو پھر لے آیا ورنہ ہرگز نہ لاتا
اور تجکو اُسی طرح آویزان رہنے دیتا فرعون ملعون اُسکا بہت شکر گذار ہوا کہا اے مرزوق جہان
تو نے اسقدر زحمت میرے سبب سے اُٹھائی ہے اتنی اور بھی اپنے خداوند کی مدد کر کہ بدیع الملک
کو بھی میرے پاس گرفتہ و بستہ کر لا مرزوق تا دیر متامل رہا بعدہ کہا خیر جاتا ہون یہ کہکے بار دیگر
خداپرستون کے لشکر مین آیا بدیع الملک بالکل اسکے آنے سے بیخبر تھا مرزوق یکایک شاہزادہ
بدیع الملک کے قریب آیا شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کر لیا اور اُسی طرح
اُٹھائے ہوئے روانہ ہوگیا اثنائے راہ مین شاہزادہ تڑپ کے اپنے کو زمین پر لایا اور اُسکا حلقوم
گرفت مین لاکے ایسا فشار دیا کہ اُس گبر مکار کا دم بند ہوا بیتابانہ زمین پر گرا شاہزادہ نے فرصت
کو غنیمت سمجھکے ایسا ایک وار خنجر آبدار کا مرزوق کی گردن پر کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے
دور جا گرا روح ناپاک اُسکی مالک کی ملک ہوگئی شاہزادہ مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے
اپنے مقام پر مقیم ہوا حاضرین متعجب ہوئے کہا اے شاہزادہ اسوقت کہان سے آنے کا اتفاق ہوا
شاہزادہ نے حقیقت بیان کی سب نے کہا الحمد للہ خس کم جہان پاک اور بدیع الملک کی جرأت
و شجاعت کی تعریف کی رستم ثانی کو بدیع الملک کی تعریف سننا شاق ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ کے

پراق پہنچے وہان سے روانگی کا ارادہ کیا بدیع الملک نے پوچھا ای رستم اسوقت کہان کا ارادہ ہو رستم
نے کہا اسوقت ارادہ ہو کہ مین بھی عزازیل کو قتل کرکے مورد تعریف و تحسین ہون حاضرین دست چپ
نے یہ سنکے چشمک زنی کی کسی نے کسی کی صورت دیکھی کسی نے کسی کے کان مین کہا ای فلان اسوقت
شاہزادہ بدیع الملک کی تعریف سنکے رستم ثانی کو بھی جراءت ہوئی بدیع الملک نے کہا ای رستم
اگر تمہارا یہی ارادہ ہو تو بسم اللہ چلو مین بھی جاتا ہون رستم ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہو اور حمزہ ثانی کی
خدمت مین دست بستہ عرض کی شہریارا یہ کام گو دشوار ہو امید ہو کہ میرے حق مین دعا کیجیے تاکہ یہ کام
مجھسے بسہولت و بخیر و خوبی انجام پاجائے بدیع الملک نے کہا شہریارا اگر یہی اہتمام ہو تو مین بھی امیدوار
دعاے فتحمندی ہون حمزہ ثانی اور تمام سرداران موجود نے جانب آسمان ہاتھ بلند کیے اور درگاہ
باریتعالے مین اسطرح دعا کی کہ خداوندا واسطہ اپنی عزت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال لازوال
کا ان دونون جوانان حامیان دین اسلام و قامعان کفر و ظلام کی ہمت و جراءت مین برکت عطا فرما تاکہ یہ
دونون دشمنون پر غالب آکے صحیح و سلامت بار دیگر مجھسے ملاقی ہون بعد فراغ دعا و مناجات دونون
جوان سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوئے رستم ثانی اور بدیع الملک دونون باتفاق راہ بیابان
و کوہسار طی کرتے چلے جاتے تھے واضح ہو کہ مرزوق جہنم نصیب کا ایک چچا تھا مصنوم نام اسکو
فن عیاری کا بہت شوق تھا چنانچہ بسبب ضرورت فرعون اسکو بلا بھیجا تھا اور عیاری کا کام لیتا
تھا مرزوق کے ہلاک ہونے کے بعد مصنوم کو طلب کیا وہ عیار مکار فوراً حاضر ہوا فرعون
نے کہا ای ہمارے بندہ عیار پیشہ تجھکو شاید اپنے بھتیجے کا حال نہین معلوم ہو آگاہ ہو کہ خداپرستون کے
ایک سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اس خبر غم کو سن کے مصنوم نے سینہ و سر پیٹ لیا اور کہا ای
خداوند تو نے اپنی قدرت و جلال سے کچھ کام نہ کیا جو میرا بھتیجا خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا
طرفہ تر یہ کہ مرزوق کے کسی سحر و افسون نے بھی کچھ کام نہ کیا فرعون نے کہا ای مصنوم خداپرستون
پر سحر و افسون مطلق کام نہین کرتا اب رہا میرے قدرت و جلال کا تعلق اسکی صورت یہ ہو کہ ازل سے
جسطرح میری مشیت جاری ہوچکی ہو اسمین مطلق تغیر نہین ہوسکتا ہان اگر تیری عیاری سے کچھ کام انجام
پاجاوے تو عجب نہین مصنوم بعد تامل بسیار وہان سے روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو جسکا نام منشور
تھا ہمراہ لیا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا یہان سراغ لگاکے یہ حال دریافت کیا کہ بدیع الملک
قاتل مرزوق جادو اور رستم عزازیل کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین یہ دونون پدر و پسر
بسرعت تمام وہان سے روانہ ہوئے تا اینکہ ان دونون جوانان خداپرست کے قریب پہونچے مصنوم نے
اپنے فرزند کو بھی فن عیاری مین طاق کردیا تھا اپنی اسوقت کی بھی عیاری سے مطلع کردیا تھا یہ دونون
عیاران بدذات بدیع الملک اور رستم ثانی کی نظر سے پوشیدہ آگے بڑھ گئے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھکے مصنوم نے ایک تیز چھری لیکر منشور کو روبرو دراز کیا جب بدیع الملک قریب پہونچا
دیکھا ایک پیر کہن سال چھری لیے ہوئے ایک نوجوان کو قریب ہو کہ ذبح کرے بدیع الملک قریب گیا
اور کہا ای شخص تو کیون اس نوجوان کو ہلاک کرنے کے درپے ہو مصنوم نے سنتے ہی گریہ و زاری کی
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہو میرا قصہ عجیب و غریب ہو ایسا ہی مجبور ہون جو اس نوجوان کو ہلاک کرتا

ہون اصل حقیقت یہ ہو کہ مین نے اپنے اس فرزند کو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا اب زمانہ میری
مفلسی کا آگیا ہی ارادہ کیا کہ اس نوجوان اپنے فرزند کو فروخت کر دون مگر اتفاق سے کوئی خریدار بہم نہ پہونچا
مجبوراً ہلاک کرنے کے درپی ہون کیونکہ مجھ مین اسقدر استطاعت نہین ہی کہ اسکے مصارف کا بار اُٹھاؤن
شاہزادہ نے کہا ای شخص تو بڑا سخت دل معلوم ہوتا ہی کہ صرف ایک ادنی امر کیواسطے اپنے لڑکے کے
ہلاک کرنے کے درپی ہی اُسنے کہا ای جوان تو کیا سمجھ سکتا ہی جو مجبوریان مجکو لاحق ہین پس سمجھ لے کہ ایسا
ہی مجبور ہون جو اسکی ہلاکت کو اختیار کر لیا شاہزادہ نے کہا اچھا اگر اسکا بار مصارف کا متحمل نہین ہوسکتا
تو اسے مجھے دیدے اُس مکار نے کہا مجکو کیا دوگے شاہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہی اُسنے کہا بیشک مین اسکی
قیمت لونگا جو کوئی عمدہ دیکر اسے لے ورنہ یہ چھری ہی اور اسکا گلا ہی شاہزادہ کو اُس نوجوان کے حال پر رحم
آیا کہا اسکی کیا قیمت لیگا اُسنے کہا اسکی قیمت ہزار تومان ہی اگر مجھے ہزار تومان مل جائینگے مین اسکی ہلاکت
سے باز آؤنگا شاہزادہ نے ہزار تومان اسکی قیمت ادا کر دیے معصوم مشرور کا ہاتھ شاہزادہ کے
ہاتھ مین دے کے چلتا ہوا اسکو تو اسطرف جانے دیجیے اور اس مکار کا حال سنیے کہ بقیہ روز راہ بیابان
طی کی شب کو ایک مقام پر قیام کیا شاہزادہ بدیع الملک اور رستم دونون بے خبر سو گئے مشرور کو
فرصت ملی اُس مکار نے عالم خواب مین شاہزادہ کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُٹھا لے گیا اس مکار
کے جانے کے چند ہی لمحے کے بعد رستم ثانی کی آنکھ کھل گئی دیکھا بدیع الملک وہان سے غائب ہی اور
وہ نوجوان بھی نہین ہی نہایت متوحش ہوا دل مین کہا ضرور وہ نوجوان مکار کوئی عیار تھا جو شاہزادہ
بدیع الملک کو لے گیا اسکی خبر لینا چاہیے فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاؤن کے نشان دیکھتا ہوا روانہ
ہوا ایک مقام پر ایک درخت دیکھا کہ دو شخص عیار وضع بیٹھے ہین اور ایک پشتارہ بھی اُنکے روبرو رکھا
ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی دونون مکار ہین قریب پہونچا جو ہین مشرور کی نظر رستم ثانی پر پڑی معصوم
سے کہا غضب ہو گیا حریف آ پہونچا دونون باپ بیٹے مثل بلائے بے درمان تلوارین لے کے رستم
کے جانب جھپٹے رستم ثانی نے کہا او نابکار تمنے بڑا فریب کیا دیکھون تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہو
دونون عیارون نے دو طرف سے رستم پر وار کیے رستم نے ایک وار کو دست راست سے پشت
شمشیر پر رد کیا اُن دونون ملعونون نے پھر ایک ہی مرتبہ دونون وار کیے اسمرتبہ رستم ثانی نے جانب چپ
کا وار سپر پر رد کیا اور جانب دست راست اس پھرتی سے تلوار کا وار کیا کہ معصوم کا ہاتھ کٹکے مع تلوار
زمین پر گرا مشرور نے اپنے باپ سے کہا تو متوقف ہو مین اس جوان سے سمجھ لیتا ہون معصوم
سمجھا کہ اب یہان کے توقف مین جان کا ضرر ہی تاب قیام نہ لا سکے بھاگا مشرور نے جو اپنے باپ
کو بھاگتے دیکھا اُسکے بھی حواس جاتے رہے وہ بھی بھاگا رستم ثانی نے اُن دونون کا تعاقب کرنا
نہ چاہا پشتارہ کو کھولا دیکھا واقعی بدیع الملک کو داروی بیہوشی سنگھائی شاہزادہ بدیع الملک
کو ہوش آیا دیکھا رستم ثانی موجود ہی کہا ای برادر رستم مین یہانتک کس طرح پہونچا اور تم یہان کس طرح
پہونچے رستم ثانی نے تمام حقیقت بیان کی بدیع الملک کو بہت تعجب اور یہ کہا ع
رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ٭ دونون منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین چند
گبران تورانی کو ہمراہ لیکے وہ دونون مکار سد راہ ہوئے بدیع الملک اور رستم ثانی بالاتفاق

حملہ آور ہوئے منشر ور نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا بدیع الملک نے نہایت دلیری کو کام مین لایا اُن سب
گبران نابکار کو مع منشر ور تہ تیغ کرکے رستم ثانی کو رہا کیا جب اطمینان ہوا دونون وہان سے روانہ ہوئے
طے مراحل کرتے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا دو راہین ہین بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ دو راہین
پیش آئی ہین میری راے یہ ہی کہ ایک راہ مین مین جاؤن اور دوسری راہ مین تم جاؤ دیکھین ہم دونون
مین سے گوہر مراد کسکو دستیاب ہوتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان یہ راے مجھکو بھی پسند ہی غرضکہ وہان سے
دونون مین مفارقت ہوئی ایک راہ شاہزادہ بدیع الملک نے اختیار کی دوسری طرف رستم ثانی روانہ ہوا

اول حال فیروزی مآل شاہزادہ رستم ثانی مسطور ہوتا ہی

سخن سنج دانا ے معنی فریب ✤ عروس سخن را چنین داد زیب ✤ کہ رستم ثانی شاہزادہ
بدیع الملک سے رخصت ہو کر سیارہ ثانی کو ہمراہ لیکے منزلین طے کرتا چلا جاتا تھا
تین روز کے بعد ✤ لشکرے دید چو صحراے قیامت انبوہ ✤ بر فلک رفتہ زہر جانب اعلام شکوہ
رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو خبر کیواسطے بھیجا تاکہ معلوم ہو یہ لشکر کسکا ہی سیارہ آیا اہل لشکر سے
حال دریافت کیا رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ ✤ تا صبح تو عروس قمر حجاب را
ہزار غمزہ جلوہ از شفق خاوران دہد ✤ بادا عروس بخت ترا زینتی کہ چرخ ✤ ہر ساعتش بروے تا صد جہان فدا
اے شہریار عالی تبار یہ لشکر بادشاہ گلگون حصار کا ہی اُسکا نام قیامت شاہ ہی دور سے غور
کرکے جو دیکھا تو ایک جوان باشوکت و شان مرکب عراقی نژاد پر سوار لباس شاہانہ در بر ہزار ہا پیادے
ہمرکابی و رہبان پہنے مسلح و مکمل پس و پیش چلا آتا ہی کمال تعجب ہوا کہ یہ جوان نہین معلوم کون ہی رستم
مرکب کو مہمیز کرکے اُس لشکر کے قریب پہونچا اُن سب نے باواز بلند کہا اے جوان تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی رستم ثانی نے کچھ جواب نہ دیا چند سپاہی رستم کے پاس آئے اور کہا اے جوان جو کچھ تجھسے پوچھا
تو نے نہین سنا آخر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کہا مین نے سنا ہی یہ لشکر قیامت شاہ
کا ہی اُس سے ملاقات کرنا مقصود ہی بہت ضروری کام ہی اُنھون نے کہا توقف کر ہم اجازت لے
آئین تو جانا رستم ثانی وہین متوقف ہوا اُنھون نے قیامت شاہ کو اطلاع کی اُسنے کہا اُس جوان کو
آنے دو رستم ثانی قیامت شاہ کے پاس پہونچا پوچھا اے بادشاہ کس طرف کا ارادہ ہی یہ لشکر کہان
جاتا ہی قیامت شاہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ فی الحال خدا پرستون نے خداوند فرعون پر لشکر
کشی کیا ہی لہذا اُسکی مدد کو جاتا ہون اور اے جوان تو کون ہی شاہزادہ نے کہا تو نے سنا ہوگا کہ خدا پرستون
کے لشکر مین دو جوان ہین ایک کا نام رستم ثانی اور دوسرے کا نام بدیع الملک ہی فرعون کی دو
کے غارت کرنے والے وہی دونون ہین اُسنے کہا ہان مین نے اُن دونون کے نام سنے ہین رستم
نے کہا اُن دونون مین ایک مین ہون میرا نام رستم ثانی ہی اور دوسرا شخص بدیع الملک نوجوان
برہم زن دوازدہ ہزار ابر آتشبار ہی ہم دونون عزرائیل منقش کی ہلاکت کیواسطے اپنے لشکر سے
آئے ہین اور یہ بھی ارادہ ہی کہ فرعون کے قصر معلق کو برہم کرین اپنے لشکر سے ہم دونون ساتھ آ
تھے اثناے راہ مین دو راہین ملین ایک طرف بدیع الملک گیا اور دوسری طرف مین آیا ہون
قیامت شاہ نے کہا کیا تو واقعی عزرائیل منقش کو ہلاک کرنا چاہتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان

قیامت شاہ نے از سر تا پا رستم ثانی کو بغور دیکھا کہا اے جوان تو خوب جانتا ہے کہ مین فرعون پر
ہون اور تو بلا تکلف کہ رہا ہے کہ مین عزرائیل منقش کو ہلاک کرونگا تجکو کچھ خوف نہین ہے رستم ثانی
نے کہا مجکو کسکا خوف ہے جو نہ کرون قیامت شاہ نے کہا اگر یہان تیری گرفتاری کا سامان کیا جاوے
رستم ثانی نے کہا اگر کسی کو جرات ہو تو میری گرفتاری کا سامان کرے دیکھ لے قیامت شاہ نے کہا اے
خیرہ سر باش مین تجکو ضرور ہلاک کرکے تیرا سر خداوند فرعون کی خدمت مین لیجاؤنگا رستم نے کہا
بیار آنچہ داری ز مردی نشان قیامت شاہ نے تیغ علم کرکے رستم پر وار کیا رستم ثانی نے
اُس وار کو سپر پر رد کیا اور مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب قیامت شاہ کے پہونچا بلا تکلف اُسکے کمربند
مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کرکے بجاے سپر قرار دیا بعدہ لشکر کفار پر نعرہ مارا کہ او بدبختو اگر تمنے
ذرا بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو یقین سمجھ لو کہ مین قیامت شاہ کو ہلاک کرونگا اور اگر اپنے سردار
کی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی اختیار کرو جو کچھ مناسب سمجھونگا عمل مین لاؤنگا اور قیامت شاہ
سے کہا جلد اپنا ارادہ ظاہر کر اگر مسلمان ہونا قبول کرے تو مین تجکو رہا کردون ورنہ ضرور ہلاک کر ڈالونگا
قیامت شاہ نے کہا اے جوان اب مجکو تیری جرات و دلاوری کا حال معلوم ہو گیا اور یہ بھی
دریافت ہوا کہ فرعون کی خداوندی محض غلط اور لغو ہے بیشک مسلمانون کا خدا برحق ہے اب مجکو
دین اسلام کے ارکان تعلیم کر رستم ثانی نے قیامت شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور قیامت شاہ
کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ اصول و فروع بیان کیے قیامت شاہ نے اپنے لشکر سے باواز بلند
کہا اے اہل لشکر آگاہ ہو مین اس جوان کی ہدایت سے مسلمان ہو گیا ہون خبردار اب اس جوان سے
کسی طرح کا تعرض نہ کرنا اور میری دلی خواہش ہے کہ تم سب دین اسلام اختیار کرو بمجرد اس آواز کے کچھ سوار
فوج سے علیحدہ ہوے جنکی تعداد دو سو پچاس تھی اور قیامت شاہ کے پاس آکے کہا کیا حکم ہے ہم حاضر
ہین رستم ثانی نے اُن سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا سب یہین مقیم ہوئے اور رستم ثانی قیامت شاہ کی
بارگاہ مین آکے مقیم ہوا یکایک دربان بارگاہ سالار نے آکے عرض کی کہ ایک عیار آیا ہے ملازمت والا کا
خواستگار ہے قیامت شاہ نے کہا آنے دو عیار آیا پگڑی سے نامہ نکالا قیامت شاہ کے
ہاتھ مین دیا قیامت شاہ نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا از اول تا آخر پڑھ کے رستم ثانی کو دیا
رستم نے بھی اُس نامہ کو پڑھا کہا اے بادشاہ چاہو افلاک شاہ کو بھی مسخر کرین صورت حال یہ ہے
کہ جب قیامت شاہ اس طرف آیا تھا تو اپنے بیٹے رضوان شاہ کو گلگون حصار مین چھوڑ
آیا تھا اُس مقام سے اشکالیہ نزدیک ہے وہان کا حاکم و فرمانروا افلاک شاہ بن اشکال ہے اُسکا
باپ اشکال شاہ فرعون کی مدد کو گیا ہوا تھا ہنگام میدان داری فرعون نے کہا جا ہمنے
تمام خدا پرستون کی اجل تیرے ہاتھ مقرر کی ہے وہ نقابدار کے مقابلہ مین آیا بعد رد و بدل سب یار
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اُسپر افلاک شاہ فرعون سے منحرف ہو گیا تھا فی الحال اُسنے
گلگون حصار پر فوج کشی کی ہے اور رضوان شاہ کہتا تھا کہ فرعون کیدی دروغگو ہے تیرا باپ
کیون اُسکی مدد کیواسطے گیا چنانچہ شہر سے باہر آکے اُسکا مقابلہ کیا اور افلاک شاہ کے ہاتھ سے
زخمی ہو کے قلعہ بند ہو گیا اُسنے اپنے باپ یعنے قیامت شاہ کو نامہ لکھا کہ اے پدر دشمنون

کی یورش سے عاجز ہوگئے ہین قلعہ بند ہو گیا ہون عنقریب یہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہی بہت جلد میری
مدد کو پہونچنا چاہیے رستم ثانی نے جب یہ نامہ پڑھا قیامت شاہ کو ساتھ لے کے کوچ کیا بعد چند روز
کے گلگون حصار مین دونون پہونچے دیکھا کہ افلاک شاہ ہر چہار جانب قلعہ کو گھیرے ہوئے
ہی اور رضوان شاہ بن قیامت شاہ قلعہ بند ہی رستم ثانی مرکب کو مہمیز کر کے میدان مین آیا اور
کہا او گیدی افلاک شاہ یہ کیا ہنگامہ آرائی تو نے کر رکھی ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ قلعہ کے محاصرہ
سے دست بردار ہو ورنہ اپنے اعمال کی سزا پائے گا افلاک شاہ نے کہا اے جوان اس گفتگو سے
کچھ فائدہ نہین ہی اگر کچھ نشہ مردمی و مردانگی ہی آ مقابلہ کر رستم ثانی تلوار علم کر کے افلاک شاہ کے قریب
آیا افلاک شاہ نے تلوار کا وار کیا رستم نے سپر پر رد کیا اور نیزہ کا وار کیا افلاک شاہ بھی فن حرب
و ضرب سے خوب واقف تھا جگہ خالی کر کے رستم ثانی کے وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی
پھر پشت مرکب سے دونون زمین پر آ گئے زور دست و بازو مین مصروف ہوئے خوب گاؤ زوری ہوئی
مین نہ این را ضرر نہ آن را خطر تا اینکہ آفتاب قریب غروب پہونچا یکایک رستم ثانی نے افلاک شاہ
کے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا پھر اسکو تلقین دین اسلام کی افلاک شاہ
نے کچھ جواب نہ دیا رستم ثانی نے افلاک شاہ کو زمین پر مارا سینہ پر بیٹھ کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی
افلاک شاہ نے کہا اب پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی جو بیگانہ غیر ملک مین آ کے اس طرح ہنگامہ آرائی کی
اسوقت تیری قوت و حقیقت مجھپر ظاہر ہوئی رستم ثانی نے کہا او افلاک شاہ میرا نام رستم ثانی
ہی مین نے قیامت شاہ کو مسلمان کیا ہی اب تیری باری ہی اگر میری ہدایت تجھپر اثر کر گئی فبہا المراد
ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہی او افلاک شاہ یہ امر بھی تجھپر بخوبی ظاہر ہی کہ مجھکو تجھسے کسی طرح کی
خصومت نہین ہی ہان مسلمان ہونا تیرا شرط ہی افلاک نے کہا اے جوان مجھکو مسلمان ہونا بدل منظور ہی
رستم اسکے سینہ سے اُتر آیا اور کلمہ طیبہ تلقین کیا افلاک شاہ بصفاے قلب مسلمان ہوا اُسکے ساتھ
پچاس ہزار سوار کی جمعیت تھی سب احاطۂ اسلام مین داخل ہوئے دونون لشکر ایک جا مقیم ہوئے
جب افلاک شاہ رستم ثانی کے پاس بیٹھا کہا شہریارا زہے نصیب میرے کہ میری دلی آرزو پوری ہوئی
اس طرف تمہارا آنا ایک اتفاقی امر تھا رستم ثانی نے کہا اے افلاک مجکو تجھسے کچھ دریافت کرنا ہی کسی بات
کو کہونگا افلاک شاہ نے اصرار کیا کہ بیان کرو کیا دریافت طلب امر ہی رستم نے کہا مجکو عزازیل منقش
کی تلاش ہی اگر اسکا مقام معلوم ہو تو بیان کرو افلاک شاہ نے کہا شہریارا ایک برس تین مہینہ کا عرصہ
گذرا کہ میرے ملک کے قریب عزازیل منقش نے ایک طلسم ترتیب دیا ہی اور خود اُسی طلسم مین رہتا ہی
رستم ثانی یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا دل مین کہا عجب نہین جو بدیع الملک کے مقابلہ مین کوئی سلطنت
مین ملیگا غرض وہ دن بہ انواع الواع طرح کے حرف و حکایات مین گذرا دوسرے روز یہان سے
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل بیابان و کوہسار اشتکال کوہ کے قریب
پہونچا دیکھا نہایت وسیع و بلند قلعہ ہی جسمین چار سو برج واقع ہین ہر ایک برج پر ایک ایک فیل کوہ پیکر
ہی جسکی پشت پر ایک ایک اژدہا بیٹھا ہی اور ہر ایک برج پر ایک ایک مینار بلند بھی واقع ہی اور ہر ایک
مینار پر ایک ایک کتا بیٹھا ہی اور بہت بڑا ایک اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے ہوئے ہی اس اژدہے

کی دم اُسکے منہ مین ہی جب یہ سامان رستم ثانی کی نظر سے گذرا لشکر کے جانب سے بانگ پھیری مرکب کو دوڑاتا ہوا اُس اژدہے کے قریب پہونچا رستم کو دیکھکے اُن چار سو کتون نے بھونکنا شروع کیا اُس طرف تمام فیلان کوہ پیکر اپنی خرطومون کو سپر کر دینے لگے جو اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے تھا اُسنے سر اُٹھا کے رستم ثانی کو دیکھا اُسکی صورت ایسی ہیبتناک تھی کہ کیسا ہی کوئی بہادر پُر جگر ہوتا اگر فوراً زہرہ اُسکا آب ہو جاتا رستم ثانی اسوقت بہت بڑی جرارت کو کام مین لایا کہ اپنی جگہ پر قایم رہا عجب طرح کا شور و غوغا بلند تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس طویل القامت اژدہے نے دم کی کشش سے رستم ثانی کو اپنے منہ مین کھینچ لیا اور نگل گیا رستم کے حواس باختہ ہو گئے آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک بادشاہ جلیل القدر کی بارگاہ عالیجاہ مین پایا ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی کہان اُس اژدہے نے نگل لیا تھا کہان اس بارگاہ شاہی مین پہونچا جہان مدت العمر گذر نہین ہوا تھا نہ یہان اپنا کوئی شناسا ہی جس سے ہمکلام ہون کچھ استفسار حال کرون پھر خیال آیا کہ ہر چہ بادا باد جو یہان گذر ہو گیا ہی متوحش ہونے سے کچھ فائدہ نہین ہی باواز بلند کہا سلام علیک چلاچل جادوگر نے حیرت سے رستم کو دیکھا اور کہا تو کون ہی جو اس طرح بیباکانہ یہانتک آیا اور بطریق اہل اسلام سلام کرتا ہی نہین جانتا کہ ہم یہان سب طرح کی قدرت رکھتے ہین ابھی چاہین تو یہ تیرا تمام گوشت و پوست زاغ و زغن کو کھلا دین رستم ثانی نے کہا تو مجکو نہین جانتا مین وہ ہون جو بلا تکلف یہانتک پہونچا چلاچل جادو نے کہا تو اپنا نام کیون نہین بیان کرتا تیری بیباکی تو ہمپر بخوبی ظاہر ہی شاہزادے نے کہا سُن مجکو رستم ثانی کہتے ہین اور جو کچھ تجکو پوچھنا ہو وہ بھی پوچھ لے چلاچل جادو نے کہا ارغنون کیا دیکھتا ہی اس جوان بیباک کو گرفتار کر لے ارغنون نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا جب دن ہوا یکایک طلسم مین شور بلند ہوا یہ خبر چلاچل جادو کو پہونچی کہ آج شب کو ارغنون جادو ہلاک کیا گیا اور وہ قیدی بھی غائب ہو گیا یہ صحیح نہین معلوم کہ وہ کون تھا جسکی ذات سے یہ واقعہ ظہور مین آیا چلاچل جادو نے جادوان طلسم سے کہا ارے کم بختو قیدی طلسم سے باہر نہین گیا ہی طلسم مین موجود ہی جلد تلاش کرو ایسا نہو کہ پھر وہ طلسم سے چلا جائے تمنے بڑی غفلت کی کہ اسکی خبر نہ رکھی طرفہ تر یہ کہ ارغنون جادو ہلاک ہو گیا اور تمکو خبر نہوئی اگر یہی تمھاری غفلت کا حال ہی تو اس طلسم کی بنیاد ہرگز قایم نہ رہیگی خیریت اسی مین ہی کہ اُس قیدی کو تلاش کرکے ہمارے روبرو حاضر کرو تمام جادوان طلسم تلاش مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان طلسم کو رستم ثانی کی تلاش مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی فال شاہزادہ بدیع الملک مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

حکایتہا کنم مستانہ از جام تجسسے دیگر	گشتہ می بینا فنا کہ ہم سخن از نالہ ای دیگر	بوقت واپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
بود زان جان بر لب آمدہ جہانے می دیگر	بہجان آمد دلم یارب درین عالم ازین اوقم	جہانی کن بنا از نو برآور آدمی دیگر
بر بیٹال مردگان چون شمع از گریہ می بید	درین محفل نباشد خیر از غم ماتمی دیگر	فگن آن زلف را بر چہرہ جانان رحم برہم
شود در عالم جان تو بہ ہم بہمی دیگر	بروز وصل او دارم غم روز جدائی را	شب ہجران زکار وصل دارم غمی دیگر
ز فیض لب بحک بالا در دل شب گشت اعلام	شود ای عمدہ سید اپ این بین رمزنی ہم	سر برآرایا این مملکت نکتہ پروری

و تاج افروزان اریکہ دقیقہ یابی و معنی گستری اس بیان سعادت اقتران کو یون کرسی نشین کرتے ہین کہ جب شاہزادہ والا ویسے یعنی بدیع الملک والا گہر شاہزادہ رستم سے جدا ہوکے دوسری جانب راہی ہوا بعجلت

تمام منازل سخت و بیابان پرخار و کوہسار و دشوار گذار طی کرتا چلا جاتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ میری آبرو
تیرے ہاتھ ہے عزازیل منقش کی ہلاکت پر عزت پانا منظور ہوا ہے غیب سے کوئی سامان تمام پہونچ جائے
جو یہ کام بسہولت میرے ہاتھ سے انجام پا جائے راوی کہتا ہے کہ گیہان نوجوان برادر زادہ فرعون
شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے مسلمان ہوا تھا جب بدیع الملک ملک باختر کے جانب
روانہ ہوا وہ رخصت ہو کے اپنے ملک میں آیا تھا پیکر شاہ اسکا باپ تھا گیہان نوجوان اپنے
باپ کے پاس آیا قدمبوسی کی باپ نے بکمال شفقت اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا مزاج پوچھا گیہان
نے کہا اس خداے وحدہ لاشریک کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں اسوقت تک صحیح و سلامت رہا جو یہاں تک
پہونچا پیکر شاہ نے گیہان کی زبان سے خداے وحدہ لاشریک جو سنا نہایت متعجب ہوا اور کہا اے
فرزند آج تو نے عجب طرح کی لفظیں اپنی زبان پر جاری کیں جنکو ہمت العمر میں نے نہیں سنا سچ بتا یہ تو نے
کیا کہا گیہان نے کہا اے پدر واقعی تمہارے گوش گذار یہ لفظیں کبھی نہیں ہوئیں واقعی نئی لفظیں
ہیں حقیقت امر یہ ہے کہ میں نے دین اسلام کو اختیار کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم بھی ایسے دین پاک کو
اختیار کرو مجھپر حقیقت اس دین پاک کی بخوبی ظاہر ہو گئی پیکر شاہ ہنسا اور کہا اے فرزند تیرا خیال
کس طرف ہے دین و مذہب کے معاملات ابتداے خلقت سے معرض بحث میں رہے باہمی تصفیہ
کبھی نہیں ہوا ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ۔ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ۔ آج یہ تو کیا کہتا ہے کہ تجکو
حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی گیہان نوجوان نے کہا اے پدر میں سچ کہتا ہوں اگر یقین نہو
تو اس دین حق کے صحیح و درست ہونے کو مجھسے سن لو یہ سچ ہے کہ دین و مذہب کے مباحث کبھی صاف
نہوئے مگر وجہ اسکی یہ ہے کہ جبتک توفیق آسمانی دریافت حق میں رفیق نہیں ہوتی کبھی یہ بحث طے
نہیں ہوتا پیکر شاہ نے بعد غور و تامل بسیار کہا اے فرزند میرا جیا ابھی اس دین کیطرف مائل ہے لیکن میں
ابھی اس دین کو اختیار نہیں کر سکتا جبتک کہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھ لوں گیہان نوجوان
نے کہا شاہزادہ بدیع الملک ملک باختر کے جانب گیا ہوا ہے پھر کیا مضائقہ ہے جسوقت وہ واپس
آئے اسوقت اس دین کو اختیار کرنا اسی طرح کی گفت و شنید بسیار کے بعد پیکر شاہ نے اس بات
کو قبول کیا تھا جب اسوقت سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک آیا ہے نامہ لکھا شاہزادہ کی خدمت میں ایک
قاصد کے ہاتھ نامہ بھیجا قاصد اس نامہ کو لیے ہوئے چلا جاتا تھا راہ میں شاہزادہ نے اسکو دیکھا ہدہد
سے کہا دیکھ یہ کون شخص قاصد وضع ہے جو چلا جاتا ہے ہدہد بسرعت تمام اسکے قریب پہونچا اور کہا
اے شخص تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اُس قاصد نے کہا میں قاصد ہوں ہدہد نے کہا تیرے پاس کسکے
نام کا خط ہے اور کس نے بھیجا ہے اُسنے کہا گیہان نوجوان کا نامہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت
میں لیے جاتا ہوں ہدہد نے کہا تو شاہزادہ بدیع الملک کو پہچانتا ہے اُسنے کہا میں نہیں پہچانتا
البتہ دریافت کرنے سے معلوم ہو جاے گا ہدہد نے کہا اگر میں بتا دوں تو کیا دیگا اُس قاصد نے
کہا اس طرح کا لالچ اکثر عیاروں کا سننے میں آیا ہے معلوم ہوتا ہے تو عیار پیشہ ہے ہدہد ہنسا اور کہا خیر کیا
یاد کریگا کہ کسی نے زحمت میں تخفیف کر دی دیکھ سامنے جو عالیجاہ مرکب پر سوار چلا آتا ہے وہی شاہزادہ
بدیع الملک ہے جسکے نام گیہان نوجوان نے نامہ لکھا ہے اگر تجکو منظور ہوا اس کام کا معاوضہ

دے ورنہ مین تجھے کچھ نہین دون قاصد نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہین ہے شاہزادہ بدیع الملک
اگر نامہ بر ہی کی محنت کا معاوضہ دےگا تو اس معاوضہ مین تجھے بھی شریک کرونگا ہدہد نے کہا تجھے
اختیار ہے غرضکہ وہ قاصد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا
اور کہا کیہان نوجوان نے یہ نامہ دیا ہے شاہزادہ نے سرنامہ پڑھا کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہے سرنامہ
چاک کیا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اول نامہ بنام خداے تعالے دوم بنام خیر الورا سردار انبیا
شفیع روز جزا احمد مصطفے سوم بنام علی مرتضے خویش نبی و زوج فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما
چہارم یہ نامہ ہے از جانب من خادم خدام والا یعنی کیہان نوجوان غرض آنکہ ای شہریار عالی منزلت
و اعلی مرتبت یہ کمترین خدمت فیضمند رجعت سے مرخص ہو کے جبکہ یہ مین اپنے پدر معظم کی خدمت
مین پہونچا دین اسلام کی دعوت کی بہت فہمائش سے پیش آیا اگرچہ باپ کے روبرو اس طرح کی
تقریر خلاف ادب تھی تاہم دین و مذہب مین ایسا ادب بیجا سمجھا جاتا ہے بعد گفت و شنید بسیار
پدر معظم نے یہ جواب دیا کہ جبتک شاہزادہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھونگا دین اسلام قبول
نہ کرونگا مین نے اس شرط کو قبول کر لیا اور منتظر رہا کہ جب شہریار اس طرف رونق افروز ہونگے
یہ قصہ پاک ہوجاے گا اب امید ہے کہ حضور فیض گنجور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر کیکیریہ
کو عزت بخشین گے اور میرے پدر معظم کو بھی مسلمان ہونے مین کوئی عذر باقی نہ رہیگا مزید بران برکت
قدوم سے تمام رعایاے کیکیریہ مسلمان ہوجاے گی بدیع الملک نے اس مضمون کے نامہ کو
از اول تا آخر پڑھ کے قاصد سے کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہے اچھا توقف کرین تیرے
ہمراہ چلتا ہون قاصد وہین مقیم رہا ہدہد قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کیا ملا اسنے کہا کچھ نہین ہدہد
بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا کیہان نوجوان کے قاصد کو انعام
وغیرہ نہین ملا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا ای ہدہد پیشتر تیری خصلت مین لالچ نہ تھا اب یہ لالچ کس سے
سیکھا ہدہد نے کہا شہریارا مین کچھ نہین طلب کرتا ہون غیر شخص کا نامہ بر ہے عالم مین دستور ہے جو کوئی
نامہ بھیجتا ہے مکتوب الیہ قاصد کو انعام کے طور سے کچھ نقد دیتا ہے شاہزادہ نے بیس تومان
متبسم ہو کے ہدہد کو دیے اور کہا لے اس قاصد کو دے آ ہدہد وہ تومان لیے ہوئے قاصد
کے پاس آیا اور کہا یہ تومان شاہزادہ نے تجکو دیے ہین مجھے کیا دیگا اسنے کہا تجھے تومان دیدو
تو مین تمہین بھی دون ہدہد نے وہ تومان اسکو دے دیے قاصد نے بارہ تومان ہدہد کو دیے
باقی تومان اپنی جیب مین رکھ لیے جب ہدہد کی صورت بدیع الملک نے دیکھی کہا ای ہدہد
تو نے کیا پایا اسنے کہا شہریارا جو کچھ اسنے مجھے دیا اسے منظور کر لیا عرض کرنے کی کیا ضرورت
ہے شاہزادہ نے کہا ای ہدہد اس طرح کی عادت بہت ذلیل و خفیف کرتی ہے اگرچہ دنیا مین بہتیرے
اسی طرح کے کرتے ہین جہان انھون نے کسی کے پاس کچھ دیکھا اور عف عف کرتے ہوے
لیکن صاحب انعام نے اس خیال سے کہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ کمال کراہت ایک پارچہ
نان انکے سامنے پھینک دیا ان کتون نے بکمال شوق و رغبت اس پارچہ نان کو کھا لیا ایسی
اس طرح کی حرکت نہ کرنا ہدہد بہت خفیف ہو کے خاموش ہو رہا الغرض دوسرے روز شاہزادہ

بدیع الملک نے اُس تاصد کو رہنمائی کیواسطے اپنے ہمراہ لیکے وہان سے روانہ ہوا چند روز کے بعد
پیکر مین پہونچا پیکر شاہ اور گیہان شاہ کو شاہزادے کے ورود کی خبر پہونچی وہ دونون بکمال جاہ و حشم
استقبال کے واسطے آئے ملازمت حاصل کی اپنے دربار مین لاکے بٹھایا نہایت تعظیم وتکریم کی پیکر شاہ
سے باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین دین ومذہب کا بھی ذکر آیا شاہزادے نے کہا اے پیکر شاہ مجکو
دریافت ہوا ہے کہ تیرے یہان آنے پر اپنا مسلمان ہونا موقوف رکھا ہے اب جو کچھ عذر تمکو ہو میرے
روبرو بیان کرو پیکر شاہ نے دست بستہ کہا شہریار واقعی دین اسلام برحق ہے اور کلمہ طیبہ پڑھکے وہ
بھی بصدق دل مسلمان ہوا بدیع الملک کے نام کا جشن قرار دیا نہایت اہتمام کیا گیا اگر تفصیلاً لکھا جائے
ایک ضخیم دفتر ہوجائے اصل مطلب معرض التوا مین آجائے خلاصہ یہ کہ تمام شہر پیکر مین آئینہ بندی
ہوئی اور نوبتین بجنے لگین ایک قصر عالیشان صحبت جشن کے واسطے قرار دیا گیا تمام شہر کے
اونچے اونچے مکان بلا لئے گئے وہ قصر زربفت و بادلہ فرش قالین و شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان تجمل
و زینت سے آراستہ کیا گیا مجمرہاے طلائی مین اگر و عنبر روشن کیا گیا انواع اقسام کے کھانے پکے تمام
شہر کی دعوت کی ہر محلہ مین متعدد دیگین پلاؤ و زعفران کی بھیج دی گئین شب کو ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا شاہزادہ
بدیع الملک کو بکمال تعظیم وتکریم مقام صدر مین بٹھایا تمام خاندان شاہی اور سرداران لشکر جمع ہوئے
نصف شب تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی بعدہ طائفون کو حکم برخاست ملا سب اپنے اپنے مکان کو گئے
بدیع الملک بھی اپنے بستر استراحت پر روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ شہر پیکر مین پیکر شاہ کا ایک باغ تھا نہایت
سرسبز و شاداب جسکے دیکھنے سے آنکھون کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا محویت کے عالم مین ممکن نہین
کہ سیر کرنے والا باغ سے باہر قدم رکھنے کا ارادہ کرے میوہ ہاے گوناگون کھاے بوقلمون بلبلان خوش آواز
شاخون پر گل کے پہلو مین نغمہ سرا گلدستۂ نشاط خود سش ایجاد کردہ + ای حکمت آفرین زغم آزاد کردہ
حمد تو میکنیم لبہا بلطف خود بیشتر + فارغ زجہد و سستی صیاد کردہ + ایک نہر دو رنگ چلی گئی ہے جسکی
لب گردان زمرد کی ہے آب مصفا جو ہوا سے حرکت کرتا ہے ہر لہر مین اگر دن ہے تو ہزار ون سورج اگر رات ہے
تو ہزار ون چاند لوٹتے نظر آتے ہین اُسکا ہر ایک مکان نقش و نگار سے رنگ رنگ مثل چمنستان ہے ایک طرف
دریا روان ہے مرغابیان خوش فعلیان کرتی پھرتی ہین قازین تیر رہی ہین ایک سمت انارستان دوسری جانب
دار بست انگور کی قطار در قطار کیفیت عجیب بہار نہرون مین بجرے تختہ وسے ہوئے دوسرے روز جب شاہزادہ
بدیع الملک بیدار ہوا پیکر شاہ اور وہ دونون ایک جا بیٹھے انواع اقسام کے حرف و حکایات کی نوبت
آئی اثناے کلام مین شب کے رقص و نوا کا بھی ذکر آیا شاہزادے نے بہت تعریف کی اور کہا اے بادشاہ
حالانکہ مین نے اکثر مقامات مین مطربون کو گاتے سنا لیکن شب کو یہان کے مطربون کے کمال سے مین بہت
محظوظ ہوا پیکر شاہ نے اس طرح عرض کیا ہے

فلک بر درت در سر افگندگی	زمین را بذاتت تو پابندگی
غلامان بدل نقش تو کندہ اند	بنامت نگین دار تا بندہ اند
کہ ای شہریار فلک بارگاہ	جہان جناب تو عالم پناہ
بالہام مقرون ہمہ کار تو	خداوند عالم مددگار تو
ہمہ قول و فعلت بداد گستر	رضاے تو منت کش خدا

مین نے ایک باغ ہمیشہ بہار بنوایا ہے حضرت اُسکی سیر بھی قابل دید ہے بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آج وہان
کی سیر بھی کیجیے اور شب کو وہین رقص و نوا کا آج پھر ہنگامہ گرم ہو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض

شاہزادہ دو گھڑی دن رہے سوار ہوا امراے جلالت شعار و سلاطین عالی مقدار پہلوانان نمودار و نامدار ہمراہ رکاب
سعادت انتساب تھے جلودار چوبدار دورباش دورباش کی صدا دیتے گئے ہزارے گلاب و بید مشک کا
چھڑکاؤ کرتے شوکت تمام و حشمت مالاکلام سے شام کو پہونچے تخت رواں جواہر نگار جسکی شعاع سے نظر
خیرہ ہوتی تھی زرین پوش کہار دوش پر لیے حاضر ہوئے شاہزادہ بدیع الملک مرکب سے اتر تخت
پر جلوس فرمایا سب پیادہ پا چلے دیکھا عجب باغ رشک گلزار بہشت ہے ماہ چاردہم طالع ہے چاندنی سے
دن نظر آتا ہے ہوا میں کیا ہوا منقش آتا ہے قصر و ایوان باغ کے مینا کار بنے ہیں بدیع الملک باغ کی سیر
کرتا ہوا ایک قصر رفیع و وسیع میں داخل ہوا وہاں بیٹھا گیہان نوجوان اور سیکہ شاہ دونوں روبرو
شاہزادہ کے استادہ منتظر حکم تھے شاہ نشین وہاں بھی بنام شاہزادہ بدیع الملک آراستہ کیا تھا اگرچہ
وہ قصر بھی بکمال تکلفات و خوبی جملہ سامان زینت و زیبایش سے آراستہ تھا کسی شی کی کمی نہ تھی روشنی بھی خوب
تھی مگر گیہان نوجوان نے کہا اے شہریار گردون وقار ؏ سپہر تابع و دوران مطیع تو باد
پناہ اہل جہان سایۂ رفیع تو باد ✤ اگرچہ اس قصر و ایوان و باغ وغیرہ میں بھی تمام سامان ضرورت موجود
ہے لیکن اسوقت شب میں چاندنی کا سماں عجیب لطف دکھا رہا ہے میرے نزدیک اگر اسوقت کی صحبت
بام قصر پر منعقد ہو تو بہت مناسب ہے شاہزادہ نے کہا بہتر ہے چنانچہ بام قصر پر فرش کیا گیا بدیع الملک
کو مقام صدر میں بٹھایا اس مقام پر فضا کو دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی یکایک
ایک طرف دور سے فانوس کی روشنی معلوم ہوئی متعجب ہوا گیہان نوجوان اور سیکہ شاہ کو قریب
اپنے بلا کر کہا دیکھنا دور سے یہ فانوس کی روشنی کیسی معلوم ہوتی ہے گیہان اور سیکہ شاہ نے بھی غور
سے اس روشنی کو دیکھا کہا شہریارا سچ یہ ہے کہ ہمکو بھی اس روشنی کے حال سے اطلاع نہیں ہے ورنہ ضرور عرض کرتے شاہزادہ
نے کہا تعجب ہے کہ تم یہاں رہتے ہو اور تمکو یہاں کے حالات سے اطلاع نہیں ہے اور ہمہر کو بلا کے کہا ای
ہمہر اسوقت اس روشنی کو دیکھو ان لوگوں کو اسکے حال سے اطلاع نہیں ہے انشاء اللہ کل ہم تمکو اس
روشنی کی اصل و حقیقت دریافت کرنے کو بھیجیں گے ہمہر نے بھی اس روشنی کو خوب غور سے دیکھا
کچھ متحمل نہ کلام نہ کیا ناچار خاموش ہو رہا اور شاہزادہ سے کہا انشاء اللہ کل ضرور اسکی کیفیت دریافت
کرونگا غرضکہ ناچ شروع ہوا اسوقت رات کا بھیگنا چاندنی کا سماں آہستہ ہوا سرد کا چلنا مطربان
خوش گلو کا سازوں کے سروں سے گلا ملا کے گانا رقاصہ مہرلقا کا بکمال حسن و ادا ناچنا طرح طرح سے
گھونگھروؤں کا بجانا عجب کیفیت دکھا رہا تھا نوجوان متوالے کچھ تو تھے کچھ نشہ میں چور ہو رہے تھے بعضے
دل گم کئے کسی کی یاد میں دل ہی دل میں کچھ کہہ رہے تھے اور نفس سرد بھرتے جاتے تھے بعضے نہ انہیں پر
سہرے کھیلتے آنکھوں میں آنسو بھر لائے سوچ رہے تھے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہے ؎

شب ماہ تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہربان تھا	آج ہم کہیں اپنا ساتھ و سب کہیں ہے
کیا زمانہ کا انقلاب سے ہے ؎	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بعد نصف شب کے آج بھی صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین محفل اپنے اپنے مکان پر گئے شاہزادہ نے
بھی استراحت کی صبح کو شاہزادہ نے ہمہر سے کہا جا جلد اس شب کی روشنی کی خبر لا ہمہر روانہ ہوا
چونکہ بدیع الملک نے عجلت کی تاکید کر دی تھی تیز تیز چلا جاتا تھا بہت دور نکل گیا لیکن اس روشنی

کا سراغ نہ ملا یہانتک کہ دن تمام ہو گیا اور سیاہی شب کے آثار نمایان ہوئے اُسوقت ہدہد کو دور سے ایک
کوہ فلک فرسا دکھائی دیا جسکا نام کوہ کبود تھا دل مین کہا اب تو یہانتک پہونچ گیا ہون اس کوہ بلند کا بھی
حال دریافت ہو جائیگا جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین آئینہ جبین حور طلعت پری پیکر
جسکے حسن وجمال سے آفتاب عالمتاب اپنا ابر مین منہ چھپاتا ہی اور گیسو سے مشک ناب کی رنگت سے

آہوے تتاری خون جگر کھاتا ہی	رخش چو گلنار ولب نار دان	زہرا پری وش رستہ در ردانان
دو چشمش بسان دو نرگس بباغ	فرق شب کی پردہ از پیرہ لرغ	دو ابرو لبسان کمان طمرانہ
برو نور یوسف دمیدہ از مشک ناز	اگر راہ جوئی ہمہ نور او ست	دگر مشک بوئی ہمہ بوے او ست
بہشتی است سرتاسر آراستہ	بپیرایش آرایش و خواستہ	بالاے کوہ بکمال دلبری و دلربائی

بیٹھی ہوئی ہے ہدہد اس واقعۂ عجیب کو دیکھکے ششدر رہ گیا تا دیر کھڑا رہا پھر دل مین کہا یہان مقیم
رہنے سے کیا فائدہ بالاے کوہ چل کے اگر روشنی کی حقیقت نہین تو اس مہ لقا ہی کا حال دریافت کرنا چاہیے
کہ یہ کون ہی اور کیا سبب بالاے کوہ قیام کا ہی یہ سونچکے ہدہد روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ناگاہ
آسمان سے ایک پنجہ نمودار ہوا اور ہدہد کے گرد کو گرفت مین لا کے بالاے آسمان اٹھا لیگیا یہ وہ دن ہی
کہ شاہزادہ بدیع الملک ہدہد کے انتظار مین نہایت پریشان و مشوش ہو گیا ہی طرح طرح کے خیالات بد لیلین
خفا ہو کر چکے ہین دل مین کہتا ہی کہ وہ روشنی بظاہر دور نہ تھی جسکی جستجو مین اسقدر عرصہ گذرا اسوقت تک ہدہد
واپس نہین آیا نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہو گیا چل کی اُسکی خبر لینا چاہیے چنانچہ گیا ان نوجوان اور
پیکر شاہ سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا یہ شعر پڑھا الا تا ہم یارب خدا ان دولت تو سرفراز باد
درہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد خداوند عالم تمہارے تمام کام حسب مراد بنا دے آئینہ مراد مین رخ مطلوب
دکھا دے اگرچہ ہدہد کو عرصہ گذرا کہ وہ واپس نہین آیا تاہم تمہارا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ابھی اور انتظار
کرو شاید اس طرف آتا ہو یا راہ مین ہو شاہزادہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہر گز ضرور ہدہد کے حال کی خبر لونگا
تمام شب اسی فکر مین مبتلا رہا صبح کو مرکب پر سوار ہو کے ہدہد کی تلاش مین روانہ ہوا یہانتک کہ بعد طی مراحل
سخت یہ بھی اُسی کوہ کبود کے دامنہ مین آپہونچا نظر جو اُٹھائی اس نے بھی اس نازنین مہ جبین کو بالاے کوہ
بیٹھے دیکھا اور کبھی غزال بحر حیرت ہو گیا کہ اس سراپا حسن و ناز کا یہان کس طرح گذر ہوا اسکا حال بھی دریا
کرنا مقدم ہی حتی کہ بالاے کوہ پہونچا اُس نازنین کے جانب بکمال رغبت دیکھنا شروع کیا ایک نظر جو اُٹھائی
دیکھا ایک دیو کوہ پیکر مہیب صورت بیٹھا ہی سامنے آگ روشن کیے ہوئے ہی اور قریب اُسکے ہدہد بیٹھا
ہی مگر نہایت مضمحل اور اداس قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو ہدہد کے کباب لگانا چاہتا ہی شاہزادہ نے
کہا کہ ہدہد تو یہان کہان ہدہد مین حواس کہان تھے جو کچھ جواب دیتا شاہزادہ کی صورت دیکھکے خاموش
ہو رہا شاہزادہ نے کہا اے ہدہد اس طرف دیکھ ہم تجھکو پہونچتے ہین اور تو اب اسقدر کیون اداس ہی کیا
مجال اس موذی کی جو تجھکو کچھ صدمہ پہونچا سکے اور دیو کی طرف متوجہ ہو کے کہا او نابکار شریر کیا ارادہ ہی دیو نے
بدیع الملک کو دیکھکے قہقہہ مارا کہا اے آدمزاد ضعیف البنیاد تو اسوقت خوب آیا اب مین اس آدم زاد
کے ساتھ تیرے بھی کباب لگاؤنگا بجاے گزک کام مین لاؤنگا قریب آ شاہزادہ نے کہا او بدبخت اجل رسیدہ
تو کیا حقیقت رکھتا ہی جو میرے کباب لگائے گا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا دیو شاہزادہ کے جانب

دوہرا شاہزادہ اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور اپنی طرف بقوت تمام کھینچ لیا ہنگامہ کشتی گرم ہوا دیو کی
دو شاخین شاہزادہ کے ہاتھ مین آگئین دونون شاخون کو شکستہ کیا دیو تاب مقابلہ نہ لایا طلسم کے جانب بھاگا
شاہزادہ نے اسکے بدبد کو رہا کیا اُس نازنین کے قریب آیا دیکھا غزال گوہر پوش دختر فرغون ہی کہا
ای آرام جان یہان تو کہان غزال گوہر پوش نے کہا شہریار جس زمانہ مین تم حمزہ ثانی سے آزردہ ہو
باختر کے جانب گئے مین بہت پریشان و مضطر ہوئی ایک روز زیادہ انتشار جو میرے دل پر مستولی ہوا ملک
فرخونیہ مین اپنے مکان کے کوٹھے پر تنہا گئی دل بہلانے کو گئی ادھر اُدھر کی سیر کر رہی تھی حسب اتفاق
چندرہ دیو بالا آسمان اُس طرف سے گذرا مجکو دیکھکے فریفتہ ہو گیا ہوا سے آسمان سے میرے کوٹھے
پر آیا اور مجکو اُٹھا کے یہان لیے آیا ای شہریار اس واقعہ کو دو سال کا عرصہ گذرا جب سے مین یہان مقید
ہون زہے نصیب میرے کہ تم یہانتک پہونچے ورنہ مجکو اپنی رہائی کی کسی طرح امید نہ تھی شاہزادہ نے
غزال گوہر پوش کو قید سے رہا کیا اور اپنی پشت کے جانب مرکب پر سوار کر کے روانہ ہوا شہر
پیکر پیہ مین پہونچا اور محل مین آکے قرار لیا

اب پھر شاہزادہ کے حال کے جانب توجہ کیجاتی ہی

واقفانیکه در سخن سفته اند ✤ شرح این داستان چنین کرده اند ✤ کہ جب رستم ثانی کو کوئی طلسم مین
لیگیا اور رستم ثانی نے ارغنون کو ہلاک کیا ہنوز طلسم مین تھا کہ ہلاہل جادو جو عزرائیل کے جانب
سے بادشاہ طلسم تھا اُسنے ناقوس کو بجایا اُسی وقت یکایک آواز پیدا ہوئی ہوا سے تند چلی معلوم ہوا طوفان
آیا عزرائیل نمودار ہوا اسوقت اُس ملعون کا قد اسی گز کا تھا ہلاہل جادو اُسکو دیکھکے تعظیماً اُٹھ کھڑا
ہوا اور باد ب تمام آداب بجالایا عزرائیل نے باواز بلند کہا ای ہلاہل جلد بیان کر اسوقت تو نے مجکو کس لیے
تکلیف دی کہ مین یہان آنے کے واسطے مجبور ہوا اُسنے کہا ای عزرائیل واقعی مین عجب تردد مین مبتلا ہون
وہ تردد یہ ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ ایک جوان حسب اتفاق میری قید مین مبتلا ہو گیا تھا اُسکا نام رستم ثانی تھا
مین نے اُسکا حال پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ ہم دو شخص بالاتفاق اپنے لشکر سے باین قصد چلے تھے کہ عزرائیل
کو ہلاک کرین سو مین یہان گرفتار ہو گیا اور دوسرا شخص جسکا نام بدیع الملک ہی وہ عزرائیل کی تلاش
مین پھرتا ہی ای عزرائیل جب مین نے اُس جوان کی زبانی یہ حال سنا اُسے ارغنون کے حوالہ کیا اور
تاکید کر دیا کہ باہتمام تمام اسکو اپنی قید مین رکھنا آج شب کو کسی نے ارغنون کو ہلاک کیا اور اُس جوان مقید
رستم نام کو رہا کر لیگیا مجکو نہایت ملال ہوا اور یہ فکر ہی کہ دیکھیے انجام اس واقعہ کا کیا ظہور مین آتا ہی عزرائیل
تادیر متامل رہا بعدہ کہا ای ہلاہل تو کیا کہتا ہی از روے علم رمل مجکو خود دریافت ہوا ہی کہ یہ سال مجپر گران ہی بلکہ
کچھ عجب نہین ہی جو مین اُس جوان دوم یعنے بدیع الملک کی تیغ سے ہلاک ہو جاؤن ہلاہل نے کہا کچھ
کیا چند وبست سے اطمینان کا قرار دیا ہی اول تو یہ بات عقل مین نہین آتی کہ تو اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا
عزرائیل نے کہا ای ہلاہل یہ بات مسلم ہی کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہی وہ ضرور ہوتی ہی بالفرض بظاہر
اُسکے سامان نہون ہلاہل نے کہا یہ بھی صحیح ہی پھر اُسکا بند وبست بھی تو ضرور ہی علی الخصوص ایسی حالت
مین کہ اُس بات کا ہونا پیشتر سے دریافت ہو گیا ہو عزرائیل نے کہا ہان فی الحال یہی تدبیر ہی کہ مین پوشیدہ
ہوا جاتا ہون لیکن تو ایسا کچھ بند وبست کر کہ بدیع الملک تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جائے ای ہلاہل

مین خود اس بارہ مین کوشش کرتا لیکن مجکو خوف اس بات کا ہی کہ ایسا نہو میری پیشین گوئی صحیح ہو جائے
کہ مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤن لہذا مین تجھسے کہتا ہون اور یہ خیال رہے کہ جب
بدیع الملک گرفتار ہو جائے فوراً مجکو بلا لینا ہلاہل نے قبول کیا عزرائیل وہان سے چلا گیا عزرائیل کے
جانے کے بعد وہ دیو شاخ شکستہ آیا اور ہلاہل کے روبرو گریہ وزاری شروع کی اُسنے حال پوچھا دیو نے کہا
ای ہلاہل کیا پوچھتا ہی عیان را چہ بیان دیکھ میرے سر پر شاخین کہان ہین ہلاہل نے کہا آخر تیرے سر کی شاخین
کیا ہوئین اُسنے کہا ای ہلاہل فریاد ہی کہ بدیع الملک نے میرے سر کی شاخین توڑ ڈالین اور دختر فرعون
میری معشوقہ کو لیگیا ہلاہل نے متعجب ہوکے کہا تو دیو زاد اور وہ آدم زاد اُسکے مقابلہ مین تیرے زور نے کچھ
کام نہ دیا اُسنے کہا ای ہلاہل مین نے ہرچند زور و طاقت سے کام لیا لیکن وہ آدم زاد ایسا زبردست ہی کہ اُسکے
مقابلہ مین کچھ پیش رفت نہ گئی ہلاہل نے کہا اب وہ کہان ہی اُسنے کہا اب وہ ہیکل پیہ مین مقیم ہی اور یہ وطن قدیم
اُسکی ہی ہلاہل نے چند جادوان مکارہ کو بلایا اور کہا جلد اُس سفاک بدیع الملک نام کو گرفتار کرلاؤ ان جادوان
نے مقام کا نام پوچھا اُسنے کہا ہیکل پیہ مین ملیگا جادوان نابکار پتہ نشان پوچھکے وہان سے روانہ ہوئے حتی کہ
شہر ہیکل پیہ مین پہونچے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک ہیکل پیہ کے باغ مین بالاے قصر بستر استراحت پر
آرام کر رہا ہی اور گوہر مراد ہیکل بھی پاس موجود ہی جادوان ملعون ہیکل وغیرہ سامان روسحر کو دیکھکے
بید کی طرح لرز گئے آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان اب کیا کیا جائے اس جوان کے پاس
سامان ردسحر موجود ہی دوسرے نے کہا بیشک مجبوری کا عالم ہی ہیکل وغیرہ کی موجودگی سے کچھ کام نہین ہو سکتا
تیسرے نے کہا خیر اب جو کچھ نہین ہو سکتا اُسکا ذکر ہی بیکار ہی جو کچھ ہو سکتا ہی اُسمین کیون تاخیر کرتے ہو
یعنے ہدہد اور ملکہ غزال کے جانب اشارہ کرکے کہا اگر اس جوان کو نہین لیجا سکتے ان دونون زن و مرد کو لیجاؤ
خلاصہ یہ کہ چند جادوان نے ہدہد کو اُٹھا لیا اور باقی نے ملکہ غزال کو اُٹھا کے قبضہ مین کیا اور وہان سے
بھاگ گئے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اسواسطے کہ جب سے ہیکل وغیرہ کو دیکھا تھا
اُنکے دلون مین ایک نوع کا خوف پیدا ہو گیا تھا ہر مرتبہ دل مین کہتے تھے ایسا نہو وہ جوان بیدار ہو جائے
ورنہ ابھی ہم سب کو ہلاک کریگا اور ہدہد اور ملکہ کو بھی چھین لیگا وہان ہلاہل اشد انتظار مین بیٹھا دل
مین کہتا تھا کہ دیکھیے وہ جادوگر کیا کام بناتے ہین اگر بدیع الملک گرفتار ہو گیا تو کام بن جائیگا
ورنہ کچھ بھی نہین عنقریب ہلاکت کا انتظار کرنا ہوگا یہ اسی خیال مین مبتلا بیٹھا تھا دیکھا سامنے سے وہ
جادوگر چلے آتے ہین اور پشتارہ بھی لیے ہین ہلاہل سمجھا کہ کام حسب مراد بن گیا افراط خوشی سے قد تھہ بار
کے چند مرتبہ اُٹھا اور بیٹھا جب وہ جادوگر قریب آئے کہا ای فلان ہمارا کام بنا لائے اُنھون نے کہا ای
ہلاہل کیا کام بنا لائے جسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ دستیاب نہوا اور اُسکے ہوا خواہون سے لے آئے
ہلاہل نے کہا آخر ان پشتارہ دن مین کیا لائے ہو اُنھون نے کہا ایک مین ملکہ غزال ہی اور دوسرے مین
ہدہد ہی جو بدیع الملک کا سچا خیر خواہ ہی ہلاہل نے کہا افسوس بدیع الملک کو گرفتار نہ کیا اُنھون نے
کہا کیونکر گرفتار کرتے اُسکے پاس ہیکل وغیرہ سامان ردسحر موجود تھا ایسی حالت مین اگر ہم کچھ جرأت کرتے
ضرور ہماری جانین ضائع ہوتین اسواسطے کہ سحر ہمارا اثر نہ کرتا لامحالہ بدیع الملک ہمسے تعرض کرتا
اور ہم اُسکے مقابلہ مین بجز سحر کے ایک لمحہ قیام نہین کر سکتے ہلاہل نے کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہی ہدہد او

ملکہ غزال کا بھی گرفتار ہونا گویا کام کا بن جانا ہی پشتارہ کھول کے ہمین دکھاؤ اُن نابکارون نے پشتارے کھولے
ہلال ملکہ غزال کو دیکھکر ہزار جان و دل فریفتہ ہوگیا اُسیوقت اُسے ہوشیار کر کے محل مین بھیج دیا اور ہدہد کو
ہوشیار کر کے بہت کچھ لعنت ملامت کی بعدہ اُسکو قید خانہ مین بھیج دیا اور نگہبانان زندان کو تاکید کی کہ خبردار اِس
قیدی کی نگہبانی مین نہایت مبالغہ مرعی رکھنا ہین تم سب کو اسکے عوض مین گرفتار بلا کرونگا غرضکہ ہدہد کو مقید
اور ملکہ غزال کو محل مین مقیم رکھا اب اُس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک
خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ غزال اور ہدہد کو نہ پایا بہت متعجب ایک ایک سے حال دریافت کیا
سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہنوز یہ تحقیقات ہو رہی تھی کہ گیہان نوجوان اور سکر شاہ شاہزادہ کی
خدمت مین حاضر ہوئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا ای یارو کیا مزاج کا حال پوچھتے ہو عجیب واقعہ
درپیش ہوا ہی کچھ عقل کام نہین کرتی اُنھون نے استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا اصل حال یہ ہی کہ شب
کو جب مین سویا ہون ہدہد اور ملکہ غزال دونون موجود تھے صبح کو جو دیکھا دونون غائب ہین نہین معلوم
میری غفلت مین کون یہان آیا اور دونون کو یہان سے لیگیا طرفہ تر یہ ہی کہ سب جانتے ہین کہ مین بسبب فساد
کا سیمیا جانتا ہون مگر مجھکو کوئی نہ لیگیا اُن دونون بیچارون کو لیجاکے نہین معلوم کس عذاب سخت مین مبتلا کیا ہوگا
اس واقعہ کو سُن کے گیہان نوجوان اور سکر شاہ بھی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
اور آپسمین کہا کیا دیکھتے ہو کچھ سمجھ مین آتا ہی اُسنے کہا کہ یہین ہرگز ذہن کام نہین کرتا اس گفت و شنید مین پہر
دن چڑھا شاہزادہ بدیع الملک کو غسل کی ضرورت تھی لب حوض آیا لباس مع ہیکل وغیرہ تن سے
جدا کیا حوض کے کنارہ رکھدیا اور خود حوض مین اُترا چند جادوگر گھاٹ مین بیٹھے تھے ادھر شاہزادہ
نے حوض مین غوطہ مارا اُدھر وہ مکار ہیکل وغیرہ کو لیکے راہی ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای شاہزادہ
بدیع الملک اس ہیکل اور گوہر مراد کا سبب تھا کہ ہم تیرے نزدیک نہ آسکتے تھے ورنہ ابتک ہم تجھکو
گرفتار کر لیجاتے اب یہ سامان بعد کوشش بسیار ہمکو دستیاب ہوگیا ہی دیکھین تو ہمارے ہاتھ سے
کہان جاتا ہی اور کیونکر ہمارے مقابلہ مین سربر ہوتا ہی شاہزادہ نے بعجلت تمام غسل سے فراغ حاصل
کیا اور حوض کے کنارہ سکوت مین بیٹھا دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک غضب ہوا یہ مکار تجھسے فریب
کرکے ہیکل اور گوہر مراد کو لیگئے آیندہ اس سامان کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہی دیکھیے ان بدبختون کے
ہاتھ سے کیسی کیسی اذیتین اُٹھانا پڑتی ہین اسی اثنا مین گیہان نوجوان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادہ
کو دیر کیون ہوئی غسل کے واسطے گیا تھا وہان حوض کے پاس آیا دیکھا شاہزادہ سر جھکائے بیٹھا ہی
کہا شہریار خیر باشد کس ملال مین مبتلا بیٹھے ہو شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای فلان کیا کہون پہلا
وہ واقعہ حیرت خیز کہ ہدہد مع ملکہ غزال غائب ہوگیا آج یہ مصیبت نازل ہوئی کہ مین غسل کی غرض سے
حوض مین اُترا جو ہین غوطہ لگا کے پانی سے سر باہر نکالا ہیکل اور گوہر مراد کو غائب دیکھا میرے دل مین
پیشتر ہی اس بات نے خطور کیا تھا کہ خدا ہیکل وغیرہ کو بچائے کفار اسکی گھات مین لگے ہوئے ہین مگر
اسوقت یہ بھی خیال ہوا کہ آنا فانا کون لیجا سکتا ہی وہی خیال صحیح ہوا کاشکے مین اس طرف نہ آتا جو ہیکل
وغیرہ کا نقصان ہوتا ملکہ غزال گوہر پیش کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسی طرح ہدہد کو بھی
سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ اپنا خیر خواہ کہان ملتا ہی وہ موذی اُن دونون کو لیگئے کیا شخص ساغت

تھی جب مین یہان آیا تھا گیہان نوجوان نے کہا شہریار بیکار اسقدر متردد ہو خداوند عالم مسبب الاسباب
ہے یار و دیگر وہ دونون زن و مرد تم تک پہونچ جاوینگے اور ہیکل وغیرہ بھی دستیاب ہو جائیگی شہزادہ نے
کہا اے گیہان خدا کی قدرت مین تو کچھ شک نہین ہے لیکن فی الحال میری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ دونون آدمی
اور دونون چیزین کس طرح اُن گبرون کے ہاتھ سے مجھ تک پہونچین گی اُس طرف وہ جادوان مکار ہلاہل
کے پاس پہونچے ہلاہل نے کہا اے فلان اس مرتبہ پھر تم خالی آئے بدیع الملک کو نہ لائے اُن سب نے
کہا اے ہلاہل اگرچہ پیشتر بھی جو دونون زن و مرد کو لایا یہ فعل عبث نہ تھا بلکہ نہایت بکار آمد تھا اب وہ چیز
لایا ہون کہ اگر بدیع الملک بقید حیات ہے لیکن ہم جادوون کے مقابلہ مین کبھی سرسبز نہوگا جیسا کہ سابق
مین ہمیشہ سرسبز ہوا کیا ہے ہلاہل نے خوش ہوکے کہا اے فلان آخر کچھ بیان تو کرو کیا ایسی شئی لائے ہو جسکی
اسقدر تعریف کر رہے ہو انھون نے کہا اے ہلاہل سن اور خوش ہو کہ آج ہم سب بدیع الملک کے
پاس جاکے اُس سے ہیکل اور گوہر مراد لے آئے یہ کہکے یہ دونون چیزین ہلاہل کے روبرو رکھدین
اور کہا دیکھیے یہ وہی سحر کی رد کرنے والی دونون چیزین ہین یا نہین جونہین ہلاہل کی نظر ہیکل وغیرہ پر پڑی
اپنی جگہ سے اُچھل پڑا عالم بے اختیاری مین کہا اے فلان واقعی کارے کردی ہماو ہرگز مجھے اس طرح کی
کارروائی کی امید نہ تھی اور ہیکل وغیرہ کو لیکے تا دیر دیکھتا رہا پھر اُس ناقوس کو طلب کیا اور بجانا
شروع کیا یکایک لینا لینا کی صدا بلند ہوئی اور عزازیل بصورت عجیب نمودار ہوا ہلاہل تعظیما اپنی جگہ
سے اُٹھ کھڑا ہوا عزازیل آیا تخت نکبت پہ بیٹھا پوچھا اے ہلاہل اب کیون مجھے یہانتک آنے کی
تکلیف دی ہلاہل نے قہقہہ مارا کہا اے عزازیل آج ہم تجھے بڑی خوشخبری سناتے ہین اُسنے کہا کیا
ہلاہل نے کہا آگاہ ہو کہ جو گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ سامان رد سحر بدیع الملک کے پاس تھا جسکے
سبب سے بدیع الملک آجتک جملہ آفات سے محفوظ رہا وہ ہمارے قبضہ مین آگیا عزازیل نے کہا
مجھکو یقین نہین ہے ہلاہل نے کہا عیان را چہ بیان موجود ہے دیکھ لے عزازیل نے کہا اگر واقعی ہیکل
وغیرہ ہاتھ آگئی تو بہت خوش ہونے کی بات ہے ہلاہل نے اُس سامان کو طلب کیا اور عزازیل سے کہا
دیکھو مین جھوٹ تو نہین کہتا اُسنے کہا بیشک یہ وہی سامان رد سحر ہے مگر اسکی حفاظت مین بلیغ اہتمام کرنا چاہیے
ہلاہل نے کہا جسطرح تیری رائے ہو اُسی طرح اسکی حفاظت کیجاوے عزازیل نے بعد تامل بسیار کہا
ہم اس ہیکل وغیرہ کو لیجا کے ایسی جائے محفوظ مین رکھین گے کہ اگر خداپرست ہزار کوشش کرین
اُس تک نہ پہونچین گے یہ کہکے ہیکل و گوہر کو اُٹھا لیا قمر معلق کے قریب آسکے آویزان کر دیا اور
ایک اسم پڑھ کے اُسپر پھونکا اُس اسم کے سبب سے یہ خاصیت پیدا ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اُس ہیکل و
گوہر کے قریب پہونچکے اُسکے لینے کا ارادہ کرے فوراً ایسا دھوان پیدا ہو کہ آنکھین نابینا ہو جاوین
غرضکہ گوہر و ہیکل کو وہان محفوظ رکھکے اور طلسم بندی کرکے خداپرستون کے لشکر کے قریب آیا اور آواز
بلند نعرہ مارا کہ اے خدا نادیدہ کے بندگی کرنے والو اگر تم نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون
عزازیل منتقش کچھ تمکو رستم ثانی اور بدیع الملک کی بھی خبر ہے آگاہ ہو کہ مین نے اُن دونون نامدار
سردارون کو ہلاک کیا مین ہی ایسا صاحب حوصلہ خداوند بہت بزرگ کا نظر کردہ تھا جو اُن دونون
زور آورون کو بیباک کر کے ہلاک کیا ورنہ کیا مجال تھی کسی کی جو انکو ہلاک کرتا اگر تمکو یقین نہو تو چلو دیکھلو

ہیکل اور گوہر مراد کو اُنکے قبضہ سے لیکے قصر فرعون میں آویزان کر دیا ہے یہی دونون چیزین اُنکی حفاظت کا سبب تھا ورنہ اتبک کب کے ہلاک ہوگئے ہوتے چونکہ ابھی مجکو کسی قدر کام کا انجام دینا باقی ہے اس سبب سے مجبور ہون ورنہ تم سب کا فیصلہ کرتا اور کچھ عرصہ نہین باقی ہے اب مین اپنے کار ضروری سے فارغ ہو کے تمسے سمجھونگا یہ کہکے وہان سے گذر گئی

اب لشکر اسلام کے حال مین خامہ فرسائی کیجاتی ہے

چمن دنیا مین تابع فرمان	قدرت حق ہے حضرت انسان	تیرے زلف کے سودائی کا	شب سے بہت حال ہے پریشان
کشتی عالم ڈوب نہ جاتے	جوش پہ ہے اشکونکا طوفان	دیکھ کے تیرے دیوانے کو	بھاگ گئے سب غول بیابان
داغ عشق نے سر سے پا تک	ہمکو بنایا سرو چراغان	جور بتان نے کیون گھبرایا	مرد خدا کی ہمت مردان
دور سے گلشن مین بلبل کا	گل کی روش ہے چاک گریبان	فرنگ مین وہ بت یہ بھی نہ بولا	جا تیرا اللہ نگہبان
یاد ہے اسکا مصحف عارض	ہم بھی ہوئے ہین حافظ قرآن	چشم سیاہ غمزہ کافر	فتنۂ عالم آفت دوران
ہندی نغمہ سنج کے آگے	کیا بولیگا مرغ خوش الحان	تو ایسے ہیرا سے ہر دشمن ایمان	جنمین آشکار اگندر از نہان

کہ جب عزرائیل منتقش نے قریب لشکر اسلام آکے باواز بلند نعرہ مارا تمام لشکر حمزۂ ثانی نے اُس آواز کو سنا کمال تعجب ہوا کہ یہ کون ہے جو اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہے جب صبح ہوئی مروج دین سبحانی یعنے حمزۂ ثانی نے بارگاہ سلیمانی مین آکے قیام کیا تمام پہلوانان و سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین حسب دستور حاضر ہوئے بکمال ادب آداب و مجرا بجالا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے آپس مین باتین شروع ہوئین ہر ایک نے دوسرے سے شب کی آواز کا ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا پھر حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ای شہریار فلک اقتدار شب کا واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا حمزۂ ثانی نے استفسار حال کیا اُنھون نے کہا کہ شب کو کسی نے باواز بلند کہا ای خدا پرستو ہمنے رستم ثانی اور بدیع الملک کو ہلاک کیا اور اُنکی ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہے عنقریب تمسے بھی سمجھا چاہتے ہین کیونکہ حفاظت کا سامان تمھارے قبضہ سے نکل گیا ہے دیکھین اب تم ہمارے مقابلہ مین کس طرح نہین پسپا ہوتے ہو اگر واقعی رستم ثانی اور بدیع الملک دونون جوان ہلاک ہوگئے تو غضب ہوگیا مع ہذا یہ بھی گمان ہے کہ اُن دونون کی موجودگی مین ہیکل وغیرہ کا کفار کے ہاتھ آجانا محالات سے ہے حمزۂ ثانی نے کہا ای یارو اگر ایسا کچھ ہوا ہے تو واقعی بڑا غضب ہوا طرفہ تر یہ کہ مین بھی یہ آواز سنی ہے بلکہ مین خود بیان کرنے کو تھا اگر تمنے خود بیان کیا اور میرا گمان یہ ہے کہ ممکن ہے وہ دونون جوان زندہ ہون اور یہ ہیکل وغیرہ کو کفار مکار نے بمکر و فریب اُنسے لیلیا ہو اس اثنا مین عیار حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ ہیکل اور گوہر مراد یہ دونون چیزین قصر فرعون مین آویزان ہین ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سنکے حواس باختہ ہوگئے نہین معلوم کیا اسرار ہے خداوند عالم شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے حفظ و امان مین رکھے اس خبر کو سنکے تمام لشکر مین صدائے شور غوغا بلند ہوئی ایرج و نورالدہر نے اپنے گریبان کو چاک کیا کہ سیون پر سے بدحواسی مین زمین پر گرے حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ خواجہ زادون کو لاؤ خواجہ اگر افی خواجہ دریاول اور خواجہ سیاوخش آئے حاضرین نے نہایت ادب سے سلام کیا تعظیم دی حمزہ نے کہا ای واقفان رموز عقلی و عالمان علوم نقلی اسوقت مین نے آپ صاحبون کو کمال انتشار مین یہان

آنے کی تکلیف دی بعد ازاں رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کا واقعہ بیان کیا انھون نے اپنے
قواعد سے دریافت کرکے عرض کی شہریار الحمد للہ الکریم رستم ثانی اور بدیع الملک ابھی تک بقید حیات
ہین یہ تمام کرشمہ عزازیل منقش کا ہی حمزۂ ثانی نے کہا ای معظم ذات مکرم صفات اگرچہ مین تمھارے
حکم کو غلط نہین سمجھتا ہون لیکن رستم ثانی اور بدیع الملک کا زندہ ہونا قیاس مین نہین آتا اسواسطے
کہ ہیکل اور گوہر مراد جسپر حفاظت کا مدار تھا اُن اشیا ردسحر کو سنا ہی کہ قصر فرعون مین آویزان ہین
خواجہ زادون نے کہا اگرچہ یہ بات صحیح ہی لیکن اس بات کا بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ اگر ان دونون شاہزادون کا روح
سیاہ ہو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز ہو ہم سزاوار ہین اور شاہزادہ بدیع الملک چیکیہ مین ہی اگر ہیکل
اور گوہر مراد شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ ضرور عزازیل منقش کو ہلاک کرے ای والا قدر
عالی منزلت گوہر مراد اور ہیکل کے ہم پہونچانے مین کوشش کرنا چاہیے خیر الٰہی بدیع الملک اور
رستم ثانی کی سُن کے نور الدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام بہت خوش ہوئے حمزۂ ثانی نے تمام
عیارون کو ایک جا جمع کیا اور کہا ای دلاورو مجھکو ہرگز بدیع الملک اور رستم ثانی کے صحیح و سلامت
ہونے کا گمان نہ تھا لیکن خواجہ زادون کی زبانی یہ خوشخبری سُنی اب چونکہ عزازیل کا ہلاک ہونا شاہزادۂ
بدیع الملک کی کوشش وسعی پر موقوف معلوم ہوتا ہی مع ہیکل اور گوہر مراد کا بھی شاہزادے کے
پاس موجود ہونا ضروری امر ہی پس اگر تم مین سے کوئی جوان ہیکل اور گوہر مراد کو قصر فرعون سے
اُتار لائے گا جو ہفت پیچ کے ہفت گز غول مین نے بنائے ہین اُنمین سے ایک گز غول مع
تاج اسکو دونگا بیشتر عیار اسوقت بغلین جھانکنے لگے اور آپس مین کہا خوب حمزۂ صاحبقران ہم لوگون کو
جان کے دشمن ہین قصر فرعون تک کسکی مجال ہی جو پہونچ سکے گا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے
اور عرض کی شہریا یہ کام نہایت دشوار ہی ہر ایک کی جرات نہین ہو سکتی تاہم حکم والا کی تعمیل بھی ہم خادمون
پر فرض ہی لہذا ہم چلتے ہین ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ؛ درین آشکارا چہ دارد نہان ؛ منجملہ اُن تمام عیارون
کے زر رفام بہت خوش ہوا اول مین کہا یہ موقع عزت حاصل کرنے کا ہی ضرور اس کام مین کوشش کرنا
چاہیے چنانچہ وہان سے اپنے مکان مین آیا دل افروز نے جو زر رفام کو دیکھا مراسم ادب بجا لاکے
کہا ای زر رفام اسوقت تمھارے بشرہ سے تردد ظاہر ہوتا ہی یہ دن خیر تو ہی کیا واقعہ ہی زر رفام نے کہا
ای دل افروز کیا کہون فی الحال سخت تردد لاحق حال ہو گیا ہی اُسنے کہا بیان کر دکیا تردد ہی زر رفام
نے کہا ای آرام جان عزازیل منقش وغیرہ جادوان نابکار ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک
سے غافل پاکے لیگئے ہین اور اُن ہر دو اشیاے نادر الوجود کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی حمزۂ ثانی
کو بھی یہ خبر پہونچی اُنھون نے خواجہ زادون سے اس حال کو دریافت کیا خواجہ زادون نے اپنے قواعد
نجوم سے دریافت کرکے حکم لگایا ہی کہ اگر گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ
شاہزادہ والا جاہ عزازیل منقش کو ہلاک کر سکتا ہی ورنہ اس مقدمہ کو طول ہو جائے گا اور مسلمان مدت
معرض ہلاکت مین آجائینگے دل افروز نے کہا پھر تمھارا کیا ارادہ ہی زر رفام نے کہا دنیا مین نام کیواسطے
ہر شخص جان دینے کو موجود ہو جاتا ہی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے تمام عیارون کو ایک جا جمع کرکے
کہا سب نے اس کام کو ایک امر اہم قرار دیا بعضون نے اقرار بھی کیا کہ ہم ضرور ہیکل اور گوہر مراد کو قصر

فرعون سے لائینگے چنانچہ انہین سے ایک مین بھی ہون اگر میری کوشش سے یہ کام انجام پاگیا تو مجکو
دربار حمزۂ ثانی مین بہت کچھ عزت حاصل ہوگی دل افروز نے کہا ای زرد فام تم مطمئن رہو یہ کام کچھ
مشکل نہین ہی زرد فام نے کہا ہان سہل اُسوقت ہو سکتا ہی جب یہ کام حسب مراد انجام پا جاوے دل افروز
نے کہا دیکھو ابھی سہل ہوا جاتا ہی یہ کہا اور اُسی وقت زرد فام کی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سبکی تمام سرسے
بعد کر لیا اور قصر فرعون کی راہ لی جب یہ دونون قصر فرعون کے قریب پہونچے اور ہیکل و گوہر مراد
کو قصر فرعون مین آویزان دیکھا زرد فام نے کہا ای دل افروز واقعی کار سے کردی بس اب کچھ
مشکل نہین ہی ای جان من مین تیرا کمال درجہ ممنون ہونگا اگر تو مجھے قریب اس ہیکل وغیرہ کے لے چلے
تاکہ ان اشیا کو اپنے قبضہ مین لاؤن دل افروز نے تامل کیا زرد فام نے سبب پوچھا اُسنے کہا ای زرد فام
اگرچہ یہ دونون اشیا اس قصر مین آویزان ہین لیکن محض اس خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے کہ قصر مین پہونچ
کے ہیکل وغیرہ پہ قبضہ ہو جاویگا ضرور اس کام مین کسی نہ کسی طرح کا اثر سحر وغیرہ بھی شامل ہی ہر چہ
چلو انچہ در دیگ است بکچہ می آید جو ہین یہ دونون ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچے اور ارادہ
کیا کہ ہیکل وغیرہ پہ قبضہ کرین کہ دفعتاً ایسا دھوان پیدا ہوا کہ زرد فام اور دل افروز دونون کی آنکھون
کا نور زائل ہو گیا اب دونون کا یہ حال ہی کہ ہر چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہین کچھ نظر نہین آتا زرد فام
نے کہا ای دل افروز یہ کیا معاملہ ہی میری آنکھون سے کچھ دکھائی نہین دیتا کیا کرون دل افروز نے کہا ای
ہمشیر تم کیا کہتے ہو یہان اپنی آنکھون سے خود کچھ نہین سوجھائی دیتا مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ یہان کچھ نہ کچھ
فساد مضمر ہی بس اب یہین سر ٹکرا کے مرجاؤ بجز اسکے چارہ کیا ہی زرد فام نے کہا ای آرام جان ایسا
نہ کہہ جلد یہان سے میرے لشکر مین پہونچا دے دل افروز نے کہا کیا خوب کس طرح پہونچاؤن جو حال
تمہارا ہی اُسی حال مین مین بھی مبتلا ہون زرد فام نے بہت منت و سماجت کی دل افروز نے کہا ای
ہمشیر تمہاری آنکھون کا نور گیا زائل ہوا کہ تمہاری عقل بھی زائل ہو گئی آخر کس طرح تمہارے لشکر مین
تمہین پہونچاؤن زرد فام نے کہا جان من جب تجہہ مین یہ قابلیت ہی کہ مین یہانتک پہونچ گیا تو یہان سے
مراجعت کی بھی قابلیت ضرور رہی اگرچہ نابینا ہی دل افروز نے کہا خیر چلو دونون اندھے وہان سے
روانہ ہوئے لشکر اسلام مین پہونچے سب نے دیکھا کہ زرد فام اور دل افروز اندھون کی طرح ٹٹولتے
چلے آتے ہین دونون سے ملاقات ہوئی دونون کے ہاتھ مین ہاتھ دیکے حمزۂ ثانی کے پاس لائے
حمزۂ ثانی نے تعجب سے پوچھا یہ کون اندھے ہین سردارون نے کہا شہریارا یہ دونون زرد فام اور
دل افروز ہین حمزۂ ثانی نے بغور دیکھ کے کہا ہائین ان دونون پہ کیا آفت نازل ہوئی جو یہ نابینا ہو
زرد فام نے کہا ای عالی منزلت حضور ہی کی خیر خواہی مین ہم دونون نابینا ہو گئے یعنی ہیکل اور
گوہر مراد کی تلاش مین گئے تھے جب قریب گوہر مراد وغیرہ کے پہونچے نہین معلوم عزازیل وغیرہ
جادوان نابکار نے کیا طلسم بندی کی ہی کہ دفعتاً اُس مقام سے از خود ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جو کوئی
اُس قصر کے قریب گوہر مراد اور ہیکل کو لینے کے واسطے جاتا ہی فوراً نابینا ہو جاتا ہی ہم اس حال سے
آگاہ نہ تھے ورنہ اسکا بند و بست کر کے وہان جاتے اب بجز تاسف کے کیا چارہ ہی حمزۂ ثانی کو بھی
اس واقعہ سے کمال افسوس ہوا کہا ان جادوان بے ایمان کے ہاتھ سے سخت تکلیف پہونچتی ہی کچھ

مین نہین آتا مگر ان موذیون کا قصہ کیونکر پاک ہو شاپور شیردل نے بہت کچھ فکر کی مگر کام انجام کو نہ پہونچا بہت
متوحش و متردد ہوا وہان سے قریب ایک چشمہ تھا جسکا پانی بہت شیرین اور صاف تھا شاپور شیردل
پر تشنگی نے غلبہ کیا پانی کی تلاش مین اُس چشمہ سے پانی پیا اُسوقت دل مین اُس
بات نے خطور کیا کہ یون تو کسی طرح کاربرآری نہین ہوتی اب کچھ درگاہ باریتعالی مین
مناجات کرنا چاہیے شاید غیب سے کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جائے بدین خیال اُس چشمہ سے وضو
کیا بکمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑھی سجدہ کرکے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے چونکہ بالکل ناامید
ہو چکا تھا برجوع قلب دعا کی کہ اے چارۂ بیچارگان و اے دستگیر درماندگان تو ہر وقت اپنے ہر ایک بندہ کا
حامی و مددگار ہے تو خوب واقف ہے کہ اس بندہ حقیر نے اس بارہ خاص مین کیسی کوشش کی اور جب کام
حسب مراد انجام نہ پایا تو اب بالکل ناامید ہو گیا ہون ہان صرف تیری ذات سے سب طرح کی امید
ہے واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا اس ناچیز کو مراد دلی پر فائز کر بعد اسطرح
کی دعا و مناجات کے اُسی طرح قبلہ رخ سکوت مین بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر سفید ریش عمامہ سبز بر سر
عصاے پیری در دست اسی طرح جملہ سامان بزرگانہ سے آراستہ سامنے سے نمودار ہوئے اور قریب
آکے نہایت شستہ زبانی سے کہا اے شاپور سلام علیک جونہین شاپور شیردل نے اُس بزرگ کی
صورت دیکھی بغرض تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا علیکم السلام کہکے مصافحہ کیا اور کہا اے معظم ذات و مکرم صفات پہلے
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمائیے پیر نورانی صورت نے کہا میرے نام سے تمکو کچھ کام نہین
ہے پہلے یہ بیان کرو کہ تم کس فکر مین مبتلا ہو شاپور شیردل نے دست بستہ کہا حضرت خطا معاف جبتک
نام نامی سے آگاہ نہونگا کسی طرح اپنے راز کو ظاہر نکرونگا اُس بزرگ نے کہا مجھکو خضرؑ کہتے ہین اب بیان
کرو شاپور نے بارہ دیگر مصافحہ کیا اور کہا حضرت اگر واقعی آپ جناب خضرؑ ہین تو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت
خود بخود آپکو تمام حالات سے آگاہی ہوگی حضرت خضرؑ نے متبسم ہوکے کہا خیر سنو جس مطلب کے واسطے
بیقرار ہو اُسکے روا ہونے کی یہ صورت ہے کہ دیکھو سامنے جو درہ واقع ہے اسمین چلے جاؤ باغ کا ایک
دروازہ نمودار ہوگا قریب دروازہ کے ایک درخت ہے اُس درخت مین ایک پنجرا لٹکا ہوا اور ایک
جادوے نابکار اُس دروازہ پر بیٹھا ہے جب وہ جادو تمکو دیکھیگا تم سے متعرض ہوگا تم اُس سے مقاتلہ
کرنا مگر حتی الامکان صرف زور دست و بازو سے کام لینا اور ایسی کوشش کرنا کہ وہ زیر ہو جائے
اُس مجبوری کی حالت مین جو کچھ تم کہوگے وہ اُسپر عمل کریگا حتی کہ اگر تم ہیکل اور گوہر مراد کو طلب کروگے
وہ جادو وہ اُسکو بھی لاویگا بعد ازان ایک تعویذ قبا کی جیب سے نکالا اور شاپور کو دےکے کہا اس
تعویذ کو بازو پر باندھ لو مگر خبردار رہنا ورنہ وہ گبران ناپاک تمکو غافل پاکے یہ تعویذ لیجائینگے ورنہ تم اپنے
مطلب پر فائز نہوسکے مزید بران زیادہ تر پریشانی لاحق حال ہوگی آیندہ تو دانی و کار تو شاپور شیردل
وہ تعویذ حضرت خضرؑ سے لیلیا اور بادب تمام سلام کیا تعویذ بازو پر باندھا دفعتاً حضرت خضرؑ نظر سے
غائب ہوگئے راوی کہتا ہے کہ اگرچہ شاپور شیردل سے عالم ہوشیاری مین حضرت خضرؑ ملاقی ہوئے
لیکن اُسوقت بعد فراغ نماز و دعا ایک ایسی غفلت شاپور پر طاری ہوئی کہ جسکو نہ خواب کہا جا سکتا ہے
نہ عالم بیداری البتہ بعد غائب ہو جانے حضرت خضرؑ کے شاپور کو یہ معلوم ہوا کہ مین بیخبر سوتا تھا اب

بخوبی ہوشیار ہون اور تعویذ کو بازو پہ بندھا پایا الغرض شاپور شیر دل دروازہ مین داخل
ہوا دروازہ باغ نظر آیا مع بند اسکے بھی دیکھا کہ ایک جادوگر دروازہ پہ بیٹھا ہی جونہین اُسکی نظر
شاپور شیر دل پہ پڑی بے تحاشا شاپور کے جانب دوڑا شاپور نے نعرہ مارا کہ باش او نابکار خبردار
میرے قریب مت آنا اگر کچھ کہنا ہی دور سے کہو وہ جادوگر اپنی جگہ متوقف ہوا اور کہا تو کیون اسطرف آتا ہی
بہتر اسی مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ سزائے اعمال کو پہونچیگا یہ کہا اور اسمائے سحر پڑھ کے
شاپور شیر دل کی طرف دم کرنے لگا شاپور نے جو اُسکا یہ رنگ دیکھا دوڑ کے اُس سے لپٹ گیا دونو
مین کشتی شروع ہو گئی نوبت باینجا رسید شاپور نے سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اُسکے سینہ پر
سوار ہوا میان سے خنجر لیا اُسکے گلے پر رکھ کے کہا اب اپنی ہلاکت مین کسقدر عرصہ سمجھتا ہی اُسنے کہا
ای جوان مجکو ہلاک نکر اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھ جو حکم ہوگا اُسکی تعمیل مین کسی طرح کا عذر نہ کرونگا شاپور
نے کہا پہلے اپنے مذہب کو بیان کر کیا ہی اُسنے کہا آجتک تو مین خداوند لات و منات کی بندگی
کرتا رہا ہون شاپور نے کہا یہ بندگی بالکل غلط ہی اُس خدائے واحد و لاشریک کی بندگی اختیار کر جسکے
قبضۂ قدرت مین تمام ذی روح کی جان ہی اور جو خالق ہی جملہ موجودات کا اُسنے کہا مجکو قبول ہی غرضکہ
کلمۂ طیبہ پڑھ کے دائرۂ اسلام مین داخل ہوا شاپور نے نام پوچھا اُسنے کہا مجکو یاقوت جادو کہتے
ہین ای شہریار تم ایک جوان شجاع و دلیر ہو مین ایک مصیبت صعب مین مبتلا ہون اگر ممکن ہو تو میری حمایت
کرو وہ مصیبت یہ ہی کہ مین ہلال جادو کی دختر پہ ہزار جان و دل فریفتہ ہون اُسکی مفارقت سے شب و روز
بیقراری و اضطراب مین گذرتا ہی دل کو نہین جانتا کہ
تجنبی ست کہ دل را نمی بد آرام   وگرنہ کیست کہ آسودگی نخواہد
اگر چند روز اور اُس آرام جان سے دور رہونگا ضرور ہلاک ہو جاؤنگا شاپور نے کہا تو کچھ ہر نوع مطمئن رہ
اگر خدا نے چاہا تو ضرور تو اپنے مطلب دلی پر فائز ہوگا اور مین ضرور اس بارہ مین کوشش کرونگا اُسنے
نام پوچھا کہا مجکو شاپور شیر دل ابن [illegible] شاہ کہتے ہین اور میرا بھی ایک کام تجھسے متعلق ہی اُسنے
کہا وہ کیا کام ہی شاپور نے کہا ای یاقوت تو ہیکل اور گوہر مراد مجھے لاکے دیدے اتنا یاقوت
نے حیرت سے شاپور شیر دل کو دیکھا کہا ای جوان مجکو تعجب ہی کہ تو نے اس امر کی فرمایش کی آخر وہ
کون تھا جسنے تجھے اس بات سے آگاہ کیا کہ مین ہیکل اور گوہر مراد کو لا سکتا ہون شاپور نے
کہا تجکو صرف اس بات سے تعجب ہوا کہ مین نے ہیکل اور گوہر مراد کی فرمایش کی یہ امر تعجب خیز نہین
ہی کہ مین یہانتک پہونچا اور تجکو زیر کیا اُسنے کہا بے شبہہ یہ امر بھی تعجب خیز ہی شاپور نے کہا آگاہ ہو
کہ خود حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام میری رہنمائی کے واسطے تشریف لائے تھے اُنھین حضرت نے مجکو
ان جملہ امور سے آگاہ کیا یاقوت نے کہا ای جوان اگرچہ تیری ہدایت سے مین تھوڑی دیر ہوئی
کہ مسلمان ہوا جسمین ہزار جبر بھی شامل تھا لیکن اصل حقیقت یہ ہی کہ مین اب بصدق دل و بخلوص نیت
مسلمان ہوا اس بات سے کہ حضرت خضر نے تیری رہنمائی کی اور اسلام کی حقیقت و افضلیت مجھپر بخوبی
ظاہر ہو گئی سن ای جوان یہ جو قفس مین آویزان ہی اسکو قفس سے نکال کے ہلاک کر اُسکے
ہلاک ہونے سے جو طلسم کہ گرد ہیکل کے مرتب ہی دفع ہو جائیگا چونکہ حضرت خضر علیہ السلام
[illegible] سمجھا دیا تھا شاپور نے فی الفور قفس کے قریب پہونچا اور اُس درخت سے قفس کو اُتار

کے توڑا وہ جانور خوشترنگ پچھڑ گا اور کہا ای جوان کیون تو مجھ بے گناہ کو ہلاک کرتا ہی مین تجھسے منت کرتا
ہون کہ مجکو رہا کر دے یقین سمجھ میرے ہلاک کرنے سے تجکو کچھ فائدہ نہوگا شاپور کے دل مین رحم آیا
چاہتا تھا کہ اُس جانور خوشترنگ کو رہا کر دے دفعتاً خیال آیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ہدایت کی تھی
کہ یاقوت جادو کے مطیع ہونے کے بعد جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہا ای جانور عجیب الخلقت مین
تجکو زندہ نہین چھوڑ سکتا اُسنے کہا تجکو اختیار ہی شاپور نے اُسکا سر تن سے جدا کیا یاقوت جادو
نے نقاب چہرہ پر ڈالی اور شاپور کو اُٹھا کے ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچا اور کہا ای جوان
اب تامل کرنے کا موقع نہین ہی اگر ہیکل وغیرہ کا لینا منظور ہو تو موجود ہی شاپور شیر دل نے بلا تکلف
ہاتھ بڑھایا ہیکل اور گوہر مراد [illegible] کو لیکے بغل مین دبایا یاقوت سے کہا اب تجکو لشکر اسلام
مین پہونچا دے یاقوت جادو شاپور شیر دل کو لیے ہوئے روانہ ہوا جب قریب لشکر اسلام کے
پہونچا کہا ای جوان خدا کا شکر ہی کہ تو اپنے مطلب پر فائز ہوا لیکن اب تو میرے بارے مین کیا کہتا ہی
مجھ بے آرام جان کی مفارقت مین عنقریب میرا کام تمام ہو جائیگا شاپور نے کہا فی الحال تو طلسم
مین جا مین لشکر مین جاتا ہون مطمئن رہ جب شاہزادہ بدیع الملک طلسم کو فتح کریگا تیری مطلوبہ
یعنی دختر ہلاہل کو تجھے دلوا دونگا یاقوت نے کہا ای جوان فراموش نہ کرنا مین نے تیری رفاقت
مین ایسا التزام اپنے ذمہ لیا ہی کہ مین ہی خوب جانتا ہون شاپور نے کہا مین ایسا حق فراموش نہین
ہون کہ تو نے میری مدد کی ہو اور مین تیری جانب سے غافل ہو جاؤن یاقوت رخصت ہو کے روانہ
ہو گیا شاپور شیر دل وہان سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا بادب تمام سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب
سلام دے کے کہا ای شاپور تم کہان گئے تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد آئے شاپور نے کہا شہریار ہیکل
اور گوہر مراد کے لینے کو گیا تھا حمزہ ثانی نے کہا پھر کیا لائے کہا ہان حضور کے اقبال سے کام
حسب مراد انجام کو پہونچا یہ کہا اور ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے حمزہ ثانی کی خدمت
مین پیش کیا حمزہ ثانی ہیکل وغیرہ کا کمال درجہ حیران تھا اب جو ہیکل و گوہر مراد پر نظر پڑی بہت
خوش ہوا اور کہا ای شاپور واقعی کارنامہ کر دی مجکو امید نہ تھی کہ بارہ دیگر یہ چیزین اُن نابکارون کے
دستیاب ہونگی شاپور نے کہا اصل یہ ہی کہ ان اشیا کے دستیاب ہونے مین تائید آسمانی شامل ہوئی
ورنہ ظاہر ہی کہ جو کوئی ہیکل وغیرہ کی لینے کے ارادہ سے اُس مقام پر پہونچا فوراً نابینا ہو گیا حمزہ
نے اس کار نمایان کے عوض مین تاج مع کرغول مرصع و خلعت زرین مثال [illegible] طلب کیا شاپور
کو بخشا شاپور نے اُس خلعت کو پہن لیا اور آداب تسلیمات بجا لایا حمزہ ثانی نے کہا ای ابن مرآت شاہ
مین چاہتا ہون کہ اس ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا دو شاپور
نے کہا کہ [illegible] ہی اور ہیکل اور گوہر مراد کو لیکے طلسمات کے جانب روانہ ہوا

اب شاپور شیر دل کو ہیکل اور گوہر مراد کو لیے ہوئے طلسمات کے جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال عزرائیل منقش کا بیان کیا جاتا ہی

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

پائون کو چومتے ہین پرستار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ مین
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
عقل حکیم ہی نہین رفتار آفتاب
بٹھلا لیے تو دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہی اشتباہ
مجرم ہون آپکا نہ گنہگار آفتاب
جالکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہا تمام
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہو روشنی

زیر زمین ہی گاہ گہے آسمان پہ
لب لعل ہے دکھائے جو رخسار آفتاب
کھلتا ہی حال رخ لب جانبخش یار سے
ظاہر ہین رخ سے آپکے آثار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
لے روے یار داغ ہی رخسار آفتاب

بلبلان شاخسار بلاغت طوطیان شکرستان فصاحت اس طرح زمزمہ سنجی کرتے ہین کہ جب عزرائیل نے ہیکل وگوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا طلسم مین آ کے تمام جادوان نابکار کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ای عزرائیل کے پیرو اور بہت بزرگ کے بسند وجادو جاؤ اور بدیع الملک کو لے آؤ غالبا شاہزادہ بدیع الملک ہیکل مین موجود ہی اُن سب نے قبول کیا اور وہان سے روانہ ہوئے راہ طی کرکے ہیکل مین پہونچے دیکھا بدیع الملک ہیکل مین موجود ہی دفعتا مثل بلاے سیاہ درآن شاہزادہ کے لپٹ گئے اور گرفتار کرکے عزرائیل ذلیل کے روبرو لائے عزرائیل نے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت وشان ہی جسکی پہلوانی کے مقابلہ مین رستم وسام ہیچ و پوچ ہین کہا ای جوان اگرچہ تو بہت کچھ صاحب زور وطاقت ہی مگر اسوقت جرأت کرکے اپنے کو اس قید سے رہا نہین کرلیتا ہین عزرائیل نہین اگر تجھکو ہزار دولت وقیمت ہلاک نہ کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین کہ تجھکو صرف اپنے زور وطاقت پر اعتماد رہا اور ہماری قدرت وطاقت کو مطلق خیال مین نہ لایا اور ہلاہل سے کہا ای ہلاہل اس جوان خداپرست کو لیجا کر نہایت حفاظت سے قید رکھو اور رستم ثانی کو تلاش کرکے گرفتار کر لا تاکہ ان دونون خداپرستون کو ساتھ ہلاک کرون ہلاہل نے شاہزادہ بدیع الملک کو لیجا کے بہ ہدستے قریب قید کیا یکایک عزرائیل کے سامنے یاقوت نے آ کے سلام کیا اور فریاد وواویلا کرنا شروع کیا عزرائیل نے کہا ای یاقوت آج یہ کیا ہی جو تو فریاد وواویلا کرتا ہی کس نے تجھپر ظلم کیا اُسنے کہا ای مالک فریاد ہی اُس پیادہ نے آ کے مجھسے ہنگامہ جنگ گرم کیا کشتی کی نوبت پہونچی تو میں نہ جیتا پر ہارا کہ بحو پر غالب آ گیے مجھکو اُس درخت سے باندھ دیا اور قفس کو درخت سے اُتارا اور اُس مرغ کو قفس سے باہر لا کے ہلاک کیا اور پھر ایک پرزادی گردن پر سوار ہو کے اُس ہیکل اور گوہر کو قصر سے اُتارا اور بغل مین دبا کے راہی ہوا لیکن چلتے وقت مجھکو اُس درخت سے کھول دیا اور کہا کہ جا عزرائیل منتقش سے فریاد کر اور کہدینا کہ او ملعون و مکار دو آمادہ مرگ ہو جا مین تیری جان کا عزرائیل عنقریب آیا چاہتا ہون دیکھون تجھ مین کیا قدرت وطاقت ہی اور میرے ہاتھ سے کس طرح تیری جان سلامت رہتی ہی عزرائیل نے بقوت تمام ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور کہا ہاے افسوس ہیکل وگوہر کو باوجود اُس طلسم بندی وافسون خوانی کے خداپرست لے گئے ای یاقوت تجھسے کیونکر ہو سکا جو وہ پیادہ کار پورا کر لیگیا اگر زور وطاقت سے کام نہ نکلا تھا تو سحر وافسون کا کام لیا ہوتا یا کسی طرح کا فریب دیا ہوتا اُسنے کہا ای مالک کیا کہون مین نے کوئی دقیقہ سحر وافسون مکر وفریب کا باقی نہ رکھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر کو مجبور ہو گیا عزرائیل نے کہا تعجب ہی اور ہلاہل سے کہا تو یہان قیام کر ہم جاتے ہین جسطرح ممکن ہوگا اُس پیادہ کا علاج کرین گے اور ہیکل وگوہر مراد کو اُس سے لے

آگے بڑھینگے یہ کہکے وہان سے کوچ کیا اُس طرف جب شاپور شیر دل بن مرآت شاہ حسب فرمایش
حمزہ ثانی ہیکل و گوہر مراد لیے ہوئے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد اشکال کوہ کے قریب
پہونچا دور سے برجہاے طلسم نمایان ہوئے قریب طلسم کے آکے مقیم ہوا دل مین کہا ای شاپور یہ مقام
طلسم ہی ہیکل وغیرہ کو شاہزادگا بدیع الملک کو حوالہ کرنا ضروری امر ہی پس جبتک بلاے طلسم مین مبتلا
نہ ہون بدیع الملک تک پہونچنا غیر ممکن ہی ہرچہ بادا باد چلنا چاہیے آگے نزدیک دروازۂ طلسم کے پہونچا
بلایات کا ایک طوفان اُٹھا یعنے چار سو سگان طلسمی نے ایک مرتبہ بھونکنا شروع کیا اور چار سو اژدہا
آتش فشان اپنی جگہ سے چلے اور چار سو فیلان کوہ پیکر نے اپنی اپنی خرطومون کو گردش دینا شروع کیا
جو اژدر دروازۂ طلسم پر مقیم تھا شاپور کو دیکھ کے ایک مرتبہ اُسنے سر اُٹھایا اور اس زور سے دم کو
کھینچا کہ شاپور شیر دل اُسکے منھ پر جا رہا وہ اژدر فوراً نگل گیا اُسوقت شاپور شیر دل پر ایک نوع کی
غفلت طاری ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا جو نہایت آباد و آرا
ہی جابجا بازارین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہی اہل شہر نے شاپور کو جو ایک مرد
بیگانہ دیکھا انواع اقسام کے حربے لیے ہوئے شاپور کے گرد جمع ہوگئے اور قصد کیا کہ شاپور شیر دل
کو ہلاک کرین شاپور اس سامان ہلاکت کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو تم کیون میری ہلاکت کے درپے ہو
پہلے جو کچھ مین کہتا ہون اُسکو سن لو پھر تمکو اختیار ہی اُن سب نے کہا اچھا بیان کر کیا کہتا ہی شاپور
نے کہا مجھکو فرعون شاہ نے عزازیل کی خدمت مین بھیجا ہی تم سب بیکار مجھکو ہلاک کرنا چاہتے
ہو اگرچہ تم سب کی نظر مین بیگانہ معلوم ہوتا ہون لیکن مین تمکو بیگانہ نہین سمجھتا ہون اُن سب نے کہا
اچھا اگر تجکو فرعون شاہ نے عزازیل کے پاس بھیجا ہی تو ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چل
ہم تجکو ہلاک کرین گے شاپور شیر دل نے کہا کیا مضائقہ ہی موجود ہون چلو چنانچہ وہ سب شاپور
کو ہلاہل کے پاس لائے ہلاہل نے شاپور کو غور سے دیکھا کہا ای جوان بلند بالا تو کون ہی اور
کسواسطے یہان آیا ہی شاپور نے کہا کہ مین فرعون شاہ کا فرستادہ ہون خاص عزازیل کے
پاس آیا ہون اُس سے فرعون کا ایک پیام کہنا ہی ہلاہل نے کہا وہ پیام کیا ہی مین بھی سنون
شاپور نے کہا فرعون شاہ نے منع کر دیا ہی کہ اس پیام کو بجز عزازیل کے کسی سے نہ کہنا وہ بھی
اُسوقت کہ عزازیل تنہا ہو پس مین بجز عزازیل کے کسی سے وہ پیام نہ کہونگا ہلاہل نے کہا اگرچہ
فرعون نے اُس پیام کے اخفا مین تاکید کی ہی لیکن مجھسے اُس پیام کو بیان کر دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی
شاپور نے کہا اگرچہ فرعون نے بالتخصیص تیرا نام نہین لیا کہ اُس سے اس پیام کو بیان نہ کرنا لیکن
مین بجاے خود احتیاط کا اقتضا یہ سمجھتا ہون کہ تجھسے بھی اُس پیام کو نہ بیان کرون ہلاہل نے کہا اگر تو
اُس پیام کو نہ بیان کریگا تو مین تجھے قید کرونگا اگرچہ تو فرعون کا فرستادہ ہی شاپور نے کہا تعجب ہی
کہ تو فرعون شاہ کا بھی پاس نہین کرتا ہلاہل نے کہا ہان شک کی حالت مین فرعون شاہ کے
پاس و لحاظ کی کچھ ضرورت نہین سمجھتا بعدہ حکم دیا کہ اس جوان بلند بالا کو اُس زندان کے قریب قید
کرو جسمین وہ دونون جوان مقید ہین چنانچہ بدیدا اور شاہزادہ بدیع الملک کے زندان کے قریب
شاپور شیر دل بھی مقید کیا گیا

مقید ہونا شاپور شیر دل کا شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے قریب اور ملاقی ہونا دونوں کا اور بھی چند حالات متعلق اسکے مسطور ہوتے ہین

اللہ رے تلون کبھی کیا کبھی کیا ہو
جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
گھر اپنے گئے ہین وہ مٹاتے ہوئے کسکو
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو
دیکھے کے اقرار سہی ہے یہ مضمان ہین
یہ شہر ٹھہر جائے کہ تجھ سے کو سزا ہو
سیدھ چھپا یا نہین قاصد سے خط اُنکا
ایک شخص ہی وہ تم اُسے سمجھے ہوئے کیا

شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو
بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
یہ تو نہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو
کیون وصل کی حسرت سے کرو لب نہین کی
یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو
اتر لیت نے کوثر کی تجھے خوب بلا لی
ایسا نہو کمبخت کی مٹی ہین قضا ہو

کھنچتے ہین اُسی بت کا طرفدار خدا ہو
تھم تھم کے چھری پھیر یہ رہ رہ کے کہنا
فریاد و جگر بعضے کی نالہ بلبل
یہ کاش الٰہی اُسے بد خو کی وفا ہو
دعوی مجھے دلبر ہے زبان پر تجھے ہین نا
کیا بات ہو واعظ ترے عقبی کا بھلا ہو
کیون زاغ کا نام آتے ہی نفرت ہوا

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اس طرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ جب حسب الحکم ہلاہل بدزبان ہلاہل نے شاپور شیر دل کو شاہزادہ بدیع الملک اور بدیہ کے قریب مقید کیا اسوقت شاپور شیر دل کے دل مین عجب طرح کا انتشار سمایا ہوا تھا دلین کہ رہا تھا کہ ہلاہل ملعون فرعون کے پیام بری کا کبھی کچھ خیال نہ کیا اور فوراً قید خانہ مین بھیج دیا دیکھیے یہان سے رہائی کی صورت کس طرح پیدا ہوتی ہے غور سے جو دیکھا کچھ اور لوگ بھی مقید معلوم ہوئے کہان نہین معلوم یہ کون لوگ قید ہین ہم شاپور کیسے سمجھے ہین بدیع الملک نے شاپور کو پہچانا قریب اُسکے آیا اور کہا اے جوان تو کون ہے پھر کیا نظر مین تیری صورت شناسا معلوم ہوتی ہے شاپور پر اُسوقت ایسا مفہوم و محزون تھا کہ بدیع الملک کی طرف نظر اُٹھا کے نہ دیکھا کہا شناسا بھی ایسا ہی ہے بدیع الملک نے کہا اے جوان تو میری طرف دیکھ اور پہچان کہ مین کون ہون اُسوقت شاپور نے بدیع الملک کو غور سے دیکھا اور پہچانا سلام کیا بدیع الملک جواب سلام دے کے کہا اے برادر شاپور کیا حال ہے شاپور نے کہا شکر ہے اُس خدا سے بزرگ و برتر کا اب تک مین زندہ ہون اگرچہ قید مصیبت مین مبتلا ہو گیا ہون اے شاہزادہ والا جاہ سچ تو یہ ہے کہ صرف تمہاری محبت مین اس نوبت کو پہونچا کہ آخر گرفتار بلا ہو گیا شاہزادہ نے کہا اگرچہ تم گرفتار بلا ہو گئے اور طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا ہوا مگر میرے واسطے کچھ تحفہ بھی لائے ہو شاپور نے ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے شاہزادہ کے سامنے رکھ دیا بدیع الملک ان اشیار کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہا اے شاپور ہزار ہزار آفرین تیری اس ہمت مردانہ پر واقعی کار سے کردی سچ کہا ہے ؎ ہر کار یکہ ہمت بستہ گردد ؞ اگر خارے بود گلدستہ گردد ؞ ہیکل کو گردن مین پہن لیا گوہر مراد کو جیب مین رکھا بعدہ بند ہاے دست و پا کو شکستہ کیا بدیہ نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو رہا دیکھا کہا شہریار اب کیا دیر ہے شاہزادہ بدیہ اور شاپور شیر دل کو بھی قید و بند سے رہا کیا

آمدم بر سر بیان ہونا عزرائیل و نسیل

سخنداں نکتہ سنج ہمایا زکردہ ؞ سخن را اینچنین آغاز کردہ ؞ کہ عزرائیل نے اپنے کو قصر فرعون کے قریب پہونچایا جو سما فلاو دربان قصر مین متعین تھے اُن سب کو بلایا کہا اے جادوان نابکار وہ کون ایسا شخص تھا جسنے بیباکی کی اُن سب نے بیان دونون ہاتھون سے اپنے اپنے سر پیٹے بعدہ کہا اے بڑا

غضب ہوا ہماری حفاظت و نگہبانی سے کچھ نہ ہوا ساٹھ گز کے قد کا پیادہ ایک شخص کی گردن پر سوار یہان
آیا اپنا مطلب نکالا چلتا ہوا عزازیل نے پوچھا اُسکا بشرہ کس قطع کا تھا اُنھون نے کہا اُس طویل القامت
کے چہرہ پر نقاب تھی ہمنے اُسکی صورت کو نہین دیکھا کیا بتائین راوی کہتا ہے اُسوقت عزازیل کو یقین
ہو گیا کہ یہ حرکت شاپور شیر دل کی ہے مسلمانون کے لشکر مین آ کے ہر چند تلاش کیا شاپور کا کہین پتا
نہ پایا دل مین کہا یہان نہین ہے شاید لشکر فرعون مین ہوگا لشکر فرعون مین آ کے تلاش کی وہان بھی نہ
پایا وہان سے پھر کے طلسم مین اپنے کو پہونچایا ہلاہل سے پوچھا میرے بعد یہان کوئی آیا تھا ہلاہل نے
کہا ہان ایک شخص آیا تھا اُسکا ساٹھ گز کا قد ہے میرے پاس آ کے کہا کہ عزازیل کہان ہے فرعون نے
مجھے ایک پیام پہونچانے کو اُسکے پاس بھیجا ہے ہر چند مین نے اُس پیام کو پوچھا اُسنے کہا کہ مجھے فرعون
نے تاکید کر دی ہے کہ خبردار یہ پیام بجز عزازیل کے اور کسی سے نہ کہنا عزازیل نے کہا کیا وہ یہان سے
چلا گیا ہلاہل نے کہا واہ ایسے آدمی کو چھوڑنا چاہیے مین نے باحتیاط تمام اُسکو خداپرستون کے زندان
کے قریب قید کیا ہے عزازیل نے کہا ارے تو نے غضب کیا کہ اُسکو بدیع الملک کے زندان کے
قریب قید کیا اب کوئی خداپرست مقید نہین رہیگا کچھ عجب نہین کہ وہ سب اُس قید سے رہا ہو گئے
ہون اے ہلاہل تو نہین سمجھا کہ وہ کون ہے آگاہ ہو کہ وہ شاپور ابن مرآت شاہ نکاوندی ہے کہ ہیکل
اور گوہر مراد کو لایا ہے بالیقین شاپور ابن مرآت شاہ نے وہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کو دیا
ہوگا جلدی جا کے اُنکی خبر لے اور چاہے سب کی خبر لے یا نہ لے شاپور کی خبر پہلے لے اور اُس سے ہیکل اور
گوہر مراد کو لے لے ہلاہل فوراً وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا اور چار سو جادوان کامل کو بھیجا اور اُنسے
بتاکید کہدیا کہ اُن تینون قیدیون کو اُسی طرح مسلسل بہوشیاری تمام یہان لے آؤ یہ پہنچے اُس قید خانہ مین
پہونچے اور تہیہ کیے ہوئے تھے کہ اُن قیدیون کو ہلاہل کے پاس پہنچا دین گے وہان اُن سب کو اُس
قید و بند سے رہا پایا سب نے باواز بلند کہا اے خداپرستو تمکو کس نے رہا کر دیا ارے ہم سب وقت
پر پہونچے کہ تم موجود ہو ورنہ کسی طرف چلے جاتے چلو تم سب کو ہلاہل جادو نے طلب کیا ہے اور
ہم سب کو خاص تمھارے ہی لینے کے واسطے بھیجا ہے بدیع الملک نے کہا اے خیرہ سرو بس اپنی
خیریت ہو کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ اپنے سزا اپنے اعمال کو پہونچو گے ہلاہل مردود کی کیا وقعت ہے
جو اپنے پاس بلائیگا ہم اپنے فعل کے مختار ہین یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ تم بدبختون کی قید مین مبتلا
ہو گئے تھے جاؤ ہلاہل سے کہدو کہ اب ہم ہرگز تیرے پاس نہین آئینگے اگر تجھے غرض ہے خود ہمارے
پاس چلا آ اور جو کچھ کہنا ہو کہہ ہم یہان متوقف رہین گے جبتک وہ نہ آئیگا ہم یہان سے نہ جائین گے یہ سن
تمام جادوگر مثل بلا کے درپے شاہزادہ بدیع الملک کے جانب جھپٹے شاہزادہ اور شاپور وغیرہ
بھی آمادہ حرب ہوئے بگیر و بزن کی آواز بلند ہوئی تلوارون کی جھنکار فلک تک جانے لگی چند ساعت
تک یہ ہنگامہ گرم رہا بدیع الملک کی اُسوقت یہ حالت تھی کہ تلوار علم کیے ہوئے ہر چہار جانب اُن
کفار پر پے در پے وار پر وار کرتا تھا بسمت ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ❊ بیکبارہ دو صد دو پارہ کرد
جب اُن جادوگرون کا بس کچھ نہ چلا اور بیشتر ہلاک ہوئے فرار پر قرار لیا اور اُس حالت مین باواز بلند
یہ کہتے جاتے تھے کہ اے خداپرستو تمنے ہلاہل جادو کے حکم سے روگردانی کی ہے ہم جا کے اُسکو اطلا

ہی خیر کوشش کرتا ہون اگر ہم پہونچتا ہی حاضر کرتا ہون ورنہ مجبوری ہی اب شاپور کا یہ حال ہی کہ جب اُن
جادوگرون کے گروہ پر حملہ کرتا ہی اور وہ جادوگر پسپا ہوتے ہین اُنکے مکانون مین در آتا ہی اور آب وطعام
کی جستجو مین مصروف ہوتا ہی اور پھر جب جنگ کا خیال آتا ہی کہ کفار کی کثرت ہی ایسا نہو مین اس طرف
مصروف ہون اُس طرف لڑائی کا رنگ دگرگون ہوجائے واپس آتا ہی اور جنگ مین مصروف ہوجاتا
ہی ایک مرتبہ اُن بدبختون کے مجمع مین در آیا وہ پسپا ہوئے شاپور نے تعاقب کیا حتی کہ ایک مقام پر پہونچا
دیکھا ایک قصر عالیشان واقع ہی اُس قصر مین پہونچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ رستم ثانی مقام صدر مین بکمال
شان وشوکت بیٹھا ہی متعدد مینا سے شراب رکھے ہین جونہین شاپور شیر دل پر نظر پڑی کہا ای شاپور تم
یہان کہان بہت عرصہ کے بعد مینے تمکو دیکھا شاپور نے کہا ای رستم ثانی طرفہ اتفاق ہی کہ تمسے یہان
ملاقات ہوگئی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم یہان مقیم ہو ورنہ تم بھی میرے شریک ہوتے آج چار روز کا عرصہ گذرا
کہ شاہزادہ بدیع الملک جادوان بدکار سے کارزار مین مصروف ہین اور عظیم ہنگامہ جنگ گرم ہی تمکو
یہان کہان بیٹھے ہو اور کیا کام کر رہے ہو رستم ثانی نے کہا ای شاپور میری حقیقت یہ ہی کہ مین جادوان
نابکار کی قید مین مبتلا تھا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اختران اختر شمار وزیر بابل نے مجکو قید سے
رہا کردیا اور یہان سے لے آیا اب تک مین یہین مقیم ہون تمہارا یہانتک پہونچنے کا کیا سبب ہوا یہ تو
معلوم ہوا کہ تم اور شاہزادہ بدیع الملک کفار سے جنگ وحرب مین مصروف ہو شاپور نے کہا
شہریار مفصل حقیقت یہ ہی کہ چار روز سے جو شاہزادہ ہنگامہ جنگ گرم کیے ہوئے ہی گرسنگی وتشنگی
کے غلبہ کا حال مجھسے بیان کیا مجکو فکر ہوئی کہ آب وطعام ہم پہونچانا چاہیے جب اُن کفار پر حملہ کیا اور وہ
پسپا ہوئے اور اُنکے مکانون مین در آیا اور آب وطعام تلاش کیا اسی طرح ایک مرتبہ وہ پسپا ہوتے ہین مینے
اُنکا تعاقب کیا حتی کہ یہانتک پہونچا اس قصر کو دیکھا دل مین آیا کہ اس قصر کی بھی سیر کرنا چاہیے یہان تمکو
دیکھا رستم ثانی نے کہا ای شاپور سامنے کے حجرہ مین آب وطعام بکثرت ہی جسقدر درکار ہو لیجاؤ اور
مین بھی چلتا ہون یہ کہکے رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا سلاح تن پر آراستہ کیے متعدد حربے ہاتھ مین لیے اُسطرف
شاپور اُس حجرہ مین پہونچا دیکھا واقعی قلیا قورما کباب کوفتے پلاؤ چلاؤ فیرنی وغیرہ طرح طرح کے کھانے نہایت
خوشبو مزہ موجود ہین خود بھی گرسنہ تھا بلاتکلف بیٹھ کے کھانا شروع کیا جب خوب سیر ہوگیا کچھ شیرمالین
اور کباب رومال مین باندھے اور ایک صراحی آب سرد کی لیکے حجرہ کے باہر آیا رستم ثانی سے کہا شہریار
اگر چلنا ہو تو چلو رستم ثانی نے کہا چلو مین تیار ہون غرضکہ وہان سے دونون روانہ ہوئے لشکر بابل
کے قریب پہونچے رستم ثانی نے ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ باش ای جادوان مکار مین تمہاری جان کا
عزرائیل آپہونچا دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جانین سلامت لیجاتے ہو اُسطرف شاپور شیر دل
وہ آب وطعام لیے ہوئے شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شاہزادہ نے کہا ای شاپور اب
گرسنگی وتشنگی سے جان بلب ہون للہ کچھ آب وطعام کی فکر کرو شاپور نے کہا شہریار آب وطعام موجود
ہی نوش فرماؤ وہ شیرمالین شاہزادہ کو دین شاہزادہ نے خوب سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا خدا کا شکر
کیا بعد ازان بہزاد کا خیال آیا بقیہ طعام لیے ہوئے بہزاد کے پاس پہونچا کہا تو بھی گرسنہ ہوگا آکھانا کھا
بہزاد نے سلام کیا اُسنے بھی سیر ہوکے کھانا کھایا پانی پیا بعدہ دونون ہنگامہ جنگ مین آئے رستم ثانی

نے جو بدیع الملک کو دیکھا سلام کیا کہا اے شہریار جہان نور چشم نور الدہر بن بدیع الزمان ہرگز یہ دہ
حمزہ صاحبقران مجھے معلوم ہے کہ عرصے سے ہنگامہ پیکار گرم کیے ہوئے ہو چند لمحہ توقف فرماؤ میری لڑائی کا تماشا
دیکھو میں تازہ دم آیا ہوں بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ سب کچھ صحیح ہے کہ میں عرصہ سے ہنگامہ جنگ
گرم کیے ہوئے ہیں اور بلے اشتہا کسل وکاہلی نے مجھ میں راہ پائی ہے تاہم مجھکو اس بات کا خیال ہے کہ یہ جادوگر
بڑے مکار و بدکار ہیں انکے ادنے ایک اسم میں وہ طاقت ہے کہ اگر ہزار رستم و افراسیاب ہوں تو عہدہ بر آ
نہیں ہو سکتے پر تو [illegible] ہے کہ تمکو جنگ کی اجازت دوں اور خود چند لمحہ استراحت کروں مگر نتیجہ یہ معلوم ہوتا
ہے رستم ثانی نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار میری بھی التجا یہی ہے آئندہ تمکو اختیار ہے غرضکہ بدیع الملک
اور رستم دونوں جنگ وحرب میں مصروف ہوئے یکایک بلاہل جادو کو یہ خبر پہونچی رستم ثانی
اختران اختر شمار وزیر کے یہان سے آیا ہے بلاہل کو بہت تعجب ہوا کہ جلد جاؤ اختران اختر شمار
وزیر کو لے آؤ لوگ گئے ہر چند اختران اختر شمار وزیر کو تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا واپس آئے
بلاہل سے کہا ہمنے وزیر کو ہر چند تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے سبب
سے روپوش ہو گیا ہے سخت شرارت کی کہ خدا پرستوں کو مدد دی اگر رستم ہاتھ آ گیا تھا اسکو گرفتار کر لینا
تھا نہ یہ کہ اسکو رہا کر دیا اور خود غائب ہے بلاہل نے کہا اے فلان اب بات کا خیال بیکار ہے کیونکہ
اختران اختر شمار وزیر نے جو کچھ کیا وہ کیا اگر وہ ہوتا تو معقول جواب لیا جاتا تاکہ دوسرے دن
کو عبرت ہوتی اب یہ فکر کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست پسپا ہوں اور ہمکو مفر ملے ورنہ جسقدر اس معاملہ کو طول
ہوگا بہتر نہ ہوگا ایک جادو بلاہل کے قریب آیا کہا اے بلاہل میرا خیال یہ ہے کہ جبتک ہیکل اور گوہر مراد
بدیع الملک کے پاس رہیگا کوئی جادوگر اسکے مقابلہ میں سربر نہ ہوگا اور نہ کوئی سحر وافسون اسپر کارگر ہوگا
فلہذا بہتر یہ ہے کہ پیشتر بدیع الملک سے ہیکل اور گوہر مراد ہی لینے کی کوشش کیجائے بعدہ جو کچھ
کیا جائیگا وہ اچھا اثر دکھائیگا بلاہل جادو نے کہا یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن کوئی ایسی تدبیر سمجھ میں نہیں
آتی کہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک سے دستیاب ہو جائے اگر تجھے ممکن ہو تو کیوں توقف
کرتا ہے وہ جادوگر تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اے بلاہل ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے کیا عجب اگر اسکی وجہ سے ہیکل
اور گوہر مراد وغیرہ دستیاب ہو جائے بلاہل نے کہا اے غضنفر میں تجھسے بہت خوش ہونگا اگر تیری
کوشش سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہو جائینگی غضنفر جادو نے اپنی صورت اختران شاہ وزیر کی
صورت سے مشابہ کی شاہزادہ بدیع الملک کے قریب پہونچا رستم ثانی نے کہا اے اختران تم اسوقت
کہان آئے اختران شاہ مصنوعی نے کہا شہریار میں اسوقت اس خیال میں مبتلا ہوا کہ اس طرف ایک
جادوگر کی جمعیت ہے اور تم صرف چار شخص ہو مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو تم چار شخص کس کس کو جواب دو گے
اور کہا لشکر کہان سے پہنچ گئے آخر پسپا ہو گئے چنانچہ پریشان ہو گے تمہارے پاس آیا ہوں کہ میرے تمہارے
مشورہ سے کوئی صورت آسانی کی پیدا ہو بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی یہ کون شخص ہے جس سے
تم ہمکلام ہو رستم ثانی نے کہا شہریار تمنے اس شخص کو نہیں پہچانا یہ اختران بلاہل جادو کا وزیر ہے اور ان
مرد مسلمان ہے میں اسکا ممنون احسان ہوں اسواسطے کہ اسنے مجھکو رہا کر کے اپنے گھر میں چند روز تک تنہا
رکھا اور نہایت خاطر داری و مدارات سے پیش آیا چونکہ یہ ایک مرد نیک نفس ہے فلہذا اسوقت بھی یہ بنظر

خیرخواہی آیا ہی اور کہتا ہی کہ جادوان مکار کی جمعیت کثیر ہی چند نفس تاب مقابلہ نہیں لا سکتے اگرچہ خداوند عالم
کی مشیت میں کسی کو دخل نہیں ہی لیکن بظاہر اسکا خیال صحیح معلوم ہوتا ہی بدیع الملک غضنفر مکار کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای اختران وزیر صاحب تدبیر ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تو نے بنظر خیرخواہی و ہمدردی
یہ کلمہ کہا لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں ورانحالیکہ ہم یہان مسافر ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتے اُسنے کہا شہریار
اب جو کچھ میں کہون اُسپر عمل کرو پیشتر میرے عقب میں چلے آؤ بدیع الملک نے کہا مضائقہ چنانچہ
وہ مکار شاہزادہ کو ایک حویلی میں لایا جو ہر طرح کے اسباب ضرورت و زینت سے آراستہ تھی کہا شہریار
تم یہان بآرام و آسایش قیام فرماؤ طعام و شراب وغیرہ جملہ سامان موجود ہی کوئی مانع نہیں بلاتکلف نوش
فرما سکتے ہو جب وقت منظور ہو یہان سے برآمد ہو کے جادوان مکار و بدکار سے مقابلہ کرو اور پھر یہان
آکے استراحت کر سکتے ہو بدیع الملک کو اطمینان ہوا غضنفر مکار نے اُسی وقت دسترخوان
طرح طرح کا کھانا چنا سب نے سیر ہو کے کھایا بعد فراغ طعام غضنفر مکار نے بدیع الملک سے
آہستہ کہا شہریار میں نے سنا ہی کہ گوہر مراد و ہیکل ہزار دانہ و لعل احمر تمہارے پاس ہی
بہت کچھ تعریف اُسکی سنی ہی اور یہ بھی میرے گوش زد ہوا ہی کہ اہل جادو وغیرہ اُسکی
تمنے اُن اشیا کی خوب حفاظت کی میں بھی اُن اشیاء نادر الوجود کو دیکھنے کا اشتیاق رکھتا ہون اگر ممکن ہو تو
مجھی ایک نظر دکھا دو شاہزادہ بدیع الملک کو اُس مکار کے فریب سے اطلاع نہ تھی وہ سمجھا کہ یہ
پیر اور دوست خداپرست ہی اور رستم ثانی کے کہنے پر اعتماد کیے ہوئے تھا اُسکی درخواست پر بلا تکلف
بغل سے ہیکل وغیرہ کو نکالی اور غضنفر مکار کو دے کے کہا ای اختران دیکھو یہی وہ اشیا عجیب
ہیں جنکی تعریف تو نے سنی ہی غضنفر مکار نے پہلے بنظر غور ہیکل یاقوت احمر کے ہر ایک دانہ کو اور
گوہر مراد کو دیکھا کہا شہریار یہان تاریکی ایسی ہی کہ میری نظر کام نہیں کرتی اور اب میری نظر میں کمی ضعف
پیدا ہو گیا ہی یہ کہکے ہیکل وغیرہ کو لیے ہوئے صحن حویلی میں آیا بدیع الملک سمجھا کہ اختران وزیر
ہیکل وغیرہ کو روشنی میں دیکھ کے پھر یہان چلا آئیگا غضنفر نابکار دروازہ کی طرف بڑھا شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا ای اختران ان اشیاء کو بیرون خانہ لیجانا مناسب نہیں ہی غضنفر مکار نے
کہا ای بدیع الملک تجھسے بڑھ کے دنیا میں کوئی بیوقوف نہوگا تو نے یہ بھی نہ پہچانا کہ میں اختران وزیر
ہون یا دوسرا شخص ہون اور ان اشیاء نایاب کو بلاتکلف میرے حوالہ کر دیا آگاہ ہو میں اختران
وزیر نہیں ہون غضنفر جادو ہون خاص ہیکل اور گوہر مراد لینے کو اختران وزیر کی صورت
مشابہ ہو کے آیا تھا اب کیا خیال تمہارا ہی جو تجھسے ہیکل اور گوہر مراد کو لیے میں جاتا ہون دیکھو تم پر
پر کیسی آفت نازل کرتا ہون بدیع الملک نے نعرہ مارا کہ باش او مکار تو نے بڑا فریب دیا یہ کہکے اُسکا تعاقب
کیا غضنفر مردود یکایک بدیع الملک کی نظر سے غائب ہو گیا بدیع الملک اُسی حویلی میں واپس آیا
مگر نہایت متاسف رستم ثانی نے کہا شہریار بڑی غلطی ہوئی بدیع الملک نے کہا برادر تمہارا اسکا کیا
اعتبار پر میں نے اُسے ہیکل وغیرہ کو دیدیا کیونکہ تمنے کہا یہ میرا محسن ہی اسنے مجھکو پناہ دیا چند روز تک
مہمان رکھا خاطرداری سے پیش آیا رستم ثانی نے کہا جبتک یہ اختران وزیر نے مجھکو پناہ دیا اور مہمان
بھی رکھا لیکن یہ مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہ موذی اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آیا ہی کاش کہ پیشتر ہی معلوم

کہا ... تو یقین سمجھ لے ... اور کہا جو کچھ میں ... نابکار سے ... کی باتوں

ہو جاتا تو مین ہلاک کرتا ہرگز زندہ جانے نہ دیتا بدیع الملک نے کہا اچھا تو وہ اپنا کام بنا لے گیا
غرضکہ وہ سب اُسی حویلی مین مقیم رہے اب اُس طرف کا حال سماعت فرمایئے کہ غضنفر جادو ہیکل
اور گوہر مراد لیے ہوئے جب اُس حویلی سے باہر آیا سامنے دیکھا یاقوت جادو چلا آتا ہے غضنفر
نے کہا اے یاقوت کہان جاتا ہے اُسنے کہا مین نے سنا ہے اس حویلی مین خداپرست مقیم ہین جنکے پاس
گوہر مراد اور ہیکل ہے اُسنے کہا خاطر جمع رکھو اگرچہ اس حویلی مین خداپرست ضرور مقیم ہین لیکن اب وہ
بالکل تہی دست مقیم ہین گوہر مراد اور ہیکل مین اُن سے لے آیا خاص اس کام کے واسطے آیا تھا مین نے
خداپرستون کو بڑا فریب دیا تب یہ دونون چیزین اُنسے دستیاب ہوئین ورنہ کسی طرح دستیاب ہونا ممکن
نہ تھا یاقوت جادو بہت خوش ہوا کہا اے غضنفر ہزار ہزار آفرین تیری اس کارروائی پر کارے
دارد ہی خداپرستون سے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا ایک امر عظیم تھا وہ آفت کے لوگ ہین کوئی سحر و افسون
اختران مین کارگر نہین ہوتا لیکن اے غضنفر مین نے سنا ہے ہیکل اور گوہر مراد کے عجیب و غریب
اثر سنے آتے ہین دیکھنے کا بہت مشتاق ہون ایک نظر مجھے دکھا دے غضنفر نے کہا برادر یہ
ہلاہل سے کہا جو دو مین شوق سے دیکھو یہ کہکے گوہر مراد اور ہیکل کو جیب سے باہر لایا یاقوت
نے بذوق جادو نے غور سے اُسے دیکھا کہا کیا واقعی یہ وہی ہیکل و گوہر مراد ہے غضنفر ملعون
تھا نا موجود تھا دیکھ رہا تھا یاقوت نے ہیکل و گوہر مراد کو جیب مین رکھ لیا اور تلوار میان سے نکالکے
مثل بجلی کے اُسکی کمر پر وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا یہان بدیع الملک اور رستم وغیرہ نہایت
پریشان و مضطرب بیٹھے ہوئے تھے ہیکل گوہر مراد کی باتین ہو رہی تھین شاپور شیردل نے دیکھا
یاقوت چلا آتا ہے بدیع الملک کے قریب آکے سلام کیا شاپور سے کہا شہریار اسوقت تم سب
بہت پریشان معلوم ہوتے ہو خیریت تو ہے بدیع الملک کو اُسکے اس طرح کے استفسار سے
تعجب ہوا شاپور سے پوچھا یہ کون شخص ہے شاپور نے کہا اس شخص کا نام یاقوت جادو ہے اسی
نے مجکو قصر فرعون تک پہنچایا تھا اور یہ جوان ہلاہل جادو کی دختر پر فریفتہ بھی ہے مین اسکا بہت
ممنون و متشکر رہتا ہون بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک بہتر ہوگا اگر اس سے بھی اُس واقعہ کا ذکر
کیا جاوے جو فی الحال وقوع مین آیا شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہے شاہزادہ نے کہا اے یاقوت تمنے
شاپور شیردل پر کیا احسان کیا مجھپر احسان کیا اب یہ تازہ واقعہ سن غضنفر جادو و اختران کی صورت
سے مشابہ ہو کے یہان آیا اور اس طرح آیا کہ ہم مین سے کسی نے نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مکر و فریب سے
ہیکل و گوہر مراد ہم سے لیگیا یاقوت جادو نے کہا شہریار تعجب ہے کہ تم ایسے ذی فہم نے ایسا دھوکا
کھایا اگر ہیکل و گوہر مراد دستیاب ہو گیا تھا تو اُسکی کامل حفاظت کرنا تھی شاہزادہ نے کہا بخدا اسوقت مجھکو
مطلق خیال نہ رہا بالکلیہ اُن اشیا سے نایاب کو اُسکے حوالہ کر دیا مین سمجھتا تھا کہ اختران وہ ہے اسکی
کیا خبر تھی کہ یہ فریب ہے یاقوت نے کہا پھر اب کیا تدبیر سوچی ہے جو ہیکل وغیرہ پھر ہاتھ آ جائے
شاہزادہ نے کہا جو شے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اُسکا بار دیگر دستیاب ہونا محال ہوتا ہے یاقوت نے کہا
اے والا منزلت اگر ہیکل وغیرہ بار دیگر دستیاب ہو جائے تو کسی قدر خوشی کی بات ہے شاہزادہ نے
کہا بیشک جسکے ذریعہ سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہوگی مدت العمر اُسکا ممنون رہونگا یاقوت نے ہیکل

وغیرہ کو جیب سے نکالا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے رکھ کے کہا شہریار دیکھو یہ کیا شئی ہے جونہی
شاہزادہ کی نظر گوہر مراد پر پڑی دل باغ باغ ہوگیا یاقوت کو سینہ سے لگا لیا اور کہا ای برادر یاقوت
سچ کہو یہ ہیکل و گوہر مراد کہاں سے ہاتھ آئی اسکو تو غضنفر مردود لیگیا تھا یاقوت نے کہا جسوقت
غضنفر دروازہ سے برآمد ہوا چونکہ مجھکو پیشتر سے خبر معلوم ہوگئی تھی کہ خدا پرست اس حویلی مین مقیم
ہین یہان کا حال دریافت کرنے کو آتا تھا غضنفر کو دیکھ کے متوقف ہوا اُسوقت غضنفر کچھ تشویش الحال
تھا مین نے اُسکا حال پوچھا اُسنے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا بیان کیا مین نے ہیکل کے دیکھنے کی
آرزو ظاہر کی اُسنے ان اشیا کو میرے ہاتھ مین دیدیا مین نے وقت و فرصت کو غنیمت جانا ایکبارگی
وار مین اُس مکار کا کام تمام کیا اور ہیکل وغیرہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے کہا برادر
غضنفر نے مجھی ان اشیا کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا جو مین نے اُسے دیدین اور وہ لیکے چلا
گیا بعد انکار کے کردی اب مین بالکل ہیکل وغیرہ کے دستیاب ہونے سے ناامید ہوگیا تھا ع
آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ✢ اگر عزرائیل کا میرے ہاتھ سے ہلاک ہونا مقدر ہے تو یقین سمجھئے
کہ اس طلسم کی بادشاہی بھی تیرے نام پر مقرر ہے یاقوت نے کمال ادب سے سلام کیا اور کہا جو کچھ مین
عرض کرون اُسے سماعت فرمائیے جبتک اس طلسم کی لوح دستیاب نہوگی ان جادوان نابکار سے
مقابلہ کرنا عبث ہے بدیع الملک نے کہا مجھکو کیا معلوم کہ وہ لوح کہان ہے اور کس طرح دستیاب ہوگی یاقوت
نے کہا مجھسے سنو لوح اس طلسم کی ہلاہل جادو کے پہلو مین رکھی ہے تمہارے کوشش کرنے کی کچھ
ضرورت نہین ہے مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُس لوح کو ہلاہل جادو کے پاس سے لیے آتا ہون
شاہزادہ نے کہا خیر تیری توفیق مین خدا ترقی عطا فرمائے یاقوت رخصت ہوکے روانہ ہوا راوی
کہتا ہے کہ ہلاہل جادو اپنے قصر مین مصروف خواب تھا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک لکہ نور پیدا ہوا قریب
آیا اُس لکہ نور سے ایک مرد محترم نورانی صورت نمودار ہوا ہلاہل کے دل مین اُس مرد معظم کا رعب
طاری ہوا تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت ادب سے سلام کیا اُس مرد معظم نے کہا ای ہلاہل
یہ تیری تعظیم و تواضع محض عبث ہے ہلاہل نے کہا کیا وجہ ہے اُس مرد نورانی صورت نے کہا وجہ تو خود
جانتا ہے میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جس شخص نے دنیا مین حق و ناحق کو نہ پہچانا اسکا پیدا
ہونا اور ناپیدا ہونا سب یکسان ہے اسقدر تیری عمر ہوئی آج تک تونے یہ نہ جانا کہ مذہب حق کون ہے آج ہم
تجھکو خاص یہ اطلاع دینے آئے ہین کہ اگر تو اسی طرح کفر و ضلالت مین مبتلا رہیگا ضرور ایک روز تو اس
شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اگر اپنی خیریت اور دنیا مین چند روز زندہ رہنا
چاہتا ہے تو مسلمان ہوجا اُس حالت مین بدیع الملک کے ہاتھ سے تجکو بالکل گزند نہ پہنچیگی اُسنے
کہا یا حضرت مین آپ سے بالکل ناواقف ہون پہلے اپنا نام و نشان ارشاد فرماؤ اُس مرد بزرگ نے
کہا ای ہلاہل میرے نزدیک میرے نام و نشان سے بیکار آگاہ ہونا چاہتا ہے اُسنے اصرار کیا مرد بزرگ
نے کہا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہین اسوقت ہلاہل جادو کی توفیق آسمانی ایسی رفیق ہوئی کہ
وہ فوراً اُس مرد نورانی صورت کے پانون پر گر پڑا اور زار و قطار روتا جاتا تھا اور کہتا تھا ای
معظم ذات مکرم صفات اسوقت تمہاری تنبیہ سے میرے دل کی آنکھین کھل گئین جو مذہب حق سمجھنے

مجھے تعلیم فرماؤ مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو آجتک ضلالت مین مبتلا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
کلمہ طیبہ تعلیم کیا ہلاہل بصدق دل مسلمان ہوا نہایت خلوص سے مصافحہ کیا حضرت نے فرمایا اے ہلاہل
شریعت اسلام مین سحر وغیرہ کی سخت ممانعت ہے آیندہ ایسے امور ناجائز سے احتراز کرنا اور یاقوت
واسطے لوح کے تیرے پاس آئیگا تجکو چاہیے کہ پہلے اُسکے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت
مین جا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر بعدہ شاہزادہ کو سحرازیل کے مکان پر پہونچا تاکہ بدیع الملک
اُسکو ہلاک کرے اور یہ بھی تجکو ہدایت کیجاتی ہے کہ یاقوت تیری دختر کا خواستگار ہے اُن دونون کے
باہم بلاتکلف عقد کر دے تاکہ سحرازیل کا کام تمام ہو جائے اس تعلیم و تفہیم کے بعد وہ حضرت یکایک
نظر ہلاہل سے غائب ہو گئے ہلاہل بیدار ہوا اپنے قصر مین آکے قیام کیا دل مین سوچ رہا تھا کہ طرفہ
ماجرا ہے مدت العمر میری کفر و ضلالت مین بسر ہوئی اب مذہب حق اختیار کرنے کا اتفاق ہوا اس اثنا
مین یاقوت آیا ہلاہل کو سلام کیا ہلاہل اُٹھ کھڑا ہوا یاقوت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند
ہزار ہزار آفرین تجھپر تونے بہت بڑا کام کیا یاقوت بہت حیرت تھا کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ آج ہلاہل مجھسے بہت
خلق سے پیش آیا کہا اے ہلاہل آج مین اس طرح کے خلق و لطف سے متعجب ہون یہ کیا امر ہے ہلاہل
نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ آج شب کو حضرت ابراہیم خواب مین تشریف لائے تھے اُنکی ملازمت سے
مین بہرہ یاب ہوا مجکو دین حق تعلیم کیا ہے اب مین بصفاے قلب مسلمان ہون مجکو شاہزادہ بدیع الملک
کی خدمت مین لیچلو تاکہ اُس شاہزادہ والا جاہ کو سحرازیل کے پاس پہونچادون بعد ازان تمام جادوان
موجودہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اے یاران من اگرچہ ادنی و اعلی سب تعلقات دنیا مین ایسے مبتلا ہین
کہ آخرت کی مطلق خبر نہین ہے تاہم ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی قدر عاقبت کی بھی خبر لے مین تمسے سچ کہتا ہون
کہ شاہزادہ بدیع الملک کا مذہب سچا ہے فرعون ملعون کیا مال ہے اور سحرازیل کیا چیز ہے فرعون
نابکار نے بیسون مرتبہ مسلمانون کے ہاتھ سے ذک پائی ہے اگر کچھ بھی قابلیت فرعون مین ہوتی تو کیون
یہ نوبت پہونچتی سچا خدا صرف مسلمانون کا ہے اور یہ جو فرعون کہتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا ہے
وہ میری مشیت مین پہلے گذر چکا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے اُس پلید کو مشیت سے کیا نسبت مین نے ایسے
سنگ خارشتی بیشتر دیکھے ہین میری خوشی یہ ہے کہ تم سب مسلمانون کے خدا کی بندگی اختیار کرو بعضون
نے اُسوقت دین اسلام قبول کیا بعضون نے کہا اے ہلاہل درآنحالیکہ مدت العمر ہم مسلمانون کے خدا
سے نابلد رہے اب یکایک کس طرح اُسکی بندگی اختیار کر سکتے ہین ہان کچھ دلائل حقیقت دین اسلام
کے بیان کرو اُسکے بعد ہم دین اسلام اختیار کرین گے راوی کہتا ہے کہ اُس شب کے خواب کی برکت
سے ہلاہل کے ذہن مین ایسی وسعت پیدا ہو گئی کہ اُسنے بکمال فصاحت دین اسلام کے حق
ہونے کے دلائل بیان کیے حتی کہ وہ ایک لاکھ جادوگرون کی جمعیت احاطہ اسلام مین داخل ہوئی
ہلاہل یاقوت کے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین آیا نہایت ادب سے سلام کیا
شاہزادہ نے نہ پہچانا پوچھا یہ کون ہے یاقوت نے کہا شہریار ہلاہل جادو یہی ہے فی الحال اسنے دین اسلام
اختیار کیا ہے حضور کی ملازمت کا مشتاق تھا لہذا مین اپنے ہمراہ لے آیا شاہزادہ نے کہا اے ہلاہل
مدت مدید تک تو ساحر راستے سے برگشتہ رہا اب کیا باعث ہے کہ راہ راست پر آنیکا ہوا اُسنے کہا

آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم خواب مین تشریف لائے دین حقہ تعلیم فرمایا اور یہ بھی ضروری
ہدایتیں کین جب مین بیدار ہوا اہتمام ہوا دو ان ہمراہی کو تفہیم و تعلیم کی چنانچہ وہ سب بھی مسلمان ہوگئے
اب میرے ہمراہ چلو تاکہ مین تمکو مقام عوازیل مین پہونچا دون اسکو میرے حال کی مطلق اطلاع نہین
ہو ایسی حالت مین بعنوان مستحسن اسکا کام تمام ہوسکتا ہو شاہزادہ نے کہا خداوند عالم تیرے توفیق
مین اس سے زیادہ ترقی عنایت فرمائے تیرا واقعہ عجیب و غریب ہو غرضکہ بدیع الملک مع یاران
ہمراہی ہلاہل کے ساتھ اسی وقت روانہ ہوا ہلاہل نے اپنی فوج کو بھی ساتھ لیا اور وہان سے
کوچ کرکے برابر تختہ سنگ کے پہونچا شاہزادہ سے آہستہ کہا شہریار عوازیل اس پتھر کے نیچے ہی
اب وقت طلب یہ امر ہی کہ اگر مین یہانتک پہونچ گیا اور تمکو بھی لے آیا ہون لیکن ایسی حالت مین
کہ یہان ایک جمع کثیر ہی اسکا باہر آنا ایک امر محال ہی البتہ مکر و فریب سے کار برآری ہوجائے تو عجب
نہین چہرہ ہی کہ مکر و فریب کیا کیا جائے شاہزادہ نے کہا میرے نزدیک تو فریاد و واویلا کرکہ یہ
خداپرست مجکو گرفتار کیے لیے جاتے ہین تیری آواز سن کے عوازیل پتھر کے نیچے سے نکل آئے
تو عجب نہین ہلاہل نے کہا شہریار اگر مین آواز فریاد و واویلا بلند کرونگا بسبب خوف کے اسکا
زیر سنگ سے باہر آنا غیر ممکن ہی البتہ میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم مین سے دو تین آدمی گریہ و زاری
شروع کرین اور کہین کہ اے ہلاہل تجھے قسم ہی عوازیل اور فرعون کے حق کی ہمکو ہلاک نہ کر
جب یہ آواز اسکے کان مین پہونچیگی اسکو خیال ہوگا کہ خداپرست قبضہ مین آگئے ہین پس فوراً زیر
سنگ سے باہر آجائے تو عجب نہین شاہزادہ نے کہا یہی سہی تم ہی اپنے مطلب کے موافق دو
تین آدمی تجویز کرلو اور انھین سمجھا دو چنانچہ ہلاہل نے ہدہد اور شاپور شیردل کے جانب
اشارہ کرکے کہا یہ دونون اس کام کے واسطے مناسب معلوم ہوتے ہین شاہزادہ نے
اشارہ کیا دونون ہلاہل کے پاس آئے اور کہا ہان بیان کرو کیا کرنا چاہیے ہلاہل نے بار دیگر
ان دونون کو بخوبی سمجھا دیا چنانچہ اس سنگ گران کے قریب جاکے ہدہد و شاپور شیردل نے آواز
دردناک رونا شروع کیا اور کہا اے عوازیل صدقہ فرعون اور عوازیل کا ہمکو ہلاک نہ کر ہلاہل
نے نعرہ مارا اور کہا اے خداپرستو تمنے خداوند فرعون کی بندگی نہین کی اور ہمیشہ اس سے برسر
پرخاش رہے لیکن ہم تمکو پاگئے ہین اب ہرگز رہا نہین کرینگے تمکو ہمیشہ اس بات کا خیال نہ آیا کہ ایسے بڑے
خداوند کی بندگی سے قطع نظر کرکے کہان رہ سکتے ہین اور اس طرح جانبری ہوگی اور پکار کے کہا اے
عوازیل اے عوازیل دیکھ تیری خیرخواہی کی وجہ سے مین نے ایسے امر عظیم کو انجام دیا ہے یعنی
مسلمانون کے اعلی سردارون کو گرفتار کرلایا ہون جلد پتھر کے نیچے سے باہر آ ان خداپرستون
بارے مین حکم مناسب دے تاکہ اسکی تعمیل کیجاوے اگر دیر ہوگی یہ خداپرست پھر وقت پاکر
سے نکل جاوینگے پھر کوئی کارروائی بکار آمد نہ ہوگی آیندہ اختیار ہے جونہین یہ آواز ہلاہل
کی عوازیل نے سنی بلند قہقہہ مارا اور کہا اے ہلاہل شاباش ہے ہزار آفرین باد برین ہمت مردانہ تو
قسم ہے مجکو سر فرعون کی کار سے کرنی ہی تو گھبرانا نہین پس تو جلد تجویز کر اپنے کو پہونچا سے زین
اور تبر داران خداپرستون زن سے کسی کو رہا نہ کرنا ہلاکی ندامت سے بہر صورت تیرہ دلاحق حال رہتا ہو

بلاہل نے شاہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے مردان ہمراہی سے کہا آگے بڑھ کے اس سنگ گران کو ہر چہار جانب گھیر کے کھڑے ہو اور اپنی اپنی کمند کو بخوبی سنبھال لو ایسا نہو کہ عزازیل یہان سے زندہ نکل جائے چنانچہ تمام جاودان ہمراہی بلاہل اور یاران شاہزادہ بدیع الملک نے اس پتھر کو گھیر لیا کمندون کو اس پتھر سے مار دیا یکایک اس پتھر کو جنبش ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک پارہ اس کنوئین سے باہر آیا جو ہین اسکی نظر شاہزادہ پہ پڑی اور یاران ہمراہی کو دیکھا ارادہ کیا کہ پھر پری کی صورت سے مشابہ ہوکے وہان سے نکل جائے ہدہد اور شاپور شیر دل پیشتر سے ہوشیار بیٹھے تھے فوراً حلقہاے کمند اسپر پھینکے اور گرفتار کر لیا اسنے سحر خوانی کے ارادہ سے سب کو جنبش دینا شروع کی شاپور نے کہا اے شاہزادہ والاقدر خبردار رہنا ایسا نہو کہ یہ مکار ہاتھ سے نکل جائے اسکی لب سحر خوانی مین حرکت کر رہے ہین شاہزادہ نے جوالدوزی جیب سے نکالی اسکے منہ پر چڑھا دی جسکے سبب سے منہ کو یا دوختہ ہوگیا باستحکام تمام بستہ کرکے اپنی جگہ پر آکر باطمینان تمام قیام کیا اور کل سرداروں کو جمع کیا خلعت خاصہ طلب کرکے سب کی موجودگی مین بلاہل کو بخشا اور کہا ایہا الناس اگرچہ یہ شخص دل مین گمراہ تھا لیکن اب چونکہ دائرہ اسلام مین بخلوص نیت داخل ہوا ہے پس اب ہم اسکو اپنے سے بہتر سمجھتے ہین اس طلسم کی حکومت بھی اسکے نام پر مقرر کی بعدہ بلاہل سے کہا ہم تیری دختر کو یاقوت سے منسوب کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایک مدت سے وہ دل و جان سے اسکا منسوب کرنا ضروری ہے پس اگر یاقوت سے منسوب کیجاوے تو کیا مضائقہ ہے اگر تو یاقوت شاہ مین کسی نوع کا نقصان بیان کرے تو یہ مناکحت موقوف رہے بلاہل نے کہا شہریار یہ میری کیا مجال کہ حکم والا سے سرتابی کر سکون انچہ راے مولا از ہمہ اولیٰ شاہزادہ نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین راے مولا از ہمہ اولیٰ کا مطلق دخل نہین ہے اگر کوئی نقص ہو تو بلاتکلف بیان کر دینا چاہیے میری خواہش یہ ہرگز نہین ہے کہ میری وجہ سے کسی کو صدمہ پہونچے بلاہل نے کہا اے والا منزلت اسکے معنے یہ نہین ہین کہ مین داب و لحاظ کے سبب سے کچھ نہین کہہ سکتا مین بھی اس راے سے متفق ہون شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ مناکحت بکمال اہتمام و انتظام عمل مین آئے چنانچہ اسی وقت سے اہتمام عروسی شروع ہوا تمام ملازمون کو علی قدر مراتب جوڑے تقسیم ہوئے محفل عیش و نشاط منعقد ہوئی طرح طرح کے ناچ گانے ہونے لگے ایک رقاصہ شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی غزل

ستم کو لطف اٹھانے مزے وفا کے لیے
جو یہ لیا ستم تجھسا جفا پیشہ یہ بلا کی ہو
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہے قضا کے لیے
غرض جہان کیا اے فلک کر ہوتے
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے
مرے مزار کو تو وہ کیا ہی پھرون سے
یہ فکر ہو انھین افزائش جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امید وار وصال
بہانہ دامن محشر تری قبا کے لیے
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کہین انکو وہ
نظر بچا کے یہ ہو جو جدا بلا کے لیے
زبان چلائی کیسی قطع یا تجھ پہ کچھ
بہانہ ہے کہ روزن گیا ہوا کے لیے
نظر پڑا کسے نگہ پیارا چیتون شوخ

کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے
مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
وہ منتون سے کے چپ ہو خدا کے لیے
اثر تو لوٹ لیا بات بات نے تیری
یہ بند وابستہ ہوئے ہین مری بلا کے لیے
رقیب بھی تو ہے سے نہین بات کرتے ہین
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

کی تر کی تمام ہوئی کچھ دیر نہیں ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مرتبہ تو وقتیکہ فرعون ملعون کا کام تمام نکر لین گے
اس میدان سے واپس نہ جاوینگے ہان ای حامیان دین اسلام وای بندگان خداوند ملک العلام اسوقت
کمر ہمت کو مستحکم باندھ لو اور ارادہ کو تصمیم کر لو بدیع الملک نے کہا شہریار اب اس عوج ازیل کے بارہ مین
کیا رائے ہی آیا اسکو اسی وقت ہلاک کیا جاوے یا توقف کیا جاوے حمزہ ثانی نے کہا میرے نزدیک اس
بدبخت کو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے اگر توقف کیا جاوے گا آئندہ اندیشہ ہی مبادا پھر در سحر رہا ہو جاوے
تو پھر اسکا دستیاب ہونا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا شہریار میری بھی یہی رائے ہی کہ اسکو اسی وقت
ہلاک کرنا چاہیے چنانچہ اسی وقت دار نصب کی گئی عوج ازیل کو دار مین لٹکایا حمزہ ثانی نے کہا ای
بدیع الملک پہلے تم نشانہ لگاؤ بدیع الملک نے کہا اگر مجھکو منظور ہوتا کہ مین خود اسکو ہلاک کرون
تو خدمت والا مین مقید کرکے نہ لاتا حمزہ ثانی نے ہرچند اصرار کیا بدیع الملک نے نہ مانا آخر الامر
حمزہ ثانی نے عوج ازیل کی پیشانی پر تیر مارا پھر تو تمام سردارون نے ایک ایک تیر لگا کے عوج ازیل
کو از سرتا پا غربال کر دیا ہنوز رمق جان باقی تھی رستم ثانی نے بدیع الملک سے کہا ای بدیع الملک
اسوقت تمھاری قدر اندازی کا اندازہ کرنا منظور ہی عوج ازیل کے دونون پانون بلند کرتے ہین ایسا
تیر لگاؤ کہ اسکے وسط دماغ سے گذر جاوے بدیع الملک نے کہا ای رستم ہمارے نزدیک ابتدا تمھین
ہو تو بہتر ہو رستم ثانی نے باین شرط منظور کیا کہ عوج ازیل کا قتل میرے نامزد ہو بدیع الملک نے اس
شرط کو منظور کیا رستم ثانی نے نشانہ تاک کے کمان سے تیر رہا کیا وہ عوج ازیل کے سینہ تک پہونچ کے
رہ گیا وسط دماغ سے نہ گذر سکا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اب میری باری ہی مگر یہی شرط مقرر رہیگی
رستم ثانی نے خفیف ہو کے کہا اب مین اس شرط کو قبول نہین کر سکتا تمام یاران دست راست رنجیدہ
ہو گئے اور کہا کیا خوب اپنے واسطے اس شرط کو قبول کر لیا شاہزادہ بدیع الملک کے بارہ مین
کیون عذر کیا جاتا ہی سرداران دست چپ نے کہا یہ بات کچھ بیجا نہین ہی شرط کے قبول کرنے نہ کرنے کا
رستم ثانی کو اختیار ہی خلاصہ یہ کہ اس گفت وشنید مین باہم فساد کی نوبت آگئی تھی مگر بعض انصاف پسند
سردارون نے حمزہ ثانی پر اس فیصلہ کو موقوف کیا جب حمزہ نے اس قصہ کو سنا کہا ای شاہزادہ
بدیع الملک رستم ثانی کے قبول کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی حسب مراد تمھاری اس شرط کو قبول
کرتے ہین اور ای بدیع الملک اگرچہ یہ شرط قبول نہ بھی کیا جاوے تاہم عوج ازیل کا قتل تمھارے
ہی نام پر مقرر رہیگا بدیع الملک نے بادب تمام سلام کیا اور ارادہ کیا تھا کہ اسی نشانہ پر کمان سے
تیر کو رہا کرے رستم ثانی نے کمان پر ہاتھ رکھدیا کہا ای بدیع الملک میرا تیر عوج ازیل کو نصف برباد کر چکا
ہی اب یہ نشانہ مقرر نہین ہو سکتا ہان دوسرا نشانہ قرار دو تو مضائقہ نہین بدیع الملک نے کہا جو نشانہ
تم قرار دو مجھے منظور ہی رستم ثانی نے کہا عوج ازیل کے پہلو سے اس طرح تیر رہا کرو کہ شانہ توڑ کے اسکے
کان کی لو چھید جاوے بدیع الملک نے بخوشی خاطر منظور کیا اور نشانہ مقرر دیکر اس انداز سے تیر مارا
کہ عوج ازیل کے کان کی لو چھید گئی تمام سرداران دست راست مین ایک آواز سبحان اللہ کی بلند ہوئی
طرفداران دست چپ زرد ہو گئے مگر چپکی تعریف مین سب کے سرون کو بے اختیار حرکت ہو گئی
حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک مبارک ہو کہ عوج ازیل کا قتل بلا شرکت غیرے تمھارے نام پر مقرر

ہو گیا اب پہلوان گبرون کا کام تمام کرو جو اصل غرض اس ہنگامہ آرائی کی ہے اُس طرف جو ہین عزرائیل
کی روح نحس کو عزرائیل نے قبض کیا صدائے تڑاق تڑاق اس زور سے بلند ہوئی کہ دونون طرف
کے اہل لشکر کے دل دہل گئے سب نے گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھا کچھہ پتا نہ معلوم ہوا فرعون نے کہا
اے بندگان من مجھکو آثار بد نظر آتے ہین اس طرح کی آواز کبھی گوش زد نہین ہوئی ہے آج یہ نئی آواز تھی خبردار
رہنا یکایک قصر معلق کے جانب جو نظر گئی دیکھا اُس قصر منحوس کا ایک پہلو متحرک ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب
زمین پر آیا چاہتا ہے فرعون نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا کہا اے بندگان خاص ہمارے غضب
ہو گیا معلوم ہوتا ہے عزرائیل کی خیریت نہین ہے دیکھو عنقریب یہ قصر جو اُسکے سحر و افسون سے معلق قایم
تھا زمین پر آیا چاہتا ہے ہاے غضب میری مشیت مین یہ کیا خرابی سامان گذرا اگر مجھکو پیشتر سے معلوم ہوتا
تو عزرائیل جادو سے کہتا کہ اس قصر کی بنیاد کو علاوہ سحر و افسون کے اور طرح سے بھی مستحکم کرتا کفار ان
بدگوہر نے کہا اے خداوند اگر قصر منہدم ہو جاویگا تو کیا ہوگا فرعون نے کہا ارے بدقسمتو کیا پوچھتے
ہو یہ قصر منہدم ہوا اور تم سب ہلاک ہوئے یہ سنتا تھا کہ تمام کفار فرعون کے لپٹ گئے اور کہتے تھے
اے خداوند ہمکو بچا تیرے سوا اسوقت کسکی پناہ ڈھونڈھین فرعون کا دم بند ہو گیا تھا اور کہتا تھا ارے
میرے کم بخت بندو مجھکو قبل از مرگ کیون ہلاک کرتے ہو وہ کہتے تھے اے خداوند تو کس طرح ہلاک
ہو سکتا ہے تیری ہی مشیت کے موافق یہ واقعہ ظہور مین آیا چاہتا ہے اب ہمارے حفاظت کی کوئی تدبیر بتا
اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بہت سی لاکھون چیونٹیان چمٹی ہوئی ہین اس اثنا مین اڑا اڑا دھڑم سے
وہ قصر معلق لشکر فرعون پر گر پڑا ہزارہا کفار دب کے بیجان ہو گئے بیشتر کے دست و پا دبے ہوئے
چیخ رہے تھے کہ اے خداوند یہ کیا غضب ہے کہ تیرے بندے بیجان ہو گئے اور ہم نیمجان ہو رہے ہین
تجکو کچھہ پروا نہین ہے فرعون ہر چہار جانب گھبرایا ہوا دوڑ رہا تھا اور کہتا تھا اے بندگان خاص
ہمارے تمہین اتنا نہین ہم موجود ہین جنکا ہلاک ہونا ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہلاک ہوئے جو باقی
ہین اُنکی جان کی خیر ہے جو کفار ہلاکت سے محفوظ تھے وہ کہ رہے تھے ارے خداوند لعنت ہے تیری اس
خداوندی پر اور ہزار ہزار لعنت تیری کمبخت مشیت پر کہ تو نے ہزارہا بیگناہون کو ہلاک کیا اب ہمکو
کچھہ تیری خداوندی سے امید نہین ہے حمزہ ثانی نے جو اُس قصر معلق کو منہدم دیکھا کہا اے شاہزادہ
بدیع الملک اسوقت کفار بدحواس ہین اور فرعون بھی بدحواس ہو رہا پھرتا ہے خبردار ان مین
کوئی زندہ جانے نہ پاوے بدیع الملک نے فوج اسلام سے کہا اے حامیان دین محمدی خبردار کوئی
زندہ جانے نہ پاوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ مسلمان تلوارین علم کرکے فوج کفار پر آ گرے اُسوقت فوج
فرعونی کا ارادہ تھا کہ فرار ہو جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے رہائی محال ہے ناچار ناچار انھون نے
بھی دست از جان شستہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی کفار ایسے گھبرائے ہوئے تھے
کہ بعض جان کے آپس مین ایک دوسرے کو ہلاک کر رہا تھا فرعون ایک مقام بلند پر کھڑا کہ رہا
تھا اے بندگان خاص شاباش خوب ہے کوشش کرکے اپنے خداوند صاحب قدرت کی مدد کرو کوئی
مسلمان زندہ نہ بچے سب کو آج ہلاک کرو بدیع الملک نے آواز بلند کہا او گبر زبون فرعون ملعون
تو کیا حرف بکتا ہے اگر بڑا مرد ہے تو آ مقابلہ کر اپنی تمام فوج کو ہلاک کرا رہا ہے او کمبخت اب بھی خیر ہے کہ

آنچلو حسن نیت مسلمان ہو فرعون نے کہا ای بدیع الملک تیرا خیال کس طرف ہے مین خداوند صاحب
قدرت ہون یہ نہ جاننا کہ یہ میرا قصر معلق منہدم ہو گیا ہے اگر چاہون تو ایسے دس بیس قصر تیار کر لون
رستم ثانی نے کہا او موذی تو اندھا ہے نہین دیکھتا کہ تیری فوج کس طرح ہلاک ہو رہی ہے اور تو اسیطرح
فرحرفت بک رہا ہے فرعون نے کہا فریب تو دیکھتا ہے مین اپنے بندون کو سمجھاتا ہون اور ای رستم
دیکھ تجکو ہلاک کرکے کیسا اعلی درجہ جہنم کا تجھے دیتا ہون بدیع الملک نے جو اس سے یہ کلمہ
بیہودہ سنا جنگ و حرب کرتا ہوا قریب فرعون کے پہونچ گیا فرعون نے جو بدیع الملک
کو اپنے جانب آتے دیکھا کہا ای خداپرست کہان اس طرف چلا آتا ہے وہین توقف کر تو میری
دولت و حشمت کے زوال کا باعث ہوا ہے دیکھنا کیسی سزا معقول دیتا ہون بدیع الملک نے
کہا انتظار کسکا کرتا ہے آ مقابلہ کر فرعون نے دوڑ کے بدیع الملک پہ تلوار کا وار کیا شاہزادہ
اسکے وار کو رد کرکے چاہتا تھا کہ اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدے فرعون کی کمربند سے ہاتھ مس ہونے نہ پایا
تھا کہ وہ موذی کافر جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اور کہا ای بدیع الملک تو ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ
مین عوام الناس ہون آگاہ ہو کہ اگر تجھ ایسے ہزار جوان میری ہلاکت کے درپے ہون تو میری ہوا
کو بھی نہین پاسکتے بیکار تجھسے دوچار ہوتا ہے اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہے تو میرے مقابلہ سے
درگذر کر ورنہ قسم ہے اپنے قدرت و جلال کی کہ تجکو بعذاب سخت ہلاک کرونگا اور بعد ممات بھی تجکو
عذاب سخت مین مبتلا رکھونگا بدیع الملک نے اس کبر مغرور کا قصد کیا وہ دور نکل گیا مگر ہر گز
بدیع الملک کے جانب منہ پھیر کے کہتا تھا دیکھ او خداپرست کیون تیری شامت آئی ہے جا اپنا
کام کر اگر جنگ و حرب کرنا ہے تو میرے لشکر کے مقابلہ مین جا مجھسے تعرض نہ کر بدیع الملک خاموش
ہو کے واپس آیا اور پھر اسی طرح فوج کفار کے قتل مین مصروف ہوا فرعون بھی پھر اسی مقام بلند
پر واپس آیا اور اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ کبر بکار ہمیں
بک رہا ہے تم اسکے قریب پہونچ بھی گئے پھر بھی وہ بچ کے بھاگ گیا اب مین چاہتا ہون اگر ہاتھ آگیا تو اسی وقت
اس بیہودہ گو کو ہلاک کرونگا بدیع الملک نے کہا کچھ مضائقہ ہے رستم مرکب کو مہمیز کرکے فرعون
کے جانب چلا فرعون نے کہا ای رستم کہان آتا ہے وہین توقف کر ابھی بدیع الملک میرے ہاتھ
سے جان بچا کر نکل گیا ہے مین نے اسکی ہلاکت سے قطع نظر کی لیکن تجکو زندہ نہ چھوڑونگا چونکہ رستم ثانی
دیکھ چکا تھا کہ وہ بدیع الملک کے روبرو سے بھاگ کے دور نکل گیا تھا کہا او کافر بدیع الملک
کے روبرو سے تو خود بھاگ گیا تھا تیری کیا حقیقت ہے کہ تو مسلمانون کا مقابلہ کر سکے اور پسپا
کرے اور بالفرض یہی صحیح ہوا اب مین آیا ہون آ مقابلہ کر خبردار میرے مقابلہ مین ہرگز رعایت نہ کرنا فرعون
نے بڑھ کے تلوار کا وار رستم کے سر پر کیا جسپر رستم کے سر کا خود زمین پر گرا رستم ثانی سمجھا کہ تلوار سر پر
آئی چنانچہ اسی ہو کے چند قدم پسپا ہوا فرعون نے جانا کہ یہ خداپرست مجروح ہونے سے محفوظ رہا ہے ابھی اگر اسنے
حملہ کیا تو اسکے ہاتھ سے زندہ رہنا محال ہے وہان سے بھاگا گو رستم ثانی کے حواس باختہ ہو چکے تھے اسکی گرد کو نہ پہونچ سکا
جانا وہان سے لشکر مین واپس آیا بدیع الملک اسیطرح جنگ مشغول ہو گیا مسلمان لڑائی مین جان لڑا رہے تھے
سکے ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا تھا ایک نے ایک ہی ہاتھ مین اگر کسی کو دو ٹکڑے کیا تو دوسرے نے اسی

شیرین بیانان گفتار و حاکیان روایات نمکین ترزبان شنندہ دل ارچشمہ بیان سے نونہال سخن کی یون آبیاری کرتے ہین
کہ جب نخل نونہال بوستان سلطنت ثمر شجرۂ شوکت وابہت شہریار عالیوقار شاہزادہ بدیع الملک جلادت شعار
بکثرت فوج کفار ستہ تیغ کرچکا لیکن فوج کفار پسپا نہوئی رستم ثانی نے از راہ طعن کہا ای بدیع الملک اس قدر
تمہاری شجاعت و بہادری کام نہین کرتی شاہزادہ نے کہا ای رستم اگر میری شجاعت کام نہین کرتی تمنے
کیا بنالیا رستم ثانی نے کہا اچھا مین حملہ کرتا ہون یہ کہکر ضحاک شاہ کی طرف جھپٹا ضحاک شاہ نے
وڑھکے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کرکے اپنا وار کیا ضحاک نے بھی اُس وار کو رد
کیا اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی نوبت باینجا رسید کہ رستم نے ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ ضحاک دو پرکالہ
ہوکے زمین پر گرا اُسوقت رستم ثانی نے نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک دیکھو زور دست و بازو اسکو
کہتے ہین ضحاک شاہ کو کس صفائی دست سے دو پرکالہ کیا ہے یہ سنکے بدیع الملک کو غصہ آیا
کہا ای رستم اگر تمنے ضحاک شاہ کو ہلاک کیا تو کمال نہین کیا دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین یہ کہکے
فرعون کے جانب گھوڑا بڑھایا قریب پہونچ کے چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے فرعون نے وار کی
مہلت نہ دی خود تلوار کا وار کیا بدیع الملک نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کرکے ایسی تگاوری دکہی
کہ اُسکا گھوڑا ٹھوکر کھا کے بیجان زمین پر آرہا فرعون بھی زمین پر آیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بدیع الملک
نے اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور بجاے سپر قرار دے کے کفار سے جنگ شروع
کی تمام سرداران لشکر اسلام کی زبان پر بدیع الملک کے زور و طاقت کی صفت و ثنا جاری تھی اور
سرداران دست راست با آواز بلند کہ رہے تھے ای رستم ثانی دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین جو اسوقت
بدیع الملک سے ظہور مین آیا اُس طرف شاہزادہ اسد قباد شاہ آہن حصار کے قریب پہونچا
قباد شاہ نے اسد کو دیکھ کے کہا ای اسد تو اسوقت خوب آیا مین تیری ہی تلاش مین تھا یہ کہا
اور شاہزادہ اسد پر تلوار کا وار کیا اسد نے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا اور خود بھی گرز گران
سر کا وار کیا قباد شاہ نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح رد و بدل ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے
قباد شاہ کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا غرضکہ بکثرت امرا و نامدار سردار اور پہلوان
لشکر فرعون کے ہلاک اور گرفتار ہوئے لیکن ایسے تھے کہ گرفتاری کی حالت مین دعوت
اسلام قبول کی بعضون نے انکار کیا وہ گرفتار ہونے کے بعد ہلاک کیے گئے ہزارون نے راہ فرار
لیا فوج اسلام مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے اپنے مقام قیام پر آئی یہان سردارون نے
باہم مشورہ کیا کہ اگرچہ فرعون قبضہ مین آگیا ہے اور اُسکی تمام فوج پسپا ہوچکی ہے علی العموم منادی کردینا
چاہیے کہ جو کوئی دائرۂ اسلام مین داخل ہوگا وہ ہر طرح مطمئن رہے کہ اُس سے کسی طرح کا تعرض نہین کیا
جائیگا اور جو کوئی اپنی ضلالت قدیم مین مبتلا رہیگا اگرچہ کسی وجہ سے فی الحال اُسکے حال سے تعرض
نہین کیا گیا ہے تاہم اُسکو مطمئن نہ رہنا چاہیے جس وقت موقع مل جائیگا ہرگز اُسکے حال سے قطع نظر نہین
کیجائیگی چنانچہ مسلمان بازارون مین گئے جابجا خداوند تعالی شانہ کی صفت و ثنا کے بعد اسی تقریر مسطورہ
کو بیان کیا مع ہذا حقیقت دین اسلام کے بابت بھی طرح طرح کے دلائل پیش کرتے تھے اہل شہر گرد جمع ہوتے
تھے غور سے اُس تقریر بدل کو سنتے اور سمجھتے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر راہ راست پر آتے اور

وحدانیت باری تعالی کا اقرار کیا الغرض جب مسلمانون نے بجہد بلیغ تمام بروین حصار کو مسلمان کیا اور
منافقین کو ہلاک و گرفتار کر چکے بارگاہ حمزہ ثانی مین آئے حمزہ نے حکم دیا کہ فرعون کو لاؤ اُس سے کچھ
باتین کرنا مقصود ہی چونکہ فرعون کے ساتھ قبادشاہ آہن حصاری بھی بستہ تھا دونون گبرون کو
مسلمان اسی طرح گرفتہ و بستہ حمزہ ثانی کے روبرو لائے حمزہ ثانی نے فرعون کی صورت دیکھ کے کہا ای گبر ملعون
تو نے ہم مسلمانون کو سخت تکلیفین دین اب تو ہمارے قبضہ مین ہی جسطرح چاہین تجھے ہلاک کر سکتے ہین لیکن ہماری
غرض اس ہنگامہ آرائی سے محض رواج دین اسلام ہی اس وجہ سے ہم تیری گذشتہ تمام شرارتون سے
درگذر کرین اگر تو بخلوص نیت و بصفای قلب دین اسلام اختیار کرے ای فرعون جبتک تو صاحب تاج
تھا جس طرح کی شرارت و ضلالت مین چاہا اپنے کو مبتلا رکھا لیکن اب بغیر راہ راست اختیار کیے چارہ نہین ہی
فرعون اس تمام تقریر کو سر جھکائے سنا کیا بعدہ کہا ای خداپرستو مین نے تمہاری تمام تقریر دین و مذہب کے بارہ
مین سنی اور پیشتر سے سنتا آیا ہون لیکن میری سمجھ مین کچھ نہین آیا ہان یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ بندہ اگر میری مشیت
مین گذر چکا ہی ہر حالت مین وہی ہوگا اسوقت جو تمنے مجکو گرفتار کیا ہی یہ بھی میری مشیت مین گذر چکا ہی ورنہ ہرگز
تم گرفتار نہ کر سکتے مع ہذا یہ بھی مجکو بخوبی یاد ہی کہ مین تمہارے ہاتھ سے ہلاک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ امر میری
مشیت مین نہین گذرا ہی ای خداپرستو اسوقت کی میری تقریر خوب سنو اور یاد رکھو کہ اگرچہ مین تمہارے
ہاتھ سے کیسی ہی تکلیفین اُٹھاونگا لیکن بحسب تقدیر نتیجہ سب کا یہ ہوگا کہ میرے ہاتھ سے تم سب ہلاک ہو
ای خداپرستو افسوس تمنے مجکو نہ پہچانا کہ مین کون ہون اور کیا قدرت رکھتا ہون ای میرے گنہگار نادان
بندو سچ کہتا ہون مین نے تمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا تمہارے واسطے انواع اقسام کی نعمتین خلق کین
طرح طرح کے اسباب راحت و آسائش مہیا کیے تمہاری تنبیہ کیواسطے اپنے کو جیسی جیسی تکلیفون مین مبتلا کیا
ظاہر ہی پھر بھی تم خواب غفلت سے ہوشیار نہین ہوتے حمزہ ثانی نے کہا ای پلید یہ کیا فرعونیت بکتا ہی کیا
نہین دیکھتا کہ اسوقت تو میرے اختیار مین ہی اگر تجھمین کچھ قدرت ہی تو کسوقت کیواسطے ملتوی رکھتا ہی
فرعون نے کہا ای میرے نادان بندہ تو یہ کیا کہہ رہا ہی تو کتنی ہی بیجا سختی کریگا لیکن مین اپنے رحم و کرم سے
ہرگز باز نہ آؤنگا اس مرتبہ تمام حاضرین نے قہقہہ مارا حمزہ نے کہا ای حامیان دین اسلام اس ملعون کا
دماغ خراب ہو گیا اس سے مغز خراشی کرنا ہی بیجا ہے اسے بحفاظت تمام مقید رکھو جسوقت ہم طلب
کرین سکے لے آنا ملازم اُسکو اُسی طرح گرفتہ و بستہ لیگئے اور بکمال حفاظت حراست مین رکھا بعدہ
قبادشاہ آہن حصاری کو طلب کیا اور اُس سے کہا تیرا کیا ارادہ ہی اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو دل سے
دین اسلام قبول کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تجھے کسی طرح کا تعرض نہ کرین گے اوس ناکارہ گبر سرنگون حمزہ ثانی
کی تمام تقریر سنا کیا جب حمزہ ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام نے باصرار اُس سے پوچھا اُس ملعون
سیہ درون نے سر اُٹھایا کہا ای حمزہ بیکار اس بارہ مین فہمائش کرکے اپنی زبان کو تکلیف دیتے ہو دیکھو
تمام عمر خداوند فرعون کی بندگی کی ہی اب میری غیرت ہرگز مقتضی اسکی نہین ہی کہ دین قدیم کو ترک کرکے
تمہاری فہمائش سے خدای نادیدہ کی بندگی اختیار کرون حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ مین خوب جانتا ہون
کلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ÷ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ÷ پھر بھی حجت تمام کرنے کی غرض
سے تجھے کہتا ہون اور سمجھاتا ہون کہ دین و مذہب کے بارہ مین کوئی معمولی عقل و فہم انسان بھی اس با

جائز نہ رکھے گا کہ بغیر تحقیق کیے دین آبائی پر اکتفا کیے رہے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ کیا تم اپنے دین آبائی
پر اکتفا نہین کیے ہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک مین اپنے دین آبائی پر اکتفا کیے ہون لیکن حقیقت اس دین کی
مین نے بخوبی دریافت کر لی ہے اے قباد بھلا یہ کونسا مذہب ہے کہ ایک بندہ حسن ادا جو بالکل عقل و شعور سے بہرہ
نہین رکھتا اسکی بندگی اختیار کی ہے اسکی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے کہ سرداران لشکر اسلام نے بسہولت
گرفتہ و بستہ کر لیا اور اب تک اسی طرح بستہ و گرفتہ حراست مین موجود ہے اگر اسمین کسی طرح کی قابلیت ہوتی
تو ہرگز کسی حالت مین مجبور نہوتا قباد شاہ نے کہا اے حمزہ مجبوری کا ذکر بیکار کرتے ہو اگرچہ مجھکو زیادہ علم
نہین معلوم ہے لیکن مین نے سنا ہے کہ مسلمانون مین بڑے بڑے ذی رتبہ عالم مجبوری مین مبتلا ہوئے اور
یہ بھی سنا ہے کہ انکو ہر طرح کا اختیار حاصل تھا اگر یہ کہو کہ انکو کسی طرح کی قدرت حاصل نہ تھی پس تمھارا انکا
پرستش کرنا بیکار تھا اور اگر واقعی وہ صاحب قدرت تھے تو پھر وہ اپنی قدرت کو کیون کام مین نہین لائے
قدرت کی حالت مین جو وجہ مجبوری کی انکے لیے قایم کرتے ہو وہی وجہ خداوند فرعون کے
نسبت بھی سمجھو اور ہٹ و ضد ہی کی تو بات ہے اور ہے حمزہ ثانی نے کہا ہان اب تو راہ راست پر آیا ہے
سن اصل امر یہ ہے کہ جنکا تو ذکر کرتا ہے اول تو وہ نعوذ باللہ خدا نہ تھے البتہ مقربان درگاہ باری سے تھے
ہم انکو افضل الناس اور واجب التعظیم سمجھتے ہین دوسرے یہ کہ باوجود ہر طرح کی قدرت و
اختیارات کے دنیا کی طرف سے انھون نے اسقدر روگردانی کی تھی کہ اگرچہ اس عالم فنا مین موجود
تھے لیکن اپنے کو فنا سمجھتے تھے لذات دنیا سے مطلق سروکار نہین رکھا عدل و انصاف کو کبھی
ہاتھ سے نہین دیا حق پرستی و خداشناسی انکا شعار تھا باوجود اختیار کے دشمنون کا جبر اسواسطے
اٹھایا کہ حق و باطل کا بخوبی اعلان ہو جائے زندگی کو چند روزہ سمجھکے ہر نوع خدا کی یاد مین گذار دیا
جسکے سبب سے قیامت تک انکو اعلی مراتب حاصل رہین گے انکی قدرت و اختیارات کا حال
اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا مین صرف قربت للہ بنیت جہاد کیے جنمین فتحیاب بھی ہوئے صدہا
معجزے دکھائے لاکھون گمراہون کو راہ راست دکھائی خاک سے پاک کر دیا زیادہ طول کلام سے
کیا کام ہے انکے حالات سے جو اسوقت تک معتبر طریقے سے قلمبند موجود ہین انکی قدرت و عظمت
ظاہر ہے یہی بات کا نشان یہ ہے کہ دشمن بھی سچ کہے جسکو نہ یقین ہو انکی صفت و ثنا انکے مخالفون
سے سن لے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ یہ جو باتین بیان کی ہین سب فرعون مین موجود ہین حمزہ
کو کچھ ہنسی آگئی کہا او کمبخت فرعون نے کیا معجزہ دکھایا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت
مبارک سے اشارہ فرمایا تھا جس سے ماہ فلک دو حصہ ہو گیا تھا اسنے کہا فرعون نے قصر معلق اپنی
قدرت سے ایسا تیار کیا تھا کہ ہرگز سمجھ مین نہ آتا تھا کہ زمین آسمان کے درمیان معلق کس طرح قایم ہے بھو
تو سب کچھ عظمت و قدرت اسی سے ظاہر ہوتی ہے نہین تو کچھ بھی نہین حمزہ ثانی نے کہا او بدبخت
قصر معلق عزازیل جادو کے سحر کا نتیجہ تھا فرعون ملعون یا اسکے باپ کا اس قصر مین کیا دخل تھا
اور بالفرض وہ قصر معلق فرعون ہی کا ترکیب دیا ہوا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا تو نے دیکھا کہ مسلمانون کی
ادنی ٹھوکر سے وہ سحر افسون کا کارخانہ نیست و نابود ہو گیا قباد شاہ آہن حصاری نے اس بات
کو قطع کر کے کہا کہ سنو فرعون نے تمھارے مقابلہ مین جنگ و حرب بھی کی اسکو جہاد بھی کہہ سکتے ہو

اور رشتہ وابستگی ہاتھون اپنے کو دے بھی دیا اور پھر بھی رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا حمزہ ثانی نے کہا ایسا جہاد
کیا ہی جوتیان کھائین اور کیا خوشی سے اپنے کو گرفتار کروایا اب بھی اگر موقع پا جاوے چورون کی طرح یہان
سے بھاگے اور پھر اُسی طرح شرارت اور بدذاتی سے پیش آئے اور یہ طرفہ شان خداوندی ہی کہ جس
شخص کو قدرت اعجاز سے معلق تیار کیا اُسکے نیچے اپنے پرستش کرنے والون کو دبا کے ہلاک بھی کیا
قباد شاہ نے کہا پھر اُسکی مشیت اس امر مین جو مصلحت فرمن ہوگی اُس سے وہی خوب واقف
ہوگا ہم سب تو نہیں سمجھ سکتے ہین حمزہ ثانی نے کہا معلوم ہوا کہ تیری سیہ روئی تیرے دم کے ساتھ
ہی گئی ہے اُسنے کہا جو مشیت خداوند فرعون کی بدیع الملک نے کہا فرعون کی مشیت
مین گذرا ہی کہ اگر چہ تو اُسکا بندگی کرنے والا ہی لیکن تیرے سر پہ جوتیان پڑین اُسنے کہا کیا عجب
ہی بدیع الملک نے کہا پہلے فرعون کو ہم تیرے روبرو بلاتے ہین اُس سے پوچھ کہ تیری مشیت
مین کیا گذرا ہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد فرعون کو حاضر کرو چند سپاہی گئے
اور فرعون کو اُسی طرح بستہ حاضر کیا جونہین قباد شاہ آہن حصاری کی نظر فرعون پر پڑی دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا اے خداوند تو دیکھتا ہی کہ مین زحمت مین گرفتار ہون طرفہ تر یہ کہ
خود بھی بلا مین مبتلا ہی اور کوئی صورت رہائی کی نہین پیدا کرتا آخر صاف صاف کیون نہین بیان کرتا
جو کچھ تیری مشیت مین گذرا ہی اُسنے کہا اے قباد شاہ میری مشیت مین یہ گذرا ہی کہ بعد زحمت بسیار تو
رہا ہو جائیگا اور مسلمان تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اس قباد کے سر پہ بقوت
تمام پانچ جوتیان لگاؤ ایک سپاہی آگے بڑھا اور اپنے پاؤن کا موزہ اُتار کے پانچ ضربین اُسکے
سر پہ لگائین بعدہ حمزہ ثانی نے کہا اے فرعون یہ ضربین بھی تیری مشیت مین گذری تھین یا نہین
فرعون نے کہا اے حمزہ میری مشیت مین تو کچھ گذرا ہی چونکہ عرصہ ہوا مجھکو مطلق یاد نہین ہی بالضرور
یہ تقدیر میری مشیت مین گذری ہوگی حمزہ نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا اُسنے ایک دھول فرعون
کے سر پہ ماری بدیع الملک نے کہا یہ بھی تیری مشیت مین گذرا ہوگا اُسنے کہا بیشک حمزہ ثانی نے
کہا لیجاؤ اُن دونون ملعونون کو قیدخانہ مین قید رکھو الغرض دونون کو لے گئے اور ایک قیدخانہ مین قید
کیا پھر قباد نے کہا اے فرعون اس بات کی تو کچھ شکایت نہین کہ خداپرستون کے ہاتھ سے
تکلیفین پہونچی اور ایک زحمت مین مبتلا ہین ذلت اُٹھائی مگر اس بات کا ملال ہی کہ تو صاحب قدرت
ہو کے اپنی پرستش کو رواج نہین دیتا اپنی قدرت نمائی نہین کرتا تاکہ خداپرست تیری عظمت کے قائل ہون
اور خدا کی بندگی سے ہاتھ اُٹھا لین تجھپر اعتقاد لائین تیرے بندون کا دل خوش ہو اُنکا
اعتقاد بڑھے فرعون نے کہا اے قباد شاہ اگر اس سے زیادہ میری پرستش کا رواج کیا ہوگا کہ تجھ ایسا
بادشاہ عالیجاہ میرا بندۂ خاص ہی اور بھی میری بندگی کرنے والے دنیا مین پھیلے ہوئے ہین
قباد شاہ نے کہا وہ لوگ تیرے بندے تجھ سے منحرف ہوگئے خداپرستی اختیار کی یہ کس قسم
کی پرستش کی ترقی ہوا اُسنے کہا کچھ اندیشہ کی بات نہین ہوا اسوقت وہ میرے بندے بنا بر
مصلحت کے خداپرست ہوگئے ہین لیکن باطن مین وہ میرے ہی بندے ہین جب موقع ملجاوے گا
فوراً وہ خداپرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض لینگے اور اے قباد دیکھ اسوقت تیرا خیال ہمکا معلوم ہوتا کہ

اور بڑھ کے حمزۂ ثانی کے ہاتھ مین دیا اور ایک جانب استادہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے سر نامہ پر اپنا نام دیکھکے چاک کیا خط نکال لکھا تھا ہزار ہزار صفت و ثنا اُس خداوندگار رحیم لطیف حقیقت کار کی جسنے آسمان کو معلق بناکے اپنا مقام قیام قرار دیا اور زمین کو اپنے بندون کی سیرگاہ مقرر کیا اپنے ہی جرم لطیف سے ایک جز و فرعون مین شامل کرکے عزت بخشی ہیانتک کہ خداوند کہنے کی اجازت دی اے خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والے حمزۂ ثانی ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تونے نہین معلوم کس طرح سے مکر و فریب سے اُس اپنے ذی عزت خداوندگار کے نظر کردہ کو مقید کیا ہی اور اُسکے قصر معلق کو منہدم کرکے زیر قصر اُسکے بندگان خاص کو دیا اب تجھپر یہی لازم ہی کہ بہجرد دیکھنے اس تحریر کے نظر کردۂ خداوندگار کو قید و بند سے رہا کردے ورنہ یقین سمجھ لے کہ تجھپر اور تیرے تمام لشکر پر اسقدر آگ برساؤنگا کہ دفعتًا سب خاک سیاہ ہو جائینگے مین ہرگز یہ نامہ نہ لکھتا صرف اس غرض سے لکھا کہ شاید خداوندگار کو یہ بات ناگوار خاطر ہو کہ ہمارے بندون کو بغیر متنبہ کیے ہلاک کیا جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا وہ نامہ بدیع الملک کو دیا اور کہا اسکا جواب تم لکھدو چنانچہ بدیع الملک اُس نامہ کے جواب مین مصروف ہوئے اُس طرف حمزۂ ثانی نے اُس پیادہ کو قریب اپنے بلایا اور کہا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا میرا نام اقلگر جادو ہی التہاب آتش پوش کا نامہ بر ہون حمزۂ ثانی نے پوچھا تیرے سر پر یہ شعلۂ آتش کیسا ہی اُسنے کہا التہاب آتش پوش کے تمام ادنی و اعلی ملازمون کے سر پر اسی طرح کا شعلۂ آتش ہی جسوقت التہاب آتش پوش کسی دشمن پر فوج کشی کرتا ہی ہنگام مقابلہ تمام فوج کے شعلہ سر اسقدر بڑھتے ہین کہ فوج مخالف جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہی اور ہر ایک صاحب شعلہ کو یہ اختیار ہی کہ جسوقت جسقدر منظور ہو اپنے شعلہ کو بڑھالے مع ہذا یہ بھی شرط ہی کہ التہاب آتش پوش موجود ہو یا یہ کہ اپنی غیبت مین جسکے شعلہ سر کو چاہے قایم رکھ سکتا ہی لیکن اُس صاحب شعلہ کو التہاب آتش پوش کی غیبت مین شعلہ بڑھانے کی قدرت نہین رہتی اس عرصہ مین شاہزادۂ بدیع الملک نے جواب نامہ تیار کیا حمزۂ ثانی سے کہا شہریار یہ جواب نامہ حاضر ہی حمزۂ ثانی نے کہا با آواز بلند پڑھو تاکہ سب سن لین بدیع الملک نے جواب نامہ پڑھنا شروع کیا (جواب) ؎

ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را		بزرگ داور چرخ و افلاک را		کہ خورشید را صورت جام اوست	شراب شفق در خم شام اوست

جسکی ذات مجمع صفات ہی جسنے اپنی غایات سے آسمان کو بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت اُگائے رنگا رنگ کے پھول کھلائے حیوانات کو پیدا کیا انسان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا وہ عز اسمہ واحد و لاشریک ہی بہ جز اُسکی ہر چھوٹی بڑی صرف اُسی کی پرستش ٹھیک ہی اُس عادل و منصف کو مین اپنا معبود برحق جانتا ہون اُسیکی قدرت کو مانتا ہون اُسیکے فضل و کرم سے امیدوار ہون اور کیون نہ ہون کہ اُسنے میری آبرو رکھ لی کیسا شریر و بد ذات و مکار کو سزا دی کہ ہرگز انہدامے ہمسری بتا اپنے بندہ کو عنایت فرمائی فرعون ملعون کیا دعوی رکھتا ہی جو اپنے کو خداوند کہتا ہی خداے جل و علا کے بندون مین سے وہ بھی ایک بندہ ہی مگر جب وہ اپنی حد سے باہر سرکشی کی تب پکڑا گیا خدا مہربان حامی و مددگار تھا اُسنے اعانت کی اُس مردودی نے عداوت کی نہ سزا پائی ؎

ہرچند ہراسان و پریشان باشد	آخر کہ نظر بفضل یزدان باشد
ایسے نابکار مشرک کی یہی سزا تھی ؎	ہر مشکل سخت پیش آسان باشد
الحمد للہ ...	

... آس کہ مکار کو ہزار شہیدت ...	اور اتنی کیا ہی کہ ...	الحمد ... گرفتار ہے	...

جہنم واصل کرونگا اُسکی شرارت و بدذاتی کا قرار واقعی عوض لونگا اہی التہاب آتش پوش یاد رکھ
کہ عنقریب تیری بھی شامت دامنگیر ہو جو تو فرعون کے بارہ مین تعرض کرنا چاہتا ہو صرف بنظر آگاہی
یہ کلمہ لکھا ہو ورنہ ہم کسی وقت مین تیری سرکوبی سے عاجز نہین ہین ✽ بیار اینچہ داری زمردی نشان
فقط جب نامہ ختم ہوا حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے کہا تم لوگون نے التہاب شاہ کے نامہ کا
جواب سُنا اور جو کچھ تم لوگون کی راے ہو وہ بھی مندرج کردیا جاوے سب نے کہا شہریار جو کچھ
لکھا گیا بہت مناسب ہو زیادہ طول سے کیا فائدہ غرضکہ وہ جواب نامہ ملفوف کرکے اُس قاصد
بوالعجب وضع کو دیا جب اسطرح کا جواب التہاب آتش پوش کی نظر سے گذرا شعلہ غضب
اُس جہنمی کا اور زیادہ بھڑکا کاردان وزیر دست راست اُسوقت موجود تھا التہاب شاہ
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا اہی کاردان خداپرستون کا آجکل غلبہ ہو مین نے تحقیق خبر سنی ہو کہ فرعون
کو اُنھون نے گرفتار کرلیا اُسی بنا پر مین نے مسلمانون کو نامہ لکھا اُس نامہ کا یہ جواب آیا ہو اب تیری کیا
راے ہو یہ کہکے وہ جواب نامہ کاردان کو دکھایا اُسنے پہلے از اول تا آخر جواب نامہ دیکھا
بعدہ کہا اہی بادشاہ اگرچہ فرعون شاہ کی گرفتاری کی حالت مین خداپرستون سے تعرض کرنا بہ
ضرور ہو لیکن میری راے یہ ہو کہ قبل تعرض کے اسکے نتیجہ پر غور کرلیا جاوے ✽
مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ✽ اگر اُسکے تعرض کا وہی نتیجہ ہوا جو فرعون شاہ کا ہوا تو ہرگز
کسی طرح کا تعرض نہ کیا جاوے مثل مشہور ہو کہ جان ہو تو جہان ہو کاردان وزیر دست راست کی
یہ تقریر سن کے آتش نہاد وزیر دست چپ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا تعجب ہو کہ ایسے اعلی عہدہ دار
جو رکن اعظم سلطنت کے سمجھے جاتے ہین سامنے بادشاہ کے ایسی فال بد زبان سے نکالین
علی الخصوص مسلمانون کے مقابلہ مین جنکی کوئی ہستی نہین ہو اور بادشاہ کو چاہیے کہ خداوند
فرعون کا بدلہ ضرور مسلمانون سے لے کاردان وزیر نے کہا اہی آتش نہاد فال بد وفال
نیک پیشہ خوشامدی لوگون کا ہوتا ہو امور سلطنت مین فال کوئی شئی نہین ہو بلکہ راے صائب ہونا
چاہیے اور یہ بھی رکن سلطنت کا فرض ہو کیونکہ ادنے غلطی راے مین ہزارہا آدمیون کی جانین ضائع
ہوجاتی ہین اور دعوے بغیر دلیل کے درست نہین ہوتا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مسلمانون کی
کوئی ہستی نہین ہو آتش نہاد نے کہا دلیل واضح یہ ہو کہ مسلمان سحر وافسون کے قائل نہین ہین
بلکہ سحر وساحری کو بہت برا جانتے ہین لیس جب وہ سحر کو نہین جانتے ایک ادنے افسون سے
اُسکے مقابلہ مین وہ کام نکل سکتا ہو جو لاکھون آدمیون کی مدد سے نہین نکل سکتا کاردان نے کہا
ہان یہ صحیح ہو کہ مسلمان سحر وساحری سے نفرت کرتے ہین مگر یہ بھی خبر ہو کہ سحر وافسون مسلمانون کے مقابلہ
مین اثر نہین کرتا اہی آتش نہاد اگرچہ تو نے میری راے مین ایک ایسا اعتراض کیا ہو کہ ابتداے
نظر مین صحیح معلوم ہوتا ہو لیکن اگر بادشاہ نے تیری راے کو قبول کرلیا بہتر ہوگا التہاب آتش پوش
نے کہا اہی کاردان تیری راے بالکل غلط ہو واقعی ہماری وقعت وحقیقت ایسی نہین کہ مسلمانون کے
مقابلہ سے قطع نظر کرین اور بالفرض مسلمانون کے مقابلہ مین ہم سبقت نہ لے جاوین گے پھر بھی ہمکو
یہ بات پسند نہین ہو کہ فرعون اپنے خداوند صاحب عظمت وجلال کی مدد وحمایت سے پہلو تہی کرین

کاروان نے کہا شہریار مجکو حیرت ہی کہ خداوند فرعون نے باوجود اس قدرت وقابلیت کے دشمنون
کے ہاتھ مین اپنے کو گرفتار کردیا کچھ تو ایسی سزا دی ہوتی کہ مسلمان اپنی گستاخی کی سزا سمجھتے التہاب
بہت برہم ہوا اور کہا اے کاروان پہلی گستاخی یہ کی کہ ہمارے روبرو مسلمانون کا صاحب قدرت و طاقت
ہونا ظاہر کیا اور اسپر طرہ یہ کہ فرعون کی خداوندی مین شبہ ظاہر کرتا ہی خیر اب ایسا کلمہ زبان پر جاری نکر
ورنہ سزاے سخت کا مستوجب ہوگا اور یہ خوب یاد رکھ کہ مین مسلمانون سے خداوند فرعون کا بدلہ
ضرور لونگا اگرچہ میری تمام فوج مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاوے کاروان نے اسبار تو کچھ
جواب نہ دیا سرنگون ہوکے سکوت کیا التہاب شاہ آتش نہاد وزیر دست چپ کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا اے وزیر چونکہ مین نے تیری راے سے اتفاق کیا ہی پس تو ہی اس فوج کشی کا بانی
سمجھا جاوے گا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچکے فوراً نقارۂ جنگ بجایا چنانچہ جب وہ لشکر
بیشمار جادوان بدکردار کا مسلمانون کے لشکر فتح پیکر کے قریب پہونچا اسی روز شب کو نقارۂ جنگ
بجا حمزہ ثانی نے فوج کفار کے طبل جنگ کی آواز سن کے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجایا جاوے چنانچہ فوج اسلام مین بھی نقارۂ جنگ بجایا گیا ٥ زنفت رہ آوا د آمد بردن
کہ دو نفست دو نفست گردون دون ٭ تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی مسلمانون نے
دیکھا کہ لاکھون شعلے سوے آسمان بلند ہین اور بیشتر شعلے ایسے بلند ہین کہ آسمان سے جا ملے ہین اور یہی
آسمان سے انگارون کا مینہ برستا معلوم ہوتا ہی حمزہ ثانی کے حواس باختہ ہوگئے بدیع الملک سے
کہا اے جوان بدیع الملک دیکھتے ہو یہ کیا سامان پیش نظر ہی بدیع الملک نے کہا شہریار یہ تمام کرشمہ سحر
کا ہی خیر کیا مضائقہ ہی کچھ تردد کی بات نہین ہی انشاء اللہ ان کفار کے افسون وسحر کا کوئی صدمہ نہین پہونچیگا
غرضکہ صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نائرہ جادو ایک پہلوان پیل توان میدان مین
آیا اور باواز بلند کہا اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کون ہی تم مین سے ایسا جو میرے مقابلہ کو آئیگا
شاہزادہ رستم ثانی اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر رد و بدل رہی آخر رستم ثانی نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا
کہ چارون پانوون اسکے مرکب کے قلم ہوگئے نائرہ جادو جست کرکے زمین پر آیا اور اسنے بھی اسیطرح کا وار
کیا رستم کے مرکب کے بھی چارون پانوون قلم ہوگئے لیکن رستم کو جست کرنے کی مہلت نہ ملی منہ کے بھل زمین
پر گرا نائرہ جادو چاہتا تھا کہ خنجر کا وار رستم کے سر پر کرے اس اثنا مین بدیع الملک رستم کے قریب پہونچ گیا
نعرہ مارا کہ او کافر بدکیش خبردار ایسی جرأت نہ کرنا مین تیرا سرکوب آپہونچا یہ کہکر ایک ایسا وار تلوار کا کیا کہ نائرہ
دو لخت ہوکے زمین پر گرا روح ناپاک اسکی جہنم مین پہونچی اس دوران مین ہزارہا افسون وسحر ٹوٹکے
ان کفار نے بدیع الملک کی طرف پھونکے جنکے اثر سے ہزارہا شعلے بدیع الملک کے قریب آگئے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک صاحب رد سحر تھا کسی طرح کا گزند نہ پہونچا پھر دوسرا پہلوان ساحر مقابلہ کو نکلا اور بعد رد و بدل
بسیار وہ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے جہنم نصیب ہوا اسی طرح شام تک ستر پہلوان شاہزادہ کے مقابلہ کو آئے
اور سب یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوئے آخر الامر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر چلے
گئے ادہر التہاب آتش پوش کے حواس باختہ ہوئے آتش نہاد وزیر دست چپ کو بلایا اور کہا اے آتش نہاد
یہ کیا سامان پیش نظر ہی ایسا نہو وہی نتیجہ پیش آوے جو کاروان نے بطور پیشین گوئی بیان کیا تھا آتش نہاد

نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہیں ہے آج نہیں کل کی میدان داری مین مسلمان ہلاک ہونگے کب تک اور کہانتک
ہمارے سحر و افسون کو رد کر سکینگے الشہاب شاہ خاموش ہو رہا شب کو طبل جنگ دونون لشکرون
مین بجا دوسرے روز پھر صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی آج پھر وہی کیفیت ظہور مین آئی جو اول روز ظہور
مین آئی تھی شام کو جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے کاروان وزیر الشہاب شاہ
کے پاس آیا اور کہا شہریار یہ بندہ کچھ عرض کرتا ہے بشرطیکہ جان بخشی ہو الشہاب شاہ نے کہا جو کچھ تجھکو کہنا ہے بلا خوف
کہہ اُسنے کہا چونکہ مین نے مدت العمر بادشاہ کا نمک کھایا ہے مقتضاے نمک حلالی یہ ہے کہ حتی الامکان نقصان سے محفوظ
رہنے کی راے دیتا رہون اگرچہ کسی نوع سے میرا نقصان بھی متصور ہو مین نے پیشتر ہی عرض کر دیا تھا کہ مسلمانون
کے مقابلہ مین سر بر ہونا ایک امر خلاف قیاس ہے اور بہت بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمان رد سحر رکھتے ہین ہرگز سحر و افسون
اُنکے مقابلہ مین کارگر نہوگا مگر میری گذارش کے جانب التفات ہی نہ کی گئی مزید بران آتش نہاد وزیر نے میری گذارش
پر اعتراض کیا شہریار دو روز کی میدان داری مین دیکھا کیا نتیجہ ظہور مین آیا اب بھی خیریت ہے کہ اگر مسلمانون کے
حال سے تعرض نہ کیا جاوے ورنہ تمام فوج کام آجاویگی حتی کہ سلطنت پر بھی زوال آجاوے تو عجب نہیں آیندہ اختیار
ہے رہا خداوند فرعون کا مقدمہ اُسکے بارہ مین میری یہ راے ہے کہ اگر خداوند کسی نوع کی قدرت رکھتا ہے تو خود آپ
اپنی نجات کی تدبیر پیدا کر لیگا اور اگر اُسکی مشیت مین یہی منظور ہے کہ مسلمانون کے ہاتھ سے بخواری ذلت و فضیحت ہلاک ہو
پھر کون ایسا ہے جو اُسکی مشیت مین دخل دے سکتا ہے ہر طرح وہی ہوگا جو ہونا ہے الشہاب آتش پوش کچھ جواب
آتش نہاد وزیر دست چپ موجود تھا بصداے زہرہ شگاف کہا ای کاروان نادان خاموش رہ بادشاہ
کو خواہ مخواہ خائف نہ کر مسلمانون کی سفاکی کا عوض لینے کے ہم ذمہ دار ہین اور اگرچہ خداوند فرعون کی مشیت
مین جو کچھ گذرا ہے وہی ہوگا لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ اُسکی مدد سے جہانتک ممکن ہو پہلو تہی نہ کرین اگر مشیت خداوند
پر بھروسہ کر لیا جاوے تو دنیا مین کوئی کسواسطے کسی امر مین سعی و کوشش کرے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہین
دنیا عالم اسباب ہے یہان بے سبب کوئی امر ظہور مین نہین آتا کیا عجب ہے اگر خداوند فرعون کی مشیت مین یہی
گذرا ہو کہ بادشاہ کی سعی و کوشش فرعون کی رہائی کا باعث ہوگی اُسکی مشیت وہی جانے کسی کو کیا خبر ہے لیکن
اب خبردار اس بارہ مین تو کچھ نہ کہنا جو صورت پیش آئیگی ہم دیکھ لینگے اُس روز پھر طبل جنگ بجا صبح کو
صف آرائی ہوئی آج شاہزادہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی جنگ و حرب مین شریک نہو البتہ
مسلمان معرکہ ہاے گشت مین آ گئے اور قریب تھا کہ فوج اسلام پسپا ہو حمزہ ثانی خود مرکب پر سوار ہو کے
جنگ مین شریک ہوے شعلہاے آتش سحر مسلمانون کو ہلاک کرنے لگے یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی اُسی حالت علالت مین مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا شاہزادہ کا میدان مین آنا تھا
کہ رد سحر کی وجہ سے وہ تمام شعلے معدوم ہو گئے الشہاب آتش پوش نے دیکھا کہ اب لڑائی کا رنگ
دگرگون ہوا چاہتا ہے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی طبل جنگ
بجنے کو غنیمت سمجھا اپنے بستر استراحت پر چلا گیا اور دونون طرف کی فوجین اپنے اپنے مقام کو واپس
آئین حمزہ ثانی بدیع الملک کی عیادت کیواسطے آئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا الحمد للہ مگر آج درد سر
شدت سے ہے حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک خیریت ہوئی کہ تم وقت پر ہنگامہ جنگ مین پہونچ گئے ورنہ
آج ہماری فوج کے پسپا ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہا تھا آدمی کہتا ہے کہ ایک ہفتہ تک پھر روز ہنگامہ

رہا آٹھوین روز عین ہنگامہ آرائی مین دور سے سیاہی نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسلمانون نے دیکھا
کہ ہزارہا صحرائی درندے مثل بلاے بے درمان اس طرف چلے آتے ہین اور آتے ہی التہاب شاہ کی فوج
مین شامل ہوگئے ایک طرح کی انکی صورتین تھین نہ ہر ایک کی صورتین دوسرے سے جدا گانہ اور نہایت
مہیب تھین جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا یہ لشکر بہیمہ جادو کا تھا اسکو باپ التہاب آتش پوش کے
ہنگامہ کی خبر پہونچی مدت سے دونون مین باہم اتحاد تھا دو لاکھ فوج بہایم کی لیکے مدد کیواسطے پہونچا آتے ہی
سید نے مسلمانون پر حملہ کیا رد سحر کا سبب تھا جو مسلمانون نے اُن سب کو تہ تیغ کیا اور التہاب آتش پوش
بھی گرفتار کر لیا گیا فوج بے سر تا سب مقابلہ نہ لا کی پسپا ہوئی بکثرت طعمۂ نہنگ اجل ہوئے باقی بھاگ گئے
مسلمانون کو فراغ حاصل ہوا حمزۂ ثانی دربار مین آئے التہاب کو اپنے روبرو طلب کیا دعوت اسلام
کی اُسنے انکار کیا کہا اگر تو مسلمان ہوگا تیری جانبری دشوار ہے اُسنے کہا مجھکو ہلاک ہونا منظور ہے حمزہ نے
اسیوقت اُسکو دار پر کھینچ دیا اور تمام سردارون نے اُسکو تیر باران کیا عیارون نے تاروزان کے فوراً
سے اُسکی لاش کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا اور خاک کو ہوا مین اُڑا دیا حمزۂ ثانی کے حکم سے دفتر مین شاہزادہ
بدیع الملک کے نام فتح فرعونیہ لکھی گئی چند روز مین تمام ملک فرعونیہ کا بندوبست کیا گیا ملکہ غزال
سے شاہزادہ بدیع الملک کی عروسی کا بندوبست ہونا شروع ہوا تمام شہر فرعونیہ آئینہ بند ہوا
خواجہ یاقوت اس عروسی کا مہتمم تھا مفصل اس عروسی کا ذکر نا سبب طول ہے خلاصہ یہ کہ اس
عروسی مین ایسا بندوبست ہوا جو کبھی کسی عروسی مین نہین ہوا تھا مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ اس کثرت
سے بخشش ہوئی تمام فرعونیہ کے ایک ایک محلے کے ایک ایک گھر مین پانچ پانچ دیگین پلاؤ مزعفر کی ایک ایک
دیگ قورمے کی مع شیرمال و باقرخانی و کباب وغیرہ ایک ایک شیر برنج کی بھیجی گئین اُسکے ساتھ زربفت کا
ایک ایک وسیع دسترخوان طلائی و نقرئی و غوری متعدد ظروف بھی بھیجے گئے جو بعد شادی کے واپس نہین
منگائے اسی طرح جملہ سامان کو قیاس کرنا چاہیے برات کے روز وہان شب کو قدرت خدا کی نظر آتی تھی بعد فراغ
عروسی حمزۂ ثانی نے ملک فرعونیہ شاہزادہ بدیع الملک کو مرحمت کیا ہرچند کہ بدیع الملک نے یہ عذر
بھی کیا کہ مجھکو ملک و مال کی خواہش نہین ہے البتہ حضور کی نظر عنایت میرے واسطے بہت کچھ ہے ملک و مال کی کچھ
نہین ہے حمزۂ ثانی نے کہا ہماری خوشی یہی ہے آخر شاہزادہ نے قبول کیا اور اپنی طرف سے ملک فرعونیہ خواجہ
یاقوت وزیر کو بخشا اور وہان کا حاکم مقرر کر دیا خواجہ یاقوت نے کہا شہریار ملک فرعونیہ مجھکو مرحمت ہوا کمال
مشکور ہون مگر مجھکو سرکار مین اپنا تابع فرمان سمجھو دولت ایمان ایسی عطا ہوئی اُسکا شکریہ ادا نہین ہو سکتا
بدیع الملک نے کہا اے خواجہ دولت ایمان مین نے کیا عطا کی تمہاری سرنوشت مین یہ دولت تمکو میسر ہونا لکھا تھا
غرضکہ چند روز تک حمزۂ ثانی نے وہین قیام کیا بعد وہان سے کوچ کر کے باختر کے جانب روانہ ہوا

اب حمزۂ ثانی کو جانب باختر روان رکھا جاتا ہے اور حال مین تورنج پر بزرگ نامہ فرسائی کی جاتی ہے

ہمکو ہمیشہ قفس کا کھٹکا لگا رہا
فرقت آیا بلبلون مین جو تنہا لگا رہا
سنتا نگہ یہ سر کو آہون کے باغ مین
صیاد کو مرے سبھی کھٹکا لگا رہا

کیسا ہمارے دل مین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
اشکون کا دونون آنکھون سے لگا رہا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آگئے ہو

قاتل تو ایک وار مین دو ٹکڑے کر چکا
صحبت رہی مگر یہ کھٹکا لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس مین یہ مر گیا
برسون تمہاری گھات مین بندہ لگا رہا

مشتاق دید سیکڑوں آنے چلے گئے
دانتوں نہیں مسی آنکھوں نہیں سرمہ لگا رہا
ہر گنبد ہوا فقصہ اسلام و کفر پاک
آزاد کو خیال تمہارا لگا رہا

دن رات کوچے یار میں میلہ لگا رہا
اُس آفتاب حسن کے ہمراہ جو شہر ہا
شیخ اور برہمن میں بکھیڑا لگا رہا

اندھیر شہر میں رہا اُنکے بنائے سے
تا صبح ہیرے منہ سے پیالہ لگا رہا
آیا شب فراق میں دم بھی نہ اُسکو جوا

راویان حکایت صدق و صفا و ناقلان روایت حیرت نما مخبران مقام قال و محرران جلوہ گاہ حال تارکان گنج دنیا بودو آزادگان سلسلہ وحدت وجود حقیقی و اعتباری جبری و اختیاری میں اس طریق سے فرق کرتے ہیں کہ جب بدترین مزبلہ سنگ خارشتی یعنے تورج بدرگ نے آگے سکندر جہ بابان کو اپنے لشکر میں بادشاہ مقرر کیا راوی کہتا ہے کہ سکندر زمرد شاہ سے بالکل مشابہ تھا تورج بدرگ نے اسکا نام زمرد شاہ مقرر کیا اور اپنے تمام لشکر میں اس بات کی منادی کر دی کہ یہ زمرد شاہ ہے اسکی اطاعت اختیار کرو جو کچھ یہ حکم کرے اسکی تعمیل واجب جانو اگر کوئی ذرا بھی کسی نوع کی سرتابی کریگا اپنے اعمال کی سزا سے معقول پائیگا یہ حکم ہمارا قطعی ہے بعدہ جو انگشتری سکندر کے پاس تھی اُسکو لیلیا اور اُس اسم کو پڑھ کے دم کیا فوراً چار ہزار مردودیو کی جمعیت وہاں آموجود ہوئی تورج بدرگ کو دست بستہ سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہے کیوں ہمکو طلب کیا ہے تورج نے کہا تم میں سے سب کا سردار کون ہے ایک دیو کوہ پیکر بصدائے مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا بعدہ دست بستہ عرض کی کیا حکم ہے تورج نے کہا حکم یہ ہے کہ اپنے سرداران ہشت گانہ کو حکم دے کہ وہ سب کوہ چکاب باختر میں جائیں اور وہاں کے بادشاہوں کو ہمارے روبرو حاضر کریں ہمکو بت پرستی کے رواج کی ضرورت ہے اُنمیں سے جو کوئی بت پرستی قبول کریگا اُسکو رہائی دیجائیگی چنانچہ وہ دیو کوہ چکاب باختر اور باختر میں گئے وہاں کے بادشاہوں کو لے آئے اُنمیں سے ایک بادشاہ کو تورج نے اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای فلان تجکو خاص بت پرستی قبول کرنے کیواسطے طلب کیا ہے تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا جان کا صدقہ مال ہوتا ہے اور ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے میں ہرگز اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہیں کرونگا اُسنے کہا اگر تو اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہیں کریگا تو میں بھی تیری ہلاکت سے قطع نظر نہیں کر سکتا اور اُسی وقت جلاد کو بلا کے اُسکو ہلاک کیا اسیطرح تمام بادشاہان باختر و کوہ چکاب باختر کو یکے بعد دیگرے اپنے روبرو طلب کیا جسنے بت پرستی اختیار کی اُسکو رہا کر دیا اور جسنے انکار کیا اُسکو فوراً ہلاک کیا اور چند روز میں تمام باختر اور کوہ چکاب باختر کو اپنا مطیع فرمان کیا ایک روز کا ذکر ہے کہ بقصد شکار ایک طرف چلا جاتا تھا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا جب قریب پہونچا زیر کوہ دیکھا ایک باغ ہے نہایت سرسبز و شاداب میوے گوناگون لگے ہوئے خوشرنگ بوقلمون ہر طرف نہریں جاری سراسر قدرت باری بالائے کوہ ایک قصر عالیشان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اُسکے دروازے اُس باغ کے جانب کھلے ہوئے ہیں اور دروازوں پر چلمنیں پڑی ہوئی ہیں تورج بدرگ اُس قصر رفیع و وسیع باشان شوکت کو دیکھکے متعجب ہوا اس ارادہ سے کہ اس قصر کے حال سے مطلع ہونا چاہیے اُس قصر کے قریب پہونچا اور زیر قصر سے برآمد ہو تو حقیقت دریافت کرون یکایک بالائے قصر سے صدائے رقص و سرود آئی اب اور زیادہ متعجب ہوا کہ اس قصر میں کون رہتا ہے بالائے قصر چلمن کو حرکت ہوئی معلوم ہوا کہ کوئی عورت چلمن کے قریب آئی چلمن کے ایک کونے کو اُٹھا کے باغ کچھ دیکھا اور چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین سراپا حسن عالم سوز

رخش خورشید را شمع شب افروز ؛ لبش در خندہ صبح عید نوروز ؛ شکر لفظ و شکر بوس و شکر خند ؛ زمین بوس رہش صد چاشنی قند ؛ چو در جلوہ دید داد گرشته ؛ زخجالت خون کشاید چشمہ چشمہ

صبا ابر نفت آب ماہ رو پیش ﴾ صبا تشنیدہ ہرگز رنگ و بوئیش ﴿ کانون مین فقط دود و سبز آویزے
ناک مین مرصع خوبصورت مختصر کہیں اسی طرح کا سادہ مگر پر تکلف زیب پہنے صدر دروازہ سے باہر آئی اور
توریج کے پاس آ کے از سر تا پا غور سے دیکھا کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح بیباکانہ باغ مین چلا آیا ہی تجکو اس
بات کا مطلق خیال نہ آیا کہ صاحب باغ کیا کہیگا خیر بہتر یہی ہی کہ جسطرف سے آیا ہی اُسیطرف واپس جا ورنہ اگر
صاحبخانہ کو خبر ہو جائیگی تو تو ہلاک کیا جاویگا توریج نے دلمین کہا مین اسی نازنین کو صاحب قصر سمجھتا تھا صاحب قصر
نہین معلوم کس مرتبہ کا شخص ہی کہا ای نازنین مین اپنے ارادہ سے ہرگز اس قصر رفیع کی طرف نہین آیا ہون
بلکہ حسب اتفاق اسطرف چلا آتا ہوا اب چونکہ یہان تک پہونچ گیا ہون اور تو نے مجکو دیکھ لیا ہی تو مین تیرا کمال ممنون ہونگا
اگر تو یہ بتا دیگی کہ مالک قصر کون شخص ہی اور اندرون قصر رقص و نوا کی آواز کیسی آتی ہی اُس نازنین نے کہا اس
قصر عالیشان کا مالک خواجہ بشیر ملک التجار نام ایک سوداگر ذی رتبہ ہی اُسکی دختر بلند اختر اس قصر مین رہتی
ہی جسکا نام ملکہ نازپرور ہی اور مین اُسکی خادمہ ہون ملکہ کو ازبسکہ رقص و نوا کا بہت شوق ہی اسواسطے
اکثر ہر روز ناچ گانا ہوا کرتا ہی بس اتنا مین نے مفصل حال بیان کر دیا اب یہان سے روانہ ہو توریج نے دست بستہ
کہا ای سراپا حسن و ناز مین چاہتا ہون کہ اُس ملکہ صاحب قصر کو بھی ایک نظر دیکھ لون اُس نازنین نے چین بہ جبین
ہو کے کہا تو کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنے حواس درست کر کیا خوب بخرے کی خوبی تیری کیا حقیقت ہی جو اُس ملکہ آفاق
کو دیکھے گا سچ کہتی ہون یہان سے بخیریت چلا جا ورنہ آفت مین مبتلا ہو جائیگا اگر خواجہ بشیر کو تیرے یہان آنیکی
اطلاع ہو جائیگی وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑیگا توریج نے اُس نازنین کے پانوُن پہ سر رکھدیا اور کہا جہان تو نے
اسقدر مجھپر احسان کیا ہی کہ مفصل حالات سے مطلع کر دیا وہان میری یہ خواہش بھی پوری کر دے اور ای نازنین
آگاہ ہو کہ مین بھی کوئی عوام الناس سے نہین ہون اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہون یہان کے رقص و نوا
کی آواز ایسی ہی خوش آئند معلوم ہوئی جو مجھے اسقدر التجا کی ورنہ مین خود ہر روز ہنگامہ رقص و نوا گرم کر سکتا
ہون وہ نازنین سمجھی کہ یہ دیوانہ ہرگز اپنی بیہودگی سے باز نہ آئیگا تا وقتیکہ اپنی بیہودگی کی سزا نہ پائیگا اور توریج
کے جواب بہ نظر تیز و تند دیکھ کے کہا اچھا تو یہان توقف کر مین آتی ہون یہ کہکر پھر اُس قصر مین چلی گئی وہان ملکہ
نازپرور نے جو اُسے دیر کے بعد آتے دیکھا کہا ای سمن لب تو بہت دیر کے بعد آئی کہان تھی اُسنے کہا ای ملکہ
کیا کہون عجیب واقعہ روبکار ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ مین بارہ دری کے اُسطرف گئی چلمن سے باغ کی طرف
دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی غیر مرد باغ مین وارد ہی پھر باہر قصر جا کے اُس سے پوچھا تو کون ہی یہان کیون آیا
اُسنے کہا حسب اتفاق میرا اسطرف ورود ہوا جب اُس سے کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو اُسنے قصر و مالک
قصر کا حال پوچھا مین نے مالک قصر کا نام بتایا اب وہ کہتا ہی کہ ملکہ صاحب قصر کو مجھے دکھا دے اور یہ بھی
کہتا ہی کہ مین عوام الناس سے نہین ہون بلکہ صاحبقران عصر ہون میرے نزدیک وہ ہرگز بدولت
یہان سے نہ جائیگا تا وقتیکہ دو چار مرد جا کے اُسکو باغ سے نہ نکالینگے نازپرور ہنسی اور کہا ای سمن لب
تیری تقریر سے عجیب طرح کی بو آتی ہی اور قریب بلا کے آہستہ کہا سچ بتا کیا وہ شخص تیرا کوئی آشنا ہی سمن لب
نے ہزارون قسمین کھائین اور کہا ملکہ عالم تعجب ہی کہ تم میری نسبت اسطرح کا گمان دلمین لاؤ مین کیا جانون
وہ دیوانہ کون ہی کہان سے باغ مین نازل ہو گیا قربان تمہارے مذاق کے مجکو اسطرح کا مذاق نہین بہاتا
وہ مردہ کیا پاپوش ہی جو میرا آشنا ہوگا ملکہ نازپرور نے کہا ای سمن لب تو اسقدر برخاستہ کیون ہوتی

ہی مین نے مذاق سے کہا سمن بو متبسم ہوئی کہا ملکہ عالم مین برخاستہ نہین ہوئی بلکہ بات کا جواب دیا یہ مجال میری نہین ہی کہ تمھارے روبرو برخاستہ ہو سکون ملکہ نے کہا اگر تو برخاستہ ہوئی تو اچھا جا اُس دیوانہ کو یہان سے لے آ مگر کسی کو کانون کان خبر نہو اُس سے کچھ باتین کرین گے بعدہ سزائے معقول دیکے یہان سے نکال دین گے سمن بو نے کہا قربان تمھارے اس طرز خیال کے اگر خواجہ کو اس بات کی خبر پہونچ گئی کہ ایک غیر شخص باغ مین وارد ہوا تھا ملکہ نے اپنے قصر مین اُسے بلایا یہ ہرگز کسی کو گمان نہوگا کہ ملکہ نے اُسے سزائے معقول دے کے نکال دیا بلکہ ایسے موقع کیواسطے جو خیال لازم ہی وہی خیال ہوگا بدنامی مشہر ہوگی دنیا مین برا اچھا بدنام نہین اچھا ملکہ نازپرور نے کہا ای سمن بو تو یہ کیا کہتی ہی دنیا مین برا اور بدنام دونون بہے کوئی اچھا نہین مع ہذا برا اور بدنام ہر شخص اُسی وقت ہوسکتا ہی جب اُسکے دل مین برائی پیدا ہوا ور قول و فعل سے اُسکے ظہور مین آوے جبتک اصلیت کسی فعل کی نہین ہوئی کوئی کچھ نہین کہسکتا ؎ تا نہ باشد چیزکی مردم نگو یند چیزہا سمن بو نے کہا ملکہ عالم مین نے اسوقت تمھارے روبرو اس بات کا اسوجہ سے ذکر کیا تھا کہ تم دربانون وغیرہ کو بھیج کے اُس شخص کو باغ سے نکلوا دو گی مگر یہ طرفہ امر ہی کہ تم اُسکی ملاقات کی شائق ہو گئین ملکہ نے کہا تو یہ ہرگز نہ سمجھ کہ مین اُسکی ملاقات کی شائق ہون بلکہ اُسکو معقول سزا دینا مقصود ہی سمن بو نے کہا اچھا جاتی ہون اُسے یہان لیے آتی ہون وہان سے پھر باغ مین آئی نورتن وہان انتظار مین بیٹھا تھا کہا ای نازنین کیا خبر لائی اُسنے کہا اچھی خبر ہی اگر ہماری ملکہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہی تو چل ہماری ملکہ بھی تیری ملاقات کی شائق ہو اُسنے کہا ای نازنین تیری ملکہ مجکو کیا جانے غالبًا تو نے کوئی ایسی تقریر کی جسکی وجہ سے ملکہ نے مجھے یاد فرمایا ہوگا ای نازنین ؎ سزا یا حسن سے تا جہاں نست در جہان باشی + بر ہمہ کام کامران باشی

بہر حال نورتن سمن بو کے ساتھ ایک دوسرے دروازہ سے قصر مین داخل ہوا دیکھا ؎

زہی قصر و منظر کہ از قدر و شان	نہ بیند کنہ پیش او آسمان	برونق ز قصر خورنق فزون
ستونہا بسنگینی بے ستون	زخارا تراشان فرہاد در در	ازین قصر شیرین در آفاق شور
بعالم فروزی در آفاق طاق	شعور از پیر تو شمسہ ان رواق	لونڈیان خواصین بیٹھی تھین

داروغہ وغیرہ سب اپنے اپنے خدمت لازمی مین مصروف ہین صدر کی بارہ دری جملہ ضرورت و زیبائش سے پیراستہ ہی وہ نازنین نورتن کو ایک زینہ سے کوٹھے پر لیگئی وہان بیٹھا یا چند جلیشین قدی ہیکل مسلح و مکمل موجود ہوئین نورتن کو گھیر لیا اسکو حیرت نے گھیرا کہ یہ کیا سامان ہی انھون نے مجکو قید کیا ہی کیا ایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک دختر پانزدہ سالہ ماہ پارہ اس شکل و شمایل کی جسکے شوق دید مین ماہ و مہر شب و روز سرگردان رہین ؎

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا	موزونی مین فسر و بیگمان تھا

وہ قد کہ قیامت اُسکے پیدا	وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا	پیشانی کا جل بلائے دل تھا	سونا تھا مسون پر زلف تھا
تھی ... دام سے پنہان	تل دانہ تھا بہر طائر جان	ابرو مین خم تھا بہر آدایب	مسی بھی ہوئی تھی ...
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان	تھی سرمہ طلب سے فروزان	سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے	نیرنگ فلک سپہر تختے قمر کے
رخسارون کا وہ صفا کہ ...	دو ماہ ہو نکا سامنا جہان ہو	وہ پتلے رسیلے خوشنما لب	تھا جام کی صفا لبالب
خندہ وہ تھا کہ تھا تبسم نا ...	لب کھلتے تو کھلتا حسن کا راز	تا در تھی صراحی دار گردن	گردن سے تھی ...

سرمایۂ دلبری تھی یکسر	القصہ وہ سر سے لیکے پا تک	دنیا مین نہ تھا نظیر اُنکا	وہ ساعد و دست و بازو و پا

اُس روز وہ ماہ دل افروز صاحب حسن عالم سوز شیرین دہن نازک بدن اُس قصر مین سیر و تفریح کی غرض سے آئی ہوئی تھی کارکنان قضا و قدر جب کسی کام کے انجام دینے مین مصروف ہوتے ہین تو آغاز اُسکا بطور عجیب و غریب ہو جاتا ہی ہر کس و ناکس کو چار و ناچار اُسی راہ پر چلنا پڑتا ہی بلکہ کشان کشان لیجاتے ہین جونہین ملکہ نازپرور کی نظر توریج کی صورت پر پڑی کہا تو کون ہی کہان سے اس باغ مین وارد ہوا توریج نے کہا ای نازنین مین صاحبقران عصر ہون دین بت پرستی کو رواج دینا مقصود تھا تمام باختر دکو یک باختر کو بت پرست کیا جسنے انکار کیا فوراً اُسے تہ تیغ کیا بعد فیصل کرنے اس مقدمہ کے شکار کیواسطے اپنے مقام قیام سے چلا حسب اتفاق یہان گذر ہو گیا جب ملکہ نازپرور نے بت پرستی کا نام سنا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گئی اور کہا تو بت پرست ہی اُسنے کہا بیشک ملکہ نے سمن بو کو بلایا بذریعہ سرگوشی اُس سے کچھ کہا وہ گئی اور جام و صراحی ساتھ لائی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبالب کیا اور کہا ای جوان چونکہ تو بت پرست ہی تیری دعوت میرے اوپر فرض ہی پس دو چار جام مے ناب کے پی لے توریج بہت خوش ہوا کہا ای ملکہ مین تمہارا اس مہربانی و عنایت کا بہت مشکور ہون تنہا مے نوشی کا کیا لطف البتہ کچھ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو تو مضائقہ نہین ملکہ نے ایک خواص کو اشارہ کیا وہ گئی اور ایک زن مطربہ و رقاصہ کو مع سازیکے لے آئی اُس رقاصہ نے بکمال لطف اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

سنبھل سکتا نہین اب دوش پر بار اپنی گردن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھا
برابر نکلے گا ورا اُس کمر کا اور گردن کا
بہار اک دل کے داغون نے دکھا چشم قاتل کو
ملی ہی تو نے گلشن مین کچھ الا تختہ سوسن کا
کدھر آئی آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
سمند رخش ما [illegible] دامن کا
[illegible] فردوس پر رضوان سے رخصت لی لیتا ہی
گمان ہوتا ہی اپنے سایہ پر بھی ہمکو دشمن کا
رخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
دل صد چاک مین تیر ہی ہمیشہ انداز چلمن کا
ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
ترستا [illegible] پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

غضب ہی جانکو پیچیدہ ہوتا دل سے دشمن کا
ہمارے اُسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
تہ کا [illegible] چھلکی جو سرخی پانکی اُسمین
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے مین جو ڈر کر [illegible] خورشید [illegible]
کہ [illegible] و مین یکسان ہی عالم [illegible]
سمجھتے تھے نہ ہم استاد [illegible] جنون تجکو
سمجھتا ہو نہین [illegible] انداز [illegible] گلشن کا
اڑا یا پان کی تحریر نے اور اُسکے دانتون کو
ہمارے کوکب طالع نگر چہرہ تھا دشمن کا
نہین ہم سا گنہگار ای فلک کوئی زمانے مین
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کیا اک آہ نے تیغ قضا نے صاد و ٹکڑا [illegible]

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا
یہ خوش اسلوب جسم اُس پری کا ہی جو تنہائی [illegible]
گلوے یار پر عالم ہوا شیشہ کی گردن کا
چنبلی [illegible] نشان پیشانی پہ [illegible] چاندنی [illegible]
شب تاریکی مین ہاتھ آیا مضمون [illegible] روشن کا
ڈراتا ہی کیسے ای شیخ تو نار جہنم سے
گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا
ہوئی ہی مردم دنیا کی صورت سے بیزاری
نگین کا رنگ چمکا دے مقرر [illegible] کندن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجکو ہوتا ہی
ہمارے مردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا
مجھے بھی گر کسی محکمہ مین حشر کے پوچھا
گمان ہی گیا دشمن کو آتش [illegible] جوشن کا

رہروان وادی سخن و سالکان طریق ہنر و فن اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اسطرف تو اُس مطربہ خوش شمائل و خوش گلو نے یہ غزل گائی اُدھر وہ مردود رب ودود دو چار جام شراب تیز و تند زہر مار کر کے مدہوش ہوا ملکہ نازپرور رسیدہ وقت کی منتظر تھی تمام حبشیون کو حکم دیا کہ اس بت پرست مردود پر خوب زد و کوب کرو اسطرح ست کہ ہلاک نہونے پائے بعدہ بستہ و گرفتہ کر کے میرے پدر معظم کے پاس لے جاؤ اور خبردار ہاتھ نہونے پائے

یہ سنا تھا کہ تمام عورتین ہاتھون مین اپنے پانوؤن کی جوتیان اُٹھا کے دوڑین اور توریج بدرنگ
پر زدوکوب ہونا شروع ہوئی اسقدر پٹا کہ تمام نشہ خسران ہوگیا ایک ایک کی جانب دیکھ دیکھ کے
الحاح وزاری کرتا تھا اور کہتا تھا اے نیک بختو مین اپنی خوشی سے یہان نہین آیا جب تمنے بلایا
تو مین یہان آیا اگر تمکو میرا یہان آنا ناگوار تھا تو مجھکو یہان نہ لائی ہوتین کیا مجھسے تمکو کبھی کی خصومت
تھی جو یہان لا کے مجھکو ہلاک کیا اُنھون نے کہا ابھی کیا ہلاک کیا ہی اب بیشک تو ہلاک کیا جاویگا
او بت پرست موذی تجھسے پیشتر ہی سمجھایا تھا کہ بغیر اجازت باغ مین کیون چلا آیا واپس جا مگر تو نے
نہ سنا مزید بران ملکہ عالم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تیری کیا وقعت و حقیقت ہی جو ملکہ عالم سے ملاقات
کریگا توریج نے کہا خیر جو مجھکو سزا ملنی تھی مل چکی اب تو مجھکو رہا کرو اُنھون نے کہا ابھی تجکو سزا کسی نے ملی ہی
خواجہ بشیر ملک التجار جو مالک اس قصر کا ہی وہ تجکو قرار واقعی سزا دیگا ہم عورت ذات ہین ورنہ
ہم ہی تجکو معقول سزا دیتے غرضکہ اُن حبشنون نے مضبوط باندھکے چند سپاہیون کو دروازہ پر بلایا
اور توریج کو اُنکے حوالہ کرکے کہا اس موذی کو بہوشیاری تمام خواجہ کے پاس لیجاؤ اور تمام واقعہ
کو بیان کردینا وہ سپاہی توریج کو خواجہ بشیر ملک التجار کے پاس لے گئے خواجہ اُسوقت کسی وجہ
سے منغض بیٹھا تھا دیکھا ایک شخص گرفتہ و بستہ چلا آتا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے حقیقت حال کو بیان
کیا خواجہ ازبسکہ پیشتر ہی سے برہم بیٹھا تھا اس واقعہ کو سن کے از سرتا پا غیظ و غضب ہوگیا تمام
ملازمون کو جمع کرکے کہا اس نابکار کو خوب زدوکوب کرو بمجرد اس حکم کے یہان بھی زدوکوب
شروع ہوگئی جسے کہ توریج جان بلب ہوگیا کہتا تھا اے خواجہ مین اپنی خوشی سے قصر مین نہین
گیا ایک نازنین سمن بو نام مجھکو قصر مین لے گئی خواجہ نے سمن بو کو بلایا اور پوچھا اے سمن بو
یہ مردود کہتا ہی کہ مجھکو سمن بو قصر مین لیگئی مین اپنی خوشی سے نہین گیا سمن بو نے کہا یہ مردود جھوٹا ہی جب
مین نے اسکو اس باغ مین دیکھا منع کیا کہ یہان توقف کر اسنے نہ مانا مزید بران ملکہ نامور کی
ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہر چند مین نے سمجھایا اسنے نہ مانا جب یہ باغ سے باہر نہ گیا تب مین نے ملکہ عالم سے
اطلاع کی ملکہ عالم کو غصہ آیا کہا وہ نابکار کیون میرے باغ مین آیا اُسکو سزا دینا چاہیے چنانچہ
گرفتار کرکے یہان بھیج دیا خواجہ بشیر نے کہا اس مردود پر زدوکوب کرکے اسکے منھ کو سیاہ کرو
گردن مین پرانی جوتیون کا ہار ڈال دو و پشت خر پر اس طرح سوار کرکے یہان سے نکال دو کہ جانب
منھ پشت ہو اور دم کے جانب اسکا رخ سیاہ ہو چنانچہ توریج بدرنگ کا منھ سیاہ کیا گیا اور پشت خر
پر سوار کرکے وہان سے نکال دیا گیا اسنے راہ مین ایک چشمہ سے منھ دھویا گدھے کو راہ مین چھوڑا
بہزار خرابی و دشواری اپنے مقام قیام پر پہونچا لوگون نے اسقدر صدمہ کا سبب پوچھا توریج نے
شرم سے کچھ نہ کہا مگر دل مین خواجہ بشیر ملک التجار کا بغض بھرا ہوا تھا ہر روز ارادہ کرتا تھا
کہ فوج و لشکر لیجا کے خواجہ بشیر سے اُسکی بدعت کا عوض لون آخر ایک روز اسی ارادہ
کو مصمم کرکے روانہ ہوا راہ مین ہوا سے تپہ پیدا ہوا اور توریج کو اُٹھا لے گیا چند لمحے بعد آنکھ
جو کھلی اپنے کو ایک بادشاہ عالیجاہ کی مجلس مین دیکھا سوچا ایسا نہو یہان بھی پاپوشون کا سامان
ہوجائے نظر نیچی کرلی اور کمال ادب سے اُس بادشاہ کو سلام کیا اور کہا اے بادشاہ مین از خود یہانتک

نہین پہونچا ہون تحقیق کرنے سے دریافت ہوسکتا ہی زبردستی کی بات کا ذکر نہین ہی بادشاہ نے
از سرتا پا تورج کو دیکھا اور کہا ہمکو معلوم ہی کہ تو از خود یہان نہین آیا ہی اگر از خود آتا تو کیا مضایقہ تھا
تو خائف کیون ہی تورج خواجہ بشیر کے بیان جو شیان کہا چکا تھا اسی سبب سے خائف تھا
سوچا کہ اگر حقیقت حال کا ذکر کرونگا خواہ مخواہ ذلت ہوگی اس سے بہتر یہ ہی کہ سکوت کیا جاوے
اُس بادشاہ نے کہا ای تورج شاید تجکو نہین معلوم ہی آگاہ ہو کہ یہ طلسم خارستان باختر ہی
اور مین اس طلسم کا بادشاہ ہون میرا نام صنعان جادو ہی مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو ہفت اقلیم
کا حاکم و فرمان روا ہوگا تیرا مقابلہ کوئی نہ کر سکیگا جو برسر مقابلہ ہوگا پسپا ہوگا ای تورج مین
ایک دختر باکتخدا رکھتا ہون عرصہ سے اُسکی شادی کی فکر لاحق رہتی ہی اس حال کے دریافت ہونے
کے بعد اس بات نے دل مین خطور کیا کہ اپنے فرزند کے خیر خواہ سب ہی ہوتے ہین مین بھی
اپنی دختر کے واسطے بہتر پیوند تجویز کرون اسوقت تک میری نظر مین تجھسے بہتر کوئی نہین ہی اگر
میری دختر کو تو قبول کرے گا مین بھی تیری مدد و حمایت کے واسطے ہر وقت موجود رہونگا اس
صورت مین تیری حکومت و ثروت کو وہ رونق حاصل ہوگی جو کسی بادشاہ عالیجاہ کو حاصل
نہوئی ہوگی مثل مشہور ہی ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ اس بارہ مین اس سے زیادہ
کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہی میری درخواست کو قبول کرلے تو بہتر دیکھ ؎ آنچہ در دیگ ست بچمچہ می آید
تورج بزرگ نے کہا ای بادشاہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو مجکو بھی انکار نہین ہی بخوشی خاطر قبول کرتا
ہون صنعان جادو نے اُسی وقت کارگذارون و سردارون کو طلب کیا اور اس حال سے
مطلع کر کے کہا جلد سامان عروسی تیار کرو مجکو منظور ہی کہ جلد عروسی دختر سے فراغ حاصل کرون یہ
جوان جسکا نام تورج ہی اور جسکو اپنی دختر سے منسوب کرنے کے واسطے مین نے تجویز کیا ہی یہ
بھی ایک کامی جوان ہی اگر تاخیر ہوگی اسکا ہرج ہوگا اور ہرج ہونا مناسب نہین ہی اسواسطے کہ از روے
نجوم اسکے طالع قوی معلوم ہوتے ہین جسقدر یہ حرکت کرے گا اُسی قدر برکت ہوگی کارگذارون
نے وسے ہی پسند کیا بہت مناسب اُسی وقت حساب کا کاغذ تیار ہوا خرید شروع ہوگئی جو چیز
تیار مل گئی اُسکو بالحاظ زیادتی قیمت خرید کرلیا جو شئی نہ ملی اُسکو بصرف زر کثیر جلد تیار کرایا تمام محلے کو جوڑے
تقسیم ہوے کیفیت ہوئی مجلس عیش منعقد ہوئی اعزا اقربا دوست ملازم سب جمع ہوے تمام شب باجے
بجا کیا ہوا صبح کو تورج بزرگ سے دختر صنعان شاہ منسوب کی گئی تورج اس شادی سے بہت خوش
ہوا دختر صنعان شاہ سے کام دل حاصل کیا واضح رہے کہ لعل بن تورج اسی نازنین کے شکم سے پیدا
ہوگا اب تورج بزرگ کا یہ دستور ہی کہ تمام شب دختر صنعان شاہ سے ہنگامہ اختلاط گرم رکھتا ہی اور دن کو
زنان رقاصہ مطربہ کو بلاتا ہی اور اُنکے رقص و نوا سے دل خوش کرتا ہی ایک زن مطربہ نے نہایت لطافت سے
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

ربتہ پہونچا ہی خموشی سے یہ کچھ دلگیر کا
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا اکسیر کا
جسکے ہاتھ لیتا سو کہا تجھکو طرح دو دم

عالم منطق مصور ہی تری تصویر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہوگا تصویر کا
مثل نشانہ دست رس اس تن تن پر ہی اگر
عشق پیچان پر پیچ ہوتا ہی شک زنجیر کا

منہ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا
زندہ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق
دعوت افعی کرون پھر کہا الیشیر کا
ہجر کے صدمہ سے ہوئی عشق کی تاثیر کا

زخم کی ایذا سے جو ہر کھل گیا شمشیر کا
خط لکھونگا یا رسیم اندام کو مین ای قلم
اپنا تعویذ سمجھا بھی نقش ہی تسخیر کا
غش کر نگے کو دکان وحشت سے مجنون تو ابھی
قند کے کو دسے جاری ہو دریا شیر کا
دیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش خیرات
زاہد بھی نقش ہی پیشانی کی تحریر کا
نرمی ظاہر سبب ہے سخت گیری کی دلیل
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا
تشنہ تیغ مژہ پر تیغ ابروکی چلے
در کے چہرہ کا زیور زخم ہی شمشیر کا
چاک ہوتا ہی کہان ہے گریبان کیطرح

سرخ یا وصف سیہ کاری ہی رنگ زخم را
روشنائی مین ہو دو دہ روغن اکسیر کا
نوش ہے صرف کرے خون گنہگاران عشق
حلق بسمل ہی ہر ایک حلقہ مری زنجیر کا
روسیہ دشمن کا یون پاؤن سے کھینچے فلک
مالدار ہیکرم کبھی ابر ہی تصویر کا
چارہ بر دو مین شہ حیران ہین سار خوشنوا
یابہ کبھی ہمرہ شرر ہمسر ہی آتش گیر کا
کیسی کیسی صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین
ای شکار انداز ہو چور نگ اس نخچیر کا
معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیہ
ہر کبھی دیوانہ ہی آتش جاندسی تصویر کا

سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا
ہر شب گرد یہ آتا ہی وہ طفل شمع کا
پھول سے رنگین رہے بچھا اتری تصویر کا
خودبیان رخ کی صباحت کا کرا ہی شیرین
جیسے سلطنت کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا
حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہین بیان
کس قلم کا قطعہ ہی یہ کاتب تقدیر کا
رشتہ موج نماز نچگا نہ سنے دریا
اس مرقع مین کبھی ہی کیا کیا ورق تصویر
روکے منہ پر وارہ قاتل کا سپر کیطرح
کھینچے دامن ہر میدان گریبان گیر کا
اس غزل کو سنکے نوریج

ازخود رفتہ ہوا کہ دن گذر گئے تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے اور سب اپنے اپنے مقام کو چلے گئے مگر یہ اُسی جگہ بیٹھا رہا جسے کہ رضوانہ دختر صنعان شاہ خود آئی دیکھا نوریج مبہوت بیٹھا ہی حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک زن مطرب کے رقص و نوا سے ازخود رفتہ ہوگیا رضوانہ نے زور سے کان پکڑا اور کہا اُٹھو یہان سے تو دیوانہ کیون ہوگیا ہی اُسوقت نوریج بدر گئے حواس درست ہوئے غرضکہ اسی طرح چند روز عیش و عشرت مین گذارے بعدہ ایکروز صنعان شاہ جادوگر کی خدمت مین حاضر ہوا ملک صنعان شاہ متعجب ہوا کہا ای فرزند اسوقت خلاف قاعدہ کیون آیا ہی اُسنے کہا ای بادشاہ عالیجاہ مجکو یہان بہت عرصہ قیام کو ہوا ہی میرے لشکر کی مجکو مطلق خبر نہین معلوم ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو ملک صنعان جادوگر نے کہا ابھی کچھ ایسا بہت عرصہ یہان قیام کو نہین گذرا چند روز یہان قیام کر بعدہ تجکو اختیار ہی نوریج نے کہا ای بادشاہ اب یہان توقف نہین کرونگا پھر چند روز یہان آسکے قیام کرونگا جب ملک صنعان شاہ نے بہت اصرار کیا اور نوریج نے نہ مانا ملک صنعان شاہ مجبور ہوا ایک تاج سحر نوریج کے واسطے تیار کیا جسمین یہ خاصیت مقرر کی جسکے سر پہ وہ تاج ہو جو شخص اُس صاحب تاج کو دیکھے فوراً سجدہ کرے اس طرح کا تاج تیار کرکے نوریج کو دیا اور کہا ای فرزند ہرچند کہ تیری مفارقت مجھپر نہایت شاق ہی لیکن تیرے اصرار سے مجبور رہون مین نے یہ تاج خاص تیرے واسطے تیار کیا ہی اسکو اپنے ساتھ لیتا جا یہ تاج سکندر رچوپان کے سر پر رکھدینا اور اُس سے کہدینا کہ سب سے کہے کہ مین زہرہ شاہ ہون دوبارہ مین نے آسمان سے نزول کیا ہی جو شخص سکندر رچوپان کو دیکھیگا فوراً سجدہ کرے گا نوریج اس خاصیت کے تاج کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور صنعان شاہ کو سلام کیا اور تاج کو لیکے اپنے پاس رکھ لیا بعدہ صنعان شاہ نے ایک جادوگر کو اپنے روبرو طلب کیا کہا جا نوریج کو اسکے لشکر مین پہونچا دے اُسنے چشم زدن مین نوریج کو لشکر

مین پہونچا دیا تورج نے اُس جادو کے کار نمایان کی بہت تعریف کی اور خلعت گران بہا انعام مین
دیا وہ جادو وہان سے رخصت ہو کے چلا آیا اہل لشکر نے تورج کو عرصہ کے بعد دیکھا کہا ای تورج
کہان تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد یہان آئے تورج کے دل مین خیال آیا کہ اول خواجہ بشیر کے
قصر کی سرگذشت بیان کرون مگر پھر خیال آیا کہ خواہ مخواہ ان لوگون کی نظر مین ذلیل ہونگا وہان کے
حال کو نہ بیان کیا البتہ طلسم غارستان باختر کی کیفیت تمام و کمال بیان کی اور کہا صنعان جادو
بادشاہ طلسم غارستان باختر نے یہ تاج تحفۃً دیا اور وہ تاج سکندر رچوپان کے سر پر رکھدیا بس
پھر تو واقعی یہ کیفیت تھی کہ جو سکندر رچوپان کو دیکھتا تھا فوراً اُسکے روبرو سجدہ کو جھک جاتا تھا
یہانتک یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی کہ تورج بہادر طلسم غارستان باختر مین پہونچا تھا رضوانہ
دختر صنعان شاہ بادشاہ طلسم سے شادی کی اب لشکر مین آیا ایک تاج لایا ہی جسکی یہ خاصیت
ہی کہ جو کوئی صاحب تاج کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی شاہ سلیمان نے قارن قمر بین کو طلب کیا
وہ شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوا کہا کیا حکم ہی شاہ سلیمان نے کہا حکم یہ ہی کہ تورج کے
مقابلہ مین میرے طالع کو دیکھو کہ از روے خاصیت کو آپ کیا دریافت ہوتا ہی قارن قمر بین نے
زائچہ کھینچا قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا شہریارا رفیع الحال قواعد نجوم سے دریافت ہوتا ہی کہ تمہارے
مقابلہ مین تورج کا طالع قوی ہی ہر وقت اُسکا کام روبراست لائیگا ہر کام مین مقصدور ہوگا آج سے
چالیس روز کے عرصہ مین قلعہ ذوالامان کو تہ و بالا کر کے خاک سیاہ کر دیگا شاہ سلیمان
گھبرا گیا کہا ای قارن قمر بین اسوقت تو نے عجب طرح کی خبر وحشت اثر سنائی اگر یہی حال تورج
کے طالع اور مقصدوری کا ہی تو ہم کیونکر اُسکے غلبہ سے محفوظ رہ سکتے ہین قارن قمر بین نے کہا
شہریارا بے شبہ اُسکے مقابلہ مین تمہاری حالت مخدوش معلوم ہوتی ہی تمکو چاہیے کہ پیشتر سے اپنی
حفاظت کا بندوبست کر لو تاکہ تورج سے کسی طرح گزند نہ پہونچے شاہ سلیمان نے کہا اچھا پھر تم ہی کوئی
تدبیر بتاؤ قارن نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم آج ہی شب کو جابلقا کے جانب کوچ
کرو اگر توقف کروگے تو پھر یہان سے کوچ کرنا دشوار ہوگا شاہ سلیمان نے اُسی وقت سے
سامان کرنا درست کر دیا اور قارن کو بار دیگر طلب کر کے پوچھا کہ ای ستارہ شناس یہ بھی بتاؤ کہ
جابلقا کی طرف براہ دریا کوچ کرون یا براہ خشکی اُسنے بعد تامل بسیار کہا میرے نزدیک براہ
دریا ہی سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی شاہ سلیمان نے متعدد کشتیان کرایہ کین تاریکی شب مین اُن
کشتیون پر سوار ہو کے جانب جابلقا روانہ ہو گیا اثناے راہ مین ہر مرتبہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہو
تورج بدرگ دریا مین سد راہ ہو اُس طرف جب تورج تمام باختر کو بخوبی قبضہ مین لاچکا اور بالکلیہ
اطمینان حاصل ہو گیا کوچ کر کے ذوالامان کے قریب پہونچا وہان نہ شاہ سلیمان کو دیکھا اور
نہ اور کسی مردان قلعہ مین سے کسی کو دیکھا تمام قلعہ ذوالامان ہو کا مقام تھا بہت برہم ہوا حکم دیا کہ
تمام قلعہ ذوالامان کو ویران کردو چنانچہ تمام مکانات منہدم کر دیئے گئے حتی کہ قصرہاے لعل نگار و
قصرہاے زنگار و جواہر نگار تک کو منہدم کر دیا یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان کبھی کوئی عمارت تھی بعد
ازان کوہ بیابانی طرف سے ایک ایسے قلعہ وسیع و مستحکم کی بنا ڈالی جسمین چار ہزار مرصع نگار قصر واقع

تھے ہر ایک قصر کی شان و رفعت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی اُسکے مقابلہ مین عمارت بہرام دیکھنے جانے تو
در گور لگنے چلا آئے ہزارون کرسے لاکھون برآمدے نکالے ہین جواہرات بے بہا سے مرصع کیے مین خشت
طلا و نقرہ سے در و دیوار کو گنگا جمنی بنایا ہی کارلاجورد دکھایا ہی غرضکہ تمام قصور مین جو قصر ہی ہر طرح کی خوبی
کا اُسمین حصر ہی اسیطرح ہر قصر کے متعلق ایک ایک باغ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہی کہ جس باغ کو دیکھو یہ معلوم
ہوتا ہی کہ تمام عالم کا مال اسکی درستی مین صرف کیا ہی نمونہ بہشت شداد لم یخلق مثلہا فی البلاد آٹھ چھت
یعنے منازل قمر جو فلک پر ہین ویسے برج بنائے ہین جواہر کے ترشے ہوئے ستارون کے نقشے دکھائے
ہین اسی طرح ہر ایک باغ رشک جنت کے بیچ مین وہ ایک ایک قصر جسکا ذکر اول مین ہوا واقع ہی
چار ہزار قافلہ سرا ایکن تعمیر کین ہر ایک سرا مین چار چار پانچ پانچ ہزار حجرہ ترتیب دیے تھے اس سے
وسعت ہر ایک سرا سے کی معلوم ہوتی ہی بعد تیاری اُس قلعہ وسیع کے نام اُسکا قلعہ توریج آباد مقرر
کیا علاوہ قصر ہائے اندرون قلعہ بیرون قلعہ بھی چار ہزار باغہائے سر سبز و شاداب مع قصر ہائے مکلل
گرد اگرد قلعہ ترتیب دیے تھے توریج بدرنگ اس قلعہ توریج آباد مین مقیم ہوا
چونکہ فی الحال پھر گونہ اطمینان حاصل ہو چکا تھا سیر و شکار کا خیال ہوا سامان شکار مہیا کرکے ایک جانب روانہ ہوا

اب توریج بدرنگ کو صید و شکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال لقا بدار دختر طمطاس
مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

دکھائی دیتے ہین نقشے بہار مین کیا کیا	کھلے ہین گل چمن روزگار مین کیا کیا	بیان ہو نہین سکتے شب وصال کے
مزے اُٹھائے ہین پوس و کنار مین کیا کیا	لیے پھرا مجھے وحشت کوہ و صحرا مین	جنون نے سیر دکھائی بہار مین کیا کیا
دل و جگر ہوئے دو ٹکڑے تیغ ابرو سے	اُنھی کاٹ ہین اس ذوالفقار مین کیا کیا	شراب و سبزہ و آب روان وصل نگار
ہوس یہ ہی زندگی مستعار مین کیا کیا	بلا سے اس دل گم گشتہ کا پتہ آوا د	سہرا ہین کوچۂ گیسو سے یار مین کیا کیا

سخن بہیچ دانا معنی فہم	عروس سخن را حسنین داد زینت	گروہ لقا بدار دختر طمطاس

پ تھی جب اُسکو
توریج کے مقابلہ سے بچہ اُٹھا لیگیا یکایک آنکھ جو کھولی اپنے کو جنسطل مین پایا اور دیکھا کہ اپنی مان کے
پاس بیٹھی ہی کمال حیرت ہوئی سلام کیا اور کہا ای مادر گرامی اسوقت اپنے کو طرفہ حالت مین دیکھتی ہون
نہین معلوم یہ خواب ہی یا عالم بیداری ہی بیچ بتا وہ کون تھا جو مجھکو یہان لایا مجھکو یہانتک پہونچنے
کی مطلق اطلاع نہین ہی اُسنے کہا ای فرزند بیتاب تجھکو یہانتک پہونچنے کی اطلاع نہوگی اصل حقیقت
اس واقعہ کی یہ ہی کہ یہان سے قریب جادوان جنسطل مین سے ایک جادو ہی مرواق جادو نام اور
اہل اسلام سے ہی شب کو مین نے تیرے حق مین خواب پریشان دیکھا بہت پریشان ہوئی دل مین طرح
طرح کے وسوسے پیدا ہوئے تیرے دیکھنے کو دل چاہا مرواق جادو از بسکہ میرے پاس آیا ہوا تھا
اُسنے مجھکو پریشان دیکھکے حال پوچھا مین نے کہا ای مرواق جادو کیا پوچھتا ہی مجھکو سخت تردد لاحق
ہی بعدہ خواب شب کی حقیقت مفصل بیان کی اُسنے کہا مین موجود ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مین نے
کہا مین کمال مشکور ہونگی اگر تو میری دختر کو میرے پاس لے آئیگا چنانچہ وہ اُسی وقت روانہ ہوا تجھکو
میرے پاس لے آیا ای فرزند چونکہ توریج کے مقابلہ کے واسطے گئی تھی کیا نتیجہ ظہور مین آیا دختر
طمطاس نے اپنا جانا اور توریج سے تین شب و روز کی کشتی اور اپنا گرفتار ہونا اور مریخ خان

کا عاشق ہونا اور اُسکو ہلاک کرنا اور بہروز و نوبہار کے اور زخمی کرنا نوبہار کا بالتفصیل بیان کیا اُسوقت اُسکی ماں کے چہرہ کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا اے آذر چہرہ گیسو بریدہ تیرا پدر ایسا شیر بیشہ جرأت و دلاوری و نہنگ بحر جلادت و بہادری ہو اور تو ایسا کار ناشایستہ عمل میں لائے افسوس تونے تمام باختر میں اپنے کو بدنام کیا ماں باپ کا نام ڈبو یا اگر تو سمجھتی تھی کہ مجھسے ایسے کار ہاے ناشایستہ ظہور میں آسکینگے تو بیکار تو نے اُس طرف کا ارادہ کیا مجکو ان حالات سے مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ میں ہرگز تجکو نہ بلاتی اگرچہ تو ہلاک بھی ہو جاتی تف ہے تجھپر اور تیرے ایسے بیہودہ حرکات پر آذر چہرہ سر جھکائے سکوت میں بیٹھی اپنی ماں کے عتاب آمیز کلمات کو سن رہی تھی مطلق جواب نہ دیا جب مادر آذر چہرہ نے دیکھا کہ آذر چہرہ سکوت میں سُن رہی ہے اور کچھ جواب نہیں دیتی اور زیادہ آتش غضب مشتعل ہو گئی کہا او بدبخت کیا سکوت میں سن رہی ہے جواب نہیں دیتی آخر تو کیوں اُس طرف گئی تھی ہے شرط کہ تجکو گلا گھونٹ کے مار ڈالوں یہ کہکے ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے اُٹھے مگر پھر توقف کیا اور اُسی طرح ملامت کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت سے وہاں سے اُٹھ کے گئی آذر چہرہ نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا

فوراً بجلدی تمام وہاں سے اُٹھی اور مرکب پر سوار ہو کے نوبہار کی طرف روانہ ہو گئی

اب آذر چہرہ دختر ملہاسپ کو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور حال فرمانروا ملکت جہانبانی تاجدار اقلیم صاحبقرانی نشستندہ سریر سلیمانی یعنے جناب حمزۂ ثانی معرض تحریر میں آتا ہے

شعر

ہر ایک سے سخن میں گرم جسد و پایا
ہمنے یہاں کسی کو کبھا اہل درد پایا
حسن پری کو جیسا جلوہ فروز دیکھا
اُس گل کے رخ کو ہمنے رنگت میں درد پایا
تھا تیرے فرقہ میں کو وحشت کا جو تصور
مجنوں خستہ تن کو محمل بہ گرد پایا

بالوں کو تیری واعظ ہمنے تو سر دیا پایا
بیمار جو کہ تیرے سونے سے رنگ کا تھا
عشق بلا قرین کبھی دنبالہ گرد پایا
جنگل میں پا کھپر کے تیغ ایک عمر گذری ہو دل
جس روح پر نظر کی بے شبہ فرد پایا
کوئی نظر نہ آیا جانباز عشق ہمدمی

جب غور کی تو دیکھا دنیا میں ذرہ حسن
گل سے بھی کچھ زیادہ آج اُسکو زرد پایا
زلفوں کو سمجھے سنبل ہونٹھوں کو غنچہ پایا
سمجھا نہ کوئی میں نے صحرا نورد پایا
لیلی خوش ادا کا ناقہ جدہر سے گذرا
اس معرکے میں ہمنے ایک تجکو مرد پایا

رہ نوردان صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین طریقت شناسان گزین جنکی نظروں میں عطاے عقل فعال بے کشف غطا مستر قستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہے اور صفاے باطن سے مثل مرآت تجلی بغیر احتیاج زنگ زدا ہر ایک روشن ضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے اس تصدیق نظری کو لباس تصور بدیہی یوں پہناتے ہیں کہ جب پدر آسمان کمال مہر سپہر جاہ و جلال مروج دین متین سبحانی یعنے جناب حمزۂ ثانی با فوج دریا موج قرعو نیہ سے کوچ کرکے جانب باختر روانہ ہوا اثنا سے راہ میں ایک جزیرہ ملا نہایت سرسبز و شاداب ہر طرف درختان گل و ثمر کی کثرت جابجا چشمہ جاری ہر جانب لطف باد بہاری ہر چند کہ کوئی باغبان نہ تھا مگر جہاں دیکھو نہایت سلیقہ کی گلکاری ایک ایک پتی میں صنعت صانع ساری حمزۂ ثانی کو وہاں کی ہوا اور سیر بہت خوشگوار معلوم ہوئی حکم دیا آج یہیں مقام ہو فوراً جابجا خیمہ استادہ ہو گئے جانوران باربردار کی پشت سے اسباب اُتارا گیا حمزۂ ثانی نے مرکب سے اُترکے چند لمحہ اپنے خیمہ میں استراحت کی پھر باہر خیمہ کے آکے ہر چہار جانب دیکھا اُس جزیرہ میں گشت کو دل چاہا مرکب پر سوار ہوئے ایک

جانب سیر کے واسطے جانے کا ارادہ کیا تھا سامنے سے کچھ لوگ آتے معلوم ہوئے وہین توقف
کیا جب وہ لوگ قریب آئے دیکھا سب سیاہ پوش ہین اور آتے ہی اُن سب سیاہ پوشون نے
فریاد واویلا کرنا شروع کی حمزۂ صاحبقران کو کمال حیرت ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ پوچھو یہ لوگ کون
ہین اور کیون فریاد وزاری کرتے ہین کیا انکو رہزنون نے کچھ تکلیف پہونچائی ہی یا مال و اسباب چھین
لیا ہی یا انکے اعزا کو گرفتار کر لیا ہی جو یہ اسقدر بیتابانہ فریاد وزاری کر رہے ہین وہ ملازم اُن
سیاہ پوشون کے پاس گئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ شاہ سلیمان فارسی آیا ہی حمزۂ ثانی سے
دادخواہ ہی جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کا نام سنا ہمہ تن حیرت ہو گیا اور کہا جلد سلیمان
کو ہمارے پاس لاؤ یہ عجیب واقعہ اسوقت ہماری سماعت مین گذرا کیا واقعی شاہ سلیمان
ہی یا شاہ سلیمان کی صورت کا کوئی اور شخص دادخواہ ہی لوگون نے کہا شہریارا ہم نے بچشم خود
دیکھا خاص شاہ سلیمان ہی جو یہان آ کے دادخواہ ہوا ہی تا اینکہ شاہ سلیمان کو حمزۂ ثانی
کے روبرو لائے جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کی صورت دیکھی چند قدم تعظیم کے واسطے
بڑھا دست در دست گرفتہ خیمہ مین لا کے قریب اپنے بٹھایا اور کہا شہریارا ہم تمکو اپنے بزرگون
کی جگہ سمجھتے ہین یہ کیا تمپر مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح پریشان و بدحواس یہان آئے اور مجھسے
داد چاہی بخدا مجکو اسوقت تمھاری حالت دیکھ کے تاسف کے ساتھ کمال حیرت ہی شاہ سلیمان
نے کہا شہریارا مین بدحواس ہو رہا ہون ایک لمحہ توقف کرو تو بیان کرون یہ کہکے پانی طلب کیا فوراً
آبدار نے ایک جام آب سرد کا دیا شاہ سلیمان نے وہ پانی پیا اور سوے آسمان نگاہ کی اور کہا
شکر ہی اُس خداے جل وعلا کا جسنے اسوقت صحیح و سلامت یہانتک پہونچایا اور حمزۂ والاقدر
کی ملاقات میسر ہو گئی ورنہ ہرگز امید نہ تھا کہ بار دیگر ملاقات کی نوبت آئے گی حمزۂ ثانی نے
کہا شہریارا اگر گرسنہ ہو تو طعام بھی موجود ہی نوش فرماؤ شاہ سلیمان نے کہا نہین فکر و تردد
سے شکم پر ہی کہانے پینے کی کسکو رغبت ہوا ای شہریارا اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس مزبلہ کے
ناپاک سگ توریج بدرگ کے ہاتھون سے عاقبت تنگ ہی اُس نابکار نے تمام باختر اور
بالا باختر مین اپنے کو صاحبقران عصر مشہور کیا ہی اور تمام کوچک باختر اور بالا باختر کو مسخر
کیا ہی کہ تمام رعایا وہان کی اُسکی سعی و کوشش سے بت پرست ہو گئی طرفہ تر یہ کہ سکندر چوپان ایک
گبر ملعون جسکی صورت زمرد شاہ سے بالکل مشابہ ہی وہ اپنے کو زمرد شاہ کہتا ہی اُسکی اُس شباہت
صورت سے سب کو یقین آگیا ہی کہ یہ واقعی زمرد شاہ ہی حالانکہ یہ اُسکا محض فریب ہی کسی کے
چون و چرا نہ کرنے کی یہ وجہ ہی کہ توریج پلید اُسکا حامی ہی چونکہ توریج نے اقبال طلسم پائے
ہوئے ہین سکندر چوپان جس سے کہتا ہی کہ مین زمرد شاہ ہون اُسکو قبول کرنا لازم
آتا ہی اور اُسکے ساتھ اور بھی فریب مین مبتلا ہو گئے ہین ای شہریارا طلسم خاورستان باختر
جادوؤن مین سے ایک جادو ہی مشتاق جادو نام اُسنے توریج کے واسطے ایک عجیب
نہایت کا ایک تاج تیار کیا ہی جو شخص اُس تاج کو سر پر رکھتا ہی صاحب تاج کو جو کوئی
دیکھتا ہی بلا تکلف سجدہ کرتا ہی اُسکے سر پے اور بھی قیامت یہ پا کر رکھی ہی اور یہ انگشتری

شاہزادہ بدیع الملک کے پاس تھی اور جس انگشتری کے تابع چار نفر دیو ہین وہی انگوٹھی
سکندر رچھ پان کے ہاتھ مین موجود ہی اُسی کی وجہ سے ایک ہزار ایک طیور ہر وقت اُس
نابکار کے سر پر سایہ کیے رہتے ہین اور اُس مردود کو توریج مردک نے اپنے لشکر کا حاکم و
فرمان روا مقرر کیا ہی اُس انگشتری کے تابعین دیوؤن کو طلب کرتا ہی اور اُنکے ذریعہ سے بادشاہ
ممالک کو طلب کرتا ہی اور اُن بادشاہون کو سکندر رچھ پان کی صورت دکھاتا ہی چونکہ وہ تاج سحر
اُسکے سر پر ہوتا ہی مجبوراً بادشاہ سکندر رچھ پان کو سجدہ کرتے ہین اس مکر و حیلہ سے اُن مردودون
نے تمام ممالک کو بسہولت مسخر کر لیا ہی علاوہ اسکے قلعۂ ذو الامان مین کیسے کیسے قصر ہاے
جواہر نگار آراستہ و پیراستہ تھے اُن سب کو اُس ملعون نے منہدم کیا کہ اُن جواہر نگار قصرون
کا نشان تک باقی نہین رہا ہان اپنی طرف سے سامنے ذو الامان کے ایک شہر آراستہ کیا ہی
اور زمرد شاہ کی طرح کا قبطول بھی آراستہ کیا ہی تمام باختر مین جہان دیکھو سکۂ صاحبقرانی
اُسکے نام کا جاری ہی شہریار مجکو تحقیق دریافت ہوا ہی کہ فی الحال توریج بزرگ کا طالع یاور ہی ہم
کیون نہ ہر جگہ مظفر و منصور ہو ہمیشہ چند اسکے دین کا طے ہد احوال رہا ہی حمزۂ ثانی متبسم
ہو گئے اور کہا ہان سچ ہی خدا اسکے دین کا موسیٰ سے پوچھیے ہوا + کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جا
پھر خدا وند عالم عادل و منصف ہی اگرچہ ہماری عقل اُسکی حکمت تک نہین پہونچ سکتی تاہم مسلم الثبوت
ہی کہ خداوند عالم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اس امر مین بھی کوئی حکمت ہوگی جو آج
توریج مردود کو اس طرح کی قدرت حاصل ہی شاہ سلیمان نے کہا لاریب فیہ لیکن اب اپنا
تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور ہوا کیا چاہتا ہی خاتمہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے پوچھا ہمارے ناموس کو کہان
چھوڑ آئے شاہ سلیمان نے کہا شہریار اُن خواتین سراپردہ عصمت کو جابلقا مین چھوڑ
کے یہان آیا ہون اگرچہ اُن خواتین کو چھوڑ کے آنا مصلحت نہ تھا مگر چارہ کیا تھا جس امر مین
چارہ نہین ہوتا ہر طرح اُسکو اختیار کرنا لازم آتا ہی حمزۂ ثانی اس واقعہ کو زبانی شاہ سلیمان
کے سن کے تا دیر سکوت مین متامل بیٹھے رہے بعدہ شاہ سلیمان کی طرف دیکھ کے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی توریج بھی خدا کا بندہ ہی اگرچہ منحرف ہی تاہم اُسکے رحم و کرم کا دسترخوان بہت
وسیع ہی بعدہ کشتیان تیار ہوئین اُن کشتیون پر سوار ہو گئے وہان سے روانہ ہوئے سفر دریا
طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد لنگر تاشیہ کے قریب کشتیون پر سے اُترے خشکی مین
خیمہ برپا ہوئے قیام کیا اُسی وقت ایک نامہ اس مضمون کا لکھا الحمد للہ الذی یسبح لہ فی السموات
والارض والصلوٰۃ علی رسولہ محمد خیر البشر والسلام علی غالب کل غالب مطلوب کل طالب نقطۂ دائرہ
المطالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اما بعد حمد خدا وندکردگار و نعت جناب احمد مختار
و منقبت حضرت حیدر کرار غضنفر ارہر ایک بادشاہ خود مختار ملک باختر کو اطلاع
دیجاتی ہی کہ فی الحال توریج خان نامے ایک بت پرست نے سر اُٹھایا ہی اور اپنے کو
صاحبقران عصر مشہور کیا ہی مزید ان بت پرستی کو روز افزون ترقی دیتا چلا جاتا ہی ہزار ہا برس کے
آباؤ اجداد کو ... گمراہ کر رہا ہے اگر چند روز اور اسی طرح اُسکے حال سے غفلت کیجائیگی تو غالب تمام

وانہون سے موقع پاکے توریج بدرنگ کے جانب روانہ ہوئی تھی توریج کے قریب پہونچ کے
نقاب دار اکہ باش اوسوزی مکار بے ایمان و بدشعار بیشتر میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا یہ بھی ایک
اتفاقی امر تھا دیکھون اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے تو سمجھ کہ تجھکو باین ذلت و فضیحت ہلاک
کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرین یہ کہکے قریب آکے اس زور و طاقت سے
شمشیر آبدار کا وار توریج بدرنگ پر کیا کہ اگر پہاڑ پر ایسا وار ہوتا تو وہ دو لخت ہو کے زمین پر گرتا مگر اس
نابکار نے اسطرح اس وار کو سپر پر روکا کہ مطلق صدمہ اسکو نہ پہونچا بلکہ تلوار نقاب دار کی دو حصہ
ہو گئی ایک حصہ زمین پر گرا اور دوسرا حصہ مع قبضہ نقاب دار کے ہاتھ مین رہا نقاب دار نے اس
حصہ کو بھی بیکار سمجھ کے زمین پر پھینک دیا توریج سمجھا کہ اب نقاب دار کے پاس تلوار نہین ہے
یہ کیا کر سکتا ہے اسکو گرفتار کر لینا چاہیے اس ارادہ سے آگے بڑھا نقاب دار نے قریب جا کے
اس زور سے طمانچہ اسکے منہ پر مارا کہ منہ دوسری جانب پھر گیا اور پشت مرکب سے زمین پر
آکے توریج کی ٹانگ لی اور ایسی چالاکی سے کھینچا کہ ہر چند توریج نے چاہا کہ پشت مرکب سے
زمین پر نہ آؤن بلکہ کسی حربہ سے نقاب دار کا کام تمام کر دون لیکن ممکن نہوا منہ کے بھل زمین پر آیا
اسوقت توریج بدرنگ کے حواس منتشر ہو گئے پھر بھی حواسون کو درست کیا اور سنبھلا
نقاب دار نے پس پشت سے اسکے سر پر ایک دھول جمائی وہ مثل بلائے بے درمان لپٹ گیا
نقاب دار بھی زور دست و بازو مین مصروف ہوا خوب خوب بست و کشاد ہوئی تھے کہ
تین شب و روز کا عرصہ گذر گیا نہ این را ظفر شد و نہ او را ہر چند نقاب دار نے کد و کوشش کی اور
موقع کو تلاش کیا کہ توریج بدرنگ کو زک دے مگر وہ ملعون بھی ایک حرامزادہ ہے فن سپاہگری سے
خوب ماہر ہے نقاب دار کے بست و کشاد مین خوب ہوشیاری کام مین لاتے ہوئے ہے نقاب دار
کو یہ مشکل لاحق ہے اسواسطے کہ وہان سے خاص توریج بدرنگ کے پسپا کرنے کو آئی تھی یہان
رنگ دگرگون نظر آتا ہے ستارہ شناس پیشتر ہی توریج کے بارے مین حکم لگا چکا ہے کہ ابھی توریج
کا طالع قوی ہے ترقی روز افزون ہے جو مقابلہ کریگا پسپا ہوگا تین شب و روز کی کشتی مین نقاب دار کے
زور و طاقت مین توریج کو کمی محسوس ہوئی کہا اے نقاب دار اب تجھکو گرفتہ و بستہ کر لینا کچھ مشکل
نہین ہے خیریت اسی مین ہے کہ اپنے نام و نشان سے آگاہ کر دے کہ تو کون ہے نقاب دار نے کچھ جواب
نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھے روز توریج بدرنگ نے نقاب دار کے ہاتھ پر بند کر لیا اور کہا کیون اے نقاب دار
مین چاہتا ہون کہ تجھکو اسی زور و طاقت سے زمین پر مارون کہ تو نقش زمین ہو جائے مگر خیر رعایت کرتا ہون
اگر ایک کلمہ بھی مخالف ہوگا تو اور وقت بھی ممکن ہے یہ کہکے زمین پر آہستہ مارا اور دست و پا بستہ
کر کے پوچھا اے نقاب دار بتا تو کون ہے اگر اب بھی تو اپنے حال کو پوشیدہ کریگا مین زبردستی تیری
نقاب کو تیرے چہرے سے دور کر دونگا نقاب دار نے خیال کیا کہ اب مجبوری کا عالم ہے بجز اظہار حقیقت
حال چارہ نہین ہے کہا اے توریج خان واقعی مین نے اپنے حال کو آجتک تجھسے پوشیدہ کیا لیکن آج ہم
اپنے حال کو تیرے روبرو ظاہر کرتی ہین آگاہ ہو مین وہی نقاب دار دختر طہماس ہون جسنے توریج خان
کو تیرے روبرو ہلاک کیا اور ہمراہ اسکے تیرا مقابلہ کیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بالا سے ہوا سے نیچے پیدا اور تجھکو

اُٹھا لیگیا ورنہ اُسی وقت تیرا کام بھی میرے ہاتھ سے تمام ہو جاتا اب توریج بدرگ کو کمال درجہ حیرت
نے گھیرا فوراً ایک گوشہ نقاب اُسکے چہرہ سے برطرف کی جونہین توریج کی نظر آزرچہرہ کے رخ زیبا
وطلعت رعنا پر پڑی تیر عشق دل وجگر کو برما گیا اہرمن فتیل پا کو بلایا اور کہا ای اہرمن
اس نقابدار کو لیجا خوب حفاظت مین رکھنا کہین جانے نہ دینا ایسا نہو قبضہ سے نکل جائے محنت ضائع
ہو جائے اہرمن فتیل پا نے کہا ای توریج خان حفاظت کی کیا ضرورت ہی ابھی اس نقابدار
کو بارگاہ مین لیچلو جو کچھ اس سے کہنا ہو وہ کہو اگر منظور کرے فہو المراد اسی کا نفع ہی اگر انکار کرے
پس مخالف کا زندہ رکھنا حماقت ہی فوراً اسے تہ تیغ کرو یہ کہا اور اُسی وقت دونون کو یعنی توریج
اور نقابدار کو بارگاہ مین پہونچا دیا توریج خان نے ایک مقام خلوت آراستہ کیا اور حکم دیا کہ
نقابدار کو اُسی طرح گرفتہ وبستہ ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ ملازم اُسی طرح آزرچہرہ کو طوق وزنجیر مین
بستہ روبرو توریج کے لائے توریج بدرگ نے کہا ای نازنین سراپا ناز وانداز تونے بیکار اپنے
دست وپا کو اسقدر تکلیف دی اگر تو پیشتر ہی اس راز کو مجھپر حالی کردیتی تو کیون اس زحمت مین مبتلا
ہوتی تاہم کچھ مضائقہ نہین ہی آگاہ ہو اگر تو طہماس کی دختر ہی تو مین توریج خان صاحبقران عصر
ہون اگر تو بخوشی خاطر مجکو قبول ومنظور کرلے تو کیا مضائقہ ہی بقیہ عمر تیری عزت وراحت مین بسر ہوگی
ورنہ ظاہر ہی جس ذلت وفضیحت مین مبتلا ہی بمدت العمر اسی طرح گرفتار بلا رہیگی آیندہ تجکو اختیار ہی آزرچہرہ
نے کہا ای توریج خان مجکو تیرے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہی واقعی تو فی الحال صاحب اختیار
ہی مگر میرا قبول کرنا دو شرطون پر موقوف ہی توریج خان نے کہا وہ شرطین کیا ہین بیان کر اُسنے
کہا پہلی شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام اختیار کر دوسری شرط یہ ہی کہ میرے بارے مین پدر معظم کو راضی کر
توریج خان نے کہا ای آرام جان تعجب ہی کہ باوجود اس عالم مجبوری کے تو اپنے پدر کی مرضی
کی خواستگار ہی آگاہ ہو کہ اگر اسوقت تو مجکو قبول کریگی فوراً تیری رہائی کا حکم دونگا ورنہ تو زندہ نہین
رہ سکتی مجکو یہ دردسر نہین ہی کہ دین بت پرستی کو تیرے واسطے ترک کرکے دین اسلام اختیار
کرون مزید بران تیرے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرون آزرچہرہ نے کہا ای توریج نادان
تو یقین سمجھ لے کہ مین اپنی ہلاکت سے خائف نہین ہون اگر ان شرطون کو منظور نہ کریگا تجکو اختیار
ہی توریج خان اُسوقت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ایک صندوق آہنی جلد تیار کیا جاے چنانچہ
صندوق آہنی تیار ہوکے آیا توریج نے اُس صندوق مین ملکہ آزرچہرہ کو بند کرکے مقفل کردیا
تمام دن اُس صندوق مین ملکہ بند رہی جب رات ہوئی توریج نے اُس صندوق آہنی کو منگایا اور
ملکہ آزرچہرہ کو صندوق سے باہر نکالا ملکہ کے پانون پر سر رکھدیا کہا ای آرام جان ہرچند کہ مین نے
تیرے خائف کرنے کو تجھے اس صندوق مین بند کیا مگر میرے دل کو ہرگز گوارا نہین ہی کہ تو اسی
زحمت ومصیبت مین مبتلا رہے تیرے پدر معظم کے اجازت کی اسوقت ضرورت تھی کہ تو میرے
اختیار سے باہر تھی درانحالیکہ تو میرے اختیار مین ہی پھر مجکو طہماس سے اجازت لینے کی کیا
ضرورت ہی اس صورت مین تیری بدنامی کبھی نہین ہو سکتی رہا یہ امر کہ مین دین اسلام اختیار کرون
تجکو دین ومذہب سے کیا کام عیسی بدین خود موسی بدین خود اسوقت ایک ادنے بات مین تیری جانبری ہوتی

ہی ہمیشہ کی زحمت و مصیبت سے رہا ہوتی ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن اسطرح کی
باتین کبھی اس انسان کی سمجھ مین نہ آئینگی جو زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہو اور یہ جو تو کہتا ہی کہ دین و مذہب
سے کیا کام ہی آگاہ ہو کہ دنیا مین بجز دین و مذہب کے اور کیا ہی دین و مذہب کے مقابلہ مین جان
کی کوئی وقعت نہین ہی غرضکہ ہر چند تورج بدرنگ نے ملکہ آذر چہرہ کو بہت سمجھایا منت و سماجت
بھی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تورج مجبور ہو گیا اور کہا تمکو اختیار ہی اور پھر اسی طرح آج ملکہ کو صندوق
آنکھوں کا بند کر دیا وہان سے بارگاہ مین آیا ندما اور مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ ایسی
حالت مین کیا کیا جاے آذر چہرہ کی صورت زیبا پر فریفتہ ہون چاہتا ہون کہ اسکی ہمبستری سے
دل خوش کرون مگر وہ خوبصورت نہین معلوم کس قسم کی ہی کسی طرح راضی نہین ہوتی مذہب اسلام
مین نہین معلوم کیا اثر ہی کہ صاحب اسلام اگر اوسکے تجھی ہی تو اسکی جرات اعلے درجہ
کی ہو جاتی ہی ہر چند کہ آذر چہرہ دختر طماس عورت ذات ہی اور مین نے اسکو جس زحمت مین
مبتلا کیا ہی ظاہر ہی پھر بھی اپنے تہیہ و عہد سے باز نہین آتی ہے کہ جان ضائع ہونے پر راضی ہی
تم سب کی اس بارہ مین کیا راے ہی ان سب نے کہا شہریار واقعی سخت دقت ہی اگر میلان
طبیعت اسکے جانب نہ ہوتا تو چندان وقت طلب امر نہ تھا اب یا تو دین و مذہب قدیم سے
ہاتھ دھو یا جاے یا اس نازنین کی زندگی سے قطع نظر کیا جاے تورج بدرنگ نے کہا مشکل
یہ ہی کہ اگر دین و مذہب قدیم سے بھی قطع نظر کر دیا جاے پھر بھی وہ نازنین راضی نہین ہی اسواسطے
کہ وہ اپنے باپ کی رضامندی بھی چاہتی ہی اگر مین نے اپنے مذہب قدیم سے قطع نظر کی اور
طماس پھر راضی نہوا اسوقت کیا کیا جاے گا سب نے کہا بیشک یہ واقعہ اہم ہی راوی کہتا
ہی کہ تورج کے لشکر مین ایک منجم تھا نہایت کامل الفن مشہور بہ الماس ستارہ شناس
اور چونکہ اس منجم کو ہندوستان سے ایک نوع کی نسبت تھی اس اعتبار سے اسکو الماس ہندی
کہتے تھے جب تورج بالکل عاجز و ناچار ہو گیا اور کوئی صورت کاربرآری کی نظر نہ آئی حکم دیا
کہ الماس ہندی کو لاؤ اسی وقت الماس ہندی حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہی تورج نے کہا اے
الماس ہندی ستارہ شناس بہتیری ساعت مین گذرا ہو کہ تو اپنے فن مین اکمل ہی اسنے کہا
کچھ نہین جو کچھ ہی شہریار کا اقبال ہی یا ان قواعد نجوم سے جو کچھ دریافت ہوتا ہی اسکو بیان کر دیتا
ہون تورج خان نے کہا اچھا انھین قواعد نجوم سے اس بات کو بھی دریافت کرو کہ آذر چہرہ
نام دختر طماس میرے ملاپ پر راضی ہوگی یا نہین کیونکہ مین اسپر بدل و جان فریفتہ ہون اور
خواستگاری کرتا ہون مگر وہ کسی طرح قبول نہین کرتی حالانکہ اسوقت وہ نازنین میرے قبضہ و
اختیار مین ہی الماس ہندی نے قرعہ پھینکا کچھ لکھا حساب لگایا کہا اے تورج خان بے شبہ وہ
نازنین دختر طماس تجھسے انکار کرتی ہی اور ہرگز راضی نہین ہوگی تورج خان نے کہا اے
الماس ہندی پھر کیا تدبیر کی جاے اگر یہی حال ہی تو چندے روز مین ہلاک ہو جاونگا اور عجب
نہین جو نقش بھی ہلاک ہو جاوے کیونکہ جب وہ صندوق سے نکالی جاتی ہی اور اس سے درخواست
کی جاتی ہی یا انکار ... انکار کرتی ہی اسوقت کا اسکا انکار کرنا بہت ناگوار معلوم ہوتا ہی غالبا ایک روز

برہم ہوکے اُسے ہلاک کرونگا جب وہ ہلاک ہو جائیگی پھر اُسکی مفارقت کی تاب نہ لا کے مین بھی
ہلاک ہو جاؤنگا الماس ہندی تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا کبھی قرعہ پھینکتا تھا کبھی کوئی نقشہ کھینچتا
تھا اور حساب لگاتا تھا بعد غور و فکر و نوشت و خواند بسیار سر اُٹھایا اور کہا شہریار اسقدر رمل مین
ایک بات دریافت ہوئی ہے کہ وہ نازنین مقید ہے تم سے قطعاً انکار کریگی اور ہمیشہ انکار رہیگا ہاں یہ
درہ جو تورج آباد کے سامنے واقع ہے اگر تو اُس نازنین دختر الماس کو اُس
درہ مین لے جاوے اور وہان اُس سے ہمکلام ہو تو عجب نہین کہ وہ تجھسے بملائمت و نرمی پیش
آئے اور اُس ملائمت و نرمی مین کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جاسکے تورج شان
الماس ہندی کی یہ تقریر سُن کے بہت خوش ہوا خلعت گرانبہا الماس ہندی کو دیا اور
اُسی وقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کر دیا حتّی کہ کوچ کرکے اُس درہ کے جانب روانہ
ہوا خشیدا خشید اُس درہ کے جانب چلا جاتا تھا آذر چہرہ کے شوق کا غلبہ وقتاً فوقتاً ترقی کرتا
تھا اور کہتا تھا کیا کرون کہ اُس درہ مین فوراً پہونچ جاؤن اور آذر چہرہ اُس صندوق آہنی مین بند
ہمراہ تھی اثنا سے راہ مین دیکھا چار شخص دوڑتے ہوئے بدحواس پسینہ مین غرق خاک صحرا مین
اَٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ قریب پہونچے تورج بدرگ کو اُنھون نے پہچانا اور سلام
کیا تورج نے غور سے اُن چارون شخصون کی صورت دیکھی اُسنے پہچانا کہ یہ چارون فرعون شاہ
کے عیار ہین کہا ای عیاران خداوند فرعون کی کیا خبر ہے قدرت و جلال خداوندی کے کیا کیا کرشمے
ظہور مین آرہے ہین شیطین بن شیاطین نے جو فرعون شاہ کا نام تورج کی زبان سے سنا
دستار کو سر سے اُتار کے زمین پر پھینک دیا گریبان تا بدامن چاک کیا دونون ہاتھون سے خاک
اُٹھا کے سر پر ڈالی اور خوب دونون ہاتھون سے سر پیٹا کہا ای تورج خان فریاد ہے شاہزادہ
بدیع الملک نے غضب کیا کہ فرعون شاہ کے قصر معلق کو برہم کر دیا ہزارہا خداوند کے پرستش
کرنے والے اُس قصر فرعونی کے نیچے دب کے ہلاک ہو گئے فرعون شاہ کو گرفتار کر لیا
اور بلکہ فرعون کو بجبر مسلمان کیا اب وہ خدا پرست باختر کے جانب آ رہے ہین فرعون پرستون کے
نام و نشان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہین ابھی ہم اُن سب کو رستہ مین چھوڑ کے تیری خدمت مین
حاضر ہوئے ہین خداوند فرعون کی مشیت مین تو جو کچھ گذرا ہے وہ گذرا ہے کسکی مجال ہے جو اعتراض کرسکے
البتہ تیری ذات پر ہمکو بہت کچھ بھروسہ ہے تجکو چاہیے کہ جلد خدا پرستون سے خداوند کا بدلہ لے اور اُنکو بھی
اُسیطرح عاجز و مجبور کر جسطرح خداوند کو عاجز و مجبور کیا ہے اُن چارون عیارون کی زبانی فرعون کے
حال کی یہ خبر سن کے اگرچہ تورج بدرگ کو بھی درد ہوا مگر چونکہ آذر چہرہ دختر الماس کا عشق
ایسا غالب تھا کہ مطلق فرعون کے حال کے جانب التفات نہ کی بعض مقربون نے بذریعہ سرگوشی کہا
ای تورج ان چارون عیارون کی زبانی خداوند فرعون کی یہ خبر بد سنی ہے درد سے قطع نظر کرکے
خداوند کی خبر لینا فرض ہے تورج نے جواب دیا کیا بکتے ہو مین جبتک اپنی محبوبہ آرام جان کو اپنے سے
راضی نہ کرلونگا ہرگز کسی کے حال کی خبر نہ لونگا خداوند فرعون ہو یا اُسکا باپ ہو اگر گرفتار ہو گیا یا قتل
کیا وہ خداوند صاحب قدرت نہین ہے وہ خود بخود بھی اپنا تدارک کر سکتا ہے ہمارے خبر گیری کی کیا ضرورت

ہی اور بالفرض ہر کبھی پھر ابھی جلدی کیا ہی بروقت فرصت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا بعدہ
اُن چارون عیارون سے کہا ای عیاران خداوند آج سے تم سب ہمارے نوکر ہو جاؤ ہمارے لشکر کی
خبرداری کرو اور خوب ہوشیار رہنا اسواسطے کہ خداوند کو مسلمان گرفتار کر چکے ہین فی الحال مسلمانون کی جرأت
بڑھی ہوئی ہی ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین ہمارے لشکر کو مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے غرضکہ
شمشین بن شیاطین زنجیر اشوب اشناس یہ چارون فرعون کے عیار تورج بدرگ کے لشکر مین
آئے اور نگہبانی لشکر مین مصروف ہوئے اس طرف تورج بدرگ بعد طی مراحل سخت اُس درہ مین آیا
وہان خیمے برپا کیے ایک خیمہ نہایت پرتکلف برپا ہوا اُسمین تورج مقیم ہوا فوراً حکم دیا کہ ای اہرمن
آذرچہرہ میری محبوبہ کو لا اہرمن نے وہ صندوق آہنی کھولا ملکہ آذرچہرہ کو صندوق سے باہر لایا
بعدہ تورج نے کہا ای اہرمن اگرچہ اس نازنین آرام جان مین میرا دم اٹکا ہی تاہم خداوند فرعون کے
حال کی بھی خبر لینا فرض ہی لیس تو سکندر چوپان کے پاس جا اور اُس سے انگوٹھی لیکے میرے
پاس واپس آتا کہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے اُسکے دیوان تابعین کو طلب کرون اور اُن دیوون کے
ذریعہ سے خداپرستون کو اُنکی سرکشی کی سزا دون اہرمن سکندر چوپان کیطرف روانہ ہوا یہان
تورج بدرگ ملکہ آذرچہرہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آرام جان مین نے چند مرتبہ تجھسے کہا کہ
مجکو قبول کر مین تیری مفارقت مین بہت مضطر ہون مگر تو مطلق اعتنا نہین کرتی آخر تو نے مجھہ مین کیا
نقص دیکھا ہی جسکی وجہ سے تو مجھسے متنفر ہی یہ جو دو شرطین اول مین بیان کین اسکو حیلہ وبہانہ کہتے
ہین ورنہ تو خود مختار ہی ہر طرح مجکو قبول کر سکتی ہی آذرچہرہ نے کہا ای تورج تعجب ہی کہ تو ایسا عقلمند
ایسی بات کہے کیا تجکو نہین یاد ہی جو کچھہ مین نے تجھسے عذر کیا آج پھر وہی بحث پیش کرتا ہی آگاہ ہو کہ اگر تو ہزار
مرتبہ کہیگا تو مین وہی کہونگی جو کچھہ سابق مین کہا ہی یہ سنکے تورج مین تاب تحمل نہ رہی دل مین کہا طرفہ واقعہ ہی کہ
اول مین اسنے عذر کیا منجم نے حکم لگایا تھا کہ اس درہ مین پہونچ کے یہ نازنین بلاشبہ پیش آئیگی اسکا یہان بھی
وہی حال ہی جو وہان تھا پس خنجر کمر سے نکال کے ارادہ کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون آذرچہرہ اُسوقت کچھہ سمجھی
فوراً تورج کے خنجر پر ہاتھہ ڈال دیا اور کہا او نادان تو بالکل جاہل ہی آخر کسواسطے اپنی ہلاکت کے درپی ہی
تورج نے کہا ای نازنین جب مین تجھسے درخواست کرتا ہون تو انکار کرتی ہی اب مجھہ مین تاب تحمل باقی نہین
ہی ایسی حالت مین اگر اپنے کو ہلاک نہ کرون تو کیا کرون تو ہی ایسی تدبیر بتا جس سے تو مجکو قبول کرلے تیری یہ
خواہش ہی کہ مین دین اسلام اختیار کرون بالفرض مین اپنے دین قدیم کو تیری خاطر سے ترک کر کے
دین اسلام بھی اختیار کرون لیکن اسکا کیا علاج ہی کہ جب تیرے باپ سے اجازت چاہون اور وہ انکار کرے
ملکہ آذرچہرہ نے کہا خیران شرائط سابقہ سے مین نے قطع نظر کی اب چند شرطین میری اور سن لے شاید یہ
سہل ہون تورج نے کہا بیان کر سنون وہ کیا شرطین ہین آذرچہرہ نے کہا شرط اول یہ ہی کہ مجکو اجازت دے
تا کہ مین نقاب چہرہ پر ڈالکے لباس مردانہ تیرے دربار وعہدہ مین بیٹھا کرون دوم یہ کہ جب تو ہنگامہ حرب وضرب
گرم کرے مین بھی تیرے ساتھہ ہون [illegible] سوم یہ کہ [illegible] میرے دیدار پر قناعت کر کبھی دست گستاخ میری
جانب دراز نہ کرنا یہ سنکے تورج نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای نازنین آرام جان من
[illegible] آخر تو تمام شرطون سے [illegible] ہی اس بات کو قبول کبھی کرونگا کہ تیرے پدر

طہماس کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے کوشش کرون لیکن یہ مجھکو ہرگز منظور نہین ہی کہ صرف تیرے جمال
جہان آرا کے نظارہ پر اکتفا کرون یہ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ میری جان تیرے اختیار مین ہی آتش کہتا تو مین بھی
ایسی سخت دل نہین ہون کہ تیری جان کو مفت ضائع کرونگی تو صاف صاف بیان کر کہ مین کیا ایسی تدبیر عمل مین
لاؤن جو تیری جان بچے توریج نے کہا میری جان اسطرح ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہی کہ تو وصال کا اقرار کرے
اُسنے کہا اگر تیری خوشی اسی مین ہی تو مین اس امر مین راضی ہون مگر یہ تو بیان کر کہ اس امر عظیم کا عوض کچھ
ہی یا نہین اُسنے کہا اسکا جو عوض تجویز کرے مجھے منظور ہی اُسنے کہا اسکا عوض سر حمزہ اور سر بدیع الملک
اگر تو ان دونون کو ہلاک کرے بس تو تجکو اپنے ملک مین سمجھ توریج نے خوش ہوکے کہا ہان اب معقول بات
کہی کاش کے پیشتر ہی اس عوض کا اعلان کردیا ہوتا یہ امر کچھ مشکل نہین ہی اہل اسلام مین سے جسکا سر تجھے
مطلوب ہو بلا تامل لانے کو مستعد ہون اگر تو اس عوض کا ذکر نہ بھی کرتی تو مین حمزہ ثانی اور شاہزادہ
بدیع الملک کو ضرور ہلاک کرتا یہ دونون اعلیٰ درجہ کے فسادی ہین انھون نے بڑی بڑی [illegible] سہنا کیا ان کی
مین ہر چہار جانب سے ان دونون کے ظلم و بدعت کی آواز آرہی ہی چنانچہ فی الحال سماعت مین گذرا
ہی کہ خداوند فرعون کو خدا پرستون نے گرفتار کر لیا ہی اور خداوند قصر معلق کو منہدم کردیا لیکن ای نازنین
صرف اسقدر توقف کر کہ مین ایک انگشتری منگالون ملکہ نے پوچھا کیسی انگشتری توریج نے کہا مین نے
اہرمن جادو کو خاص اُس انگشتری کے لینے کو بھیجا ہی اُس انگوٹھی کی خاصیت یہ ہی کہ جسکو بلانا مطلوب
ہو فوراً آسکتا ہی وجہ یہ ہی کہ اُس انگشتری کے چار دیو مسخر ہین جسوقت اُن دیوؤن کو طلب کرو آسکتے
ہین جب وہ انگوٹھی میرے پاس آجائیگی اُن چارون دیوؤن کو بلاؤنگا اُن دیوؤن کے ذریعہ سے اگر حمزہ ثانی
طلب کیا جائیگا فوراً یہان آجائیگا اور اگر بدیع الملک کو بلانا مقصود ہوگا وہ بھی آسکتا ہی خداوند بزرگ
نے چاہا تو کل ہی یہ دونون سرکش یہان آئے جاتے ہین پھر تجھے اختیار ہی چاہنا انکو ہلاک کرنا ورنہ زندہ قید
رکھنا بہر نوع کل کے روز تیرے وصل سے بہرہ یاب ہونیگا ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا پھر مجکو بھی کوئی عذر نہوگا
مین اسکو ایک امر عظیم سمجھتی ہون تو سہل سمجھتا ہی شاید تیرے نزدیک سہل ہی ہو توریج نے کہا تو تم خود دیکھ لینا
عیان راچہ بیان بعدہ ملکہ آذر چہرہ کے دست و پا سے بند کھلوا دیے ملکہ نے اپنے چہرۂ زیبا سے نقاب
اُلٹ دی اور توریج کے پہلو مین آبیٹھی تمام حاضرین متعجب تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی اسقدر مدت سے ملکہ کو ہر چند
سمجھایا نہ مانا آج کیا ہی جو ملکہ بآئین بے تکلفی توریج کے پہلو مین بیٹھ گئی مزید بران نقاب بھی چہرہ سے اُلٹ دی
ہنوز چند لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا اہرمن چلا آتا ہی توریج بہت خوش ہوا ملکہ آذر چہرہ سے کہا
اہی ملکہ دیکھو وہ اہرمن جادو انگشتری لیے چلا آتا ہی بس اب کچھ عرصہ نہین ہی عنقریب تیری شرط پوری
ہوا چاہتی ہی جب اہرمن توریج کے قریب آیا سلام کیا بعدہ وہ انگشتری توریج کو دی اُسنے انگشتری کو ہاتھ
مین پہن لیا اور باطمینان تمام بیٹھا اہرمن سے کہا اب یہان کیا کام ہی اشد ضرورت سے یہان آیا تھا ہر چند
کہ جس کام کو آیا تھا وہ انجام نہین پایا تاہم عنقریب انجام پانے کی امید ہی تو لشکر مین جا خبرداری کر اہرمن
نے وہان سے آکے لشکر توریج مین قیام کیا یہان توریج کو چونکہ اطمینان کامل ہوگیا تھا ملکہ سے کہا اے
آرام جان آج میکشی کا مشغلہ ہو تو بہتر ہی ملکہ نے کہا اے توریج [illegible] میرے تیرے ہنوز یکجائی نہین
ہوئی میکشی کا کیا لطف ہان جب وہ وقت آئیگا تو پھر میکشی مین بھی عذر نہوگا توریج نے کہا مین تو دیکھا

جام مے ناب کے حضور پہونچا ملکہ نے کہا شوق سے پی بلا اگر تیری خواہش ہو تو ساقی گری کے واسطے
مین موجود ہون اُسنے کہا اس سے کیا بہتر ہی ملکہ نے ایک جام لبالب کرکے توریچ کو دیا اُسنے
بکمال شوق جام اُسکے ہاتھ سے لیکے پی لیا ملکہ نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند
جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد توریچ کا دماغ گرم ہوا ارادہ کیا کہ ملکہ کی طرف دست گستاخ
دراز کرے ملکہ نے کہا ای توریچ خان تجکو زیبا نہین ہی کہ خلاف عہد کوئی فعل عمل مین لائے میرے تیرے
کیا وعدہ ہوا تھا ابھی توریچ خان بالکل بدمست ولایعقل نہین ہوا تھا کچھ سوچا کہا ہان ای ملکہ بیشک
مین نے تجھسے عہد کیا ہی اور اُس عہد پر قائم ہون ملکہ نے کہا پھر یہ دست گستاخ دراز کرنا کیسا ای
توریچ خان اب مین تجھسے خائف ہوئی ہون اسواسطے کہ تو نے شراب پی ہی تیرے ہوش و حواس
درست نہونگے پھر تو کچھ ایسا فعل بد کرے کہ مین تیری گزند سے محفوظ رہون توریچ
نے کہا ای آرام جان اگر مین بالکل بدمست ولایعقل ہو جاؤن تو بلا تکلف میرے دست و پا مضبوط باندھنا
تاکہ مین تیری جانب دست گستاخ دراز نہ کرسکون ملکہ آذرچہرہ نے اُسکے کہنے کے بموجب عمل کیا
یعنی جب وہ بالکل مدہوش ہوگیا ملکہ نے اُسکے دست و پا مستحکم باندھے پھر کہا ای توریچ وہ انگشتری
کہان ہی جسکے تابع چار دیو ہین اُسکے حواس ہی درست نہ تھے ملکہ نے دل مین کہا بس یہی وقت ہی بلا تکلف
اُسکے ہاتھ سے انگشتری اُتار لی اور اُن اسما کو پڑھا حسب دستور چارون نرہ دیو اُسکے تابع آموجود
ہوئے ملکہ آذرچہرہ کو سلام کیا اور کہا کہ حکم ہی ہم تابع فرمان انگشتری موجود ہین ملکہ نے کہا ای نرہ دیوان
تابع انگشتری مین نے تمکو خاص اسوقت اس غرض سے بلایا ہی کہ مجکو حنظل مین پہونچا دو وہ دیو ملکہ
کو لیکے جانب حنظل روانہ ہوئے یہان تمام شب توریچ اسیطرح شراب کے نشہ مین بیہوش پڑا رہا جب
صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوا ہر چہار جانب دیکھا ملکہ آذرچہرہ کو نہ پایا ہاتھ کے جانب نگاہ کی انگشتری بھی
غائب تھی بایں غضب ناکہ دونون ہاتھ سر پر مارے اور متفکر تھا کہ اب کیا کرون محبوبہ آرام جان بھی ہاتھ سے
گئی اور انگشتری بھی ہاتھ سے غائب ہوئی اسی اثنا مین اہرمن ہمراہی شیاطین بن شیاطین و عیاران دیگر
توریچ بدرگ کے پاس پہونچا دیکھا توریچ سراسیمہ بیٹھا ہوا حیرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی اور آبدیدہ
ہی پوچھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی تازہ واقعہ در پیش ہوا ہی پھر آذرچہرہ کا خیال آیا اُسکو بھی وہان نہ پایا
توریچ کے ہاتھ کی طرف نگاہ کی انگشتری بھی نہ پائی دل مین کہا بس اب خوب ہوا ملکہ آذرچہرہ کی محبت
مین انگشتری بھی کھوئی پوچھا کیا ہوا اُسنے کہا کیا کہون کیا ہوا غضب ہوگیا مجکو اس بات کا مطلق خیال
نہ تھا کہ ملکہ آذرچہرہ الگ مجھسے ملتفت تھی لیکن وقت وقوع کی منتظر تھی جب تو نے انگشتری مجکو
لاکے دی مین نے وہ انگشتری ہاتھ مین پہن لی تو اسطرف گیا یہان مجھپر شراب کی دھن سوار ہوئی غرض
اُس سے یہ تھی کہ ملکہ آذرچہرہ انگشتری کو دیکھ چکی ہی اُسکو اپنے عہد کے پورا ہونے کا یقین کامل ہوگیا
ہوگا وہ بھی باطمینان تمام شراب نوشی مین شریک ہوگی نشہ شراب مین دونون جانب برانگیختگی پیدا ہوگی
مین اپنے مطلب دلی پر قادر ہو جاؤنگا اُسکا عکس نتیجہ پیش آیا مین نے چند جام شراب کے پئے ملکہ نے انکار
کیا مین تمام شب نشہ مین بیہوش پڑا رہا صبح کو ملکہ آذرچہرہ کو اپنے پاس نہ پایا مزید برآن وہ انگشتری بھی میرے
ہاتھ سے غائب ہی اہرمن نے کہا پھر تیرے خیال مین انگشتری کون لیگیا توریچ نے کہا کیا کہون کہ انگشتری

لیگیا تھا اسوقت حال تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تجکو بیہوش پاکے ملکہ آذر چہرہ تجھسے انگشتری لیگئی اہرمن نے
کہا بیشک وہی انگشتری لیگئی شقین بن شیاطین نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے اگر ملکہ آذر چہرہ
انگشتری لیگئی مجکو حکم دو تو مین اُس نازنین سے انگوٹھی لے آؤن توریج نے کہا ای شقین بن شیاطین
اب اُس سے انگوٹھی ملنا دشوار ہے اُسنے کہا کچھ دشوار نہین ہے شہریار کے اقبال سے باین سہولت و آسانی
انگوٹھی لے آؤن کہ تعجب ہو جائے اور وہ تو عورت ذات ہے اگر کوئی مرد ہوتا تو مین اُس سے لے آتا
توریج شقین بن شیاطین کی اس جرأت سے بہت خوش ہوا اور کہا ای شقین اگر تو انگوٹھی اُس
نازنین سے لے آئے تو اُسکے عوض مین تجکو منصب سرداری عطا کرون اور وقتاً فوقتاً طرح طرح کی
رعایتین تیرے حق مین مرعی رکھا کرون پس شقین وہان سے گردان کے اُسی وقت بخوش آباد کی
جانب روانہ ہوا توریج اہرمن کیطرف متوجہ ہوا کہا اب تو بھی کچھ کام کر اُسنے کہا جو کچھ حکم ہو توریج
نے متامل ہو کے کہا تو جا دختر حمیرہ کو لے آ اہرمن نے اسطرف کوچ کیا توریج نے اپنا قیام کرنا وہان بیکار
جانا خود بھی سوار ہو کے توریج آباد مین آیا اہرمن کے انتظار مین متوقف ہوا اب ساعت فرمائیے
کہ اہرمن نے اپنی صورت کو بدلا بارگاہ سلیمانی کے دروازے پر آکے قیام کیا ہر چہار طرف لشکر کی کسی
عیار کو نہ دیکھا ایک شخص سے پوچھا کہ آج عیاران لشکر اسلام کہان ہین جو دکھائی نہین دیتے اُسنے کہا
ہان آج عیاران لشکر اسلام یہان نہین ہین دعوت مین گئے ہین اہرمن نے کہا کسنے اُنکی دعوت کی ہے
اُسنے کہا عمر قران کے یہان اُنکی دعوت ہے سب وہین گئے ہین اہرمن یہ خبر سنتے ہی بعجلت تمام بارگاہ
عمر قران کے دروازے پر آکے قیام کیا دیکھا وہان بکمال اہتمام دعوت کا سامان کیا گیا ہے کثرت سے جمعیت
ہوئی ہے تمام امیر و غریب وضیع و شریف کھانا کھاتے ہین چلے جاتے ہین ایک خاص مقام بیچ بارگاہ عمر قران
واقع ہے عمر قران کچھ سوچ مین بیٹھے ہین اور شاپور وغیرہ بھی آراستہ بیٹھے ہین یکایک عمر قران
نے ایک نفس سرد بھر کے شاپور کے جانب دیکھا اور کہا ای شاپور اُسنے کہا ارشاد عمر قران نے سکوت
کیا شاپور نے متعجب ہو کے عمر قران کے جانب دیکھا عمر قران نے پھر کہا ای شاپور اُسنے
کہا کیا ارشاد ہوتا ہے عمر قران نے کہا تجکو خبر ہے کہ یہ دعوت مین نے کیون کی ہے شاپور نے کہا مجکو
مطلق اطلاع نہین ہے عمر قران آبدیدہ ہو گئے اور کہا کیا کہون آج کئی روز کا عرصہ ہوا کہ مین پے در پے اپنے
حق مین خواب بد دیکھ رہا ہون شاپور نے کہا ارشاد ہو نصیب دشمنان وہ کیا خواب ہے عمر قران نے
کہا وہ خواب یہ ہے کہ گویا اہرمن بصورت سگ آیا ہے اور میرے شکم کو چاک کر دیا ہے ایک طرف سے اُسکے
اُسکو ہلاک کیا ہے بس یہ سبب ہے کہ جو مین نے تم لوگون کو مہمان بلایا ہے ای یاران من دنیا مین زیادہ سے زیادہ
کوئی جیا تو کیا انجام سب کا ایک ہے حضرت نوح کی عمر کا شمار ہزارون برس کا تھا لیکن جب موت کا وقت
قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا اُنھون نے فرمایا کہ اگرچہ ہزارون برس کی عمر ہوئی
لیکن مین نے دنیا کو ایسا دیکھا جیسے کوئی شخص مکان کے ایک دروازہ سے آتا ہے اور دوسرے دروازے
سے گذر جاتا ہے ایسی حالت مین کیا کوئی زندگی کا اعتبار کرے ماں باپ نے بہزار محنت و مشقت پرورش
کیا لکھایا پڑھایا شادی بیاہ کیا گھر آباد ہوا طرح طرح کی محنتین مشقتین کین ہزار طرح کے دنیا کے جھگڑے
اٹھائے سر پر لیے یکایک مرتے ہی آنکھ بند ہوتے ہی سب کو چھوڑ گئے ای یاران من مین تمکو وصیت

آیا ہون کہ میرے بعد تم سب اچھی طرح کرنا میری یاد کو نہ بھلانا اور شاپور سے کہا ای شاپور تو میرے فرزند کی
جگہ ہی شاپور شیر دل نے آبدیدہ ہو کے کہا ای معظم مین بھی بجاے پدر آپکو سمجھتا ہون مہتر قران نے
کہا ای شاپور جب مین ہلاک ہو جاؤن بلاسے تابوت کو کعبۃ اللہ بھیج دینا یہ سنتا تھا کہ تمام عیارون
مین کہرام مچ گیا مہتر قران بھی ان سب کے ساتھ رو رہے تھے سب سے زیادہ شاپور پر رقت
طاری تھی ہر مرتبہ مہتر قران شاپور کو سینہ سے لگاتے تھے اور کہتے تھے ای فرزند تو کیون استدر روتا
ہی اگر مین ہلاک ہو جاؤنگا تو پھر ضرورت کے وقت کام کون کریگا شاپور اور زیادہ پچھاڑین مار کے روتا تھا اس اثنا
مین چند شخص آئے اور متعجب ہو کے کہا ای یارون یہ کیا رونا پیٹنا ہو رہا ہی چلو وہان شاہزادہ اور حمزہ
چند مرتبہ پوچھ چکے ہین ابتک تم لوگ نہین گئے تمام عیارون نے آنسو پاک کیے اور حمزہ ثانی
کی خدمت مین حاضر ہوئے حمزہ ثانی نے انکی صورتون کو بغور دیکھا اور کہا ای عیاران فوج اسلام
طرفہ امر ہی کہ تم ابتک لشکر تورج بدرگ کی طرف نہین گئے حالانکہ تمام کامون پر یہ کام مقدم تھا عیارون
نے عرض کی شہریار کے دشمن ہلاک ہون بدخواہ تیرہ خاک ہون دوست شاد رہین ملک آباد رہین سدا
درستہ مقصد اہل امید باد نوال تو بر خلق جاوید باد ہم سب مہتر قران کے یہان مہمان تھے اس سبب
لشکر تورج کے جانے کا اتفاق نہین ہوا اب مہمانی سے فراغت پائی ہی جو حکم ہو اسے
بجا لائین حمزہ ثانی نے فرمایا مین سمجھتا تھا کہ تم لوگ گئے مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ مہتر قران کے یہان مہمان
ہو خیر اب ہم ایک لشکر تورج کی طرف جاؤ اور دریافت کرو کہ وہ نابکار کس فکر و بند و بست مین مصروف ہی یہ
سُنکے مہتر قران اٹھ کھڑا ہوا باادب تمام سلام کیا اور کہا شہریار اگر یہ خدمت میرے نام پر مقرر
ہو تو بہت مناسب ہی مین امید رکھتا ہون اس خدمت کو انجام دونگا حمزہ ثانی مہتر قران کی اس تقریر کو سُنکے
انگشت بدندان ہوئے تادیر متامل رہے مہتر قران نے کہا شہریار میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی
نے کہا ای مہتر قران مجھکو اسوقت سخت تردد لاحق ہو گیا آج چند روز کا عرصہ ہوا کہ مین نے دربارہ تمہارے حق
مین خواب پریشان دیکھا ہون اسوقت تک اُس خواب کو کسی کے روبرو بیان نہین کیا لیکن اسوقت تمہارے
سبقت کرنے پر خیال آتا ہی میری ہرگز راے نہین ہی کہ تم جاؤ اور بہتیر عیار مین وہ چلے جائینگے ہر چند کہ جواب قابل
اعتبار نہین ہوتا تاہم سے چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؛ مہتر قران نے کہا ای شہریار والا شان
دنیا مین ہر شخص کا فرض ہی کہ ہمیشہ بہتری انجام پر نظر رکھے بہتر وہی شخص ہی کہ جسکا انجام بخیر ہو ہزار ہزار شکر
اُس خالق کل و مخلوق کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُسنے اپنا فضل شامل حال میرے کیا کہ مین راہ ضلالت
کو چھوڑ کے راہ راست پر آیا جسکو ایک سو تیس سال کا عرصہ ہوا چونکہ شریعت اسلام مین شہید
کا اعلے درجہ ہی بنا برانکے سب سے مین دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا ہمیشہ یہ فکر رہی کہ کسیطرح درجہ شہادت
حاصل ہو مگر اسوقت تک میرا مدعا حاصل نہ ہوا فی الحال تورج کے حال کی خبر دریافت ہونا مطلوب ہی مین جاتا
ہون زیادہ بہتر مین یہ کہ کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا باشد میری قدیم امید دلی بر آئیگی کہ درجہ شہادت
پر فائز ہونگا حمزہ ثانی شاپور کے جانب متوجہ ہوا کہا تیری کیا راے ہی شاپور نے کہا اگر چہ اسکی بہ
انسبہ اولی مجھکو بہتیرے اس واقعہ کی خبر ہی اور مجھکو بھی بخوبی یقین ہی کہ اگر مہتر قران تورج کی خبرگیری کو جائینگے
ہرگز زندہ واپس نہین آئینگے پھر اور عیارون سے حمزہ ثانی نے پوچھا انھون نے بھی وہی کہا جو شاپور نے کہا

کہا تا حمزہ ثانی نے کہا اے مہتران قران تمھارے جانے کے بارہ مین کسی کی راے نہین ہے بیکار تم اصرار کرتے ہو قران
نے کہا اگرچہ کسی کی راے نہین ہے لیکن میری خوشی اسی مین متصور ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے غرضکہ جب
حمزہ ثانی نے دیکھا مہتر قران کسی طرح اپنے ارادہ سے باز نہین آتا کہا تمکو اختیار ہے مہتر قران حمزہ ثانی
سے رخصت ہو کے ہمراہی عیاران دیگر لشکر کفار کی جانب روانہ ہوا سب نے اپنی اپنی صورت کو تبدیل کر
نوروج بدرگ کے لشکر مین داخل ہو گئے قران بھی اپنی ہیئت کو تبدیل کیے تھا یہ عیار طرار سنگ
خنجر گذار سوتے یا سے نوروج کی بارگاہ مین جا پہونچا اسوقت نوروج ملکہ آذر چہرہ کا ذکر کر رہا تھا کہ اسنے
بڑی چالاکی کی کہ خود بھی نکل گئی اور انگشتری بھی لے گئی انسان کیواسطے عشق و محبت بھی کیا بری بلا
ہے کاشکے مین ملکہ آذر چہرہ کی صورت پر فریفتہ نہوتا تو کیون اس انتشار مین مبتلا ہوتا یہ کہتا تھا اور دست
تاسف ملتا تھا چونکہ دوپہر کا وقت تھا اور کھانا کھا چکا تھا غنودگی نے غلبہ کیا بستر استراحت پر جا کے دراز
ہوا مہتر قران سب کی نظر سے پوشیدہ وہان موجود تھا دیکھا نوروج بیخبر سو گیا ہے اس طرح خوابگاہ مین
پہونچا کہ کسی نے نہ دیکھا دارو سے بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھ کے اس چالاکی سے پشتارہ باہر لایا
کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور بعجلت تمام وہان سے راہی ہوا

مہتر قران کو پشتارہ بدوش لشکر اسلام کیجانب روان رکھا جاتا ہے اور اہرمن فیلپا کا حال بیان کیا جاتا ہے

راویانیکہ در سخن فرد اند * شرح این داستان چنین نوشتہ کہ جب اہرمن فیلپا نوروج بدرگ سے رخصت
کر کے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا بعد قطع مراحل لشکر اسلام مین پہونچا وہ وقت شب کا تھا تاریکی
شب مین اس چالاکی سے پاسبانان خیمہ بدیع الملک کو بیہوش کیا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور
بدیع الملک کو بیہوش کر کے پشتارہ بدوش لشکر نوروج کی راہ لی آیندہ بیان ہوگا

اہرمن فیلپا کے بدیع الملک کو بیہوش کر کے اور مہتر قران کے نوروج بدرگ کو بیہوش کر کے لیجاتے اور درمیان راہ مین دونون کے مقابل ہونیکا حال معرض تحریر مین آتا ہے

دن فصل بہاری ہے جنون زار ربیع مسکون ہے * گلستان جہان مین جو شجر ہے بید مجنون ہے * سمجھا ہو نہین شاخ
گلکو اسکا قد گلگون ہے * صبا دیتی ہے جنبش جانتا ہون قد موزون ہے * کیا خال برغبت چو چشم میگون ہے * کہ آئینہ گالی ہے
اور زہر افیون ہے * نہین سکے بہر ماہ نو نشان نعل توسن کے * اگر اسکا شہسوار ایسا ہے حسن روز افزون
ہے * جہان سودے ہین دنیا مین مسخر رستہ ہوتے ہین * کہ نقش زر خزانہ مین برا سے مارا فسون ہے *
برابر جانتے ہین دنیا خشک و تر سے کہ جز و کل کو ہم * جو ذرہ ہے وہ ہامون ہے جو قطرہ ہے وہ جیحون ہے * بجز رنگین اچھے
زندہ دل ہونا نہین ممکن * کہ رنگ زندگانی ہے بدن مین جب تلک خون ہے * خدا نے زر کیا پیدا اوڑا
دینے کو دنیا مین * زمین مین جس کو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہے * نہ ہوا دینے کو تا حسرت کبھی
اسکے رستے سے * زمین آرام سے ہے رات دن گردش مین گردون ہے * کیا ہے اس قدر لاغر
فراق یار نے ہمکو * کہ گنتی مین مرے ہم نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے * ستون کی نے رفتار سے کلک مین
دم فکر سخن مثل خیال چشم میگون ہے * راویان اخبار عجیب خیز و ناقلان آثار حیرت انگیز داستان ندرت
توامان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب اہرمن فیلپا لشکر اسلام سے پشتارہ بدوش باہر آیا

لشکر توریج کی راہ لی تیز اخیز چلا جاتا تھا ہر مرتبہ پس پشت پھر کے دیکھتا تھا کہ ایسا نہو لشکر اسلام کا کوئی
عیار عقب مین آتا ہو اسکا وہی خیال پیش آیا یعنے یکایک سامنے دیکھا تو گرد نمایان ہوا توحش
نے گھیر کر دیکھنے کیا واقعہ رونکار ہوتا ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہ گرد چاک ہوا اور ایک شخص پشتارہ
بدوش اس طرف آتا معلوم ہوا اہرمن فیل پا نے اپنی پشت کا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور انتظار مین کھڑا ہوا
کہ دیکھون یہ شخص پشتارہ بردوش کون ہے جب قریب آیا دیکھا مہتر قران خاک آلودہ پسینے مین غرق ہانپتا
ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے چاہا کہ اہرمن فیلپا کی نظر بچا کے نکلجائے گون اہرمن سدراہ ہوا اور کہا اے
مہتر قران بہت عرصہ کے بعد میرا تیرا سامنا ہوا کہان جاتا ہے اور اس پشتارہ مین کیا ہے اسنے کہا مین اس
شخص کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہون کہ اگر تو دیکھیگا تو تیرے حواس باختہ ہوجاینگے اسنے کہا آخر معلوم تو ہو
بستہ کر لایا ہے جسکے دیکھنے سے میرے حواس باختہ ہوجاینگے مہتر قران نے کہا آگاہ ہو کہ اس پشتارہ
مین تیرا گرو توریج بدگہر ہے اور تو بتا کہ اس پشتارہ مین کیا لایا ہے اسنے کہا بس ایسا ہی کچھ تو بھی سمجھ
اگر تو میرے گرو توریج کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے تو مین بھی تیرے گرو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر
لایا ہون مہتر قران نے کہا ہان او مردود اگر تو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے اب تجکو کب
چھوڑتا ہون یہ کہکے اپنے پشتارہ بھی زمین پر رکھدیا اور اہرمن کیجانب متوجہ ہوا دونون مین خنجر
بازی شروع ہوئی قران نے خنجر مارا اہرمن نے روکیا اور اہرمن نے خنجر مارا قران نے رد کیا قران کہتا تھا
اے اہرمن خیریت اسی مین ہے کہ بدیع الملک کو میرے حوالہ کر اور تو جس طرف سے آیا ہے اسطرف
واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ مین تجکو زندہ نچھوڑونگا اہرمن کہتا تھا اے قران تو مجکو بیکار کہتا ہے تو
خود اپنی خیریت چاہتا ہے تو توریج کے پشتارہ کو میرے حوالہ کر اور اپنے لشکر کی طرف واپس جا مین
اس حالت مین بھی تجکو نہ چھوڑونگا کیونکہ تو نے ہمارے خداوند فرعون کو گرفتار کر رکھا ہے اسکا عوض
ضرور لیتا لیکن خیر مین اسی پشتارہ توریج پر اکتفا کرونگا غرضکہ دونون حرب وضرب مین مصروف تھے
اور باہم نزاع لفظی بھی ہوتی جاتی تھی کہ دور سے گرد نمایان ہوئی اہرمن نے کہا اے قران دیکھ خداوند
فرعون اور ربت بزرگ نے میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجا ہے قران نے کہا او مردود تیری مدد کو
بت نے نہ فرعون نے کسی کو بھیجا ہے تیری روح قبض کرنے کو عزرائیل عنقریب آیا چاہتے ہین اپنا
مرگ ہو جب وہ گرد چاک ہوا دیکھا لشکر دہ شاہ مردان شاپور شیردل چلا آتا ہے شاپور نے
جو قران اور اہرمن فیل پا کو روبدل مین مصروف دیکھا آتے ہی اہرمن کو گھیر لیا اور کہا او ناکار
وبدکار یہ کیا حرکت بیہودہ ہے کہ بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے مرید بیران قران سے برسر
مقابلہ ہے اہرمن نے کہا اے جوان تو مجکو کہتا ہے اور قران کو کچھ نہین کہتا کہ وہ توریج کو بستہ کر لایا ہے
اگر وہ توریج کو رہا کردے تو مین بھی بدیع الملک کو رہا کردون شاپور شیردل نے کہا او
ناہنجار اگر قران نے توریج کو گرفتار کیا ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے وہ مردک اسی قابل ہے البتہ تو
سخت بیہودگی کی کہ شاہزادہ بدیع الملک ایسے جوان ذیشان کو گرفتار کیا ہے اسوقت دفعتاً ایک
باد پیدا ہوا تمام جہان تیرہ وتار ہوگیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند لمحے کے بعد وہ تاریکی دور ہوئی قران
نے دیکھا نہ وہ پشتارہ بدیع الملک ہے اور نہ پشتارہ توریج اور نہ اہرمن فیل پا نظر آیا حرف

شاپور شیر دل موجود ہی قران نے شاپور کی صورت متعجب ہو کے دیکھی اور شاپور نے قران کی صورت دیکھی
قران نے کہا ای شاپور یہ کیا واقعہ رونکار ہوا کاشکے شاہزادہ بدیع الملک کا لشتارہ تو یہان ہو جاتا ان
نابکارون کے ساتھ نہیں معلوم اس شاہزادہ والا جاہ کا کیا حال ہو شاپور نے کہا ہی مجکو بھی حیرت ہی قران نے
کہا اب شاپور کیا ارادہ ہی اگر شاہزادہ کا پتہ نشان معلوم ہوتا تو کچھ فکر کرتے اب بجز سکوت کے کیا چارہ ہی کو
شاپور نے کہا مجکو حیرت ہی کہ اہرمن کے ہاتھ سے مین کیونکر زندہ محفوظ رہا مین تو آج سمجھا تھا کہ ضرور اہرمن
کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا بارے مین سلامت رہا اور یہ تماشا ہو گیا شاپور نے کہا خواب [illegible] ہی عقلمند
کبھی ایسی باتون کا اعتبار نہین کرتے غرضکہ قران اور شاپور شیر دل دونون لشکر گاہ کی جانب روانہ ہوئے

اب تورج اور اہرمن کا حال ہاتف فرماتا

سخن دانان معنی فہم سمند عروس سخن کو یون جولان دیتے ہین کہ جب ان دونون نابکارون نے
آنکھ کھولی اپنے کو صفوان شاہ کے پاس دیکھا تورج نے نہایت ادب سے صفوان شاہ کو سلام کیا صفوان شاہ نے کہا کیون خیریت تو ہی ای تورج
جس وقت تیری خبر کے واسطے کسی کو بھیجتا ہون خدا پرستون کی قید مین تجکو پاتا ہون یہ کیا معاملہ ہی آخر تیرا [illegible] انکو
کے مقابلہ مین نہین چلتا تورج نے کہا ای بادشاہ فی الحال خدا پرست فرعونیہ مین آگئے ہوئے ہین انکے عیار طرح
طرح کی عیاریان کرتے ہین انھین عیارون مین سے ایک عیار بستر خواب سے مجکو اٹھا لے گیا حالت مجبوری میں
کیا کرتا سویا ہوا پڑا ہی تورج اپنی بی بی کے پاس گیا اسکی گود مین لڑکا دیکھا اور بہت متعجب ہو کے پوچھا کہ
اے رضوانہ یہ لڑکا کس کا ہی اسنے کہا ای تورج یہ لڑکا تیرا ہی مین نے لعل بن تورج اسکا نام رکھا ہی
فی الحال اسکی شادی درپیش تھی اس وجہ سے تجھے بلایا ہی تورج بہت خوش ہوا سامان مے کشی طلب کیا
دو چار جام شراب کے پیے اس طرف صفوان شاہ نے بدیع الملک کا لشتارہ کھلوایا دارو سے بیہوشی
سے ہوشیار ہوا اور صفوان شاہ کی صورت دیکھی کہا ای بادشاہ یہ کیا بہادری ہی کہ عالم خواب مین مجھے گرفتار
کیا مقتضا سے مردی یہ تھا کہ عالم ہوشیاری مین مقابلہ کرکے گرفتار کیا ہوتا تاکہ لطف جنگ [illegible] حاصل ہو
صفوان شاہ نے کہا ای بدیع الملک مین نے تمکو ہرگز نہین گرفتار کیا البتہ یہ فعل تورج کا ہوگا اس
سے کہو شہزادہ نے کہا کیسا تورج ہو یا کوئی اور تورج نے کہا ای بدیع الملک اگرچہ مین نے
تمکو گرفتار نہین کیا ہی تمھاری گرفتاری کا باعث اہرمن ظاہرا ہوا تاہم صرف اہرمن پر نامردی کا الزام نہین
عائد ہو سکتا اس الزام مین قران بھی شریک ہی کہ وہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کرکے چلا تھا بارے [illegible]
بزرگ کے فضل سے رہا ہو گیا صفوان شاہ نے کہا ای تورج اس گفت و شنید سے کیا فائدہ اسپس
بن قراقر جادو کو بلا کے کہا ای اسپس اس جوان کو بحفاظت اپنی حراست مین رکھو اسپس نے دست بستہ
کہا بہت مناسب اور شہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان لیجا کے ایک حجرہ تاریک مین قید کیا اور بدیع الملک
کی ہیکل صفوان شاہ نے لیکے تورج کے حوالہ کی چونکہ لعل بن تورج کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا مشغول
جشن مین جا کے قیام کیا یہان شاہزادہ بدیع الملک اسپس جادو کی قید مین [illegible]
مین مبتلا ہوا دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک بالیقین اسی قید خانہ مین عزرائیل آ کے روح قبض کرینگے کبھی
درگاہ باری تعالی مین اس طرح مناجات کرتا تھا کہ ای خداوند قادر و توانا و ای خالق [illegible] یکتا و یگانہ اگرچہ مین
اس گبرون کی قید شدید مین مبتلا ہون پھر بھی تیری ذات معظم صفات سے ہر طرح کی امید ہی اس قید سخت سے

زاریم غیر از تو فریاد رس ہو تو لی عاصیان را عطا بخش است + واسطے اپنی عظمت و جلال کا اور واسطہ اپنی قدرت کاملہ کا
مجکو اس زحمت سخت سے نجات بخش - اگر میرا جام عمر لبریز ہوچکا ہے تو جلد ملک الموت کو بھیج کہ میری روح کو قبض کرلے
مجھے یہ تکلیف نہیں اٹھ سکتی وجہ اسکی یہ تھی کہ اسپیس جادو صبح و شام میں صرف دو نان جو وہ بھی بے چھنے آٹے کی
جلی ہوئی ایک اس وقت اور ایک اسوقت بدیع الملک کو دیتا تھا اور ایک جام آب گرم کا وہ بھی قلیل المقدار
اور یہ ان صبح و شام جب اس طرح کا کھانا دینے آتا تھا صدہا کلمات طعن آمیز کہتا تھا اور تمام شب و روز جو مین
آتا تھا کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے خدا پرست میں خوب جانتا ہوں کہ حمزۂ ثانی خداوند فرعون کو قید میں سخت تکلیف
دیتا ہوگا اسکا عوض میں تجھسے لیتا ہوں تو سمجھ کہ تجھکو مردہ کرکے قید خانہ سے نکالوں میں مدت سے اس بات کا آرزو
مند تھا کہ کبھی کوئی خدا پرست میری قید میں مبتلا ہو تو میں خداوند کا عوض اس سے لوں بارے تجھ ایسا معزز خدا پرست
میری قید میں پھنسا اور بعض وقت دشنام مغلظ بھی شاہزادہ کو دیتا تھا بسبب قوی شہزادہ کی اذیت کا تھا
بارے بدیع الملک کی دعا درگاہ باری تعالیٰ میں قبول ہوئی کہ اُدھر ضغان شاہ وغیرہ لعل بن تورج
کی عروسی کے جشن میں مشغول تھے یہان ایک شب کو اجروس پہنچا اور اس روز دریافت ہوا کہ اسپیس
جادو نابکار کے یہاں بدیع الملک مقید ہے اسنے بیرون مکان سے شاباش نقب کھود کر نقب کے
ذریعہ سے قید خانہ میں بدیع الملک کے پاس پہنچا اسوقت شاہزادہ کوئی دعا پڑھ رہا تھا شہزادہ کو کھٹکا
معلوم ہوا سمجھا کہ اسپیس جادو کسی کام کو آیا ہے پیچھے پھر کے جو نگاہ کی دیکھا اجروس موجود ہے کہا بس دعا
پڑھ چکے اب چلو شہزادہ خوشی سے باغ باغ ہوگیا سہ گویا کہ بہار آگئی ہستی کے چمن میں + فوراً اٹھ کھڑا ہوا
اور اجروس کے ساتھ اُسی نقب کی راہ سے باہر آیا مرکب اجروس نے مہیا کر رکھا تھا شہزادہ
اُس مرکب پر سوار ہوا لشکر اسلام کی راہ لی لشکر میں پہونچ کے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی بہت خوش ہوئے اور کہا
بدیع الملک کس طرح یہاں تک پہونچے شاہزادہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا اے شہریار
والا تبار اصل بات یہ ہے کہ اسپیس جادو کی قید سے اجروس نے رہا کیا گویا جان بچائی ورنہ اس مرتبہ اس
قید سخت سے ہرگز زندہ رہا نہ ہوتا حمزۂ ثانی نے اجروس کے اس کارنمایان کی بہت تعریف کی اور کہا اے
اجروس ہزار آفرین برین جرأت دلیرانہ بخدا عجب کارے کردی کہ بدیع الملک را آوردی - مع ہذا
کہا اے بدیع الملک تمہارے دونوں ہاتھ کیوں بستہ ہیں شہزادہ نے کہا شہریارا قید خانہ میں ہر چند میں نے
اور اجروس نے کوشش کی بند دست نہ کھلا چونکہ زیادہ توقف وہاں مناسب نہ تھا اُسی طرح دست بستہ
چلا آیا یہاں تمام سرداروں نے ہزارہا تدبیرین کین صدہا بلا سے کسی طرح بند دست نہ کھلا کوئی آلہ شکست
اثر نہ کرتا تھا حمزۂ ثانی نے کہا میں سمجھ گیا یہ بند اسطرح نہ کھلیگا اثر سحر کا دخل ہے دیکھئے کیونکر کھل سکتا ہے حمزۂ
ثانی نے اسم اعظم پڑھا بند دست پر دم کیا یکایک از خود بند دست کھل کے گر گیا اُسوقت بدیع الملک
کو ہیکل کا خیال آیا اجروس سے کہا اے عیار دوران ہر چند کہ تو نے میری جان بچائی اس سے زیادہ کیا کار
نمایان ہوگا مگر ضغان شاہ نے میری ہیکل لیکے تورج بدرگ کے حوالہ کر دی ہے اگر ہیکل بھی میری لادے
تو بڑا احسان ہو اجروس نے قبول کیا اور ہیکل کے واسطے جانب ضغان شاہ کوچ کیا یہاں دوسرے روز
حمزۂ ثانی نے وہاں سے کوچ کیا بعد طے مراحل چند کے تورج آباد اور لشکر تورج کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
[illegible] کو ہو گئی کہ لشکر اسلام پہونچا سمجھ گیا کہ مسلمان جنگ و حرب کے ارادہ سے آئے ہیں

بالضرور نقارہ جنگ بجے گا بہتر یہی ہے کہ نقارہ بجانے مین سبقت اسی طرف سے ہو فوراً حکم دیدیا کہ نقارہ جنگ
بجے آج تو نہین اگر خداوند بخت بزرگ نے چاہا تو کل ضرور ان خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا
دیکھون یہ کیونکر یہان سے صحیح و سلامت جاسکتے ہین مین تو منتظر ہی تھا کہ یہ سب مقابلہ کو آوین یکایک نقارہ
زنمی کی صدا لشکر کفار مین بلند ہوئی حمزہ ثانی نے صدائے نقارہ کفار سُنکے اپنے لشکر مین بھی حکم دیا
کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے یکایک لشکر اسلام مین سے نقارہ آواز آمد برون کہ دولت جاودان آورد

اب اندرون طلسم کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شب گذر کے صبح ہوئی اسپیس جادو حسب دستور بدیع الملک کو
کے واسطے کھانا پانی لیکے چلا زندانخانہ کا قفل کھول کے دروازہ کھولا اندرون حجرہ پہونچا بدیع الملک کو
نہ پایا ہر چہار جانب تلاش کرکے باہر چلا آیا سمجھا کہ بدیع الملک کو لشکر اسلام کا کوئی عیار چالاک رہا کر لیگیا
مغموم و متفکر دل صنعان شاہ کے پاس آکے سر جھکا کے بیٹھ گیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ صنعان شاہ سے کیا
کہون اگر وہ سُنیگا تو بہت برہم ہوگا صنعان شاہ نے جو اسپیس جادو کو متردد دیکھا کہا ای اسپیس آج تو خاموش
ساکت بیٹھا ہے کیا فکر و تردد لاحق حال ہوا اسپیس جادو کھڑا ہو گیا اور صنعان شاہ کے روبرو دونون ہاتھ جوڑ
اس قدر سر پیٹا کہ قریب الہلاکت ہو گیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ اسپیس معلوم ہوتا ہے مجنون ہو گیا اسکے
دونون ہاتھ پکڑ لو چند کفار اسکے قریب آئے اور سب نے دونون ہاتھ پکڑ لیے صنعان شاہ نے کہا تیرا کیا حال
ہے کیون اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے اسپیس جادو نے آبدیدہ ہوکے اور دونون ہاتھ صنعان شاہ کے جوڑ کے
پاس لیجاکے کہا کیا حال پوچھتا ہے بڑا غضب ہو گیا بدیع الملک کو میری حراست مین دیا تھا آج کی
شب کو لشکر اسلام کا کوئی شخص حجرہ مین بدیع الملک کے پاس پہونچ گیا جو اُسکو رہا کر لے گیا ای صنعان شاہ
فریاد ہی کیا کرون اپنا دم گھونٹ ڈالنے کو دل چاہتا ہے جو مدت کے بعد بڑی آرزو و امید ایک مسلمان قید کرنے کو
جس سے خداوند فرعون کا عوض نکلتا پایا تھا کہ وہ رہا ہو گیا صنعان شاہ از بس کہ غیظ و غضب
مین ہو گیا کہا او مردود پاجی یہ خطا کیا کم ہے کہ غفلت کر کے ہمارے قیدی کو رہا کر دیا مزید بران چیختا اسقدر ہے
کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین اور میرے سامنے مین دونون ہاتھ جوڑ کے دیتا ہے تو بڑا بے ادب ہے اسکے
بعد اُسی طرح گلا پھاڑ کے کہا ای صنعان شاہ مین نے غفلت ہرگز نہین کی تو نے البتہ غلطی کی کہ جب میری حراست
مین اُسے دیا تھا تو کوئی مکان ایسا مستحکم نہ دیا جس مین کسی عیار کا گذر نہ ہو سکتا صنعان شاہ نے کہا تو
اُسی وقت کہا ہوتا کہ میرے پاس کوئی مکان قابل حراست نہین ہے اسپیس جادو نے کہا مین کیونکر کہتا مجھے
کیا معلوم تھا کہ لشکر اسلام کی عیاری بلا سے بدتر ہے خبردار اب کبھی کسی قیدی کو میری حراست مین
نہ دینا علی الخصوص خدا پرست کو اس سے صنعان شاہ کو ایسا غصہ آیا کہ ایک تیر چلہ کمان مین رکھ کر اسکے
سینہ اسپیس جادو کے سینہ کی جانب رہا کیا کہ پشت کو توڑ کے نکل گیا اسپیس بیجان ہو کے زمین پر
گرا صنعان نے حکم دیا کہ اس بے ادب کی لاش طلسم کے باہر پھینکدو چنانچہ اسپیس جادو کی لاش طلسم
سے باہر پھینکدی گئی ابعدہ صنعان شاہ نے ایک اسم پڑھا لورج بزرگ پر دم کیا اور کہا مسلمانون
مقابلہ کرکے اگر خدا لات و منات نے چاہا تو کوئی خدا پرست جیتا نہ بچ سکے گا اور تو سب کو گرفتار کیجیو گا
لورج اس طرح کے اسم کے دم ہونے سے بہت خوش ہوا کہا ای بادشاہ مین ابکی اس مرتبہ مسلمانون کا نشان
باقی نہین رکھونگا کہ وقت طلب یہ امر ہو کہ مسلمانون کے پاس رو دگر ہو ظاہر ہو کہ جب بدیع الملک کو قید کیا

کیانی و گرز گران * نقابدار نے کہا اے خدا پرست مین قابل علاج نہین ہون البتہ تو قابل علاج ہے کہ مین نے جیسا
ہی کہا کہ مین شہسوار قدرت زمرد شاہ ہون اور مجکو مجہول الاحوال کہتا ہے معلوم ہوتا ہے تو گران گوش ہے اسنے
کانون کی تھیلیان نکلوا تو پھر شہسواران عرصۂ شجاعت کے مقابلہ کا خیال ولیکن داراب کشور کشا نے کہا
زیادہ گو کی بات کا اعتبار کیا تو کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو نقاب کے پردہ مین منہ کیون چھپاتا معلوم ہوتا ہے تو زیادہ
گوئی کی وجہ سے کہین ذلیل کیا گیا ہے جو خفت کے سبب نقاب مین منہ چھپائے رہتا ہے نقابدار نے کہا
کہا خبردار ہو جا اور خنجر کا وار داراب کشور کشا پر کیا داراب نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور خنجر
بھی تلوار کا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر کار داراب کشور کشا
نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوا پھر نوروج ماہرو نقابدار کے مقابلہ کو آیا اور با آواز بلند کہا اگر نہین جانتا ہے
تو جان لے کہ اس وقت مین ہون نوروج ماہرو تیرا سرکوب آ حملہ کر نقابدار نے نوروج ماہرو پر بھی خنجر کا وار
کیا نوروج ماہرو نے اُس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا پھر دوسرا وار نوروج
نے کیا اُسکو بھی نقابدار نے رد کیا جب آپس مین تین تین وار کی نوبت آ چکی یکایک نقابدار نے نوروج
ماہرو کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور سب کی تمام سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے دست و پا بستہ کر کے اپنے
چوپان کے پاس بھیجدیا اور پھر با آواز بلند کہا اے خدا پرستو میری جرأت و دلاوری کو تم نے دیکھا اب بھی کوئی
سرامرد مقابل تمہارے یہان ہے یا بس تمہارے فخر کی تمام ہو گئے بہمن شوشتری ایک پہلوان فیل پیکر
لشکر اسلام سے اُسکے مقابلہ کو نکلا آواز بلند کہا اے نقابدار بیہودہ گفتار تو نے نوروج ماہرو ایسے
جری کو گرفتار کر لیا معلوم ہوتا ہے تو بڑا قوی بازو ہے آ میرا مقابلہ کر سہ چشم تا کردگار جہان * درین آشکارا چہ دارد
نہان * نقابدار نے کہا اے پہلوان خدا پرست تو بڑا شہ زور معلوم ہوتا ہے اگرچہ مین تجھ سوارون سے بھی
مقابلہ مین عاجز نہین ہون لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پشت مرکب سے زمین پر میرے تیرے بزور
دست و بازو مقابلہ ہو بہمن شوشتری پشت مرکب سے زمین پر کودا اور کہا آ زور دست و بازو کا
مقابلہ کر نقابدار اُس طرف سے بڑھا بہمن شوشتری اس طرف سے بڑھا دونون دست و بغل
ہو گئے تا دیر کشش و کوشش رہی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار بہمن شوشتری کو بھی گرفتہ و بستہ کر کے لیگیا اور اُسکو
بھی سالخوردہ چوپان کے پاس بھیجدیا راوی کہتا ہے کہ اُس روز سات سرداران نامی و گرامی لشکر اسلام کو
نقابدار گرفتار کر لیگیا تمام لشکر اسلام مین کھلبلی مچ گئی ہر ایک لشکری کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ
نقابدار ہے یا کوئی بلاے بے درمان ہے جو سردار اُسکے مقابلہ کو جاتا ہے اُسے بے رد و بدل کے گرفتار کر لیجاتا ہے
اگر یہی حال ہے تو کس طرح مسلمانون کی جان بچ سکتی ہے اُس روز خیریت یہ ہو گئی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور
شب کے آثار بخوبی نمایان ہو گئے کہ لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا اور ادھر مسلمانون کے لشکر مین بھی
طبل بازگشت بج گیا ورنہ لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو چکے تھے غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر
واپس آ گئے نقابدار نے سیدان ایک مقام بلند پر کھڑے ہو کر سالخوردہ چوپان سے با آواز بلند کہا اے
خداوند سرچشمۂ رحمت و منبع عنایت کہ تو نے میدان جنگ مین آ کے ہماری مدد کی کہ ہم مسلمانون تک پہنچا
نہ سکے مجکو چاہیے کہ اسی طرح ہر روز میدان حرب و ضرب مین قدم رنجہ فرمایا کر کہ تیری قدرت و جلال کا
جلوہ دوست و دشمن دونون کی نظر سے گذرے ہم تجھے بمنت کہتے ہین کہ ہماری اس امداد سے غرض کر شکن اے

قبول کر اے خداوند تو خوب سمجھتا ہے کہ ہماری اس تقریر عرض میں کیسی کیسی مصلحتیں مضمن ہیں سکندر چوپان مردود کا
سنکر لہو لگ گیا تھا نقابدار کی اس درخواست سے اور اسنے دل میں پھولا کہ میں بھی کچھ ہون اسنے اپنے
لشکر میں آتے ہی حکم دیا کہ آج پھر نقارہ جنگ بجایا جاوے اور ہر ایک سے کہتا تھا دیکھو میری قدرت کو
کہ میری اوسنے تو بہت کیسے کیسے اعلے سردار لشکر اسلام کے گرفتار کیے گئے ہیں سو سحر گہ جوان خسرو خاوری
برآمد برج نیلوفری دونون جانب کے لشکر میدان میں آکے صف آرا ہوئے ہنوز کوئی افواج
طرفین سے کوئی بہادر میدان میں نہیں آنے پایا تھا کہ دور سے پھر تق گرد نمایان ہوا دونون لشکر
اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا نقابدار سیاہ پوش پیادہ پا چلا آتا ہے آتے ہی
سکندر چوپان کو سجدہ کیا اور کہا اے خداوند مسلمانون نے مجھکو سخت تکلیف دی کہ تیرے مقابلہ میں ہنگامہ
جنگ کیا جاتا ہے میں انکو انکی بے ادبی کی سزا دیتا ہون تیری شان مسلمانون سے کہیں ارفع و اعلے ہے
مجھکو انکے مقابلہ سے کیا نسبت یہ کہکے میدان حرب کی جانب متوجہ ہوا اور نعرہ مارا کہ اے خدا سے نادیدہ کی
پرستش کرنے والو ستمنے ہمارے خداوند کی کچھ عزت و توقیر نہ کی کہ اسکے مقابلہ میں صف آرائی کی پھر خداوند کا
کہنا نہ مانا اسنے خود اپنی عافیت بگاڑی اب بھی خیریت ہے اگر اس بے ادبی سے باز آؤ اور یہان سے واپس
چلے جاؤ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمھارے گناہان گذشتہ معاف ہونے کے واسطے ہم بلیغ کوشش کرینگے بلکہ
بالضرور معاف کرا دینگے کیا کہتے ہو جلد جواب دو ملک قاسم کو یہ تقریر نقابدار سیہ پوش کی بہت ناگوار معلوم
ہوئی پکار کے کہا اے نقابدار مجہول الاحوال کیا بکتا ہے کیسا خداوند اور کیسا معاف کرنا اور کیسے گناہان گذشتہ
تو خداوند کہتا ہے ہم اسکو یہ بھی نہین سمجھتے کہ کس منزلہ کا سگ خارشتی ہے پانچ سات سردارون کو گرفتار کر لینے سے
کوئی خداوند نہین ہو سکتا پس اب خبردار بیہودہ نہ بک زبان بند و باز و بکشا ۔ نقابدار سیہ پوش ملک قاسم
کے قریب آیا اور کہا اے جوان کیون اپنی شامت بلاتا ہے میرے مقابلہ میں ہرگز سر نہوگا ملک قاسم نے
اسپر تلوار کا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے پشت شمشیر سے رد کیا پھر خود بھی تلوار کا وار کیا ملک قاسم بھی
ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اسنے بھی اس وار کو رد کیا غرضکہ دیر تک رد و بدل ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم بھی اور
سردارون کی طرح گرفتار ہو گیا ایرج نے جب اپنے بھائی کو گرفتار دیکھا تاب تحمل نہ لا یا مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار
کے روبرو آیا اور کہا اے نقابدار کیون تیری شامت آئی ہے یہ کیا سفاکی ہے تو نے کمر باندھی ہے ابھی ایک ہی
میں اس تلوار کے تیرا کام تمام کر دیتا ہون نقابدار نے کہا اے جوان حرف زبان سے یا اور کوئی وار بھی لگا کے
دکھاویگا ایرج منہ سے تھا شتا تلوار کا وار کیا نقابدار نے بسہولت اس وار کو رد کیا ایرج نے غصہ میں آکے
دوسرا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے اس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تین وار ایرج کے نقابدار نے
رد کیے اور کہا اے جوان سہ زدی ضرب خود ضربے از من بخور ✤ غم دین و دنیا فراموش کن ✤ ایرج نے کہا حکم
یہ دیا ہے نہین ہے کہ تیرے وار کا انتظار کرون تجکو رنج کون ہے یہ کہتے کہتے وار کیا نقابدار نے اس وار کو بھی روکا
حاصل کلام یہ کہ نقابدار کے وار کی نوبت نہ آئی جب وار کرتے کرتے ایرج تھک گیا نقابدار نے ایرج
کو گرفتہ و بستہ کر کے سکندر چوپان کے لشکر میں بھیج دیا اسوقت ہاشم ثانی کی آنکھون میں اندھیرا آگیا گھبرا
ہوا حمزہ ثانی کی خدمت میں گیا اور کہا اے شہریار یہ نقابدار سیہ پوش بڑا قوی بازو ہے کہ اسنے میرے
پدر اور برادر کلان کو گرفتار کر لیا اب میں ہرگز توقف نہین کرونگا حمزہ ثانی نے کہا اے ہاشم مہلت کرو میں

نہ لانا میرے نزدیک ابھی تمھارا جانا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ تمھارے برادر و پدر کلان کو نقابدار نے گرفتار کیا
ہے اُنکے غم و ملال میں تمھارے حواس درست نہونگے ایسا نہو کہ نقابدار کے ہاتھ سے صدمہ سخت تمکو پہونچے
لیکن رستم ثانی کے اصرار سے مجبور ہوئے کہا خیر جاؤ تمکو اختیار ہے رستم ثانی مرکب دوڑا کے نقابدار سیاہ پوش کے
قریب پہونچا اور اس زور و طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا وہ بھی دو حصہ ہوکے زمین پر گرتا نقابدار نے
رستم کا بھی وار رد کیا بعدہ رستم نے متواتر دو وار کیے نقابدار نے ان دونوں واروں کو بھی رد کیا حتی کہ
رستم ثانی کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوبان کے پاس بھیجدیا اسی طرح سلیمان ثانی اور سلیمان کوہ پیکر
اور ہیکل یاہرو وغیرہ سترہ سرداران دست چپ نقابدار سیاہ پوش کے ہاتھ سے گرفتہ و بستہ ہوگئے چونکہ
آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا دونوں طرف لشکروں میں طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو گئے حمزہ
ثانی کے دل صفا منزل پر غم و ملال کا ابر چھایا ہوا تھا وہ شاہزادہ والا جاہ ہر دم گردش روزگار و زمانہ ناہنجار
کی مذمت کرتا تھا اور کہتا تھا واے شور بختی کم نصیبی سچ ہے کوئی نوشتۂ تقدیر کو دھو نہیں سکتا۔ اب اگر اسکا دھیان
شاد کسی طرح ہو نہیں سکتا ٭ طالعی دارم آنکہ از سیہ آب ٭ گر زدم سوے بحر بر گردد ٭ ور بدوزخ روم
پے آتش ٭ آتش از بخ فسردہ تر گردد ٭ ور زکوہ التماس سنگ کنم ٭ سنگ نایاب چون گہر گردد ٭ گر سلامی
بہ نزد کسے ٭ ہرہ و گوشش بحکم کر گردد ٭ انچنین حالہاش پیش آید ٭ ہر کرا روزگار کر گردد اسی طرح کے شکوہ بابت
زمانہ و بخت میں پھر رات گذری حمزہ ثانی پھر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے مگر اُسی طرح افسردہ خاطر اور
بھی درباری موجود تھے حمزہ ثانی نے کہا اے یارو کچھ خوف و ہراس کو دل میں جگہ نہ دینا چاہیے ٭ گر کار تو نیک است
بہ تدبیر تو نیست ٭ ور نیز بد است ہم بہ تدبیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی ٭ کین نیک و بد جہان بہ
تقدیر تو نیست ٭ قضا و قدر سے چارہ نہیں نزول بلا کے سبب کا اجارہ نہیں اگرچہ یہ نقابدار ایک بلاے بے درمان
ہے کچھ پروا نہیں ہے خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہے موت سے کیا ڈرنا آج نہیں کل اور کل نہیں پرسوں بہر حال اُس
سے ملاقات کرنی ہے یہ منزل فانی قابل اقامت نہیں اس سے حاصل بجز داغ حسرت نہیں ہے اگر صد سال مانی ور
یکی روز ٭ ببایدرفت ازین کاخ دل افروز ٭ جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ کیا سب نعمت فنا میں بری بھلی ہیں
فقط اعمال کام آتے ہیں نادان نہیں سمجھتے طفلانہ سبز و سرخ و زرد پر فریفتہ ہوتے ہیں غفلت میں زندگی کے دن کھو دیتے ہیں
آج نقاشی کی چھت لگوا نہیں مانع کوئی ٭ کل بجز خفاش کوئی سقف و ایوان میں نہیں ٭ نام خاتم رہ گیا ہے ہو گیا برباد
آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان میں نہیں ٭ اسفل و اعلے مشابہ ہیں بہم لیکن ہے فرق ٭ اوج انجم دیدہ غول بیابان میں نہیں
دم دیا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان ٭ غیر روباہ و شغال اب اُنکے ایوان میں نہیں ٭ دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا
قدم ٭ آج جانے کی اجازت جس گلستان میں نہیں ٭ صورت تحصیل نادان ہاتھ ملتے ہیں کسے حیران ہوں ٭ مدعیان تاسف بہ
فغفور و خاقان میں نہیں ٭ ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل میں دونوں ہیں ایک ٭ فرق مر جانے کے بعد انسان و حیوان میں نہیں
جس گلزار میں پری جمال آدمیوں کی بزم عیش و طرب برپا تھی۔ جام بادۂ گلفام کی گردش بجوف خزان تھا تھی۔ وہاں آج نحوست
کی نحوست سے اکثر مقام خراب ہیں گلاب کی جگہ گلاب ہیں۔ یہاں حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی میں تمام سرداروں سے
بے ثباتی عالم اور نیرنگی زمانہ کا ذکر کرکے عبرت اور نیک نامی حاصل کرنے کی جرأت دلا رہے تھے یکایک لشکر کفار
سے طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی اس طرف صاحبقران حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ٭ روز دیگر
کہین جہان پر غرور ٭ یافت افسر چو خورشید نور ٭ دونوں لشکر میدان میں آئے پھر صف آرا ہوئے آج پھر

نقابدار نمایان ہوا اُسکے مقابلہ کے واسطے نور الدہر گئے رد و بدل ہوئی نقابدار نے نور الدہر کو بھی گرفتار کر کے سکندر
جوپان کے پاس بھیجدیا پھر بدیع الزمان مقابلہ کو آگے نقابدار نے کہا اے خداپرستو بیکار اپنے کو زحمت مین
مبتلا کرتے ہو تم سب کو مین گرفتار کرونگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے خداوندگی قدرت کے قائل ہو کے
اطمینان حاصل کرو جو کوئی خداوند سے سرکشی کرے اُسکی سزادہی کے واسطے فوج کشی کرو تو البتہ حاصل ہوگا اگر
خداوند سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے تو پہلے اسکی قدرت کے مثل قدرت حاصل کرو بعدہ مقابلہ کرو تو مضائقہ
نہین سہ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف * مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی * بدیع الزمان نے کہا او
مجہول الاحوال یہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ مقام جنگ و جدل ہے نہ قول و مقال زبان بند و بازو بکشا نقابدار نے تلوار کا
وار کیا بدیع الزمان نے جگہ خالی کی نقابدار منہ کے بھل زمین پر آرہا بدیع الزمان نے وقت فرصت غنیمت
جانا فوراً نقابدار کے کمر مین ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی فن جنگ سے خوب آگاہ تھا ایسا داؤن کیا کہ پہلے بدیع الزمان
نے اسکے پشت کی جانب تھا اب نقابدار اُسکے پس پشت آگیا ہر چند بدیع الزمان کوشش کی کہ کسی طرح نقابدار
کو گرفتار کرون کچھ بس نہ چلا بلکہ خود نقابدار کے قابو مین آگیا نقابدار نے مستحکم بستہ کر کے لشکر کفار مین بھیجدیا اور نعرہ
مارا کہ اے خداپرستو تم مین سے اگر کوئی اور میرے مقابلہ کے واسطے آنا چاہیے تو جلد آئے ورنہ صاف کہو کہ بس ہما
ری تمام ہوگئی ابکی دفعہ کرب نامدار مقابلہ کو آیا اور نعرہ مارا کہ باش او نقابدار بیباک مین برابر حریف آپہونچا اگر
اگر قیامت تک مقابلہ کیے جائیگا تو لشکر اسلام کے پہلوان کم ہونگے اگر ندانی بدان منم کرب بر فرب یل
دمان * بدرسن عمر ما سے پہلوان * نقابدار بڑھا دونون مین رد و بدل شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر کے بعد
کرب غازی بھی نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا کرب کا گرفتار ہونا تھا کہ فوراً اسد میدان مین آیا اور نعرہ
مارا کہ اے نقابدار منحرف از خداوند کردگار ندانی بدان منم اسد نامدار ہم جری شہسوار * صف شکن جہان گیر ضیغم
شکار * نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ سے ہے آیا انسان کی نوع سے ہے یا حیوان کی جنس سے ہے اگرچہ تیرے
دست و پا انسان کے معلوم ہوتے ہین لیکن حیوان ہونے کا شبہ اس نظر سے ہے کہ تیرے چہرے کو نہین دیکھا شاید
انسان کی صورت سے مشابہ نہو اور بالفرض انسان کی صورت سے مشابہت اور مطابقت بخوبی رکھتا
بھی ہو لیکن جو کوئی انسان ہو کے معبود برحق و خالق مطلق کو نہ پہچانے حیوان سے بدتر ہے کہ انسان مین عقل
ملکی ہے اور حیوان اس سے محروم ہے زندگی کا اعتبار نہ کر حوادث زمانہ سے عبرت لے اس واحد و لاشریک کی بند
گی کر جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا سہ بہت خدا ہے نہ خورشید نہ ستارہ و ماہ * کہ ہین تمام یہ
ہستی خدا پہ گواہ * خدا وہ ہے کہ جو فہم انشر سے خارج ہے * اُسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہے خدا وہ ہے کہ چہرہ
کو زرنگار کرے * ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے * خدا وہی ہے کہ بندے پہ جب عنایت کی * طریق کج سے رہ
راست پر ہدایت کی * نقابدار نے کہا اے اسد طول کلام سے کیا کام مین تو سیدھی بات جانتا ہون کہ مقا
بلہ کر اگر تو غالب آئیگا مجھکو گرفتار کر لیجائیگا ورنہ جس طرح اور خداپرستون کو گرفتار کیا ہے تجھکو بھی گرفتار کرونگا اسد
نے کہا ہان یہ تو مین سمجھتا ہون * جو ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا سہ گر زدست سر بر نگہ ورسر نوشت * این سخن بابد
آب زر نوشت * تاہم ہم لوگونکا فرض ہے کہ اسقدر فقرون مین جہان تک ممکن ہو صفائی نیت و صدق
عقیدت سے بطلان مذہب بت پرستی اور حقیقت دین خداپرستی پر گواہی دین ہنوز اسد دلاور نے
یہ کلام تمام نہین کیا تھا کہ نقابدار نے بڑھ کے تلوار کا وار کیا اسد اُس ضرب سخت کو پشت شمشیر

رد کیا اور اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار کو رد کیا اسی طرح کی رد و بدل کے بعد مثل سرداران سابق اسد کو بھی
نقابدار گرفتار کر کے لے گیا راوی کہتا ہے کہ آج کی میدان آرائی میں نور الدہر و بدیع الزمان و کرب غازی
و اسد نامدار وغیرہ دس سرداران دست راست نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے اب لشکر اسلام میں
صرف حمزہ ثانی اور شہزادہ بدیع الملک اور سعد بادشاہ باقی رہ گئے ہیں تمام سرداران دست راست
اور گرگشان دست چپ فوج کفار میں مقید ہیں ایسے وقت میں جس طرح کا انتشار لشکر اسلام کے دلوں پر طاری
ظاہر ہے بیان کی کیا ضرورت ہے آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ٭ حمزہ ثانی کی یہ کیفیت ہے کہ حیرت سے ایک
ایک کی جانب دیکھتے ہیں نیرنگی زمانہ کے خیال میں یہ نظم پڑھتے ہیں ٭ دوران کہ امید عالم سازی ست ٭ و ز رنج
او ہزار بازی ست ٭ از پردۂ این طلسم خانہ ٭ صد رنگ برآورد زمانہ ٭ نیرنگ قضا ست نقش پرداز ٭ تا چند
عجب نکنم باز ٭ جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتے ہو تو وہ کیونکر ہو جا سکے قادر ہیں کثرت راہ پاس کے کبھی ہوتے
آسمان سے بلند کیا اس طرح مناجات کی ٭ یا رب تو غفوری و گنہگار منم ٭ تو چارہ گری و آہ ناچار منم
بندہ باری و بے نیاز و بندہ نوازی ٭ یارم چہ شود و شوی [illegible] ٭ یارم من ٭ خداوندا معبودا پالنہارا تو خوب
جانتا ہے کہ میں صرف تیری راہ میں اور تیری رضامندی کے لیے جد و جہد کر رہا ہوں تمام سرداران دست
راست و چپ کفار کی قید میں مبتلا ہو چکے ہیں حالانکہ ان گرفتاران مصیبت کی بھی غرض تیری رضامندی ہی ہے کیا
بنا بر حکمت بالغہ کب تک کفار کو خوش کریگا اور ان سرداروں کو کفار کی قید میں مبتلا رکھے گا اس بندۂ حقیر و ذلیل کو
محزون رکھیگا [illegible] دم برابر ہے ٭ گو یا ہنگام جان کنی ہے [illegible] سے بہت تنگ ہوں [illegible]
تو کیا کروں میں ٭ اسی اثنا میں حمزہ ثانی پر غنودگی طاری ہوئی عالم خواب میں دیکھا ایک پیر مرد سفید ریش عمامہ
بر سر قبائے صاف و سفید در بر عصائے پیری در دست [illegible] ٭ شعر ٭ ہزار [illegible]
شگفتہ بر رخ تابان چون ماہ ٭ سری در رعشہ چون شمع سحرگاہ ٭ [illegible] قریب آ کے اور کہا اے حمزہ آج تم
بہت پریشان معلوم ہوتے ہو آگاہ ہو اگر تمہاری پریشانی حد سے گذر گئی تاہم تم کو نہیں چاہیے کہ کوئی کلمہ خلاف
ادب زبان سے نکالو خداوند عالم ہر وقت اور ہر حالت میں قادر و توانا ہے جیسا کہ مشہور ہے قدرت خالق اعداد
کچھ دور نہیں ٭ مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں ٭ اگر سرداران دست راست اور دست چپ کفار
کے یہاں مقید ہو گئے ہیں کیا مضائقہ کی بات ہے انکا پیدا کرنے والا انکو یہاں بھی کامل حفاظت کر سکتا ہے
اسکی حکمت بالغہ کو کیا سمجھ سکتے ہو اسکے رموز مخفیہ تک تم کہاں تک پہونچ سکتے ہو حمزہ ثانی نے کہا اے مخدوم والا
کرم صفات پہلے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے بعد اسکے ارشاد فرمائیے کہ اصل غرض یہاں
تکلیف فرمائی کی کیا ہے اور وہ کلمہ کونسا ہے جو خلاف ادب میری زبان سے نکلا اس پیر مرد نورانی صورت نے کہا کہ
میرے نام سے تمکو کچھ کام نہیں ہے اس وقت میرے یہاں آنے کی غرض صرف تمہاری تنبیہ ہے اور وہ صرف یہی
ہے کہ ہر حالت میں خدا کا شکر کرو کسی حالت میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دو خداوند عالم عادل و منصف ہے کسی پر ظلم روا
نہیں رکھتا اپنے مخالفین سے ہرگز راضی نہیں ہے پھر بھی اپنے کسی بندہ کا زحمت و مصیبت میں مبتلا رہنا گوارا نہیں
کرتا یہ سنکے حمزہ ثانی نے سکوت کیا کچھ سمجھ میں آیا دست بستہ کہا کہ اے مخدوم معظم واقعی درست فرمایا میں اپنی خطا پر
نادم ہوں یکایک وہ غفلت دور ہوئی اسی وقت فوج کفار سے نقارۂ جنگ کی بھی آواز آئی حمزہ ثانی بھی
پر سوار ہو کے خود نقابدار کے مقابلہ میں آئے باطل السحر کا برابر ورد تھا پہلے نقابدار سے شمشیر بازی کی ٹھانی

عمود بازی کی نوبت آئی دونون کے عمود شکستہ ہوگئے حرب وضرب گرم رہا زوال آفتاب جنگ و دست وپنجہ
کی نوبت آئی حمزۂ ثانی نے بلا احتیاط باطل السحر کا ورد کیے ہوئے تھے ایک پہر کامل کشتی رہی تیسرے پہر
حمزۂ ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر یا سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور گرفتہ وبستہ کر کے اپنے
لشکر مین بھیجدیا بعدہ مرکب پیسوار ہو کے سکندر چوپان پر نعرہ مارا کہ اے بے ایمان سکندر چوپان بفضل
ایزد منان نقابدار کو مین نے گرفتار کر لیا تو اپنے سحر و افسون پر بہت مغرور تھا انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح
تجکو بھی گرفتار کرونگا آ مقابلہ کر یا کسی اور سر اجل گرفتہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج سکندر چوپان
نے جو نقابدار کو گرفتار دیکھا کہا اے حمزہ نقابدار کو چھوڑ دو ورنہ بہت بری طرح پیش آونگا حمزۂ ثانی نے کہا
او نابکار تو کیا حقیقت رکھتا ہے جو مجھسے بری طرح پیش آئیگا سکندر چوپان اس جواب سے بہت برہم
ہوا کہا اے خدا پرست تیرے اسقدر سردار گرفتار ہوگئے پھر بھی تیری سرکشی نہین جاتی حمزۂ ثانی نے کہا او
پاجی سرکش ہم ہین یا تو کہ خدائے واحد ولا شریک سے منحرف ہے اور کنکرون پتھرون کی پرستش کرتا ہے خدا
پرستون کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہین کہ کرتا ہے سکندر چوپان نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ اس خدا پرست
کو ہر چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لو بمجرد اس حکم کے فوج کفار نے بہیئت مجموعی حملہ کیا بدیع الملک
نے جو یہ یورش دیکھی اسعد بادشاہ سے کہا اب کیا انتظار ہے چلو حمزہ والا قدر پر کفار نے یورش کی ہے
بادشاہ نے کہا اے بدیع الملک بیشک اب محل توقف نہین ہے غرضکہ یہ دونون جوان حمزۂ ثانی کی مدد
کو پہنچے اب دونون طرف جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ گئے میدان
لڑائی مین جان لڑا رہے ہوئے تھے کفار کے حواس باختہ تھے گھوڑون کی دوڑ دھوپ سے زمین کو
لرزہ تھا اسقدر خاک اڑی کہ آسمان گرد مین چھپ گیا تھا ع ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت ٭ فوج کفار مین بھائی نے بھائی کو ہلاک کیا باپ کو بیٹے نے مار ڈالا بے تمیزی کا
طوفان برپا تھا شہزادہ بدیع الملک نے گھوڑے کو کڑکایا تلوار علم کیے ہوئے کفار کے کشتے روندتا
ہوا سکندر چوپان کے قریب پہونچا نعرہ مارا کہ او بدکار و مکار خبردار باش مین تیری جان کا ملک الموت
آ پہونچا اسطرف سکندر چوپان نے تلوار علم کر کے گھوڑا بڑھایا بدیع الملک پر وار کیا شہزادہ نے
اس وار کو سپر پر رد کیا ایک اچٹتا وار تلوار کا سکندر چوپان کی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا
لشکر کفار نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ دیکھا اول ہی حواس باختہ ہوچکے تھے اب بالکل فوج کفار نے
فرار پر قرار لیا اور بیابان کی راہ لی حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا اے بدیع الملک بخدا کار سے کردی ٭ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ اگر تجھسے یہ کار نمایان
ظہور مین نہ آتا بالیقین لشکر اسلام کی ترکی تمام ہو گئی تھی بدیع الملک نے باادب تمام تسلیم عرض کیا
اور کہا شہریار یہ جو کام مجھسے ظہور مین آیا فقط اقبال ہمایون سبب تھا ورنہ مین کیا وقعت و حقیقت رکھتا
بعدہ حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ جابجا قیدخانہ تلاش کر کے ان سرداران دست راست و دست چپ کو
رہا کرو لیکن معلوم وہ سب کس مصیبت مین مبتلا ہونگے چند سرداران مقیدون کی تلاش کو گئے
قیدخانہ مین پہنچے قفل زندان توڑا اندرون مکان پہنچے قیدخانہ بہت وسیع و تاریک تھا مشعلین روشن ہوئین تمام
سردارونکو قید وبند سے رہا کیا سب نے اس قید شدید سے رہا ہوکے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی اور کہا شہریار کہا

عرض کرین کہ اس قید شدید مین اس موذی نے ہمکو مبتلا کیا کیا یقین اسنے فرعون کا عوض ہمسے لیا حمزہ ثانی نے کہا ای رستم ثانی تمکو اور سب کو شہزادہ بدیع الملک کا مشکور ہونا چاہیے کہ اس دلاور دوران کی سعی و کوشش سے تمھاری رہائی ہوئی اور لشکر اسلام کی جانین بچین ورنہ سکندر چوپان نے کوئی دقیقہ مسلمانون کے استیصال کا باقی نہ رکھا تھا رستم ثانی نے اس بات کا کچھ جواب شد و باشد دیکھ کے خاموش ہو رہا سرداران دست راست نے باہم چشمک زنی کی کسی نے کسی کے کان مین کہا ای فلان دیکھا تمنے جناب حمزہ ثانی نے بالاعلان کہدیا کہ تم سب کی رہائی کا سبب شاہزادہ بدیع الملک ہوا مگر پھر بھی رستم ثانی نے کچھ نہ کہا بالکل سکوت کیا دوسرے نے کہا یہ لوگ کبھی کچھ نہ کہین گے انکی خلقت مین شرارت داخل ہی مگر پھر کیا پاینگے اپنی شرارت و فتنہ پردازی کی سزا پاینگے اور پاتے ہین مگر نہین معلوم کس قماش کی خلقت ہی کہ متنبہ نہین ہوتے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ تورج آباد کو لوٹ لو اور عالی شان عمارتون کو منہدم کر دو فوج اسلام نے تورج آباد مین جا کے مکانات شاہی کو خوب لوٹا بارگاہ سکندر چوپان کو ایسا منہدم کیا کہ نشان تک باقی نہ رہا مسلمان با فتح و نصرت اپنے اپنے مقام کو واپس آئے حمزہ ثانی نے بھی بارگاہ سلیمانی مین آکے قرار لیا بدیع الملک کو بلایا اور کہا ای جوان سعادت نشان اس وقت مین تمھارے روبرو ایک عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہون یعنے جب تمام سرداران دست راست و دست چپ سکندر چوپان علیہ اللعن کی قید مین مبتلا ہوگئے مجھپر ایسا انتشار مستولی ہوا کہ حواس خمسہ باقی نہ رہے آخرش مین نے درگاہ جناب باری مین مناجات کی منجملہ اسکے یہ مضمون بھی تھا کہ بار الٰہا آخر کب تک مجھکو انتشار مین رکھیگا سرداران دست راست و دست چپ کو قید کفار مین مبتلا رکھیگا دفعتہً غنودگی طاری ہوئی اور ایک پیر مرد نورانی صورت عالم خواب مین نمایان ہوئے انھون نے مجکو بہت کچھ تنبیہ کی اور کہا ای حمزہ ثانی تونے چند کلمہ خلاف ادب زبان پر جاری کیے جو بے صبری کی طرف منجر تھے خبردار اب ایسے کلام زبان پر نہ جاری کرنا بعدہ خداوند عالم کی صفت عدل وغیرہ کو بیان کیا اور غائب ہوگئے جب مین بیدار ہوا اپنے اوپر بہت ملامت کی اور عہد کیا کہ آیندہ کبھی اس طرح کی مناجات درگاہ باری تعالے مین نہ کرونگا مع ہذا فوج کفار سے صداے طبل جنگ سنی آمادہ پیکار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے فتح و ظفر کی صورت نظر آئی اب بدیع الملک جب سے یہ واقعہ روبکار ہوا ہی مجکو سخت تردد ہی ہر وقت خداوند عالم کے قہر و غضب سے پناہ مانگنا چاہیے واقعی مجھسے بڑی غلطی ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یہ شک کس طرح دل سے زائل ہو بدیع الملک نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس مین تو کوئی ایسا کلمہ نہین ہی جو سو ادبی پر محمول ہو البتہ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کفار پر فتح حاصل ہو گی اب نقابدار کو بلا کے اسکا حال دریافت کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نقابدار کو لاؤ چند مسلمان بااطمینان تمام نقابدار کو لائے حمزہ ثانی کے حکم سے اسکے چہرہ سے نقاب دور کی گئی دیکھا تو تورج ہے حمزہ ثانی کو کمال تعجب ہوا کہا ای تورج تونے بڑی مکاری کی خیر اب جو کچھ مین کہتا ہون بغور و تامل سن اور خوب سمجھ کے جواب دے مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک جوان شجاع و دلیر ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اس ضلالت و گمراہی سے تائب ہو تو مین تیرے تمام گذشتہ قصورون کو معاف کر دون اور ہاے خود غور تو کر جسکو تو خداوند کہتا ہی وہ کیا شی ہی اگر تو فرعون کو خداوند کہتا ہی اور اسکی قدرت کا قائل ہی تو ظاہر ہی کہ فرعون کس ذلت و خواری سے ہمارے پاس مقید ہی اور اگر تو خداوند کسی سنگین تصویر کو کہتا ہی تو پھر بھی کیا قابلیت ہی لفظ خداوند زیبا ہی خاص اس خدا سے واحد و لاشریک کے واسطے جسنے تمام موجودات کو در حقیقت کا

دونون سے پیدا کر کے محبت سے مملو کیا پیغمبرون کو خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا یہ دلیل ہین اسکی توحید
کی ہی کہ جو چیز پیدا کی ایک پیدا کی دیکھو درخت مین کروڑون بلکہ بے حساب پتیان ہین مگر ایک پتی مین دوسری
پتی سے فرق محسوس ہوتا ہی حکیم رحیم کریم علیم سمیع بصیر وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہی نوسرج نے کہا
یہ سب کچھ مین نے سنا مگر غرض اس بیان سے تمہاری کیا ہی حمزہ ثانی نے کہا غرض میری یہ ہی کہ دائرہ
اسلام مین داخل ہو تو رہائی ممکن ہی ورنہ ایسے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر
افسوس کرینگے نوسرج نے کہا ای حمزہ جو کچھ کہو سو مجھے منظور ہی مگر مذہب اسلام مین ہرگز اختیار نہ کرونگا خداوند
بہت بلند کے ایسے اوصاف میرے دل مین مرکوز ہین کہ خداے نادیدہ کے اوصاف سنکے مطلق میرا دل قبول
نہین کرتا ہی کہ مین ہلاک کیا جاؤنگا باشد مین نے خداوند بہت بزرگ پر اپنی جان قربان کی حمزہ ثانی نے
حکم دیا کہ لشکر مین دار نصب کیے ایک روز خاص نوسرج کی ہلاکت کے واسطے مقرر کیا گیا اوس روز نوسرج
کو گرفتہ وبستہ دار کے پاس لیگئے اسوقت پھر حمزہ ثانی نے کہا ای نوسرج تجھ ایسے جوان صاحب زور
وطاقت کا ہلاک ہونا قابل افسوس ہی لیکن تو ہی بتا کہ اگر تجھے ہلاک نہ کرون تو کیا کرون نوسرج نے کہا
ای حمزہ اس وقت مین بالکل تمہارے اختیار مین ہون اگر تم چاہو تو رہا ہو سکتا ہون اگر ہلاکت کے درپے ہو
تو ہلاک ہو جاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا اگر تو اس خداے واحد ولاشریک سے پناہ مانگے تو ابھی رہا ہو جاے
اور عزت حاصل ہو اسنے کہا خداے نادیدہ کیا کسی کو پناہ دیگا ہان خداوند بہت بزرگ مین یہ قابلیت البتہ
ہی بدیع الملک نے کہا سچ کہا ہی ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ٭ ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس
ای شہریار والاتبار ہر چند تلقین وتعلیم کی جاویگی لیکن یہ گمراہ ہرگز راہ راست پر نہین آئیگا حمزہ ثانی نے
نوسرج کو دار پر لٹکوا دیا بعدہ تمام سرداران تیر وکمان ہاتھ مین لیکے گرد دار کے کھڑے ہوئے اول تیر حمزہ ثانی کا
نوسرج کی پیشانی کی طرف رہا ہوا ہنوز وہ تیر پیشانی تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ بالاے ہوا سے پنجہ پیدا
ہوا اور نوسرج کو اٹھا لیگیا حمزہ ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا یارو یہ کیا غضب ہوا کہ یہ ناپاک پھر
ہاتھ سے نکل گیا مین سمجھا کہ اس مردود کا قصہ پاک ہوا مگر پھر بھی خدشہ باقی رہگیا بارگاہ مین واپس آئے
تمام عیارون کو جمع کیا کہا ای عیاران طرار وای سرہنگان چالاکی شعار گردون دون وزمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان ظاہر ہین تم دیکھو کہ جب تمام قصہ فیصلہ ہونے کے قریب پہونچا تو یہ واقعہ روبکار ہوا نوسرج گیا ہی غالبا
پھر ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کریگا لہذا اس مکار کی جلد خبر لینا چاہیے یہ کام تم لوگون کا ہی جاؤ دریافت
کرو کہ وہ مردود کہان گیا ہی اگر موقع ملجاوے تو گرفتار کر لاؤ ورنہ ہمکو اسکی قیامگاہ کا پتہ بتاؤ اور یہ بھی دریافت
کرو کہ نوسرج کو کون لیگیا ہی بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب از سر نو بندوبست
کرنا چاہیے تاکہ وقت پر کسی طرح کی دقت نہو حمزہ ثانی نے کہا بہت ٹھیک اور اسی وقت از سر نو قلعہ ذوالامان
کی ترتیب کا حکم دیا اسی وقت کارگذارون نے بہت خوب کمر ہمت کو مضبوط باندھا اور ہزار ہا مزدور
لیکے قلعہ ذوالامان کی درستی مین مصروف ہوگئے شب وروز قلعہ مین کام ہوتا تھا حمزہ ثانی کی
تاکید تھی کہ جلد کام ختم ہو مصارف زائد کا کچھ خیال نہ کیا جاوے

اسپر عمرو تائید یافتہ آسمانی جناب حمزہ ثانی کو قلعہ ذوالامان کی از سر نو درستی وغیرہ مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور اسپر مین فضل یا عیار نوسرج بدرگ کے حال نکبت مال مین زبان قلم سے بیان کی جاتی ہی

مری محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مفتون ہے ✤ تو مجنون کا مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
تو وہ لیلی ہے ظالم پری رو تیرا مجنون ہے ✤ ترے آگے جو ہے شمشاد قامت بید مجنون ہے
ترے قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے ✤ ترے دیوان مین ہے جو الف اک سرو موزون ہے
نہ کیون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ عالم کو ✤ حباب و موج مین سب دوست دشمن یار چون ہے
بظاہر سب سادی ہین مگر ہے فرق باطن مین ✤ نہ ہر سینہ مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے
بلندی مین مثال آسمان گر قصر تھا تو کیا ✤ اجل کے ہاتھ سے زیر زمین آخر فریدون ہے
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارون سے ملنے مین ✤ یقین وسمہ بالون کے سیہ کرنے مین صابون ہے
بہار حسن جانان نے کیا یہ رنگ گلشن کا ✤ کہ جامے برگ گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہے
سفید اس آفت دوران نے جو موباف ڈالا ہے ✤ برنگ شاخ شبو ان دونون گیسو سے شبگون ہے
کھلائے گر فصد تیری خون ہو جائے زمانے مین ✤ تو وہ لیلی ہے ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہے
نہ کیونکر روتے روتے لال ہو جائین مری آنکھین ✤ شب فرقت مین آہ تا صبح خیال روے گلگون ہے

منشیان بلاغت قرین و شاعران فصاحت آئین اپنے زور طبیعت سے مضمون آفرین ہوتے اس طرح قابل تحسین و آفرین ہوتے ہین جب تورج بدرگ کو حمزہ ثانی نے گرفتار کر لیا اہرمن فیلبیا عیار تورج گھبرایا ہوا وہان سے بھاگا طلسم نارستان مین پہونچا صنعان شاہ جادو کی ملازمت حاصل کی اسنے جو اہرمن کو منتشر دیکھا حال پوچھا اہرمن نے کہا غضب ہو گیا تورج کو اپنے زور و طاقت اور اس اسم سحر طلا اثر پر بڑا بھروسا تھا مگر اسکا عکس ظہور مین آیا یعنی خدا پرستون نے اسکو گرفتار کر لیا ہرچند کہ تورج نے داد مردی و مردانگی دی لیکن اسم نے کچھ اثر نہ دکھایا خدا پرست بڑا کام کرتے ہین افسون و سحر سے نفرت کرتے ہین اور مطلق نہین ڈرتے صنعان شاہ جادوگر کو تعجب ہوا کہا ای اہرمن واقعی مین نے مجرب اسم پڑھ کے دم کیا تھا پھر بھی تورج گرفتار ہو گیا اہرمن نے کہا ای بادشاہ جلد تورج کی خبر لے ورنہ خدا پرست اسکی ہلاکت کے درپے ہین اگر تورج ہلاک ہو جائیگا تو جادوگرون کو سخت ذلت حاصل ہوگی صنعان شاہ نے مصور جادو کو طلب کیا اس سے کہا جلد جا تورج کو مسلمانون نے گرفتار کر لیا ہے اسکو رہا کرلاو مصور جادو روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ حمزہ ثانی تمام سرداران لشکر اسلام کا گرد دار کے پرا باندھ رہے تھے سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے تھے تورج دار مین آویزان تھا حمزہ ثانی نے تیر چلہ کمان مین رکھا ادھر مصور نے اسم سحر پڑھا اور دم کیا اس بلا کی سے دار کے پاس آیا کہ کسی نے نہ دیکھا فورا تورج کو اٹھا لے گیا سب نے دیکھا کہ تیر سے گیا مصور جادو تورج کو لیے ہوے صنعان شاہ جادوگر کے پاس پہونچا کہا ای بادشاہ حسب الحکم والا تورج حاضر ہے تورج نے جو صنعان شاہ کو دیکھا بہت خوش ہوا دست و پا بستہ تھے سلام نہ کر سکا اشارہ سے سلام کیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ تورج کے دست و پا کو کھولدو ایک جادوگر آگے بڑھا انگشت وسطی سے تورج کے دست و پا کی طرف اشارہ کیا پھر پڑھا فورا تمام بند از خود کھل گئے تورج نے فریاد کی کہ ای صنعان شاہ خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہے کسیکی حقیقت نہین سمجھتے سحر و افسون کو رد کر دیا اور سنے باندھنا [illegible]

جادوگرون کو سخت تکلیف پہونچائے ہین علے الخصوص بدیع الملک یہ جوان بڑا سفاک ہی اسکا داون کبھی خالی
نہین جاتا ہی ہر دشکار نمایان کرتا ہی اگر بدیع الملک نہوتا مین ہرگز گرفتار نہوتا مسلمانون کے حواس باختہ
کیے دیتے تھے مگر بدیع الملک سے بس نہ چلا اگر وہ گرفتار کر لیا جاوے تو پھر مسلمانون کا استیصال کچھ
مشکل نہین ہی ضمان شاہ نے مصور جادو کی طرف دیکھا کہا کیا کہتا ہی بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور
ہی اگر ممکن ہو تو جا بدیع الملک کو گرفتار کر لا ہنوز مصور جادو نے اس بات کا جواب ضمان شاہ کو نہین دیا
تھا کہ مرعوب جادو ضمان جادو کے پاس آیا کہا کیا باتین ہو رہی ہین ضمان جادو نے تمام کیفیت بیان
کی اور کہا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا فلان اسم پڑھ کے تورج پر دم کیا تھا ای مرعوب جادو تو جانتا ہی
کہ وہ اسم کیسا زبردست ہی اسنے کہا بیشک ضمان شاہ نے کہا پھر بھی تورج کو بدیع الملک نام
ایک مسلمان نے گرفتار کر لیا اور دار پر آویزان کر چکا تھا کہ مجکو خبر پہونچ گئی مصور جادو کو بھیج کے تورج کو
دار پر سے منگا لیا اب بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہی مصور جادو کو بار دیگر بھیجتا ہون مرعوب جادو
نے کہا ای بادشاہ مین نے توریت مین دیکھا ہی کہ اگر اس مرتبہ بدیع الملک طلسم مین وارد ہوگا ضرور اسکے ہاتھ
سے طلسم شکست ہو جائیگا میری راے ہرگز نہین ہی کہ بدیع الملک طلسم مین لایا جاوے آیندہ اختیار ہے
ضمان شاہ بہت برہم ہوا کہا ای مرعوب جادو تو کیا بکتا ہی اپنے حواس درست کر طلسم خارستان کا شکست
ہو جانا بچون کا کھیل نہین ہی کہ ہر کہ ومہ کے ہاتھ سے شکست ہو جائیگا بدیع الملک کی کیا وقعت ہی مرعوب
جادو نے کہا مین وقعت وغیر وقعت کی نسبت کچھ نہین کہتا جو کچھ مجکو دریافت ہوا ہی بیان کر دیا ضمان جادو
نے کہا بھلا عقل بھی کوئی شی ہی بھلا بدیع الملک [illegible] کچھ بھی ہی وہ تو اسیر فیلیا کے قبضہ مین تھا
اور بدیع الملک کے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جائیگا کس طرح ممکن ہی بات کبھی وہ کہی جس کو سنکے گدھے کو
ہنسی آئے اور مصور جادو کی طرف دیکھکے کہا تو کسکا انتظار کرتا ہی جا بلا تکلف بدیع الملک کو بستہ کر لا
مگر خبردار خوب مستحکم باندھنا یہان پہونچ جاے پھر تو مین یہان اسکا بخوبی بندوبست کرونگا مرعوب
جادو نے کہا ای ضمان شاہ دیکھ کیا کرتا ہی تیری راے غلطی پر ہی ضمان جادو نے کہا تو دیوانہ ہو گیا
ہی اپنے دماغ کا علاج کر میری راے ہرگز غلط نہین ہی تجھ ایسے کتنے اکثر بکا کرتے ہین اور مصور جادو
کی طرف اشارہ کیا تو جا مصور جادو حسب الحکم ضمان شاہ جادو وہان سے روانہ ہوا عقاب کی صورت
سے مشابہ ہوا بدیع الملک بارگاہ سلیمانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تورج بدرگ کی باتین ہو رہی تھین
کہ نہین معلوم تورج کو کون لیگیا اور کس وقت لیگیا کہ جب قصہ تمام ہونے کو تھا ایک لمحہ کا توقف اور
ہوتا تو اس نابکار کا کام تمام کر دیا جاتا مصور جادو بصورت عقاب وہان پہونچ چکا تھا بدیع الملک کے
کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لے گیا اور تھوڑی ہی دیر مین مع بدیع الملک ضمان شاہ کے پاس
پہونچا ضمان شاہ مصور جادو کی اس چالاکی سے بہت خوش ہوا کہا ای مرعوب دیکھ جن جادوگرون کو
یہ قابلیت وقدرت حاصل ہو انکے مقابلہ مین مسلمان کیا کر سکتے ہین یہی نا کہ ایک وقت گرفتار کر لین
دوسرے وقت رہا ہو جائینگے اور مصور کو خلعت دیا بعدہ قراقر جادو کو طلب کیا اور کہا ای قراقر یہ جوان
خدا پرست تیری حراست مین دیا جاتا ہی خبردار اسکی حفاظت ونگہبانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا
ورنہ اگرچہ یہ سحر وافسون نہین جانتا ہی لیکن ایسا چالاک وہوشیار ہی کہ فوراً نکل جاویگا ای قراقر تجکو مین نے

ہین آگاہ کردیا ہی پھر بھی اگر یہ جوان تیری حراست سے نکل جاویگا تجکو سزا دونگا جو سزا اجیس جادو کو دی تھی کیونکہ
اُسکی حراست سے یہ جوان خداپرست نکل گیا تھا بہزار کوشش گرفتار کیا ہی قرا قر نے قبول کیا اور بدیع الملک
کو گرفتہ و لبستہ لا کے اپنے مکان مین مقید کیا ہر چہار جانب مکان کے اسم سحر پڑھا کیونکہ اور شاہزادہ سے کہا ای خداپرست
اگر تو کسی طرح کی طاقت رکھتا ہی تو کسی اور وقت کے واسطے موقوف رکھ میری حراست سے نکلنے کا قصد نہ کرنا
اسواسطے کہ مین نے سنا ہی خداپرست صاحب رد سحر ہوتے ہین اگر تو میری حراست سے رہا ہو جائیگا میری بھی جان
مفت ضایع ہوگی جس طرح اجیس جادو کی جان ضائع ہوئی اور یہ ممکن نہین کہ تو بار دیگر گرفتار نہ کر لیا جاے کیونکہ
ضیعان شاہ جادو اپنے نام کا ہی شاہزادہ نے کہا اے بیوقوف اگر میرا اختیار ہوگا تو مین کیون اس قید مین مبتلا رہونگا
تو جس طرح ممکن ہو میری حفاظت کر قرا قر جادو نے کہا خیر تجھے اختیار ہی اور نصف شب تک بیدار رہا کیونکہ
قرا قر کو خیال تھا کہ ضرور خداپرست اس جوان کی رہائی کی فکر مین ہونگے جب نصف شب گذر گئی قرا قر جادو
پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ یکایک زمین سے بیر کی طرح پھٹے اور اس مقام سے
اجروس خنجر در دست برآمد ہوا چاہتا تھا کہ قرا قر جادو کا سر تن سے جدا کرے یکایک قرا قر جادو خواب سے
بیدار ہوا اور کہا ای اجروس سلام علیک خوش آمدی صفا آوردی اجروس نے ہاتھ کو روک لیا اور بہت
بحیرت ہو کے سکوت مین بیٹھ لیا قرا قر نے کہا ای برادر اجروس تم متحیر کیون ہوگئے کچھ کہو تو سہی اجروس نے کہا ای
قرا قر متعجب ہون تو کیا کرون مین تیرے قتل کے واسطے آیا تھا عنقریب تجھپر وار کرتا تو بیدار کیونکر ہوگیا اور تجکو
یہ کس طرح معلوم ہوا کہ مین اجروس ہون کیا تجکو پیشتر سے اطلاع ہوگئی اور اس انتظار مین تو نے اپنے کو غفلت مین
ڈالدیا تھا قرا قر جادو نے تبسم کیا اور کہا ای اجروس مجھکو پیشتر سے اطلاع تھی اور نہ مین نے دانستہ اپنے کو غافل بنایا
اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ ابھی مین متحیر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لاتے ہین اُن حضرت کا رعب ایسا میرے دل پر طاری ہوا کہ مین نے اختیار تعظیم کے واسطے اُٹھکر کھڑا ہوا اُن حضرت نے
فرمایا بیٹھ جا ای قرا قر تجکو کچھ تنبیہ کرنے آیا ہون وہ یہ ہی کہ شہزادہ بدیع الملک جو تیری حراست مین ہی تو نہین جانتا
کہ کس مرتبہ کا جوان ہی ضیعان جادو نے اگرچہ غلطی کی کہ اُسے گرفتار کیا ہی وہ اُس غلطی کی سزا پائیگا تو کیون
دانستہ غلطی مین مبتلا ہوتا ہی خداے تعالی کا واحد ہونا برحق اُسکا عادل ہونا برحق اُسکے پیغمبر برحق پیغمبرون کے نائب
برحق قیامت کا آنا برحق اور بھی جو کچھ شریعت اسلام مین مقرر ہی سب برحق ہی جب تک تو گمراہ رہا اب تو راہ راست
اختیار کر یعنی دین اسلام اختیار کر اور تعجیل کر اجروس تیرے قریب پہونچ کے خنجر کھینچ چکا ہی بیدار ہو کے اُس سے
ملاقات کر ورنہ اُسکے وار سے تو ہلاک ہو جائیگا پس مین نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوا آنکھ جو کھلی تمہین سامنے
کھڑا پایا اسلام کیا بس یہ کچھ مجھے کہنا تھا کہ جسکا اب تمہین اختیار ہی چاہو مجھے ہلاک کر دو چاہو در گذر کرو ہر صورت سے
بدیع الملک کا رہا ہونا لازمی ہی اجروس نے کہا ای قرا قر اب میری کیا مجال ہی کہ تجھے کسی طرح کا صدمہ پہونچا
سکون شہزادہ بدیع الملک کو رہا کر خداوند عالم تیری توفیق مین برکت عطا کرے قرا قر اُٹھا کچھ اسم پڑھا شاہزادہ
بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کیا اجروس نے کہا ای شہزادہ ہیکل کا کیا بندوبست کیا کیسکے پاس ہی اُسکا
لینا مقدم ہی بدیع الملک نے کہا ای قرا قر تجھی سے یہ کام بھی ہو سکتا ہی اسمین فلک سے کل مین ہیکل جو
اُسکے لا دے تیرا بڑا احسان ہوگا انشا و اللہ الرحمن کل جب ضیعان شاہ کو قتل کرینگے طلسم کی بادشاہی تیرے
نام پر مقرر کرینگے اسمین کمی نہوگی پایہ تخت شہ کہا کہ مگر ہیکل جلد منگوا دے قرا قر نے کہا جاتا ہون جسطرح

ہیکل لاتا ہوں بشرطیکہ اہرمن فیلپا کے پاس ہو گی یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اہرمن کے پاس پہونچا وہ وقت
بیخبر سو رہا تھا قراقر نے اس آہستگی سے ہیکل اُسکے گلے سے اُتاری کہ مطلق اُسکو اطلاع نہوئی ہیکل لا کے دی بدیع الملک نے
ہیکل پر بوسہ دیا اور گردن مین پہن لی کہا ای قراقر اب یہ بھی بتا کہ اس طلسم کی لوح کہان ہے اُسنے کہا کہ اس طلسم کی لوح نہین ہے بتایا کہ مصور
نے کہا اگر لوح نہین ہے تو یہ طلسم کسطرح فتح ہو سکتا ہے اُسنے کہا اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ کے ہلاک ہونے پر موقوف ہے جسوقت
صنعان ہلاک ہوگا اُسی وقت یہ طلسم بھی شکست ہو جائیگا اگر کسی لوح پر اس طلسم کا فتح ہونا موقوف ہوتا مجکو ضرور
اُس لوح کا حال معلوم ہوتا اور لوح کو حاضر خدمت کرتا جب صبح ہوئی صنعان شاہ بیدار ہوا تمام شب بدیع الملک کی
فکر مین بیتاب رہا تھا مصور کو طلب کیا کہا ای مصور جا بدیع الملک کو لے آ اُس خدا پرست کو ہلاک کرنا مقصود
ہے جب تک اُسکا قصہ پاک نہوگا طلسم مین خرابی رہیگی مصور وہان سے قراقر کے مکان پر آیا دیکھا بدیع الملک
قید و بند سے رہا ہے بہت برہم ہوا نعرہ مارا کہ او نالائق یہ خدا پرست بادشاہ کا دشمن جان ہے تو نے اسکو رہا کر دیا یہ کیا غضب
کیا مین جاتا ہوں بادشاہ کو اس حال کی خبر کرتا ہون فی الفور تو ہلاک کیا جائیگا اس عدول حکمی کا کیا باعث اگر
بادشاہ کو رہا کر دینا منظور ہوتا تیری حراست مین کیون دیتا قراقر نے کہا ای مصور اس بحث سے کیا فائدہ پہلے یہ بتا
کہ اس طلسم کا فتح کرنے والا کون ہے اور کسکے نام نامی پر یہ طلسم مرتب ہوا ہے مصور نے کہا اگرچہ مجکو اس بات کی اطلاع ہے
کہ اس طلسم کی فتح خاص بدیع الملک پر موقوف ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل صنعان
شاہ کے پاس ہے اور ہیکل ہی پر مدار فتح ہے پھر کس طرح بدیع الملک طلسم کو فتح کر سکتا ہے قراقر نے کہا ای نادان
مجکو حقیقت حال سے اطلاع نہین ہے اگر فتح طلسم کا دارو مدار ہیکل پر ہے تو کیا ہیکل بدیع الملک کے پاس نہین ہے
اُسنے کہا یہ مجکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل اہرمن فیلپا کے پاس ہے بدیع الملک کے پاس
ہرگز نہین ہے قراقر نے بدیع الملک کی قبا کا تکمہ کھولا کہا دیکھ یہ کیا شئی ہے مصور نے جو بدیع الملک
کے گلے مین ہیکل دیکھی کہا تعجب ہے مجکو گمان تھا کہ ہیکل اہرمن کے پاس ہے قراقر نے کہا تیرا گمان صحیح ہے بیشک یہ ہیکل
اہرمن کے پاس تھی ابھی ہم اُس سے لے آئے مصور نے کہا ای قراقر اب مجکو بھی یقین ہو گیا کہ ضرور فتح طلسم کا
زمانہ آ گیا اور بیشک یہ جوان صاحب اقبال طلسم کو فتح کریگا تیری کیا رائے ہے قراقر نے کہا میری جو کچھ رائے ہے وہ بدیع الملک پر روشن ہے
اپنی رائے کو بیان کر اُسنے کہا اسوقت تو مین اپنی رائے کو تیری رائے سے مطابق کرنا چاہتا ہون قراقر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ
اسلام کو مین سچا اور برحق سمجھتا ہون فرعون اور بتون کو مین کچھ نہین سمجھتا ارجل الحمار وغیرہ کی پرستش سے درگذر
یا نون پوجا اُسنے بت کا جس سے نہ کچھ آیا نہ کچھ ۔ سر جھکایا لاکھ ناتگا خاک بھی پایا نہ کچھ ۔ اگر تو اپنی رائے کو میری
رائے سے مطابق کرنا چاہے بصفائے قلب کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ مصور نے
بھی کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام مین داخل ہوا یہان صنعان شاہ مصور کے انتظار مین تھا جب دیر ہوئی سمجھا
ایسا نہو کوئی نیا واقعہ روبکار ہوا ہو طلسم کی حالت مخدوش ہے ہر عجوبے کو بلایا کہا مین نے مصور کو قراقر کے یہان
بھیجا ہے تاکہ بدیع الملک کو لے آئے اُسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا اب تک نہین آیا تو جا اور قراقر کو مع مصور و بدیع الملک
یہان لے آ خبردار دیر نہ کرنا جسقدر دیر ہوتی ہے میرے دل مین ہول پیدا ہوتا ہے کہ خدا پرست کا معاملہ ہے ہر مرتبہ قید و
بند سے رہا ہو جاتا ہے اس اثنا مین دیکھا اہرمن فیلپا چیختا پیٹتا چلا آتا ہے صنعان کے پاس آتے ہی اُسنے ٹوپی
پھینکدی اور کہا ای صنعان شاہ فریاد ہے بڑا غضب ہو گیا جس بات کا مجکو ہر وقت خدشہ رہتا تھا وہی بات پیش
آئی صنعان شاہ نے متعجب ہو کے کہا کچھ بیان کر کیا غضب ہوا اُسنے کہا ای ملک صنعان آج رات کو کوئی میری غفلت مین

آیا اور میرے پاس سے ہیکل چرا لے گیا سچ کہتا ہوں مجھکو بڑا ملال ہی صنعان شاہ نے کہا او کم بخت تجھکو ملال ہو تو کیا ہو
تو نے ہیکل کی کامل طور پر حفاظت نہ کی غفلت مین ہیکل کو کھو دیا مصور کو قراقر کے یہان بھیجا تھا کہ بدیع الملک
کو لے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ وہ خدا پرست بھی رہا ہو گیا ورنہ مصور اب تک واپس آتا
اور بدیع الملک کو لے آتا قراقر کے خیال سے مشکوک ہوئے کی مجکو خبر پہونچی ہی خبر دیدہ باید کہ پتہ ہو اور حکم دیا کہ طبل لشکر
کر بندی ہو اس طرف لشکر تیار ہوا اسطرف صنعان شاہ مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا ایک لاکھ جادوگرون
کی جمعیت تھی جسکو ہمراہ لیکے قراقر کے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان قراقر و مرعوب مع شہزادہ بدیع الملک
باطمینان تمام بیٹھے ہوئے تھے یکایک ان سبکو خبر پہونچی کہ صنعان شاہ جادو ایک لاکھ جادوگرون کی فوج
لیے ہوئے اس طرف چلا آتا ہی بالیقین اُسکا ارادہ جنگ کرنے کا ہی شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان بہادر
زبانہ دلاور یگانہ ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا سلاح و یراق سے آراستہ ہوا قراقر نے کہا اے جوان تو تنہا ہی ایک لاکھ فوج
سے کس طرح مقابلہ کریگا اور فوج بھی جادوگرون کی شہزادہ نے کہا کچھ ڈر کی بات نہین ہی خدا سے امید ہی اگر ایک لاکھ
جادوگرون کی جمعیت ہی تو کیا اور ایک کرور کی جمعیت ہوگی تو کیا ہوگا تو تماشا دیکھ کہ خدا تعالی اس طرح کام بناتا ہی قراقر
نے کہا تو دانی و کار تو اور مرکب حاضر کیا شہزادہ اُسکے مرکب پر سوار ہوا کہا اے قراقر اور مرعوب تم دونون خوب
غور و فکر کرکے لوح طلسم کا مجکو نشان دو تاکہ مین اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرون قراقر نے کہا اے جوان
مین نے پیشتر ہی عرض کیا کہ اس طلسم کی کوئی لوح نہین ہی اگر لوح ہوتی تو مین ضرور نشان دیتا اور میرے
کہنے پر کیا موقوف ہی مرعوب موجود ہی اس سے دریافت کر لو مرعوب نے کہا اے جوان بیشک اس طلسم کی کوئی لوح
نہین ہی اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ جادو کی ہلاکت پر موقوف ہی شاہزادہ خوش ہوا اس اثنا مین صنعان
شاہ جادو فوج کثیر لیے ہوئے آ پہونچا قراقر جادو کے مکان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک
ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ مکان کے باہر آئے صنعان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرے قراقر مانع ہوتا تھا اور کہتا تھا اے
جوان سعادت نشان زمانہ کے واقعات عجیب و غریب ہوتے ہین اگر تو صنعان شاہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا تو
ہم سخت مصیبت مین مبتلا ہو جائینگے اسواسطے کہ ہم نے تیرے مذہب کو اختیار کیا ہی صنعان شاہ ہمارے
حال کی خبر پا کے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا بدیع الملک کہتا تھا اے قراقر تو اسقدر کیون مشوش ہی انشاءاللہ
صنعان شاہ مجکو ہرگز گرفتار نہین کر سکیگا اُس طرف صنعان شاہ نے دیکھا کہ قراقر کے مکان مین بدیع الملک
موجود ہی ابھی تک باہر نہین آیا بالاے دیوار چند جادوگرون کو چڑھا کر کہا مکان مین پہونچ کے بدیع الملک کو
گرفتار کر لو اور دروازہ کھولدو تاکہ فوج مکان مین پہونچ کے تمھاری مدد کرے جو گیر دار اپر گیا شہزادہ نے دو لڑکے الیاد کی
تلوار کا اسیر کیا کہ دو لخت ہو کے زیر دیوار گرا صد ہا جادوگر اسطرح ہلاک ہوئے بدیع الملک نے کہا قراقر تو مجکو
مکان سے باہر نہین جانے دیتا ہی ایسا نہو کہ مین یہان گرفتار ہو جاؤن پھر کوئی تدبیر کارآمد نہوگی قراقر و
مرعوب نے کہا ہم بھی ساتھ ہین بیرون خانہ چلکے ان کفار سے مقابلہ کرو شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ وہ دل
کہ شنو و شکند کو ہ را خوش ضکہ بدیع الملک مع قراقر و مرعوب مکان کا دروازہ کھول کے باہر آئے جونہی صنعان
شاہ کی نظر بدیع الملک پر پڑی گھبرا گیا اور پکار کے اپنی فوج سے کہا گھیر لو اس خدا پرست کو بدیع الملک نے
پکار کے کہا اے قراقر و مرعوب تم دونون تلوارین علم کرلو مین اس مردود کیطرف حملہ کرتا ہون تم گوشہ دشمن کو
تلوار مارنا شروع کردو اُسوقت کی کارزار پناہ بخدا شاہزادہ تیغ الماس رنگ علم کیے خود فولادی سر پر رکھے

گیا تھا انواع اقسام کے جواہر کو ٹھریون مین بھرے تھے طرح طرح کے اسلحہ تہ خانون مین تھے جنکا قبضہ جواہر نگار تھے اور بھی صد ہا قطبیان طلائی جنمین غلاف مخملی کا رچوبی تھے اور اس طرح حفاظت سے رکھے تھے کہ گویا ابھی بنا ہوئے ہین ان قطبون مین جو قفل لگے تھے وہ بھی طلائی اور مرصع تھے تمام اشیا مقفل کی کنجیان نہایت احتیاط سے ایک قطبی مین رکھی تھین اور اس قطبی کی کنجی تہخانے کی دیوار مین آویزان تھی وہ کنجی ایسی بھدا اور خوبصورت بنی ہوئی تھی اور ایسے مقام پر آویزان تھی کہ جب شاہزادہ خزانہ مین داخل ہوا پہلے نظر اس کنجی پر پڑی شاہزادہ نے اس کنجی کو گل میخ طلائی پر سے اتار لیا کچھ حرف محسوس ہوئے لکھا تھا ای فاتح طلسم یہ کنجی تمام کا ہے کی اسباب طلسم کی ہے شہزادہ نے وہ کنجی ہر ایک قفل مین لگائی کوئی قفل نہ کھلا البتہ ایک قفل کھلا جب پٹاری کو کھولا دیکھا اس پٹاری مین ہزارہا کنجیان انواع قسم کی رکھی ہین ہر ایک کنجی سے ہر ایک قطبی کو کھولا وہ مال واسباب جواہر نگار ان قطبون مین سے نکلا جو چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا منجملہ ان قطبون کے ایک قطبی تھی جب اسکو کھولا جامہ زرتار مین پیچیدہ ایک لوح سفید نکلی اس لوح مین نستعلیق سیاہ حرفون سے بہت خوش خط یہ مضمون لکھا تھا۔ الحمد اللہ والصلوٰۃ علے محمد رسول اللہ والسلام علے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اما بعد ای عالی ہمم فاتح طلسم سہ جو انسان نداند بجز خورد و خواب ۞ کدامش فضیلت بود بر دواب ۞ کہولت و سہولت سبب خرابی و جستی و چالاکی باعث کامیابی ہے ای فاتح طلسم اگر کوشش کر کے یہان تک پہنچا تو یہ مال بلا شرکت غیرے سب تیرا حال ہے۔ والسلام۔ بدیع الملک نے خوش ہو کے وہ لوح سفید پھر اسی قطبی مین رکھدی اور قراقر کو بلا یا کہا ای قراقر مین نے تجھے وعدہ کیا تھا ہنوز اس طلسم کی حکومت تیرے حوالہ کی اور ہر عیوب کو طلب کر کے کہا ای ہر عیوب میں نے تجکو قراقر بادشاہ طلسم کا وزیر مقرر کیا اس انتظام کے بعد شہزادہ بدیع الملک نے لشکر حمزۂ ثانی کی طرف کوچ کیا۔

داستان آنا بدیع الملک کا لشکر حمزۂ ثانی مین اور بظاہر مسلمان ہونا تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا کا تمع حال جشن مسطور ہوتا ہے

شب چو کشاد از نسیم نافۂ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر برشکست در چمن آسمان
زہرہ لبسان سمن مشتری چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون گہر
لعل مرصع نمود شکل ثریا نگر
خسرو تخت افق ہمچو شہان باردار
بخشش نہ ریشہ کرد دست چو حاتم کشا
قبۂ افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نگر دگر چہ شتاب رود رنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسرین نمود چرخ چو در بوستان
نعش شمال چو گل جو نما چون گلستان
گوہر کانی نمود در شب ازان باختر
بر ہمہ آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج ملمع ہنر بر سر خود برنہاد
انجم کہ آن شب ستمدہ روز بنا باج از
رخ نقش شد روان رست چو تیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد لشہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب پر نہار
ساخت ز مشک عبیر لخلخۂ عنبری
شکل مجرہ بود چو جوی چرخ چو آب روان
مہ جبیان نجوم ہمچو گل عنبری
سنبل آل کشاد شبنمش مہر تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کشتہ با
کرد تخت افق بر سر یاران سری
تا لگر آرد جو خنجم لشکر او را بجنگ
زد شہ زنگی گریختہ راست چو دیو از پری

بہار پیرایان بساتین حکایات رنگین و گلچین ارایان حدائق روایات دلنشین گلزار ابیات کو سخن ہے اس لوستان نشاط افزا کو اس روش سے سبز و شاداب کرتے ہین کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اریکۂ شاہی

رونق و سادہ ظل الٰہی حاجت روائے مرادمندان رحم فرمائے حال زار مستمندان سیر کنندہ عجائبات فاتح
طلسمات صاحب شوکت و فرہنگ شاہزادہ بدیع الملک نامور ضفعان شاہ جادوگر کو شکست کرکے
طلسم کو فتح کر چکا اور مال و اسباب طلسم اپنے قبضہ مین لا کے قرار کو طلسم کی حکومت تفویض کرکے
فراغت پائی وہان سے روانہ ہوکے بعد طے مراحل و قطع منازل تاجدار اقلیم رفعت و جہانگیر مملکت شوکت
کنندہ بیخ کفر و کافری برہم زن ہنگامہ سحر و ساحری تائید یافتہ آسمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جناب
صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت سراپا عظمت مین پہونچ کے مشرف بشرف ملازمت ہوا حمزہ ثانی
بدیع الملک کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے سلیمان اعظم کی طرف اشارہ کرکے اسکا حال پوچھا
بدیع نے حقیقت سلیمان اعظم کی بیان کی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک اب کچھ حال
گبران مکار کا بیان کرو کہ انکے مقابلہ مین تمنے کیا کار نمایان کیا بدیع الملک نے ملازمون سے پہلے اشارہ کیا فوراً نوریچ
و دراہرمن فیلپا گرفتہ و بستہ حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے متعجب ہوکے پوچھا یہ دونون گبر کون ہین بدیع الملک
نے کہا انمین ایک نوریچ بدرگ ہے اور یہ اہرمن فیلپا ہے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے نوریچ بھی ساحر زبر
برادر شغال ہے لیکن یہ فن جنگ و حرب سے بس واقفیت رکھتا ہے حمزہ ثانی نے کہا اگر یہ فن حرب سے بھی
بخوبی واقفیت رکھتا ہے غالباً اس کے گرفتار کرنے مین سخت دقت واقع ہوئی ہوگی بدیع الملک نے
مفصل کیفیت ان دونون کے گرفتار کرنے کی بیان کی اور کہا ای والا منزلت نوریچ بدرگ بیشتر اوقات
بذریعہ پنجہ کے رہا ہو گیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ضفعان شاہ جادو اسکا بڑا حامی و مددگار تھا ہر مرتبہ ایک جادوگر کو
بھیج کے اسکو منگا لیتا تھا وہ جادوگر مسلمانون کو نظر نہ آتا تھا صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پنجہ اٹھا کے بالا
ہوا لیگیا حالانکہ ضفعان شاہ کے پاس پہونچ جاتا تھا ضفعان شاہ نے اپنی دختر کی شادی بھی اس سے کر دی
تھی یہ سبب زیادہ تر اسکی خبرگیری کا تھا بارے ہزار ہزار شکر اس قادر لم یزل کا کہ ضفعان شاہ کو بھی ہلاک
کیا جسکے سبب سے طلسم فتح ہو گیا اور نوریچ بھی اس وقت تک قید و بند مین موجود ہے ورنہ اب تک
کب کا نکل گیا ہوتا اس کی بی بی یعنی دختر ضفعان شاہ اور اُسکا بیٹا لعل بن نوریچ دونون طلسم خاکستر
کی جانب بھاگ گئے ہین حمزہ ثانی نے جو نوریچ کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر غضبناک یا فیل مست طوق
و زنجیر آہنی مین جکڑا با طمینان تمام کھڑا ہوا ہے آثار غیظ و غضب نوریچ کے بشرہ سے نمایان ہین معلوم ہوتا
ہے کہ اگر ابھی موقع ملجاوے تو حاضرین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اُس وقت حمزہ ثانی نے نوریچ کی جانب
متوجہ ہوکے اس طرح کی تقریر شروع کی کہ ای نوریچ اگر کوئی غیر شخص ہوتا تو اس سے کچھ محل شکایت
نہین تو ہمارے خاندان اور نسل حمزہ صاحبقران ولی سے ہی بہا تعجب کی بات ہے کہ تو نے اپنی آبائی دین یعنی مذہب اسلام
کو ترک کرکے راہ ضلالت اختیار کی یعنی آفتاب پرست ہو گیا اور اب تک اسی ضلالت مین مبتلا ہے تو
اپنے قدیم دین پاک کا مطلق پاس و لحاظ نکیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی مضائقہ نہین ہے اب تو راہ
ضلالت کو چھوڑ دے اور دین اسلام کو اختیار کر کس واسطے کہ اسوقت مین تجھکو کامل طور پر تلقین اور
تعلیم نہین کی گئی تھی اب تم خود عقلمند اور ہوشیار ہو اور یہ بھی ایک بات ہے کہ تمنے بجائے خود اس
معاملہ مین غور و فکر کچھ بھی نہ کی اور حق و باطل مین فیصلہ نہ کیا جسکی وجہ سے تو آج تک حیران اور پریشان
پھرتا رہا اور سمجھ کی بہکی باتین کرتا ہے اب ہم تجھکو فہمائش کرتے ہین کہ تو راہ ضلالت کو یک لخت ترک کر

اور اپنی ملت قدیم اختیار کی عالم نادانی مین جو غلطی ہو جاتی ہے اُسکا مواخذہ نہین کیا جاتا ہے بشرطیکہ اُس
غلطی کے سمجھنے کا موقع ملے تو غلطی کا اقرار کرے اور تو میری فہمایش کی بنا پر دین اسلام اختیار کریگا
تو مین دربار مین اعلے عہدہ دونگا اور ہر وقت تیرے ساتھ رعایت کرونگا مین قسم کھاتا ہون اُس خدا
واحد کی جسکے قبضہ قدرت مین سبکی جان ہے مین ہرگز تیری سابق کی غلطیون کا عوض نہ لونگا گذشتہ
گذشت مع ہذا یہ بھی خیال رہے اگر میرے کہنے پر بھی تو اپنی ضلالت کو نہ چھوڑیگا پس ہرگز تجھکو
زندہ نہ رکھونگا ضرور تیرے سر و تن مین جدائی ہوگی حمزہ ثانی کی اس تقریر سے قوریج بدرگ
سوچا کہ کہان تک فریب سے کام نکلیگا اگر مسلمان ہونے سے انکار کرونگا ضرور یہ خدا پرست
مجکو ہلاک کریگا جواب دیا اے حمزہ ثانی واقعی پہلے مجھے دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہین ہوا تھا اس
وجہ سے مین منحرف رہا اب مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ یہ مذہب سچا ہے ارکان دین اسلام تعلیم
فرماؤ حمزہ ثانی نے پہلے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ چند اصول و فروع تعلیم کیے قوریج بدرگ نے ظاہر
تمام اصول و فروع کا اقرار کیا مگر باطن مین اسکے دل کدورت منزل سے زائل نہوئی اب حمزہ ثانی
اہرمن فیل پا کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا شہریارا اگرچہ [illegible]
یہ اولے ظاہر ہے کہ اگر دین اسلام حق اور صحیح نہوتا ہم ہرگز اس طرح پسپا نہ ہوتے حمزہ ثانی
نے اہرمن فیل پا کو بھی کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ بھی مثل قوریج بدرگ کے ظاہر مسلمان ہوا حمزہ
ثانی نے عرض کی شہریارا اس خادم دیرینہ کو قیافہ مین بھی دخل ہے اگرچہ یہ دونون گروہ دائرہ اسلام
مین داخل ہوئے ہین لیکن انکے قیافہ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ خداے واحد و لاشریک پر بصدق
قلب ایمان لاینگے فلہذا اس بارہ مین کچھ بندوبست کامل کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے فرمایا اے [illegible]
مذہب اسلام کا مدار ظاہر پر ہے بہت سے ایسے گذرے ہین جنھون نے بخوف جان اسلام قبول
کر لیا تھا باطن انکا ضلالت سے پاک نہوا تھا انکا ظاہری اقرار قبول کر لیا گیا حالانکہ جب اُن کو
موقع ملا جیسے جیسے انھون نے اپنے دل کے بخار نکالے اظہر من الشمس اور ابین من الامس [illegible]
آنجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ۔ مع ہذا حداد بلایا گیا ان دونون کی بیڑیان کاٹی گئین
بند طوق گلو کشایان خلعت کی آئین دونون کو خلعت مرحمت ہوا دربار مین اعلے مقام [illegible]
دیا گیا تمام اہل دربار نے دونون سے معانقہ کیا حمزہ ثانی بہت خوش و مسرور ہوئے پادشاہ [illegible]
ایسا سے قوریج بدرگ اور اہرمن فیل پا کے مسلمان ہونے کا جشن خاص قرار دیا [illegible]
نے بعجالت تمام شایستہ انتظام کیا ایک [illegible] جانب باغ واقع تھا اسکو [illegible]
خاص مقرر کیا اسکی آراستگی و سامان زیبائش کا بیان حد التحریر سے خارج ہے [illegible]
قرار دیے گئے عوام الناس تمام محلات مین شریک جشن ہوئے سرداران [illegible]
اعلے کی محفل کے واسطے وہ مقام خاص تھا ہر روز مقرر جشن [illegible]
آئے حمزہ ثانی نے اشارہ کیا ساقیان گلعذار بادہ ریحانی سے [illegible]
بلورین کشتیون مین لائے حمزہ ثانی نے اشارہ کیا [illegible]
کے ہنسنا شروع کیا نوجوانون کے بیشتر [illegible]

سے لبالب ہوگئے اسی طرح چند دورے ہوئے سب کا دماغ گرم ہوا تورج واہرمن فیلسیا
یہ دونون بھی شریک محفل خاص تھی اُنھون نے بھی چند جام لبریز چڑھائے دور ساغر بھی جاری
تھا گردون اپنی گردش کو ہیچ و زبون خیال کرکے دورہ مے ناب کو جھکا ہوا بنظر حیرت دیکھ رہا تھا
حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ لاؤ مطربان خوش گلو اور رقاصان سنبل مو عنبر بو کو بیٹھیں اور اپنا اپنا کمال دکھا کر
اہل محفل کے دلون کو خوش کرین بمجرد اس حکم کے سازون کے بجنے کی آوازین آنے لگین طبلون
پر ہوا بیٹھنے لگین پھرون نے خوش ہوکے تالیان بجائین مطربون نے سازون کی مطابقت
کے واسطے کچھ گنگنایا مع ہذا دوسرا حکم صادر ہوا کہ دیر نہ کرو سازون کی درست گھر مین ہونا چاہیے
یہین چین بین ہین ہو رہی ہے کوئی ابھی تک یہان نہین آیا سب نے کہا حضور پرسند حاضر جان نثار
کچھ دیر نہین ہے غلام حاضر ہین یہان کارخانہ نہین ہے جو ساز بنائینگے فقط سرون کو موافق کرتے ہین اتنا
آواز کو حمزۂ ثانی نے سن لیا حکم دیا ان بے ادبون کو نکال دو آنتین آنتین کہتے ہین آنتین اسکے
گلے مین ڈالین اور گھر چلے جائین فوراً ایک طائفہ مع سازندگان ہمراہی محفل مین آیا اسکے گلے
مین بکریون کی آنتین پڑی ہوئی تھین یا سر جہان بخت کے واسطے بکریان ذبح ہوئی تھین انہی
آنتون کا ڈھیر تھا سب نے وہان کی آنتین اُٹھاکے گلے مین پہن لی تھین حمزۂ ثانی نے پوچھا کہ
گلے مین کیا پڑا ہے اُنھون نے عرض کی حضور والا سے حکم صادر ہوا تھا کہ اپنے اپنے گلے مین آنتین
ڈالو تعمیل حکم ہم غلامون پر فرض تھی فلہذا اپنی اپنی آنتین نکال کے گلے مین ڈالین حمزۂ ثانی نے
متعجب ہوکے کہا پاپین پیٹ سے آنتین نکال لین اور زندہ رہے اُنھون نے عرض کی یہ اقبال حضور کا
ہے غرضکہ بعد دریافت و تحقیقات معلوم ہوا کہ یہ آنتین اُن بکریون کی ہین جو بخت کے واسطے ذبح
ہوئی تھین حمزۂ ثانی اور تمام حاضرین نے قہقہہ مارا خوش ہوکے اُن سب کو انعام دیا اس عرصہ مین دوسرا
زنانہ طائفہ آیا ایک زن خوش جمال پری تمثال مفرق پیشواز زیب تن کیے بہزار ناز و انداز و دلبری و دلربائی
دونون زن و مرد آواز مین ملا کے گانے لگے ایسا لطف سے گائے کہ اہل محفل محو ہوگئے تورج بدر گاہ واہرمن
فیلسیا یہ دونون بھی اس محفل مین موجود تھے بظاہر خوش ہوگئے مگر باطن مین تاؤ پیچ کھا رہے تھے موقع و محل
کے منتظر تھے کوئی تدبیر حسب مراد سمجھ نہ آتی تھی اہل محفل ہر تان پر بالاتفاق صدائے واہ واہ بلند کرتے
تھے یہ دونون طائفے برخاست ہوئے اور ایک مطربہ نامی و کامل آئی صورت زیبا بھی اُسکی ہزارون حسینون
ایک تھی حسن ظاہری و باطنی کا اتفاق کم ہوتا ہے مگر باری تعالےٰ نے اُس مین یہ دونون صفتین خلق فرمائین
تھین ایک ساز چھیڑا اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل کہتی ہے ہماری سخت جانی اُس
ستمگر سے ۔ ذرا دیکھین تو ہم کیونکر گلا کٹتا ہے خنجر سے ۔ لہو پیتے ہین ہم یار مین کیا لطف مے نوشی ۔ یہان
دوران سر ہونے لگا اب دور ساغر سے ۔ صراحی ہچکیان لیتی ہے ساقی کسکی فرقت مین ۔ برابر کیون نکلتے تھے یہ آنسو
چشم ساغر سے ۔ ہماری خط رسانی موت کا پیغام ہے گویا ۔ جواب نامہ لکھوایا گیا خون کبوتر سے ۔ کیس
حسرت زدہ مجرم ہے قاتل نے چھری پھیری ۔ ٹپکتے تھے یہ کیون قطرے لہو کے چشم جوہر سے ۔ کسی صورت
سے ان کا لون کا کاٹا بچ نہین سکتا ۔ مقام الحذر ہے افعی گیسوے دلبر سے ۔ اسکے بعد ایک اور عاشقانہ
غزل گائی کہ اہل محفل خوب محظوظ ہوئے کہ حمزہ صاحبقران نے زر خطیر اُسکو انعام مین دیا وہ بھی رخصت ہوئی

اور طالیقہ آیا خلاصہ یہ کہ سات روز تک اسی طرحکا ہنگامہ جنگ برپا رہا آٹھوین روز ختم ہوا

داستان زخمی کرنا نورسج نابکار کا مہتر قران کو اور جانا مع اہرمن جانب لشکر اور اشتعال مہتر قران کا اور حملہ مردان لشکر اسلام کا سیہ پوش ہوکر نالہ و فغان کرنا

عیان ست بیداد وصل جہان
تو خود ناتوانی بہ بین چیست حال
چہ کرد دستان نگر و نشش
کہ بر دخمہ اش غار کنجے ولیست
نہ دارد وفا با کسے دیرگاہ
شد از دود آہ اسیران چو قیر
سراسیمہ کہ انفس ست خلخال او

ز حجاج ماند نہ نوشیروان
لبشہ دست از صلح این پرنبرد
کہ ہم گیو آنجا ست ہم پور نشش
نگوید بخون سیاوش دریغ
چو ہم کشتہ ہر گوشہ شوہر نزاد
ز زلفش مشک طرازی کن بہار سایہ مہر بازی کن

برستم چہ کرد این جہان پیشہ زال
کہ خون سیاوش در طشت کرد
ستمہای گردون نہ رستم نوشت
چو انداز دا فراسیاب ا نہ تیغ
نہ شیدست زلف صبا بیش چمن
مشو در رہ عشوہ پامال دور

محرران اخبار غم انگیز و کاتبان وقائع الم آمیز اس داستان حزن توامان کو اس طرح مرقوم کرتے ہین کہ جب چراغ دودمان صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی سے نورسج بددل اور اہرمن فیلپا کو مسلمان کیا تھا علاوہ خلعت فاخرہ دینے کے طرح طرح کی اسیر نوازش کی تھی مگر نورسج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت متردد و متفکر رہا کرتا تھا کسی سے بات بھی کرتا تھا تو نہایت بے طلب معلوم ہوتا تھا لیکن قراین سے دریافت ہوتا تھا کہ اسکو باطنا کچھ فکر لاحق ہے ایک روز تنہائی مین اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا اے اہرمن کچھ تجھکو معلوم ہے کہ میرا لشکر کس مقام پر ہے مجھکو اس کے حال کی خبر نہین ہے اسنے کہا اے پہلوان زمان اصل حقیقت سے تو مجھکو بھی اطلاع نہین ہے لیکن بعض آدمیون کی زبانی سنا ہے کہ تمھارا لشکر نزد اکل مین ہے نورسج نے کہا اے اہرمن بارے تمھاری زبانی لشکر کا حال اسقدر معلوم ہوا اب مجھپر فرض ہے کہ اس کام کو کرون جو مین نے عرصہ سے سوچ رکھا ہے اہرمن نے پوچھا آخر مین بھی سنون وہ کیا قضیہ ہے جسکو عرصہ سے سوچ رکھا ہے ہرچند کہ راز کے اخفا کرنے مین بزرگون کا مقولہ بہت کچھ ہے لیکن بات دل مین ہوتی ہے جب تک دل مین رہتی ہے اس بات پر اپنی حکومت رہتی ہے لیکن جب وہ بات زبان پر آجاتی ہے اس بات کا معلوم ہوجانا ٹھیک ہے بہت مناسب ہے اگر اپنے دل کی بات کے اخفا مین مبالغہ کیا لیکن مجھسے اس بات کو ضرور ضرور کہدینا چاہیے شاید اس کام مین کچھ مشورہ دیسکون نورسج نے کہا اے اہرمن تمسے کسی بات کا چھپانا کیا اصل امر یہ ہے کہ مین نے حمزہ ثانی کے اصرار سے بخوف جان مسلمانون کا کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے مسلمان نہین ہوا تھا کیا کہون کہ یہ چند روز مسلمانون مین رہنے کس طرح بسر کی ہر وقت طیش آتا تھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر بخیال انجام کو سونچ کے خاموش ہو رہا تھا الحال مین نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ موقع و محل دیکھکے تاریکی شب مین یہان سے اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤن حتی الامکان سب کی نظر سے پوشیدہ جاؤنگا اور اگر کوئی دیکھ بھی لیگا اور متعرض ہوگا اسے ہلاک کرونگا اہرمن نے کہا اے پہلوان زمان تم یہ نہ سمجھنا مین نے تمھاری زبان سے سنکے اس رمز کو معلوم کیا مجھکو تمنے اطلاع نہ کی تھی لیکن مین نے کلمہ پڑھا ہے کچھ قیاس میری نسبت بھی کرنا چاہیے اب میری التماس تمسے ہے وہ یہ کہ اگر یہی ارادہ مصمم ہے کہ اب یہان سے اپنے لشکر کو جانا چاہیے اور موقع و محل کا

تا لاش ہی لیں جس وقت یہاں سے جانے کا ارادہ ہو تمہیں اپنی روانگی سے ضرور مطلع کر دینا بلکہ حتی الامکان
مجکو اپنے ہمراہ لے لینا میں بھی ان مسلمانوں میں رہ کے تنگ آ گیا ہوں تورج نے قبول کیا ایک روز
حمزہ صاحبقران کی طبیعت کچھ ناساز تھی تمام سردار حمزہ ثانی کے تیمارداری میں مصروف تھے تورج
نے اہرمن سے تخلیہ میں کہا آج شب کو میرا ارادہ یہاں سے نکل جانے کا ہے اس واسطے کہ سرداران
لشکر اسلام حمزہ ثانی کی تیمارداری میں مصروف ہیں اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ملیگا آج نوبت پہرہ کی
بارگاہ میں مقیم رہنا اہرمن قبلیا منتظر ہی تھا وہ اسی وقت سے بارگاہ تورج میں موجود رہا دستور
تھا کہ بعد مغرب ہیں تمام سرداران لشکر دربار حمزہ ثانی میں جاتے تھے آج چونکہ حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز
تھی سب حمزہ ثانی کے پاس موجود تھے تورج نے اہرمن سے مشورہ کیا کہ بہتری کیا ہے اسے آیا حسب
دستور حمزہ ثانی کے پاس جاؤں اہرمن نے کہا ضرور جانا چاہیے حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز ہے اگر نہ جاؤ گے
اسوقت سے سرداروں کے دل میں شک پیدا ہو جائیگا حمزہ ثانی کے پاس سے واپس آکے جہاں
چاہنا چلے جانا تورج نے اہرمن کی رائے کو پسند کیا شام ہو سکا وقت قریب ہوا دونوں دربار حمزہ
ثانی میں پہونچے باادب تمام سلام کیا مزاج کا حال پوچھا حمزہ ثانی نے کہا الحمد للہ تھوڑی دیر وہاں
توقف کیا بعدہ دونوں واپس چلے آئے کھانا کھایا چند جام مے ناب کے پیے

ان دونوں بد باطنوں کو میخواری میں مصروف چھوڑا اور اس طرف کا حال سنئے

دستور لشکر حمزہ ثانی کا یہ تھا کہ شب کو دو تین سردار اور عیار گرد بارگاہ حمزہ صاحبقران پہرہ دیتے تھے
اور لشکر کی بھی نگرانی کرتے تھے چنانچہ اس شب کو ایک سردار مسمی جنگیشم قوی بازو اور مہتر قران
کی باری تھی پہر رات گذرنے کے بعد جنگیشم چند سواروں کو ہمراہ لیکے حمزہ ثانی کے بارگاہ کے گرد پھر
رہا تھا ہوشیار باش کی آواز دیتے رہے تھے تا اینکہ زلف لیلائے شب تا کمر پہنچی تورج بد برگ اور اہرمن
قبلیا نے زرہیں پہنیں آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کے دو مرکب زین و لگام سے تیار کر کے تھے
بارگاہ سے باہر نکلے تورج مرکب پر سوار ہوا پھر اہرمن پشت مرکب پر گیا مہتر قران نے دور سے
دیکھا کہ دو شخص مرکبوں پر سوار ہو گئے ہیں انہیں شک پیدا ہوا آواز بلند کہا تم کون لوگ ہو جو اسوقت گھوڑوں پر
سوار ہوتے ہو تورج یہ سنکے چند قدم بڑھا اور آواز دی اے قران مطمئن رہو ہم کوئی غیر نہیں ہیں کہ
ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو ہمارے قریب آ کے دیکھ لو مہتر قران بغرض اطمینان اس جانب چلا جنگیشم قوی
بازو کہ وہ دوسری جانب کنارہ لشکر کے تھا وہ بھی مہتر قران کی آواز سنکے بارگاہ تورج کی جانب
مع سواران ہمراہی چلا مہتر قران پیشتر قریب تورج کے پہونچا دیکھا تورج بد برگ اور اہرمن
قبلیا دونوں بکار سلاح و بکمل مرکبوں پر سوار ہیں مہتر قران کو تردد ہوا کہا اے تورج یہ وقت شب
ہے سب اپنے اپنے بستر خواب پر بے خبر سو رہے ہیں تمکو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جو اس وقت باین
سامان و تیاری کہاں جاتے ہو تورج نے کہا اے مہتر قران مجکو اس وقت ضرورت شدید لاحق ہوئی
ہے قریب آؤ تو بیان کروں ـ واضح ہو کہ ہر چند مہتر قران فن عیاری میں ید بیضا رکھتا ہے مگر اجل سے
کسی کا کیا بس چل سکتا ہے اذا جاء القضا عمی البصر قضا و قدر سے چارہ نہیں نزول بلا پر کسی کا
اجارہ نہیں مہتر قران کو کیا خبر تھی کہ اس مردود کا کیا ارادہ ہے اسکے بلانے سے بے تکلف چلا گیا اور کہا کہتے ہو تورج کیا

تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے تھا جونہین مہتر قران قریب پہونچا تلوار کا وار قران کے سر پر لگایا اور یہ
کہتا ہون مہتر قران نے کوشش کی تھی کہ جگہ خالی کردن تاکہ اسکا وار رد ہو جاے مگر مقتضاے اذا جا
اجلہم الخ کسطرح وہ وار رد ہوتا مہتر قران کا نصف کاسہ سر چاک ہو گیا مہتر قران نے آہ کی اور آواز
دی کہ اہل لشکر جلد میری خبر لو تورج مکار نے مجکو ہلاک کیا یہ کہکے غش سے زمین پر گرا اور مثل بسمل
خاک و خون مین لوٹنے لگا ضیغم قوی بازو کہ جانب تورج چلا تھا اب آواز مہتر قران کی سنکے
بصد عجلت چلا اور پکارا ای مہتر قران گھبرانا نہین مین آپہونچا عنقریب تیرے دشمن کو تہ تیغ
کرتا ہون یہ صدا ضیغم قوی بازو کی اہرمن نے سنی کہا ای پہلوان زمان غضب ہوا ضیغم قوی بازو
مہتر قران کا عوض لینے آتا ہی اب بہت برا نتیجہ ظہور مین آئیگا ہرچند کہ تم شیر بیشہ جرأت و دلاور
ہو ضیغم قوی بازو کیا کر سکتا ہی لیکن جب تک اس سے مقابلہ ہوگا اور بھی پہلوان لشکر اسلام
کے یہان پہونچ جاوینگے ہنگامہ کو طول ہوگا تم تنہا کیا کر سکتے ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ جلد یہانسے
گھوڑے کو بڑھاؤ یہان توقف کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی تورج بدرگ اہرمن کے
کہنے سے خائف ہوا گھوڑے کو بے تحاشا بھگایا صحرا کی راہ لی ضیغم شیردل نے اسکا تعاقب
کیا ہرچند کوشش کی نہ پایا ناچار واپس آیا یہان آکے دیکھا تمام سواران لشکر گرد مہتر قران
کے کھڑے ہین کوئی کہتا ہی مہتر قران کو اٹھا لے چلو کوئی کہتا ہے کسکو لے چلو گے عنقریب
مہتر انتقال کیا چاہتا ہی شور و غل سے تمام سرداران لشکر بیدار ہوگئے سب نے آکے مہتر قران
کو بحال خراب دیکھا ایک ہنگامہ داروگیر بلند ہوا بادشاہ حمزہ ثانی بھی بارگاہ سے برامد ہوکے
پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہی نامزدون نے عرض کیا خداوندنعمت غضب ہو گیا تورج مردود مہتر قران
کو قتل کرکے مع اہرمن فرار ہوا یا کسی طرف بھاگ گیا حمزہ ثانی نے کہا جلد مہتر قران کو ہمارے
پاس لے آؤ چند خدام گئے اور مجمع کو ہٹاکے مہتر قران کو پالکی اٹھاکے روبرو حمزہ ثانی کے
لاے حمزہ ثانی اور بادشاہ مہتر قران کا حال جراحت دیکھ کے بہت ملول ہوے کیونکہ اسوقت
مہتر قران کو بسبب درد جراحت کے بہت کرب تھا حمزہ ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا ای
مہتر قران یکایک یہ کیا آفت نازل ہو گئی مین نے سنا ہی تمکو تورج مردود نے مجروح کیا اصل
حقیقت اس واقعہ کی کیا ہی کہو تم سے کچھ زبانی گفتگو کسی بات پر آگئی تھی جسکے طول سے یہ نتیجہ
ظہور مین آیا مہتر قران اگرچہ بےحال ہو رہا تھا تاہم بضرورت ضعیف آواز سے اس طرح گویا ہوا
ای امیر بالوقیر نہ مجھے تورج کمبخت سے کسی طرح کی گفتگو ہوئی اور نہ کوئی سبب ہوا صرف یہ
سبب ہی کہ بعد نصف شب کے مین قریب خیمہ نگرانی کررہا تھا دیکھا دو سوار کھڑے ہین مین نے
ٹوکا کہ تم کون ہو تورج نے کہا مین ہون تورج کوئی غیر نہین ہون مین نے کہا اس تاریک
شب مین کہان جانیکا ارادہ ہی کہا ایک ضروری کام درپیش ہوا ہی میرے قریب آؤ تو بتا دون
مین قریب گیا اسنے زبان سے مطلق کچھ نہین کہا بے تحاشا تلوار کا وار میرے سر پر کیا مین
بیہوش ہو کے زمین پر گرا وہ چلتا ہوا ای مخدوم من کمترین یہ خادم جان نثار تمسے رخصت ہوکے عالم
سوے عدم جاتا ہی جو کچھ مجھسے قصور ہوا ہو اسے معاف فرماؤ ابتداے خلقت آدم سے اسی عالم

زمانہ کی نیرنگیاں اسی طرح کی ظاہر ہوا کین ہین مجبور کیا موقوف ہے پیغمبران تک کو اس دنیا مین رہنا نہین ملا اہل دنیا جس طرح آئے ویسے اور اُنکی ال سے پیش آئے ظاہر ہے خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز مین ہزار ہزار شکر کہ مین بالکل بے قصور ہلاک کیا گیا ای ذوالاقتدار خادم کے انتقال سے کچھ ملال نہ کرنا اور یہ وصیت ہے کہ میری لاش کو خانہ کعبہ پہنچا دینا مدت سے میری آرزو تھی کہ حوالی خانہ کعبہ مین میرا دفن ہو حمزہ ثانی کے مہتر قران تمام سرداران لشکر اور لشکر اسلام کے ادنے و اعلے سے بگریہ و زاری رخصت ہوا پھر نفس سرد بھر کے اور کف افسوس ملکے کہا ای عمر افسوس اس آخری وقت مین اپنے استاد مبارک نہاد کی قدم بوسی حاصل نہ ہوئی یہ حسرت دل کی دل ہی مین رہی اور پیام رحلت آگیا یہ کہکے قران نے کراہ کے کروٹ لی مع عنا مرغ روح نے قفس تن کو چھوڑ کے باغ جنان کی جانب پرواز کی انا للہ و انا الیہ راجعون لشکر اسلام مین گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر بھی آنکھون پر رومال رکھکے رونے لگے راوی کہتا ہے کہ حمزہ ثانی مفارقت مہتر قران مین اس قدر بیتاب ہو کے روئے کہ اسکی مفارقت مین اسقدر نہ روئے تھے کہ اپنا گریبان چاک کر ڈالا اہل لشکر نے بھی حمزہ ثانی کی متابعت کی پھر تو تمام لشکر کے ادنے و اعلے کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سر پیٹتا تھا اور سینہ دونون ہاتھون سے کوٹتا تھا کوئی پتھر سے سر ٹکرا رہا تھا کوئی خنجر میان سے کھینچتا تھا اور اپنے کو ہلاک کرنا چاہتا تھا کوئی دیوار سے سر ٹکراتا تھا اور کہتا تھا جان بخشی خواجہ عمر کے بعد تم ایسے شفیق و مہربان کے کیا لطف زندگی رہا ہماری دلی آرزو ہے کہ جلد تمسے ملحق ہو جائین کیا خوش ہون اگر ملک الموت ابھی وقت ہماری بھی روح قبض کر لے لطیف عیار زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے ای مہتر قران افسوس ہزار افسوس تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا کچھ پاس محبت و مروت نہ کیا لطیف عیار کہتے تھے ہاے افسوس اب لطف عیاری و جانبازی نہ رہا حیف ایسا عیار کامل الفن جہان سے اٹھ گیا کہ عیار صد فن حیرت کھتی اور کہتے تھے ذہن ہے اس دنیا سے دنی پر جس مین ایک لمحہ زندگی کا بھروسا نہین ایسا عیار کامل اور اس طرح ایک مرتبہ کے اشارت سے یکایک جان بحق تسلیم ہو جائے مہتر قران نے ذکر انتقال کیا ہمارے تن سے جان نکل گئی دل چاہتا ہے فقیر ہو جائین صحرا اور پہاڑون مین درخت کی پتیان اور خاک کھا کے زندگی بسر کرین افضلیت تو اس بات مین ہے کہ اس مرحوم کی قبر پہ مجاور رہ کے زندگی کو ختم کرین کوئی کہتا تھا ای مہتر قران یاد رکھو اگر چہ مین تاب مفارقت قران نہ لا کے غم سے جو فنا ہو جاؤن تو مہتر قران کی قبر کے پاس میری قبر بنانا کوئی کہتا تھا ای فلان کیا کہتا ہے جب ہم زندہ نہ رہینگے اس وقت تیری وصیت عمل مین لائینگے جب ہم ہی نہ ہونگے اس وقت تمہاری وصیت پر کون عمل کریگا کوئی کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا ای فلان حیف باغبان جہان کے حکم سے ایسا گل گلشن بہاری باد سموم اجل نے پژمردہ کر دیا کہنے کو عیار تھا مگر جامع اوصاف سے متصف تھا جس سے بات کی خوش ہو کے جسکی طرف دیکھا نظر عنایت سے ہزارون برس اگر آسمان چکر کھائے تو ایسا نیک نہاد شخص پیدا نہین ہو سکتا ہے چھوٹون بڑون مین ایسے اوصاف حمیدہ و حرکات پسندیدہ کہین دیکھے ہر چند کہ حمزہ صاحبقران ایسے شہنشاہ ذیشان اس مغفور کی خاطر داری و مدارا کرتے تھے مگر وہ باوجود ایسے اعزاز کے کبھی مغرور و متکبر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے جو حکم جس وقت دیا بسر و چشم انجام

تعمیل کے واسطے موجود ہوگیا غرض لوگون کا تو کیا ذکر ہی اوسنے بات یہ ہی کہ جب سرداران دست حب و دست
راست سے بھی کسی نوع کی شکایت نہ ہوئی اصلاح کرنے کو مستعد ہوگیا اور پھر اس طرح کہ کسیکو ملال نخواہ مخواہ
بجائے خود اسکو دوست و خیر خواہ سمجھتا تھا اسی طرح کا نام نیک دنیا مین باقی رہجاتا ہی ورنہ ایسا کسی کو نہین ہی کل
من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام کون نہین جانتا ہے ایک افسانہ سکسی رہ گیا
نہ وائل رہا اور نہ سیرو رہی ہیہ بہت بڑے بڑے عالی و ناقوان دولتمندون کو دیکھا کہ جب ذرا بھی باعتبار
دنیا فروشی ہوگئی یا کسی طرح کا منصب عالی ہوگیا اپنے اختیار رہے گیہ اپنے سے زیادہ کسی کو لائق و قابل
نہین سمجھتے اپنے سے کم پایہ کی جانب نظر اٹھا کے نہین دیکھتے آپس بات کی گویا ذلت ہوگئی اسنے کوئی یہ نہین
پوچھتا کہ زمانے نے ہمیشہ کسکے ساتھ موافقت کی ہی مال و دولت کا کیا اعتبار آج ایک کے پاس ہی کل دوسرے
کے قبضہ مین ہوگی کوئی دولتمند ایسا نہین ہی جس کا شجرہ حضرت آدم تک دولتمندی کا ملا ہو الدا رہی
فخر بالکل ہیچ ہی البتہ صاحب فن و ہنر ہونا چاہیے علم و فضل سے سینہ مملو ہو گو زمانہ اس سے ناموافق
ہونا ہم ہنرمند واجب التعظیم ہی سہ گر بے ہنر مال کنز گیر حکیم ٭ کون فرش شمار اگر گاو عنبر است ٭ ہر شخص
ذوی فضل و کمال کی نظر مین جاہل دولتمند کی وقعت نہین ہوتی ایک بادشاہ جاہل کی نقل مشہور ہی کہ ایک
مرتبہ اس بادشاہ جاہل نے ایک حکیم کو باصرار اپنے دربار مین طلب کیا وہ حکیم دربار مین ہو تھا دیکھا بادشاہ
مسند حکومت پر کمال غرور بیٹھا ہی حتی کہ اس حکیم کی تعظیم تک بادشاہ نے نہ کی اس ہنرمند شخص کو نہایت
ناگوار ہوا جس کام کے واسطے بادشاہ نے حکیم کو طلب کیا تھا اسکے متعلق باتین شروع ہوئین اثنا
سخن مین حکیم نے ہر چہار جانب نظر کی بعدہ یکایک لعاب دہن بادشاہ کے منھ پر پھینک دیا بادشاہ بہت
برہم ہوا اور کہا ای شخص تو باوجود اسقدر فضل و کمال کے نہایت بے ادب معلوم ہوتا ہی تو نہین جانتا
کہ مین اسوقت بادشاہ خود مختار ہون جسکو چاہون بلا تکلف ہلاک کردون کوئی مجھے متعرض نہین ہوسکتا تو
مطلق میرا ادب نہ کیا حکیم نے کہا آخر بیان تو کر وہ بے ادبی کیا ہی جو مین نے کی بادشاہ نے کہا اس
زیادہ بے ادبی کیا ہوگی کہ لعاب دہن ایسی مبتذل شی کو تو نے میرے منھ پر پھینکا کیا یہان اگالدان یا
زمین و دیوار نہ تھی حکیم ہنسا اور کہا ای بادشاہ اگرچہ تو صاحب حکومت و اقتدار ہی فکر بجائے خود سمجھ تو
تیری حکومت و اقتدار سے وہ شخص خائف ہوگا جو تیری دولت کا خواستگار ہوگا اور جو شخص تجھ سے زیادہ غنی
ہی وہ کس طرح تجھ سے خائف ہوسکتا ہی فرض کیا کہ تو اس جرم کے عوض مین ہلاک کرڈالیگا پھر کیا ہوگا ہم دونون ایک
روز مرینگے کوئی قبل کوئی بعد پھر اگر مرجانے مین ہم ہی سبقت کرینگے تو کیا نقصان لازم آئیگا بادشاہ
نے کہا ای شخص آخر بیان تو کر کس وجہ سے تو نے مجھ پر لعاب دہن پھینکا حکیم نے کہا سن تیری زبانی
لعاب دہن نہایت مبتذل شی ہی اور مبتذل شی کو مبتذل اور اخس ہی جگہ پھینکنا چاہیے مین نے ہر چہار
جانب نظر کی کوئی مقام تیرے منھ سے زیادہ اخس و مبتذل نظر نہ آیا جو اس مبتذل شی کو وہان پھینکتا
اس واسطے کہ تو بالکل جاہل ہی بادشاہ منفعل ہوکے خاموش ہو رہا اس کے معنی یہ ہین کہ ہنرمند نہایت
خود مستغنی ہوتا ہی کسی قدر کسیکے پاس دولت ہو اسکی نظر مین نہین سماتی ہنرمند کا ہمیشہ بول بالا رہتا
ہی کہ اس بادشاہ کی ایک مرتبہ آنکھین آشوب کر آئین حکیم کے پاس خواجہ سرا کو بھیجا کہ نسخہ لکھا لا
خواجہ سرا حکیم کے پاس آیا حال بیماری چشم بادشاہ بیان کیا حکیم نے دوا بتائی کہ اسکو بادشاہ کے آنکھ مین

باندھ دیتا بادشاہ کی آنکھون کو فائدہ ہوگا خواجہ سے اکو بہت تعجب ہوا کہا حکیم صاحب بادشاہ کی آنکھین
آنکھین مین تھے دوا بادشاہ کے پاؤن کے انگوٹھے کے واسطے تجویز کی ہے پاؤن کے انگوٹھے سے اور آنکھون
سے کیا نسبت حکیم نے جواب دیا پاؤن کے انگوٹھے سے آنکھون کو وہ نسبت ہے جو تیری کرامات کو میری
سخندانی سے ۔ کرامات تیری ہے زنخدان اور پیغمبر کیا وجہ ہے کہ اسکے ہونے سے زنخدان کے
الی نسبت دنا بود ہین اُسنے کہا ای مفتری یہ وقت مذاق کا نہین ہے تورج مردک نے بڑا غضب کیا چراغ عیاری
گل کردیا مین پیشتر سے سمجھتا تھا کہ تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا ہے اسکے باطن مین کفر بھرا ہے حمزہ
صاحبقران کے خیال سے کچھ نہ کہتا تھا تورج بدرگ جبسے بظاہر مسلمان ہوا اُسکا کوئی
قول راست نہ دیکھا کسی معاملہ مین راستی نہ تھی ہزارون جھوٹ بیفایدہ بولتا تھا بات بات مین دھوکا
دیتا تھا سعدی آنرا کہ حقیقتش پریشان باشد ۔ سپ بشنیدہ کہ او لطائف شیطان باشد ۔ امیر القبول قرین سلام جگر
سون کا فر مراد اگر مسلمان باشد ۔ کوئی مہتر قران کی لاش سے لپٹا تھا اور جوش گریہ مین کہتا تھا افسوس ہو صاحبقران
ای مہتر تم اپنے وقت مین تورج جفا شعار کے دست ظلم سے زخمی ہوئے کہ ہم بیخبر سوتے رہے تھے
کاش کہ ہم بیدار ہوتے اور تمھارے پاس موجود ہوتے تو کبھی تم کو زخمی نہ ہونے دیتے اُس نابکار کو
زندہ نہ جانے دیتے غرضکہ تمام لشکر مین گویا قیامت برپا تھی اکثر مردان کہن سال حمزہ ثانی اور سرداران
لشکر کو سمجھاتے تھے کہ صاحبو کیون اپنے تئین ہلاک کیے ڈالتے ہو جو پیدا ہوا ہے وہ ایک روز نابود ضرور
ہوگا اور دنیا و اہل دنیا کو ایک روز فنا ہے بڑے بڑے حکیم حاذق دنیا مین خلق ہوئے طرح طرح کے
ایجاد کیے کوئی موت کی تدبیر نہ کرسکا اور راہ رو ملک عدم کا کوئی سد راہ نہو سکا غور کرو کہ اس دنیا سے
کیسے کیسے نامی وگرامی و نامور شاہان بحر و بر صاحب شوکت و فر عاقل کامل ۔ دلاوران بیمثال ۔ جوانان
پریوش خوش جمال ۔ نازنینان حور تمثال سرو قدان نازک کمر چادو نظر غنچہ دہن نازک بدن ۔ سراپا ناز
پری انداز ۔ جفا جو آتش خو کو موت نے نہ چھوڑا آخر الامر قبر مین قرار لیا ہزار با من مٹی اُنکے اُسی تن نازک پر
ڈال دی گئی جو لوگ اُنکے دردخواہ و محب تھے جنکو ایک لحہ اُنکی مفارقت ناگوار تھی خود اُنھون نے
اپنے ہاتھ سے خاک مین ملا دیا تنہا قبر مین چھوڑ کے چلے آئے اُنکا گوشت و پوست حشرات الارض کھا
گئے ہڈیان گل کے چونا ہوگئین ویرانہ مین قبرین ہین مکان بستی مین ہین چند روز تک اُنکے اعزا اُنکا غم
کرتے رہے بعد ازان پھر اسی طرح کاروبار دنیا مین مصروف ہوگئے چند سال کے بعد اُنکی صورتین بھی یاد
نہین غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ زمانہ کا یہ دستور ہمیشہ سے یہی رنگ چلا آتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے غم
شادی و غم توام ہے یہ عالم بے ثبات ہے ہر ایک شی معرض فنا مین ہے نظم

کہان ہین کیقباد و قیصر روم
گئے عیش و طرب سے ہوکے محروم ۔ کہان ہے وہ مکان و قصر و ایوان ۔ سریر آرا تھے جن مین شاہ و سلطان
ہوا افراسیاب ایسا دلاور ۔ اجل کی تیغ سے ایک دم مین بیسر ۔ ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
گیا سر تخت و کرون سب نے پامال ۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔ بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی ۔ سکندر سے نہ لشکر کام آیا ۔ سبھون نے خاک مین آرام پایا

صاحبو برائے خدا صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس آہ و زاری گریہ و بیقراری سے بہتر یہ ہے کہ مہتر قران
کے واسطے دعاے مغفرت کرو صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھکے اُسکا ثواب قران کی روح کو بخشو ۔ دفن و

کفن کی تدبیر کرو اسی طرح سے جب بہت کچھ سمجھایا وہ جوش گریہ و بکا کم ہوا حمزۂ ثانی نے مہتر قران کو غسل دلوایا
بیش قیمت کفن دیکے تابوت میں رکھا پھر نماز میت مع لشکر و سرداران پڑھی حمزۂ ثانی نے کہا اے
سرداران لشکر اسلام مہتر قران نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال مجکو خانہ کعبہ پہنچے کا بندوبست کیا جاوے
سب نے کہا شہریارہم سب اس خدمت آخری کی انجام دینے کو موجود ہین جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے
حمزۂ ثانی نے چند سرداروں اور عیاروں کے نام بتا کے خلاصہ یہ کہ باہتمام و انتظام تمام مہتر قران
کی لاش خانہ کعبہ روانہ کی گئی حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو مہتر قران منظور کردہ شاہ
مردان تھا اُسکے غم مین مین سیہ پوش ضرور ہونگا جس کو میری خوشی منظور ہو وہ بھی سیہ پوش ہو غرضکہ
حمزۂ ثانی سیہ پوش ہوگئے اُنکے ساتھ تمام لشکر اسلام سیہ پوش ہوا پھر اس وقت سیہ پوشی کی
گریہ وزاری حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے دیکھنے والونکے جگر شق ہوتے تھے

اہل لشکر اسلام کو غم و الم مین مصروف رکھا جاتا ہے اور حال اُن سرداروں اور
عیاروں کا بیان کیا جاتا ہے جو مہتر قران کی لاش لیکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تھے

مالک نہ سکندر رہا خشکی و تری کا
عالم نہ سلیمان رہا دیو و پری کا
نیرنگ کہوں کیا مین جہان سفری کا
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا
کل اُسپہ وہین شور ہے پھر نوحہ گری کا

راویان اخبار حیرت افزا و ناقلان
حکایات عبرت انتما اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جو سردار و عیار لشکر اسلام کے مہتر قران کا
تابوت لیکے خانہ کعبہ کو روانہ ہوگئے تھے بعد طے مراحل و قطع منازل حوالی خانہ کعبہ مین پہونچے خواجہ
عمر اور حمزہ صاحبقران کو مطلق اس حال کی خبر نہ تھی ایک روز یکایک ایک ہرکارہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت مین حاضر ہوا موقف عرض مین استادہ ہوکے اسطرح عرض پیرا ہوا کہ اے مبارک جنکو شہنشاہی
کہ حاصل سے کسنند ✤ افزان آسمان از طاعت نیک اختری ✤ فلان فلان عیار و سرداران
لشکر اسلام اس طرف چلے آتے ہین مگر حیرت خیز یہ بات ہے کہ اُن سرداروں اور عیاروں کے ساتھ
ایک میت بھی ہے بعض قرائن سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ وہ میت کسی عیار معزز کی ہے کیونکہ عیاران
ہمراہی کا اُس میت کے متعلق بہت کچھ اہتمام و انتظام ہے حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ جاؤ مفصل خبر
لاؤ کہ کس کی میت ہے خبردار گئے حال دریافت کیا حمزہ صاحبقران کی خدمت مین مفصل حال
بیان کیا جو نہین حمزہ صاحبقران نے یہ فقرہ سُنا کہ مہتر قران کی میت آئی ہے حمزہ صاحبقران
بیتابانہ اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ عمر کو بھی سخت
صدمہ ہوا عرض کی اے شہریار غلام جاتا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مہتر مین بھی چلتا ہون
غرضکہ دونون وہان سے روانہ ہوئے کہ راہ مین حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر زار و قطار
روتے جاتے تھے تا اینکہ تابوت کے قریب پہونچے حمزہ صاحبقران نے چیخین مارکے رونا شروع
کیا خواجہ عمر نے اپنے کو تابوت پر گرا دیا اور اسقدر روئے کہ آنسو ریش سفید سے ٹپکے اور
غشی کی نوبت پہونچی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ عمر اپنے کو ہلاک کرینگے بعض معتبر آدمیون کی
طرف اشارہ کیا وہ خواجہ عمر کے قریب آئے کہا خواجہ صاحب صبر کرو اسقدر بیتابی تم ایسے
دانشمند سے نہایت بعید ہے جو کچھ مشیت باری تعالے مین گذرا اتفاقاً وہ ہوا گھبراہٹ کیا ہے بعد خواجہ عمر

گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اور نالہ سے آنسو پاک کیے سرداران و عیاران ہمراہی سے مہتر قران
کے ہلاک ہونے کا حال پوچھا انھون نے کہا ای مہتر مہتران و بہتر بہتران مہتر قران کی ہلاکت کا
باعث توریج بدرگ ہوا حمزہ ثانی نے اُسے گرفتار کر لیا تھا دعوت اسلام کی اُسنے بخوف
جان دین اسلام اختیار کیا ہم لوگون کو بخوبی اُسکی بدباطنی کا حال دریافت ہو گیا تھا چنانچہ اس
امر کی اطلاع حمزہ ثانی کو بھی کر دی تھی انھون نے ہماری گذارش کیجانب مطلق اعتنا نہ کی
بلکہ یہ جواب دیا کہ شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہے اس بارہ مین بجز سکوت کے کوئی چارہ نہین ہے چند
روز کے بعد وہی ہمارا خیال ظہور مین آیا کہ ایک شب کو توریج اور اسیر مین دونون نابکار مرکبون پر
سوار ہوکے چلے اسوقت مہتر قران حمزہ ثانی کے قریب طلایہ مین مصروف تھے انھون نے
دیکھ کے آواز دی کون ہے توریج نے جواب دیا مین ہون کوئی غیر نہین ہے ایک ضروری کام لاحق ہوا ہے
میرے قریب آؤ تو کہون مہتر قران اُسکے قریب گئے اُس مردود نے بلا تکلف مہتر کے سر پر تلوار کا وار
ایسا کاری دست کیا کہ جان بحق تسلیم ہوئے چونکہ مہتر مرحوم کی وصیت تھی کہ مجکو خانہ کعبہ کے جوار
مین دفن کرنا بنابران حمزہ ثانی نے مہتر کی میت ہمارے ہمراہ کر کے اس طرف بھیجدی ای خواجہ عمر
واقعی یہ ہے کہ مہتر مرحوم کے خلق و محبت کا جب خیال آتا ہے انکی مظلومی پر دل آب ہو جاتا ہے کیا کہین
توریج ملعون ہاتھ نہ آیا ورنہ اُس ظالم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے خواجہ عمر نے کہا واقعی حمزہ ثانی
کو جب اس بات کی اطلاع ہو گئی تھی کہ یہ مردود بظاہر مسلمان ہوا ہے باطن خراب ہے ضرور اس کا
لحاظ رکھنا تھا غرضکہ ایک مقام مین قبر تیار کی گئی لاش کو تین مرتبہ گرد خانہ کعبہ کے پھرایا مہتر قران
کی میت کو قبر مین دفن کیا جب تک مہتر قران کو دفن نہین کیا حمزہ صاحبقران موجود رہے بعدہ
اپنے مقام قیام پر چلے آئے اُن سردارون اور عیارون نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنے
لشکر کی طرف مراجعت کرین حمزہ صاحبقران مانع ہوئے کہ ابھی تم سب تھکے ماندے ہو دو چار روز
استراحت کرو بعدہ چلے جانا ابھی تمسے کچھ حالات اُس نواح کے دریافت کرنا ہین اُن سب نے
عرض کیا شہریارا ہم خادمون کو توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہے لیکن اس سبب سے بلا توقف
مراجعت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کفار کا خدشہ باقی ہے ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین مسلمانون
کو اُن موذیون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہان یہ خیال تمہارا بیجا نہین
ہے غرضکہ چند لحہ تک حمزہ صاحبقران کچھ ضروری حالات حمزہ ثانی کے پوچھتے رہے بعدہ انکو
رخصت کیا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ براہ حجاز طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد لشکر حمزہ ثانی
مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے خانہ کعبہ کے بیشتر حالات دریافت کیے بعدہ
حمزہ صاحبقران کی خیر و عافیت پوچھی اُن سردارون نے تمام حالات وہان کے بیان کیے اور
حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر کا جو کچھ حال مہتر قران کے غم و الم مین ہوا تھا مفصل بیان کیا راوی کہتا
ہے کہ جب تک یہ عیاران و سرداران لشکر اسلام خانہ کعبہ سے مہتر قران کو دفن کرکے واپس آئے
حمزہ ثانی اُسی طرح الم مہتر قران مین سیاہ پوش تھے چند سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو مہتر قران کی ہلاکت کا سخت ملال ہے تاہم ایک عیار کی ہلاکت سے حمزہ ثانی کا اسقدر

سیہ پوش رہیں بالکل نامناسب بات ہی مخالفین اعتراض کرینگے قطع نظر اسکے اس صورت میں معاملات حکومت و انتظام سلطنت میں خلل پیدا ہونا متصور ہی فلہذا اس بارہ میں تحریک کرنا چاہیے سب نے اس راے سے اتفاق کیا کہا بیشک ـــــ کہ درخاطر بادشاہان شمے + پریشان کنند خاطر عالمے + دوسرے روز حاضرین دربار نے عرض کیا ای تاجدار اقلیم عظمت و ای بادشاہ مملکت سطوت اگرچہ ہم خادمان خدام والا کی یہ مجال نہیں کہ راے عالی میں کسی طرح کا دخل دے سکیں آنچہ راے مہ ہر از ہیچ اولے مگر اسقدر ضرور گذارش کرتا ہی کہ مہتر قران کو انتقال کیے عرصہ ہوا انتہا سے درجہ کی قدردانی کی کہ ایک عیار کی ہلاکت کے غم و ملال میں سیہ پوشی اختیار کی ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہی بہتر ہوگا اگر حضور سیہ پوشی سے قطع نظر کریں کسی کے ہلاک ہونے سے دنیا کے کاروبار بند نہیں رہسکتے حمزۂ ثانی دم بدم کے خاموش ہو رہے بعدہ غسل کر کے لباس سفید تبدیل کیا عیاروں کو جمع کیا اور کہا ای سرہنگان دلاور اگرچہ میں نے سیہ پوشی سے قطع نظر کی ہی [illegible] نہیں ہیں کہ مہتر قران کی ہلاکت کا ملال میرے دل سے دفع ہو گیا تم لوگوں کا فرض [illegible] ہر چہار جانب [illegible] ہو کے جاؤ اور تورج بدرگ کا سراغ لگاؤ جس جگہ وہ ملعون ملے فوراً اُسے ہلاک کر ڈالو یا گرفتار کر کے لے آؤ اور اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت ممکن نہ ہو جلد مجکو اُسکے اطلاع دو سب [illegible] نے قبول کیا اور اُسی وقت ہر ایک عیاری سے آراستہ ہر چہار جانب تورج بدرگ [illegible] کی جستجو میں بعجلت تمام روانہ ہوگئے

اب حال بدمآل اہرمن فیلپا اور تورج [illegible] کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد قتل مہتر قران لشکر اسلام سے جب بھاگے [illegible] اثناے راہ میں آنپر کیا گذری

کچھ سعی سے اقبال میسر نہیں ہوتا
یہ فذالکہ وہ ہی کہ میسر نہیں ہوتا
ہو حوصلہ معشوق جفا اُس کو الٰہی
عاشق کوئی دنیا میں کسی پر نہیں ہوتا
کیا مر نہیں جاتا قلق ہجر سے کوئی
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہیں ہوتا
ہم جانتے ہیں آتے ہیں ہاتھ کو فرشتے
پھر زندہ جہان میں کوئی مر کر نہیں ہوتا

پر آئینہ [illegible] داغ سکندر نہیں ہوتا
کیا کوئی زمانہ میں ستمگر نہیں ہوتا
پر کوئی گنہگار مقدر نہیں ہوتا
[illegible] شب روز بغل ہی میں ہی لا ینا
باور نہیں آتا تمھیں باور نہیں ہوتا
ہم کہتے ہیں معشوق اطاعت نہیں کرتے
جس بزم میں مشغل ہو و ساغر نہیں ہوتا

دنیا میں مزا عشق سے بہتر نہیں ہوتا
ہوتا ہی کہ تیری کل برابر نہیں ہوتا
پیدا و تیری دیکھکے یہ حال ہوا ہی
ہم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہیں ہوتا
رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہیں راہ محبت
عاشق کبھی تو معشوق کا نوکر نہیں ہوتا
ہمدرد نہ دے یار محبت میں کہ نادان

زراویان سخن این چنین مرویست که اختیار سخن بهتر از زیاده رویست

جب اہرمن اور تورج دونوں شریر بدذات لشکر اسلام سے بھاگے خیزاں خیزاں چلے جاتے تھے اثناے راہ میں ایک باغ سرسبز و شاداب ملا اہرمن نے کہا ای پہلوان زمان اب کسل و کاہلی عضا میں زیادہ تر راہ پاسکے ہو کے ہی چند لمحہ یہاں توقف کر و اس باغ کی میوہ وغیرہ سے شدت جوع کو تسکین دو پانی پیو پھر یہاں سے تازہ دم ہو کے چلنا تورج نے کہا ای اہرمن تو یہ سمجھتا ہی کہ مہتر قران کو ہلاک کر کے اطمینان ہو گیا قسم ہی لات و منات کی مجکو ہر وقت خدشہ ہی کہ عنقریب مسلمانوں کے ہاتھ سے پھر گرفتار ہو جاونگا لشکر اسلام کے عیار بڑے چالاک و ہوشیار ہیں حمزۂ ثانی نے ضرور عیاروں کو میری اور تیری تلاش میں روانہ کیا ہوگا اگر یہاں توقف ہوگا ضرور وہ عیار یہاں پہونچ کے

کو گرفتار کرنے لگے اہرمن نے کہا ہر چہ بادا باد تمہین تا سبع طوالارض کی ہمین ہی تھوڑی دیر
توقف کرنا چاہیے تورج ناچار وہان متوقف ہوا درختون سے میوہ توڑا کھایا چشمہ سے پانی پیا
دونون نے زیر درخت استراحت کی

اہرمن و تورج کا باغ مین وارد ہونا

اہرمن زیادہ تھک گیا تھا تر ہو گیا تورج بیدار رہا اسکو دور سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز معلوم ہوئی
سوچا کوئی عیار لشکر کا میری تلاش مین آتا ہے اپنی جگہ سے اٹھا دور جاکے کھڑا ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی
نہ معلوم ہوا وہان سے واپس چلا ایک مقام پر چاہ تاریک واقع تھا خس و خاشاک مین چھپا تھا جو ہین
تورج نے اس مقام پر قدم رکھا دھم سے کنوئین مین جا رہا۔ اس طرف اہرمن بیدار ہوا دیکھا
تورج نہین ہے تمام باغ مین تلاش کیا کہین نشان نہ ملا سوچا اگر توقف کرونگا عرصہ زیادہ ہوا ہے ایسا نہ ہو
کوئی آفت نازل ہو وہان سے تنہا روانہ ہوا ایک دیہہ مین پہونچا اہل دیہہ بھی آفتاب پرست تھے اسنے
کہا مین منظر کردہ خداوند شمس ہون تمہاری ہدایت کے واسطے آیا ہون تمام گاؤن مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ
خداوند شمس کا منظر کردہ ہدایت کے واسطے آیا ہے تمام اہل دیہہ جمع ہوکے اہرمن کو سجدہ کیا ایک
ایک خاص مکان جملہ سامان ضرورت و زینت سے آراستہ کرکے اہرمن کو اس مین مقیم کیا خاطر تواضع
سے پیش آئے ہر وقت گرد اہرمن کے اہل دیہہ کا مجمع رہتا تھا کوئی روپیہ لاتا تھا کوئی اشرفی نذر رکھتا تھا
غریب لوگ اناج کپڑا پیشکش کرتے تھے پاؤن پر سر رکھتے تھے کمال اعتقاد رکھتے تھے ای خداوند کی نظر
کردہ زہے نصیب اس دیہہ کے کہ تم ایسے متبرک شخص نے یہان قدم رنجہ فرمایا اس بات پر گر
جان فدا ہو تو بجا ہے ہم کیا قابلیت رکھتے ہین یہ عہدہ شکرگذاری سے ادا ہو سکین آج ہمکو دریافت
ہوا کہ خداوند کی نظر عنایت اس دیہہ پر ہے اہرمن فقط بسبب حرص و ہوس مفرط کے جو کچھ کوئی دیتا
تھا بلا تکلف لے لیتا تھا جو کوئی زر نقد دیتا تھا اس سے نہایت خوش ہوکے ملتا تھا فراخ پیشانی کرتا تھا
خداوند سے سفارش کرنے کا وعدہ کرتا تھا طرح طرح کی فرمائشین کرتا تھا تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اسکے
ہر ایک فعل کی تعریف کرتا تھا جو کوئی غریب اہل دیہہ سے اسکے پاس جاتا تھا بہ تمرد پیش آتا تھا بے اعتنائی
کرتا تھا ہر طرح سے اسکی مذمت کرتا تھا خداوند کے قہر و غضب سے ڈراتا تھا زجر و توبیخ کرتا تھا سخت اور بیہودی
رسوم بت پرستی تعلیم کرتا تھا تمام اہل دیہہ نے دعوت کی کچھ روز جشن قرار دیا تمام دیہہ مین آئینہ بندی
کی کثرت سے کھانا پکوایا اعلے اعلے طائفے بلوائے تمام شب رقص و سرود کی صحبت گرم رہی تمام
اہل دیہہ جمع تھے اہرمن کو صدر مین بٹھایا تھا اس حکم کی تعمیل مین سب مستعد تھے اہرمن نے
ایک مطرب سے فرمائش کی اگر کوئی غزل عاشقانہ یاد ہو تو گاؤ اس مطرب نے یہ غزل شروع کی

کیا جو وصف [illegible] اس تنعم کو ہزار دل طوفان اٹھا اٹھا کر — نگاہین وہ گئے ہین کہ بولا خدا خدا کر
[illegible] ہر حرف برجا پر وہ [illegible] دم کو تھما تھما کر — سنا کے یار نے جھکے نظر اٹھائی نہ سر اٹھا کر
خطر [illegible] زلف عقب مین آیا ہزار بل کھا کر — وگرنہ دیتا ہے دل نشانہ یہ آزما کر وہ آزما کر
[illegible] لیا اڑا اڑا [illegible] — ہر ایک [illegible] کھلا کھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر
[illegible] تیرہ خاکدان ہو [illegible] گرد [illegible] — [illegible] ناصحے مین جرات [illegible] کھا کھا کر

جہان لگی آنکھ کچھ لو نہین سی وہین چھپی بہالس سی جگر مین | کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکھائے کیسے چکا چکا کر

تم ہی تو ہو جو کہ خواب مین ہو تم ہی تو ہو جو خیال مین ہو | کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آکر

ستم کے جو لذت آزما ہون کرم سے نہ لطف ہو کیونکر | جو تو وفا بھی کرے تو ظالم ہو لطف کیا کہ پھر جفا کر

شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو ٹوٹے | کرو یہ کرنی کبھی تو بہتر ابھی یہان سے شکست کھا کر

جو ظلم کرنا تھا سو ہو سب سے تو اوس نے فتنے اٹھا کے مجھ پر | اٹھائی ہر تیغ نے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

اہرمن اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوا نشہ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا خود بھی آواز ملا کے گانا شروع کیا وہ مطرب بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اہل دیہہ نے لفظ آدمی کا ... مین بٹھایا اور ادنے واعلے اسکو اپنا ادنے خادم سمجھتے ہین اور اسکے گانے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویے کی قوم سے ہے آخر ایک اہل دیہہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین جنکے اس اہتمام سے مہمانی کی آپنے کہا ہمارے خداوند کے نظر کردہ ہین واجب التعظیم ہین انکے آگے ہم سب کی کیا حقیقت ہے ہمارے اور خداوند آفتاب کے درمیان واسطہ ہین مطرب نے کہا آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ گویے ہین اسنے کہا خاموش خداوند آفتاب کے نظر کردہ کی شان مین بے ادبی نہین چاہیے اگر تو سمجھتا ہے کہ انکی آواز خوش آیند ہے شاید گویے کی قوم سے ہونگے آگاہ ہو کہ جو خداوند آفتاب کا نظر کردہ ہوگا اسمین سب طرح کی صفتین ہونگی انواع اقسام کے کمال حاصل ہونگے ایک خوش آوازی پر کیا موقوف ہے

غرضکہ تمام شب یہ ہنگامہ برپا رہا

حسب الاتفاق وارد ہونا شاپور شیر دل عیار لشکر اسلام کا اس دیہہ مین اور گرفتار کرنا اہرمن فیلپا کو

سخن پرداز این طرفہ حکایت چنین از داستان کردہ روایت + کہ جب حمزہ ثانی نے تمام عیارون کو جمع کرکے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تم سب اطراف وجوانب مین تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا کی تلاش مین جاؤ جہان پاؤ انکو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم حمزہ صاحبقران ثانی وہ عیاران طرار تمام دیوان سے ہر چہار طرف روانہ ہوے منجملہ انکے شاپور شیر دل بھی ایک طرف راہی ہوا حسب اتفاق اسکا گذر اس دیہہ مین ہوا جہان اہرمن فیلپا اپنے فریب سے اہل دیہہ کو مطیع کیے ہوئے تھا اور طرح طرح کی عیش وعشرت مین شب وروز بسر کر رہا تھا مالدارون کے ساتھ زیادہ فروتنی وانکساری ثابت کرنے کی غرض سے مخصوص رکھتا تھا اور مفلس ناداروں پر آنکھین نکالتا تھا کسی طرح بھونکتا تھا خداوند کا قہر خداوند کا غضب کہکے آنکا وہم بڑھا دیتا تھا وہ غریب سمجھتے تھے کہ ہمارے پاس کچھ نہین ہے بالکل نادار ہین وہ کہتا تھا تم پر خداوند کا عتاب نازل ہے اور زیادہ مصیبت مین ... سکے تمام دیہہ مین اہرمن کے نظر کردہ خداوند ہونے کا چرچا تھا شاپور نے بھی اس واقعہ کو ... سمجھا کہ اہرمن یہان ہے تو تورج بدرگ بھی ضرور یہان ہوگا یہ سوچ کر کہ ... کسی طرح ممکن ہو ان دونون کو ہلاک کرے اور دونون کے سر لیکر حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کرے سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملیگا حمزہ ثانی بہت خوش ہونگے ... بازار مین ایک کی دوکان تھی اسکے پاس گیا کہا بھائی ... مسافر ہون آپنے کہا ... لاؤ کچھ کام ... بچشم انجام دینگے جس طرح کا کپڑا کہوگے تیار ہو جائیگا ... شاپور نے کہا ... اجرت کا

خیال نہیں ہی کام درست تھا چاہیے خیاط نے اسکے کام کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا صاحب میرا کام
دیکھو پہلے ایک کپڑا اساوالو شالپور نے تھوڑا کپڑا دیا اور کہا پہلے تم نمونہ کے طور سے ایک زیر جامہ سی دو
میں تمکو کپڑے سینے کو دونگا خیاط نے منظور کیا شالپور نے کہا اب ہم جاتے ہیں کل آوینگے قدم اٹھایا چلتے
چلتے یہ کہا آج کل اس دیہ میں خداوند آفتاب کے نظرکردہ کا کیا ذکر ہو رہا ہی خیاط نے از اول تا آخر کیفیت
بیان کی اور کہا شب کو بڑی دھوم کی دعوت تھی خوب خوب ناچ گانا ہوا یہ بھی سنا ہی کہ خداوند آفتاب کے
نظرکردہ نے بھی مطربوں کے ساتھ گایا آج تمام دیہ میں اس بات کا بھی چرچا ہی کہ خداوند کا نظرکردہ علم
موسیقی میں بھی اکمل ہی شالپو شیردل نے کہا اگر خداوند کے نظرکردہ کو موسیقی کا شوق ہی اور وہ اس فن
میں مہارت کامل رکھتے ہیں تو کسی طرح مجھے انکی خدمت میں پہونچا دو مجھکو بھی اس فن کا بہت شوق ہی میں نے
تمام عمر اس فن عجیب کی حاصل کرنے میں صرف کردی خیاط نے کہا میں نے خداوند کے نظرکردہ کا کلام سنا ہی میں ثواب کی
غرض سے ضروری نہیں کی خداوند کے نظرکردہ مجھسے بہت خوش و رضامند ہیں اگر تم اس فن میں مہارت
کامل رکھتے ہو کل میرے ساتھ چلو تمسے ملاقات بھی ہو جائے گی اور اپنے کمال کا بھی نمونہ دکھانا اگر تمہارا گانا
بہت پسند خاطر ہو جائیگا ضرور خداوند سے وہ تمہاری سفارش کرینگے اور آخرت میں کام آوینگے غرض
وہ دن ادھر ادھر کے گشت میں بسر کیا دوسرے روز صبحکو ایک تنبورہ کی تونبی میں وار دے بھولی
بھری تنبورہ کے تار درست کیے اپنی ہیئت کی طرف نظر کی کچھ علامتیں گھٹائیں کچھ بڑھائیں پہر دن چڑھے
خیاط کے مکان پر پہونچا خیاط نے کہا خوب آئے گھر میں تمہارے انتظار میں بیٹھا تھا تمہارے مکان کا پتہ معلوم
نہ تھا اس سبب سے تمہاری تلاش میں نہیں نکلا ای جوان کل میں خداوند کے نظرکردہ کے پاس گیا تھا ادھر
ادھر کی باتیں میں میں نے بر سبیل تذکرہ یہ بھی کہا کہ ہمارے شناساؤں میں ایک جوان فن موسیقی کا بہت
بڑا کامل بلکہ اکمل ہی اگر فرمائیے تو اُسے لے آؤں ای نظرکردہ خداوند اُسکے گانے کو سنکے آپ بہت خوش ہونگے ای
جوان میری غرض اس سفارش سے یہ ہی کہ اگر نظرکردہ خداوند تمہارے گانے سے خوش و مسرور ہوگا کیا عجب
ہی اگر تمہاری وجہ سے اُسکو میرا زیادہ خیال ہو اور خداوند سے بر وقت ملاقات میری سفارش کردے
حالانکہ اس وقت بھی اُسکی نظر توجہ سے امید ہی لیکن تمہاری وجہ سے مزید براں سمجھنا چاہیے شالپو بہت خوش
ہوا اور کہا واہ دوست خوب تقریب ہی کی تمہاری وجہ سے میرا بھی انجام بخیر ہو جائے گا ورنہ کوئی امید خداوند
کے تقرب کی نہ تھی خیاط نے کہا خیر من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو چلو نظرکردہ خداوند کے پاس شالپو نے
تنبورہ سنبھالا خیاط کے ہمراہ روانہ ہوا اہرمن کے دربار نکبت آثار میں پہونچا دیکھا بکمال تمرد ایک مسند
عظمت پر بیٹھا ہی اور اکثر مفسدین دیو اُسکے روبرو دست بستہ ہو ادب سکوت میں بیٹھے ہیں خیاط نے آگے
بڑھ کر کہا ای نظرکردہ خداوند وہ دوست میرا یہی ہی جسکے فن موسیقی کے کمال کا ذکر کل میں نے کیا تھا اور
نظرکردہ خداوند نے اشتیاق ظاہر کیا تھا اہرمن نے از سر تا پا شالپو شیردل کو دیکھا کہا ای جوان ہمنے
تیرے کمال کی بہت کچھ تعریف سنی ہی ہم بھی مشتاق ہوئے اگر آج ہم تیرے گانے سے محظوظ ہونگے ضرور
خداوند سے تیرا ذکر کرینگے اور خداوند سے کسی کا ذکر کرنا کوئی ادنے بات نہیں ہی شالپو نے بھی اہرمن
قیافہ کو بغور دیکھا اور تمام حاضرین کی صورتیں اس مکان کو دیکھا چند لمحہ سکوت میں بیٹھا رہا اہرمن نے
کہا ای جوان کس فکر میں ہی تنبورہ کو ملا کے اپنا کام شروع کر شالپو نے آہستگی سے غلاف کا بند کھولا

ذکر کرنے لگا اس مرتبہ شاپور کو تاب تحمل نہ رہی کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہے کتنی دیر سے میں سن رہا ہوں
کہیں نہ اوند آفتاب اور ماہتاب اگر نمیدانی بدان میں تیری جان کا عزرائیل آپہونچا بہ منم شیر دل
مہتر دونابدار * بہر برد پا تیرا الساندم شکار * بمیدان درآید اگر شیر نر * بگیرم گرفتہ آنرا بہ تیغ و تبر * اب تو
اہرمن نے غور سے دیکھا شاپور نے اپنی صورت کو ایسا بدلا تھا کہ اسوقت تک اہرمن نے نہ
پہچانا کہا کہ تو کون ہے میری سمجھ میں نہیں آیا شاپور نے کہا منم شاپور عیار جہانگرد * عیاری بطراری
جوانمرد * اہرمن سمجھ گیا فورًا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا او عیار تو مجھے گرفتار کرنے کو آیا ہے میرے
ہاتھ سے کہاں جاتا ہے توریج نے قران کو ہلاک کیا ہے میں تجھکو ہلاک کرونگا یہ کہکے چاہتا تھا کہ خنجر کا وار
شاپور پر کرے شاپور نے وہی قنبورہ جسکی تونبی میں داروے بیہوشی بھری تھی بقوت تمام اسکے
سر پر مارا قنبورہ کا سر پھٹنا تھا کہ وہ شق ہوا دھواں اس مکان میں بھر گیا اور جسکی ناک میں وہ دھوا
پہونچا تڑپ سے چھینک آئی دھم سے زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا جتنے کہ تمام دیہاتی جو اسوقت موجود تھے
بیہوش ہوکے گر پڑے اہرمن بھی گرا شاپور نے گرفتہ و بستہ کیا اٹھا کے پشت پر لادا وہاں سے
روانہ ہوا لشکر حمزۂ ثانی کو خبر پہونچی کہ شاپور شیر دل کسی کو گرفتار لایا ہے عجب نہیں اگر توریج بدرگ
ہو حمزۂ ثانی نے شاپور کو اسیر دربار میں طلب کیا حال پوچھا شاپور نے کہا شہریارا توریج مردود
دستیاب نہیں ہوا البتہ اہرمن فیلپا ایک دیہ میں ملگیا اسکو گرفتار کر لایا ہوں حکم ہو تو حاضر خدمت کروں
جو مناسب ہو اسکے حق میں حکم صادر فرمایا جاوے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے شاپور اگرچہ توریج بدرگ
قاتل مہترقران ہے لیکن اہرمن اس سے بدبختی میں کم نہیں ہے جلد لاؤ میرے سامنے شاپور نے اہرمن کو
دربار میں حاضر کیا حمزۂ ثانی نے کہا اے اہرمن بھلا تم دونوں بدبختوں سے کیا برائی کی تھی جو ہمارے
عیار کامل الفن کو ہلاک کیا اور یہاں سے غائب ہو گیا تھا توریج کہاں ہے اسنے کہا شہریارا مجھکو توریج
حال کی مطلق خبر نہیں ہے البتہ یہاں سے ہم دونوں ساتھ گئے تھے اثنائے راہ میں باغ ملا وہاں سے
توریج مجھسے علیحدہ ہو گیا نہیں معلوم کہاں چلا گیا اور اے حمزۂ صاحبقران مہترقران کو توریج نے ہلاک کیا ہے مجھے
بیکار آلودہ کیا جاتا ہے حمزۂ ثانی نے فرمایا او ملعون تو بھی اسکا شریک تھا اگر شریک نہوتا ہرگز اسکے ساتھ
نہ بھاگتا تو بیکار اس بارہ میں عذر کرتا ہے میں ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑونگا ہاں ایک صورت سے تیری ہلاکت
میں چند روز توقف کرونگا اگر تو توریج کا پتہ بتا دے اور اگر اس مردود کو گرفتار کرا تو میں تجھے بالکل
چھوڑ دوں کسیطرح کا تجھے تعرض نہ کروں اہرمن نے کہا مجھکو اسکے حال کی مطلق خبر نہیں ہے کہاں سے گرفتار
کر لاؤں اور کسطرح پتا دوں حمزۂ ثانی نے کہا تیری باتکا کچھ اعتبار نہیں ہے اسیوقت دار پر کھنچوا دیا اور تیر
باران کیا بعد لاش اسکی بازار میں پھنکوا دی سر اسکا ایک چوب بلند پر نصب کر کے تمام گلی کوچوں میں پھروایا اسکے
ساتھ ایک شخص منادی کرتا جاتا تھا جو کوئی حکم حمزۂ ثانی صاحبقران سے سرتابی کریگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا یہ
اہرمن فیلپا نام ایک جادوگر کا ہے اسنے بظاہر جان کے خوف سے دین اسلام قبول کر لیا باطن میں
گمراہ رہا اسکی سزا میں اس نوبت کو پہونچا

اب حال پدمال توریج مرقوم ہوتا ہے کہ اس چاہ تاریک میں گر کے کس نوبت کو پہونچا

تا ہر کا ماس رنہ الکشت ذاتی تا شتا و بہ | تا اور کم ہوا تھمتر ہوئی فریاد رسکا | اگوٹھری میں سے تو اسی قسم اسجاد

پونچے چوبدار کو بلایا حکم دیا کہ مکاندار کو بلاؤ مکاندار آیا حمزہ ثانی نے فرمایا ایک مکان فرش و شیشہ
آلات وغیرہ سے جلد آراستہ کرا اور بھی سامان ضرورت مہیا کرنا مکاندار نے فوراً تعمیل حکم کی حمزہ ثانی
نے اُس مکان مین اُس مرد عرب کو مقیم کیا دس خوان کھانے کے اُس وقت اُس مرد عرب کے
واسطے جاتے تھے متعدد آدمی خدمت کے واسطے مقرر تھے حکم تھا کسی وقت کسی بات کی تکلیف
نہو جس شی کی ضرورت ہو فوراً ہمارے یہان سے پہونچے حمزہ ثانی کبھی خود اُس عرب کے پاس
جاتے کبھی وہ عرب خود حمزہ ثانی کے دربار مین حاضر ہوتا تھا طرح طرح کی باتین ہوتی تھین تمام اہل دربار
عرب کی عزت کرتے تھے خاطرداری سے پیش آتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جانتے تھے کہ حمزہ صاحبقران
والاشان کا فرستادہ ہی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ جانتے تھے کہ مکہ معظمہ ایسے مقام محترم کا رہنے والا ہی
شاید کسی وقت مین حج خانہ کعبہ سے مشرف ہونے کا اتفاق ہوگا تو یہ اُس مین کام آئیگا اول حمزہ ثانی
نے اس عرب کی دعوت ملوکانہ کی تحفہ مین طرح طرح کے اشیا بیش قیمت و نایاب دین پھر ہر ایک سردار
نے باری باری دعوت کی۔ راوی کہتا ہی کہ شمعون بن شیاطین رنجور آشوب شناس یہ چارون
زبردست اور نہایت چالاک عیار فرعون کے تھے جنکا ذکر سابق مین آچکا ہی انہین سے یہ رنجور عیار
فرعون ہی جو حمزہ ثانی کے پاس اس فریب سے آیا ہی کہ مجکو مکہ معظمہ سے حمزہ صاحبقران نے خبر کے
لیے بھیجا ہی۔ غرضکہ جب اُس مکار و بدکار عیار فرعون نے دیکھا کہ ہر وقت ایک نہ ایک سردار
حمزہ ثانی کا ہمیشہ پاس موجود رہتا ہی کوئی وقت فرصت کا نہین ہی کہ جاسکے خود کوئی تدبیر کرے فرعون
کو قید حمزہ ثانی سے رہا کرون اب اسنے یہ دستور مقرر کیا کہ جب کوئی سردار حمزہ ثانی کا اسکے
پاس آیا فوراً وضو کیا اور نماز کے واسطے مصلے پر جا بیٹھا اور جب تک وہ سردار موجود رہا یہ مصلے پر سے
نہ اُٹھا یہان تک کہ وہ سردار عاجز ہو کے چلا گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ مرد عرب نہایت نماز گذار ہی
اس عیار نے فرعون کے قیدخانہ کا سراغ لگایا یہان تک کہ معلوم ہوا کہ فلان مقام مین بکمال حفاظت
فرعون مقید ہی ایک روز یہ مردود حمزہ ثانی کے پاس گیا اور کہا شہریار مین نے سنا ہی کہ تمہارے
یہان کوئی گبر ملعون قید ہی مین بھی اُسکو دیکھنا چاہتا ہون حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہی اور سردار کو
حکم دیا جاؤ اس مرد عرب کو قیدخانہ مین لیجا کے فرعون ملعون کو دکھا لاؤ مگر خبردار نہایت ہوشیار
رہنا اس واسطے کہ زندانخانہ کم کھولا جاتا ہی ایسا نہو کہ فرعون رہا ہو جاوے بعض سردارون نے اُسوقت
بر سبیل تذکرہ کہا شہریار اُس گبر مکار کو بیکار مقید کر رکھا ہی خواہ مخواہ کا دردسر ہی قتل کر کے فراغت
حاصل کرنا مناسب ہی حمزہ ثانی نے فرمایا یہی مین بیشتر فکر کیا کرتا ہون مگر پھر اس بات کا خیال آتا
ہی کہ اگرچہ فرعون ایک گبر متکبر ہی تاہم اپنی قوم مین سردار ہی جہان تک ممکن ہو اسکو تعلیم و تفہیم کر کے
مسلمان کیا جاوے تو بہتر ہی اس بات سے کہ ہلاک کیا جاوے اور ہلاک کرنا تو کچھ مشکل بات نہین ہی
ابھی ہلاک کر سکتے ہین اُن سردارون نے کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا بہت بجا و درست ہی مگر تورج مردود
کا قصہ پیش ہو چکا ہی کہ اُسنے بخوف جان دین اسلام کو قبول کیا آخر کو اُسنے گبری کی اور ہنگام کر کے
مہتر قران کو ہلاک کیا جسکا صدمہ اسوقت زائل نہین ہوا ہی اسی طرح اگر یہ گبر ملعون بھی اپنی رہائی کیواسطے
بظاہر دین اسلام اختیار کریگا تو کیا ہوگا حمزہ ثانی مع عرب مصنوعی یعنی رنجور عیار فرعون کی طرف متوجہ

ہوئے اور فرمایا تمھاری کیا راے ہی اس بارہ مین اُس مکار نے کہا ای شہریار مجکو ابتک تفصیل کی
اطلاع نہین ہوئی تاکہ اپنی راے قایم کرسکون حمزہ والا قدر نے تمام کیفیت از سر نو بیان کی اور کہا یہ سب
مجکو فرعون کے قتل کے واسطے مجبور کرتے ہین عرب مصنوعی نے کہا شہریارا تمھاری راے بہت
صائب ہی واقعی ایسے مشہور و معروف شخص کا بلا تکلف ہلاک کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی ان سرداران کی
راے بالکل غلط ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی ہر طرح کی تدبیر ہو سکتی ہی لیکن بعد ہلاکت
اگر کسی طرح کا نقص پیدا ہوا تو اُسکا دفعیہ کچھ نہین ہو سکتا حمزہ ثانی اس بات کو سنکے خاموش ہو رہے
وہ سردار عرب مصنوعی یعنے عیار فرعون کو قیدخانہ مین لے گئے رنجور مردود نے اُس قیدخانہ
کو خوب غور سے ہر چہار جانب دیکھا یکایک نظر فرعون پر پڑی دیکھا کہ زنجیر سے خوب جکڑا ہوا ہی
گلے مین اہنی طوق پڑا ہی اور نہایت تذلیل کی حالت مین ہی اُس وقت اس عیار کی طبیعت مین
نہایت اشتعال پیدا ہوا چاہا کہ اسی وقت اہل زندان سے مقابلہ کرکے فرعون کو رہا کرے مگر
پھر ضبط کیا اس نظر سے کہ تنہا مجمع کثیر سے کہانتک مقابلہ کرسکتا ہون ایسا نہو کہ مین بھی یہان گرفتار
ہو جاؤن سردارون نے چاہا کہ فرعون سے بھی ملاقات ہو کچھ باتین کرین رنجور نے انکار کیا
اور کہا قیدی کی ملاقات کیا قیدی دین اسلام سے منحرف ہی ایسا نہو کہ میرے اُسکے ملاقات مین
کوئی صورت پیش آسکے اُن سردارون نے کہا صورت بد کیا پیش آسکتی ہی اُسنے کہا صورت
بد یہ پیش آسکتی ہی کہ مین اُسکے روبرو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل پیش کرون اور وہ کسی
نوع کی تذلیل کا کلمہ زبان پر جاری کرے تو خواہ مخواہ غصہ آئیگا اس سے یہی بہتر ہی کہ ملاقات نکیجاے
بعدہ وہان سے واپس آیا حمزہ ثانی نے پوچھا تمنے دیکھا فرعون ملعون کو عرب مصنوعی نے کہا ہان
دیکھا لیکن مین اُسکے قریب نگیا حمزہ ثانی نے کہا ضرور جانا تھا بلکہ اُسکو کچھ افہام و تفہیم بھی کرنا تھا عرب
مصنوعی نے کہا اصل یہ ہی کہ مجھے قیدی کی صورت نہین دیکھی جاتی تمھارے سردارون نے بھی مجھسے
کہا تھا لیکن مین نے دفع الوقتی کردی اسی طرح کی چند باتین کہین پھر حمزہ ثانی کے پاس سے اپنے
مقام قیام پر چلا آیا اُسی وقت سے فکر شروع کی تمام شب بیدار رہا راے اس بات پر قرار پائی
کہ یہان سے نقب کھودنا چاہیے چنانچہ اُس مکان کے ایک حجرہ تاریک مین گیا مقام تجویز کیا جو ملازم
حمزہ ثانی کی خدمت مین موجود تھے اُنسے کہا مین شب کو عبادت کرونگا اور اُنکو بھی وظیفہ پڑھنا ہی
تمکو چاہیے کہ جبتک مین اس حجرہ مین عبادت و وظائف مین مشغول رہون تم مین سے کوئی میرے
پاس نہ آسکے اور جو کوئی میری ملاقات کو آسکے اُس سے بھی اسی بات کا ذکر کردینا بہر حال نہ تم میرے
پاس آنا اور نہ کوئی اور بیرونی شخص میرے پاس آسکے ملازمون نے قبول کیا غرض کہ اسی شب
سے اُس حجرہ مین نقب کھودنا شروع کردی تمام شب نقب زنی کرتا تھا صبح کو باہر آتا تھا غسل کرتا
تھا کپڑے پہن کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ادھر اُدھر کی باتین ہوتی تھین تھوڑی
دیر کے بعد اس حیلہ سے کہ کچھ وظیفہ پڑھنا ہی دربار سے چلا آتا تھا اور پھر حجرہ مین جا کے نقب زنی
مین مصروف ہوجاتا تھا تین شب و روز مین وہ نقب قیدخانہ مین پہنچی جہان فرعون مردود
قید تھا جو ہین سر نقب قیدخانہ مین نمایان ہوا فرعون نے متوحش ہو کے سر نقب کیجانب

دیکھا زنجیرون کو سنبھال سکے سر نقب کے قریب آیا رتجور نے آہستہ سے کہا ای خداوند
مطمئن رہو مین آپہونچا نہایت چالاکی سے بندہای آہنی کو دست و پاسے فرعون سے جدا
کیا اور اُس نقب کی راہ سے اُس مکان مین لایا جہان خود مقیم تھا اُسکی سواری کے واسطے
تین مرکب حمزۂ ثانی نے مقرر کیے تھے اور وہ وہین اصطبل مین بندھے رہتے تھے اُس مکان
مین فرعون کو حجرہ مین مقیم رکھا خود حجرہ سے باہر آیا اسوقت شب تھا جو ملازم بیخبر سو رہے تھے
اُنکو اُسی طرح سونے دیا جو بیدار تھے اُنکو کام کے واسطے باہر بھیجدیا ایک مرکب پر خود
سوار ہوا دوسرے مرکب پر فرعون کو سوار کیا اور وہان سے نکل کے کوہ بلور کی راہ لی بیان
حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے مالک زندان خبرگیری کو قیدخانہ
مین گیا وہان سناٹا پایا اور آگے بڑھا سر نقب پایا باہر آیا پاسبانون سے کہا تم شبکو پہرے پر
تھے انھون نے کہا ہم موجود تھے کہا کوئی یہان آیا تھا انھون نے کہا کوئی نہین پہونچا اندرون زندان
کچھ کھٹکا معلوم ہوا تھا انھون نے کہا بالکل نہین البتہ ایک مرتبہ زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی
تھی ہم سمجھے کہ قیدی نے کروٹ لی ہو یہ خبر حمزۂ ثانی کو پہونچی سردارون کو بھیجا کہ دیکھو یہ کیا معاملہ
ہو سرداران زندان مین آئے مشعلین روشن کر کے زندان مین گئے کہین قیدی کا نشان نہ پایا
سر نقب کو دیکھکے کہا یہ کہو کہ قیدی کو کوئی عیار نقب لگا کے لے گیا اُس نقب مین اُترے دوسرا
سرا نقب کا اُس مکان مین واقع تھا جس مکان مین عرب مصنوعی مقیم تھا جب اُس حجرہ
مین پہونچ کے اُس مکان مین داخل ہو گئے دیکھا مکان خالی پڑا ہے ملازم بیٹھے ہین سرگشتہ و حیران
پوچھا وہ عرب کہان ہے انھون نے کہا خداوند شب کو ہم سو رہے تھے صبح کو بیدار ہوئے اُس عرب کو نہ پایا
حجرہ مین عبادت کیا کرتا تھا اور منع کر دیا تھا کہ ہم اس حجرہ مین عبادت کرتے ہین کسی کو نہ آنے دینا اور
نہ خود آنا ہمنے حجرہ مین بھی جھانک کے دیکھا وہان بھی نہ پایا حیرت مین بیٹھے ہین کچھ عقل کام نہین کرتی
سردارون نے کہا ہم سمجھ گئے یہ کہکے مکان سے باہر آئے دروازہ پر عبارت لکھی دیکھی ای خدا پرستو
اس عبارت کا کاتب مین ہون رتجور عیار خداوند فرعون ثانی تمنے بڑی بے ادبی کی کہ خداوند فرعون
کو گرفتار کیا اور اس تذلیل سے قید کیا کہ قیدخانہ مین خداوند کو مجھے دیکھا نہ گیا تمنے اپنی عاقبت
کو برباد کیا خداوند کا کیا نقصان ہوا دیکھو مین عرب کی صورت سے یہان آیا اور نقب لگا کے خداوند
کو رہا کر لے گیا یہ عبارت پڑھ کے وہ مرد سردار حیرت زدہ ہو گئے حمزۂ ثانی کے پاس پہونچے کہا
شہریار غضب ہو گیا فرعون کو رتجور عیار اُس مکار کا رہا کر لے گیا وہ مرد عرب نہ تھا رتجور عیار
تھا حمزۂ ثانی کو حیرت ہو گئی تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھے رہے بعدہ کہا یارون اسکو کیا کہتے ہین
من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال + مین سمجھتا تھا کہ فرعون کے قصہ سے فراغت حاصل کی ہے
اب اُسکا دغدغہ نہ رہا اُسکی کیا خبر تھی کہ وہ رہا ہو جائیگا اور ہمکو کانون کان خبر نہو گی افسوس
پھر ہنگامہ آرائی ہو گی اور قصہ کو طول ہو گا

اب فرعون ثانی کو مسلمانون کی قید سے رہا ہو کے کوہ بلور کی جانب روانہ ہونا
اور حمزۂ ثانی کو اُسکے رہا ہو جانے سے حیرت مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور حال آزرجہرہ کا

دختر طہماس میں قلم فرسائی کی جاتی ہے

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
ہوتے ہیں تیرے مست کوئی ہوشیار آج
خالی نہیں خراش دل و کاوش جگر
وہ پوچھتے ہیں حال مرا بار بار آج
ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا
بلبل نے مجکو دیکھکے کہا یا ہے خار آج
ہم خاک ہوکے اتنے گرانبار غم سے ہیں
تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار آج
کل جائیگا پیامبر اپنا بیان پہ شوق
کمبخت ہوتی ہے تری سر پر سوار آج

تو بہ کر گشت خم سے گردن سنگسار آج
اے بیخودی وہ آئیں تو میں آپ میں آؤں
لایا ہے رنگ دیدۂ خونابہ بار آج
آئینہ ہو گیا ترے دلمیں ستم شعار
آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج
فرہاد درد عشق میں کچھ آ گیا اثر
آندھی دبا رہا ہے ہمارا غبار آج
ابتر ہے درد مند کا بس ہے جینا علاج
خط کے جواب کا ہے ہمیں انتظار آج

ہو وقت کی چڑھی ہے نہو گا اتار آج
وہ بھی تو میری طرح کریں انتظار آج
شاید لگی ہے آنکو مرے نزع کی خبر
کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج
سچ ہے کھٹک ہی جاتی ہے صورت چبھی ہوئی
ہوتی ہے اپنے آپ صدا دلکے پار آج
برسوں سے تکتے ہی تھی لب بام ٹکٹکی
کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج
ای وزیر دامن بندھی ہے تجھے کوسے یار کی

راویان سحر بیان اس داستان صداقت عنوان میں اس طرز سے قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جب آذر چہرہ دختر طہماس نے نورج بدرگ سے انگشتری لے لی آسکو اطمینان ہوا خواص انگشتری سے بخوبی واقف تھے یعنے جانتے تھے کہ اس انگشتری کے تمام دیو و پری تابع ہیں سوار ہوکے ارنبو حصار میں آئے انگشتری کے ذریعہ سے دیوون کو بلایا ان سب نے حاضر ہوکے کہا کیا حکم ہے ہم تابع فرمان حاضر ہیں آذر چہرہ نے کہا نورج بدرگ کے ہاتھ سے مجکو سخت تکلیف ہوئی ہے میری آبرو کے درپے ہوا تھا میں نے بلطائف الحیل اسکو ٹالا اسکی قید سے رہا ہوئے جلد اس موذی کو گرفتار کر لاؤ اسنے جو کچھ مجپر بدعت کی ہے اسکا عوض لونگی وہ دیو تلاش نورج میں روانہ ہوئے نورج اہرمن فیلپا سے جدا ہوکے بیابان میں سرگردان پھر رہا تھا ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے کاشکے اہرمن ہوتا تو دونوں ملکے راہ طے کرتے اس خیال میں تھا یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور نورج کو اٹھا لے گیا نورج نے آنکھ جو کھولی اپنے کو آذر چہرہ کے روبرو پایا کہا اے آرام جان میں نے تجکو بہت روز کے بعد دیکھا ہے قسمت میں بار دیگر تیرا دیدار مقرر تھا جو تجکو دیکھا ورنہ میں بالکل ناامید ہو چکا تھا بالیقین تجکو محبت دیرینہ یاد آگئی ہوگی جو مجکو اپنے پاس بلا لیا آذر چہرہ بنت طہماس نے بنظر قہر و غضب اسکی جانب دیکھا کہا او نابکار دیکھ تو تجھے کیسی سزائے سخت دیتی ہوں میں تو تیری تلاش میں تھی نورج نے کہا اے آرام جان کیوں مجپر غصہ کرتی ہے میں تو تیرا دلدادہ ہوں اور بالکل مجبور ہوں اپنے عاشق پر ترس کھانا مقرر چاہیے آذر چہرہ نے کہا او موذی میرے تمام دلدادہ خاک میں ملگئے ایک تو باقی رہگیا ہے بعدہ ملازموں سے کہا لیجاؤ اسے ہوشیاری تمام قید کرو اور منشی کو بلا کے کہا جلد ایک نامہ حمزۂ ثانی کی خدمت میں اس مضمون کا لکھو کر اے والا منزلت اگرچہ بمشیت خدا میں نورج بدبخت کی قید میں مبتلا ہو گئی تھی بارے اسم اعظم کے فضل سے رہا بھی ہو گئی اب نورج ملعون کو میں نے گرفتار کیا ہے اور نادم تحریر یہ ناامیری قید میں ہے اطلاعاً خدمت فیض درجت والا میں گزارش ہے کہ نورج پلید کی نسبت جو حکم صادر ہو تعمیل کیجاوے جب اس مضمون کا نامہ

تیار ہوا فرخ دیو پرور نام اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا اے فرخ یہ نامہ حمزہ صاحبقران کی خدمت میں پہنچا اور زبانی بھی میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات عرض کر دینا کہ نوسرج کو میں نے قید کر رکھا ہے اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے مگر جواب نامہ جلد مجھکو پہنچا خبردار تاخیر نہ کرنا فرخ دیو پرور عیار نامہ لیکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا ملکہ آزر چہرہ کے دل میں مینوش آباد کے فتح کرنیکا عرصہ سے خیال تھا مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا اب جو انگشتری قبضہ میں آئی دل کو تقویت ہوئی لشکر کو آراستہ کیا اور سباب سفر درست کر کے مینوش آباد کی طرف کوچ کیا

ملکہ آزر چہرہ نبت طہماس کو مینوش آباد کی طرف روان رکھا جاتا ہے اور حال منصور سندی حاکم مینوش آباد کا ذکر کیا جاتا ہے

وصل کی آرزو کیے نہ بنی — نہ بنی جستجو کیے نہ بنی
اُنسے جب شکوہ کر لیا تسلیم — ہمکو بے سر فرو کیے نہ بنی
ذلت عشق ہے وہاں عزت — شکوۂ آبرو کیے نہ بنی
پاک ہوتا ہے رند کو لازم — میکشی بے وضو کیے نہ بنی
اُسکی تصویر سے بھی شرماتا ہے — داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

شوق نے ہمکلام کرائی تھا — اُنسے بے گفتگو کیے نہ بنی
جب کا خون ہنگی و ہم ہو — چاک دل کو رفو کیے نہ بنی
بدگمان کو گمان بد گذرا — وقت رو سے لہو کیے نہ بنی
قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق — ہمیں لہو لہو کیے نہ بنی

واقفان اسرار معانی و عالمان رموز ہمہ دانی اس طرح قلم فرسا ہوئے ہیں کہ شہر مینوش آباد جانب مشرق ایک ملک ہے نہایت وسیع و آباد اسکا والی و فرمانروا منصور سندی نام نوسرج بدرگ کی طرف سے مقرر ہے اور قریب ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کی جمعیت رکھتا ہے اُسنے ایک قلعہ بنوایا ہے نہایت مستحکم ہر چہار جانب اُس قلعہ کی نہایت عمیق خندق ہے علاوہ اُس فوج کے جو قلعہ میں رہتی ہے ایک ہزار سوار خاص دروازہ پر قلعہ کے مسلح و مکمل پہرہ دیتے ہیں ممکن نہیں کہ بغیر اجازت کوئی اندرون قلعہ قدم رکھ سکے اسی طرح جملہ اہتمام و انتظام کو سمجھنا چاہیے وجہ انتظام و اہتمام کی یہ تھی کہ منصور سندی سمجھتا تھا کہ میں نوسرج کی طرف سے یہان کا حاکم ہون اُسکی ہر طرح کی رعایت میرے حال پر ہے ایسا نہو کہ مسلمان میرے ملک پر قبضہ کر لین اور نوسرج سے مجھے خفت ہو آزر چہرہ نے منصور کے نام اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضے اے منصور سندی تجھکو اطلاع دیجاتی ہے کہ مدت سے ہم مینوش آباد پر قبضہ کرنے کی آرزو مند تھے اب مصمم ارادہ کیا ہے کہ مینوش آباد پر قبضہ کریں اب تجھکو چاہیے کہ قلعہ کا دروازہ کھلوا دے اگر تجھکو یہ خیال ہے کہ نوسرج بدرگ کسی طرح کا نقصان کریگا کیونکہ اُسکی وجہ سے مینوش آباد کی حکومت تجھکو دستیاب ہوئی ہے آگاہ ہو کہ نوسرج بدرگ کو ہمنے گرفتار کر لیا ہے عنقریب حمزہ صاحبقران کی خدمت میں گرفتہ و بستہ کر کے بھیجا جاتا ہے یہ نامہ ایک قاصد کے ہاتھ مینوش آباد کو روانہ کیا جب وہ نامہ منصور کو پہونچا اسکو پڑھکے حیرت میں ہوگیا اراکین حکومت کو بلایا نامہ دکھایا اُنھون نے کہا اے شہریار اگر واقعی نوسرج کو ملکہ نے گرفتار کر لیا ہے تو مینوش آباد کو ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے کیا عجب ہے اگر ملکہ اپنی طرف سے مینوش آباد تیرے حوالہ کر دے ورنہ جنگ کا نتیجہ برا ہوگا اور نتیجہ بہتر نہوگا یہ سنکے منصور خاموش ہو رہا قاصد نے جواب نامہ مانگا اُسکو جواب دیا کہ جواب نامہ کچھ نہ دینگے قاصد واپس گیا

فگار + جیسے سلاسل کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا + دلیکا بوسہ نراک وہ برق وش خیرات حسن + الداریے کرم بھی ابر
ہر تصویر کا + حال مستقبل نجومی اس سے کرتے ہین بیان + زائچہ بھی نقل ہی پیشانی کی تحریر کا + چار ابرو ہین ظہر کے
حیران ہین سارے خوشنویس + کس قلم کا قطعہ ہی یہ کاتب تقدیر کا + شوخی ظاہر تجھے سخت گیری کی دلیل + پنبہ
دبی ہر شرر ہمسر ہی آتش گیر کا + مرتبہ موسی کی نماز پنجگانہ نے دیا + پانچ وقت اسد سے موقع رہا تقریر کا + کیسی کیسی
صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین + اس مرقع مین بھی ہی کیا کیا ورق تصویر کا + کشتۂ تیغ شدہ ہیر تیغ ابرو بھی چلے
ادی شکار انداز ہو جو سنگ اس نخچیر کا + مردک سنہ پروانہ قاتل کا سپر کیطرحسے + مردکے چہرہ کا زیور زخم ہی شمشیر کا
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے + کھینچیے دامن شہیدان گریبان گیر کا + چاک ہوتا ہی کہان میرے گریبان کیطرح
یہ بھی دیوانہ ہی آتش چاندسی تصویر کا + ساقی نامہ + بیا ساقی ای خوش گل بہار + تو گل من خزان دیدہ بلبل بہار
بیا ای فروزندہ طاوس مست + بنہ بر سرم پا کہ رفتم ز دست + بیا ای پری نام ساقی لقب + بمن برفشان
شمع جام طرب + نگہ نخچم از جان سرد تاب برا + بالدیکے چشم پر خواب را + تو ای لالہ رو سرو نسرین عذار + بمنم صاف
دل رند دردی گوار + حباب توستنی ماہ وش + مرا نام بیچارہ داد کش + زتاب رخت چشم پرداغ + نگاہ مرا
سوزین باغ دہ + بزندان دردی کش نیلے زبان + حدی ز گوزہ لب درفشان + بیوہم و غنچہ لبتن چرا + تبسم
بلب درشکستن چرا + محرران مضامین شور انگیز دکانیان اخبار عبرت خیز - اس داستان تعجب نشان و فسانہ
حیرت توامان مین اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہین کہ فرخ دلو پرور عیار ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس نامہ
لیے ہوسے کی خبر اختر جاتا جاتا تھا اثنائے راہ مین شیطین بن شیاطین عیار فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوا دو
چلا جاتا ہی سوچا کہ اگر خود اس سے حقیقت حال کو پوچھیگا عیار ہی ہرگز بیان نہ کریگا اس مردود نے فرخ
دلو پرور کی نظر بچا کے آگے قدم رکھا اور دور جا کے اثنائے راہ مین کمند کے حلقہ بچھا دیئے اور درخت
کی آڑ مین چھپا جب فرخ دلو پرور اس مقام پر آگیا اسنے بکمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دلو پرور کمند مین
پیچیدہ ہو گیا شیطین بن شیاطین فرخ دلو پرور کے قریب آیا اور کہا ای سر سنگ بزرو تو پکڑا جاتا ایک
معلوم ہوتا ہی مین بہت دور سے تجکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجسے ہمکلام
ہونا مناسب نہ جانا اب تو میرے قبضہ مین آگیا ہی بیان کر تو کون ہی فرخ دلو پرور نے کہا مین کوئی ہون
تیرا کیا مطلب بیان کر شیطین نے کہا میرا مطلب صرف دریافت حال ہی کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا
ہی اور کس کام کے واسطے جاتا ہی فرخ عیار نے کہا مین ہرگز نہ بیان کرونگا شیطین نے کہا اگر تو نہ
بیان کریگا تو مین تجھے ہلاک کرونگا فرخ دلو پرور نے کہا یہ کون سی انسانیت ہی کہ غفلت مین تجھے
گرفتار کیا ہی اور اس حالت مین میری ہلاکت کا درپے ہی اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو صاف
صاف اور سچ سچ بیان کر دے جھوٹ کو ہرگز دخل نہ دینا ورنہ جان بچنا مشکل ہو جائیگی اسنے کہا کہ مین بھی
سنتا ہون میرا نام فرخ دلو پرور ہی اور مین ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہون ایک ضروری کام کے واسطے
جاتا ہون تیرا کیا نام ہی اسنے کہا مجکو شیطین بن شیاطین کہتے ہین اور مین خداوند فرعون کا عیار ہون
اب تو یہ بھی بیان کر دے کہ کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہی اسنے کہا یہ مین نہین بیان کر سکتا ہون
اگر چہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن اور اس صورت مین اور کبھی نہ بیان کرونگا جب مجکو معلوم ہو گیا کہ تو
فرعون کا عیار ہی اس بات کو سنکے شیطین بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب مین تجسے پوچھتا بھی نہین ہون

اس زور سے خنجر مارا کہ اسکا فنا ہو گیا بعد ازان اس نابکار نے جلدی سے کمند کو کھولکے تلاشی لی پگڑی
مین سے ایک ملفوفہ نکلا اسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آذر چہرہ نے تورج کو
قبل ازین گرفتار کر لیا ہی اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی
صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ لیے ہوئے لشکر اسلام کی راہ لی دلمین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام ہی لیکن اس بات کی سبقت ہی کہ ملکہ آذر چہرہ کی قید سے
تورج کو رہا کرون اور اسکا رہا ہونا بغیر انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا اسے پہلے ملکہ آذر چہرہ
سے انگشتری لینا چاہیے تا مسئلہ گیا ہو لا محالہ حمزہ ثانی اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لیکے
قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آذر چہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر
لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اس سے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا مین حمزہ ثانی کا ملازم ہون حمزہ
ثانی کا ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شمشن شیاطین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا ملازم ہون
فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اسکے سپاہی نے کہا خوب ہوا کہ
تو راہ مین ملگیا مین خاص ملکہ آذر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سنا ہی کہ تورج بدرگ کو
ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مقتر قران کو ہلاک کرکے فوج اسلام سے بھاگا تھا اب حمزہ ثانی نے مجھکو
ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا کسطرح بند و بست کیا جاوے فرخ
دیو پرور مصنوعی نے کہا ای برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہی بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے
پاس چلتا ہون وہ سپاہی شمشن شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف واپس چلا آیا الغرض لشکر اسلام
مین پہونچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اسنے کہا ایک عیار ملکہ آذر چہرہ کا
نامہ لیے ہوئے آیا ہی اس سے تمام کیفیت دریافت ہو جائیگی شہزادہ نے کہا جلد بلاؤ فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنی شمشن بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا دعا و ثنا بادشاہی بجا
لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ
سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شمشن بن شیاطین سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اسنے کہا مجکو فرخ
دیو پرور کہتے ہین ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس کا عیار جانثار ہون حمزہ ثانی نے اس مردود کو انعام
دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لیکے جانا اسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی
آیندہ جو کچھ حضور کی رای ہو حمزہ ثانی نے اسیوقت میر منشی سے اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا
کہ ای ملکہ آذر چہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتاری تورج بدرگ پہونچا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے
اس کارنمایان سے بہت خوش ہوا کہ تو نے مقتر قران کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہونے پاوے
اسکے قید و بند مین نہایت ہوشیاری رکھنا عنقریب سہم تیمور بن طہماس کو تیرے پاس بھیجتا ہون
وہان پہونچکے وہ جو کچھ مناسب سمجھینگے کرینگے اگر کسی طرح کا خدشہ ہو تو اس سے مطلع کرنا ہم فورا
کافی بند و بست کرنے کو موجود ہین اور ای آذر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوئے کہ
تو نے تورج کو گرفتار کرکے اسکو وہین قید کیا اور ہمکو اطلاع دی اگر تو اس مردود کو اپنے
بند و بست [illegible] روانہ کرتی خدا نخواستہ وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف

فگار + جیسے سلطنت کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا + دیکھا یوسف نے اک وہ برق وش غیرت حسن + الماس سے کرم بھی ابر
ہے تصویر کا + حال مستقبل نجومی اس سے کرتے ہین بیان + زائچہ بھی اقبال ہے پیشانی کی تحریر کا + چار ابرو مین مجھے
حیران ہین سارے خوشنویس + کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا + شوخی نظاہر مجھے سخت گیری کی دلیل + نیمہ
بھی ہے شمشیر سپر پر آتش گیر کا + سینہ ہوسی کی نماز پنجگانہ نے دیا + پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا + کیسی کیسی
صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین + اس مرقع مین بھی ہے کیا کیا ورق تصویر کا + کشتۂ تیغ نظر ہے تیغ ابرو بھی چلے
ابرو شکار انداز ہے جو رنگ اس نخچیر کا + دیکھ سنہ پر وار قاتل کا سپر کہتا رہے + مرد کے چہرہ کا زیور زخم ہے شمشیر کا
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈال دے + کھینچے دامن شہیدان گریبان گیر کا + چاک ہوتا ہے کہان سے گریبان کی طرح
پہچی دیوانہ ہو آشفتہ چاندسی تصویر کا + ساقی نامہ بیا ساقی ای خرمن گل بہار + ز گلشن خزان دیدہ بلبل بہار
بیا ای خرد رفتہ والا پس مست + بیاور بہم پا کہ رفتم ز دست + بیا ای پری نام ساقی لقب + بکن برفشان
شمع جام طلب + نگہ نیم از جان سرد تاب برا + بہ بالاسیکہ چشم پرخواب را + کہ ای لالہ رو سرو سیمین عذار + صنم صا
دل رند درد کی گوار + خدا را بہ تو بستنی ناوہ وش + مرا نام بیچارہ و آہ کش + ز تاب رخ رفت چشم سیہ داغ بہ + نگاہ مرا
سروزین باغ دہ + بر زندان وردی کش سخنہ زبان + حدیثی ز کوثر لب درفشان + بسوزیم د رخشندہ بستن چرا + تبسم
بہ لب در شکستن چرا + تحریران مضامین شور انگیز دکانیان اخبار تحیر خیز اس داستان تعجب نشان و فسانہ
حیرت توامان مین اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہین کہ فرخ دیو پیر و عیار بالکہ آذر چہرہ نسبت طہماس نامہ
لیے ہوئے خبر اخفر چلا جاتا تھا اثناے راہ مین شیبن بن شیاطین عیار فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوڑا ہو
چلا جاتا ہے سوچا کہ آگے خود اس سے حقیقت حال کو پوچھونگا عیار ہے ہرگز بیان نہ کریگا اس مرد و نے فرخ
دیو پیر و کی نظر بچاکے آگے قدم رکھا اور دو رجاکے اثناے راہ مین کمند کے حلقہ بچھادئے آورد رخت
کی آڑ مین چھپا جب فرخ دیو پیر و اس مقام پر آگیا اسنے کمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دیو پیر و کمند مین
پیچیدہ ہوگیا شیبن بن شیاطین فرخ دیو پیر و کے قریب آیا اور کہا ای سرہنگ تیز رو تو بڑا چالاک
معلوم ہوتا ہے مین بہت دور سے تجکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجسے ہمکلام
ہونا مناسب نہ جانا اب تو میرے قبضہ مین آگیا ہے بیان کر تو کون ہے فرخ دیو پیر و نے کہا مین کوئی ہون
تو اپنا مطلب بیان کر شیبن نے کہا میرا مطلب صرف دریافت حال ہے کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا
ہے اور کس کام کے واسطے جاتا ہے فرخ عیار نے کہا مین ہرگز نہ بیان کرونگا شیبن نے کہا اگر تو نہ
بیان کریگا تو مین تجھے ہلاک کرونگا فرخ دیو پیر و نے کہا یہ کون سی انسانیت ہے کہ غفلت مین تجھے
گرفتار کیا ہے اور اسی حالت مین میری ہلاکت کا درپے ہے اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو صاف
صاف اور سچ سچ بیان کردے مجبور ہوکر ہرگز دخل نہ دونگا ورنہ جان بچنا مشکل ہو جائیگی اسنے کہا کہ مین
سچ کہتا ہون میرا نام فرخ دیو پیر و ہے اور مین ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہون ایک ضروری کام کے واسطے
جاتا ہون تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجکو شیبن بن شیاطین کہتے ہین اور مین خداوند فرعون کا عیار ہون
اب تو بھی بیان کردے کہ کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا یہ مین نہین بیان کرسکتا ہون
اگرچہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن اور اسی صورت مین اور بھی نہ بیان کرونگا جب مجکو معلوم ہوگیا کہ تو
فرعون کا عیار ہے اس بات کو سنکے شیبن بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب مین تجسے پوچھتا بھی نہین

اس زور سے خنجر مارا کہ اسکا فنا ہو گیا بعد ازان اُس نابکار نے حلقہ سے کمند کھولے تا لاشی لی پگڑی
مین سے ایک لفافہ نکلا اُسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آذر چہرہ نے تورج شقی کو
قبل ازین گرفتار کر لیا ہی اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی
صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ لیے ہوئے لشکر اسلام کی راہ لی دلمین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام ہی لیکن اس بات کو سبقت ہی کہ ملکہ آذر چہرہ کی قید سے
تورج کو رہا کردون اور اُسکا رہا ہونا بغیر انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا اسوقت [illegible] پہلے ملکہ آذر چہرہ
سے انگشتری لینا چاہیے نامہ بدل گیا ہی لامحالہ حمزہ ثانی اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لیکے
قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آذر چہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر
لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حمزہ ثانی کا ملازم ہون حمزہ
ثانی کا ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شمشن شیاطین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا ملازم ہون
فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے کہا خوب ہوا کہ
اور راہ مین مل گیا مین خاص ملکہ آذر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سنا ہی کہ تورج بدرگ کو
ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مقتر قران کو ہلاک کر کے فوج اسلام سے بھاگا تھا اب حمزہ ثانی نے مجھکو
ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا کسطرح بندوبست کیا جاوے فرخ
دیو پرور مصنوعی نے کہا ای برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہی بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے
پاس چلتا ہون وہ سپاہی شمشن شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف واپس چلا تا اسکہ لشکر اسلام
مین پہنچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے کہا ایک عیار ملکہ آذر چہرہ کا
نامہ لیے ہوئے آیا ہی اُس سے تمام کیفیت دریافت ہو جائیگی شہزادہ نے کہا جلد بلاؤ فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنی شمشن بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا دعا و ثنا بادشاہی بجا
لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ
سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شمشن بن شیاطین سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو فرخ
دیو پرور کہتے ہین ملکہ آذر چہرہ بہت طہماس کا عیار جانثار ہون حمزہ ثانی نے اُس مردود کو انعام
دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لیکے جانا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی
آیندہ جو کچھ حضور کی رای ہو حمزہ ثانی نے اُسیوقت میر منشی سے اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا
کہ ای ملکہ آذر چہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتاری تورج بدرگ پہنچا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے
اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تو نے مقتر قران کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہونے پاوے
اُسکے قید و بند مین ثابت ہوشیاری کرنا عنقریب ہم شیر [illegible] بدر طہماس کو تیرے پاس بھیجینگے
وہان پہونچیگے وہ جو کچھ مناسب سمجھینگے کرینگے اگر کسی طرحکا خدشہ ہو تو اس سے مطلع کرنا ہم فوراً
کافی بندوبست کرنیکو موجود ہین اور ای آذر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوئے کہ
تو نے تورج کو گرفتار کر کے اُسکو وہین قید کیا اور ہمکو اطلاع دی اگر تو اُس مردود کو [illegible]
بندوبست [illegible] روانہ کرتی ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف

پہنچاتا ہی تاکہ مین اس ظالم کا عرصے سے متلاشی تھا بارے آج میری مراد بر آئی جب تیرے نامہ کے ذریعے سے یہ معلوم ہوا کہ تو نے اُسکو گرفتار کر لیا۔ اس مضمون کا نامہ تیار کر کے شستن بن شیاطین نے فرخ دیو پسر و مصنوعی کو دیا شستن وہ نامہ لیکے خوش و خورسند وہان سے آرشیو حصار کی جانب روانہ ہوا

شب کو لشکر اسلام مین طہماس کا خواب دیکھنا صبحکو سرداران لشکر اسلام کے روبرو بیان کرنا سب کا متوحش ہونا اور طہماس کو سمجھانا طہماس کا متوحش اور اپنی زندگی سے نا امید ہونا بیان کیا جاتا ہی

زمانہ کی نیرنگیان اظہر من الشمس ہین کسیکو ہنساتا ہی کسیکو رُلاتا ہی کسیکو ہنسنے کے ساتھ ہی رُلاتا ہی کسیکو روتے روتے یکایک ہنسا دیتا ہی غرضکہ اسکی جو حرکت ہی حیرت انگیز ہی جو بات ہی تعجب خیز ہی ادنیٰون اعلیٰون کو تخت زرین پر پہنچا دکھا دیتا ہی۔ خاک نشینون کو دفعۃً سریر حکومت پر بٹھا دیتا ہی اسکے دور مین کسی کا نام خصلت کسی کی کہین قائم ہی۔ کوئی قارون عادت صاحب قائم ہی سب جانتے ہین یہان شادی و غم توام ہین ہستی اور فنا دنیا مین جیسے کہا خوب کہا ہے ؎ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ست * صید اجل ست گر جوان ور پیر ست * ہم روی زمین پر ست وہم زیر زمین * این صفحۂ خاک پر دو رو تصویر ست * آب دو کلمے اصل مطلب کے سنئے سخن سنج داناے تاریخ دان * چنین گوید از گفتۂ داستان * ایک شب کو طہماس بیخبر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک صحراے لق و دق ہی وہان ایک مکان عالی شان ہی گرد اُس مکان کے سبز و شاداب باغ واقع ہی اس مکان مین بیٹھا ہی اور کوئی شخص اُس باغ مین نہین ہی اُس مکان مین بھی بجز طہماس کے کوئی نہین ہی اگرچہ مکان و باغ کی آرایش و خوش اسلوبی کی وجہ سے دلچسپ ہی لیکن تنہائی کے سبب سے مقام بھیانک نظر آتا ہی طہماس کو حیرت ہوئی کہ مین کہان ہون اور یہان کس طرح پہونچا یکایک دروازۂ مکان وا ہوا دیکھا قباد شہریار۔ لندھور عالی وقار۔ ہمزہ نامدار آئے پاس بیٹھے مزاج پرسی ہوئی طہماس اُس مکان و باغ عجیب کو دیکھکے پیشتر ہی سے حیرت مین تھا ان لوگون کو دیکھکے اور بھی زیادہ متعجب ہوا انواع اقسام کی باتین رہین بر سبیل تذکرہ سب نے کہا اے طہماس ہمنے تمکو بہت عرصے کے دیکھا اب تم ہمارے پاس سے نہ جانا یہ مقام نہایت فرحت افزا و پر بہار ہی یہان کی ہوا زندگی جاودانی بخشتی ہی جو راحت یہان حاصل ہوتی ہی کہین نہین حاصل ہو سکتی ہی یکایک آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا سمجھا کہ معلوم ہوا عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا دنیا مین قیام ممکن نہین ہی باغ جنان کی سیر نصیب ہوگی ؎ یقین زگردش چرخ ست کاین چنین شدنی ست * اسی عالم انتشار مین نورالدہر کا ورود ہوا صاحب سلامت کے بعد نورالدہر نے کہا اے طہماس تم اسوقت نہایت متردد معلوم ہوتے ہو کیون خیر تو ہی حالانکہ تمکو فی الحال خوش و مسرور ہونا چاہیے کہ تمہاری دختر نیک اختر یعنی آذر چہرہ نے وہ کار نمایان کیا جو مردون سے ممکن نہوا یعنی تورج اپنے موذی کو گرفتار کیا ہی چنانچہ حمزہ ثانی کی خدمت مین عریضہ بھیجی اسی مضمون کا لکھا ہی کہ مین نے تورج بدرگ کو گرفتار کیا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی طہماس نے ٹھنڈی سانس بھرکے کہا اے نورالدہر کیا تعجب ہوا اگرچہ آذر چہرہ نے تورج کو گرفتار کیا ہی اور وہ میری دختر ہی تاہم یہ خوش خبری میرے واسطے نہین ہو سکتی ہان اُن لوگون کے واسطے ہو سکتی ہی جو اس دنیاے فانی مین چندے قیام کرینگے لذات دنیا سے محظوظ ہونے کی امید رکھتے ہین عنقریب میرا دنیا سے کوچ ہوا چاہتا ہی یہ سنکے نورالدہر انگشت بدندان

ہوئے اور کہا ای طہماس یہ کیا کہتے ہو اس دنیاے فانی مین قیام کسکو ہی بجز ذات باری تعالی
کے ہان کوچ کا وقت کسی کو نہین معلوم ہی تمکو کس طرح معلوم ہو گیا کہ عنقریب یہان سے کوچ ہوا
چاہتا ہی طہماس نے آبدیدہ ہو کے کہا شب کو عالم خواب مین قباد شہریار لشکر عالی وقار حمزہ نامدار
آئے اور کہا ای طہماس اب تیری مفارقت ہم پر نہایت شاق ہی بس اب ہمارے پاس رہو اسی
طرح تمام خواب کی حقیقت بیان کی نور الدہر نے کہا ای طہماس تعجب ہی کہ تم ایسے دانا اسطرح کے خیال
بیمعنی دل مین پیدا کرو اگر نادان و ناتجربہ کار شخص ایسی باتین کرے تو ہو سکتا ہی تمام عالم مین مشہور ہی کہ
خواب خیال ہوتا ہی انسان ہر روز طرح طرح کے خواب دیکھا کرتا ہی اگر ایسے ہی خیال دلمین راسخ ہو جاتے
تو کاہیکو کسیکی زندگی ہو طہماس نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ اسطرح کے
خواب محض خیال نہین سمجھے جاتے یہ کہکے طہماس نے سر جھکا لیا اور رونے لگا ٹپکا ٹپکے چشم نم کا پھر نور الدہر
نے ہر چند سمجھایا لیکن طہماس کے دل سے کسی طرح یہ خیال دور نہوا اس اثنا مین ہرکارہ آیا کہا حمزہ
صاحبقران ثانی نے یاد فرمایا ہی طہماس نے درباری لباس پہنا حمزہ ثانی کے پاس پہونچے بعد ادا
آداب اپنے مقام پر قیام کیا مگر اسی حالت انتشار و تردد مین حمزہ ثانی نے پوچھا کیون کیسا مزاج
ہی کہا الحمد للہ بعدہ حمزہ ثانی نے یہ تقریر شروع کی کہ تمھاری دختر نیک اختر آذر چہرہ نے مجکو نامہ لکھا
تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ مین نے تورج بدرگ کو گرفتار کر لیا ہی اسکے بارہ مین جو حکم ہو تعمیل کیجاوے ہماری راے
یہ ہی کہ تورج بدرگ کو یہان بلا لیا جاوے بعدہ اسکے واسطے کوئی معقول سزا تجویز ہو اسکا یہان تک پہونچنا خالی از خطر
نہین ہی کیونکہ وہ مردود نہایت چالاک و ہوشیار ہی اگر ناتجربہ کار لوگ اسکو یہان لانے کے واسطے بھیجا جاوے تو بیچ راہ
مین وہ رہا ہو جائیگا اور آذر چہرہ کی محنت ضایع ہو جائیگی پس ہمارے نزدیک یہ مناسب ہی کہ تم جاؤ اور بحفاظت تمام
اس موذی کو یہان لے آؤ اس ضمن مین آذر چہرہ تمھاری دختر سے بھی ملاقات ہو جائیگی طہماس نے کہا کیا مضائقہ
ہی مین بسر و چشم جانے کے واسطے مستعد ہون چنانچہ اسباب سفر درست ہونا شروع ہوا ایک جمعیت کثیر ہمراہی طہماس
کے واسطے تیار ہوئی طہماس حمزہ ثانی سے رخصت ہوا بعدہ اپنے مقام پر تمام سردارون کو جمع کیا اور سب سے کہا ای
عزیزو دنیا محل گذران ہی زمانہ کا رنگ ہمیشہ ایسا ہی ظاہر ہی کون جانتا ہی کہ کل کیا ہوگا۔ انسان کو دنیا مین راحت کسی طور پر پہونچے
ممکن نہین ہی انسان جب پیدا ہوتا ہی اسوقت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو شکنجہ مین کھینچنے کی ہو بعد ولادت پوست بدن اسکا
ایسا نرم ہوتا ہی کہ ہاتھ کا مس وہ تکلیف دیتا ہی کہ جو نچکے سے جسم انسان کو تکلیف ہو پھر بیماری کی تکلیف کیا کم ہی کوئی تکلیف
ہو پھر بڑے ہونے کے کچھ نہین حال کھلتا تا انکہ زبان کھلے علم و ہنر سیکھنے کو استاد کے حوالے کیا گیا کون نہین جانتا جو اسکو تکلیف
اور مصیبت اٹھانا پڑتی ہی لڑکا رو رو کے کہتا ہی کہ میرے سر مین درد ہی مولوی صاحب حیلہ سمجھکے اسقدر زدوکوب کرتے ہین
کہ لڑکے کے حواس باختہ ہو جاتے ہین اگر لڑکا ماں باپ کے پاس شکایت لیگیا تو انھون نے حیلہ پر نظر کرکے اعتنا نہ کی اور
دکھانے والے نے یہ جواب دیا کہ تو نے سبق یاد نہ کیا ہوگا بہتر ہوا جو تجکو زدوکوب ہوئی کہ ادب ہوگی خدا خدا کرکے جب تحصیل
علوم و فنون کا زمانہ گذرا ماں باپ فکر ہوا اسکو اپنی نظر کرکے اسکی شادی کردی بچے پیدا ہوئے صاحب اہل و عیال
ہونے کی حالت مین جو جو رنج اور پیچ پیش آتی ہین اسکو کون نہین جانتا ہزار خرابی و دشواری اس زمانہ کو بھی بسر کیا
تو بڑھاپا آیا صد چو شصت آمد نشست آمد پدیدار کوئی اٹھائے تو اٹھین کوئی بٹھا دے تو بیٹھین دل چاہتا ہی کہ چلین پھرین
پاؤن مین طاقت نہین کھانے کا مزہ جوانی کے ساتھ گیا منہ مین دانت نہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی سر کو قرار نہین ان مصیبتون کو

کبھی چھپایا کا تشکیر مرنے کے بعد راحت ہوئی وہ بھی نہین بعد ممات حساب کتاب کا دغدغہ لگا ہی بجز انبیا اور اوصیا کے کون ایسا ہی جو اس دنیا مین آکے بخیرو عافیت رہ رو عالم بقا ہوا ای میرے عزیزو اور دوستو دنیا اور اہل دنیا کے درمیان یہ مبحث واقع ہی جو مین نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا اگرچہ مین نے تمہاری مفارقت کی لیکن میرے خیال مین یہ آخری میرے تمہارے صحبت ہی بڑا افسوس کیا اور کہا مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرے قصورون کو معاف کرنا اگر حیات مستعار باقی ہی پھر تمسے آکے ملونگا ورنہ ثواب فاتحہ سے مجھے فراموش نہ کرنا اس تقریر سے تمام حاضرین کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے کہا ای طہماس اسوقت تمہاری تقریر طرفہ دردآمیز ہی نورالدہر نے کہا ای طہماس انشاءاللہ تعالےٰ تم بخیرو عافیت اپنی دختر نیک اختر آذر چہرہ سے ملوگے اور پھر واپس آکے ہم سب سے ملاقی ہوگے کیون ایک خیال بھی کو اپنے دل مین جگہ دیکے پاک ہوتے ہو اگر دنیا مین زندگی کا اعتبار نہین ہی تو کسی کی زندگی کا اعتبار نہین ہی اگر زمانہ کی نیرنگیان ہین تو سب کے ساتھ ہین بجز ذات باری تعالےٰ کے کوئی موت کا حال نہین جانتا طہماس نے کہا ہان یہ بھی درست ہی بعد ازان صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوکے اپنے مکانون کو گئے طہماس کا تمام اسباب تیار ہو چکا تھا سوار ہوکے اسی وقت وہانسے کوچ کرکے ارغنو حصار کی راہ لی

طہماس کو ارغنو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شرارت اشتمال شمشین بن شیاطین کا مذکور ہوتا ہی جو بصورت فرخ دیو پرور عیار ملکہ آذر چہرہ کی صورت سے مشابہ ہوکے جواب نامہ حمزہ صاحبقران ثانی لیے ہوئے ملکہ آذر چہرہ کے پاس گیا ہی

سینہ مین اب کہان وہ جوش بھی تھا ایک اوبال سا + بیٹھ گیا کچھ اٹھتے ہی چھوڑ گیا خیال سا + عرض و فا پہ دیکھنا اسکی ادا سے وہ لفریب + دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا + تارے بھی گن کے کاٹتے رات فراق کی مگر + نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو ہو وہ خال سا + اسکی لچک پہ دم فدا اسکی ادا پہ دل نثار + ہاے وہ شاخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا + فتنۂ حشر کب اٹھا اسکے خرام ناز سے + وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ مین پایمال سا + باندھ دیا تھا کھینچ خود زلف مین اسکے اپنا دل + رکھ نہ سکے وہ اسکو بھی ٹالدیا وبال سا + جان لیا ہی ماہ عید اسکو مہ صیام مین + ابرو کے یار ہی اگر دیکھ لیا ہلال سا + ہو دل گم شدہ مرا گیسو کے تاب دار مین + ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہی بال سا + پوچھئے کیا ہو کون تھا ہو نہو وہ ہی داغ ہو + ورنہ تمہارے تھا نگر کوئی شکستہ حال سا + سخنور اسلیے کہ معنی ساز کردہ + سخن را این چنین آغاز کردہ + جب کہ شمشین بن شیاطین کو حمزہ صاحبقران ثانی حسب دلخواہ جواب نامہ وصول ہو گیا بہت خوش ہو ہوکر وہان سے رخصت ہوکے ارغنو حصار کی راہ لی بعد طے مراحل قطع منازل دروازہ قلعہ پر پہونچا شب کا وقت تھا پہلے اسنے ارادہ کیا کہ صبح کو ملکہ آذر چہرہ سے ملاقات کرکے نامہ دینا چاہیے پھر خیال آیا کہ کار امروز بفردا مگذار + مین بصورت فرخ دیو پرور ملکہ کے روبرو جاؤنگا ابھی شب بہت مناسب ہی اسی وقت چلکے نامہ دینا چاہیے اگر آج ہی مقصد حاصل ہو گیا فہو المراد یہی خیال شب ہی کو مصمم ارادہ کیا دروازہ قلعہ پر پہونچا اسوقت دروازہ قلعہ بند تھا دق الباب کیا پاسبان نے پوچھا کون ہی اسنے آہستہ سے کہا مین ہون دروازہ کھولدو پاسبان نے دروازہ کھولا اسنے پوچھا تو کون ہی شمشین بن شیاطین نے کہا مین ہون فرخ دیو پرور ملکہ کے نامہ کا جواب لایا ہون یہ

کہ کے دروازہ مین داخل ہوا قلعہ مین پونہچا ملکہ آذر چہرہ عنقریب بستر خواب پر جانے کو تھی جو ہین اسنے
سنا کہ فرخ دیوپرور جواب نامہ لایا ہی نہبت خوش ہوئی کہا اسی وقت بلاؤ شین بن شیاطین
ملکہ کے روبرو آیا ادب سے سلام کیا پگڑی سے نامہ نکالا ملکہ کو دیا ملکہ کو ازبسکہ معلوم تھا کہ فرخ
دیوپرور بھی جواب لایا ہی اسنے شین کی صورت بھی نہین دیکھی نامہ لے لیا سر نامہ چاک کیا
نامہ کھولا از اول تا آخر پڑھا کھلکھلا کے ہنسے اور کہا بارے تورج ملعون گرفتار ہوا تھا جو پدر
معظم کی زیارت نصیب ہوگی خوب کیا حمزہ صاحبقران نے جو میرے پدر والا قدر کو بیانسے
تورج کو لیجانے کے واسطے تجویز کیا ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار * اب خیر و
عافیت وہان کی بیان کر اسنے کہا ای ملکہ وہان سب طرح خیر و عافیت ہی عنقریب طہماس تیرا
پدر معظم یہان پونہچا چاہتے ہین ملکہ نے کہا ہان مجھکو معلوم ہی کہ حمزہ صاحبقران نے مجھکو تحریر
اطلاع دی ہی ای فرخ دیوپرور مین تیری بہت مشکور ہون کہ تو بعجلت تمام حسب مراد جواب
نامہ لایا میرے پدر والا قدر یہان تشریف لاوینگے زہے نصیب و خہے طالع میرے ؎ برین مژدہ
گرجان فشانم رواست * بعدہ خلعت گران بہا طلب کیا فرخ دیوپرور مصنوعی
یعنے شین بن شیاطین کو دیا شین نے لے ای ملکہ عالم اب مجھپر فرض ہی کہ ان زخمیون کو بھی
بیان کرون جو اثنائے راہ مین مجھکو پہنچے مین نامہ لیے ہوے تیز اخبر چلا جاتا تھا ایک شخص عیار
وضع راہ مین ملا مجھسے پوچھا تو کون ہی مین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا نمک خوار قدیم ہون پوچھا
کہان جاتا ہی اور کیون جاتا ہی مین نے کہا مین ملکہ عالم نامہ لیے ہوے حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین جاتا ہون یہ سنتے میری نظر سے غائب ہوگیا چندہی قدم راہ طی کی تھی کہ ایک مقام پہ جو مین
پونہچا وہان اسنے حلقہاے کمند زمین مین پوشیدہ کر دیے تھے مین اس کمند مین پیچیدہ ہوگیا
اسنے کہا نامہ مجھے دکھا دے نہین تجھے ہلاک کرونگا مین نے ہزارون قسمین کھا کے کہا اگر تو مجھکو
کمند سے رہا کر دے تو مین وہ نامہ تجھے دکھا دون اسنے کہا تو خدا سست ہی تیری قسم کا کیا اعتبار مین
نے کہا یار عزیز اصل امر یہ ہی کہ آج مین تجھے اس رمز کو بیان کرتا ہون فی الحقیقت مین خدا پر
نہین جو وقت بہت بزرگ کی میری نظر مین ہی ہرگز جدا نادیدہ کی نہین ہی یہ سنکے اسنے مجھکو کمند سے
کھول دیا اور کہا لا وہ نامہ مجھے دکھا دے مین نے پگڑی سے نامہ نکالا اسنے نامہ لینے کو ہاتھ بڑھایا
دست چپ مین میرے نامہ تھا اسنے اپنا دست راست نامہ لینے کو بڑھایا مین دست راست
سے خنجر اس زور سے اسکے سینے پر مارا کہ اسکی پشت سے گذر گیا اور بیدم ہوکے زمین پر گرا
مین وہان سے مثل باد تند بھاگا ای ملکہ عالم بعض قرینون سے مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ شین
بن شیطان عیار فرعون ملعون کا تھا فرعون کی رہائی کے واسطے جاتا تھا ملکہ آذر چہرہ
یہ داستان سنکے اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا ای فرخ دیوپرور بجا کارے کردی اور دوسرا
خلعت فرخ دیوپرور مصنوعی کو دیا راوی کہتا ہی ہرچند ملکہ آذر چہرہ کے بستر خواب پر جانیکا
وقت تھا مگر اپنے باپ طہماس کے آنے کی خبر سنکے ایسی خوش ہوئی کہ پہر رات تک بیدار
رہی اور فرخ دیوپرور مصنوعی سے باتین کرتی رہی جب تھوڑی رات باقی رہی خواب نے

غلبہ کیا کہا ای عیار طرار اب رات بہت کم باقی ہی تھوڑی دیر سو رہنا بھی ضرور ہی مین بستر خواب
پر جاتی ہون رات زیادہ گئی ہی تو بھی نہین سوئے صبح کو انشاء اللہ اور بھی بعض حالات حمزہ صاحبقران
کے تجھسے پوچھونگی فرخ دیو پرور مصنوعی کی دلی امید یہی تھی دست بستہ کہا کیا مضایقہ ہی غلام
بھی سو رہیگا ملکہ بستر خواب پر گئی شین مردود بھی برامدہ مین دراز ہوا یہان تک کہ ملکہ آزرچہرہ
بیخبر سو گئی نفیر خواب شین مکار کے کان مین پونہچی وقت کا منتظر تھا فرصت کو غنیمت جانا اپنی
جگہ سے اٹھا حجرہ مین گیا ملکہ آزرچہرہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور حجرہ سے باہر آکے کمال
عجلت دروازہ قلعہ پر آیا وہان سوچا کہ نورج کو ہمراہ لیتے چلنا چاہیے پھر سوچا نہین معلوم نورج
کہان قید ہی اگر اسکی تلاش مین یہان دیر ہوگی تو صبح ہوجائیگی اور ملکہ آزرچہرہ بیدار ہو کے
انگوٹھی کو تلاش کریگی ایسا نہو کہ مجکو پہچان لے اور انگوٹھی ہاتھ سے نکل جاے کے نظر برین دربان
سے کہا دروازہ کھولدے مین جاتا ہون اسنے پھر پوچھا تو کون ہی شین مردود نے کہا مین ہون
فرخ دیو پرور ملکہ کے نامہ کا جواب حمزہ صاحبقران سے لایا تھا وہ ملکہ کو دیدیا اسوقت تک
مجھسے حمزہ صاحبقران ثانی کے حالات دریافت کرتی رہی چونکہ رات کم باقی رہی ملکہ بستر خواب
پر گئین اب مین یہان توقف کرکے کیا کرون جاتا ہون صبح کو پھر آؤنگا دربان نے دروازہ قلعہ کا
کھولدیا شین وہ انگوٹھی لیے ہوئے ایک طرف راہی ہوا جب آرمنو حصار سے بہت دور
نکل گیا اور مطمئن ہوا ایک مقام محفوظ مین متوقف ہوا انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوؤن کو بلایا
اور کہا جاؤ نورج کو ملکہ آزرچہرہ کی قید سے رہا کر لاؤ

جب بہانے شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی دیوؤن کو نورج کی رہائی کے واسطے آرمنو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال ملکہ آزرچہرہ کا بیان کیا جاتا ہی

کاتب اخبار تازہ و محرر مضامین بے اندازہ اس طرح مسطور کرتا ہی کہ یہان جب صبح کو ملکہ آزرچہرہ
خواب سے بیدار ہوئی منتظر ہوئی کہ فرخ دیو پرور آئے تو اس سے حمزہ صاحبقران کے اور
حالات دریافت کرون یکایک انگوٹھی کا خیال آیا ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی ندارد تھی بہت گھبرائی
ملازمون سے کہا دیکھو فرخ دیو پرور شب کو یہین سویا تھا بیدار کر لاؤ ملازمون نے دریافت
کرنے کے بعد عرض کیا ملکہ عالم فرخ دیو پرور شب ہی کو قلعہ سے باہر چلا گیا یہان نہین ہی اب
ملکہ آزرچہرہ کے دل مین شک پیدا ہوا کہا دیکھو نورج بدرگ بھی قید خانہ مین ہی یا وہ بھی غائب ہی
ملازمون نے قید خانہ مین جاکے دیکھا نورج موجود تھا اب ملکہ دل مین اس بات سے خطور
کیا کہ انگوٹھی میرے ہاتھ سے نکل گئی ہی ایسا نہو نورج قید خانہ سے رہا ہوجاے اسکو ہلاک
کرنا قرین مصلحت ہی قید خانہ سے بلایا جلاد کو حکم دیا کہ اسکو ہلاک کر جلاد نے شمشیر برہنہ علم کی اور
چاہتا تھا کہ اسکی گردن پر وار کرے یکایک پنجہ نمودار ہوا اور نورج کو اٹھا لے گیا ملکہ آزرچہرہ
نے افسوس کرکے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا غضب ہوا جو میرا خیال تھا وہی ظہور مین آیا [illegible]
نورج کو لینے آئے تھے مین کیا جواب دونگی اور حمزہ ثانی مجھپر کیسی نفرین کرینگے اس مضمون کا
دوسرا نامہ تیار کیا اور فرخ دیو پرور کو بلوایا فرخ دیو پرور بالاے ہفت چکا تھا وہ کہان ملتا اب

اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ معاملہ ہی تمام شب فرخ دیو پرور مجھسے باتین کرتا رہا نہین معلوم کہان چلا گیا جو اب تک نہین آیا چند ملازمون کو فرخ دیو پرور کی تلاش مین بھیجا انھون نے بعد دریافت حال آ کے عرض کیا کہ ملکہ عالم جسکے تلاش کرنے کو کہتی ہین سُننے یہ تحقیق خبر دریافت کی ہی کہ فرخ دیو پرور کو شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی نے ہلاک کیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ فرخ دیو پرور نے تمام شب کو مجھسے نامہ دیا باتین کرتا رہا بلکہ آخر شب کو یہین بر آمدہ مین سویا تھا روشن راے رکن اعظم ملکہ آزر چہرہ کی حکومت کا تھا اُسنے کہا ملکہ عالم تمھارا کس طرف خیال ہی شب کو مین نے تمام تقریر فرخ دیو پرور عیار کی سُنی مجکو اُسی وقت اُسکی نسبت شک ہوا تھا کہ یہ فرخ دیو پرور نہین معلوم ہوتا تھا مگر اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ شاید فرخ دیو پرور ہی ہو بلکہ وہ کوئی عیار لشکر کفار کا تھا جو بصورت فرخ دیو پرور آیا تھا اور انگوٹھی لیکے غائب ہو گیا دلیل اُسکی یہ ہی کہ اُسنے شب کو بیان کیا تھا کہ جب مین نامہ لیے ہوے حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس سے آتا تھا اثناے راہ مین ایک عیار ملا تھا اُسنے مجکو گرفتار کیا مین نے فریب سے اُسے ہلاک کیا یہ حال اپنا خود اُسنے بیان کیا ملکہ نے مخاطب ہو کے کہا اے روشن راے تیرا خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہی یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور ملکہ آزر چہرہ اس فکر و تردد مین بیٹھی تھی یکایک پنجہ نمودار ہوا اور ملکہ آزر چہرہ کو اُٹھا لے گیا اب جو ملکہ آزر چہرہ نے بہت طہماس سنے آنکھ کھولی اپنے کو تورج کے روبرو پایا تورج نے بقہر و غضب ملکہ آزر چہرہ کو از سر تا پا دیکھا اور کہا کیون اے گیسو بریدہ آزر چہرہ تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا کہ کس طرح مجکو تیری قید سخت سے نجات بخشی اور تجکو میری قید مین مبتلا کر دیا ہی بشر طیکہ مین اُس شدت و بدعت کا تجسے عوض لون جو حالت قید مین مجھ پر کی کیا کہون تو عورت ذات ہی اگر کوئی مرد مجھسے اس طرح پیش آتا تو اس عذاب سخت سے ہلاک کرتا کہ جانور ان تہرائی اُسکے حال پر افسوس کرتے دیکھ خیریت چاہتی ہی تو مجکو قبول کر اب بھی مین تیری ہمبستری کے واسطے راضی ہون حالانکہ تو نے کوئی جگہ میرے دل مین باقی نہین رکھی ہی دنیا مین اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہین ہی کہ کوئی کسی کا دلدادہ ہو سہ مجتبے ست کہ دل رامنی دہد آرام + وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد + اے آزر چہرہ کیا تو یہ سمجھی ہوئی ہی کہ وہ جواب نامہ جو حمزہ ثانی نے بھیجا فرخ دیو پرور تیرا عیار لایا تھا قسم ہی خداوند کے سر پاک کی وہ شین بن شیاطین عیار خداوند فرعون ثانی تھا جسنے اثناے راہ مین فرخ دیو پرور کو ہلاک کیا اور خود فرخ دیو پرور کی صورت مشابہ ہو کے حمزہ ثانی کے پاس گیا جواب نامہ وصول کیا اور تیرے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اُس جواب نامہ کے ذریعہ سے قلعہ مین پہونچا تجکو جواب نامہ دیا تمام شب باتین کرتا رہا تو سو گئی اُسوقت خداوند کی قدرت نے انگوٹھی اُسسے دلوا دی اُس انگوٹھی کی وجہ سے مین تیری قید سخت سے رہا ہوا اور تجکو بھی یہان بلایا اگر تو مجھسے راضی ہو گئی فہو المراد ورنہ تیرے تمام قلعہ کو منہدم کرونگا اور مسلمانون کا نشان تک باقی نہ رکھونگا مسلمان بڑی غلطی پر ہین جو خداوند پر ایمان نہین لاتے اُس خدا کی پرستش پر جان دیے ہوے ہین جس کو کبھی کسی نے نہین دیکھا اور نہ اب کوئی دیکھ سکتا ہی عقل بھی کوئی شے ہی ملکہ آزر چہرہ تا دیر تورج کی تقریر سنا کی دم بخود رہی پھر کہا اے نابکار و بدکار لعنت ہی شین بن شیاطین کی اوقات پر کہ اُسنے میرے عیار وفا شعار کو جان سے مارا

نامہ لیا جمہرۂ ثانی سے جواب نامہ لایا اور اس حیلے سے مجھسے انگوٹھی لے لی اگر کچھ جرأت رکھتا تھا مقابلہ کر کے
اُسے پسپا کیا ہوتا یا یہ کہ قلعہ میں بالاعلان آ کے مجھسے انگوٹھی کو لیا ہوتا اور اس فرخرفت تقریر سے کیا فائدہ کہ جو
تو دین اسلام کی بابت میرے سامنے بیان کرتا ہے تورج نے کہا اے آزرچہرہ خدا سے نادیدہ کی پرستش
سے تو بہتر تھا کہ تو ہندوؤں کے دین کو اختیار کرتی انکی تاریخ دان برہمن بید خوان کا مقولہ ہے کہ خدا کی
ذات نرنکال ہے یعنے جو کوئی تصور کرے اس سے بری ہے نہ اسکا کوئی دوسرا ہے نہ کسیکو اس سے برابری
ہے بے مثل و بے مانند و بے چند اُسنے پہلے تین شخصوں کو پیدا کیا ہر ایک کو ایک بڑا کام دیا۔ ایک کا
نام برہما دوسرے کا بشن تیسرا مہیش ہے پہلے کو پیدا کرنے کی قدرت دی دوسرے کو زندہ رکھنے کی
تیسرے کو مار ڈالنے کی طاقت عنایت کی تینوں کو انکی زبان میں نراکار کہتے ہیں تینوں اپنے اپنے کام
میں مصروف رہتے ہیں اور برہما کی عمر سو برس کی ہے [illegible] کا پہلا روز سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہے
دوسرا بارہ لاکھ چھیانوے ہزار تیسرا آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار چوتھا چار لاکھ بتیس ہزار برس کا ہے دونوں کا نام ست جگ ترتیا
دواپر کل جگ ہے اسی طرح کی تین سو ساٹھ راتیں ہیں جب ایسے سو برس تمام ہو جاتے ہیں برہما کی موت
آتی ہے پتال کو جاتا ہے جل بھی ہو جاتی ہے جسے پرلے کہتے ہیں پھر اوسکی ناف سے کنول کا پھول نکلتا ہے اور برہما پیدا ہوتا ہے ایسے
ایک ہزار اور ایک برہما گذرے ہیں آزرچہرہ نے کہا اللہ اکبر عجب حساب کتاب ہے او پلید اگر ہزار برس تک تو بیان
کرے تو میں اس دین کو نہ سمجھ سکوں جب تجکو اس دین کا اسقدر حساب یاد ہے تو پھر فرعون پرستی اور
طرح طرح کے بتوں کی پرستش پر کیوں جان دیے ہوئے ہے اُسنے کہا اے آزرچہرہ اس حساب کے بیان
کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ تو سمجھے کہ میں دنیا دین و مذہب کے بارہ میں بہت کچھ تحقیقات کر چکا ہوں جب
مجکو تحقیق ہوا کہ دین فرعون پرستی وغیرہ صحیح و درست ہے تب میں نے تمام مذہبوں سے قطع نظر کی
ملکہ آزرچہرہ نے کہا او ملعون اگرچہ میں بھی دین اسلام کی حقیقت کے بارہ میں بہت کچھ بیان کر سکتی ہوں
لیکن ایسے جاہل سے کہ خوی بد در طبیعتے کہ نشست [illegible] نرود جز بمرگ از جانش اس بارہ میں زبان کو
تکلیف دینا عبث ہے تورج نے کہا اے آزرچہرہ کیا اب بھی تو مثل سابق مجھسے محترز رہیگی اور نہ دین اسلام
سے قطع نظر کریگی اُسنے کہا بیشک زیادہ ازین نیست کہ تو مجکو ہلاک کریگا باشد۔ تورج پلید اور زیادہ
برہم ہوا اور کہا اگر تو میرا کہنا نہ مانیگی میں بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ بعد اس گفتگو کے تورج
نے ملکہ آزرچہرہ کو ایک جاے تاریک میں قید کیا

ملکہ آزرچہرہ بنت طہماس کو تورج پیسک کی قید میں مبتلا رکھا جاتا ہے اور طہماس کے حال توحش اشتمال کی جانب توجہ کی جاتی ہے

اثر خون جگر میں کیا ہے آب زندگانی کا ۞ نہیں مرتا میں فرقت میں برا ہو ناتوانی کا ۞ مزہ یہ تلخ فرقت میں تجھ بن
زندگانی کا ۞ چراغ گور ہے ساغر شراب ارغوانی کا ۞ کھلے دروازے ہر شب چین سے سوتے ہیں ہم جب
دیا ہے خانہ ویران کو عہدہ پاسبانی کا ۞ ہم خوش عبادت کیسی ہیں رند نکلا ہر ۞ یہاں ہر جام مے دریا ہے آب
زندگانی کا ۞ کبھی چشمہ لب پر [illegible] کی سرکشی دیکھی ۞ تو عالم آگیا یاد اپنی ہستی و جوانی کا ۞ جگر میں بنتا ہے اک سو
اک طرف کو [illegible] کہتے ہیں ۞ تردد خانۂ دل میں ہے غم کی میہمانی کا ۞ کیا حق نے بخیر انجام میرا خود پرستی میں ۞
ہوا لبریز سے جام عمر کی زندگانی کا ۞ کوئی تکلیف اٹھاتا ہے جو انکو اٹھ نہیں سکتے ۞ [illegible] خرفوں میں

مضمون ہماری ناتوانی کا ✤ وہان زخم دل کے ٹھیکے بے طور ہین ناسخ ✤ تصور ہو مجھے کس کے لباس زعفرانی کا
راوی صداقت کار و ناقل خوش گفتار اس طرح مسطور کرتا ہے کہ جب طہماس سطیع خاص نخل نوخیز بوستان
سلطنت ثمرہ شجرہ شوکت و ابہت شہنشاہ جہانبانی یعنی صاحبقران ثانی و تمام سرداران لشکر اسلام
سے رخصت ہو کے آرنیو حصار کی جانب راہی ہوا دل مین اس خواب پریشان کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا
اثناے راہ مین تپ محرقہ عارض ہوئی فوراً دل مین راسخ ہو گیا کہ اب اس بخار سے جانبری محال ہے سفر
دور و دراز اور شدت تپ کا یہ حال ہے افسوس دنیا مین اتنی مدت جیے اور کچھ نہ کیا افسوس ہوتا
ہی آئی تو کہان کاشکے آذرچہرہ کے پاس پہونچ کے بخار آیا ہوتا عرصہ کے بعد دختر کے دیدار سے دل کھلتا
تیمارداری حسب دلخواہ ہوتی کیا کرون کس طرح آذرچہرہ تک جلدی پہونچ جاؤن اطراف و جوانب
سے اطبا بلا کے انھون نے نبض پر ہاتھ رکھا قارورہ دیکھا کہا بہت شدت کی تپ ہے تمازت آفتاب سے بچانا
چاہیے بہت مضر ہے نسخہ لکھا طہماس نے کہا مین تمازت آفتاب سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون سفر
مین طبیبون نے کہا جو کچھ ہو اسی مقام پر کسی سایہ دار جگہ سے محفوظ مین قیام کیا جاوے چونکہ دفعتاً شدت تپ سے
حالت متغیر ہوتی جاتی تھی اثناے راہ مین قیام کیا دوپہر کا وقت تھا طہماس بستر علالت پر کراہ رہے
تھے یکایک خبردار نے آکے خبر دی کہ نورج بدرگ مع ملکہ آذرچہرہ کی قید سے رہا ہو گیا زید بیران ملکہ
آذرچہرہ خود نورج کی قید مین مبتلا ہو گئی نورج ملعون نے ملکہ پر بہت بدعت و شدت کی یہ
خبر سنکے طہماس ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا فوج کو حکم دیا کہ اسی وقت تیار ہو کے کوچ کرو
سردارون نے سمجھایا کہ آپ علیل ہین دو تین روز یہان توقف کرنا لازم ہے ایسا نہو طبیعت زیادہ
بے لطف ہو جاوے طہماس نے کسی کا کہنا نہ مانا اسی وقت سے شدت تپ مین دم نیم کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان لشکر حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واقفانیکہ در سخن فرد اند ✤ شرح این داستان چنین کردہ اند حمزہ ثانی کو انتظار رہتا کہ دیکھیے کب طہماس
نورج بدرگ کو آرنیو حصار سے لاتے ہین ایک روز صبح کو نورالدہر حمزہ ثانی کے پاس آئے بہت
متوحش حمزہ ثانی نے سبب توحش کا پوچھا نورالدہر نے کہا شہریار کیا عرض کرون شب کو
عجیب خواب پریشان دیکھا جس سے دل بیقرار ہو گیا ✤ دل پر کس طرح جبر کیجیے ✤ طاقت ہو نہین کہ
صبر کیجیے ✤ آخر مجکو جنون ہوگا ✤ دم بھر مین دل ہی خون ہوگا ✤ حمزہ ثانی نے کہا ای نورالدہر بیان کرو
وہ کیا خواب پریشان دیکھا نورالدہر نے پہلے دعا دی ✤ عمر اعداے تو شکرقند سا ہمشان ✤
عہد اقبال تو توفیق بقا را ہمرکاب ✤ مجاست ساز برہ قوال دکمس رانند زحل ✤ آبدار است ابر نیسان کو
خواصت آفتاب ✤ پھر عرض کیا ای شہریار عالی مقدار شب کو خواب مین طہماس کو دیکھا کہ دریاے
خون مین غوطہ کھا رہا ہے اور ہزارہا دریائی جانور طہماس کو ہر چہار جانب گھیرے ہوے ہین اور
منتظر ہین کہ طہماس غرق ہو جاے تو وہ حملہ کرین دفعتاً میری آنکھ کھل گئی دیکھا قریب صبح کے
اٹھا نماز پڑھی اور سوچ مین بیٹھا رہا کہ دیکھیے اس خواب پریشان کی تعبیر کیا ظہور مین آتی ہے بہت
توحش اس سبب سے ہے کہ خود طہماس نے بھی اپنی نسبت خواب پریشان دیکھا تھا اور مجھ سے
بیان کیا تھا مین نے طہماس کے اطمینان کے واسطے خواب و خیال کہکے دفع الوقتی کی آج کے

جو اسکے خواب سے مجھکو یقین ہوگیا ہے کہ کچھ نہ کچھ صدمہ سخت طہماس کو پہونچیگا حمزہ ثانی کو
بھی تردد ہوا کہا اے نورالدہر میری راے یہ ہے کہ تم بھی ارمنیو حصار قورج کے لینے کو جاؤ
در دل یک شور و شیون کرد ما پراگندگی آورد انبوہ ما + اگر قورج کے اس طرف لانے
مین طہماس کو کسی طرح کی دقت لاحق ہو تم اسکی مدد کرنا اے نورالدہر ابھی مہتر قران کے
صدمہ سے مجکو فراغ نہین حاصل ہوا ہے ایسا نہو کہ کوئی صورت اور طرح کی پیش آسکے تو غضب
ہوجائیگا نورالدہر نے کہا شہریار مجکو بھی یہی تردد ہے غرض کہ اس گفتگو کے بعد نورالدہر
ایک لاکھ بیاسی ہزار سواران جرار کی جمعیت سے ارمنیو حصار کی جانب روانہ ہوا

نورالدہر کا ارمنیو حصار کی جانب روانہ کیا جانا ہے اور طہماس کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی کہتا ہے کہ طہماس نے اُس شدت تپ مین کوچ کیا اور طے مراحل سخت اُس مقام کے
قریب پہونچا جہان قورج بدرگ مقیم تھا دیکھا بڑا اژدحام ہے حیرت ہوئی کہ ابھی یہ مردود
آذر چہرہ کی قید مین پڑا تھا انگوٹھی ملتے ہی شاہانہ سامان مہیا کر لیا ایک عیار کو بھیجا کہ قورج
کے مقام قیام مین جاکے حال دریافت کرے کہ بلا آذر چہرہ کو کہان قید کیا ہے اور فی الحال
قورج ملعون کس کام مین مصروف ہے وہ عیار گیا طرفہ تماشا دیکھا یعنی قورج بدرگ
ایک قصر عالی شان مین دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہے بکثرت دیو ہر چہار جانب جمع ہین بزم
ہوشربا آراستہ ہے فرش دیبا و حریر مغرق سے آراستہ جواہرات کی مرصع کاری سے پیراستہ
زمرد و یاقوت والماس کے جھاڑ کنول شمعہاے مومی کافوری روشن دنگل کرسیان جواہر
نگار وزیر امرا پہلوان خلعتہاے گران بہا پہنے غرق دریاے جواہر ایک تخت فلک رفعت جس کی
چمک نظر قیصر کی کرتی ہے اُس پر ایک شخص اور بھی کمال غرور و تکبر بیٹھا ہے اُسکے پہلو مین قورج
کا دنگل ہے ساقیان رنگین ادا بادۂ گلفام کے جام اہل محفل کو دے رہے ہین مرغولہ ریزی
مغنیان پری جمال سے مرغان ہوا کو پیچ و تاب ترانہ سنجان دو تمثال کی شعلہ انگیزی سے
زہرہ زہرہ کباب کوئی نازنین خوش ادا غزل سرا ہے چکیدہ نور ست در شب مہتاب
ستارہ خندۂ حور ست در شب مہتاب + رسان بدامن صحرا سے خودی خود را + کہ خانۂ دیدۂ
حور ست در شب مہتاب + صراحی مے گلرنگ سرو سیمین ست + پیالہ غبغب حور ست در شب
مہتاب + سپہر جام بلورین ست پر مے روشن + زمین قلمرو نور ست در شب مہتاب + بہر
طرف کہ نظر باز میکنم صائب + تجلیات ظہور ست در شب مہتاب + اُس عیار نے جو یہ سامان
دیکھا دنگ ہوگیا قورج بدرگ اور اُس پہلوان تخت نشین کو بغور دیکھا طہماس کے پاس
آیا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین اُس پہلوان تخت نشین سے واقف نہین طہماس نے حلیہ
پوچھا اُسنے خوب غور کرکے بتایا کہ ایسا چہرہ ہے ایسے دست و پا ہین یہ رنگ ہے اس طرح کی آنکھین
ہین طہماس نے کہا اے فلان یہ حلیہ جو تونے بیان کیا معلوم ہوتا ہے کہ ظفر پاس میرا چچا ہے قورج
سے جا ملا اُسی وقت میر منشی کو بلایا ظفر پاس کے نام ایک نامہ لکھنے کا حکم دیا اصل مطلب یہ بیان

کردیا میر منشی نے نامہ تیار کیا اور کہا با واز پڑھکے سناؤ میر منشی نے نامہ پڑھنا شروع کیا ¤ نامہ آتش سوزندہ
دیو رجیم ¤ بسم اللہ الرحمن الرحیم ¤ تحفہ لالی حمد و ثنا اُس کامل الوجود منبع خیر و جود کی بارگاہ جلال اور
سراپردہ لایزال مین لے جانا چاہیے جسنے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا اپنے فرشتگان مقرب پر جو
عنصر آتش سے خلق ہوئے شرف بخشا سو خلوص قلب سے کہتا ہی بندۂ طہماس ¤ خدا ہی ایک محمد نبی ہین نیک
اساس ¤ اما بعد اے غراس سنے الحال میری سماعت مین گذرا کہ تو تورج بدرگ کے پاس پہونچا
تو نہین جانتا ہی کہ تورج ملعون نے میری دختر آذر چہرہ کو کیسی کیسی تکلیفین پہونچائین اور اب تک
اسکی جان اور آبرو کے درپی ہی اگر کوئی غیر شخص ہو تو محل شکایت نہین تو دیدہ و دانستہ ہمارے دشمنون
سے ملتا ہی اگر تو ہمارا طرفدار نہین ہی تو اسقدر بھی حمیت تجھمین نہین ہی کہ ہمارے دشمنون کی رفاقت
سے باز آئے دنیا مین انسان کی چندروزہ زندگی ہی نیک کی نیکی رہجاتی ہی اور بد کی بدی اگرچہ تو مذہب کے اعتبار
سے مجھسے مخالفت رکھتا ہی تاہم پاس قرابت تو ضرور تھا اور قرابت ایسی قریب نہین معلوم کون بد ساعت
تھی جب تیری ماں نے تجکو جنا تھا اگر تو اس تحریر کو دیکھکے متنبہ ہو گیا فہو المراد ورنہ تجھسے مقابلہ کرکے
ضرور تجھے سمجھونگا جب یہ نامہ میر منشی پڑھ چکا ملفوفہ مین رکھکے بند کیا طہماس نے اس نامہ کو ایک سوار
ہوشیار کے ہاتھ روانہ کیا اُس سوار نے بعجلت وہ نامہ غراس کو پہونچایا غراس اُس نامہ کو پڑھکے
آگ ہو گیا اور کہا طہماس کے دماغ مین فتور آگیا ہی جو مجکو یہ نامہ لکھا ہی مین ہرگز پاس قرابت نہین کرونگا
سپاہی کو کسیکا پاس و لحاظ نہین ہوتا اگرچہ طہماس میرا داماد ہی باشد اور جواب نامہ لکھا کہ بعد تعریف خداوند
لات و منات اے طہماس تجکو معلوم ہو کہ مجھسے کسی وقت اعانت کی امید نہ رکھنا اگر کچھ حوصلہ ہی تو سوے بار
انجمن داری زمردی نشان ¤ اور آذر چہرہ اگر تورج کی قید مین ہی تو ہو بجا کیا ہی وہ اسی قابل تھی کیون
نہ تورج کو قبول کر لیا جو آج اس زحمت مین مبتلا نہوتی اور اب بھی خیریت ہی اگر تورج کو قبول کرلے
اے طہماس تجکو لازم تھا کہ مجکو نامہ نہ لکھتا بلکہ اپنی دختر کو اس مضمون کا نامہ لکھتا کہ اگر تورج خواستگاری
کرے تو اُسے قبول کر لینا اس سے کیا فایدہ جو مجکو نامہ لکھا مجکو نامہ کے پڑھنے سے سخت تکلیف ہوئی آیندہ
مجکو ایسی تکلیف نہ دینا ورنہ قاصد کو اسی طرح واپس کر دونگا طہماس اُس مضمون کے نامہ کو پڑھکے اور
متغیر ہوا کہا ہزار ہزار لعنت ایسے مردود پر جس مین مطلق انسانیت نہین دنیا کے واسطے دین کو
برباد کر دیا وہان سے کوچ کرکے لشکر کفار کے قریب پہونچا دیکھا فوج قلیل ہی جس روز وہان پہونچا
تھا اُسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین بھی نقارہ جنگ بجا تمام شب طہماس بیدار
رہا اور اپنی فوج مین ایک ایک سے کہتا تھا اے دلاورو تم دیکھتے ہو کہ مین کس شدت کے بخار مین مبتلا ہون
ہرگز ابھی ہنگامہ آرائی نہ کرتا مگر آذر چہرہ کی محبت نے مجکو مجبور کیا ہی سن چکا ہون کہ تورج ملعون
نے اُسے بہت عاجز کیا ہی قید شدید مین مبتلا کر رکھا ہی وہ کون شخص ہوگا جو اپنے فرزند کو اس بلاے
سخت مین مبتلا دیکھے اور خاموش رہے تم سب کو چاہیے کہ ایسی کوشش کرو کہ اس ہنگامہ آرائی کا
انجام حسب دلخواہ ہو یعنے غراس اور تورج گرفتار کر لیے جاوین یا ہلاک ہو جائین ابھی تک لشکر کفار میں
قلیل ہی اس طرح کی گفتگو مین شب بسر ہوئی ¤ روز دیگر کین جہان پر غرور ¤ یافت از سر چشمۂ
خورشید نور ¤ دونون جانب لشکرون مین صف آرائی ہوئی طہماس اُسی شدت تپ مین سلح اور

مکمل ہوئے سرداران لشکر نے منع کیا کہ اس شدت تپ مین دشمن کے مقابلہ کو جانا ہرگز مناسب
نہین ہی ہم سب موجود ہین جب ہم ہونگے اسوقت اختیار ہی طہماس نے کہا ای بہادران حقیقت
میرے حال سے کچھ تعرض نہ کرو سب نے مجبور ہوکے سکوت کیا طہماس نے مرکب میدان
مین بڑھایا اور آواز بلند رجز پڑھی ❊ منم در جہان آن زبردست نیو ❊ کہ سرزد زمن رعب
عفریت دیو ❊ چنان گرز بر سنگ خارا زنم ❊ کہ البرز گر را کمر بشکنم ❊ ای نابکارو اگرچہ مین
فی الحال بشدت علیل ہون تاہم تمھاری سرکوبی کے واسطے موجود ہون تم مین سے کون
طالب سفر آخرت ہی آوے اور مجھسے مقابلہ کرے غرباس طہماس کے روبرو آیا اور کہا ای طہماس
مین نے سنا ہی کہ تم بالفعل علیل ہو کیون اپنی جان کے درپے ہو جو مقابلہ کے واسطے آئے ہو
چلے جاؤ کسی اور پہلوان کو مقابلہ کے واسطے بھیجو طہماس نے کہا او نابکار اگر تجکو میری علالت
کا خیال ہوتا تو میرے دشمن کی مدد کے واسطے کیون آتا ہمنے تجکو نامہ بھیجا تو نے ایک مہمل جواب
دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا ہم کس کو کیا جواب لکھتے ہین ای اخروش اب بھی خیریت ہی
اگر تو تورج سے کہکے آزر چہرہ کو رہا کر دے اسنے کہا یہ امر میرے امکان سے بالکل باہر ہی
اسواسطے کہ تورج کا مین دوست ہون اسکی مرضی کا تابع ہون دراینحالیکہ آزر چہرہ سے
وہ ہم بستر ہونا چاہتا ہی پھر کس طرح وہ اسکو رہا کریگا اور مین اس سے کس طرح کہہ سکتا ہون
طہماس نے کہا تف ہی تیری اوقات پر او بیحیا تورج بدرگ کا تجکو اس قدر پاس ہی اور
ہماری قرابت کا تجکو مطلق خیال نہین ہی تو نہین جانتا کہ آزر چہرہ از روے قرابت تیرے
کون ہی غرباس نے کہا مین نہین جانتا کہ کیا قرابت ہی اور نہ مین جاننا چاہتا ہون یہ گفتگو ہو رہی تھی یکایک
دور سے تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اس گرد کی جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد
چاک ہوا قریب دو لاکھ فوج کے اس طرف آتے معلوم ہوئی طہماس نے خبر کے واسطے آدمی
بھیجے وہ خبر لیکے آئے اور کہا ای شہریار غرباس کی فوج اب جو طہماس کی نظر سے اسقدر
مجمع گذرا حواس جاتے رہے کہا ضرور مین ہلاک ہونگا اسقدر فوج کثیر سے کون سر بر ہوگا
وہ فوج کثیر تورج کی طرف جالی شماس نام ایک سردار لشکر اسلام طہماس کے قریب
آیا اور کہا ای والا منزلت تمھارا خیال کس طرف ہی اسقدر شدت کی تپ ہی کہ حواس بجا نہین
ہین دشمن کے مقابلہ مین کس طرح سر بر ہوگے لامحالہ تمھارے ہلاک ہوجانے سے فوج اسلام
پسپا ہو جائیگی اور پسپا ہونے مین ہزارون بندگان خدا کی جانین کفار کے ہاتھ سے ضایع ہونگی
اس سے بہتر یہ ہی کہ تم ایک جانب موجود رہو اور جنگ و حرب کا تماشا دیکھو تمھاری موجودگی مین
فوج اسلام کے دل کو قوت رہیگی طہماس لشکر کی جانب مقیم ہوا شماس میدان مین آیا اور حریف
طلب کیا اس طرف سے ایراس ایک پہلوان نکلا پہلے کچھ کلام و کلام سے پھر تیغ بازی شروع
ہوئی آخر شماس نے ایراس ملعون کو ایک ہی وار مین تلوار سے دو حصہ کیا غرباس ایراس کے
ہلاک ہونے سے زرد ہو گیا کہا غضب ہوا پہلے اس طرف کی شکست ہوئی دوسرا پہلوان لشکر کفار
نکلا بہروز و پہل بسیار وہ بھی شماس خداپرست کے ہاتھ سے زخمی ہوا طہماس نے باواز بلند شماس

کے جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا ای دلاور اب تم تھک گئے ہو چلا آؤ تھوڑی دیر دم
لے لو کوئی دوسرا پہلوان حریف کے مقابلہ کو بھیجو سماس نے کہا شہریارا ابھی مین نہین تھکا ہون
طہماس نے اصرار کیا شماس طہماس کے اصرار سے مجبور ہوا چلا آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
غواس بہت آزردہ ہوا کہا ای خدا پرست تو یہ کیا حرکت ہی در وقت اسقدر جنگ خفیف پر اکتفا
کی ہم اس طبل بازگشت کو نہین قبول کرتے المع رومی مسلمان پہلوان آیا اور کہا ای غواسا
اگر اس وقت کے طبل بازگشت سے راضی نہین ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی ہم موجود ہین کسی کو مقابلہ
کے واسطے بھیج زرق نامی ایک پہلوان فوج کفار سے اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر دونون مین نبرد ہوتی
رہی آخر زرق کو بھی المع رومی نے ہلاک کیا پھر فارلقوس ایک پہلوان مقابلہ کو جسکی مردی اور
شجاعت کا آوازہ تمام لشکر کفار مین تھا المع رومی سے نبرد شروع ہوئی المع نے اسکو بھی
ضرب شمشیر سے جہنم واصل کیا غواس کی آنکھون مین خون اتر آیا اسنے خود جنگ مغلوبہ کا حکم
دیدیا تیغ و تبر نیزہ و خنجر چلنے لگے دیوارہ پشت نہنگ دار شمشاد قد سوار سے لرزتے تھے ؏ دو دار
از دو سو در خروش آمدند ؛ دو دریای آتش بجوش آمدند ؛ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ؛ درخشان
تر از چشمۂ آفتاب ؛ خدنگ کمانہای بازو شکن ؛ ہمی خلق را پردہ از خون کفن ؛ ز بس کوفتن
بزرین گرز و تیغ ؛ ز ہر خار برشد غبارے چو میغ ؛ ز منقار پولاد پران خدنگ ؛ گرہ بستہ خون در دل
خارہ سنگ ؛ المع رومی نے اکثر زبردست پہلوان پہلوان کے غواس بھی اسکے قریب آگیا اور
بھی شمشیر کا وار کیا تا دو ابرو اتر آئی ہوا خواہ آپہونچے بچا کے لے گئے اسکے زخم کھانے سے فوج کفار کے
عورتون کے خواص پیدا کیے گھونگھٹ کھایا شکست فاش ہوئی بہت مارے گئے بھاگ کے دور نکل کر
وہان جا کے توقف کیا دم لیا غواس کا علاج شروع ہو گیا پھر جنگ کے مشورے ہونے لگے اسطرف
طہماس نے فوج اسلام کی دلاوری کی بہت تعریف کی دو روز تک جنگ موقوف رہی بعدہ پھر فوج
لشکر اسلام کے مقابلہ آکے مقیم ہوئی سب نے طبل جنگ بجایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ پر چوب
پڑی ؏ ز نقارہ آواز آمد برون ؛ کہ دو نیست گردون دون ؛ تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری رہی ؏ دگر روز چون خسرو خاوری ؛ برآمد برین تخت نیلوفری ؛ میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوے ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا آج روز گذشتہ کا عکس ظہور مین آیا یعنی فوج
اسلام کے پہلوان کام آنا شروع ہوے نوبت باینجا رسید کہ کوئی پہلوان فوج اسلام مین باقی
رہا حسب اتفاق اس روز طہماس شدت تپ سے زیادہ بدحواس ہو رہا تھا جب اسکو معلوم ہوا
کہ لشکر اسلام مین کوئی پہلوان باقی نہین رہا بحالت مجبوری اس حالت بدحواس شدت تپ مین مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار
ہوا اور میدان حرب مین آکے کہا او غواس کدھر ہی آ میرے مقابلہ کو غواس طہماس کے روبرو تلوار
کو لیے ہوے آیا اور کہا ای طہماس آج پھر تم اپنی جان دینے کو آمادہ ہو گئے طہماس نے پہلے تہا
تلوار کا وار کیا غواس نے جگہ خالی کی اور کہا ای طہماس مین نے اب تک تمہاری رعایت کی
حالانکہ مین خود متعجب ہون کہ مین نے خلاف دستور تمہاری کیون رعایت کی مگر اب مین رعایت
نہ کرونگا ؏ زدی ضرب خود ضرب خاموش کن ؛ غم دین و دنیا فراموش کن ؛ طہماس کا اسوقت

شدت تپ سے یہ حال تھا کہ ہاتھ مین تلوار سنبھل نہ سکتی تھی اور مرکب پر ڈگمگا رہا تھا معلوم ہوتا
تھا کہ عنقریب مرکب سے زمین پر گرا چاہتا ہی اسوقت بدحواسی مین کہا ای غرباس تو بلکلت
اپنا دار گیر مگر پہلے مین جو کچھ کہون اُسے سُن لے آگاہ ہو کہ تو میرا پوتا ہی تجھپر میرا حق بہت کچھ
ہی مین جنگ و حرب مین رعایت نہین چاہتا ہون صرف اس قدر سمجھے میری آرزو ہی کہ جب
مین ہلاک ہو جاؤن تو میری لاش کو ضایع نہ کرنا جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ پہونچوا دینا اور وہین
دفن کر دینا اور مین آزرچہرہ کے بارہ مین بھی تجھے کچھ وصیت کرتا مگر افسوس نورج کا ایسا
طرفدار ہی کہ تجکو مطلق پاس قرابت نہین ہی اُسکے بارہ مین حجت کرنا بیکار ہی جو کچھ اُسکے مقدر کا مقرر
ہی وہی پیش آویگا افسوس مین کچھ سمجھا تھا اور ظہور مین کچھ آیا * این طرفہ گردش فلک کج مدار
ہست * پھر سوے آسمان سر بلند کیا اور کہا ای چارہ ساز بیچارگان و ای دستگیر درماندگان اگرچہ تجھے ہر
طرح کی قدرت ہی تاہم مین اس حالت مایوسی و مہلکہ باری مین اس بات کا طلبگار نہین ہون کہ تو مجکو
اس کمینہ پر فتحیاب کر یا اسکے دست ظلم سے نجات دے بلکہ اس بات کا آرزومند ہون کہ جس طرح یہ
کمبخت باوجود قرابت قریبہ کے مجھپر بیرحمی پر خاش ہی اور ہلاکت کے درپی ہی اسی طرح اسکو بھی مجبور ولاچار
کر کے جہنم واصل کریا اور میری دختر آزرچہرہ کو ان گبرون کی قید و بند سے نجات بخش * دل شکستہ
ہی مرا و رجان غم آلود ہی * لطف تیرا ہو تو حاصل گوہر مقصود ہی * یہ کہکے تلوار علم کی اُس شدت
تپ و بدحواسی مین اس زور و طاقت سے تلوار کا وار غرباس کے سر پر کیا کہ اگر وہ وار پہاڑ پر پڑتا
تو اُسکے دو حصے ہو جاتا غرباس مردود نے اُس وار کو بھی رد کیا اور خود تلوار کا وار طہماس کے سر پر
کیا وہ تلوار تا سینہ اُتر آئی اور طہماس اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کہتا
ہوا زمین پر گرا پس مرغ روح نے اُس مرد مسلمان کی جانب باغ جنت پرواز کی اُسی وقت جانب صحرا
سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی فوج کفار نے اُس گرد کے حال دریافت کرنے کا بھی انتظار نہ کیا قتل بلا
سہیریان بقیہ فوج اسلام پر یورش کی بے سردار فوج کا قیام کہان بے تحاشا بھاگنے کا ارادہ
کیا فوج اسلام ہی کے ایک لشکری نے پکار کے کہا ای دلاورو کچھ ننگ دلاوری رکھتے ہو تو بے سر
ہونے کی حالت مین بھی دشمن کے حملے کو رد کرو بھاگنے سے کیا فائدہ ہر طرح ایک روز مرنا ہی اگر آج ہی
لڑکے مرجاؤگے تو کیا نقصان ہی یہ سنکے مسلمانون کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی سب نے فوج
کفار کی جانب رُخ کیا اور تلوارین علم کر کے دوڑے اس عرصہ مین اُس گرد تیرہ و تار کا دامن چاک
ہوا اور نورالدہر فوج کثیر لیکے آ پہونچا یہ بھی نہ پوچھا کہ طہماس کہان ہی بے تحاشا تلوار مارنا شروع کر دیا
نورالدہر غرباس کے قریب پہونچ گیا اپنے مرکب سے ایک ٹکر ایسی دی کہ وہ مردود مع مرکب اوندھا
منہ زمین پر گرا نورالدہر نے اُسے گرفتار کر کے گٹھری کی طرح ایک جاے محفوظ مین رکھدیا اور پھر فوج
کفار مین در آیا نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار نے تاب مقابلہ نہ لا کے فرار پر قرار لیا تھوڑی دور تک
نورالدہر نے تعاقب کیا بعدہ واپس آ کے اُس مقام پر قیام کیا جہان غرباس بقچے کی طرح بندھا رکھا تھا
بقیہ اہل لشکر طہماس کو بلایا طہماس کا حال پوچھا انھون نے کہا ای شہریار کیا عرض کرین کہ طہماس کو
باوجود مریض ہونے کے اس غرباس مردود نے کس بیرحمی سے ہلاک کیا ہی غرضکہ تمام حالات

مفصل بیان کیے نورالدہر کو بہت غصہ آیا اُسی وقت تلوار سے غراس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سگان
بازاری کو بلا کے وہ ٹکڑے کھلا دیے اہل لشکر نے کہا شہریار طہماس مرحوم نے اس خیال سے کہ غراس
قرابت قریبہ رکھتا ہی اُس مردود سے وصیت کی تھی کہ بعد ممات میری لاش کو بیت اللہ بھیجدینا چونکہ آپ
یہان تشریف لیے آئے ہین آپ کو اختیار ہی نورالدہر نے کہا بکا اُس موذی سے وصیت کی وہ گیا لاش
کو کعبۃ اللہ پونہچانا ہم انشاء اللہ ضرور طہماس کی لاش کعبۃ اللہ بھیجین گے شب کو بعد فراغ طعام سرداران
اپنے خیمہ مین طلب کیا اور مشورہ کیا کہ طہماس غراس کے ہاتھ سے ہلاک ہوا حمزہ ثانی نے طہماس کو
ہمکو نورج کے لینے کے واسطے بھیجا تھا یہان رنگ دگرگون ہو گیا نہین معلوم ملکہ آزر چہرہ کو نورج
بدبخت نے کہان مقید کیا ہی فرعون ملعون رہا ہو چکا یہان اگر توقف کیا جاتا ہی نہین معلوم کیا صورت
پیش آئے مزید بران طہماس کی لاش کو کعبۃ اللہ بھیجنا ہی اس صورت مین تم لوگونکی کیا رائے ہی سبنے
بالاتفاق کہا شہریار ہمارے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ طہماس کی لاش کو حمزہ والاقدر کی خدمت
مین لے چلو وہان پہونچ کے جو کچھ حمزہ ثانی حکم دین اُسکی تعمیل کیجاوے نورالدہر نے بعد تامل بسیار
کہا ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہی چنانچہ دوسرے روز طہماس کی لاش کو لیکے لشکر اسلام کیجانب
کوچ کیا یہان حمزہ ثانی منتظر تھے کہ عنقریب نورج بدرگ گرفتہ وبستہ آتا ہوگا یکایک خبر پہونچی کہ
نورالدہر مع لاش طہماس کے آتے ہین حمزہ ثانی گھبرا کے بارگاہ سلیمان سے باہر آئے عمر ثانی کو بھیجا
کہ دیکھو تو صحیح کیا خبر ہی عمر ثانی روانہ ہوئے نورالدہر کے لشکر مین پہونچے نورالدہر سے ملاقات ہوئی حال
پوچھا نورالدہر نے کہا اے عمر ثانی کیا پوچھتے ہو خلاصہ یہ ہی کہ دیکھو یہ لاش طہماس کی ساتھ ہے
باقی حال حمزہ والاقدر کے روبرو بیان کرونگا سُن لینا نورالدہر اور عمر ثانی وہان سے ساتھ روانہ ہوئے
لشکر اسلام مین پہونچے نورالدہر مع لاش طہماس بارگاہ حمزہ مین داخل ہوئے جونہی حمزہ ثانی
کی نظر طہماس کی لاش پر پڑی آنکھون پر رومال رکھکے اسقدر روئے کہ رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا
تمام دربار مین شور گریہ و بکا تھا نورالدہر نے کہا اے عالی منزلت مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ طہماس
اب زندہ نہین بچین گے مگر مین نے بنا بر مصلحت سکوت اختیار کیا اور مجبر کیا موقوف ہی تمام سرداران
لشکر کو معلوم تھا خود طہماس نے اپنی زندگی سے ناامید ہونے کی اطلاع دی تھی وجہ یہ تھی کہ طہماس
نے خواب پریشان دیکھا تھا کہ خون کے دریا مین غوطہ کھا رہا ہون اور ہزارہا جانوران دریا ہر چہار جانب
گھیرے ہوئے ہین اور منتظر ہی کہ طہماس ڈوب جاے تو لپیٹ جائین حمزہ ثانی نے کہا یار و تمنے مجسے
اس خواب کو نہ بیان کیا ہرگز طہماس کو ارمینو حصار کی جانب نہ بھیجتا نورالدہر نے کہا بالفرض
طہماس ارمینو حصار کی جانب نہین بھیجا جاتا تو کیا ہوتا جو وقت موت کا مقرر ہی وہ کسی طرح نہین ٹل
سکتا اب طہماس کی ہلاکت کا سبب غراس ملعون ہوا اُس حالت مین کوئی اور سبب ہلاکت
کا ہوتا اور ظاہر ہی کہ شدت تپ مین مبتلا ہو گئے تھے وہ تپ ہی سبب ہلاکت ہوتی اذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون اہل لشکر طہماس کا بیان ہی کہ جس روز غراس سے مقابلہ کیا ہی
اُس روز شدت تپ سے حال بہت متغیر تھا مرکب پر قیام کی طاقت نہ تھی ہاتھ مین تلوار نہ سنبھل
سکتی تھی اُسی حالت مین غراس کو کچھ وصیت بھی کی تھی بعدہ غراس کے ہاتھ سے شہادت پائی

حمزہ ثانی سنے پوچھا کیا وصیت کی تھی نور الدہر سنے کہا وصیت یہ کی تھی کہ میری لاش کعبۃ اللہ پہونچا
دینا حمزہ ثانی سنے کہا وہ موذی اس وصیت پر ہرگز عمل نہ کرتا افسوس ہی اے نور الدہر تم بہت دیر
مین پونچے ورنہ طہماس حالت تپ مین مقابلہ کرکے اپنی جان نہ دیتے نور الدہر سنے کہا اے شہریار
مجکو اسقدر تاخیر ہوئی کہ طہماس اسی وقت زخمی ہو کے مرکب سے زمین پر گرے کہ مین پونچا رمق
جان باقی تھی مین غزماس سے مقابل ہوا اسکو قتل کرکے اور فوج کفار کو بھگا کے طہماس کی
طرف آیا یہان طہماس کو بالکل بیجان پایا حمزہ ثانی کیطرف متوجہ ہو کے اور کہا اے متر طہماس
دلاور کی بھی لاش کو کعبۃ اللہ لے جاؤ اور دفن کراؤ حمزہ ثانی سنے دست بستہ کہا [illegible]
اسباب سفر تیار ہوا صندوق چوبین مین طہماس کی لاش رکھی گئی حمزہ ثانی سنے وہان سے کوچ
کیا بعد چند روز کے کعبۃ اللہ پونچے حمزہ صاحبقران والا شان کو خبر ہوئی بہت گھبرا کے کہا اے
خواجہ عمرو یہ کیا معاملہ ہی ابھی مہتر قران کی لاش کو آئے ہوئے عرصہ نہین گذرا کہ اب طہماس دلاور
کی لاش آئی ہی کیا مشیت باری تعالے مین یہ بھی گذرا ہی کہ تمام لشکر اسلام کا ہمارے ہاتھ سے درجہ
شہادت پر فائز ہو جائے خواجہ عمرو سنے عرض کی شہریار مجکو بھی سخت تردد ہی [illegible] حمزہ ثانی لاش کے
ہمراہ ہی اس سے حقیقت حال دریافت ہو جاوے گی یہان تک کہ وہ لاش داخل کعبۃ اللہ ہوئی
حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل کی حمزہ صاحبقران کو [illegible] حمزہ ثانی کو
دیکھ کے آنکھون پر رومال رکھ لیا خوب روئے خواجہ عمرو بھی انکے ساتھ روئے [illegible] حمزہ ثانی
سے حال پوچھا حمزہ ثانی سنے کہا شہریار یون تو جسکی موت آئی ہی وہ ایک نہ ایک بہانہ سے ہلاک
ہوتا ہی لیکن طہماس دلاور کا عجیب و غریب واقعہ گذرا ہے کہ جسکے از اول تا آخر تمام حال بیان کیا
اور کہا قابل افسوس یہ بات ہی کہ اثنائے راہ مین اس شدت کا بخار آیا کہ حواس مختل ہو گئے
تھے اسی حالت اختلال حواس مین غزماس ملعون کا مقابلہ کیا اور اثنائے [illegible] مین اس سے یہ
وصیت کی کہ تو مجسے قرابت قریبہ رکھتا ہی مین تجھسے رعایت کا طالب نہین ہون مگر اسقدر
آرزومند ہون کہ جب ہلاک ہو جاؤن میری لاش کعبۃ اللہ بھیج دینا اسکے بعد غزماس نے طہماس
کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ تلوار تا سینہ اتر آئی مرکب سے لاش زمین پر گری تھی کہ نور الدہر پہونچے
انھون سنے غزماس سے اسکی سنگدلی کا معقول عوض لیا یعنے اس مردود کو گرفتار کرکے اسکے
ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ان ٹکڑون کو سگان بازاری ہاسکے کھلا دیا حمزہ صاحبقران سنے کہا خوب
کیا وہ مردود اسی قابل تھا بعد قبر تیار ہوئی حمزہ صاحبقران سنے پوشش آسودہ کا طہماس کو کفن
دیا اور گریان و نالان خود قبر مین اتار اگرچہ قبر کے ایک کہرام تھا ہر شخص کا دل صرف اس خیال سے
آب ہوا جاتا تھا کہ طہماس سنے حالت تپ محرقہ مین باوجود اختلال حواس کے غزماس سے مقابلہ
کرکے جان دی اور ہنگام ہلاکت یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش مین اپنی دم آخر چہرہ کے دیدار سے
بہرہ یاب ہو گیا ہوتا آخر چہرہ بھی میسر نہ دیدار کی آرزومند ہو کی جو یکایک کفار کی قید مین مبتلا
ہو گئی الغرض حمزہ صاحبقران سنے گریان و نالان طہماس کو بھی حوالے کعبۃ اللہ مین دفن کیا تھا

حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای عمرو دو چار روز یہان توقف کرو پھر چلے جانا عمرو ثانی نے دست بستہ عرض کی غلام تابع فرمان ہی لیکن غلام کا قیام یہان خاص اس سبب سے غیر منا سب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی فرعون کا قصہ درپیش ہی وہ ملعون لشکر اسلام سے رہا ہوکے سنا ہی کہ کوہ بلورکی جانب بھاگ گیا ہی وہان سے دیکھیے کیا فساد پیدا کرتا ہی اس طرف نورج بدرگ بھی ملکہ آذر چہرہ کو گرفتار کیے ہوئے ہی اور اسکی جان و آبرو کا درپے ہی حمزہ صاحبقران ثانی بہت متردد ہین حمزہ صاحبقران والاشان نے فرمایا خیر عالم مجبوری ہی جاؤ میری طرف سے حمزہ ثانی کو بہت بہت دعا کہنا اور کہنا ای فرزند گھبرانا نہین خداوند قادر و توانا کو ہر وقت حامی و مددگار سمجھنا عمل خیر کیا بہت ... کو سمجھ صبر رکھنا چند روزہ حیات مستعار کا اعتبار نہ کرنا نیکی سے باز نہ آنا لذات دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھنا مہترقران نے انتقال کیا سخت صدمہ ہوا اب یہ دوسرا صدمہ عمرو کا ہوا اسباب کو یہی راہ آگے روز درپیش ہوگی جو گذر گیا کوئی گریہ و زاری کرینگا تو کیا ہوگا مالا مافات مشکل ہی آئندہ کی خبرگیری مقدم ہی دنیا کے کام معطل نہین رہ سکتے پورا اس فنا لیس ہوگا کہ حمزہ والا قدر نے عمرو ثانی کو رخصت کیا خواجہ عمرو نے بھی خدا حافظ کہکے رخصت کیا عمرو ثانی وہان سے روانہ ہوکے دو منزلہ راہ طی کرتے تھے نہایت عجلت تھی اس خیال سے کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین کیا واقعہ درپیش ہوا ہو سکتے کہ چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا حمزہ ثانی نہایت مغموم و محزون ہین خیر و عافیت پوچھی عمرو ثانی نے کہا الحمد للہ جو کچھ حمزہ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا

حمزہ ثانی کو طہماس کے غم و ملال مین اور ملکہ آذر چہرہ کو نورج بدرگ کی قید شدید مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور اب فرعون ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی جو حمزہ ثانی کی قید سے رہا ہوکے کوہ بلور کیجانب بھاگا تھا

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوا سر جہان کیون ہو ◆ خلش ہو تیر کی دل مین تو لذت ہی کیون قلق کیون ہو فغان کیون ہو ◆ مزا آتا نہین ظلم و ستم کے ہمکو رنج درا حست مین ◆ خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو ◆ یہ مصرع لکھد غالب نے میری لوح تربت پر ◆ جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو ◆ ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہی ◆ یہی ہے بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو ◆ غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی برپا ◆ یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو ◆ بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان ◆ ستم کا حوصلہ دنیا مین حرف امتحان کیون ہو ◆ انھین کو بخشش ہوا ہے لیکن ہی تو مجھسے ہو ◆ محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو ◆ گئے جھگڑا کے ہمکو اور پھر کہتے گئے ہین یہ بھی ◆ نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو ◆ نہی تاکید ہو ضبط محبت کی وہ کہتے ہین ◆ جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو ◆ شریک دور ہو بزم عدو مین خاک ہوتے ہم ◆ کسی نے رات بھی اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو ◆ تحمل کر سکے کیا حسن نازک آن نگاہ ہو سکا ◆ ایسے مین نے چھپایا ہو وہ گر وہ نہان کیون ہو ◆ خدا شاہد خدا شاہد ہی کیون کہتے ہو و عدون پر ◆ خدا کو کیا غرض میرے تمہارے

محققان گرد افکن و دلاوران قلب لشکر شکن نامو ران صاحب نشان شیران جبل توان اس داستان بند بنیان
کو یون حوالہ بیان کرتے ہین کہ جبہ فلک آستان ثریا مکان ۔ زیب اریکہ شاہی رونق وسادہ ظل الہی
حاجت رواے مراد مستمندان ۔ مرحم فرماے حال زار مستمندان صاحب بارگاہ گردون پناہ کنندہ بیخ کفر
و کافری برہمزن ہنگامہ سحر و ساحری بانی بناے جہانبانی حمزہ صاحبقران ثانی کے لشکر ظفر پیکر سے
شیطین بن شیاطین کی شیطنت سے فرعون ثانی بھاگا اثناے راہ مین شفق گرد نمایان ہوا ڈرا کہ ایسا
نہو کہ لشکر اسلام سے کوئی عیار میری تلاش مین آتا ہو مگر یہ سوچا کہ حال تو دریافت کرنا ضرور ہے شاید
ہمارے رفیقون مین ہو لشکر اسلام کا یہ رخ نہین ہے تنہ درخت مین پوشیدہ ہو گیا تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا
دیکھا بہران دیوکش چند پہلوانان قوی ہیکل سے اسطرف چلا آتا ہے بہت خوش ہوا اس درخت
سے آگے بڑھا جونہین بہران دیوکش کی نظر فرعون ثانی پر پڑی پانون پر سر رکھدیا کہا اے خداوند
صاحب قدرت و جلال تیرا بندہ و مسعود اس طرف کیونکر ہوا جاہ و حشم اپنا کہان چھوڑا زہے طالع ہین کہ اس
طرف آنیکا اتفاق ہو گیا اے خداوند مجھکو یقین ہے کہ کسی مظلوم کی فریادرسی کو جاتا ہے فرعون نے کہا اے
بہران کیسا جاہ و حشم اور کہان کی فریادرسی غضب ہو گیا تھا سحر کا سامنا تھا مین خدا پرستون کی
قید مین مبتلا ہو گیا تھا شیطین بن شیاطین کو ایسی قابلیت کہ ہمت کرتا نہ وہ لعین عیار ہی
خدا پرستون کی قید ظلم سے رہا کراتا وہ دیسے جو مین مجھ آتے دیکھا سمجھا کہ خدا پرستون کا کوئی عیار اس طرف
گرفتاری کو آتا ہے یا کہ تو میرا بندہ خاص مجھ تک پہونچا بہران دیوکش نے کہا اے خداوند خدا پرستون نے
بہت سر اٹھایا ہے تو کیون نہین ان سب کو نیست و نابود کر دیتا تاکہ ہمیشہ کے واسطے یہ قصہ رفع دفع
ہو جاے فرعون نے کہا اے بہران دیوکش مین بیشتر اس بات کا تیرے سامنے ذکر کر چکا ہون کہ جب مین
نے دنیا کو پیدا کیا پہلے ہی یہ تمام امور میری مشیت مین گذر چکا اب اسکی تردید غیر ممکن ہے ہان تمام
دنیا کو نیست و نابود کر کے از سر نو انتظام کرون تو ممکن ہے بہران دیوکش نے کہا پہلے ہی سے ایسا کیون
انتظام نہ کیا کہ خداوند کو کسی طرح کا گزند نہ پہونچتا اس نے کہا یہ ممکن تھا لیکن وجہ اسکی یہ ہے کہ میری خداوندی کا
مین موجودات عالم کا بھی تعلق ہے اور موجودات عالم مین حوادث و انقلابات کا دخل لازمی ہے پھر مین
کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون ہان یہ اس صورت مین ممکن تھا کہ مرکبات عنصری کا مجھ مین دخل
نہوتا محض جوہر مجرد رہتا پھر تم مجکو کس طرح دیکھ سکتے اور کیونکر مجھ تک پہونچتے وہی اغراض تم سب
کرتے جو خداوند نادیدہ کی نسبت کرتے ہو بہران نے کہا اے خداوند تیری مشیت کو تو ہی جانے
ہم کیا سمجھ سکتے ہین اچھا اب میرے کلبۂ غریبانہ کو اپنے قدوم سے رونق بخش فرعون نے قبول کیا
بہران کے ہمراہ روانہ ہوا بہران اپنے مکان پر پہونچا فرعون کو ایک مکان پر تکلف مین مقیم کیا
دربار عالی شان درست کیا ایک تخت طلائی پر فرعون کو بٹھایا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند فرعون
کا نزول بہران دیوکش کے یہان ہوا ہے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر دربار مین آکے فرعون کے روبرو سجدہ
کیا دست بستہ نظر برپشت پا دوختہ اس طرح ثنا و دعاے خداوندی ادا کی اے خداوند تو عالم قوتون کی اور رفعت کا
مالک ہے تو سب اچھی چیزون کا دینے والا ہے تو نے آسمان کو معلق بنایا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت

آنکے ہاتھوں سے اپنا سر گنجہ کیا آخر کو یہان قدم رنجہ کیا تیری مشیت مین کسیکا کیا دخل ہے اسپنے نام کی
ہمارے دلون مین پیوند کر ہم مین اپنی پرستش بڑھا سارے نیکیون کی ہمین ترغیب کر اور اپنی بزرگی
اپنی ذات ہمین قائم رکھ تجھکو اپنے جلال کا واسطہ تجھکو اپنے کمال کا واسطہ آمین کوئی فرعون کے واسطے
آتا ہے کوئی پر تکلف لباس سلے آتا ہے کوئی اشرفیان نذر دکھاتا ہے کوئی ہاتھ جوڑے بیٹھا مانگ رہا
سا ہے کوئی بی بی مانگ رہا ہے غرضکہ ایک اژدہام عام ہے گھوڑے سے گھوڑا چھلتا ہے جو آیا ہے والا ہی
مین آگ روشن ہے کوئی اگر سلگاتا ہے اور عود جلاتا ہے تمام مکان مین دھوان ہو رہا ہے فرعون کیا
اپنی جگہ بیٹھا ہے ہر ایک کی صورت دیکھتا ہے مسکراتا ہے کچھ نہین بولتا ہیران دلوکش پاس بیٹھا ہے
ہے ہر روز علے الصباح دربار مین فرعون بیٹھتا ہے نصف شب کو دربار برخاست کرتا ہے ایک ہفتہ
گذرنے کے بعد ایک روز ہیران دلوکش نے کہا اے خداوند یہان سے قریب
بادشاہ و فرمانروا تیرے بندگان خاص مین ایک بندہ بہرام تہمتن نام ہے
پر حکمران ہے اگر تیری مرضی ہو تو مین جا کر ان تیری آمد کی خبر کرون انکو تیرے آنے کی خبر نہین ہے
دشمنون سے ضرور وہ خوش ہوگا اور اب بھی اگر وہ آمادہ ہو جائیگا تو کوئی ترا دشمن زندہ نہین رہیگا فرعون
تہمتن کا نام سنکے بہت خوش ہوا کہا اے ہیران دلوکش بندہ مقرب ہمارے تو بندہ بہرام تہمتن
اور ہمارے یہان وارد ہونے کی خبر کر ہیران دلوکش نے اپنے ملازمون سے تاکید کی
یہان وارد ہیں کہ وہ بلور پر جاتا ہون بہرام تہمتن کو خداوند کے ورود کی خبر کرونگا تم سب خداوند کی
خبرگیری کرنا کسی بات کی شکایت نہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا بعد ازان کوہ بلور کیجانب روانہ
بعد طی منازل کوہ بلور پر پہونچا دریافت کیا کہ بہرام تہمتن کہان ہے معلوم ہوا کہ دربار مین ہے یہ بھی
دربار مین پہونچا دیکھا دربار گرم ہے پانچ سو سردار اور امرا دو طرفہ کرسیون اور زرنگارون
مین بہرام تہمتن تاج مکلل سجا کر سر پر رکھے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہے چوبدار خدمتگار صف بستہ
اپنے اپنے عہدہ سے ہوشیار ہین ہیران گیا سلام کیا بہرام تہمتن ہیران دلوکش کو دیکھ کے بہت
خوش ہو کہا اے ہیران تو بہت دن کے بعد آیا کہان تھا اور آج کس طرح یہان آنیکا اتفاق ہوا ہیران
نے کہا اے بادشاہ ایک خوشخبری لیکے آیا ہون وہ یہ ہے کہ زہے نصیب میرے اور تیرے کہ خداوند فرعون
نے میرے یہان قدم رنجہ فرما کے عزت بخشی تجھکو اطلاع دینے آیا ہون اگر تجھکو خداوند کی زیارت منظور ہے تو میرے
ساتھ میرے مکان پر چل زیارت خداوند سے مشرف ہو بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہا اے ہیران
برین مژدہ گر جان فشانم رواست ٭ خداوند کی زیارت کے برسون سے امید تھی کیا وجہ ہوئی جو خداوند
تیرے یہان آکے مہمان ہوا اسنے کہا مسلمانون نے خداوند کو حیران کر رکھا ہے سنا ہے کہ خداوند کو قید کر لیا
تھا شیطان بن شیطان نے لیکن عیاری اس قید و بند سے رہا کیا بہرام تہمتن نے کہا مسلمان بڑے
سرکش معلوم ہوتے ہین انکو خداوند نے نیست و نابود کیون نہ کر دیا ہیران نے کہا مین نے پیشتر
ہی خداوند سے یہ سوال کیا تھا خداوند نے جواب دیا کہ ازل سے جو کچھ مشیت مین گذر چکا ہے وہ ضرور ہوتا ہے بہرام
نے برہم ہو کے کہا اف ہے ایسی مشیت پر جس مین خداوند کو تکلیف پہنچے ہیران دلوکش نے کہا خاموش ایسے کلمات
خداوند کی شان مین ہرگز مناسب نہین ہین نہین معلوم خداوند اسکا غضب قہر نازل کرے یہ اختیارات خاص

مسلمانوں ہی کو حاصل ہی کہ وہ خداوند کی شان مین ایسی ہی گستاخی کرین خداوند معاف کر دیتا ہی بعد
اس گفت و شنید کے بہرام کہتن فرعون کے پاس چلنے کو مستعد ہوا اسکی ایک محبوبہ تھی دلبر نام اس سے
رخصت ہونے کو گیا اسنے کہا تو کہان جائیگا بہرام نے کہا خداوند کی زیارت کو جاؤنگا دلبر نے کہا خداوند کہان
بہرام نے کہا ہیران دلکش کے یہان ہی دلبر نے کہا مین بھی چلونگی خداوند کی زیارت کرونگی بہرام نے
کہا مین خداوند کو یہین لے آؤنگا جس قدر منظور ہو زیارت کر لینا دلبر نے کہا تو مجکو نہین لیے جاتا ہی تو اسکے
آنے سے یہان جائیگا بہرام نے کہا کچھ دیوانی ہو گئی ہی وہان آنا کہان دلبر نے کہا پھر مجھے کیون
نہین لے چلتا مین تجکو تنہا ہرگز نہین جانے دونگی بہرام کہتن مجبور ہوا محل سے باہر آیا ہیران سے کہا
تو جا اور خداوند کو ضرور یہان لے آ ہیران وہان سے فرعون کے پاس آیا اور کہا ای خداوند جل بہرام
کہتن کے پاس مین نے تیرے ورود کی خبر دی وہ تیری زیارت کا بہت مشتاق ہی فرعون وہان
سے روانہ ہوا کوہ بلور پر پہونچا بہرام کہتن کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا فرعون کو سجدہ کیا کہا
ای خداوند مین تیری زیارت کا بہت مشتاق تھا بارے تیرے قدم آنے سے میری عزت افزائی ہوئی فرعون نے
کہا ای بہرام بندہ خاص ہماری مشیت مین یہی گذرا تھا کہ مین تیرے یہان آکے مہمان ہون بہرام
نے دعوت کھانے کا بندوبست کیا ایک مکان عالی شان آراستہ کیا فرعون کے رہنے کو دیا دن کو
ضیافت وغیرہ کا اہتمام ہوا شب کو محفل عیش منعقد ہوئی رقاصان خوشرو و مطربان خوش گلو نے اپنے اپنے
کمال دکھائے ایک شان بازاری نے بکمال لطف یہ غزل گائی + غزل + کاروان بادبہاری کا روان ہو جائیگا
ایکدن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا + چاند سا چہرہ جو پردہ سے عیان ہو جائیگا + چشم عاشق کا ہر اک پردہ
کتان ہو جائیگا + رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا + سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا + جا
پاسکیگا چمن ای گل ترے گلگشت سے + ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا + انقلاب دہر سے اس
سے ملا دیگا مجھے + پیر جب ہوجاونگا مین وہ جوان ہو جائیگا + حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جائینگے دانت
کیا کشادہ پھر ورق اپنا دہان ہو جائیگا + پاس کے ہوتی ہین تارے روی تابان آفتاب + تیرے آنے
سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا + تیرے ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا + پشت مژگان تیر خم مثل کمان ہو جائیگا
گر یونہین کبھی سائم ہو تو رفتہ رفتہ دیکھنا + اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا + مالکو دے زمین گر زہی
تو مفروسی ہی کیا + اکدن برگشتہ تجھے آسمان ہو جائیگا + کیا خبر تجکو جو وہ محبوب تیرانداز ہی + ہر خدنگ اسنے
بدن مین استخوان ہو جائیگا + یارب جو جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل + دیکھنا پیغام سے معجز بیان ہو جائیگا
استعدہی شوخ رنگت روے آتش ناک کی + شعلہ آتش تیرے آگے دھوان ہو جائیگا + آب جو مین کہا
ہی آج اس گل کا جو عکس + باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا + فکر کر مستوف ناسخ ابھی نہین لگتا تراؤ
تجکو نامہ وست کا کسی دن امتحان ہو جائیگا + وہ مطربہ اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گا رہی کہ تمام اہل محفل محو
ہو گئے عاشق مزاجون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرعون نے اس مطربہ کو قریب بلایا اسکا نام اور مقام
مسکن پوچھا اسنے بیان کیا فرعون نے کہا جب ہم تجھے بلائین چلی آنا کچھ عذر نہ کرنا ہم مال دنیا سے تجھے غنی
کر دینگے اور بہشت مین بھی تجھے عالی رتبہ بخشینگے اسنے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند

خدام نصیبوں کو ہاتھ لوٹ کے تحمل حاضر ہون فرعون نے کہا جس طرح تو نے اس غزل کو گایا ہے اسیطرح
کوئی اور غزل یاد ہو تو گاؤ اور اپنے خداوند کو محظوظ کرو جو مانگے گی پاسے گی تیری ہر ایک مراد دلی بر آئیگی اُس
مطرب نے انعام سے یہ غزل گائی ❊ غزل ❊ یہ نور ہے روئے مہ جبین کا کہ ہو تجل چاند چودھوین کا ❊ جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا ❊ زبسکہ وصف دہان شیرین رہا ہے ورد زبان شیرین ❊ بدن مین جیب تک ہے جان شیرین
فزون مین ہے انگبین کا ❊ وہ چشم فتان ہے غیرت دل وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل ❊ عذار مین ہے شباہت
گل بدن مین عالم ہے یاسمین کا ❊ یہ جوش پر ہے اشک کا کم کہ ساتوں دریا ہین قطرہ سے کم ❊ جسے کہ کہتے
ہین سب جہنم شرر ہے اک آہ آتشین کا ❊ زبسکہ ہے جوش داغ ہجران ہوا ہے سینہ باغ رضوان ❊ برائے گلگشت
باغ غلمان خیال پھرتا ہے اک حسین کا ❊ یہ ساعدون کا ہے اسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ❊ نیام تیغ قضا
ہمدم لقب ہے قاتل کی آستین کا ❊ برا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد لو کہین کا ❊ بنا ہے عشق بتان کا ٹیکا
نشان سجدہ مرے جبین کا ❊ اگر ہو بھایا ہے سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جل کر ❊ سنا جو ہو آفتاب محشر کو ہے
داغ آتشین کا ❊ طمع ہے ان دوستان سے کہ اتنا فرمائین سب زبان سے ❊ کیا ہے ناسخ نے فرق آسمان سے
بلند تر پایہ اس زمین کا ❊ اُس مطرب نے یہ غزل نہایت خوش اسلوبی سے اونچے سُرون سے
اس طرح گائی کہ دربار محو ہو گئے یہانتک کہ اس غزل کو سُنکے فرعون پر عالم وجد طاری تھا ہر مرتبہ واہ واہ
واہ واہ کرتا تھا بعد ختم غزل دو سو اشرفی اُسکو انعام مین دی آیندہ کے واسطے امیدوار کیا اس مطرب
نے وہ اشرفیان لیکے فرعون کی ازسرتاپا بلائین لین اور پھر سجدہ کیا ❊

فرعون ملعون کو کوہ بلور پر بہرام بہمن کا مہمان اور عیش مین مصروف رکھا جاتا ہے اور کچھ بہرام کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے ❊ طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے ❊ بلبلین سبزہ کی ہوتی ہین نمو بالا سے جاہ
ہے بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہے ❊ ہین روانہ کوسے قاتل سے عدم کو قافلے ❊ بسملونکی ہچکیون مین زنگ کی آواز ہے
آسمان پر دل فرشتونکے ہلے جاتے ہین آج ❊ یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہے ❊ کچھ رقیبون کی عداوت سے نہین پیشت
سمجھے ❊ نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے ❊ دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر ❊ گل مین ہے رنگ بلبل مین ہے
آواز ہے ❊ فصل گل مین چار دن ایام تو یہ ہین مدام ❊ عمر بھر ای میکشو باب اجابت باز ہے ❊ ساتھ ہے داغ
جنون کے مرہم زنگار بھی ❊ یان ہے آغاز جنون وان سبزہ کا آغاز ہے ❊ جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون
نے سُنا ❊ ہے وہان تک اُسکا اور اپنا راز ہے ❊ ابر ہے اُس ابر رحمت کی سواری کا غبار ❊ رعد بھی آ کے
جلوہ مین ایک برق انداز ہے ❊ چونک اُٹھے خواب لحد سے سنکے سودا یہ غزل ❊ شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط
اعجاز ہے ❊ سخندان اینجا معنی ساز کردہ ❊ سخن را این چنین آغاز کردہ ❊ کہ جب طہماس اپنے پوتے عمر ثانی
کے ہاتھ سے قتل ہو چکا اور لاش طہماس کی کوکب ابدین لیجا کے عمر ثانی نے دفن کی اور کوکب ابد سے
واپس آکے حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین حاضر ہوے حمزہ ثانی نے خیر و عافیت حمزہ
صاحبقران کی پوچھی عمر ثانی نے عرض کیا ای شہریار والا تبار سب طرح حمزہ والا قدر خیر و عافیت
سے ہین البتہ طہماس کی ہلاکت کا اُنکو بھی نہایت ملال ہوا اور بتقریر حمزہ صاحبقران قدیم نے بنا

درست ہی لیکن طہماس کی اسحالت علالت مین ہلاک ہونے کا بہت افسوس ہوا اور نورالدہر کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے دلاور دوران تمنے عرباس کو ہلاک کیا لیکن نورج مردود کو رہا کر دیا اُسین ہی
فساد کو بھی ہلاک کرنا تھا یہ تمام فساد اُسی بدذات کا ہی نورالدہر نے عرض کی خداوند نعمت مین نورج
کو بھی ضرور ہلاک کرتا مگر اُسوقت ہنگامہ مین نورج کہین دکھائی نہ دیا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دفعتاً
پنچہ نمودار ہوا اور نورالدہر کو تمام حاضرین دربار کے روبرو سے اُٹھا لے گیا۔ تفصیل اس اجمال کی
یہ ہی کہ جب عرباس کو نورالدہر نے ہلاک کیا تھا نورج اُس ہنگامہ مین مع آذر چہرہ [illegible]
موجود تھا وہ اُسوقت یہ سوچا کہ عرباس کو نورالدہر نے ہلاک کیا [illegible] بدلا ہوا ہی اگر مین
اس وقت نورالدہر سے مقابلہ کرونگا تو آذر چہرہ میری محبوبہ چھوٹ جائیگی خداپرست
آذر چہرہ کی رہائی یقین نہین معلوم کیا صورت پیش آئے پس اس وقت فوج کے ساتھ گریز
ہی مناسب ہی اگر یہ امر بزدلی پر محمول ہو باشد محبوبہ تو مجھسے نہ چھوٹے گی چنانچہ فوج کے ساتھ آذر چہرہ
کو لیکے خود بھی بھاگا از بسکہ نہایت جری اور [illegible] تھا بہر [illegible] ٹھہر جاتا تھا اور کچھ دور
پھر بھاگتا تھا آخر ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ وقت وہ ہی کہ نورالدہر نے تنہا تعاقب فوج سے قطع نظر
کی اور طہماس کی لاش کے پاس واپس آ کے نورج نے بہمن ستارہ شناس کو جو اسکے ہمراہ تھا قریب
اپنے بلایا اور کہا اے بہمن اگرچہ مین نورالدہر کے روبرو سے بھاگا ہون لیکن اس گریز کا سبب
فقط یہ ہی کہ آذر چہرہ میری محبوبہ آرام جان ہی لیکن گریز کی ذلت کو ہرگز میرا دل گوارا نہین کرتا دل چاہتا
ہی کہ نورالدہر سے مقابلہ کر کے جس طرح نورالدہر نے طہماس کا عوض عرباس سے لیا ہی
مین بھی عرباس کا عوض نورالدہر سے لون تو اسوقت از روئے علم نجوم سے طالع دیکھ کر نورالدہر
کے مقابلہ مین کیسے رہے بہمن ستارہ شناس منجم۔ ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا نجوم کے
قواعد جاری کئے قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا اے نورج اصل تو یہ ہی کہ بہتر ہوگا کہ تو نورالدہر
کے مقابلہ کو نہین گیا ورنہ واقعی تو زندہ واپس نہ آتا نورج نے کہا اے بہمن کیا ہمیشہ مین نورالدہر
سے مقابلہ مین کمزور رہونگا اُسنے کہا ہمیشہ کا ذکر نہین ہی صرف آج کل کا زمانہ مضر ہی نورج
نے کہا خوب ہوا کہ مین نورالدہر سے مقابل نہوا ورنہ مین ہلاک ہو جاتا اور ملکہ آذر چہرہ مسلمانون
کے قبضہ مین آجاتی اس مرتبہ ملکہ آذر چہرہ کو ہمراہ لیکے پیشتر سے زیادہ بے تحاشا بھاگا کہ ہر مرتبہ اسکو
خیال آتا تھا کہ ایسا نہو نورالدہر تعاقب کرتا ہوا مجھ تک پہونچ جائے مع بقیہ فوج بھاگتا ہوا قریب قلعہ آہنی
کے پہونچا فولاد آہن کلاہ اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسکو پیشتر خبر پہونچ چکی تھی کہ فرعون مسلمانون کی قید
سے رہا ہو کے قلعہ بلور کی طرف گیا ہی وہ دو لاکھ سوار کی جمعیت لیکے فرعون ثانی کی مدد کیواسطے چلا تھا اور
فوج فولادی قلعہ آہنی تا سے باہر نہین آئی تھی عنقریب برامد ہونے والی تھی کہ نورج بدبرگ ملکہ آذر چہرہ
لیے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچا فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کو خبر لوگون نے دی کہ نورج بھاگ کے اسطرف آیا ہی اور عنقریب
قلعہ مین داخل ہوا چاہتا ہی فولاد قلعہ کے باہر آیا دیکھا واقعی نورج چلا آتا ہی دوڑ کے نورج کے گلے لپٹ گیا
اور کہا اے پہلوان جہان دلاور دوران کیا ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح بدحواس چلے آتے ہو تیرا
ہی نورج نے کہا خیر تو کیا پوچھتا ہی تھوڑی دیر دم لیلون تو مصیبت کا حال بیان کرون کیا تو نے خداوند فرعون وغیرہ کا حال

نہین سنا ہی اُسنے کہا ہان یہ خبر مین نے بتحقیق سنی ہی کہ خداپرستون نے خداوند کو گرفتار کرلیا تھا لیکن آج
خداوند کو سنا ہی کہ خداپرستون کی قید سے بمدد شمعون بن شیاطین رہا ہوگیا اور خداوند کوہ بلور کی طرف
گیا ہی چنانچہ مین بھی خداوند کی مدد کے واسطے مع فوج چلا تھا کہ تمہارے اس طرف ورود کی خبر سنی ٹھہر
گیا کہ تمسے ملاقات کرکے کچھ حالات دریافت کرون اور مشورہ لون کہ اب ایسے حالات مین کہ خداوند
فرعون خداپرستون کی قید سے رہا ہوگیا کیا کرنا چاہیے اور کس طرح خداپرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض
لینا چاہیے نوسرج نے کہا میری راے یہ ہی کہ فی الحال خداوند کے حال کی خبر لینا محض بیکار ہی کیونکہ جب وہ
قید و بند سے رہا ہوسکے کوہ بلور پر پہونچ گیا ہی ضرور حاکم کوہ بلور یعنی بہرام پہلتن خداوند کی خاطر داری
اور مدارا کریگا اور حضرت ہمیش آجائیگا البتہ مقدم کام یہ ہی کہ نورالدہر وغیرہ سے سمجھا جاے کہ اُسنے شجاع سرخ قوی
ہلاک کرکے اُسکے پارچہ بدن سگان بازاری کو کھلوادے کہ اس سے زیادہ بیعزتی خداوند کی پہونچانے
والون کی کیا ہوگی فولاد آہن کلاہ نے کہا اے پہلوان زمان مین موجود ہون اور میرا تمام لشکر موجود ہی
جس طرح چاہو خداپرستون سے سمجھ لیں روز ایک نہ ایک قدم مسلمانون کا ساعت مین گذرتا ہی سنتے
سنتے عاجز ہوگیا ہون جہانتک جلد ممکن ہو خداپرستون کا فیصلہ کرنا چاہیے نوسرج نے کہا فی الحال
فوج و لشکر سے کام لینے کی ضرورت نہین ہی فولاد آہن کلاہ نے کہا کیا خوب فوج و لشکر سے
کام لینے کی ضرورت نہین ہی تو پھر کس شی کی ضرورت ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو مسلمانون کی کچھ وقعت
وحقیقت نہین سمجھتا یاد رکھ مسلمان وہ بلاے بیدرمان ہین کہ فرعون ایسے خداوند کو گرفتار کرلیا
باوجود قدرت و جلال کے آج تک خداوند کے بنائے نہ بنا قصر سلطان ایسی عمارت کو منہدم کردیا جس پر کسی
قسم کا سحر و شعبدہ مطلق اثر نہین کرتا ہر وقت انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کام کو اُسکا انجام سمجھ کے شروع
کرے نوسرج نے کہا اے فولاد آہن کلاہ یہ سب کچھ تیرا خیال صحیح ہی اور مین تجھسے زیادہ اس بات کو
سمجھتا ہون مگر میرے پاس فی الحال ایسی شی ہی کہ جسکے مقابلہ مین سحر و افسون ہیچ ہو سحر و افسون کا
اثر مسلمانون پر نہوگا لیکن وہ شی ایسی نہین ہی جسکے اثر کو مسلمان کسی ترکیب سے زائل کردین چونکہ
فی الحال مجکو صرف نورالدہر سے سمجھنا ہی کہ اُسنے شجاع باس کو ہلاک کیا ہی پس پہلے اُسے گرفتار بلا کرنا مجھے
بعد تمام خداپرستون سے بخوبی خاطر خواہ سمجھ لونگا یہ کہکے وہ انگوٹھی جو شمعون بن شیاطین نے بہار فرعون
کے ذریعے سے پائی تھی جیب سے نکالی فولاد آہن کلاہ کو دکھائی اُسنے کہا یہ کیا شی ہی اور اُس کا کیا فائدہ
ہی جسکے ذریعے سے مسلمانون مین سے کسی کو گرفتار بلا کریگا میرے نزدیک تو بالکل عبث ہی البتہ فوج
و لشکر سے کچھ کام نکلجاے تو نکلجاے نوسرج بدرگ نے کہا اے فولاد آہن کلاہ ذرا ابھی اس انگوٹھی
کی صفت ظاہر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے ایک گوشہ مین علیحدہ چلا گیا اور اُس انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوون
کو جمع کیا اُن سب نے دست بستہ کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین نوسرج
نے کہا اے فولاد آہن کلاہ دیکھ یہ سب دیو اس انگشتری کے تابع ہین جسکے پاس یہ انگوٹھی ہوگی
یہ دیو اُسکے مطیع فرمان ہونگے فولاد آہن کلاہ نے کہا بہتر کیا ہی ان دیوون کے ذریعہ سے نورالدہر
کو بلانا چاہیے فوج و لشکر کی کیا ضرورت ہی نوسرج بدرگ نے کہا اے دیوو لشکر اسلام مین جاکر نورالدہر کو
اُٹھا لاؤ وہ دیو فوراً اُٹھکے روانہ ہوے دربار حمزہ صاحبقران ثانی مین پہونچے اور نورالدہر کو حاضرین دربار کے سامنے

سے اُٹھا لے گئے نورج کے پاس لائے کہا یہ خداپرست حاضر ہی فولاد اہن کلاہ کو حیرت ہوگئی کہ یہ
واقعہ ہی جب یہ قابلیت ان دیوون مین ہی تو آپ نے کیا موقوف ہی باری باری تمام مسلمان بلا کے قتل کیے جاسکتے ہین نورج
نے کہا بیشک اور مسلمانون پر کیا موقوف ہی جسکو منظور ہو ان دیوون کے ذریعہ سے بلا سکتے ہین سو آنچا کہ عیان
است چہ حاجت بہ بیان ٭ بعد ازان نورج بدرگ نے حکم دیا کہ اس خداپرست کو خوب مستحکم بستہ کرلو اور سامنے
ر دیر وحاضر کرد فوراً گرفتہ دلبستہ کرکے نور الدہر نورج بدرگ کے سامنے حاضر کیے گئے نورج بدرگ نے کہا ای خداپرست
تو نے غضب کیا کہ غزاس ایسے ذی عزت بندہ خداوند کو تو نے ہلاک کیا تو نہین جانتا تھا کہ غزاس کے
خون کا عوض کس سختی سے لیا جائیگا اب بتا تو کیا کرسکتا ہی یقین سمجھ غزاس کو ہلاک کرکے تو نے مجکو ایسا صدمہ
سخت دیا ہی کہ مدت العمر نہ بھولونگا اور غزاس کی ہلاکت کے عوض مین تمام فوج اسلام کا استیصال
کر دونگا سرداران لشکر مین سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نور الدہر تو نے خداوند کی قدرت وجلال کو
دیکھا تجھے کچھ یاد ہی کہ جب مین تیرے یہان گرفتار تھا کیسی کیسی سختیان کین تھین کہ مجبوری مجکو
مسلمان ہونا لازم آیا خداوند کا فضل شامل حال ہوگیا جو مین اس قید و بند سے رہا ہوا ورنہ اس قید سخت سے
زندہ رہا ہونا محال تھا نور الدہر نے برہم ہوکے کہا ای نورج تو ہمیشہ کا مکار و بدکار رہا ہی عالم غفلت مین
مجکو گرفتار کیا اور پھر بیہودہ بکتا ہی اگرچہ مین اس وقت تیری قید مین مبتلا ہون لیکن تو یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ مین بخوف
جان تجھ سے منت وسماجت پیش آؤنگا قسم ہی اُس خداے واحد ولاشریک کی جسکے قبضہ قدرت مین
میری اور تیری روح ہی دنیا کو ہیچ سمجھتا ہون اگر ہلاک ہوجاؤنگا پاپوش سے ہر طرح ایک روز مرنا ہی کل
نہین آج ہی سہی نورج کو بھی غصہ آگیا کہا ای نور الدہر تم اسوقت بھی اپنی سرکشی سے باز نہین آتے نہین جانتے
کہ اس وقت بالکلیہ میرے اختیار مین ہو جس طرح چاہون ہلاک کردون کوئی پرسان حال نہین یہ
کہکے حکم دیا کہ ملکہ آذر چہرہ میری محبوبہ آرام جان کو بھی اسی طرح بستہ میرے روبرو لاؤ چنانچہ ملکہ بھی
اسی طرح آہنی زنجیرون مین جکڑی ہوئی حاضر ہوئی نورج نے کہا او بیحیا دیکھ اب بھی خیریت ہی اگر چند روز اور
دنیا مین زندہ رہنا چاہتی ہی تو آفتاب پرستی قبول کر ورنہ اب سخت سخت تجھے بھی ہلاک کرونگا اُسنے کہا ای نورج
یہ کیا بکتا ہی ہوش مین آ اور اس وحشت کو تو نے میرے پدر مظلوم کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کیا اسکے غم والم مین
ہرگز زندہ رہنا نہین چاہتی اگر تو مجکو بھی ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہی تو مین بھی خوش ہون مطلق مجکو
ملال نہین ہی نورج بدرگ نے کہا آخر تو مجکو کیون نہین قبول کرتی اُسنے کہا مین تجکو کیا پاپوش سمجھتی
ہون جو مین تجکو قبول کرون نورج بدرگ نے کہا اگر تو مجکو کچھ نہین سمجھتی تو مین بھی تجکو کچھ نہین سمجھتا یہی نا کہ
سال دو سال تیری مفارقت مین بیقرار رہونگا باشد دل بہلانے کی کوئی اور صورت پیدا کرلونگا
اگر تو نہین تو اور کوئی حسین سہی ٭ مجکو تو دل لگی سے غرض ہی یہ نہین سہی وہ ٭ نور الدہر نے کہا او پلید
تو کیا اس عورت ذات کو خواہ مخواہ مجبور کرتا ہی اگر مرد ہی تو کسی مرد سے مقابلہ کر اول تو اسکے پدر والاقدر
کو اس حالت علالت مین ہلاک کیا پھر پدر بران اس بیچاری کو اپنے سے رضامند ہونے کے واسطے مجبور کرتا ہی

ان ہر سہ زن ومرد کو اس بحث وتکرار مین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ دربار حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جب نور الدہر کو بیچ دربار سے پکڑ ہوا لی اُٹھا لے گیا حمزہ ثانی بیحد متردد مغموم ومحزون

تھا اب اور بھی پریشان و بدحواس ہوگئے کہا یارو یہ کیا آفت ہے کہ ابھی مہتر قران اور الماس کا غم دفع
نہیں ہوا یہ تازہ مصیبت نازل ہو گئی کہ نورالدہر کو بھی اٹھا لیگیا اسی انگوٹھی کا کرشمہ ہے جو تورج کے پاس
بھی دیوان مطیع انگشتری کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اٹھا منگاتا ہے اگر یہی حال ہے تو کوئی مسلمان زندہ
نہیں بچیگا سب کو تورج اٹھا منگائیگا اور ہلاک کریگا اس انگوٹھی کم بخت کو تو صاحب قران قدیم نے
نیست و نابود کر دیا تھا پھر یہ انگوٹھی نمایاں ہو گئی اور عمرو ثانی کیجانب متوجہ ہو کے کہا اے مہتر قران عالم میں
اس وقت اس مقدمہ کو تجھ پر محول کرتا ہوں کہ اگر نورالدہر کو تورج مردود کی قید سے رہا نہ کر لاوےگی
اور اس انگوٹھی کا قصہ پاک نہ کروگے میرے تمہارے درمیان میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اے مہتر آخر یہ عیاری
تمہاری بیاری سے کس روز کے کام آئیگی کیا قیامت میں بخشواوگے جلد جاؤ اور دونوں کاموں کو
انجام دو عمرو ثانی نے دست بستہ عرض کیا اے اے مبارک سپہ شہنشاہ ہیکہ حاصل سکند + اختران آسمان
از طلعت نیک اختری + غلام تابع فرمان جاتا ہے اقبال شاہی سے اگر بن پڑتا ہے تو کام بنا کے لاتا ہے یہ کہکے
یراق عیاری سے آراستہ ہوا اور تورج کے مقام قیام کی تلاش میں روانہ ہوا حمزہ ثانی نے جام کلہ
فیل دربار میں رکھا اور کہا اے بہادران صف شکن و اے دلاوران شیر افگن تم میں سے کون ایسا ہے
کہ تورج بدرگ کی قید سے نورالدہر والاقدر کو رہا کر لاسکے اور اس انگشتری منحوس کو اس
نابکار کے قبضہ سے لیکے ہم تک پہونچا سکے یہ تقریر حمزہ صاحب قران ثانی کے سنکے بدیع الملک
دلاور اٹھ کھڑا ہوا کہا شہریار یہ خدمت خادم کو مرحمت ہو میرے پدر معظم اس موذی کے ہاتھ میں
معلوم کن مصیبتوں میں مبتلا ہونگے انشاء اللہ الرحمن میں انکو رہا کر لاونگا حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ
ہے تم بھی جاؤ اور اپنے باپ کو موذیوں کے چنگل سے رہا کر لاؤ بدیع الملک بھی تمام جام کلہ فیل
کے پاس گیا جام کو چکھا اور بکمال ادب حمزہ ثانی کو سلام کیا اور دربار کے باہر آیا ایک لاکھ
سواران جرار و آتشبار کی جمعیت ساتھ لیکے وہاں سے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ اگرچہ
عمرو ثانی اور بدیع الملک دونوں کو ابھی تک تورج بدرگ کے مقام قیام کا
پتہ نہیں معلوم ہے تاہم اثناے راہ میں سراغ رسانی اور ریشہ دوانی کرکے ہر ایک شخص سے
دریافت کرتے ہوئے ادھر چلے جاتے تھے واضح رہے کہ دربار حمزہ ثانی سے عمرو پیشتر روانہ ہوا ہے
اور بدیع الملک بعد اسکے

ان دونوں عیاروں اور شہزادہ کو راہ میں رواں رکھا جاتا ہے اور تورج دلاور
اور ملکہ آزرچہرہ کی باہم گفتگو کے نتیجہ کا حال حوالہ قلم عجائبات رقم کیا جاتا ہے

بخیہ گلگون چمن خواب دکھایا چاہیے + رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے + ٹھوکر
لگ جائے خیالی سے لگایا چاہیے + پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے + باغ میں
اس گل کھلے جاکر ہنسانا چاہیے + گھلیوں میں عندلیبوں کو اڑایا چاہیے + اشک کوئی
چشم میگون سے گراکر نشہ میں + بادہ مے کش کی تربت پر چڑھایا چاہیے + چہرۂ جانان
ہے متعصب اور میں بیمار ہوں + دار کر اس پر سے آب پانی پلایا چاہیے + ہمرے تا سنگے
چڑھ آیا وہ ظالم بام پر + آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے + جسکے ہاتھ آیا خنجر

مقصد رکھتا ہی یہی ✤ مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے ✤ داغ فرقت زیست پھر سوز
ہمہم بعد مرگ ✤ ان بتون کو کفن توقع پر خدایا چاہیے ✤ یار کی پڑتی نگہ بھی لطف سے خالی نہین ہوا گر تلوار
اصیل اسکو دبایا چاہیے ✤ بے طلب زینت نہین رنگینی کسب ساختہ ✤ پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا
چاہیے ✤ محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہی غنی ✤ شمع سان ہنسنے مین یارون کو رُلایا چاہیے ✤ راویان
اخبار عبرت شیون ناقلان آثار حیرت انگیز اس داستان طرفہ عنوان کو اس طرح حوالہ بیان کرتے
ہین کہ جب نورنج بدرگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور ملکہ آذر چہرہ دونون زن و مرد کلا
بلکہ جوابدے رہے ہین اور اس وقت بھی انکو کسی کا خوف و خیال نہین ہی برہم ہوا کہا خدا کی قسم
مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تمہاری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہی اجل دامنگیر ہی اور آذر چہرہ سے کہا ای
محبوبہ مین دیکھو اب بھی سمجھاتا ہون کہ نور الدہر کے کہنے کی طرف خیال نہ کر تو مجھکو قبول کر لے
پھر مین نور الدہر سے تو سمجھ ہی لونگا اُسنے کہا او پلید شیطان مین کسی کے کہنے کی طرف خیال
نہین کرتی مجھکو اپنے فعل کا اختیار ہی مگر چاہیے کہ تیری مہمل درخواست کو قبول کرون اتنا سنکر
نورنج نے غضب آلود ہو کے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون خود سرون کے سرن
سے جدا کرو یہان تک کہ جلاد آیا دونون زن و مرد کو ریگ پر مقیم کیا اب یہ بحث پیش
ہوئی کہ نور الدہر کہتے ہین مجھے قتل کر اور آذر چہرہ کہتی ہی نہین پہلے مین ہلاک ہونا
چاہتی ہون اپنے پدر معظم سے ملنے کی آرزو ہی اس بحث مین جلاد کو سکوت ہوا جب
ایک کی طرف بڑھا دوسرے نے اپنی گردن رکھدی کہا پہلے ہماری گردن پر وار کر نورنج
نے جو جلاد کو متحیر دیکھا پوچھا کیا ہی اُسنے کہا خداوندا طرفہ ماجرا ہی ہلاک ہونے مین ایک دوسرے
پر سبقت چاہتا ہی ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہی کہ کیون ایک دوسرے پر سبقت
چاہتا ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتدا کس سے ہو نورنج نے کہا اس کا فیصلہ ہم کرتے ہین
پہلے نور الدہر پر وار کر ۔ واضح ہو اس ترتیب مین نورنج مردود پلید کی یہ حکمت عملی کہ جب
نور الدہر کو جلاد ہلاک کریگا آذر چہرہ عورت ذات ہی کیا عجب ہی اگر خائف ہو کے مجکو قبول کرے
غرضکہ جلاد نے نورنج کی رائے پر عمل کیا کہ نور الدہر کی جانب تلوار علم کر کے بڑھا چاہتا تھا
کہ دو دستی وار کرے یکایک ایک پتھر کا ٹکڑا اس زور سے جلاد کے سینہ پر لگا کہ غش کھا کے زمین
پر گرا نورنج اور زیادہ برہم ہوا کہا ای نور الدہر ہم سمجھے تھے کہ مسلمان سحر و افسون سے بالکل
متنفر ہین مگر آج معلوم ہوا کہ مسلمانون بھی ہنگام ضرورت سحر و افسون سے کام لیا جاتا ہی پھر یہ کہ
اس بات سے بالکل نا امید رہو کہ مین تمھین چھوڑ دونگا مین خوب جانتا ہون کہ تم سرداران ذی
راست سے ہو بڑے فریبی جعلساز مکار ہو دست چپ شرارت اور بد ذاتی مین محض عبث
مشہور ہین جو جانتا ہی وہ بخوبی جانتا ہی اور کیا جانے نور الدہر نے کہا او مکار جیسا تو فریبی ہی
ویسا ہی اور کو بھی سمجھتا ہی لعنت ہی تیرے سحر اور ساحری دونون پر ہمارا خدا سے قادر و توانا ہمارا
معین و مددگار ہی سحر کیا باپ بھی ہی نورنج نے کہا اچھا یونہی سہی مین دوسرے جلاد کو
بلاتا ہون دیکھون تو اُسے کس طرح گرا دیتا ہے تا اینکہ دوسرا جلاد آیا اُسنے چاہا کہ نور الدہ

کی انگلیون پر پٹی باندھے بعدہ ہلاک کرے نورالدہر نے کہا او پلید یہ کرتا ہے ہم مرد میدان ہین مرجانے کو
کھیل سمجھتے ہین پٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے تو اگر ہماری گردن جہان ہے وہین رہیگی کیا ممکن کہ جھپک
بھی پیدا ہو پاسے جلاد نے پٹی باندھنے سے قطع نظر کی علم کرکے چلا قریب تھا کہ تلوار کی باڑھ نورالدہر کی
گردن پر آئی مثل سابق دوسرا پتھر آکے جلاد کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور خود
بھی مثل مردہ صد سالہ زمین پر گرا اب تو سب کو حیرت ہوئی فولاد آہن کلاہ کا عیار مہتر شیر بیر نامی
بھی وہان موجود تھا اور بھی تمام سردار و امرا ہر چہار جانب کھڑے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہے
تھے ایک طرف دیکھا کہ ایک فقیر آزاد کلاہ طویل بر سر کشکول گدائی بالائے دوش خرقہ کہنہ رقعہ پر
رقعہ دوختہ در بر ہاتھ مین تیتر کا پنجرہ پھیلون پھیلون بولتا ہوا دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے فولاد آہن کلاہ
اور تمام حاضرین اُسے دیکھ کے متعجب ہوئے سمجھے کہ ضرور کوئی عیار ہے ورنہ اس وقت اس وضع کے
آدمی کی یہان کیا ضرورت ہے مہتر شیر بیر سے کہا اے مہتر دیکھا وہ کون شخص ہے جو یہان آیا ہے ہم کو کچھ شک ہے تا
ہم عیار کو عیار خوب پہچانتا ہے۔ مہتر شیر بیر اُسکی صورت دیکھ کے سمجھا اور کہا او نابکار تیرا اس وقت یہان
کیا کام ہے معلوم ہوتا ہے تو عیار ہے اُسنے کہا بابا اللہ یار ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ سب دھندا بیکار ہے مہتر
شیر بیر نے کہا باتین او نابکار مجھسے حکایت بازی کرتا ہے تجکو کب چھوڑتا ہون مین نے تجکو پہچان لیا یہ کہکے
اُسکی جانب شلنگ مارتا ہوا جھپٹا عمرو ثانی نے بھی وہان سے فرار کی شیر بیر نے تعاقب کیا دونون عیار
طرار پیش و پس دور نکل گئے فولاد آہن یہ بات سمجھا کہ شیر بیر تنہا گیا ہے ایسا نہو اُسکو تنہا ہونے
کی حالت مین کسی طرح کا صدمہ پہونچے ملازمون کو حکم دیا مہتر شیر بیر کے نگران رہو ایسا نہو اُس عیار
مکار کے ہاتھ سے اُسے صدمہ پہونچے ہر چند دوڑ دھوپ کے مہتر شیر بیر کا پتہ نہ ملا۔ وہان مہتر شیر بیر کا
حال سنئیے کہ عمرو ثانی کے تعاقب مین چلا جاتا تھا عمرو ثانی ایک عیار طرار سرہنگ نخچیر گذار ہے کہ
عیاری اور چالاکی کے مقابلہ مین کوئی عیار کیا وقعت رکھتا ہے مہتر شیر بیر نے ہر چند کشش و کوشش
کی عمرو ثانی کی گرد کو بھی نہ پایا ہنوز مہتر شیر بیر عمرو ثانی کے تعاقب مین جا رہا تھا اور جان پر کھیلے ہوئے سمجھا
تھا کہ اگر اس عیار کو مین قید گرفتار کرونگا فولاد آہن صاحب بہت خوش ہوگا انعام کثیر ملیگا یکایک سامنے
سے عمرو ثانی غائب ہوگیا مہتر شیر بیر حیرت سے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کسی طرف عمرو ثانی کو نہ دیکھا
اُس طرف عمرو ثانی نے درمیان راہ مین وہ پنجرہ تیتر کا ایک جانب پھینک دیا اور اس چالاکی
سے ایک درخت گنجان پر چڑھ گیا کہ مہتر شیر بیر کو جب عمرو ثانی نظر نہ آیا پاؤن کے نشان پر چلا
جہان تک پاؤن کے نشان ملتے گئے چلا گیا ایک مقام پر پاؤن کے نشان ختم ہوگئے اب اور زیادہ
حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ ماجرا ہے ابھی بیٹھا بیٹھ شلنگ لگاتا چلا جاتا تھا کہان غائب ہوگیا حسب اتفاق
اُس درخت کے سایہ مین توقف کیا جس درخت پر عمرو ثانی نے قیام کیا تھا مہتر شیر بیر زیر درخت
کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جاوے کہان جاؤن اور کس شخص سے اوسکا حال دریافت کرون
آخر کار مجبور ہوکر تنہ درخت پر تکیہ کرکے بیٹھا چونکہ بہت تھکا ہوا تھا تمام اعضا مین کسل و کاہلی راہ
پائے ہوئے تھی اُسی طرح بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی آنکھین بند ہوگئین اور خراٹے لینے لگا
عمرو ثانی بالائے درخت پر چھپا ہوا تھا اور وہان سے مہتر شیر بیر کی حالت دیکھ رہا تھا اور از حد خائف تھا

کہ ایسا نہو یہ عیار طرار مجکو دیکھ لے تو غضب ہو جائیگا جب دیکھا کہ مہتر شیر پر غنودگی بخوبی طاری
ہی اور دونون آنکھین بند ہوگئین ہین آہستہ سے کمند کا حلقہ لٹکایا اور مہتر شیر کے گلے مین حلقے
کو ڈالا مہتر شیر نے اُسی طرح آنکھین بند کیے گلے پر ہاتھ مارا کہا یہ کیا جالا میرے گلے لگا یہی اُس
طرف عمر ثانی نے جھٹکا دیا کمند مین گلا پھنس گیا عمر ثانی درخت سے کودا ایک حلقہ مہتر شیر
کے گلے کو گھونٹ رہا تھا عمر ثانی نے اور چند حلقے ڈال کے خوب مضبوط مہتر شیر کو بستہ کیا ایسے
کہ مہتر شیر بالکل مجبور ہوگیا کہا اے عیار مکار تو نے بڑی مکاری کی عمر ثانی نے کہا او نابکار یہ
مکاری کی یا عیاری سے کیا اب خاموش رہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین ہی اُسنے کہا او نابکار تونے مجھے
ایسے نالایق طریقہ سے گرفتار کیا اور کہتا ہی کہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین عمر ثانی نے کہا اچھا
جسقدر تجھے بکا جائے بک یہ کہکے ایک خاردار لٹو اُسکے مُنہ مین دیا دونون لبہا کے زیرین و بالا
کو ملا کے دوختہ کر دیا اور کہا اب خاموش کیون ہو رہا اب بھی باتین کر مہتر شیر نے اشارہ سے
کہا کیا باتین کرون مُنہ بند ہی عمر ثانی نے دارو بیہوشی سنگھا کے بیہوش کرکے اپنی صورت
سے اُسے مشابہ کیا اور اُسکی صورت سے خود مشابہ ہوا پشتارہ بدوش وہان سے روانہ ہوا فولاد
آہن تاب کے پاس آیا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی ع شاہا نہال دولت تو سرفراز باد ❊ درہاے
فتح بر رخ بخت تو باز باد ❊ اے شہریار یہ عیار نابکار حاضر ہی بڑی مصیبت سے لایا ہون انعام
کثیر کا مستحق ہون مجکو گرفتار ہی کر لیا ہوتا مگر خداوند کے فضل و کرم سے محفوظ رہا نورج بدرگ
اور فولاد آہن تاب دونون بہت خوش ہوئے نورج نے کہا اے مہتر شیر سچ کہو تمنے
اس عیار کو کس طرح گرفتار کیا مہتر شیر مصنوعی نے تمام حال گرفتاری کا از اول تا آخر بیان
کیا چونکہ شب کا وقت تھا نورج نے کہا اس عیار کو مقید رکھنا چاہیے بہت نگہبانی کے
ساتھ اگر خداوند نے چاہا تو کل صبح کو اسے ہلاک کرینگے ملازم مہتر شیر کا پشتارہ اُسی طرح بندھا
ہوا قید خانہ مین لے گئے اور وہان جا کے پشتارہ کھول کے اُسکو زمین پر لٹا دیا چونکہ اسوقت
تک مہتر شیر بسبب دارو بیہوشی کے بیہوش تھا اور رات بھی زیادہ آگئی تھی نورج
نے مہتر شیر مصنوعی یعنی عمر ثانی سے کہا اے مہتر شیر واقعی کارے کردی وہ
کام کیا تو نے جو رستم سے بھی نہ ہوتا مین تجکو ایسا عیار طرار نہ سمجھتا تھا اب رات زیادہ آگئی
ہی یہین سو رہو جب تک بیدار رہینگے تجھے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے دل کو بہلاؤنگا تاکہ غنودگی کا اثر
نہ ہونے پائے مہتر شیر مصنوعی نے قبول کیا نورج بدرگ اپنی مسہری کے پاس پلنگ بچھوایا اُسپر مہتر شیر مصنوعی
دراز ہوا باتین ہونا شروع ہوئین نورج نے کہا ہان اے مہتر شیر بیان کرو کس طرح اُس عیار کو گرفتار
کیا اور کس صورت و شکل کا عیار ہی مہتر شیر مصنوعی نے کہا خداوند کیا عرض کرون کہ کیسی دقت پیش آئی بعدہ
بالتفصیل تمام حال مصنوعی بیان کیا ہر مرتبہ اپنی عیاری و طراری کا ذکر کرتا تھا نورج بدرگ ہر مرتبہ تعریف
مین سر ہلاتا تھا بعدہ مہتر شیر مصنوعی نے کہا اے پہلوان زمان حلیہ اُس عیار کا کیا پوچھتے ہو اور کوئی نہین عمر
ثانی عیار لشکر اسلام ہی نور الدہر وغیرہ کی رہائی کے واسطے آیا ہو نورج بدرگ نے کہا ہان اب مجکو
معلوم ہوا یہ عمر ثانی ہی جسکو گرفتار کیا ہی خیر اب صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا بعد

اس گفت وشنید کی تورج پر خواب غالب ہوا بےخبر سو گیا عمر ثانی کو اس وقت کا انتظار تھا قریب جا کے
آہستگی تمام انگوٹھی تورج کے ہاتھ سے اُتار لی اور فکر مین تھا کہ یہان سے نکل جانا چاہیے ایسا نہو کہ
تورج جاگ اٹھے اور ہاتھ دیکھکر انگوٹھی کو تلاش کرے اُس طرف کا حال سنیے کہ جب مہتر شہریر کو اصلی کے
پشتارہ کو قید خانہ مین لیگئے اور پشتارہ کو کھول کے اُسے زمین پر عالم بیہوشی مین لٹا دیا چند ساعت
تک وہ بیہوش رہا آخر از خود بیہوشی زائل ہونا شروع ہوئی تا اینکہ بخوبی ہوشیار ہو گیا اشارہ سے دربانون کو
قریب اپنے بلایا زبان کو حرکت نہو سکتی تھی لب دوختہ تھے زمین پر لکیرین کھینچین محافظ زندان سے
کہا اسکو پڑھو محافظ زندان نے بغور اُن لکیرون کو پڑھا لکھا تھا اے نادانون مین مہتر شہریر عیار فولاد آہن
کا عیار ہون میرے منہ سے روغن دھو ڈالو تو معلوم ہو جاے گے محافظ زندان نے اور بھی آدمیون کو
بلایا اور کہا دیکھو یہ کیا لکھا ہے اُن سب نے اس عبارت کو پڑھا مہتر شہریر کی صورت بغور دیکھی آپس
مین کہا اے فلان دیکھنا یہ کون شخص ہے آیا مہتر شہریر ہی ہے یا کوئی اور عیار ہے ایک نے کہا اے فلان اس
گفت وشنید کی کیا ضرورت ہے یہ کہتا ہے کہ مین مہتر شہریر ہون بس اسکے منہ کو دھو کے دیکھو اگر مہتر شہریر
ہو رہا کر دو ورنہ قید رکھو جب تک تورج بدرگ با فولاد آہن کلاہ کا کوئی دوسرا حکم نہ آ جاے ایک
کوزہ پانی لایا مہتر شہریر کے منہ کو دھویا واقعی روغن چھوٹا دیکھا مہتر شہریر ہے فوراً اُسکے منہ کے ٹانکے
کاٹ دیے اندرون دہن سے خاردار لڈو نکال لیا مہتر شہریر نے کہا اے یاران من اُس عیار نے بڑی مکاری
سے مجھے گرفتار کیا ہے چلو اُسے گرفتار کرو کسی نے کہا کہین جانے کی ضرورت نہین ہے وہ عیار مکار تورج
بدرگ کے پاس موجود ہے چلو اسے گرفتار کرو سب دوڑتے ہوے تورج کے پاس آئے دیکھا تورج
بےخبر سو رہا ہے عمر ثانی کو گھیر لیا اور کہا او مکار تو نے بڑا فریب کیا مہتر شہریر کو اپنی صورت سے مشابہ
کیا اور اُسکی صورت سے آپ مشابہ ہو کے یہان آیا ہے انگوٹھی لینے کا ارادہ رکھتا ہے اب ہم تجھکو زندہ
نچھوڑین گے عمر ثانی نے خنجر ہاتھ مین سنبھالا اور مثل برق چمک کے پینترا بدل کے کہا او نابکارو سنو
آن عمر مہتر مہتران ٭ بر کشورم بہتر بہتران ٭ بریدم ز خنجر سر ساحرم ٭ سمدار مہر سنگ فہنگ آورم
تم مجھکو کیا زندہ نہ چھوڑوگے مین خود تمھاری جان کا عزرائیل ہون یہ کہا اور اُن گبران بدکار پر حملہ کیا اس
طرف جھپٹ کے آیا اور خنجر مارا اُدھر دوڑ گیا اور خنجر مار کے گرا دیا اس ہنگامہ سے تورج بھی بیدار ہوا
دیکھا بازار کشت وخون گرم ہے ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی کو نہ پایا سمجھ گیا معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام کا کوئی عیار کیا پہنچ
گیا انگوٹھی بھی وہی لیگیا ہے پکار کے کہا ارے کمبختو کچھ کہو تو یہ کیا ہنگامہ آرائی ہے مہتر شہریر قریب آیا اور کہا اے
پہلوان زمان یہ عیار جب ہنگامہ کشت وخون گرم کیے ہوے ہے لشکر اسلام کا عیار عمر ثانی نام ہے اسنے مجھکو
گرفتار کیا تھا میری صورت سے خود مشابہ ہوا اور اپنی صورت سے مجھکو مشابہ کیا تمام رات مین قید خانہ مین رہا اور
یہ مکار تمھارے پاس باتین کرتا رہا میرے منہ مین خاردار لڈو دیکے منہ کو دوختہ کر دیا تھا جب مین نے زمین پر لکھ کے
نگرانون کو اطلاع دی اور انھون نے میرے منہ کا روغن چھڑایا اُسوقت اُنکو یقین ہوا اور مجکو رہا کیا جو ہین یہ الفاظ
تورج کے گوش گذار ہوا باواز بلند کہا لینا خبردار جانے نہ پائے یہ عیار مکار اسنے بڑا فریب دیا انگوٹھی بھی اسی کے
پاس ہے ہر چہار جانب سے اُن گبران مکار نے عمر ثانی کو گھیر لیا عمر ثانی نے دیکھا کہ بزور دست بازو رہائی ان
سے نہین ہو سکتی فوراً انگوٹھی کو گردش دی دلمین خیال کیا دیو حاضر ہوے کہا کیا حکم ہوتا ہے عمر ثانی نے کہا مجکو

یہان سے نکال لیجاؤ فوراً عمر ثانی کو وہ دلیر اُٹھا لیگئے۔ اب اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب اُن گبران مکار و بدکار
نے دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام وہ انگشتری عجیب الخاصیت لیگیا اور خود بھی غائب ہوگیا اب اُسکا کہین پتہ نہین
مل سکتا نہایت ملول و رنجیدہ ہوگئے نورج بدرگ نے کہا کچھ پروا نہین اگر وہ عیار خدا پرست انگوٹھی لیگیا اُسکے
عوض مین ہم نورالدہر کو بلکہ آذر چہرہ کو بھی ہلاک کرینگے زیادہ برین نیست کہ آذر چہرہ کی مفارقت شاق
ہوگی باشد چند روز کے واسطے یہ صدمہ بھی سہی گبران دونون زن و مرد خدا پرست کو ہلاک ضرور کرینگے
یہ کہکے قیدخانہ سے نورالدہر او بلکہ آذر چہرہ کو طلب کیا وہ دونون اسیطرح گرفتہ و بستہ سامنے آئے نورج بدرگ
نے کہا ای نورالدہر تمہارے لشکر کے عیار عمر ثانی نے بڑا فریب دیا انگوٹھی مجھسے لیگیا اب مین تمکو زندہ نہین چھوڑونگا
نورالدہر نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی تجکو کچھ خوف نہین ہر نوع مطمئن ہون کیونکہ قضا و قدر سے بجز صبر چارہ نہین فلک
سے مقابلہ کرنے کا کسی کو یارا نہین ٭ در دست چرخ لقب زن اندر لباس عمر ٭ آمد سے ہرزہ قامت او خم نیاورد ٭
نورج آذر چہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آذر چہرہ اگرچہ اس وقت تک تیری محبت میرے دل
مین جگہ کیے ہوئے ہی لیکن اب مین پھر اپنے کو تیرا دشمن جان بناتا ہون نورالدہر کے ساتھ تجھے بھی ہلاک کرونگا
اُسنے کہا تجھے اختیار ہی ٭ ہرچہ آید بر سرین یا نصیب ٭ جب میرا پدر والاقدر ہلاک ہوگیا تو مجھے زندہ رہکے کیا کرنا ہی
اگر ہنوز میرا رشتہ حیات باقی ہی تو ہر نوع ابھی زندہ رہونگی تیری کیا حقیقت ہی جو مجکو ہلاک کرسکے تو نے
پہلے بھی ایسی ہی تدبیر کی تھی اور جلاد کو بھی بلایا لیکن تو نے دیکھا کہ نورالدہر والاقدر کس طرح ہلاکت
سے محفوظ رہا اور مین بھی ابھی تک بقید حیات ہون نورج نے کہا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ لشکر اسلام کا عیار
آپہونچا وہ انگوٹھی لیکے بھاگ گیا اب کون آئیگا یہ کہکے نورج بدرگ فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ آہن
کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای فولاد تیری کیا رائے ہی مین ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرتا ہون سلسلہ
مشت زن نام فولاد آہن کلاہ سپہ سالار اُسوقت موجود تھا دست بستہ کہا ای پہلوان نامدار
اگرچہ موقع اور محل میرے کسی طرح کی گذارش کا نہین ہی تاہم جو کچھ فہم مین آیا ہی اُسکے اظہار کی اجازت
چاہتا ہون نورج نے کہا بیان کر سلسلہ مشت زن نے کہا میرے نزدیک ابھی ان دونون کو ہلاک کرنا نہ چاہیے
انتظار اختیار ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی البتہ بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا ہوگا تو اُس کا علاج
محال ہوجائیگا یہ خدا پرستان ان سے ہر ہر فساد ہونا محال نہین ہی بہر حال سہل و آسانی سے اس بارہ مین کام لینا چاہیے
٭ عنان دل بکف صبر وہ گرت باید ٭ کہ گوی عیش بچوگان جہد بربائی ٭ مساز نوسن غفلت بعرصہ تعجیل ٭ کہ آخر
افگندت بزمین برسوائی ٭ شتاب خطری فگند کہ گر چہ سنان ٭ تو دست و پاے زنے ران خطر چون نائی ٭ مکن شتاب ز راہ
حذر و متاب ٭ کہ غیر صبر سکون نیست رسم دانائی ٭ آئندہ اختیار بدست شما ست ٭ عجیب کہ سلطان پسند و بہتر ست ٭ نورج
نے کہا ای سلسلہ مشت زن یہ سب کچھ صحیح ہی مگر مین ان دونون زن و مرد کو ہرگز زندہ نہین رکھونگا اور تاخیر و
سہولت کو ہرگز اس موقع پر دخل نہ دونگا اس واسطے کہ مسلمانون کا ہرطرح مجکو استیصال منظور ہی اگر اسوقت
تساہل کو کام مین لاؤنگا ضرور یہ دونون زن و مرد میرے ہاتھ سے نکل جائینگے اور یہ بہت مناسب ہوگا یہ کہکے جلاد کو
طلب کیا فوراً جلاد حاضر ہوا سلسلہ مشت زن نے کہا اگر ان مسلمانون کا ہلاک ہی کرنا منظور ہی تو بلکہ آذر چہرہ
کو ہلاکت سے بچا لینا چاہیے اسواسطے کہ اسکی ہلاکت کے بعد تمکو بہت رنج ہوگا اور اسکے زندہ رہنے مین چندان
ضرر بھی نہین معلوم ہوتا ہاں نورالدہر کے بارہ مین اختیار ہی نورج نے کہا اس عورت کو پہلے ہلاک کرنا چاہیے

چاہیے اسواسطے کہ بیشتر فساد کا سبب عورت ہی ہوتی ہے علے الخصوص ایسی عورت جو اپنے بیٹے خلاف ہو اسکی مصاحبت سے جہانتک ممکن ہو پرہیز کیا جاوے سلسلہ مثلیت خاموش ہوا نوریج نے جولاد کو حکم دیا کہ ان دونون زن و مرد کو ہلاک کر اسوقت نور الدہر کو زندگی سے بالکل ناامیدی ہوگئی سر سوے آسمان بلند کیا اور مناجات کی کہ اے خالق ذوالجلال والاکرام وا ے حاکم

سلاطین عظام سے ۔ جسے چاہے بخشے ہیں زیر و زبر ۔ جسے چاہے دو زخم ہیں رکھے بدا

سبحان اللہ مالک الملک سے یعنی تو وہ مالک ہے جسکو چاہے دنیا مین تو گدا کو بادشاہ کرے سے

تو وہ ہی عنایت تری جسپر ہو ۔ کہ شخص گو ہر دو ان مین شبکی جو دلا ۔ بلا شبہ و شک رہائی سے ملے

جوان بخت ہو بادشاہی سے ملے ۔ جلاد سے کہا ای جوان لیں اب دعا و مناجات ہو چکی آماده امر

ہو نوریج نے کہا ای فلان توقف کر نور الدہر کو دعا کرنے دے دیکھین اسکا خدا اسے نا دیدہ کیا اسکی مدد کرتا ہی ہنوز یہ مناجات نور الدہر کی ختم نہوئی تھی یکایک دور سے ایک بگولہ گرد نہایت تیرہ و تار چکر کھاتا ہوا نمودار ہوا سب نے کہا آندھی آندھی آتی ہی کسی نے کہا آندھی کیا طوفان سمجھنا چاہیے یہان یہ باتین ہو رہی تھین یکایک وہ بگولہ اور قریب آیا وہ اسن گرد چاک ہوا دیکھا شاہزادہ کونا اور بدیع الملک دلاور ایک لاکھ سواران جرار و پہلوانان شہور شعار کی جمعیت سے مرکب برق کردار پر سوار نمایان ہوا اور آتے ہی شاہزادہ نے نعرہ مارکر بانش ای

نوریج مکار و بدکار اگر بزانی بدان ۔ منم روز میدان یل شیر گیر ۔ کہ در رزم چون ہور باپہ سپہر
زہیبم گریزد نہنگی نہنگ ۔ بدریا در آید دلاور پلنگ ۔ پہ پیسم بہ پیشم سخنا ندارد
ہر پڑیان بیشہ کارزار ۔ اگر نعرہ بر شیر شرزہ زنم ۔ چپور دیاہ اوراجنگ افگنم

اور آتے ہی سب سمیت تمام فوج اسلام نے شمشیر بازی شروع کردی نوریج بد رگ بھی آمادہ حرب ہوگیا اس طرف فولاد آہن کلاہ بھی آمادہ حرب ہوا اور وہ کہتا ہی چونکہ شاہزادہ بدیع الملک یکایک مع فوج آپہونچا اس سبب سے کہ ان مکارین سے کوئی مرکب پر سوار نہوسکا پیادہ پا تلوارین اور نیزہ اور گرز و خنجر و شمشیر لیکے آمادہ حرب ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ سب بدکار پیادہ پا ہین خود بھی مرکب سے زمین پر آیا اسکے ساتھ تمام فوج اسلام مرکبون سے اتر آئی تلوار چلنے لگی نکرو بزن کی آواز آسمان تک پہونچی اس عرصہ مین قلعہ کی تمام فوج جمع ہوکے آگئی اب تو وہ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا تمامی میدان حرب کی تمام گرد اڑ کے فلک پر گئی تتق بندہ گیا سے

زگرد سمگیر ہمچو دوار شد ٭ سپہر چو خاکی نمودار شدہ

تمام عالم نظرون مین تیرہ و تار ہوگیا نور الدہر نے بھی اس ہنگامہ مین ایک طرف جاکے ہیچ مارکے جھٹکا مارا تمام بند کھل گئے کر پڑے تلوار لیکے کفار کی ہلاکت کے درپے ہوگیا نوبت باینجا رسید کہ نوریج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ تاب قیام نلا سکے وہان سے گریز کی اسکے ساتھ تمام فوج بھاگی شاہزادہ بدیع الملک نے اسکا تعاقب کیا یہانتک کہ سرحد قلعہ آہن تاب سے باہر نکل گئے بدیع الملک بفتح فیروزی مع نور الدہر بمظفر و منصور انکے تعاقب سے واپس آیا قلعہ آہن تاب مین آکے قیام کیا نور الدہر نے بدیع الملک اپنے فرزند دلبند

کو خوش ہو گئے گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے نور نظر تو نے خدا کے فضل
سے اسوقت میری عزت رکھ لی اور ہلاکت سے میری جان کو بچا لیا ورنہ کوئی دقیقہ میری
ہلاکت مین باقی نہین رہا تھا ہزار ہزار شکر اُس پروردگار کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُسنے میری دعا
قبول کر لی اور مجھکو وقت پر پہونچایا غرضکہ از سر نو قلعہ آہن تاب کی درستی مین مصروف ہوئے
اور تجویز کیا کہ حضرۂ صاحبقران کے پاس چلکے اُنکو اس فتح کی خوشخبری دینا چاہیے اور نوریج
بدرگ کی خبرگیری کو جو لوگون کو بھیجا اُنھون نے آکے خبر دی کہ نوریج مع فولاد آہن کلاہ بیٹھے
کر فتحون کوہ بلور پر پہونچا اور شہنشاہ کا مہمان ہو گیا ہے اور سابق مین بیان کر دیا ہے کہ کوہ بلور پر ہنگامہ
جشن برپا ہے جب بخوبی انتظام قلعہ آہن تاب ہو گیا اور مسلمانون کو اطمینان ہوا سلسلہ مشت زن
سپہ سالار فولاد آہن کلاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے شہریار والا تبار
مجکو کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کرون بدیع الملک نے کہا بیان کر کیا کہتا ہے اُسنے کہا مین
فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہون میرا نام سلسلہ مشت زن ہے اگرچہ فولاد کا
مدت العمر نمک کھایا تو یہ بات کچھ کور نمکی اور غیبت پر محمول نہین ہو سکتی کیونکہ مین فولاد آہن تن
کی رائے ہمیشہ غلطی پر رہی اس نظر سے کہ بیشتر اوقات اُسنے مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ
کیا چونکہ مدتہا سے مدید سے عظمت دین اسلام کی مجھپر حالی رہی بادشاہ کے اس ارادہ سے
خلاف رہا اور سمجھایا کیا کہ تمام عالم سے مقابلہ ہو لیکن مسلمانون سے مقابلہ کرنا بالکل نامناسب ہے
جب مقابلہ ہوگا نتیجہ بد ظہور مین آئے گا بادشاہ میری اس رائے کو سن کے خاموش ہو رہتا
تھا اور وجہ اس خاموشی کی یہ تھی کہ بادشاہ کو موقع نہ ملتا تھا جب اتفاق نوریج بدرگ مسلمانون
کے مقابلہ سے بھاگ کے اس طرف آیا اور وہ محرک ہوا کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہیے
اگرچہ مسلمانون پر سحر و افسون اثر نہین کرتا تاہم میرے پاس ایسی شی ہے کہ اس سے مسلمان کسی طرح
محفوظ نہین رہ سکتے یہ کہکے وہ انگشتری دکھائی بلکہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے دیوؤن کو بھی بلایا
اور اُنکے ذریعہ سے نور الدہر کو دربار حمزۂ ثانی سے اُٹھا منگوایا اُسوقت تک تو مین خاموش
رہا جبتک یہ رائے قرار پائی کہ مسلمانون سے عوض لینا چاہیے اور اُن کے استقبال مین کوشش
کرنا چاہیے کیونکہ سمجھے ہوئے تھا ہر کہ آنکند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ؎ اپنی غلطی کا خود ہی نتیجہ دیکھینگے
لیکن جب نور الدہر کو دیوؤن کے ذریعہ سے منگایا اور نور الدہر کے ہلاک کرنے کی رائے
قرار پائی حالانکہ بادشاہ اُس انگوٹھی کی خاصیت کو دیکھ کے بخوبی مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکو یقین
کامل ہو گیا تھا کہ ضرور مسلمانون کے مقابلہ مین سر بر ہونگے تاہم مین نے سکوت مناسب نہ جانا
صاف صاف الفاظ مین مانع ہوا کہ نور الدہر کو ہلاک نہ کرو کسی اور کا مقدمہ نہین ہے کہ رفت گذشت
ہو جائے گا یہ مسلمانون کا مقدمہ ہے انجام اس خون کا ہرگز بہتر نہوگا اور یہ بھی کہا کہ اگر ہلاک ہی
کرنا منظور ہے تو عجلت کی کیا ضرورت ہے توقف کرنا چاہیے بعدہ اختیار ہے بادشاہ نے تو سکوت
کیا لیکن نوریج بدرگ نے نہ مانا نور الدہر کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اُسکا نتیجہ وہی دیکھا جو بطور
پیشین گوئی کہہ چکا تھا نوریج اور فولاد آہن کلاہ حاکم قلعۂ آہن تاب دونون کوہ بلور کے

جانب فرعون کو خبر دینے گئے ہین مین حضور والا کی خدمت سے حضوری چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا بارے
اب موقع ملا خدمت مین حاضر ہوکے شرف ملازمت حاصل کیا یہ مین عرض کرچکا ہون کہ دین اسلام
کی عظمت عرصہ سے مجھپر حالی ہی فلہذا امیدوار ہون کہ دین اسلام مجکو تعلیم فرمایا جاوے معہذا
ملازمان خدام والا کی فہرست مین میرا نام بھی درج ہو جاے اسواسطے کہ یہ خبر پوشیدہ نہین رہیگی
ضرور تورج اور فولادآہن کلاہ وغیرہ کے گوش زد ہوگی انکی کج فہمی اور شرارت جبلی تو ظاہر ہی
اگر کبھی موقع مل جاوے گا تو وہ میرے تمام خاندان کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کردینگے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا پہلے ایک مقدمہ طے ہوجانا چاہیے اسکے بعد اور کچھ کہونگا یعنے پہلے
دین اسلام کو قبول کر اُسنے کہا بسر و چشم بدیع الملک نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
علی ولی اللہ وصی رسول اللہ سلسلہ مشت زن نے بصفاے قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا
بعدہ بدیع الملک نے کہا ای برادر اس بات سے تو بخوبی مطمئن رہ تورج یا فولادآہن کلاہ
یا کوئی اسکے متعلقین سے تیرے ایک موے بدن کو بھی کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا سکتا اور
اسقدر توقف کر کہ حمزہ صاحبقران یہان تشریف لے آوین پھر تیرے واسطے کامل بندوبست
ہوجاویگا مین نے تیرے واسطے ایک معقول تدبیر سوچی ہی بشرطیکہ حمزہ والاقدر بھی اُس
تدبیر سے اتفاق کرین حمزہ والاقدر ہمارے سردار اعلی ہین جملہ امور کا انھین کو اختیار ہی
اگرچہ اُن عالیجاہ والابارگاہ کی غیبت مین بھی خداوند عالم کے فضل سے کار نمایان ظہور مین آے
ہین ای سلسلہ مشت زن تو یہین توقف کر ہماری فوج یہان موجود ہی ہم حمزہ والاقدر کو
لینے جاتے ہین قلعہ سے بخوبی ہوشیار رہنا کسی غیر شخص کو قلعہ کے اندر نہ جانے دینا سلسلہ
نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب بدیع الملک اور نورالدہر نے ہمراہی چند سواران
قوی ہیکل وہان کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل
کی عمر ثانی وہ انگوٹھی لیے ہوئے پیشتر پہونچ چکے تھے وہ انگوٹھی حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کی
تھی اُسکے عوض مین خلعت گران بہا پایا تھا اب جو بدیع الملک کو حمزہ ثانی نے دیکھا بہت
خوش ہوے کہا ای دلاور بالیقین تمنے بھی بہت کوشش و سعی کی ہوگی لیکن انگوٹھی عمر ثانی
ہی نے لاکے مجکو دی بدیع الملک بجاے خود سمجھا کچھ سکوت کیا تھا کہ نورالدہر نے
کہا ای عالی مرتبت و والا منزلت عمر ثانی نے تو کچھ مفصل حالات ضرور بیان کیے ہونگے کہ کس
کس طرح کے واقعات پیش آئے عمر ثانی نے کہا ابھی مفصل حالات بیان کرنے کی نوبت نہین
آئی اور حمزہ ثانی کی طرف متوجہ ہوکے عمر ثانی نے کہا شہریارا اصل امر یہ ہی کہ اس انگشتری
کے دستیاب ہونے مین محض میری ہی دخل نہین ہی میری عیاری اور شاہزادہ بدیع الملک
کی دلاوری و بہادری سمجھنا چاہیے نورالدہر نے کہا ای عمر ثانی تم انگوٹھی لیکے وہان سے
غائب ہوگئے تھے تمھارے غائب ہونے کے بعد تورج وغیرہ نے میرے ہلاک کرنیکو
جلاد بلایا اُسوقت مین اپنی زندگی سے بالکل ناامید ہوگیا تھا دل مین کہتا تھا کہ خدا مسبب الاسباب
ہی اسوقت وہ کوئی سبب نجات کا پیدا کردے تو نجات ممکن ہی ورنہ کوئی دقیقہ ہلاکت کا باقی نہین

ہے اور توریج بدرنگ کہہ چکا تھا کہ حمزہ ثانی بمکر و فریب انگوٹھی لیگیا ہے اُسکے عوض مین نور الدہر اور
آذر چہرہ کو ضرور ہلاک کرونگا اُس مایوسی کی حالت مین دفعتًا بدیع الملک پہونچا اور اس نور نظر
نے میری جان بچائی اگر ایک لمحہ کی دیر ہو جاتی تو میرا خاتمہ ہو چکا تھا کہہ چکا ہے اور کہتا ہے بیٹا قسمت
پہ کام آتا ہے غرضکہ ایسا سعادتمند فرزند حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا
اے بیٹا بدیع الملک مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ بات صرف اتفاقی تھی کہ دیکھون ہم کیا کہتے ہیں خیر انچہ گذشت
گذشت اب کہو کیا ارادہ ہے فرعون ملعون کوہ بلور کی طرف بھاگ گیا ہے یا یقین حاکم کوہ بلور
سے مدد لیکے از سر نو مقابلہ کریگا بدیع الملک نے کہا شہریار فی الحال قلعہ آہن تاب
کی طرف کوچ کرنا چاہیے وہان کا انتظام مقدم ہے توریج بدرنگ قلعہ پر پہنچکر قبضہ کرلیگا حمزہ ثانی
نے حکم کوچ دیا لشکر وہان سے کوچ کیا راہ بیابان و کوہسار کو طے کرکے قلعہ آہن تاب پر پہونچکے
بدیع الملک اور نور الدہر نے تمام قلعہ کو دکھایا اور مقامات کا نشان دیا جو واقعہ جہان واقع
ہوا تھا اسکو اُسی جگہہ قیام کرکے بیان کیا سلسلہ مشت زن نے ملازمت حمزہ ثانی حاصل
کی حمزہ ثانی نے سلسلہ مشت زن کو بغور دیکھ کے پوچھا یہ کون شخص ہے بدیع الملک نے
عرض کیا یہ شخص فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہے حمزہ ثانی نے پوچھا یہ شخص
راہ راست مین قدم رکھتا ہے یا گمراہ ہے بدیع الملک نے اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان
کی پھر اُسکے بعد بھی کہا میری رائے ہے کہ قلعہ آہن تاب کی حکومت اسکے نام پر مقرر کردی جاوے
اس بارہ مین جو کچھہ رائے والا ہو وہ بھی ارشاد ہو حمزہ ثانی نے فرمایا بہتر تو ہے مین بھی اس رائے
سے متفق ہون اسواسطے کہ یہ اب ہمارے مذہب مین داخل ہوگیا مزید بران یہان کا سپہ سالار ہے
خوب انتظام کریگا یہ کہکے اُسی وقت خلعت حکومت قلعہ کا سلسلہ مشت زن کو مرحمت ہوا اور
سلسلہ مشت زن نے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور دعا دی ؎ کہ ای بادشاہ فلک اقتدار
جہانت بکام و فلک یار باد ✤ کسی را کہ از تست در سر غرور ✤ کلاہ از سر و سر زتن باد دور ✤ ہادی کامل نہ ملنے کے
سبب سے اگرچہ منصب سپہ سالاری حاصل تھا مگر نارستہ تھا ہر وقت اس فکر و خیال کا مجموعہ بار تھا بارے
دار تکیہ خدا ہستم نہ خدا شدہ بہمہ ✤ از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ✤ اُس سپہ سالار نے بکمال اہتمام
و انتظام حمزہ ثانی کی دعوت ملوکانہ کی یعنی تمام بازارون کو آئینہ بند کیا اور روسا کو جشن کی شرکت
کی اطلاع کی شب کو نہایت کثرت سے روشنی ہوئی تھی ایک قصر عالیشان خاص محفل نشاط و عشرت
کے واسطے فرش و قالین جھاڑ کنول مردنگ جھالرون وغیرہ جملہ سامان زینت و زیبائش سے
آراستہ و پیراستہ کیا تھا روشنی کا حساب سمجھہ مین نہ آتا تھا اعلی ادنی طلب ہوئے تھے سر شام
سے آنا شروع ہو گئے صدر مین جواہر نگار دنگل بچھایا اُس پر حمزہ ثانی جلوہ افروز ہوئے راست و چپ
دو رویہ سردار امرا و روسا اعلی اور نقرئی کرسیون پر بیٹھے ناچ شروع ہوا نازنینان شوخ و شنگ و پری وشان
خوش آہنگ نے اپنے کمال دکھانے لگے اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

نگل ہو گیا ہے حضور ہی ہمیشہ نگاہ یار کا	ہر گلی پر کبھی ہم کہا پا اہر ستم انکار کا	اپنے سر کو اندنون سودا ہے زلف یار کا
نامہ بر ان ... جہان پہنچ ہے دستار کا	ہے جب چمکنا مشکل اپنے دیدہ بیدار کا	چہرہ پہ نقشہ ہے تیری ابرو زن دیوار کا

نکلے کیا ارمان اُس محبوب کے دیدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہی تلوار کا
گھل گیا ہون پر نظر بازی ہے آنکھون کو
سنتے تھے کوچہ مین عالم خلد کے گلزار کا
پلکین اپنی وہ نگتے ہین آنکھین ہین چراغ جستجو
کشتی دریوزہ پہ ہی عزم ننگا کا پار کا
کون ہی کافر جو تیرا محو نظارہ نہین

بخت ہی خوابیدہ اپنے دیدہ بیدار کا
ہو گیا ہون فرقت جانان مین ایسا ناتوان
چشم مین عالم ہی شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اُتر جاتا ہی اکثر ای پری
ہی سراپا ای صنم طالب ترے دیدار کا
سبحہ پر ہم تھکو دیتے ہین جو پیوست تھا
بنگیا ہار نظر رشتہ ترے زنار کا

ہی تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا
توڑنا مشکل ہوا ہی آنسوؤن کے تار کا
دوپہر جاتے ہین مثل ورخ وصد پہ مین
پر اُترتا ہی نہین سایہ تری دیوار کا
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت مین فقیر
بند منہ کس نے کیا ہی مردم بازار کا

حمزہ ثانی نے خوش ہوکے زر کثیر انعام مین دیا نصف شب گذر چلی تھی یکایک غل ہوا کہ آتش بازی چھوٹتی ہی سلسلہ شنت زن حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار بالا خانہ پر تشریف لے چلیے آتش بازون کی صنعت قابل دید ہی یہان کے آتش باز فن آتشبازی مین وہ کمال رکھتے ہین جو کسی ملک کے آتشباز نہین رکھتے اگرچہ اس بارہ مین گذارش کرنا بے ادبی ہی تاہم جہان اسقدر تکلیف فرمائی ہی یہ بھی سہی حمزہ ثانی اور اُنکے ساتھ تمام سرداران و امرا اُٹھکر بالا خانہ پر آئے آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی اُس آتشبازی کی صنعت سمجھ مین نہ آتی تھی صدہا چرخیان معلق ہوا مین چھوٹ رہی تھین صدہا رنگ کے پھول اُن چرخیون سے نکلتے تھے اور اسطرح چرخ کھاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ایک رنگ کی یہ بھی ایک چرخی ہی اسی طرح تمام قسم کی آتشبازی کی صنعت کو خیال کرنا چاہیے اور لطف یہ تھا کہ آتشبازی کی روشنی اسقدر صاف اور خنک تھی کہ اُسکے دیکھنے سے گویا بصارت کو قوت حاصل ہوتی تھی پہر بھر کامل آتشبازی چھوٹتی رہی بعد ازان محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مکان پر گئے حمزہ نے بھی بستر خواب پر استراحت کی تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا یکایک صبح کی توپ قلعہ سے چلی ادھر نقارہ پر چوب پڑی مؤذن نے اللہ اکبر کہکے آواز بلند کی طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان مین حمد و ثنا ے باری کرنے لگے نسیم کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے حمزہ ثانی خواب راحت سے بیدار ہوے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ ورد و وظائف سجادہ سے اُٹھے دربار مین رونق افروز ہوے تمام سرداران و امرا بھی یکے بعد دیگرے آئے سجدہ گاہ سے آداب تسلیمات بجا لائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی نے کہا ای عمر ثانی ملکہ آذر چہرہ کا حال نہین معلوم ہوا کہ وہ اُس ہنگامہ مین سے کدھر گئی اور اب کہان ہی جاؤ دریافت کرو عمر ثانی نے کہا شہریار واقعی ملکہ آذر چہرہ کا اسوقت متعلق خیال نہ تھا لیکن اب جاؤن تو کہان جاؤن کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جا سکے لے آؤن کچھ عجب نہین اگر اپنی دار السلطنت یعنی ارمنو حصار مین گئی ہو حمزہ ثانی نے کہا صرف اس قیاس پر سکوت نکرنا چاہیے اگر وہ ارمنو حصار مین چلی گئی تو یہ بھی تحقیق کر لینا چاہیے عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا ارمنو حصار مین پہونچا وہان ملکہ آذر چہرہ کو نہ پایا واپس آئے اطلاع دی کہ ملکہ آذر چہرہ ارمنو حصار مین نہین ہی حمزہ ثانی کو تردد ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار تردد کس بات کا ہی انگشتری موجود ہی دیوؤن کو بلا کے آذر چہرہ کو بلا لینا چاہیے چنانچہ دیو آئے کہا کیا حکم ہی حمزہ ثانی نے کہا جاؤ آذر چہرہ جہان ہو اُسے لے آؤ دیو گئے ملکہ کو اٹھا لائے اب

مالکہ نے جو حمزہ ثانی کی صورت دیکھی زار و قطار رونا شروع کیا اور اُسکو اپنے باپ کا واقعہ یاد
آگیا حمزہ ثانی نے کہا ای آزرچہرہ اگرچہ تیرے باپ نے اس جہان فانی سے انتقال کیا ہی ہم تیرے
سرپرستی کے واسطے موجود ہین اسوقت تیرا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا جب مین توریج بدرگ
کی قید مین مبتلا تھی ایک خادم اُسکا مجھپر مائل ہوگیا تھا چند مرتبہ قید خانہ مین آکے اُسنے اپنی فریفتگی
کا ایما و اشارہ ظاہر کی اور یہ بھی مطلب اُسکا تھا کہ اگر میری درخواست قبول کرے تو مین اس قید
سے رہا کر لیجاؤن مین نے مطلق اعتنا نہ کی جب نورالدہر اور بدیع الملک نے وہان
ہنگامہ آرائی کی اور توریج وغیرہ منتشر الحواس ہوئے اُس موذی نے موقع پایا مجکو اُٹھا کے لے
بھاگا پھر وہان مجھسے اُسیطرح خواستگاری کی مین نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی بالفرض مین ہلاک بھی ہوجاؤن جب
اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تین روز تک مجھے ایک مکان مین تنہا مقیم کیا تیسرے روز پھر میرے
پاس آیا اور خواستگاری کی مین نے بدستور انکار کیا پھر چند عورتین میری خدمت گذاری کو مقرر کین
وہ عورتین شب و روز مجھے سمجھایا کرتی تھین کہ ای نازنین تو اسوقت مین ہر طرح سے مجبور ہی اور
اس شخص کے اختیار مین ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ اسکی درخواست کو قبول کر لے چاہنے والا
دنیا مین نہین ملتا اگر مل جاوے تو اُسکی قدر کرنا چاہیے اگر تو اسی طرح انکار کریگی آخر کار مجبور ہو
وہ تیری ہلاکت کے درپی ہوجائے گا ای شہریار والا تبار مین نے اُن زنان مکارہ کو یہ جواب دیا کہ
دنیا مین جان کا صدقہ مال ہی اور آبرو کا صدقہ جان ہی ایسی حالت مین مجکو اپنی ہلاکت کا مطلق خیال
نہین ہی جس مکان مین مقیم تھی وہان سے قریب لب دریا ایک شہر اسلام آباد نام ہی حاکم و فرمانروا
وہان کا محمود نامے ایک مرد مسلمان صاحب فوج و لشکر و جاہ و حشم ہی رعایا وہان کی نہایت خوشحال
ہی بکثرت عالیشان عمارتین اسلام آباد مین واقع ہین منجملہ عمارات شاہی کی ایک عمارت نہایت
وسیع و عالیشان لب دریا واقع ہوئی ہین طرف اُس قصر دلکشا و فرحت افزا کے باغ سرسبز و شاداب
واقع ہی اور ایک جانب شمال پر رخ زیر قصر دریا واقع ہی اندرون قصر شیشہ آلات رنگارنگ و نایاب بکثرت
آویزان ہین اور ہر وقت ہزارہا شمعدان سے موم کافوری جھاڑ کنول جھاڑ مردنگ وغیرہ مین
چڑھی رہتی ہین جب محمود شاہ بغرض سیر و تفریح اُس قصر وسیع و رفیع مین وارد ہوتا ہی شب
کو بھی وہین مقام ہوتا ہی وہ تمام شمعین روشن ہوتی ہین کثرت روشنی سے اندرون قصر روز روشن
کا سمان نمایان ہوتا ہی تمام شب اُس قصر مین ہنگامہ رقص و نوا گرم رہتا ہی بلندی قصر کی اس درجہ
ہی کہ جب شب کو روشنی ہوتی ہی حالانکہ شہر وہان سے بہت دور واقع ہی تاہم قصر کی روشنی
شہر سے دکھائی دیتی ہی ای شہریار عالی تبار میری زبان سے اُس قصر و باغ کی آرائش و زیبائش
کی تعریف بیان نہین ہوسکتی اندرون قصر اُسکے سقف مین یہ شعر لکھا ہی ∴ اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است ✦ تمام قصر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اگرچہ وہ سنگ سرخ عقیق نہین ہی
لیکن ابتداے نظر مین وہ سنگ سرخ عقیق سرخ ہی معلوم ہوتا ہی پھر اُس باغ سرسبز و شاداب
کے وسط مین عمارت سرخ کیا عرض کرون کہ کیا کیفیت دکھاتی ہی الغرض کہ جب وہ موذی یعنے
ملازم توریج میرے انکار سے عاجز ہوگیا اور کسی طرح اپنی مطلب برآری نہ دیکھی ناچار اس خیال

سے کہ یہ مقام قلعہ آہن تاب کی سرحد مین واقع ہو ایسا نہ ہو کہ یہان مسلمان پہونچ کے میرے حال سے متعرض ہون مجھے ہمراہ لیکے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اسلام آباد کی سرحد مین پہونچا مجکو ایک چادر سیاہ مین لپیٹے ہوئے تھا اور ہر مرتبہ تاکید کرتا تھا کہ خبردار تیرا چہرہ کوئی نہ دیکھے اس طرح چادر سے منہ کو لپیٹ لے تمام روز اسلام آباد کی بازارون مین مجھے بھی پھرایا شب کو کاروان سرا مین جا کے مقیم ہوا بھٹیاری کو بلایا اُسکو ایک اشرفی دے کے کہا کہ جلد ہمارے واسطے کھانا لا بھٹیاری نے خیال کیا کہ زیادہ سے زیادہ یہ دونون کسقدر کھانا کھا سکتے ہین ایک اشرفی مین بہت عمدہ بکثرت کھانا آسکتا ہی کہا میان اگر اجازت دو تو بازار مین جا کے حلوائی کے یہان سے مٹھائی وغیرہ لے آؤن اُسنے اجازت دی بھٹیاری بازار سے کھانا لائی مجھے کہا تو بھی کھا مین نے اُسکے خوف سے انکار مناسب نہ جانا اُسنے مجکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب کھانے سے فراغت ہوئی بھٹیاری نے اُس موذی سے پوچھا تم کون ہو اُس بدبخت نے کہا ای عورت کیا کہون عجب مصیبت مین مبتلا ہون کئی برس ہوئے میری اس نازنین کے ساتھ شادی ہوئی اسوقت تک اسکی ہمبستری سے محروم ہون ہرچند سمجھاتا ہون کسی طرح منظور نہین کرتی ناچار سفر کیا کہ شاید سیر و تماشے سے خوش و مسرور ہو کے مجھسے راضی ہو اُسوقت تک تو یہ راضی نہین ہوئی ہی اگر تیری فہمائش سے یہ راضی ہوجائے تو مین تجکو بہت خوش کرون بھٹیاری سمجھی کہ یہ آدمی مالدار معلوم ہوتا ہی پہلے ہی روز ایک وقت کے کھانے کے واسطے ایک اشرفی میرے حوالہ کی اگر میری فہمائش کارگر ہوگئی تو مالامال کر دے گا نظر بر آن میرے جانب متوجہ ہوئی اور کہا ای خاتون اگر برا نہ مان تو کہون مین بحالت مجبوری خاموش بیٹھی تھی اُس بھٹیاری نے کہا سنو ای خاتون اصل امر یہ ہی کہ عورتون کے مقابلہ مین مرد بھولا ہوتا ہی لیکن عورت عورت کے حالات سے خوب واقف ہوتی ہی اس انکار و احتراز کے بارے مین میرے دو خیال ہین وہ یہ ہین کہ یا تو تمہارا تعلق دل کسی دوسرے سے ہی جو تم اپنے شوہر سے ملتفت نہین ہوتین یا یہ کہ تمکو اپنے شوہر سے کسی نوع کا خوف ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اپنے خیالات بے معنی اور توہمات لاطائل کو دل سے دور کرو اور اپنے شوہر کی ہمبستری بخوشی منظور کرو میری نظر مین یہ جوان کچھ ایسا بدصورت بھی نہین ہی اور صاحب مال و دولت ہی تعجب ہی کہ تمنے اسقدر عرصہ تک اس جوان سے علٰحدگی کو نباہا اگر پیشتر سے تمکو مرد کی صورت سے نفرت تھی تو بروقت شادی کے صاف صاف کہدیا ہوتا تاکہ یہ بیچارہ اس مصیبت مین مبتلا نہوتا مین نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا جب وہ عورت سمجھانے سے عاجز ہوگئی اُس موذی سے کہا تو بیکار اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہی اور اپنی عمر عزیز کے شب و روز کو اسکی رضامندی کے انتظار مین ضائع کرتا ہی یہ عورت ہرگز منظور نہ کریگی اُسنے کہا ہی مین بھی سمجھتا ہون لیکن کیا کرون کہ اسکی صورت پر بجان و دل فریفتہ ہون کسی طرح اسکی مفارقت دل گوارا نہین کرتا

مجنبے سست کہ دل را امید بارام ٭ وگرنہ نیست کہ آسودگی نمی خواہد ٭ ہر طرح اسکے ساتھ زندگی بسر کرنا ہی ہرچہ بادا باد یہ سن کے وہ بھٹیاری خاموش ہو رہی جب صبح ہوئی وہ موذی مجھے ہمراہ

لیے ہوئے روانہ ہوا شہر کی بازاروں اور عمارتوں کو دیکھتا ہوا قریب اُس قصر رفیع کے
پہونچا باغ مین داخل ہوا چونکہ پیادہ پا صبح سے مسافت راہ طے کرنے مین مصروف تھا ماندگی اعضا
مین راہ پائے ہوئے تھے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور مجکو بھی بٹھا لیا ہنوز
چند لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا یکایک ایک باغبان دور سے چلایا کہ یہ کون ہی جو بغیر اجازت باغ مین آکے
مقیم ہوا چلا جا یہان سے ورنہ سزا سے سخت ملیگی اُس مردود نے کچھ سماعت نہ کی اُسی طرح اطمینان
سے بیٹھا رہا یہانتک کہ وہ باغبان قریب آیا مین اُسوقت چادر چہرہ سے ہٹائے ہوئے
باغ و قصر کی کیفیت دیکھکے خدا کی قدرت کو یاد کر رہی تھی جو مین اُس باغبان نے میری
صورت دیکھی کچھ اپنے دل مین سمجھا اور آہستہ کہا ای جوان اس باغ شاہی مین کوئی بلا اجازت
داخل نہین ہو سکتا بلا تکلف یہان آکے تیرا قیام کرنا تعجب خیز ہی معلوم ہوتا ہی تو مسافر تازہ
وارد ہی اور یہان کے حالات سے بالکل ناواقف ہی جو یہان چلا آیا تیرے حال پر مجکو
افسوس آتا ہی چل میرے ساتھ مین تجکو ایک جا مناسب مین بٹھاؤن ہم دونون اُسکے
ہمراہ روانہ ہوئے اُس موذی نے اثنا ے راہ مین کہا ای باغبان جہان تو نے ہمارے
حال پر اسقدر مہربانی کی ہی اسقدر اور مہربانی کر کہ ہمکو اندرون قصر کے کیفیت دکھا دے اُسنے
منظور کیا اور اُس قصر سرخ کے دروازہ پر لے گیا قفل کھولا قصر مین داخل ہو کے قصر کی سیر
کی سچ یہ ہی کہ اُس قصر کی آرائش دیکھکے خدا کی قدرت نظر آتی تھی اُس موذی نے کہا ای شخص
اگر تیری مرضی ہو تو مین چند لحظہ یہین استراحت کرون بعدہ اپنی راہ لونگا باغبان اُسوقت نیکی کے
دم مین تھا کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے باغبان وہان سے چلا آیا اُس نابکار نے تخلیہ پا کے مجھسے پھر
وہی درخواست کی مین نے حسب دستور انکار کیا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر قصر کے گیا
مین اندرون قصر مقیم رہی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہون کہ ایک صراحی شراب مع جام لیے
ہوئے چلا آتا ہی جب میرے قریب آیا جام شراب مملو کیا پہلے خود زہر مار کیا پھر مجھسے [illegible]
کی مین نے سکوت کیا اُسنے جام شراب میرے منہ سے لگا دیا مین نے جھنجھلا کے جام پر ہاتھ
مارا جام زمین پر گرا اُسنے نظر قہر و غضب میری جانب دیکھا اور خاموش ہو رہا پھر جام زمین
سے اُٹھا لیا اور بار دیگر صراحی سے شراب انڈیل کے پی گیا جب چند جام کی نوبت آئی دماغ
گرم ہوا دیوانون کی طرح بکنا شروع کیا اُسوقت محمود شاہ کا وزیر دست راست حسب الاتفاق
اُس طرف سے گذرا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہی بہت حیرت ہوئی سوچا محمود شاہ نے
بضرورت یہان کسی کو بھیجا ہی بلا تکلف قصر مین چلا آیا ہم دونون کو دیکھ کے تا دیر سکوت مین کھڑا
رہا کبھی میری صورت دیکھتا تھا اور کبھی اُس نابکار کو دیکھتا تھا پھر باغبان کو باغ سے بلایا پوچھا
یہ کون زن و مرد ہین جو اسطرح بلا تکلف قصر شاہی مین مقیم ہین تجکو اپنی جان کا خوف نہین ہی جو ان
دونون کو قصر مین آنے دیا دیکھ کیسی سزا سخت تجکو دیتا ہون باغبان نے کہا خداوند اصل یہ
ہی کہ مین بھی ان دونون سے مطلق واقف نہین ہون بجز آج کے انکو کبھی نہین دیکھا باغ مین دیکھا
مین سمجھا کہ بظاہر صورت سے شریف معلوم ہوتے ہین اور مسافرت کی وجہ سے یہان کے

رسم و آئین سے بالکل ناواقف ہین اس حالت مین انکے حال سے تعرض کرنا مناسب نہ جانا سکوت
اختیار کیا انھون نے قصر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مین نے قصر کا دروازہ کھول کے یہان کی
سیر کی اجازت دی یہ نہین تھا کہ یہ دونون اسقدر عرصہ تک یہان قیام کرینگے اب جو کچھ حکم ہو انکے
ساتھ سلوک کیا جاوے وزیر نے کہا ان دونون کی مطلق خطا نہین ہے کیونکہ یہ ناواقف ہین البتہ
تجکو سزا دینا فرض ہے کہ تو نے انکو یہان آنے دیا اب جاتا ہون اور بادشاہ کو اس تیری بیباکی سے
مطلع کرتا ہون آمادۂ مرگ ہو جا وہ موذی اٹھا اور وزیر کے روبرو دست بستہ کہا اے صاحب
تم اسقدر ناراض کیون ہوتے ہو اگر تمھاری مرضی نہین ہے ہم ابھی بیرون قصر چلے جاتے ہین اور یہ
جام شراب سے مملو کر کے وزیر کی طرف بڑھا یا اور کہا بادشاہ کے پاس تو جاتے ہو میری دعوت
تو قبول کر لو وزیر نے کہا اے شخص اس دعوت سے مجھے معاف رکھو ہم مسلمان ہین ہمارے مذہب
مین شراب حرام مطلق ہے اسنے کہا واہ جس شی کو بیشتر سلاطین استعمال مین لائین اسکا حرام ہونا عقل
مین نہین آتا کہنے کے واسطے زبان منہ مین ہے جو کچھ جسکا دل چاہے کہے وزیر نے اسکی بیہودہ صورت
دیکھی اور خاموش ہو رہا اس موذی یعنے ملازم تورج نے جو وزیر کی نظر بچتی میری جانب
دیکھی مجکو ایک گوشہ مین لیگیا اور کہا اے نازنین اسوقت تو مین نے تیری رعایت کی یعنے باوجود انکار
و اعتراض کے مین تیری ہلاکت کے درپے نہین ہوا لیکن اب مین تجھسے ایک دوسرا کام لینا چاہتا
ہون وہ یہ ہے کہ یہ وزیر شراب پینے سے انکار کرتا ہے تو یہ کام کر کہ مجکو دو چار جام شراب کے اپنے
ہاتھ سے پلا مین اپنے کو دانستہ غفلت مین ڈالدونگا تو کسی ایسے انداز سے شراب کی دعوت
کر کہ وہ پی لے اگر یہ کام تیری وجہ سے انجام پا جاویگا مین وعدہ کرتا ہون کہ پھر تجھسے کسی طرح درخواست
نہ کرونگا بحفاظت تمام تجکو تیرے مکان پر پہونچا دونگا اسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال
کیا کہ اگرچہ یہ ایک حرکت ناجائز ہے تاہم یہ مثل مشہور ہے ع روا است شر قلیل از بہر خیر کثیر
اگر اس تدبیر مین میری رہائی کی صورت پیدا ہو جائے تو کیا مضائقہ کی بات ہے چنانچہ مین نے اس
نابکار کو دو چار جام شراب کے اپنے ہاتھ سے دیے کچھ تو اسکا دماغ شراب کی وجہ سے گرمایا
کچھ وہ دانستہ اپنے کو غافل بنا کے علیحدہ جا کے دراز ہوا اب مین وزیر کے جانب متوجہ ہوئی
ایک جام شراب سے مملو کیا اور وزیر کے منہ کے پاس لیجا کے کہا اے جوان ہماری خوشی یہ ہے
کہ تو اس جام کو پی لے اسنے انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مین نے کہا بس اب انکار نہ کرنا ورنہ مجکو
سخت ملال ہوگا وزیر نے وہ جام پی لیا چند لمحہ مین وزیر کا دماغ گرم ہوا مجھسے مذاق کرنے لگا
اس طرف ملازم تورج اٹھا اور وزیر کے قریب آ کے کہا کیون صاحب مین نے جو شراب کی دعوت
کی تھی قبول نہ کی اس نازنین کے ہاتھ سے بلا تکلف جام کو منہ سے لگا لیا یہ کیا حرکت تھی وزیر
اسی طرح نشہ شراب مین بکتا رہا چونکہ رات ہو گئی تھی وزیر نے نشہ شراب مین کہا دو چار کنول روشن
کرو وہ ملازم تورج نے اسکا اشارہ پا کے تمام جھاڑ کنول روشن کر دیے وہان شہر مین محمود شاہ
اپنے محل کے کوٹھے پر بیٹھا تھا جانب قصر سرخ جو نظر کی دیکھا قصر مین روشنی ہے متعجب ہو کے
ملازمون سے کہا دیکھنا قصر مین روشنی کیسی ہے ملازم وہان دوان قصر مین آئے دیکھا وزیر مع دیگر

فرخ زن و مرد کے قصر مین بیٹھا ہی اور ملازم نوریج کو دیکھا کہ یہ غزل گا رہا ہی غزل

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہوگیا
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا
تیری ابرو سا اثر کاہیکو رکھتا ہی سہیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہوگیا
یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہی یا اعجاز ہی
تیرہ بختی مین تو مین بھی مثل کاکل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری ای جنون خود بخود
ابتو ساقی کی جدائی مین میں اقل ہوگیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
گل سے بھی خوشبو زیادہ کلکش کا گل ہوگیا
پیر مرنے سے شوا ای نوجوان ہرگز ذلیل
پنجۂ صیاد مین مرغ چمن گل ہوگیا
واہ کیا پیر مغانکا ہی تصرف میکشو
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہوگیا
بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
ریشہ بھی اپنے قلم مین تار سنبل ہوگیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا
یاس ہون لیکن نہ دیکھا ایکدن چہرہ ترا
محتسب کا اب سخن تکیہ بھی ال ال ہوگیا

وہ ملازم محمود شاہ کے پاس واپس آئے اور حقیقت حال کو بیان کیا محمود شاہ نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا قصر مین آیا عجب تماشا دیکھا کہ وزیر ایک طرف عالم بیخودی مین ملار گا رہا ہی اور دوسری جانب ایک اجنبی جن انکا عجب جبے تکی اُڑا رہا ہی گلا پھاڑے ڈالتا ہی تمام شیشہ آلات قصر مین روشن ہین ایک جانب مین بھی سر جھکائے بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی محمود شاہ میرے قریب آیا اور مجھسے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کس طرح یہان آئی مین نے تمام حقیقت اپنی بیان کی بادشاہ نے میرے حال پر افسوس کیا اُسی وقت اپنے وزیر اور اُس موذی یعنے ملازم نوریج کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مجکو اپنے ہمراہ اپنے محل مین لیگیا حمام کے بعد لباس مکلف پہنایا پھر بکمال آہستگی کہا ای نازنین اگر تو منظور کرے تو مین تیرے ساتھ عقد کرنے کو مستعد ہون اور اگر نامنظور ہو تو کچھ جبر نہین ہی تجکو تیرے وطن مین پہونچوا دون مین نے کہا ای بادشاہ میری خوشی یہی ہی کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن اُسنے چند ملازم میرے ہمراہ کیے اور بخوشی خاطر رخصت کیا اثنا سے راہ مین بعد زوال آفتاب یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور مجکو اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا حمزہ ثانی ملکہ آذر چہرہ کی زبانی اس قصہ کو سن کے بہت متاسف ہوئے کہا ای آذر چہرہ دنیا عجب مصیبت کی جگہ ہی تو سخت زحمت مین مبتلا ہوگئی تھی بارے ہزار ہزار شکر اُس خدائے قادر و توانا کا کہ تو بخیر و عافیت اُس موذی کے دست ظلم سے رہا ہوگئی اب تیرا کیا ارادہ ہی آذر چہرہ نے عرض کی شہریارا اب مین ارمنوحصار مین جانا چاہتی ہون نہین معلوم وہان کا کیا انتظام ہی حمزہ ثانی نے اُسے اُسکے وطن کے جانب رخصت کیا شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کیا اس انگشتری کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا میری رائے یہ ہی کہ اس انگوٹھی کو کسی مقام محفوظ مین دفن کر دینا چاہیے اگرچہ یہ ایک شئ بکار آمد ہی تاہم فساد کا باعث ہی آج ہمارے قبضہ مین ہی کام لیتے ہین کل کفار کے قبضہ مین آجاوے گی اور وہ ہنگامۂ عظیم برپا کرکے اسکی مدد سے اہل اسلام کا خون کرینگے ؎ چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ بدیع الملک نے عرض کی پھر اسکو کہان دفن کیا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا جہان مناسب سمجھو بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے بہتر مقام اس کام کے واسطے نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا وہین سہی لیکن یہ کام تم ہی سے انجام پانا مناسب ہی بدیع الملک اُس انگشتری کو لیے ہوئے جزیرہ

ہمکلشتہ بہار کے جانب روانہ ہوا

شاہزادہ بدیع الملک کو انگشتری سلیمانی کے دفن کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
بوسۂ گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
ہون وہ وحشی زیست بھر بھولا نہ اپنا گھر (?)
شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا
وادی غربت مین جسدم ہوگیا جوش جنون
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا
اپنے سر کو پھوڑ کر بیجان شیرین کیون نہ دون

یاسمن کو دیکھکر اسکا بدن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین صحن کا (?)
جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
ہائے کیا مجکو وہ کفِ سنگ زن یاد آگیا
جب نہایا مین تو آیا غسل میت کا خیال
بیستون پر مجکو تیشۂ کوہکن یاد آگیا (?)

آج مجکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
آسکے جب مر دور مجکو گورکن یاد آگیا
سر سے پا تک اپنے شعلہ کیطرح تھرا گئی
ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
توڑ ڈالا مینے جو پیمانہ مے مشکبو
قطع جب ہونے لگے کپڑے کفن یاد آگیا

سحر بیان روایات عجیب و کاتبان حکایات غریب حال نکبت مآل فرعون ملعون مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب چند روز تک وہ مردود ربا وود کوہ بلور پر بہرام تہمتن حاکم کوہ کی دعوتین زہر مار کر چکا اور جشن کیفیت و لطف سے محظوظ ہو چکا چونکہ خدا پرستون کا کھٹکا لگا ہوا تھا راتون کو سوتے سوتے چونک پڑتا تھا آخر ایک روز بر سبیل تذکرہ پیران ویوکش سے کہا ای بندۂ خاص ہمارے چونکہ تو نظر کردۂ خداوند ہی اس رمز کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ باوجود سرتابی و انحراف بندگان خداوند کا کیا فرض ہی یعنے یہ کہ اُن منحرفون اور منکرون کو رحمت کی نظر سے دیکھے ورنہ اُنکا ٹھکانا کہان پیران ویوکش نے اُس مردود کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند تیرے بندے تیرے فرزندون کی جگہ سمجھے جاتے ہین واقعی اگر تیری رحمت کی نظر اور پدرانہ شفقت اُنکے حال پر نہو تو وہ کسی طرف کے نرہین مگر ای خداوند تیری اس تقریر سے اصل غرض کیا ہی آیا ہماری طرف سے تیری پرستش مین کسی طرح کا قصور نادانستہ واقع ہی تو اُسے معاف کر فرعون نے کہا ای پیران تو خائف نہو مین نے تیری نسبت کچھ نہین کہا ہی بلکہ اسوقت خدا سے ناپدید کی پرستش کرنے والون کے خیال نے خطور کیا کہ وہ کسی طرح راہ راست مین قدم نہین رکھتے بلکہ ای پیران تیرے خداوند کی تذلیل اور ہلاکت کے درپی رہتے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ وہ مجبور ہوکے میری بندگی اختیار کرین پیران نے کہا ای خداوند اُنکی سرتابی اور بے ادبی کی سزا تجھسے زیادہ کون دے سکتا ہی ہم تیرے گندہ بندے حاضر ہین جو حکم ہو بسر و چشم بجالائین بہتر ہوگا اگر اس بات کا ذکر بہرام تہمتن حاکم کوہ سے بھی کر لیا جاوے دیکھین وہ کیا کہتا ہی فرعون نے کہا شاباش تیری عقل سلیم پر کیا بات کہی ہی چل ابھی چل کے اس بارہ مین اُس سے مشورہ کرین وہ دونون یعنے فرعون اور پیران تہمتن کے پاس آئے بہرام تہمتن ڈنگل سے اُتر آیا فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت خداوندی بجالایا العظیم و تکریم کے بعد اُسکے روبرو نہایت ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا کہان اسوقت نزول اجلال ہوا فرعون نے وہی ذکر مسلمانون کا بیان کیا بہرام تہمتن نے کہا ای خداوند اسوقت مجکو جو کچھ طاقت ہی وہ سب خداوندی کے نظر رحمت کا سبب ہی اس بارہ مین خود کرو قلم

کی کیا ضرورت ہی انچہ مرضی مولے ازہمہ اولے ہان اس بارہ مین تو میری پیشتر ہی سے یہ رائے
تھی کہ کسی طرح مسلمانون کو سرتابی کی سزا دینا چاہیے اگر خداوند کچھ نہ فرماتے تو مین خود اس بارہ مین
ذکر کرتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس اثنا مین دیکھا نسیم تیز رفتار بہرام بہمن کا عیار اور مہتر کذاب
فرعون کا عیار دونون چلے آتے ہین مسلمانون کے خوف سے فرعون ملعون کا دم فنا ہو رہا
تھا مہتر کذاب کو شتہ حشر دیکھکے زیادہ تر گھبرایا کہا کیا خبر ہی اُسنے کہا ای خداوند خدا پرست
قلعہ آہن تاب پر پہونچ گئے تمام قلعہ کو مسخر کر لیا توریج بدرنگ حرامی بھی پسپا ہوا عنقریب یہان
پہونچکے خداوند کی مدد و حمایت کا طالب ہوگا یہ خبر سنکے فرعون اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا
ہوا پھر فوراً اُسی جگہ بیٹھ گیا اور کہا ای مہتر کذاب یہ خوب ہوا کہ توریج بدرنگ میرے پاس آتا
ہی اُسکی بغیر آمد کے حسب مراد کام انجام پا جاوے گا کیونکہ وہ مسلمانون سے خاص قسم کی قرابت
رکھتا ہی یہ ہماری توفیق تھی کہ توریج بدرنگ مسلمانون سے منحرف ہوکے ہماری خداوندی کا قائل
ہوا یکایک سامنے سے توریج نمودار ہوا سر برہنہ بدحواس گریبان چاک سر پہ خاک آتے ہی
فرعون کو سجدہ کیا پھر دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور کہا ای خداوند صاحب قدرت و جلال تیرا
جلال کسوقت کام آوے گا کیون نہین خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرتا انکو پامال کرنا چاہیے
پھر مرتبہ تیرے بندگان خاص کو زک دیتے ہین کسی سے نہین دبتے ہ ای خداوند صاحب اجلال
جلد کر ان سبھون کو تو پامال + فرعون نے بکمال آسانی کہا ای بندۂ خاص ہمارے اطمینان
رکھ گھبراتے نہین جلدی کیا ہی دیر آید درست آید نہین سمجھتا کہ اسوقت ہمنے کیون تامل کیا خیال تھا کہ
مسلمان راہ راست پر آجاوین گے مگر اب بخوبی یقین ہوگیا کہ وہ نہ مانین گے تیرا فرض یہ ہی کہ جہانتک
فوج و لشکر جمع ہوسکے جمع کر اور مسلمانون پر حملہ آور ہو مین بھی تیرے ہمراہ ہونگا ہر چند کہ فوج و لشکر
کی کچھ ضرورت نہین ہی ممکن ہی کہ ایک ادنی اشارہ مین اسقدر پتھر آسمان سے اُنکے سرون پر
برساؤن کہ سب ایک مرتبہ دفن ہوجاوین مگر کیا ضرور ہی جس حیثیت سے ہمنے دنیا کو پیدا کیا ہی
اُسی حیثیت سے کیون نہ مجبور کرین تاکہ محل شکایت نہ رہے علاوہ بران اس صورت مین ایک
یہ بھی حکمت ہی کہ بعضون کی ہلاکت کے بعد بقیہ شاید مجبور ہوکے میری بندگی اختیار کرین توریج
بدرنگ نے دست بستہ عرض کی ای خداوند جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہی لیکن مجھسے فی الحال
اسقدر فوج نہین فراہم ہوسکتی کہ مسلمانون کو پسپا کرسکون فرعون نے اُسیوقت چار سو نامہ
تیار کروا لیے اور مہتر کذاب عیار سے کہا ای عیار اپنی جانب اب تیرا یہ کام ہی کہ کسی طرح بعجلت
یہ نامے اطراف و جوانب مین سلاطین کو پہونچا اور یہ لکھتا ہی کہ فرعون ملعون نے وہ نامے اس
مضمون کے مختلف طرز عبارت مین لکھوائے تھے پہلے اپنے کفر و ضلالت کی تعریف جیسے کہتے
ہین اپنے منہ میان مٹھو بعدہ اپنے مقربان بارگاہ کی صفت کی کہ اُنھون نے ہماری اس اس طرح
اطاعت و فرمانبرداری کی اُسکے عوض مین ہمنے اُنکو ایسے ایسے اعلی مرتبہ دیے اس بیہودگی کے
بعد یہ لکھا تھا کہ ای ہمارے بندو تم کس خواب خرگوش مین ہو ہوشیار ہوجاؤ تمھارے خداوند
کو فی الحال سخت ضرورت الحق آ پڑی ہی یہ وقت خداوند کی قربت حاصل کرنے کا ہی پھر ایسا وقت

کبھی ہاتھ نہ آئیگا فی المحال بہشت مین ہمنے کثرت سے لعل و زمرد کے قصر رفیع الشان بنائے ہین
اُنکی تعریف کی کچھ ضرورت نہین ہی تم سب جانتے ہو تکفیہ الاشارہ بس اشارہ کافی ہی ایسی عجلت کو
کام مین لاؤ کہ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان آکے ہمارے سامنے دھوؤ تاکید جانو نہین پچتاؤ گے
ہاتھ مل کے رہ جاؤ گے بعد مین کیسی ہی ہماری بندگی کروگے مگر آخر الامر جہنم کی آگ مین جلوگے اختصار
ہی پسند تمام طول کلام سے کیا کام فقط جب اس مضمون کے نامے ملفوف ہوچکے جہتر کذاب
نے اپنے شاگردون کو جمع کیا اور ایک ایک دو دو نامے دیکے روانہ کیا سلاطین ضلالت شعار
کے پاس وہ نامے پہونچائے ہر ایک نے فرعون ملعون کے نامے کو عزت سمجھ کے سر پر رکھا
بوسہ دیا لفافہ چاک کیا مضمون مندرجہ سے آگاہی حاصل کی بعضے نامہ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے
سات مرتبہ نامہ کے گرد گھومے بعدہ ہر ایک نے فوج جمع کی فرعون ملعون کی مدد کو فوج کثیر ہمراہ
لیکے روانہ ہوا سب سے پیشتر بہرام پنجہ کش چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے لے کے فرعون
کی خدمت مین پہونچا سجدہ کیا اور دست بستہ عرض کی اے خداوند ہم تیرے بندے تیرے فرمان
کے موافق حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین خداوند کو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہی فرعون
نے کہا اے بہرام مسلمانون نے سر اُٹھایا ہی تیرے خداوند کا دم ناک مین کرنا چاہتے ہین خدائے نادیدہ
کی پرستش کو رواج دینا چاہتے ہین اُسنے کہا کیا مجال ہی ہم بندے کس واسطے ہین ہرگز خدائے نادیدہ
کی پرستش کو مروج نہونے دین گے ایک ایک مسلمان کو تہ تیغ کرین گے فرعون نے کہا اے
بہرام ہم بھی تیری جانفشانی کے عوض مین تجھکو بہشت مین قصر زمرد مین عطا کرین گے بعد اسکے
طوفان ناوک انداز چالیس ہزار ناوک انداز کی جمعیت سے آیا اور فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت
خداوندی بجا لایا پھر اسفندیار فیل سوار فوج دریا موج ہمراہ لیے ہوئے آیا اُسنے بھی
فرعون کو سجدہ کیا اور اسی طرح اغماس شیر سوار ثریا شمشیر زن مریخ تیغ زن
چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار کفار ضلالت شعار کی جمعیت سے یکے بعد دیگرے فرعون کی
خدمت مین حاضر ہوئے سب نے فرعون کو سجدہ کیا تمام کوہ بلور کثرت فوج سے مملو
ہوگیا بہرام تہمتن بادشاہ کوہ بلور نے ہر ایک بادشاہ کی دعوت کی بعد جمع ہوجانے ان تمام
سلاطین کے فرعون نے بہئیت مجموعی تمام سلاطین کی دعوت کی اور ایک جشن عظیم قرار دیا
از سر نو آراستگی و اہتمام کی دھوم ہوئی تین روز تک ہنگامہ جشن برپا رہا خوب خوب ناؤ نوش
کے جلسے ہوئے چوتھے روز فرعون نے تمام سلاطین اور معتقدین کو ایک جا جمع کیا وسط
مجمع مین ایک جاے بلند پر استادہ ہوا اور بآواز بلند کہا اے ہمارے بندگان خاص و اے معتقدان
با اختصاص اس بات سے تم خوب واقف ہو کہ اپنی جانب کو تمہاری کمک اور مدد کی کچھ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اپنی قدرت خداوندی سے ایک لمحہ مین تمام مخالفین کو نیست و نابود کر سکتا ہون مگر سبھی
تمکو طلب کیا چنانچہ تم سب میرے حکم کے بموجب حاضر ہوئے اسکا سبب یہ ہی کہ تم سب پر میرے
رحم و کرم کا حال بخوبی حالی ہوجائے ایسا نہو کہ کسی وقت مین خدا پرست اس بات کی شکایت کرین
کہ دنیا کے قاعدہ کے موافق ہمسے مقابلہ کرکے ہمپر غالب پایا اور ہمکو ہمارے قاعدہ کے موافق

تنبیہ نکی اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے حال پر رحم آجاتا ہی کہ کس انتظام سے انکو خلق کیا تا اینکہ صحت و سلامتی جوان کردیا کیا منحرف ہونے کی سزا دون شاید کسی وقت اپنے معبود برحق کو پہچانین اور راہ راست پر آجاوین جیسا کہ تمنے بیشتر سنا ہوگا کہ مسلمانون کے مقابلہ سے قطع لنار کرکے چلا گیا تھے کہ قصر معلق کے منہدم ہونے سے بھی انکے نیست و نابود کرنے کا ورلہ نہین ہوا ہان اب انکو معقول سزا دینے کی فکر کسی قدر پیدا ہوئی ہی تم سب بلا خوف و خطر انسے مقابلہ کرکے انکو پسپا کرو مین اس بات کا وعدہ کرتا ہون کہ انکے ہاتھ سے تمکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی ہر وقت مجکو اپنی پشت پر سمجھنا بہرام پنجہ کش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور فرعون کو سجدہ کرکے کہا اے خداوندا جو کچھ تو نے بیان کیا اُسکو ہم بغیر تیرے بیان کے بخوبی سمجھتے ہین مگر اسوقت ہم تجھسے اس بات کا عہد لینا چاہتے ہین کہ اسوقت تک جو کچھ تو نے خدا پرستون کی سرکشی پر صبر کیا اور رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا تیری مشیت تھی کسی کا کیا دخل مگر اب کسی وقت مین انکی رعایت نہ کرنا فرعون نے سر جھکا کے سکوت کیا اسفندیار فیل سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے خداوندا اب یہ محل سکوت کا نہین ہی آخر رحم و کرم کی بھی ایک حد ہوتی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ خدا پرست تیرے رحم و کرم کی حالت مین روز بروز سر اُٹھاتے جاتے ہین اور چند روز اور اسی طرح کا تیرا رحم و کرم رہیگا تو کوئی تیرا بندہ انکے ہاتھ سے زندہ باقی نہین رہیگا تو اپنے پرستون کو تو اپنے بندگان خاص سے ملو کردیا آخر دوزخون کو کس وقت کے واسطے بنا رکھا ہی تجکو اسوقت ضرور بہرام پنجہ کش کی درخواست کے موافق صاف الفاظ مین وعدہ کرنا ہی فرعون ملعون نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا اے ہمارے بندگان خاص یہ کیا غضب کرتے ہو کہ مجھسے ایسا سخت عہد لیتے ہو جسوقت میرے رحم و کرم کا دریا جوش مین آئیگا اُسوقت کس طرح اپنے عہد و اقرار کا پابند رہ سکونگا اس مرتبہ اغماس شیر سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے خداوند یہ ہرگز نہوگا کہ باوجود عہد و اقرار کے مسلمانون کے مقدمہ مین رحم و کرم کو دخل دیا جاوے پھر تو تمام سلاطین یکے بعد دیگرے اُٹھے اور اغماس شیر سوار کی تقریر کی تائید کی فرعون نے کہا خیر تم سب کی خوشی اگر اسی مین ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ اس مرتبہ مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا تمام سلاطین کفار کو اطمینان ہوا تیاری جنگ مین مصروف ہوئے

اب فرعون ثانی کو مع جملہ سلاطین کفار کو تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروز ہی تال جادو کا بیان کیا جاتا ہی یعنے حمزہ ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

تیرے جانے ہی ہوا رنگ چمن بھی بدنما
پرستون ناقش شیرین کوہکن ہوجائیگا
بام پر نکلے نہ تم آفتاب مہتاب مین
پوست و صبا کا ہوگیا پیرہن ہوجائیگا
وقت ساقی مین نکلیگا لہو ہوجائیگا اب
زخم بھی بہر کاسہ خواری یہ تن ہوجائیگا

ہر گل جو ہووہ برگ یاسمن ہوجائیگا
اے جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہوجائیگا
چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہوجائیگا
ایسی تیز زاہی تیری آنکھین ہین اے صیاد خلق
اب جہان تیشۂ زخمون کا دہن ہوجائیگا
ہین نہین سحر ان سلامت ہین اگر دل جنون

کام ہونا جب مرا شیرین دہن ہوجائیگا
جو رنگ اودیگا وہ پتھر چند وتن ہوجائیگا
فکر عریانی نہین ناتوان عشق کو
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہوجائیگا
ہوگئے رنجیدہ جو تیلوار یار ہنگا مجھے
پھاڑ ہے جب آنہ لگنے پیرہن ہوجائیگا

اور جانب کو جائیگا جب دیار یار سے
خط سے نقش لوح آپکا چاہ ذقن میں جائیگا
خضر بھی بہل جائیگا تو راہزن ہو جائیگا
تو ارنج پیراے مرد سخندان
سیکڑوں ڈوبنگے عاشق جا کے حسن کے
چنین آشکارا گند راز پنہان

کہ حمزہ صاحبقران قلعہ آہن تاب پر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز تھے تمام سرداران ذی عزت و شان اپنے اپنے ڈنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے سر بہ خسروانی پر حارث بن سعد جلوہ گر تھے یکایک عیار لشکر اسلام کا آہوتگ نام مع چند جاسوسان ہمراہی بارگاہ عالم پناہ میں گرد آلود عرق میں تر درانہ داخل ہوا حارث نے آہوتگ کو بحیرت دیکھکے حمزہ ثانی کے جانب دیکھا حمزہ ثانی نے گھبرا کے پوچھا اے آہوتگ تو اسوقت باین حالت عجیب کہان سے آتا ہے اُسنے کہا

کہ اے شہریار فلک بارگاہ
بالہام مقرون ہمہ کار تو
ہمہ قول و فعلت بہ دلکشا
سعلی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضا تو بیشک رضا خدا است
فلک پرورش بر سر افگندگا
غلامان بدل نقش تو کندہ اند
زمین پر اندات تو پابندگی
بنام است نگین قرار تا بندہ اند
اے صاحبقران گیتی ستان و اے سکندر حشمت

و دارا دربان خادم اسوقت کوہ بلور کے جانب سے چلا آتا ہے حمزہ صاحبقران نے پوچھا وہان کی کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا شہریار جلد ہوشیار ہو جائے کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہوا اور وقتًا فوقتًا وہ مجمع بڑھتا جاتا ہے فرعون ثانی نے جوانب و اطراف میں نامے بھیج کے سلاطین کفار کو مدد کے واسطے بلایا ہے اور روز جشن ہوتا ہے خادم وہین موجود تھا کہ فرعون ثانی نے تمام سلاطین کو ایک جا جمع کر کے کہا کہ تم لوگ ایسی کوشش کرو کہ خدا نا کرے وہ مسلمان نام کو نہ باقی رہین اور بھی من حرف تقریر کی جسکی نقل بھی کفر میں داخل ہے عنقریب کفار یورش کرین گے یہان جسقدر فوج ہے وہ کفار کی سرکوبی کے واسطے کافی نہین معلوم ہوتی اگر خادم کی گذارش مستند نہ سمجھی جاوے تو یہ جاسوس بھی وہان موجود تھے اسنے بھی اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے بہر صورت غفلت کرنا ہرگز مناسب نہین ہے حمزہ ثانی اس خبر کو سن کے کمال متوحش ہوئے سرداران راست و چپ کے جانب دیکھا بعض سردارون نے دست بستہ عرض کیا ارشاد ہوتا ہے ہم سب تابع فرمان تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل موجود ہین حمزہ ثانی نے فرمایا ہان یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم سب دلاور موجود ہو میرے حکم کی تعمیل کروگے مجکو اسوقت حیرت یہ ہے کہ وہان کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہے اور یہان سب موجود ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک نہین ہے وہ انگشتر سلیمانی لیکے جزیرۂ ہمیشہ بہار کے جانب روانہ ہوگیا اگرچہ ایک شخص کے نہ موجود ہونے سے یہ کام ملتوی نہین رہ سکتا تاہم وہ شاہزادہ دلاور بھی ایک جوان دلاور ہے اُسنے بیشتر اوقات کفار کو پسپا کیا ہے اگر وہ بھی موجود ہوتا تو بہتر تھا میری راے یہ ہے کہ اسقدر توقف کر لیا جاوے کہ بدیع الملک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے یہان واپس آجاوے حارث بن سعد بادشاہ نے کہا اے والا قدر میرے نزدیک یہ موقع شاہزادہ بدیع الملک کے انتظار کا ہرگز نہین ہے اگر کفار نے دفعتًا یورش کی تو پھر کچھ نہو سکیگا فورًا کوہ بلور کے جانب کوچ کرنا چاہیے یا تو شاہزادہ بدیع الملک کو بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے کہ کوہ بلور کے جانب فرعون ملعون کی سرکوبی کے واسطے مع فوج اسلام جاتے ہین تم جزیرۂ ہمیشہ بہار مین انگشتری سلیمانی دفن کر کے کوہ بلور کے جانب آنا یا یہ کہ ہمارے

کوچ کرنے کے بعد بدیع الملک کو یہان پہونچ کے خود معلوم ہو جاے گا اور بالیقین وہ جوان دلاور
بالتوقف کوہ بلور پر پہونچیگا اور آیندہ اور جو کچھ سب کی راے ہو اُسپر عمل کرنا چاہیے حارث
بن سعد بادشاہ اسلام کی یہ راے سن کے حمزہ ثانی نے سکوت کیا سرداروں نے کہا شہریار
واقعی یہ وقت تامل و انتظار کا نہین ہی بادشاہ اسلام کی راے اسوقت مین بہت صائب ہی ہم سب
یہان اس انتظار مین غافل رہین اور فوج کفار یہان پہونچ کے یورش کرے تو پھر کیا ہوگا حمزہ
نے فرمایا اگر یہی تجویز سب کے نزدیک مناسب ہی تو ابھی کوچ کا بند و بست کرو سب سرداران
لشکر اسلام اسیوقت اُٹھ کھڑے ہوے جانوران باربرداری آے خیمے وغیرہ بار ہوئے
صد ہا چھکڑون پر غلہ بار ہوا شتران پرندہ پہ بارگاہ سلیمانی کا اژدہالہ بار کیا گیا عدیل بن عادی کے
ہمراہ اہتمام و انتظام کرتے ہوئے پانچ ہزار پانچ سو پچپن جوانان شمشیر زن و دلاوران شیر افگن
اسپان تازی و مرکبان عراقی صبا رفتار و برق کردار پر سوار مسلح و مکمل جملہ فنون سپاہگری مین اکمل
جست و خیز کرتے کوہ بلور کے جانب روانہ ہوئے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہی کہ قلعہ
آہن تاب کوہ بلور سے چار سو فرسنگ کی دوری پر تھا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ کرتے قریب
کوہ بلور کے جا پہونچے نسیم تیز رفتار عیار بہرام شہتن حاکم کوہ بلور کسی ضرورت سے
چلا جاتا تھا اُسکو دور سے سپاہی معلوم ہوئے چونکہ یہ عیار نہایت چست و چالاک تھا بہ تیزی تمام
اُسی جانب روانہ ہوا جسطرف سے وہ سپاہی نمایان ہوئے تھے جب قریب پہونچا فوج اسلام
کے سقے دکھائی دیے سمجھا کہ ضرور فوج اسلام اس طرف آتی ہی وہین سے اپنے خیمہ کی پہلے
پیران دیوگش کے پاس آیا پیران دیوگش اُسوقت کچھ احکام متعلق حکومت جاری کر رہا
تھا نسیم کو جو اس باختہ دیکھکے حال پوچھا اُسنے کہا کیا بیخبر بیٹھا ہی جلد اُٹھ کے فوج و لشکر کا بند و بست
کر فوج اسلام خونریز اس طرف چلی آتی ہی مین ابھی اس حال کو دریافت کیے چلا آتا ہون یہ سنکر
پیران دیوگش نے فوراً وہ تمام احکام ہاتھ سے پھینک دیے اور بخط مستقیم نسیم کو ہمراہ لیے
ہوئے بہرام شہتن حاکم کوہ بلور کے پاس پہونچا کہا شہریار اسوقت نسیم تیز رفتار نے عجب
متوحش خبر سنائی ہی بہرام شہتن نے نسیم سے کہا کیا خبر لایا ہی اُسنے فوج اسلام کی آمد کا حال
بیان کیا بہرام شہتن نے ہنسکے کہا پھر کیا تردد کی بات ہی یہان خداوند موجود ہی اور سب سے
وعدہ کر چکا ہی کہ ہم اپنے بندون کی حمایت کرین گے اور مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرین گے
اگر خداپرست یہان آئین گے اپنے اعمال کی سزا پائین گے پیران دیوگش نے کہا ای بادشاہ
یہ ہرگز نہ خیال کر خداپرست اپنے نام کے ہین جسوقت یہان پہونچ جائین گے قیامت برپا کر دو
ابھی تجکو حقیقت معلوم نہین ہی وہ مسلمان ہین جنھون نے قصر معلق کو بلاخوف و تردد منہدم کر دیا
اور یہی خداوند ہی کہ اُسوقت بھی رحم و کرم سے ہاتھ نہ اُٹھایا حالانکہ ہزارون کیا لاکھون خداوند
کے بندگان خاص ہلاک ہو گئے بہرام شہتن نے کہا ہان یہ قصہ میری بھی سماعت مین گذرا ہی
لیکن وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہی پیران نے کہا وہ وقت کون تھا اور یہ وقت کون ہی اُسنے
کہا اُسوقت خداوند نے اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ نہین کیا تھا اور اب مستحکم وعدہ کر لیا

ہمولیسیم نے کہا ای شہریار اگرچہ خداوند نے خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کرلیا
ہی تاہم بالاے کوہ چل کے فوج اسلام کی آمد کا تماشا تو دیکھنا چاہیے بہرام شہمتن نے کہا کیا
مضائقہ ہی چنانچہ اُسی وقت اُس پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہونچا اور تماشا دیکھنے لگا دوربین منگائی پایان کوہ
دور نگاہ کی پہلے دیکھا کہ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران قدیم چار لاکھ فوج دریا موج کو ہمراہ
لیے ہوئے جانب کوہ چلا آتا ہی پھر دیکھا کہ داراب کشورکشا فرزند امیر قدیم تین لاکھ
سواران مسلح و مکمل کی جمعیت سے بکمال تزک و احتشام چلا آتا ہی پھر ہاشم تیغ زن کو
دیکھا کہ وہ بھی تین لاکھ فوج کی سرکردگی سے بکمال شوکت و عظمت چلا آتا ہی اسکے بعد دیکھا کہ
فرخ شہسوار قلندر اُسی قدر سوارون کے پرے لیے جنکے ہاتھون مین برہنہ تلوارین ہین
خیزا خیز چلا آتا ہی اب نور الدہر کی باری آئی کہ یہ بارہ لاکھ فوج کا انتظام بکمال خوبی انجام دیتا اور
بارگاہ کو ہر بار کو ہمراہ لیے چلا آتا تھا تمام دن اسی طرح فوجون کی آمد رہی حتے کہ شام کی تاریکی نے
مجبور کیا بہرام شہمتن اپنے مقام قیام پر چلا آیا علے الصباح اُٹھا اور براہ راست بالاے
کوہ پہونچا دیکھا کہ اُسی طرح فوجون کی آمد کا سلسلہ جاری ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجون کا دریا موج
مار رہا ہی آج بھی تمام دن فوجون کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا تا اینکہ رات ہوگئی بدستور اپنے مقام
پر جاکے استراحت کی مگر کمال تردد تھا کہ مسلمانون کے پاس اسقدر فوج ہی کہ شمار غیر ممکن ہی دیکھیے
اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہی پھر صبح کو کوہ پر پہونچا پھر اُسی طرح ٹڈی دل دیکھا آج شب کو
جو بستر استراحت پر جاکے لیٹا تو ایسا منتشر و بدحواس ہو رہا تھا کہ کسی طرح نیند نہ آئی کبھی گھبرا کے
اُٹھ بیٹھتا تھا اور کبھی پھر بستر پر دراز ہو جاتا تھا اور کبھی دل مین خیال کرتا تھا کہ خداوند کا قہر و
غضب بھی اگر فوج اسلام پر نازل ہوگا تو اتنا بڑا قہر و غضب کہان سے لاے گا جو اسے جم
غفیر کی ہلاکت کو کافی ہوگا راوی کہتا ہی کہ اس کثرت سے فوج حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس
مرتبہ فراہم کی تھی کہ تین دن تک صرف اُس فوج کی آمد کا تماشا بہرام شہمتن نے دیکھا جسکے
سرکردہ فقط سرداران دست راست تھے چوتھے روز جو بالاے کوہ آیا آج پہلوانان دست چپ
کی فوج کی نوبت تھی کہ گھٹا کی طرح اُمڈی چلی آتی ہی یعنے علمشاہ رومی شاہزادہ ملک قاسم
بن علمشاہ رومی یہ دونون بہادر سات لاکھ فوج کی جمعیت لے کے آئے تھے ایرج نوجوان
بن شاہزادہ ملک قاسم یہ بھی پانچ لاکھ جوان قوی دست و بازو کی جمعیت لیے کے آئے اسیطرح
رستم ثانی تین لاکھ سوار کی فوج سے نمایان ہوا ابراہیم بن مالک دو لاکھ جوانان شمشیر زن اور
چالیس ہزار نیزہ بازون کی جمعیت سے آیا بہرام شہمتن آٹھ روز تک برابر تمام دن بالاے کوہ بیٹھا
ہوا ان افواج لاتعد و لاتحصے کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا حواس باختہ تھے کہنا کچھ چاہتا تھا منہ سے
کچھ نکلتا تھا چہرہ پر ہوائیان چھوٹتی تھین دل مین بار بار یہ کہتا تھا کہ دیکھیے اس اژدہام مین خداوند
کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہی اب بھی اگر خداوند نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا تو یقین تمام
کوہ بلور پامال ہو جاے گا آٹھوین روز کیا دیکھتا ہی کہ سواری مثل باد بہاری نظر کردۂ خداوند
ذوالکریم بادشاہ اسلام یعنے حارث بن سعد اور حامی دین سبحانی یعنے حمزۂ صاحبقران ثانی

کی وارد ہوئی راوی کہتا ہی کہ یہ جسقدر سرداران لشکر اسلام مع فوج ولشکر وارد حوالی کوہ بلور ہوئے
سبکے بعد دیگرے جا بجا خیمہ زن ہوتے جاتے تھے جسوقت حارث بن سعد بادشاہ اسلام اور
حمزۂ صاحبقران ثانی مع جاہ وحشم سلطانی زیر کوہ پہونچے تمام سردار اپنے اپنے خیمون سے نکل کے
بکمال احتشام استقبال کے واسطے آئے بارگاہ سلیمانی مرتب ہو چکی تھی اندرون بارگاہ لیجا کے
مقیم کیا جب شام کو بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور اپنے بستر استراحت پر جا کے دراز ہوا اور پیران
کو طلب کیا اور کہا اے پیران دیو گوش آج آٹھ روز سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہون آج
جو مین نے حمزہ ثانی حاکم لشکر اسلام کی سواری کا تزک واحتشام دیکھا ہوش جاتے رہے خداوند
فرعون باوجود اس مرتبۂ خداوندی کے یہ احتشام نہین رکھتا اسوقت حمزہ ثانی اگر خداوندی
کا دعوے کرے تو بجا ہی مجکو نہین یقین ہی کہ خداوند سے اسقدر فوج ولشکر کے پسپا کرنے کا
بندوبست ہو سکے گا پیران دیو گوش نے کہا مین نے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ خدا پرست قیامت
برپا کرنے والے لوگ ہین بہرام تہمتن نے کہا واقعی تیرا خیال بہت سچا تھا مجکو یہ حال نہین
معلوم تھا اب بتا کہ خداوند کس فکر وخیال مین آلودہ ہی پیران دیو گوش نے کہا خداوند تو اسیطرح
خواب خرگوش مین معلوم ہوتا ہی اپنی قدرت خداوندی سے کچھ کام بنا لے تو خیر ورنہ یہ جو فوج
ولشکر سلاطین اطراف کا موجود ہی مسلمانون کے مقابلہ مین ہیچ ہی بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھا
اور پیران دیو گوش کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون ثانی کے پاس آیا اسوقت فرعون بادہ نوشی
مین مصروف تھا کسیقدر دماغ گرم ہو چلا تھا بہرام نے آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا اور دست بستہ
کہا اے خداوند کچھ بھی دنیا ومافیہا کی بھی خبر ہی اگر یہی حال بدہوشی اور غفلت کا ہی تو ہم بندگان
خاص کی جانین کس طرح بچین گی فرعون نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے کیا کہتا ہی ہماری کچھ سمجھ
مین نہین آتا اگر دنیا ومافیہا کی خبر کو کہتا ہی تو دنیا ومافیہا کو پیدا کر چکے اسکی خبر سے کیا کام ہے
حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو * کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا * دنیا کو ہمنے پیدا کیا اسکے جملہ
حالات سے ہمین بخوبی آگاہی ہی کسی کو کیا خبر ہی اور ایک جام شراب لبالب کر کے دیا اور کہا اسے
پی لے اور چپکا چلا جا اسوقت زیادہ بکنا مجکو برا معلوم ہوتا ہی اگر نہ مانیگا تجکو اپنے بندون
کی فہرست سے خارج کر دونگا پیران دیو گوش نے اے بادشاہ اسوقت یہان توقف کرنا بہتر
نہین ہی خداوند کے حواس درست نہین ہین ایسا نہو کہ تجھپر اپنا غضب نازل کر دے تب
بہرام تہمتن نے کہا مین ضرور اسوقت خداوند سے بحث کرونگا فرعون نے کہا اگر زیادہ
بک بک کریگا ابھی اس عہد کو توڑ ڈالونگا جو تم سب سے کیا ہی یعنی خدا پرستون کے
حال پر مہربان ہو کے تم سب کو ہلاک کرونگا پیران نے کہا اب خاموش ہو کے چلے چلیے کیونکہ
اسی مین خیریت ہی نہین تو بنا بنایا کام خاک مین مل جاویگا بہرام تہمتن خاموش سر جھکائے
وہان سے چلا آیا اور پیران دیو گوش سے کہا آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا
پیران نے کہا مجکو اس سے پیشتر سے یہی فکر ہی اور خیر سب یقین ہی کہ خداوند ہم سب بندون
کی جان لیگا بہرام نے کہا کیا عجب ہی کہ جب ہوش وحواس اور بادہ ہو اسی دونون کا ایک

عالم ہی اُسوقت موجود تھے جب کہا کہ اپنے بندون کی طرفداری اور خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر اُسنے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا بہرام نے کہا خیر اب تو وعدہ کیا ہی دیکھین کب ہوتا ہی

اب ان سلاطین کفار کو کوہ بلور مین اس انتشار مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور لشکر فتح پیکر اہل اسلام کا حال مسطور ہوتا ہی

نہایت جوش پر دریا ہی اپنے طبع موزون کا
بنا دینا ہی دامن کسطرح دانان ہامون کا
صفائی ہو گئی شب کو جو خورشید طلعت سے
ہر اک خم آج میخانہ مین سینہ ہی فلاطون کا
ہوا دور ہم ہم مستون سے ان ذرون میخانہ ہی
پڑا اندھیر ہی سودا ہوا ہی زلف مشکون کا
تغیر مست مین ہر وقت کیفیت مین ساغر مین
نشان ملتا نہین ہی قبر جمشید و فریدون کا
صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جانان سے

جہان تیغ رہی طوفان آب ورد مضمون کا
امید وہیم مین احوال ہی ہر دم دگرگون کا
خدا کے فضل سے کیا بہر کہا ہی گردون کا
حرارہ جب مرا دماغ جنون لایا ہی صحرا
خدا حافظ ہی ساقی کشتی صہبا گلگون کا
حقیقت مین ہوا آڑ کر پڑا دامان قاتل پر
کبھی ٹھہرا ہی سینہ پر کبھی کھولا ہی افیون کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانہ پر
بغل مین ہو انہین قطرہ ہی آب رکنون کا

نہ ہوتا ہی جنون گر پاس ہمکو روح مجنون کا
کبھی پیرو ہی موسیٰ کا کبھی بندہ ہی قارون کا
نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستون کو حاصل ہو
بگولے ڈھونڈتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا
شب تار لحد ہی روز روشن اپنی نظرون مین
قضا نے لکھدیا تھا شیشہ محضر میرے خون کا
ملا یا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو
کہ خورشید فلک تارہ ہی اپنے بخت وارون کا
بہار ہیرایان بساطین وحکایات

رنگین جمین آرایان حدائق روایات شیخ قرہ بن آبیاری سخن سے بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب تمام فوج اسلام زیر کوہ بلور پہونچ کے خیمہ زن ہو گئی اور حمزہ صاحبقران اور حارث بن سعد بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سب سکوت مین بیٹھے تھے کیونکہ کسل وماندگی سفر اعضا مین راہ پائے ہوئے تھی مع ہذا یہ بھی فکر تھی کہ عنقریب کفار کا مقابلہ ہوگا دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہی یکایک علمشاہ رومی نے رستم خوبن کرب کی طرف متوجہ ہو کے کہا مین تمسے کچھ کہنا چاہتا ہون رستم خوبن کرب نے علمشاہ کی صورت دیکھی کیونکہ یکایک دربار مین یہ بھی آواز آئی کیا کہنا چاہتے ہو علمشاہ نے کہا تمھارے باپ دادا نے اسلئے نامدار نے بڑے بڑے تمام کیے بیشتر ہون اسے ہین آج یہ ہنگامہ برپا ہوگا کفار مکر و فریب سے پیش آئین گے کوئی دقیقہ جنگ و حرب مین نقصان پہونچانے کا باقی نہین رکھین گے کوئی ایسی کارروائی نہین کرتے ہو کہ جنگ و حرب کی نوبت نہ آنے پائے اور یہ مجمع کفار درہم و برہم ہو جائے مجھکو کمال حیرت ہی کہ یہان قیام کو اسقدر عرصہ گذرا اور تمسے کوئی کار نمایان اسوقت تک ظہور مین نہ آیا رستم خو کو علمشاہ رومی کی یہ طعن آمیز کلام ناگوار خاطر ہوئے اور نہایت غیظ و غضب سے علمشاہ کی طرف دیکھا مگر پھر ضبط کر کے خاموشی اختیار کی جب دربار برخاست ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے رستم خو بھی اپنے خیمہ مین آیا اور تا دیر سکوت مین سر نگون بیٹھا بعض ہمنشینون نے مزاج پرسی کی رستم خو نے کہا الحمد للہ اُنھون نے کہا پھر کیا سبب انقباض طبیعت کا ہی کیا باعث ہی یہ سبب پیدا ہوتا گیا ہی آج دربار حمزہ صاحبقران مین جو گیا علمشاہ رومی نے میرے باپ دادا کا ذکر

کر کے یہ کہا کہ انھون نے بیشتر اوقات کار ہاے نمایان کیے آج کفار کا مقابلہ درپیش ہے ایسی
کوئی تدبیر کرو کہ کفار کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے اُن سب نے کہا پھر کیا رائے ہے ہم سب رفاقت
مین موجود ہین رستم خو نے کہا سچ یہ ہے کہ مین نے آج مصمم ارادہ کفار پر شبخون مارنے کا کیا ہے
جسکو میری ہمراہی منظور ہو مستعد ہو جاے چنانچہ بیشتر جوانون نے اپنے اپنے اسلحہ کو درست
کرنا شروع کیا جب زلف لیلاے شب تا کمر پہونچی رستم خو مع جوانان ہمراہی تلوار کھینچ کے
یکایک فوج کفار مین در آیا اور تلوارین مارنا شروع کر دین ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلی را دو کرد و دو را چار کرد + چونکہ کفار کو رستم خو کے حملہ کی مطلق اطلاع نہ تھی بکثرت کفار جہنم واصل
ہوئے چند ساعت تک ہنگامہ شبخون گرم رہا چونکہ آیندہ کے واسطے حاکم کوہ بلور نے مسلمانون
سے مقابلہ کے واسطے بیحد و نہایت سامان جمع کیا تھا جب اُسکو شبخون کی خبر پہونچی لاکھون مشعلین
روشن ہوگئین زیر قلعہ کوہ بلور ہر چہار جانب عمیق خندق واقع تھی رستم خو نے چاہا کہ خندق
کو طے کر کے بالاے کوہ فرعون کے پاس پہونچ جائے اور اُس ملعون کا کام تمام کرے
حسب اتفاق پھسلا پانون مرکب کا خندق مین جا رہا رستم خو پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا خندق
مین جا رہا کفار قریب پہونچ گئے رستم خو پر حلقہاے کمند پھینک دیئے رستم خو حلقہاے
کمند مین پیچیدہ ہو کے گرفتار ہو گیا اسفندیار فیل سوار اور اشماس شیر سوار وغیرہ
سلاطین کفار رستم خو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوئے فرعون ثانی کو خوشخبری
پہونچائی فرعون نے خوش ہو کے اپنے روبرو رستم خو کو طلب کیا اور بہت کچھ کلمات
لاطائل زبان پر جاری کیے آخر فقرہ اس بیہودہ گو کا یہ تھا کہ اے رستم خو تو نے قدرت خداوندی
دیکھی کس طرح تجھے بسہولت گرفتہ و بستہ کر لیا اب بھی خیریت ہے اگر تو اپنی جانب کو بصفاے
باطن سجدہ کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ اب تو بالکل مجبور ہے رستم خو نے برہم ہو کے کہا او ملعون
کیا بکتا ہے تو ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لانا کہ مین گرفتہ و بستہ ہون اگر ہلاک بھی ہو جاؤن
تو بھی اُس واحد و لاشریک کی بندگی سے باز نہ آؤنگا فرعون نے چین بر جبین ہو کے کہا لیجاؤ
اس بندۂ منحرف کو قید سخت مین رکھو اس طرف جب علمشاہ رومی کو رستم خو کی گرفتاری کا
حال معلوم ہوا نہایت افسوس ہوا دل مین کہا ناحق مین نے رستم خو سے نسبت کلمات لاطائل
طعن آمیز کہے جس سے برہم ہو کے شبخون کے واسطے آمادہ ہوا اور کفار کے ہاتھ سے گرفتار
ہوا فوراً مرکب طلب کیا اسلحہ سے آراستہ ہوا اور مرکب پر سوار ہوا شبدیز جو کی گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا ہوا وہان سے روانہ ہوا زیر کوہ پہونچ کے دم لیا علمشاہ نے اُسکی گردن پر ہاتھ
مارا اور کہا بس بعدہ میان سے تلوار کھینچ کے علم کی اور نعرہ مارا کہ منم پیل تن و پیل کن شکنندہ
کپتان فرنگی یعنی ؎ علمشاہ رومی سخہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
دو چار ہاتھ تلوار کے نکالے پتر سے بدلے جس سے کفار پر ہیبت طاری ہوئی آخر تلوار کو میان
مین رکھ لیا تیغہ کپتان فرنگی پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ اے سرگردانان بادیۂ ضلالت و حماقت
و اے غریقان بحر ذلالت و سفاہت تمھاری سرکشی حد سے گذر گئی ہے اگر تمنے رستم خو کو گرفتار

کر لیا ہی تو کیا کمال کیا اگرچہ وہ جوان اس مرتبہ کا نہ تھا کہ بسہولت تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا
مگر خیر یہ بھی ایک امر اتفاقی تھا کہ خندق قلعہ مین مرکب کا پانون جا رہا ورنہ غالب گمان تھا کہ فرعون
کا قصہ پاک کرتا وہ نہین تو اب مین تمہاری سرکوبی کو آپہونچا ای گروہ مکار و شرارت شعار
یاد رکھو اب اس نعرہ کی آوازہ سنو گے اس آواز کو سن کے توریج بدرگ کی رگ شرارت حرکت
مین آئی مسلح و مکمل ہو کے فرعون کے پاس پہونچا پہلے سجدہ کیا پھر اس طرح گویا ہوا کہ ای حاکم
زمین و آسمان تو نے بنائین بلی کی چمکتی آنکھین اور کتے کے لنبے دو کان یہ ناچیز گندہ بندہ تیرا تیرے
مخالفون سے مقابلہ کرنے جاتا ہی تیری مدد چاہتا ہی اگر تو چاہتا ہی تو مسلمانون پر ظفر پاتا ہی اُس
ملعون نے بخندہ پیشانی اُسکی طرف دیکھا اور کہا جا ای ہمارے بندہ خاص تیری فتح ہو گی مگر
تنہا نہ جانا توریج نے کہا ای خداوند یہ بندہ خاص تیرا تنہا ہی جائیگا مگر یہ یاد رکھنا کہ دادا جان کی بار
ہی خداوند کو تخت سے اُٹھا لیے تو عجب نہین جب خیال آتا ہی معلوم ہوتا ہی پائجامہ خراب ہو گیا
رستم خونخوار گرفتار کر لیا گیا یہ وہ شخص ہی کہ مرزوق فرنگی کو مع تخت اُٹھا لیا فیل ہندی
و دو فیل ہندی کو شہر قضا و قدر مین مارا ہی اُسوقت حمزۂ صاحبقران قدیم تپ مین مبتلا
تھے سلسلہ عظیم برپا تھا جو جانتا ہی وہ جانتا ہی جو نہین جانتا اُسکو صرف اسی قدر بیان پریشان
ہو جانے کو کافی ہی اگر خداوند تنہا جانے کو کہتے ہین تو مین تنہا ہرگز نہ جاؤنگا فرعون ثانی
نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے تیرے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی علم خداوندی سے
ہمکو یہ سب حال گذشتہ معلوم ہی اسی وجہ سے ہمنے تنہا جانے کو نہین کہا ای بندۂ خاص ہمارے
نظر عنایت تیرے حال پر بہت کچھ ہی تو نہین جانتا تیری فتح ہمنے ضرور مقرر کی ہی ہمکو خوب یاد
ہی توریج بدرگ نے بکمال اعتقاد فرعون کو سجدہ کیا اور وہان سے پانچ لاکھ سواران
جنگ آزمودہ کی جمعیت لے کے علمشاہ رومی کے مقابلہ کو آیا اور آتے ہی نعرہ مارا کہ
ای علمشاہ اگرچہ مجھے تم سے قرابت قریبہ ہی لیکن مجھسے کسی طرح کی رعایت کی امید نہ رکھنا
معاملۂ جنگ و جدل مین رو و رعایت کا دخل نہین ہوتا اور یہ بھی سمجھ لی یاد رکھنا کہ مقابلہ مین
سر بہ نہو گے خداوند فرعون نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ تیری فتح ہو گی علمشاہ رومی کو توریج
بدرگ کی یہ گفتگو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا او مردود یہ کیا بیہودہ بکتا ہی فرعون کس مزبلہ کا
سنگ خارپشتی ہی جسکو تو خداوند کہتا ہی خداوندی خاص اُس واحد و لاشریک کو زیبا ہی جسنے
زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری تیری جان ہی زیادہ طول کلام سے
کام نہین ~~سے~~ بیارا آنچہ داری ز مردی نشان ✦ کمان کیانی و گرز گران ✦ دونون لشکرون مین
علمدارین علم ہو گئین نیزے سیدھے ہو گئے دونون جانب سے وار چلنے لگے مسلمانون نے داد
مردی و مردانگی دی ~~سے~~ درید و برید و شکست و بہ بست ✦ یلان را سر و سینہ و پا و دست ✦ ہر جانب کشتون کے
پشتے سرون کے انبار نظر آنے لگے توریج بدرگ علمشاہ رومی سے جان لڑائے ہوئے
تھا بار بار کہتا تھا کہ ای علمشاہ اسی مین خیریت ہی کہ خدا کے نادیدہ کی پرستش سے باز آ
اور خداوند فرعون کی پرستش مین دل لگا ورنہ آج تیری خیریت نہین ہی خداوند فرعون نے

جسکو تم فتحیاب کرنے کا وعدہ کر لیا ہی علمشاہ رومی نے کہا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی خدا سے
مرا بس است ہمین کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا و پنہان دارد نشان ٭ اور حملہ کیا توریج بدرگ
علمشاہ رومی کے حملے سے اسوقت ایسا خائف ہوا کہ نظر بچا کے صفوف کفار مین جا چھپا
علمشاہ رومی توریج کے غائب ہو جانے سے اور زیادہ برہم ہوا فوج کفار مین در آیا
اسوقت عجب طرح کا ہنگامہ عظیم برپا تھا علمشاہ کفار کو جہنم واصل کرتا ہوا قریب دربار فرعون
کے پہونچ گیا وہان دیکھا کہ رستم خو قفس آہنی مین بند ہی جا کے اسی قفس آہنی پر غصہ مین متواتر
ایسے دو وار کیے کہ چند تیلیان قفس کی کٹ گئین اور فرعون کے تخت شکست کے روبرو جا
دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اور کہا او بدبخت ملعون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی تو نے
مسلمانون کو بہت عاجز کیا ہی یہ کہکے چاہتا تھا کہ ایک وار مین اُس موذی کو جہنم واصل کرے
پس پشت سے جھٹ کذاب عیار فرعون نے ایک وار تیغ کا اس زور سے علمشاہ پر کیا
کہ تا کلو سر چاک ہوگیا پھر تو ہر چہار جانب سے وار پر وار پڑنے لگے علمشاہ رومی درجہ شہادت
پر فائز ہوا اُس طرف رستم خو نے بمشکل قفس کی تیلیون کو کھولا اور باہر آ کے چاہتا تھا کہ علمشاہ
کی ہلاکت کا عوض لے مگر پھر سوچا کہ یہان لاکھون کفار کا مجمع ہی تنہا اُنسے سر بسر ہونا غیر ممکن ہی
وہان سے بھاگ کے لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ ثانی کو حیرت ہوئی کہا ای رستم حیرت ہی
کہ تم اسوقت یہان پہونچے حالانکہ لشکر کفار مین گرفتار ہو گئے تھے غالباً علمشاہ رومی نے
مجکو رہا کیا رستم خو نے دونون ہاتھ سر پر مارے اور کہا ای والا منزلت واقعی علمشاہ رومی
میری رہائی کا باعث ہوئے مگر خود رہگیر عالم بقا ہوگئے مین اُسوقت قفس سے باہر آیا جب علمشاہ
ہلاک ہو چکے تھے کمال متاسف ہوا یہ کہکے مفصل کیفیت علمشاہ کے جنگ وحرب کی بیان
کی اور کہا ای عالی منزلت اصل یہ ہی کہ علمشاہ کو جھٹ کذاب عیار فرعون ملعون نے عالم
غفلت مین ہلاک کیا یہ خبر وحشت اثر سنکے شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ چیخین مارتا ہوا
اُٹھ کھڑا ہوا اُسوقت تمام دربار مین کہرام برپا تھا شاہزادہ ملک قاسم مسلح و مکمل ہو کے
حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور جنگ وحرب کی اجازت چاہی حمزہ ثانی نے ملک
قاسم کا سر سینہ سے لگایا اور کہا ای جوان یہ موقع تمھارے جنگ وحرب کا ہرگز نہین ہی اسواسطے
کہ باپ کے غم و الم مین کفار سے جنگ نہ کر سکو گے میرے نزدیک کسی قدر توقف کرو ملک قاسم
نے حمزہ ثانی کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار اگر اجازت حرب نہ ملے گی تو مین خود اپنے تئین
ہلاک کرونگا ناچار حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو اجازت حرب دی شاہزادہ اُسوقت پوشاک
سرخ پہنے تھا تلوار علم کیے آنکھین سرخ منھ سے کف جاری لشکر کفار پر مثل شعلہ آیا نعرہ مارا ٥
آفتاب مشرق دین پرور ہا ٭ شہسوار لعل پوش خاور ہا ٭ وہان بعد رخصت ہونے شاہزادہ ملک قاسم
کے حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے فرمایا ایہا الناس ملک قاسم کو اپنے باپ کی ہلاکت
کا کمال صدمہ ہی ایسی حالت مین اُسکی جنگ وحرب مخدوش ہی اُسکے اصرار سے مین مجبور ہوگیا
ورنہ یہ موقع ہرگز اجازت حرب دینے کا نہ تھا ایسے وقت مین اُسکی مدد کے واسطے کسی کو

ضرور جانا چاہیے نہیں معلوم کیا اتفاق پیش آئے یہ سنکر نور الدہر بدیع الزمان ولیعہد اٹھ کھڑے
ہوئے اور عرض کی شہریارا ہم جانثار ہم بسر وچشم تعمیل حکم کیواسطے حاضر ہیں حمزۂ ثانی نے کہا یہی بہتر ہے
کہ تم سب ملک قاسم کی مدد کو جاؤ یہ سب شہسواران معرکہ جرارت وشجاعت وتشنگان بحر دلیری جلادت
تیغیں تولے ہوئے مرکبوں کو گرم کاوش ہوئے ملک قاسم کے عقب میں روانہ ہوئے لشکر فرعون
میں یکایک خبر پہونچی کہ علمشاہ رومی کا بیٹا شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کے خون کا عوض لینے آتا ہے
فرعون نے حکم دیا کہ اے بندگان خاص ہمارے اب بڑا سخت ہنگامہ عظیم برپا ہوگا سب ہوشیار ہو جاؤ اور
اور تمام سلاطین وارد کوہ بلور کو اطلاع دی کہ تم سب اپنی فوجیں صف آرا کر کے مسلمانوں کے اس سیلاب
کو [illegible] لڑائی شروع ہوگئی لاکہ سوار فوج کفار کا کوہ کے نیچے اتر آیا تھا تلواریں تیر
وخنجر اسلحہ کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پائیں کوہ سے بالا کوہ تک ایک بحر
طوفان خیز آہن موج مار رہا ہے زمین سے آسمان تک گرد وغبار سے تیرہ وتار ہو رہا تھا رستم سواران ایران و
زمین شمشیر [illegible] نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار اسقدر پسپا ہوئی کہ فرعون ملعون شکست سے
بیتحاشا بھاگا [illegible] کر کے سر و پا برہنہ بھاگا مسلمان اسقدر آگے بڑھ گئے کہ دربار فرعون تک پہونچ گئے
شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کی لاش کے قریب پہونچ گیا اور فوراً لاش کو اٹھا لیا پھر لشکر اسلام
کے جانب مراجعت کی اور فوج ہمراہی سے پکار کے کہا اتنی دلاوری بس اب زیادہ تعاقب فوج کا نہ کرو
شاہ معظم کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو لیں کفار کی سرکوبی کی جاوے تو بہتر ہے تمام فوج اسطرف سے
پلٹی اپنے مقام قیام پر آئی جسوقت لاش علمشاہ رومی کی دربار حمزۂ ثانی میں لائی گئی رونے کا
غل بلند ہوا جوش گریہ سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی چند ساعت تک یہ ہی حال رہا جب افاقہ ہوا حمزہ
نے فرمایا کہ صاحبو دیر نہ کرو علمشاہ رومی کی لاش کو شاہ کعبہ کے پاس بھیجنے کا انتظام کرو اور کون شخص اپنے
انتظام سے لاش کو بیت اللہ لیجاویگا سب نے بالاتفاق عمر بن رستم کو اس کام کیواسطے تجویز
کیا بعد غسل وکفن صندل کے صندوق میں لاش رکھی گئی فوج کثیر ہمراہ ہوئی جانب کعبہ معظمہ کوچ کیا
بعد طی مراحل وقطع منازل کعبۃ اللہ کے قریب لاش پہونچی حمزۂ قدیم کو خبر پہونچی کہ عمر بن رستم
ایک لاش لیے ہوئے شہر کے قریب چلے آتے ہیں یہ تحقیق نہیں معلوم ہوا کہ وہ لاش کسکی ہے حمزۂ قدیم
کے دست وپا میں رعشہ پیدا ہو گیا گھبرا کے کہا تحقیق کرو کہ عمر بن رستم کے ساتھ کسکی لاش
ہے اسوقت کمال سخت انتشار ہو گیا کفار کا غلبہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا
کہ ایک حامی اسلام کی لاش یہاں آچکی ہے یہ کہ رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمر بن رستم گرد آلود
غمگین اسطرح چلے آتے ہیں صاحبقران قدیم کی نظر عمر بن رستم پر پڑی اپنی جگہ سے اٹھ
کر کھڑے ہو گئے کہا اے عمر بن رستم جلد کہو یہ لاش جو تمہارے ہمراہ ہے کسکی لاش ہے عمر بن رستم نے
آبدیدہ ہوکے عرض کی اے شہریارا پھر اقتدار کیا عرض کروں کفار بدکردار وضلالت شعار کے ہاتھ سے
علمشاہ رومی ہلاک ہوئے انہیں کی لاش اور دوران شجاع زمان کی لاش ہے صاحبقران قدیم رومال منہ
پر رکھ کے تادیر روئے آنسو ساتھ اور سبھی حاضرین آبدیدہ ہوئے عجب رقت کا جوش کم ہوا اسکے بعد
انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور قبر کا مقام تجویز کر کے گورکنوں کو بلایا قبر تیار ہوئی اور لاش اتاری گئی

مثال بت سب کے سب ہین بچپیں یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین — یہ جاگے تھے ابتدا ہین کسدن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین
پڑے ہین کیسے یہ ہائے غافل چڑھی ہین کس کس بلا کی نیندین — نسیم غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر — تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر — بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
جو چار دن ہے وفور راحت تو بعد اسکے غم والم ہے

گئے وہ عیش ونشاط کے دن زمان رنج وملال آیا — شباب نے نشیب سے بدلے عروج گذرا زوال آیا
گئے ہوئے سے ہوئی ندامت تو پھر کیا کیا خیال آیا — یہ مصرعہ بحر مصیبت پسند ہمکو کمال آیا
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

محرران مضامین حیرت آگین وکاتبان صداقت بیان وپرتمکین اس داستان ندرت توامان مین اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب علمشاہ رومی کی لاش بیت الله کے جانب روانہ ہو چکی شب کو لشکر مین طبل جنگ بجا اسطرف حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب اسطرح طرفین مین سامان جنگ درست ہوتا رہا صبح کو میدان جنگ مین دونون جانب صف آرائی ہوئی فوج بد رگ اور مریخ تیغزن اور الماس نیزہ باز وغیرہ چند کفار فرعون کے پاس آئے اول بکمال خلوص سجدہ کیا اور دست بستہ کہا اے خداوند آج مسلمانون کی جنگ بہت زبردست معلوم ہوتی ہے ہم چاہتے ہین کہ تو بھی درمیان فوج مین موجود رہ اور اپنے بندگان خاص کا نگران ہو جسطرح حکم خداوند ہوگا اسطرح عمل مین لایا جاویگا فرعون نے کہا اے بندگان خاص ہمارے خاص مقر کہ جنگ مین ہمارا عدم وجود یکسان ہے جو خبر گیری ہم وہان رہ کے کر سکتے ہین وہی خبر گیری ہم یہان سے بھی کر سکتے ہین تاہم ہمکو تمھاری خاطرداری زیادہ تر منظور ہے فلہذا ہم بھی معرکہ جنگ مین چلتے ہین یہ کہکے فوج کفار مین آیا اور ایک مقام بلند پر استادہ ہوکے بآواز بلند کہا اے خدا کے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج میری فہمایش آخری ہے خوب غور سے سن لو آجتک مجکو یہ خیال رہا کہ شاید تم میری بندگی پر آمادہ ہو جاؤ اور مجکو سچا نو کہ مین تمھارا سچا خداوند ہون مگر تمنے کسی طرح میرے کہنے کو نہ سنا اور آجتک اسی طرح مجھسے منحرف ہو اگر آج بھی میرے کہنے کو سماعت مین نہ لاؤ گے تو آج مین مطلق تمھاری رعایت نہ کرونگا ضرور سب کو ہلاک کرونگا راوی کہتا ہے کہ شاہزادۂ ملک قاسم بن علمشاہ رومی اپنے باپ کی ہلاکت سے ہمہ تن طیش ہو رہا تھا فوج اسلام سے چند قدم آگے بڑہا اور بآواز بلند فرعون ثانی کو یہ جواب دیا کہ او سنگ خارا شتی یہ تو کیا بکتا ہے میرے نزدیک تو نصیحت وفہمایش کیا کرے گا غالبا آج تیری زندگی کا آخری دن ہوگا یہ کہکے تلوار علم کرکے فرعون کے جانب جھپٹا کفار کو گمان تھا کہ فرعون صاحب قدرت ہے اگر تمام فوج اسلام بھی ایک مرتبہ خداوند پر حملہ کرے گی تو فرعون کے ایک مو سے تن کو صدمہ نہین پہونچ سکتا ہے سب باطمینان خاموش اپنی اپنی جگہ استادہ رہے ملک قاسم نے آتے ہی ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکے سر پر کیا کہ فرعون دو لخت ہوکے زمین پر گرا فوج بد رگ نے جو یہ حال دیکھا بآواز بلند کہا اے خداوند اے خداوند جلد دوسری صورت ظاہر ہو کے تمام مسلمانون کا کام تمام کردے

ہم سب اسواسطے تیری حمایت کو نہین بڑہے کہ اب تو تجھے ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے
والون پر غصہ آئیگا بیشک تو تو نے اپنے رحم وکرم سے کام لیا وہان وہ ملعون جہنم مین ہلاک
ہو چکا تھا جواب کون دیتا شاہزادہ ملک قاسم اسیطرح تلوار تولے ہوئے فوج کے جانب
جھپٹا اس مکار کو یہ خیال تھا کہ عنقریب خداوند فرعون زندہ ہوکے ان مسلمانون کا کام تمام کریگا
اپنی جگہ باطمینان تمام استادہ رہا ملک قاسم نے تلوار کا وار اسپر کیا جب اس پلید نے دیکھا کہ خداوند
فرعون ابھی تک زندہ نہین ہوا ہے اور اس وار مین میرا ابھی کام تمام ہوگا اپنی فوج کے جانب چلتا
ہوا تلوار کا وار اسپر ہو چکا تھا اگرچہ پورا ہاتھ نہین پڑا تھا کسیقدر زخمی ہوگیا فوج کفار سمجھی کہ فرعون
اپنی مصلحت سے ابھی اپنے کو زندہ کرنا نہین چاہتا تو بیچ زخمی ہوکے بھاگا ہے مسلمانون کا حملہ
زبردست ہوگا مفت ہم سب ہلاک ہونگے جیسا کہ خداوند کے بہتیرے اپنے بندون کو ہلاک کروایا
ہے سب کے پانون اوکھڑ گئے فوج اسلام تلوارین علم کرکے اونکے تعاقب مین آپہونچے پس پھر تو
یہ نوبت پہونچی تھی کہ موسم خزان مین درخت کے پتون کی طرح فوج کفار کے سر دھڑون سے زمین
پر گرنے لگے بقیہ بھاگ گئے تو بیچ بدرنگ بھی زخمی ہوکے بھاگا لوٹ مین بکثرت مال واسباب
بیش قیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا ادنے ادنے مالا مال ہوگئے جہان جا بجا کفار کے کشتون کے پشتے
تھے وہان مال غنیمت کے پشتارون کے بھی انبار تھے مسلمانون کے یہان گویا عید تھی ایک
دوسرے سے بغلگیر ہوتا تھا حمزۂ ثانی نے ملک قاسم کو خوب گلے لگایا اور سر وچشم پر بوسہ
دیکے کہا اے ملک قاسم واقعی تائید آسمانی تیرے شامل حال تھی جو ایسا کار نمایان تجھسے
ظہور مین آیا ورنہ مجکو ہرگز تیری ذات سے ایسی امید نہ تھی باوجود فرعون کی ہلاکت کی خوشی
کے غلبۂ شادی کے خیال مین شاہزادہ ملک قاسم آبدیدہ ہوگیا حمزۂ ثانی نے اسکی صورت
دیکھکے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اور کہا اے ملک قاسم مجکو خوب معلوم ہے کہ تجکو اپنے
باپ کی ہلاکت کا سخت صدمہ ہے مگر بجاے خود یہ سمجھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے اسدم
تک یہی انتظام چلا آتا ہے اور قیامت تک یہی انتظام رہیگا دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ ایک
روز ناپید ضرور ہوگا بجز ذات باری تعالے کے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

ایکدن آخر کو سب اٹھ جائینگے
رشتۂ الفت کے ٹکڑے ہو جائینگے
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوئے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا قارون و کسری کیقباد
کیا ہوا وہ کروفر و جاہ و مال
کیا ہوے یوسف سے عزیز دو جہان
چار دن کو ہیچ ہو یا ہو سرور
جبکہ مرنا ہے مسلم دوستو

کچھ نہ دنیا سے سوا لیجا سکینگے
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے لیکے تا این زمان
کیا ہوئے اسکندر و صاحبقران
کیا ہوا نمرود و شداد و عاد
کیا ہوے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوے یعقوب پیغمبر تو ان
ہیچ دنیا کا تحمل کیجیے
گر ہزار برس گذشت ہو خاک ہو

مال و منصب کے نہین جاوینگے ساتھ
بس یہان رہجاینگے مل مل کے ہاتھ
کیا ہوئے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید دارا سے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوئے وہ ملک و مال بے مثال
چھوڑنا دنیا کا ایکدن ہے ضرور
عیش باقی کو خوشی سے لیجیے
بیشکے قول و فعل ہین اسکے خوشخطی

حشر میں ہر ایک کا ہوگا سوال
زندگی مقصود بہر بندگی ست

ہوسکے جتنی کرو تم بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

تا نہ ہووے حشر میں شرمندگی

ملک قاسم نے عرض کی اے والا منزلت واقعی جو کچھ ارشاد ہوا عین صواب ہے مگر کیا عرض کروں جب مجھکو اپنے پدر معظم کا خیال آتا ہے دل قابو میں نہیں رہتا حمزہ ثانی نے کہا ہاں کیا شک ہے بہرحال صبر ضرور ہے بعد اس طرح کی فہمایش کے حمزہ ثانی نے خاص ملک قاسم کے دل بہلنے کی غرض سے ایک جشن عظیم مقرر کیا اہتمام بلیغ ہوا صدہا خیمے میدان میں نصب کیے گئے شیشہ آلات وغیرہ اسباب زینت و زیبائش کی کثرت تھی سرکار حمزہ صاحبقران ثانی میں خود ہی جملہ سامان موجود تھا کسی شے کی کمی نہ تھی اور اب تو تمام سلاطین کفار کا مال و اسباب ہاتھ آیا بیش قیمت اشیا اس کثرت سے تھیں کہ کوئی شخص نظر اٹھا کے بھی نہ دیکھتا تھا ہر جگہ عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا کہیں رقص و نوا کا ہنگامہ تھا کسی جگہ متفرق اشخاص جمع تھے اور اہل اسلام کی مردانگی اور کفار کی سرکشی کا ذکر ہو رہا تھا تین روز تک یہ ہنگامہ جشن برپا رہا

اب مسلمانوں کو بعد ہلاکت فرعون ثانی اپنی فتح فیروزی کی خوشی اور خرمی میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لعل بن نوریج کا قلمبند ہوتا ہے جسکا ذکر سابق میں ہو چکا ہے

کیا کیا ہے کرم محبوب خدا دو جہان کا
شکر اسکا ادا کر سکے کیا منہ ہے زبان کا
تازہ ہے چمن حمد خدائے دو جہان کا

کچھ دخل نہیں گلشن قدرت میں خزاں کا
جو آگیا اس راہ میں سالک وہی ٹھہرا
گمراہ ہوا جو یہاں کا نہ وہاں کا

دریا کبھی میں ہیں اسی طرح کے جلوے
دیکھو و صدف جسم میں عالم دو جہان کا
صحرا میں نہ دریا میں زمیں پر نہ فلک پر

موجود ہے یہ نام نہیں اسکے نشان کا
دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے
شادی کہیں بیچے کہیں غم ہے جو انکا

دریا غضب جوش میں آگئے تو غضب ہے
غرقاب سفینہ ابھی ہو جائے جہان کا
بلبل کی طرح عشق میں نالا ہوں میں اسکے

رہ جو کل یکتا ہیں ہر دو جہان کا
پوشیدہ بھلا کر سکے اس سے کوئی کیا بات
دانندہ و واقف ہے وہ ہر راز نہاں کا

دم مارنے کی جا نہیں اے صاحب ادراک
حتی کہ وہاں دخل نہیں وہم و گمان کا

راوی کہتا ہے کہ نوریج بد سرشت کی بی بی بعد فتح ہونے طلسم کے بھاگ گئی تھی شہر لعلان میں پہنچی وہاں کا بادشاہ لعلان لعل پوش نام ہے لوگوں نے زن نوریج اور پسر نوریج کو لعلان شاہ کی خدمت میں پہنچایا لعلان شاہ ان دونوں کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اپنی شریعت کے موافق زن نوریج سے نکاح کیا لعل بن نوریج کو اپنا بیٹا بنایا تعلیم اور تربیت کے واسطے ادیب رکھے اور فنون سپاہگری سکھانے بھی تعلیم کرنا شروع کیے تا اینکہ فن جنگ میں کامل ہو گیا شہر لعلان سے کئی فرسنگ کی دوری پہ دجال نام ایک ملک واقع ہے اُسکے حاکم و فرمانروا کا نام دوال بن دجال ہے اسکے چند سپہ سالار ہیں زوال خشک پیشانی و سہراب گرز زن و شمشیر نیزہ باز اور ناخن ملک ہیں پھر ونیز کا لڑکا بادشاہ کا بیٹا ہے دوال بن دجال کے دل میں مدت سے شہر لعلان کے لینے کا سودا سمایا ہوا تھا اُسنے خال بن صداد کے بارہ ہزار سوار ہمراہ کرکے شہر لعلان کو بھیجا جب سرحد شہر لعلان میں پہنچا لعلان لعل پوش کو خبر ہوئی اُسنے استقبال کیا اور بکمال تزک و احتشام اپنی دار السلطنت میں لیگیا ہنگامہ گفت و شنید گرم ہر سبیل تذکرہ خال بن صداد نے کہا کہ دوال بن دجال بادشاہ

شہر دجال نے مجکو خراج کے واسطے بھیجا ہی لعلان لعل پوش نے چند لمحہ سکوت کیا بعدہ
کہا کہ مجکو دال بن دجال کے حکم کی تعمیل مین مطلق عذر نہین ہی البتہ وہ تعمیل ایک شرط سے مشروط
ہی خال بن حداد نے کہا وہ شرط کیا ہی لعلان شاہ نے کہا دیکھو کہتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ
جلد شہر لعلان کے خراج کا روپیہ فراہم کرکے لاؤ اور لعل بن تورج کو بلاکے خال بن حداد کو
دکھایا اور کہا صاحب وہ شرط یہ ہی کہ اگر اس لڑکے کو فن جنگ مین مغلوب کرلو تو خراج کا روپیہ
لیجاؤ راوی کہتا ہی کہ لعلان شاہ کو وقتاً فوقتاً لعل بن تورج کے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی
تھی کہ یہ بیٹا تورج بدرگ کا ہی اور یہ عورت تورج بدرگ کی بی بی ہی اور بادشاہ طلسم کی دختر ہی
جب طلسم کو شاہزادہ بدیع الملک نے فتح کیا تو یہ تباہ ہوکے شہر لعلان مین وارد ہوئی ہی
غرضکہ خال بن حداد نے لعل بن تورج کو دیکھ کے کہا اے بادشاہ اگر خراج کا وصول ہونا
صرف اس لڑکے کے مقابلہ پر موقوف ہی تو مجکو منظور ہی یہ سنتے ہی لعل بن تورج کو بادشاہ نے
اشارہ کیا وہ جھٹ لنگوٹ سے درست ہوکے پیترا بدلتا ہوا آمادہ ہوا ادھر خال بن حداد
بھی اٹھ کھڑا ہوا دونون نے خم مارے اور زور و دست و بازو مین مصروف ہوکے اسنے داؤن
کیا اسنے رد کیا اسنے داؤن کیا اسنے رد کیا ایک نے تھپڑ مارا دوسرے نے گھونسا رسید کیا الغرض
ایک پہر کا عرصہ گذرا لعل بن تورج کو غصہ آگیا دونون پنڈلیان گرفت مین لاکے اٹھا لیا اور
گرد سر پھرا کے دے پٹکا زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور کہا ہی شرط کہ تیرے سر کو تن سے جدا
کرلون خال بن حداد سمجھا کہ عنقریب یہ نوجوان مجکو ہلاک کیا چاہتا ہی امان مانگی لعل بن تورج
اسکے سینہ پر سے اتر آیا خال بن حداد سے لعلان شاہ نے کہا اے پہلوان تونے ہماری شرط
پوری نہین کی فلہذا ہم خراج دینے سے معذور ہین خال وہان سے رخصت ہوکے چلا آیا دال بن
دجال نے حال پوچھا خال بن حداد نے تمام سرگذشت بیان کی دال بن دجال نے کہا وہ لڑکا
کس خاندان کا ہی خال بن حداد نے لعل بن تورج کے زور و طاقت اور خاندان کا حال بالتفصیل
بیان کیا پرویز کے لڑکے نے زار زار رونا شروع کیا دال بن دجال نے اسکے رونے کا
سبب پوچھا اسنے کہا شہریار مین نوشیروان کا پوتا ہون میرے باپ دادا پر ان لوگون نے
بہت بد سلوکی کی ہی اگر مجکو فوج و لشکر ملے تو مین اپنے باپ دادا کا عوض خاطر خواہ ان سے لون
دال بن دجال کو پسر پرویز کے رونے پر رحم آیا اور حکم دیا کہ جسقدر فوج پسر پرویز کو مطلوب
ہو فوراً تیار ہو چنانچہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پسر پرویز شہر لعلان کے جانب روانہ ہوا
بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد شہر لعلان مین پہونچا یکایک یہ خبر لعلان لعل پوش کو پہونچی
مع لعل بن تورج آیا بادشاہ سے ملاقات کی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین پھر لعلان شاہ نے
لعل بن تورج کو بلایا اور کسی قدر فن سپہ گری دکھانے کی فرمایش کی لعل بن تورج نے نیزہ بازی
و شمشیر زنی کا کمال دکھایا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا لعل بن تورج کو گلے سے لگایا اور
حکم خروج دیا چار لاکھ فوج کی جمعیت سے کوچ کیا دو منزلیں طی کرتے ہوئے قریب مرصع حصار کے
پہونچے شاہ مرصع حصاری کو خبر پہونچی انھون نے بھی بعجلت تمام اپنی فوج مین کمر بندی کا حکم

دیا اور ہدال بن دجال وغیرہ کے مقابلہ میں صف آرائی ہوئی وہ غضب کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بذات خدا تکبیر و یزن کے سوا دوسری آواز گوش زد نہ ہوتی تھی کسی کو اپنے بیگانے کی خبر نہ تھی جسکے تلوار کی زد پر آ گیا فوراً دو نیم تھا نوبت باینجا رسید کہ اہل مرصع حصاری کو شہادت نصیب ہوئی کفار نے تمام شہر کو خوب لوٹا وہاں سے فراغت کر کے حاکم قلعہ زرنگار پر یورش کی تا اینکہ اسکو بھی قتل کیا اب ان ظالموں کے پاس قریب سات سو کے لشکر جمع ہو گیا ہے

اب لعل بن تورج بدرگ اور ہدال بن دجال وغیرہ کو یہاں مقیم رکھا جاتا ہے اور دوسرے کلمے شاہزادہ ملک قاسم کے مرقوم ہوتے ہیں

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہیں
سر پہ ہم اکڑتا ہے پر ظل ہما ملتا نہیں
چشم نے کی مدتوں گردش نہ پایا ایک تل
ڈھونڈھتا ہے خاک میں قارون گدا ملتا نہیں
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں ہم صحرا میں مثل گردباد
صورت عنقا کبوتر کا پتہ ملتا نہیں
آدمی کیوں طالب راحت ہے دور چرخ میں
نخل کو پانی بلا نشو و نما ملتا نہیں
حق اگر پوچھو تو یہ بھی نسخۂ اکسیر ہے
شیر دایہ طفل کو بھی بے بکا ملتا نہیں

ہے خودی جبتک کہ انساں میں خدا ملتا نہیں
ہے تجسس شرط یہاں ملنے کو کیا ملتا نہیں
رزق انسان کو مقدر کے سوا ملتا نہیں
المدد موقع مدد کا ہے بیاباں ہے مراد
منزلوں یاران رفتہ کا پتہ ملتا نہیں
گمرہی خود منزل مقصود کی ہے رہنما
چیونٹی دانہ کو بغیر آسیا ملتا نہیں
شکل آئینہ نہ پوچھو میری حیرت کا سبب
چھانتے ہیں خاک سے مضمون نیا ملتا نہیں
شاعران حال کیا مضمون نو پائیں اسیر

جستجو ہوتی ہے دولت کا پتہ ملتا نہیں
پر کہیں دنیا میں صادق آشنا ملتا نہیں
دہر جو تھا جون کو دنیا ہو کہ غیر آبھی
ڈوبتی ہے اپنی کشتی ناخدا ملتا نہیں
ہو گیا کیا جانے لیجا کے خط کس جا تباہ
خضر مل جاتے ہیں جسکو راستا ملتا نہیں
گلشن ہستی میں ہے آب مروت کا ہے قحط
خلق صورت میں ہے کوئی آشنا ملتا نہیں
رو نہ مانگ اللہ سے جا سعی جو رزق کی
ڈھونڈھتے ہیں یہ تخلص بھی نیا ملتا نہیں

قدر دان مضامین شور انگیز و کاتبان تحریر عبرت آمیز اس حال پر ملال میں اسطرح قلم فرسا ہوتے ہیں کہ اگرچہ شاہزادہ ملک قاسم نے فرعون کو جہنم واصل کیا اور رنج و ملال پدر کے دفع اور رفع ہونے کی غرض سے حمزہ ثانی نے جشن عظیم بھی برپا کیا مگر شاہزادہ ملک قاسم کے دل پر علمشاہ کی ہلاکت کا ایسا ملال مستولی تھا کہ کسی طرح رفع و دفع ہوتا تا اینکہ عمر بن رستم علمشاہ رومی کو دفن کر کے بیت اللہ سے واپس آئے ایک روز ملک قاسم نے حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی کہ شہریار میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز خاور میں رہوں بعد ازاں کعبۃ اللہ جا کے پدر معظم مغفور کی قبر پہ بیٹھ رہوں کیا لطف زندگی جب باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا صاحبقران ثانی نے سمجھایا کہ اے ملک قاسم میں خوب جانتا ہوں کہ علمشاہ کی مفارقت تم پر بہت شاق ہے پھر بھی کیا چارہ ہے جو مر گیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا اگر تمہارے باپ کا سایہ تمہارے سر پر سے اٹھ گیا تو ہم تو زندہ ہیں ملک قاسم نے رومال سے آنسو پاک کیے اور عرض کی یہ بجا ارشاد ہوا مگر فی الحال میرا ارادہ یہی ہے حمزہ ثانی نے فرمایا تمکو اختیار ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم تنہا جاؤ گے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ جائیگا عمر بن رستم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار میں ملک قاسم کے ساتھ جاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا بہتر ہے یہ کہکے خود بھی خوب روئے پھر آنسو پاک کر کے رخصت کیا پس اور بھی حاضرین وقت دونوں سے گلے ملے اور کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے عمر بن رستم نے کہا انشاء اللہ زندہ ہیں تو پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی پھر دونوں نے اپنی فوج کو رستم ثانی

آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + او ملعون لعل بن تورج تری یون تیری یہ بھی طاقت
ہے کہ میری زندگی مین میرے بھائی کا سر لیجاوے راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم قریب ساٹھ ہزار
جوانون کو قتل کرکے اُس ملعون کے پاس پہونچا ہے لعل نے دو دستی وار تیغہ کا شاہزادہ ملک قاسم
کے سر پر لگایا شاہزادہ نے تلوار پر وہ وار رد کیا اُسکا تیغہ تلوار سے ٹکراکے دو ٹکڑے ہوگیا اب جو
شاہزادہ ملک قاسم نے تلوار سنبھالی اُس مکار نے ڈھال ہوکے ڈھال سر کی پناہ کی تمام فوج کفار ملک
قاسم پر ٹوٹ پڑی شاہزادہ مثل شیر نر اُن بزدلون پر حملہ آور تھا اور نعرہ پر نعرہ مارتا تھا ادہر شیر افگن
مرد شیر افگن مظفر بن ترحیم خون آشام مع دس ہزار فوج کے پہونچے جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم
ہوا تلوار پر تلوار پڑ رہی تھی تکبیر و نیزن کی صدا فلک اول پر جا رہی تھی غرضکہ ان چالیس ہزار کو مارا دو چار
فرار ہوگئے شاہزادہ ملک قاسم نے تجسس و تلاش کی بعد اسکے بھائی کی لاش پائی شدت صدمہ سے
غش آنے لگا مگر پھر اپنے کو سنبھالا گریبان چاک کیا اور عجب طرح خراب حال بنایا عمر بن رستم کی لاش کو
لیکے چلے تھے کہ اسطرف عقیفن بن خصیم کو معلوم ہوا اُسنے فوراً مرکب کو مہمیز کی اور اسی ہزار فوج
سے قاسم کے قریب آیا للکارا کہ ای جوان کہاں کی جاتا ہے اور کیون عمر بن رستم کی لاش لیے جاتا ہے یہ کہکے
تمام فوج کو آواز دی کہ ای بہادرون سب ایک مرتبہ تیر چلہ کمان مین رکہکے رہا کرو لیکن ایک ہی مرتبہ ہزار تیر
قاسم کی طرف آئے کہانتک گنتے نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار رفیق شاہزادہ ملک قاسم کے تیرون سے غربال
ہوگئے ملک قاسم مسلمانون کے ایک مرتبہ ہلاک ہوجانے سے بہت پریشان ہوئے نہایت برہم
ہوکے عقیفن کے برابر پہونچے عقیفن نے ایک زبردست تیغہ مارا قاسم نے چاہا کہ بندش
پکڑ لون کہ گہوڑے نے سکندری کہائی اُسکا تیغہ سر پر آیا کلائیون پر دو کلائیان مجروح ہوگئین اور تیغہ تا گلو
اُتر آیا تاہم قاسم نے اپنے کو برابر عقیفن کے پہونچایا جد و کد کرکے عقیفن کو گہوڑے پر سے گرایا
سینہ پر سوار ہوا اور گلے کو دانتون سے چبا لیا تا اینکہ وہ ہلاک ہوگیا چونکہ شاہزادہ ملک قاسم ایسا مجروح
نہین ہوا تھا کہ جانبر ہوسکتا عقیفن کے ہلاک ہوجانے کے بعد چند لمحہ مین خود بھی جان بحق تسلیم ہوا
مظفر یہان موجود تھا اسنے جو ملک قاسم کو بیجان پایا تو سرتاپا غیظ و غضب ہوگیا اور تلوار علم کرکے مجمع
کفار مین در آیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا چند کفار شاہزادہ ملک قاسم اور مظفر
وغیرہ کی خبر ہلاکت پہونچانے لعل بن تورج کے پاس گئے اُسطرف جوانان خاور ملک قاسم کی لاش لیکے
خاور مین پہونچے مقبرۂ خاور مین ان سب مسلمانون کو دفن کیا رسوم تعزیت ادا کی گئی تمام شہر سیاہ پوش
ہوا ملکہ خورشید خاور نے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت مین اس مضمون کا نامہ
لکہا کہ غضب ہوگیا کوہ غم مجھپر ٹوٹا شاہزادہ ملک قاسم کفار کے دست ظلم سے درجۂ شہادت پر فائز
ہوئے اُنکے ساتھ یاران ہمراہی بھی کشتۂ تیغ فنا ہوگئے اسیر القضا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ لعل بن تورج
فوج کثیر لیکے آیا ہے مسلمانون سے برسر پرخاش ہے پہلا ضروری کام یہ ہے کہ ملک قاسم کا فاتحہ دلادو دوسرا
یہ کام بھی واجب سمجھو کہ ظالمون کے ہاتھ سے میری حرمت بچاؤ جب اس مضمون کا نامہ بادشاہ اسلام
اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی نظر سے گذرا لشکر اسلام مین ایک کہرام برپا ہوگیا صاحبقران ثانی کی نظر
مین دنیا اندھیر ہوگئی اسیوقت بادشاہ اسلام نے کوچ کا حکم دیا اور خود بعجلت تمام چند سردار ہمراہ لیکے

عصمت نے اُن شہر ہرون کی پرورش کی خبر سنکے سر ون کے بال کھول دیے اور جانب آسمان نگاہ کی اور دونون ہاتھ بلند کیے اور اس طرح مناجات کرنا شروع کی کہ اے بیکسان داد رس مظلومان ہر وقت مصیبت و آفت مین ہر ایک اپنے بندہ کا تو ہی حامی و مددگار ہے تو خوب واقف ہے کہ ہم اسوقت کس اضطراب مین مبتلا ہین ؎ نداریم غیر از تو فریادرس ✤ توئی عاصیان را خطا بخش و بس واسطہ اپنی قدرت و جلال کا ہمکو ظالمون کے دست ظلم سے محفوظ رکھنا ادھر عابدہ و مہدی نے توپ کے گولون کا مینھ برسانا شروع کردیا کفار بڑھتے چلے آتے تھے جسوقت قریب خندق کے پہونچے عابدہ قلعہ دار کے حواس باختہ ہوگئے سمجھا کہ عنقریب قلعہ تک پہونچ جائینگے دفعتا اُن زنان پردہ نشین کی مضطربانہ دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہونچا یکایک دیکھا کہ سامنے سے شفق گرد نمایان ہوا سب نے متحیر ہوکے اُس شفق کے جانب دیکھا جبکہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا سرداران لشکر اسلام بکروفر تمام اسپان تازی و مرکبان عراقی بےتحاشا دوڑاتے اور تلوارون کے ہاتھ نکالتے چلے آتے ہین حمزۂ صاحبقران ثانی کا نعرہ تھا باش باش اے کفار مکار ہم تمہاری سرکوبی کو آپہونچے اس مردود نے بلیط کے گرز مارا انھون نے کل گرز ہاتھ بڑھا کے اُس سے چھین لیا پھر اُس تخمہ شیطان نے تیغہ کا وار کیا حمزۂ ثانی نے اُس وار کو بھی بآسانی رد کیا بعدہ بند دست گرفت مین لا کے فراش زین سے اُٹھا لیا اور پیچ دیا اور سامنے بن پرویز کے گئے بن پرویز نے جو لعل بن نوریج کو حمزۂ ثانی کے ہاتھ مین گرفتار دیکھا جھپٹ کے تیغہ کا وار کیا حمزۂ ثانی نے لعل کو بجائے سپر اپنے پناہ قرار دی بن پرویز نے ہاتھ روکا حمزۂ ثانی کو موقع مل گیا زنجیر کمر کو گرفت مین لا کے اور اسکو بھی سر سے بلند کرلیا سرداران لشکر لعل اور بن پرویز نے جو یہ حال دیکھا حواس جاتے رہے سمجھے کہ اب ہم سب کا زندہ رہنا محال ہے بدین خیال فرار پر قرار لیا جو نہ بھاگے وہ زخمی ہوکے گھوڑون سے گرے

پہنچنا فیروزی پہونچنا صاحبقران ثانی کا خاور زمین اور گریہ و بکا کرنا قبر پر شاہزادہ ملک قاسم کے اور فاتحہ و غیرہ رسوم سے فارغ ہونا

بظاہر بیکسی گور غریبان پر برستی ہے
نہ اُسکو مے پرستی جان واعظ حق پرستی ہے
پڑے سوتے ہین شہر ون شہر ون ہم اُدھر آکے
جسے سب نیستی سمجھے ہوئے ہین عین ہستی ہے
مدام آنکھوں مین پھرتی ہے چشم اے ساقی گلرو
گھٹا ساون کی اگر زور سے جیسے برستی ہے
فقیری مین طبیع اپنا کیا ہے بادشاہو نکو
کبھی پیچھے ولیکن یہ زبان میری جھلستی ہے

اگر زیر زمین جاکر جو دیکھو خوب بستی ہے
خمیدہ کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا
ضعیفی مین کہین خامہ ہمارا چوب دستی ہے
ہما حرص کو دام قناعت مین پھنسایا ہے
یہین تک بادہ و ساغر ہے شیشہ جوش مستی ہے
کرو تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہے
قوی انکی زبردستی پہ اپنی زیر دستی ہے

بھلا دنیا ہے سب کچھ لیکن تو ایک اُسکی ترستی ہے
اعمالت سے یہین ہوتی ہے جو بھی بلند اُسکی ہے
اجل آئیگا طور ہے اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہے
جو ہے اقبال شاہی دہر سے طالع کی پستی ہے
تمہارا ہے ہمیں کا بیٹھ و اسطرح ہمکو رولاتا ہے
یہ ویرانہ وہ ہے جسمین تمہاری بادشاہی ہے
قبول ایسے ہی مضمون کہے ہم نے [illegible]

راوی کہتا ہے کہ لعل بن نوریج اور بن پرویز کو جو قید کیا تھا انھین بلا یا وعدہ اسلام کی دونون مکار بظاہر مسلمان ہوئے ابلیس ثانی عیار اُسکا آیا اور لشکر کا حال بیان کیا ان دونون ملعونون نے امیر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کیا اور لیگئے جسطرح صاحبقران قدیم کے واسطے قفا مین تہہ

کی تھی اس مرتبہ بھی عقابین تیار کی گرد اُسکے ایک عمیق خندق کھودی صاحبقران ثانی کو باحتیاط
تمام قید کیا عقابین پر کھنچا سرداران اسلام صاحبقران ثانی کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے
شاہ سعد نے عمر ثانی کے جانب دیکھا اور فرمایا ای عمر ثانی امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی
صورت تمھاری چالاکی پر موقوف ہی عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو اُسے یہ خادم دیدہ بسینہ
بجا لائے شاہ سعد نے فرمایا حکم یہ ہی کہ کمر ہمت چست باندھو مین تمکو نامے دیتا ہون تم اُن ناموں
کو بجلدی تمام سلاطین اطراف وجوانب کے پاس لیجاؤ اگر خدا نے چاہا تو امیر حمزہ صاحبقران اس
قید ظلم سے رہا ہو جاینگے مگر ای خواجہ اس بات کا خیال رہے کہ جو سردار بادشاہ جہان سے ملے
اُسکو وہین پہونچا کے نامہ دیا اور اسکو اس جانب روانہ کرو بہر حال نامہ ہر ایک کو ہر طرح پہونچ جانا چاہیے
خواجہ نے بطیب خاطر قبول کیا شاہ سعد نے متعدد اس مضمون کے نامے تیار کیے کہ بعد حمد خدا کے
خالق جملہ مخلوقات و نعت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال
کفار نے مسلمانون پر یورش کی ہی چنانچہ امیر حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب چرا لیگئے اور اس عالی منزلت
کو قید شدید مین مبتلا کیا ہی اور عقابین پر کھینچ دیا جس کسی کو اسلام کا پاس ہی اور درد دین رکھتا ہی کفار کی
سرکوبی کے واسطے مستعد ہو اور یہان پہونچ کے اس عزیز مسلمان کی رہائی کی کوشش کرے ورنہ
نہایت شرم کی بات ہی کہ ایک مرد مسلمان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور دوسرے برادران
ایمانی اُسکی حالت سے پہلو تہی کرین ۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔ جب اس مضمون کے نامے
تیار ہو چکے شاہ سعد نے خواجہ عمر کو دیے خواجہ یہ نامے لیکے روانہ ہوا اول سمرقند مین آیا اور
طویل ایلہ رومی سمرقندی کے دربار مین پہونچا طویل ایلہ رومی سمرقندی خواجہ کو دیکھکے
متعجب ہوا اور کہا ای خواجہ خواجگان و سرخیل سرہنگان اسوقت تم کہان آئے کیا خبر تازہ لائے
خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی سعد شہریار کا نامہ دیا طویل ایلہ رومی سمرقندی نے سر نامہ
چاک کیا نامے کو پڑھا خواجہ نے کہا مین زیادہ توقف نہین کر سکتا تا اینکہ طویل ایلہ نامہ پڑھتا رہا اور
یہ وہان سے روانہ ہوا بخارا مین آیا حاکم بخارا اُسوقت عادل خان نام تھا اُسکو بھی سعد شہریار
کا نامہ دیا اور وہان سے شہر بلخ مین آیا وہان بھی ہوشیار و کوشیار بلخی کو بادشاہ وقت کا نامہ
دیا اب وہان سے شہر کابل مین پہونچا ارباب شاہ کو بھی نامہ دیا پھر وہان سے ملک ہندوستان
کے جانب مراجعت کی اسی طرح بعجلت تمام ممالک مین پہونچا اور ہر ایک فرمانروا کو شاہ سعد
کا نامہ دیا اور فوراً واپس آیا جب سراندیپ مین پہونچا اہل سراندیپ کو دیکھا کہ مختل الحواس ہین
ہر چہار جانب لشکر پھیلا ہوا ہی تعجب ہوا عمر ثانی نے اہل شہر سے حال دریافت کیا انھون نے
بیان کیا کہ یہ لشکر شمائل خان بن جمائل خان کا ہی طلحہ بن لندھور سے مقابلہ ہوا تھا چنانچہ
طلحہ کا پاؤن ٹوٹ گیا ہی مجبور ہو کے طلحہ قلعہ بند ہو گیا عمر ثانی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح قلعہ مین پہونچنا
چاہیے اور حمزہ ثانی کی گرفتاری کی اسکو بھی خبر دینا چاہیے چنانچہ بدشواری تمام کنارے
خندق کے پہونچا بالا سے قلعہ جو لوگ نگرانی کے واسطے متعین تھے دیکھا ایک شخص عیار وضع
خندق کے کنارے استادہ ہی اور قلعہ مین پہونچنے کی فکر کر رہا ہی دشمن سمجھ کے تیر کمان سے چلاین

مین جو ڈے جا ہنستے تھے کہ شست سے رہا کرین خواجہ عمر نے غل مچانا شروع کیا کہ اہل قلعہ خبردار اسطرف تیر دن کو رہا نہ کرنا مین تمھارا مخالف نہین ہون آگاہ ہو مین ہون عمر ثانی نمک خوار قدیم امیر حمزہ صاحبقران قدیم اہل قلعہ طلیحہ کے پاس گئے اور عمر ثانی کے آنیکی خبر دی طلیحہ نے حکم دیا کہ دروازے سے عمر ثانی کو بلا لو چنانچہ عمر ثانی قلعہ مین داخل ہو کے طلیحہ کے پاس پہونچا طلیحہ نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی کیفیت پوچھی اور قلعہ مین آنیکا سبب پوچھا خواجہ عمر ثانی نے کہا ای طلیحہ غضب ہو گیا حمزہ ثانی کو کفار نے گرفتار کر لیا ہی اسوقت مین حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہی اسی غرض سے مین بکوشش تمام یہان پہونچا بلکہ اور ممالک مین بھی اس امر کی اطلاع دی ہی غالبا وہ سب حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے جاوینگے طلیحہ نے کہا ای خواجہ واقعی حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہی مگر مین اس سبب سے بالکل مجبور ہون کہ میرا پانون ٹوٹ گیا ہی یہی وجہ ہی کہ مین قلعہ بند ہو گیا ورنہ شمائل خان کو سرکشی کی ضرور سزا دیتا خواجہ عمر نے کہا ای طلیحہ یہ مقدمہ حمزہ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا ہی اسکا تدارک مقدم ہی میری رائے یہ ہی کہ تم شمائل خان کو اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ملک خاور مین امیر حمزہ صاحبقران کو ظالمون نے گرفتار کر کے عقابین پر کھینچ دیا ہی اور مین یہان سے خاور جایا چاہتا ہون اگر تمکو مجھسے مقابلہ کرنا بہر طور منظور ہی بس تم وہین آؤ اور دونون لشکرون کے روبرو ہمارے تمھارے جنگ ہو تو بہت مناسب ہی ای طلیحہ اس صورت مین شمائل خان کا کچھ نقصان نہین ہی بالیقین وہ منظور کریگا مین یہان سے ایران جاتا ہون شاہزادہ بدیع الملک کو وہان سے بھیجونگا شاہزادہ بدیع الملک جسوقت حمزہ صاحبقران کی گرفتاری کا حال سنیگا فورا ملک خاور کو روانہ ہوگا طلیحہ نے بعد تامل بسیار کہا خیر بنا بر تمھاری رائے کے مین شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ بھیجتا ہون اگر اسنے قبول کیا فہو المراد ورنہ مین فورا یہان سے ملک خاور کو روانہ ہو جاؤنگا اور اگر میرے خیال کے موافق نامنظور کیا تو مجبوری ہی ای خواجہ مجھکو کمال افسوس ہی کہ اسوقت مین پاشکستہ ہون غرضکہ بعد اس گفت و شنید کے طلیحہ نے شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ لکھا جسوقت شمائل خان کی نظر سے اس مضمون کا نامہ گذرا مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا انھون نے کہا شہریار طلیحہ کی یہ رائے ہی تو کیا مضائقہ ہی ہر طرح جنگ و جدل کے مقدمہ کو آپ سوکرتا ہی طلیحہ کو وہان چلکے جنگ کرنا منظور ہی تو یہی سہی آخر الامر شمائل خان نے جانب ملک خاور کوچ کیا بعد جانے شمائل خان کے طلیحہ قلعہ سے باہر آیا اور فوج کو از سر نو آراستہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الملک کے گذارش کیے جاتے ہین دربارۂ زیر کرنے ممالک شاہ مالک اژدر کے

اسکا ہی کون جسکی ہو دیدہ حسد اشنو
کوئی جھلا بڑا ہی کہ آخر گیا شنو
اس چشمہ جفا سے فلک روسیاہ ہی

ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا نا خدا اشنو
اس بوریا نشین کا دلا مین مرید ہون
گر خوف پاس جور و جفا سے کہو اشنو

اوج خصیص لازم و ملزوم ہی یہان
جسکے ریاض زہد مین ہے ریا شنو
گذری ہی ہر سفید جوش فلک سے یہان

تیر دعا ہی پار نگاہ جفا نہو	سحر اب گہ سپہر ہر فتا ہم جہان مین	جبتک کہ آبدیدہ کوئی دلجلا نہو
پل مین بہائیگا یہ پل آسمان تلک	سیل سرشک ہی یہ ہوائی گھٹا نہو	کوسے ہین اب اُسے کہ جو باطن کا ہی برا
دیتے اُسے دعا ہین کہ جسمین دغا نہو	راحت مزا نہین ہی برائی مین تو یہان	سب کا بھلا ہو اور کسی کا برا نہو

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب اُس بحر مواج مین یہ جہاز اور کشتیان طوفانی ہوئین تمام مسافران بحری اپنی اپنی زندگی سے نا امید ہوئے اسباب کو بلاتکلف دریا مین پھینک دیا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کہا سنا معاف کروایا ایک نے دوسرے سے وصیت کی کہ اگر کسی طرح اس طوفان بلا سے نجات پاکے ساحل عافیت پہ پہونچ جانے کا اتفاق ہوا اور امیر حمزۂ صاحبقران کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت تحیت آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ قضا نے مہلت نہ دی جو قدمبوسی کو حاضر ہوتے امید ہی کہ حضور دعا مغفرت اور ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھین گے راوی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک مع شہزادہ بدیع الملک وہ سب اس بلاے سخت مین مبتلا رہے چوتھے روز صبح کو ہنوز وہ طوفان ہوا سے تند برطرف نہوئی تھی اور نہ وہ سیاہی بالکل دور ہوئی تھی دور سے جو دیکھا کشتی کنار دریا کے مقیم ہی سواران کشتی بعجلت تمام کنارے سے پہونچے شکر خدا کیا معلوم ہوا کہ ممالک پرویز مین وارد ہین شاہزادہ بدیع الملک نے وہان قیام کیا سرداران ہمراہی سے ممالک پرویز کے نسبت مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ اگرچہ ابھی ہم سب ایک بلاے سخت مین مبتلا ہو چکے ہین بخارات دریا کا اثر ہمارے اعضا مین باقی ہی تاہم ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرنا واجب ہی اور اے شاہزادہ والاقدر ہم جان نثاری کو حاضر ہین چنانچہ شاہزادہ نے فوج و لشکر فراہم کیا حتے کہ ممالک پرویز پر حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پرویز مین تہلکہ عظیم برپا ہو گیا جب شاہزادہ والاقدر بدیع الملک نا مور ممالک پرویز پہ دست تصرف دراز کرچکا حوالی خراسان مین ورود کا اتفاق ہوا یکایک دور سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک لشکر بیش قرار بتعداد پنجاہ ہزار سرکردگی جوان نقابدار زرہ پوش مرکب صبا رفتار پر سوار اس طرف خیز اخیز چلا آتا ہی تا اینکہ قریب پہونچا اور ایک مقام وسیع مین خیمہ زن ہو کے قیام کیا شب کو طبل جنگ بجایا صبح کو صفوف مصاف آراستہ کر شاہزادہ بدیع الملک سے ہنگامہ پیکار گرم کیا دو شبانہ روز وہ کشت و خون ہوا کہ پناہ بذات خدا تیسرے روز نتیجہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک نے سردار فوج کو گرفتہ و بستہ کر لیا بعدہ اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو ممالک شاہ بن مالک اژدر کہتے ہین اے شاہزادہ والاقدر تمھارے اس زور و طاقت اور بہادری و ہمت کی خبر نہ تھی واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا شاہزادہ بدیع الملک نے ممالک شاہ کے جبین پیشانی سے آثار مردانگی دریافت کر کے سلاروست چپ اپنا قرار دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اسی اثنا مین تمام سرداران خراسان حاضر ہوئے جن لوگون نے سرکشی پر کمر باندھی تھی اُنکے بارے مین حکم دیا کہ بلا تکلف اُن سب کو قتل کروا اور جنھون نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی چاہی اُنکو سرفراز

کیا بعد ازان شاہزادہ بدیع الملک شہر اصفہان کے جانب متوجہ ہوا ہنوز دو تین منزل راہ طے کی تھی کہ ایک روز شب کو قریب صبح شور و غل کی آواز شاہزادہ بدیع الملک کی بارگاہ سے بلند ہوئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ کسی سنگدل نے شاہزادہ بدیع الملک کا سر تن سے جدا کیا اور سر سینہ پر رکھ کے غائب ہو گیا ہر طرف شور و غل تھا کہ دیکھو اور پیشہ لگاؤ کہ یہ ظلم کس نے کیا ہر متنفس گریبان چاک بے اختیار اِس ہر جانب دوڑا جاتا تھا اور قاتل کی تلاش کرتا تھا مگر قاتل کا کسیں نشان نہ ملا حسرت بہ یہ دونون ہاتھون سے سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا ہائے غضب ہیں اب شاہزادہ نورالدہر اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا یقین وہ اس خبر جانگداز کو سنکے ہلاک ہو جاینگے پھر تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے عیاران طرار یہ عیاری اور طراری کس وقت کام آویگی افسوس ایسا ستم ہو جائے اور ستمگار کا پتہ نہ لگے تم سب جاؤ اور اس موذی کا پتہ لگاؤ جسنے یہ ستم کیا چنانچہ تمام عیار قاتل کے سراغ میں نکلے

اب اس حال کو یہان چھوڑا جاتا ہے اور اسد نامدار کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الملک کے صندوقچہ اسلحہ کا آنا بیان کیا جاتا ہے

راویان کہن سخن فن رانند بلا شرح این داستان چنین کردند کہ جب امیر بلند تقدیر کی کشتی طوفانی ہوئی اسد نامدار کی بھی کشتی طوفانی ہو کے ایک جانب غیر معتبر روانہ ہوئی حتی کہ ایک پہاڑ سے ٹکرائی تمام تختے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے سواران کشتی دریا میں غرق ہو گئے طعمہ جانوران دریا ہو گئے اتفاق قضا و قدر کو ملاحظہ فرمایئے کہ اسد نامدار بتقدیر خداوند کردگار ایک تختہ شکستہ پر سوار ایک جانب بہا چلا جاتا تھا اجل پیش نظر تھی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی موجۂ دریا مجھکو مع تختہ غرقاب کر دیگا وہی خیال پیش آیا کہ نہنگ دریا نے اس زور سے اپنی دم ماری کہ شاہزادہ اسد مع تختہ شکستہ تہ کو چلا اسد نامدار نے تختہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اندرون دریا سے ابھر کے شناوری شروع کی ایک شب و روز شناوری کرتا رہا جب طاقت شناوری باقی نہ رہی بہت گھبرایا مگر چارہ کیا تھا دل میں خیال آیا کہ اسوقت بیکسی میں سوائے ذات باری تعالے کے کون ہے اسی طرح مناجات کرنا شروع کی

اے خداوند کارساز و کریم — مالک و صانع قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند — آسمان ساز اور زمین پیوند
نقش پرداز کارگاہ جہان — کاتب نسخۂ زمین و زمان
تو نے برپا کیے ہیں یہ افلاک — خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر — نخل ہیں شاخ شاخ ہیں ہے ثمر
تجھ سے گوہر نے وہ چمک پائی — تو نے انسان میں ہے وہ رعنائی
سب کو تجھ سے ملے وجود کی راہ — تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے — مرہم زخم سینہ ریشان ہے
مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز — اے مرے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب میں ہیں بہت حیران — شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روسیہ شرمسار و پر تقصیر — روز و شب یہ مصیبتیں ہیں اسیر
مبتلائے بلا حرص و ہوا — پابستہ بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھ پہ حال دل میرا — تیرے آگے بھلا کہوں میں کیا
ہیں سزاوار نار تو ہے نور — ہیں گنہگار تو خدائے غفور
واسطہ نوح کی بزرگی کا — اور انکی ہر اک ستر گی کا
مجھ بندہ ذلیل کی حالت اضطراب پر نظر رحم فرما اور ہلاکت سے بچا سہ
ندارم بغیر از تو فریاد رس
ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئے

پانی تھی دفعۃً وہی تختہ شکستہ جو ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا پھر ہاتھ آگیا شاہزادہ اسد نامدار پھر
اُس تختہ پہ سوار ہوا حرکت سے تو اوری موقوف کی گونہ اطمینان ہوا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تختہ شکستہ کہانتک
میری جان بچا سکتا ہے اس مرتبہ اگر کوئی نہنگ آجاوے گا مجھکو مع تختہ نگل لیگا شاہزادہ اسد اسی
خیال مین مبتلا تھا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا وہ تختہ کنارے جا پہونچا اسد اُس تختہ سے اُترا چند
لمحہ دریا کے کنارے بے حس و حرکت افتادہ رہا پھر اُٹھا چند قدم آگے بڑھا دیکھا ایک صحرا ہے
لق و دق ہے مگر نہایت سرسبز و شاداب گیاہ خودرو پہ شبنم کے قطرے ہین یا دریا سے خوش
آب جسطرف نظر جاتی ہے سراسر دلچسپی و بہار جا بجا درختان گل و ثمر و ہزار در ہزار شاہزادہ
اسد نامدار دریا کے ہلاکت سے نجات پا کے بہت خوش ہوا خاک پہ سجدہ کو سر جھکایا اور

شکر خدا بجا لایا اور کہا ہے	تیرے سوا نہین اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
اسوقت مین کہان تھا ٹھکانا حیات کا	تختہ سفینہ تونے پہنچایا نجات کا	بعد اسکے ایک مقام پہ خیام

کیا کپڑے اُتارے ہوا مین خشک کیے اور پہنے ایک جانب روانہ ہوا تھوڑی دور راہ
طے کی تھی دیکھا دو نفر جادوگر وضع سے چلے آتے ہین شاہزادہ اسد نامدار اُنکو دیکھتا رہا مگر حیران
تھا کہ یہ جادوگر یہان کہان آئے آتے آتے وہ دونون ایک جگہ متوقف ہوئے اور زمین کو کھودا
اور ایک صندوق لیے تھے اُسے دفن کیا پھر وہ دونون جادوگر آپس مین باتین کرنے لگے
کہ اب دل کو قرار آیا اطمینان ہوا اس صورت سے خداپرستون کا علاج بخوبی ہو سکتا ہے اور دولت
تورج خان اور بت پرستون کی ترقی بخوبی ہوگی اسکو بہت بڑا کام سمجھو کہ تمنے جادو بادشاہ طلسم
سیماب کے روبرو شاہزادہ بدیع الملک کو چرا لیا اور ایک شخص غیر کو اُسکی صورت سے
مشابہ کر کے چھوڑ دیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو زندان سیماب مین مقید کر لیا اور گوہر مراد
بازوبند حضرت سلیمان ؑ و براق بدیع کو ہمارے حوالے کیا کہ ان سب اشیا کو جزیرہ ایمن
مین بحر ظلمات تمام دفن کر دیا دوسرے نے کہا ہان یہ سب اشیا شاہزادہ بدیع الملک سے
ہمنے لے لیے مگر ایک انگشتری سلیمانی اور باقی ہے جو ہمکو دستیاب نہین ہوئے اُسکا بھی لانا
کرنا ضرور ہے اور اُسکے عجب خواص ہین شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نہین ہے غالبًا لشکر
اسلام کے کسی اور سردار کے پاس ہوگی اور ایک روایت اور بھی سماعت مین گذری ہے کہ وہ
انگوٹھی کسی اور مقام پر خود شاہزادہ بدیع الملک نے دفن کر دی ہے ایک مرتبہ میری سماعت مین
در آیا تھا کہ وہ انگشتری سلیمانی جزیرہ ہمیشہ بہار مین دفن کی جاوے گی لیکن یہ تحقیق نہوا کہ دراصل
اسی مقام پر وہ انگوٹھی دفن کی گئی ہان یہ بخوبی تحقیق ہے کہ وہ انگوٹھی شاہزادہ بدیع الملک کے پاس
نہین ہے اب اگر شاہزادہ بدیع الملک ہزار جا مین رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجا سکے گا
اب یہ بتاؤ کہ اس کام سے تو فراغت حاصل کی اب کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا چلو شاہ سن کو اس
حال کی خبر کرو کہ پہرہ دونون سرہنگ نے امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے ملک خاور مین
تھا مین پہنچا دیا ہے لعل خان بن تورج خان نے ملک باختر مین خروج کیا ہے تمام یاران
سمجھو کہ عنقریب مسلمانون کا کام تمام ہوا بہت برا

نے رواج پایا بہت عرصہ کے بعد بت پرستی کے آثار ترقی نمایان ہوئے ورنہ بالکل ناامیدی
ہوگئی تھی خداوند بت بزرگ کا فضل شامل حال ہونا چاہیے مسلمان کیا جان رکھتے ہین کہ بت پرستون
پر غلبہ پاسکین گے بیشتر بت بزرگ کا نہین معلوم کیا غضب ہم پر نازل تھا جو اسلام کا زور بڑھ گیا تھا مگر
ہم بیشتر بھی کہتے تھے کہ خداوند بت بزرگ کے حضور مین ہم بندگی کرنے والون سے کیا قصور سرزد
ہوا جو ہم رواج بت پرستی سے مایوس ہین اُسکی جناب مین طلب عفو کرنا چاہیے غرضکہ وہ جادوگر
اسی طرح کی گفت وشنید کے بعد اُس صحرا سیماب کے جانب روانہ ہوئے شاہزادہ اسد
دلاور اس تمام تقریر کو تنہا درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا بغور سن رہا تھا جب وہ دونون پلید وہان
سے چلے گئے شاہزادہ اسد دلاور بہت خوش ہوئے اور ہر چہار جانب دیکھتے ہوئے اُس
مقام پر آئے جہان وہ صندوق دفن کیا تھا زمین کو کھودا اور صندوق نکالا شاہزادہ بدیع الملک
کی یاد مین بہت رویا پھر صندوق کھولا گوہر مراد کو صندوق سے نکال کے بازو پر باندھا پیراق
زیب تن کیے خداوند عالم کا شکر کیا اور بجاے خود کہا خداوند عالم مجھکو ایسی توفیق عطا فرماے کہ
شماس کو ہلاک کرکے شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکی قید سے رہا کرون وہ رات وہین بسر
کی علی الصباح بعد اداے فریضہ سحری روانہ ہوا چلتے چلتے سامنے جو نظر کی دیکھا ایک پریزاد کو
کسی نے ایک درخت سے باندھ دیا ہی اور اُسکی صداے گریہ وزاری بلند ہی شاہزادہ اسد نامدار
بعجلت تمام اُس پریزاد کے پاس پہونچا اور کہا تو کون ہی اور یہ کیا مصیبت تجھپر نازل ہی اُسنے کہا اے
جوان تو کیا میری مصیبت کا حال پوچھتا ہی اگر تجھکو اپنی جان سلامت رکھنا منظور رہی تو جلد یہان سے چلا
جا ورنہ تو زندہ نہ بچیگا شاہزادہ اسد نے کہا آخر بیان تو کر یہ اصل واقعہ کیا ہی اُسنے کہا اصل
واقعہ یہہ کہ مین ہمشیرہ زادی ہون رضوان شاہ کی جو ملک اخضر کا بادشاہ ہی میرے پدر معظم کا نام
شاہزادہ ملک قاسم ہی یہہ حسب ونسب جو اُس پریزاد نے بیان کیا اسد دلاور نے حیرت
سے اُسکی صورت دیکھی اُسنے کہا اے جوان تو کیا دیکھتا ہی اسد نے بھی اپنا حسب ونسب اُسکے
روبرو بیان کیا وہ پریزاد خوب روئی شاہزادہ اسد نے کہا تو کیون روتی ہی اور کچھ اپنا واقعہ
بیان کر کہ کس طرح یہان تک پہونچنا ہوا اُسنے کہا ایک روز سیر کے واسطے اپنے تخت پر سوار
چلی جاتی تھی یکایک ایک دیو شمشاد نام میرے تخت کے پاس آیا اور مجھکو دیکھ کے مجھپر
فریفتہ ہوگیا اُسنے کہا ہمارے ساتھ چل مین نے انکار کیا اُسکو غصہ آیا اور آواز بلند سے مجھے
کہا کہ ہم تجھکو ضرور لے جائینگے مین اور میری پریزادان ہمراہی خوف سے کانپنے لگین آخر الامر
وہ سب مجھکو تنہا چھوڑ کے بھاگ گئین اور وہ دیو مجھکو لیکے یہان چلا آیا مجھسے اپنا
اظہار مطلب کیا مین نے انکار کیا وہ موذی بہت غصہ ہوا مین کبھی اپنی جان سے کھیلی ہوئے تھی اُسکے
غصہ کو مطلق خیال مین نہ لائی مین سمجھے ہوئے تھی کہ زیادہ بر زیادہ یہی نیست کہ مجھکو ہلاک کریگا بالفعل اب
اُسکا یہ دستور ہی کہ ہر روز آتا ہی کچھ میوہ تر وخشک لاکے کھلاتا ہی اور اپنے مطلب کا حرف زبان
پر لاتا ہی ادھر سے جواب صاف پاتا ہی آپ ہی اپنی بوٹیان اپنے دانتون سے نوچتا ہی
اور دو چار مرتبہ قلقلا کرکے چلا جاتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مجھکو دشنام مغلظ دیکے

اور دو چار لکڑیان مجھکو مارتا ہی مین نے اپنے اوپر اس آفت کو بھی گوارا کیا ہی مگر اسکی درخواست
قبول کرنے کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا کبھی جو آتا ہی اظہار عاشقی کرتا ہی منت و سماجت سے پیش
آتا ہی شاہزادہ اسد نامدار نے اُس پریزاد کے حال پر نہایت متاسف ہو کے کہا کیا کہون تو پریزاد
ہی اور مین آدم زاد ہون تاہم میرا التفات تیرے جانب ضرور ہی نہین معلوم تیرا کیا خیال ہی اگر
میری ہی طرح تیرا بھی خیال میرے جانب ہو اور تو مجھ آدمزاد کو قبول کرے تو مین اقرار کرتا
ہون کہ جسطرح ممکن ہوگا مین اُس پاجی سے سمجھ لونگا اُس پریزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن دیو ملعون
سے کس طرح میری یا تیری جان بچ سکتی ہی بالفرض تو نہایت صاحب زور و طاقت ہی تو بھی دیو نژاد
سے آدم زاد ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا شاہزادہ اسد دلاور نے کہا تجھکو اس قصہ سے کیا کام
ہی مین سمجھ لونگا اگر مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا باشد یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ دیو شمشاد
نام وہان آیا جونہین شاہزادہ اسد دلاور پر اُسکی نظر پڑی بصدائے زہرہ شگاف پکارا او
آدم زاد تجھکو تیری قضا یہان لائی ہی خیریت اسی مین ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ایک ہی
لقمہ کرونگا شاہزادہ اسد نامدار نے کہا او پاجی تو بڑا ظالم ہی کہ ایک پریزاد بے گناہ کو جبریہ
یہان لے آیا مزید بران ہر روز اُسے اذیت پہونچاتا ہی مین تجھکو ضرور تیرے کردار کی سزائے
معقول دونگا اسی غرض سے یہان آیا ہون اُس دیو نے از سر تا پا شاہزادہ اسد دلاور
کو دیکھا اور کہا یہ تو کیا بکتا ہی جا اپنی طرف سے کسی دیو کو میرے مقابلہ کے واسطے لا تو جنگ
و حرب کا لطف ہو تجھ ایک لقمہ گوشت کی کیا حقیقت ہی کہ تجھسے مقابلہ کرکے مجھکو کچھ سزا
دے سکیگا شاہزادہ اسد نے کہا بے شک مین ہی تجھکو سزائے معقول دونگا دیو شمشاد
نے جھنجھلا کے ایک چوب دستی کا وار شاہزادہ اسد پر کیا اسد نے بھی ایسی خوبصورتی
سے جگہ خالی کی کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گرا اب جو سنبھلا تو از سر تا پا آتش غیظ و غضب ہو گیا
اور دوسرا وار اُسی چوب دستی کا اسد پر کیا شاہزادہ اسد نے وہ وار بھی اُسی طرح
رد کیا جس سے دیو کی طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا پھر تیسرا بھی وار شاہزادہ اسد
دلاور پر کیا اس مرتبہ بھی اسد دلاور نے وہ چوب دستی گرفت مین لا کے ایک جھٹکا جو دیا
چوب دستی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی شاہزادہ اسد نامدار نے وہ چوب دستی دور
پھینکدی دیو شمشاد اس چوب دستی کے اُٹھا لینے کو دوڑا اسد دلاور بھی اُسکے عقب
مین جھپٹا اور ایک پانؤن گرفت مین لا کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو بھی منہ کے بھل زمین پر گرا شاہزادہ
اسد نامدار اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اُسکا سر تن سے جدا کیا
پریزاد بہت خوش ہوئے اور کہا اے جوان آگاہ ہو کہ میرا نام نور بانو گا رہتی ہون تیری کمال
درجہ ممنون ہون کہ تو نے اس موذی کی قید سے رہا کیا اب تو یہان توقف کر مین جاتی ہون
اور اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لا کے تجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئی
شاہزادہ اسد دلاور پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو رہا تھا راوی کہتا ہی کہ نیلوفر جادو نام ایک
ایک ساحرہ دیو شمشاد پر عاشق تھی وہ اپنے محبوب کو دیکھنے آئی تھی یہان یہ سامان دیکھا

دیو شمشاد بیجان پڑا ہی دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور گریبان چاک کیا لاش پر گری ایک جوان
کو دیکھا کہ بیخبر سو رہا ہی سمجھی کہ یہی میرے محبوب کا قاتل ہی ارادہ کیا کہ اسی حالت بیخبری مین ہلاک
کرون مگر پھر سوچی کہ یہ جوان خوش‌رو ہی شاید عالم بیداری مین میری طرف التفات کرے اور یہ بھی
ممکن ہی کہ اس دیو کو اسنے ہلاک نہ کیا ہو یہ آدم‌زاد ہی اور وہ دیوزاد ایسے ضعیف الجثہ کا دیوزاد پر
غالب آنا عقل مین نہین آتا بہتر یہ ہی کہ اس جوان کو اسی عالم بیخبری مین اُٹھا لیجاؤن چنانچہ اسد
نامدار کو قصر البحرین مین اُٹھا لائی جو قصر وسط دریاے ذخار مین واقع ہی یہان اسد نامدار
بیدار ہوا دیکھا ایک قصر عالیشان مین ہون اور ایک پریزاد سرہانے بیٹھی حیرت سے صورت
دیکھ رہی ہی شاہزادۂ اسد نے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی جہان مین اپنے کو دیکھ رہا
ہون معلوم نہین وہ پریزاد نور بانو نام کہان ہی نیلوفر جادو نے کہا اس مکان کو قصر البحرین
کہتے ہین مین نور بانو کی ہمشیرزادی ہون میرا نام ماہ عالم آرا ہی ای جوان آگاہ ہو کہ مین کبھی تجھپر
عاشق ہون نور بانو نے بروقت روانگی مجھسے کہدیا تھا کہ اس جوان سے خبردار رہنا جبتک
مین نہ آؤن تجکو چاہیے کہ جبتک نور بانو یہان آئے میری مصاحبت سے دل خوش کر اور میری مراد
بر لا اس بات کو بخوبی سمجھ لے کہ جبتک میری مراد بر نہ لاے گا مین تجھسے مطمئن نہونگی اور جبتک
میرا اطمینان نہوگا یہان سے تیرا رہا ہونا محالات سے ہی شاہزادہ اسد نے بمجبوری منظور
کیا مگر دل مین سوچا کہ بغیر دریافت حقیقت حال کسی سے مختلط ہونا ہرگز مناسب نہین ہی پوچھا
تیرا نام ماہ عالم آرا ہی ہی یا کچھ اور نام بھی ہی مین نے تجھسے اس وجہ سے پوچھا کہ تیری وضع
سے آثار سحر و افسون کے ظاہر ہوتے ہین اب تو نیلوفر جادو کو حیرت ہوئی کہا ای جوان
چونکہ تو میری مراد حاصل کرنے کے واسطے راضی ہی اسواسطے مین صحیح صحیح حال تیرے روبرو
بیان کیے دیتی ہون کہ اصلی نام میرا نیلوفر جادو ہی مین دیو شمشاد کی معشوقہ ہون آج
مین اپنے طالب کو دیکھنے آئی تھی اُسکو بیجان اور تجکو بیخبر سوتا پایا پہلے ارادہ تھا کہ تجکو اسی
عالم بیخبری مین ہلاک کرون مگر پھر تیری جوانی پر رحم آیا اور یہ خیال آیا کہ شاید عالم بیداری
مین تو مجھسے ملتفت ہو چنانچہ وہی خیال میرا پیش آیا کہ میری درخواست کو تو نے قبول کیا اس مقام
مین مین ہی تجکو لائی بھی ہون اسد دلاور نے جو اُسکی اس طرح کی تقریر سنی بہت برہم ہوا اور
کہا تو بیخبری کی حالت مین مجھے یہان کیون لے آئی اور مجھسے اسقدر جھوٹ کیون بولی یہ کہکے
ہزار ہا دشنامہاے مغلظہ دین نیلوفر جادو سمجھی کہ اب یہ جوان مجھسے خلاف ہو گیا ہی اب
مجھسے ملتفت نہوگا ارادہ کیا کہ سحر و افسون سے کام لے ہنوز اُسکے لب کو حرکت نہونے پائی
تھی کہ اسد نامدار نے ایسا شمشیر آبدار کا وار کیا کہ سر اُس ناپاک ساحرہ کا تن سے جدا ہو کے
زمین پر گرا اسد شکر خدا بجا لایا کہا بارے ابتو لیکہ خس کم جہان پاک شد۔ اور باطمینان تمام قصر عالیشان
کی سیر مین مصروف ہوا ہر ایک در و دیوار سے استحکام اور دالانون کمرون کی خوبصورتی
کو غور سے دیکھتا تھا اور اُسکے معمارون کی کاریگری کی تعریف کرتا تھا پھر زینہ کی راہ سے
بلندی سقف پر پہونچا اب جو ہر چہار جانب نظر کی بجز پانی کے اور کچھ نہ معلوم ہوا دل مین خیال

آیا کر اگر اس مقام سے کہین جانا چاہین تو کسی طرح ممکن نہین ہی ہر طرف بحر مواج رواں ہی اس اثنا مین دور سے چند کشتیان دکھائی دین جنپر صدہا علم اور نشان ہاے فوج بلند ہین اب اور بھی حیرت نے گھیرا کہ کشتیان مع نشانہاے فوج کسکی ہین یہانتک کہ وہ کشتیان قریب پہونچین سواران کشتی نے جو دیکھا کہ قصر البحرین کی کوٹھی پر ایک نوجوان متحیر کھڑا ہوا ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی سب کو حیرت ہوئی راے اس بات پر قرار پائی کہ کشتیان قریب قصر لے چلو اور اس جوان سے حال دریافت کرو بعد ازان کشتیان قریب قصر لائے اور پکار کر کہا اے جوان تو کون ہی جو اس مکان مین وارد ہوا اور تیرے ورود کا کیا سبب ہوا اسد نامدار نے سواران کشتی سے استفسار حال کیا اور کچھ جواب نہ پایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر تو اس کشتی پر آسکتا ہی تو چلا آ شاہزادہ اسد نامدار اُنکے اشارہ کو سمجھا اور کمر بند کو خوب کسکے خدا پر توکل کیا دفعتا بالاے بام بلند سے کشتی پر اپنے کو گرا یا سخت صدمہ پہونچا چند لمحہ تک بیہوش رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا اہل کشتی سب اپنے ہی لوگ ہین یعنے ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہود وغیرہ ہر ایک نے اپنا اپنا حال بیان کیا اسد نامدار نے شاہزادہ بدیع الملک اور امیر حمزہ صاحبقران کا حال بیان کیا وہ کشتیان وہان سے روانہ ہوئین چند روز کی مسافت کے بعد کشتیبانون نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہماری کشتیان سرحد عجم مین پہونچین سواران کشتی کی جان مین جان آئی کنارے اُترے کشتیون پر سے بقیہ اسباب اُتارا اور شہر کیطرف روانہ ہوئے

اب اسد کو سرحد عجم مین پہونچ کے شہر کیطرف روان رکھا جاتا ہی اور حال مین شاہزادہ بدیع الزمان کے خامہ فرسائی کیجاتی ہی

ایک عالم ہی مری غفلت وہشیاری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
وصف خط ہی کہین لکھا نہین ہین کمر
اور چارہ ہی نہین بد کی بیماری کا
ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر
بیخودی مین کبھی وہ ہیان ہی خود داری کا
نہ سنوا ہی کا جو اس چاند کے مکھڑے کو نہ سنوار

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہی جدول زنگار کی اک باری کا
معنی شعلہ آواز مین شک ہو جسکو
ولین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
ہی وہ نخل چمن حسن یہ مین پھول اُسکے
چاندنی نام ہی شب دیز کی رہوایری کا

کام خونریزی ہی اس یوسف بازاری کا
ابر کرتا ہی اشارہ مری میخواری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے رو رو کے
دیکھے عالم مرے نالونکی شرر باری کا
نشہ مین جز قدم یار نہین گرتا ہون
جسم محبوب مین کرتا نہین پچکاری کا

راویان اخبار و ناقلان آثار

اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بعد نجات پانے اُس بلاے طوفان سے سرحد دمشق مین تھا ناصرین شباہنگ عیار ہامان بن سام دمشقی شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کو شکارگاہ سے لایا ہامان بن سام دمشقی کی خدمت مین پیش کیا ہامان ملعون نے اُس دلاور زمان کو عماری پر سوار کیا فوج کثیر ہمراہ لی اور بکمال حفاظت و خبرداری سرزمین خاور کی راہ لی دو منزل راہ طی کرتا چلا جاتا تھا کہ یکایک دور سے تنق گرد نمایان ہوا ہامان ملعون بہت متعجب ہوا اور خبردارون کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ معلوم ہوا کہ معروف بن اسد بارہ ہزار رہزنون کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور آتے ہی ہامان کا سدراہ ہوا ہامان بن سام دمشقی نے پیام بھیجا کہ اگر تو کسی خاص وجہ سے سدراہ ہوا ہی تو اُس

وجہ کو بیان کر خواہ مخواہ بر سر پرخاش ہونے کی کیا ضرورت ہے معروف بن اسد نے جواب
دیا کہ ہماری خاص غرض سد راہ ہونے سے محض جنگ و حرب ہے آمادۂ پیکار رہو ورنہ ہم سب کو
گرفتار کرین گے ناچار ہامان بن سام دمشقی نے اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین
صف آرائی ہوئی اول دونون جانب سے دو پہلوان نکلے حرب و ضرب شروع ہوئی خوب
خوب ردوبدل ہوئی نہ این را ضرر نہ اور اخطر آخر کو نوبت کشتی کی پہونچی معروف بن اسد
کا پہلوان غالب آیا پھر دوسرا پہلوان لشکر ہامان سے نکلا وہ بھی مغلوب ہوا نوبت جنگ مغلوبہ
کی آئی معروف بن اسد کے ہاتھ سے ہامان کشتہ ہوا فوج دمشقی پسپا ہوئی مال و اسباب
ہامانی معروف بن اسد کے ہاتھ آیا شاہزادۂ بدیع الزمان قید ہامان مین تھا اُس دلاور
دوران کو موقع ملا قید و بند کو اپنے دست و پا سے شکستہ کیا بعدہ معروف بن اسد کے
پاس پہونچا معروف نے جو نور اسلام شاہزادۂ بدیع الزمان کے بشرہ سے ساطع دیکھا تعظیم کے
واسطے اُٹھ کھڑا ہوا پہلو مین جگہ دی شاہزادۂ بدیع الزمان کو کمال حیرت ہوئی اور اس تعظیم
کا سبب پوچھا معروف نے کہا خاص سبب تعظیم کا یہ ہے کہ میری نظر مین تم ایسے ذی رتبہ شخص
واجب التعظیم معلوم ہوئے زیادہ ضرورت بیان کی نہین ہے اپنی حقیقت سے مطلع کرو شاہزادۂ
بدیع الزمان نے کہا میری حقیقت تو کیا پوچھتا ہے ۔ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت
رسیدہ ہون ہان البتہ مجھ ایسے جوان سعادت مند کی حقیقت قابل دریافت ہے اگر کچھ مضائقہ نہو
تو بیان کر معروف بن اسد نے کہا مجکو معروف بن اسد کہتے ہین دختر یاقوت شاہ
پسر زہرہ شاہ کے بطن سے مالک باختر مین تھا یکایک شوق قدمبوسی حمزۂ صاحبقران
والاشان دل مین پیدا ہوا کشتیون پر سوار ہوکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا ایک دن ایک
رات کشتیان بخیریت روان رہین دوسرے روز طوفان آیا کشتیان تباہ ہوئین تمام ہمراہی
متفرق ہوکے مختلف جانب تباہ ہوگئے اور مین تباہ ہوئے قسطنطنیہ روم مین پہونچا وہان
یکایک حمزۂ صاحبقران والاقدر کی خبر سننے مین آئی اُنکی تلاش و جستجو مین تباہ و سرگردان
ہوتا ہوا یہانتک پہونچا شاہزادۂ بدیع الزمان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور معروف
کو گلے سے لگایا اور کہا اے معروف مین ہون بدیع الزمان میری حقیقت بھی عجیب و غریب
ہے خدا کے فضل سے ملاقات تو ہوہی گئی ہے اب اطمینان سے بیٹھو تو مفصل حقیقت مین
اپنی بیان کرون غرضکہ جا بجا خیمے برپا ہوئے ایک خیمے مین معروف بن اسد اور شاہزادۂ
بدیع الزمان دونون ایک جا بیٹھے حالات ماضیہ کا ذکر شروع ہوا اب اُسطرف کا حال
سنیے کہ ناصر نام عیار ہامان ایک ہی بدذات تھا جب سے ہامان کو معروف کے
ہاتھ سے کشتہ دیکھا تھا طرح طرح کی عیاریان سوچتا تھا کہ کسی طرح معروف کی سفاکی کا بدلہ
لون مگر کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک اپنی جگہ سے اُٹھا
اور کسوت عیاری لیے ہوئے معروف کے لشکر مین آیا سپاہی کی وضع تھا پہرہ والے
نے پوچھا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے کہا مالک لشکر کے خیمے کا جو پاسبان ہے اُسکا مین بھائی

ہون آج اُسنے اسوقت تک کچھ نہین کھایا ہی مین اُسکا کھانا لایا ہون وہ خاموش ہورہا یہ عیار
مکار قریب خیمہ معروف پہونچا دیکھا خیمے کے پاسبان سورہے ہین یہ اندرون خیمہ داخل
ہوا اور خنجر میان سے نکال کے معروف کے سرہانے گیا چاہتا تھا کہ معروف کا سرتن
سے جدا کرے پھر خیال آیا کہ اگر معروف کا سر تن سے جدا کرکے دروازۂ خیمے سے
جاؤنگا مبادا پاسبان بیدار ہون اور مجھے گرفتار کرین پشت خیمہ راستہ بنالینا چاہیے چنانچہ
اُسی خنجر سے قنات کو چاک کیا اس عرصہ مین معروف بیدار ہوا مگر ہوشیاری کی کہ اُسی طرح
بستر خواب پر پڑا رہا اور آہستہ کروٹ لیکے تیروکمان کو قبضہ مین لایا اوپر سے دوشالہ تانا
ناصر سمجھا کہ معروف کو ابھی میرے یہان پہونچنے کی خبر نہین ہی صرف کروٹ لی ہی ابھی توقف
کرنا چاہیے قالین پر روانہ ہوگیا اور قالین کو اپنے اوپر لپیٹ کے کنارے کھڑا ہورہا کہ گویا قالین
لپٹا رکھا ہی اسطرف معروف نے پیٹ کے بل لیٹ کے اسقدر انداز سے تیر رہا
کیا کہ ناصر عیار مع قالین سفتہ ہوگیا چاہتا تھا کہ تڑپ کے قالین سے باہر آئے مگر تیر در آیا
تھا قالین سے جدا نہو سکا معروف نے دوڑ کے اُس پیچیدہ قالین کو گرایا اور آواز دی
کہ جلد دوڑو مین نے دشمن کو گرفتار کیا ہی لوگ آئے قالین کو کھولا دیکھا ایک جوان عیار وضع
خنجر بکف ہی اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام ناصر عیار ہی
معروف سے اپنے مالک کا بدلہ لینے آیا تھا پوچھا کون مالک اُسنے کہا ہامان معروف
نے لکڑیان ڈھیر کروائین اور اُسمین آگ لگادی جب آگ بھڑکی ناصر عیار کو مع قالین
پیچیدہ اُس آگ مین رکھوا دیا تھوڑی دیر مین وہ عیار مکار جلکے خاک ہوگیا اُسکی خاک ہوا
مین اُڑا دی شاہزادہ بدیع الزمان نے معروف کی چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا
اے معروف اب کیا ارادہ ہی معروف نے کہا اب یہان توقف بیکار ہی چنانچہ دوسرے
روز شاہزادہ بدیع الزمان نے وہانسے کوچ کیا

اب شاہزادہ بدیع الزمان کو راہ روی مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال عیار طرار سرہنگ خنجر گذار یعنے حامی دین سبحانی عمر ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار خوش گفتار کا اظہار ہی کہ جب وہ سرخیل عیاران زمانا
و سرداران طراران دوران ملک ہندوستان سے روانہ ہوا ہر ایک شاہ و شہریار کو
نامہ امیر با توقیر کا پہونچاتا ہوا حوالی خراسان مین پہونچا امراے سیستان و کجستان
و ہرات کو نامہ دیا اب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان شاہزادہ بدیع الملک کا لشکر تھا دیکھا
تمام لشکر سیاہ پوش مغموم و محزون معلوم ہوتا ہی پہرے سے حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت مفصل
بیان کی عمر ثانی پر بھی ابر غم چھا گیا خوب رویا بعدہ کہا اصل امر یہ ہی کہ آج پروردگار عالم نے
شاہزادہ بدیع الملک کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا ہی مطمئن رہنا چاہیے میرے نزدیک
یہ تمام آثار سحر کے معلوم ہوتے ہین اس وہم و غم سے قطع نظر کرکے جناب حمزہ ثانی کی خبر
لینا چاہیے کہ کسنے خفا مین پہونچا دیا ہی حالانکہ وہ والا منزلت ہم سب کا سردار ہی تمام سردا

ملاقات کو چلا جب اُس مقام قیام پر پہونچا سہیل خان کو ہرکارون نے خبر دی اُسنے کہا اگر
شیردان میری ملاقات کو آتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہو بلا تامل یہان آنے دو بلکہ جب قریب
پہونچا سہیل خان چند قدم اُسکی پیشوائی کو گیا اور بکمال خاطرداری پیش آیا اور کہا اے شیردان
خیریت تو ہو آج تم کسطرح میری عزت کرنے کو یہانتک پہونچے خیر تو ہو شیردان نے کہا اے سہیل خان
کیا پوچھتا ہو سخت انتشار مین مبتلا ہوگیا ہون عجیب واقعہ گذرا ہو سہیل خان نے کہا آخر بیان
تو کرو مین بھی سنون شیردان نے کہا غضنفر میری سرحد مین وارد ہوا یہ بھی ایک اتفاقی
امر تھا کہ میری دختر پر فریفتہ ہوگیا پہلے تو خاموش رہا بعد چند روز مجھسے خواستگاری کی یہ کسطرح
ممکن تھا کہ مین اُسکی اسطرح کی بیباکانہ خواستگاری کو قبول کر لیتا چنانچہ مین نے انکار کیا اگر وہ خود
چلا جاتا تو یہ امر پوشیدہ رہ سکتا تھا دفعتاً غائب ہوگیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہو کہ اُسکو کوئی
چرا لے گیا اب اُسکے آدمی اُسے مجھسے طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ غضنفر کے غائب ہونے
کا باعث تو ہی ہو مین ہرچند کہتا ہون کہ مجھکو چرانے کی کیا ضرورت ہو اگر اُسے چرانا منظور ہوتا
تو اُسکی خواستگاری کو بلا عذر قبول کر لیتا سہیل نے کہا آخر تمھارا گمان کس جانب ہو اُسنے
کہا سچ پوچھو تو میرا گمان تمھاری جانب ہو کچھ عجب نہین ہو اگر کوئی تمھارا عیار اُسے چرا لایا ہو مین تمھارا
کمال ممنون ہونگا اگر تم مجھے دیدوگے سہیل خان نے کہا تمھاری کسقدر دختر ہین بہزاد نے
کہا میری ایک دختر ہو سہیل نے کہا اُسکی شادی میرے ساتھ کرو مجھے یقین ہو کہ تم مجھسے
انکار نکروگے اے بہزاد یہ بھی مجھکو معلوم ہو کہ تم اُس جوان غضنفر نام کو صرف اسی غرض سے
تلاش کرتے تھے کہ اُسکی شادی کروگے بھلا یہ کس طرح ممکن ہو کہ میری اور اُس جوان کی خواستگاری
کو ایک وقت مین قبول کروگے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہو کہ ایک عورت کی شادی دو
مردون سے ہو مگر یہ برا ہو تم جو کہتے ہو کہ تمھارا عیار غضنفر کو چرا لایا ہو واقعی مجھکو مطلق خبر نہین
ہو کہ غضنفر کہان ہو اور نہ کوئی میرا عیار اُسے چرا لایا ہو اگر واقعی چرا لاتا تو مین تمسے نہ چھپاتا
تم کس خیال مین مبتلا ہو اہل اسلام سر اُٹھائے ہوے ہین حالانکہ ابھی تک اُنکا ارادہ پورا نہین
ہوا کیونکہ پرویز بن ہرمز اور لعل خان بن تورج خان نے خروج کیا ہو اگر اپنی خیریت چاہتے
ہو تو جو کچھ مین کہون وہ کرو بہزاد نے کہا کیا سہیل نے کہا چلو پرویز بن ہرمز کی بیعت کرین
بعد فوج و لشکر جمع کرینگے مع اپنے دشمنون کا علاج کرین اگر اب غفلت کی جاویگی تو سوا خرابی کے
کچھ ہاتھ نہ آویگا پرویز بن ہرمز سے ابھی مل جانے کا موقع اچھا ہو بہزاد بہت خوش
ہوا اور کہا اے سہیل خان تمنے اب کہا ہو مین پیشتر سے اس تردد مین مبتلا ہون کہ کیا تدبیر
کرون خصوصاً کسی سبب سے کسی سے کچھ نہین کہتا تھا بارے اسوقت تمنے خود مجھسے کہا مین
بالکل متفق ہون مگر تمھارے شریک ہین اہل اسلام کو قرار واقعی سزا ملجائیگی اب تم بالکل مطمئن
رہو مین جاتا ہون سرداران غضنفر کو بلا کے اُنکی دعوت کرونگا بعدہ اُن سب کو قید کر لونگا
[illegible] ہوکے مالک خاور کو چلے گئے جب بہزاد کی اس طرح کی تقریر کی سہیل

واقعی غضنفر کو میرا عیار پکڑ لایا ہی اور موجود ہی جب تمنے یہ راز بیان کر دیا تو مین بھی کہتا ہون ورنہ ہرگز نہ بیان کرتا
بہزاد نے کہا خیر اب یہ فیصلہ ہمارے تمہارے درمیان ہوگیا ہی کل تم تشریف لانا سہیل خان
نے کہا ضرور آؤنگا بہزاد سہیل خان سے رخصت ہوکے اپنے مقام پر آیا یہان اپنے تمام
ساتھیون کو روتا پیٹتا پایا کیونکہ غضنفر کے غائب ہو جانے سے سب کو یقین تھا کہ اب ہم
زندہ نہین رہ سکتے بہزاد اور اُسکے ہمراہیون نے اُن سب کو سمجھایا کہ مطمئن رہو اب کوئی
خدشہ نہین ہی غضنفر کا سراغ مل گیا سب کو اطمینان ہوا بہزاد قلعہ مین آیا مہمانی کی تیاری شروع کی
پانچ سو بلا زبان زرین کمر اُسکے تھے سب کو بلایا اور کہا خبردار ہوشیار ہو جاؤ فی الحال ایک
امر اہم درپیش ہی اُن سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے ہم
سب دل و جان سے بجا لائین بہزاد نے کہا تم سب مسلح و مکمل ہو جس طرح میدان جنگ مین
دشمن سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے ہین اُنھون نے قبول کیا بہزاد نے دوسرے روز
سہیل خان کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ یہان مین نے بخوبی بند و بست کر لیا ہی تمکو چاہئے
ہی کہ پچاس ساٹھ ہزار فوج سے قلعہ مین چلے آؤ باقی فوج کو بیرون قلعہ مقیم رہنے دو بروقت
ضرورت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا سہیل خان آمادہ روانگی ہوا فرجہ عیار کو
خبر نہ تھی اُسنے سبب کوچ پوچھا سہیل خان متعجب ہوا اور کہا تجکو نہین معلوم ہی کہ بہزاد نے مجھسے
عہد کیا ہی مین نے اُسکے عہد کو قبول کیا چنانچہ اُسی نے مع فوج مجھے بلایا ہی اب مین جاتا ہون اور
بھی جو کچھ واقعہ گذرا تھا مفصل بیان کر دیا فرجہ عیار نے کہا خداوند نعمت میری راے ہرگز
نہین ہی اگر دختر بہزاد مطلوب ہی تو یہ امر بھی کچھ دشوار نہین ہی مین وعدہ کرتا ہون کہ مخالفون کا علاج
بھی کرونگا اور دختر بہزاد کو بھی لے آؤنگا آپ کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی سہیل خان
نے کہا یہ ایک امر اہم ہی مجھسے انجام پانا دشوار ہی کیونکہ یہ کام اگر خراب ہو جائیگا تو پھر کوئی
صورت اصلاح کی نظر نہ آئیگی تو بنظر خیر خواہی کہتا ہی لیکن مین تیرے کہنے پر مطمئن نہین ہو سکتا
فرجہ عیار نے کہا اختیار بدست مختار مین اپنے فرض سے ادا ہوگیا سہیل خان کوچ کرکے روانہ
ہوتا تھا بہزاد کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا بکمال اعزاز مقام قیام پر لایا سہیل خان نے کہا
غضنفر کے سردارون کو بلانا چاہیے بہزاد نے اُسی وقت سردارون کو بلایا وہ سب مجلس
مین آگئے بہزاد نے بظاہر بہت خاطر داری سے پیش آیا بسہیل تذکرہ کہا تم سب کی ملاقات سے
مین بہت خوش و محظوظ ہوا اب کچھ شراب کا مشغلہ شروع ہو تو بہتر ہی سردارون نے عذر کیا کہ ہماری
شریعت مین قطعاً ممانعت ہی ورنہ کوئی وجہ عذر کی نہ تھی بہزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمہاری
شریعت مین ممانعت ہی مگر اس انکار مین میری انتہا کی مشہور ہی کہ مہمانون نے دعوت سے انکار
کیا علی الخصوص اُسوقت کہ میرا عمو زاد مہمان آیا ابھی یہان موجود تھا بصد قدرت گیا ہی آتا ہوگا
جہان اسقدر مجھپر کرم کیا کہ یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اسقدر اور کرم فرماؤ کہ مین ہمچشمون مین شرمندہ
نہ ہون اب مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ تمہارے ہی ہم مذہبون کا یہ کبھی قول ہی کہ شعر

کہ کلوا و اشرب تو صحیح ہے لیکن و لا تسرفوا بھی اسکے ساتھ ہے اور یہ تنبیہ مسرفون کے واسطے ہے کہ سب کا رصرف نہ کرو کھانے پینے مین جو کچھ صرف ہو اُسی پر اکتفا کرو کسی شاعر نے اسمین شاعرانہ مضمون پیدا کیا ہے کلو و اشربو مراد کباب و شراب ہی نہین ہے بہزاد نے بکمال منت کہا اب میری عزت تم سب کے ہاتھ ہے میری درخواست کو قبول کرو سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اول تو یہان آنا ہی غیر مناسب تھا اب چونکہ یہان آگئے ہین پھر چارہ کیا ہے آخر الامر ایک ایک جام سب سردارون نے پیا اس اثنا مین سہیل خان وہان پہونچا تمام حاضرین تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے سہیل خان اپنے مقام پر بیٹھا بہزاد نے اُسی وقت اس طرح سردارون کی تعریف کی کہ یہ لوگ نہایت خلیق ہین مین انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوا سہیل خان نے کہا کیون نہین ذی عزت لوگ ہین بڑون کی بڑی بات ہوتی ہے اور بذریعہ سرگوشی بہزاد سے کہا عزیز من ان سب سردارون کو بلایا تو ہے اب کچھ حسب مراد تدارک بھی کر لینا چاہیے بہزاد نے کہا مین نے ایک ایک جام تو پلا دیا ہے وہ بھی بہزار منت و ساجت اب تم اصرار کرو سہیل خان خاموش ہو رہا بعد چند لمحہ کے کہا اے بہزاد ان سرداران معزز کی کچھ ضیافت بھی کی ہے بہزاد ہنسا اور کہا ہمارے مشرب مین سب سے بڑی ضیافت مشغلہ شراب و کباب ہے چنانچہ کچھ ضیافت کر چکا ہون اب تم کچھ ضیافت کرو پھر سہیل خان نے بھی شراب کی ضیافت کی اور بعد گفت و شنید بسیار سردارون نے ایک ایک جام شراب اور پیا بہزاد نے بذریعہ سرگوشی پھر سہیل خان سے کہا کہ اگرچہ اس جماعت کے بند و بست مین مصروف ہون اور عنقریب کام انجام پایا جاتا ہے لیکن مجھکو بہت بڑا اندیشہ غضنفر کا ہے اگر وہ کسی طرح یہان پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا بنا ہوا کام خراب ہو جائیگا بلکہ جان کا ضرر متصور ہے سہیل خان ہنسا اور کہا تم بھی عجب طرح کے بیوقوف ہو غضنفر کا قصہ تو مین نے پیشتر ہی بیان کر دیا تھا کہ اُسکو مین نے قید کر لیا ہے اور اُسکی قید مین نہایت اہتمام کیا گیا ہے کیا ممکن ہے جو وہ رہا ہو سکے اگر خدشہ ہے تو انھین سردارون کا ہے کہ ایسا نہو جو یہ گرفتار نہو سکین اور گرفتار ہو کے رہا نہو جائین بہزاد نے کہا ان سردارون کی طرف سے تم بخوبی اطمینان رکھو اگر غضنفر قابو مین آگیا ہے تو یہ بھی قابو مین آئے جاتے ہین بعدہ رقص و سرود کا ہنگامہ شروع ہوا بہزاد کے اشارہ سے مطربان خوش گلو و خوش شرو نے یہ غزل گانا اس طرح شروع کی

غزل

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کرتی ہے کباب شراب
ہے سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ احباب کے پیؤں شتاب شراب
فصل گل مین عجب نہین ہے اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل ہو رشک جھڑک وان پر

کب سے کرتا ہے نہین شراب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہے مزا مستی اور ہوشیاری
ابر برسانے جا لگے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کر رہا ہے محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہو گیا پانی
ہون نہ کملا کے آفتاب شراب
ہے مرا جام زندگی لبریز
کہ ہے یہ لطف و تشنہ خواب شراب
بسا خیال ہے تیرے حبدائی مین
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
اس غزل کو اس لطف سے

کا ساتھ ہے اس مرتبہ اس مکار نے ایسا اصرار کیا کہ سرداروں نے خوب شراب پی اسطرف مطرب نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوا ہوں خاک پر اشتیاق ہے جستجوئے شراب
نہ اپنے ساتھ کہیں کچھ ہیں آب و شراب
جو ناگوار تہ تلخی ہو تو پھر ہے کیفیت
سو کر مغبچہ دیکھا نہ پینے ترک شراب
برنگ جام ہوئی ہیں آنکھیں ساقیا پرخون
شراب خانوں میں ہاتھ آتی ہے جستجوئے شراب
مرے علاج کو ناحق ہے جستجو کر دو
دلا دی یاد مجھے تو کل نے بوئے شراب
ہے ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں
بنا د خلد میں ہے یا سقر میں نا جو شراب
دعا ہے روح ہے پہونچے کوئی کسی شراب
بدن شراب کشتی سے خم شراب بنا
ملی ہے عشق کو اس کے سینے میں جوش شراب
شراب خوار وہ شیرین ہیں ہے او فرہاد
ترے فراق میں نکلا جو میں سوئے شراب
غضب ہے راز درون کا کھل گیا آخر ہو ور
خمار کا ہے مجھے رنج لاکر دے شراب
کیا ہے آج تو مجلس کو مست او مطرب
شراب کا ہے مجھے یا بلا سبوئے شراب
کرو اعظا کر وان محتسب میں جستجوئے شراب
نہ پائیں زاہد بے آب و شراب کہیں
ہے اپنی روح بدن میں برنگ بوئے شراب
ازالہ حرام ہے سنتے ہیں دختر رز ہے
منگائیگا عوض پھر شیر جو سے شراب
حساب اب بھی ہے جا کون مسجد میں
شراب خوار کو کرتی ہے خوار بوئے شراب
نظر جو آگئی متناطمہ پھر وہ دیوان آیا
تری ستارہ کی تو ہی ہے کیا کہوں شراب

اس اثنا میں سب مست و لایعقل ہو گئے بہزاد مجلس سے اٹھا اور باہر آیا حاضرین مجلس سمجھے رفع حاجت کو گیا ہے بہزاد نے باہر آکے تمام عیاران مسلح کو آواز دی وہ سب منتظر آواز سمجھے بہزاد کے گرد جمع ہو گئے بہزاد نے کہا جلد قلعہ سہیلیہ کے جانب چلو چنانچہ وہ سب مثل اشقالوں کے جانب دوڑے بہزاد نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ قلعے میں پہونچتے ہی ہنگامہ قتال گرم کر دینا اپنے بیگانے کا مطلق خیال نہ کرنا چنانچہ وہ سب قلعے میں پہونچتے ہی کشت و خون پر آمادہ ہو گئے جو سامنے آگیا اسپر شمشیر و خنجر و گرز کا وار کیا بعضوں نے دست غارت بھی دراز کیا بہزاد بھی اس ہنگامہ میں موجود تھا کشت و خون کرتا ہوا سہیل خان کی خوابگاہ میں پہونچا وہیں زیر زمین غضنفر مقید تھا تہ خانہ سے غضنفر کو رہا کر دیا تھا اور تمام حالات مرقومہ سے مطلع کر دیا تھا غضنفر نے اسلحہ طلب کیے بہزاد نے اسلحہ دیے غضنفر مسلح ہو کے وہاں سے باہر آیا اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہوا قلعہ کو ملازموں کے حوالے کیا اور وہاں سے روانہ ہوا شہر میں اسوقت پہونچا کہ ہنوز سہیل خان مع یاران آسمان سرا ہی بدمست پڑا ہوا تھا فوراً گرفتہ و بستہ کر لیا لوگوں نے جو غضنفر کو دیکھا کمال متعجب ہوئے انکو گمان تھا کہ غضنفر یہاں موجود نہیں ہے یہ سب سہیل خان کو بستہ کیے ہوئے باہر آئے لشکر سہیل خان اپنے مالک کو گرفتہ و بستہ دیکھ کے آمادہ فساد ہوا غضنفر نے باواز بلند کہا اے ملازمان سہیل خان اب تمہارا تعرض کرنا محض بیکار ہے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا بجز ہلاکت اور فضیحت کے تمکو کچھ حاصل نہوگا فوج سہیلی نے کچھ اعتنا نہ کی اسی طرح آمادہ فساد رہے غضنفر نے قرار واقعی سزا دی سب نے فرار پر قرار لیا بعضوں کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب انکا لوٹ لیا پھر اپنی بارگاہ میں آکے قرار لیا کیوان نے شیرزاد سے حال پوچھا اس نے اول سے آخر تک تمام حال بیان کیا تمام سرداروں نے شیرزاد پر آفرین کی بعدہ فرجہ عیار اور سہیل خان کو ہوش میں لائے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی فرجہ نے کہا تو اسوقت اتنا کو کس حال میں دیکھتا ہے سہیل خان نے کہا تو اپنے کو کس حال میں دیکھتا ہے فرجہ نے کہا [illegible]

چھپایا جس حال میں ہوں ظاہر ہے سہیل خان نے کہا میرا حال پوشیدہ سمجھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو اندھا ہو گیا فرجعہ عیار نے کہا اب بھی بر نہیں جاتی اب مجھ میں تجھ میں کچھ فرق نہیں ہے سہیل نے کہا تو سمجھتا ہے کہ اب میں نہ ہاتھ بشنونگا جو تو مجھسے اسطرح بیباکانہ باتیں کرتا ہے فرجعہ عیار نے کہا میں تو ٹھیک سمجھتا ہوں یا اب زندگی سے ہاتھ دھو اور آمادۂ مرگ ہو سہیل خان خاموش ہو رہا غضنفر نے دین اسلام قبول کرنے کو کہا اسنے انکار کیا پھر فرجعہ عیار سے کہا اسنے بھی انکار کیا اور کہا کہ جب سہیل خان نے دین اسلام قبول نہ کیا تو میں کس طرح قبول کر سکتا ہوں میرا اسکا ساتھ ہے غضنفر نے کہا سہیل خان کے ساتھ تو کیوں اپنی جان کو ضایع کرتا ہے تیرے طرز گفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ تو راہ راست کو قبول کر لیگا اسنے کہا اے غضنفر یہ ہرگز خیال نہ کرنا مجھکو پیشتر سے معلوم تھا کہ مجکو قبول اسلام کی تکلیف دیجائیگی اور میں ہرگز قبول نہ کرونگا لا محالہ ہلاک کیا جاؤنگا اسی وجہ سے میں نے سہیل خان سے کہا کہ اب ہم تم دونوں ہلاک ہو جاینگے غضنفر نے مجبوری حکم دیا کہ ان دونوں کو تیرباران کرو چنانچہ ان دونوں کو زمین میں بند کیا غضنفر نے کہا اے فرجعہ عیار اب بھی خیریت ہے کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے اسنے پھر جواب صاف دیا فوراً ایک تیر غضنفر نے فرجعہ عیار کے سینہ پر مارا پھر تمام سرداروں نے اپنی اپنی کمان سے تیر برسائے حتے کہ سہیل خان اور فرجعہ عیار دونوں تیرباران کئے گئے سامان عروسی شروع ہوا تمام محل و ایوان فرش شیشہ و آلات وغیرہ سے آراستہ کئے گئے انواع اقسام کے کھانے پکے اور سرداروں کی دعوت ہوئی باقی اہتمام و انتظام کا بیان حوالے قصہ خوان خلاصہ یہ کہ سرشام سے یہ ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا اولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش آہنگ نے طرح طرح کی غزلیں گائیں یہ غضنفر کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح گائی گئی

غزل

نگہ یاں برق کو چین کیا ہے اپنے خنجر میں
تواضع دشمن جانکی زیادہ قتل کرتی ہے
لگایا تیر اک دو بار شمشیرین میری چاہ گلشن کا
کیا قتل اسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
قدم بادبہاری ہے مرے قاتل کے توسن کا
رہ چلا تو لٹتا ہوں لبس میں جھکیر نہیں
چراغ بادۂ آتش نہ ہو محتاج روغن کا

مجھے مقصود اندہ دوری ہے تجھے تشنہ لبی نہیں
خم شمشیر معشوق نے تھا موڑا نہ کبھی گردن کا
سبک شد عشق کا احسان کھینچا ہے اٹھی تیغ
رکھا گردن پر اپنی دست اسکے احسان کا
حبیب ہیر و سہی ہے غرض حال الحاصل
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشم روزن کا

تصور ہر نفس ہے تیرا پیچا شمع روشن کا
گریبان پھاڑ کر تا ہوں نہ میں ہو دامن کا
گرایا دل لیا کر مجھے قمر رسیدہ آئین
نشان تھا ہے قد مرغ سے کشتہ سوزن کا
چمن کا عالم آتا ہے نظر کنج شہیدان میں
نہ بخشے فیض ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا
فروغ ظاہری کو داغ روشن ان مجھنے

تا ناگاہ صبح کی نوبت دل سے چلی ادھر نوبت کے نقارہ پر چوٹ پڑی ادھر ارباب نشاط ایک کونے میں جا بیٹھے قاضی آئے دختر شمشیرزاد کا عقد غضنفر کے ساتھ پڑھا گیا مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نوکروں کو انعام تقسیم ہوا سب اپنے اپنے مقام قیام پر گئے اس عرصہ میں عمر ثانی پہونچا یہاں یہ ہنگامہ عروسی دیکھکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ غضنفر کی شادی دختر شمشیرزاد سے ہوئی ہے غضنفر کے پاس پہونچا تنہا تھا میں اور فوج کا شمہ اور شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کیا خط شاہ سعید غضنفر کو دیا جب وہ خط پڑھا گیا اگرچہ وہ ہنگامہ عروسی تھا مگر تمام حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کئے دونوں ہاتھوں سے سر پیٹا

کا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا محبوب خان الجوب خان شش گزی کا
بیٹا جسنے اپنے باپ سے فن سپاہگری کو خوب حاصل کیا تھا ہنگام کارزار ایک سو پچاس من کا خود
پہنتا تھا اور الجوب خان کی طرح اسنے بھی چالیس گھوڑون کو اپنی مرضی کے موافق سکھایا تھا
اسنے جو نورالدہر کی آمد کی خبر سنی آیا اور نورالدہر کی ملازمت حاصل کی گشتواد کے بیداد کا حال بیان
کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس صرف چالیس سوار ہین امیدوار ہون کہ پہلے گشتواد کے قصہ کو فیصل
کر لیا جاوے بعدہ اختیار ہے نورالدہر نے قبول کیا اور راہی اسکندریہ کے جانب کوچ کیا جب
ملک مغرب مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ نورالدہر یہان آگیا تمام اہل مغرب بہت حیران ہوئے اب
نورالدہر کو تلاش گشتواد دیون کی ہوئی جو گشتوادی جہان ملا اُسکو وہین ہلاک کیا اور اگر دین اسلام
اختیار کر لیا فوراً جان بخشی کی بتکدون کو منہدم کر دیا جو لوگ گشتواد کے خوف سے بت پرستی اختیار
کیے ہوئے تھے نورالدہر کی خبر سن کے جوق جوق گروہ آنا شروع ہوئے لشکر اسلام مین آکے پناہ لی اہل
اسکندریہ کو یہ خبر پہونچی سب خائف ہوئے وجہ یہ تھی کہ تمام اہل اسکندریہ نورالدہر کو پہچانتے تھے
راوی کہتا ہے کہ ملک اسکندریہ مین گشتواد کے جانب سے ایک حاکم ہے گنتاسپ نام نہایت
زبردست شہزور ہے ایک ہرکارہ نے آکے اسکو خبر دی کہ نورالدہر مع فوج و لشکر اُس طرف کا عازم
ہے بلکہ عنقریب یہان پہونچا چاہتا ہے بیشتر بت پرستون کو اُسنے مسلمان کیا بڑے بڑے ملکون کو مسخر کر کے
وہان کے مال و دولت پر دست غارت دراز کیا اطلاعاً عرض کیا جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا
جاوے گنتاسپ بھی اس خبر کو سن کے گھبرا گیا اُس حالت اضطراب مین فوراً قلعہ بندی کا حکم دیا اور
جنگ کی تیاری شروع ہوئی ارکین سلطنت کو بلا کے رائے لی کہ نورالدہر سے جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم
کیا جاوے یا کسی طرح سے معاملہ کی درخواست کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ
نورالدہر ایک مرد بہادر و جری ہے اُسکے مقابلہ مین محل خوف و خطر ہے یا ان دو تین حکمران خود مختار مجتمع
ہو کے اُس سے مقابلہ کرین تو مضائقہ نہین ایک کی کمک پہ دوسرا ہوگا چنانچہ گنتاسپ نے اُسیوقت
گشتواد شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا بعد صفات لات و منات و تعریف بت بزرگ عالی ذات و صاحب
کرامات واضح و لائح ہو کہ فی الحال مسلمانون کا غلبہ ہے بت پرستون کے دشمن جان ہین چنانچہ نورالدہر
نام ایک سردار معز لشکر اسلام کا آیا ہوا ہے عنقریب بت پرستون پر یورش کریگا اگر غفلت کیجاویگی خداوند
بت بزرگ کی پرستش کرنے والے نام کو باقی نہین رہینگے اطلاعاً لکھا گیا اب جو کچھ حکم صادر
ہو اُسکی تعمیل کی جاوے اور ایک قاصد تیز رو کو نامہ دیکے روانہ کیا اور تاکید کر دیا کہ جلد اسکا جواب لا تا صدمہ
اس خط کو لیکے اُس طرف روانہ ہوا یہان لشکر اسلام قریب آپہونچا جیسے ہی پہونچے نورالدہر لشکر اسلام
سے علیحدہ ایک مقام بلند پر آکے قیام کیا کفار دور سے نورالدہر کو دیکھتے تھے اور سہمے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا دیکھیے اب کیا آفت آتی ہے یہ جوان بلا وجہ مقام بلند پر نہین آیا کوئی کہتا تھا خداوند بت بزرگ
جلد قاصد کو گشتواد تک پہونچا دے اور وہ بادشاہ کو مع فوج و لشکر ہمراہ لاوے یکایک نورالدہر نے
نعرہ مارا کہ اے گنتاسپ اگر تو اپنی جان کی امان چاہتا ہے بلا تکلف و تردد قلعہ کو خالی کر دے اور ہماری
اطاعت اختیار کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ پھر تجھسے کسی طرح کا تعرض نہین کرینگے مگر اہل اسلام کی ہلاکت

سے کبھی دست بردار ہو جاوے تو یقین سمجھو کہ ایسی حالت خراب سے ہلاک کیا جاویگا کہا نوروان نے اپنی بیقرار
حال پر گریہ وزاری کرینگے اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہو گی آیندہ تو دانی و کار تو گستاسپ نورالدہر
کی اس تقریر کو سن کے بہت متفکر ہوا ارکین حکومت سے اس بارہ میں رائے لی کہ کیا جواب دینا
چاہیے سب نے کہا خداوند نعمت قلعہ بند ہیں اور یہ جوان خدا پرست کیا کر سکتا ہے زیادہ سے زیادہ یہی ہے
قلعہ پر حملہ کریگا پھر کیا ہوگا ہم بھی یہاں سے تیر و تفنگ سے کام لینگے جسکی کشواد شاہ کی کمک
پہونچ جائیگی گستاسپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی بالاے قلعہ سے یہ جواب دیا کہ اے نورالدہر یہ کیسا
کلمات بے معنی زبان پر جاری کرتے ہو خداوند لات و منات کی ایسی بندگی کرنے والے
ہم لوگ نہیں ہیں کہ تمھارے خائف کرنے سے ہم اسکی بندگی سے قطع نظر کرین گے تمسے جو کچھ
ہوسکے ہرگز کوتاہی نکرو تم نہیں جانتے ہو حقیقت امر یہ ہے کہ میں ایک خاص وجہ سے مجبور ہوں ورنہ
قسم ہے لات اعلی و منات معلی کی قلعہ سے باہر آکے ایسی قدرت نمائی کرتا کہ تم ہمیشہ یاد کرتے کہ
سزا سے معقول اسکا نام ہے اور عیان را چہ بیان تم عنقریب دیکھ لو گے میں نے اپنے حاکم کو عرضداشت
بھیجی ہے یا تو وہ خود مع فوج و لشکر آتا ہوگا اور تمکو سزا دیگا یا میرے واسطے کوئی حکم بھیجیگا
میں خود تمھاری گوشمالی کو مستعد ہونگا نورالدہر نے جواب دیا کہ اگر تو اپنے حاکم کا انتظار کرنا چاہتا ہے
تو میں بھی فی الحال تجکو جنگ کے واسطے مجبور نہیں کرتا آج میں تجکو مہلت دیتا ہوں انشاء اللہ الرحمن
کل تیری طاقت کو دیکھ لونگا تو اپنی قدرت نمائی کریگا یا میں تیرے کردار کی سزا سے معقول دونگا یہی گو
میدان ہے جسکو خدا دے وہ لے اس تقریر کے بعد نورالدہر اپنے مقام قیام پر چلا آیا اور سرداران
ہمراہی سے کہا یارو کل جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا کفار کو آج ہمنے مہلت دی سب نے کہا خیر فردا دیدہ می
باید غرضکہ تمام شب جنگ کی تیاری رہی یکایک [illegible]
اسطرف کفار کو خبر ہوئی انھوں نے بھی قلعہ میں نقارہ جنگ بجوایا جب صبح ہوئی غازیان اسلام تلوارین
علم کرکے اپنے مقام سے بڑھے شہر میں پہونچے تمام رعایا سے شہر [illegible] بھاگے کسی کو
اپنے دست و پا کی خبر نہ تھی جا بجا خندقین واقع تھیں اُن سب کو عبور کرکے گرز سے مسمار کیا اب یہ نوبت
ہوئی کہ کفار بالاے قلعہ سے تیروں کا مینہ برسا رہے ہیں خود محفوظ ہیں مجاہدان اسلام کثرت سے زخمی
ہو رہے ہیں کوئی پناہ نہیں نورالدہر نے کہا اے دلاورو اسوقت کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاؤ کہ قلعہ
میں پہونچ جائیں ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائینگے سرداران فوج نے جواب دیا کہ یہ وقت کسی طرح
کی تدبیر کا نہیں ہے البتہ دروازہ قلعہ پر پہونچ کے کسی طرح اسکو توڑنا چاہیے چنانچہ وہ سب دروازے
پر پہونچے چند بہادر عمود و گرز سے اُسے توڑا اور قلعہ میں داخل ہوئے مگر سب سے پہلے قلعہ میں شاہزادہ
داخل ہوا اُسکے عقب سے غازیان اسلام و دلاوران نیک انجام پہونچے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی
گستاسپ نے مقابلہ کیا اب تو وہ ہنگامہ دار و گیر و کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا [illegible]
بلند تھی تمام قلعہ کثرت زخم سے لالہ زار ہو رہا تھا ہر طرف خون سے دریا بہ رہا تھا کشتوں کے پشتے
سروں کے انبار تھے نتیجہ اس ہنگامہ کا یہ ہوا کہ گستاسپ ہلاک ہوا اہل قلعہ نے فرار پر قرار
لیا بعضوں نے اطاعت اختیار کی بعض گرفتار کیے گئے شاہزادے نے حکم دیا کہ جو شخص اسلام

قبول کرے اسکو رہا کرو ورنہ فوراً قتل کیا جاوے طول عمل کی کچھ ضرورت نہیں ہی چنانچہ
بقیہ مردمان قلعہ نے دین اسلام قبول کیا اب خانہ بان اسلام شہر مین آسکے اور دست غارت دراز
کیا مگر شاہزادہ نور الدہر نے پیشتر ہی حکم دیدیا تھا بلکہ منادی کردی تھی جسوقت جسنے کہا کہ ہمنے
اسلام قبول کیا فوراً اُسکے مال سے قطع نظر کی گئی مطلق گزند نہیں پہونچنے دی کشتواد شاہ اور
گرشاسپ کا مال واسباب بیش قیمت شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ آیا میکدون کو منہدم کیا بت خانو
کو ہموار کیا تمام ملک تصرف مین آیا بعد انتظام امور ضروری شہر اندلس کے جانب کوچ کیا اہل عاد
کو اسیر و دستگیر کرکے ہمراہ لیا اس طرف کشتواد اندلس کے جانب روانہ ہوا جب حوالی اندلس
مین پہونچا اور ابو المحاسن کے نام نامہ لکھا اور ایک قاصد تیز رفتار کے ہاتھ روانہ کیا
ابو المحاسن کو نامہ کشتواد کی خبر پہونچی ایلچی کو بلایا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا یہ وہ وقت
ہی کہ مجلس شراب وکباب گرم ہی ابو المحاسن نے نامہ کو کھولا پڑھا لکھا تھا اول تعریف لات ومنات
وہم تحسین ضروری بحسب مناسبات آنکہ اے ابو المحاسن آگاہ ہو کہ خداوند بت بزرگ نے اپنے
فضل بے نہایت وکرم بے نہایت سے مجھکو اپنا نظر کردہ کیا ہی مجھکو اختیار ہی کہ جسوقت جسکی نسبت
جو کچھ چاہون حکم کرون کسی کو مجال اعتراض نہیں ہو سکتی ہی کیونکہ جب مین خداوند کا نظر کردہ ہون جو
کچھ میرا حکم ہی وہ بعینہ خداوند کا حکم ہی اور خداوند کے حکم کے سب مطیع ہین تو اس اعتبار سے
سب میرے مطیع ہین اور اصل غرض خداوند کی میری نظر کردہ کرنے سے یہ تھی کہ مذہب بت پرستی
کو بخوبی رواج دو اور مسلمان ہیں اُنکا نام بھی باقی نہ رہین چنانچہ خداوند کی مرضی کے موافق ظہور مین
آتا جاتا ہی مصرعہ آنچہ کردہ ایست چشم جہان بینا ✿ دیکھو میری شان وشوکت کو فتح الممالک ہماری
یہ مرضی ہی کہ شہر اندلس و ملک زبیدہ مادر اسد کو میرے حوالے کردو ورنہ اس عدول حکمی
کا نتیجہ پاؤگے یعنی سچ کہتا ہون کہ اگر مجھکو غصہ آجاوے گا تو غضب ہو جاوے گا اور پھر کوئی
چارہ جوئی کارگر نہوگی جب ابو المحاسن کو اس مضمون کا نامہ پہونچا بہت برہم ہوا فوراً چاک کرڈالا
اور ایلچی سے کہا جا یہان سے چلا جا اُسکو یہ حرکت ابو المحاسن کی بہت ناگوار ہوئی اور
کہا اے ابو المحاسن تعجب ہی کہ تو نے کشتواد شاہ اپنے نظر کردہ خداوند کے نامہ کو چاک
کرڈالا اور اُسکا جواب کچھ نہ دیا اور مزید بران تو مجھسے کہتا ہی کہ تو یہان سے چلا جا تو نہیں جانتا
کہ کشتواد خداوند کا کیسا نظر کردہ ہی اور کیسے کیسے اختیار اُسکو حاصل ہین ابو المحاسن نے کہا
او مردود تو کیا بکتا ہی کشتواد نہین معلوم کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی ایلچی نے نعرہ مارا کہ اے
ابو المحاسن خداوند کشتواد کی خدمت مین یہ گستاخی کرتا ہی اور عجیب کلمے لاطائل زبان پر
جاری کرتا ہی کہ آج تک سوا کبھی اُسکی نسبت ایسے کلمے نہیں سنے ہین معلوم ہوا کہ تو اپنے
اوپر غضب خداوندی نازل کرنا چاہتا ہی ابو المحاسن نے کہا او ملعون دور ہو یہان سے
نہین تجکو زندہ جانا یہان سے دشوار ہو جائے گا اُسنے کہا اے ابو المحاسن جب خداوند کشتواد
کی ایسی تذلیل ہوگئی تو پھر کبھی اپنی جان کی حقیقت نہیں سمجھتا ہون جب اس طرح کی تقریر اس
ایلچی کی ابو المحاسن نے سنی جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس مردود کے کان اور ناک کاٹ

کے یہان سے نکال دے چنانچہ فوراً اُسنے تعمیل حکم کی جلاد نے گوش وبینی بریدہ وہان سے اُسکو
نکال دیا ابو المحاسن وہان سے محل مین آیا ملکہ سے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا طرفہ یہ امر ہی کہ
وہ ایلچی نہین معلوم اپنے کو اور کشواد کو کیا سمجھتا ہی مین ہرگز اُسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاتا
اسواسطے کہ ایلچی کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچایا جاتا لیکن کیا کرون اُس مردود نے ایسے کلمات
لاطائل زبان پر جاری کیے کہ مین اُسکو سزا دینے کے واسطے مجبور ہوگیا جان سے تو نہین مارا
البتہ گوش وبینی بریدہ یہان سے نکال دیا ملکہ نے کہا اے ابو المحاسن اگر تمہاری رائے ہو تو
مین نقاب پوش ہو کے باہر نکلون اور کشواد کو اُسکے کردار کی سزا دون مین بھی دختر امیر ہون
میری مادر گرامی سے بیشتر کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین اگرچہ مین عورت ذات ہون لیکن
ہمت درست رکھتی ہون ابو المحاسن نے منع کیا اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہی کہ ہم لوگون کی
موجودگی مین تم ایسی عالی منزلت اپنے دست وپا کو تکلیف دو کچھ نہ کچھ اُسکا بند وبست کر دیا
جاویگا مین نے صرف بغرض اطلاع وہی اس واقعہ کو بیان کیا نہ اس غرض سے کہ تم عورت ذات
اُسکی سزا دہی کو مستعد ہو جاؤ ملکہ خاموش ہو رہی ابو المحاسن محل سے باہر آیا بزرگان اندلس
کو جمع کیا اور کہا سے فی الحال مجکو یہ دغدغہ درپیش ہی کہ کشواد جو سر فساد ہی اُسکا ایلچی آیا تھا خط لایا تھا
مضمون خط سے میری طبیعت مین اشتعال پیدا ہوا مزید بران ایلچی نے بیہودگی کی جسکے سبب
سے اُسکے گوش وبینی کی قطع برید کی گئی اب تم لوگون کی کیا رائے ہی کس طرح کا فیصلہ کیا جاوے
یا جنگ وحرب کے واسطے مستعد رہنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ کشواد ہی
تو کیا ہی اور کوئی ہوتا تو کیا ہوتا حکومت وممالکت کا قصہ بغیر حرب وضرب کے فیصل نہین
ہوتا ہم سب جان نثار حاضر ہین جبتک جان مین جان ہی رفاقت سے قطع نظر نہین کرینگے
ہان جسوقت بیجان ہو جائینگے مجبوری ہی اسوقت بادشاہ کو جو کچھ مناسب معلوم ہو عمل
مین لائے اُن لوگون کے اس طرح کے کلمات رفاقت سے ابو المحاسن بہت خوش ہوا
اب اُس طرف کا حال سنیے کہ جب وہ ایلچی گوش وبینی بریدہ کشواد کے پاس پہونچا بس
کشواد شاہ یہ حالت دیکھکے از سرتاپا غضب ہوگیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا تیرا کیا حال ہی ایلچی نے حقیقت گذشتہ بیان کی جب تو پھر کشواد شاہ نے کہا
تجھسے کچھ نہو سکا جو باین صورت یہان تک پہونچا تو نے میری تذلیل کی اگر مین تجکو ایسا
ہیچ کارہ سمجھتا تو ہرگز یہ خدمت تیرے حوالے نہ کرتا ایلچی نے جواب دیا میرا کیا قصور ہی مین
ایک تن تنہا وہا سیکڑون بلکہ ہزارون کشواد نے کہا تو نے ایسی حالت مین زیادہ گوئی کیون
کی اُسنے کہا کیا خوب خداوند کی شان مین کلمات نازیبا کوئی کہے اور اُسکا جواب نہ دیا جائے
یہ کیونکر ہو سکتا ہی کشواد نے کہا خیر جو ہو دہی باید اور اُسی طیش مین آکے طبل جنگ بجنے
کا حکم دیا صبح کو یورش کی اور بکمال شجاعت خندق مین پہونچا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا
گھبرا گئے اسوقت کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی بجز اسکے کہ جانب آسمان دونون ہاتھ بلند کیے اور
درگاہ قاضی الحاجات مین اس طرح مناجات کی کہ اے کس بیکسان واے دستگیر افتادگان تو ہر وقت

اپنے بندے کا حامی و مددگار ہے واسطے اپنے قدرت و جلال کا اس وقت مین ہماری مددگاری کیجیے
ندارم غیر از تو فریاد رس یکایک گشتواد کے جانب سے ایک قاصد آیا اور پگڑی سے
خط نکال کے گشتواد کو دیا گشتواد نے سر نامہ چاک کیا خط کھولنے لگے پڑھا زانو پر ہاتھ مارا اور نفس سرد
بھر کے کہا کہ خداوند بزرگ کی مشیت مین کیا گذرا ہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ گشتاسپ
نے اس نامہ مین لکھا تھا کہ مسلمانون کی یورش ہے چنانچہ شاہزادہ نور الدہر اسکندریہ مین پہونچا
اور ہنگامہ جنگ کرتا ہے کشت و خون پر آمادہ ہے نام و ناموس کا معاملہ درمیان ہے اس نامہ گشتاسپ
کو از اول تا آخر پڑھ کے اپنے خیر خواہون کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اسباب کو بار کرو میدان
سے آکر مین جانا چاہتا ہون لوگون نے منع کیا کہ ایک ہنگامہ آرائی درپیش ہے اسکو فیصل کر کے
جانا مناسب ہے نہ یہ کہ اس سے قطع نظر کر کے دوسری مہم کی خبر لیجیے گشتواد برہم ہوا اور
کہا تم سب بے وقوف ہو ہماری رائے مین تمکو کیا دخل ہے اتنے رائے ہوئے از ہم او سے
سمجھو اہل اسلام کو جو اس روانگی کی خبر پہونچی سب کو حیرت ہوئی ابوالمحاسن کے عیار لشکر کفار
مین گئے اور خبر لائے کہ گشتواد جانب اسکندریہ کے ضرور جاتا ہے گشتاسپ نے نہین معلوم
کس مضمون کا نامہ لکھا ہے جسکو دیکھنے سے گشتواد مضطرب ہو کر اس طرف جاتا ہے ابوالمحاسن
اس واقعہ کو تحقیق کر کے مسلح و مکمل ہوا اور مردان اندلس کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا
اور لشکر گشتوادی سے جنگ و حرب شروع کی پہلے تو کفار نے بہت جرات و شجاعت
دکھائی پہلوانان نامور و قوی بازوان اندر مقابل طلب ہوئے اس طرف سے بھی انکے
مرد مقابل گئے جنگ نیزہ و شمشیر و زور و دست و بازو کا ہنگامہ گرم غالب و مغلوب ہوئے
نتیجہ یہ ہوا کہ فوج گشتواد پسپا ہوئی ابوالمحاسن نے فتح پائی مال و اسباب تحت و تصرف
مین آیا اور قلعہ مین آکے قیام کیا جب ملکہ کو اس واقعہ کی خبر پہونچی بہت خوش ہوئی اور
طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اس طرف گشتواد بھاگون بھاگ چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین
شاہزادہ نور الدہر کے لشکر سے ملاقات ہوئی گشتاسپ کی ہلاکت کی خبر پہونچی بہت
رویا اور شب کو طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے اور
شاہزادہ نور الدہر نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا اول نرمی بدن کی غرض سے [illegible] پیراہن
پہنا خفتان گوہر نگار حضرت سلیمان علیہ السلام بالائے زرہ پہنا کمر مین خنجر جمشیدی و ترکش
تیر و کمان و شمشیر سلیمان علیہ السلام کو درست کر کے لگایا پر زرہ سے والا ور کا خود سر پر رکھا
سہراب بال کا چار آئینہ لگایا سپر مہر فتح پشت پر لگائی گاؤ سر قربوس مین لگا کے میدان کی طرف
راہی ہوا اس طرف سے گشتواد بڑھا اور رد و بدل شروع ہوئی دونون طرف کے لشکر
تماشہ دیکھنے لگے تا دیر حرب و ضرب گرز و تبرزہ و نیزہ و شمشیر کے بعد زور و دست و بازو کی نوبت
پہونچی آخر الامر گشتواد کو شاہزادہ نور الدہر نے گرفتہ و بستہ کر لیا لشکر گشتوادی شکست
پا کے فراری ہوا انکا مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھ آیا شاہزادہ نور الدہر نے گشتواد
سے کہا کیا ارادہ ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو اگر مین سمجھے اسی وقت رہا کر دونگا البتہ

عذاب گرفتاری مین تخفیف ہو جائیگی ورنہ بصورت خلاف تیرا زندہ رہنا دشوار ہی گشتاسپ نے اُسوقت کچھ جواب اسکا نہ دیا چند لمحہ تک
نور الدہر نے انتظار جواب کیا جب دیکھا کہ کچھ جواب نہین دیتا ہی پھر زندان مین بھیج دیا اور کہا کل پھر اسکے نسبت حکم مناسب دیا جائیگا

اقبال روح بخش عظام رمیم ہی	اقبال محض فضل خدا کریم ہی	رد لہر کو یوسف مصری یتیم ہی	اللہ رفع شر کو عصا کلیم ہی
	موسی کے ہاتھ مین ید بیضا بنا رہا	فرعونیون کے کام مین گو اژدہا رہا	
تاج شہان پہ سایہ بال ہما ہی یہ	پر عین لا لقا ہی اگر قلب کیجیے	جب رنج کیا تو قطع سلاطین سر کیے	اور شیشہ بھی تو تخت نشینون کے گھر لیے
	چلتی ہوا مین غنچہ بشر از خلیل تھا	بگڑے ذرا تو تیغہ خون و ذلیل تھا	
منعم کی ٹھیلیون مین ہی اکسیر کا اثر	مٹھی مین خاک لی ہی تو فوراً ہوئی ہی زر	بلبل چمن مین جا ہی قطرہ ہوا گہر	معشوق کے تو ہاتھ سے ہی زہر بھی شکر
	بلبل کے حق مین نکہت گل ساز برگ ہی	لیکن جعل کی جانکا سامان مرگ ہی	
دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا مین راج تھا	اور شام جب ہوئی تو نہ سر تھا نہ تاج تھا	دم مین ہی ازراز فریدون مزاج تھا	آگیا قیام اسکو نہ کل تھا نہ آج تھا
	اسکا گذر کہان نہ ہوا اور کہان ہوا	ایک جا نہین ہی ایک جگہ چلتی پھرتی ہوا	
دم بھر مین جم کے تخت کو برباد کر دیا	جن پہ مان بچہ کو شداد کر دیا	قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا	خسرو کیا اُسے فرہاد کر دیا
	اُسکی نہ کچھ کھلا کبھی نہ اسکا سوا ہی	انسان کی اس مقام مین عقل کا عجز ہی	

حامی دین سبحانی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی خاور زمین عقابین پر کھینچے گئے ہین خواجہ
عمر ثانی تمام عالم کے سلاطین کو اس اطلاع کے نامہ پہونچا رہا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان
کو نامہ دیکے گلستان مین پہونچا اور وہان کے حاکمان ذی اقتدار کو نامے دیکے روم کے
جانب متوجہ ہوا پہلے حلب مین آیا اُس زمانہ مین عبد الجبار اور عبد القہار دو بھائی وہان کے
حکمران تھے دونون آپس مین اس بات کا پیشتر ذکر کیا کرتے تھے کہ امیر حمزہ صاحبقران
والا قدر کے نسبت انواع اقسام کے اخبار گوش زد ہو رہے ہین نہین معلوم اصل حقیقت
اسکی کیا ہی چند جاسوسون کو اُس طرف بھیجا بھی لیکن ابتک مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی اب جو
عمر ثانی پہونچا اور عبد الجبار کو خبر پہونچی کہ عیار طرار امیر حمزہ صاحبقران روزگار وارد
سرزمین روم ہوا ہی کمال مشتاق ملاقات ہوئے تا اینکہ اپنے دربار مین بلایا امیر حمزہ صاحبقران
کی خبر پہونچی عمر ثانی نے کہا یہ خادم خاص اس خبر کو پہونچانے آیا ہی عبد الجبار گھبرا گیا اور کہا
جلد بیان کر کیا خبر ہی عمر ثانی نے کہا خلاصہ یہ ہی کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران کفار کے دست
ظلم سے خاور زمین مقید ہی نہین ہین بلکہ عقابین پر کھینچ دیے گئے چنانچہ یہ نامہ بھی صداقت
کے واسطے میرے پاس موجود ہی یہ کہکے عبد الجبار کو نامہ دیا اور کہا مین اب زیادہ توقف نہین
کر سکتا جو کچھ حال ہی اس نامے سے معلوم ہو جائیگا عبد الجبار نے کہا توقف کر میرا
بھائی عبد القہار بھی آتا ہوگا اُس سے بھی ملاقات کر لے خواجہ عمر ثانی نے کہا عبد القہار
تیرے بھائی کے نام کا کوئی نامہ میرے پاس نہین ہی صرف یہ نامہ شاہ عبد القہار کے واسطے
بھی کافی ہی اگر وہ جرأت رکھتے ہونگے تو صرف اطلاع کافی ہی اپنے امکان تک جناب حمزہ ثانی
کی حمایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین گے یہ کہکے خواجہ عمر ثانی وہان سے رخصت ہوا
بعد طے مراحل و قطع منازل سخت و دشوار گذار شاہ آباد مین پہونچا جاودرزین کو نامہ دیا اور

زبانی بھی جو کچھ کہنا تھا خلاصہ کہکے وہان سے روانہ ہوا اب شہر اسکندریہ مین آیا اور وہان
کے حاکم اسکندر ثانی کو نامہ دیا اور زبانی چند باتین بیان کرکے وہان سے ہانپتا ہوا پسینے
مین غرق از سرتا پا آلودہ گرد و غبار قیصوانیہ مین آیا نعمان بن قیصر کو خبر ہوئی وہ ایسا مشتاق
ملاقات ہوا کہ ہنوز خواجہ عمر ثانی راہ مین تھا کہ نعمان شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور باعزاز
تمام اپنے مقام قیام پر لایا اور کہا اے خواجہ عمر ثانی تیرے حواس مختل معلوم ہوتے ہین سچ کہہ کیا
تردد لاحق حال ہے اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا اے نعمان شاہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ایسا
عدیم الفرصت ہون کہ اگرچہ ایک خبر عجیب رکھتا ہون لیکن وقت نہین ہے جو بیان کرون صرف زبانی
اسقدر بیان کیے دیتا ہون کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کفار نے بمکر و فریب گرفتار
کرکے عقابین پہ کھینچ دیا ہے اور اُس والا جاہ کی رہائی کی فکر بہت جلد چاہیے اور باقی حال اس
نامہ سے معلوم ہوگا یہ کہکے نامہ نعمان بن قیصر کو دیا اور رخصت ہوگیا اور وہان سے ملک
یونان مین آیا یہان پھر فریدون شاہ والی یونان کی بیٹی کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا خواجہ
عمر ثانی پسر فریدون شاہ کے پاس پہونچا پسر فریدون شاہ اگرچہ تقریب شادی مین مصروف
تھا لیکن خواجہ عمر ثانی کی صورت دیکھکے پرسان حال ہوا خواجہ عمر ثانی نے یہان بھی مختصر حال
کہکے نامہ دیا اور رخصت ہوا اب مصر مین پہونچا مقبول بن مقبل اور لیس عمران بن
عزیز شاہ مصری سے ملاقات کی نامہ دیا اور تھوڑی دیر تک دو دو باتین کین پھر رخصت چاہی
اُنھون نے توقف کو کہا خواجہ عمر ثانی کو موقع توقف کا کہان انکار کیا اور کہا مین ایک لمحہ
توقف نہین کرسکتا میری عجلت کا سبب زیادہ تر اس نامے سے معلوم ہو جائے گا یہ کہکے روانہ
ہوا مغرب کی راہ لی اثنائے راہ مین ایک پیر سفید ریش کو دیکھا کہ ایک دلق کہنہ اوڑھے
ہوئے ایک درخت سر بلند کے سایے مین بیٹھا تسبیح پڑھ رہا ہے خواجہ عمر ثانی کو تعجب ہوا کہ یہ
پیر فرتوت اس مقام تنہا مین کہان اگر عبادت خدا کرتا ہے تو کسی گوشہ مین بھی عبادت کرسکتا ہے
سر راہ بیٹھنا کچھ معنی دارد غرضکہ قریب اُس بڈھے کے گیا اور سلام کیا بڈھے نے جواب سلام
دیا اور پھر اُسی طرح سرنگون ہوکے پڑھنے مین مصروف ہوگیا خواجہ عمر ثانی چند لمحہ تک اُسکی صورت
دیکھا کیا اور اس بات کا انتظار رہا کہ بعد فراغ تسبیح خوانی مجھسے ہمکلام ہوگا جب دیکھا کہ کسی طرح
ہمکلام نہین ہوتا کہا اے معظم ذات تھوڑی دیر اپنے پڑھنے کو موقوف کرو تو مین کچھ کہون اُس
پیر مرد نے اشارہ توقف کیا اور تسبیح تمام کرکے تسبیح کو دونون ہاتھون سے مالش دیکے دونون
ہاتھ سوئے آسمان بلند کیے اور کچھ دعا کی اور خاک پہ سجدہ کیا پھر خاک سے سر اوٹھا کے سنبھل کے
بیٹھا اور خواجہ عمر ثانی کی طرف متوجہ ہوکے کہا ہان بابا کیا کہتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا
کہ شاید یہ ہے کہ شعر — مردان خدا خدا نباشند ۔ لیکن ز خدا جدا نباشند ۔ تم ایک مرد مرتاض
معلوم ہوتے ہو میرا ایک مطلب دلی ہے امید وار دعا ہون کیا عجب ہے کہ خداوند عالم تمھاری
دعا کی برکت سے میرا مطلب دل بر آئے اُس پیر مرد نے کہا بابا مردان خدا کا بڑا مرتبہ ہے مین

مین مناجات کیا کرتا ہون شاید وہ غافر الذنوب میرے حال پر نظر رحمت فرمائے اور انجام بخیر پہونچائے
میرے کردار تو ایسے نہین ہین جن سے مغفرت کی امید ہو سکے ہان وہ بڑا رحیم و کریم ہے بیت
او خویشتن گم است کرا رہبری کند اگر تو بھی اپنی مطلب براری چاہتا ہے تو میری طرح تو بھی دن مین ایک تسبیح
بتاتا ہون اُسے پڑھا کر اور درگاہ بے نیاز سے حاجت اپنی طلب کر واضح ہو کہ یہ پیر مرد وضع ایک
عیار طرار ہے کفار سرزمین خاور زمین سے جب سرخیل کفار جناب امیر حمزہ صاحبقران روزگار
کو گرفتار کر چکے تو انکو خبر پہونچی کہ خواجہ عمر ثانی نام ایک عیار امیر حمزہ صاحبقران کا ہے نہایت
چالاک و کارگذار اور امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی فکر مین جابجا اطراف و جوانب کے سلاطین
کو ناستے پہونچانے گیا ہے اُسکو گرفتار کر لینا ضرور ہے چنانچہ اُس عیار پیر مرد وضع کو خواجہ عمر ثانی کی
گرفتاری کے واسطے بھیجا ہے وہ عیار مکار پیر مرد کی وضع سے مشابہ ہو کے یہان بیٹھا ہے اور مطلب
اُسکا یہ ہے کہ جب خواجہ عمر ثانی موافق فہمایش تسبیح و دعا سے فارغ ہو کے سجدہ مین مصروف
ہون تو اُسوقت خواجہ عمر ثانی کو گرفتار کر لون لیکن جب خواجہ عمر ثانی نے اُس پیر سے اسطرح
کے کلمات انکساری سنے بکمال منت کہا اے مقرب بارگاہ کبریا سرخیلان فقرا اگرچہ مین اُس تسبیح
کو پڑھ سکتا ہون مگر مین نے سنا ہے کہ مرد پیر و مرتاض کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے علی الخصوص
وہ دعا جو غیر کے واسطے کی جاوے میری خوشی یہ ہے کہ تم دعا کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی
قید کفار سے جلد نجات پاجاوین یہ سنکے وہ عیار پیر صورت اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ عمر ثانی سے مصافحہ
کیا اور پوچھا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خیر خواہون سے ہے مین تیری ملاقات سے بہت
خوش ہوا مین نے بھی کچھ اخبار متوحش امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے نسبت سنے ہین مگر اصل حقیقت
سے مین ناواقف تھا کہ اُس والا منزلت کو کفار بدکردار نے گرفتار کر لیا ہے اور جان کے خواہان
ہین تو اُس عالی مرتبت سے کیا نسبت رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا مین اُس شہریار عالی وقار
کا عیار ہون خواجہ عمر ثانی کا نام سن کے اُس عیار مکار نے خواجہ عمر ثانی کے گلے مین دونون ہاتھ
ڈال دیے اور پیشانی کے اوپر بوسہ لیتا تھا اور کہتا تھا خوشا حال میرا کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر
کے عیار کارگذار سے ملاقات حاصل ہوئی مصرع کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم
مدت سے مین خواجہ عمر ثانی عیار کا نام سنتا تھا اور کمال مشتاق ملاقات تھا بارے آج خدا نے
میری امید پوری کی ہان اے خواجہ عمر ثانی بیان کرو کیا سبب ہوا جو جناب امیر حمزہ صاحبقران
کفار کی قید مین مبتلا ہو گئے خواجہ عمر ثانی نے دست بستہ کہا حضرت مجھکو اسقدر فرصت نہین ہے
کہ اس داستان کو بیان کرون جابجا سلاطین کو ناستے پہونچاتا ہون عیار پیر مرد وضع نے کہا بابا تو گھبرا
نہین کیا مجال ہے کسی کافر بدکیش کی کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر کو ایک صدمہ پہونچا سکے خدا
مین سب قدرت ہے تو باطمینان تمام بیان کر بعدہ ہم اور تو دونون اس تسبیح کو پڑھینگے اور بالحاح و زاری
درگاہ باری تعالے مین امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے دعا کرینگے [illegible] نہین
کہ ہماری اور تیری اسوقت کی دعا تیر بہدف نہو اور اب بیکار سلاطین کو ناستے پہونچانے سے
[illegible]

ہنو اُس سے مایوس امیدوار ÷ کسی سے برآوے نہ کچھ کام جان ÷ جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان
اسی طرح کچھ ایسی باتین اُس مکار نے کین کہ خواجہ عمر ثانی کو بالکل خداوند عالم پر بھروسہ ہو گیا اور اپنی
جد و جہد بالکل عبث معلوم ہوئی فوراً تسبیح جیب سے نکال کے پوچھا وہ کیا تسبیح ہے اُس مکار نے
کہا مجکو سخت تردد ہے پہلے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی مفصل کیفیت تو بیان کر خواجہ عمر ثانی نے
تمام حال از اول تا آخر بیان کیا اُس مکار نے انگشت بدندان ہو کے کہا حیف اور ایک مصنوعی
تسبیح بنا کے کہا پہلے تیمم کر یہان وضو کے واسطے پانی نہین ہے پھر خاک پر سر نیاز رکھنا اور اپنے
مطلب کا خیال دل مین لانا بعدہ اس تسبیح کو پڑھنا اور پھر خاک پر سجدہ کرنا خواجہ عمر ثانی نے
حسب فرمائش تیمم کیا تسبیح پڑھنے مین مصروف ہوا مگر بار بار وہ عیار مکار خواجہ عمر ثانی کو
گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا تھا اُسکی دزدیدہ نظر کو دیکھ کے خواجہ عمر ثانی کے بھی دل مین شک
پیدا ہوا عیار بھی تھا سوچا ایسا نہو اسمین کوئی بھید ہو تسبیح پڑھ کے خاموش بیٹھا رہا تاکہ یہ
پیر مرد سجدہ مین جائے تو مین بھی دبا پانو سجدہ مین جاؤن وہ مکار اسی طرح بیٹھا رہا کیا عجب
زیادہ عرصہ گذرا پیر مرد مصنوعی نے کہا ہون یعنی سجدے مین جاؤ ادھر خواجہ عمر ثانی نے بھی
کہا ہون یعنی تم سجدے مین جاؤ اب یہ نوبت ہے کہ ادھر خواجہ عمر ثانی بھی ہون کرتا ہے ادھر وہ
پیر مصنوعی ہون کرتا ہے کامل دو پہر اسی طرح ہون ہون ہوا کی اور کوئی سجدہ مین نہ گیا اب
خواجہ عمر ثانی کو کامل یقین ہو گیا کہ کچھ دال مین کالا ہے تسبیح جیب مین رکھ لی اور خواجہ عمر ثانی نے
کہا کیون صاحب یہ کیا حرکت ہے مین تو اسواسطے ہون کرتا ہون کہ تم سجدے مین جس طرح جاؤ مین بھی
اُسی طرح عمل کرون سنتے ہی بے ساختہ کیون ہون کی پیر مرد مصنوعی نے استغفر اللہ کہکے کہا
مین نے اسواسطے ہون کی کہ دیکھون تو کس طرح سجدے مین جاتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کیا خدا
خدا کے سجدے کی بھی مختلف صورتین ہین اور مین تو بولا تھا تم کیون بولے یکلخت دو شد مردان
خدا کو دوسرون کی بندگی سے کیا کام وہ اپنی بندگی مین ایسے مصروف ہوتے ہین کہ دوسرون کی خبر بھی
اپنی خبر نہین رکھتے اب مجھے کچھ وہم ہوتا ہے ذرا اپنی گدڑی تو اُتار دو اُسنے کہا سنو خواجہ عمر ثانی
مین فقط درویش ہی نہین ہون اگر میری بندگی مین خلل انداز آجاتا ہے تو اُس سے کچھ سمجھ بھی لیتا ہون
بس اسی مین خیریت ہے کہ اگر خدا سے کہتا ہے تو کہہ اور سجدہ کر کے جا نہین تیرے حق مین بہتر نہوگا اُنھون
خواجہ عمر ثانی نے خنجر سنبھالا اور کہا سنتے ہو مجھے ایسا ویسا عیار نہ سمجھنا مین امیر حمزہ صاحبقران
روزگار کا عیار ہون اب جبتک مین تمہاری درویشی کی تحقیق نہ کر لونگا یہان سے حرکت نہ کرنے
دونگا اس گدڑی کو اُتارنا ہے تو اُتار دو نہین تو امیر حمزہ صاحبقران کے حق کی قسم ابھی [illegible] نہین پٹ
سے باہر دھکیل دونگا اور درویشی کا مطلق پاس نہ کرونگا مین نے ایسے مرتاض بہت سے دیکھے ہین
مجکو پہلے ہی شک ہوا تھا کہ مرتاض و عبادت گذار گوشہ نشین ہوتے ہین دنیا دار کی صورت
نہین دیکھتے سر راہ دوکان لگا کیا یہ بھی کوئی عبادت ہے اُس مکار نے کہا او خواجہ [illegible] مین کہتا
ہون کہ تو صحیح و سلامت یہان سے چلا جا تو نہین مانتا اگر تو مجکو دوکاندار سمجھتا ہے تو بھی [illegible] خواجہ

سے کہ ہیئت میں تھا گدڑی کے کھینچنے سے سید حاتن کے جوانون کی طرح علیحدہ جا کھڑا ہوا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی اگرچہ میرا راز تجھپر افشا ہو گیا واقعی تو اپنے فن مین اکمل ہے مگر مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا واقعی مین بھی عیار پیشہ ہون اس صورت سے حالت سوے مین تجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے ساتھ قید کرون اور جو حال حمزۂ صاحبقران ثانی کا ہو وہی حال تیرا بھی ہو خواجہ عمر ثانی نے بڑھ کے خنجر کا وار کیا اُسنے جگہ خالی کی خواجہ عمر ثانی نے دوسرا وار کیا اُسنے اس وار کو بھی رد کر کے خواجہ عمر ثانی کے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالا خواجہ عمر ثانی نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لیا اور کمربند کو گرفت مین لا کے اس ملاقت سے زمین پہ مارا کہ بیجان ہو گیا خواجہ عمر ثانی اُسکے سینے پر سوار ہوا اور کہا اگرچہ مین تجکو کسی طرح زندہ نہین چھوڑونگا مگر یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین دعوت اسلام کرون تو قبول کرے گا یا نہین اُسنے صاف انکار کیا خواجہ عمر ثانی نے فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے دور پھینک دیا اور کہا کہ بقول مشہور خس کم جہان پاک شد اُس عیار مکار کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہان سے روانہ ہوا اور شہر اندلس کے نزدیک پہونچا اور اثنا سے راہ مین شاہزادہ نور الدہر کے ملازمون کو دیکھا اُن سب نے بھی پہچانا خواجہ عمر ثانی شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا سوقت عرض مین استادہ ہو کے اسطرح گویا ہوا شعر

برابر گردون جب تک خورشید خاور ہو — قمر وسور اعظم صدر اعلی سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو — زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
اسیر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو — مرا شاہ مظفر بادشاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے — رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے — سکندر تا ہو نامی سکہ کشورستانی سے
ترا ای خسرو والا حشم عالم مسخر ہو — سر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

سحاب ارض سے تا ابر ہوا اور ابر مین پانی — روان پانی سے تا دریا ہوا اور در دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی — کہ جوہر سے ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو — ترے قبضے مین بحر و بر ہو کان پر زر ہو

رہین تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین — گل تر تا ہو گلدان مین تری ہو تا گل تر مین
رہے تا عنبر مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین — صدف مین تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو — شمیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

شفق گل گونہ جب تک سحر کے روے نیکو کو — کرے آراستہ تا شام اپنے موے گیسو کو
ثریا نور تن تا کہکشان سے ہووے بازو کو — کرے وسمہ سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیر انجر ہو — سر بدخواہ فندق بری انگشت نشان ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا — نیستان مین ہو تا نَے اور نَے سے نغمہ ہو پیدا
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین صہبا — نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا
تمہارا بزم عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو — ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہوا اور کاغذ صفت آئین
قلم زن تا ہو مشک افشان و کاغذ پر خط مشکین
زبان پر تا سخن ہو اور سخن مین معنی رنگین
سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دایم خسروا فوق سخن ور ہو
ہمیشہ تہنیت خوان و دعا گو ہو ثنا گر ہو

اے شہریار والا تبار نے الحال عجیب ایک واقعہ مصیبت درپیش ہے شاہزادہ نور الدہر کے دل مین اضطراب پیدا ہوا کہا اے خواجۂ خواجگان روزگار کیا عجیب واقعہ روبکار ہے جلد بیان کرو خواجہ عمر ثانی نے دل مین خیال کیا کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کرونگا شاہزادہ نور الدہر ابھی اپنے کو ہلاک کریگا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی حقیقت بیان کر دینا چاہیے کہا شہریارا بڑا غضب ہوا کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو پرویز بن ہرمز نے گرفتار کر لیا ہے اور سرزمین خاور مین عقابین پہ کھینچ دیا ہے وہان شاہ سعد مقیم ہے مین اس خیال سے کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی تدبیر ضروری ہے خدا ناکردہ نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا اطراف و جوانب مین نامے پہونچاتا ہون شاہزادہ نور الدہر نے پوچھا تم کہان سے آتے ہو خواجہ عمر ثانی نے کہا مین راہ خراسان سے اس طرف چلا آتا ہون راہ مین بدبد عیار سے ملاقات ہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک کا نامہ اسکو دیدیا ہے مین اس طرف راہی ہوا شاہزادہ نور الدہر نے نفس سرد بھر کے کہا اے خواجۂ عمر ثانی تمہاری کیا راے ہے کہ کس طرح امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے عرصہ زیادہ ہو گیا مگر یہ مجکو بخوبی تحقیق ہے کہ ابھی تک فضل خدا سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی صحیح و سلامت ہین اگر اب بھی کامل بندوبست ہو جائے تو کفار کے ہاتھ سے اس والاجاہ کی رہائی ہو جائے اور بندوبست یہ ہے کہ اطراف و جوانب کے سلاطین خاور مین جمع ہو کے کفار سے مقابلہ کرین شاہزادہ نور الدہر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا تیاری سفر ہونا شروع ہوئی اسباب ضرورت بار کیا گیا سرزمین خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی بھی رخصت ہو کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ نور الدہر بعد طے مراحل و قطع منازل شہر اندلس مین پہونچے ابو المحاسن کو خبر ہوئی کمال مشتاق ملاقات ہوا شہر سے چند فرسخ استقبال کے واسطے آیا شاہزادہ نور الدہر سے ملاقات کی بکمال تعظیم و تکریم پیش آیا شاہزادہ نور الدہر کو شہر مین لیگیا عمارات عالیشان اور مقامات فرحت خیز کی سیر کروائی دعوت کا ہنگامہ گرم ہوا تمام عمائدین شہر طلب ہوئے نذرین گذرین شب کو بعد خورد و نوش ارباب نشاط حاضر ہوئے طرح طرح کے ساز بجنا شروع ہوئے مطربون نے الاپ شروع کی پھر غزل و ٹھمری کی نوبت آئی ہر ایک نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرنا شروع کیا شاہزادہ نور الدہر بہت خوش ہوا تین روز تک شہر اندلس مین چہل پہل رہی چوتھے روز شاہزادہ نور الدہر نے کہا اے ابو المحاسن امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا خیال سوہان روح ہے زیادہ توقف نہین کر سکتا ابو المحاسن نے کہا پھر کیا ارادہ ہے شاہزادہ نور الدہر نے کہا ارادہ یہ ہے کہ جسطرح ممکن ہو سرزمین خاور مین پہونچنا ہے اسی طرف کے ارادہ سے یہان بھی پہونچنا ہوا الغرض کہ اس گفت و شنید کے بعد سرزمین خاور کے جانب کوچ کیا اس طرف خواجہ عمر ثانی حابجا بعجلت

تمام سپہ پہونچتا تھا اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ دیتا تھا تا اینکہ ملک حبش میں آیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ملک حبش کا حاکم و فرمان روا فروغ البحر بن طلوع الشجر نام نہایت زبردست صاحب فوج و لشکر ہے اُسکے زور و طاقت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگامہ کارزار سات سو من کے ارہ پشت نہنگ سے کام لیتا ہے اور پانچ سو جوانان قوی بازو سے تنہا مقابلہ کرتا ہے ایک مرتبہ فیل خانہ خاص میں چند فیلان مست بگڑ گئے اپنے فیلبانون کو ہلاک کیا وہ فیلخانے سے بھاگ کے دور نکل گئے وہ وقت نصف شب کا تھا کہ یکایک فروغ البحر بن طلوع الشجر کی آنکھ کھل گئی شور و غل کی آواز سنی پوچھا یہ کیا شور ہے جلد دریافت کرو ملازمون نے عرض کی کہ فیل خانے کے مست ہاتھی بگڑ گئے زنجیرین توڑ ڈالین فیلبانون کو ہلاک کیا وہ تین محلات سلطانی میں پہونچ گئے کئی عورتین ہلاک کین فروغ البحر ڈنڈا لیکے دوڑا اُن مست ہاتھیون کو خوب پیٹا یہانتک کہ تمام ہاتھیون کو تنہا گرفتار کیا اور اُنکی ہر طرح کی گزند سے محفوظ رہا خواجہ عمر ثانی فروغ البحر کے پاس پہونچا اور حقیقت حال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو بیان کیا فروغ البحر بہت متردد ہوا خواجہ عمر ثانی نے کہا بادشاہ اسلام وہان موجود ہے تیرے پاس بادشاہ اسلام کا نامہ لایا ہون فروغ البحر نے نامہ طلب کیا خواجہ عمر ثانی نے نامہ دیا فروغ البحر نامہ پڑھ کے آبدیدہ ہوا اور کہا افسوس ایسا ذی مرتبت اس ذلت و خواری سے کفار کی قید میں گرفتار ہو جائے اور قسم کھا کے کہا تو سہی کہ ایک بت پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور اُسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور گھوڑون کے نعل باندھے گئے اسلحہ صاف ہوئے تلوارون پہ باڑھ رکھی گئی اور تمام سامان جنگ و حرب آراستہ کرکے سرزمین شہر خاور کی راہ لی

اب کچھ حال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک مین خامہ فرسائی کیجاتی ہے

خدا نے دی ہے اسے ایسی موہنی صورت
یہی تو ہے جو ہے انسانیت کا ایک تمغا
کہاں ہے سرو میں ایسی لطیف رعنائی
کہ جسکی گرمی سے روشن ہے چاند سا چہرہ
اسی سے عقل میں جودت ہے فکر میں تیزی
کہ جسم پر ابھی قابو ہے جسم عقل ہے ویلے
کبھی یہ زور تھا گینڈے کی کھال چیرتے تھے
اب اُنکے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
سمجھ میں کچھ نہیں آتی حقیقت انسان کی
عجب طلسم کا سا حال ہے کہے کوئی کیا

کہ جس نے اسکی طرف دیکھا پھر نہ منہ موڑا
ہے انس مادہ اسکا محبت اسکا خمیر
اس آدمی کا ہے جیسا حسین قد بالا
جوانی ہے کہ ہے آب حیات کا چشمہ
اسی سے نور ہے آنکھون میں گوش ہے شنوا
شباب میں تھے بڑے زوردار ہاتھ مگر
یہ حال ہو گیا اب ٹوٹتا نہیں دھاگا
کشیدہ تھا کبھی مثل الف جو قد سہی
یہ کیا ہے آب ہے آتش ہے خاک ہے کہ ہوا

خدا ایک نے اسکو دیا ہے خلق عظیم
یہی سبب ہے جو انسان نام اسکا ہوا
شباب کی وہ خوش آئندہ وضع ہے منہ پر
اسی سے معتدل اس جسم کی ہے آب و ہوا
جو تجکو کرتا ہے اے دل شباب میں کیا
اب اُنہیں ہیئت پیری سے پڑ گیا رعشا
وہ کان سنتے تھے جو پاؤں کی آواز
وہ منحنی ہوا ایسا کہ بن گیا ہمزہ
ابھی ابھی تو یہ سب کچھ تھا کچھ نہیں باقی

موجودات عالم میں انسان طرفہ مخلوق ہے جمادات نباتات حیوانات سب اسکے خادم ہیں یہ سب کا مخدوم ہے اس زمانہ کے حوادث کبھی عجیب عجیب پیش آتے ہیں جیسا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا حال مرقوم ہوتا ہے کہ قبل طوفان آنے کے ایک کشتی مختصر پہ سوار ہو کے ایک جانب شکار راہی کے ارادہ سے چلا اثنا سے راہ میں طوفان آیا کشتی طوفانی ہوئی یہانتک

کہ غرق ہوئی اور سواران کشتی بھی دریا برد ہوگئے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی قبل اسکے کہ کشتی غرقاب ہو
دریا مین کودا اور فن شناوری سے خوب ماہر تھا مصروف شناوری ہوا و شبانہ روز اسی عالم مین گذر
گئے ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی جانور دریائی آئیگا اور مجکو نگل لیگا افسوس کیسی بیکسی کا مرنا
ہے کہ مطلق کسی کو خبر نہوگی تجہیز و تکفین کیسی کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کب ہلاک ہوا اب طاقت طاق
ہوئی شناوری کی قابلیت نہ رہی اشک حسرت کا دریا امنڈا زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی ہر
چہار جانب نگاہ کی کوئی ذریعہ نجات کا نہ پایا مجبورانہ جانب آسمان نگاہ کی اور بکمال درد کی آواز سے
کہا اے بیکسان و اے دستگیر فرو ماندگان تو نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچائی
اگرچہ اُس مقرب بارگاہ درگاہ کو پیشتر سے خبردار کر دیا تھا جس بنا پر اُنھون نے کشتی تیار کی
اور اُسی کشتی کے ذریعہ سے جملہ آسیب و طوفان سے محفوظ رہے حضرت یونس علیہ السلام
کو نہنگ نے نگل لیا تھا پھر شکم نہنگ مین کس نے اُس مکرم ذات کی حفاظت کی کہ بار دیگر سلامت
زمین پہ پہونچے اگرچہ مین اس طوفان بلا مین مبتلا ہوگیا ہون بظاہر کوئی ذریعہ نجات کا نہین معلوم
ہوتا تاہم تو ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال کا
میری حفاظت کر اور ساحل عاقبت پر پہونچا کہ یکایک سامنے سے ایک جہاز آتا معلوم ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ کو امید ہوئی کہ جب قریب آجاویگا تو سواران جہاز کو پکارونگا وہ مجکو
جہاز پہ کھینچ لینگے راوی کہتا ہے کہ وہ جہاز دو تاجرون کا تھا ایک کا نام خواجہ جمید اور دوسرے
کا نام کریم تھا دونون آپس مین چچازاد بھائی تھے وہ جہاز بھی طوفانی ہوگیا تھا راہ غلط کی اس جانب
آنکلا تا اینکہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے قریب پہونچا سواران جہاز نے جو شہنشاہ گوہر کلاہ کو اس
دریائے طوفانی مین دیکھا اُن سب نے غل مچانا شروع کیا کہ دیکھو یہ آدمی ڈوبا جاتا ہے اسکو سواران
جہاز اس جوان کے نکالنے مین کوشش کرو شاید اس عمل خیر کے عوض مین ہمارا جہاز صدمات
بحر متلاطم سے محفوظ رہجائے اور راہ ملجائے خواجہ جمید و خواجہ کریم کو خبر کی وہ آئے خواجہ
جمید نے کہا جلد رسی پھینکو اور اس جوان کو دریا سے نکال لو خواجہ کریم مانع ہوا اور کہا جہاز
طوفانی ہوگیا ہے پہلے جہاز کی خبر لینا مقدم ہے یہ جوان نہین معلوم کون ہے کیا عجب ہے کہ اگر دزدان
دریائی سے ہو کیونکہ اسکی شناوری سے معلوم ہوتا ہے کہ غرق نہوگا خواجہ جمید انگشت بدندان ہوا
اور کہا یہ کیا بیہودہ خیال ہے ضرور اس جوان کو دریا سے نکالنا چاہیے شاید تمھارا خیال غلط ہو بالفرض
یہ جوان دزد ہی سہی تو بھی دریا سے نکال لینے کے بعد اختیار باقی ہوگا بار دیگر اسکو دریا مین گرا دینا
غرضکہ رسی پھینکی گئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دریا سے نکالا چونکہ بخارات دریا اثر کر گئے تھے ہر چند
استفسار حال کیا شہنشاہ گوہر کلاہ مین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ کچھ حال بیان کرتا خواجہ جمید
نے بنظر خدا ترسی اُسکا علاج کیا تا اینکہ اُسکے حواس درست ہوئے اپنا حال بیان کیا خواجہ کریم
نے کہا اے جوان ازبسکہ ہمنے تجکو دریا سے نکالا ہے مگر ہم تجھسے عوض چاہتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا میرے پاس کچھ نہین ہے عوض کیا دون ہان یہ ممکن ہے کہ مجکو بازار مین بیچ لے جو میری
قیمت ہو اُسے اس کام کا عوض سمجھ خواجہ جمید پھر مانع ہوا اور کہا اے خواجہ کریم تجکو اسطرح کا لالچ ۱۰

لالچ نہ چاہیے خواجہ کریم نے نہ مانا تا اینکہ وہ طوفان برطرف ہوا جہاز ایک جزیرے کے کنارے پہونچا
سواران جہاز اُس جزیرے مین اُترے خواجہ کریم شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے بازار مین پہونچا اہل بازار
سے کہا مین یہ غلام فروخت کرنا چاہتا ہون خواجہ منصور نامے ایک تاجر تھا اُسے مدت سے ایک غلام
خوشرو کی تلاش تھی جونہین شہنشاہ گوہر کلاہ پر نظر پڑی خواجہ کریم کے پاس آیا قیمت پوچھی خواجہ
کریم نے دو ہزار تومان قیمت ظاہر کی آٹھ سو تومان پر فیصلہ ہوا خواجہ منصور قیمت ادا کرکے شہنشاہ
کو اپنے ساتھ مکان پر لیگیا شہنشاہ خدمت کیا کرتا تھا خواجہ منصور کی ایک دختر پانزدہ سالہ نہایت
خوبصورت وخوش جمال تھی شہنشاہ گوہر کلاہ اُسکو دیکھکے فریفتہ ہوگیا جس کام کی فرمایش کرتی تھی شہنشاہ
بکمال شوق وآرزو اُس کام کو انجام دیتا تھا اُس نازنین کو بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کا خیال پیدا ہوگیا بیشتر تخلیہ
مین موقع پاکے کہتی تھی کہ اگر تجھسے ممکن ہو مجھے اپنے ساتھ لیچل شہنشاہ گوہر کلاہ کو موقع نہ ملتا تھا
اور اکثر کہا کرتا تھا کہ مین بالکل مجبور ہون یہان کی راہون سے نابلد ہون توہی کوئی ایسی تدبیر بتا کہ مین تجھے
یہان سے لیجاؤن کہ مطلق کسی کو اطلاع نہو ورنہ تو ہر طرح محفوظ رہیگی لیکن مین ضرور ہلاک کیا جاؤنگا اور
پھر قیامت پر ملاقات موقوف رہیگی یہ کہتا تھا اور زار وقطار روتا تھا وہ نازنین بھی اُسکے ساتھ رویا
کرتی تھی ایک روز اُس نازنین نے آبدیدہ ہوکے کہا ای جوان اگر تو اسی طرح موقع ومحل کا انتظار کریگا
میری تیری دونون کی ہلاکت کا باعث ہی اور موقع نہ ملیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جرأت کرکے مجھکو لیچل اگر
کسی نے نہ دیکھا فہو المراد بالفرض کسی نے دیکھ لیا اور یہ راز افشا ہوگیا پھر تیری جان کے ساتھ میری
جان ہی اگر تو ہلاک ہو جائیگا مین بھی اپنے کو ہلاک کرڈالونگی مگر اس بارہ مین پیشتر سے تدارک لازم ہی اور
تدارک یہی ہی کہ کوئی کشتی ٹھہرا رکھو تاکہ جسوقت ضرورت ہو فورًا موجود ہو جاسکے شہنشاہ گوہر کلاہ
گیا اور ایک ملاح سے معاہدہ کیا جب شب کو سب اکل وشرب سے فارغ ہوکے بستر خواب پر
دراز ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس نازنین کے خوابگاہ مین پہونچا چونکہ نازنین بیدار تھی اُسکے پانون
کی آہٹ سے ہوشیار ہوئی آہستہ پوچھا کیا خبر ہی جلد بیان کر یہان زیادہ قیام سخت مضر ہی اُسنے کہا
چلو کشتی تیار ہی مین بھی یہان کی توقف کو مخدوش سمجھتا ہون دونون نقب کی راہ سے باہر آئے قریب
دریا پہونچے ملازم کشتی لیے کھڑا تھا اُسنے عورت کو سوار ہوتے دیکھا کہا ای جوان اگرچہ میری تیری
کشتی کا معاہدہ ہوگیا ہی لیکن مین عورت کو شب کیوقت سوار نہین کرونگا تو نے مجھسے پہلے کہدیا
ہوتا مبادا اس عورت کی تلاش ہو تو میرے ہموطن گرفتار بلا ہونگے صرف تجھکو مین سوار کرلونگا پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای عزیز توخواہ مخواہ ہماری منزل کھوٹی کرتا ہی صبح کو تیرے ہموطن کیون
گرفتار بلا ہونگے اُنکو ہمسے کیا تعلق ہی ہرچند شہنشاہ گوہر کلاہ نے منت وسماجت کی ملاح نے نہ مانا
نازنین سے کہا ای آرام جان غضب ہوا ملاح ہمارے اس راز سے آگاہ ہوگیا ہی اگر اسوقت کشتی پہ
سوار نہ ہو جائینگے بالیقین صبح کو قیامت کا سامنا ہوگا

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل ہی لیکن سیر کی فرصت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین
پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہین

وہ نازنین بیتابانہ ملاح کے قدمون پر گر پڑی اور بکمال منت وعاجزی کہا بہادر ہمارے حال پر رحم کر اور اس جوان کے
ساتھ سے جدا نہ کر ملاح کو رحم آگیا دونون کو کشتی پر سوار کیا کشتی روان ہوئی وہان یکایک خبر ہوگئی کہ خوابگاہ

سے تیری دختر غائب ہو گئی خواجہ منصور نے لوگون کو اپنی دختر کی تلاش مین بھیجا ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ تمہاری دختر اُس غلام نوخط کے ساتھ چلی گئی اور براہ دریا گئی ہی خواجہ منصور نے چند کشتیان اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجین اور اپنے ایک عزیز کو بھیجا کہ جسوقت گیسو بریدہ ہاتھ آجا اُسکی کشتی کو الٹ دینا تاکہ وہ دونون بدبخت ہلاک ہو جائین وہ کشتیان تلاش مین روانہ ہوئین تیسرے روز سواران کشتی کو دور سے کشتی نظر آئی کشتیون کو اُسکے تعاقب مین تیز دوڑایا تا اینکہ اُس کشتی کے پاس یہ کشتیان پہونچ گئین دیکھا واقعی خواجہ منصور کی دختر بد اختر اور وہ غلام نوخیز پہلو بہ پہلو بکمال اطمینان بیٹھے چلے جاتے ہین ملازمان خواجہ منصور نے آواز دی کہ ای سواران کشتی تم کہان جاتے ہو ہم آپہونچے دونون نے پس پشت نظر کی ملازمان خواجہ منصور کو پہچانا اُس نازنین نے نفس سرد بھر کے کہا ای جوان ناشاد ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؛ روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ؛ دشمن آپہونچے عنقریب مجھ مین تجھ مین مفارقت ہوتی ہی جس بات کا خدشہ تھا وہی پیش آیا مین دریا مین گر کے اپنے کو ہلاک کرتی ہون تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے کہا ای آرام جان ایسی جراءت ہرگز نہ کرنا بلکہ تو باطمینان کشتی مین بیٹھی رہ مین دریا مین گرتا ہون اس عرصہ مین کشتی خواجہ منصور کی قریب آگئی اُس حور وش نے گھبرا کے اپنے کو دریا مین گرا دیا اُسکا گرنا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے کو دریا مین گرا دیا اور چاہتا تھا کہ اپنی آرام جان کو پانی سے اُٹھا لے لیکن ہر چند تلاش کیا کہین نہ پایا دریا سے زخار تھا ملازمان خواجہ منصور سمجھے کہ دونون زن و مرد دریا مین گر گئے ہین انکا سلامت نکلنا محالات سے ہی واپس گئے اور خواجہ منصور سے تمام حال بیان کیا خواجہ منصور نہایت متأسف ہوا اب اس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنی آرام جان کو دریا مین نہ پایا دریا مین تلاطم زیادہ تھا ایک جانب بہتا ہوا دور تک بہتا ہوا روان ہوا اُس عالم مجبوری مین پھر خدا سے اپنی زندگانی اور رہائی کی مناجات کرنا شروع کی اب تو یہ نوبت ہی کہ غشی طاری ہی کبھی ہوش آتا ہی تو خدا سے دعا مانگتا ہی اور کہتا ہی ؎ ما کار خویش را بخداوند کارساز ؛ بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند ؛ ناگاہ ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر طاقت نہ تھی پہاڑ کو گرفت مین لاتا تھا اور پھر پانی مین آ رہتا تھا بہزار خرابی و دشواری پہاڑ پر پہونچا پہلے تو چند ساعت تک غشی کے عالم مین پڑا رہا جب کسی قدر افاقہ ہوا حواس درست ہوئے محبوب کا خیال آیا زار و قطار رونا شروع کیا اور دل مین کہتا تھا ؎ ای فلک از من عجب نقش غریبی باختی ؛ مین از خود اُس محبوبہ آرام جان پر فریفتہ ہونے نہین گیا تھا تو نے خود وہان تک پہونچایا اور اُس محبوبہ آرام جان کو دکھایا اُسکی مفارقت مین میرے دل کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا ہنوز اُسکے وصل سے بہرہ مند بھی نہونے پایا تھا کہ یکایک اس طرح مجھسے اُسکو چھڑایا کہ مدت العمر اُس سے ملاقی ہونے کی امید نہین ہی لعنت ہی اور خاک ہی اس دنیا سے دنی پر پھر اپنی جگہ سے اُٹھا اور بالائے کوہ پہونچا تو ایک قطعہ خوش نظر آیا دیکھا ہر چہار جانب سبزہ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر طرف نہرین اور آبشارین جاری ہین سرتاسر صنعت باری وہان کی سیر کو بہت دل چاہا مگر طاقت رفتار نہ تھی مزید بران مفارقت محبوبہ آرام جان کا خیال دل کو پژمردہ کیے ہوئے تھا وہان کا لطف و بہار نظر مین خار معلوم ہوتا تھا درختان میوہ دار بھی گوہر

سے تختے کشتان درخت انار کے پاس پہونچا چند انار توڑے سایہ درخت مین بیٹھ
کے انار کھائے جان مین جان آئی اور اُٹھا اور ایک طرف خراماں خراماں سیر کرتا ہوا
نگہ یا دمحبوبۂ آرام جان مین آبدیدہ روانہ ہوا جسقدر بڑھتا تھا اُسی قدر زیادہ تر بہار نظر آتی تھی
دفعتاً دور سے ایک شیر نظر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ بہت گھبرایا مگر پھر خیال آیا کہ خوب ہوا اگر
یہ شیر مجکو ہلاک کرے تاکہ اس مصیبت سے رہا ہو جاؤن اس خیال مین قدم آگے بڑھایا
پھر سوچا کہ یہ کیا حماقت ہے خودکشی کی ممانعت ہے از خود اسکے پاس کیون جاؤن اگر خود ہی یہ
مجھے دیکھ کے حملہ آور ہو تو مضائقہ نہین ہے یہ سوچ کے زیر درخت استادہ ہوا اور منتظر
رہا کہ وہ شیر مجھے دیکھے اور حملہ آور ہو چند ساعت تک اسی انتظار مین مقیم رہا اُس شیر نے بھی
شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیکھا مگر حملہ نہ کیا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اسنے مجکو
دیکھا نہین اور چند قدم آگے بڑھا اور زیر درخت متوقف ہوا اُس شیر نے بھی اپنی جگہ سے حرکت
نہ کی اب خیال آیا کہ شاید گرسنہ نہ ہو گا ہنگام گرسنگی مین مجھپر حملہ کرے گا اس خیال سے ایک شبانہ
وہان توقف کیا ایک شیر کا ہر وقت سامنا مگر اُس شیر نے نہ اور طرف جانے کے واسطے
حرکت کی اور نہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب جھپٹا جب تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو بہت تعجب ہوا
اور آگے بڑھا قریب اُسکے گیا پھر اُسنے شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب اعتنا نہ کی پھر تو
شہنشاہ گوہر کلاہ نے اُس شیر سے قطع نظر کی اور آگے بڑھا پھر ایک مقام پر دیکھا کہ ایک
فیل مست کھڑا جھوم رہا ہے اور آواز مہیب چیخ رہا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہان بھی توقف
کیا اور چاہتا تھا کہ یہ فیل مست مجکو ہلاک کرے تادیر پھر یہ وہان بھی متوقف رہا اُس ہاتھی
نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب التفات نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے دل مین
طرح طرح کے خیال پیدا ہونا شروع ہوئے مگر پھر خیال آیا کہ شاید یہ کوئی کارخانۂ طلسم نہو
کیونکہ پیشتر شیر سے دوچار ہوا اُسنے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حالانکہ مین اُسکے قریب پہونچ
گیا اب اس فیل مست کا اُسی طرح کا واقعہ روبکار ہے ؎ شعر ؎ جسنے کہ تاکید کار جہان
مین آشکار اسپہ دار و نہان آگے قدم بڑھایا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک کرگدن
دکھائی دیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اور تیز قدم بڑھایا کرگدن کے قریب پہونچا اُسکو بھی اپنی
طرف متوجہ نہ پایا اور آگے بڑھا ایک قصر رفیع مین پہونچا اندرون قصر باغ ہمیشہ بہار
واقع ہے جسکی سرسبزی اور تازگی دل و جگر مین خنکی پیدا کرتی ہے آنکھ بند ہوئی جاتی ہے قریب
اُس قصر کے دریا جا رہی ہے اور قصر و باغ کی تعریف اسطرح بیان کیجاتی ہے سنگ سفید سے جو بنا ہے قصر نشان

ایسا چمک رہا ہے بجلی سے یہ مکان
ہر گوشے پر کلس ہے مین جو منار کے
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس
ہلتی ہین ڈالیان بھی ہر گل ہے جلوہ نما
گلنار لالہ و گل نسرین و نسترن

جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
چارون طرف فوارے کی خوبی دوچار ہو
ہوتا ہے شاد جسمین جو کرتا گذار ہے
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے
فوارے چھٹ رہے ہین وان جو بہار ہے

دروازہ پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
ہر سو دن تک آسمین بیٹھ تو ہو فرحت اس
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا
رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن
ہے چھائی ہوئی اُس سرو کی سبزہ بہار

گل کھل رہین حوض مین پانی چھلک رہا | ہر جا صدا بلبل صوت ہزار ہو | شہنشاہ گوہر کلاہ اُس عمارت

و باغ سرسبز کو دیکھکے بہت خوش ہوا اندرون قصر بارہ دری مین بیٹھا جو فرش و قالین شیشہ آلات
وغیرہ جملہ سامان زینت و آرایش سے سجی ہوئی تھی تھکا ماندہ بہت تھا غنودگی غالب ہوئی بیخبر
سو گیا اور اسقدر سویا کہ دن گذر گیا جب کسی قدر رات بھی آئی اُسوقت آنکھ کھلی جس طرح
دن کو وہ بارہ دری آراستہ دیکھی تھی اُسی طرح شب کو انواع اقسام کی روشنی سے جگمگ کرتا
ہوا پایا اور کوئی متنفس وہان نہ دیکھا کہا نہیں معلوم یہ کسکا مکان ہی جسکا اسوقت تک پتہ نشان
نہین طرفہ تر یہ کہ حالت بیخبری مین یہان روشنی بھی ہو گئی اور روشنی کرنے والے نے مجھے نہ جگایا
کچھ دیر تک بارہ دری کی روش کا تماشا دیکھا کیا بعدہ کچھ توحش طبیعت مین پیدا ہوا بارہ دری
سے صحن مین آیا سنگ مرمر کا صفہ وسط صحن مین واقع تھا جسکے گرداگرد انواع انواع اقسام کے
گلہاے خوشرنگ کے درخت واقع تھے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس صفہ صاف و سفید پر آکے
بیٹھا کبھی اُس قصر عالیشان کی سجاوٹ اور روشنی کی کثرت اور چمن کی تازگی و لطافت دیکھتا اور کبھی
سوے آسمان سر اُٹھا کے آسمان اور تارون کی کیفیت دیکھتا اور کہتا تھا ای خداے زمین و
آسمان وای خالق و مالک ہر دو جہان تو نے دنیا مین عجیب عجیب طرح کی کیفیتین پیدا کی ہین اور
طرح طرح کی صنعتین دکھائی ہین جس سے انسان خاکی بنیان کی تو کیا طاقت ہی فرشتہ تک کی عقل
حیران ہوتی ہی تا ہم

قطعہ

تو وہ سر ٹپکتے ہی رہتے مدام
کہ ہی سارے عالم کی جسمین کھپت
زمین پر گئین کتنی نسلین گذر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
نہ دورہ نہ منظر نہ کوئی شگاف
جدھر دیکھیے اُس طرف بند ہی
بنایا ہی کیا دست قدرت نے گول
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے
چراغ ایسے روشن جو ہین تیل بن
زمین سے بھی ہین انمین اکثر بڑے
جداگانہ رکھتے ہین اپنا مدار
بندھے ہین ہم سخت زنجیر سے
عجب تو نے باندھی ہی یہ باگ ڈور
لگاتے ہین چکر اُسی باگ پر
سدا رچال کا ایک انداز ہی
بنا ایک ہی اور رستا دایک

اگر تیری قدرت کی کاریگری
طلب مین سٹکتے ہی رہتے مدام
یہ سقف کہن ہی ابھی تک نئی
رہی اسکی ہیبت پہ سب کی نظر
عجب ہی یہ خیمہ رسن ہی نہ چوب
اِدھر سے اُدھر تک ہی میدان صاف
عجب قدرتی شامیانہ ہی یہ
چمن ہی نہ جھجری نہ سلوٹ نہ جھول
نظر آ رہے ہین عجب شان سے
یہ تیری قدرت کے سب کھیل ہین
نظر ہین جو اسنے سے آتے ہین یہ
نہین جانتا کوئی اسکے شمار
وہ زنجیر کیا ہی کشش باہمی
ملا سب کا رہتا ہی آپسمین زور
ہر ایک کے لیے ایک معین ہی دور
نہ گھٹتا نہ اُسکا نہ آہستہ نہ آہ اُس سے
ہر ایک جیسے ذرہ سے تا آفتاب

نہ کرتی سمجھ تو بسر کر رہی ہی
بنائی ہی تو نے یہ کیا خوب چھت
اسے دیکھتی یون ہی دنیا گئی
اسے سب نے پایا اسی ہنگ پر
ہمیشہ مصفا ہی بے رخنہ و روب
کہین جوڑ ہی اور نہ پیوند ہے
نظر کی پہونچ کا ٹھکانا ہی یہ
یہ تارے جو ہین آتے جاتے ہو
ہین لٹکے ہوئے سقف ایوان سے
ہین یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے
بہت دور چسپکر لگا رکھے ہین یہ
یہ قائم ہین تیرے ہی لنگر سے
نہ اُسمین خلل ہو نہ بیشی کمی
یہ سب لگ رہے ہین اُسی لاگ پر
وہی اک وتیرہ وہی ایک طور
ہی ان سب کا آئین ایجاد ایک
بلا شبہہ رکھی ہے یکسان حساب

ہین ذرون مین خورشید کے ہے مثال ✦ ہے خورشید بھی ذرہ کائنات ✦ اسکے بعد یکایک محبوب آرام جان کا خیال بندھا آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا افسوس یہ مقام فرحت افزا اسوقت مجکو نصیب ہوا کہ جب وہ محبوب آرام جان میرے پاس نہین ہے یہ تمام لطف و بہار میری نظر مین خار معلوم ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے نظم

جام شراب و دیدۂ پرنم سے کم نہین
زیبا ہے رو سے زرد پہ کیا اشک لالہ گون

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت لقا
اپنی خزان بہار کی موسم سے کم نہین

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی خیال مین مبتلا ہوا کہ آخر مین کس مقام مین آیا ہون اب کس سے اس حال کو دریافت کرون کہ یکایک پھر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سو گیا عالم خواب مین بالا سے ہوا سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ یہان تیرا زیادہ قیام کرنا مناسب نہین ہے اب سیر باغ سے اپنے دل کو بہلا چکا ہے اب کیا ہے کہ یکایک دفعتاً گھبرا کے آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا ہر چہار جانب نگاہ کی پھر کسی کو نہ پایا پھر تو بجائے خود خیال کیا کہ اب یہان زیادہ توقف کرنا اچھا نہین ہے ناچار شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مکان فرحت افزا سے باہر آیا اور ایک جانب چلا جاتا تھا راہ مین جسطرف نظر کرتا تھا سبزہ زار نظر آتا تھا کئی روز اس راہ روی مین گذر گئے شہنشاہ گوہر کلاہ کے پانون پر ورم ہو گیا حتے کہ راہ طے کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اور قیام کرنا اس وجہ سے نہ ممکن تھا کہ وہان کوئی مقام قیام کرنے کے قابل نہ تھا پھر ایک درخت گنجان کے سایہ مین جا کے قیام کیا ہوا سے سرد سے راحت معلوم ہوئی بیخبر سو گیا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہے ہزار ہا دیو زاد دست بستہ راست و چپ اپنے اپنے عہدے سے پیشتہ مین بیٹھے وہ ہزار عالم سرنگون کرسیون ڈنگلون پر اپنے اپنے عہدون کے موافق بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت یاقوت نگار پر ایک مرد نقاب دار الماس پوش بہزار شوکت و شان و احتشام با لاکلام بعد تمکین رونق افروز ہے شہنشاہ گوہر کلاہ پر اُس نقاب دار الماس پوش کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مقام پر قیام کی تاب نہ لا سکا مگر پھر خیال آیا کہ اگرچہ یہ مرد معظم تخت نشین عالی منزلت والا مرتبت ہے تاہم یہان سے چلے جانے کی کیا وجہ ہے کہ یکایک اب اُس نقاب دار الماس پوش نے نظر اُٹھا کے شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب دیکھا ہنوز کچھ پوچھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنا فخر سمجھ کے باادب تمام آداب بجا لایا اور کہا مین شہنشاہ بن بدیع الملک ہون میرے پدر معظم والا مرتبت نے بہ نیت طلسمات جہان کو شکست کیا ہے میری کیفیت یہ ہے کہ کشتی میری دریا مین طوفانی ہوئی کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی حتے کہ کشتی غرق ہوئی اور میرے ہمراہی بھی غرق ہو گئے مجکو فن شناوری مین ملکہ تھا عرصہ تک اُس دریا سے بحر ذخار مین شناوری کرتا رہا جب اُس طوفان بلا سے نجات پائی ایک تاجر نے مجکو بازار مین فروخت کیا ایک تاجر خواجہ منصور نام نے مجکو خرید کیا اُسکی ایک دختر پانزدہ سالہ تھی مین اُسپر فریفتہ ہو گیا اُسکی وجہ سے پھر اُسی دریا کے بحر ذخار مین غرق ہونے کی نوبت پہونچی بارے کچھ رشتۂ حیات باقی تھا جو یہانتک پہونچا اب یہان طرفہ واقعات پیش نظر ہوئے

جو عقل مین نہین آسکتے مین نے اپنے خیال مین یہ فیصلہ کیا ہی کہ ضرور یہ کوئی مقام طلسمی ہی واللہ اعلم
یہ میرا خیال صحیح ہی یا غلط لقا بدار الماس پوش نے متبسم ہوکے کہا ای جوان والا قدر یہ سب
کچھ تو تو نے بیان کیا مگر یہ حال نہ بیان کیا کہ تیری محبوبہ تیرے ہمراہ آئی تھی اُسکا کیا حال ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہوکے کہا ای عالی منزلت و والا مرتبت اُسکا حال تو نہایت
قابل افسوس ہی مین اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کرتا ہون کہ کیون اُسے اپنے ہمراہ لایا جو اُسکی
ہلاکت کا سبب ہوا سچ تو یہ ہی کہ مین نے اُسکی جان لی اور یہ بھی مین اپنے یقین سے کہ سکتا ہون
کہ اُسکے ساتھ مین نے بھی اپنے کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر کیا کرون کہ میرا رشتہ حیات ابھی تک
باقی تھا جو ابھی تک بقید حیات ہون تاہم اُسکی غم مفارقت مین میرا یہ حال ہی شعر
ظاہر مین گو کہ بیٹھا ہون لوگون کے بیچ مین ۔ پر یہ خبر نہین ہی کہ مین کون ہون کہان ہون ۔ پھر اُس مرد بزرگ نے کہا ای
جوان ان جملہ حالات سے مجکو خبر ہی لیکن اسقدر فہمائش کرنا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ لذات
ظاہری دنیا کے ایسے قبیل کے ہوتے ہین کہ انسان معرض ہلاکت مین آجاتا ہی اور کوئی چارہ
کار نظر نہین آتا اگر کچھ سمجھ رکھتا ہی تو اس واقعہ سے سبق لے تاکہ بار دیگر ایسی غلطی ظہور مین نہ
آئے شہنشاہ گوہر کلاہ سرنگون یہ تمام تقریر اُس لقا بدار الماس پوش کی سنتا رہا بعدہ پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای عالی منزلت و والا مرتبت اب یہ بھی ارشاد ہو کہ حضور کون ہین
لقا بدار الماس پوش نے کہا ای جوان تو نے مجکو نہین پہچانا مین ہون سلیمان علیہ السلام
بندۂ خداوند دو جہان واقعی یہ مقام طلسم ہی جسکو مین ہی نے ترتیب دیا ہی راہ مین تجکو بیشتر درندے
دکھائی دیے ہونگے وہ بھی متعلقات طلسم سے تھے اور یہ طلسم کو خائف کرنے کی غرض سے جا بجا مقرر
کیے گئے ہین مگر کسی کو گزند نہین پہونچاتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا نام اس طلسم کا ارشاد ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اسکا نام طلسم چراغان سلیمانی ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے
عرض کی کہ حضرت اب تو مین اس مصیبت و زحمت سے تنگ آگیا ہون کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو کہ مین
اس بلا سے نجات پا جاؤن حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تجکو خوشخبری دیتا ہون کہ یہ طلسم
خاص تیرے ہی ہاتھ سے فتح ہوگا اس طلسم مین چالیس ہزار پری اور سردار ہونگے اور خزانہ بیشمار ہین اور
بارگاہ گلستان ارم فاتح طلسم کے واسطے مقرر ہی ہمت کو چست ارادہ کو درست رکھ خداوند عالم مددگار ہی
ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ۔ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو ۔ ایک بادشاہ نے ایک حکیم سے
پوچھا کہ وہ کون چیز ہی جس سے انسان ہر ایک انسان کی نظر مین معزز و محترم معلوم ہوتا ہی کہا وہ ہمت
چست و ارادہ درست ہی بلکہ بادشاہ کا مدار حکومت پر بھی موقوف ہی ظاہر ہی کہ انصاف و انتظام
کا مدار سلطنت پر اور سلطنت کا لشکر پر اور لشکر کا آبادی پر اور خزانہ پر خزانہ کا ملک کی آبادی پر ہی اور
ملک آباد کبھی نہین ہوتا جبتک کہ بادشاہ صاحب ہمت چست و ارادہ درست نہین ہوتا ہی کچھ
شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا بہتر ہی اچھا راستہ ہو لیے انہوا و لیے اب فتح طلسم کے متعلق
جو کچھ مناسب ہو ارشاد فرمایا جاوے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ای جوان مطمئن رہ شب
کے وقت اس کوہ پر شکوہ پر روشنی چراغان نظر آئیگی وہ روشنی اس طرح کی ہوگی کہ کبھی تیری نظر سے نہ گذری

ہوگی یکایک خواب کا غلبہ تجھپر ہوگا کیونکہ اُس روشنی کی خاصیت یہی ہے پس اُس غلبۂ نوم مین اپنے
سر کو نشیب کے جانب رکھنا اور پانون کو بلند کرنا جب صبح ہوگی اپنے کو کوہ سے ایک مقام
بلند مین دیکھیگا وہان ایک درخت چنار کہنہ ہوگا جسکے تنے کے گرد پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے
اُسکے روبرو چشمہ شیرین جاری ہے تو فوراً برہنہ ہوکے اُس چشمہ مین غسل کرنا اس طرح کہ تمام اعضا
مین بخوبی پانی سرایت کر جائے پھر اُس چشمہ سے باہر آنا پھر زیر درخت اسقدر توقف کرنا کہ جسم
کا پانی بخوبی خشک ہوجائے پھر کپڑے پہننا اور وضو کرنا اور اُس چبوترہ پر بکمال خضوع وخشوع
دو رکعت نماز پڑھنا بعد فراغ نماز دو زانو چبوترے پر بیٹھ کے اس اسم کو جو مین بتاتا ہون پڑھنا
شروع کرنا جب سات مرتبہ پڑھ چکے دستک دینا تھوڑی دیر تک توقف کرنا مگر درخت کی طرف
اگر درخت شق ہوجائے فبھا المراد ورنہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنا اور باواز بلند فریاد کرنا کہ اے
برہان حبشی کہان ہے اب اس طلسم کے فتح ہونیکا وقت قریب آپہونچا ہے جلد آ یکایک درخت
کہنہ کا تن شق ہوجائے گا اور ایک مرد سفید پوش با صورت نورانی نمودار ہوگا اُسکو سلام کرنا اور
یہ اُس سے کہنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھکو لوح طلسم چراغان کے لینے کیواسطے
بھیجا ہے لہذا بہت جلد لوح طلسم چراغان کی میرے حوالے کر دے اے جوان سعادت نشان
تیری اس تقریر سے برہان حبشی متعجب ہوگا اور وہ تجھسے پوچھیگا کہ کس نشان سے مین سمجھون
کہ تجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوح طلسم چراغان کے لینے کے واسطے بھیجا ہے کہنا نشان
یہ ہے کہ بادشاہ طلسم کی دختر پر تو فریفتہ ہے جسکا نام ملکہ دلشاد بانو ہے برہان حبشی تجھسے پوچھیگا کہ اگر
کلید فتح طلسم چراغان کی تیرے حوالے کر دون اور تیرا کام حسب مراد انجام پا جاوے گا تو تجھکو
اس خدمت کا کیا انعام دیگا تو کہنا کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی کے ملکہ دلشاد بانو کو تیرے
حوالے کر دونگا یہ سنکے وہ برہان حبشی جائے گا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک صندوق لائیگا
اور کہیگا کہ اسمین کلید طلسم چراغان سلیمانی موجود ہے اگر تو فاتح طلسم فرستادۂ حضرت سلیمان
علیہ السلام ہے تو اس صندوق کو کھول کہنا کہ مین اس صندوق کو نہ کھولونگا تو خود اسے کھول اے جوان
خوب یاد رکھنا کہ ہر چند وہ برہان حبشی تجھسے اصرار کریگا مگر تو ہرگز اپنے ہاتھ سے اُس صندوق
کو نہ کھولنا وجہ اسکی یہ ہے کہ بوقت وا ہونے اُس صندوق کے ایک برق عظیم پیدا ہوگی جو شخص
اُس صندوق کو کھولیگا وہ فوراً اُس برق سے جل کے خاک سیاہ ہو جائے گا پھر بعد سوختہ
ہو جانے برہان حبشی کے صندوق مین سے لوح طلسم چراغان سلیمانی دستیاب ہو جائے گی
پھر بعد دستیاب ہونے لوح طلسم چراغان سلیمانی کے اور بھی طلسم کا نشان ملیگا جسکا نام طلسم
سیماب ہے اور بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی اُس طلسم کی خبر لینا کیونکہ تیرا پدر معظم والا قدر جسکا
نام شاہزادہ بدیع الملک ہے وہ طلسم سیماب مین قید ہے منجملہ فرائض کے ایک فرض یہ بھی ہے کہ
شاہزادہ بدیع الملک کو اُس طلسم سیماب سے رہا کرا اور جو کچھ لوح طلسم چراغان سلیمانی
مین مرقوم ہے اگر اُسکے موافق عمل کریگا ضرور اپنی مراد کو پہونچیگا یکایک خواب سے آنکھ کھل
گئی حیرت ہوئی کہ یہ کیا خواب تھا جو مین نے دیکھا مگر پھر فتح طلسم چراغان سلیمانی کے لیے مستعد

ہوا بموجب فرمانے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل کیا یہانتک کہ برہان جنی سپید پوش نمایان ہوا برہان جنی نے کہا تو کون ہو شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا مین ہون شہنشاہ گوہر کلاہ نام فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام طلسم چراغان سلیمانی کے فتح ہونے کا وقت آگیا ہو اب لوح طلسم چراغان سلیمانی میرے حوالے کردے برہان جنی نے نشان مانگا شہنشاہ گوہر کلاہ نے نشان دیا برہان جنی صندوق لے آیا اور کہا ای جوان یہ صندوق حاضر ہو شوق سے لوح طلسم اسمین سے نکال لے لیکن یہ خیال رہے کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی میرا مطلب فوت نہونے پائے شہنشاہ گوہر کلاہ نے اقرار کیا لیکن باوجود اصرار کے صندوق اپنے ہاتھ سے نہ کھولا بلکہ برہان جنی نے کہا یہ خدمت میرے متعلق تھی جو مین صندوق لے آیا لیکن صندوق کے کھولنے کا مین ذمہ دار نہین ہون ہرچند کہ کسی طرح کا مضائقہ نہین ہو لیکن غیر متعلقہ کام مین کیون دخل دون جب تو شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای برہان جنی اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہو جیسا کہ تو بیان کرتا ہو لیکن مجکو حضرت سلیمان علیہ السلام بانی طلسم نے یہی حکم دیا ہو کہ صندوق برہان جنی سے کھلوانا اس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ خدمت بھی تیرے متعلق ہو ای برہان جنی اب مین تجھسے کہتا ہون کہ اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہو لیکن میری خاطر سے اس صندوق کو کھولدے اگر تو ملکہ دلشاد بانو کو لینا چاہتا ہو اگر تو انکار کرے گا تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ صندوق تو ہر طرح کھل جائیگا لیکن تیری مطلب برآری مین مجبور ہونگا یہ سن کے برہان جنی متامل ہوا بعدہ کہا ای جوان اگر تیری خواہش یہی ہو تو مین تیری مرضی کے خلاف نہین کرسکتا ہون یہ کہکے برہان جنی نے صندوق پر ہاتھ رکھا بس اسکا پٹ اٹھنا تھا کہ ایسی برق پیدا ہوئی کہ برہان جنی جل کے خاک سیاہ ہوگیا ہوا سے آسمان سے آواز آئی کہ ای جوان فاتح طلسم چراغان سلیمانی تو نے مجکو ہلاک کیا مجکو یہ حال معلوم نہ تھا ورنہ مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرتا افسوس صاحبان طلسم نے پیشتر سے مجھے اس رمز سے آگاہ نہ کیا تھا خیر اب تو جو کچھ ہوتا تھا ہوا شہنشاہ بن شاہزادہ بدیع الملک نے اُس صدا کا کچھ جواب نہ دیا اُس صندوق کے پاس گیا اُس صندوق مین دو لوحین رکھی ہین ایک طلائی ہو اور دوسری نقرئی ایک جانب صندوق مین تیس عدد پارہ سنگ اور ایک فلاخن رکھا ہو جانب لوح نقرئی لکھا تھا ای فاتح طلسم چراغان سلیمانی مبارک مبارک کہ تو بخیر وخوبی یہانتک پہونچا تجکو ہدایت کی جاتی ہو کہ تو اس فلاخن کو لے کے اس درخت کہنہ کی بلندی پر جا اور جو اسم کہ پشت لوح پر مرقوم ہو پڑھنا شروع کر اور ایک جانور عجیب الخلقت ظاہر ہوگا اُس مرغ سے بخندہ پیشانی پیش آنا مزاج پوچھنا وہ کہے گا تو کیا خبر خوش میرے واسطے لایا ہو تم کہنا کہ خبر خوش تجھے لانے بیا ہو مگر خیر مین تجھے اس بات کی خوشخبری سنائے دیتا ہون کہ تیرے دشمن جان یعنے برہان جنی کو مین نے ہلاک کیا اگر تجھے اپنے دشمن کے ہلاک ہونے مین کسیطرح کا شک باقی ہو بس یہ لوح طلسم میرے پاس موجود ہو مجھے دروازہ طلسم پر پہونچا دے شہنشاہ حسب ہدایت لوح طلسم چراغان اُس درخت پر گیا اسم مرقومہ کو پڑھا ایک جانور نمایان ہوا جسکا تن و توش بلا مبالغہ ہاتھی سے بھی زیادہ تھا صاحب سلامت ہوئی اُس جانور نے خبر خوش پوچھی شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح

لوح طلسم اس سے کلام کیا اسنے کہا ای جوان مجھکو یقین نہین کہ بریان جنی ہلاک ہوگیا شہنشاہ نے وہ لوح دکھائی او
کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی یہ لوح طلسم موجود ہی مجھے دروازہ طلسم چراغان پر لے چل جب لوح کا نام سنا بہت حیران
ہوا کہا ای جوان اگرچہ بریان جنی کے ہلاک ہونے سے مین خوش ہوا لیکن طلسم چراغان کی شکست مجھکو ناگوار ہی مگر
حکم بانیان طلسم کی تعمیل مین مجھے عذر کیا ہو سکتا ہی خیر ہرچہ بادا باد آ میری پشت پر سوار ہو شہنشاہ بن بدیع الملک
دوڑ کر قریب جا کے اس کی پشت پر سوار ہوا وہ مرغ عظیم الجثہ شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے بالا ہوا روانہ
ہوا شہنشاہ بالاے ہوا سے عجائبات زمین کی سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا جب خیال مین توحش پیدا ہوتا تھا کہ مین
کہان اور یہ بلندی آسمان کہان نہین معلوم یہ جانور کس سمندر یا پہاڑ یا صحرا لے دیران مین لیجا کے پھینک دیگا
وقتا اس خیال سے وہ توحش دفع ہو جاتا تھا کہ فتح طلسم کیواسطے ایسے واقعات تعجب خیز نہین بدیع معظم کو برابر ایسے
واقعات پیش آئے طرح طرح کی زحمتین اٹھانا پڑین تب طلسمات کو فتح کرکے نام آوری حاصل ہوئی خدا کے ہاتھ مین
اگر کسیطرح کا جان کا خطرہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیون نہ مطلع فرماتے کہ ع کار خویش را بخداوند کار ساز
سپردہ ایم تا کرم او چہا کند ع کہ جانور شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے ایک نشیب مین پہونچا عجیب حیرت انگیز تماشا
دیکھا نقشہ ان کی وسعت میدان جس مین ایک عمارت اسقدر بلند ہی کہ معلوم ہوتا ہی ہر ایک کنگرہ فلک اول
سے جا ملا ہی دیوارین بلورین آسمین عقیق سرخ و زمرد کی پچی کاری تمام دریچے اور دروازے چوب صندل اور عاج و آبنوس
کے جن پر انواع اقسام کی صناعی و نقاشی کی ہی یاقوت و زمرد و الماس اور فیروزہ کی کیلین پردہ ہاے زربفت آویزان
ایک جانب اس عمارت کے بہت بڑا ایک تالاب واقع ہی جسکے زینے سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کے ہین
ان پر بھی رنگ کی مناسبت سے رنگارنگ سنگہاے قیمتی کی پچی کاری ہی اور صنعت پر اسکے نہر
جاری ہوتی ہی پانی مین ہر رنگ کی مچھلیان چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہین ان کی کیفیت سے خدا کی قدرت نظر آتی
ہی اس طائر عظیم الجثہ شائستہ نام نے شہنشاہ کو اس تالاب پر لیجا کے اپنی پشت سے اتارا شہنشاہ نے
کہا ای شائستہ دوست مین تیرا کمال مشکور ہون کہ تو نے مجھکو یہان تک پہونچایا اور وہ سیر دکھائی جو
کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی مگر اب یہ بھی بتا کہ یہ کون مقام ہی اور یہ تالاب کیسا ہی جہان مجھے پہونچایا ہی
اسنے کہا ای جوان تو میرا کیا مشکور ہوگا مین خود تیرا ممنون ہون کہ تو نے بریان جنی کو ہلاک کیا آگاہ ہو کہ یہ
تالاب خاص مقام طلسم ہی طلسم کی راہ اسی تالاب مین واقع ہی شہنشاہ نے کہا سبحان اللہ عجب بات کہی
کہ راہ طلسم اسی تالاب مین ہی اگر خشکی کا مقام ہوتا تو مین کچھ جرات بھی کرتا پانی مین مین کیا کر سکتا ہون معلوم
ہوتا ہی تو مجھسے مذاق کرتا ہی اسنے کہا مجھکو مذاق سے کیا کام مین متعلقان طلسم سے ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ کسی سے
مذاق کرون اگر تو چاہتا ہی کہ حال طلسم بخوبی حالی ہو جائے ایک پتھر اٹھا کے اس تالاب مین پھینک پھر دیکھ
کہ قدرت خدا اور بانیان طلسم کی صنعت کا کیا جلوہ نظر آتا ہی اور میرے مذاق کا بھی حال دریافت ہو جائیگا
شہنشاہ بن بدیع الملک کو اور بھی حیرت نے گھیرا کہا مہربان مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہی خود ہی کیون نہ ایک پتھر
پھینک کے مجھے تماشا دکھا دے اس نے کہا ای جوان یہ کام میرا نہین ہی بلکہ فاتح طلسم کا یہ کام ہی خائف کیون ہوتا ہی
جو مین کہتا ہون اسپر عمل کر شہنشاہ نے اسکے کہنے سے پتھر اٹھایا تالاب مین پھینکا دفعتا آب تالاب جوش
خروش مین آیا موج بڑہا بالا کے آسمان سے ایک ابر نہایت مہیب وہان پہونچا برق چمکنا شروع ہوئی ایک
لحظہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا دم گھبراتا تھا ہر بار دل مین کہتا تھا کہ

کیا بلا نازل ہوئی ہیں ایسی طلسم کشائی سے باز آیا اگر مجھکو پیشتر سے یہ معلوم ہوتا ہرگز فتح طلسم کے واسطے راضی نہ ہوتا خدا
جان بچائے صحیح و سلامت گھر پہونچائے بظاہر تمام آثار بد نظر آتے ہیں یہ معظم کا کیا دل و جگر ہے جنھوں نے متعدد
طلسم فتح کیے اور کبھی ہمت نہ ہاری ہیں ایسی ہمت سے باز آیا ہنوز اس خیال میں بیٹھا تھا دفعتاً ایک صدا اسکے
مہیب نہایت پرشگاف پیدا ہوئی شہنشاہ کے دل میں اور بھولا ہوا دست و پا میں رعشہ پیدا ہوا اسیح نہ اور میان تالاب
سے فوارہ آتشی پیدا ہوا عمارت کے پردے اٹھ گئے دروازے کھل گئے شہنشاہ بن بدیع الملک نے دیکھا
اسقدر شمعیں قندیلیں فانوس چراغ اس عمارت میں روشن ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے اور ہزارہا پریزادان
نو روبیل اور راجہ اور دیوان فیلتن کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے ہیں ان پریزادوں کا یہ حال ہے کہ جو قسم ذکور سے
ہیں ایک طرف صف بستہ استادہ ہیں اور جو قسم اناث ہے وہ بیس بیس پچیس پچیس علحدہ علحدہ حلقہ کیے
مصروف رقص و نوا ہیں کسی حلقہ میں یہ اشعار میر کے گائے جاتے تھے ٭ غم رہا جبتک کہ دم میں دم رہا ٭
دم کے جانے کا نہایت غم رہا ٭ حسن تھا اسکا زبس عالم فریب ٭ خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا ٭ میرے رونے
کی حقیقت جسمیں تھی ٭ ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا ٭ قیس لیلی کو کہتے ہیں سیاہ ٭ جسمیں مجنون کا سدا ماتم رہا ٭
صبح پیری شام ہونے آئی میر ٭ تو نہ چیتا یاں بہت دن کم رہا ٭ کہیں غالب کے یہ اشعار گائے جاتے تھے ٭ یہ
نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا ٭ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ٭ یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست
ناصح ٭ کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا ٭ غم اگرچہ جانگسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے ٭ غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار
ہوتا ٭ تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا ٭ کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا ٭ کوئی میرے جی سے پوچھے ترے تیر
نیم کش کو ٭ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ٭ ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا ٭ کہ خوشی سے
مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا ٭ یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب ٭ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ٭ کسی حلقہ
میں یہ اشعار ذوق کے گائے جاتے ہیں ٭ یہ آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا ٭ تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا ٭
آتا کیوں مصر میں کنعان سے نکل کر یوسف ٭ جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا ٭ چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی
بسمل بفوق ٭ دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا ٭ آپ آئینۂ ہستی میں ہے تو اپنا حریف ٭ ورنہ یہاں کون تھا
جو ترے مقابل ہوتا ٭ ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم ٭ رکھکے خنجر پہ گلا آپ وہ بسمل ہوتا ٭ سینۂ چرخ میں ہے
اختر اگر دل ہے تو کیا ٭ ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا ٭ کسی جا یہ اشعار گائے جاتے تھے ٭ جو نہ رنگ
رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا ٭ تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا ٭ جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے تری خوبی ٭ کہ جو تو نہ
خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا ٭ یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی ٭ تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا ٭
تری بزم میں تو جاتا کہ تجھے بھی لو پہونچتی ٭ جو پڑا نہیں تھا دل کو جلانا تو بلا سے عود ہوتا ٭ مقام صدر میں ایک تخت گوہر نگار
بچھا ہے پروشاہ پریزاد الماس پوش بیٹھی ہے اسکے راست و چپ جواہر نگار اور مرصع کار و نگلون کرسیوں پر نہایت معزز و
محترم پریزادیں بلباس ہائے زرق و برق از سر تا پا زیور جواہر میں غرق سکوت میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہیں اور
گانا سن رہی ہیں چند چند ساعت کے بعد ایک پریزاد گلرو عنبر مو سنبل مو آتش خو اپنی جگہ سے بہزاراں ناز و انداز دلبری و
دلربائی اٹھتی ہے صراحی مرصع کار سے جام بلوریں مملو کر کے ہر ایک پریزاد کو دیتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے کبھی کبھی
چہلیں ہوتی ہیں اس تماشائے عجیب کے دیکھنے سے شہنشاہ کو حیرت کا عالم طاری ہوا وہ جو تردد طبیعت تھا
یکبارگی برطرف ہوا یکایک ایک پریزاد نے دور سے شہنشاہ کو دیکھا جو پریزاد اسکے قریب بیٹھی تھی اس سے کہا

کہا اسنے ابھی شہزادہ کو دیکھا اسیطرح چند پریزادون کو معلوم ہوا اسپ چلیسے دروازہ کے جانب آئین اور شہزادہ
شہزادہ کو دیکھ کے مسکرائین اور پھر کچھ آپسمین باتین کرکے اپنی اپنی جگہ جا بیٹھین ایک مرتبہ ایک پریزاد نے
بہ آواز بلند کچھ کہا جو شہنشاہ کی سمجھ مین نہ آیا البتہ چند لمحہ کے بعد یہ دیکھا کہ ہزار ہا پریان اطراف تالاب سے اور کہ ڈالا سب
کے جمع ہوئین ان کے سرون پر آتشبازی وغیرہ تھی جن کو چھوڑنا شروع کیا تمام پریزاد اس آتشبازی کے تماشے
مین مصروف ہوئے شہنشاہ بن بدیع الملک بھی تماشاے آتشبازی دیکھ رہا تھا اور اسم اعظم ورد زبان تھا
جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام سے بشارت ہوئی تھی ناگاہ ایک دیو قوی الجثہ قباے چرم آہو دار زرکلاہ بر قوارہ
بر سے نفیر حائل کیے اس مجلس عیش و نشاط مین وارد ہوا بادشاہ طلسم کے روبرو سر جھکایا بادشاہ طلسم نے اشارہ
کیا تمام پریزادان رقاصہ وسطر پر ایک جا جمع ہوئین اور سب نے بالاتفاق اس غزل کو گانا شروع کیا سکہ ہے
کان اسکی زلف عنبر لگی ہوئی ۔ رنگینی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی ۔ کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک ۔ پروانے سے
ہے شمع منور لگی ہوئی ۔ یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر ۔ آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی ۔ منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام
ہے تو کیا ۔ دل سے ہے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی ۔ بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم می کی طرح ہم ۔ پر کیا کرین کہ مہر ہے لب پر لگی ہوئی ۔ پست
کو دے سمجھ غسل نہ اس خاکسار کی ۔ تن پر ہے خاک کوچہ دلبر لگی ہوئی ۔ اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا ۔ چھٹتی نہیں ہے منھ سے
یہ کافر لگی ہوئی ۔ اس غزل کے ختم ہونے کے بعد بادشاہ طلسم نے اس دیو قوی الجثہ کی طرف اشارہ کیا اس نے
نفیر کو بجایا بس فوراً تمام فانوس اور چراغ آتشبازی وغیرہ کا نشان تک باقی نہ رہا پریزادون نے تالی بجا کے بالاتفاق
با آواز بلند کہا کون ایسی طاقت رکھتا ہے جو اس طلسم کی طرف آسکے اور اسکے نسبت کچھ ارادہ کرے راوی کہتا ہے چھوٹتے
وہ فوارہ آتشی ہر طرف ہوا رفتہ رفتہ وہ ابر سیاہ بجلی ہر طرف ہونا شروع ہوا یہان تک کہ آفتاب عالمتاب نمایان
ہوا شہنشاہ کی وہ محویت دور ہوئی معلوم ہوا کہ اب ہم دوسرے جہان مین آگئے یا خواب سے بیدار ہوئے
کہا خداوندا ہزار ہزار شکر ہے تیرا کہ مین نے پھر اس دنیا کو دیکھا جہان مین پیدا ہوا ہون شایستہ کو بھی اپنے نزدیک
دیکھا کہا اے شایستہ تونے دیکھا یہ عجیب تماشا دیکھنے مین آیا غالباً تونے بھی کبھی ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا شایستہ
نے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو مین ہر روز ایسے تماشے دیکھا کرتا ہون البتہ تمنے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا خیر یہ تو
جو کچھ تھا وہ تھا اب اصل مطلب کی طرف رجوع کر شہنشاہ نے کہا مین اصل مطلب کیطرف کیا رجوع کرون جو
کچھ کہو وہ کرون شایستہ نے کہا کیا خوب ابھی سے از خود رفتہ ہوگئے اور اپنے از خود رفتہ ہونے کو لوح طلسم کو
فراموش کیا اگر یہی حال ہے تو آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ مقام طلسم ہے ادنے غفلت مین وہ مصیبت پیش آجاتی ہے کہ
پھر کسی طرح دفع نہین ہوتی شہنشاہ نے تبسم ہوکے کہا استغفر اللہ واقعی مین لوح کو بھول گیا تھا لوح پر نظر کی لکھا تھا
اے صاحب لوح طلسم اب اپنے کو بلا تردد تالاب مین گرا دے پھر دیکھ کیسا قدرت باری کا جلوہ ہے مگر اے صاحب لوح
طلسم لوح سے بخوبی خبردار رہ شہنشاہ اس مضمون کو لوح مین پڑھ کے گھبرایا شایستہ سے کہا اے شایستہ غضب ہوا حکم
لوح ہے کہ اس تالاب مین بلاتکلف اپنے کو گرا دو یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون
شایستہ تبسم ہوا کہا اے جوان تیری باتین بالکل ناتجربہ کاری کی معلوم ہوتی ہین اگر حکم لوح تالاب مین گرا دینے کی نسبت
ہے تو کیا مضائقہ بہ ہدایت لوح کے موافق عمل مین لا اگر اس طلسم کو فتح کرنا ہے شہنشاہ نے کہا تو میرے پاس موجود رہنا شایستہ
نے کہا مشکل ہے مین ہمراہ نہین رہ سکتا اب تجھسے جو ملاقات ہوگی تو بعد فتح طلسم کے شہنشاہ نے تامل کیا شایستہ نے
کہا شہریار تامل کیون کرتے ہو جو حکم ہو بلا تردد عمل مین لاؤ شہنشاہ نے خدا پر توکل کیا اور اپنے کو تالاب مین گرا دیا

ساعت کے بعد جو آنکھ کھولی اپنے کو کشتی مین دیکھا جو تیر کے مانند روان ہی جسپر نہ کوئی بادبان نہ کشتی بان اُس دریا مین ایک
مینار تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ وہ مینار چرخ مین آیا اُسپر مثل فیل ایک عقاب بیٹھا تھا یکایک اُس عقاب نے بصداے
زہرہ شگاف کہا اے شہنشاہ تو خوب گرفتار بلا ہوا بالیقین سمجھ کہ اب تو مدت العمر اس گرداب بلا سے باہر نہ جا سکیگا تو ہی بتا کہ جب
تیرا کوئی رہبر نہین ہی پھر کسطرح یہان سے جا سکیگا اب شہنشاہ کے دل مین توحش پیدا ہوا بجاے خود کہا واقعی یہان سے
رہا ہونا محال ہی کس سے پوچھون کہان جاؤن یہین توقف کرنے مین نہین معلوم انجام کیا ہوگا یکایک لوح کا خیال آیا
جانب لوح نگاہ کی لکھا تھا بعد حمد خداے بزرگ و نعت انبیاے سترگ اے صاحب لوح طلسم چراغان تیرے روبرو جو پتھر
اور فلاخن موجود ہی اُس فلاخن مین ایک پتھر رکھکے عقاب پر مار بالیقین عقاب زخمی ہو کے کشتی مین گریگا فوراً اُسکے
شکم کو چاک کرنا ایک لوح مختصر نظر آئیگی اُس لوح پر ایک اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھنا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آجاوے گی
اُس زنجیر کے ذریعے سے مینار پر چڑھ جانا وہان ایک راہ نظر آئیگی جو بطرز نقب کے واقع ہی اور وہ راہ ایک بیابان کی ہی
شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح عمل کیا لیکن جو نہین فلاخن مین پتھر رکھا اُس عقاب نے غل مچانا شروع کیا کہ اے جوان یہ
کیا غضب کرتا ہی مین وعدہ کرتا ہون اگر تو نہ مارے گا تو مین مدت العمر تیری رفاقت سے باز نہ آؤنگا تجھکو جسنے یہ
ہدایت کی ہی اُسکی غرض محض تیری ہلاکت ہی اگر میرے کہنے کو نہ سنیگا تو پشیمان ہوگا شہنشاہ نے مطلق اُسکے کہنے پر التفات نہ کی
فلاخن مین پتھر رکھکے مارا عقاب کشتی پر گرا فوراً اُسکے شکم کو چاک کیا لوح لی اسم پڑھا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آگئی اُسکے
ذریعے سے مینار پر پہونچا ایک صحراے لق و دق مین پہونچا طوفان باد تند آیا تمام جہان نظر مین تیرہ و تار ہو گیا عجب طرح کی
صداے متوحش معلوم ہوئی جیسے ہزارہا دیو و شیاطین رو رہے ہین اور چلا رہے ہین شہنشاہ اگرچہ ہول زدہ ہوا
تھا مگر لوح طلسم کے بھروسے پر مطمئن تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ طوفان برطرف ہوا شہنشاہ نے دیکھا کہ لاکھون جانوران
پرند و درند چل پھر رہے ہین اور کروڑون ماران زہردار و اژدرہاے سیاہ کبود زمین پر رینگتے پھرتے ہین مگر کوئی جانور کسی
جانور کو کسیطرح کے گزند نہین پہونچاتا اور ایک جادوگر عجیب الہیئت تازیانہ در دست پشت شتر پر سوار ادھر ادھر
گشت کر رہا ہی جب سانس لیتا ہی کان ناک آنکھون اور منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہین صدہا مرغان ہوا اپنے پرون
کو کھولے ہوئے اُسکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہین جو نہین اُسکی نظر شہزادہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ مارا کہ اے آدمزاد تو بڑا بیباک
معلوم ہوتا ہی جو تو نے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تو نہین جانتا کہ کون مقام ہی اور یہان آدمزاد کا کیا حال ہوتا ہی خیریت اسی
مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا ورنہ تو جان سلامت نہ لیجائیگا یہ جو کچھ تجھے کہا بنظر رفاقت کہا ورنہ اب تک
ہلاک ہو گیا ہوتا مجھکو کمال حیرت اس بات کی ہی کہ شاید راہ بانان طلسم نیست و نابود ہو گئے ہین جو تجھکو راہ ملگئی شہنشاہ کو لوح
طلسم بخوبی یاد تھی اُسپر بھروسہ کیے ہوئے تھا کہا او شتر سوار عجیب الخلقت یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی نہین
جانتا کہ مین بانی طلسم کا بھیجا ہوا یہان آیا ہون ورنہ کسی کی کیا شامت تھی کہ خواہ مخواہ اپنے کو اس ہلاکت مین مبتلا کرتا تیری
کیا مجال ہی کہ مجھکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکے مین تیرے سے ہرگز خائف نہین ہونگا اگر تجھکو کسی طرح کی جرأت
ہو تو دیر کیون کرتا ہی دست بیار آنچہ داری زمردی نشان ہے جادوگر نے بلند قہقہہ مارا اور کہا عجب ہی تو انسان ضعیف البنیان
مجھ ایسے زبردست سے بیباکانہ کلام کرے اول تو مجھے یقین نہین کہ بانی طلسم نے تجھے یہان آنے کی اجازت دی ہوگی
بفرض محال ایسا ہوا ہی تو ایسی قابلیت تجھ مین پیدا نہین ہو سکتی کہ تو میرے مقابلہ مین سربر ہو سکے شہنشاہ نے کہا عیان
راچہ بیان یہ گوے و میدان جو کچھ تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سنتے ہی اُس شتر سوار سحر و افسون کار نے کچھ اپنی زبان مین بکا
کہ ایسا کچھ ان جانورون سے کہا کہ سب بالاتفاق شہنشاہ پر حملہ آور ہوے شہزادہ نے فوراً جانب لوح نظر کی لکھا تھا اے

صاحب لوح طلسم بفضل خداے تعالے تیرے پاس ابھی دو پتھر موجود ہین ایک پتھر فلاخن مین رکھ کے اس شتر سوار
کے سینہ پر مار پھر دیکھ قدرت خدا کا تماشا شہزادہ نے فوراً فلاخن مین پتھر رکھا اور تین بار چکر دے کے اس طاقت
سے اسکے سینہ پر مارا کہ اس جادوگر کا سینہ شق ہوگیا مع ہڈی وہ پتھر سینہ سے اسکی آنکھ مین پہونچا اور ایک سے
نکل کے دوسری آنکھ مین در آیا جس سے وہ بالکل نابینا ہوگیا زمین پر گر کے تڑپا پھر اس شتر بند سکے چارون پاون
گرفت مین لا کے اس زور سے شہزادہ کیجانب پھینکا کہ اگر نابینا نہ ہوجاتا تو شہزادہ شتر کی ضرب سے سرمہ سا
ہوجاتا اور فریاد کی کہ اے آدمزاد غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مجھکو نہین معلوم تھا کہ نام طلسم کا پورا ہوگیا ورنہ مین
ہرگز ہلاک نہ ہوتا یہ کہکے اپنا سر زمین پر اس زور سے مارا کہ پاش پاش ہوگیا جادوگر کا ہلاک ہونا تھا کہ تمام جانور
نیست و نابود ہوگئے پرند جانور بالاے ہوا اڑتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے آدمزاد تو نے
غضب کیا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا وہ ہمارا سردار تھا تو بجاے خود خوش نہ ہونا کہ وسواس جادو
کو ہلاک کیا بلکہ ہمسے جہان تک ممکن ہوگا تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے تو دیکھیگا کہ اس بیباکی و سفاکی کی کیسی سزا سے معقول
پائیگا اپنی جان سے مایوس ہوجا شہزادہ مطمئن تھا کہ لوح طلسم موجود ہے دفعتاً ہوا سے تند پھر چلنا شروع ہوئی زمین
و آسمان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ خداے تعالے کو یاد کر رہا تھا اور دل مین منتظر تھا کہ دیکھیے کیا
واقعہ روبکار ہوتا ہے جیسے نالے آوازین آنا شروع ہوئین کہ خبردار جانے نہ دینا یہ کون سفاک ہے جس نے وسواس جادو
کو ہلاک کیا اسکی بھی جان کو جلد ہلاک کرو شہزادہ اسی جگہ بیٹھ گیا مگر طوفان کی شدت کا وہی حال تھا اسوقت خیال آیا
کہ تاریکی کا یہ حال ہے لوح کو دیکھنا غیر ممکن ہے اگر اس تاریکی مین کوئی جادوگر آپہونچا تو کوئی کارروائی نہ ہوسکے گی معلوم
ہوتا ہے کہ میری ہلاکت مشیت باری مین اسیطرح مقرر تھی مگر اس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کا فرمان ہے ایسی مقرب بارگاہ ذوالجلال کا کبھی ایسا کام نہین ہوسکتا کہ جسمین کسی بندہ بیگناہ کی
ہلاکت متصور ہو کامل ایک ساعت تک وہ تاریکی اسیطرح قایم رہی بعدہ از خود روشنی ہونا شروع ہوئی شہزادہ
نے اپنے کو ایک درخت سرو کے پاس بیٹھا پایا نظر اٹھائی دیکھا سرو پر ایک بندر بیٹھا ہے جسکا سر گنبد کے مثل ہے اور
انواع اقسام رنگ کے ہین نفیر چوبین ہاتھ مین ناگاہ ایک دیو سیاہ سر فلک کشیدہ وہان پہونچا لیکن یہ دیو ہوا
تند کے ساتھ آیا اور کسی قدر تاریکی بھی ہوگئی تھی اس دیو کے کاندھے پر ایک شمشاد رکھا تھا چیخ مار کے شہزادہ
کے روبرو آیا شہزادہ گھبرایا کہ خداوندا اب کیا کرون اس کوہ پیکر سے کیونکر سر بر ہونگا اس دیو نے آواز بلند کہا کہ
آدمزاد خاکی بنیاد مین تیرا قاتل آپہونچا تو نے وسواس مرا پیر و مرشد کو ہلاک کیا مین بھی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا
پہلے یہ بتا کہ تو کس کے مشورہ سے یہان تک پہونچا اور اب کسکے مشورہ سے کام کرتا ہے اس فقرہ سے شہزادہ
کو لوح کا خیال آیا فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا دیکھا اے صاحب لوح گھبرا نہین تیسرا پتھر اس ہیمون پر مار اگر دیو تجھسے
متعرض ہو اسکا مقابلہ کر بہتر یہ ہے کہ اس سے جنگ زور دست دبانہ شروع کر خدا کے فضل سے تو اس پر غالب
ہوگا اگرچہ وہ قوی جثہ دیوزاد ہے تاہم معاملہ طلسمی ہے مطلق خوف نہ کر اور بعد غالب ہونے کے سر ناپاک اسکا تن سے
ضرور جدا کرنا شہزادہ نے پتھر فلاخن مین رکھا ہیمون کی جانب سرو پر نظر کی دیو نے کہا اے آدمزاد اسطرف کیا دیکھتا ہے
میری جانب متوجہ ہو تیرا حریف مین ہون شہزادہ نے اسکے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی فلاخن مین پتھر رکھا اور چکر
دے کے ہیمون پر مارا ادھر ہیمون ہلاک ہوا ادھر دیو دار شمشاد لیے آگے بڑھا اور کہا او آدمزاد تو مجھسے مقابلہ
کر شہزادہ دوڑ کے اسکے لپٹ گیا تا دیر بست و کشاد رہی آخر دیو کو زمین پر مارا اور سر اسکا تن سے جدا کر لیا

اب پھر لوح کیجانب نگاہ کی لکھا تھا کہ درخت سرو کو زمین سے نکال لے اس مقام مین نقب نمایان ہوگی اس
نقب مین داخل ہونا وہان مدعا حاصل ہوجائیگا شہنشاہ نے سرو کو زمین سے نکال لیا نقب پیدا ہوئی اندرون نقب
داخل ہوا ایک بارگاہ عالیشان مین پہونچا دیکھا ہزارہا پریزاد و اجنہ اپنے اپنے عہدون پر مستعد ہین اور ہر ایک
پریزاد شہنشاہ کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھتا ہے شاہزادہ انکی اسطرح کی نظر سے متردد ہوا دل مین کہا بار الٰہا یہ دربار
پریزادون کا کیسا ہے مجھے کیون دیکھتے ہین فورًا لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا حمد خدا و نعت خاتم الانبیا کے
بعد صاحب لوح طلسم چراغان کو معلوم ہو کہ مقصود یہی ہے جسکے واسطے اسقدر زحمت اٹھائی ہے یعنی یہ بارگاہ طلسم
چراغان ہے صدر نشین اس بارگاہ کا فانوس شاہ ہے جا اس بادشاہ طلسم کو سلام کر فانوس شاہ تجھکو جواب سلام
دینگے تجھسے پوچھیگا کہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے تو کہنا کہ نبیرہ حضرت ابراہیم و وارث حضرت سلیمان اسپر ربیع الاکر
شہنشاہ نام ہون میری سرنوشت مین فتح اس طلسم کی لکھی تھی چنانچہ یہان تک پہونچنے کا اتفاق ہوا مین نے بیشتر
جادوگرون کو ہلاک کیا میرے مقابلہ مین کوئی سر نہ اٹھا سکا یہ برکت دین اسلام کی تھی خدا کے فضل سے یہ لوح جو میرے
پاس موجود ہے میری معین ہوئی ہر مقام پر اس لوح نے مری رہبری کی خاص بانی طلسم کی ہدایت مجھکو ہوئی انھین
بزرگ کی خوبرو نورانی و ذرہ پروری سے یہ لوح بھی ملی مجھکو معلوم ہے کہ تو راہ راست سے منحرف ہے بنا بر علی ہذا مین بہ
سہولت تجھسے کہتا ہون کہ بصفائی قلب دین اسلام اختیار کر اور مال و اسباب طلسمی میرے حوالہ کر مین تجھسے وعدہ
کرتا ہون کہ اس صورت مین تجھکو کسیطرح کی گزند نہ پہونچیگی بلکہ ہر طرح سے خیر و عافیت سے رہیگا اور اگر اسکے خلاف
عمل مین لانیکا ارادہ ہے تو یقین سمجھ لے کہ ضرور ضرور ہلاک ہوگا اور کوئی تیری مدد و حمایت کو نہ پہونچیگا آیندہ تجھکو اپنے
فعل کا اختیار ہے ہم ہرگز تجھسے اسبات کی درخواست نہ کرتے مگر مجبور اس بات سے ہین کہ شریعت اسلام مین حجت
تمام کرنے کی تاکید ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اس بارگاہ کے قریب گیا اسیر بارگاہ دیکھتے فانوس شاہ بادشاہ
طلسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہے اور یہان کسواسطے آیا تو نہین جانتا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین
پہونچ سکتا شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح اپنے نام و نشان کو بیان کیا اور کہا مجھکو طلسم سیماب مین پہونچا دے
وہان پہونچنے کی مجھکو اشد ضرورت ہے یہ تمام کوشش مین نے وہین جانیکے واسطے گوارا کی ہے فانوس شاہ نے
کہا اے جوان میرے نزدیک تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے کلام کرنا یہ طلسم ہے بچون کا
کھیل نہین ہے کہ فتح ہوجائیگا شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ خدا کے فضل سے ہم اس طلسم کو بچون کا کھیل ہی سمجھتے
ہین تو اپنے حواس درست کر نہین جانتا کہ لوح طلسم مجھکو مل گئی اب کیا مشکل ہے اس طلسم کو فتح کرنے مین فانوس شاہ
نے کہا مجھکو بھی دکھا وہ لوح کہان ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ لوح دکھا دون قدرت خدا سے فورًا یہ خیال دل مین پیدا ہوا
کہ لوح دکھائی اور یہ غضب ہوگیا اور فانوس شاہ سے کہا لوح طلسم کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے اپنا ارادہ بیان کر پہلا
سوال میرا یہ ہے کہ بصفائی قلب دین اسلام قبول کر بعدہ طلسم کا کام تجھسے لونگا اسنے کہا نہ مین دین اسلام اختیار کرونگا
اور نہ طلسم کا کوئی کام کرونگا مین بادشاہ طلسم ہون یہان خود میرے ہزارون خادم موجود ہین جسوقت جو حکم کرون فورًا
اسکی تعمیل کرتے ہین شہزادہ نے کہا اے بادشاہ طلسم کیون تو بندگان طلسم کی جانین فضول ضائع کرنا چاہتا ہے اگر تجھکو فتح طلسم مین
شک ہے اور میرے پاس لوح کے بھی نہ ہونے کا یقین ہے تو اسقدر تو ضرور ہے کہ بجائے خود خیال کر کہ مین یہان تک کسطرح
پہونچا پاسبانان طلسم مجھکو کیون اسطرف آنے دیتے فانوس شاہ اپنے پاسبانون [illegible] مشورہ کیا
متعجب ہوا اگرچہ اسکی زبان سمجھ مین نہ آتی تھی لیکن شہنشاہ قرینہ سے سمجھا کہ یہ کچھ مشورہ کیا جاتا ہے اور اسکے نشان کا کچھ

سروں کو حرکت دے رہے ہین شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ اگرچہ مشورہ کرتا ہی تو مجھے بھی آگاہ کر تاکہ سنون تو
کیا کہتا ہی اور تیرے مشیر تجھکو کیا صلاح دیتے ہین ایسا نہ ہو کہ مشیر مشورہ غلط دین اور تو مفت ہلاک ہو جاے
فانوس شاہ نے کہا ای جوان واقعی مین مشورہ کرتا ہون اور مشورہ یہ کرتا ہون کہ اگر فتح طلسم کا زمانہ ابھی نہین آیا
ہی مین تجھسے متعرض ہون اور اگر واقعی فتح طلسم کا وقت آگیا ہی تو بیکار بحث کرتا ہی مگر یہ مشورہ دیتے ہین کہ اس جوان سے
ضرور متعرض ہونا چاہیے ابھی زمانہ طلسم ختم نہین ہوا شہنشاہ نے کہا یہ تیرے مشیر بالکل غلط راے دیتے ہین اگر زمانہ
فتح طلسم نہ آتا تو بانی طلسم کیون مجھکو یہان تک پہونچاتا یہ کہکے وہ لوح بغل سے نکالی اور دور سے دکھا کے کہا یہ دیکھ
یہ لوح طلسم ہی یا نہین ہی یہ کہکے لوح کو پھر بغل مین رکھ لیا اور کہا اب تجھکو اختیار ہی مین اپنی حجت تمام کر چکا فانوس شاہ
نے شاہزادہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا اور کہا جو امر فیصل ہونے کے قابل ہی اسکو بسہولت فیصل کر لینا مناسب معلوم
ہوتا ہی شہزادہ نے کہا مین بھی یہی مناسب جانتا ہون اچھا پوچھ کیا پوچھتا ہی فانوس شاہ نے کہا لوح کا حال مجھکو
معلوم ہو گیا اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہی کہ ضرور یہ فتح طلسم کا وقت آگیا اگرچہ میرے مشیرون کی راے خلاف ہی لیکن مذہب
کا مقدمہ قابل فیصل ہی تم بیان کرو کیا مذہب رکھتا ہی شہزادہ نے کہا سن وہ خالق کل مخلوق جسکے قبضہ قدرت مین ہماری
تیری اور سب کی جان ہی واحد و لاشریک ہی اُسنے آسمان کو معلق اور زمین کو سطح پانی پر بچھایا تمام موجودات پر انسان
کو شرف بخشا عقل و فہم و فراست دی جسکے سبب سے اُسنے اپنے معبود برحق کو پہچانا اگرچہ خاکی الاصل ہی مگر خلقت آتشی
پر سبقت لے گیا اسی قسم کی خلقت مین سے پیغمبر خلق ہوئے جنھون نے بہزار جان فشانی و عرق ریزی راہ راست
دکھائی گمراہی سے مانع ہوئے اپنے خالق برحق کو پہچانا اور سب کو پہچاننے کا طریقہ بتایا افضل الانبیا و اشرف الاوصیا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہین جمادات کی پرستش کرنا بنا تاست کے آگے سر جھکانا کب عقل مین آسکتا ہی بحث مین
بڑی گنجائش ہی جسکے دلمین جو کچھ آئے کہے جو کوئی سمجھنے کا ارادہ نہ کرے اسکو کون سمجھا سکتا ہی وہی مثل ہی کہ قاضی جی
نے ہر چند سمجھایا مگر ہم نہ سمجھے۔ اسکا کیا علاج ہی۔ وہ زمانہ کیا جس مین انقلاب کا دخل نہ ہو آج زندہ ہی کل نہین معلوم کیا ہو بڑی
بڑی سلطنتین باقی نہ رہین بڑے بڑے بادشاہ گزر گئے سو دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا مین راج تھا۔ اور شام جب ہوئی تو
نہ سر تھا نہ تاج تھا۔ دم مین ہزار بار فریدون مزاج تھا۔ اک جا قیام اس کو نہ کل تھا نہ آج تھا۔ اسکا گزر کہان نہ ہوا اور کہان
ہوا خلل یہاں نہین ہوا اک ڈھلتی چھان ہوا۔ دم بھر مین جم کے تخت کو برباد کر دیا۔ بن باپ ان کے بچہ کو شداد کر دیا۔
قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا۔ خسرو اسے کیا اسے فرہاد کر دیا۔ اسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا صواب ہی۔ انسان کی اس مقام
مین مٹی خراب ہی۔ فانوس شاہ نے کہا ای جوان یہ جو کچھ تو نے بیان کیا تو بالکل میری سمجھ مین آیا لیکن صرف ایک بات
میری قبول کر اور جو کچھ تو کہیگا مجھے منظور ہی شہنشاہ نے کہا صرف مذہب کے بارہ مین کچھ عذر نہ کرنا اور جو کچھ کہ مجھے قبول ہی
فانوس شاہ نے کہا صرف یہی اک بات ہی شہنشاہ نے کہا مین مجبور ہون اب بجاے خود غور کر کہ جب تیرے اختیار
مین کچھ نہین ہی تو پھر بیکار نقصان گوارا کرتا ہی اس وقت نہین کل اگر چاہے کا حقیقت دین اسلام کی تجھپر جلی ہو جائیگی آیندہ تجھکو
اختیار ہی فانوس شاہ تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا شہنشاہ نے کہا اب دیر بیکار ہی جو کچھ تجھے منظور ہو بیان کر فانوس شاہ
نے پھر راست و چپ وزیرون اور مشیرون کی جانب دیکھا اور پوچھا انھون نے پھر انکار مین سر ہلایا اب کی مرتبہ
فانوس شاہ نے بہت کچھ وزیرون سے بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خاموش ہو رہے شہنشاہ نے کہا اب کیا
فیصل ہوا فانوس شاہ نے کہا ای جوان اب مین اپنی فوج و لشکر سے اس بارہ مین راے لیتا ہون مجھکو خیال ہی کہ اگر مین
تیرے کہنے پر عمل کرونگا تو وہ سب مجھسے خلاف ہو جائین گے اور مفت مری جان ضائع ہوگی شہنشاہ نے کہا بالکل خالق

ہی بالفرض تیری فوج تیرے خلاف ہو جائیگی تو کیا کر سکتی ہی ہم اسکی تنبیہ کیواسطے موجود ہین تجھکو کسیطرح کا صدمہ نہین پہونچنے
دینگے فانوس شاہ نے کہا خیر ان کی راے لینے مین کیا نقصان ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا تجھے اختیار ہی فانوس
شاہ دربار سے باہر آیا تمام فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک شتر بلند قد پر سوار ہوکے کہا اے سپاہیان مملکت طلسم [illegible]
ختم طلسم کا زمانہ قریب ہی ہم اہالیان طلسم سے کوئی زندہ باقی رہتا نہین معلوم ہوتا اگر کسی تدبیر سے جان بچنا ممکن ہو تو کون
سی وہ تدبیر عمل مین لائی جاوے ان سب نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم تابع فرمان بادشاہ خاص اس غرض سے ہین
کہ مملکت طلسم کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھین اگر بادشاہ دشمن کو دفع کرنے کیواسطے ہمسے کہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہین
فانوس شاہ نے کہا تمہاری سمجھ مین میرا مطلب نہین آیا آگاہ ہو کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی جہان ہم اور تم ہین اور طلسم کی ایک
مدت مقرر ہوتی ہی جب مدت تمام ہوتی ہی تو وہ طلسم اس شخص کے ہاتھ سے ختم ہوتا ہی جسکو بانی طلسم مقرر کرتا ہی اہالیان
طلسم اگر فاتح طلسم سے موافق ہوتے ہین فتح طلسم کے بعد ان کی جان ہلاکت سے محفوظ رہتی ہی ورنہ ہلاک ہو جاتی ہی کوئی تدبیر
کارگر نہین ہوتی چنانچہ فاتح طلسم آگیا ہی اور اسکی خواہش ہی کہ اہل طلسم اگر مذہب اسلام قبول کرین تو انکو ہلاکت سے باز
رکھا جاوے اگر تم لوگ مذہب اسلام اختیار کرنیکا اقرار کرو تو فاتح طلسم سے کہا جاوے ورنہ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ
کسیطرح تم سے ایک بھی زندہ نہین رہیگا فانوس شاہ کی یہ تقریر سنکے سرداران فوج آگے بڑھے اور کہا جسطرح ممکن
نہین ہی کہ اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے مذہب غیر اختیار کرلین ہان اگر حقیقت مذہب غیر کی ہم پہ حالی ہو جاے گی تو
ہمین کچھ عذر نہوگا فانوس شاہ نے کہا تم لوگ مذہب اسلام کی حقیقت کو کسطرح ثابت ہونا چاہتے ہو انھون نے کہا ہم
مین سے ایک پہلوان جو سب مین زبردست ہو فاتح طلسم سے مقابلہ کرے اگر فاتح طلسم اسپر غالب ہو جائیگا تو
ہم فاتح طلسم کے مذہب کو حق سمجھین گے اور ہمکو یہ بھی یقین ہو جائیگا کہ واقعی شکست طلسم کا زمانہ آپہونچا فانوس
شاہ نے شہنشاہ کیجانب دیکھا شہنشاہ نے بغل سے لوح طلسم نکالی اسمین لکھا دیکھا کہ صاحب لوح طلسم چراغان اگر
فانوس شاہ کی فوج کا کوئی سردار تجھسے مقابلہ کرنا چاہے تو بلا تکلف اس سے مقابلہ کر لیکن اس اسم کو پڑھتا جا جو پشت
لوح پر مرقوم ہی شہنشاہ نے پشت لوح دیکھی واقعی اسم لکھا تھا اس اسم کو پڑھنا شروع کیا اور فانوس شاہ سے کہا
بلاؤ اس پہلوان کو جو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی فانوس شاہ نے باواز بلند کہا اے سرداران فوج طلسم چراغان تم مین سے
کون ہی ایسا بہادر جو اس جوان فاتح طلسم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہی یہ سنکے ایک سردار کوہ پیکر مسلح و مکمل گرگدن فیل پیکر
پر سوار چنگھاڑتا ہوا میدان مین آیا اسکی صورت دیکھ کے شہزادہ کے دل مین خوف پیدا ہوا پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا
تھا اے صاحب لوح کیون خائف ہوتا ہی حملہ آور ہو مگر مقابلہ کیواسطے اسلحہ فانوس شاہ سے لے پھر رد و بدل ضرب شمشیر
و گرز وغیرہ کشتی مین مصروف ہونا انشاء اللہ جنگ زور دست و بازو مین وہ پہلوان پسپا ہوگا اور تجھسے امان چاہیگا
اسکو امان دینا اور فوراً وہ اسلحہ طلسمی فانوس شاہ کے روبرو پھینکدینا ورنہ فوج طلسم فانوس شاہ پر حملہ کرکے اسکو ہلاک
کر دیگی شہزادہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور فانوس شاہ سے کہا مجھکو اسلحہ دے تاکہ مین اس پہلوان سے مقابلہ کرون
فانوس شاہ نے کہا اے جوان مین اسلحہ نہین دے سکتا مجھکو بزرگون نے ہدایت کی ہی کہ اپنے اسلحہ کسی کو ندینا ورنہ ہلاکت
متصور ہی شہزادہ نے کہا تو مطمئن رہ تجھکو کسیطرح سے گزند نہین پہونچ سکتے ہان ہلاکت متصور ہو لیکن اسوقت کہ جب تو
دین اسلام اختیار کرنیکا ارادہ نہ رکھتا ہوگا فانوس شاہ نے اپنے اسلحہ فوراً شہزادہ کے حوالے کیے شہزادہ نے
مسلح ہو کے اس پہلوان کوہ پیکر گرگدن سوار کا مقابلہ کیا تا دیر رد و بدل رہی [illegible] حتی کہ نوبت جنگ
زور دست و بازو کی پہونچی بعد کشمکش و کوشش بسیار شہنشاہ غالب آیا اس پہلوان نے امان چاہی شہنشاہ بن بدیع الملک

نے حسب ہدایت لوح طلسم آسمان دیو مع نژاد دعوت اسلام کی اُسنے بصدق نیت کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام
مین داخل ہوا۔ بعدہ تمام فوج اسکی دائرہ اسلام مین داخل ہوئی کل خزانہ سے زر و جواہر طلسمی ساتھ آسکے منجملہ اُس تمام مال و
اسباب کے چالیس ہزار خفتان الماسی نگار دستیاب ہوا جسکی قیمت مین ایک ملک زرخیز کا حاصل بھی کافی نہین
ہوسکتا فانوس شاہ نے کہا شہریار یہی مال و اسباب طلسمی ہی جو حاضر خدمت کیا گیا اس اثنا مین ہرچ شایستہ وہان
پہونچا و دعا و ثنا ے خسروانی بجا لایا اور کہا اسے ای مبارک پشہنشاہ بیک حاصل میکنند۔ اختران آسمان از طلعت نیک اختری
یہ خادم حاضر خدمت ہی جو حکم ہو اُسے بجا لائے شاہزادہ نے کہا اے شایستہ اب تجھپہ کیا خدمت لون جو خدمت کا وقت
تھا تو نے پہلو تہی کی اور مجھسے جدا ہوگیا اُسنے کہا شہریار مین تمہارا ساتھ نہ چھوڑتا مگر مجبور ہوگیا اس سبب سے کہ اسوقت
میری مجال نہ تھی کہ تمہارے ساتھ قدم بڑھاتا بہرحال فضل خدا سے منزل مقصود کو پہونچ گئے فانوس شاہ نے مجلس
عیش آراستہ کی بالخصوص ایک قصر عالیشان مجلس رقص و سرود کیواسطے نہایت اہتمام سے آراستہ کیا گیا زنان
مطربہ و رقاصہ بھی آئین سب نے اپنے اپنے کمال کو ظاہر کیا جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا اُن کے غزل گانے کا وہی طرز
و طریقہ ہی جو علے العموم مطربون کا ہوتا ہی مثلاً ایک مطربہ نے بکمال خوبی و لطف یہ غزل گائی۔ غزل سہ واغوا مسجد سے
اب جاتے ہین میخانہ کو ہم۔ پھینک کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم۔ کیا کس بیٹھے بھلا اس شعلہ وش کے ہجر مین۔ اپنے داغون سے
جلا دیتے ہین پروانہ کو ہم۔ تیرے آگے کہتے ہین گل کھول کر بازو سے برگ۔ گلشن عالم سے ہین تیار اڑ جانے کو ہم۔ کون
کرتا ہی بتون کے آگے سجدہ زاہدا۔ سر کو دے دے مار کر توڑینگے بتخانہ کو ہم۔ جب غزالون کی قطار آجاتی ہی چشم سیاہ۔ وحشت
مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانون کو ہم۔ بوسۂ خال زنخدان سے شفا ہوگی ہمین۔ کیا کرینگے ای طبیب اس حب کے بہدانہ کو ہم۔
باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال۔ اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانہ کو ہم۔ پنجۂ وحشت سے ہوتا ہی گریبان تار تار
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانہ کو ہم۔ عقل کھو دی تھی جو ای ناصح جنون عشق نے۔ آشنا سمجھا کیے ایک عمر بیگانہ کو ہم۔
دوسرے روز پھر وہی ہنگامہ برپا رہا آج شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ کل تمہاری خاطر سے مجلس نشاط مین شریک رہا
آج مجھے معاف رکھو مجھکو نہایت ملال ہی اپنے پدر معظم کے گرفتار طلسم ہونے کا جب تک وہ والا مرتبت رہا نہ ہونگے
مجھکو کسی پہلو قرار نہ آئیگا فانوس شاہ نے کہا شہریار جبتک طلسم فتح نہ کیا جائیگا آن عالیجاہ والا بارگاہ کا رہا ہونا غیر ممکن
ہی۔ طلسم سیماب کا فتح ہونا لوح پر موقوف ہی لوح کا طلسم سے نزدیک بہتر یہ ہی کہ ابھی چندے روز یہان سیر و تماشا سے
محظوظ ہو بعدہ لوح کیواسطے کوشش فرماؤ شہزادہ نے بغل سے لوح نکالی فانوس شاہ کو دکھائی فانوس شاہ لوح
طلسم دیکھ کے بہت متعجب ہوا کہا شہریار لوح طلسم تمہارے پاس موجود ہی اب کیا مشکل ہی جب چاہو گے طلسم سیماب
فتح کرو گے شہزادہ نے کہا اگر تمکو کچھ حال طلسم سیماب کا معلوم ہو تو بیان کرو فانوس شاہ نے کہا شہریار مین اسکے
مدت العمر طلسم چراغان کی حکومت کی ہی اس سبب سے کیفیت و حال طلسم سیماب سے بھی واقف ہون لیکن بالتفصیل
اُسکے حالات سے واقف نہین ہون سنو طلسم سیماب کی دو راہین ہین ایک راہ وہ ہی جسمین صرف آدم زاد کا
گذر ہی دوسرے کی مجال نہین ہی دوسری راہ دیو پری کی ہی اسمین آدم زاد کا گذر نہین ہو سکتا بانی طلسم یعنی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اسیطرح انتظام کیا ہی یہان شہزادہ اور فانوس شاہ مین طلسم سیماب کی باتین ہو رہی تھین کہ ایک پری زاد
جنی جو لوح طلسم کے بابت سوختہ ہوگیا تھا وہان پہونچا بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور چہرہ
سے اُسکی صورت دیکھ کے کہا تو کون ہی اُسنے کہا خادم پریزاد جنی ہی یہ کہکر شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا
شہریار کمترین کے قصور کو معاف فرماؤ شہنشاہ نے کہا تو سوختہ ہوگیا تھا کسطرح اچھا ہوگیا اُسنے کہا حضور کی برکت قدم

بار دیگر خلعت حیات پہنایا گیا جب کہ وسواس جادو ہلاک ہوا اگر وسواس زندہ رہتا تو مین ہرگز زندہ نہ ہوتا
اب اجازت ہو تو کچھ عرض کرون شہزادہ نے اجازت دی اُسنے کہا کچھ عہد و اقرار کی بابت بھی حضور کو یاد ہی شہزادہ
نے بعد تامل بسیار کہا ہان اب یاد آیا کہو کیا چاہتا ہی اُسنے کہا یہی چاہتا ہون کہ اُس عہد کا ایفا کیا جاوے شہزادہ
فانوس شاہ کیجانب متوجہ ہوا اور کہا تمھاری کوئی دختر نا کتخدا ہی اُسنے کہا شہریار ہان ایک دختر ہی لیکن اُسکے بارہ
مین مجھکو ایک دقت لاحق ہی وہ یہ ہی کہ اُسکی ولادت کے بعد مین نے بجائے خود تہیہ کیا تھا کہ اُسکی شادی نہ کرونگا
جب سن تمیز کو پہونچی میرے بعضون نے اُسکی شادی کے نسبت مجھے مجبور کیا جب اُسکو معلوم ہوا بظاہر میرے روبرو
کچھ نہ کہہ سکی البتہ خادمہ کی معرفت اس بات کو ظاہر کیا کہ جب تک مین منظوری اپنی ظاہر نہ کرون میری شادی نہ کیجاوے
ورنہ پشیمانی کا سبب ہوگا مین بجائے خود سمجھا کہ بیٹی کا مقدمہ ہی جب تک وہ صاحب عصمت و عفت ہی کیون نہ اسکی
مرضی پر لحاظ کیجاوے چنانچہ بعض اوقات نسبتین آئین اُسکو مطلع کیا گیا اُسنے انکار کیا اب حضور فرماتے ہین اگرچہ
مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی لیکن صاحب معاملہ کو اس نسبت کی اطلاع کرتا ہون جو کچھ اُسکا جواب ہوگا عرض
کر دیا جائیگا شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ فانوس شاہ اپنی دختر کے پاس جسکا نام فانوسیہ تھا گیا اور کہا اے دختر
بخت جگر آج مین پیام کا تیری نسبت کے بارہ مین ذکر کرتا ہون وجہ اس پیام کی یہ ہی کہ طلسم کشا آگیا طلسم چراغان
جسکا مین حاکم تھا فتح ہوگیا فاتح طلسم کی اطاعت اختیار کرنا لازم آگئی اور کیون نہ اطاعت اختیار کرتا کہ جان کا خطرہ تھا
مع ہذا مذہب آبائی سے بھی قطع نظر کی اگرچہ اس جوان طلسم کشا کے بیان مدلل سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر ثابت ہوگئی
لیکن سبب اس تمام قصہ کا طلسم کا فتح ہونا ہی سمجھنا چاہیے اُسی جوان فاتح طلسم کی فرمایش ہی کہ برہان حبشی سے تجھکو
پیوند کر دون چونکہ تو نے سابق مین اس بات کو مجھپر ظاہر کر دیا تھا کہ بغیر میری مرضی کے میری شادی نہ کی جاوے اسواسطے
تجھسے جواب چاہتا ہون فانوسیہ نے کہا اے پدر عالی مقدار مین نے جو اپنی مرضی پر اپنی شادی کو موقوف رکھا اُسکا سبب
یہ تھا کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک مرد معمر سفید ریش عمامہ بر سر قبا سے سفید و صاف دربر عصائے
پیری در دست میرے پاس آئے اور مجھسے کہا اے فانوسیہ تیرے نصیب تیرے کہ خداوند عالم نے تجھپر نظر رحمت
فرمائی جو اسوقت تیرا آسا شاہ ہوا تو ایک مرد ضلالت شعار کی دختر ہی جو بالکل راہ راست سے آگاہ نہین ہی تجھکو
چاہیے کہ تو اپنی شادی کسی مرد مسلمان سے کرنا اور ابھی اپنی شادی نہ کرنا جب تک کہ اس طلسم چراغان کا فاتح
نہ آئے کیا عجب ہی اگر وہی تیری شادی کی تحریک کرے لیکن اُسوقت بھی جسکے ساتھ منسوب ہونے کی تحریک
ہو اُسکے مذہب کو دریافت کر لینا یہی وجہ تھی کہ کسی سے منسوب ہونے کی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلاف
اہل اسلام ہی مین نے صاف انکار کیا جوان فاتح طلسم جس شخص سے مجھکو منسوب کرنا چاہتا ہی اگر وہ مسلمان ہی تو مجھکو
کچھ عذر نہین ہی فانوس شاہ شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا شہریار فانوسیہ نے تو آج عجیب قصہ سنایا آج تک
مجھکو اس بات کی اطلاع نہ تھی بعد اُسکے تمام تقریر فانوسیہ کی بیان کی شہنشاہ بہت خوش ہوا فانوس شاہ
نے کہا مین اس بارہ مین نہایت خائف تھا اس خیال سے کہ مبادا فانوسیہ نے انکار کیا تو سخت دقت پیش
آئیگی اگرچہ مین ہر طرح اُسکو مجبور کرنیکا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی خالی از دقت نہ تھا حاصل کلام شہنشاہ نے
برہان حبشی کو فانوسیہ کی رضامندی کی خوشخبری دی ہنگامہ عروسی گرم ہوا ساعت سعید و اوان حمید مین فانوسیہ
برہان حبشی سے منسوب کی گئی برہان حبشی شہنشاہ کا مشکور ہوا اور کہا اے شہنشاہ آسمان اورنگ و اے جہاندار
آفتاب آثار مین تھا مین ایک بہوا سے گوشہ نشین نہ تھا مین ایک دردمند سینہ فگار نہ تمنے مجھکو جو آبرو بخشی نہ ہوئی

میری وہ گرمی بازار ۔ کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز ۔ روشناس ثوابت وسیّار ۔ گرچہ از روے ننگ بے ہنری ۔ ہون خود اپنی نظر مین اتنا خوار ۔ کہ گر اپنے تئین کہون خاکی ۔ جانتا ہون کہ آئے خاک کو عار ۔ شاد ہون لیکن اپنے جی مین کہ ہون ۔ بادشہ کا غلام کار گذار ۔ نہ کہون آپ سے تو کس سے کہون ۔ مدعاے ضروری الاظہار ۔ شہنشاہ نے فانوس شاہ سے کہا اے بادشاہ طلسم باے یہ قصہ بھی فیصل ہوا اب طلسم سیماب کی فکر کرنا چاہیے فانوس شاہ نے کہا شہریار ہم خادم بھی خدمت گذاری کو حاضر ہین لیکن آدمی زاد کی راہ کسے ہمارا گذر محالات سے ہے شایستہ نے کہا شہریار آدمزاد کی راہ مین غلام جا سکتا ہے اگر حضور کا مصمم یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلو اور فانوس شاہ سے کہا تم دوسری راہ سے آؤ اسنے قبول کیا شہنشاہ اور فانوس شاہ اور شایستہ طلسم سیماب کیجانب روانہ ہوے

اب شہنشاہ مین شاہزادہ بدیع الملک کو طلسمات سیماب کی جانب روان رکھا جاتا ہے اور چند کلمہ سکندر اور خروج شہریارین ہر سیلاب کے حال مین مسطور ہوتے ہین

دوئی خدا کا حجاب ہے مین خودی سے اپنے حجاب مین ہون
سکے ہے دریا حباب مجھ مین ہے اور مین خود حباب مین ہون

جب آتش شمع نے جلایا تو اے پروانہ تھی کہ بلبل
تو گرم کلفت مزاج مین ہون وصال مین بھی عذاب مین ہون

عمل تھے اپنے ابھی عدم مین کہ لوح مین آ سکے اور قلم مین
نہ چارہ کچھ پیش مین نہ کم مین بھلا مین پھر کس حساب مین ہون

زبان یہی ہے کہ آ سکے قاصد بیان نہین یہ کہ جا سکے قاصد
یہ عزم ہے اب بجاے قاصد روانہ مین خود جواب مین ہون

شراب وحدت جو پائے مستی حباب لا یعین ہستی
کہ کیا ہے دریا مین میری ہستی ہوا سے نقش بر آب مین ہون

مین جب سے ہون [illegible] ہستی کہ تھا زمین پر نہ آسمان بھی
اگرچہ تو والہ وان معمورۂ جہان خراب مین ہون

اسیر دنیا کی خیر مین خوش فقیر ولیے کی سیر مین خوش
وہ شوق حسن مآل مین ہے مین ذوق حسن مآب مین ہون

طریق عابد نماز باری سبیل عاجز نیاز و زاری
وہ اپنی فکر ثواب مین ہے مین اپنی راہ صواب مین ہون

وجود آدم خدا نے قبلہ کیا سجود ملائکہ کا
اگر آدمیت نہین ہے مجھ مین تو مین وحوش و دواب مین ہون

سمجھ یہ ناصح سے گفتگو تھی ابھی سے توبہ کی کیا ہے جلدی
زمان توبہ ہے وقت پیری ابھی مین عہد شباب مین ہون

صبا کمین سے کہو لگانہ خوار ہے گا میری مٹی
کہ خاک پاے سگان در رسالت مآب مین ہون

غواصان بحر معانی و صیرفیان بازار گہر ہاے آبدار مضامین کو نقش نظر جوہریان سخن و قدردانان ہنر دفن اسطرح کرتے ہین کہ جب اس بحر زخار و متلاطم مین شدت طوفان سے تمام جہاز اور کشتیان تباہ ہوگئین اسکندر کی بھی کشتی طوفانی ہوئی اہل کشتی بدحواس و پریشان حال عالم مجبوری مین حلقہ باندھے بیٹھے تھے جو کشتیان متعلق اسی کشتی کے تھین ان سبکو حلقہ مین باندھ لیا تھا تاکہ متفرق ہو کے اطراف غیر مقرر مین روان نہ ہو جائین کوئی کہتا تھا عنقریب مرض غنا مین آیا چاہتی ہین دریا کی طغیانی اس حد پر ہے کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح نجات پا کے ساحل عافیت پر پہونچین گے کوئی کہتا تھا ساے مزن فال بد کا ور دحال بد ۔ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے قدرت خالق اضداد سے کچھ دور نہین ۔ مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین ۔ کوئی کہتا تھا صاحبو خدا ایسا ہی کرے کہ ہم سب بخیر و عافیت اس طوفان سے نجات عافیت کے کنارہ پر پہونچین لیکن یہ خیال رہے کہ اگر خدا نخواستہ یہ کشتی طوفانی غرقاب ہو جاے اور کوئی کسیطرح سے کنارہ عافیت پر پہونچ جاے تو ہمارے متعلقین کو ہماری طرف سے سلام کہدے اور یہی پیغام کہنا چاہیے تھا ایک نے دوسرے سے بطور وصیت کہا راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز وہ کشتیان دریا مین صدمۂ طوفان سے متزلزل رہین چوتھے روز صبح کو ہوا کا رخ بدلا تاریکی رفع ہوئی ملاحون نے غل مچایا اے سواران کشتی مطمئن ہو

رہی کشتیان کنارہ کے قریب پہونچ گئین وہ کنارہ دکھائی دیتا ہی سب نے دوربین سے دیکھا واقعی کنارہ نظر آیا فوراً
ملاحون سے کہا جلد جد و جہد کرکے کشتیون کو کنارہ پہونچاؤ خلعت و انعام لو خدا نے بڑا فضل کیا نجات سے ناامیدی
ہو چکی تھی اجل کو دامنگیر سمجھے تھے کشتیبانون نے بکوشش تمام و سعی مالا کلام کشتیون کو کنارہ پہونچایا پھر تو خوشی کا نعرہ بلند
ہوا سواران کشتی کشتیون پر سے اُترے سکندر نے کشتیبانون کو زر کثیر انعام مین دیا اپنے سلامت رہنے کا سجدہ شکر
درگاہ پروردگار مین ادا کیا دریافت کیا کہ یہ سرزمین کون ہی جہان ہم وارد ہین لوگون نے کہا ابھی تو ہمکو بھی معلوم نہین
ہی کہ یہ سرزمین کونسی ہی ایک شخص دور سے آتا معلوم ہوا سب نے کہا یہ آدمی آتا ہی اس سے دریافت کرتے ہین جب وہ
آدمی قریب آیا اس سے پوچھا کہ یہ سرزمین کون ہی اس مرد اجنبی نے از سرتاپا سبکو حیرت سے دیکھا پوچھا تم لوگ کون
ہو اور کسطرح اس مقام مین پہونچے سب نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا یہی سبب ہی کہ ہمکو اس مقام کا نام نہین معلوم
اس راہرو نے کہا آگاہ ہو کہ یہ سرزمین متعلق زہیر یا و فرنگ کے ہی اسکو ملک بہارستان فرنگ بھی کہتے ہین سنا ہی
کہ کسی زمانہ مین عمر بن حمزہ یونانی آیا تھا اُسنے بضرب شمشیر اس ملک کو مسخر کیا بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا وہ زمانہ
اس ملک کا بہت سرسبزی کا تھا جو کوئی یہان آیا پھر مدت العمر اُسکا یہان سے جانے کو نہ دل چاہا اب بھی کچھ کیفیت باقی ہی
مگر ویسی کیفیت نہین ہی پوچھا کہ فی الحال اس ملک کا فرمانروا کون ہی اُسنے کہا فی الحال اس ملک کا والی و فرمانروا
پاپیا سے ہر سپیسا فرنگی تھا اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا شہریار نام جسکا سن بارہ برس سے زیادہ نہین ہی مگر نہایت شجاع
و بہادر بعلم فنون سپہگری سے ماہر ہی وہ فرمان روائی کرتا ہی بالاتفاق منجمون کا قول ہی کہ شاہزادہ صاحبقران عصر ہی لوگ
اس راہگیر کو سکندر کے پاس لیگئے اور کہا شہریار اس شخص کو اس سرزمین کے بیشتر کے حالات معلوم ہین جو کچھ
دریافت کرنا مقصود ہو اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہی سکندر نے اُسکو اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سرزمین
کے حالات دریافت کرنا شروع کیے وہ بیان کر رہا تھا جب اُسنے شہریار کا نام لیا اور یہ کہا کہ منجمون نے کہا ہی کہ یہ
صاحبقران عصر ہی اسکندر کے چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا لوگون نے سبب تغیر پوچھا اسکندر نے اور تو کچھ نہ بیان کیا البتہ تاکیدی
یہ حکم دیا کہ بارے جیسے ہو سپیسا کی جانب روانہ کر دو اور اس راہگیر سے پوچھا شہریار کا مذہب کیا ہی اُسنے کہا خود بت
پرست ہی اور جسکو بت پرستی کے خلاف سنتا ہی اُسکو ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا ہی جتنے کہ اسنے بت پرستی کو بہت
رونق دی ہی اب تک رواج بت پرستی پر ہی اگر چند روز اور اسیطرح گذر جائینگے تو ضرور تمام دنیا مین بت پرستی
پھیل جائیگی اسکندر نے کہا ان یہ حال مجھکو بخوبی معلوم ہی خیر دیدہ باید جو بیشتر راوی کہتا ہی کہ اسوقت شاہزادہ
اسکندر کے پاس چھ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ کی جمعیت ہی واضح رہی کہ اسوقت جو تعداد فوج اسکندر کی
بیان کی گئی ہی اس اعتبار سے خلاف قیاس معلوم ہوتی ہی کہ شاہزادہ نے ابھی طوفان سے نجات پائی ہی اور سر
زمین زہیر یا و فرنگ پر پہونچا ہی مگر وہم و فہم اسقدر نہ پہونچا ہو جائے کی یہ ہی کہ جو لوگ ہر سپیسا کی شدت ظلم سے
خائف تھے بخوف جان بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے باطناً بت پرستی نہ تھی اور حیلہ کے متلاشی تھے جوان
اُس زمین میں یہ خبر مشتہر ہوئی کہ شاہزادہ اسکندر یہان پہونچا ہی اور وہ مذہب اسلام رکھتا ہی سب حاضر خدمت
ہوئے اور شہزادہ کی رفاقت اختیار کی غرضکہ بہت قلیل عرصہ مین جماعت کثیر ہو گئی جسکی شاہزادہ کو ہرگز امید
نہ تھی تمام مملکت مین مشہور ہو گیا تھا کہ ایک شہزادہ محترم خداپرست وارد ہوا ہی بت پرستی کی بنیاد کو نیست و نابود
کرنے کے درپے ہی جو باطناً مسلمان تھا وہ خوش ہوتا اور جو بت پرست تھا وہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ہر
ایک اس خبر کو بیان کرتا تھا حتے کہ یہ خبر ہر سپیسا کو پہونچی بہت گھبرایا ہر ایک سے اسبارہ مین مشورہ کرتا تھا کہ

اسوقت مین کیا کرنا چاہیے غضب ہو جائیگا اگر وہ جوان خداپرست یورش کریگا وہ خداپرست اسکندر نامی
حمزہ صاحبقران کا فرزند رشید ہی اسکی جرات و شجاعت کا شہرہ ہی میرا فرزند شہریار ہنوز ناتجربہ کار ہی ممکن نہین
کہ اسکا مقابلہ کر سکے سب نے بالاتفاق کہا کہ اگرچہ شہریار ناتجربہ کار ہی تاہم اسکی فوج اس جوان خداپرست کے
مقابلہ کو کافی ہی خود بادشاہ کے مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی پرسیا نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن فوج اسوقت
کام کرتی ہی جب سردار قابلیت کامل رکھتا ہی اگر سردار کمزور ہی تو کیسی ہی کثیر التعداد کی فوج ہوگی تاہم اسکو کمزور اور قلیل التعداد
سمجھنا چاہیے مین خود اسکا بندوبست کرونگا اور وہ بندوبست یہ ہی کہ اسکو بیہوش کرکے کوہستان فرنگ مین
بھیجدونگا چنانچہ دوسرے روز شہریار اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا بیٹھنے انیس و جلیس کا مجمع تھا ساقی کو اشارہ
کیا اسنے جام بلورین صراحی مرصع سے مملو کرکے شہریار کے روبرو پیش کیا شہریار کو تعجب ہوا کہ آج اول مرتبہ
مجھکو شراب دینے کی کیا وجہ ہی مگر یہ سوچا کہ باپ کا فعل ہی اسمین کوئی مصلحت ضرور ہوگی بلاتکلف اس جام کو
پی لیا ساقی نے دوسرا جام شہریار کو دیا اسنے وہ جام بھی بلاتکلف پی لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد دماغ گرم ہوگیا
حواس مختل ہوگئے پرسیا نے صندوق طلب کیا شہریار اپنے فرزند مخمور کو اسمین بند کیا فوج کو کمربندی کا
حکم دیا تا اینکہ مع فوج و لشکر اور وہ صندوق لیے ہوئے جسمین شہریار مخمور بند تھا کوہستان فرنگ کی راہ لی
اہل شہر حیران تھے کہ پرسیا نے یہ کیا حرکت کی بادشاہ وقت کا یہ خاصہ ہرگز نہین ہی کہ غنیم کی آمد کے وقت
دارالسلطنت کو چھوڑکے کہین چلا جاے طرفہ تر یہ کہ باپ نے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیا بیہوش کرنیکی یہ وجہ
معلوم ہوتی ہی کہ خیال ہوا شاید شہریار جانے سے انکار کرے کسی نے کہا نہین صاحب خوب کہا اگر پرسیا
شہریار کو لے گیا اسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید شہریار کا کوئی دشمن یہان آپہونچا ہوگا جس سے
سفر مشکل معلوم ہوئی یہ تدبیر عمل مین لایا یقین ہی کہ پرسیا شہریار کو کوہستان فرنگ مین پہونچا کے واپس آئیگا
اور پھر خداپرستون کی جنگ کا سامان مہیا کریگا اسطرف کا حال سنیے کہ جب پرسیا کوہستان فرنگ مین
پہونچا دربار آراستہ کرکے شہریار کے صندوق کو طلب کیا اسے کھولا شہریار کو نکالا شہریار نے جو اپنے کو
خلاف مقام مین پایا بہت متعجب ہوا مگر مطمئن اس بات سے تھا کہ میرا باپ پرسیا موجود ہی اگر کوئی غیر
شخص ایسی حرکت عمل مین لاتا تو محل خوف کا تھا کوئی مصلحت ضرور ہی یہ بڑا خیال آیا کہ کچھ تو دریافت کرنا چاہیے
چنانچہ پرسیا سے مستفسر حال ہوا اسنے کہا اے فرزند مین تیرا خیرخواہ ہون یا بدخواہ اسنے کہا اے پدر اگر تم بھی
بدخواہ ہوگے تو خیرخواہ کون ہوگا پرسیا نے کہا جب تو یہ سمجھتا ہی تو پھر استفسار حال کی کیا ضرورت ہی جو امر ہوگا
مناسب وقت سمجھکے بیان کردیا جاویگا ابھی خاموش رہ شہریار خاموش ہو رہا اسطرف شاہزادہ اسکندر
خمار خیز چلا آتا تھا یہان تک نواح بہارستان مین پہونچا اسکو گمان تھا کہ جسوقت سرحد بہارستان مین پہونچونگا
پرسیا کو خبر پہونچ گئی ہوگی اسکا سامان حرب و ضرب نظر آئیگا یہان پہونچ کے سناٹا دیکھا بہت حیران ہوا
ہمرہیان ہمراہی سے کہا یہ کیا سبب ہی مجھکو خدشہ ہی کہ ایسا نہ ہو وہ کافر زبون بدکیش و ملعون کسی ایسے طریقہ
شبخون مارے کہ مجھکو مطلق خبر نہ ہو جاو اس کافر کی خبر لاو کہ کہان ہی اور کیا بندوبست کر رہا ہی لوگ گئے اور
بعد تجسس و تلاش آکے خبر دی کہ پرسیا بدبخت حضور کے خوف سے گریز کر گیا اور کوہستان فرنگ
کیجانب گیا ہی اسقدر حال قابل یقین دریافت ہوا لیکن یہ نہین کہہ سکتے کہ کیون گیا ہی اور کس فکر مین گیا اب اگر
بندوبست کرکے آئیگا بھی تو کچھ تردد کی بات نہین ہی جس وقت جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا اور شہریار والا

تیار کچھ اور بھی خبر عرض کرنا ہے شہزادہ سکندر نے پوچھا وہ کیا اُنھون نے عرض کی ہم شہر میں گئے منجملہ اور اخبار کے یہ بھی خبر سنی کہ بعض شرفائے شہر اصل میں مسلمان تھے لیکن بخوف جان بت پرستی اختیار کر لی ہے اب کہ حضور کی تشریف آوری کی خبر سنی بار یابی کے خواستگار ہین اگر حضور اجازت فرمائین تو خدمت والا مین حاضر ہو کے اظہار مطالب کرین شہزادہ اسکندر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ان لوگون کو اطلاع دو کہ بلا تکلف جس وقت چاہین چلے آئین اور اظہار مطالب کرین کوئی مانع نہ ہوگا بلکہ ہمارے مین خوشی یہی ہے جلد خیمہ برپا کرو چنانچہ اسی مقام مین خیمہ برپا ہوئے کفار کا خدشہ تھا سردارون کے خیمہ کے گرد پہرے مقرر کیے گئے اور منادی ہوگئی کہ تمام شب کو بہت ہوشیاری سے پہرا دیا جاوے اپنے اپنے اسلحہ اپنے پاس رہین ہوشیار رہنا ضرور ہے نہین معلوم تاریکی شب مین کس وقت دشمن آ پہونچے چنانچہ تمام شب خوب ہوشیاری سے بسر ہوئی صبح کو شہزادے نے نماز پڑھی ورد و وظائف مین دن چڑھا بعد فراغ عبادت، ان لوگون کو بلایا جو کل شرفائے شہر کی خبر لائے تھے حکم دیا کہ ان لوگون کو ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ شہر مین گئے رئیسون سے ملاقات کی ہمراہ شہزادہ سکندر کے پاس لائے شاہزادہ نہایت خاطر داری اور عزت سے پیش آیا انکی دلداری کی اور کہا تم لوگ کسیطرح خائف نہ ہو ہماری اس کشش و کوشش کی غرض محض رواج دین اسلام ہے جو کوئی دین اسلام کا دوست ہے وہ بیشک ہمارا دوست ہے اسکی حمایت مین ہمکو کسیطرح کا عذر نہ ہوگا ان امرا نے عرض کیا شہریار واقعی ہم سابق مین بھی مذہب اسلام رکھتے تھے اور اب بھی وہی اعتقاد رکھتے ہین سرسیما بدبخت کی بدعت سے عاجز ہو کے جیتے اپنے کو بت پرست ظاہر کیا تھا اسکا یہ دستور تھا کہ ہر روز گلی کوچون مین تاج رنگ کی صحبت گرم کرتا تھا جب اہل شہر جمع ہو جاتے تھے تو تاج کی صحبت موقوف کر کے فضائل بت پرستی کی بیان کرواتا تھا اور طرح طرح کے مال دنیا کا لالچ دیتا تھا اگر اس لالچ پر بھی کوئی اقرار بت پرستی نہ کرتا تھا تو قتل کا درپے ہوتا تھا گھرون مین زبردستی بت پرست عورتون کو بھیجتا تھا اور اسی ذریعہ سے زنان پردہ نشین کو بہکاتا تھا اگر کوئی تعرض کرتا تھا فوراً حکم قتل دیتا تھا حقیقت امر یہ ہے کہ ہم سب اسکے اس فریب اور بدعت سے عاجز ہو گئے تھے اور خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ کسیطرح ہمکو اس مصیبت عظیم سے نجات دے ہزار ہزار شکر اس مستجاب الدعوات کا کہ آخر دعا ہم مجبورون کی سن لی کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کو عزت حاصل ہوئی اور وہ ملعون خائف ہو کے شہر بدر ہو گیا ہے گویا یہ خواب تھا خدا شاہد ہے ہم اب صرف خداوند عالم سے التجا اور یہ ہے کہ بار دیگر وہ ملعون یہان نہ آوے اور حضور ہی اس سرزمین پر اپنا قبضہ رکھین ورنہ پھر وہی مصیبت ہمکو پیش آویگی شہزادہ نے سنتے کہا تم لوگ مطمئن رہو اگر خدا نے چاہا تو وہ ملعون اب اس سرزمین پر مسلط نہ ہونے پائیگا ہم بخوبی بندوبست کرینگے تم سب اپنے اپنے گھرون مین باطمینان تمام بیٹھو اور رفیق تمھارے جو اور لوگ ہاتھ آئیں پیرو مذہب اسلام ہین انکو بھی خبر پہونچا دو کہ سب باعلان طریقہ اسلام کو جاری رکھین مطلق خائف نہ ہون اور جو لوگ بت پرست ہین ان کو اطلاع دو کہ دین بت پرستی سے تائب ہو کے ہماری اطاعت اختیار کرین ورنہ ان کی خیریت نہین ہے جہان تک مجھسے ہوگا ان کی ہلاکت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرونگا اب نوبت اوگذشت نوبت ما است یہ سنکے وہ لوگ اپنے اپنے گھرون پر پہنچے اور محلون محلون منادی کر دی کہ اہل اسلام باطمینان اپنے اپنے گھرون مین بیٹھین لیکن بت پرست اپنی ضلالت و گمراہی سے باز آوین ورنہ انکی جان کی خیریت نہین ہے اطلاع کر دی گئی ہے آئندہ انکو اختیار ہے وہ در

بر سیپائی کیا اسکندر ہی زمانہ آگیا وہ مرد مسلمان اپنے نام کا ہو اگر اسکو کبھی بت پرست ہونا ثابت ہوجائے
گا تو کسی طرح زندہ نہیں رکھیگا بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق جوق گروہ اہل شہر اسکندر کے دربار میں حاضر ہوتے تھے
اور بعد آداب و تسلیمات و ثنا و صفت شاہنشاہی دین اسلام کا اعلان کرکے چلے جاتے تھے اور گبرون میں پہونچ
کے اسقدر اسکندر کی خلق و انسانیت کی تعریف کرتے تھے کہ مرد تو مرد بیشتر عورتین اسکندر کے حضور میں حاضر
ہوئین اور مذہب اسلام کا اقرار کرکے واپس گئین راوی کہتا ہے کہ ایک ضعیفہ صد و شصت سالہ مگر نہایت مومن
و پاک اعتقاد وہان رہتی تھی جو زمانہ کے ہاتھ سے بہت مجبور و لاچار ہوگئی تھی اسکا کوئی والی تھا نہ وارث
سوئی کے کام سے زندگی بسر کرتی تھی ایک بیٹا اسکا تھا اسکندر کے ورود سے ایک سال قبل بقضاے الہی
فوت ہوگیا تھا ایک تو اپنے فرزند جوان کی مفارقت میں نیم جان ہو رہی تھی نماز بھی پڑھتی تھی اور زار و قطار رویا
کرتی تھی مزید بران جب یہ سنتی تھی کہ بر سیپا ہر کسی کو دین بت پرستی کی ترغیب دیتا ہے اور بدعت کرتا ہے یہان
تک کہ جو کوئی اسکے کہنے پر اعتنا نہیں کرتا ہے اسکو حکم قتل دیتا ہے بس پہر دن گوشۂ تنہائی میں خاک نیاز پر سر عاجزی
رکھتی تھی اور خداے واحد لاشریک کی درگاہ میں بہ گریہ و زاری مناجات کرتی تھی کہ یا تو اس سفاک کو جہنم واصل
کر یا مجھکو ہی دنیا سے اٹھا لے تاکہ میں اس بدعت و ظلم کو اس ظالم کے نہ سنون جب اس نے اسکندر کے ورود کی خبر سنی
اور یہ بھی سنا کہ وہ جوان رواج دین اسلام پر کمر ہمت باندھے ہوے ہے لکڑی ٹیکتی تھرتھراتی ہوئی اسکندر کے حضور میں
حاضر ہوئی دونون ہاتھون سے از سر تا پا اسکندر کی بلائین لین اور کہا قربانت شوم تمکو تو سوکل مرے واسطے
اس خداے پاک نے بھیجا ہے تو بدست خود میں مانتی تھی کہ کوئی تو سر کوب بر سیپاے کمبخت کا یہان آجاوے
کہ بندگان خدا کی جانین اسکے دست ظلم سے محفوظ رہین خدا تمہارے دم میں ہزار دم عنایت فرماے اور عمر نوح
تمکو مرحمت ہو اسکندر کو اسکی ضعیفی پر بہت افسوس ہوا اسکا حال پوچھا اسنے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا اور کہا اے
جوان سعادت مند اس پیرانہ سالی میں کوئی میرا خبر گیران نہیں ہے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتی ہوں جو آج
تک میرا کفیل حال رہا اسکندر نے اسکا وظیفہ معقول مقرر کردیا اور ایک مکان اسکے رہنے کے واسطے بنوا دیا شہر کے
بتخانون کو منہدم کیا ان کی جگہ مسجدین بنوائین موذن مقرر کیے جو فقرا عاجز و مجبور تھے ان سب کے وظیفہ مقرر کردے
اور تاکید کر دی ان سے کہدیا کہ جسوقت تمکو جس شے کی ضرورت ہو فوراً ہمکو اطلاع دینا مسجدون کے خوان کھانے
کے مقرر کیے خیرات خانہ علحدہ جاری کیا طالب علمون کے واسطے مدرسے بنواے بیش قرار تنخواہون پر مدرسان و
معلمان ذوفنون کو مقرر کیا اسیطرح کے بیشتر کار خیر کے بعد اس انتظام اہتمام شہر و اہل شہر کے اسکے دل میں اس
بات نے خطور کیا کہ اگرچہ جناب حمزۂ ثانی کی خدمت میں پہونچنا ضرور ہے لیکن جو اگر بر سیپاے پلید دیکھیگا کہ قصد لشکر پاک
کیے اسطرف کا عازم ہونگا یہان پھر وہ مسلط ہوجائیگا اور ان بیگناہون کو زندہ نہ چھوڑے گا لہذا اسکا کامل بندوبست
کرکے چلنا چاہیے بس چند روز کے بعد ملک بہارستان سے کوہستان کیجانب کوچ کیا ہنوز چند منزلین طے
کی تھین کہ وہان یکایک بر سیپا فرنگی کو خبر دارون نے خبر پہونچائی کہ اسکندر نے ملک بہارستان پر
کامل قبضہ کر لیا اہل بہارستان نے مذہب اسلام اختیار کیا جابجا مسجدین اور مدرسے بنا ہوے ہیں اور
اب وہین بت پرستی کا وہان نام کو بھی نہین ہے اسکندر وہان کا انتظام کرکے اسطرف کا عازم ہے بلکہ عنقریب
یہان پہونچ کے بازار کشت و خون گرم کریگا ہوشیار ہو جانا چاہیے بر سیپا فرنگی اس خبر کو سنکے بہت گھبرایا
سوچا کہ اگر اسکندر یہان صحیح و سلامت آپہونچا تو غضب ہو جائیگا کسی بت پرست کو زندہ نہ چھوڑے گا

کوئی تدبیر مقتول کرنا چاہیے مہران نام عیار شہریار کا تھا اُس کو بلایا کہا اے مہران اگرچہ تو ہشت سالہ طفل ہے
لیکن مجھکو خوب معلوم ہے کہ تو اس فن عیاری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا فی الحال مجھکو وہ وقت پیش آئی کہ سکندر
خدا پرست اس طرف آیا ہے اسنے سارے ہستان مین اپنا عمل کر لیا اہل شہر کو مسلمان کیا یہان بھی وہ سخت ہنگامہ برپا
کریگا فلہذا اُسکا علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد تو اگر علاء الدین اولاد خواجہ عمر کی رکھتا ہے تجھ ہی سے اس مقدمہ
مین کچھ کارروائی ہو سکتی ہے اگر تو اسکندر کو کسی فن عیاری سے گرفتار کر لائے تو مین مال دنیا سے تجھے مستغنی کر دونگا
اگرچہ اور بھی عیار ہین لیکن اس مقدمہ مین جو کام تجھسے ہوگا کسی سے نہ ہو سکیگا اُسنے کہا خداوند یہ کام کچھ مشکل
نہین ہے مین مہران نام نہین اگر اُس جوان خدا پرست کو گرفتار نہ کر لاؤن مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ مصارف کثیر ہونگا
ہر مسیا فرنگی نے کہا مصارف کثیر کا کچھ خیال نہ کر جسقدر یہ صرف ہوگا مین دینے کو موجود ہون مہران نے کہا کچھ
ہو مین بھی موجود ہون یہ کہکے اپنا ساز و سامان مہیا کرنا شروع کیا بعدہ کوہستان سے روانہ ہوا دو منزلہ راہ طی
کرتا چلا جاتا تھا جب کہ لشکر اسلام کے قریب پہونچا شام کا وقت تھا لشکر اسکندر کے قریب ایک درخت پر جا کے
بیٹھ رہا جب رات زیادہ آئی درخت پر سے اُترا پاسبانون کی نظر بچاتا ہوا قریب اُس خیمہ کے پہونچا جسمین سکندر
مقیم تھا اُسکے قریب بھی ایک درخت تھا یہ اُس درخت پر چڑھ گیا اور اس فکر مین مبتلا ہوا کیا ایسی تدبیر کرون
کہ دربانون و پاسبانون کی نظر سے پوشیدہ خیمہ مین داخل ہو جاؤن اس فکر مین نصف شب گذر گئی پاسبان در خیمہ
ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا یہ درخت سے آہستہ سے اترا قریب اُس پاسبان کے جا کے اس زور و طاقت
سے تیغ اسکی گردن پر مارا کہ سر اسکا تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا اور سانس تک نہ لے سکا مہران عیار خیمہ مین
پہونچا بارہی دار بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے اسنے اول داروی بیہوشی بارہی دارون کو سنگھائی بعدہ داروی بیہوشی
سکندر کو سنگھائی بارہی دارون کو خنجر سے ذبح کیا اور اسکندر کو پشتارہ مین باندھ وہان سے راہی ہوا آخر شب
سپاہی پہرہ بدلنے آئے دروازہ خیمہ پر دیکھا کہ سپاہی کا سر زمین پر افتادہ ہے اور سر اسکا دور پڑا ہے خیمہ کے اندر
پہونچے وہان بھی تمام خیمہ مین جا بجا خون کے تھالے دیکھے بارہی دارون کو مقتول پایا دیکھا اسکندر بھی خوابگاہ مین
نہین ہے سب نے غل مچایا اور لوگ آئے اس سامان کو دیکھ کے ہمہ حیرت تھے کوئی کہتا تھا یہ کام بیرونی کا نہین ہے
یہین کوئی ایسا تھا کہ بظاہر دوست تھا باطن مین خصومت رکھتا تھا موقع پا کے اپنا کام کیا کوئی کہتا تھا یہ کام
یہان کسی کا نہین ہے ہر مسیا نے کوئی کارروائی کی ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ اسکا شہر چھوڑ کے غائب ہو جانا خالی
از مکر و فریب نہین ہے اُس ملعون نے کسی عیار کو راہ مین مقرر کیا ہوگا جانتا تھا کہ اسکندر خبر سنکے ضرور اسطرف
آئیگا کام جسسے ہم لوگ جاوید گذاری ہوا اب کیا کیا جاوے غضب ہوا سردار دشمنون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا کاش
اسکے عوض مین کوئی اور سردار گرفتار ہو جاتا اُسکی رہائی کی صورت خود اسکندر کرتا اب شاہزادہ کی رہائی کی صورت
کس سے ممکن ہے عالم اضطراب و بیچارگی مین سب نے گریبان چاک کیے ہائے افسوس کے نعرے مارنے لگے نسیم بن خواجہ
عمر عیار شہزادہ اسکندر موجود تھا وہ بھی انگشت بدندان تھا حیرت زدہ ایک ایک سے کہتا تھا نہین معلوم
یہ کام کس کمبخت کا ہے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کوہستان مین جاؤن اور سراغ لگاؤن اگر ہر مسیا پلید نے کارروائی سے
شہزادہ کو گرفتار کیا ہو رہائی کی صورت نکالون وقت نازک ہے تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ بود
اس عرصہ مین فوج اسلام کا نہین معلوم کیا حال ہو جائے سب متفرق ہو کے اپنی اپنی راہ لینگے جب سردار
... تھا انکا سامنے دکھا ... طرازی ... میدان ... عیار بن

صبا رفتار برق کردار خواجہ خواجگان روزگار یعنے خواجہ عمر ہواخواہ صاحبقران والا تبار عرق مین تر از سر تا پا گرد مین
آلودہ خیزاں خیزاں چلے آتے ہین تمام لشکر اسلام استقبال کیواسطے آگے بڑھا خواجہ کو لاکے خیمہ مین بٹھایا مزاج پرسی
کی خواجہ آبدیدہ ہوکر کہا کیا مزاج پوچھتے ہو غضب ہوگیا لوگون نے گھبرا کے کہا خواجہ جلد بیان کرو کیا غضب ہوا
یہان بھی عجب سانحہ پیش آیا ہے خواجہ نے کہا آج چند روز کا عرصہ ہوا ہے جو ملک خاور سے جدا ہوا ہون کفار نے
قیامت برپا کر رکھی ہے یعنے جناب حمزہ ثانی صاحبقران روزگار کو کفار بمکر و فریب گرفتار کر لیگئے خاور مین لیجا کے
مثل حمزہ قدیم واجب التکریم اس والا جاہ کو بھی عقابین پر کھینچ دیا ہے یہ مصیبت تو تھی ہی دوسری آفت یہ سنو
کہ شہزادہ بدیع الملک کو عالم خواب مین کسی نے قتل کیا یہ سننا تھا کہ تمام مسلمانون مین شور گریہ و زاری
بلند ہوا تا دیر یہ ہنگامہ گرم رہا جب کسیقدر افاقہ ہوا عمر ثانی نے پوچھا یہان کیا واقعہ روبکار ہوا نسیم نے شہزادہ سکندر
کا قصہ بیان کیا اور کہا اے معظم و مکرم کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کون کس وقت اور کسطرح یہان آیا جو سب کو غافل پاکے
شہزادہ سکندر کو چرا لیگیا اسطرف حمزہ ثانی پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ سرزمین خاور مین عقابین پر کھینچ دیئے گئے
شہزادہ بدیع الملک کی وہ حالت ہوئی کہ عالم خواب مین ہلاک کیا گیا دفعتاً شہزادہ رستم کو اسطرح دشمن لیگئے
خواجہ عمر نے کہا اے نسیم چونکہ مین یہان اسوقت پہونچ گیا ہون فلہذا مجھپر واجب ہے کہ شہزادہ رستم کی رہائی کی
فکر کرون پھر تو جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہوگا یعنے سرزمین خاور مین سلاطین اطراف پہونچ کے حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر کرینگے
یہ کہکے مع ساز و سامان عیاری وہان سے روانہ ہوا اور اس ارادہ مین تیز روانہ ہوا کہ کسیطرح دشمن دستیاب
ہو جاوے اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ برسیا مردود مہران عیار کے انتظار مین بیٹھا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا
کہ مہران اب تک واپس نہین آیا نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئی صبح کا وقت تھا کہ مہران پشتارہ بغل
آپہونچا برسیا اچھل پڑا اور کہا شاباش کارے کردی اب بتا تو اس پشتارہ مین شہزادہ رستم ہے یا کوئی خدا پرست
ہے اسنے کہا خداوند ممکن کیا جو مین کسی کے درپے ہون اور وہ میرے ہاتھ سے بچ جاوے اس پشتارہ مین خاص شہزادہ سکندر
ہے یہ کہکے پشتارہ پشت سے زمین پر رکھا بند پشتارہ کے کھولے اسکندر کو دکھایا تمام حاضرین گرد سکندر کے جمع ہوگئے
ہر ایک نے پہچانا کہا واقعی سکندر ہے اے مہران سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند ابھی اس کمسنی مین تیری
کارگذاری کا یہ حال ہے بڑھیگا تو تو کیا قیامت برپا کریگا برسیا پلید نے خلعت گران بہا اسیوقت مہران کو دیا
اور بھی حاضرین نے علے قدر حیثیت مہران کو انعام دیا کسی نے اسکے رخساروں پر بوسہ دئے اور صورت دیکھ کے
کہا تو بڑے تو آفت کا پرکالہ ہے سچ کہ یہ تیری کارروائی ہے یا کوئی اور بھی تیرا شریک ہوگیا مہران نے کہا کیا کہتے ہو
مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے یہ تو اسکندر ہے اگر خود حمزہ صاحبقران ہوتا تو اسے گرفتار کر لاتا برسیا نے کہا
اے مہران دیر نہ کر شہزادہ سکندر کو زنجیر مین بخوبی بستہ کر کے اور بیہوشی مین لاکے کسی مقام محفوظ مین قید کر اسکی
قید و بند کا بھی بندوبست تیرے ہی حوالہ ہے خبردار رہنا کہین بچہ پن کو دخل نہ دینا مہران نے کہا اے بادشاہ سلاطین یہ
کیا مجال کہ جو یہ جوان خدا پرست میری قید سے رہا ہو جاوے یہ کہکے سکندر کے دست و پا کو زنجیرون سے جکڑا
اس انتظام مین اور کفار بھی مہران کے شریک ہوگئے وجہ یہ تھی کہ مہران ابھی کمسن تھا یہان ہنوز یہ بند و بست
و گرفت ہو رہی تھی کہ خواجہ عمر ثانی پہونچا ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ پسران عمر کے بالکل مشابہ ہے خواجہ حیران ہوا کہ یہ کیا چیز
ہے ان نیرنگیون کو پسران عمر سے کیا نسبت کس طرح یہ عیار بچہ ان تک پہونچا اسطرف برسیا نے سکندر کو بیہوشی
مین لانے کا حکم دیا مہران نے فتیلہ رفع بیہوشی سے شہزادہ سکندر کو ہوشیار کیا جو ہین شہزادہ سکندر کی آنکھ کھلی

حالت پر بہت متعجب ہوا خدا کے نام پر سلام کیا ہر سسیبا اسکی طرف دیکھ کے قہقہہ مار کے ہنسا اور کہا اے
جوان خدا پرست دیکھا تو نے بت پرستی مین ایسی برکت ہے کہ تجھکو اسطرح بسہولت گرفتار کر لیا تجھکو گمان تھا
کہ ہمارے ملک فرنگ مین بھی بااطمینان تمام بت پرستی کو نیست و نابود کر کے خدا پرستی کو رواج دونگا مین نے تیرے حال پر
رحم کیا جو اسوقت تک تجھے زندہ رکھا ورنہ اب تک تجھے ہلاک کر چکا ہوتا اب تجھکو تیرا خدائے نادیدہ بچانے نہین آتا
یا اسکا کوئی مقرب تیری حمایت نہین کرتا تیرے ہمراہی خدا پرست کہان ہین تجھکو اسطرح گرفتار ہونے دیا اور کچھ
تیری حمایت نہ کی اب بھی خیریت ہے اگر تو خدائے نادیدہ کی بندگی ترک کر کے بت پرستی اختیار کرے ہم تجھکو
اپنی فوج مین عہدہ اعلے دینگے اور یہ ہم پر کیا موقوف ہے خود خداوند بت بزرگ کو تیری رعایت مد نظر ہوگی تیری ترقی
مین کوئی درجہ باقی نہین رکھے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف عمل مین لائیگا یعنی اپنے دین آبائی پر قائم رہیگا یقینا
میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور تیرے ہلاک ہونے کے بعد بھی یقیناً خداوند بت بزرگ تجھپر اپنا عذاب نازل کریگا
شہزادہ اسکندر کی طبیعت مین اسکی اس تقریر سے نہایت اشتعال پیدا ہوا کہا او مردود پلید کیا بیہودہ بکتا ہے ورنہ
یقین سمجھ کہ اگرچہ مین عالم گرفتاری مین مجبور ہون اور ہر طرح ہلاک کیا جا سکتا ہون لیکن اسوقت خاص تیری
ہلاکت کیواسطے کافی ہون اگر تجھے یقین نہ ہو تو کہہ دکھا دون اسکندر کی اس تقریر سے ہر سسیبا پر ایسا خوف طاری
ہوا کہ اسکندر سے پھر ہمکلام نہ ہوا جلاد کو حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کا کام تمام کر مجھکو اس سے اس گرفتاری کی
حالت مین بھی خوف ہے جہان تک ممکن ہو اسکا کام جلد تمام کر دیا جائے مہران نے کہا اے بادشاہ اسقدر خائف
ہونا بیکار ہے اسکندر خود بستہ سحر ہے کیا کر سکتا ہے ہر سسیبا نے کہا اے مہران تو نہین جانتا یہ خدا پرست ہین
ان سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے اگرچہ کیسے ہی بستہ سحر ہون جب انکی طبیعت مین اشتعال پیدا ہوتا ہے
تو کسی چیز کی حقیقت نہین سمجھتے اسوقت خداوند بت بزرگ کو بھی ان کے حال پر رحم آجاتا ہے وہ انکی مدد کرتا ہے
یہ بھی وجہ ہے کہ اس حالت مین جو کچھ انکا ارادہ ہوتا ہے پورا ہوتا ہے اس مرتبہ پھر اسکندر نے باواز بلند کہا او پلید دیکھ
اپنی زبان کو لگام دے تیرے بت بزرگ کی کیا لیاقت ہے کہ کسی کو کچھ مدد دے سکے گا ہمارا خدائے واحد لاشریک
ہر وقت ہماری حمایت پر آمادہ رہتا ہے اور اسی کی مدد سے ہمارا ہر ایک ارادہ پورا ہوتا ہے ہر سسیبا نے کہا اب اسوقت
وہ کہان ہے اسقدر عرصہ ہوا لیکن اب تک آکے تیری مدد نہ کی اسکندر نے دونون ہاتھون کو بلند کیا اور کہا تو بیہودہ
گوئی پر آمادہ ہے دکھاؤن قدرت خدا کا تماشا ہر سسیبا نے جلاد کی طرف منہ پھیر لیا اور کہا جا جلد اس خدا پرست
کا کام تمام کر کیون تاخیر کرتا ہے جلاد نے دست بستہ عرض کیا اے نظر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک دو مرتبہ حکم
قتل صادر ہوا لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ یہ جوان کون ہے ہر سسیبا نے کہا ہمکو اسقدر معلوم ہے کہ تجھے نہین معلوم تجھکو اس قصہ
سے کیا کام نہین جو کچھ ہم حکم دیتے ہین اسکی تعمیل کر اسنے کہا کیونکر فوراً تعمیل حکم کیواسطے مستعد ہو جاؤن اس
جوان خدا پرست کو علی العموم آدمیون مین سے سمجھا ہے یہ جوان حمزہ صاحبقران کا فرزند حمزہ ثانی کا بھائی ہے اور
سے ادنے شخص کی ہلاکت کیواسطے بھی دانشمندون کا قول ہے کہ ہر نوع تامل اولے ہے اسوجہ سے کہ اس صورت مین
اختیار باقی رہتا ہے اگر مناسب ہوتا ہے ہلاک کیا جاتا ہے اگر کسی نوع کا ضرر متصور ہوتا ہے اسکو رہا کر دیا جاتا ہے عجلت کاری
مین مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور پھر کسیطرح کا تدارک نہین ہو سکتا سعدی ایک سہل ست زندہ بیجان کردہ کشتہ را
باز زندہ نتوان کرد و شرط عقل ست صبر تیر انداز کہ چو رفت از کمان نیاید باز اگرچہ مین تابع فرمان ہون لیکن
یہ کہے دیتا ہون کہ اسکا ہلاک کرنا سہل نہین ہے جلاد کی اس تقریر سے ہر سسیبا ملعون بہت برہم ہوا اور کہا او بد

غضبناک کہا تو نہیں مانتا خواہ مخواہ تقریر کو طول دیتا ہے جلد ہلاک کر ورنہ اسکے عوض مین مین تجھے ہلاک کرونگا
عمر ثانی نے ارادہ کیا کہ کچھ متعرض ہوں پھر سوچا کہ موقع نہیں ہے اگر مین بھی گرفتار ہوگیا تو پھر کوئی کارروائی نہوسکے
گی جانب آسمان سر بلند کیا اور مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق یکتا واے قادر بے ہمتا سے قدرت ہے تیری ای
خدایا بہ اپنی قدرت وجلال کا واسطہ اس جوان کو دشمن کے دست ظلم سے بچا اسلئے اسطرف سکندر کو بھی اپنی
زندگی سے ناامیدی ہوچکی تھی خدا سے لو لگائے ہوئے تھا اور دل مین کہ رہا تھا کہ خداوندا میری اس کشش وکوشش
کی غرض خاص دین اسلام کی ترقی ہے اگر مین اس ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاؤنگا تو اہل اسلام کی ہمت پست
ہوجاویگی بہت بت پرست سر اٹھائینگے ہزارہا تیرے بندون کی جانین تلف ہوجائینگی عمر ثانی اور اسکندر دونون
اپنی اپنی جانب اسطرح کی دعا ومناجات کر رہے تھے یکایک عقب بارگاہ سے غل کی آواز معلوم ہوئی سب حیران
ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے غل کیون ہوتا ہے دفعتا شاپور پہونچا اور اسطرح جلاد کے قریب پہونچا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی آتے
ہی ایک وار مین جلاد کا کام تمام کیا اسکندر کیجانب متوجہ ہوا اور چاہتا تھا کہ شہزادہ کو اٹھالیجاے اسکندر نے کہا
ای شاپور مطمئن رہو اپنے کام مین مصروف ہو مین اپنا بندوبست خود کیے لیتا ہون یہ کہا اور اس زور سے جھٹکا
مارا کہ تمام بند ٹوٹ گئے دست وپا شکستہ ہوکے زمین پر گر پڑے عمر ثانی منتظر وقت تھا خنجر کا وار کرتا ہوا وہ بھی وہان آ
پہونچا جو سامنے آگیا دو حصہ تھا اسیطرح چند آدمی کشتہ ہوئے کفار منتشر الحواس ہوئے کہ کوئی چارہ جوئی نہوسکی جسکو
جسطرف پناہ ملی جا چھپا شاپور شیردل بارگاہ برسیسا سے جنگ کنان باہر آیا لشکر اسلام کی طرف چلا راوی
کہتا ہے کہ شہریار پسر برسیسا شکار کو گیا تھا صید وشکار سے فارغ ہوکے اپنے مکان کیطرف مراجعت کی اثنائے
راہ مین اسکو خبر پہونچی کہ جو جوان خدا پرست اسکندر نام تیرے باپ کی قید مین مبتلا ہوگیا تھا ہنوز اسکے قتل کی نوبت
نہین آئی تھی کہ دفعتا شاپور شیردل نام ایک جوان خدا پرست دربار برسیسا مین پہونچا جلاد کو ہلاک کیا ہنگامہ
کشت وخون گرم کیا اسکندر کو رہا کرلیگیا تمام اہل دربار جان چھپا کے بھاگے ورنہ سب ہلاک ہوجاتے وہ بہت برہم
ہوا اپنے باپ کے پاس پہونچا اس سے اس واقعہ کو دریافت کیا برسیسا خائف ولرزان بیٹھا تھا اسنے کہا ای
فرزند خیریت ہوئی خداوند بت بزرگ نے رحم کیا ورنہ اس جوان خدا پرست نے میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا تھا مجھکو کیا معلوم تھا کہ اسطرح کی آفت نازل ہوجاے گی شہریار نے کہا ای پدر چند نفر مسلمان
آگئے اور انھون نے اپنے قیدی کو رہا کرلیا تمسے کچھ نہوسکا برسیسا نے کہا ای فرزند کیا کہون ایسی ہیبت طاری ہوئی
کہ کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے پاس کوئی افسون ہے شہریار نے اسلحہ طلب کیے سامان جنگ
وحرب سے آراستہ ہوکے اسکندر کی تلاش مین چلا برسیسا نے کہا ای فرزند تو کیون اپنے کو تکلیف دیتا ہے تو ابھی
کمسن ہے مسلمانون کا تعاقب کرنا سہل نہین ہے شہریار بہت برہم ہوا کہا ای پدر تمہارے اس خوف نے اسکندر کو رہا کردیا
ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکار ہاتھ مین آکے نکل جاتا اب تم مجھسے متعرض ہوتے ہو اگر تمکو خوف ہے تو اپنی جگہ اطمینان سے
بیٹھے رہو مجھسے جہان تک ممکن ہوگا اسکندر کو سزاے معقول دونگا برسیسا نے کہا اچھا کسیطرح ممکن ہے کہ تو اس کمسنی
مین ایسی جرأت کرے اور مین اطمینان سے بیٹھون غرضکہ یہ دونون پدر وپسر اسکندر کی تلاش مین روانہ ہوئے
فوج بھی ساتھ تھی اسطرف اسکندر نے شاپور شیردل اور عمر ثانی سے راہ مین حالات گذشتہ پوچھے عمر ثانی نے از
اول تا آخر حمزہ ثانی کا حال بیان کیا اور کہا ای شاہزادہ والاقدر کفار نے اس والاجاہ کو ملک خاور مین عقابین پر
کھینچ دیا ہے اگر عرصہ ہوگا خدانا کردہ ضرور ہلاک ہوجائیگا مین نے جا بجا سلاطین کو اسی مضمون کے نامے پہونچا دیے

مین بالیقین وہ سب سرزمین خاور مین پہونچین گے اسیطرح شاپور شیر دل نے احوال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا خدا خیر کرے مسلمانون کا ستارہ گردش مین آیا ہوا ہے جب ایسے ایسے سفرز و مقدم مسلمانون کا یہ حال ہو تو عوام الناس کا کیا ذکر یکایک عقب سر نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی کہ باش اے اسکندر پسر حمزہ تو کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے افسوس کہ مین اسوقت دربار مین موجود نہ تھا شکار کو گیا ہوا تھا بعد کو یہ حال مجکو معلوم ہوا ورنہ تجکو اور تیرے مددگارون کو ایسی سزا سے معقول دیتا کہ ہمیشہ یاد رکھتا اور اب بھی موجود ہون اگرچہ تو ہماری قید سے رہا ہوگیا اور نہین معلوم اسکی کیا وجہ تھی کہ میرا پدر مجکو حالم بیہوشی مین یہانتک لے آیا اور مجکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ دی کہ تو آمادہ فساد ہو ورنہ اسیوقت مین کام بند و بست کرتا میرا تیرا مقابلہ کبھی نہین ہوا ہے دیکھ میری قدرت و لیاقت کو سب بیارا پچھواری زمردی نشان وہ کمان کیانی و گرز گران ۞ اسکندر نے خوب غور سے اسکی صورت دیکھی بعض نشانات اولاد ابراہیم علیہ السلام نمایان ہوئے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بھید ہے اس فرنگی کو جوان کہان دستیاب ہوگیا شہریار نے کہا اے اسکندر کیا حیرت سے دیکھتا ہے اگر مرد میدان ہے کیون نہین ہنگامہ کارزار گرم کرتا اسکندر اسکا مقابل ہوا شہریار نے چند وار تیرہ کے شہزادہ اسکندر پیچھے پیر وار سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکندر کی تربیت نہین دیکھی دوران کے جو اس پانچ تھے شاپور اور عمر ثانی جرأت سے شہریار کی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ رہے تھے اور آپس مین کہہ رہے تھے کہ ہفت سالگی مین تو اسکا یہ حال شجاعت ہے اگر پورا جوان ہوگا تو کس غضب کی اسکی لڑائی ہوگی کبھی اسکندر کے حق مین دعا کرتے تھے کہ خداوندا مسلمانون کی عزت تیرے ہاتھ ہے اس طفل ہفت سالہ کے ہاتھ سے شہزادہ اسکندر کی جان بچانا یہانتک کہ پہر بھر کامل رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا اسنے وار کیا آسنے رد کیا آسنے وار کیا اسنے رد کیا شہریار نے تلوار میان سے کھینچی عمر ثانی نے پکار کے کہا اے اسکندر والاقدر خبردار و ہوشیار ہو جاؤ تمھاری جنگ کا رنگ بد نظر آتا ہے اس طفل کو خورد سال نہ سمجھنا بلا ہے بے درمان ہے اگر اسنے تلوار کا وار کیا اور تم سے وار رد نہ ہو سکا تو قیامت کا سامنا ہو جائیگا علاوہ جان ضائع ہونے کی ندامت بھی ہوگی کہ فارطعنہ دینگے کہ ایک طفل خورد سال کے مقابلہ مین مسلمانون نے شکست کھائی اگر کوئی جوان پہلوان ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا اسکندر نے کہا اے خواجہ تم تماشا دیکھو پھر دیکھ تجھکو کیا آید شہریار نے تلوار علم کی اسکندر نے سپر کی پناہ کی تا اینکہ شہریار نے تلوار کا وار سپر پہ کیا آواز ہزاتف پیدا ہوئی آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا شہریار کو اٹھا لے گیا شہریار نے باواز بلند کہا اے اسکندر تیری عمر کا رشتہ ابھی قطع نہین ہوا تھا جو تو میرے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ آج مین تجکو ہرگز زندہ نہ چھوڑتا جا اپنے اوپر سے صدقہ اتار اسکندر نے حیرت سے جانب آسمان نگاہ کی اور جواب دیا کہ اے طفل تیری کیا مجال تھی جو تو مجکو کسیطرح کی گزند پہونچا سکتا میرے ہاتھ سے خدا کو تیری جان بچانا تھی جو تو گرفتار غیب ہوگیا اگر لیا مین اسکندر بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ اس طفل کو دست آسمانی اٹھا لیگیا ورنہ آج عزت نہ بچتی شہریار کو اسطرف دست آسمانی اٹھا لیگیا اسطرف پریسپاہ نے گریبان چاک کیا تاب مقاومت باقی نہ رہی ناچار جانب کوہستان اپنی جا سے پناہ کی راہ لی عمر ثانی اور شاپور شہزادہ اسکندر کو لشکر مین لائے اور کہا اے شہزادہ آج خدا نے بڑی خیر کی کہ اس طفل کیواسطے ایسا سامان غیب سے پیدا ہوگیا ورنہ مجکو بہت تو تشویش تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اسکندر عمر ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اے خواجہ اسوقت تو مجکو اور خیالات تھے اچھی طرح تمہارے بیان کو نہین سنا عمر نے بار دیگر مقدمہ سے تھا مین حمزہ ثانی بیان کیا اسکندر نے خوب سنا اور کہا اے خواجہ اب مجھپر فرض ہے کہ پہلے جناب حمزہ ثانی
[illegible] ... میری کنگی بھی رہا سے ہو شاپور شیر دل نے کہا مین بھی ہمراہ

ہون خواجہ عمر سے کہا تم کہان جاؤ گے خواجہ نے کہا مین فرموسیہ کیجانب جانا چاہتا ہون ضرورت ہی ورنہ تمھارے ہمراہ چلتا چنانچہ رخصت ہوکے روانہ ہوا اسکندر نے تجویز کیا کہ براہ دریا چلنا لازم ہی اسواسطے کہ خاورزمین جہان تک جلد پہونچون مناسب ہی کنارہ دریا کے آکے کشتیان کرایہ کین خاور کیجانب روانہ ہوا راہ مین دعا و مناجات درگاہ باری تعالے مین کرتا جاتا تھا کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ دریا مین کسیطرح کا صدمہ یا اور کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جاوے جسکی وجہ سے منزل مقصود پر پہونچنے مین تاخیر ہو بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہوا موافق کر دے چندروز کے بعد حوالی روم مین پہونچا ملاجان سے ملاقات ہوئی ملاجان کو خلعت گران بہا دیا وہان سے روانہ ہوکے نواح فرشیہ مین پہونچا خاقان ناموس اسیر صاحبقران یا ناموس اکثر امرا سلیمان فارسی وہان مقیم تھی سلیمان کو جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ شہزادہ فرخ لقا فرزند امیر ملک فرنگ سے اسطرف کا عازم ہی بلکہ قریب پہونچ گیا ہی کیا عجب ہی اگر عمر ثانی نے اس شہزادہ والا قدر کو خبر پہونچائی ہو کہ حمزہ صاحبقران ثانی کو گرفتار کرکے ملک خاورزمین عقابین پر پرویز نے کھینچ دیا ہی شاہزادہ کو خاورزمین لیے جاتا ہی یہ خبر محل مین پہونچی نقارہ شادیانی بجنے کا حکم صادر ہوا کیونکہ مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد ہر وہان اسلام و فرزند امیر یہان پہونچے تھے ملکہ خاتون ملکہ مہر نگار تاجدار ایران حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد سامان دعوت مہیا کیا جاوے اور مجلس عالی منعقد ہو کوئی عالیشان محل اس تقریب دعوت کیواسطے فرش و فروش شیشہ آلات سے آراستہ کیا جاوے چنانچہ قصر رفیع آراستہ کیا گیا انواع اقسام خوشبویات سے بسایا گیا مسند نشین پر تخت یاقوت نگار بچھایا گرد و پیش کرسیان اور صندلیان سلیقہ سے بچھائی گئین ملکہ گردیہ بانو - گوہر ملک - یاقوت ملک - گیتی افروز - عالم آرا - جہان افروز - ملکہ رابعہ اطلس پوش مریم ناہید - مہر تاج بخش - ماہ زرین کلاہ - ملکہ گل پوش - قیصر شاہ خاتون - خورشید - ترانہ گوہر پوش صنوبر بانو - مشک بو - کاکل کشا - ملکہ صاحب - وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ آن رنگین کرسیون پر بیٹھین و غیرہ ہمنان عم صعوہ جنگی - ماہ شرقی - گلچہر بدخشی - زلیخا بانو - فتانہ - فتنہ - ماہ تابان - مہر جہان - ملکہ سرو سہیتن اہل محل بہشت آئین مین حاضر ہوئین طرح طرح کے ساز آئے ستمرو رست کیے گئے غزل شروع کی — عشق اس کا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی ۔ اس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی ۔ بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی ۔ سجدی سے کیجیے تو اگر الٹی لکیر کی ۔ صحرا سے لے چلا ہی مجھے شہر کی طرف ۔ گم عقل ہو گئی ہی جنون سے مشیر کی ۔ لب مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے ۔ سائل ہر سے سوال ہی صورت فقیر کی ۔ پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق ۔ تاثیر اسمین بھی ہی دعا سے اسیر کی ۔ قاتل مثل برق ہو شادی سے خندہ زن ۔ یاران غم سے ہی گل آدم خمیر کی ۔ دیوانہ کس کریم کے دروازہ کا ہی دل ۔ زنجیر مین ہمارے صدا ہی فقیر کی ۔ الم رے اس صنم کے بدن کی ملائمت ۔ جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی ۔ خاک شہید ناز سے بھی ہوائی کھیلیے ۔ رنگت اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی ۔ دم بیٹھا سکا زخمیون نے ہیر سے کر دیا ۔ آواز بیٹھ گئی ہمصفیر کی ۔ وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا ۔ سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی ۔ دیکھا شہر کا نہ دیوانہ کا کوئی ۔ اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی ۔ چھیڑا ہی مین نے جاکے برہمن کو دیر مین ۔ لی ہی قسم بتون سے خدائے قدیر کی ۔ جس تودے مین شہر یار ہوئی اپنی خاک آسکے ۔ حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی ۔ آنکلے تھے کدھر سے کہان یہان سے جائنگے ۔ اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی ۔ اس ماہ پارہ کو ہی حاصل کمال حسن ۔ رخ مین صفا ہی سینہ روشن ضمیر کی ۔ تعریف تیر سے حسن جوانی کی کیا کرون ۔ طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی ۔ اپنی سنبھال تون سے نہ باز آئے آسمان ۔ کودک مزاجی ہمکو خوشی آتی ہی پیر کی ۔ سودا سے راہ یار کا اثر رہے اثر ۔ جادہ نہی ہی جسے زمین پر لکیر کی ۔ اس گل کو مل چشم سا نرگو

دیکھا ہر شب سنا * آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی * ملکہ گوہر بانو اور گہر تاجدار نے خواجہ سراؤن کو اسکندر کے
استقبال کیواسطے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا دل تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہے ہم تمہارے آنے سے بہت خوش
ہوئے شاہ سلیمان منتظر ہیں شفیع اردشیر کوہ ہندیل گیران نارن کرگدن سوار بہرام مشت زن بھی
اسکندر کے استقبال کیواسطے آئے شاہ سلیمان دور سے پیادہ ہوا اسطرف شاہزادہ سکندر بھی پشت مرکب
سے زمین پر آیا بہ کمال شوق و محبت دونون بغلگیر ہوئے تمام اہل شہر مع تحفہائے مختلفہ شاہزادہ سکندر کے دیکھنے
کیواسطے آئے غرضکہ خواجہ سرا اسکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے ملکہ گہر تاج کا پیام عرض کیا اسکندر نے کہا اچھا
توقف کرو میں جاتا ہون حمام کرکے لباس تو تبدیل کیا خواجہ سراؤن کے ہمراہ محل میں پہونچا اسکو بیرون شہر مقیم
رہا سنا اوپر اپنی مادر گرامی کی خدمت میں پہونچا بکمال ادب آداب عرض کیا اس خاتون سرا پردہ عصمت نے
بکمال شفقت و عادی افراط محبت سے اپنے فرزند کا سر سینہ سے لگایا اسکندر اپنی مادر گرامی کی خدمت میں حاضر
ہوا آداب عرض کیا ملکہ مہر تاج بخشش اپنے فرزند کو دیکھکے محبت مادری سے بیتابانہ دوڑی از سرتا پا سکندر کی
بلائین لین اور کہا اے نور نظر خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تمکو پھر صحیح و سلامت دیکھا یہان مجھکو طرح طرح کی بد خبرین
پہونچی تھین ہر روز علے الصباح سر برہنہ زیر آسمان تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی تھی سکندر نے کہا اے مادر گرامی قدر
حضور کی برکت دعا سے میں اسوقت تک صحیح و سلامت ہون ورنہ ایسی ایسی مہلکون میں گرفتار ہوگیا تھا کہ جان
کا بچنا محال تھا ملکہ گوہر بانو اور ملکہ گہر تاج وارد ہوئین نہایت شفقت سے پیش آئین سکندر نے انکے پاؤن پر سر
رکھدیا اور کہا اے تاجداران مملکت عزت و عظمت یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہو بسر و چشم بجا لائے ان دونون ملکاؤن
نے دست شفقت اسکے سر پر رکھا اور کہا اے فرزند تو ہمارا نور نظر ہے تیرے دیدار سے ہماری آنکھون کو خنکی حاصل
ہوئی یہ کہکے اپنے پہلو میں جگہ دی اور حکم دیا کہ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو فورًا زنان مطرب و رقاصہ حاضر ہوئین پیشتر
سب نے مبارکباد گائی بعد یہ غزل شروع کی * قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہے * جو اسکا نقش پا ہے چشمۂ خورشید محشر ہے *
نہ جیا ازنامہ بر اسکی گلی میں جان کا ڈر ہے * کہا شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہے * قیامت کیون نہ ہو جب دم چڑھاتے
آستین قاتل * صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہے * دہن ہے چشمۂ آب بقا خط ہے خضر آسمیر * پھر اسکو دل میں اکثر وہم ہے
گویا سکندر ہے * کسکے خط مشکین کے تصور میں جو رویا ہون * ہر ایک پارۂ دل اشک سے گویا میں عنبر ہے * نکلا نکلا
تکلے تلتے اسکی راہ دم اک دن * غنیمت ہے جو میرے نظارہ کا قبلہ و در ہے * رہا بیتاب * نالان زندگی بھر وادی غم میں *
خداوندا جرس شاید میرے طالع کا اختر ہے * بلائے عشق سے بھاگون تو کیونکر کہ کجا نب * ہر اپنے طفل ترسیدہ *
پناہ آغوش مادر ہے * اوٹھا جاتا ہون اس کوچہ کو میں بے اختیاری میں * وہ جوان ہلال میں سینہ نجیت اور جذب
باد صرصر ہے * شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو * کہ آب زندگی مجھے بای آب خنجر ہے * ملکہ گوہر بانو شہزادہ
سکندر کیجانب متوجہ ہوئی اور کہا اے فرزند ارجمند اگرچہ مجھکو زیبا ہے کہ تمہارے کی نسبت کچھ تمسے پوچھون تاہم
کہنا چاہتی ہون کہ تم اسوقت کسیقدر متفکر معلوم ہوتے ہو اگر تم مادی ہو تو میں مانع نہین ہون اسکندر نے کہا
اول تو مین ایسا شوق نہین رکھتا اور بالفرض ایسا شوق ہوتا بھی تو یہ کون موقع تھا کہ جناب تیرہ والاقدر گرفتار کی
قید میں مبتلا ہے اور میں مدہوشی میں مبتلا ہوتا جو ہین ان خواتین نے صاحبقران ثانی کی قید میں پہنچنے کا حال سنا
زار و قطار رونا شروع کیا علے الخصوص ملکہ گوہر بانو اور خسرو نوشیروان کا وہ خراب حال ہوا کہ نوبت ہلاکت کی
پہونچی سب خواتین نے دیکھا ملکہ کا حال نہایت ردی ہے تب سب فہمائش کرنا شروع کی کہ ای ملکہ کیون اسقدر

ہلاک ہوتی ہوا اگرچہ حمزہ ثانی فی الحال گرفتار بلا ہوگئے یعنی سرزمین خاور مین پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا ہو کچھ تردد کی بات نہین ہی پیشتر دلاور اویس والا جاہ کی رہائی کیواسطے چلے جاتے ہین ممکن کیا کہ کوئی ضلالت شعار اُس عالیجاہ کے موسے بدن کو کسی نوع کا صدمہ پہونچا سکے سرزمین خاور کی زمین اُلٹ دی جاویگی ایک متنفس وہان زندہ نہ رکھا جائیگا اگرچہ پرویز نے حمزہ ثانی کو گرفتار کیا مگر اس بات کو وہ بھی جانتا ہو کہ حمزہ ثانی کا ہلاک کرنا سہل نہین ہو صرف مسلمانون کو خائف کرنے کی غرض سے اُسنے یہ بند و بست کیا ہو جب اسطرح کی فہمایش سے ملکہ گوہر جاندار کو سکون ہوا ملکہ گردیہ بانو نے شہزادہ بدیع الملک کا حال پوچھا اسکندر نے کہا بدیع الملک ایران کی طرف گئے تھے مین نے بھی سُنا تھا کہ ملک خراسان اور مازندران فتح ہوگیا فی الحال اُس والا جاہ کا حال نہین معلوم ہوگیتی افروز اور عالم آرا نے شہزادہ رستم ثانی کا حال پوچھا اسکندر نے کہا شہزادہ رستم ثانی قاف کیجانب گئے ہوئے ہین غرضکہ شاہزادہ سکندر شہر مین تین روز تک مقیم رہا چوتھے روز سب سے رخصت ہوکے ہمراہ فوج و لشکر ملک خاور کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ سکندر کو ملک خاور کیجانب روان رکھا جاتا ہو اور کچھ حال داراب کشور کشا اور خروج لاہور دمشاہ کا قلمبند ہوتا ہو

روز شمار بخشنا تجھسے لئیم کا ٭ تھا کام اُس خدا سے غفور الرحیم کا ٭ ثنائی ہو کنہ ذات سے ادراک سے ہنوز ٭ اندیشہ نارسائی عقل فہیم کا ٭ وحدت سے پھر مراتب کثرت ہوئی شروع ٭ احمد سے جب احد مین لگا صفر میم کا ٭ حسرت سے ناظر لب جان بخش ہی ہنوز ٭ اعجاز حشر ونشر عظام رمیم کا ٭ بالطبع راستون کو تقدم کیون نہ ہو ٭ ابجد مین رتبہ بعد الف کے ہی ہی میم کا ٭ خاک شکستگی ہو کلید در فتوح ٭ اندیشہ ذو الفقار ہو ہر دل دو نیم کا ٭ نقطہ ملائکہ کے قصیدہ سے گر گیا ٭ یہ تنگ قافیہ ہوا دیو رجیم کا ٭ شام فراق کی شب یلدا ہوا ایک ورق ٭ ہیرے سیاہ نامہ کی جلد ضخیم کا ٭ زلف صنم ہو طول مین افسانۂ سیاہ ٭ مجموعہ خوب ہی میرے خلق ذمیم کا ٭ اُمید ہو کہ جاونگا سیدھا بہشت مین ٭ گنہگار دار ہوگئے رہ مستقیم کا ٭ ناگل کرون چراغ گناہ مجل خصال ٭ دم مارتا ہون گاشن عفو قدیم کا ٭ گرآرزو سے روضۂ دار السلام ہو ٭ سائل ہو یا الٰہ یا الہٰی سے ہو قلب سلیم کا ٭ راویان اخبار تازہ و مخبران مضامین بے اندازہ کا بیان ہو کہ داراب کشور کشا کی کشتیان تباہ ہوتی ہوئی جانب غیر مقرر چلی جاتی تھین اور ہر ایک سوار کشتی اپنی زندگی سے ناامید تھا دعا و مناجات کا بھی کوئی ورد باقی نہین رہا تھا چند روز کا زمانہ گذرا تھا خیال تھا کہ اگر خدا کو بچانا ہوتا تو ہم سب اس طوفان سے نجات پاکے ساحل عافیت پر پہونچ جاتے معلوم تاہو کہ اب ہماری عمر کا جام لبریز ہوچکا ہو دفعتاً ایک کشتیبان نے پکار کے کہا اے سواران کشتی ہم تمکو خوشخبری دیتے ہین کہ ہماری کشتیان قریب کنارہ کے پہونچ گئین اگرچہ ابھی بہت سے کنارہ دور ہو تاہم ہمکو یہ بات خوب معلوم ہو کہ اگرچہ کیسا ہی طوفان آئیگا لیکن مقام دریا کا ایسا ہو کہ کسی کشتی کو کسیطرح کا صدمہ نہین پہونچ سکے گا سواران کشتی بہت خوش ہوئے دوربینون سے دیکھا ایک مکان عالیشان دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہ مکان کیسا ہو کسی نے کہا یہ مکان نہین ہو کوئی پہاڑ ہو جسکی چوٹی مکان کی طرح معلوم ہوتی ہو کشتی بانون کے اختیار مین کشتیان آچکی تھین انھون نے کشتیون کو اوسی جانب روان کیا تھین پھر بھی وہ کشتیان اُس مکان کے قریب پہونچین معلوم ہوا کہ واقعی مکان ہو راوی کہتا ہو کہ وہ مکان سور دلی ہرمز و شاہ بن الاہوست باختر کا تھا اُسکے ناموس کا اُس مکان مین قیام تھا اسپر ہرمز و شاہ بن الاہوست باختر کا ایک لڑکا ہو جسکا نام لاہور دمشاہ ہو جسکا پچیس برس کا سن ہو اور نہایت زبردست ہو فن جنگ و حرب مین بھی کمال رکھتا ہو فوج و لشکر کی بھی کثرت ہو ایک روز اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا تمام امرا

ندماے دربار مملو تھا بعض ندماے معزز نے کہا اے بادشاہ اگرچہ تم ابھی کم سن ہو زمانہ گذشتہ کے حالات سے تمکو
اطلاع نہین ہے ہمکو بیشتر حالات سے اطلاع ہے لہذا ہم تمکو اطلاع دیتے ہین کہ تمھارے پدر والا قدر زمرد شاہ ملک
باختر کے خدا گنے جاتے تھے اُنکے مذہب کی چار کتابین ایک فلا ماک - دوسری لا افلاک - تیسری جنت الاستجاب -
چوتھی کشاتوش جنگ المطالب - اسیطرح اُسکے چار پیغمبر سمجھنا چاہیے جنت دوزخ کو بنایا باوجود اس اہتمام و
انتظام و احتشام حمزہ نام ایک شخص خداے نادیدہ کا پرستش کرنیوالا آیا ملک باختر پر قبضہ کرلیا زمرد شاہ کو
گرفتار کرکے دار پر باندھا اور تیرباران کیا خیر یہ بدعت تمھارے باپ کے ساتھ اُس خداپرست نے کی اور تمھارا
باپ برادر یاقوت شاہ جبرئیل یعنے لاہوت تھا غضنفر بن اسد نے سلیمان ثانی کی مدد سے ہلاک کیا اور تمھارے
چچا لاہوت غول بچہ کو بدیع الملک نے ہلاک کیا اب ہمکو اس بارہ مین کمال حیرت ہے کہ تم اس قدر قدرت و
طاقت رکھتے ہو اور اپنے بزرگون کا عوض خداپرستون سے نہین لیتے اگر اونے بھی ہوتا ہے اُسکو بھی اپنے
بزرگون کی عزت کا پاس ہوتا ہے یہان تو عزت اور جان دونون کا ضرر ہوا اور اسوقت تک خداپرستون
کو اُن کی اس سفاکی کا عوض نہین دیا گیا قطع نظر اسکے تمھارے باپ خداوندی کا دعوی کرتے تھے پھر تم مین کیا
کمی ہے وہی ملک وہی جاہ وہی حشمت پھر خداوندی کیواسطے اور کیا درکار ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تخت خداوندی
کو آراستہ کرکے اُسپر جلوس کیا جاوے اور خداپرستون سے یہ کہکے اپنے بزرگون کا عوض لیا جاوے کہ ہمکو مذہب
خداوند بت بزرگ کو رواج دینا منظور ہے پس جسکو بت پرستی منظور ہو وہ ہمارے حضور مین حاضر ہو اور سجدہ کرے
ورنہ آمادہ پیکار ہو لاجورد شاہ بہت خوش ہوا اور کہا واقعی تمھاری راے بہت صائب ہے میری نظر اسطرف نہ تھی
سے اگر پدر نتواند پسر تمام کند میرے پدر زمرد شاہ نے بت پرستی کو رواج دینا چاہا لیکن کام حسب مراد
انجام کو نہ پہونچا بلکہ اسکا عکس ظہور مین آیا کہ خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اب مین خداوندی کا دعوی
کرکے مسلمانون سے باپ کا عوض لون اور دین بت پرستی کو رواج دون باپ سے زیادہ مشہور ہون
مگر اتنی بات یہ تو بتاؤ کہ اس کام کی ابتدا کسطرح ہو اُن مقربون نے کہا اس کام کی ابتدا اسطرح کیجاوے کہ نامے لکھوا
اطراف مین زمرد پرستون اور لاہوت پرستون کو بھیجے جاوین تا کہ وہ سب یہان آکے جمع ہون تجھے سجدہ کرین
بعدہ راے مشورہ کیجاوے کسطرح خداپرستون سے بزرگون کا عوض لیا جاوے لاجورد شاہ نے قلم اُٹھا کر اطراف
و جوانب کے لیے نامہ کی اسطرح ابتدا کی سپاس بے حد تعریف لات اور ستایش بے نہایت صفت منات کے جو پیدا سکی بندگی اور
اسکی سرافگندگی کرنے والون کو صاف طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ فی الحال اینجانب کو خداوندان مسطور نے اپنا مقرب
قرار دیا ہے جسطرح پدر بزرگوار مقربان بارگاہ سے تھے اب کہ خداوند بت بزرگ نے اُنکو افراط محبت سے اپنے پاس بلا
لیا ہے بندگان خداوند نے گمراہی پر کمر مستحکم باندھی ہے علی الخصوص خداے نادیدہ کے پیرو ون نے بہت سر اُٹھایا ہے انھین
کی سرکشی سے عاجز ہوکے پدر انجہانی اینجانب زمرد شاہ نے اس جہان فانی کو چھوڑ کے خداوند بت بزرگ کی صحبت مین
رہنا گوارا کیا اب اینجانب نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ خداپرستون کو اُنکی سرکشی کی سزا دون اور خداوندی کی بندگی کیواسطے
مجبور کرون پس اس کار خیر مین جسکو شریک ہونا ہو اور خداوندی کی خوشنودی مطلوب ہو اُسے کو جلد میری خدمت مین
پہونچنا ہے اور خداوندی کی رضامندی حاصل کرے ورنہ بعد کو بہت افسوس کریگا پھر دیبا موقع ہاتھ نہ آئیگا - شعر
بر رسولان بلاغ باشد و بس ٭ جب اسطرح کا مضمون تیار ہوا کاتبون سے متعدد نامے تیار کروا کے جابجا سلاطین بت پرست
کے نام بھیجے تخت خداوندی آراستہ کروایا نشست سپہ سالاری بھی مقرر کی مخارق ع: نا محرق بن محترق اشارہ کرون

نام ایک گبر بزرگ تھا اُسکو مشیر دست راست بنانا چاہا مگر پھر خیال آیا کہ اور بھی گبر نہایت چالاک و ہوشیار موجود ہین اگر خود ہی محارق کا نام لونگا یہ سب برخاستہ خاطر ہونگے کہا اے یاران مددگاران اینجانب اگر تم لوگ میری خداوندی قبول کرنے کو مستعد ہو تو مجھکو کسیقدر ایسے اختیارات دو کہ جو کچھ مین چاہون اُسکے نسبت تم سب سے مشورہ کرسکون سب نے کہا جو کچھ چاہو مشورہ کرو ہم سب رائے صائب دینے کو موجود ہین لاجوردشاہ نے کہا پہلا امر مشورہ طلب یہ ہی کہ وزیر و مشیر دست راست اپنا کسکو قرار دینا چاہیے اُن سب مکارون نے کہا ہم سب تابع فرمان حاضر ہین خداوندی کی رائے مین جو اس عہدہ کے لائق ہو اُسکو سرفراز کیا جاوے لاجوردشاہ نے کہا اگر میری تجویز پر عمل کرتے ہو تو جسکو مین تجویز کرون اُسکے نسبت کچھ اعتراض نہ کرنا سب نے کہا کیا مجال ہی لاجوردشاہ نے کہا میرے نزدیک اس عہدہ کے قابل محارق ہی تم سب جانتے ہو کہ اُسکے باپ محرق نے خداوند سابق کے ساتھ کیسی کیسی جان فشانی کی اور پھر اُسکے دادا محترق نے کیا کم خداوندیت بزرگ کی رفاقت کی اگر خداوندیت بزرگ میرے پدر کو اپنی محبت مین نہ کھینچا چاہتا تو خداپرستون کی کیا طاقت تھی جو محرق ایسی مقرب بارگاہ خداوندی کی موجودگی مین میرے پدر زمردشاہ کو کسطرح کا صدمہ پہونچا سکتے سب نے بالاتفاق کہا کیا شک ہی غرضکہ اُسیوقت محارق مکارہ گرون کو دربار مین طلب کیا خلعت وزارت بخشا سپہسالاری کی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا اے حاضرین دیکھو یہ شخص میرا دست و بازو ہی اسکی عقل و مطاوعت پر مجھکو بہت کچھ بھروسہ ہی سب نے دست بستہ عرض کی بہت درست ارشاد ہوا لاجوردشاہ نے کہا اگرچہ فوج و لشکر موجود ہی لیکن اور فوج و لشکر مہیا کرنیکی تدبیر تم سب کرو سب نے کہا بہت خوب یہ کہکر چند گبر اُٹھے بازارون مین گلی کوچون مین منادی کی کہ لاجوردشاہ خداوند آخر نے اپنے پدر انجہانی یعنی زمردشاہ کا عہدہ خود اختیار کیا ہی خداوندیت بزرگ کی تقدیر اسیطرح جاری ہوئی ہی فاہذا بت پرستی رائج کرنیکی غرض سے خدا اسے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کو سزاے معقول دینا مقصود ہی اُسکے واسطے فوج جمع کیجاتی ہی جس کسی کو خداوندیت بزرگ کی حمایت اور مرضی منظور ہی وہ لاجوردشاہ لشکر کردہ خداوند کی ملازمت اختیار کرکے دین و دنیا دونون کو حاصل کرے ورنہ بعد کو افسوس ہوگا اگرچہ خداوند ہر طرح اپنے مخالفین کو سزاے معقول دے سکتا ہی تاہم مقتضاے انصاف اُسنے یہ سمجھا کہ حجت تمام کرنیکی غرض سے حسب ضابطہ دنیا اون کو تنبیہ کیجاوے بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق جوق گروہ گروہ لوگ آتے تھے اور لاجوردشاہ کی ملازمت اختیار کرتے تھے چند ہی روز مین تیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ کی جمعیت لاجوردشاہ کی مہیا ہوگئی جو کوئی ملازمت کی درخواست کرتا تھا لاجوردشاہ بخلق و محبت پیش آکے خداوند سے سفارش کرنیکا وعدہ کرتا تھا ہر شہر و دیار جو اس مقام سے ملحق تھا اپنے قبضہ مین لے لیا اطراف و جوانب مین خداوندی کا ڈنکا بجوایا وہان سے قریب نیلی حصار ایک صوبہ تھا جہاں حاکم نیلی حصار کو اس مضمون کا نامہ پہونچا اگرچہ وہ بھی بت پرست تھا لیکن اس خیال سے کہ لاجوردشاہ اطراف و جوانب کے ممالک کو اپنی سرحد مین شامل کررہا ہی بالیقین اس ملک کو بھی اپنی حکومت مین شامل کریگا بہت برہم ہوا اور اپنے مشیرون کو بلاکے کہا تم سب کی کیا راے ہی لاجوردشاہ اپنے کو خداوند قرار دیکے اس ملک پر بھی قبضہ کرلیگا اُن سب نے کہا خداوندی کی شان یہ نہین ہی کہ خواہ مخواہ کسی کی ریاست کو چھین لائے ہان یہ اور بات ہی کہ اپنے خداوندی کا جلوہ دکھا کے حکام اطراف کو اپنا معتقد کرے کہ ہر ایک بخوشی اطاعت اختیار کرے شاہ حصار نے کہا میرا بھی خیال ہی تاہم کیا کرنا چاہیے مشیرون نے کہا لاجوردشاہ

کو اس مضمون کا نامہ لکھا جاسکے کیونکہ فی الحال اپنے کاروبار سے متعلقہ ریاست سے اسقدر فرصت نہین ہی کہ کسی
کی مدد وحمایت کو یہان سے حرکت کرون علاوہ ازین ابھی ہمکو یہ بات بھی تحقیق نہین ہوئی کہ خداوند بت بزرگ
نے کسکو اپنا نظر کردہ بنایا ہی ایسی حالت مین جو کوئی اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کرتا ہی اپنی کرامات اسطرح کی دکھائے
کہ ہمکو اسکی خداوندی کا یقین ہوجائے اسوقت ہمسے جسطرح کی مدد وحمایت ممکن ہوگی دریغ نہ کرینگے ورنہ ہم مجبور ہیں سمجھے
جاوین نیلہ حصار نے اسیوقت اسطرح کے مضمون کا نامہ لکھوایا اور لاجوردشاہ کے پاس بھجوایا لاجوردشاہ
اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے ازسرتاپا غیظ وغضب ہوگیا محارق اپنے وزیر دست راست کو یہ نامہ دکھایا
اور کہا کیا اسکے ہی محارق منارہ گردن نے کہا ای خداوند اس نامہ کے مضمون سے تو صاف ظاہر ہی کہ حاکم
نیلہ حصار مخالفت پر آمادہ ہی جب اپنے ہم مشربون کا یہ حال ہی تو غیر مشربون کا کیا ذکر میرے نزدیک بیشتر حاکم
نیلہ حصار ہی کا قصہ پاک کر لیا جاوے تاکہ بار دیگر کسی دوسرے حاکم کو سرتابی کی جرات نہو فرض کیا کہ مسلمانون
کو زک دیکے اپنی کرامات کا اعلان کیا جاوے تو یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ خداوندی کی فوج سر پر ہو بیشتر ایسا ہوا ہی کہ
خداوند کو اپنے بندگان منحرف کے حال پر رحم آگیا اور وہ غالب آگئے اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو غضب ہوجائیگا پھر
کبھی خداوند کا رنگ نہ جمے گا تمام فوج منحرف ہوجاے گی ہر متنفس کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ حاکم نیلہ حصار معتقد نہین
ہی تو ہم بھی نہین ہین لاجوردشاہ کو محارق منارہ گردن کی یہ رائے پسند آئی فورًا حکم دیدیا کہ ہماری تمام فوج مسلح
ہو اور حاکم نیلہ حصار پر فوج کشی کی تاریکی شب مین نیلہ حصار سے خود لاجوردشاہ کے پاس آیا اور کہا ای نظر
کردہ خداوند میری سمجھ مین یہ بات نہین آئی کہ مجھپر فوج کشی کیون کی ہی مین مخالفین مین سے ہرگز نہین ہون لیکن
میری غرض صرف اسقدر ہی کہ خداوند کی خداوندی مجھپر ثابت ہوجاے اور وہ ثبوت اسوقت کافی ہوجائیگا جب
مسلمانون سے مقابلہ کرکے انکو اپنا مطیع کرینگے لاجوردشاہ نے کہا ہمکو کچھ ضرورت نہین ہی کہ اپنی خداوندی کے
دلایل تیرے روبرو پیش کرین بہرنوع خداوند کی یہی مرضی ہی کہ نیلہ حصار پر اپنا قبضہ کر لیا جاوے اور تجھکو وہان سے نکال
دیا جاوے نیلہ حصار اس بے معنی بات کو سنکے تاب ضبط نہ لایا کہا ای لاجوردشاہ یہ کسیطرح ممکن نہین ہی کہ بغیر
دلیل وبرہان تیری خداوندی کا قائل ہوجاؤن اور تیری اسوقت کی تقریر سے اور بھی میرے دل مین شک پیدا ہوا
لاجوردشاہ کے قریب محارق منارہ گردن موجود تھا اسنے افسران فوج لاجوردی کو اشارہ کیا سب نے فورًا نیلہ حصار
کو گرفتار کر لیا اسوقت نیلہ حصار نے پکارکے کہا ای لاجوردشاہ یہ خداوندی تو نہین ہی خواہ مخواہ کی زبردستی اور
بے ایمانی ہی آخر کس قصور پر مین گرفتار کیا جاتا ہون لاجوردشاہ نے کہا تو نے اپنے خداوند کی عدول حکمی کی اسنے کہا
اسکو کون عدول حکمی کہیگا کہ تو نے یکایک اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کیا جسکی کچھ دلیل ہی اور نہ کوئی برہان ہی تجھسے
تو مسلمان ہزار درجہ بہتر ہین کہ اگر ان کی حقیت مذہب اسلام کے دلائل پوچھین تو وہ بہت خوش ہوتے ہین اور سمجھ
لینے کا بخوبی موقع دیتے ہین لاجوردشاہ نے کہا کسی مذہب کے سمجھنے کا موقع وہ دیتا ہی جسکا مذہب باطل ہوتا ہی اور جسکا
مذہب ہرطرح حق ہی اسے سمجھانے اور دلائل پیش کرنیکی کیا ضرورت ہی نیلہ حصار نے کہا تو صاف لفظون مین کیون نہین
کہتا کہ ملک نیلہ حصار کو قبضہ مین لے آنیکا ارادہ ہی خداوندی اور مذہب بت پرستی کا ذکر برائے نام ہی تف ہی تجھپر اور
اس تیری بے ایمانی پر آگاہ ہو کہ اسوقت مجھپر حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہوگئی تیرے مذہب کے تیرے پاس دلائل ہی
نہین ہین بیان کیا کریگا یہ کہکے بصفائی قلب کلمۂ طیبہ پڑھا اور با آواز بلند کہا سب گواہ ہین کہ مین نے کلمہ طیبہ پڑھا ہی اور دین
[illegible] جاؤن تیری [illegible] کا ثواب جسکے بعد ہلاکت ملیگا لاجوردشاہ افراط غصہ

سے مثل بید کانپ رہا تھا تورج اُسکو بلا کے کہا جلد اسکو قتل کر حسب اتفاق لشکر اسلام کا ایک عیار یہان کی خبر لینے
کیواسطے دربار لاجوردی مین موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ یہان سامان قتل نیلہ حصار کا بہم پہونچ گیا شخص بے قصور یہ کافر
اس مرد مسلمان کو قتل کرنے پر آمادہ ہو تیر کی طرح لشکر حصار سے مین پہونچا اور کہا ای اہل نیلہ حصار کیا بیخبر بیٹھے ہو تمہارا
سردار لاجورد کے ہاتھ سے شخص بے قصور ہلاک ہوتا ہے مقتضا سے نمک حلالی یہ ہے کہ اپنے سردار کی جان بچاؤ اگرچہ مین
بھی لاجوردشاہ کا ملازم دیرینہ ہون مگر تمہارے سردار کا خون ناحق نہ دیکھ سکا تمکو خبر دینے آیا ہون یہ سنتا تھا کہ تمام
فوج نیلہ حصار تلوارین کھینچ کر چیڑ دوڑی اور دڑانہ خیمہ لاجوردی مین داخل ہوکے اپنے سردار یعنے نیلہ حصار کو چہار
جانب سے گھیر لیا اور سب نے باواز بلند کہا او لاجوردشاہ مرد بے ایمان و دغاباز تو کیسا خداوند کافر گروہ ہے کہ اپنے
ہم مشربون کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہے آیندہ تجھسے کیا امید ہوسکتی ہے تف ہے تجھپر اور تیری اس بیہودہ خداوندی
پر یہ کہکے نیلہ حصار کو وہان سے لے آئے جب نیلہ حصار اپنے مقام پر پہونچا پوچھا تم لوگ کسطرح مجھ
تک پہونچے مین تو عنقریب ہلاک ہوا چاہتا تھا اگر ایک لمحہ تم لوگ نہ پہونچتے تو وہ مردود مجھکو ہلاک کرتا اُن سب
نے کہا ای بادشاہ واقعی ہمکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ حضور تنہا اُس موذی کے پاس گئے ہین یہان دفعتا ایک شخص آیا
اور اُسنے کہا کہ تمہارے سردار کو شخص بے قصور لاجوردشاہ ہلاک کرتا ہے جلد مدد اور کمک پہنچاؤ ورنہ ہلاک ہوجائیگا
ہم سب یہان سے روانہ ہوئے نیلہ حصار نے کہا وہ شخص مجھپر میرا دوست کون تھا انھون نے کہا اُس
شخص نے یہ بھی بیان کیا کہ مین لاجوردشاہ کا ملازم ہون نیلہ حصار نے کہا اُسکو بلانا چاہیے مین بھی اُسکی صورت
دیکھون اور اُسکو اس کام کے عوض مین کچھ انعام دینا چاہیے لوگ اُسکے تجسس مین گئے تھے کہ وہ عیار لشکر اسلام
لاجوردشاہ کے لشکر مین ملا اُس سے پوشیدہ کہا کہ ای جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے وہ عیار نیلہ حصار
کے پاس آیا اور بطرز اسلام نیلہ حصار کو سلام کیا اب تو نیلہ حصار نے بغور اُسکی صورت دیکھی اور کہا ای
جوان تو لاجوردشاہ کا ملازم ہے اور مسلمانون کیطرح سلام کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے اُس مرد مسلمان نے کہا لاجوردشاہ
تو کیا اُسکا باپ دادا بھی مجھکو ملازم نہین رکھ سکتا مین لشکر اسلام کا عیار ہون خبر کیواسطے لشکر لاجوردی مین موجود
رہتا ہون اُسوقت مین نے دیکھا کہ تمنے کلمۂ طیبہ پڑھا اور حقیت دین اسلام کا اقرار کیا مجھپر فرض ہوا کہ تمہارے
بے قصور ہلاک ہونے سے تمکو بچاؤن جسکے فورًا تمہارے لشکر مین آ کے خبر دی نیلہ حصار نے اُس سے مصافحہ کیا
اور کہا ای اہل نیلہ حصار آگاہ ہو کہ جو کچھ شک دین اسلام کا میرے دل مین باقی تھا وہ بھی اب میرے دل سے دور
ہوگیا واقعی یہ برکت دین اسلام کی تھی جو مین لاجوردشاہ کے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ زندہ آنا محال تھا مین تمکو اس
بات کی ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس گمراہی کو چھوڑدو اور مذہب حق اسلام کو اختیار کرو لاجوردشاہ اور اُسکا باپ
دادا سب بے ایمان اور جھوٹے ہین خداے واحد لاشریک سچا اُسکے پیغمبر اور بندگی کرنے والے سب سچے بھلا
کس عقل گوارا کرلیتی ہے کہ زمردشاہ خداوند تھا اُسکے مرنے کے بعد لاجورد کی طرف خداوندی منتقل ہوائی اگر اُسکی خداوندی
کی کچھ وقعت ہوتی تو وہ کیون مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا یہ تمام کرشمہ دنیا داری کے ہین میرے دل مین
اسیوقت شک پیدا ہوا تھا جب اُسکا نامہ پڑھا تھا غرضکہ نیلہ حصار نے ایسی تنبیہ و تعلیم اُسوقت کی کہ تمام
فوج نیلہ حصار بصفائی قلب مسلمان ہوئی اور اُس عیار لشکر اسلام نے تمام اصول و فروع مذہب اسلام سے
اُن سبکو آگاہ کیا نیلہ حصار کو بھی عقائد اسلام تعلیم کیے پھر رخصت چاہی اُسنے کہا مین یہان قیام نہین کرسکتا
اپنا کام انجام کو پہونچاتا ہان اگر زندہ رہا تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی نیلہ حصار نے خلعت گران بہا منگایا اُس عیار

کو دیا اور رخصت کیا اسطرف کا حال سنیئے کہ جب نیلہ حصارے صحیح و سلامت [illegible] نکل گیا محارق منارہ گردن نے
کہا ای بادشاہ غضب ہوا کہ نیلہ حصارے زندہ یہان سے نکل گیا مزید بران یہان سے مسلمان ہوگے گیا اب اہل لشکر کیا
کہین گے کہ ایک متنفس بادشاہ کے پاس آیا اور طرح طرح کی گستاخی کرکے زندہ نکل گیا اور بادشاہ سے کچھ نہ ہوسکا تو لشکر
اسلام سے مقابلہ کیا ہو سکیگا لاجوردشاہ نے کہا ای محارق منارہ گردن زور بازو سے مین یہ تو کیا کہتا ہی اگر یہین طرح نہین
تو یہان کشت و خون کی نوبت آجاتی محارق نے کہا پھر کیا ہوتا کشت و خون سے ڈرتا ہی تو بیکار فوج جمع کی ہی اور مسلمانون
سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ہی طرفہ تر یہ کہ نیلہ حصارے یہان تنہا تھا اسکی فوج کو کسی نے اطلاع دی جو وہ دوڑ آئی میرے
نزدیک یہین کے ملازمون مین سے کسیکا کام ہی لاجوردشاہ نے کہا ای زور بازو سے مین جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بتاؤ
کیا کرنا چاہیے میرے لیے تو مقدم کام ملک باختر کا فتح کرنا ہی اگر مناسب سمجھو پہلے نیلہ حصارے سے سمجھ لو ورنہ اُس سے
قطع نظر کرو پھر دیکھا جاویگا محارق منارہ گردن نے کہا نیلہ حصارے سے تعرض کرنا بیکار ہی وہ مسلمان بھی ہو گیا ہی
اگر اُس سے مقابلہ کیا جاویگا مسلمانون کو ضرور خبر ہو پہنچیگی وہ سب یہین آکے جمع ہو جاوینگے نیلہ حصارے کو بچا
لیکن تجھ خداوند کی جان کے یہین لالے پڑ جاوینگے لاجوردشاہ خاموش ہو رہا محارق منارہ گردن نے بہ تہیہ فتح باختر
کشتیان منگائین لاجوردشاہ وغیرہ اُن کشتیون پر سوار ہو کے جانب باختر روانہ ہوئے صبح کا وقت تھا کہ داراب
کشورکشا کی کشتیان لاجوردشاہ کی کشتیون کے قریب پہونچین مسلمانون نے کفار کے علمہاے سیاہ دیکھے داراب
کشورکشا نے کشتیبانون کو حکم دیا کہ جلد ان کشتیون کو کفار کی کشتیون کے قریب لیجاؤ خبردار یہ کشتیان نکل نہ جاوین
ان پاجیون نے بہت سر اٹھایا ہی ان کشتیون کو اسی دریا مین غرق کرو جب کشتیان قریب کفار کی کشتیون کے
پہونچین مسلمانون نے پکار کے کہا ای بدبختو تم کہان جاتے ہو ہم تمہاری جان کے عزرائیل آپہونچے کفار نے جواب
دیا کہ ہم تمسے کچھ متعرض نہین ہوتے تم ہمسے کیون متعرض ہوتے ہو مسلمانون نے کہا ہم تمسے متعرض اسواسطے ہوتے ہین
کہ مالک سے تمہاری ملاقات کرائین وہ منتظر بیٹھا ہی لاجوردشاہ مجبور ہوا محارق سے کہا ای زور بازو سے مین اب کیا
کہتا ہی خداپرست جان چھوڑتے نہین معلوم ہوتے محارق منارہ گردن نے کہا مجبوری ہی ہرچہ بادا باد یہین ہنگامہ
جنگ گرم کرو جو ہونا ہی غرضکہ دونون جانب سے جنگ شروع ہوئی کبھی ایک دوسرے پر تیرون کی بوچھار کرتا تھا کبھی
آتشبازی کے بان وغیرہ چھوڑتے تھے داراب کشورکشا اپنی کشتی کو لاجوردشاہ کی کشتی کے پاس لایا اور آواز دی
کہ او ملعون کیون اپنی جان ضائع کرنے کے درپے ہی مذہب اسلام اختیار کرلے مین کچھ تجھسے متعرض نہ ہونگا لاجوردشاہ
گھبرایا ہوا تھا محارق منارہ گردن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای زور بازو سے من کیا رائے ہی یہ مقام جنگ مخدوش ہی
مسلمان اپنے نام کے ہوتے ہین زندہ نہ چھوڑینگے محارق منارہ گردن نے بنگاہ قہر و غضب لاجوردشاہ کیجانب
دیکھا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہی لاجورد خالف ہو کے خاموش ہو رہا محارق نے بھی تیراندازی شروع کردی راوی کہتا ہی
کہ کفار کی تعداد زیادہ تھی مسلمان کم تھے جب چند نفر ہلاک ہوگئے مسلمانون پر ہراس طاری ہوا درگاہ باری مین مناجات
شروع کی کہ اے بیکسان واے دستگیر واماندگان ان کفار بدکار نے ہم مسلمانون پر وقت تنگ کیا ہی [illegible] دل ما را
تو بہ رحمت جان دہ ۔ درد ہمہ را بیماری درمان دہ ۔ این بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست ۔ دانندہ توئی ہر آنچہ خواہی آن دہ
ہنوز یہ مناجات ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جانب سے لہکین بن لیکمین بن لعکنات زنگی کی کشتیان جزیرہ ارغوان سے
خبر خروج لاجوردشاہ سنکر آپہونچین اسیوقت وہان پہونچین داراب کشورکشا کی کشتیان اُس مقام سے دور نکل گئیں تھین طوفان کی
شدت ہوگئی تھی داراب کشورکشا نے اپنی کشتیون کو باہم بستہ کردیا تھا تاکہ کشتیان متفرق نہ ہوجائین اس شدت کا طوفان

تھا کہ تین روز تک حواس باختہ رہے تاریکی سے شب و روز بات تھی چوتھے روز طوفان برطرف ہوا ابر شکستہ ہوئی دیکھا لاجور و شاہ کی کشتیان غائب ہین سب سمجھے کہ کفار کی کشتیان غرق آب ہوگئین لیکن لہمن کی کشتیان ہمراہ تھین سب نے شکر خدا کیا چند روز تک وہ کشتیان اسیطرح دوران رہین کشتیبانون نے خبر دی کہ کشتیان کنارہ پہونچ گئین سب خوش ہوئے کشتیان کنارہ پر پہونچین اس سرزمین کا حاکم و فرمانروا ملوک بن مالک الکوت تورج کیجانب سے مقرر تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ داراب کشور کشا یہان وارد ہوا ہے ملوک استقبال کیواسطے آیا داراب کو بکمال اعزاز و احترام شہر مین لایا داراب نے شہر کو دیکھا بہت آباد تھا عمارتین کوٹھیان ہزار در ہزار دوکانون مین انواع و اقسام کی جنسین انبار رعایا خوش حال خوش جمال خرید و فروخت کا غل تھا بازار عجب بہار سے

درین شہر خندہ از فر شاہ	سر سدرہ کو بیفشاید گیاہ	پیلوی غریبان جہان ساز گار	گریز خاطر عاشقان یاد بار
اثر و عیسوی دم حساب حال	ز پروردگانش ہیکل اعتدال	سپہر بام سر پر فلک طرفہ	نہ ہر عرقہ در رہ رنگی طرفہ
نہ پیچاک مو اگر دریا کشند	دل اہل نظارہ بالا کشند	گرفتہ سے کار خود بلہوسی	سر کوچہ عاشقی بیکسی
جہان پاسبان گر بلاقیش بالا	گر در لب تبسم تہ در دیدہ نالہ		

داراب کشور کشا آہستہ آہستہ بازار مین پہونچا تخت حکومت پر اصرار سے بٹھا دربار گرم ہوا داراب نے مقدمہ طوفان و ماجرا لاجور و شاہ اور بیقراری لہمن کو بیان کیا ملوک نے کہا علاوہ برین قلعہ بن تورج نے باختربین فتنہ برپا کر رکھا ہے تمام ملک بالا باختر کو تصرف مین لایا اور خاور کیجانب گیا ہوا ہے چنانچہ از نائل کشتیون پر سوار ہوا تھا شدت طوفان سے یہان پہونچا داراب کشور کشا نے کہا ای ملوک اس خبر سے عجب طرح کا جوش طبیعت مین پیدا ہوا ہے لعل بن تورج سے قصہ کو پاک کرنا مقدم سمجھتا ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سنا خواجہ عمر ثانی آتے ہین داراب کو تعجب ہوا کہ عمر ثانی یہان کہان دیکھا خواجہ سامنے سے چلے آتے ہین آتے ہی تسلیم عرض کی اور دعا دی کہ دولت و اقبال باغ مراد گلشن باد و از نور لطف ازلی چشم بخت روشن باد داراب کشور کشا تخت سے اتر پیادہ پا خواجہ کے قریب آیا بغلگیر ہوا کہا ای خواجہ خواجگان اسوقت مجھکو تمہاری سیاہ پوشی سے تشویش ہے خیر تو ہے خواجہ نے تمام قصہ حمزہ ثانی اور بہرہ وشیر کا ذکر کیا اور یہ کہا شہریار نہایت نازک وقت ہے حمزہ ثانی کو کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہے اس حال کو سنکے داراب کشور کشا نے گریبان تا بدامن چاک کیا ملوک نے کہا ای خواجہ واقعی فی الحال خدا پرستون کا بخت بہت شکستہ ہے حمزہ ثانی اسطرف گرفتار بلا ہین مزید برآن شہزادہ بدیع الملک ہلاک ہوگیا اور لعل بن تورج نے قیامت برپا کر رکھی ہے داراب کشور کشا لہمن کو ساتھ لیکے اسیوقت ملک خاور کیجانب روانہ ہوا عمر ثانی نے کہا مین رخصت ہوتا ہون داراب کشور کشا نے کہا میرے ہمراہ چلو وہان پہونچ کے کچھ مشورہ کرینگے عمر ثانی نے کہا وہان شاہ سعد و شہرہ فرد کشن ہین اور بھی سرداران معزز موجود ہین تم جاؤ مین اور سلاطین کو اطلاع دینے جاتا ہون داراب نے کہا مجبوری ہے چنانچہ عمر ثانی دوسری جانب روانہ ہوا جس ملک مین پہونچتا تھا امیر والا توقیر کا نامہ وہان کے حاکم کو دیتا تھا کوئی اسیوقت خاور کیجانب روانہ ہو جاتا اور کوئی اپنا جانا دوسرے وقت پر محول کرتا تھا خواجہ وہان سے رخصت ہو کے دوسری طرف روانہ ہوتا تھا ایکدن سیستان کیجانب چلا سیستان مین پہونچا شاہ سلیمان فارسی شہزادہ بدیع الملک کا بیٹا وہان کا حاکم تھا دربار مین ہمراہی یاران خیر خواہ اپنے قلعہ پر مجلس آراستہ کیے بیٹھا تھا یکایک عمر ثانی پہونچا تمام حاضرین عمر ثانی کو دیکھکے تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ سلیمان فارسی نے کہا ای خواجہ تمہاری سیاہ پوشی کا کیا سبب ہے عمر ثانی نے مقدمہ عقابین بالتفصیل بیان کیا اور کہا ای والا منزلت ستم ہوگیا شہزادہ بدیع الملک

ہلاک کیا گیا اور اسوقت اس شہزادہ والا جاہ کا قاتل معلوم نہ ہوا سب نے اس حال پر ملال کو سنکے گریبان چاک
کیا افسوس کے نعرہ مارے اس عرصہ مین ایک طفل پنج سالہ خواجہ سراؤن کے ہمراہ وہان پہونچا عمر ثانی نے غور
سے اُس طفل خوردسال کی صورت دیکھی دل مین کہا یہ کون لڑکا ہے جسکے رنگ ہاشمی اور خال ابراہیمی نمایان ہے
سلیمان شاہ سے کہا اے بادشاہ اسوقت مجھکو اس طفل کو دیکھ کے نہایت تعجب ہوا یہ لڑکا کون ہے سلیمان شاہ کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا یہ نبیرہ حمزہ ثانی دارا بن سیمین زرہ کا لڑکا ہے جب داراب سے تورج بزرگ کا مقابلہ ہوا اور
اپنے ناموس کو وہان چھوڑا مشیت باری مین کسکا دخل ہے زمانہ کی نیرنگیان ظاہر ہین داراب سیمین زرہ تورج کے
ہاتھ سے شہادت نصیب ہوا عمر ثانی خوب رویا بعدہ اُس طفل پنج سالہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے کھیلنے
کو چند اشیا بہت خوبصورت دین اور باتین کین اور کہا اے فرزند داراب کی جو ہم یہان آئے ہین تو تمہارے واسطے بہت سے
کھلونے لائینگے بلکہ آیندہ روز کے ہاتھ بھیجدینگے اُس طفل نے کہا اے خواجہ ہمارے بزرگ جناب حمزہ ثانی تو خیریت
سے ہین ہمنے انکو بہت دن سے نہین دیکھا عمر ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا اے فرزند خدا سے دعا مانگو کہ جناب حمزہ والا گہر
کو خداوند عالم دشمنون کے دست ظلم سے نجات دے اور بخیر و عافیت تشریف لاوین وہ طفل اس حال کو سنکے بہت رویا
اور کہا اے خواجہ مین خود جاتا ہون جناب حمزہ والا قدر کو دشمنون کی قید سے رہا کرونگا وہ بزرگوار دشمنون کی قید سخت
مین ہو اور ہم یہان راحت سے بیٹھین خواجہ عمر نے کہا صاحبزادے تمہارا سن ابھی اس قابل نہین ہے کہ خروج کرو
بہت کمسن ہو ابھی طفل ہو تورج لعین بڑا دشمن سخت گراہ مین ہے مبادا تمکو کسیطرح کا صدمہ اسکے ہاتھ سے پہونچا تو خلائق
ہملوگون کو کیا کہیگی کہ ایک طفل خوردسال کو مقابلے حمزہ ثانی نے دشمن کے روبرو بھیجدیا اور خود پہلو تہی کی اُس طفل
نے پھر عمر ثانی کو از سر تا پا دیکھا اور کہا اے خواجہ تم مجھکو دشمن کی جنگ و حرب سے خائف کرتے ہو نہین سمجھتے ہو کہ مین
کون ہون اگرچہ تمہاری نظر مین خوردسال ہون عمر ثانی نے کہا شہریار مجھکو خوب معلوم ہے کہ سردار زادہ ہو تم مین جوہر شجاعت
نہ ہون تعجب ہے یہ باتین ہو رہی تھین یکایک زلزلہ پیدا ہوا ایوان زمرد کے خیمہ کو حرکت ہوئی اڑ اڑا کے گرنے لگا
قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جاتین شہزادہ دارا بن داراب سیمین زرہ نے باوجود خوردسالی فورًا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا
ہوا طاقت صاحبقرانی سے چوب خیمہ کو راست کرکے قائم کیا جسقدر لوگ اُس خیمہ کے اندر بیٹھے تھے جان سلامت
لیکے باہر چلے آئے جب تک لوگ باہر نہ آئے دارا چوب خیمہ کو قائم کیے رہا جب سب باہر چلے آئے ایک ساعت
کے بعد وہ بھی خیمہ کے باہر آیا خیمہ زمین پر گرا تمام حاضرین نے دارا کے زور و طاقت کی تعریف کی اور کہا کیون نہو
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی ہے سلیمان شاہ نے شہزادہ دارا کے چہرہ سے صدقہ اُتارا عمر ثانی نے کہا اے شہریار اگر تم مین اس
بات کی جرأت ہے کہ جناب حمزہ والا قدر کی رہائی کی کوئی تدبیر کر سکوگے تو مین مانع نہین ہون شوق سے جاؤ اور
خود مختار شاہ ہو گے روانہ ہوا دارا نے سلیمان شاہ سے کہا اے مکرم میرے نسبت کیا حکم ہوتا ہے سلیمان شاہ
نے کہا میرے نزدیک تو نامناسب ہے اور اگر تم تمہارے خود مناسب سمجھتے ہو تو مین مانع نہین شہزادہ دارا نے
کہا مین اپنے مین اس بات کی جرأت پاتا ہون کہ اگر ملک خاور مین جاؤنگا تو ضرور کچھ نہ کچھ کام حسب مراد مین کرونگا
سلیمان شاہ نے کہا مین تو کہتا ہون بسم اللہ شہزادہ دارا نے تیاری فوج و لشکر کا حکم دیا بعد اہتمام و انتظام ایک
لاکھ سوار ساٹھ ہزار پیادہ کی جمعیت ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی اب سلیمان شاہ بن اختران شاہ ایک لاکھ
سوار اور پچیس ہزار پیادہ کی جمعیت سے سنابل مین مقیم ہے تمام اہل سنابل شہزادہ دارا کے سدراہ ہوے
کہا اے شہزادہ شہریار تمہارا ابھی یہ سن نہین ہے کہ عمل بن تورج سے دشمن قوی کے مقابلہ کو جاؤ ملک خاور مین

سے تتق گرد نمایاں ہوا سب نے بالاتفاق کہا کہ خدا کے مددیکھیے کس نے کہا کیا معلوم شاید کفار کی مدد کو کوئی آیا ہو مسلمانوں
پر ادبار کی گھٹا چھائی ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ تتق گرد صاف نمایاں ہوا دیکھا اسد با فوج و لشکر خیز اخیز چلا آتا ہے آتے ہی
اُس نے کفار پر حملہ کیا مسلمانوں کو گونہ اطمینان ہوا آج لعل بن تورج کو فتح سے ہراس ہو گیا جنگ مغلوبہ کی نوبت پہنچی
فضل بن کیاہور ہمراہی پیران گنجا سب آیا اسکی مدد کی شام تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا نہ این را ظفر شد او را ظفر
اسد و لعل کا فیصلہ پاک نہ ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں جانب کے لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے
فضل نے اسد کے ورود کا حال پوچھا اُس دلاور نے تمام حال مبتلا ہونے طوفان ہونیکا اور وہان پہونچنے کا بیان
کیا سب خوش ہوئے شام کو پھر لعل بن تورج نے طبل بجوایا اسطرف بھی طبل جنگ بجایا گیا صبح کو دونوں طرف
صف آرائی ہوئی آج کی میدان داری میں لعل بن تورج اور اسد کا مقابلہ ہو گیا دونوں میں زد و بدل شروع ہوئی بعد
جنگ نیزہ و عمود و شمشیر لعل بن تورج کے مرکب نے سکندری کھائی اسد فرصت کا منتظر تھا تلوار کا وار کیا لعل بن
تورج کا سر زخمی ہو گیا دوسرا وار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اُسکے مددگار پہونچ گئے اور لعل بن تورج کو اُٹھا لیگئے اسی ہنگامہ
مغلوبہ میں قرطاس سپہ سالار لعل اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے اسکو بھی زخمی کیا کفار تاب قیام نہ لاسکے پیش
کیجانب بھاگے تمام مال و اسباب اُنکا مسلمانوں کے ہاتھ آیا امراے دست چپ حیران تھے کہ کفار کے ہاتھ جان
ہلاک تھی اسد امداد کے آتے ہی مقدمہ یکسو ہو گیا اس والا جاہ کا کیا اقبال ہے فضل بن کیاہور زادہ نے زر و جواہر
اسد پر نثار کیا اسد نے اس مال و اسباب کو فوج میں تقسیم کر دیا اس عرصہ میں خواجہ عمر ثانی پہونچا اسد تخت پر
سے اُترا یا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے تخت پر بٹھایا احوال سپاہ پوچھا خواجہ نے مقدمہ عقابین اور شہزادہ بدیع الملک
کی ہلاکت کا حال بیان کیا اسد نے کہا اے خواجہ شہزادہ بدیع الملک کیجانب سے تو اطمینان رکھنا چاہیے وہ شہزادہ
والا جاہ طلسم سیماب میں قید ہے تم سب کی نظر میں اُسکے دشمن ہلاک ہو گئے علاوہ اسکے بازوے سلیمان وغیرہ میرے
پاس موجود ہے اور جو کچھ سرگذشت تھی بالتفصیل بیان کی اور کہا ان حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر ضرور ہے خواجہ بہت خوش ہوا
اور کہا اے شہریار ❀ برین مژدہ گر جان فشانم رواست ❀ اسد نے کہا میں جاتا ہوں پہلے حمزہ ثانی کو قید سے رہا
کرتا ہوں بعد طلسم سیماب کیجانب جاؤنگا اور حکم کوچ کا کیا تمام فوج و لشکر اسکے ساتھ روانہ ہوا عمر ثانی نے دعاے
خیر اسکے حق میں کی روانہ ہوا سب چہ سمجھا بات پہونچا امراے دست چپ اس فکر میں مبتلا تھے کسطرح جلد یہ مہم
منفصل ہو تیز تیز جانا چاہیے اور وہان اسد دیوانہ کا علاج کرنا چاہیے اس اثنا میں خواجہ عمر ثانی وہان پہونچا رستم
ثانی کی ملاقات کی رستم ثانی تخت سے اُٹھا اور خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے پہلو میں بٹھایا سپاہ پوشی کا حال پوچھا
عمر ثانی نے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کا حال بیان کیا رستم ثانی نے تاج زمین پر پھینک دیا گریبان چاک کیا اور
کہا افسوس حمزہ ثانی والا قدر خواہ مخواہ میرے وبال میں مبتلا ہوئے کیونکہ انکو صندل آصفی نے شہزادہ بدیع الملک
کو تفویض کی اور اُس والا جاہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اسیطرح سب نے تاسف کیا مگر طعن آمیز عمر ثانی نے شاہ
سعد کا نامہ دیا رستم ثانی نے اُس نامہ کو پڑھا نامہ پر بوسہ دیا سر پر رکھا کہا اے خواجہ خواجگان تم اس بات سے خوب
واقف ہو کہ وہ لوگ جیسے کسطرح ملتے ہیں اور ہم کسطرح اُن سے رعایت سے پیش آتے لیکن انسان کو چاہیے
کہ اگر کوئی اپنے سے بصفائی باطن پیش آئے تو خود بھی صفائی قلب سے کام لے خیر نیکی نیک را و بدی بدی پیش سرا
اب کہا میں اسوقت میں پہلو تہی کروں جسطرح ممکن ہوگا مددگاری کرونگا اگر حمزہ ثانی ہماری کوشش وسعی سے رہا
ہو جاوینگے کیا عجب ہے اگر صندل آصفی بھی کہ مرحمت ہو جاوے عمر ثانی نے کہا اے شہزادہ والا قدر اس قصہ کو تم جانو

زمین اس مقدمہ کو کسیقدر سمجھ چکا ہون تیرے مقابلہ سے باز نہ آونگا یہ کہا اور کشت وخون کا بازار گرم کیا ناگاہ
صندل شیرویہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمام فوج زنگی اپنے سردار کو زخمی دیکھ کے بیدل ہو گئی تاب قیام
نلائی گریز کی کفار کا مال واسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا سکندر اندرون قلعہ ایک برج پر مقیم تھا اسنے
جو دیکھا کہ فوج زنگی فرار ہو گئی برج پر سے اترا شیرویہ کے پاس آکے اسکے پاؤن پر سر رکھدیا اور قلعہ مین لیگیا کمال
اہتمام و انتظام شیرویہ کی دعوت کی علاوہ اس مال واسباب کے جو لوٹ مین ہاتھ آیا تھا بہت کچھ انعام واکرام
شیرویہ کے ملازمون کو دیا اور سب کی دعوت کی یہ دعوت اندرون قلعہ چہل برج قابل دید تھی تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی کثرت روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ آتشین ہے جابجا ہنگامہ رقص و نوا گرم تھا ہر ایک محفل
مختلف درجہ کی تھی تین روز تک یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا بر سبیل تذکرہ سکندر نے احوال پوچھا شیرویہ
نے مقدمہ طوفان کو بالتصریح بیان کیا سکندر برجی نے کہا او شہریار عالی مقدار اسقدر مہربانی تو میرے
حال پر ہوئی کہ صندل ملعون کے دست ظلم سے نجات بخشی اگر یہ تو ارشاد ہو کہ جسوقت تو بدولت یہان
سے تشریف لیجاوینگے اور صندل شاہ بار دیگر قلعہ پر یورش کریگا تو کیا ہوگا مجھ مین اسقدر قابلیت ہرگز نہین ہے
کہ اسکے شر کو دفع کر سکون گا شیرویہ نے کہا پھر کیا چاہتے ہو سکندر برجی نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ جبتک
آپ موذی کے خدشہ کو بخوبی دفع و رفع نہ کرلین یہان سے تشریف نہ لیجاوین بعدہ اظہار کی شیرویہ تادیر سکوت
مین بیٹھا رہا بعدہ کہا خیر اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو مین کوشش کرتا ہون الحاصل وہان سے کوچ کر کے شہر کافورہ
مین پہونچا اسطرف صندل شاہ کو خبر پہونچی کہ شیرویہ ملک کافورہ کے سخر کرنے کو آگیا یہ خبر سنکے صندل شاہ
گھبرا گیا ارکان حکومت کو طلب کیا اور کہا شیرویہ خصومت رکھتا ہے چنانچہ تحقیق خبر سنی ہے کہ وہ سرحد ملک
کافورہ مین پہونچ گیا ہے تم سب کی اس بارہ مین کیا رائے ہے اول سب نے یہ رائے دی کہ پیشتر شیرویہ کے پاس
نامہ مصالحت بھیجا جاوے اگر وہ راضی ہو جاوے فہو المراد ورنہ دوسری تدبیر سوچی جاویگی صندل شاہ نے منشی کو
حکم دیا کہ اس مضمون کا نامہ لکھ کہ بعد ثنا و صفت خداوندان لات و منات شیرویہ ملک کو معلوم ہو کہ ہمنے سنا ہے
کہ تم آمادہ پیکار ہو ہمکو کوئی وجہ جنگ و حرب کی نہین معلوم ہوتی اگر کسی قسم کے نفع کی خواہش ہو تو اسکا اعلان
کیا جاوے تاکہ اس مقدار کا بندوبست کیا جاوے کیون خواہ مخواہ خداوند کے بندون کی جان مفت ضائع
ہو اور اگر اسکے خلاف کوئی اور سبب ہو تو اس سے مطلع کرنا چاہیے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا ایک
قاصد معتبر کے ہاتھ نامہ شیرویہ کے پاس بھیجا شیرویہ اس نامہ کو دیکھ کے ہنسا اور جواب لکھا کہ بعد حمد خدا و
نعت جناب محمد سردار انبیا صندل ملک کو معلوم ہو کہ ہم ہرگز مال دنیا کا نفع نہین چاہتے ہان اگر چاہتے ہین تو
دین اسلام کے رواج کی ضرورت ہے اگر دین اسلام قبول کریگا اطمینان ہمکو حاصل ہو جاوے تو ہم مطلق تعرض نہین
کرینگے فقط اس جواب کو پڑھ کے صندل شاہ نے پھر اپنے مشیرون سے مشورہ کیا ان سب نے یہ رائے دی
کہ دین اسلام کے قبول کرنیکا ہرگز اقرار نہین کرنا چاہیے صندل شاہ نے کہا پھر کیا ہو شیرویہ سے مین بہت خائف
ہون صندل شاہ کا ایک عیار چالاک و ہوشیار تھا تیتون نام وہ اسوقت موجود تھا صندل شاہ کو متردد
دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ یہ غلام آخر کسوقت کیواسطے ہے اگر حکم ہو تو مین اس بارہ مین کچھ فکر
کرون اگر لات و منات نے چاہا تو شیرویہ کو گرفتہ و بستہ کر کے لے آونگا صندل شاہ بہت خوش ہوا کہا ای تیتون
اگر تو شیرویہ کو بفن عیاری گرفتہ و بستہ کر کے لے آوے تو اسقدر انعام دون کہ مال دنیا سے مدت العمر کیواسطے تجھی

ہو جاسے زیتون بیراق عیاری لیکے شیرویہ کی تلاش مین نکلا تا اینکہ خیمہ شیرویہ تک پہونچ گیا دروازہ خیمہ پر ایک
درخت تھا زیتون عیار دربان کی نظر سے پوشیدہ اس درخت پر چڑھ گیا نصف شب تک اس درخت
پر بیٹھا رہا تا اینکہ دربان پر غنودگی طاری ہوئی زیتون نے داروے بیہوشی کا ایک صرہ ڈور مین باندھ کر درخت
سے لٹکایا اور دربان کی ناک کے قریب لیگیا اور اسقدر عرصہ تک صرہ کو آویزان رکھا تا کہ داروے بیہوشی
بخوبی اپنا کام کر گئی زیتون درخت پر سے اترا خیمہ مین داخل ہوا دیکھا شیرویہ بیخبر سوتا تھا زیتون نے داروے
بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور وہان سے روانہ ہوا بہت خوش و مسرور خیز خیز چلا جاتا تھا اثنا سے راہ
مین سامنے دیکھا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے اوسی کہتا ہے کہ عمر ثانی حسب اتفاق اسطرف سے چلا آتا تھا
عمر ثانی نے بھی اسیطرح کہا تو کون ہے اور یہ گولہ بار تیری پشت پر کیسا ہے زیتون عیار سمجھا تھا کہ یہ حد حکومت صندل شاہ
کی ہے یہان اسوقت ہمارا مخالف کون ہوگا بلا تکلف کہدیا کہ مین زیتون عیار ملک صندل ہون شیرویہ اپنے
مخالف کو اپنے آقا ملک صندل کیواسطے چرا کے لیے جاتا ہون کیون تو نے کیون پوچھا عمر ثانی نے کہا کیا خوب
مین ہی نہ پوچھون اسنے کہا کیا تو اس شہر کا کوتوال ہے یا قاضی ہے عمر ثانی نے کہا جو کچھ تو سمجھ وہ مین ہون زیتون نے کہا
صبر کر صبح کو حال معلوم ہو جائیگا جب مین صندل حاکم شہر سے اس تیری گستاخی کی اطلاع کرونگا عمر ثانی نے کہا
تو میری اطلاع صبح کو کریگا جب تو وہان تک پہونچے گا مین ابھی قصہ فیصل کرونگا زیتون زیادہ تر قریب آیا عمر ثانی
کو غور سے دیکھا کہا سچ کہ تو کون ہے عمر ثانی نے کہا مین ہون تیری جان کا عزرائیل عمر ثانی بندہ خداوند رب جلیل اگر اپنی
خیریت چاہتا ہے پشتارہ میرے حوالہ کر اور بصدق دل مسلمان ہو ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے زیتون نے کہا اے
خواجہ کیون تو خواہ مخواہ متعرض ہوتا ہے جس کام کو جاتا ہے جا خواجہ نے کہا مین خاص اسی کام کو آیا تھا زیتون سمجھا کہ بہ سہولت
جان بری محال ہے خنجر کو سیدھا کیا عمر ثانی پر وار کیا عمر ثانی نے ضرب خنجر کو رد کیا اور اپنا وار کیا زیتون نے بھی اس وار کو رد
کیا خلاصہ یہ کہ اسقدر رد و بدل کو عرصہ گذرا کہ عمر ثانی کے حواس باختہ ہو گئے بارہا دل مین کہتا تھا کہ ہزارہا عیارون
سے مقابلہ ہوا طرح طرح کی جنگ و حرب دیکھی مگر نہین معلوم یہ کس قسم کا عیار ہے اور کسطرح کی طاقت رکھتا ہے کہ کسیطرح
عاجز نہین ہوتا خدا خیر کرے سامان مخدوش ہے پھر دل مین خیال آیا کہ یہان زور و طاقت کا کام نہین ہے کچھ عیاری
کرنا چاہیے یہ سوچ کے زیتون کے سامنے سے گریز کی زیتون عیار نے تعاقب کیا خواجہ چند قدم آگے بڑھ کے
ایک درخت کے تنہ کی آڑ مین جا چھپا اور وہین سے کمند کے پھندے پھینکے زیتون کو جب عمر ثانی
دکھائی نہ دیا گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھنا شروع کیا اور پھر آگے بڑھا تا اینکہ کمند کے حلقون مین پیچیدہ ہو گیا
اور با آواز بلند پکارا اے خواجہ تو نے بڑا غضب کیا میرا انعام و اکرام کھویا اب بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ مجھے چھوڑ دے
اس کام کے صلہ مین جو کچھ رقم ملک صندل سے دستیاب ہوگی نصف تجھے دونگا عمر ثانی نے کہا یہ خیال دل سے
دور رکھ مین تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا اور یا کہ ہلاک کرونگا تجھکو رہا کر دینا بالکل نادانی سمجھتا ہون مین مال دنیا کا ایسا
خواہش مند نہین ہون کہ کسی بندہ خدا کو دشمن خدا کی قید مین مبتلا دیکھون اور بعوض زر نقد لیکے چشم پوشی اختیار کرون
تف ہے ایسے مال پر یہ کہکے خنجر بلند کیا اور اس زور سے اسکے شکم پر مارا کہ تمام امعا آنتین باہر نکل آئین زیتون جہنم واصل
ہوا خواجہ نے رفع بیہوشی سے شیرویہ کو ہوشیار کیا اب جو شیرویہ نے عمر ثانی کو دیکھا کمال حیرت ہوئی کہا اے خواجہ
تم کہان اور مین یہان کسطرح پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ مین کسی مقام طلسم مین آگیا ہون خواجہ نے کہا یہ مقام طلسم نہین ہے
بلکہ تمکو زیتون عیار گرفتار کر لایا تھا اتفاقاً مین پہونچ گیا اسکو ہلاک کیا بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان کی شیرویہ نے عمر ثانی

کی کارگذاری کی بہت تعریف کی اور کہا ای خواجہ آج تمہارا مثل و نظیر اس فن عیاری مین کون ہی زیتون عیار کی کیا وقعت
تھی کہ وہ سمبر ہو سکتا خواجہ نے کہا یہ نہ کہو اسکے مقابلہ مین میرے حواس باختہ ہو چکے تھے بارے میری سمجھ مین آگیا
کہ اس سے چالاکی کرنا چاہیے شاید کام نکل جاوے چنانچہ اس تدبیر سے اسکو مجبور کر کے ہلاک کیا پشتارہ کھولا تمکو
دیکھا بعد اس گفت و شنید کے شیرویہ نے سیاہ پوشی کا سبب پوچھا عمر ثانی نے احوال عقابین کا بیان کیا اور یہ
بھی بیان کیا کہ شہزادہ بدیع الملک کو کفار نے ہلاک کیا اب اگر حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر نہ کیجاویگی بالیقین وہ والا تبار
بھی ہلاک کیا جاویگا مین نے بیشتر سلاطین اولوالعزم کو سمبر شہریار کے نامے پہونچا دیے اور زبانی بھی جو کچھ مناسب
جانا بیان کر دیا غالبا وہ سب سرزمین خاور مین پہونچ گئے ہون گے شیرویہ نے کہا ای خواجہ واقعی غضب ہوا اگر حمزہ
ثانی کی رہائی مین تاخیر ہوئی اور مجھکو ضرور خاور مین جانا چاہیے مگر مجبوری اسقدر ضرور ہے کہ اگر صندل کے قصہ سے ہاتھ
اٹھاؤنگا وہ نابکار تمام ملک سمبر کو تباہ کر دیگا ہزارہا بندگان خدا کی جانین ضائع ہو جائینگی اب تم بھی کچھ رای بیان
کرو مین اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہو گیا اگر صندل کے قصہ کو ملتوی رکھتا ہون تو خرابی اور اگر صندل شاہ کے قصہ کو
فیصل کرنیکا ارادہ کرتا ہون تو خدشہ ہی کہ خدا نخواستہ وہان حمزہ ثانی کو کفار کے ہاتھ سے گزند پہونچے ای خواجہ اگر کچھ نفع
حاصل کرنا چاہو تو ممکن ہی عمر ثانی نے کہا بیان کرو شیرویہ نے کہا دو ہزار درہم نقد تمکو دونگا اگر تم بارگاہ صندل مین مجھے
پہونچا دو عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا اگرچہ یہ امر ممکن ہی لیکن مین اپنے نفع کیواسطے تمکو ہلاکت مین مبتلا کرونگا اگر خدا نا کردہ
نوع دیگر پیش آئیگا تو جناب حمزہ یا فرزندان حمزہ والا قدر ضرور مجھسے بدظن ہونگے شیرویہ نے کہا ای خواجہ تمہارا کسطرف
خیال ہی اول تو انشاء اللہ ہلاکت ہی کی نوبت کیون آئیگی اگر بالفرض ہلاک بھی ہو گیا تو جناب حمزہ والا قدر تمسے کیون
بدظن ہونگے عمر ثانی نے کہا ہان اگر مجھسے کوئی متعرض نہ ہو تو مجھے کچھ عذر نہین ہی جسطرح ممکن ہوگا مین تمکو بارگاہ ملک صندل
مین پہونچا دونگا پھر تمکو اختیار ہی شیرویہ نے منظور کیا عمر ثانی نے کہا زبانی منظوری سے کچھ فائدہ نہین مجھے ایک نوشتہ
اس مضمون کا لکھدو شیرویہ نے اسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکے عمر ثانی کو دیدیا خواجہ عمر ثانی نے فورا اپنے کو
زیتون عیار ملک صندل کی صورت سے مشابہ کیا شیرویہ کو سلیح و مکمل کر کے اسکا پشتارہ باندھا اور اسے دوش
پر لیکے چلا بارگاہ صندل مین پہونچا ملازمان صندل عمر ثانی کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے گرد ہو کے جمع تھا ہر شخص کہتا تھا
ای زیتون اس پشتارہ مین کیا ہی زیتون مصنوعی نے خوب قہقہے لگائے اور کہا ای خیر خواہان سرکار ملک صندل آج
مجھسے وہ کار نمایان ظہور مین آیا ہی کہ کسی سے نہ ہوتا ملک صندل کے دشمن کو گرفتار کر لایا ہون ملک صندل کے
روبرو چل کے تماشا دیکھو جوق جوق گروہ اہل شہر زیتون مصنوعی کو حلقہ مین لیے ہوئے دربار ملک صندل مین
پہونچے ملک صندل زیتون مصنوعی کو پشتارہ بدوش دیکھ کے تخت پر سے اتر آیا زیتون مصنوعی نے کہا ای
شہریار ابھی تم میرے قریب نہ آؤ اپنی جگہ توقف کرو یہ پشتارہ مخدوش ہی اگرچہ شیرویہ کو مین نے گرفتہ و بستہ کر لیا ہی لیکن
وہ بخوبی بیہوش نہین ہی اگر اسنے حملہ کیا تو غضب ہو جائیگا ملک صندل اپنے تخت پر واپس گیا تمام زنگیان بدکار متقاضی
تھے کہ پشتارہ کو کھولو حریف کو دیکھین زیتون مصنوعی سب کو یہی جواب دیتا تھا کہ توقف کرو ملک صندل سے
کہا ای بادشاہ پہلے انعام میرا مجھکو دے بعدہ حریف کو بستہ دیکھو ملک صندل نے تبسم ہو کے کہا تو عجلت کیون کرتا ہی
مین تجھے انعام ضرور دونگا اور بہت کچھ دونگا زیتون مصنوعی نے کہا مین انعام مین کثرت جواہرات لونگا اور کچھ نہ لونگا
ملک صندل نے کہا مین جواہرات ہی دونگا پہلے حریف کو زندان مین بھیج آ اسنے کہا مین پہلے اپنا انعام وصول کر لونگا
بعدہ حریف کو زندان مین بھیجونگا ملک صندل نے کہا تو ضد کرتا ہی خیر تیری یہی خاطر سہی یہ کہکے خزانہ دار کو حکم دیا کہ فلان

خزانہ میں سے فلاں قبطے سے لاتا خزانہ دار قبطے جواہرات کو لے آیا جسمیں موتی الماس زمرد یاقوت کا بیش قیمت زیور
تھا قبطی کو کھولا اور زیتون مصنوعی سے کہا لے اسمیں سے جو زیور تیرے پسند ہو لے لے عمر ثانی سے گو قبطہ
بہت پانی بھر آیا خوش ہوا کہا اے بادشاہ یہ کام اس قابل نہیں ہے کہ اس قبطی میں سے چند عدد زیور لیکوں یہ تمام
قبطے بھی اس کام کے عوض میں کم ہے کیا عرض کروں کہ کیا تعصب میں نے اس حریف کی گرفتاری میں اٹھایا
ہے جان ضائع ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا ملک صندل نے وہ قبطی بند کر کے اپنے پاس رکھ لی اور کہا
او حریص اس قبطی میں وہ وہ عدد جواہر کا ہے جسکی قیمت ایک ملک وسیع کا خراج ہو سکتی ہے میں کسطرح پوری
قبطی اس کام کے عوض میں تجھے دیدوں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حریف کو گرفتار کر لائیگا تو مال دنیا سے تجھے
غنی کر دونگا جواہر کی کیا ضرورت ہے جسوقت جو کچھ تجھے درکار ہو ہمارے خزانہ سے لے اور کیا چاہتا ہے تیری
خاطر منظور تھی جو ہمنے یہ بھی منظور کیا کہ انعام میں جواہر دیتے ہیں حالانکہ ہمنے جواہرات دینے کا وعدہ نہیں کیا
تھا آج تیری حرص کا حال معلوم ہوا ورنہ پیشتر کبھی تیری یہ جرأت نہ تھی زیتون مصنوعی نے کہا اے بادشاہ میں نے
کبھی ایسا کار شایان نہیں کیا ہے اگر تو میرے انعام میں کمی کریگا تو یقین سمجھ میں اس حریف کو یہاں چھوڑ دونگا آئندہ
تو وانی و کار تو ملک صندل نے کہا حریف گرفتار ہو آیا ہے اب اگر اس کو یہاں چھوڑ دیگا تو وہ کیا کر سکتا ہے زیتون
مصنوعی نے نجابت تمام گولہ بار کو کھولا پشتارہ کا بند کھلنا تھا کہ برق کیطرح شیرویہ مسلح و مکمل ایک جانب استادہ
ہوا اور سپر سے بدن لگا ملک صندل خائف ہو کے تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہا اے زیتون نمکحرام تو نے ہماری بد
حکمی کی کہ ہمارے حریف کو رہا کر دیا زیتون مصنوعی نے کہا میں کیا کروں میں نے پیشتر ہی کہا تھا کہ حریف ابھی
بخوبی قبضہ میں نہیں آیا صرف گرفتار کر لایا ہوں میں نے ہرچند بیہوش کیا بیہوش نہ ہوا اور اصل تو یہ ہے کہ تو نے
مجھے انعام دینے میں کمی کی مجھے برا معلوم ہوا اب بھی غنیمت ہے اگر تو یہ پوری قبطی میرے حوالہ کرے ملک
صندل نے وہ قبطی اٹھا کے خواجہ عمر کے روبرو پھینکدی اور کہا لے اب تو خوش ہوا جلد اس حریف کو گرفتار
کر خواجہ عمر نے وہ قبطی پر از جواہرات اٹھا کے اپنے قبضہ میں کی اور کہا انعام تو میں نے پایا اب تم جانو تمہارا
کام مجھے کچھ کام نہیں اور نہ اب یہ حریف میرے قبضہ میں آسکتا ہے ملک صندل نے کہا او کمبخت بدنصیب
پھر کیا ہوگا عمر ثانی نے کہا بدنصیب تو ہے کہ میں ہوں دیکھ تیرے دشمن کو تیرے سر پر لا کے چھوڑ دیا اور یہ قبطی
جواہرات کی میرے قبضہ میں ہے یہ کہکے روغن اپنے چہرہ سے پاک کر ڈالا اور خنجر کو سنبھال کے نعرہ مارا کہ گرید انی
بدانی منم عمر ثانی عیار طرار صاحبقران ثانی ملک صندل نے غور سے عمر ثانی کی صورت دیکھی با آواز بلند کہا او خدا
پرست تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مجھے ہرگز نہیں معلوم تھا کہ تو عیار لشکر اسلام ہے ارے غضب ہوا جواہرات کی
قبطی بھی ہاتھ سے گئی اور دشمن بھی سر پر آ پہونچا عمر ثانی نے کہا یہ دشمن تیرا نہیں ہے ملک الموت تیری جان
کا ہے سہ بیار انچہ داری زمردی فشان ۔ کمان کیانی و گرز گران ۔۔ ملک صندل نے آواز دی کہ اے ملازمان
حکومت صندلی یہ وقت نمک حلالی کا ہے جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو اور یہ عیار بھی زندہ نہ جانے پائے
جس نے یہ فریب کیا تمام درباری جان چھپا کے بھاگے فوج زنگی آ پہونچی عمر ثانی اور شیرویہ کو گھیر لیا
شیرویہ اور عمر ثانی نے داد مردانگی دینا شروع کی اثنائے جنگ و حرب میں عمر ثانی کہتا جاتا تھا کہ اے شیرویہ
غضب کیا کہ تو نے مجھے بھی دشمنوں میں گھروا دیا اور خود بھی گھر گئے جلد کوشش کر کے یہاں سے نکل چلو شیرویہ
کہتا جاتا تھا کہ اے خواجہ خداوند عالم کی حمایت پر نظر رکھو وہ بڑا حامی و مددگار ہے تم فوج کیطرف متوجہ رہو میں ملک

اسفندیار گیلانی کی بھی کشتیان منتشر ہوگئین اسفندیار کی کشتی ایک جانب غیر مقرر پر تباہ ہوگئی کشتیبان
اور سواران کشتی کیطرح مجبور رہا کی حالت مین بیٹھے تھے سب ملاحی کی کوششین کرچکے کوئی چارہ جوئی
کارگر نہ ہوئی تھے کہ وہ کشتی غرق ہوئی اسفندیار شناوری مین خوب ملکہ رکھتا تھا دو تین روز تک دریا مین
کرتا رہا بخارات دریائی سرایت کرگئے تھے بیہوشی طاری ہوئی چونکہ ہنوز رشتۂ حیات باقی تھا اسی عالم
بیہوشی مین سطح آب پر بہا چلا جاتا تھا بارے دریا کے کنارہ جا لگا اسقدر حواس باقی تھے کہ خشکی مین آ [illegible]
سرزمین ماچین کی تھی حسب اتفاق حارث نامی ایک ماہی گیر مچھلیان کے شکار کیواسطے وہان آیا [illegible]
اسفندیار کو بلباس مرصع دیکھا بہت خوش ہوا کہ آج خوب شکار ہاتھ آیا سو ہزار اگر مچھلیون شکار کیا تو اسقدر
دستیاب نہ ہوتی اس جوان کے لباس قیمتی کو اتار لو اور بازار مین سوداگر کو فروخت کرو اس ارادہ سے اسفندیار
گیلانی کے پاس آیا تنفس سے سمجھا کہ ابھی جان باقی ہے اگر لباس اتارتا ہون مبادا یہ جوان آنکھین کھولے مجھے
پہچان لے اور کسی وقت مین مجھسے مواخذہ کرے باہستگی تمام اسفندیار کو دریا کے کنارہ سے اٹھایا اور اپنی کشتی
مین پیٹھ کے گھر لیگیا اسکی بی بی جلدی واپس آنے سے متعجب ہوئی کہا آج تو جلدی کیونکر چلا آیا اور کشتی
مین کیا لایا ہے اسنے کہا خاموش رہ آج طرفہ شکار ہاتھ آیا ہے اسنے متعجب ہوکے کہا کچھ بیان تو کر کیا شکار ہاتھ آیا
حارث ماہی گیر نے مفصل حقیقت بیان کی بی بی نے کہا تو نے غضب کیا یہ ملک ماچین ہے اگر سرکاری آدمیون
کو خبر پہونچے تو غضب ہو جاوے تمام مکان ضبط ہو جاوے اس جوان نیم جان کے خون کا الزام تیری جانب عائد
ہو وے نادانی خیریت اسی مین ہے کہ جہان سے اسے لایا ہے وہین پہونچا دے اسنے کہا تو نادان ہے [illegible]
اس سبب سے خائف ہوئی ہے اسوقت مین ماخوذ ہوتا جب اس جوان کا لباس دریا کنارہ اتار لیتا اور اسکو
برہنہ چھوڑ دیتا اسمین ابھی جان باقی ہے علاج کرتا ہون اگر کوئی مستفسر حال ہوگا کہدونگا کہ درد انسانی کے سبب
سے مین اسے لے آیا ہون بلکہ اسوقت ہوتی کہ مین اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دیتا اور لباس اتار لیتا اگر
یہ جوان تندرست ہو جائیگا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمین مین سے ہے ضرور میری رفاقت کا صلہ دیگا اور اگر مر
ہو جائیگا تاہم نفع سے خالی نہین ہے یہ کہکے عرق گلاب چہرہ پر چھڑکا چند لمحہ کے بعد اسفندیار کو ہوش آیا آنکھ کھولی
اپنے کو ایک مکان مین پایا حیرت سے مکان کو دیکھتا تھا اور اس ماہی گیر کو دیکھتا تھا حارث ماہی گیر نے
کہا اے جوان تو کون ہے اور دریا مین کسطرح بہ آیا چونکہ اسفندیار مین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کر
مین کہونگا اور اشارہ سے بھوک کی شکایت کی حارث نے بعجلت تمام مرغ خانگی کو ذبح کیا اور پکا کر
اسکا شوربا پلایا اسفندیار مین طاقت آئی آہستہ کہا اے شخص مین تاجر پیشہ ہون ملک فرنگ سے کشتی مین
پر مال لیے آتا تھا اتفاقاً طوفان شدید آیا سب کشتیان غرق ہوگئین مجھکو شناوری مین ملکہ حاصل تھا دو روز
تک شناوری کرتا رہا پھر مجھکو خبر نہین کہ کسطرح یہان تک پہونچا حارث ماہی گیر نے کہا مین ماہی گیر ہون
شکار ماہی کیواسطے گیا تھا تمکو دیکھکے مین نے اپنے کام کو ترک کیا اور علاج کیواسطے یہان لے آیا اگرچہ میری
بی بی نے مجھکو ڈرایا کہ ایسا نہو حاکم وقت مجھکو ملزم قرار دے مین نے اسکے کہنے کیطرف مطلق التفات نہ کی اسفندیار
گیلانی نے کہا مین تیرا کمال ممنون ہون اگرچہ ہنوز رشتۂ حیات باقی تھا لیکن یاری قسمت سے تجھکو میری
زندگی کا سبب کر دیا اب یہ بتا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اسنے کہا اس ملک کو ماچین کہتے ہین اسکا بادشاہ
نام لیسر مغفور بت پرست ہوگیا ہے خاقان چین سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتا ہے فی الحال اسنے قسم کھائی ہے

کہ ہمیشہ کا قصہ بہتر نہین معلوم ہوتا ہی مقدمہ یکسو ہو جاسے تو اچھا ہی جب تک ملک چین کا قصہ یکسو نہ کرونگا
آرام مجھپر حرام ہی نہین معلوم اس قصہ کا انجام کیا ہوگا اسفندیار خاموش ہو رہا دوسرے روز ماہی گیر نے کہا
ای جوان تو یہان توقف کر مین مچھلی کے شکار کو جاتا ہون یہ کہکے وہ اسطرف گیا یہان اسفندیار کو خیال آیا کہ
بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہی چل کے شہر کی سیر کرنا چاہیے کپڑے پہنے دروازہ کے باہر آیا بازار کی راہ لی جب چارسوق مین
پہونچا ایک غلغلہ عظیم دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی ایک راہگیر سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہی اسنے کہا اس شور
و غل کا حال سن کے کیا کروگے سنو سرہنگ مصری نام ایک عیار ہی اسکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہی شہزادہ
بہت گھبرایا پوچھا اس سرہنگ سے کوئی خطا عظیم سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اسکے قتل کے درپے ہین اسنے کہا
مجھکو اسقدر معلوم ہی شہزادہ تلاش کرتا ہوا اس مقام پر پہونچا جہان سرہنگ عیار کو دار سے باندھ دیا ہی اور
ہر ایک شخص اسکے نسبت کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی سرہنگ مصری دست و پا بستہ خاموش ہی
اسفندیار کو تاب تحمل نہ رہی آبدیدہ ہو کے تلوار میان سے کھینچ لی اور بآواز بلند کہا او نالائقو اس جوان
سے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی ہی جسکے عوض مین اس ذلت و مجبوری سے اسکو ہلاک کرنا چاہتے ہو لوگون نے جواب
دیا کہ تجھکو اس قصہ سے کیا بحث ہی ہمکو اختیار حاصل ہی جسطرح اور جس جرم پر چاہتے ہین اسکو ہلاک کرتے ہین
اسفندیار نے برق کیطرح چمک سرہنگ مصری کے پاس جاکے اسکو دار سے کھول دیا اور کہا کون ہی جو مقابلہ
کرنے والا آئے مقابل ہو سفہ بہ بیم کرتا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دار و نہان ٭ اسفندیار کے گرد لوگ جمع
ہو گئے اور کہا تو کون ہی ہمارے حال سے متعرض ہوتا ہی شہزادہ نے انکی اس بات کا جواب نہ دیا چاہا کہ تلوار
سے کام لے سرہنگ مصری نے کہا ای شہزادہ والا قدر پیادہ جنگ و حرب کا ارادہ نہ کرنا مین مرکب بہم پہونچاتا
ہون یہ کہکے فوراً مرکب حاضر کیا اسفندیار مرکب پر سوار ہوا سرہنگ مصری جلو مین رہا مگر دونون مستعد پیکار
بعض لوگون کا مشورہ ہوا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کر لیا جاوے مگر پھر یہ رائے قرار پائی کہ اس جوان کا گرفتار کرنا
سہل نہین معلوم ہوتا ہی سخت کشت و خون کی نوبت آئیگی لہذا اول اسلم خان کو اس حال سے اطلاع کرو
جیسا وہ حکم دے اسکے موافق عمل کرنا چاہیے چنانچہ فوراً ہرکارہ اسلم کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی اسلم خان
اس خبر کو سنکے از سرتاپا غیظ و غضب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہان سے اٹھا آخر وہ جوان کیا غرض رکھتا ہی جو خواہ
مخواہ ہمارے کام مین دخل دیتا ہی لوگون نے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا اسلم مرکب پر سوار ہو کے فوراً وہان پہونچا
دیکھا واقعی سرہنگ مصری عیار اور دوسرا ایک جوان وجیہہ ایک طرف استادہ ہین اور جنگ پر آمادہ ہین
تلوار کھینچ کے چاہا کہ اسفندیار پر وار کرے شہزادہ نے پھرتی تمام اسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینک
دی ہاتھ کو گرفت مین لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مرکب سے زمین پر آیا شہزادہ اسکے سینہ پر سوار ہوا اور
کہا خیریت اسی مین ہی کہ دین اسلام کو قبول کر ورنہ اسطرح تجھکو ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی تیرے حال پر افسوس
کرینگے اسلم نے کہا ای جوان دین اسلام کے قبول سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا اگر زر نقد کی فرمایش کرے تو مین موجود ہون
جو کچھ تیری خواہش ہوگی اسے قبول کرونگا اسفندیار نے کہا کہ مال دنیا کی مطلق خواہش نہین ہی صرف رواج
مذہب اسلام مقصود ہی اسلم نے کہا اگر تیرا یہی مقصود ہی تو مجھے چند لمحہ کی مہلت دے تاکہ مین اپنے مشیرون سے
اس بارہ مین مشورہ کر لون اسفندیار نے کہا ٭ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ جو کچھ تجھے منظور ہو
اسے بیان کر دے اسلم خان سوچا کہ اگر دین اسلام کو قبول نہ کرونگا جان بچنا محال ہی ناچار کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہوا

فوج سے تعرض کرنا چاہا تھا اسفندیار نے کہا ابھی فوج کو بھی دین اسلام کی ہدایت کرؤ اسنے کہا مین دوسرے کے
دل پر کیا اختیار رکھتا ہون اسفندیار نے کہا تو ان لوگون سے کہدے کہ دین اسلام اختیار کرو مین نے
اسلام قبول کیا ہی اسفندیار نے با آواز بلند کہا ای اہالیان فوج آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی تم بھی
اس مذہب کو اختیار کرو غرضکہ تمام فوج دائرہ اسلام مین داخل ہوئی شاہزادہ نے اسلم کو رہا کر دیا اسلم نے کہا
ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو نے صرف زبانی اقرار پر مجھکو رہا کر دیا اب اگر مین تجھسے منحرف ہون پس تو کیا کر سکتا
ہی شاہزادہ نے کہا دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اگر تو منحرف ہو جائیگا اسکا تدارک کیا جاویگا اگر دین اسلام
برحق ہی مین تجھپر پھر غالب آونگا اسلم ہنسا شہزادہ سے مصافحہ کیا بارگاہ مین لایا اور کہا شہریار میرا خیال
ایسا معمل نہین ہی کہ کسی بات کا اقرار کرون اور پھر اس سے انکار کرون مجھے پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت
کا خیال تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا اگر مجھے منظور نہ ہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتا اگرچہ جان ضائع ہونی کا موقع تھا
بعدہ سرداران فوج حاضر ہوے نذرین پیش کین اسفندیار نہایت شفقت سے پیش آیا تالیف
قلوب کیواسطے بہت کچھ پند و نصایح کی سرہنگ کیطرف متوجہ ہوا اس گرفتاری کا حال پوچھا
اسنے کہا شہریار آج شاہ سعد نے مجھسے فرمایا کہ امیر کو بیرو ویزر نے عقابین پر کھینچ دیا ہی اور سنا ہی کہ صلصال
نے بار دیگر ترکستان سے خروج کیا ہی ملک ختا کو مسخر کر لیا تو جا اس خبر کو صحیح دریافت کر لا مین فوراً اس کام
کیواسطے روانہ ہوا جب اس شہر مین پہونچا شدت گرسنگی سے میرا حال غیر ہونا شروع ہوا نان پز کی دکان
پر گیا اس سے کھانا لیا بسم اللہ کہکے کھانا شروع کیا نان بائی نے میری صورت دیکھی مین نے بھی اسکی
صورت دیکھی نان بائی نے کہا یہ کیا جملہ کہا مین نے کہا یہ ہم مسلمانون مین دستور ہی کہ ہر ایک کام بسم اللہ کہکے شروع
کرتے ہین کہ برکت ہوتی ہی اسنے کہا یہ کوئی افسون ہی جس سے میرے آگے کی روٹیان تمہارے آگے اڑ
کر پہونچ جائینگی یا چار روٹیون کی آٹھ ہو جائینگی مین نے کہا تجھے کیا بحث ہی ہم جو کچھ چاہتے ہین کہتے ہین
نانبائی نے سکوت کیا دوکان سے اترا ایک طرف چلا گیا کوتوال کے پاس پہونچا اور کہا آج میری دوکان
پر ایک خداپرست آیا ہی مجھے اسطرح دریافت ہوا کہ جب کھانا کھانا شروع کیا بسم اللہ کہا مین نے پوچھا
یہ کیا کہا اسنے کہا ہم مسلمانون مین ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین کوتوال نے چند نفر کو اپنے ہمراہ
لیا وہان سے روانہ ہوا مین یہان ہنوز کھانا کھا رہا تھا ایک دوکان کا ملازم میرے قریب آیا اور آہستہ
کہا ای جوان تو نے غضب کیا کہ یہان اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کیا عنقریب تو گرفتار ہو جائیگا کچھ عجب نہین
جو مالک دوکان کوتوال کو اطلاع دینے گیا ہو یہان ہر متنفس مسلمان کا دشمن جان ہی اسنے جو دو چار کلمے
خیرخواہی کے کہے مین نے کہا مہربان پھر کیا کرنا چاہیے اسنے کہا مین کیا بتاؤن مین بنظر رحمدلی مطلع کیا مین نے
کہا یہ تو مین سمجھا لیکن پھر بھی کچھ تو بتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال مجمع کثیر کو ساتھ لیے آپہونچا مجھکو گرفتار کرنا
چاہا مین تلوار لیکے ان کی طرف جھپٹا دو چار کو جان سے مارا پانچ سات زخمی ہوئے آخر الامر مین گرفتار کر لیا
گیا اور مین گرفتار ہرگز نہ ہوتا کمندون کے حلقے کثرت سے میرے اوپر پھینکے گئے جن مین بالکل پیچیدہ ہو گیا
وہ سبب مجھکو کوتوالی لے گئے اسلم کو خبر ہوئی مجھکو بلایا اور کہا اگر تو بت پرستی اختیار کرے تو رہا کر دیا جاوے
مین نے کہا بت پرستی تجھکو نصیب مین ایمان کے مقابلہ مین جان کو کچھ نہین سمجھتا اسلم نے حکم قتل دیا سامان
قتل ہو رہا تھا کہ تم ایسے شجاع فرزانہ پہونچے اور ہلاکت سے نجات بخشی یہان یہ قصہ بیان ہو رہا تھا کہ خواجہ پہونچا

اسفندیار خواجہ کو چھ پکھ سے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ سے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے تمام کیفیت بالتصریح
بیان کی اور سرہنگ سے کہا کچھ تم بیان کرو اسنے بھی تمام حال بیان کیا خواجہ عمر ثانی نے جیب سے خط
سعد شہریار کا نکالا اسفندیار کو دیا اسفندیار نے ملفوفہ کھول لاخط کو پڑھا از حد دست تاسف ملا خواجہ
عمر ثانی نے کہا شہریار کا اب کیا ارادہ ہی اسفندیار نے کہا کیا پوچھتے ہو بجز اسکے اور کیا ارادہ ہو سکتا ہی
کہ جناب حمزۂ ثانی کی کمک کو پہونچون آج تو نہین کل انشاء اللہ کوچ کرونگا خواجہ نے کہا اب میرا کیا کام رخصت
ہوتا ہون اسفندیار نے کہا خدا حافظ خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔ پھر ماہی گیر کا حال سنیے کہ جب وہ
شکار ماہی سے فارغ ہو کے گھر مین آیا اسفندیار کو نہ پایا بی بی سے پوچھا وہ جوان کہان گیا اسنے کہا تیرے
جانے کے بعد تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا میرا دم گھبراتا ہی شہر کی سیر کرنے جاتا ہون مین نے
کہا کہ صاحب خانہ آلے تو جا اسنے کہا صاحب خانہ کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہین ہی آوے تو کہدینا مین
تھوڑی دیر کے بعد واپس آونگا مین خاموش ہو رہی وہ چلا گیا اسوقت تک نہین آیا ماہی گیر خاموش
ہو رہا مگر دل مین کہتا تھا کہ خواہ مخواہ مین سے اپنا نقصان کیا وہ جوان چلا گیا ایک روز ماہی گیر کو مچھلیان
کثرت سے دستیاب ہوئین تھین چند مچھلیان لیکے سلیم کو نذر دینے آیا دیکھا کہ وہی جوان جسکو دریا
سے لایا تھا یہان سب سے مقدم بیٹھا ہی حیرت ہوئی کہ یہ جوان اپنے کو سوداگر کہتا تھا لوگون سے
پوچھا یہ جوان کون ہی انھون نے کہا یہ فرزند حمزہ والا قدر ہی یہ صفت انھین کی اولاد مین ہی کہ تنہا ملک
ما چین کو لے لیا اور تمام فوج کو مع سلیم سلطان کیا پھر ماہی گیر اسفندیار کے روبرو حاضر ہوا بکمال ادب
سلام کیا اسفندیار نے جواب سلام دیا اور کہا اے شخص تو نے مجھپر بڑا احسان کیا یہ کہکے ایک ہزار تومان
اسکو دے اور کہا یہ عوض اس احسان کا ہی جو تو نے مجھپر کیا ماہی گیر نے دوسری مرتبہ تسلیم عرض کی اور
وہ صرۂ تومان لیکے اپنے گھر واپس گیا دوسرے روز اسفندیار سے سرزمین خاور کی جانب کوچ کیا عمر ثانی
جابجا سعد شہریار کے نامہ پہونچاتا ہوا غار رکھا جانب چلا تھا اثنای راہ مین ایک پہاڑ ملا اسکے درہ مین
سے راستہ تھا جیسے درہ مین پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا ہوا بین بجا رہا ہی اور اس لطف سے بجا رہا ہی کہ تمام
جانوران صحرا سے دور دور ہر چہار جانب بیٹھے سن رہے ہین عمر ثانی قریب اس پیر درویش صورت کے
گیا اور کہا تم کون ہو جو پہاڑ کے درہ مین تنہا بیٹھے باجا بجا رہے ہو اگر کوئی درندہ آجاوے تو کیا ہو اسنے عمر ثانی کو
از سر تا پا دیکھا اور کہا تمکو میرے فعل سے کیا کام ہی جس طرف سے آئے ہو چلے جاؤ اہل دنیا سے مجھکو سخت
نفرت ہی ان کی صحبت سے متنفر ہو کے مین یہان آ بیٹھا ہون تم لوگ یہان بھی مجھکو نہین بیٹھنے دیتے
یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھا اور جانیکا قصد کیا عمر ثانی نے کہا اے بزرگ مین یہان تمہارے حال سے
متعرض ہونے نہین آیا ہون بلکہ اتفاقاً میرا اس طرف گذر ہو گیا تمکو یہان بیٹھا دیکھا مجھپر کرم فرماؤ
تھکا ہوا زیادہ ہون اپنا باجا بجاؤ مجھے بھی سناؤ اس درویش صورت نے کہا مین ڈھاڑھی نہین
ہون کہ ہر وارد و صادر کے روبرو باجا بجاؤن اپنا دل خوش کرنے کو بجاتا ہون۔ راوی کہتا ہی کہ
پیر دیر نے اپنے بیشتر عیار جابجا بھیجے تھے اور ان پر تاکید کی تھی کہ عمر ثانی عیار حمزہ جابجا نامے پہونچاتا
گیا ہی جہان ملجاسے اسے گرفتار کر لینا چنانچہ ایک عیار بابن عیاری یہان بھی آکے بیٹھا تھا اور اس
مقام پر کمند کے حلقے خاک مین چھپا دیے تھے غرضکہ جب عمر ثانی نے منت و سماجت کے ساتھ اصرار

زیادہ کیا اُس عیار درویش صورت نے کہا اے شخص تو تو گانے بجانے کا زیادہ شائق معلوم ہوتا ہے اگر تو چند
عرصہ یہان توقف کرے تو مین باجا سناؤن ہر چند کہ مین کسی بازاری آدمی کے روبرو باجا بجانا خلاف سمجھتا ہون
عمر ثانی نے کہا یہ تمہاری مہربانی ہے لیکن یہ سمجھ لو کہ مجھکو بہت کم فرصت ہے درویش مصنوعی نے کہا کیا
ضروری کام ہے جسکے واسطے جاتا ہے عمر ثانی نے حمزہ ثانی کا تعاقب پر کھنچا جانا بالتفصیل بیان کیا اور کہا کہ مین حمزہ والا کا
کا عیار ہون درویش مصنوعی نے مصافحہ کیا اور کہا خواجہ عمر تم ہی ہو مین مدت سے تمہارا نام سنتا
تھا مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی بارے زہے نصیب میرے کہ تمسے آج نیاز حاصل ہوا خواجہ وہان
بیٹھ گیا درویش مصنوعی خواجہ کو وہان بٹھا کر علیحدہ گیا اور حقہ عیاری تیار کرکے چلا آیا باجا اٹھایا کمال لطف
سے غزل بجانا شروع کی سہ آنسوؤن مین ہے یہ نقشہ اپنے جسم زار کا ؛ مین کیا ہے صاف ڈورا موتیون کے ہار کا ؛
ہے مناسب کیا ہی کج ہونا تیری رفتار کا ؛ پاؤن مین اے جان جوتا بھی ہے ٹیڑھی تار کا ؛ گھر سے باہر میرے شکل
ماہ کو آنے تو دو ؛ چاندنی پر شبہ ہوگا سایۂ دیوار کا ؛ قیس کوئی مانتا ہے رعب آواز جرس ؛ سننے والا ہے میری
زنجیر کی جھنکار کا ؛ مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش ؛ قند والون مین ہے عالم مصر کے بازار کا
تیری مسجد مین بہک کر آرہے ہم مے پرست ؛ زاہدا رستا بتا دے خانۂ خمار کا ؛ خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ
ظالم ایک ہے ؛ ہاتھ اٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا ؛ برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم اے عندلیب ؛ یہ پھٹا ہے
ہمارے دیدۂ خونبار کا ؛ سنگ اسود و داغ سودا چاہ زمزم چشم تر ؛ کعبہ عاشق ہے مقرر ابروے خمدار کا ؛ زخم
دامن دار کا خلعت کیا مجھکو عطا ؛ میرے سر پہ چاہیے طرہ تیری تلوار کا ؛ یہ مثل سچ ہے جو جاگے گا وہ پاویگا
والا ؛ سخت بیدار آشنا ہے دیدۂ بیدار کا ؛ اس غزل کو اس عنوان سے اسنے گایا اور باجے کو اسکے ساتھ بجایا
کہ عمر ثانی بہت محظوظ ہوا کہا اے پیر مرد اس فن مین تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا واقعی مجھکو تیرے اس کمال کا
خبر نہ تھی یہ سنکے وہ درویش مصنوعی آبدیدہ ہوا باجے کو اٹھا کے پٹک دیا اور کہا افسوس تمنے مجھکو بڑا صدمہ
دیا عمر ثانی نے کہا صدمہ کی کیا بات ہے درویش مصنوعی نے کہا صدمہ کی یہ بات ہے کہ تمنے میرے باجے
اور گانے کی تعریف کی مجھکو خیال اسوقت یہ پیدا ہوا کہ کاش مین فن جنگ و حرب مین کمال رکھتا ہوتا کہ
اسوقت جناب حمزہ والا قدر کی رہائی کی کچھ تدبیر کرتا کچھ نہین مین نے بالکل اپنی عمر ضائع کی اور اس فن مین
جو کمال مجھکو حاصل ہے اسکا حال کیا پوچھتے ہو یہ باجا جو تمہارے سامنے رکھا ہے بالکل شکستہ ہے ہرگز بجانے
کے قابل نہین ہے مگر مین اسکو بجاتا ہون اگر تمکو نہین یقین ہے دیکھ لو یہ کہکے باجا عمر ثانی کے روبرو رکھدیا
عمر ثانی نے کہا بیشک باجا ٹوٹا ہے یہ فقط کمال کی بات ہے کہ باوجود شکستہ ہونے کے اس لطف سے بجایا
درویش مصنوعی نے کہا اے خواجہ میرے کہنے پر اکتفا نہ کرو تم دیکھو کسقدر یہ باجا شکستہ ہے اسکے اصرار سے خواجہ
نے باجا اٹھا دیکھنے لگا خواجہ اسطرف مصروف ہوا درویش مصنوعی نے کھڑے ہوکے بقوت تمام
اُس حقہ عیاری کو باجے پر دے مارا فوراً اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور خواجہ عمر ثانی کے دماغ مین
اثر کرگیا لڑکھڑاتے ہوئے زبان سے خواجہ نے صرف اسقدر تو کہا کہ افسوس بڑا دھوکا کھایا بیہوش
ہوا اُس عیار مکار نے حلقہاے کمند سے خواجہ کو مضبوط باندھا اور لے چلا خیز و خیز دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا
شب کا وقت تھا سامنے معلوم ہوا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے اس راہ رو نے کہا مین تو جو کوئی ہون
وہ ہون لیکن تو کہہ کہان سے آتا ہے اور کہان جاتا ہے اور یہ تیری پشت پر پشتارہ کیسا ہے اسنے کہا مین ہرگز نہین

بتاؤن گا جب تک تو اپنا نام و نشان نہین بتائیگا واضح ہو کہ یہ سرہنگ عیار ہو ضرورت سے کہین گیا
تھا پشتارہ دیکھ کے اسکو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کوئی عیار لشکر کفار ہو کسی خدا پرست کو باندھے لیے جاتا
ہو قریب جاکے کہا ہمارے سامنے اس پشتارہ کو کھول دیکھین اس مین کیا ہو اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا
اور سرہنگ سے مقابلہ کو آمادہ ہو گیا تا دیر تیغ سے رد و بدل رہی آخر سرہنگ نے ضرب خنجر سے اُسے ہلاک
کیا پشتارہ کو کھولا دیکھا عمر ثانی بیہوش ہو فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا خواجہ نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا
سرہنگ نے حقیقت بیان کی اور کہا تمکو اس موذی نے کیونکر گرفتار کیا خواجہ نے اپنی کیفیت بیان کی
اور کہا بارے خیریت ہوئی کہ تم پہونچ گئے ورنہ اس موذی نے مجھکو گرفتار ہی کر لیا تھا جو حالت جناب
حمزہ والاقدر کی ہوئی اُسی حال مین مین بھی مبتلا ہوتا سرہنگ نے کہا ای خواجہ مجھکو کمال تعجب ہو کہ تم
ایسے عیار طرار و ہوشیار اس موذی کے فریب مین آگئے اب مین رخصت ہوتا ہون مگر آیندہ ہوشیار
رہنا یہ کہکے رخصت ہو گیا خواجہ عمر ثانی خاور مین پہونچا گیارہوین روز لشکر اسلام مین داخل ہوا یکشنبہ کو روز
ہوا تھا چہارشنبہ کو داخل لشکر ہوا سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ عالی جاہ مین مع یاران
ہمراہی بیٹھا ہوا حمزہ ثانی کی عقابین پر کھینچے جانے کا حال بیان کر رہا تھا یکایک صدائے زنگ عمر ولیرا
و فاشعار کے گوش زد ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ آواز کیسی ہو یکایک دیکھا کہ عمر ثانی بارگاہ مین
داخل ہوا موقف عرض مین استادہ ہوکے پہلے آداب شاہی بجالایا بعدہ عرض کیا ای مبارک
پو شہنشاہ جہانگیر حاصل میکند چو اختران آسمان از طلعت نیک اختری * یہ خادم دیرینہ بعد تعمیل احکام
والا حاضر خدمت ہوا اب جو کچھ حکم صادر ہو بسر و چشم اُسے بجالائے تمام حاضرین دربار خواجہ عمر کے گرد جمع
ہوگئے اور اُسکی اس کارروائی کی کمال تعریف کی کہا واقعی کارے کردی گیارہ روز مین تمام روے
زمین کو طے کرنا اور جابجا سلاطین کو شاہی حکمنامہ پہونچانا خواجہ ہی کا کام تھا عمر ثانی نے جو کچھ دیکھا اور جو
کچھ عمل مین لایا تھا بالتفصیل بیان کیا شاہ سعد بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گردون
کلاہ کا حال پوچھا عمر ثانی نے شہزادہ بدیع الملک کے حال کو بھی از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کی کہ حضور
نے اس مدت تک کیا کام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا ای خواجہ خواجگان روزگار تو ہین ثانی بیمار ہو گیا تھا
اس سبب سے تمام کام ملتوی رہے حالانکہ مین غافل نہ تھا تاہم جو کارروائی ہونا چاہیے وہ نہ ہو سکی عمر ثانی
نے ہر ایک مقام کی کیفیت بطور حکایت بیان کی کفار کے جاسوس حاضر تھے یہ خبر بہرو بیزاد و مہلک
بن مردک اور غش بن شجنک کو پہونچائی کہ عمر ثانی عیار حمزہ تمام ممالک مین نامے پہونچا کے واپس آیا ہو
اور تو ہین ثانی بیمار ہو سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے رائے اس بات پر قرار پائی کہ کار امروز بفردا
نباید گذاشت ـ یہ وقت بہت مناسب ہو تاخیر سبب خرابی کا ہوگا طبل جنگ بجوانا چاہیے کیا عجب ہو اگر اسی
حالت مین ہماری فتح ہو جاے اور مسلمان پسپا ہون چنانچہ شب کو طبل جنگ پر چوب پڑی اس طرف سعد
شہریار نے بھی اپنے لشکر فتح پیکر مین نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صدای دہل زن دہل زن و تحسین آوہ بہین دین او
دین او دین اوہ تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی صبح روز دیگر کہ جہان پر غرور ویافت
از سرچشمہ خورشید نوری دونون کی فوجین میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئین جنگی باجے بجنے
لگے و شادیانے لشکر اہل فوج کے دل بڑھانے کے لیے اشتعار غیرت خیز پڑھنے لگے سعد شہریار نے مرکب طلب کیا

مسلح و مکمل ہو کے کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا سرداران فوج اسلام سعد شہریار کی خدمت میں
حاضر ہوئے عرض کی خداوند یہ کیا کرتے ہیں یہ موقع نہیں ہے فوج اسلام کے دلوں کا جو حال ہے سب پر
روشن ہے حمزہ والاقدر کفار کی قید میں مبتلا ہیں جناب دوسرا یہ زمانہ کی نیرنگیاں سب کے پیش نظر
ہیں اگر خدانخواستہ نوع دیگر پیش آیا بس یہ سمجھنا چاہیے کہ قیامت برپا ہو گئی پھر کوئی کارروائی کا مقام
نہ آسکے گی فوج ایک لمحہ قیام نہ کر سکے گی آخر ہم جان نثار کس دن کیواسطے نمک خواری کا دعوے
کرتے ہیں مرد میں غیرت نہیں ہیں کہ اپنے قول پر قایم نہ رہیں جو کچھ عرض کرینگے اگر جان بھی جا
تو بھی انحراف نہ کرینگے اور سوا اسکے آنجناب کو عیان ہے حاجت بہ بیان نہیں کوہی میدان ہے فوج مخالف
پر ایسی تلواریں ماریں گے کہ ان کے حواس باختہ ہو جائینگے خواجہ عمر ثانی حاضر تھا شاہ سعد نے فرمایا
خواجہ ہمکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ حمزہ ثانی گرفتار بلا ہوں اور کسی سے ابھی کارروائی نہ ہوئی
کہ ان کی رہائی کی صورت نکلتی خواجہ نے دست بستہ عرض کیا شہریار بیکردگار یہ خادم غافل نہیں ہے شب
اسی فکر میں گیا تھا کہ موقع ملے تو امیر والاقدر کو رہا کر لاؤں مگر افسوس یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے ابھی رہائی کا
وقت نہیں آیا جو مجھکو موقع نہ ملا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ اگر شب کو فکر میں گئے تھے اور قسم کی ضرورت
نہیں ہے مجھکو یقین ہے مگر میں اسیوقت اس شخص کو خیرخواہ اور کارگذار سمجھونگا جب کام حسب مراد میں جا
اور سنو میں نے منجموں سے بھی اس بارہ میں سوال کیا تھا انھوں نے اپنے قاعدہ سے یہ بیان کیا کہ امیر
حمزہ ثانی کی رہائی خاص شہزادہ بدیع الملک کی کدوکوشش پر موقوف ہے اب بتاؤ کہ اگر منجمین کا حکم
صحیح ہے تو کیا چارہ ہے تم لوگوں کے جان دینے سے کیا فائدہ عبث اپنے کو بلا میں مبتلا کرتے ہو عمر ثانی نے
عرض کی یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن کیا چارہ ہے شہزادہ بدیع الملک موجود نہیں کہ وہ کدوکوشش کریں ہمارے
امکان میں جو کچھ ہے اس سے چشم پوشی کسطرح کر سکتے ہیں اگر ہماری جان اسی بہانہ سے ضائع ہو جائیگی
ہے تو مجبوری ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہاں کرشست بدبخت میدان مصاف میں نعرہ مار رہا تھا
کہ اے خدا کے نادیدہ کے بندگی کرنے والو کیوں دیر کرتے ہو یا بت بزرگ کی بندگی اختیار کرو یا کوئی
سپاہی مرد مقابل بھیجو تاکہ وہ اپنے خدا کی قدرت کا تماشا دکھائے سعد شہریار اسکے نعرہ کو سن کے بار بار میدان
میں جانا چاہتا تھا اور سرداران لشکر مانع ہوتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا
یہ وجہ تاخیر کی تھی دفعتاً ایک جانب سے گرد نمایاں ہوئی دونوں طرف کی فوج اس گرد کو دیکھا نے تھی ہوئی
بدلی کفار کہتے تھے ہمارے واسطے کمک آئی ہے اہل اسلام اپنی مدد کی امید میں تھے جب دامن گرد چاک
ہوا ایک سو علم نمودار ہوئے ہر ایک علمدار کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا اسپ کے آگے نقابدار پلنگ پوش مرکب
برق کردار صبا رفتار پر سوار آیا کرشست کے روبرو جا کے کہا او بے حیا پلید یہ کیا بکتا ہے تیری کیا طاقت
ہے کہ ہمارے خدا کے بزرگ کے کرشمہ کو دیکھ سکے گا اے بادشاہ بادشاہان جان نگار انس و جان شعر
نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر است ◆ اسپ خیر نگر سے بیار انچہ داری ز مردی نشان ◆ کمان
کیانے و گرز گران ◆ کرشست قریب آیا اور کہا او نقابدار اپنے نقاب کو دور کر کے مجھسے مقابلہ کر ایسا نہ
ہو کہ تجھکو زخم پہنچے اور تو عذر کرے کہ میں نے دیکھا نہ تھا نقابدار پلنگ پوش نے مرکب کو مہمیز کی اور قریب
جا کے او قرساق کیکے ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ اگر وہ ضرب پہاڑ پر پڑتی شق ہو جاتا مگر وہ ملعون بھی فن

پیشکری میں کمال تھا اُس ضرب کو سپر پر روکا سپر دو حصہ ہوگئی اُس کو زمین پر پھینک دیا نقابدار نے
اسقدر بھی مہلت نہ دی کہ وہ دوسری سپر لے دوسری ضرب بھی اُسی قوت سے لگائی اس مرتبہ اُسکے پاس
کوئی پناہ نہ تھی وہ تلوار سر بجش کو چاک کرتی ہوئی صدر میں پہونچی اور صدر کو چاک کرتی ہوئی کمربند
زین تک پہونچی کرشست دو حصہ ہوکے زمین پر گرا کفار نے یورش کی لشکر اسلام نے قدم بڑھایا
نقابدار نے آواز دی کہ اے اہل اسلام تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم ان کفار سے
سمجھ لیتے ہیں اور فوج کفار پر حملہ آور ہوا اُن چند نفر نے نقابدار نے اسقدر تلواریں ماریں کہ فوج کفار
کے حواس باختہ ہوگئے قریب تھا کہ فراری ہوں اور بہو تیر ملعون گرفتار ہو جائے دفعتاً پھر تیغ گرد
نمایان ہوا اہل اسلام سمجھے ہماری کمک کیواسطے اور کوئی آتا ہے فوج کو بھی ایسا ہی گمان ہوا جب وہ
تاریکی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ صلصال پانچ ہزار سواران مسلح و مکمل ہمراہ لیے خیز اخیز چلا آتا ہے آتے
ہی تلواریں میانوں سے کھینچ کے حملہ کیا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اس مرتبہ خدا پرستوں کی جان
کے لالے پڑے سب خدا سے لو لگائے ہوئے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھائیں پھر گرد نمایان ہوا
اس مرتبہ اسفندیار گیلانی فوج و لشکر لیے ہوئے پہونچا اور مسلمانوں کا رنگ دگرگون دیکھ کے پکارا کہ اے
خدائے واحد ولاشریک کے بندگی کرنے والو گھبراتے نہیں ہیں آن موذیوں کا سرکوب آپہونچا دیکھوں یہ
سگار میرے ہاتھ سے کہاں جان بچا لیجاتے ہیں کیا ترک و تاز دکھاتے ہیں مجھکو خوب معلوم ہے کہ ان کفار نے
بہت ظلم اٹھایا ہے خدا پرستوں کو ستایا ہے مجھکو اگر پیشتر سے اس بات کی اطلاع ہوتی تو ان سب کو فی النار کر چکا
ہوتا سبب تاخیر لاعلمی تھی اور آتے ہی آمادہ پیکار ہوا وہ جنگ کا بازار گرم ہوا کہ پناہ بخدا گرد کار ایک
دوسرے کی خبر نہ تھی تکبیر و برن کی صدا ایسی بلند تھی کہ آسمان پر جاتی تھی ساکنان آسمان رو کے زمین کے
مسلمانوں کے جہاد کو دیکھتے تھے اُن کی کد و کوشش پر تحسین و آفرین کرتے تھے اسلام کی فتحمندی کی دعا
مانگتے تھے کفار پر تین حرف کہتے تھے اور بد دعا دیتے تھے تا شام یہی ہنگامہ کشت و خون گرم رہا کشتوں
کے پشتے لاشوں کے انبار تھے جس طرف نظر جاتی تھی خون کا دریا جاری تھا تاریکی شب سے مجبوری
تھی تاہم مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری اندھیرے میں بھی اُسی طرح ہمت کی کمر کو مضبوط باندھے رہے تاریکی
کفر نے کفار کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا تھا ادھر تاریکی شب نے آنکھیں اندھا بنایا مجبور ہوگئے طبل بازگشت
بجایا چونکہ قاعدہ ہے کہ طبل بازگشت سے افواج طرفین حرب و ضرب سے ہاتھ روک لیتے ہیں سبھوں نے تلواروں
کو غلاف میں بند کیا گھوڑوں کی باگیں موڑیں اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے صلصال بدمال کی گرمی
جدال و قتال کے وقت یکایک پہونچ جانے سے کفار بہت خوش ہوئے تھے جنگ ملتوی ہونے کے بعد
اُسکو بارگاہ نکبت پناہ میں لے گئے تعظیم و تکریم سے پیش آئے اسکی جرأت و دلاوری کی بہت
تعریف کی واہ واہ کی آواز بلند ہوئی اُسکے نازل ہونے کی خوشی میں شادی کی نوبت بجوائی [illegible]
[illegible] ملوکانہ کی پیر [illegible] خوش ہوکے آمر سے باتیں کیں اُس کی بزرگی کا اقبال کیا اور کہا
تم ہمارے باپ کی جگہ ہو ہمیں اپنا مطیع فرمان سمجھو ہمارے بزرگ ہمیشہ تمھارے خاندان کی تعریف
کرتے رہے وہی عزت اسوقت تک ہم سب کی نظر میں ہے ہم ہرگز اُس خوشی کو الفاظوں کے ذریعہ سے
تمھارے روبرو ظاہر نہیں کرسکتے جو ہمکو تمھارے ورود سے حاصل ہوئی ہے آئے رونق باعث آبادی

بعدہ مے خواری کا سامان آنا شروع ہوا صراحی مرصع سے جام بلوریں مملو کیا گیا صلصال کے روبرو آیا
صلصال نے پرویز کی جانب دیکھا اور کہا یہ کیا امیر لشکر سے ابتدا ہونا چاہیے پرویز نے کہا اے برادر
اب امیر لشکر تم ہی ہو نوش فرماؤ ہم سب کو عزت بخشو اب تم ہم سب کو اپنا تابع فرمان سمجھو کسی طرح
مغائرت کو دل میں جگہ نہ دو تکلف کو برطرف کرو اس میں سراسر تکلیف ہے صلصال نے خوش ہوکے
وہ جام پی لیا بعدہ اور حاضرین کو ایک ایک جام شراب تقسیم ہوے ارباب نشاط کو حکم ہوا فوراً
حاضر ہوے ناچ گانا شروع ہوا یہ غزل گائی ﴿ کیونکر نہ ترسے آگے کہ چھلکے حور کی گردن * بجلی کی نظر ہو
کہ تجھ نور کی گردن * مستی میں جو گستاخ ہوا قتل ہوا میں * ہے خون میرا بادۂ انگور کی گردن * قربان ہو
آنکھوں پہ ہے دیدۂ ساغر * گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن * شیشہ میں نہیں بادۂ گلرنگ ہے
گردن پہ مینا نہیں ہے حور کی گردن * گردن کشی اس قلعۂ فانی میں بڑی ہے * شیشہ کی بھی ہے مستوں سے
دُور کی گردن * قربان ہوں تقصیر نہیں کرتا تجھے کیوں قتل * مشتاق ہے کیسی وہ سالور کی گردن * سر سبز
سودائی نے کیا مفت میں دی جان * تھی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن * واعظ رگ گردن جو وہ کھائے تو
نہ ڈرنا * کچھ کم نہیں مسلک تیری طنبور کی گردن * پروانہ کا خون شمع پہ ثابت ہے وگرنہ * کٹتی ہے کہاں شمع
سر طور کی گردن * یہ گیسو سے مشکیں وہ بھلا اسکے کہاں سے * پالی ہے اگر شمع نے کافور کی گردن * منکر کی
گردن ہوئی زنجیر طلائی * ایسی ہے شہر میں بت مغرور کی گردن * سب خلق کا خون تیری ہی گردن پہ ہے ساقی
یہ بوجھ اٹھاتی نہیں مزدور کی گردن * ہے خم اتنی صراحی کی جو گردن تو عجب کیا * ہم رندوں کے آگے جھکے
منصور کی گردن * اس طرف کا یہ ذکر تھا اب اس طرف کا حال تحریر ہوتا ہے کہ بعد اختتام ہنگامۂ قتال
سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام مظفر انجام اسفندیار گیلانی کو بارگاہ سلیمانی میں لائے تعظیم و تکریم سے پیش آئے
وقت پر پہونچنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا واقعی اگر اس وقت نہ پہونچتے تو بڑا غضب ہو جاتا مجھکو کمال تردد
لاحق ہو گیا تھا اسکو آسمانی مدد کہتے ہیں خداوند نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ نہیں معلوم لشکر اسلام کس نوبت
کو پہونچتا بعد اس گفت و شنید کے دسترخوان بچھا انواع اقسام کا کھانا چنا گیا سعد شہریار نے مع اسفندیار
گیلانی و دیگر امرا کھانا کھایا بعدہ پھر گفت و شنید کا ہنگامہ گرم ہوا شب کو عمرو ثانی شہریار کی خدمت میں حاضر ہوا
سعد شہریار نے کہا اے خواجہ خواجگان سرخیل عیاران جہان اس وقت تم کس ارادہ سے آئے ہو
کوئی خبر تازہ لائے ہو یا کسی اور کام کو آئے ہو خواجہ نے عرض کی اے الٰہی تخت تو بیدار باد * ترا دولت
یار باد * اے سلطان السلاطین وارث صدر نشین مجلس خواقین یہ خدمت گذار جان نثار کھانے سے
فارغ ہوکے بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً خیال آیا کہ معلوم نہیں کفار بد کردار نے جناب حمزہ والا گہر
کو کھانا کھلایا ہے یا نہیں ہم ایسے خدمت گذار تو سیر و سیراب ہوکے بستر استراحت پر دراز ہوں اور
حمزۂ ثانی ایسا خیر سے قید کفار میں مبتلا ہو صد حیف ہے اور خاک ہے دنیا سے دل پر سعد شہریار نے
فرمایا خواجہ مرضی باری میں کسی کا کیا دخل ہے ہر چند کہ ہم کو بھی سخت ملال ہے لیکن کیا چارہ ہے خواجہ نے کہا
بندہ کو اجازت مرحمت ہو تاکہ اسیر والا کو جا کر دیکھنے جاؤں اور کیفیت دریافت کروں کہ آپ کس قید
مصیبت میں کیا گذرتی ہے سعد شہریار نے کہا میں مانع نہیں لیکن صرف اسقدر خیال ہے کہ وہاں تاجر
ہشام جن نژاد و سنگ حبشی ساحرہ ایسے بیشتر عیاران فوج کفار موجود ہیں مبادا تم وہاں گئے اور آفت میں مبتلا

کے ہاتھ سے کسی بلا مین مبتلا ہو گئے تو کیا ہو گا بنا بریں صلاح میری یہ ہرگز اسے نہین ہے کہ تم وہان جانے کا ارادہ
کرو خواجہ نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس مین کچھ شک و شبہہ نہین لیکن میرا دل نہین مانتا خداوند عالم
پر بھروسہ کر کے جاتا ہون اگر میری قسمت مین کفار کی قید مین مبتلا ہو جانا ہے تو مجبوری ہے وہان جاؤنگا
نہین کوئی سبب گرفتاری پیدا ہو جائے گا سوداگر شہریار نے کہا تمکو اختیار ہے خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔

اب کچھ حال فتحمندی مآل شہنشاہ گوہر کلاہ بن شہزادہ بدیع الملک مسطور ہوتا ہے جو شکست کرنا طلسم سیماب
کا بفضل خداے قادر و توانا

منقلب الشر و لایہ کارخانہ ہو گیا۔ یار با بام فلک بھی آشیانہ ہو گیا۔ اس سے بہتر ہے کہیں عریان پھرا تا اے جنون دامن جامہ
بستی نہایت اب چیرا تا ہو گیا۔ مر رہا تھا آپ مین ناحق ہوا بد نام تو۔ آنکھ سے تو کھیلنے کا اک بہانہ ہو گیا۔ ہے
بجا سے شعلہ آواز شعلہ طور کا۔ لن ترانی اس مغنی کا ترانہ ہو گیا۔ ڈر گیا ہے مجھکو آتے ہی گیا وہ شہسوار۔ رسمک
فلک گویا تازیانہ ہو گیا۔ گر گئے گلبن چمن مین رشک سے تیرے حضور۔ اب نہ گل سامنے قارون کا خزانہ ہو گیا
بنایا کیا ہے گل کو رشک سے مثل ہلال۔ خوشہ پروین بھی تیرے آگے دانا ہو گیا۔ کہتے ہین دیوانگی جسکو
وہ ہے فرزانگی۔ ہو گیا پاول دیوانہ تو دانا ہو گیا۔ زلف پیچان کا تصور اس قدر رہنے لگا۔ خانہ دل افسون
زنجیر خانہ ہو گیا۔ حاجت سجہ نہین دل مین تجھے کرتا ہون یاد۔ کیا کرون سودا سے کافی ایک دانا ہو گیا
جب ارادہ مین نے ذکر سوز نہان کا کیا۔ پس زبان کے بدلے آتش کا نہ آنا ہو گیا۔ تو وہ پتلا نور کا ہے تیری
تزئین کے لیے۔ ماہ آئینہ ہوا خورشید شانا ہو گیا۔ ہاتھ سے اے مرغ دل تجھکو نہین وہ چھوڑتا۔ اب تو
گویا شاخ گل مین آشیانا ہو گیا۔ خاک اوڑاتے جاتے ہین وحشی ہزارون ساتھ ساتھ۔ میرے اٹھنے سے
غبار اک شامیانا ہو گیا۔ اس ستمگر سے نہ پایا میرے نامہ کا جواب۔ نامہ بر تنگ آ کے دنیا سے روانا ہو گیا
تنگ کیا ہون جب سے تیرے عشق مین مثل کمان۔ خلق کے تیر نگہ کا مین نشانا ہو گیا۔ خود فروشی شوق
سے کر سر فروشون کے حضور۔ عہد اب تیرا ہے یوسف کا زمانا ہو گیا۔ کچھ بھی ہے زور وحشت پھر بھی جوش
جنون۔ فصل گل ہوتے ہی کیا نا سخ روانا ہو گیا۔ واقفان اسرار جادہ بیانی و رازدانان سخنوری و ہمہ دانی
داستان شہنشاہ گوہر کلاہ مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شاہزادہ عالی جاہ والا بارگاہ مرغ خجستہ
پر سوار ہوا اپنے پدر عالی مقدار کی رہائی کے لیے طلسم سیماب کی جانب روانہ ہوا چونکہ فانوس شاہ
پادشاہ طلسم نے اس بات کو بیان کر دیا تھا کہ مین راہ دلیر وہیرکا سے آتا ہون چنانچہ پادشاہ طلسم
مع لشکر بیشمار اسی راہ سے چلا لیکن مرغ خجستہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہفت قلزم طے کر کے ایک کوہ فلک
فرسا کی چوٹی پر لایا جس کا رنگ بعینہ زمرد سبز کا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ اس کوہ زمردین پر بلور سفید کا ایک
برج واقع ہے اور تخت الماسی اس برج کے نیچے بچھا ہوا ہے اس تخت پر ایک پریزاد باحسن خداداد ہمہ ناز و
انداز سے قاتل کے سنگین بر دوش انداختہ و ترکش کمر بستہ کا ر عالم ساختہ یہ کمال محبوبی و رعنائی و انداز دلبری
و خوش ادائی جلوہ افروز ہے دست حنائی مین مرصع کا ایک آئینہ ہے اس مین اپنی صورت خوب دیکھ دیکھ کر عجب
دلکشی ہے اپنے حسن و جمال باکمال سے خود ہی اس طرح باتین کر رہی ہے کہ اگرچہ عالم مین خالق کل مخلوق نے
انواع اقسام کی صورتین خلق کی ہین لیکن جو حسن و جمال دلفریب مجھ مین خلق ہوا ہے ہرگز گمان نہین ہے کہ دوسرا
کسی خلق ہوا ہو اس بات سے بالکل غافل کہ سرو نوخیز گلستان جہان بہار ست گل در ین باغ لیکے سر و روانی

بسیار سست ہو۔ اُس برج بلورین کی ایک جانب بلور کا ایک چبوترہ واقع ہو اُس چبوترہ مین ایک کنوان
ہو اس کوین سے ہر طرف پانی جاری ہو جس سے درختان گل و ثمر ترو تازہ ہین خجستہ وہان متوقف
ہوا شہنشاہ نے کہا کیون متوقف ہوا اُسنے عرض کیا شہریار مین اس وجہ سے متوقف ہوا کہ تم کو کچھ
خبر ہی یہ کون مقام ہی شہنشاہ نے کہا مجھکو یہان کیفیت و سامان دیکھکے اس قدر تو ضرور معلوم ہی کہ
کوئی مقام عجیب ہی لیکن اصل حقیقت اسکی نہین معلوم ہی مرغ خجستہ نے کہا آگاہ ہو یہ وہی مقام
ہی جس کی تم کو تلاش تھی یعنے آثار طلسم سیماب یہان سے شروع ہوسے ہین شہنشاہ نے کہا کیا عجب
ہی کیا کہون کچھ عقل نہین کام کرتی مرغ خجستہ نے کہا طلسم کی شان یہی ہی کہ عقل حیران ہو یہ باتین ہو رہی
تھین کہ فانوس شاہ مع فوج و لشکر و دیگر سامان ضروریات وہان پہونچا آواز بلند کہا سلام علیک
شہنشاہ نے جواب سلام دیا اور کہا ای بادشاہ اس وقت مین اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ تم
اب تک نہین آئے مین نے طرفہ سامان یہان دیکھے فانوس شاہ نے کہا شہریار کیا تمسے مرغ خجستہ
نے نہین کہا یہی طلسم سیماب ہی ابھی کیا دیکھا اور عجائبات دیکھوگے شہنشاہ نے کہا یہ پریزاد کون ہی
جو آئینہ لیے ہوئے اپنی صورت دیکھتی ہی اور خودستائی مین مصروف ہی میرا دل چاہتا ہی تھا کہ کسی
کو اس پریزاد کے پاس بھیجون مرغ خجستہ نے کہا شہریار مین خود کہنے کو تھا شہنشاہ نے ایک شخص
کو اس کے پاس بھیجا جب وہ اوس پریزاد کے پاس پہونچا قریب تھا کہ پریزاد سے ہمکلام ہو پریزاد
نے چین برجبین ہو کے اُسنے آئینہ کو ہاتھ سے پھینک دیا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پریزاد نے پیٹا
روئی اور آواز بلند فریاد کرنا شروع کی کہ ارے کوئی ہی جلد اس خیرہ سر کو گرفتار کرو شہنشاہ نے دیکھا
کہ دفعتًا اُس چبوترہ کو حرکت ہوئی اُس کنوئین سے دھوان نکلنا شروع ہوا بعدہ آواز پیدا ہوئی چبوترہ
شق ہوا چار شخص چبوترہ مین سے باہر آئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک چھری تھی اُن چارون
مین سے ایک کا نام دیو سفید دوسرے کا نام جنی سرخ تیسرے کا نام زنگی سیاہ چوتھے کا نام غول زرد
تھا آتے ہی اُس کو ہلاک کیا اُس کے گوشت کے چار حصے کیے چارون نے آپس مین تقسیم کر لیے اور
اُسی جگہ بیٹھکے ہر ایک نے اپنے گوشت کے حصہ کو کھا لیا ہر ایک کی ناف اور منھ اور ناک اور
کان سے پارہ مثل فوارہ کے نکلنا شروع ہوا پارہ کے دریا جاری ہوئے اور اس قدر اُن مین طغیانی
ہوئی کہ قریب تھا کہ شہنشاہ کا لشکر غرق ہو جائے شہنشاہ گھبرایا کہا ای خجستہ اب کیا ہوگا پارہ کی شدت
طغیانی ہی اس سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر بتا اُس نے کہا شہریار میرے تدبیر بتانے کی کیا ضرورت ہی لوح
تمھارے پاس موجود ہی اُس سے مشورہ لو جو کچھ مشورہ دے اُس کے موافق عمل مین لاؤ شہنشاہ نے لوح
کو فراموش کیا تھا خجستہ کے کہنے سے خیال آیا کہا لاحول ولا قوۃ اور لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا ای صاحب
لوح طلسم سیماب جلد اپنے کو اس سیماب مین گرا دے اب تو شہنشاہ کو حیرت ہوئی کہا یہ بڑی مصیبت
پیش آئی دانستہ کس طرح اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون نہین معلوم اسکا انجام کیا ہو خجستہ نے کہا شہریار
کچھ تردد کا محل نہین ہی یہ کارخانۂ طلسمی ہی لوح کی ہدایت پر مدار ہی اگر لوح کی ہدایت اس پارہ مین گرنے
کی ہی سمجھ کیا تردد ہی بلا تکلف اپنے کو پارہ کے دریا مین گرا دو شہنشاہ نے بجز تعمیل حکم لوح چارہ نہ دیکھا بسم اللہ
کہکے اپنے کو دریاے سیماب مین گرا دیا وہ سیماب دفعتًا غائب ہو گیا اس طرف فانوس شاہ و شہنشاہ و

بدیع الملک کے واسطے دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہزادہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اور اسی جگہ خیمہ زن تھا جب شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک باغ سرسبز و شاداب مین دیکھا جس کا پتا پتا صنعت صانع حقیقی کا پتہ دیتا تھا انواع اقسام کے پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اُن کی طرح طرح کے رنگینیون کی کچھ تعریف نہین ہوسکتی بس یہ سمجھنا چاہیے کہ دل بستر دیکھ اُن کو ہوباغ باغ

جو دیکھے تو پھر جا سکے بوستان و باغ
کرون وصف کیا موگرے کا بیان
رہے بزم مین اس کی نکہت ہر پل
نوازی کی آدرب کہ جیتی ہے بو
کہان اسکی رنگت کو لگتی ہے جوہی
ہر ایک گل کا ہے رنگ و عالم جدا

لذیذ ہے ہین گیندے کہ وہ مخمل مین ابین
کہ اک ایک کلی اسکی ہے عطر دان
بہشت موتیا کی پیاری ہے بو
دلون سے وہ مقبول کیونکر نہ ہو
گلون سے نرالا ہے گل چاندنی
نہین لطف سے کوئی خالی ذرا

تو مجلس کا عالم چمن کا بنا ہین
خوش آئینہ ہے گلشت را سے بیل
ہر ایک گل سے اس کی نیاری ہے بو
بیابان سے وہ پھر یکا ہے روپ
چمن کا اجالا ہے گل چاندنی
جسے دیکھیے ہر طرح خوب ہے

طبیعت کا ہر ایک سے کھر عجب ہے غرض تمام درختان گل و ثمر کے بہت بلند اور کثیر اشجار کا درخت دیکھا بہت حیرت ہوئی کہ ایسا درخت کبھی نہین دیکھا سراسر آثار طلسمی نظر آتے ہین زیر درخت آیا نظر اُٹھائی بلندی درخت کو دیکھا تنہ درخت پر تعجب ہوا اُس جانب تنہ کے دیکھا ایک دیو بد ہیئت ہاتھ مین کلہاڑی لیے ہوئے ہر مرتبہ بیخ درخت پر مارتا ہے اور ہر ضرب مین آہن کلہاڑی سے ایسا بلند شعلہ آتش پیدا ہوتا ہے کہ آسمان پر جا کے بجھتا ہے باغبان اُس باغ کا نہایت مسن اور ضعیف ایک طرف کھڑا ہوا ہے جب وہ دیو بیخ درخت چنار پر تیشہ مارتا ہے وہ باغبان ضعیف غل مچاتا ہے کہ ارے کمبخت کیا غضب کرتا ہے کیون خواہ مخواہ درخت کو کاٹتا ہے اگر صاحب باغ کو معلوم ہو جائیگا تو وہ مجھکو ہلاک کریگا مجھپر رحم کر اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی نہ لگا اگر اس کے عوض مین میرا ہاتھ کاٹ لے تو مجھے منظور ہے یا کچھ نقد متاع و جنس مجھسے لے لے وہ دیو مطلق اُس کے کہنے کی جانب اعتنا نہین کرتا ہے متواتر کلہاڑی کی ضربین لگا رہا ہے شہزادہ شہنشاہ کو اُس دیو کی بے اعتنائی بہت ناگوار معلوم ہوئی باغبان ضعیف کے پاس گیا اور کہا یہ دیو پلید کون ہے جو تیرے کہنے کو نہین سنتا اُسنے کہا اے جوان یہ دیو اس درخت کو خواہ مخواہ کاٹنا چاہتا ہے مین نے ہر چند منت و سماجت کی نہین سنتا اگر تجھسے ہو سکے تو اسے اس حرکت سے باز رکھ شہنشاہ نے تامل کیا فوراً لوح کا خیال آیا بغل سے اُسے نکالا لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم یہ باغبان دربان طلسم شمعون جادو نام ہے اسکو ہر نوع ہلاک کرنا چاہیے ورنہ یہ سخت صدمہ تجھے پہونچائیگا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہ ہوگی لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ شمعون جادو حیلہ و حوالہ بہت کچھ کریگا اُسکے کسی حیلہ و حوالہ کی جانب اعتنا نہ کرنا شہنشاہ بن بدیع الملک نے تلوار میان سے لی اور اُس باغبان کی جانب بڑھا شمعون جادو شہنشاہ کے ارادہ سے مطلع ہو گیا کہا اے جوان تیرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہے دیکھ ایسا نہ کرنا تجھکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے کہ یہ دیو اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی مارتا ہے اور یہ حرکت میری ہلاکت کا سبب ہے قبل لوح دیکھنے کے تیرا خیال میری جانب اور تھا اب اور ہے اے جوان لوح کا اعتبار نہین ہے بیشتر اوقات اسطرح کی لوح سے احکام غلط بھی جاری ہوتے ہین اور بالفرض تو مجھکو اپنا مخالف سمجھ کے مجھکو ہلاک کرنا چاہتا ہے مجھے جس طرح کا منظور ہو نوشتہ لکھا

سے کہ مین تجھسے ہرگز بدی نہ کرونگا جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُس کی تعمیل واجب سمجھونگا حتی کہ اگر تو اپنا مذہب
مجھکو تلقین کرے تو مین اُسے بھی قبول کرنیکو آمادہ ہون چونکہ شہنشاہ کو ازروے لوح ہدایت ہوچکی
تھی شمعون جادو کے کہنے کیطرف مطلق خیال نہ کیا ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام کیا وہ بآواز
بلند کہتا رہا کہ اے جوان تونے مجھکو ہلاک کیا مگر یہ خوب یاد رکھنا کہ تو بھی زندہ نہ رہیگا ہوشیار رہ عنقریب
تیری جان کا دشمن آیا چاہتا ہے شہنشاہ متوحش ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھیے اب کیا آفت
نازل ہوا چاہتی ہے ناگاہ ایک جادوگر بصورت مہیب تیغ خون آلودہ ہاتھ مین بائین ہاتھ مین سر بریدہ
شہنشاہ کے روبرو آیا اور پکارا کہ اے جوان تو پہچانتا ہے یہ سر کس کا ہے آگاہ ہو کہ یہ سر تیرے باپ کا ہے
جو ہین شہزادہ نے اُس سر کی جانب نظر کی قریب تھا کہ بیحال ہوکے زمین پر گر پڑے اور اُس جادوگر
کو بھی معلوم ہوگیا کہ یہ جوان گرا چاہتا ہے اسکا بھی کام تمام کرو قدم بڑھا کر چاہتا تھا کہ آواز آئی اے شہنشاہ یہ
کیا غضب کرتا ہے اپنے ہوش و حواس بجا رکھ ورنہ قتل تیرے باپ کے پھر ابھی کام تمام ہو جاے گا ادھر
لوح کو دیکھ شہنشاہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم بدحواس کیون ہوا جاتا ہے کچھ تردد
کی بات نہین ہے یہ آثار طلسم کے ہین بے خوف و خطر اس جادوگر کو بھی ہلاک کر شاہزادہ اُس جادوگر کی
جانب متوجہ ہوا کہا او نابکار مجھکو آثار طلسمی اور تیرے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی ہے ہوشیار ہو جا ابھی
ایک نابکار کو ہلاک کر چکا ہون اب تیری باری ہے اُس جادوگر نے کہا اے جوان سفاک اس جادوگر کو
ہلاک کیا لیکن میری نسبت ایسا گمان نہ کرنا کیونکہ مجھکو تبدیل صورت کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ تیرا ہاتھ
مجھ تک تو کسی طرح نہین پہونچ سکتا شہزادہ نے کہا اگرچہ تجھ مین تبدیل صورت کی کیسی ہی قابلیت ہو لیکن
مجھکو لوح کے ذریعہ سے جس قدر ہدایت ہوئی ہے ضرور عمل مین لاؤنگا یہ کہکے قدم آگے بڑھایا جادو نابکار
نے بجز اس کے اور کسی تدبیر مین مفر نہ دیکھی کہ عقاب بن کے پرواز کی اور کہا دیکھ اے جوان اس طرح جان
بچا کے نکل جاتے ہین دیکھون اب تو کس طرح مجھسے متعرض ہوتا ہے فوراً لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا اس عقاب
کو تیر سے ہلاک کرنا چاہیے شاہزادہ نے کمان مین تیر رکھکے اس قدر انداز سے مارا کہ اُس کے
سینہ سے گذر گیا اور بیجان ہوکے زمین پر گرا گرتے وقت کہا اے جوان غضب کیا تونے مجھکو بھی ہلاک کیا
مجھکو اس حال کی اطلاع مطلق نہ تھی تاہم میرے ہلاک ہونے سے ابھی قصہ تمام نہین ہوا ہے ہوشیار رہ
عنقریب تجھپر بھی آفت نازل ہوا چاہتی ہے یکایک صداے مہیب آنا شروع ہوئی کہ اے جوان تونے
غضب کیا ارکین طلسم کو ہلاک کیا اس آواز کے آتے ہی بالاے ہوا سے انگارے برسنا شروع ہوے اُس
باغ پربہار مین یا تو تر و تازگی تھی آگ کے برسنے سے تمام درختون مین آگ لگ گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
بہت نفیس آتشبازی چھوٹ رہی ہے جو صفت درختان گل و ثمر مین تازگی و سرسبزی خوش رنگی کی تھی
وہی صفت بعینہ آتشبازی مین بھی نمایان تھی شہزادہ کو اُس آتشبازی کے دیکھنے سے کچھ تو محویت تھی اور
کچھ حیرت و دلگیری تھی اور کچھ خوف تھا کہ طلسم کا مقدمہ ہے نہین معلوم کیا صورت پیش آئے کس مصیبت کا سامنا
ہو پھر لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح جانب راست بیس قدم شمار کرکے جا ایک گلاب کا
درخت ملیگا اُسکی جڑ سے ملا ہوا ایک سنگ سفید کلان بچھا ہوا ہے اُسپر گرد اس طرح پڑی ہے کہ وہ پتھر معلوم
نہین ہوتا گرد کو صاف کرنا وہ پتھر نمایان ہوگا پتھر کو کسی تدبیر سے اُٹھانا اُس کے نیچے زینہ دکھائی دیگا زینہ مین

اُتر جاتا پھر دیکھنا قدرت خدا کا کیا تماشا دکھائی دیتا ہے شہزادہ اُس درخت کا لاب کے قریب پہونچا
پھر دیکھا اُسکے کنارہ کی مٹی ہٹائی لکڑی کے ذریعہ سے پتھر کو حرکت دی زینہ دیکھا اندر گیا ایک مکان
تاریک دیکھا اندرون مکان بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد کسی قدر روشنی معلوم ہوئی سامنے نقب تھی شہزادہ
نقب میں گیا ایک بیابان لق و دق میں پہونچا دو حبشیون کو دیکھا کہ باہم دیگر دست و بازو میں مصروف
ہین جو ہین شہنشاہ کو دیکھا کشتی کو موقوف کیا شہزادہ کے سامنے تن کے کھڑے ہوئے کہا ای جوان تو کون
ہے اور کیونکر یہان تک پہونچا نہین جانتا کہ یہان کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے جس طرف سے آیا ہے
واپس جا ورنہ تیری یہان کی خیریت نہین ہے شہزادہ حیرت مین مبتلا تھا کہ ان زنگیون کو کیا جواب دون
لوح کا خیال آیا لوح کو بغل سے نکالا لکھا تھا ای صاحب لوح ان زنگیون کو جانے نہ دینا فوراً گرفتار کر لو اور اِس
طرح دونون کو زمین پر مار دو کہ ان کا سر پریشان ہو جاوے شہنشاہ نے قدم آگے بڑھایا ان زنگیون نے
کہا ای جوان آگے قدم نہ بڑھا وہین قیام رکھ شہزادہ نے جستا ایک زنگی سے دست و گریبان ہو گیا
دوسرا اپنی جگہ استادہ رہا بعد کشمکش و کوشش بسیار اس زنگی کو گرفت مین لا کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا دوسرے حبشی نے چاہا کہ بڑھ کر ... شہنشاہ نے جھپٹ کے اُس کا ہاتھ کھینچا اور کمر بند
کو گرفت مین لا کے اس کو بھی زمین پر مارا سر اسکا پاش پاش ہو گیا دونون زنگیون کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا
تیرہ و تند چلنا شروع ہوئی ہزار ہا سوار و پیادہ سبز کوگی شماس جادو بادشاہ طلسم لیکر وہان پہونچے شہنشاہ
ان سوارون کو دیکھ کے گھبرا گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کچھ اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ الرحمن غیب سے مدد پہونچے گی
پشت لوح پر اسم لکھا ہے اُس کو پڑھنا چاہیے پشت لوح کو دیکھا اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا سرداران فوج طلسمی
نے باواز بلند کہا ای جوان ہوشیار ہو جا ہم تیری ہلاکت کے واسطے آگئے اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہے
والیان طلسم کو تو نے ہلاک کیا ہے اُس کے عوض مین ہم تجھکو ہلاک کرینگے شہنشاہ متواتر اُس اسم اعظم کو
پڑھ رہا تھا یکایک چالیس ہزار دیو و جن اور یاقوت پوش نقابدار تخت مرصع پر سوار نعرہ زنان
نمودار ہوا باواز بلند کہا ای والیان طلسم غلام شہزادہ بدیع الملک دولتخواہ شہنشاہ گوہر کلاہ شمشیر برہنہ
در دست اور مرکب برق کردار پر سوار شماس بادشاہ طلسم کے پاس پہونچا شماس بادشاہ طلسم نے
اژدہے کو آواز دی اژدہے نے قلاب کھینچا شہنشاہ اژدہے کی زبان کھینچ لی اور شمشیر آبدار کا وار اسکے
سر پر کیا اور لوٹ گیا اور اسی وقت شماس جادو کو چار ٹکڑے کیا بادشاہ طلسم کا ہلاک ہونا تھا کہ شور و
غل بلند ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا الامان الامان کی آواز بلند ہوئی شہزادہ کو اس صدا کے سننے
سے رحم آگیا مگر دیکھتا تھا کہ اس تاریکی مین کچھ نظر نہین آتا کس کو امان دون کیا کرون چند لمحہ کے بعد وہ تاریکی
دفع ہوئی جوق جوق گروہ جادوگر شہنشاہ کے روبرو دست بستہ حاضر ہوئے اور بہ کمال عاجزی کہا
ای جوان والا مقدار ہم ... تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین ہم نوع امان چاہتے ہین ہمارا
کچھ خطا نہین ہے جو بانی اس فتنہ و فساد کے تھے وہ ہلاک ہو گئے اب ہم سے کوئی فتنہ برپا کرنے والا
نہین ہے شہزادہ نے کہا اگر تم سب امان چاہتے ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ کسی قدر الحاح و زاری
کرو کچھ فائدہ نہ ہوگا سب نے کہا ای جوان ہم کو دین اسلام قبول کرنا بدل منظور ہے شہنشاہ نے کلمہ
توحید تعلیم کیا اور بھی اصول و فروع اس مذہب حقہ کے بیان کیے شہنشاہ نے نقابدار کو اپنے قریب بلایا

۱۵۱

اور کہا اے شخص تیری روپوشی کی کیا وجہ ہے اُس نے کہا شہریار تم کو میری روپوشی سے کیا کام ہے شہزادہ
نے قسم دی اور کہا اب عذر نہ کرنا اصل حقیقت اپنی بیان کرو نقاب اُس نے بعد تامل بسیار کہا سنو
ای شہریار والا مرتبت میں قوم اناث سے ہوں فرشیہ نام دختر شاہزادہ بدیع الملک جب سے
میں نے اپنے پدر معظم شہزادہ بدیع الملک کی سرگذشت سنی حواس باقی نہ رہے کسی پہلو قرار نہ آیا
نہ راتوں کو نیند آتی تھی اور نہ کھانے پر رغبت ہوتی تھی ناچار اپنے مقام قیام سے کوچ کیا خیزاں خیزاں اپنے کو یہاں
تک پہونچایا یہاں یہ ساماں دیکھا کہ اہالیان طلسم شورش پر آمادہ ہیں شہنشاہ اُن اہالیان طلسم
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اب تم سب دین اسلام میں داخل ہوئے ہو میرے تمہارے
درمیان کسی نوع کی مخالفت باقی نہیں رہی پھر تم کو کیا عذر ہوگا اگر میں کہوں کہ میرے پدر عالیمقدار
شہزادہ بدیع الملک والا تبار کی قید کا پتہ بتاؤ اُن سب نے کہا ای جوان ذی عزت و شان بخدائے
خالق زمین و آسمان اب ہم کو تعمیل حکم میں کبھی کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اُس شاہزادہ مقید کا پتہ جلد
بتا دیں غرضکہ شہنشاہ اُن کے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب شہزادہ کو ایسے مقام میں لائے جہاں ایک
عمارت ہفت جوش واقع تھی گرد اُس عمارت وسیع و مستحکم کے دو صد گز عمیق خندق واقع تھی اُس
خندق میں پارہ بھرا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ شہزادہ بدیع الملک اُس مکان میں مقید ہے جب اُس عمارت
کے قریب پہونچے اُن مسلمانان نو نے عرض کی شہریارا اس مکان میں تمہارا پدر عالی مقدار مقید ہے اس
سے زیادہ ہم کو خود نہیں معلوم ہے جو اور کچھ تدبیر بتائیں یا رہبری کریں اگر جا سکو تو اس مکان میں تشریف
لے جاؤ شہزادہ متردد ہوا کہا خداوندا اس مکان میں کس طرح پہونچوں گرد اس کے پارہ کا دریا جاری
ہے ذرا قدم اس دریائے سیماب میں رکھا اور غرق ہوا لوح کو بغل سے نکالا لکھا دیکھا ای شہزادہ والا
قدر واقعی یہ خندق پر از سیماب بہت مخدوش ہے لیکن اس مکان کے عقب میں ایک پہاڑ واقع
ہے اُس پہاڑ میں جانب شمال خندق عمیق دیکھو گے کچھ خوف و خیال دل میں نہ لانا بلا تامل اُس
غار میں اپنے کو گرا دینا شہزادہ کے دل میں فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی زینہ ہوتا تو اُس کے
ذریعہ سے خندق میں داخل ہوتا گرا دینا چہ معنی دارد پھر ہذا لوح میں لکھا دیکھا کچھ محل خوف نہیں
ہے اگر خندق میں زینہ نہیں ہے معاملہ طلسم ہے بیشتر خلاف عقل جلوہ ظہور میں آتے ہیں تم بلا تکلف
اپنے کو اُس خندق میں گرا دینا شہنشاہ اُس مضمون لوح کو دیکھ کے تبسم ہوا پہاڑ پر پہونچا اُس
خندق کو تلاش کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور خندق میں کود پڑا اگر خندق بالکل تیرہ و تار تھی
لیکن شہنشاہ کے گرتے ہی اُس میں کسقدر روشنی ہو گئی جادوگروں نے یہی ترکیب اُس میں مقرر
رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص دست از جان شستہ اُس مقام تک پہونچ بھی جاوے تو اُس خندق
میں بسبب تاریکی پہونچ نہ سکے اور وہی راہ مکان کی مقرر کی تھی چنانچہ خود بھی اگر جاتے تھے تو اسی
تدبیر سے جاتے تھے کہ اپنے کو اُس خندق میں گرا دیتے تھے غرضکہ شہنشاہ اُس خندق میں گر کے
ایک ایسے مقام میں پہونچا جہاں سے قید خانہ نظر آتا تھا مگر نہایت آراستہ و پیراستہ اور مستحکم
پھر آواز گریہ و زاری فریاد و واویلا کی آ رہی تھی وہ آواز پُر درد سبب اس بات کا ہوئی کہ ضرور قیدخانہ
ہے اور کوئی قید میں حالت مجبوری و کرب میں فریاد و زاری کر رہا ہے شاہزادہ اور چند قدم آگے بڑھا

اب دیکھا کہ ایک پریزاد خوش رو و خوش جمال فرش خاک پر بیٹھی ہائے واہ وزاری اس درد سے کرتی ہے کہ تاب
سماعت نہیں ہو سکتی شہنشاہ اُس کی صورت دیکھ کے بہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا تاب تحمل نہ لا سکا
اُس سے پوچھا تو کون ہے اور اس گریہ وزاری کا باعث کیا ہے اُس نے کہا اے جوان رحم دل تو کیا میرے حال زار
کو پوچھتا ہے میرا حال سنکے خواہ مخواہ تو بھی ملول ہوگا شہزادہ کو اُس کے اس جواب پر اور زیادہ اُسکا حال سننے
کا اشتیاق ہوا کہا آخر کچھ تو بیان کر اُس پریزاد خوش جمال نے کہا سن اے جوان خوبشان میں الیاس شاہ
پری کی دختر ہوں میرا پدر عالی مقدار تمام گلستان قاف کا حاکم خود مختار ہے اب کیا کہوں کہ میرا یہاں
کس طرح پہونچنا ہوا یہ کہکے پھر زار و قطار رونا شروع کیا تھے کہ شہنشاہ کے بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
کہا اچھا پھر کیا ہوا اُسنے رقت کو ضبط کرکے کہا اے جوان اگر کچھ نتیجہ حاصل ہو تو مضائقہ نہیں خواہ مخواہ اپنی
مصیبت بیان کرکے دوسرے کا دل دکھانا مناسب نہیں معلوم ہوتا شہزادہ نے کہا سن اے نازنین
اگر میرے امکان میں تیری کسی طرح کی مطلب براری ممکن ہوگی تو میں دریغ نہ کرونگا بالاست سے بابت میں
کچھ اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ معاملہ طلسمی ہے اُس نے کہا اے جوان عالی ہمتی اور بلند حوصلگی میں تو کسی طرح کا شبہ
نہیں ہو سکتا مجھکو یقین ہے کہ تو ضرور مجھ مجبور کی حمایت کریگا علی الخصوص ایسی حالت میں کہ خود اقرار بھی
کر چکا سن سیماب جادو نے مجھکو گرفتار کرکے مبتلائے بلا کر رکھا ہے نہ تو روح خانہ تن سے رہا ہوتی ہے اور
نہ یہ تن الم اس زحمت سے نجات پاتا ہے شہنشاہ نے پوچھا سیماب کہاں ہے اُس نے کہا یہ وقت اُسکے
آنے کا ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ اُس پریزاد خوشرو کو قید و بند سے آزاد کر دے پھر یہ خیال آیا کہ یہ مقام
طلسم ہے یہاں بغیر حکم لوح کوئی حرکت نہ کرنا چاہیے میں نے اپنے پدر والا قدر سے بیشتر یہ بات سنی ہے کہ
ہیچ طلسم میں اونے غفلت معرض ہلاکت میں ڈالدیتی ہے لوح کی جانب نظر کی لکھا دیکھا کہ اے صاحب
لوح سیماب یہی جو مشغول گریہ و بکا ہے اس کے فریب میں نہ آنا بعجلت تمام اس کو ہلاک کر شہنشاہ
نے انسے تاب پھر اُس پریزاد کی جانب دیکھا کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا خرافات شعبدے یہاں
کے ہیں بظاہر یہ گریہ وزاری ہے لوح سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہے دل کی رغبت کچھ اور تقاضا کرتی ہے
طرفہ کشاکش میں پھنسے دل کا کہنا کریں لوح کے حکم کو مانیں اس خیال میں مبتلا تھا اور دل کی خواہش
پر چاہتا تھا کہ عمل کرے آواز آئی اے جوان جلد لوح کو دیکھ شہزادہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب
لوح تجھکو آگاہ کرتے ہیں کہ ہدایت کے خلاف نہ کرنا ورنہ ندامت الم افسوس رہیگا اور تیرا پدر والا
قدر بھی قید طلسمی سے رہا نہ ہوگا یہ دیکھ کے شہزادہ نے تہیہ کر لیا کہ اگرچہ دل کا تقاضا کچھ ہی ہو لیکن لوح
کی ہدایت پر عمل کرنا ضرور ہے پریزاد سے کہا مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہے کہ میں تیرے ساتھ کچھ
ہمدردی نہیں کر سکتا خلاف مصلحت ہے اُس پریزاد نے کہا اے جوان تیری شرافت و آدمیت سے
بالکل خلاف ہے کہ جو کچھ اقرار کرے اُس پر نظر نہ کرے اور خلاف اُس کے عمل میں لائے میں نے
درخواست نہ کی تھی تو نے خود مدد و حمایت کا اقرار کیا تھا شہزادہ نے کہا ہاں اقرار کیا تھا اب انکار
کرتے ہیں پریزاد نے کہا اس بیباکی کا تو کچھ علاج نہیں ہے مگر اپنے دل میں تو ہی انصاف کر اور اپنی عقل
سے سوال کر کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے شہزادہ نے کہا میری عقل قطعی یہ حکم دیتی ہے کہ اس مکارہ
کو ہلاک کرنا چاہیے ہرگز زندہ نہ رہ جائے اُس پریزاد نے اور زور سے رونا شروع کیا اور کہا اے جوان

تیری اس تقریر سے مجھکو اس قدر صدمہ ہوا کہ سیماب جادو کے گرفتار کر لانے کا بھی ایسا صدمہ نہ تھا اوسنے
عجب زمانہ ہے اور بطرفہ اہل زمانہ ہین اس مرتبہ کی تقریر سے پھر شہزادہ کے دل مین ایک نوع کا خیال
پیدا ہوا اور کہا ہرچہ بادا باد اس پریزاد حسینہ کو بیان سے رہا کر دو یہ بڑا آواز آئی لوح دیکھو شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا اے صاحب لوح تم نے اس مقولہ کو بھلا دیا کہ جب کسی کام کے دونوں پہلو مخدوش اور
نقصان پر مبنی معلوم ہوتے ہون تو اس پہلو کو اختیار کر لینا چاہیے جسمین لذات دنیوی کا شائبہ نہو
اب شہزادہ کے سمجھ مین بخوبی یہ بات آگئی کہ ضرور یہ پریزاد فریب دیتی ہے اس کو ہلاک کرنا چاہیے یہ
سوچ کے شہزادہ نے تلوار کو علم کیا اُس پریزاد نے کہا دیکھ اے جوان اب بھی سمجھ لے ورنہ مجھ بے گناہ
کا خون کرکے بہت متاسف ہوگا تو عجلت بہت کر رہا ہے ایسا نہو کہ اس عجلت مین کوئی مصلحت فوت
ہو جائے تامل وتاخیر مین اختیار باقی رہتا ہے اگر میرے ہلاک ہی کرنے کا ارادہ ہے تو دوسرے وقت
بھی ممکن ہے برخلاف اس بات کے کہ بعد ہلاکت کے ضرورت کے وقت مجھے زندہ نہین کر سکتا
اس طرح کی فہمائش جو اُس پریزاد نے کی پھر شہزادہ متامل ہوا آواز آئی دیکھ لوح کو لوح دیکھی لکھا تھا جس قدر
سانپ رنگین و خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر اُس مین زہر قاتل زیادہ ہوتا ہے قتل موذی قبل ایذا چاہیے
یہ ہدایت دوستانہ ہے اور یہ وہ عذر بنابر خودغرضی کے ہے اس وقت تک تجھکو جو ہدایت کی گئی تو خوب
سمجھتا ہے کہ بنابر تیری عافیت و حفاظت کی گئی کسی وقت مین تجھکو کوئی صدمہ نہین پہونچا یہ بات تیری
سمجھ مین نہین آتی کہ اب جو کچھ ہدایت کی جاتی ہے وہ کیون تیری مضرت پر مبنی ہوگی اُس کو بکنے دے
اور اسکا کام تمام کر یقین سمجھ یہ اور کوئی نہین ہے سیماب جادو یہی ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور
تلوار کو تول کے ایسا وار اُس کے سر پر لگایا کہ سر اُسطرف سیماب کا گرا اور دھڑ اس طرف زمین پر دھم
سے گرا بس ایک شور وغوغا برپا ہوا زمین و آسمان مین تاریکی ہو گئی ہوا سے تیز و تند کا طوفان تھا کہ
الامان کسی طرف نالے نالے کی آواز گوش زد ہوتی تھی کسی جانب واے واے کی صدا بلند تھی شہزادہ
سکوت مین ان آوازون کو ایک طرف کھڑا سن رہا تھا مگر متاسف تھا کہ ناحق اُس نازنین کو ہلاک
کیا اُس کو مطیع و فرمان کرتا اُس کی صورت مطبوع کو دیکھ کے دل خوش کرتا آواز آئی کہ اپنے خیالون کو بہت
زیادہ وسیع ہونا اچھا نہین ہے اور اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی برطرف
ہوگئی ہوا موقوف ہوئی اب جو خندق کی طرف لشکر کی سیماب کا نشان بھی نہ پایا البتہ خندق کا
عمق دیکھ کے حواس باختہ ہوگئے زیادہ تر حیرت اس خیال سے ہوتی تھی کہ اس قدر پارہ کہان سے
آیا اور دفعتاً کہان غائب ہوگیا اب جو شہنشاہ نے خیال کیا اپنے کو فرشتہ ثانی بنت شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس پایا پوچھا مین تمھارے سامنے موجود تھا یا غائب تھا فرشتہ ثانی نے کہا تم میرے سامنے ہی
آئے ہو اور اپنے پاؤن سے اس جگہ نہین آئے دفعتاً مین نے تم کو موجود پایا شہنشاہ کو ہر پوش نے
شکر خدا کیا اُس طرف فانوس شاہ سب کو دیکھ رہا تھا شہنشاہ اُس عمارت کے اندر پہونچا ایک چاہ
تاریک دیکھا اب فکر ہوئی کہ اس چاہ تاریک مین اُترنا چاہیے مگر کس طرح کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی اور اب
شوق دیدار بدیع الملک مین یہ عجلت ہے کہ چاہتا ہے کہ فوراً کوئین مین کود ون مگر اس خیال سے کہ خلاف
عقل ہے ملتوی رکھا پھر خیال آیا کہ کوئین مین جانا ضرور ہے کیا تدبیر کی جائے بعد غور و فکر بسیار کنوئین

آکے قیام کیا خنجر کو وہین پر قایم کیا کمند کو خنجر مین باندھا اُس کمند کا ایک سرا فرشتہ ثانی کو دیا دوسرا
سرا کنوئین مین آویزان کیا بسم اللہ کہکے کوئین مین اترا تاریکی زیادہ تھی چند لمحہ توقف کیا یہانتک
کہ روشنی کسیقدر معلوم ہوئی کوئین مین پہنچکے شہزادہ بدیع الملک کو مقید دیکھا ہے ہذا یہ بھی دیکھا
کہ شاہزادہ کے بال اور ناخن بہت دراز ہوگئے ہین بندھے ہوے دست و پا کھولے بدیع الملک
کے پاؤن پر سر رکھدیا اور زار و قطار رونا شروع کیا افراط محبت پدری سے بدیع الملک نے شہنشاہ
کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے اور بہت رویا رقت کو ضبط کرکے کہا اے فرزند تو اس قدر
کیون روتا ہے خوشی کا مقام ہے کہ اس قدر عرصہ کے بعد مین نے تجھکو اور تو نے مجھکو دیکھا فرشتہ بران تیری
کوشش و سعی سے یہ طلسم فتح ہوا جو مین نے اس قدر مصیبت مہلک سے نجات پائی دنیا کے معاملے
اسی طرح کے ہوتے ہین کبھی انسان مبتلا سے بلا ہو جاتا ہے اور کبھی سامان راحت مہیا ہو جاتا ہے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہے استادہ دست بستہ تو بدرخصت ہر ایک دم ہے
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
جو چار دن ہے دور راحت تو بعد اُس کے غم و الم ہے

اور کہو کیا خیر ہے شہنشاہ سے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی پھر دونون باپ بیٹے گلے مل کے روئے
جب افاقہ ہوا کنوئین سے باہر آئے فرشتہ ثانی نے دیکھا اُس نے بھی باادب سلام کرکے
باپ کے پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے فرشتہ ثانی کا سر اٹھا کے سینہ سے لگایا اور دعا
ترقی عمر و جاہ کی سب نے خداے قادر توانا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا کہ صحیح و سلامت پھر ملاقات
ہوئی کس کو امید تھی کہ گرفتار کی قید ظلم سے زندگی مین نجات ہوگی اور ایک دوسرے کے دیدار سے
دل خوش کریگا بدیع الملک نے کہا اے شہنشاہ واقعی تو نے میری رہائی مین بڑی کوشش کی
سخت تکلیفون کا متحمل ہوا جسنے کہ یہان تک پہونچا اور مجھکو رہا کیا زہے بخت و خہے سعادت تیری
سعادتمندی فرشتہ ثانی کی بھی کوشش کا مقر ہون کہ تو رستہ خواستہ ہوکے آخر وقت مین اپنے
پدر کی مدد کی وہ وقت بہت نازک تھا جب گرفتار نے پرورش کی تھی خداوند عالم ہر ایک
اپنے بندہ کو ایسی ہی سعادتمند و نیک نہاد اولاد عطا فرماے بتصدق خاتم النبیین والہ الامجاد
فانوس شاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا باادب تمام تسلیم عرض کی دعا و ثنا سے سروری
زبان پر جاری کی پھر وہان سے خزانہاے طلسمی کے تلاش مین چلے خزانون مین پہونچے وہ وہ
بیش قیمت و نایاب مال و اسباب دستیاب ہوا جس کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا کوٹھڑیون
اور خانون سے مال و اسباب نکلوایا ایک جگہ جمع کیا دوسرے طلسم کا بھی مال اسی جا رکھا ایک
ایک شے کو خوب غور سے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک نے ہر چند تلاش کیا اپنی براق کو نہ پایا حیرت
ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے سب اسباب ہے میری براق کا پتہ نہین ہے کہان تلاش کیے جاوین کس سے پوچھین
ایک شخص نے عرض کی شہریار مین خوب جانتا ہون کہ تمھارے جادو نے اس اسباب کو ایک جادوگر

کے حوالے کیا تھا اور یہ بتاکید کہدیا تھا کہ اس سامان کو کسی ایسی جگہ میں دفن کر دے کہ ہر چند کوئی تلاش
کرے کہیں پتہ نہ ملے چنانچہ وہ جادوگرون نے دل سے اس کام کو انجام دیا وہ بخوبی اس راز سے واقف
تھے بدیع الملک نے پوچھا وہ جادوگر کہان ہین اُن کو تلاش کرنا چاہیئے اُس نے کہا اب وہ کہان دونو
شماش جادو کی جنگ و جدل مین ہلاک ہوئے علاوہ اُن کے کوئی کیا جانے شہزادہ بدیع الملک
بہت پریشان ہوا اور کہا افسوس براق کا ملنا بہت دشوار ہے مجھکو اس اسباب طلسمی کی کچھ ضرورت نہ
تھی مگر براق مجھکو مل جاتے خیر کیا چارہ ہے اور فرشتہ ثانی کی طرف متوجہ ہوئے کہا تاکہ اے فرزند کچھ
تازہ خبر سناؤ فرشتہ ثانی نے نفس سرد بھر کے عرض کی اے پدر عالی مقدار اس سے زیادہ کیا تازہ خبر
ہوگی کہ جناب حمزہ ثانی بادشاہ خاور مین گرفتار کی مکاری سے اس طرح قید ہوگئے ہین کہ بیان نہین
ہو سکتا افسوس ہوتا ہے مزید یہ ان اُس والا جاہ کو ان بدبختون نے عقابین پر کھینچ دیا ہے جس طرح ہستاہم
کہ اسیر سابق کو عقابین پر کھینچ دیا تھا حمزہ ثانی نے تمام ممالک میں بعد شہر یار کے قاصد پہونچا کے
جوق جوق گروہ گروہ سلاطین ذی اقتدار و سرداران دیلمان یگانہ روزگار سرزمین خاور کی
جانب چلے جاتے ہین اسوقت تک اُس والا جاہ کی رہائی کی کوئی تدبیر نہین ہوئی اسی ضمن مین چند
تفصیلی کیفیت فرشتہ ثانی کو معلوم تھی سب بدیع الملک سے روبرو بیان کی شہزادہ بدیع الملک
کو جسقدر ملال براق کے گم ہونے کا تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کے سب جاتا رہا کہا افسوس
مجھکو یہ نہین معلوم تھا کہ مین ہی اس بلا کے قید مین مبتلا ہون وہ والا نژاد بھی مبتلا ہے
بلا ہے شہنشاہ نے کہا اے فرزند کیا ارادہ ہے شہنشاہ سے عرض کیا میرا ارادہ کیا ہے جو کچھ حضور کا ارادہ ہے
وہی ارادہ میرا بھی سمجھنا چاہیئے اس مین شک نہین کہ یہ سخت مقدمہ درپیش ہے بدیع الملک
نے ایک شخص آدم زاد کو تجویز کے اسپ رہوار والا سپرد کیا اُس کے حوالے دونون طلسمی
کا مال کیا اور تاکیداً یہ کہدیا کہ نہایت ہوشیاری سے انتظام کرنا گرفتار کا زور زیادہ ہے ایسا نہو
کہ تم کو غافل پا کے یہان کا قبضہ حاصل کرلین بعد اس انتظام کے شہنشاہ گوہر کلاہ اور فرشتہ ثانی
اور قاقوس شاہ کو ہمراہ لیکے وہان سے کوچ کیا تیسرے روز ایک مقام پر پہونچے بدیع الملک
نے دیکھا کہ ایک میدان قابل فرود گاہ نہایت سرسبز و شاداب ہے اور وہان دو لشکر آمادۂ پیکار
ہین بدیع الملک نے جاسوسون کو خبر کے واسطے بھیجا جن مین تھوڑی دیر کے بعد
ایک دیو خبر لایا کہ مقام و مسکن سہ چشمون کا ہے کہ ایرانی کی طرف سے ایک دیو یہان کا حاکم و
فرمانروا ہے اشقر دیو نژاد کی اعزا مین سے فیروزہ چشمی نام اور اشقر ہی اس کی تھی اسیر کے واسطے
آتا تھا جسکے اس کو فرمانروائی دے گئی تھی الکمال خرباش شیر سر پھر تھا وہ شیر سر اوہین قوت آیا
ہوا ہے نہایت زبردست ہے ہر ایک اسلحہ آسکا کم از کم ایک ہزار سات سو من کا ہے اس کو خواہش
فرمانروائی بے حد و نہایت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا تخت زمین پر سے چلو دیوون نے حکم کی تعمیل
کی جب فیروزہ چشمی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک مع فرزندان خود طلسم سے یہاں تک
آیا ہے حاضر خدمت ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شہزادہ نے تسلی دی کہ تو گھبرانا نہین ہم تیری مدد کو موجود ہین
کیا مجال خرباش شیر سر کی کہ تجھے کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اُس طرف جب خرباش کو خبر پہونچی کہ

شاہزادہ بدیع الملک فیروز حبشی کی مدد کو آیا ہی امرا و سرداران لشکر دیوزاد کو جمع کیا اور کہا
شاید تم سب کو معلوم ہو گا کہ میرے پدر عالی مقدار کو حمزہ نے ہلاک کیا ہی اور یہ آدم زاد اسکی
اولاد مین سے ہی یہ موقع معقول ہی بیٹے اپنے پدر مقتول کا عوض اس آدم زاد سے لینا چاہیے جس طرح
ممکن ہو اس کو ہلاک کرو امرا سلطنت نے کہا ای خبر یاس یہ سچ ہی کہ اس آدم زاد سے
اپنے باپ کا عوض لے لیکن یہ خوب یاد رہے کہ خاندان امیر کا وہ بھی بلا سے ولی ہی
وہ بھی گرز اپنا باپ حمزہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور تجھکو کسی طرح کا صدمہ اس آدم سے پہونچے اس
واسطے نہایت ہوشیاری چاہیے آدم زاد علی الخصوص اہل اسلام سے مقابلہ کرنا سہل نہ سمجھنا
خبر یاس نے کہا ہان اس بات کا مجھکو بھی خیال ہی تم لوگون سے مشورہ کرنے کی یہی غرض ہی کہ
ان آدم زادون کے مقابلہ مین کس طرح کا خدشہ ہی تم سب ایسی کوشش کرو کہ میرے باپ کے
خون کا عوض مجھکو مل جاوے ان سب نے کہا ہم سب حاضر ہین جہان تک ممکن ہو گا کوتاہی
نہ کرینگے غرضکہ شب کو طبل جنگ بجا اس طرف شاہزادہ بدیع الملک نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا ۞ دہل زن دہل زد چہین او ہ بہین دین او دین اودین او ۞ صبح کو میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے خبر یاس شیر نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک مجھکو خوب معلوم
ہی کہ میرے باپ کو تمھارے بزرگون نے ہلاک کیا مجھپر فرض ہی کہ اپنے باپ کا عوض تم سے لون بہت
عرصہ سے تمھارا اشتیاق تھا آج خداوند بہت بزرگ کی مرضی یہی تھی کہ جنگ و حرب کا ہنگامہ
گرم کرکے تم میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤ فیروز حبشی کی یہ حقیقت نہ تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا یہ
تمھارا ہی تک کا سبب ہی جو وہ آمادہ ہو چکا ہی شہزادہ نے جواب دیا کہ او پاجی کیا واہی بکتا ہی بہت بزرگ
کون ہی یہ کیون نہین کہتا ہی کہ خداوند واحد ولاشریک کی مرضی یہی تھی کہ جس طرح تیرا باپ جہنم واصل ہمارے
بزرگون کے ہاتھ سے ہوا تو بھی اسی طرح ہمارے ہاتھ سے جہنم واصل ہو ورنہ کوئی سبب ہمارے
یہان تک پہونچنے کا نہ تھا اور یقین سمجھ کہ جو کچھ مین کہتا ہون بہت صحیح ہی بیٹے تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہو گا ہان اگر کسی طرح تجھکو یہ باور ہو کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑ کے راہ راست کو اختیار
کرے ای خبر یاس تو یہ نہین سمجھتا کہ دیوزادون کے مقابلہ مین آدم زاد کی زور و طاقت کی کیا وقعت ہی
اگر دس انسان ایک دیوزاد سے مقابلہ کرین تو سر بسر نہین ہو سکتے یہ برکت دین اسلام ہی کی ہی
کہ کوئی ضلالت شعار کیسا ہی قوی الجثہ و طویل القامت ہو مسلمان کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا ہی
خبر یاس نے کہا ای بدیع الملک اس طرح کی تقریر میرے روبرو بیکار ہی میری سمجھ مین کچھ نہین آتا ہی
کہ تم کہتے ہو بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ جس مذہب کو ہزارون سال سے میرے بزرگ اختیار کرتے
چلے آتے ہون اس کو ناحق چھوڑ کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرون اور اگر فرض دین اسلام حق ہی
پھر کیون اختیار کرون مجبوری کیا ہی ایسا مین کمزور نہین ہون کہ خائف ہو جاؤن مین سمجھتا ہون
کہ جس طرح سب اپنے اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہین اسی طرح تم بھی سمجھتے ہو شاہزادہ نے کہا یہ سمجھ
کوئی دعوی بلا دلیل درست نہین ہوتا اگر تو منظور کرے تو مین وہ دلائل حقیقت اسلام کی بیان کرون
[illegible] واقعہ [illegible] خبر یاس [illegible] دیوزاد نے کہا

ای بدیع الملک تمہاری اس تقریر طولانی سے مجھکو دریافت ہوتا ہی کہ تم مقابلہ سے عاجز ہو اگر کچھ جرأت
رکھتے ہو تو سنبھالو بیار آنچہ داری زمردی نشان نے شاہزادہ سے آگے بڑھکے ایک وار شمشیر
آبدار کا اُس پر کیا اُس نے جگہ خالی کی شاہزادہ اُس کے قریب گیا اور پاؤں اُس نابکار کا گرفت میں
لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مع مرکب زمین پر آ رہا حواس مختل ہوگئے سمجھا کہ آدم زاد بلاے بے
درمان ہی عنقریب ہلاک کریگا کہا ای جوان توقف کر میں سنبھل لوں تو پھر مقابلہ ہو یہ طریقہ جنگ و حرب
کا نہیں ہی کہ عالم غفلت میں کوئی کسی کو صدمہ پہونچائے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے علیحدہ ہو گیا
خرباس دیوزادہ سنبھل کے کھڑا ہوا شہزادہ نے اُس کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اُس نے بھی ہاتھ بڑھایا
زور دست و بازو کی نوبت آئی اور بہت دیر کشتی کا ہنگامہ گرم رہا خوب خوب بست و کشاد ہوئے آخر
شاہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھوں پر بلند کر لیا اور زمین پر لا کے خوب مستحکم باندھ
کر لیا اور مردان ہمراہی سے کہا اس ضلالت شعار کو اسی طرح لے چلو آدم زاد دیکھکے حیرت میں آگئے
کہ ایسے بھی اتفاقات ہوتے ہیں اُس طرف فوج خرباس نے ہنگامہ مقابلہ گرم کیا مگر کچھ پیش رفت
نہ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ خرباس مقید رہا جو مسلمان ہوئے انھیں پناہ دی گئی جو سرکشی پر آمادہ رہے اُن میں
سے بعض ہلاک کیے گئے اور بعض فراری ہوگئے شاہزادہ مظفر و منصور اپنے مقام قیام پر واپس
آیا شہزادہ نے فرشتہ ثانی اپنی دختر کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا ای نور نظر تمہارا یہاں قیام بیکار
معلوم ہوتا ہی میری رائے یہ ہی کہ تم یہاں سے رخصت ہو جاؤ ملکہ فرشتہ ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا
ای پدر معظم میرا ہرگز نہیں دل چاہتا کہ قدم مبارک سے جدا ہوں بہت عرصہ کے بعد حضور کی زیارت
نصیب ہوئی ہی شہزادہ نے کہا ہی میرا بھی دل چاہتا ہی مگر کیا کروں کہ مجھکو ابھی بیشتر کام درپیش ہیں
تم عورت ذات ہو ہاں شہنشاہ گوہرکلاہ میرے ہمراہ رہیگا ملکہ نے عرض کی ای معظم و مکرم اگرچہ
میں عورت ذات ہوں لیکن حضور کے کسی کام میں حارج نہ ہوں گی شاہزادہ نے کہا میری
مرضی اسی میں ہی کہ تم چلی جاؤ ناچار ملکہ فرشتہ ثانی بدیع الملک سے رخصت ہوکے روانہ
ہوگئی بعد ملکہ کے جانے کے شہزادہ نے مرغ خجستہ سے کہا تیرا اب کیا ارادہ ہی اُس نے عرض
کیا جو حکم ہو شاہزادہ نے کہا اب تیرا کچھ کام نہیں معلوم ہوتا فلہذا تو بھی رخصت ہو مرغ خجستہ
نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ بھی رخصت ہوا شہزادہ بدیع الملک نے قانوس شاہ سے
کہا اس مال طلسمی کو پردہ دنیا پر لے چلنا چاہیے قانوس شاہ نے تمام مال و اسباب کو بندھوایا شہزادہ
بدیع الملک اور شہنشاہ گوہرکلاہ اور قانوس شاہ مع دیوان و پریزادہ و اسباب پردہ دنیا کی
جانب روانہ ہوئے اثناے راہ میں شہنشاہ اپنے پدر والاقدر کے روبرو اپنی سرگذشت کو بیان
کرتا تھا اور بدیع الملک اُس کی جرأت و ہمت کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا ای فرزند خداوند عالم کی
توفیق جس کے شامل حال ہوتی ہی بیشتر اُس سے اسی طرح کے کارہاے نمایاں ظہور میں آتے ہیں
درمیان راہ میں ایک مرتبہ پھر بھی خرباس کے اہل لشکر شاہزادہ کے سد راہ ہوئے اور چاہا
کہ مال و اسباب طلسمی شہزادہ سے چھین لیں طرح طرح کے مکر و فریب بھی کیے لیکن اُس فارس
میدان دلاوری نے ایسی داد مردی و مردانگی دی اور ایسا اُن نابکاروں کو پسپا کیا کہ پھر نہیں

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
ہجر مین ہر قطرہ مے سجدہ کا دانہ ہوا
غش سے چونکا کر مجھے کیا ہنس کے وہ کہنے لگا
بعد مرجانے کے ہر اک پروانہ ہوا
مثل گوہر ہے چراغ خانہ پنہان خاک مین
آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہین ناسخ بری انسان سے

شیشہ مے کا وہین لبریز پیمانہ ہوا
زلف جانان شانگی ہے گر نہین مار سیاہ
اندھون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا
پیش غیر آتا نہین باہر رواق چشم سے
بعد مدت آج کیونکر سامنے آنا ہوا
ہو گیا ہے غیر کیا سودائی پھر اے بدی
بام اپنا لیتی طالع سے مد خانہ ہوا
جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہین
شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب انگلیان
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
رند ہی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا
ہون وہ بلبل شاخ گل چھوٹا تو ہاتھ آئی کبھی
جو گیا کتا تیرے کوچے مین دیوانہ ہوا
ذکر کیا شبہاے فرقت مین چراغ و شمع کا
جمع خوبان تیرے آتی ہی بتخانہ ہوا

تاجداران اقلیم سخن و باجگیران ملک

ہنر وفن اس طرح مسطور کرتے ہین کہ جب خواجہ خواجگان روزگار سرہنگ سطارد کار گذار یعنے عمر ثانی والا تبار سعد شہریار بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کے تاریکی شب مین واسطے خبر امیر حمزہ ثانی کے عقابین کی طرف روانہ ہوا لشکر نکبت اثر کفار مین پہونچا دیکھا جابجا پہرے ہین گرداگرد خندق کھدی ہے انسان کیا کہ پرندہ بھی پر نہین مار سکتا ہر طرف ہوشیار و خبردار باش کی صدا بلند ہے متفرا ہے ان سب کی نظر سے پوشیدہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے حفاظت کا بند و بست کامل ہے اہل دہ کی صورت سے مشابہ ہوا ایک سپاہی سکے قریب چلا اُسنے عمر کو دیکھ کے دور ہی سے کہا کون ہے جو اس طرف آتا ہے اس طرف ہر ایک کو آنے کی اجازت نہین ہے عمر و نے کہا اے عزیز مجھکو تجھسے کچھ پوچھنا ہے اُسنے کہا کیا پوچھنا ہے وہین سے کہ عمرو اُسکے قریب گیا اور کہا مین دہاتی آدمی ہون مکان کو جاتا ہون یہان کا اسقدر اہتمام دیکھ کے تجھسے پوچھنا چاہتا ہون کہ اسکا کیا سبب ہے اُسنے کہا یہان کے اہتمام کا سبب یہ ہے کہ فی الحال مسلمانون کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا ہے اور عقابین پر کھینچ دیا ہے مسلمانون کی ہماہ کا خوف ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ ایسا نہو مسلمانون کا کوئی عیار یہان پہونچ جائے اور اُس قیدی کو چھڑا لیجائے عمر ثانی نے کہا واقعی اگر مسلمانون کا کوئی بڑا سردار گرفتار ہو گیا ہے تو اسکی نگرانی خوب کرنا چاہیے اور مسلمانون کے عیارون کی عیاری سے سب عاجز ہین ہم تمھارے شریک ہین اُسنے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو چلو ہمارے سردار کے پاس سلسلہ ملازمت جاری ہو تو اچھا ہے خواجہ ظاہر قاق اور رعد بن مرد کے پاس آیا سلام کیا اُسنے پوچھا یہ کون ہے خواجہ نے کہا مین خیر خواہان سرکار سے ہون مین نے سنا ہے کہ مسلمانون کا سردار گرفتار ہوا ہے خوش ہو کر یہان حاضر ہوا ظاہر قاق نے کہا اگر تو ملازمت چاہے تو ممکن ہے خواجہ نے کہا بندہ پرورش ظاہر قاق نے ملازمون کے دفتر مین نام لکھوا دیا دو روز کا زمانہ ملازمت کو گذرا تھا خواجہ موقع عمل کا متلاشی تھا یکایک ملازمان ظاہر قاق کیا دیکھتے ہین کہ خواجہ قریب چوب عقابین کے پہونچ گیا ہے اور قریب ہے کہ حمزہ ثانی کو عقابین پر سے اُتار لے سب دوڑے اور خواجہ کو گرفتار کر لیا ظاہر قاق کے پاس لیگئے حال بیان کیا ظاہر قاق بہت برہم ہوا اور کہا مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمانون کا کوئی عیار معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی کی رہائی کیواسطے اُسنے یہ تدبیر نکالی ہے اور خواجہ سے کہا تیرا کیا مذہب ہے خواجہ نے کہا میرا مذہب وہی ہے کہ جو حق ہے ظاہر قاق نے کہا کیا مذہب حق ہے بیان کر خواجہ نے کہا اس بحث کا اسوقت کیا موقع ہے حق امر یہ ہے کہ عقابین کے قریب اُس قیدی کو دیکھنے گیا تھا جسکی گرفتاری کی خوشی مین مین نے یہان کی ملازمت

اختیار کی طاہر قاق نے کہا بہر حال مین تجھسے اعتقاد ذات کو ضرور پوچھونگا جب خواجہ نے دیکھا کہ بغیر اعتقاد
بیان کیے چارہ نہین ہے ہر چہ بادا باد ایمان پر سے جان قربان جو کچھ صحیح ہو بیان کرد و خداوند عالم حامی و مددگار ہے
کہا اے طاہر قاق اگر صحیح پوچھتا ہے تو یہی ہے کہ مین واقعی عیاران اسلام سے ہون عمر ثانی نام ہے جناب حمزہ ثانی
کی تلاش مین آیا تھا یہان گرفتار ہوگیا ہون طاہر قاق خواجہ کو اپنے مکان پر لیگیا اُسی شب کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بذریعہ بشارت عالم خواب مین شیر افگن کو مسلمان کیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ حمزہ ثانی کی خدمتگذاری
سے پہلو تہی نہ کرنا اور اُسی شب کو عالم خواب مین حمزہ ثانی کو بھی ور دانہ مرحمت فرمایا اور کہا اے حمزہ ثانی آگاہ
ہو کہ تمھاری رہائی صرف شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہے چھ مہینہ پندرہ روز کے بعد تمام براق
و تاج و تخت شاہزادہ بدیع الملک کے حوالے کر دینا کہ اسی قدر مدت اسمین باقی ہے اگرچہ وہ شاہزادہ والا جاہ
اس تاج و تخت وغیرہ کا محتاج نہین ہے اسی قدر دولت و حشمت خداوند عالم نے اسکو عنایت فرمائی ہے کہ تمام سلاطین
روئے زمین اگر اپنے مال و دولت کو جمع کرین تو بھی اُسکی دولت و حشمت کے مقابلے مین کم ہے اور یہ بھی سمجھ لی
اور رکھو کہ سوا اُسے شاہزادہ عالی منزلت کے اگر کوئی تمھاری رہائی کے درپے ہوگا فوراً ہلاک ہو جائیگا اُس طرف
صبح کو پرویز طاہر قاق کی بارگاہ مین آیا طاہر قاق نے خواجہ عمر کے قصہ کو بیان کیا اور کہا جو کچھ مناسب ہو اُس
خداپرست عیار بے باک کے بارے مین حکم صادر فرمایا جائے پرویز نے خواجہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا او خداپرست بیباک تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے یہانتک پہونچ گیا بارے
خداوند بہت بزرگ نے اپنا فضل شامل حال کیا کہ تو گرفتار کیا گیا اب اپنی زندگی سے نا امید ہو وہ عنقریب تو ہلاک
ہوگا خواجہ نے کہا اے بادشاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جای + نہ برد رگی تا نخواہد خدای
انشاء اللہ الرحمن باوجود اس گرفتاری کے مین پھر یہان سے صحیح و سالم نکل جاؤنگا پرویز نے برہم ہوکے
جلاد کو طلب کیا اور کہا جلد اس خداپرست بیباک کا سر تن سے جدا کر جلاد خواجہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے
اجل رسیدہ جو کچھ تجکو بادشاہ سے عرض کرنا ہے عرض کر ورنہ پھر موقع نہ ملیگا خواجہ نے مسکرا کے کہا خاموش
ہو ورنہ قبل اسکے کہ مین ہلاک ہون تو جہنم مین پہونچ جائیگا جلاد نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ارادہ کیا
کہ خواجہ کے سر پر وار کرے خواجہ نے باوجود اُس قید و بند کے جست کرکے جلاد کے قریب پہونچ گیا اور اسکے
ہاتھوں سے تلوار چھین لی ایسا ہی ہاتھ مارا کہ اُسکا سر تن سے جدا کیا پرویز اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بآواز بلند
کہا اے مفسدان خداوند لات کیون تاخیر کرتے ہو جلد اس خداپرست کا کام تمام کر دو یہ سن کے ملازمان پرویز
تلوارین علم کر کے خواجہ کے جانب دوڑے دفعتاً ہوا سے آسمان سے ایک باز تیز بال پیدا ہوا خواجہ کے
قریب آیا خواجہ نے دونون ہاتھ بلند کیے باز خواجہ کے ہاتھون کے پنجون کو گرفت مین لایا اور ہوائے آسمان
کی راہ لی اثنائے راہ مین خواجہ نے کہا اے مہربان تو کون ہے جو اسوقت مین میرا حامی ہوا اُسنے کہا اے خواجہ تم
مجکو نہین جانتے مین ہون مہروق جادو عاشق شیرو یہ یہ کہکے ایک مقام بلند پر قیام کیا خواجہ نے کہا اے
مہروق مین تیرا ممنون ہون ہان کچھ حال اپنا بیان کر اُسنے تمام حال اپنا بیان کیا اور رخصت ہو کے پرواز کی
خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعد کے پاس آیا تمام حال بیان کیا خسرو نے صلصال سے کہا اس
حالت مین کیا کرنا چاہیے وہ طبل جنگ بجوا کے میدان مین آیا کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا اسی ہنگامہ
مین شیرو یہ پہونچا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی تمام دن تاریکی شب کے آثار نمایان ہونے طبل بازگشت بجا تینون

لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گیا دوسرے روز لقا بدار بلنگ بیتہ پوش تنہا شاہ سعد کے پاس آیا اور حمزہ ثانی کی رہائی کے بابت ترغیب دی شاہ سعد نے بشارت کا حال بیان کیا اس اثنا میں ایک قاصد واخل دربار ہوا بعد دعا کے ثنا کے شاہی پگڑی سے خط نکالا اور پیش کیا شاہ سعد نے سرنامہ چاک کیا مضمون خط کھولا از اول تا آخر پڑھا لقا بدار کا نام تھا گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوئے کہا غضب ہوا میرے ناموس کا خدا حافظ ہے نہیں معلوم وہ سب کس مصیبت میں مبتلا ہیں اب میں توقف نہیں کر سکتا جلد اسباب سفر تیار کیا جاوے ملازمان شاہی تعمیل حکم میں مصروف ہوئے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سامان ضرورت اونٹوں پر لادا گیا بار کیا گیا شاہ سعد خندہ رو ہو کے روانہ ہوئے یکایک ایک شخص کو دیکھا خیز اخیز چلا جاتا ہے سعد نے شہریار سے کہا اے خواجہ خواجگان یہ کون شخص ہے اسکا نام دریافت کرنا چاہیے خواجہ قلندر کی صورت سے مشابہ ہوا بعجلت تمام اُسکے پاس پہنچا سد راہ ہوا اُس راہرو نے کہا تو کون ہے جو میرا سد راہ ہوتا ہے جا اپنا کام کر میرے حال سے بیکار متعرض ہوتا ہے خواجہ کے نہ مانا نشست برخاست کی نوبت آئی خواجہ نے حقہ افیمی زمین پر مارا اُسکا دھواں طاہر قاق کے دماغ میں پہونچا چھینک آئی بیہوش ہوا خواجہ اُسکو ایک گٹھڑ میں باندھا لیگیا بستہ و گرفتار کر کے قبلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا میرا نام طاہر قاق ہے تو نے مکر سے گرفتار کیا ہے اب تیرا کیا ارادہ ہے خواجہ نے کہا تجھکو قتل کرنا چاہتا ہوں اُسنے کہا اگر زر نقد لیکے مجھکو رہا کر دے تو کیا مضائقہ ہے خواجہ نے کہا زر نقد تیرے پاس کیا ہے اُسنے کہا چالیس مثقال وزن کا ایک الماس ہے اُسے تو لے اور مجھے چھوڑ دے یہ کہکے جیب کے جانب ہاتھ بڑھایا الماس نکالا خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ الماس اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا اے طاہر قاق اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو میں تجھے رہا کر دوں ورنہ تیرا رہا ہونا محال ہے اُسنے کہا کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے مذہب آبائی کو ترک کر کے مذہب غیر اختیار کر لوں علی الخصوص جان کے خوف سے خواجہ نے کہا دین و مذہب کے مقدمہ میں محض جبر سے کام لینا نہیں چاہتا بلکہ حقیقت ثابت کر کے تجھکو مسلمان کرونگا اُسنے کہا اثبات حقیقت کیواسطے علمائے مذہب کا مجمع ہونا چاہیے یہاں کہاں اور بالفرض علماء کا مجمع بھی ہوا اور حقیقت دین اسلام کی ثابت بھی ہو جائے تو بھی مذہب قدیم کو ترک کرنا دل گوارا نہیں کرتا خواجہ نے کہا مجبوری ہے اور اُسی طرح بستہ و گرفتہ بادشاہ اسلام کے دربار میں لیگیا اور موقف عرض میں استادہ ہو کے بعد آداب شہنشاہی بجالایا اور اس طرح گویا ہوا ؏ اے مبارک پے شہنشاہیکہ حاصل سکندر ۔ اختران آسمان از طلعت نیک اختری یہ گبر حاضر ہے جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجائے جب بھی جائے شاہ سعد نے نام پوچھا اُسنے کہا مجکو طاہر قاق کہتے ہیں بادشاہ نے اُسکو از سرتاپا بغور ملاحظہ کیا بعدہ فرمایا کہ اے طاہر قاق راہ ضلالت کے چھوڑنے کا اقرار کر تو رہا کر دیا جاوے اُسنے یہاں بھی صاف انکار کیا اور خواجہ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے اس شخص کو ایک الماس بھی دیا ہے مگر اُسنے پھر بھی مجکو رہا نہ کیا خواجہ نے کہا بیشک میں نے ہیرا لیا ہے مگر الماس لینے کے وقت یہ اقرار نہ تھا کہ اس الماس کا بدلہ رہائی ہے شاہ سعد نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو ہم یہ الماس تجکو واپس کر کے رہا کر دیں طاہر قاق نے کہا میں مسلمان کسی طرح نہونگا بادشاہ اسلام نے حکم قتل دیا فوراً جلاد با شمشیر برہنہ حاضر ہوا اور ہنوز حکم ثانی کا منتظر تھا کہ ایک دیو قوی ہیکل بجائے چوب اژدہا کے کلان رکھتے قبا سے زریں بردوش پوست اژدہا در بر لپٹا ہوا اسکے عیب ہو یہ کہ نمایاں ہوا اور نعرہ مارا کہ منم دال ادام اگر

میدانی بدان میرے باپ کو قاسم نے ہلاک کیا اس صدمہ سے آج تک خیال میری نظر میں تیرہ و تار ہے
جبتک اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا خواب و خور مجھپر حرام ہے یہ سنکر خسرو نے مجھے سعد
کے واسطے بھیجا ہے کہ تمان ہو سعد بادشاہ اسلام اُس دیو قوی الجثہ کو دیکھ کے متوحش ہوئے طاہر قاق
کو موقع ملا کہا اے دوال تو خوب وقت پر یہاں پہونچا اگر ایک لمحے کے بعد یہاں آتا تو میرا کام تمام تھا یہ خدا پرست
مجھکو گرفتار کر لایا اور [illegible] ہلاکت ہو دوال دیو نے کہا کیا مجال کسی کی جو تجھے ہلاک کر سکے یہ کہکے طاہر قاق
کے دست و پا کھول دیے جب شاہ سعد نے طاہر قاق کو رہا ہوتے دیکھا حاضرین محفل سے کہا
تم لوگ کیا خاموش بیٹھے ہو جلد اس دیو سرکش کا کام تمام کرو کسی کو اپنی جگہ سے اٹھنے کی جرات نہوئی
شاہ سعد اپنی جگہ سے خود اٹھے اور دیو دوال کے قریب آ کے نعرہ مارا کہ او مغرور سرکش تو
جسکی تلاش میں آیا ہے وہ میں ہی ہوں کیا وجہ ہے جو تو نے طاہر قاق ہمارے قیدی کو رہا کر دیا
دور ہو سامنے سے ورنہ ابھی عذاب سخت سے تجھے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر ہنستا
ہونگے تو نہیں جانتا کہ ہم لشکر اسلام کے حاکم ہیں وہ دیو شاہ سعد کے جانب بقصد ہلاکت جھپٹا
بادشاہ اسلام نے بزور زور دست و بازو ایک گھونسا اُسکے کلہ پر مارا کہ اُسکا منہ پشت کے
جانب پھر گیا اور بیہوش ہوکر زمین پر گرا شاہ سعد اُسکے سینے پر سوار ہو گئے اور کہا کہ اب
بھی تیری رہائی ممکن ہے اگر تو دین اسلام قبول کرے اُسمیں اسقدر دم باقی نہ تھا کہ جواب
دیتا خواجہ عمر شانی نے کہا اے شہر یار اب انکار کرنا مناسب نہیں ہے یہ ہرگز دین اسلام کو
قبول نہ کریگا قتل الموذی قبل الایذا مشہور ہے شاہ سعد نے خنجر آبدار میان سے کھینچ لیا اور اُس موذی
کا سر تن سے جدا کیا طاہر قاق دور کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اُسنے اُس دیو پلید کو سر بریدہ دیکھا آواز
بلند کہا اے خدا پرستو میں جاتا ہوں خسرو کو اس واقعہ کی خبر کرونگا دیکھو خسرو تمسے اس خون کا عوض لیتا ہے
یہ کہکے وہاں سے خبر کی خسرو کے پاس پہونچا واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ عنقریب شمائل خان
بن [illegible] خان پانچ لاکھ سواران ہندی کی جمعیت سے پہونچا چاہتا ہے خسرو نے کہا بیشک یہ سب میری
کمک کے واسطے آتے ہیں اب میں خدا پرستوں کی سرکشی اور بیباکی کو دیکھ لونگا طاہر قاق نے کہا اے بادشاہ
سعد شہریار جسکے پاس دوال دیو کیسا تھا بڑا بہادر و جری ہے اُسکا پسپا ہونا بہت مشکل ہے خسرو نے کہا
ایسی جماعت کثیر کے مقابلے میں سعد شہریار کی جرات و بہادری کیا کر سکتی ہے تو دیکھنا کہ سعد کو کیسی فاش
شکست دیتا ہوں یہ کہکے اُسی حالت بربادی میں اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اتمش خان تلوار ٹیک
کے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ میں موجود ہوں پہلے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے خسرو خاموش
ہو رہا اتمش خان کے نام طبل جنگ بجا صبح کو میدان مصاف میں دونوں جانب صف آرائی ہوئی یکایک ایک
جانب سے گرد اٹھی اگرچہ نہایت تیرہ و تار دونوں جانب کے لشکر سمجھے کہ گھنگھور گھٹا اٹھی ہے لیکن جب دامن گرد
چاک ہوا سات ہزار سوار و پیادے سیاہ پوش نمودار ہوئے خواجہ آگے بڑھا یہ ہیں عمر ہمالک شاہ
ابن مالک اژدر [illegible] مالک [illegible] نے شاہزادہ بدیع الملک کی سلامتی کی خبر پہونچائی بادشاہ
اسلام کو بھی یہ خوشخبری پہونچائی ہمالک شاہ نے اس یورش کا حال دریافت کیا عمر ثانی نے کفار کی سرکشی
کی حقیقت بیان کی ہمالک شاہ نے بادشاہ اسلام سے اجازت حرب چاہی بادشاہ اسلام نے کہا اے

ممالک شاہ ابھی تم سفر سے چلے آتے ہو تھوڑی دیر استراحت کرو پھر تو ان بدبختون سے مقابلہ کرنا ہی پس
ممالک شاہ نے اصرار کیا سعد شہریار نے کہا اختیار ہے ممالک شاہ میدان مین آیا اور کہا ای نعمش خان
مین تیرا امرد مقابل آپہونچا ہے ؎ بیارا نچہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤ نعمش خان نے ایک
پہلوان ممالک شاہ کے مقابلہ کو بھیجا ممالک شاہ نے کہا ای نعمش خان آج مین خاص تیرے مقابلہ
کو آیا ہون دیکھون کیسا فرد میدان ہی نعمش خان نہایت برہم ہوکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اور
نہایت برہم ہوتا ہوا ممالک شاہ کے مقابلہ کو آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی تا دیر ہنگامہ گیر و دار
گرم رہا نہ این راضرر رند اور اخطر ممالک شاہ نے قبضۂ شمشیر کو دونون ہاتھون سے گرفتہ مین لاکے اس زور
سے نعمش خان کے سر پر وار کیا کہ از سر تا اسفال دو حصہ ہوکے زمین پر گرا لشکر اسلام مین تحسین و آفرین
کی صدا بلند ہوئی کفار کو یہ صدائے تحسین بہت ناگوار ہوئی سب نے بالاتفاق یورش کی اسطرف سے بھی دلاوران
لشکر اسلام انکی سرکوبی کے واسطے مستعد ہو گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی جب تاریکی شب کے آثار نمایان
ہوئے دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو سرداران لشکر اسلام
دربار شاہی مین داخل ہوئے انھون نے جراءت و بہادری کی بہت تعریف کی شاہ سعد نے بھی
ممالک شاہ کی بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا ای ممالک شاہ واقعی کار سے کردی ہنوز ماندگی
سفر اعضا سے دور نہوئی تھی جو کفار سے مقابلہ کیا بارے خداوند عالم کے فضل سے فتح پائی مصرع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✤ خلعت خاصہ طلب کرکے ممالک شاہ کو مرحمت کیا ما ملک از رو
کی جگہ اسکو دی ارباب نشاط آئے اور محفل رقص و نوا گرم ہوئی ایک رقاصہ خوش تقریر و خوش گلو نے خواجہ
شمس ثانی کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح سے گانا شروع کی ؎ غزل

کشتی عمر کا سفینہ عمر کا لبریز ہے
تیری نوک ای خار غم دیکھین تو کیسی تیز ہے

وحشت دل بے طرح امسال شور انگیز ہے
وشنیعہ نور ورز ہے یار وز رستا خیز ہے

اشک خون آلود اور افغان درد آمیز ہے
ہوسکے جس چیز کی خواہش لا وہ مہمیز ہے

کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا
کیا یہ بھی کف مہوشی میں دست آویز ہے

آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے
بادۂ عشرت سے خالی عمر بھر ساغر رہا

رسم الٹی دیکھنا دیوانہ مین چنگیز ہوا
وہ پری اب عازم صحرائے وحشت خیز ہے

کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیسا تیز ہے
شیر تھے پر مین مثل صحبت فرہاد سان

فرقت ساقی مین چشم تر طوفان خیز ہے
توسن عمر رواں کو حاجت مہمیز ہے
نغمہ مطرب محفل عشرت مین [illegible] ہے
جو کہ مستغنی ہو پانی سے اسکے پرہیز ہے
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سارا موم شمع
آج کیفیت جام مئے عمر کا لبریز ہے
کوہکن کو فی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
تو اگر شیرین ہے تو ناسخ تیرا پرویز ہے

تمام اہل محفل اس غزل کو سن کے بہت خوش ہوئے شاہ سعد نے زر کثیر انعام مین دیا اور ممالک شاہ
کو حکم دیا کہ اس لباس سیاہ کو اتارو ممالک شاہ نے کہا مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین اور اسی وقت
وہ لباس سیاہ اتارا اور نہایت نفیس کپڑے زیب تن کیے اس طرف شمایل خان کے آنے کی خبر
خسرو کو پہونچ چکی تھی استقبال کیواسطے گیا عیاران اسلام بھی خبر گیری کیواسطے گئے خواجہ عمرو نے
وہ خان و شکوہ شمایل خان کے دیکھی کہ کبھی نشان نظر سے نگذرے تھے غرضکہ شمایل خان
بارگاہ مین پہونچا خسرو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سب سے مقدم بٹھایا مزاج پرسی کی بعدہ کہا
خانصاحب خدا پرستون سے لنے وہ سر اٹھایا ہی کہ کسی کی حد نہین ہر چند فلک کیجاتی ہی کوئی تدبیر ایسی نہین سمجھ مین آتی

جس سے خدا پرست سرکشی سے باز آئین طرفہ تر یہ کہ اگر اُنہین سے کوئی ہلاک یا گرفتار ہو جاتا ہو تو بھی وہ مجبور
نہین ہوتے روز بروز دین اسلام رواج پاتا جاتا ہو اُنہین سے کبھی کسی نے مذہب دین بت پرستی اختیار نہ کیا
اگر شاذ و نادر کسی وقت ہوں کہا جاتا اب تو آیا ہو دیکھین کیا کام بنتا ہو شمائل خان امیر حمزہ صاحبقران
لشکر اسلام کا بڑا سردار گرفتار کر لیا گیا ہو جسکی گرفتاری سے ہم سمجھے تھے کہ اب مسلمانون کی ترقی تمام
ہو جائیگی مگر سمجھ کچھ کام نہ بنا شمائل خان نے کہا امیر حمزہ صاحبقران ابھی مقید ہو اُسنے کہا ہان موجود ہے کہا
شمائل خان نے کہا حمزہ کو میرے سامنے لاؤ کیا عجب ہو اگر وہ میری ہیبت سے خائف ہو کے
خداوند بت بزرگ کا سجدہ کرے خسرو نے حکم دیا کہ جلد حمزہ کو گرفتہ و بستہ زندان سے لاؤ ملازم زندان
مین گئے اور حمزہ ثانی کو قید خانہ سے لائے خواجہ عمر بہ تبدیل ہیئت وہان موجود تھے عمر ثانی گرفتہ و بستہ
استادہ تھے خواجہ عمر عربی زبان مین اپنی کارگذاری کا ذکر کر رہا تھا یعنے پندرہ روز مین مین نے تمام روز مین
گزاری کیا اور تمہاری مفارقت مین لشکر اسلام نہایت مضطرب ہو راوی کہتا ہو کہ جب طاہر قاق خواجہ
عمر ثانی کی قید سے رہا ہو کے خسرو کے پاس آیا تھا بعد بیان حالات گذشتہ عمر ثانی کی گرفتاری کی خبر
ہشام بن ارزق بن اژدر ہنگ سے مقرر کی تھی کہ عمر ثانی بہت بڑا عیار کارگذار لشکر اسلام کا ہو تخت
مجبور ایسے تجربہ کار کو بآسانی گرفتار کر لیا پس جو شخص عمر ثانی کو گرفتار کر لاوے گا نہایت وہ عیار کامل الفن
سمجھا جائیگا ہر ادنی و اعلی اس شرط کو سن کے فکر مین تھا کہ جسطرح ممکن ہو عمر ثانی کو گرفتار کرنا چاہیے جسوقت
حمزہ ثانی کو گرفتہ و بستہ شمائل خان کے روبرو لائے شمائل خان نے بغور حمزہ ثانی کی صورت دیکھی
اور کہا ای جوان مین نے سنا ہو کہ حمزہ ثانی نام بہت بڑے سردار لشکر اسلام کے تم ہی ہو دیکھو خداوند
بت بزرگ کی مدد سے تم کس طرح بسہولت گرفتار کر لیے گئے اب مجکو اپنے ارادہ سے مطلع کرو جناب
حمزہ ثانی نے فرمایا ہمارے ارادہ سے کیا ہوتا ہو جو کچھ خداوند عالم کی مشیت مین گذرا ہو وہی
ہوگا شمائل خان نے کہا اگر خدا سے نادیدہ مین کچھ طاقت ہوتی پس تم گرفتار کیون ہوتے یہ طاقت
خداوند بت بزرگ ہی مین ہو کہ ہماری مدد کر کے گرفتار کر دیا وہی خداوند ہو اب بھی اس بات کا منتظر ہو کہ اگر
تم اسکی بندگی اختیار کرو تو آزاد کر دے حمزہ ثانی نے کہا ہر طرح کی طاقت و قابلیت صرف اُس خدا کے واحد و لا شریک
ہی مین ہو پتھرون مین کسی قسم کی قدرت ہونا عقل مین نہین آتا خداوند عالم نے ہر ایک کے منہ مین زبان
خلق کی ہو جو کچھ جسکا دل چاہے کہے یہان شمائل خان اور حمزہ ثانی مین یہ بحث ہو رہی تھی کہ اُس طرف
عمر ثانی غافل ہیئت تبدیل کیے اس بحث کو سن رہا تھا ہشام بن ارزق بن زرہنگ پیشتر سے ملاحی
تھا اور اسکو یقین تھا کہ حمزہ ثانی گرفتار ہین عمر ثانی عیار طرار ضرور اس مجمع مین موجود ہوگا کیونکہ اکثر عیاران
سلاطین شاہان مخالف کے دربار مین موجود رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً اپنے سردار کو خبر پہونچاتے ہین غالباً
ہر ایک اہل دربار کی صورت غور سے دیکھ رہا تھا یکایک ایک خدمتگار کو دیکھا کہ حیرت سے حمزہ ثانی کی
صورت دیکھ رہا ہو اور کچھ اشارہ سے کہتا جاتا ہو سمجھا کہ ضرور یہی عمر ثانی ہو کسی حیلہ سے قریب پہونچا چاہتا
اور راست و چپ دیکھتا جاتا تھا اور دزدیدہ نظر سے اُس خدمتگار کو بھی دیکھ لیتا تھا جب بخوبی یقین ہو گیا
کہ ضرور یہ عمر ثانی باتبدیل ہیئت یہان موجود ہو پوشیدہ کنندہ کو بلا کیا اور اس طرح حالات گذشتہ عمر ثانی سے کہدیئے
کہ وہ گرفتار ہو گیا ہو چنانچہ جنگ [illegible] کچھ فائدہ نہ ہوا ہشام [illegible] باواز بلند کہا اے شہنشاہان سلطنت خسروی

مین نے اپنے شکار کو گرفتار کیا جلد میری کمک کو پہونچو تمام دربار مین بگیر بگیر کا غل ہوا بیشتر ملازمان غضنفر و ہشام
کی مدد کو پہونچے ہشام عمر ثانی کو بستہ کر کے غضنفر کے روبرو لیگیا اور کہا اے بادشاہ یہی عیار طرار لشکر
اسلام عمر ثانی نام ہے جسکی تلاش ظاہر قاق کو تھی اب تمام دربار کی یہ صورت ہے کہ غوغا مچا ہوا ہے کوئی کہتا
ہے ابھی ان دونون خداپرستون کو ہلاک کرنا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ انکو ہلاک نکرو بلکہ دین پرستی اختیار کرنیکی
ہدایت کرو اگر یہ دونون دین بت پرستی اختیار کرلینگے تو تمام لشکر اسلام دین خداپرستی سے منحرف
ہوجائیگا غضنفر اور شمایل خان دونون پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوے ایک ایک کی سن رہے ہین اور کہتے
ہین کہ تم سب باالاتفاق ایک بات مقرر کرو تاکہ وہی حکم قطعی سمجھا جاوے خلاصہ یہ کہ بعد گفت و شنید
بسیار حمزہ ثانی کو بارہ دیگر عقابین پر کھینچ دیا اور عمر ثانی کے نسبت حکم دیا کہ اس عیار خداپرست کو
قتل کردیا اگر یہ عیار زندہ رہیگا ضرور ہنگامہ عظیم برپا کریگا اور حمزہ کو بھی قید و بند سے رہا کر لیجا دیگا فوراً جلاد
طلب ہوا یکایک دروازے سے صداے کفر یوبابند ہوئی دیکھا جانسوز بن قران اور ملکہ ردالطلم بانو
با خنجرہاے برہنہ چلے آتے ہین جانسوز نے آتے ہی خود عیاری عمر ثانی پر ڈالا اور بغل مین اٹھا لیا
اور ایک ہی ضرب مین جلاد کو ہلاک کیا اور ملکہ ردالطلم بانو نے ہشام کو گرا لیا تمام اہل دربار نے
ان دونون کو گھیر لیا مگر ان دونون زن و مرد نے حواس درست کر کے وہ داد مردی و مردانگی دی کہ کوئی نہ
روک سکا یہ دونون زن و مرد جنگ حرب کرتے ہوئے شاہ سعد بادشاہ اسلام کے دربار مین پہونچ
گئے بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے دونون کو خلعت فاخرہ مرحمت کیا جرات و بہادری کی تعریف
کی ہشام کو جانسوز نے سنبھال لیا اسطرف کفار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام رہا ہو گیا
اسکے ساتھ ہشام بھی گرفتار کر لیا گیا شمایل خان سے کہا خانصاحب اب تم ہی کچھ ایسی کارروائی
کرو کہ مسلمانون کو زک ملے شمایل خان نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا غضب آلود
اس طرح پکارا کہ اے خداپرستو بیکہودون کہانتک تم ہر طرح فریب اپنا کام بناتے ہو تم مین سے کون ہے میرا
مرد مقابل آوے مجھسے مقابلہ کرے خداوند بت بزرگ کی قدرت و طاقت کو دیکھے اس اثنا مین تنتق
گرد نمایان ہوا جب گرد برطرف ہوئی غضنفر شاہزادہ سعد طوقی کیوان تیغ زن ملک خور رفیعہ
ایک لاکھ سواران سیاہ پوش کی جمعیت سے پہونچے یہ خبر شاہ سعد بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی
کہ سعد طوقی جمعیت کثیر آیا ہے سعد شہریار بہت خوش ہوئے سعد طوقی شمایل خان کے روبرو
آیا اور کہا او گبر ملعون یہ کیا کلمات واہی زبان پر جاری کرتا ہے خبردار ہوجا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا
بیار آنچہ داری ز مردی نشان شمایل خان آگے بڑھا عمود و نیزہ سے رد و بدل شروع ہوگئی شمایل خان
ایسا ایک پہلوان زبردست فن جنگ سے ماہر ہے کہ ایک ایک اسلحہ اسکا کم از کم سو سو من کا وزن رکھتا
ہے اس رد و بدل مین شمایل خان کی ضرب سے سعد طوقی کا شانہ زخمی ہوگیا غضنفر بھی اسوقت
موجود تھا اسنے جو سعد طوقی کو مجروح دیکھا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم کردیا قریب تھا کہ خداپرستون کا لشکر
شکست کھائے کہ یکایک ایک جانب سے ملک لنڈھور پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا
چونکہ خواجہ عمر ثانی کو معلوم ہوا البتہ تمام ملکہ کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ وقت توقف کا
نہین ہے غضنفر جب فوج اسلام پسپا ہوا چاہتی ہے جابہ چلو اور مسلمانون کی مدد کرو جسطرح ممکن ہو شمایل خان کو

سزا سے معقول وہ اُسنے فتنہ عظیم برپا کر رکھا ہی طلیحہ فوراً اپنی فوج لیے ہوئے شمائل خان کا مقابل ہوا
اُسوقت شمائل خان فیل طویل القامت پر سوار تھا طلیحہ نے قریب جا کے ایک ایسا وار شمشیر آبدار
اُس فیل طویل القامت پر کیا کہ نصف گردن ہتھنی کا فنا ہو گئی قریب تھا کہ بیدم ہو کے زمین پر گرے بس پھر تو
شمائل خان زمین پر کود پڑا اور عمود کو بلند کر کے طلیحہ پر وار کیا طلیحہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ ہی
اسنے بچکر خالی کی اُسکا وار زمین پر رد ہوا مگر اُس وار کے جھونکے مین شمائل خان منہ کے بھل زمین پر
گرا طلیحہ نے تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور جنگ زور دوست و بازو مین مصروف ہوا ہر چند
طلیحہ چاہتا تھا کہ شمائل خان کو زمین پر مارے مگر پھر اُسکا زور رد ہو جاتا تھا اسی طرح شمائل خان بھی کوشش
کرتا تھا مگر اسکی کوشش بھی بیکار ہو جاتی تھی یہ دونون اس کشمکش و کوشش مین تھے کہ یکایک بخت شمائل خان
نمایان ہوا یعنی ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور شمائل خان کو اٹھا لیگیا کفار کو شمائل خان پر بڑا بھروسا تھا اُسکے
غائب ہو جانے سے لشکر کفار کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فرار پر قرار دے سرداران معزز نے
فوراً طلب امان کیا یا خسرو کا اُسوقت یہ حال تھا کہ چند کفار اُسکی بغلون مین ہاتھ دیے سنبھالے ہوئے خیمے کے
جانب لیے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بادشاہ کیون اسقدر بدحواس ہوئے جاتے ہو اگر شمائل خان
کو غیبی ہوائی لیگیا تو کیا مضائقہ ہی آج نہین تو کل ہم ان خداپرستون سے سمجھ لینگے وہ تھر تھر بید کی طرح
کانپ رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے بیخبرو مین کیونکر بدحواس ہون تم دیکھتے ہو کہ اس طرف کے لشکر کا
حال کس نوبت کو پہنچا ہی اگر اسوقت طلب امان نہ کیا جاتا تو ابھی حقیقت معلوم ہو جاتی آج نہین تو کل کیا
ہو سکتا ہی نہین معلوم خداوند بہت بزرگ کی نسبت مین کیا گذر رہا ہی مجھ پر سے بدولت حاصل ہوتی ہی وا دریغ تیری
خداوندی بس ایسے موقع پر خواہ مخواہ خداوند بہت بزرگ کی شان مین کچھ کہنے کو دل چاہتا ہی اس سے
تو مسلمانون کا خدا ہزار درجہ بہتر ہی کہ ہر مرتبہ اُنکو کمک پہونچ جاتی ہی اگر ہزار کوشش اُسکا کوئی خداپرست گرفتار
ہو جاتا ہی تو فوراً رہا بھی ہو جاتا ہی بعضون نے کہا اے بادشاہ اس طرف دانستہ بھی غلطی ہو جاتی ہی ایک یہی
غلطی دیکھو کہ حمزہ کو گرفتار کیا ہی اور آجتک اُسکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی اگر کسی روز لشکر اسلام کا کوئی
سوار بھی اُسپر جا کر لیگیا تو خداوند بہت بزرگ کا کیا قصور ہی خسرو نے کہا تو بالکل بے وقوف ہی نہین
جانتا کہ لشکر اسلام کا ایک ایک متنفس کس کس آفت کا پرکالہ ہی حمزہ کی گرفتاری پر تو یہ حال ہی اگر حمزہ ہلاک
کیا جاوے تو برا ہے تمام بت پرست باقی نہ رہین جو کچھ جسکے دل مین آتا ہی بلا تکلف کہدیتا ہی لیکن اسکا جواب
وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہی جسکو وقت پیش آئی ہی غرضکہ خسرو سراسیمہ و پریشان خیمے مین پہونچا شب کو
خواجہ عمر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج پہر مین جناب حمزہ ثانی کی خبرگیری کیواسطے
سقلابین کے جانب جاتا ہون سعد شہریار نے اجازت دی خواجہ روانہ ہوا راہ مین ایک گبر سے
ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا تو کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین خسرو کا باورچی ہون کھانا تیار کر کے رکھ آیا ہون
شہزادے کو کھانا کھلانے کیواسطے اور ملازم ہین وہ اُسکو کھانا کھلاتے ہونگے خواجہ نے بجا سے خود خیال
کیا کہ اس باورچی سے ساز کر کے کچھ کام بنانا چاہیے اگر یہ موافق ہو گیا فہو المراد در صورت خلاف اسکا گلا
اسی وقت پاک کر دینگے اور باورچی سے کہا مجھے کچھ راز کی باتین کرنا ہین کسی مقام پر توقف کر تو
بیان کرون وہ ایک درخت کے سایہ مین جا کے مقیم ہوا اور کہا وہ کیا راز کی باتین ہین خواجہ نے

کہا پہلے اقرار کرو کہ اس راز کو کسی کے روبرو بیان نہ کروگے تو مین بیان کرون اُسنے کہا بیشک مین کسی سے
بیان نہ کرونگا خواجہ نے تمام حقیقت گذشتہ اُسکے روبرو بیان کی اور کہا کہ اگر حمزۂ ثانی اُس قید سخت سے رہا
ہو جائینگے تو بادشاہ اسلام سے اس کام کے صلہ مین تجھے اسقدر انعام ملیگا کہ مدت العمر مال دنیا سے
مستغنی ہو جائیگا اور ہم اس امر کا بھی اقرار کرتے ہین کہ تیری ہر ایک کارروائی کی خبر شمسہ رو کو نہ پہونچنے پائیگی
اور بالفرض خبر پہونچ بھی جائیگی تو ہم تجھکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچنے دینگے اور ہم سب تیرے ہر وقت حامی و
مددگار رہینگے یہ حال سنکے وہ گبر مکار بہت برہم ہوا اور کہا او خدا پرست تجھکو اسقدر بھی شعور نہین ہے
کہ خداوند بت بزرگ کا بندہ نظر کردۂ خداوند کے ساتھ کس طرح بدی کر سکتا ہے علے الخصوص وہ بندۂ خداوند
جو نظر کردۂ خداوند کا ملازم و نمکخوار دیرینہ بھی ہو آگاہ ہو کہ اس راز کا پوشیدہ کرنا کیسا کہ مین تجھکو یہان سے
صحیح و سلامت رہا بھی نہین کرونگا اُسکی یہ گفتگو سنکے خواجہ نے خنجر سنبھالا باورچی خواجہ کی کمر مین لپٹ
گیا اور چاہتا تھا کہ خواجہ کو گرادے خواجہ نے پس پشت ہاتھ لیجا کے اس زور سے اُسکی پشت مین
خنجر مارا کہ اُس پار نکل گیا اور بیحال ہو کے زمین پر گرا خواجہ اُسکو اُسی طرح چھوڑ کے آگے بڑھا قریب خندق
کے پہونچا دیکھا عقاب بن حمزۂ ثانی کے قریب سے ایک عیار گذرا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے
کہ خاص عقاب بن حمزۂ ثانی سے برآمد ہوا اُس عیار نے طاہر قاق سے سرگوشی کی اور روانہ ہوا خواجہ
بھی اُسکے تعقب سے روانہ ہوا جب کسی قدر دور نکل گیا خواجہ اُسکے قریب پہونچا اور بطور کفار سلام
کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا تو کون ہے اور اسوقت کہان جاتا ہے خواجہ نے کہا متوحش نہو کہ مین
شمائل خان کے ہمراہیون سے ہون تو دیکھتا ہے کہ فی الحال مسلمانون نے کیسا سر اُٹھایا ہے کوئی تدبیر
ایسی سمجھ مین نہین آتی کہ اس گروہ کی نقصان رسانی ہمسے دفع ہو عیار نے کہا عزیز من سچ تو یہ ہے کہ مسلمانون
کے خوف سے یہان ہر متنفس کا خواب و خور حرام ہے طرفہ تر یہ کہ خداوند بت بزرگ کو بھی اپنی پرستش
کرنے والون کی پروا نہین ہے مسلمانون کے خدا کو دیکھو کہ ہر وقت اپنے بندون کو کمک اور مدد پہونچاتا
ہے دور کے واقعہ کا کیا ذکر آج ہی کی ہنگامہ آرائی کا خیال کرو خواجہ نے کہا مہربان مجھسے سنو اگرچہ مدتون
سے ہم خداوند کی بندگی کرتے چلے آتے ہین لیکن آجتک اُس پارۂ سنگ سے کوئی قدرت نمائی
نہ دیکھی بس ایسے وجوہ سے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہین وہ خداوند کیا جو کسی وقت
اپنے پرستش کرنے والے کی مدد نہ کرسکے (لعنہ) ہزار ایسے خداوند پر اُس عیار نے انگشت بدندان ہو کے
کہا ہاہا یہ کیا گستاخی ہے خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہے انسان ناقص العقل ہے اُسکے ذہن مین جو کچھ
آتا ہے کہہ گذرتا ہے یون تو خداوند بت بزرگ بڑا رحیم و کریم ہے اگر گالیان بھی دوگے تو وہ برسر تعرض نہوگا
مگر سمجھ کبھی بندون کو انصاف پر نظر رکھنا چاہیے خواجہ نے کہا جب خداوند مین قابلیت انصاف نہو
تو بندون مین انصاف کی صفت کہان لو ایسے خداوند جیسی پر مین حرف کہتا ہون یہ سنکے
برہم ہوا اور کہا بس اب مین تجھسے زیادہ بات کرنا نہین چاہتا خواجہ دل مین سمجھا
ہو جائے گا کہا برادر انسان مجبور ہوتا ہے تو سب کچھ کہتا ہے تمہارے برا ماننے کا
کر و غرضکہ انواع اقسام کی باتین ہوئین جب خواجہ نے سمجھی اُسے
قرص نکالے جو رنگ اور خوشبو مین نہایت مطبوع تھے اسر

ترکیب سے مین نے تیار کیے ہین اگر ایک قرص کھالے ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ بھوک نہ معلوم ہو اور روز
بروز طاقت و فربہی مین ترقی ہوتی جائے اور بھی انواع اقسام کے فوائد اس قرص مین ہین جسکا بیان کرنا
خالی از صغر خراشی نہین اس لگبر نے خوش ہوکے کہا ایک قرص مین کھاتا ہون دیکھون کیا فوائد ظہور مین
آتے ہین یہ کہکے ایک قرص اُسنے کھالیا ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ بیہوش ہوکے گرا راوی
کہتا ہے کہ یہ لگبر نوشاد نام لہراسپ کا عیار ہے شراب خریدنے کو جاتا تھا شراب سے مملو دو شیشیاں اسکے
پاس موجود تھے جب بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے خنجر سے اُسے ہلاک کیا دونون شیشے اُٹھا لیے
نوشاد عیار کی صورت سے مشابہ ہوا اور وہان سے روانہ ہوا المقامات عقابین کو طے کرتا ہوا طالع
کے پاس آیا وہان سے ارشاد کے پاس آیا جام شراب ارشاد کو دیا ارشاد نے بغور عمر ثانی
کی صورت دیکھی ہاتھ کو گرفت مین لایا اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو مجکو بیہوش کرنا چاہتا ہے اور آہستہ
کہا او دزد مین نے تجکو پہچانا یہ سنا تھا کہ خواجہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا کہا کچھ خبر ہے مین نوشاد
ہون مجکو اور کیا پہچانا اور ہرگز کچھ شک نہ کر ارشاد نے کہا تو اسقدر بیہوش کیون ہوا جاتا ہے
مجکو تو نہین جانتا مین وہ شخص ہون جسنے حمزہ کی سفارش کی مجکو خوب معلوم ہے کہ نوشاد کو ہلاک
کیا خیر کیا مضائقہ ہے خواجہ نے کہا عزیز من تجکو اس واقعہ کی کس نے خبر دی ارشاد متبسم ہوا کہا
مین اس وقت بیٹھا ہوا تھا یکایک غنودگی مجھپر طاری ہوئی مین سو رہا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ
السلام تشریف لائے فرمایا کہ نوشاد ہلاک کیا گیا قاتل اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آتا ہے اور بھی جو کچھ بات
ہوئی تھی بیان کی خواجہ نے مصافحہ کیا اور کہا پھر اب کیا کرنا چاہیے حقیقت گذشتہ تو تمپر بخوبی حالی ہو
ارشاد نے کہا ہے خواجہ تم اب یہ کرو کہ خالی جام مجکو دو اور جام کو مملو کر کے سب کو دو خواجہ نے
اُسکی راے پر عمل کیا سب بیہوش ہو گئے جب پہر رات گذر گئی خواجہ خانہ چوبین کے پاس آیا اُسکو
کھولا اندر آیا دیکھا امیر مع لہراسپ و ارشاد زنجیرون سے جکڑے ہوئے تخت پر سو رہے ہین
اور شمشیر و خنجر بر سینہ قریب رکھا ہے خواجہ امیر بلند توقیر کے اس حال خراب کو دیکھ کے زار و قطار رویا
اور آہستہ بیدار کر کے سلام کیا امیر نے جواب سلام دے کے پہچانا اور کہا ہو خواجہ تم یہان کیونکر
بسہولت پہونچے ہو کہو لشکر کا کیا حال ہے خواجہ عمر نے آنا فولاد شاہ کا اور ہلاک
ہونا الفتمش کا اور آنا وال کا اور مقدمہ شمائل اور گرفتاری انکی ہشام کے ہاتھ سے اور پہونچنا
خضر شہر و سعد طوقی و طلمہ کا از اول تا آخر بیان کیا اور کہا ہے والا منزلت مبارک ہو کہ شاہزادہ
داراب ستم زدہ کے یہان فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے اُسکا نام دارا بن داراب مقرر کیا گیا ہے اور
نے امسال اُسکا سن ماشاء اللہ سات برس کا ہوا ہے شکل و شمائل مین سلیمان شاہ ہے سخاوت اور
[illegible] بھی اپنا نظیر نہین رکھتا حمزۂ ثانی داراب کا نام سن کے بہت روئے خواجہ
[illegible] خداوند عالم نے داراب کے عوض اُسکا فرزند عطا فرمایا بلکہ آنکہ ایک فرنگی
[illegible] بیسیا بن بلقیسیا فرنگی نام سے مشہور ہے میر الیپر ہے تمام نشانیان [illegible]
[illegible] ہلاک کر دین گے [illegible] نے امسال شاہزادہ اسکندر فتح لقا کی جنگ مین ایک [illegible]
[illegible] بیان کرین وہ ایک [illegible] نام شاہزادہ کا سنا انہون نے [illegible] مارا اور فرمایا [illegible]

یہانتک پہونچا یا آخر بیہوش ہو گیا لشکر مین بعضے عامل بھی تھے انھون نے اپنے اپنے عمل کے تعویذ لکھے کچھہ بازو پر باندھے کچھہ پانی مین گھول کے پلادیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی طرح طرح کی تدبیرین کیجاتی ہین بہزار دشواری خواجہ کو ہوش آیا مگر نظر سے اثر خوف ظاہر ہوتا تھا سرداران لشکر اسلام کے بھی دل مین خوف پیدا ہوا حال پوچھا خواجہ نے کہا کیا بیان کرون ابھی تک میرے حواس درست نہین ہوے چند لحظہ توقف کر و سب خاموش ہو رہے مگر نہایت متفکر تھے کہ خواجہ ایسا عیار طرار جب اس طرح خائف ہی تو اور کا کیا ذکر جاننا کوئی سبب خوف ایسا ہی ہی چند لحظہ کے بعد پھر خواجہ سے پوچھا خواجہ نے تمام واقعہ گذشتہ بیان کیا اور کہا اے حامیان دین اسلام خداوند عالم نے میری مدد کی جو مین یہانتک صحیح وسلامت پہونچا ورنہ دشوار تھا دفعتاً بینائی آنکھون سے زائل ہو گئی مین حیرت مین تھا کہ یہ کیا قیامت کا سامنا ہی کہ آنکھین کھلی ہوئی ہین مگر کچھہ سوجھتا نہین ہی آنکھون مین بینائی نہین تو زندگی عبث ہی بارے اُسی ظالم ملعون کے دل کدورت منزل مین ایسا کچھہ خیال آیا کہ بار دیگر افسون و سحر کے ذریعہ سے وہ حالت نابینائی مجھسے دور کر دی مین وہان سے جان سلامت لیکے بھاگا دنیا کے عجیب حالات ہین انسان کو ایسے ایسے اتفاق پیش آتے ہین کہ بجز بلا کت کے کوئی چارہ کار نظر نہین آتا اُس ملعون نے بت پرستی کی بہت تعریف کی اور بت پرستی اختیار کرنے کو مجھسے جبر کیا مگر مین نے مطلق جواب نہ دیا ہر مرتبہ طبیعت مین انتعال پیدا ہوتا جاتا تھا اور ارادہ کر لیتا تھا کہ ہرچہ بادا باد جواب دو مگر پھر خیال آتا تھا کہ مفت جان ضائع کرنے سے کیا حاصل ناچار خاموش ہو رہتا تھا خواجہ کی زبانی اس حال کو سن کے سعد شہریار کے دل مین ہول پیدا ہو گیا کہا اب کیا ہوگا شہاب ملعون بڑا جادوگر ہی خسرو کا اقبال یاور معلوم ہوتا ہی حمزۂ ثانی اسطرح گرفتار بلا ہوے خواجہ بھی ہاتھہ سے گیا تھا یا رب سے رہا ہو آیا اگر شہاب کی سحر خوانی کا یہی حال ہی تو آج نہین کل پھر خواجہ اور لیلیہ تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو جاینگے سردارون نے دلاسا دیا کہا شہریار کچھہ تردد کی بات نہین ہی اکثر مسلمانون کے مقابلہ مین کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہی کچھ کیا ہوا آخر پسپا ہوے انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی خدا وند اُنکی گزند سے محفوظ رکھیگا راوی کہتا ہی کہ ہنوز عمر ثانی خسرو کے پاس تھا کہ دیکھا ہشام چلا آتا ہی جب قریب آیا سلام کیا خسرو نے پوچھا اے ہشام تو کس طرح خدا پرستون کے ہاتھہ سے رہا ہوا ہشام نے کہا مجکو وہ سواس لے رہا کیا ہی غرضکہ سرداران لشکر اسلام سعد شہریار کو دلاسا دے رہے تھے اور خواجہ بھی سعد شہریار کے پاس موجود تھا یکایک لشکر کفار سے صدا ے طبل جنگ بلند ہوئی سعد شہریار نے کہا ہماری طرف بھی طبل جنگ بجایا جاوے یکایک سہ زنقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دو لشت و دولشت گرو و فن ٭ بندگان خداوند ملک العلام وحامیان دین اسلام مسلح و مکمل مرکبان عربی و عراقی پر سوار میدان مصاف مین جا کے صف آرا ہوے دوسری جانب لشکر کفار صف آرا ہوا اور شباہنگ باچوب یک ہزار و چار صد مین میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا ای خدا پرستو کیون مفت اپنی جانین ضائع کرنے کے درپے ہو تم نہین جانتے کہ خداوند نے تمہارے واسطے کیا تجویز کیا ہی اور مجھے کسواسطے بھیجا ہی اپنے بادشاہ سے کہدو کہ وہ دین بت پرستی اختیار کرے خدا سے نادیدہ کی بندگی سے باز آوے اور اُسکو ہماری طرف سے پیام دو

منصم کیا تو نے اب دل مین کیا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا	یہ بہتر ہی ہم تم ہمدون رزم خوا	آفرین آشتی اور رشتام و بیگاہ

کیا ہوتا ہے سحر و افسون کے حملے کس طرح روکے جائینگے خداوند عالم نے تمکو مع گوہر مراد و جام صفا
وغیرہ یہان پہونچایا اسد نے کہا ع خسروا گوئی فلک در خم چوگان تو باد + ساعت کون و مکان عرصۂ میدان تو باد
زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تست ؛ دیدۂ فتح ابد عاشق جولان تو باد + کیا مجال شہاب مردود کی کہ
سحر و افسون سے کام اپنا بنا سکے مطلق اندیشہ نہ کرنا چاہیے جاسوسون نے یہ خبر شہاب نابکار کو
پہونچائی کہ اسد نامدار ایک خداپرست لشکر اسلام مین آیا ہے وہ دعوے سے کہتا ہے کہ کیا مجال کسی کی
جو میرے مقابلے مین کوئی ساحر سحر و افسون سے کام لے سکے فوراً ہلاک کرکے نیست و نابود کر دونگا
شہاب نے قہقہہ مارا اور کہا اسد خداپرست کو ابھی حقیقت حال کی خبر نہین ہے جو وہ ایسا دعوے
کرتا ہے مین نے پہلے سے یہ تدبیر کر رکھی ہے کہ بدیع الملک نام کے براق میرے پاس چلے آوین جسکے
بھروسے پر اسد دعوے کرتا ہے اگر اسد کو میری اس تدبیر کی خبر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا دعوے نہ کرتا
بعض کفار نے پوچھا اے خداوند کیا واقعی بدیع الملک کے براق کی یہ خاصیت ہے کہ سحر و افسون اثر
نہین کرتا شہاب نے کہا ہان بیشک براق بدیع الملک کی یہ خاصیت ہے مجکو پیشتر سے اس خیال کی
خبر ہے کفار بہت خوش ہوئے اور کہا واقعی قدرت خداوندی بہت وسیع ہے علم غیب آج کام آیا ہان اے
خداوند یہ تو ارشاد ہو کہ براق بدیع الملک کس طرح تیرے پاس آئینگے شہاب نے وسواس کو
اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے بندۂ خاص خداوند لات و منات آج تیری چالاکی و ہوشیاری سے
کام لینا مقصود ہے وسواس نے خوشی سے اپنی ٹوپی بلند اچھالی اور دو تین مرتبہ مثل اسقر کا دست بستہ
عرض کی جو حکم خداوندی ہوا سے بسر و چشم بجا لانے کو موجود ہون اور چالاکی و ہوشیاری کی کیا ضرورت
ہے ہر طرح خداوند کا کام انجام پا جاویگا شہاب نے کہا اے وسواس ایسا خیال نہ کرنا خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہے مین پیشتر سے تیرے گوش زد یہ بات کیے دیتا ہون کہ اگر تو نادانی سے کام
کریگا تو بالیقین تو زک پائیگا پھر مجھسے یا خداوند لات و منات سے شکایت نہ کرنا علی الخصوص مسلمانون
کے مقابلے مین زیادہ تر عقل و فہم کی ضرورت ہے تو نہین جانتا کہ خدا نے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو بھی خداوند اپنے ہی بندے سمجھتا ہے مگر منحرف جانتا ہے تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بت پرست مسلمانون
سے مغلوب ہو گئے اسکا یہی سبب ہے کہ اگرچہ وہ سب خداوند سے منحرف ہین مگر پھر بھی کسی وقت
خداوند کو انکے حال پر رحم آجاتا ہے وسواس نے غور سے شہاب کی صورت دیکھی اور کہا اے
خداوند کے نظر کردہ تو نے یہ کیا کہا اگر خداوند کو منظور ہے کہ مین اسکا بندۂ خاص اسکے دشمنون کے ہاتھ
سے ذلیل کیا جاؤن تو یہ بات مجکو ہرگز منظور نہین ہے شہاب نے کہا تو بڑا بیوقوف ہے بات کو سمجھ
جواب دیتے ہین میری تقریر سے غرض نہین ہے کہ خداوند لات تجکو ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ مین نے حقیقت امر
کو بیان کیا کہ خداوند کا رحم و کرم بہت وسیع ہے وسواس نے کہا خداوند کے رحم مین میری ذلت
ضرور ہی منظور ہے شہاب نے کہا مین قسم کرتا ہون کہ تجکو ذلت نہوگی وسواس نے کہا اگر ذلت
نہوگی تو کیا جان ضائع کرنے کی فکر کی ہے شہاب نے کہا ہرگز تجکو گزند نہین پہونچیگی وسواس نے
کہا بہت اچھا مین جاتا ہون غرضکہ اژدہے کی صورت سے مشابہ ہو کے روانہ ہوا لشکر اسلام مین پہونچا
خیمۂ اسد کے جانب توجہ کی اسی وقت اسد نامدار اپنے خیمے مین آکے متوقف ہوا تھا ایک آواز

شور و غل گوش زد ہوئی متردد ہوا کہ یہ شور و غل کیسا ہی گھبرا کے خیمے سے باہر آیا وسواس بصورت
اژدہا قریب خیمہ پہونچ چکا تھا اسد کو دیکھ کے دم کھینچا اسد کو اس بات کا خیال آیا کہ شاید کوئی صحرائی
اژدہا اس طرف آنکلا ہی بار دیگر اس بات نے دل مین خطور کیا کہ عجب نہین اگر کوئی گبر بزور سحر اژدہا بن کے
یہان آیا ہو اور مسلمانون کو گزند پہونچانا چاہتا ہو لیس اژدہے کے قریب پہونچ کے شاخہائے سر کو گرفت
مین لایا گھونسے مارنا شروع کیے اس عرصے مین اور بھی ملازمان اسد پہونچ گئے اگرچہ اسد نامدار اُس
موذی کو قبضے مین کیے ہوئے تھا تاہم اُن ملازمون نے موسلے ہاتھون مین لیکے اُس اژدہے کے
سر کو پیٹنا شروع کیا جو جو وسواس پٹتا تھا چیختا تھا اے خداوند تو کدہر گیا اپنے بندۂ خاص کی خبر نہین
لیتا ارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ذمہ دار ہین اب وہ ذمہ داری کدہر گئی تو بڑا فریبی ہے مسلمانون کے
ہاتھ سے مجکو ہلاک کروایا میرے دل مین پیشتر ہی فسانہ گذرا تھا تف ہے ایسی خداوندی پر ارے
خداوند لات یہ کیا بات ہے تو نے بڑا دھوکہ دیا شہاب کی خداوندی پر ہزار لعنت اُسنے وعدہ مستحکم
کیا تھا کہ مین ذمہ دار ہون اسوقت نہین معلوم کہان اوندھا پڑا ہے میری جان مفت ضائع کروائی اس
عرصے مین سعد شہریار بھی وہان آپہونچا اُسکے ملازم بھی پاپوش کاری مین مصروف ہوئے تمام مغز
وسواس خناس کا پاش پاش ہو گیا سعد شہریار ہر بار اسد کی جرأت و بہادری پر آفرین کرتے
تھے اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے خدا پرستو میرے خداوند شہاب نے مجکو بڑا دھوکہ دیا مین اس
ارادے سے یہان آیا تھا کہ بدیع الملک اور عمر ثانی اور دیگر سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کرونگا افسوس
مین خواہ مخواہ ہلاک کیا گیا مجکو کیا معلوم تھا کہ خداوند مجھسے فریب کرتا ہے اور واقعی بدیع الملک کے
یراق وغیرہ اسد کے پاس موجود ہین ورنہ مین ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتا سردارون نے پوچھا تیرا
نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو وسواس غول کہتے ہین مجکو اپنی ساحری پر بڑا بھروسا تھا علاوہ اسکے خداوند
شہاب نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانون سے تجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی اب مین کس سے کہون اور کیا
کہون کہ اس بدعہد الو خداوند نے میرے ساتھ کیا کیا یہ کہکے چند مرتبہ اُسنے ہچکیان لین اور روح نجس اُسکی
جہنم مین پہونچی جاسوسون نے یہ خبر شہاب کو پہونچائی کہ وسواس خناس مسلمانون کے ہاتھ سے
جہنم واصل ہوا گھبرا کے خیمۂ کفار سے باہر آیا دیکھا جو شعلے کہ شہاب رنگ کے منہ سے نکلتے تھے اب انکا
نشان بھی نہین ہے تمام کفار کو حیرت تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے شب کو خواجہ عمر ثانی پھر سعد شہریار کے
پاس پہونچا اور کہا شہریار یہ خادم پھر لشکر کفار مین جاتا ہے سعد شہریار نے فرمایا جا مگر نہایت ہوشیاری
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ہے اور لوشاد کی صورت سے مشابہ ہو کے طاہر
کے پاس آیا مجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر عرصے تک تو کہان رہا کہا مجکو لہراسپ نے خطا
مین بھیجا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے ارشاد و لہراسپ کے پاس آیا اور
سلام کیا انہون نے کہا کیا تو شراب لایا ہے خواجہ نے کہا حاضر ہے غرضکہ اُسی وقت ایک ایک جام لبالب
کر کے دیا شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہو گئے پھر خواجہ وہان سے امیر کے پاس
آیا دیکھا امیر اُسی طرح تخت پر دراز ہین اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار
ہوئے پوچھا کون ہے خواجہ نے کہا مین ہون عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا اے خواجہ مین تیری

نے قصد میدان کیا یکایک شور و غل کی آواز بلند ہوئی تمام لشکر کفار کے دل میں ہول سمایا کہ یہ غل کیسا ہے ایک
نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا مگر کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک
لشکر اسلام میں پہونچ گیا اور معروف بن اسد نامدار اُسکے ساتھ آیا ہے یہاں شاہزادہ بدیع الملک نے لشکر
اسلام میں پہونچتے ہی جنگ کا ارادہ کیا سعد شہریار کو شاہزادہ بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہزادہ ابھی ارادۂ جنگ و حرب رکھتا ہے سعد شہریار نے منع کیا کہ ابھی ماندگی
راہ دفع نہیں ہوئی ہے کفار کا مقابلہ ہے نہیں معلوم کیا صورت پیش آوے بہرحال توقف کرنا لازم ہے پھر تو
کفار کی سرکوبی ہوگی شاہزادہ بدیع الملک کو خبر پہونچ چکی تھی کہ شباہنگ میدان میں آیا ہے اور قصد
جنگ رکھتا ہے شاہزادے نے توقف مناسب نہ جانا شباہنگ سے دوچار ہوا پہلے نیزہ و شمشیر و گرز
و خنجر سے مقابلہ ہوا تا دیر رد و بدل رہی نہ این را خطرہ اور نہ آن را ظفر بدیع الملک نے تمام اسلحہ زمین پر پھینک
دیے اور مرکب سے زمین پر کود کے اُسکے مرکب کے پاؤن گرفت میں لا کے کھینچا شباہنگ منہ کے بل
زمین پر گرا شاہزادے نے آواز بلند کہا او گبر مغرور اپنے حواسوں کو درست کر کہ تجھسے مقابلہ ہے پھر تو
شباہنگ سنبھلا اور شاہزادے کی جانب جھپٹا دونوں دست و گریبان ہوگئے تا دیر بست و کشاد
رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے مثل پارۂ پنبہ دو حصہ کیا ایک غوغائے عظیم لشکر کفار میں بلند ہوا تمام سرداران
لشکر کفار خسرو کے پاس سینہ و سر پیٹتے ہوئے گئے اور کہا اے بادشاہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لات و منات
کو منظور ہے کہ ہم سب مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں جب شباہنگ ایسا جوان زبردست
و ساحر کامل الفن بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا تو اور کسی کی کیا وقعت ہے اب تو خسرو کو بھی
سخت تردد لاحق ہوا کہا اے دلاورو تم کیا کہتے ہو میں خود اسی تردد میں مبتلا ہوں اس عرصے میں وہاں اور
دو پہلوان مسلمانوں کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے خسرو نے بعجلت تمام طبل بازگشت بجوا دیا تمام لشکر
اپنے اپنے مقام کو واپس گئے یہاں سعد شہریار کے دربار میں شاہزادہ بدیع الملک نامدار مظفر و
منصور داخل ہوا سعد شہریار نے شاہزادے کی جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے شاہزادہ
والا جاہ لشکر کفار کو پسپا کرنے میں صرف تمہاری ہی دیر تھی شاہزادے نے از راہ انکسار کہا شہریار
میں کیا اور میری جنگ و حرب کیا یہ سب اقبال شہنشاہی کا سبب تھا سعد شہریار نے خلعت سلیمانی
سے شاہزادے کو سرفراز کیا شاہزادۂ والا جاہ نے عرض کی ؎ یا رب نہال دولت تو سرفراز باد

[illegible] خادم دیرینہ اگرچہ شاہزادے نے مرحمت و عنایت کو بھی اپنے واسطے
پاس پہونچا اور کہا شہریار [illegible]
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ملوثوں سے اسقدر دم گھبرایا ہے کہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے
کے پاس آیا مجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر رنج و غصہ کا سبب [illegible] جز داغ حسرت نہیں ہے ؎ اگر صد سال مانی در یکے روز
میں بھیجا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے آ رہا یا سب نوبت نشان و پہرے رہجاتے ہیں
سلام کیا انھوں نے کہا کیا تو شراب لایا ہے خواجہ نے کہا حاضر ہے غرض [illegible] شیفتہ ہو جاتے ہیں غفلت میں زندگی
کر کے دیا شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہو گئے پھر خدا ا | اگل بجز خفاش لیکن مقصد ایوان میں نہین
آیا دیکھا امیر اُسی طرح تخت پر دراز ہیں اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار
ہو گئے پوچھا کون ہے خواجہ نے کہا میں ہوں شہر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا اے خواجہ میں تیری

ذکر مناکل آپ سے کوئی نہ رکھے گا قدم
ہڈیان تک تربت فغفور و خاقانین نہیں

آج جانے کی اجازت جس گلستان مین نہیں
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونون ہین ایک

مور چھل داں ہا نہین کیسے حیران ہوں
فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان مین نہین

جس گلزار مین پری جمال آدمیون کی بزم عیش و طرب پہ بہار تھی جام بادہ گلفام کی گردش وہ بیخودی جو خزان شعار تھی وہان عقلون کی نحوست سے اکثر مقام خراب ہین گلاب کی جگہ گلاب ہین جہان گل سوری تھا سو رہی سے درخت کہان چھپتے پھرتے ہین نظر بران اگر اس خلعت و نعمت سے معاف رکھا جاؤن تو مجھے کچھ محل شکایت نہوگا شاہ سعد کو کمال تعجب ہوا کہا اے شاہزادہ والا جاہ مین تمہارے اسوقت کے پہونچنے سے بہت خوش ہوا اسکی کیا وجہ ہے جو تم اس خلعت کے پہننے سے انکار کرتے ہو اگر اس خلعت کو اپنی لیاقت سے کم سمجھتے ہو تو اور جسطرح کا خلعت تم چاہو دے سکتے ہو بدیع الملک نے کہا شہریار مین ہرگز اس خلعت گران بہا کے لائق نہین نہ یہ کہ مین اس خلعت کو اپنی حیثیت سے کم سمجھون استغفر اللہ سعد شہریار نے فرمایا میری خوشی یہ ہے کہ تم اس خلعت کو لیلو شاہزادے نے باادب تمام تسلیم کی اور خلعت کو لے لیا اس طرف اسد نامدار نے جو معروف کو عرصے کے بعد دیکھا خون نے جوش مارا آنکھون مین آنسو بھر آئے معروف کو گود مین اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسے دیے سعد شہریار نے از سر نو مجلس آراستہ کرنے کا حکم دیا ایک محل عالیشان فرش و فروش شیشہ آلات وغیرہ سامان زینت و آرایش سے آراستہ کیا گیا شب کو کثرت سے روشنی ہوئی مطربان خوش گلو و رقاصان خوش رو حاضر ہوئے ہنگامہ رقص و گرم ہوا عاشقانہ غزلون سے حاضرین مجلس پر محویت طاری کی ایک مطرب نے یہ غزل نہایت لطف سے گائی

غزل رسائی ہے متاع حسن کی ہتک دست دشمن کو
نہیں تی کبھی تجلی کی دمیہ کی خرمن کو
تصدق کے لیے دیکھا جو اسکے روے روشن کو

چراغ آفتاب اپنے بتایا ظرف دشمن کو
یہاں کیا ہے جو پھیلا کے لگے تو امی ہے تر دامن کو
تجلی اسکے رخ کی بند کر دے چشم روزن کو
کرے تیری ہمسری آلودہ ہو منھ کی ثنا خوانی
زمین شعر سے گردون تجمل ہیرے کی معدن
ظہور حسن اگر چاہے نہ عاشق کو رلایا کر
کہ ذرے جانتے ہین مشرق خورشید روزن کو
بنا دیتا ہے شیشہ ہی اسکو بھی آگے ہی متوالا
زبانین ہی بنا مین گرچہ وہ خالق نے سوسن کو
سنا گو نہ ہم اسکی نظر مین پاس دین لیکن
بجا جام یہان گردش ہی سنگ فلاخن کو
بھلا غیر از غزل خوانی ہو مجھ سے کام کیا ناظم

وہ مستی ملکے ہو تو پھینک دیا اگر جا ہے گلشن کو
اگر چھوٹا اٹھا لیجا چیونٹی میرے خرمن کو
اگر طول امل ہو قطع ہے ترک لباس آسان
خدا نے سیلئے اتنی بانین ہی ہین سوزن کو
اگر اسکی جگہ پر ہوتی انگلی اپنی تو کیا ہوتا
چھپا دیتا ہے باران تکیہ مہر و ماہ روشن کو
ہر رنگ زخم سیدہ روشنی کو خندان ہے ابھی ہونا
جو سینکے سینہ میں بے تب سنگ فلاخن کا
چھچھڑی دیکھی جو اس شوخ سے چمن دو تار گرنے
غبار اپنا الٹ اہر دن ہر سو ہے چشم دشمن کو
گریبان چاک ہی ہے ہتک سنا تو میرا کہ
بجز نالہ نہیں آتا ہے کچھ بھی مرغ نوازن کو

بنا دیتا ہے وہ دود آہ سوزان شاخ سوسن کو
عجب کیا ہے جو انسان صورت دیوار حیران ہو
کرشمے کی بدولت ربط ہی کبھی ہے فولاد سے سوزن کو
اگر مضمون باندھو چلے رو زندان جانگا
بجستو کیتے تھے سب ہم در بابان روزن کو
موافق ہو چلے کے سمجھے ہین سب بازیچہ جا
ہمارا زخم سینہ پر خون گیا ہے چشم سوزن کو
نہین تاب سخن آگے مسی آلودہ ہو مجھ کے
بھلا یا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو
غبار اک دن نہ لوٹا جز سیہ اسی جبین چپنا ہی
ہنسی مین گل اڑا دیتے ہین بلبل کے تہ شیون کو

اسکو سن کے تمام اہل محفل اس قدر محظوظ ہوئے کہ اسوقت جسقدر زر نقد جسکے جیب مین تھا اس مطرب کو دیدیا اور بہت تعریف کی طبہ بھر رات تک یہ ہنگامہ رقص و نوا گرم رہا بعدہ سب حاضرین اپنے اپنے بستر استراحت پر جا کے سو رہے اب شاہزادہ بدیع الملک کو لشکر اسلام مین سعد شہریار کے پاس فتح فیروزی موجود رکھا جاتا ہے

اور اب داستان لعل بن تورج اور دارا بن داراب مین خاتمہ سرسائی کی

رسا عجب حقیقت پر کرون بعشق بازی کا
دلا تو جانتا ہے کھیل شاید عشقبازی کو
بیان کیا ہو سکے ہمروانگی جیسے چالاکی
الہی کیجیو تو ختم اب اس مرغنازی کو
کہان سیکھا ہی تیری ہمکو نے باغ نازبرداری
فلک بیتابی گیا کسا رسی وہ ہے سرفرازی کو
اتر جاوے کبھی رنگ غم سے وہ اگر چاہے
دیا دل جسکے بیچ نہ ایک محبوب حجازی کو

سمجھا نہ دیا ان سمجھا ہو مین عشق مجازی کو
سپاہی اقلیم خوبان مین ہے قدر غنیس خودبینی
کہ اس لعبت سے لگا ہے نہ تیر کی کوتہ نازی کو
ہمیشہ ساتھ ہین رکھتا تھا زلف یار کو شانہ
خدا کرتا ہے شرمندہ ہمارے بے نیازی کو
وضو ہے ہر پا ہے دھوتا جان سجدہ ہے [illegible]
مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ بہاری کو

[illegible] لگا ہوا اب جو بازیگاہ طفلان مین
سکندر ڈھونڈتا ہے اپنے کان آئینہ سازی کو
اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
ذرا دیکھو تو اسکے دست کوتہ کی درازی کو
ثمر پختہ ہوا ہے خام طبع و باغ عالم مین
طریق عشق مین ہے تنگ مسجد نمازی کو
[illegible] دیکھتا ہے راہ کنعان مجھکو [illegible]

راویان اخبار شورانگیز و مورخان صفا بین حیرت خیز اس داستان صداقت عنوان کو اس طرح تسطیر کرتے ہین کہ جب لعل بن تورج اسد کے مقابلے مین زخمی ہو کے بھاگا حوالی پشتہ لقا مین پہونچا حاکم پشتہ لقا شاہزادہ بدیع الملک کا حلقہ غلامی کان مین رکھتا تھا ایک روز وہ شکار کیو اسطے گیا ہوا تھا عین شکار مین لعل بن تورج سے ملاقات ہوئی ملک پشتہ لقا سے پوچھا تو کیا مذہب رکھتا ہی اُسنے کہا مین مسلمان ہون لعل بن تورج بہت برہم ہوا اور کہا تو نے بت پرستی مین کیا نقص دیکھا جو دین خدا پرستی اختیار کیا اُسنے کہا بت پرستی بھی کوئی دین ہے خواہ مخواہ پتھرون کے روبرو سجدہ کرنا کسی طرح عقل قبول نہین کرتی لعل بن تورج اور زیادہ برہم ہوا اور کہا او شریر تو ہمارے روبرو بت پرستی کی مذمت کرتا ہے نہین جانتا کہ بت پرستی مین یہ برکت ہے کہ ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے ملک پشتہ لقا کو بھی غصہ آگیا کہا تو یہان ہنگامہ برپا کرنے آیا ہے چلا جا یہان سے لعل بن تورج نے کہا مین یہان تجھے ہلاک کرنے آیا ہون دونون مین رد و بدل ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پشتہ لقا اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوا بیشتر لوگ اُسکی مدد کو آئے لیکن کیا ہو سکتا ہے جب سردار ہو چکے تو لعل بن تورج دار الحکومت مین آیا بازار و ن مین منادی کی کہ جو کوئی دین بت پرستی اختیار نہ کریگا وہ ہلاک کیا جاویگا بس جان کے خوف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آئے دین بت پرستی اختیار کیا لعل نے خوب دین بت پرستی کو رواج دیا یکایک ایک قاصد آیا اور اُسنے خبر دی کہ دارا بن داراب نے ملک سبائیل سے خروج کیا ہے اور سلیمان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے ملک خاور کے جانب چلا ہے تاکہ شہزادہ ثاقب کو قید و بند سے رہا کرے لعل ہنسا اور کہا داراب کی شامت میرے ہاتھ سے آچکی ہے اب اُسکی قضا دامنگیر ہے نہین معلوم ان خدا پرستون کے دل مین کیا سمائی ہے کہ ہر مرتبہ ہمسے سخت پاتے ہین اور پھر اپنی سرکشی سے باز نہین آتے یاران ہمراہی نے کہا اے لعل خان پھر اب کیا تاخیر ہے چلو دارا کو اُسکے باپ کی طرح سزا اعمال کو پہونچاؤ لعل بن تورج نے اُسی وقت سامان کوچ مہیا کیا اور فوج و لشکر کثیر ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی جب قریب دارا کے پہونچا مخبر دین نے لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچائی سلیمان نے بھی یہ خبر سنی دارا سے کہا غضب ہوا لعل بن تورج آتا ہے اُسکا مقابلہ خالی از وقت نہین میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مجھے نزدیک ہے ہامان چل کے قلعے مین پناہ لین دارا بہت برہم ہوا اور کہا اے سلیمان مجکو کمال تعجب ہے کہ باوجود اس صورت مردانہ کے اسطرح کے کلمات بزدلی زبان پر جاری ہوتے ہین اور

لعل بن تورج بھی ہماری طرح آدمی ہی اگر اس طرف آتا ہی تو کیا کریگا یہی نا کہ مقابلہ ہوگا باشد خائف ہونے
کی کیا وجہ ہی اُس موذی نے میرے پدر معظم کو ہلاک کیا ہی انشاء اللہ تعالے مین اُس موذی سے اپنے
باپ کا عوض لونگا سلیمان نے کہا ای دارا ؎ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭
لعل بن تورج بدرگ بڑا شوم دست ہی اُسکے مقابلے سے پرہیز لازم ہی یہ امر بزدلی پر محمول نہین ہو سکتا
انسان کو ہر وقت اپنی جان کی حفاظت لازم ہی دارا نے اُس کے کہنے کے مطلق اعتنا نہ کی از سر تا پا
مسلح و مکمل ہو کے میدان کے جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین لعل بن تورج بھی آپہونچا اُسنے جو دارا
کی صورت دیکھی پکار کے کہا ای دارا تمہارے باپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ہین مجکو یقین ہی
کہ خداوند بت بزرگ نے تمہاری اجل بھی میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی دارا نے کہا او گبر مفرور کیا بیہودہ
بکتا ہی بت بزرگ کیا قابلیت رکھتا ہی کہ میری اجل تیرے ہاتھ سے مقرر کریگا خداوند واحد و لا شریک
کی مشیت مین یہی مقرر ہوا تھا کہ میرا پدر والا قدر اس طرح ہلاک ہو ورنہ تو کیا قابلیت رکھتا ہی لعل بن
تورج نے کہا ای دارا مجکو تمہاری جوانی پر رحم آتا ہی دیکھو اب بھی خیریت ہی اگر تم خداوند کے سجدے
کو آمادہ ہو جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تمہاری اس گستاخی کو معاف کرکے تمسے درگذر کرونگا دارا نے
کہا او گبر مکار و بدکردار زبان بند و بازو دیکشا اس اثنا مین سلیمان پھر دوڑے ہوئے دارا کے پاس
آئے اور کہا عزیزمن انسان کو اپنے کامون مین مشورہ کرنا لازم ہی مین سچ کہتا ہون کہ لعل بڑا سفاک
ہی دارا اب مغفور کو ہلاک کرکے اُسکی جرارت بڑھ گئی ہی اگر کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہوتا جنگ و حرب
مردون کا جوہر ہی لیکن بعض محل مین چشم پوشی لازم ہوتی ہی دارا نے جھنجھلا کے کہا یہ کیا بے معنی باتین
کرتے ہو ہرگز اس مردود کے مقابلے سے باز نہ آؤنگا دو حال سے خالی نہین اس مردود کے ہاتھ سے
اُن مغفور کی طرح مین بھی ہلاک ہو جاؤنگا یا اُن مغفور کے خون کا عوض لونگا سلیمان نے نہ مانا یہ کہکے
کہا کہ نہین معلوم تمہارا خیال کس طرف ہی خود آمادۂ پیکار ہوا دارا نے سلیمان کے مرکب کی باگ پکڑ
لی اور کہا مین ہرگز نہ جانے دونگا اگر نہ مانئے گے تو مین خودکشی کرونگا سلیمان مجبور ہو کے واپس آئے
دارا لعل بن تورج کی جنگ مین مصروف ہوا خوب خوب ردوبدل ہوئی دارا نے نیزہ کا وار
کیا لعل نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا دارا نے گرز گران سر کا وار کیا لعل نے جگہ خالی کی گرز کا وار
خالی گیا اور اُسکے لنگر سے قریب تھا کہ دارا زمین پر منہ کے بل گرے مگر سنبھلا اور برہم ہو کے
چاہا کہ تلوار کا وار کرے ہنوز پورا ہاتھ اُٹھنے نہ پایا تھا کہ لعل نے دارا کے مرکب کی گردن پر ایسا وار
تلوار کا کیا کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی دارا غلطاک زدہ زمین پر آیا لعل نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی جست
کرکے دارا کے سینہ پر سوار ہو گیا سلیمان اُس مقام پر موجود تھے اُنھون نے جو دارا کے سینے
پر لعل کو سوار دیکھا اپنے ملازمون کو آواز دی سب حملہ کرکے لعل تک پہونچ گئے لعل نے دیکھا
کہ عنقریب مین ہلاک کیا جاؤنگا بس دارا کو چھوڑ کے جنگ مین مصروف ہوا لوگون نے دارا کو
دوسرے مرکب پر سوار کرکے مقام قیام پر بھیج دیا دارا نے پھر چاہا کہ لعل کے مقابلے کو جائے
لوگون نے منع کیا ابھی خدا نے تمہاری جان بچائی ہی اب پھر آمادۂ مرگ ہوتے ہو یہ کیا عقلمندی ہی ہم ہرگز
نہ وہان جانے دینگے دارا نے تلوار علم کی اور کہا تم لوگ مانع ہوتے ہو مگر مین پہلے تم ہی سے ہنگامہ کرونگا

گرم کرونگا آگو مقابلہ کرو لوگون نے دیکھا کہ دارا جنگ سے باز نہ آئیگا سب خاموش ہو رہے دارا پھر
مستعد جنگ کفار پر حملہ آور ہوا اس طرف سلیمان نے وہ ہنگامہ جنگ گرم کر رکھا تھا کہ پناہ بذات خدا اس
جنگ مین سلیمان زخمی بھی ہوا مگر پھر بھی فوج کفار کے حواس باختہ کر دیے اس طرف سے دارا پھر
حملہ آور ہوا کفار نے جنگ کا رنگ دگرگون دیکھ کے طبل بازگشت بجایا سب اپنے اپنے مقام کو واپس
گئے سلیمان بھی مع دارا اپنے خیمے مین آیا شب کو دارا اسکے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران اب کیا
ارادہ ہے تمنے دیکھا کہ لعل بن تورج کس بلا کا انسان ہے دارا نے کہا مین لعل سے جنگ ضرب ضرور
کرونگا اگرچہ وہ کیسا ہی بلا کا انسان ہے تمنے خلل اندازی کی ورنہ آج ہی یہ قصہ پاک ہو جاتا سلیمان نے
پھر سمجھایا کہ لعل کا مقابلہ کرنا ہرگز مناسب نہین ہے مین نے پہلے بھی تمکو سمجھایا تھا مگر تمنے نہ مانا اسکا
نتیجہ دیکھا آزمودہ کو آزمانا عقلمندی ہرگز نہین ہے بس اب مصلحت یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو یعنی
لعل کے مقابلے کا گمان بھی دل مین نہ لاؤ ورنہ وہی نتیجہ ظہور مین آئیگا جو خلاف مشورہ عمل مین لانے سے
ظہور مین آتا ہے [illegible] ایک [illegible] حماقت کے نوحے کا ذکر کرتا ہون قصبہ مشائخ
سے ایک شیخ [illegible] حال دنیا سے کسی قدر [illegible] انکا ایک لڑکا تھا برائے نام انسان مگر بالکل حیوان تھا
مختل الحواس باطن مثل ظاہر [illegible] عقل کا دشمن [illegible] کا پکا دوست ہمہ خباثت از سر تا پا نحوست
و نجاست اسکی شادی بھی اسی طرح کے ایک خاندان نحوس و پلید مین ہوئی جسمین نام کو حیا و غیرت
نہین اسکی بی بی اگرچہ ظاہر مین شریف معلوم ہوتی تھی مگر وہ کمبخت بیہودہ کہ پناہ بذات خدا اب دو
ہوش جمع ہوئے ایک [illegible] دوسری اسکی [illegible] صبح و شام دونون دیوانے
کتون کی طرح [illegible] قدرت خدا نے تماشا دکھایا کہ اس بوڑھی کتیا کے یہان اس [illegible] سیاہ
کتے سے چار پلے پیدا ہوئے تین مادہ ایک نر [illegible] نے اپنے باپ کے اندوختہ کو خوب تباہ
کیا خواہ مخواہ افلاطون وقت بنگیا اسکو مارا اسکو پیٹا خود بھی جوتیان گالیان کھائین بادشاہ وقت کے
یہان قید ہوا خدا خدا کر کے موت نے اسکا گلا گھونٹا حماقت و شرافت پہ اسکو تصدق کیا اب اسکی
بوڑھی کتیا رہی اور چار پلے [illegible] دیوانہ ماں باپ کی دیوانگی ان پلون مین موجود ادھر
بھونکتے پھرتے ہین ادھر [illegible] لڑتے ہین [illegible] تمام جنگلی ساتھی عاجز اب ان
پلون کی جفت ہونے کی [illegible] شروع ہوئی جہان کہین پیغام جاتا ہے سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہین
کہ ہم ان اس بوڑھیون کا ساتھ کرکے مصیبت مین اپنی جان پھنسائے ایک ذات شریف کے دل مین
رحم آیا انھون نے ایک مرد آدمی کو [illegible] دکھا کے بڑی پلیا کو اس سے منسوب کر دیا اگرچہ ان مرد
آدمی کو حقیقت حال سے کسی قدر آگاہی تھی مگر دنیا عجب مقام حیرت خیز و عبرت انگیز ہے ان مرد آدمی کو
[illegible] چارہ نہ ہوا خدا پر بھروسہ کرکے چار ناچار قبول کیا بس اس بڑی پلیا کا ساتھ اس مرد آدمی
[illegible] الاسم [illegible] سے نہ دن بدن [illegible] سے مردنکو
[illegible] ادھر اس مرد آدمی نے گھر مین قدم رکھا ادھر اس پلیا نے اس بیچارے کی
[illegible] اس طرح کے [illegible] مین خدا خدا کرکے بسر ہوئی ایک وقت مین اس بڑی پلیا
کی بوڑھی ماں نے بازاری کتون سے [illegible] شروع کیا اسکا پلا دو بوڑھون کا ایک بونا [illegible] تھا دن بھر

کونے میں بیٹھا دم ہلایا کرتا تھا جہاں کسی کو کھانا کھاتے دیکھتا منہ پسارتا گھورتا بڑی بوٹی کی تاک میں بیٹھا رہتا
تھا سوچتا کہ کسی طرح پیٹ بھرے حیا کیا پاپوش ہر بڑے کیا حیا رکھتے تھے جو ہم رکھیں گے امان کے پاس
بازاری کتوں کو لانا چاہیے جہاں اُن بازاری کتوں کو کسی سے بڑی بوٹی ملیگی امان بورہی کے لالچ سے
ہمیں بھی دیں گی تلاش کرتے کرتے ایک بازاری کتے کو لگا لایا اور بورہی ماں کے پہلو میں بیٹھا کے
چل دیا وہ بورہی بیچیا قصائی کے کتے کی طرح بھولی سوجی دماغ کی طرح بیٹھی رہتی تھی وہ بازاری کتا اُسکے
بھولے پن سے فریفتہ ہو گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ہمیشہ ڈھول کے اندر خول ہوتا ہے یہ دماغ فقط وہم وہم کرنیکا
ہے باقی لچ و پوچ ہے اگر ہوا بھی لگ جائیگی تو اسکی سب سری آواز کو سون جائیگی اور یہ ایک بیچیا حریص پلا
صرف اپنا پیٹ پالنے کو اپنی بورہی ماں سے پھنسا پایا ہے اسکی چھوٹی پلیا اگرچہ بچہ دہری کے عالم
میں تھی مگر کچھ غرانی اُسکی بورہی ماں اُسے بہلا ٹکا دے گود دری چھوٹی پلیا نے اپنی پناہ نہ دیکھی چار
ناخوش ہو رہی اب یہ وتیرہ مقرر ہے کہ ہر روز وہ بازاری آتا ہے بورہی کتیا سے اختلاط کرتا ہے بہ پس خورد
بڑی بوٹی اُسکے پاس ہوتی ہے دے جاتا ہے وہ مردود پلا آتا ہے چھوٹی بڑی بوٹی کو دیکھ کے خوشی سے
دم ہلاتا ہے داشت نکالتا کلیلیں کرتا ہے اور اپنی بورہی ماں کی گندگی پہ ناز و اغماض کرتا ہے جب اُن مرد آدمی کو
معلوم ہوا کہ ہماری بورہی قصائی کے کتے کیطرح بھولی و امہ سا سی بازاری کتوں پہ کترائی ہے اور اُسکا
مردود پلا اپنے پیٹ پالنے کو اُسکے واسطے کتے تلاش کرتا ہے سمجھا کہ ساس کو تو جہنم میں جانا سمجھو لیکن اسکی
چھوٹی پلیا کو بازاری کتوں سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ یہ اپنی بورہی ماں سے خلاف بھی ہے کیا
عجب ہے اگر یہ اس خرابی سے محفوظ رہجائے ورنہ یہ بیچیا حریص پلا اس سفید پلیا کی بھی خرابی کے درپے
ہو جائیگا صرف یہ بات کہ خلائق مطعون کریگی پھر کیا ہوگا واقف جواب ہے کہ انسان کے مقابلے میں
انسان قابل طعن ہو سکتا ہے کتوں اور پلوں کے مقابلے میں گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہو سکتی بہرحال
یہ مطعونی اس سے بہتر ہے کہ کوئی کہے بڑی پلیا تمہارے گھر میں بند ہے اور چھوٹی سفید پلیا بازاری کتوں
میں پھرتی ہے اور جو حصہ نسبت کا اُسکو تم سے ہے اُس حصے کے موافق تمکو بھی ذلیل کر رہی ہے اور طعن کے
نسبت جو ذکر ہے اُسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں پیغمبر تک طعن سے نہیں بچے علی العموم ہندوں کا
کیا ذکر ہے حضرت موسے علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ایک روز اپنے فرزند کو حالات دنیا کا سبق دینے اپنے
ہمراہ لیگئے خود گھوڑے پر سوار تھے اور بیٹا پیادہ تھا راہ میں لوگوں نے ازراہ طعن کہا سبحان اللہ یہ
ولی خدا ہیں فرزند کو پیدل ہمراہ لیا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہیں حضرت گھوڑے پر سے اُتر آئے اور
بیٹے کو سوار کیا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ لوگوں نے کہنا شروع کیا واہ کیا ناخلف لڑکا ہے اپنے معزز باپ کا
پیادہ چلنا جائز رکھتا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہے حضرت خود بھی سوار ہوئے اور بیٹے کو بھی سوار
کیا اب لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ واہ کیا انصاف ہے ایک گھوڑے پر باپ بیٹے دونوں لدے ہیں
گھوڑا ہلاک ہوا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع فرزند گھوڑے سے اُتر آئے اور گھوڑے کو کوتل ہمراہ
لیا اب لوگوں نے کہنا شروع کیا واہ رے عقل گھوڑا سواری کو موجود ہے اور دونوں پیادہ چلے جاتے ہیں
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند یہ حال ہے دنیا کا اسوقت کوئی تدبیر ایسی سمجھ میں آتی ہے کہ بندۂ
خدا کے طعن سے محفوظ رہیں اُنکے فرزند نے عرض کی اے پدر والا قدر بہت بجا ارشاد ہوا واقعی اسوقت

کوئی صورت نہین ممکن ہی کہ کوئی مطعون نہ کرے اور ہان خوب یاد آیا چھوٹی سفید پلپا کو اُس بوڑھی کٹنیا نے
اپنے منحوس و پلید خاندان کے ایک سے منسوب کر دیا تھا وہ ہشوو دو تین ہی مہینے کے بعد ایک مرد آدمی
کا کچھ اسباب چرا کے بھاگ گیا پھر اُسنے صورت ہی نہ دکھائی بی بی سے بھی قطع نظر کی یہ مرد آدمی جو بنظر خدا
ترسی اُن کٹنون کی خبر گیری کو موجود ہوجاتا تھا اب جو اُس سفید پلپا کی حفاظت کو مستعد ہوا لوگون نے مطعون
کرنا شروع کیا کہ انھین حضرت کی وجہ سے اس چھوٹی پلپا کا ہشوو شہر بدر ہو گیا اور یہ کوئی نہین کہتا کہ ہشوو ایک
مرد آدمی کا اسباب شادی کے بہانہ سے لیگیا اور قمار بازی مین اسکو تلف کر کے شہر بدر ہو گیا کہ صاحب
مال کو کیا منہ دکھاؤن اور کیا جواب دون اُس بیچیا پلے کا حال سنو کہ جب اُس بازاری نے پہلو تہی کرنا شروع
کی اور اُس پلے بیچیا کو ضرورت اکل و شرب نے مجبور کیا پہلے تو اپنی بوڑھی مان سے لڑنا شروع کیا کہ مجکو
کچھ دے اگرچہ وہ اس پلے کی خبر گیری کیواسطے آمادہ تھی مگر کچھ پاس موجود نہ تھا بازاری کٹنے اپنی جفت
سے سفارش کی پھر بھی اُسنے التفات نہ کی اب وہ بوڑھی کٹنیا اور وہ بیچیا پلا چوری پر آمادہ ہوئے کچھ دن اسلام
گذارے بازاری کٹنا سمجھا کہ یہ بورے تو جان نہ چھوڑینگے اب اُسنے بخوبی احتراز کرنا شروع کیا اُس
پلے کے پھر بھی حواس درست نہوئے دروازے سے قدم نکالنا قسم کھانا دزدی و دروغگوئی اور فریب آمیز
باتین کیا کرتا تھا اور سوچتا تھا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو کچھ دستیاب ہو اگرچہ کیسی ہی بے غیرتی ہو اوسکی
بوڑھی مان نے بڑی پلیا کے یہان ایک پانی پینے کا ٹھیکرا تھا اور پہننے کا ایک لتا رہن رکھا جو اُسی مرد
آدمی کی ثروتمندی سے اُسے میسر آیا تھا کیونکہ مرد آدمی سے بوڑھی کٹنیا نے کچھ قرض لیا تھا اور وعدہ کیا
تھا کہ فلان مقام سے زر نقد ملنے والا ہی ضرور ادا کر دونگی وہ زر نقد مل بھی گیا اور صرف بھی ہو گیا مگر
اُسکا قرضہ ادا نہ کیا جب اُسنے ذرا کنایتہً اشارۃً ذکر کیا جھنجھوڑ کھانے کو آمادہ ہو گئی وہ خاموش ہو رہا کہ یوالو
سے مقابلہ کرنا عقلمند کا کام نہین یہ پانی پینے کا ٹھیکرا اور زمین پر بچھانے کا لتا اُسی زمانہ کا خریدا ہوا تھا
جب وعدہ ہو رہا تھا کہ روپیہ ملے تو قرضہ ادا کرون حالانکہ روپیہ مل گیا تھا اور اُسی روپیہ سے یہ لتا خریدا
تھا یکایک اُس پلید بیچیا پلے کو شیطان نے جسکی نسل سے وہ تھا ایسا بہکایا کہ بڑی پلیا تا اپنی بہن کے
یہان اُس ٹھیکرے وغیرہ کو مانگنے گیا اور اپنی بوڑھی مان کو بھی ساتھ لیتا گیا اُسنے بڑی پلیا کو ہزارہا کوسنے
گالیان دین دونون لینے کٹنیا اور پلیا خوب بھونکے محلے والون نے ڈھیلے مار کے ہنکا دیا وہ بیچیا پلا
اپنی بوڑھی مان کے مشورے سے حاکم وقت کے یہان پہونچا اور کہا میرے یہان چوری ہو گئی فلان جگہہ مال
موجود ہی کچھ تو ان تحقیقات کو بڑی پلیا کے یہان آیا یہان اُسکو تحقیق ہوا کہ اس پلے نے محض جھوٹ موٹ کیا
دروغگو پلے بیچیا سے پوچھا اُسکو کوئی حیلہ نہ بن آیا کہا بیشک مین نے محض دروغ یہ کارروائی کی اُسوقت
کا قاعدہ یہ تھا کہ دروغگو کو سزا ایسے قید ملتی تھی اب تمام کٹنے کٹنیان پلے پلیان ہر جگہہ ایسی کوئی چارہ نظر نہ آیا
یہ بیچیا پلا کٹنے مارون کی قید مین پھنس گیا ۵ ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ۵ کے یہ معنی ہین اب کتون
اور کٹنیون پلون اور پلیون کی ہاے واویلا کہ بڑی پلیا نے بیچیا پلے کو کتے مارون کے ہاتھ گرفتار کروایا
کسقدر بیتکلم معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسکی گرفتاری مین کسی کا قصور نہ تھا خود کردہ را علاجے نیست مگر بوڑھی
کتون سے کون مقابلہ کر سکتا ہی یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ لوگ واقف ہون کہ خباثت و نادانی کا نتیجہ
یہ ہی اسکو لکھا [illegible] دہر کا مقابلہ ہوا خدا نے ہمارے بھائی ایسا نہو کہ خدانا کردہ بار دیگر مقابلہ کرنے مین

نوع دیگر پیش آئے دارا نے اُسکے کہنے کے جانب پہر بہی التفات نہ کی اور یہہ بہی کہا کہ مین اپنے باپ کا
عوض ضرور لونگا سلیمان سمجہا کہ یہہ جوان کسی طرح نہ مانے گا باہم مشورہ کر کے دارا کو بیہوش کیا اور تاریکی
شب مین جانب صحرا کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی صبح کو یکایک مخبرون نے لعل بن توریج کو خبر پہونچائی
کہ سلیمان اور دارا دونون شبا شب روانہ ہوئے یہہ خبر تحقیق سنی ہی کہ سلیمان دارا کو منع کرتا تہا کہ تم لعل
سے مقابلہ نہ کرنا مگر دارا نے نہ مانا سلیمان نے اُسے بیہوش کیا اور شب کو خاور کے جانب کوچ کر گیا
لعل بن توریج سلیمان و دارا کے تعاقب مین روانہ ہوا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین نشان نہ پایا
تا چار کشتیون پر سوار ہو کر ملک بربر کے جانب روانہ ہوا طی الارض کرتا چلا جاتا تہا چند روز کے بعد
شہر خبیل کے قریب پہونچا حسب اتفاق اُس زمانہ مین نریمان بن رستم خان بن گاؤ لنگی شکار گاہ
مین مصروف صید و شکار تہا کہ لعل بن توریج پہونچا نریمان کو خبر ہوئی اُسوقت اُسنے بجائے خود مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیے آیا شہر مین چل کے جنگ و حرب کا بازار گرم کیا جاوے یا بلا تامل ابہی جنگ شروع
کر دیجاوے ہنوز ان دو صورتون مین سے کوئی صورت مقرر نہ کر چکا تہا کہ لعل بن توریج کا نامہ پہونچا
اُسمین لکہا تہا کہ ای نریمان بیشک مسلمانون کے انبیا نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جو کوئی بت پرست اپنی خدا پرستی
کو ترک کر کے بت پرستی اختیار کرتا ہی اُس سے متعرض نہین ہوتا بنا بران تجکو بہی اپنی جان بچانا ہو تو
دین بت پرستی اختیار کر ورنہ جلد آمادۂ پیکار ہو نریمان کو شرم دامنگیر ہوئی فرمان ہمراہی سے کہا جلد
ہماری فوج و لشکر کو اطلاع دو کہ مسلح و مکمل ہو کے یہان حاضر ہو اور خود اُن چند آدمیون کو ہمراہ لیکے
لعل کے مقابلے کو آیا جنگ شروع ہوئی لعل نے کہا ای نریمان میرے نزدیک طول طویل سے کچہ
فائدہ نہین اگر اس قصے کا جلد پاک کرنا منظور رکہو تو مین اور تو تنہا سمجہ لین نریمان نے اس بات کا
مطلق جواب نہ دیا اور جنگ مین مصروف ہوا بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہہ ہوا کہ نریمان کو لعل بن
توریج نے گرفتار کر لیا بعد گرفتار ہونے نریمان کے اُسکی فوج پہونچی لعل بن توریج اُس فوج پر حملہ آور
ہوا چونکہ فوج بے سردار ہو چکی تہی تاب مقابلہ نہ لا کے پسپا ہوئی لعل بن توریج نے تعاقب کیا
بعضون کو ہلاک کیا اکثر گرفتار ہوئے لعل نے خیمہ بر پا کر کے وہین قیام کیا صبح کو دربار کیا نریمان
کو قید سے طلب کیا جب وہ حاضر ہوا کہا اب تیرا کیا ارادہ ہی پیشتر تجکو بذریعہ تحریر اطلاع دی تہی کہ اگر
تو دین بت پرستی اختیار کرے تو ہم تجسے متعرض نہون تو نے مطلق التفات نہ کی اب پہر تجسے کہا جاتا
ہی کہ خیریت اسی مین ہی کہ تو بت پرستی اختیار کر ورنہ آمادۂ مرگ ہو نریمان نے کہا ای لعل بن توریج
اس بارے مین تو نے پیشتر بہی تجکو عبث تحریر کیا تہا اور اب بہی بیکار کہتا ہی ایمان کا صدقہ جان کی
ہی اور ایمان بہی وہ جو جملہ ایمانون پر شرف رکہتا ہی اگر مین خدا ناکردہ بت پرست ہوتا تو ممکن تہا مین مسلمان
ہو جاتا اور مسلمان ہو کے بت پرست ہونا محال ہی لعل نے کہا ای نریمان اگر بت پرست ہونا محال ہی تو تیرا
زندہ رہنا بہی محال ہو نریمان نے کہا باشد مجکو کچہ پروا نہین ہی لعل نے طشت طلا طلب کیا اور جلاد
کو بلا کے کہا جلد اس خدا پرست کو ہلاک کرو مگر خبردار اسکا خون زمین پر نہ گرے اس طشت طلا مین جمع ہو
آج مین شراب مین آمیز کر کے اس خدا پرست کا خون پیونگا نریمان کے دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا اور
غضب آلودہ آواز سے کہا او گبر مغرور تو ہرگز یہہ خیال نہ کرنا کہ مین تیرے حکم سے خائف ہو جاؤنگا خون کیا

پہ سودا ان میرا ہر اک استخوان ہی	غبیان ز لف میں نالان جو ہو دل	یسان اژدہا آتش فشان ہی	برنگ طائر رنگ حنا ہوں	
کرت ہاچھنیان آشیان ہی	اس غزل کو سن کے لعل خان بہت خوش ہوا زر کثیر انعام مین دیا اور پوچھا			

کہ تیرا مذہب کیا ہی اُسنے کہا وہی مذہب ہی کہ جو حضور کو منظور ہی لعل نے کہا ہاتھ ملا وہ بڈھا ہاتھ مین ایک
عصر حقہ نفتی رکھتا تھا جو نہین لعل نے ہاتھ بڑھایا اُسنے بھی دونون ہاتھ بڑھا دئے اُسکے قریب
ہاتھون کا پہونچنا تھا کہ حقے کو اس طرح دبایا کہ اُسنے آگ دی لعل نے دیکھ لیا پیچھے ہٹ گیا جب دھوان
اُس حقہ کا برطرف ہو گیا اُس بڈھے کا ہاتھ پکڑا اور کہا او پیراجل رسیدہ یہ کیا حرکت تھی بڈھے نے دست بستہ
کہا ای لعل خان مین تجکو ایسا ہوشیار نوجوان نہین سمجھتا تھا واقعی تو مرد میدان و دلاور زمان ہی اور اصل ان
یہ ہی کہ یہ برکت دین بت پرستی کی تھی جو تو ہوشیار ہو گیا اگرچہ پیشتر بھی مین بت پرست تھا لیکن اب دین بت پرستی
کا اعتقاد کامل ہو گیا غرضکہ اُسوقت ایسی چاپلوسی اُس بڈھے نے کی کہ لعل نے اُسکی خطا معاف کر دی
اور کہا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا مین نے تیری ضعیفی پر رحم کیا ورنہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اکابرین
شہر سے کہا تم لوگون نے بھی ہمکو اس بڈھے کی چالاکی سے خبردار نہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ تم سب اسکے شریک تھے
سب نے کہا ای لعل اگر ہم لوگ شریک ہوتے تو پہلے ہی اسکو طلب کرتے تیری فرمائش سے ہمنے
اسکو طلب کیا کیا معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بیہودگی عمل مین لائیگا لعل بن توریج خاموش ہو رہا تیس روز تک
وہان مقیم رہا بعدہ ایک بت پرست کو لائق حکومت سمجھ کے تجویز کیا اور کہا مین تجکو یہان کا حاکم کرنا چاہتا
ہون خبردار یہان دین اسلام رواج نہ پاسکے جہانتک ممکن ہو بت پرستی کو ترقی ہو اگر کوئی رواج بت پرستی
مین متعرض ہو فوراً مجکو اطلاع دینا اور شہر مین منادی کر دی کہ یہ شخص ہماری طرف سے یہان کی حکومت کریگا
اور بت پرستی کا رواج دیگا اگر کوئی شخص اسکے کام مین حارج ہوگا فوراً ہلاک کیا جاویگا اور تمام گھر اُسکا
ضبط کر لیا جاویگا بعد اس اہتمام و انتظام کے وہان سے روانہ ہوا ملک خاور کی راہ لی

اب لعل بن توریج بدرگ کو ملک خاور کی جانب روان رکھا جاتا ہی جہان حمزہ صاحبقران ناکی
شہر کی شرارت و بدذاتی سے عقابین پر کھینچ دئے گئے ہین اور اب داراب داراب کے حال مین خامہ فرسا ہین

سامنے آنکھون کے اب تو رات انکا خیال ہی	اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہی	لڑکے کو ظلمات مین قدم مستانہ تیری چال کی
تاکہ انگو رامی بہت نازک جو سر پر شال ہی	گھر مین بیٹھے یار کو جو جا پانون سو بچھ	جیتا ایک خاصہ مین آئینہ بینی مثال ہی
رو رہا ہون جیسا کہ ہو مکر کی یاد مین	صمور در حجت ہر اشک مین ایک بال ہی	پاس تیرے ہی تو عطا کی رنج فقیران نجات
برق غمگین ہو جو گشت کریز و پائمال ہی	اڑ نہین سکتی تری انگلیا کی چڑیا اس لئے	جا لی کی کرتی کا اُسپر ای پر جو دہال ہی
بادہ رہتا ہون اضطراب دل کے مضمون بند	یان ہی شعر مین بجلی اندنون کچھ نحال ہی	نرگس آنکھین شاخ نرگس سر سے دنبالہ دار
سہرے ریحان سبزہ خط تخم ریحان خال ہی	اسفلون کے دولت دنیا کو الفت ہی کمال	دیکھو نازبرین ہمراہ قارون نال ہی
آنکھ ہا شور محرم کا ہی ہر روز فراق	وہ لگے لگ جا جسمدن غرہ شوال ہی	سانپ کا لا ہی اگر وہ گیسوی عنبر فشان
سانپ کے نیچے کا بچھو زیر گیسو خال ہی	روز ہوتا ہی زیادہ ای ستمگار وہ سیاہ	کیا غضب مشکلین کتھا را نامہ اعمال ہی
ای صنم نام خدا چھوٹا ہو دندان سے نور	یہ تیری جالی کی کرتی بھی عجب غربال ہی	سخندانیکہ معنی ساز کردہ

سخن را ہمچنین آغاز کردہ	سلیمان کی فہمائش کی جانب سے داراب بن داراب نے مطلق عقاب کی اپنے باپ
	کا عوض لینے کو مستعد ہا سلیمان کو یقین ہو گیا کہ کسی طرح دارا لعل بن توریج کے مقابلے سے باز نہ آئیگا

مشتہر... کی جان ضائع ہوگی بمصلحت بیہوش کرکے اسکو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا جب وامنہ کے قریب
پہونچا ایک جانب دیکھا گرد اڑی ملازم خبر کیواسطے گئے اور بعد دریافت آکے بیان کیا کہ شاہزادہ داراب
کشور کشا مع جاہ وحشم اسطرف چلا آتا ہے سلیمان مشتاق ملاقات ہوا تھوڑی دور تک استقبال
کو گیا شاہزادہ داراب کشور کشا سے ملاقات کی اور اسی مقام پر مقیم ہوا شاہزادے نے پوچھا
کس طرف کا عزم ہے سلیمان نے دارا کو دکھایا اور کہا خاص انکی جان بچانے کو جاتا ہوں شاہزادہ داراب
کو حیرت ہوئی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ بیہوش ہے سلیمان نے کہا اسکو دانستہ بیہوش کیا ہے اپنی جان ضائع کرنیکو
آمادہ ہے بعدہ تمام حقیقت بیان کی اور کہا ایسی حالت میں یہ کار روائی نہ کرتا تو کیا کرتا شاہزادہ داراب
نے کہا اس جوان کو ہوشیار کرو میں خود بھی کچھ باتیں کروں اور سمجھاؤں شاید میری فہمائش کچھ اثر کرے تب تو
سلیمان نے دارا کو ہوشیار کیا دارا نے ہوشیار ہوکے جو اپنے کو اس مقام غیر معلوم میں دیکھا کہا
مجھکو یہاں کیوں لایا یہ کیا واقعہ ہے سلیمان نے حال بیان کیا اور کہا کہ جب میری فہمائش نے اثر نہ کیا تو یہ
تدبیر کی دارا نہایت برہم ہوا اور کہا میں بات کے مقابلے میں جان کی کچھ وقعت نہیں سمجھتا بالفرض میں
لعل بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاتا باشد تم مجھکو بیہوش کرکے یہاں کیوں لائے یہ کیا واقعہ ہے سلیمان
ہنسا اور کہا خیر اس عتاب وخطاب کو ملتوی کرو اور دیکھو شاہزادہ داراب کشور کشا تشریف لائے ہیں
انکی ملازمت سے بہرہ یاب ہو دارا شاہزادہ داراب شاہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا کب
تشریف لائے داراب کشور کشا نے کہا ابھی یہاں پہونچا ہوں یہ کیا بات ہے کہ تم کسی کی فہمائش کے
جانب اعتنا نہیں کرتے اگر سلیمان نے لعل بن تورج کے مقابلے کو منع کیا تو کیا بیجا بات کہی واقعی لعل
بن تورج بڑا سفاک ہے جب تمہارے باپ کی اسنے حقیقت نہ سمجھی تو اور کا کیا ذکر دارا نے کہا حضرت
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ باپ مقابلہ نہ کرسکا تو بیٹا بھی پسپا ہو جائیگا جنگ دو سرداروں
ایک فتح پاتا ہے دوسرا شکست نصیب ہوتا ہے داراب کشور کشا نے کہا ہاں یہ سب صحیح ہے لیکن ظاہر حال
پر نظر کیجاتی ہے بعدہ بہت کچھ نوازش ومہربانی سے پیش آیا اور وہاں سے کوچ کیا چند فرسخ راہ طے کی تھی کہ
دریا کنارے پہونچے کشتیوں پر سوار ہوکے ملک بربر کی راہ لی اور بعد طے سفر دریا ملک بربر میں پہونچے
یہ وہ زمانہ ہے کہ اہل بربر نے حاکم بربر کو جسے لعل بن تورج نے اپنی حالت سے مقرر کیا تھا تنگ کرنا شروع
کیا تھا یہانتک کشت وخون کی نوبت پہونچی ہنگامہ عظیم برپا ہوا حاکم بربر چاہتا تھا کہ بت پرستی رواج پائے اہل
بربر ظاہر بت پرست ہوگئے تھے لیکن باطن میں خدا پرست تھے لعل کے جانے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت
پر آگئے تھے نوبت باینجا رسید کہ اس حاکم کافر کو ہلاک کیا مگر سب اس خیال سے متفکر تھے کہ جب
اس کے ہلاکت کی خبر لعل بن تورج کو پہونچیگی نہیں معلوم کیا آفت نازل کریگا یکایک داراب کشور کشا
کے ورود کی خبر پہونچی سب خوش ہوئے داراب کشور کشا کے پاس آئے حقیقت حال کو بیان کیا
اور عرض کی کہ حضور کو خاص خداوند عالم نے ہماری مدد کو بھیجا ہے اب ہم دامن دولت کو نہ چھوڑینگے
داراب کشور کشا نے دلاسا دیا کہ تم لوگ بالکل مطمئن رہو لعل ملعون کی کیا حقیقت ہے کہ اب تمہارے
حال سے تعرض کرسکے یا کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے ہم تمہاری کمک کو موجود ہیں رستم خان کا حال
پوچھا لوگوں نے کہا رستم خان عقابین کے جانب گیا ہوا ہے یہاں اپنے فرزند کو انتظام ملک کیواسطے

چھوڑ گیا نریمان شکار کو گیا ہوا تھا عین شکارگاہ مین لعل بن تورج پہونچا اور وہین مقابلہ ہوا آخر نریمان لعل بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہوا داراب کشورکشا نے پوچھا رستم خان کی اولاد مین سے کوئی اور بھی باقی ہی اہل بربر نے کہا نریمان کا ایک فرزند ہشت سالہ موجود ہی کہ شصت نام ہی جب نریمان لعل کے دست ظلم سے ہلاک ہو گیا اور لعل نے مذہب بت پرستی کو رواج دینا شروع کیا گمان تھا کہ شصت بن نریمان کو بھی ہلاک کریگا ہم سب نے مشورہ کر کے بکمال احتیاط زیر زمین پوشیدہ کر دیا اور اسقدر اخفا مین مبالغہ کیا کہ کسی بت پرست کو اُسکے حال کی اطلاع نہ ہوئی داراب کشورکشا اُن لوگون کی اس خیرخواہی اور چالاکی سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ شصت کو ہمارے پاس لاؤ لوگ شصت بن نریمان کو اُس مقام محفوظ سے داراب کشورکشا کے پاس لائے شصت چونکہ ابھی کم سن تھا سمجھا کہ باپ کے پاس جاتا ہون جب داراب کشورکشا کے پاس آیا اور اپنے باپ کو نہ دیکھا باپ کو یاد کر کے بہت رویا تمام حاضرین کے دل بھر آئے داراب کشورکشا نے اُسے اپنی گود مین اُٹھا لیا تحائف و نفائس سے اُسے بہلایا اور کہا ای فرزند تو گھبرا نہین اگر تیرا باپ ہلاک ہو گیا ہی تو ہم تیری پرستاری کیواسطے موجود ہین اور خلعت فاخرہ مرحمت کر کے ملک بربر کے تخت حکومت پر بٹھایا اور اُسکی تعلیم و تربیت کیواسطے اپنے مردان ہمراہی سے فضلا و کملا مقرر کیے اور انتظام و حکومت کیواسطے تجربہ کار لوگ انتخب کیے اور جملہ امور ضروری متعلق انتظام ملک فہمایش کر کے وہان سے کوچ کیا چونکہ وہ طفل ہشت سالہ دشمنون سے بہت خائف تھا بروقت کوچ داراب کشورکشا کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا حضور دشمنون مین چھوڑ کے مجھے کہان تشریف لیے جاتے ہین اسوقت تک تو اہل شہر نے میری حفاظت کی ورنہ اتبک ہلاک ہو جاتا اب جو بالاعلان مین یہان تخت حکومت پر بیٹھونگا اور دشمن مجھکو گھیر لین گے تو مین کیا کر سکتا ہون حضور یہان موجود نہونگے داراب کشورکشا نے اُسکے سر پہ دست شفقت رکھا اور لب و چشم بوسہ دیا اور کہا ای فرزند تو بالکل خائف نہو کیا مجال کسی دشمن کی جو تیرے قریب آسکے اور تجھے ضرر پہونچائے

اب حال شمائل خان بن جدائل خان کا مذکور ہوتا ہی کہ جسکو نخچہ اُٹھا لے گیا تھا

کیا عجب سودا ہو زلف یار کی تاثیر سے
ذرے پیدا ہون مین خورشید کی تنویر سے
پا لیے قاصد نے تجھپر سے کیوں مثل قدم
قدر صفحے کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے
عاریت جو شی ہی حاجت اسکی براتی نہیں
سبز مریع ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے
آئینہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہی
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

سنبلستان ہو جو پیدا ہو زنجیر سے
بخت بد سے مور و نفرت کیا الیسا مجھے
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
سارے عالم کو ہی کیا بے اختیار از رجوع
یہ تو ہین پر کب اُڑا جاتا ہی از خود تیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو نصیر بلند
ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے
راویان سخن پرور انجمن مین درست

ہستی عاشق ہو تیری حسن کی تاثیر سے
ہو گیا چین بر جبین کاغذ مری تصویر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن رخ کا
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے
خط جو نکلا ہی ترے منہ پر پڑی ہی زیر زرہ
کاغذ بادی بنا مین گر مری تقریر سے
خط نکل آیا دیان باقی یہان مضمون وفق
کر اختصار سخن بہتر از زیادہ در لیست

سابق مین ذکر ہو چکا ہی کہ شمائل خان بن جدائل خان کو نخچہ اُٹھا لے گیا ایک صحرائے لق و دق مین پہونچا اثنائے راہ مین اُسکے حواس مختل ہو گئے تھے جب صحرا مین پہونچا ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا

ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب درختان گل و ثمر لہلہا رہے ہین ہما نوزان خوش رنگ و خوش آہنگ
چہچہا رہے ہین جا بجا گل کاری پتہ پتہ مین صنعت صانع ساری کی دیکھنے سے نظر مین نور بڑھتا ہی سیر سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہی اندرون باغ متعدد مکانات عالیشان واقع ہین جنکی ہر در و دیوار کی صنعت سے معلوم ہوتا
ہی کہ صاحب مکان نہایت اقتدار رکھتا تھا جسنے صناعان نازک خیال اُستادان صاحب فضل و کمال
کو تلاش کرکے بصرف زر کثیر و مبلغ خطیر تعمیر کرایا ہی شمائل خان تادیر اُس باغ و مکانات عالیشان کی سیر
کرتا رہا اور ایک ایک مقام کو حیرت سے دیکھتا تھا دفعتاً ایک ہواے تند کا جھونکا آیا درختان باغ جھوم گئے
ہوا سے آسمان سے ایک دیو قوی ہیکل آیا باغ مین متوقف ہوا ہر طرف بغور دیکھا شمائل خان کی طرف
بھی نظر گئی قریب آیا سلام کیا شمائل خان کو اُسکے سلام کرنے سے حیرت ہوئی پوچھا تو کون ہی کیا مجھکو
پہچانتا ہی اُسنے کہا ای آدمزاد تجھکو آدمزاد ہونے کی وجہ سے سلام کیا گستاخی مجھسے ہوئی مین سخت مصیبت
مین مبتلا ہو گیا ہون سخت مصیبت درپیش ہی اسطرح سے کچھ اسنے باتین کین کہ شمائل خان کو اُس سے
بات کرنے کی جرات ہوئی پوچھا صاف صاف بیان کر کیا ایسی مصیبت تجھکو درپیش ہی جسکے سبب سے تو مجبور
ہو رہا ہی اُس دیو نے کہا ای آدمزاد یہ جنگل مجھسے تعلق رکھتا ہی اٹھارہ ہزار دیو زادہ میرے تابع فرمان ہین میرا
نام عقیق دیو ہی میرا ایک دشمن قوی دربند گھریار کا حاکم ملک گھریار نام ہی اُسکا قاعدہ مقرر ہی کہ سال مین
دو تین مرتبہ مجھپر یورش کرتا ہی آجتک تو جب اُسنے مجھپر یورش کی مین نے اُسے شکست فاش دی فی الحال
ایک آدمزاد کو ملک فرنگ سے اپنی مدد کو لایا ہی جو کہ شہریار نام سے مشہور ہی آٹھ برس کا عرصہ ہوا
جو میرے اُسکے جنگ ہوئی تھی پھر اُس سے کبھی مقابلہ نہوا اُسنے تمام جنگل کو لیلیا نہین معلوم اب کس
جگہ ہی جنگل مین ہی یا جزیرہ گھریار مین نکل گیا جب مجھکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ناچار مین بھی آدمزاد کی تلاش
مین نکلا تاکہ اُس آدمزاد کا مقابلہ کرکے اُسکو پسپا کرے حتّے کہ ترکستان مین پہونچا وہان تجھکو جنگ و حرب
مین مصروف دیکھا جبکہ تیرا ہاتھی ہلاک کیا گیا تھا ہنوز کوئی سواری نہ آنے پائی تھی مین تجھکو اُٹھا لایا تھا
شمائل خان نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو مجھکو کچھ عذر نہین ہی تو شوق سے اُس آدمزاد کو میرے مقابلے
کیواسطے لا اور اپنے لشکر موجودہ کو فراہم کر عقیق دیو بہت خوش ہوا اور وہان سے غائب ہو گیا تھوڑی
دیر مین جوق جوق گروہ دیو آنا شروع ہوا تا اینکہ اٹھارہ ہزار دیو وہان جمع ہو گئے عقیق پھر آیا اور کہا
ای آدمزاد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ گھریار مین گیا ہی اور اسوقت تک موجود ہی اور ایک دیو
جہرماس نام کو جنگل کا حاکم مقرر کیا ہی شمائل خان نے کہا پیشتر جہرماس دیو ہی کا قصہ پاک کرنا چاہیے
بعدہ اُس آدمزاد کی خبر لیجائیگی عقیق دیو نے کہا شہریار میرے حال پر کمال مرحمت ہوگی شمائل خان
نے وہان سے کوچ کیا جنگل مین آیا جہرماس دیو کو خبر پہونچی وہ چند دیوؤن کو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا
اور کہا ای آدمزاد تو کس ارادے سے یہان آیا ہی شمائل خان نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اس جنگل کو چھوڑکے
جہان کا تو اصل باشندہ ہی چلا جا اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی سو بسیار انچہ داری زر مردی نشان
غرضکہ جنگ و حرب کی نوبت آئی سیکڑون دیو ہلاک ہوئے جہرماس دیو برہم ہوکے شمائل خان کے
روبرو آیا اول بضرب گرز و تیر مقابلہ ہوا بعدہ کشتی کی نوبت آئی شمائل خان نے اُسکے کمربند مین ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کر لیا بعدہ زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہوکے سر تن سے جدا کیا جنگل پر قبضہ کیا دیوان

یہ خبر ملک کھربا کو پہونچائی ملک کھربا گھبرایا شہریار کے پاس آیا اس خبر کو بیان کیا اُسنے کہا اگر واقعی
جنگل جبرماس دیو کے ہاتھ سے نکل گیا اور جبرماس دیو خود بھی ہلاک ہوا تو جلد خبر لینا چاہیے ورنہ آب
یہان یورش ہوگی ملک کھربا نے کہا بیشک اُسی وقت فوج مین کمربندی کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو
شمائل خان کے جانب کوچ کیا جب قریب پہونچا شمائل خان کی فوج کے سامنے صف آرا ہوا بعدہ
شمائل خان اور شہریار دونون مقابل ہوئے پہلے شہریار نے دین و مذہب کے بارے مین سوال
کیا شمائل خان نے اپنا حال بیان کیا شہریار نے کہا اے جوان طرفہ امر ہے کہ ہم اور تو دونون ایک مذہب
رکھتے ہین اور پھر جنگ وجدل کی نوبت آئی اس طرح کی جنگ مناسب نہین معلوم ہوتی بہتر یہ ہے کہ ہم اور تو
دونون صلح کرلین اور کسی غیر مذہب پر بالاتفاق حملہ آور ہون شمائل خان نے کہا جنگ وحرب کے متعلق
مین دین و مذہب کا کیا دخل ہے اسوقت یہ قصہ اسطرح کی گفت و شنید مین فیصل نہوگا کیونکہ

عروس فتح کسی در کنار کے گیرد چیست ✿ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار نزند ✿ آمقابلہ کر جو زبردست ہوگا وہ

حاکم اعلی قرار پائیگا شہریار نے کہا اچھا اگر یہی مرضی ہے تو فوج ولشکر کو اپنی اپنی جگہ مقیم رہنے دو اور ہم اور
تو دونون سمجھ لین شمائل خان نے کہا کیا مضائقہ ہے شہریار نے کہا مجکو خوف یہ ہے کہ اگر اسلحہ سے مقابلہ
ہوگا ممکن ہے کہ کوئی ضرب سخت سبب ہلاکت کسی کی ہو شمائل خان نے کہا پھر کس طرح مقابلہ ہو شہریار
نے کہا پنجہ کا مقابلہ ہو شمائل خان نے کہا یہی سہی غرضکہ پنجہ کا مقابلہ ہوا بعد کشش و کوشش بسیار شہریار پر
شمائل خان پر غالب آیا شمائل خان نے شہریار کی اطاعت قبول کی شہریار نے عقیق اور
کھربا کو باہم متفق کرکے ملک دونون کو تقسیم کردیا شمائل خان سے کہا اے بادشاہ مجکو ملک فرنگ
مین جانا ہے شہریار نے پوچھا فرنگ مین کیا کام ہے شمائل خان نے کہا کام یہ ہے کہ اسکندر فرخ لقا
نامے پسر حمزہ میرے باپ پر یورش کیے ہوئے ہے پہلے اُسکا علاج کرونگا اور تمام ملک مسخر کرکے خسرو
پرویز کے پاس جاؤنگا اے بادشاہ فی الحال خسرو پرویز سخت ناچار ہے کیونکہ اُسکے پاس کوئی سردار
نہین ہے اُسکے پاس پہونچنا ضرور ہے شہریار نے کہا ہان یہ سب صحیح ہے لیکن مین جبتک سرسیما فرنگی
اپنے باپ کو نہ دیکھ لونگا کہین نہ جاؤنگا اور تمھارے جانے کو مین مانع نہین ہوتا شوق سے جاؤ پھر تو
شمائل خان نے سباسے خود خیال کیا کہ اگر شہریار کو چھوڑ کے خسرو کے پاس جاؤنگا بالیقین اُسکو
ناگوار ہوگا کہا اے بادشاہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تمکو چھوڑ کے خسرو پرویز کے پاس جاؤن اب مین تمھارے
ساتھ ہون جہان تم جاؤگے مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا پس دونون تخت مرصع پر بیٹھ کے
فرنگ کے جانب روانہ ہوئے

اب شمائل خان اور شہریار کو ملک فرنگ کے جانب روان کرتا ہے اور چند کلمے خسرو پرویز کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

تری گلگون ہر اِک ہی رنگین دل آباد بہار ہے
شگفتہ ہوتے ہین گل جبسے شاہد بہار ہے
پس از مردن چلا ہون سوے جانان بیقراری سے
روانی مین مشابہ رنگ گل ہے خون جاری سے

بنائین غازہ کہ رخسار گل گرد سواری ہے
فراق یار مین لذت ہے مجکو بادہ خواری ہے
مشابہ ہوگیا ہے گنبد مدفن عماری سے
اگر بزرانشہ دستی قد کیون ہے مری اشکباری

ہنسی آتی ہے اُس گل کو ہماری اشکباری ہے
کہین اید نہ کرلیے متہم [illegible] گا ہی ہے
ترے آگے چمن ہے پانی پانی شرمساری سے
کبھی شمشاد بھی کرتے ہین خفت شرمساری سے

فراق یار مین آئی اجل پر بیماری سے
روان ہی ساتھ ہر نقش قدم تک بیقراری سے
کیا گلگشت مین کس سرو قد نے زینت شبانہ
بھلا گشت فلک ہی بجز کسکی آبیاری سے
درختون نے نہین باغ جہان مین کم ثمر پایا
ہوا کب قصر تن محکم محل کی پائداری سے
جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت کا
تعلق بخیہ مرہم کو کیا ہی زخم کاری سے
نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ بزم ساقی مین
گلا اپنے چھری پہ پھیرتی ہی سرخی بادہ خواری سے
جو خونریزی کی عادت رکھتے ہین فیض تیغ
کہ ہی گردش مین ابد کم نہین ہی آب جاری سے

ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوندیکی کٹاری سے
مریض عشق ہون جب ہوئی الفت زبانیکو
درختونکو چمن مین کم نہین ہر برگ آری سے
اگر ہی آبرو انسان مین تیغ کی شجاعت بھی
ہرے ہو جاتے ہین داغ کہن باد بہاری سے
پسند آتا ہی گر تجکو عروج اکدم کا اے منعم
وہ ہین ہمدم کہ جسکو تب آتی ہی باری سے
ہوا ایسی کبھی گلزار کی اس گل کے آنے سے
شباب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سے
زبان شمع سوزان سے یہ مصرع گرم سنتا ہون
کمان ملتی ہی سائل کو کبھی کوڑی کٹاری سے
رلایا مجکو جب برسون تو آیا وہ مسیحی تھا

زمین پاؤن کس انداز سے رکھتا ہی او ظالم
گرے زیران جسطرح ہوتے ہین سب امراض ساری سے
مرنے کے نہین محتاج ہمت جنکی عالی ہی
برش تلوار مین آتی ہی پیدا آبداری سے
اگر ہی سنگ مین پیدا اجل اسکو بھی آتی ہی
حباب آبجو بھی کم نہین تیری عماری سے
بری ہوتے ہین سیرونکے جو دنیا مین کامل ہین
چراغ گل ہوئے گل بنفشہ باد بہاری سے
سیہ روکیون کہا کرتا ہی ہم ستون کو اے زاہد
سر بریان ہی اس محفل مین بہتر تاجداری سے
دلیل اسپر ہی یہ جو حکم کرتا ہی نجابت کا
ہوا ہی سرو پیدا باغبان کی آبیاری سے

غواصان بحور معانی وصیرفیان دار العیار یہ دانی صفحۂ قرطاس پر اسطرح در ریز ہوتے ہین کہ جب مویدین تجاہ حمزہ صاحبقران ثانی کفار کی قید مین مبتلا ہوگیا انواع اقسام کی مصیبتون کا تحمل کیا دار دنیا ظرف مصیبت کی جگہ ہی قید کفار کا کیا ذکر جو بقید حیات ہی اگرچہ ظاہرا انداز معلوم ہوتا ہی لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی آلام و مصائب دنیا مین مثل قیدی کے مضطر و پریشان ہو حکمت مین مقرر ہی کہ جب انسان پیدا ہوتا ہی تو بروقت ولادت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو تنگنے مین پیچنے سے ہوتی ہی بدن کی جلد ایسی نرم ہوتی ہی کہ ہاتھ لگانے سے اسکو ایسی تکلیف ہوتی ہی جیسے زخم کے چھونے سے بے زبانی کی کیا کم تکلیف ہی کہ کہین درد ہی لیکن بجز رونے کے کچھ نہین کہ سکتا جب زبان مین گویائی کی طاقت پیدا ہوئی اُستاد کے حوالے کیا گیا اُسکے کسی اعضا مین درد ہی اُستاد اُسکے کہنے کو حیلے پر مبنی کرکے گوشمالی کرتا ہی قابل غور یہ امر ہی کہ اگر واقعی اس بچہ کے کہین درد ہی تو وہ دکھا نہین سکتا پس اُستاد کی گوشمالی اُسکے واسطے کیسا ظلم ہی جب ان مصائب کا تحمل ہو سکے سن بلوغ کو پہونچا بزرگون نے اُسکی شادی کردی تا اینکہ صاحب اولاد ہوا اب اسوقت کی مصیبت کو کون نہین جانتا خلاصہ یہ کہ زن و فرزند کے داد و غذا کی فکر مین جان و ایمان دونون سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہی اب بڑھاپے کی باری آئی سے ع چو شصت آمد نشست آمد پدید اعضا نے حرکت کو جواب دیدیا بینائی نداد و کان بہرے دانت یکے بعد دیگرے سب گر گئے کوئی اُٹھا تو اُٹھین کوئی بٹھاوے تو بیٹھین تا اینکہ ملک الموت سے ملاقات کی نوبت آئی اب وہان کے حساب و کتاب کا دغدغہ لگا ہی خلاصہ یہ کہ دنیا مین آسکے قیامت کا سامنا ہو جاتا ہی اس حالت مین بھی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہین چندروزہ زندگی مین دنیوی اغراض کے حاصل کرنے کو طرح طرح کا ظلم کرتے ہین کسی کی شہرت پر نظر نہین کرتے کسی کی بیوگی پر رحم نہین کھاتے کسی کی امانت نہین دیتے کسی کا معاوضہ واجب الادا ادا نہین کرتے نہ خدا سے ڈرین نہ پیغمبر کا خوف کرین نہ امام کا پاس کرین ہزار ہزار لعن بر کار شیطان خسرو پرویز ثانی صاحب مکر و بے ایمانی اس بات کی دلیل ہی کہ جب

اُس ملعون نے دیکھا کہ کسی طرح مسلمانون کا غلبہ کم نہین ہوتا اپنی راے ظاہر کی کہ حمزۂ ثانی کو قتل کرنا چاہیے
توقف مین سرتاسر خدشہ ہی فوج کفار کے اکثر سردارون نے اس راے سے اختلاف کیا اور کہا اس بارے
مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہی مسلمان کثرت سے ہین اگر وہ سب کشت وخون پر آمادہ ہوگئے تو غضب
ہو جائیگا پہلے فوج اسلام کا تدارک کر لیا جاے اُسوقت حمزۂ ثانی کو ہلاک کرنا لازم ہی ثمرہ وہین ثانی بھی جو
تھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ میری بھی یہی راے ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا ہان مین بھی
سمجھتا ہون مگر اصل امر یہ ہی کہ امیر ثانی کو ہلاک کرنے سے فوج اسلام کا زور کم ہو جائیگا اور اگر امیر کی ہلاکت
مین دیر ہوگی تو مسلمانون کا غلبہ زیادہ ہو جائیگا ثمرہ وہین ثانی نے کہا اگر بادشاہ کا یہ خیال ہی تو مسلمانون کے
علاج کا مین ذمہ دار ہوتا ہون ہر طرح سے مین اُنسے سمجھ لونگا اگر فوج اسلام کی کثرت زیادہ ہی تو خداوند کے
فضل سے اس طرف بھی فوج ولشکر مین ترقی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا تم ہان
مین نے اپنا خیال ظاہر کر دیا ثمرہ وہین ثانی نے کہا ان مین جانون اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا اُسطرف نقیبان
مین بھی طبل جنگ بجا ۔ شعر: ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دو نیست دو نیست گو دون دون ٭ دونون لشکر میدان مصاف
مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ فوج کفار سے میدان مین آیا اشکبوس زرق درفش گھنم کا نوا ساز بردستان
روزگار سے تھا آواز بلند پکارا کہ ای خداے ناپدید کے پرستش کرنے والو آج مجکو دیکھنا ہی کہ تمہارا
خداے ناپدید جسکی تم بندگی کرتے ہو کیا قدرت وطاقت رکھتا ہی اور اپنے خداوند لات ومنات
کے جلال کو دکھاتا ہی تم مین سے کون ہی میرا مرد مقابل آوے میرا مقابلہ کرے اور اگر تم سب ہمارے
خداوند لات کی بندگی پر آمادہ ہو جاؤ تو ہمکو مطلق تمسے سروکار نہین ہی اگرچہ تم سب خداوند سے منحرف
ہو مگر پھر بھی خداوند کا رحم وکرم اس درجہ وسیع ہی کہ تمہارے گذشتہ گناہون سے درگذر کرکے راضی ہو جائیگا
ای خداپرستو مین سچ کہتا ہون کہ تم مین میرا مرد مقابل نہو سکیگا کیون خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو
اُس گبر مکار کی اس تقریر سے تمام فوج کے خون غیرت نے جوش مارا آپس مین مشورہ ہونے لگا کسکو
اس گبر کی سرکوبی کو بھیجنا چاہیے تاکہ اسکو سزا اسکے معقول دے سکے اسنے کلمات کفر زبان پر جاری کیے
ہین اگر اول مرتبہ کوئی اہل اسلام اسکے مقابلے مین پسپا ہو جائیگا تو بڑی ذلت حاصل ہوگی اول مرتبہ اسکو
سزاے معقول مل جاوے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غالب شیردل نام ایک پہلوان لشکر اسلام سرداران
لشکر اسلام کے سامنے آیا اور غضب آلود لہجہ مین اُسنے کہا کیون تاخیر کیجاتی ہی مجکو اجازت دیجے تاکہ اس گبر کو
اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دون بعضون نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ بھی ایک پہلوان زبردست ہی بعضون نے کہا
اگرچہ غالب شیردل ایک پہلوان زبردست ہی تاہم ناتجربہ کار ہی اسکا بھیجنا ہرگز صلاح نہین ہی غالب شیردل
نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اسکی کیا دلیل ہی کہ مین ناتجربہ کار ہون جو کوئی مجکو ناتجربہ کار سمجھتا ہی پہلے وہی
مجھسے سمجھ لے میری تجربہ کاری اور ناتجربہ کاری کا حال ابھی ظاہر ہو جائیگا بے سمجھے ہوئے زبان
سے کسی بات کا نکالنا کیا معنی اگر مین اس گبر کے مقابلے کو نہ بھیجا جاؤنگا اپنے کو خود ہلاک کرونگا مجبور ہو سب نے
اُسکو اجازت میدان دی غالب شیردل اُسیطرح شمشیر برہنہ بکف اشکبوس زرق درفش کے روبرو
آیا اور کہا او گبر بیہودہ گو یہ کیا بے تمیزی ہی کہ تو جو کچھ منہ مین آتا ہی بکتا ہی انسان کو سوچ سمجھ کے بات کرنا چاہیے
اشکبوس زرق درفش نے بغور از سرتاپا غالب شیردل کی صورت دیکھی اور کہا اس گفت وشنید

سے کچھ فائدہ نہیں ہے قربان بہ بند و بازکشا غالب نے شمشیر آبدار کا وار کیا اشکبوس زرق درفش
نے بسہولت اس وار کو روکیا اور کہا خبردار ہو جا ۔ زدی ضرب خود ضرب نانوش کن : غم دین و دنیا فراموش کن
یہ کہکے نیزے کا وار کیا غالب شیر دل بھی ایک پہلوان کامل الفن تھا اس صفائی سے تلوار کا وار کیا
کہ نیزہ اُس پلید کا قلم ہو کے زمین پر گرا اشکبوس زرق درفش بہت خفیف ہوا اور نصف نیزہ وہ بھی
زمین پر پھینک کے کہا لے اب اس وار کو بھی رد کر تو میں تجھے پہلوان زبردست سمجھوں اور تلوار
کا وار کیا غالب شیر دل نے سپر پر اُس ضرب کو روکا مگر سپر کٹ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کٹ گئیں
سرداران لشکر اسلام خوب ہوشیار اس وجہ سے تھے کہ وہ غالب کو بالکل ناتجربہ کار سمجھے تھے مگر اُسکے
اصرار سے اُسے اجازت میدان دی تھی جب اُنھوں نے دیکھا کہ غالب شیر دل نے نہایت
کوشش سے اشکبوس زرق درفش کا وار روکا تاہم غالب کی اُنگلیاں قلم ہو گئیں چند پہلوان
اُسکے قریب پہونچ گئے اور کہا اے دلاور دوران واقعی کارے کردی خوب اس گبر کے وار کو روکا اب تیرا
قیام یہاں بالکل نامناسب ہے دست راست تیرا بالکل بیکار ہو گیا ہے اس حالت میں اگر تو مقابلے کو آمادہ رہیگا
بالیقین اس موذی کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا ناچار غالب شیر دل واپس آیا مگر غصے سے کانپ رہا تھا
اور کہتا تھا تم لوگ بیکار مانع ہوئے اگرچہ میری انگلیاں قلم ہو گئیں تاہم میں اس مردود سے سمجھ لیتا زیادہ بہتر
یہ ہے کہ میں ہلاک ہو جاتا باشد سرداروں نے کہا یہ مقصود نہیں ہے کہ اول مرتبہ لشکر اسلام کا کوئی متنفس اس
گبر کے ہاتھ سے ہلاک ہو ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک ایک جانب سے تتق گرد نمایاں ہوا دونوں طرف
کے لشکر اُس گرد کے جانب متوجہ ہوئے ہر ایک بجائے خود یہ سمجھتا تھا کہ ہماری طرف کمک آتی ہے جب دامن
گرد چاک ہوا دیکھا سکندر رفرخ لقا اور شاپور شیر دل ایک لاکھ سواران جرار و خنجر گذار کی جمعیت لیے چلے آتے
ہیں مسلمان بہت خوش ہوئے خداوند عالم کا شکر ادا کیا خواجہ عمر ثانی چند قدم استقبال کو بڑھ گئے پہلے
سکندر رفرخ لقا سے ملاقات ہوئی سکندر نے کہا اے خواجہ خواجگان کیا خبر ہے خواجہ نے تمام حقیقت بیان
اور کہا جلد چلو کفار کو اُنکی ضلالت و گمراہی کی سزا سے معقول دو سکندر نے مستقیم میدان میں آیا شاپور
کو دیکھا گود میں اٹھا لیا اور کہا اے دلاور دوران خوب وقت پہ پہونچے اشکبوس زرق درفش میدان
بیہودہ گوئی پر آمادہ ہے جلد اُسکو پسپا کرو شاپور شیر دل بھی میدان میں آیا سکندر رفرخ لقا نے کہا اے
شاپور شیر دل تم توقف کرو میں اس گبر سے سمجھ لیتا ہوں پھر تمکو اختیار ہے شاپور شیر دل نے کہا پہلے
مجھے اجازت حرب دو خواجہ نے کہا اے شاپور شیر دل دلاور تم توقف کرو شاپور ایک جانب استادہ ہو کے
جنگ و حرب کا تماشا دیکھنے لگا سکندر رفرخ لقا نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا او اشکبوس منحوس
تو کیا بکتا ہے ۔ بیا رانچہ داری ز مردی نشان : اشکبوس سکندر رفرخ لقا کے جانب جھپٹا کہ اگر
سکندر رفرخ لقا جگہ خالی نہ کرتا تو مع مرکب ہلاک ہو جاتا سکندر کے جگہ خالی کرنے سے اشکبوس مع مرکب
منہ کے بل زمین پر آرہا سکندر قریب اُسکے پہونچ گیا اشکبوس مرکب سے زمین پر آکے سنبھل چکا تھا
اُسنے تلوار کا وار کیا جس سے سکندر رفرخ لقا مجروح ہو گیا سکندر نے جھنجھلا کے ایسا وار تلوار کا کیا کہ
اشکبوس تا جگہ دو حصہ ہو گیا اشکبوس کے ہلاک ہونے سے کفار میں غلغلہ بلند ہوا اور سب نے ایکبار
حملہ کیا ہنگامہ جنگ بہ غلو گرم ہوا گیر و بزن کی صدا بلند ہوئی جو جسکے روبرو آگیا فوراً دو حصہ تھا کشتوں کے

پشتے سرون کے انبار لگ گئے زیادہ تر کفار ہلاک ہوئے تا شام جنگ مغلوبہ رہی چونکہ کفار کے حواس
زیادہ منتشر ہو گئے اُنھون نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس آئے
سکندر فرخ لقا سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر ہوا دعا وثنا سے شاہی بجالایا سعد شہریار نے سکندر
کی جرات و بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا اے سکندر تمنے اسوقت لشکر اسلام کی بات رکھ لی ہمکو
اس بات کی بہت فکر تھی کہ اشکبوس زرق درفش نے بہت کچھ کلمات کفر اپنی زبان پر جاری کیے
ہین اگر اسکو پہلے مرتبہ ہزیمت نہ ہوتی تو کچھ شرمایا ہے بارے خداوند عالم کے فضل سے تم اسوقت پہونچ گئے
جو وہ جہنم نصیب ہوا دیکھو غالب شیر دل کو وہ زخمی کر چکا تھا سکندر فرخ لقا نے کہا شہریار اصل امر یہ ہے
کہ اشکبوس ایک زبردست گبر تھا اُسکے مقابلے مین میرے بھی حواس باختہ ہو چکے تھے بارے خداوند عالم
کے فضل سے اور حضور کے اقبال سے مین غالب آیا اور واقعی اگر غالب شیر دل اُسکے مقابلے سے
واپس نہ آتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا بعدہ شہریار کا حال بیان کیا تمام حاضرین شہریار کا حال سن کے متعجب
ہوئے اور کہا کیا تعجب کی بات ہے کہ جس شخص مین اولاد حضرت ابراہیم کی نشانیان موجود ہون اور وہ
فرنگیون کے پاس ہو اور مرید بیران بت پرستی اختیار کیے ہوئے ہو کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا امر ہے
اُسطرف لشکر کفار مین مشورے ہو رہے تھے کہ مسلمانون کا زور روز بروز بڑھتا جاتا ہے انجام بہتر نظر نہین
آتا کیا تدبیر عمل مین لائی جائے جو مسلمانون کا زور کم ہو کسی نے کہا طرفہ امر ہے کہ خداوند بھی اپنے بندون کی مدد نہین
کرتا اپنے مخالفین کی حمایت پر آمادہ ہے کسی نے کہا اے فلان تیرا یہ اعتراض خداوند کے نسبت بیجا ہے اُسنے جو
کچھ تقدیر کر دی ہے ہر طرح وہی ہو گا ہان صرف اسقدر اعتراض ضرور ہے کہ باوجود تقدیر مقررہ ہماری طرفداری
ضرور تھی اُسنے کہا مین بھی تو یہی کہتا ہون صلصال اور ثروہین ثانی دونون ہمزبان کفار کو دلاسا دے
رہے تھے کہ کیون اسقدر خداوند کے رحم و کرم سے نا امید ہوا اگرچہ خداوند تقدیر کر چکا ہے تاہم اپنے بندون
کی مدد کریگا اب نہین کسی دوسرے وقت مین جب ہم سب بالکل مجبور ہو جائینگے کفار نے کہا قربان ایسی
مدد کے جب ہم نیست و نابود ہو جائین اُن دونون نے کہا تم سب نیست و نابود نہوگے کفار نے کہا اگر
صلصال ہم پوچھتے ہین کہ خداوند کو ایسی تقدیر کرنا کیا ضرور تھی کہ جسمین سرتاسر ہمارا نقصان ہے یہ وہی مثل ہے
کہ گھر کے پیرون کو تیل کا ملیدہ صلصال نے کہا خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہے اگرچہ ہمکو اطلاع نہین ہے لیکن
ہمکو سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فعل خداوند کا خلاف حکمت و مصلحت نہوگا اُسطرف لشکر اسلام مین صبح کا وقت تھا
دربار گہربار مین سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تخت شہنشاہی پر جلوہ افروز تھے تمام سرداران و امرا و وزرا
اپنے اپنے فرنگ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ غل ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے کہا یہ غل کیسا کہ ایک گروہ
گریبان دریدہ و سر برہنہ دربار مین آیا سعد شہریار نے حکم دیا کہ پوچھو کیا واقعہ گذرا ہے جو تم سب اسقدر
بدحواس آئے ہو انھون نے کہا غضب ہو گیا شب کو شاہزادہ بدیع الزمان اپنے خیمے سے غائب
ہو گیا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین پتہ نہین ملا مجبوری یہان خبر کو حاضر ہوئے سعد شہریار نے پوچھا کہ پہرے
پر کون تھا لوگون نے پہرے والے کا نام بتایا اور کہا پہرے والا کہتا ہے کہ ہم ہوشیار رہے تمام پہرہ دیتے رہے
ہماری موجودگی مین کوئی غیر شخص خیمے مین نہین آیا سعد شہریار نے کہا خیمے مین جا بجا دیکھو شاید کوئی عیار
لشکر ضلالت شعار کا بذریعہ نقب خیمے مین پہونچا ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چرا لیگیا ہو اُنھون نے

عرض کی شہریار شاہزادہ سوتا نہیں ہے کہ خاک چھانی جائے اگر حضور کو یقین نہو تو خود تشریف لیجا کے
ملاحظہ فرمائیں سعد شہریار سب کو ساتھ لیے ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان کے خیمے میں آئے دیکھا
واقعی اندرون خیمہ نقب واقع ہے اور پلنگ کے نیچے اسطرح واقع ہے کہ مطلق گمان نہیں ہوتا کہ یہاں نقب واقع ہے
سرداروں نے اس نقب کو دیکھا عجب طرح کی وہ نقب تھی کہ اُسکے دیکھنے سے دل میں تشویش پیدا ہوتا
تھا سعد شہریار نے تمام عیاران لشکر اسلام یعنے عمر ثانی و مہدی بن عمر و مرجان و خجستہ و شاپور شیرو
و جانثور و رابطہ بانو کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے فرمایا اے خیرخواہان من مجھکو تعجب ہے کہ لشکر
اسلام میں سے لائق و نالائق جمع ہوں اور کفار ایسی کارگذاری کر گذریں کہ شاہزادہ بدیع الزمان ایسے
غائب ہو جائیں معلوم ہوا کہ تم سب بالکل بیخبری میں مبتلا ہو خواجہ نے عرض کی اے شہریار والا تبار ہم لوگ
ہرگز بیخبر نہیں ہیں مگر اتفاقی امر کو کیا کیا جاوے اور بالفرض شاہزادے کو کوئی لیگیا انشاء اللہ تعالی ہم اُس
والا جاہ کو تلاش کر لاوینگے چنانچہ خواجہ اسی وقت اُس نقب میں اتر گیا بقیہ سب اردوے کفار کیطرف
روانہ ہوئے خواجہ اُس نقب کو طے کر کے سر نقب پر پہونچا وہاں دیکھا ایک صحرائے لق و دق ہے جس سے دل میں
ہول پیدا ہوتا ہے خواجہ کو ازبسکہ شاہزادہ بدیع الزمان کا سراغ لگانا ضرور ہی تھا اُس صحرائے ہولناک میں
قدم رکھا ہر چہار جانب دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا قریب چار فرسنگ کے راہ طے کی ہوگی ایک لشکر نہایت آراستہ
و پیراستہ نظر آیا جنگلی وردیاں جواہر دوز میں خواجہ نے ایک لشکری سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہے کہا تو نہیں جانتا
مالک اس لشکر کا شیرویہ فرزند خسرو پرویز شیرویہ لقا شیروان ہے اُسکے پاس ایک پہلوان زرفیل منارہ گردن
نام ہے جسکا مثل و نظیر زمانے میں نہیں ہے دوسرا بادشاہ زادہ ملک ہے جو الوند کوہ پیکر نام سے مشہور
ہے فن کشتی میں آج یگانۂ روزگار ہے اور ایک عیار بھی خدنگ تیز رو نام ہے زرفیل منارہ گردن جو اسلحہ
اپنے تن پر آراستہ کرتا ہے اُنکا وزن پانچ سو من ہے منجملہ اُن اسلحہ کے فقط تلوار کا وزن پچاس من ہے خواجہ
اُسکی تقریر سن کے اور اس سامان کو دیکھ کے متحیر تھا کہا یہ لشکر آراستہ و پیراستہ کہاں جاتا ہے اُسنے کہا یہ لشکر
خسرو پرویز کی مدد کو جاتا ہے یہ سن کے خواجہ کو اور بھی حیرت ہوئی دل میں کہا خدا خیر کرے اور لشکر
میں داخل ہوا فوج کی شوکت و شان و جملہ سامان کی سیر کرتا ہوا بارگاہ شاہی کے دروازے پر پہونچا
سوچا کہ اس ہیئت سے داخل دربار ہونا خالی از وقت نہیں ہے لوگ متعرض ہونگے تبدیل ہیئت اسطرح
کی کہ دربار میں داخل ہونے سے کوئی متعرض نہوا دربار میں جا کر دیکھا کہ شیرویہ تخت مرصع پر بکمال
شان و شوکت بیٹھا ہے اور وہی زرفیل جسکا ذکر سن چکا تھا اُسکے دست راست بیٹھا ہے اور الوند جا
بجا بیٹھا ہے اور ایک عیار الماس پوش کو دیکھا کہ ایک گولہ بار زمین پر رکھا ہے اُس کے پاس بیٹھا ہوا
اُسکے بندوں کو کھول رہا ہے خواجہ سمجھ گیا کہ خدنگ عیار یہی ہے شیرویہ نے کہا اے عیار طرار واہ کیسی
کارگذاری کیا غلطی کرتا ہے پہلے اس جوان کو بخوبی گرفتہ و بستہ کر لے بعدہ گولہ بار کو کھول ایسا نہو کہ نوبت
پیش آئے خدنگ عیار نے چند زنجیریں منگائیں گولہ بار کو کھولا شاہزادہ بدیع الزمان کے دست و پا
کو زنجیروں سے خوب جکڑا بعدہ ہوشیار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بنام خدا سلام کیا اور کہا مجھکو
کمال حیرت ہے کہ مجھکو یہاں کون لایا اور کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا شیرویہ نے کہا اے جوان تجھکو وہ شخص یہاں
گرفتار کر لایا جسکے حال پر خداوند لات نے فضل کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کس غرض سے

مجکو گرفتار کیا ہی شیرویہ نے کہا ای جوان تجکو خاص اس غرض سے گرفتار کیا ہی کہ تجکو بطور تحفہ کے اپنے
باپ کے پاس لیجاؤن دوسرے یہ کہ مین نے سنا ہی کہ تو فن کشتی مین مہارت کامل رکھتا ہی میرے بھائی کبھی
الوند نام ایک پہلوان ہین مین چاہتا ہون کہ تیری فن کشتی کا امتحان لون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا
اگر تجکو فن کشتی مین امتحان لینا تھا تو ہنگامہ کشتی گرم کر کے مجکو گرفتار کر لیا ہوتا اسکے کیا معنے کہ عالم غفلت
مین مجکو گرفتار کیا شیرویہ نے کہا پہلے ہنگامہ کشتی اسواسطے گرم نہین کیا کہ شاید تو غلبہ پا کے اپنے حریف کو
ہلاک کرے اسوقت مجکو اختیار ہی کہ اگر تو حریف پر غالب آئے تاہم تجکو مقید رکھون بدیع الزمان نے
کہا یہ بالکل ناانصافی ہی شیرویہ نے کہا یہان انصاف سے کیا نسبت ہی غرض یہ ہی کہ کسی طرح مسلمانون کو زیر
دون اور ہر طرح سے انھین پسپا کر کے نیست و نابود کر دون بعد اس گفت و شنید کے بدیع الزمان کو شیرویہ
نے زندان مین بھیج دیا شیرویہ نے وہان سے کوچ کیا اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا عمر ثانی و
سعد شہریار کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اُن عیارون مین سے جو شاہزادہ بدیع الزمان
کی تلاش مین گئے تھے چند عیار خسرو پرویز کے دردولت پر پہونچے وہان کے ملازمون کی صورت سے
مشابہ ہو گئے دربار مین داخل ہوئے چند لمحے کے بعد دیکھا کہ ایک پیادہ داخل دربار ہوا موقف عرض مین
استادہ ہو کے بعد دعا و ثنا ے شاہی اسطرح عرض پرداز ہوا کہ خدنگ نام عیار شیرویہ ہون عنقریب
وہ بھی خدمت والا مین پہونچتا ہی اُسکے ساتھ دو پہلوان نہایت زبردست ہین ایک کا نام زرفیل منارہ گردن
ہی اور دوسرے کا نام الوند کوہ پیکر ہی خسرو نے کہا اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اُسنے کہا اور خبر تازہ یہ ہی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کیا ہی شیرویہ اُسکو بھی ہمراہ لائیگا ای بادشاہ بدیع الزمان نہایت زبردست
ایک پہلوان ہی اُسکا گرفتار کرنا ایک امر عظیم تھا بارے خداوند لات کا فضل شامل حال ہوا جو وہ گرفتار کیا
گیا ورنہ بہت مشکل تھا خسرو پرویز بہت خوش ہوا کہا ای خدنگ مین نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان
کا نام سنا ہی اب یہان آئے تو دیکھون کہ کس صورت و شکل کا خداپرست ہی واقعی شیرویہ نے بڑا کام کیا جو
اُسکو گرفتار کیا بعدہ طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا جاسوسون نے یہ خبر سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شیرویہ بن خسرو پرویز نے خدنگ عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا ہی اور
عنقریب شیرویہ اپنے باپ کے پاس مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا چاہتا ہی چنانچہ صبح کو پرویز نے
تمام سرداران لشکر کو شیرویہ کے استقبال کیواسطے بھیجا خواجہ عمر ثانی بھی ان بدبختون کے ساتھ تبدیل ہیئت
کیے ہوئے تھا مگر نہایت خبردار و ہوشیار تھا جبکہ سرداران لشکر کفار شیرویہ کو دربار خسرو مین لائے خسرو
شیرویہ اپنے فرزند کو دیکھ کے تخت حکومت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا فرزند کو سینے سے لگا پیشانی پر بوسے دیے
تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکے سردارون کو بھی بحسب مراتب جگہ دی خواجہ ایک گوشے مین کھڑا ہوا تماشا
دیکھ رہا تھا ایک گبر بدکردار کی نظر خواجہ پر پڑی سمجھا کہ یہ کوئی عیار لشکر اسلام کا بہیئت ظاہری دربار خسرو مین عیاری
کے ارادہ سے آیا ہی سب کی نظر سے پوشیدہ اپنی جگہ سے اُٹھا دربار سے باہر آیا اپنے ایک ملازم معتمد کو
قریب اپنے بلایا اور کہا مین اسوقت ایک جراءت کرتا ہون جان کا خدشہ ہی مگر تو ہوشیار رہنا اُسنے حال
پوچھا اُس سردار نے کہا ایک خداپرست تبدیل ہیئت کیے دربار خسرو مین موجود ہی مین نے اُسکو پہچان
لیا ہی ابھی مین نے کسی کو اطلاع نہین کی ہی تو بھی ابھی کسی سے نہ کہنا اس کارگزاری کے عوض مین خسرو

اونکی مسلمانون سے یہ وہ جرارت و طاقت ظہور مین آئی ہو کہ عقل کام نہین کرتی اور بدیع الزمان تو اعلی مرتبہ
کا خدا پرست ہو مجھکو تجربہ سے معلوم ہوا ہو کہ جب مسلمان حالت مجبوری مین مبتلا ہوجاتے ہین خداوند کو اونکے
حال پر رحم آجاتا ہو اور اپنے بندگان خاص کی مطلق خبر نہین رہتی ہو کہ نہین معلوم یہ کس قسم کی عادت خداوندی ہو
مین سچ کہتا ہون اگرچہ بدیع الزمان اسقید ہو تاہم اسکے مقابلے مین خدشہ معلوم ہوتا ہو کل جو کچھ خداوند کو منظور ہوگا
اسے دیکھین گے دوسرے روز حمزۂ ثانی بصورت نوشاد خندق سقا بن کے گذرا تھا کہ عیار اسکو
خدنگ عیار کے پاس لائے اور کہا تو جانتا ہو کہ یہ کون ہو اوسنے کہا ہان کچھ تو پہچانتا ہون کہ یہان کہ اوسنے
کہا یہ عیار لہراسپ کا ہو حمزہ کے پاس اکثر جایا کرتا ہو خدنگ نے کہا جب یہ حمزہ کے پاس اکثر
جایا کرتا ہو تو مانع ہونے کی کیا وجہ ہو اب بھی جاسکتا ہو خواجہ آگے بڑھا بلندی پر گیا لوگون نے جو عرصے
کے بعد دیکھا متعجب ہو کے کہا یہ کیا بات ہو پیشتر تو متعدد مرتبہ آتا جاتا تھا اسقدر عرصے تک تو کہان تھا
نوشاد صندوقی نے کہا ہان تمنے سچ کہا مین عرصے کے بعد یہان آیا ہون وجہ یہ ہو کہ ہمارے مالک نے
فی الحال ایک باغ لیا ہو مجھکو اوس باغ کا داروغہ مقرر کیا ہو غرضکہ خواجہ نے وہان پہونچ کے سب کو بیہوش
کیا مع لہراسپ اندر آیا امیر کے پاس پہونچا اور کہا امیر والا منزلت اب کچھ عرصہ باقی نہین ہو رہائی
کا وقت آپہونچا امیر نے نفس سرد بھر کے کہا ہو خواجہ تمہارا تسلی دینے پر کیا موقوف ہو اگر خداوند عالم
کی مشیت مین میری رہائی گذری ہو تو ایک نہ ایک روز ضرور اس قید مصیبت سے چھوٹ جائینگے اور
اگر مشیت الہی مین رہائی نہین گذری ہو تو کسی قدر رہائی کی کوشش کیجاویگی کچھ فائدہ نہوگا مگر اے خواجہ تمہارا احسان
مجھپر بہت کچھ ہو کہ حالت قید مین میری خبر لے ورنہ اتنے تنگ مین ہلاک ہوجاتا خواجہ نے کہا حضور یہ کیا ارشاد
فرماتے ہین مین خادم جان نثار ہون مجھکو بھی ندامت کیا کم ہو کہ میری موجودگی مین حضور اس قید مصیبت مین
مبتلا ہوگئے اور اسوقت تک مبتلا رہے بعد اس گفت و شنید کے خواجہ رخصت ہوا اسعد شہریار
کی خدمت مین حاضر ہوا امیر کے جانب سے دعا کہی بعدہ کہا شہریار اب مین رخصت ہوتا ہون بادشاہ
لشکر اسلام نے کہا اب کہان کا قصد ہو خواجہ نے کہا اب لشکر کفار مین جا کے وہان کی خبر لیتا ہون چنانچہ
خواجہ لشکر کفار مین آیا معلوم ہوا کہ خسرو پرویز اس بات پر آمادہ ہو کہ الوند پہلوان بدیع الزمان سے ہنگامہ
کشتی گرم کرے خواجہ وہان سے پھر سعد شہریار کے دربار مین آیا اور الوند پہلوان اور بدیع الزمان
کی کشتی کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام اس کشتی کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہوئے کہا اے خواجہ تمہاری
چالاکی کیا اگر ہمنے اس کشتی کا تماشا دیکھا تمہاری اس کارروائی کے عوض مین ہم سب تمکو زر کثیر دینگے
خواجہ نے کہا زر نقد کا خیال تو ضرور مجھے مجبور کرتا ہو کہ مین تم سب کو وہان لیچلون لیکن کوئی معقول تدبیر سمجھ
مین نہین آتی سب نے کہا ضرور کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ نے بعد غور و فکر لیا سب کو سوداگرون کی
صورت سے مشابہ کیا چند اونٹون پر خالی صندوق رکھے اور ہمراہ لیکے لشکر کفار کے جانب روانہ ہوا
اور قریب لشکر کے پہونچ کے خیمہ زن ہوا چند اشیائے ضرورت بھی تاجرانہ رکھ لین تھین اسیوقت
چند کفار آئے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے کہا ہم تاجر ہین اگر کچھ خریداری منظور ہو تو بیان کرو کفار
نے کہا ابھی تجارت کے صندوق کھولے نہین ہین اور جو اسباب صندوقون سے باہر ہو اوسکو
اسکو دکھایا جسمین سے کسی قدر اون ضلالت شعارون نے خرید ا خواجہ نے کہا کیون صاحب تم لوگ

ایک نوکر ہوا انھون نے کہا ہم سب خسرو پرویز کے نوکر ہین خواجہ نے کہا اگر تمھارا مالک کچھ خریدنا چاہے
تو ہمکو لیجاو کفار نے کہا ابھی متوقع خریداری کا نہین ہی اسواسطے کہ فی الحال خسرو پرویز نے ایک جلیل القدر
مسلمان کو گرفتار کیا ہی جو فن کشتی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ خسرو پرویز کو منظور ہی کہ دین خداپرستی بالکل
نیست و نابود ہو جائے اور مسلمان ذلیل ہون بنابران اُس مسلمان مقید سے اپنے یہان کے ایک پہلوان
زبردست الوند نام کی کشتی قرار دی ہی اس قصہ سے فراغت ہو جائے تو پھر تم مال تجارت خسرو پرویز کے
ہاتھ بخوبی بیچ سکتے ہو ہم خود تمکو اپنے ہمراہ لیچلین گے خواجہ نے کہا برادر تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی
کہ تم نہایت خلیق معلوم ہوتے ہو فوج اسلام کے جانب کبھی ہمارا جانیکا اتفاق ہوا تھا اگر وہ لوگ
کچھ ایسے کج خلق ہین کہ ہم وہان قیام نہ کر سکے اور ایک دام کا بھی سودا نہ بکا اب یہ بتاؤ کہ جس کشتی کا تم ذکر
کرتے ہو اسکا تماشا کسی طرح ہم بھی دیکھ سکتے ہین اُن بدبختون نے کہا کیا مضائقہ ہی وہان آکے تم بھی تماشا
دیکھنا خواجہ نے کہا ہم اجنبی لوگ ہین مبادا ہم گئے اور اہل لشکر نے ہمکو وہانتک جانے نہ دیا تو ہم اپنے
مطلب سے محروم رہین گے ہان اگر تم ازراہ مہربانی اپنے ہمراہ لیچلو تو کیا مضائقہ ہی اس ضمن مین خسرو پرویز
کا بھی سامنا ہو جائیگا اور دو ہمر سے وقت ہم تحفہ بھی اسکی ملاقات کرکے اُسکے ہاتھ مال فروخت کر سکتے ہین ٥
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ✤ اُن گبرون نے کہا یہ بھی ممکن ہی خواجہ بہت خوش ہوا کچھ مال تجارت
بطور تحفہ کے انکو دیا اسکا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ اُسی وقت اپنے ہمراہ خواجہ کو مع سرداران ہمراہی لشکر کفار
مین لیگئے اہل لشکر نے حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہ لوگ تاجر ہین مال تجارت لیے ہوئے اسطرف
بھی آگئے ہین فی الحال انھون نے الوند اور بدیع الزمان کی کشتی کا حال سنا تماشا دیکھنے کو یہ بھی آئے
ہین اب ہم انکو دربار خسرو مین لیجانا چاہتے ہین چنانچہ وہ گبر سرداران اسلام کو دربار خسرو پرویز مین لیگئے
انھون نے دیکھا کہ بادشاہ تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی دو طرفہ جلیل القدر سردار کرسیون زرنگار پر بیٹھے ہین پرویز
نے حکم دیا کہ الوند پہلوان حاضر ہو پچاس شاگرد ہمراہ لیے ہوئے از سرتا پا روغن کنجد ملے ہوئے آیا پھر تو
خسرو پرویز نے شمشیر زن کی طرف اشارہ کیا شمشیرزن نے بدیع الزمان کو طلب کیا فوراً بدیع الزمان
بھی حاضر ہوا شمشیرزن نے کہا اسی خداپرست کے بند دست و پا وا کردو جلادون نے بند آہن کاٹے الوند
نے از سرتا پا بدیع الزمان کو دیکھا اور کہا اے خداپرست آج میرا تیرا مقابلہ ہی دیکھون خدا وند لات
کسکے حال پر اپنا فضل کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا او گبر ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی لات کیا شی ہی جو اپنا فضل
کسی کے حال پر کریگا اے خدا واحد لاشریک کی ذات سے امید ہی کہ مین تجھپر غالب آؤنگا خسرو پرویز
نے کہا اے خداپرست ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو خدائے نادیدہ کا پرستش کرنے والا ہی یہ بات بالکل نامناسب
ہی کہ ہمارے دربار مین خداوند لات کی نسبت کلمات نامناسب کہتا ہی اور اپنے خدائے نادیدہ کی تعریف
کرتا ہی اُس پہلوان سے مقابلہ کر اس اثنا مین دربار خسرو مین ایک نقابدار مرکب برق کردار پر سوار
مرکب سے زمین پر آیا بدیع الزمان کے پاس آکے سلام کیا اور کہا کیا خبر ہی بدیع الزمان کو حیرت ہوئی
اور کہا اے نقابدار مجھکو تیرے حال سے خبر نہین ہی فی الحال یہ خبر ہی کہ عنقریب الوند سے میری کشتی
ہوا چاہتی ہی دیکھیے خداوند عالم کسکو کس پر غالب کرتا ہی نقابدار نے کہا اے جوان تجکو تکلیف کرنے
کی کچھ ضرورت نہین ہی مین موجود ہون الوند پہلوان سے مین لڑونگا بدیع الزمان نے کہا اے نقابدار

اول تو مجکو تیرے حال سے اطلاع نہین ہی دیگر یہ کہ الوند پہلوان کی کشتی تجھسے قرار پائی ہی بغیر مقابلہ کس طرح
قبول ہوسکتا ہی نقابدار نے کہا ضرور قبول ہو جائیگا یہ کہکے باواز بلند کہا ای الوند تجکو اپنی پہلوانی پر بہت
بھروسا ہی آ میرا مقابلہ کر بعدہ بدیع الزمان سے پیچ کرنا ببینیم تا کردگار جہان ❊ درین آشکارا چہ دارد نہان
الوند خسرو پرویز کے جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا حکم ہوتا ہی یہ نقابدار مجھسے کشتی چاہتا ہی
خسرو پرویز نے شیرویہ سے کہا شیرویہ نے کہا کیا مضائقہ ہی الوند پہلوان نے کہا اگر یہی رائے ہی تو پہلے
میرے شاگردون مین سے مقابلہ کرے بعدہ مین مقابلہ کرونگا بہروند پہلوان اسکا لڑکا قریب آیا اور کہا ای پدر
مین اس نقابدار کا مقابلہ کرونگا الوند نے اسکو اجازت دی بہروند مسلح و مکمل ہوکے نقابدار کے روبرو
آیا اور کہا ای نقابدار مجہول الاحوال آ میرا مقابلہ کر مین ہون بہروند بن الوند آج اگر خداوند لات نے چاہا
تو فتحیاب ہونگا نقابدار نے ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اسکا کام تمام کیا الوند اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکے
از خود رفتہ ہوگیا تلوار علم کرکے نقابدار کے روبرو آیا اور کہا او جوان سفاک تو نے میرے فرزند کو ہلاک کیا
دیکھون تو میرے ہاتھ سے زندہ کہان جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی بعدہ نقابدار
نے وار کیا الوند کے حواس باختہ ہو چکے تھے نقابدار کے وار کو رد نہ کرسکا لیکن اسکا گھوڑا [illegible]
جست سے وہ بچ گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آ رہا نقابدار اسکے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اسکو ہلاک
کرے چند کفار اسکو بچا لیگئے خسرو پرویز کا سامنا ہوا اسنے کہا ای الوند تو اسوقت ہلاک ہو جاتا ہمارے
ملازم تیری مدد کو نہ پہونچتے تو کیا ہوتا الوند نے کہا ای نظر کردہ خداوند مجھسے تو کشتی مقرر ہوئی تھی شمشیر زنی کا ذکر
نہ تھا خسرو نے کہا بیشک لیکن تو نے خود ہی پہلے اپنا جانا موقوف رکھا اور گیا بھی تو تلوار سے کام کیا تو نے
کشتی کی درخواست کیون نہ کی اور اب کون مانع ہی الوند نے کہا اب مین کشتی ہی کی درخواست کرونگا لیکن پہلے
اپنے اور بھی شاگردون کو مقابلے کیواسطے بھیجونگا خسرو نے کہا بیکار شاگردون کو بھیجنا ہی میرے گمان مین
وہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاینگے الوند نے کہا مین ابھی بہروند اپنے فرزند کے غم و ملال
مین مبتلا ہون خسرو خاموش ہو رہا خلاصہ یہ کہ الوند کے تمام شاگرد نقابدار کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے
الوند کے حواس پیشتر ہی سے باختہ ہو چکے تھے اب اور گھبرایا خسرو پرویز نے کہا ای الوند اب تیری
کشتی کی نوبت آئی ہی الوند چاہتا تھا کہ صاف انکار کرے شیرویہ نے تیز و تند نظر سے الوند کو دیکھا بس
الوند سمجھا کہ میرا انکار کرنا شیرویہ کے برہم ہونے کا سبب ہی مجبور ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا ایک شب و روز
ہنگامہ کشتی گرم رہا کسی کی کشش و کوشش بکار آمد نہوئی یکایک نقابدار نے اُس ملعون کو ہاتھ پہ بلند کرلیا
اور اس زور سے زمین پر پھینکا کہ تمام استخوان نرم ہوگئے شیرویہ الوند پہلوان کو قریب الہلاکت دیکھکے
از سرتا پا غیظ و غضب ہوگیا اور باواز بلند کہا ای بندگان خداوند لات اس خدا پرست کو پھر گرفتار کرلو ایسا
نہو کہ یہان سے نکل جاوے تمام کفار شمشیرہای برہنہ علم کیے ہوئے نقابدار کے جانب دوڑے پھر تو
شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنی گرفتاری کا سامان دیکھا ایک گھوڑا کوتل کھڑا تھا اسپر سوار ہوکے حملہ آور
ہوا اسطرف سرداران لشکر اسلام جو بصورت تجار خسرو کے دربار مین موجود تھے کفار پر ٹوٹ پڑے اسوقت کفار
کی تعداد زیادہ تھی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھائین کہ ناگاہ کہرام آہن قبا شاہزادہ دشت سمروات
پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا اہل اسلام بھی اس جگہ موجود تھے کہ یکایک ایک جانب سے

تھا جو کام حسب مراد درست ہونے کے قریب ہوا مگر بعد کو نہیں معلوم خداوند کے ذہن میں کیا آیا جو
بنا ہوا کام خراب ہو گیا میں نے نور الدہر کی گرفتاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا مگر افسوس
نور الدہر بیدار ہو گیا خسرو نے کہا ای کشتواد تعجب ہی کہ تو نور الدہر کے خیمے میں پہنچ گیا اور پھر اُسکی
ہلاکت نہ کر سکا ضرور تجھسے غفلت ہوئی تجکو لازم تھا کہ جاتے ہی نور الدہر کا کام تمام کرتا ایسے وقتوں میں
لشکر اسلام کے عیار بہت ہوشیاری کرتے ہیں کشتواد نے کہا جب کام خراب ہو جاتا ہی تو سب اسیطرح
غفلت کا الزام لگاتے ہیں کشتواد اور خسرو میں یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ نور الدہر پہونچا اور دفعتاً خنجر
کا وار ایسا کشتواد کی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا تمام کفار نے شنیدہ دی کہ ای بندگان خداوند
لینا اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اسنے غضب کیا کشتواد کو سر دربار خسرو ہلاک کیا دربار کی توہین ہوئی
سب ایک بارگی جھپٹے اس عرصہ میں اور بھی مسلمان نور الدہر کی مدد کو پہونچ گئے کسیقدر کشت و خون دربار
میں ہوا بعدہ وہ سب ضرب و ضرب کرتے ہوئے دربار سے باہر چلے آئے کفار کا مجمع زیادہ ہو گیا
اس طرف مسلمان بھی کثرت سے آ گئے خوب جنگ ہوئی ہنوز وہ ہنگامۂ جنگ برطرف نہیں ہوا تھا
کہ دور سے بگولا گرد نمایاں ہوا سب متحیر ہو گئے کہ یہ کون آیا ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ گرد بیٹھ گئی دیکھا
لعل بن تورج بدرگ سات لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہی کفار کے چند سرداران معزز اُسکے استقبال
کو گئے ملاقات ہوئی لعل بن تورج نے خبر پوچھی اُن سرداروں نے کہا ای نظر کردۂ خداوند مسلمانوں
نے آفت برپا کر رکھی ہی ہر روز ایک کار نمایاں اُنسے ظہور میں آتا ہی کچھ عقل کام نہیں کرتی خداوند خواب
خرگوش میں مبتلا ہی کس سے شکایت کیجاوے ابھی کا تازہ واقعہ یہ ہی کہ کشتواد ایسا جری و بہادر نور الدہر
نام خدا پرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور طرفہ یہ کہ عین دربار خسرو میں نور الدہر نے آ کے ہلاک کیا
دربار کی بڑی توہین ہوئی لعل بن تورج نے کہا یہ خداوند کے خواب خرگوش کا نتیجہ نہیں ہی بلکہ آثار سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو بندگان خداوند مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اُنسے خداوند ناخوش تھا خیر
اب میں آ گیا ہوں دیکھوں میرے مقابلے میں مسلمانوں سے کیا کار نمایاں ظہور میں آتا ہی غرضکہ لعل دربار خسرو
میں پہونچا اور برسم کفار سلام کیا خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی تو خوب وقت پر آیا میں تیری
انتظاری ہی میں تھا تیرا یہاں آنا اپنے حق میں فضل خداوندی سمجھتا ہوں لعل نے اجازت میدان چاہی
خسرو پرویز نے کہا جا خداوند تیری مدد کرین لعل بن تورج وہاں سے میدان حرب میں آیا اور نعرہ مارا
لعل بن تورج خان دلاور ای بندگان خدا سے نادیدہ تم میں سے کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ
کرے سکندر فرخ لقا لشکر اسلام سے مقابلے کو آیا پہلے تا دیر رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ سکندر فرخ لقا لعل
کے ہاتھ سے زخمی ہوا سکندر کے مجروح ہونے سے لشکر اسلام میں ایک غلغلۂ عظیم برپا ہو گیا اسفندیار
فوراً شاہ سعد کی خدمت میں پہونچا اور عرض کی کہ اب غلام کو اجازت میدان ملے شاہ سعد نے کہا
جا خداوند عالم تیری جرارت میں برکت عطا فرمائے اسفندیار مسلح و مکمل ہو کے میدان میں آیا اور نعرہ
بلند کیا او لعل خان بے ایمان تو نے بڑا غضب کیا کہ سکندر ایسے شجاع کو بیکار و زخمی کیا اب میں تیرا مرد مقابل ہوں ذرا
دیکھوں تو کیا جرأت و دلاوری رکھتا ہی کیونکہ شمشیر آبدار کا وار کیا لعل بن تورج ایک جوان بکار آزمودہ تھا اُسنے
بھی اُس وار کو بقیمت شمشیر پر رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی حسب اتفاق اسفندیار کی ...

زخمی ہوا سپاہ ان لشکر اسفندیار کو بھی میدان سے لیگئے بعد شیر افگن میدان مین آیا اس مرد میدان
نے بھی لعل بن توریج کے مقابلے مین خوب داد مردانگی دی نوبت باینجا رسید کہ شیر افگن کو بھی لعل
نے زخمی کیا اسیطرح اور بھی پہلوانان لشکر یکے بعد دیگرے لعل کے مقابلے کو آئے سب مجروح ہوئے
اور سات سرداران لشکر اسلام کے لعل کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے لشکر اسلام کے دلون مین ہول پیدا
ہوگیا شاہ سعد کے حواس باختہ تھے سرداران لشکر سے کہتے تھے یارو ن غضب کی بات ہی کہ کفار
مسلمانون کو ہلاک کیئے ڈالتے ہین اور کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی اگر یہی حال ہی تو پھر اسکے نام بھی مسلمان
باقی نہ رہینگے اور بعض سرداران لشکر سوئے آسمان ہاتھ بلند کیے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح
مناجات کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان و اے دستگیر واماندگان تو خوب جانتا ہی کہ ہم لوگ تیرے کفر سے
پر راہ دور و دراز طی کر کے تیرے مخالفین کو راہ راست اختیار کرانے کی کوشش کر رہے ہین اگر یہی حال
کفار کی سرکشی کا رہیگا تو کیونکہ تیری پرستش کا رواج ہوگا اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ ہماری حمایت کر اور
ان بیدینون کو انکی شرارت و بدذاتی کی سزا دے اور جو سرداران لشکر اسلام تیری راہ مین ہلاک ہوئے
ہین انکے گناہان گذشتہ سے درگذر ہنوز یہ مناجات ختم نہو سکنے پائی تھی کہ ایک جانب سے بگولا گرد نمایان
ہوا کفار سمجھے کہ ہماری کمک کو کوئی آتا ہی انھون نے چند سردارون کو یہ ہدایت کر کے بھیجا کہ اگر کوئی بادشاہ
ہماری کمک کے واسطے آتا ہو تو اسکو بکمال تعظیم و تکریم ہمارے پاس لانا اور اگر مسلمانون کی کمک ہو تو جہانتک
ممکن ہو اسے ہٹانا مسلمانون کی کمک سے باز رکھنا چونکہ مسلمان دعا و مناجات مین مصروف تھے وہ اس
بگولے کو دیکھکر سمجھے کہ ضرور خداوند عالم کا فضل ہمارے حال پر ہوا ہماری دعا و مناجات کا یہ نتیجہ ہی کہ
ہماری کمک کیواسطے لشکر کثیر آتا ہی چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور تاکید کردیا کہ جو سرکردہ
اس فوج و لشکر کا ہو اسکے نام و نشان سے جلد ہمکو مطلع کرنا وہ سردار گئے اور شخص معتبر کی زبانی کہلا بھیجا
کہ خدا کے قادر و توانا کے فضل سے مسلمانون کی مدد کو شاہزادہ کشور کشا داراب بن داراب سلیمان شاہ
آئے ہین اب کفار کا ذکر سنیے کہ لشکر کفار سے جو سردار استقبال کو گئے جب انکو معلوم ہوا کہ مسلمان لشکر
اسلام کی کمک کو آئے ہین انسے ملاقات کی اور کہا لشکر اسلام اپنے دین آبائی سے منحرف ہوگئے
خداوند لات کی پرستش کرنے کو آمادہ ہی اگر تم لوگ بھی خداوند لات کی بندگی کو آمادہ ہو جاؤ تو خیر ورنہ وہ
سب تمکو ہلاک کر دینگے یہ سنکر شاہزادہ کشور کشا انگشت بدندان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا
کہ غضب ہوا اگر لشکر اسلام منحرف ہوگیا انھون نے کہا ایسا ہرگز نہین ہو سکتا اور بالفرض ایسا ہو بھی گیا
کہ لشکر اسلام خدا پرستی چھوڑ دینے پر آمادہ ہی تو بشائبہ مصلحت کے یہ انحراف ہوگا حالانکہ یہ امر بھی خلاف قیاس
ہی کہ ہم وہان پہنچ کے اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہی بر وقت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا
کشور کشا نے کہا کہ کیا کسی وقت مین ایسا ممکن ہی کہ دین خدا پرستی سے منحرف ہونے کو آمادہ ہو جاینگے
سب نے کہا استغفر اللہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی ہماری غرض یہ ہی کہ بالفرض لشکر اسلام کا رنگ دگرگون دیکھینگے
تو پھر کیا اسنسے واپس جاوینگے یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر اسلام بھی پہنچے انکو دیکھکے سرداران
لشکر کفار وہان سے چلے گئے اب شاہزادہ کشور کشا اور داراب بن داراب وغیرہ سرداران لشکر اسلام
کی صحبت خیریت سے ملنے لگے بعد کہا ہم نے کچھ پوچھا چاہتے ہین بشرطیکہ ناگوار خاطر نہو انھون نے

استفسار کیا شاہزادہ کشور کشا نے کہا فی الحال لشکر اسلام کا کیا رنگ اور کیا تہیہ ہی اُن سرداروں نے
کہا چند سرداروں کے ہلاک ہونے سے لشکر اسلام کے دلوں میں توحش پیدا ہو گیا ہی لیکن تہیہ اسوقت یہی
ہی کہ کسی طرح کفار کو اُنکے کردار کی سزا دے معقول دین اور دین خدا پرستی رواج پائے شاہزادہ کشور کشا نے
کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ ابھی چند سردار لشکر کفار کے میری ملاقات کو آئے تھے جنکو شاید تمنے بھی دیکھا
اُنھوں نے بیان کیا کہ لشکر اسلام خدا پرستی سے منحرف ہوا چاہتا ہی فی الحال جو خدا پرست رہے گا ہلاک
ہو گا بارے تم لوگ آ گئے ورنہ ہمارے دلوں میں سخت انتشار پیدا ہو گیا تھا بلکہ یہاں سے واپس جانیکو
آمادہ تھے اُن سرداروں نے کہا عجب کیا ہی اگر اُنھوں نے یہ فریب دینا چاہا وہ ملعون ایسے ہی مکار
و فریبی ہیں شاہزادہ کشور کشا داراب بن داراب سلیمان شاہ کفار کے اس فریب سے بہت برہم ہوئے
اور بعجلت تمام لشکر اسلام میں پہونچے کفار پر حملہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے حواس باختہ ہو گئے شام
تک گیر و دار کا ہنگامہ گرم رہا بعدہ طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس گئے داراب بن
داراب دربار سعد شہریار میں گئے بادشاہ لشکر اسلام نے داراب کو گود میں اُٹھا لیا اور کہا اے
دلبند دوران تو عین وقت پر پہونچا یہاں فوج اسلام کا رنگ دگرگون ہو چلا تھا داراب بن داراب نے
کفار کے فریب کی کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام نے انگشت حیرت دانتوں میں دبائے اور کہا اے داراب
جلد کفار نیست و نابود ہو جائیں انکی سلطنت سخت تکلیف دہ ہی بعدہ سب کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا
اُسطرف خسرو پرویز لعل بن قوریج کو بارگاہ میں لیگیا تمام سرداروں سے مقدم بیٹھنے کو جگہ دی اور کہا
اے بندگان خداوند لات و منات آج لعل بن قوریج کو وہ مرتبۂ اعلیٰ حاصل ہی کہ جو عقل میں نہیں آسکتا
لعل کو محض فضل خداوند سمجھنا چاہیے اور یہاں جو پہونچا تو اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ گویا خداوند نے مسلمانوں
پر ہم کو فتحمند ہونا منظور کیا بعدہ لعل بن قوریج نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا میں نے سنا ہی کہ لشکر
خدا پرست کا کوئی زبردست و معزز سردار گرفتار ہوا ہی خسرو پرویز نے متعجب ہو کے کہا اے نذر کردہ
خداوند تو نے اسوقت تک اس ماجرے کو نہیں سنا زبردست و معزز سردار کیسا خاص حمزۂ ثانی کو گرفتار کیا
ہی اور عقاب میں پہ کھینچ دیا ہی لعل بن قوریج نے خوشی کی حالت میں ٹوپی اُچھالی ایک قہقہہ مارا اور کہا
ہاں یہ کہو حضرت امیر عقاب میں پر تشریف رکھتے ہیں بہت عرصے کے بعد گرفتار ہوئے بادشاہ لشکر
اسلام تو بہت گھبرایا ہو گا خسرو پرویز نے کہا بادشاہ اسلام کا گھبرانا کیسا تمام مسلمان حواس باختہ ہیں یہ ہر
ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہیں لعل نے کہا کیا تردد کی بات ہی اگر ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہیں لیکن
خدا ایک روز ضرور انکی ترکی تمام ہو جائیگی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک قاصد آلودہ گرد از سر تا پا پسینے میں
غرق ہانپتا ہوا پہونچا سب اُسکی بدحواسی کو حیرت سے دیکھنے لگے لعل نے اُس سے پوچھا تو کون ہی
اور کہاں سے آتا ہی جلد بیان کر اُسنے لعل کو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک لمحہ کے بعد حواس درست
کر کے پگڑی سے نامہ نکالا صلصال کو دیا صلصال نے سر نامہ چاک کیا مضمون کی طرف نگاہ کی جیسے جیسے
نامہ پڑھتا جاتا تھا اُسی قدر چہرے پر مردنی چھائی جاتی تھی تمام حاضرین اُسکی صورت کو دیکھ رہے تھے
اور آپس میں کہتے تھے نہیں معلوم یہ نامہ کسکا ہی اور اس نامے میں کیا لکھا ہی جسکی وجہ سے صلصال کا چہرہ
متغیر ہوا جاتا ہی پرویز نے کہا اے صلصال یہ نامہ کسکا ہی اسکا مضمون کیا ہی جسکے پڑھنے سے تیرے

چہرے پر تغیر پیدا ہو صلصال نے کہا اے بادشاہ فوج خداوند غضب ہو گیا رستم ثانی [illegible] ایرج نابکار
دست چھینا ان شہر ختطا پر یورش کی ہے خلخال خان میرے فرزند نے یہ نامہ میرے نام لکھا ہے یہ قصہ بہت
نازک در پیش ہے کوئی فکر معقول کرنا لازم ہے ورنہ تمام ملک ختطا پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائیگا خسرو نے کہا تجھے
اختیار ہے اُسنے کہا زیادہ تر اختیار اُسکو ہے جو خداوند کا مقرب ہے خسرو نے کہا صاف بیان کر تیرا کیا مطلب ہے
اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ مجھکو مدد ملے تاکہ شہر ختطا کو مسلمانون کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے
خسرو نے کہا مین ملک ختطا کی حفاظت کا ذمہ دار نہین ہون علے الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کا
غلبہ ہے اُسنے کہا آخر وہان بھی تو مسلمانون کا غلبہ ہے وہان کی حفاظت کون کرے خسرو پرویز نے کہا ہم نہین
جانتے پہلے ہم اپنی خبر لینگے بعدہ دوسرے کے حال پر نظر کرینگے صلصال کو اُسکی اسطرح کی تقریر
اور جواب صاف پر بہت غصہ آیا مگر اس خیال سے کہ یہان قصہ بڑھانے سے کچھ فائدہ نہین ہے خاموش
ہو رہا اور چند لمحہ تک فکر و تردد مین خاموش بیٹھا رہا بعدہ کہا مین رخصت ہوتا ہون خسرو نے کہا بہتر ہے جا
لیکن یہان کی ہنگامہ آرائی کی مجھکو کچھ فکر نہین ہے اُسنے کہا بقول بادشاہ پہلے اپنی فکر چاہیے بعدہ دوسرے
کے حال کی خبر لینا چاہیے پھر کیا ضرورت ہے اس سوال کی کہ یہان کے ہنگامہ آرائی کی کچھ فکر نہین ہے خسرو
نے پھر کچھ جواب نہ دیا صلصال وہان سے روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجا لعل بن توریج میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو آج پھر مین تمہارے مقابلے کیواسطے آیا ہون کون ہے تم مین سے ایسا
جری و دلیر جو میرے مقابلے کو آویگا لشکر اسلام سے شاہزادہ بدیع الزمان میدان مین آئے اور کہا
او ملعون کیا بکتا ہے مین ہون تیرا ہم مقابل آ مقابلہ کر لعل بن توریج نے کہا اے بدیع الزمان مین نے
تمکو پہچانا اور خوب پہچانا بدیع الملک نام تمہارے نواسے نے میرے باپ کو کمال سفاکی سے ہلاک
کیا ہے اگر خداوند بت بزرگ نے چاہا تو مین اپنے باپ کا عوض تجھسے لونگا اور اے بدیع الزمان تم یہ
یقین سمجھ لو کہ میرے مقابلے مین سر نہین ہو سکتے مجھکو یقین کامل ہے کہ خداوند نے تمہاری اجل خاص
میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے مین اس حالت مین بھی تمہارے خون سے دستبردار ہونے کو موجود ہون
اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو بدیع الزمان نے منغض ہوکے تلوار علم کر لی اور کہا او
پلید اس بیہودہ گوئی سے باز آ زبان بند و بازو بکشا بیار آنچہ داری ز مردی نشان چہ کمان کیانی و گرز گران
لعل بن توریج نے خنجر کا وار کیا بدیع الزمان نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور خود شمشیر آبدار کا وار کیا
لعل بن توریج نے بھی اُس وار کو رد کیا اسی طرح چند ساعت تک رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ لعل
بن توریج کے ہاتھ سے بدیع الزمان کے زخم کاری پہونچا سرداران باختر کی اُسوقت یہی رائے ہوئی
کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو جائے چنانچہ سب نے ایک بار حملہ کیا دونون طرف کے لشکر خلط ملط ہو گئے
یہانتک کہ تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے کفار نے طبل بازگشت بجایا دونون لشکر اپنے مقام قیام
پر واپس گئے اُس روز کفار کے ہاتھ سے نہایت سفاکی ظہور مین آئی تھی جب لعل بن توریج خسرو
کے [illegible] پہنچا [illegible] نے اُسکی سپاہگری کی بہت تعریف کی اور زر کثیر لعل پر نثار کیا
اور کہا اے لشکر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک خداوند نے فتح تیرے نام پر مقرر کی ہے لعل بن توریج
نے کہا اے بادشاہ مجھکو کمال تعجب ہے کہ اسوقت تک [illegible] معتقد ہے لیکن صلصال کی بھی فکر مقدم ہے

صلصال کے بیشتر احسانات بندگان خداوند پر ہین اسوقت مین اسکی مدد ضرور ہی خسرو پہ ویز نے
کہا ہی لعل خان ابھی یہان کا قصہ فیصل کر لینا چاہیے بعدہ صلصال کی خبر لیجاوے ورنہ فی الحال
یہان سخت خرابی کے سامان پیدا ہو جائین گے اور وہان کا حال تو خداوند جانے جنگ دو سردار و کثرت
فوج و طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ چند متنفسون نے لاکھون پیادے و سوار کی
جمعیت کو درہم و برہم کر دیا اور علے الخصوص خداپرستون مین اکثر یہ صفت دیکھی ہی کہ تنہا نے فوج کثیر کو پسپا
کیا لعل نے کہا خیر یہی سہی پہلے یہان خداپرستو کے قصے کو فیصل کر و نگا بعد صلصال کی خبر لونگا یہ کہا اور
اسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لعل بن نوریج بدستور میدان
مین آکے بیہودہ گوئی مین مصروف ہوا اسطرف سے سعد طوقی مقابلے کو گیا پہلے زبانی گفتگو رہی بعدہ
اسلحے سے رد و بدل شروع ہوئی آخر سعد طوقی بھی لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا مسلمان لوگ سعد طوقی
کو لعل کے مقابلے سے لیگئے پھر جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی شام تک صداے چقاچاق بلند رہی یکایک
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے مقام قیام پر واپس گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی
لعل بن نوریج میدان مین آیا اسطرف سے بھی ایک سردار مقابلہ کو گیا دونون نے رجز خوانی کی اور حرب
و ضرب کی نوبت آئی سردار لشکر اسلام زخمی ہو کے واپس گیا دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر بمقام قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز کی میدان داری مین سواے نور الدہر و
اسد و دارا و ہمالک شاہ و سعد بادشاہ لعل بن نوریج کے ہاتھ سے سب زخمی ہوئے اور
خداپرستون کے دل مین ہول پیدا ہو گیا اور بالکل الیقین ہو گیا کہ کفار کے دست ظلم سے جانبری محال ہی
نہین معلوم خداوند عالم کو کیا منظور ہی سعد شہریار کے پاس واپس گئے اور کہا شہریار کیا تدبیر کیجاوے
کہ ان بدبختون کو انکے کردار کی سزا اسے معقول ملے موجودہ حالت کے آثار بد نظر آتے ہین اگر یہی حال ہی
آج نہین کل مسلمان تباہ ہو جائین گے بادشاہ اسلام نے کہا مین بھی اسی فکر مین مبتلا ہون کوئی معقول تدبیر
سمجھ مین نہین آتی یہ کہکے تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ حکم دیا کہ بہران بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے آئے
بادشاہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا ہی واقفان رموز باطنی تم اس موجودہ حالت کے نتیجہ کو بیان کرو اور
یہ بھی بیان کرو کہ امیر کی رہائی مین اب کسقدر عرصہ باقی ہی خواجہ زادون نے چند لمحہ تک سکوت کیا بعدہ
کہا شہریارا امیر کی رہائی مین صرف تین روز باقی ہین لیکن یہ خیال رہے کہ ان تین روز کے عرصے مین جو
کوئی لعل بن نوریج کے مقابلے کو جائیگا ہلاک ہوگا یا زخمی ہو کے واپس آئیگا بادشاہ نے کہا میرے
نزدیک یہ مناسب ہی کہ ان تینون روز کی مہلت لعل بن نوریج سے لی جاوے نور الدہر نے اس
راے سے اتفاق نہ کیا کہا شہریارا لعل بن نوریج بد رگ کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی کہ اس سے
مہلت کی درخواست کی جاوے خداوند عالم کے فضل سے ہر وقت امید رکھنا چاہیے بادشاہ اسلام
نے کہا ہان یہ سب صحیح ہو لیکن تو بھی دنیا عالم اسباب ہی ان کی گھڑی ہی یہان بغیر سبب کچھ نہین کیا
مضائقہ ہی اگر کسی حیلے حوالے سے یہ تین روز تمام کر دیے جاوین یہ باتین ہو رہی تھین کہ جاسوس آیا
اور خبر دی کہ آج لعل بن نوریج نے خسرو پرویز سے [illegible]
بادشاہ اسلام اس خبر کو سن کے بہت خوش ہوا جاسوس سے فرمایا [illegible] اسوقت بہت مبارک خبر سنائی

خلعت بیش قیمت طلب کیا چاالنسو ز کو دیا اسی شب کو عمر ثانی نوشاد کی صورت سے بالاسے عقاب گیا
امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا امیر نے لشکر اسلام کی خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا شہر یار
نے اقبال فوج اسلام کے خواص با خستہ مین لعل بن تورج نے آفت برپا کر رکھی ہے جو کوئی سردار لشکر اسلام
سے اسکے مقابلے کو جاتا ہے زخمی ہو کے واپس جاتا ہے خواجہ زادون سے اس حال کو پوچھا انھون نے
بیان کیا کہ تین روز امیر بلند توقیر کی رہائی مین باقی ہین اس عرصہ مین اگر کوئی مسلمان لعل کے مقابلے کو جا
وے گا ہلاک ہوگا پہلے یہ رائے قرار پائی کہ لعل سے تین روز کی مہلت طلب کیجاوے مگر پھر اس رائے
کو مذموم قرار دیا پھر یہ مشورہ ٹھیرا کہ لعل بن تورج نے شکار کیواسطے تین روز کی رخصت شہنشاہ پرویز سے
لی ہے کہ والا منزلت مبارک ہو کہ اب صرف تین روز رہائی مین باقی رہگئے ہین حمزہ ثانی نے خواجہ کے
حق مین دعائے خیر کی اور کہا اے خواجہ جب اسقدر عرصہ اس قید شدید مین گذر گیا ہے تو انشاء اللہ الرحمن یہ
تین روز بھی گذر جائینگے بعدہٗ خواجہ رخصت ہو کے وہان سے لشکر اسلام مین واپس آیا

اب چند حکایت لعل بن تورج بے ایمان کے بیان ہوتے ہین

توسن عمر رواں ایسا ہی گرچالاک ہے
آسمان وہ تن ہوا پر قطرہ افشاں خاک ہے
یاد ساقی حق ہو مین اندر زنجیر اشک
حسن یار وسکے لیے وہ تو آشنا ک ہے
نشست وشو کو آشنم جاہیے تا آنا ہے
ایک صورت پر اول سے گردش افلاک ہے
جلد پاتے ہین رہائی قید ہی زندان عشق

اگر وسان بربادا کدن میری مشت خاک ہے
آئینہ کو دو دستہ کھتے مین جہان کے خوب وزشت
سائبان مژگان تر کا دار بست تاک ہے
دست صانع کبھی مرحق بیش ادست منوف
کون ہے موجود جو آسودگی سے پاک ہے
ساکن دل تو ہوا آنکھ بنا یا تو نے مکین
یار مین میری بڑی [illegible] جو سفاک ہے

مشغل روئے کا تہ چھوٹا مجھسے بعد مرگ
دل کا اجب صفا بس عالم سے جو ہوگیا پاک ہے
آگ سے جنا ک نہ سکین ہر کمان کیونکر درست
تن بر نہ گا غنچہ بیش از پیرہن صد چاک ہے
جسقدر نشہ زیادہ آتی ہی سر گشتگی
جسقدر دل صاف ہو ویسی نگہ بھی پاک ہے
واقفان رموز معانی و عالمان غموض

ہیولائی اس داستان ندرت توامان یون اسطرح گویا ہوئے ہین کہ جب لعل بن تورج نے مسلمانون سے
مقابلے سے مہلت پائی خسرو پرویز اسکے کار ہائے نمایان سے بہت خوش ہوا سب سے مقدم
سمجھا کوئی درجہ خاطر داری کا فرو گذاشت نہ کیا اسکی ہر ایک بات کو دل سے مانا اپنی تمام فوج کا اسے افسر
بنایا لعل نے کہا اے بادشاہ میرا دل صید و شکار کو بہت چاہتا ہے لیکن بلکہ بجز تمہی خاطر اجازت نے خسرو پرویز
نے کہا اے نظر کردہ خداوند لات ہرچند کہ تیری مرضی مجھکو بدل منظور ہے مگر زیادہ تر مجھکو خیال اس بات کا ہے
کہ لشکر اسلام کے عیار بہت چالاک و ہوشیار ہین اگر تو شکار کو گیا اور وہان کا کوئی عیار پہونچ گیا تو کیا ہوگا
لعل نے کہا بالفرض لشکر اسلام کا کوئی عیار شکارگاہ مین پہونچ بھی جائیگا تو مین بخوبی خبردار رہونگا کیا کہ
ہے اپنی جان ضائع کرنے کے ارادہ سے آئیگا خداوند لات سے مجھکو بہت کچھ امید ہے وہ میرا ہر وقت
معین و مددگار رہیگا خسرو نے کہا تجھے اختیار ہے مین نے احتیاطاً اس بات کو تیرے گوش زد کر دیا ہے
لعل بن تورج شکار کو روانہ ہوا صحرا و سبزہ زار کی سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک آہو دکھائی دیا اسکے تعاقب
مین چلا وہ ہرن پہاڑ پر چڑھ گیا لعل بھی پہاڑ پر پہونچا آہو نظر سے غائب ہو گیا لعل ہر چہار جانب
اس ہرن کی جستجو مین پھرا کہین نشان نہ ملا لیکن ایک کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانب سے نقارہ بجا ایک گلینہ پوش
ہاتھ پر باز شکاری بٹھائے چلا آتا ہے لعل بن تورج نقارہ بجا اسکو دیکھ کے متحالف ہوا دل مین کہا ایسا شخص

کہ بدیع الملک اس صورت سے یہان ہوا اور مجھسے برسر پرخاش ہو تو غضب ہوجائیگا کوئی چارہ کار نہ
ہوگا مفت جان جائیگی نقابدار لعل بن توریج کے قریب آیا اور باواز بلند کہا تو کون ہی لعل نے
کہا مجکو لعل بن توریج خان صاحبقران کہتے ہین نقابدار نے کہا اسطرف کسطرح آپکا اتفاق ہوا لعل نے
کہا فی الحال مسلمانون نے مذہب اسلام کے رواج کیواسطے کمرہمت مضبوط باندھی ہی خسرو پرویز انکے
کام مین حارج ہی چنانچہ مین مسلمانون ہی کے مقابلے سے فراغ حاصل کرکے چلا آتا ہون کل پرسون کچھ
صف آرائی ہوگی گذشتہ جنگون مین تو مسلمان کثرت سے زخمی ہوئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی نقابدار نے
کہا مسلمان زیادہ زخمی ہوئے اسکی کیا وجہ ہی لعل خان نے کہا اسکی وجہ یہ ہی کہ مین لشکر اسلام کے سردارون
کا مرد مقابل تھا مین نے ہر ایک سردار کو زخمی کیا نقابدار نے کہا تیرے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت
جنگ آزمودہ ہی آ میرا مقابلہ کر مجھے بھی تیرے فن جنگ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی لعل نے کہا ای نقابدار
یہ محل جنگ وحرب کا نہین ہی مزید بران میرے تیرے درمیان کوئی وجہ مقابلے کی نہین ہی ایسی حالت
مین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ جس روز مسلمانون سے مقابلہ ہو تو میدان جنگ مین آکے میری جنگ
وحرب کو دیکھ لینا نقابدار نے کہا ایسا نہین ہوسکتا مین اسی وقت تیرے زور وطاقت کا حال معلوم کرنا
چاہتا ہون غرضکہ لعل بن توریج نے ہر چند حیلے حوالے سے کام لینا چاہا کچھ فائدہ نہوا ناچار دونون جانب
نیزے بلند ہوئے تا دیر شروع ہو مین کوئی غالب ومغلوب نہوا دونون کے نیزے بیکار ہوگئے پھر
شمشیر زنی کی نوبت آئی چند لمحہ رد وبدل ہوئی تھی کہ ایک جانب سے اژدہا دو صد گز پچاس گز قد کا نمودار
ہوا لعل اس اژدہے کو دیکھ کے خوف سے بید کیطرح لرزنے لگا چاہا کہ بھاگے نقابدار نے بصدا
زہرہ شگاف کہا ای لعل بن توریج تو کیسا دلیر وبہادر ہی کہ ایک اژدہے سے خائف ہوا اسی دل ودماغ پر تو کہتا
ہی کہ اہل اسلام کے پہلوان مین نے بکثرت زخمی کیے اسوقت کی تیری حالت بدلیل ہی اس بات کی کہ تو جھوٹ بولا
اور بالفرض صحیح بھی ہو لیکن یہ ضرور ہی کہ مسلمانون کو زخمی کرنے مین تو نے مکر وفریب سے کام لیا تف ہی تیری اس
مردانگی وجنگ وحرب پر یکایک وہ اژدہا لعل کے قریب آیا اور ایک ہی کشش دم مین لعل کو نگل گیا نقابدار
اس واقعہ کو دیکھ کے اگرچہ متعجب تھا مگر خوش بھی ہوا کہ ایسے موذی کی یہی سزا ہی وہان سے اپنے لشکر مین آیا یہ
خبر جاسوسون نے خسرو پرویز کو پہونچائی کہ ہنگام صید وشکار ایک نقابدار ملکہ بہ پوش لعل سے مقابل
ہوا اثنائے محاربہ مین ایک اژدہا سے طویل القامت نمودار ہوا اسنے نقابدار سے کچھ تعرض نہ کیا صرف
لعل بن توریج کو قریب جا کے نگل گیا اس خبر وحشت اثر کو سن کو خسرو پرویز نے اپنے کو تخت سے زمین
پر گرا دیا تمام کفار سینہ وسر پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے غضب یہ کیا ہوا ابھی مسلمانون کا قصہ پاک نہونے پایا
کہ لعل کو اژدہا نگل گیا افسوس کیسی لعل سی جان اسکی مفت ضائع ہوئی ای خداوند لات کس خواب خرگوش مین ہی اپنے
بندگان خاص کا بھی تجکو خیال نہین ہی تو نے کیسی خدائی یہان کی ہی اور پرویز سے کہا ای نظر کردہ خداوند یہ نظر
کردگی کسوقت کے کام آئیگی کیون نہین خداوند کو مجبور کرکے اپنی مدد کیواسطے مجبور کرتا ہی پرویز نے کہا ای بندگان
خداوند تم جیسے کہتے ہو کیا کوئی درجہ خداوند سے کہنے مین مین نے باقی رکھا لیکن کسی طرح نہین سنتا تو کیا کرون
کفار نے کہا تو ہی بتا کہ جب خداوند نہین سنتا تو انجام کیا ہوگا پرویز نے کہا میرے نزدیک یہ ہی کہ تم سب باہم
قسم کھاؤ کہ کل کی میدان داری مین جان پر کھیل جائینگے یا تو خود زندہ نہین رہینگے یا مسلمانون کو نیست ونابود

کرو دینگے اور کیا عجب ہی اگر خداوند ہی چاہتا ہو کفار نے کہا ہم سب قسم کہانیکو موجود ہین چنانچہ تمام بتون کو
ایک جا جمع کیا تمام کفار ان بتون کے روبرو سجدے کو جھکے پہرویز بھی سجدے کو جھکا لشکر اسلام کا ایک
عیار تبدیل ہیئت کیے وہان موجود تھا اُسنے جو سب کو بتون کے آگے سر اوندھا لئے دیکھا بے اختیار
ہنسی آئی مگر ضبط کیا اور آگے بڑھ کے پہرویز کے اسفل پر ایک ایسی لات جمائی کہ سر اُسکا بتون سے
جا ٹکرایا اُسکی آواز سب نے سنی کفار سمجھے کہ خداوند نے اپنا جلال دکھایا مگر اُسیطرح سجدے مین مصروف
رہے وہ عیار وہان سے غائب ہو گیا اور لشکر اسلام مین آکے اس حال کو بیان کیا سعد شہریار کو
بہت ہنسی آئی اور اُسکو انعام دیا اُسطرف جب سب سجدے سے فارغ ہولئے ایک نے دوسرے
کی صورت دیکھی پہرویز نے کہا اے بندگان خداوند اسوقت حالت سجدے مین عجیب واقعہ ظہور مین آیا
یکایک اس زور سے مجھے کو دھکیلا کہ میرا سر بتون سے ٹکرا گیا کہ میرا سر پھوٹ گیا دیکھو میرے ماتھے پر کتنا
بڑا گومڑا ہی سب نے کہا ہمارے نزدیک خداوند نے سب کا سجدہ قبول کیا اور ضرور بالضرور وہ ہماری
مدد کیواسطے آمادہ ہوگا پہرویز نے کہا قبول و عدم قبول کی خبر خداوند کو ہی اب سب قسم کہاؤ آخر تو میرا سر
بتون سے ٹکرایا ہی سب نے کہا اے نظر کردۂ خداوند ہم اُسی خداوند کی قسم کہاتے ہین کہ جبتک دم مین
دم ہی مسلمانون کے مقابلے سے منہ نہ پہیرینگے شیرویہ نے کہا اے پدر اگرچہ مین نے بہی قسم کہائی ہی لیکن جہانتک
ممکن ہوگا مین شاہ سعد کو زندہ نہ چہوڑونگا اور اگر خداوند نے سعد کے ہاتہ سے میری ہلاکت لکہ
دی ہی مجبوری ہی بعد مرنے کے خداوند سے شکایت کرونگا اور سب سے اعلی درجہ جنت مین لونگا پہر
قدہین ثانی نے کہا اے شیرویہ اگر تو نے یہ تہیہ کیا ہی تو مین بہی بجائے خود تہیہ کیے ہون
کہ نورالدہر کو ہلاک کرونگا اس بات کی مطلق فکر نہین ہی کہ نورالدہر مجہکو ہلاک کریگا بعد ہلاکت خداوند
مجہکو ضرور منصب اعلی مرحمت کریگا زرفیل نے کہا مین بہی اسد کی تلاش مین عرصے سے تہا اب کی
میدان داری مین اُسی سے مقابل ہونگا آہن قبا نے کہا مین لقا بدار کی فکر مین ہون قسم ہی خداوند
بت بزرگ کی اگر اُسکی صورت دیکہ لونگا تو اُسکی اپنی جان ایک کر دونگا اول تو خداوند کی ذات سے مجہکو
امید قوی ہی کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ ابہی نظر کردۂ خداوند کو خداوند نے اپنا جلال دکہایا مطلب خداوند
کا یہ ہی کہ اے بندگان خاص ہمارے ہماری طرف نظر کرکے مسلمانون کی فوج کیطرف قدم بڑہاؤ اور ہرگز
خائف نہو قرطاس پیل زور تلوار علم کرکے جہوما اور کہا اے خداوند لات و منات کے بندون
مین دار اکا تشنہ خون ہون دیکہون میرے ہاتہ سے کہان جاتا ہی خسرو پہرویز نے کہا اے خداوند
کے بندو اسوقت تم سب اپنا اپنا شکار تجویز کر رہے ہو یہ سمجہے رہو کہ مسلمان اپنے نام کے ہین
ہنگام مقابلہ شیرون کی طرح دشمنون کا شکار کرتے ہین ایسا نہو کہ تم مین سے کسی کو کوئی مسلمان ہلاک کرے
اور تم منتشر الحواس ہو جاؤ صبر ہی غرض اس بیان سے یہ ہی کہ کوئی حالت مستقیم تمہاری ہو مگر خداوند
فضل پر نظر کرکے جنگ و حرب کو آمادہ رہنا ہمت نہ ہارنا سب نے کہا اے بادشاہ یہی ہوگا خبرداران
نے سعد شہریار کو خبر پہونچائی کہ تمام کفار ایکی مرتبہ جان دینے کو آمادہ ہوگئے ہین ہر ایک نے اپنا
اپنا حریف قرار دے لیا ہی سعد شہریار نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور کہا اے حامیان اسلام دنیا
چند روزہ ہی سب کو ایک روز مرنا ہی ذلت کی زندگی موت سے بدتر ہی اور نیک نامی کی موت کو حیات

ابد ہی تک یہ پیچ کہا ہوسے	نامہ کیا گردش افلاک سے ملی	تو سکندر ہے تو دارا ہے تو جمشید کی	فرصت و فرصت غنیمت ہے یہی جو دم ہے
دم میں پھر ہم ہیں نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے	جسکو زندگی جاوید مطلوب ہے وہ آج خدا کی راہ کا سودا خریدے کل بجز تاسف		

کے کچھ حاصل نہوگا مطلب اسکا یہ ہے کہ کل کفار کے مقابلے مین جنگ عظیم واقع ہوگی تمام ضلالت شعار
مرنے کو آمادہ ہوگئے ہین تم بھی بجائے خود تہیہ کرلو کہ مر جائینگے لیکن کفار کے مقابلے سے منہ نہ
پھیرینگے تمام سردارون نے بالاتفاق قسم کھائی کہ جو کچھ سعد بادشاہ نے فرمایا ہے انشاء اللہ تعالے
ایسا ہی ہوگا شب کو طبل اسکندری شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر بجایا گیا روز دیگر کہ جہان پر نور
یافت از سر چشمہ خورشید نور دونون لشکر میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئے اُس طرف شبیر و بہیر
دست بستہ خسر و پیر و ہیز کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجکو رخصت میدان مرحمت ہو خسر و پیر و ہیز
نے کہا اے فرزند مین صرف ایک فرزند رکھتا ہون مجکو خوف ہے کہ ایسا نہو تو میدان مین جاکے مسلمانون
کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا گرفتار ہو جائے میری ہرگز رائے نہین ہے کہ تو ابھی مسلمانون کے مقابلے
مین جائے شبیر و بہیر نے کہا اے پدر والا قدر بیکار خائف ہوتے ہو خداپرست کسی طرح ممکن نہین کہ مجکو
کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکین خسر و پیر و ہیز نے کہا جنگ دو سردار و یہ کس طرح یقین ہے کہ خداپرستون سے
تجکو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا شبیر و بہیر نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ شمشیر بانو ایک جادوگرنی مجھپر فریفتہ ہے جسوقت
اُسکو یہ حال معلوم ہوا کہ فی الحال مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور بت پرستو
کے دشمن جانی ہین بنظر احتیاط ایک لوح میری گردن مین لٹکا دی جب مین نے اُس لوح کا حال پوچھا
تو اُسنے مسلمانون کا حال بیان کیا اور کہا کہ تمہارا مقابلہ بھی مسلمانون سے ہوگا بنا بر الیہ مین نے یہ لوح
تیرے گلے مین لٹکا دی ہے کیا مجال کسی خداپرست کی کہ تیرے مقابلے مین سر بر ہوسکے بلکہ کوئی سحر بھی
مسلمانون کا تجھپر کارگر نہوگا خسر و پیر و ہیز ناچار ہوا کہا مجکو اختیار ہے مگر یہ بخوبی یاد رکھنا کہ مسلمانون کے
مقابلے مین سحر و افسون بخوبی کارگر نہین ہوتا یہ قصہ بیشتر میری سماعت مین گذرا ہے اور کسی قدر دیکھا بھی
ہے شبیر و بہیر نے کہا اس لوح مین ایسا [illegible] سحر و افسون کا نہین ہے کہ کسی وقت مین کارگر نہوگا خسر و پیر و ہیز
نے اجازت میدان دی شبیر و بہیر میدان حرب مین آیا لشکر اسلام سے تقاضا بدار [illegible] پیش [illegible] نے
ارادہ کیا کہ شبیر و بہیر کے مقابلے کو جائے اور مسلح و مکمل ہوکے چلا تھا نجمان کامل الفن نے اُسکا
روکا اور کہا مجکو از روئے کواکب تاثیر یہ دریافت ہوتا ہے کہ اسوقت میدان حرب مین شبیر و بہیر کے
مقابلے کو جانا بالکل مخدوش ہے اُس طرف میدان جنگ مین شبیر و بہیر نے [illegible] نعرہ مارا تھا
کہ اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کیون دیر کرتے ہو تم مین سے کون ہے جو میرا امرو [illegible]
آوے اور میرا مقابلہ کرے اور اپنے خداے نادیدہ کی قدرت مجکو دکھائے اور خداوند [illegible]
کے جلال کو مین اُسپر ظاہر کرون شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو جائے خواجہ [illegible]
نے منع کیا مگر شاہزادہ نورالدہر نے اصرار کیا خواجہ زادون نے کہا کیا غضب کرتے ہو خوامخواہ
مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو ہمارے قاعدے سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ اسوقت شبیر و بہیر
کے مقابلے مین تمہاری خیریت نہین ہے اور بہتر کیا اسوقت ہے کہ آج کے روز کسی کو شبیر و بہیر
مقابلے مین نہ جانا چاہیے شاہزادہ نورالدہر نے کہا اے واقفان اسرار باطنی [illegible] صحیح ہے مگر

یہ تو بتاؤ کہ شمشیر و پیہ مقابل طلب ہی کس طرح سکوت کیا جاوے نہایت شرم کی بات ہی کہ ایک گبر ملعون مقابل طلب کرے اور کوئی خدا پرست اُسکے مقابلے کو نہ جاوے کفار سمجھینگے کہ مسلمان جنگ وضرب سے عاجز ہین خواجہ زادون نے کہا ای شاہزادۂ نور الدہر کیون عجلت کرتے ہو شمشیر زن ملعون کا علاج غیب سے ہو جائیگا مسلمان حیران تھے کہ خواجہ زادے یہ کیا کہتے ہین غیب سے کیا ایسا سامان ہو جائیگا اگر غیب سے سامان ہونے والا ہوتا تو اس قصہ کو طول اسقدر کیون ہوتا اور خواجہ زادون سے کہا صاحبو یہ کیا کہتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو جو کچھ قاعدے سے دریافت ہوا ہی بیان کرتے ہین باقی العلم عند اللہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابر چشمک زن نمایان ہوا مسلمان اُس ابر کے جانب متوجہ ہوئے خواجہ زادون سے پوچھا یہ کیا سامان ہی اُنھون نے کہا جو سامان ہوگا ظہور مین آجاویگا پوچھنے کی کیا ضرورت ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر برطرف ہوا پریوپیکر تختہاے یاقوت نگار پر سوار تھے ایک دیو کوہ پیکر کو دیکھا کہ طوق و زنجیر مین جکڑے ہوئے لیے آتے ہین اور ایک تخت الماس پر ایک جوان باشوکت و شان کو دیکھا کہ بکمال عظمت رونق افروز ہی راست و چپ دیوان قوی تن گرزہاے گاؤ سر کاندھون پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب بکمال ہوشیاری تکتے ہوئے صداے دور باش بلند کیے ہوئے ہین مسلمانون نے جب غور سے نگاہ کی تو دیکھا کہ شاہزادۂ بدیع الملک والا قدر تخت الماسی پر جلوہ افروز ہی اور ہمراہ اُس شاہزادۂ والاجاہ کے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی ہی اب تو سب کے دل افراط مسرت سے باغ باغ ہوگئے گویا کہ بہار آگئی ہستی کی چمن مین ❊ ایک دفعہ سب دوڑے شاہزادے کے قدم پر بوسہ دیا اور کہا ای آمدنت باعث آبادے ما ❊ اب اُس طرف سب ہمہ حیرت ہین کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی سرداران لشکر سے شاہزادۂ بدیع الملک نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خیریت پوچھی سب نے امیر کے عقابین پہ کھینچے جانے کا حال بیان کیا یکایک خرماس شمشیر بستہ و گرفتہ دیکھا شاہزادے کے زور دست و بازو کی تعریف کی شاہزادۂ نور الدہر اور شاہزادۂ بدیع الزمان اپنے فرزندون کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے ہر چند کہ شاہزادے کے گوش زد پیشتر بھی کسی قدر امیر والا توقیر کا حال ہو چکا تھا مگر اب تفصیل حال عقابین سنا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا مسلح و مکمل ہوگئے چاہا کہ فوج کفار کے مقابلے کو جاوے سرداران لشکر اسلام مانع ہوئے کہ ابھی چند ساعت توقف لازم ہی کفار کا مقابلہ ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے شاہزادہ نہایت منغض ہوا اور کہا تم لوگ نہین دیکھتے ہو کہ ہمارا سردار اعلے کس مصیبت سخت مین مبتلا ہو گیا ہی یہ وقت توقف کا ہرگز نہین ہی مجکو کمال افسوس اس بات کا ہی کہ مین یہان موجود نتھا ورنہ ہرگز امیر حمزۂ صاحبقران اسقدر عرصے تک کفار کی قید مین مبتلا نہ رہتا بعض لوگ جو سرداران دست چپ سے علاقہ رکھتے تھے باہم چشمک زنی کرنے لگے کسی نے بذریعہ سرگوشی کسی سے کہا تم لوگ دیکھتے ہو اس وقت شاہزادۂ بدیع الملک کی گفتگو کہ اسقدر سرداران لشکر مین موجود ہین شاہزادۂ بدیع الزمان اور شاہزادۂ نور الدہر تک موجود ہین آج تک اپنا کسی کی کوشش سے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی ممکن نہوئی یہ ہوتے تو کیا کرتے غلام دنیا کا غلغلہ ہی کہ ہم یہان موجود نتھے و نہین اب یہ آتے ہین تو کیا کرتے ہین سچ یہ ہی کہ امیر حمزۂ ہونٹ گو ماحیا شقی

سے رہا ہونا مشکل ہے غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک نے پرویز کو طلب کیا اور سوار ہو کے شیرویہ کے
روبرو آیا اور باآواز بلند کہا ای خلالت شعار و بدکار روسیاہ تو نے غضب کیا کہ ایسے واجب التعظیم مسلمانوں
کو گرفتار کر کے عقابین پر کھینچوایا اور اس وقت تک وہ والا قدر تمہاری قید سخت میں مبتلا ہیں شیرویہ بن
خسرو نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک میں تیرے انتظار میں تھا بارے خداوند لات و منات
میری امید بر لایا کہ تجکو میرے مقابلے کے واسطے بھیجا اور یہ میں خوب جانتا ہوں کہ تجھسے بہتر کاریائے
نمایاں ظہور میں آئے ہیں جنگ آزمودہ ہو مگر یہ یاد رکھنا کہ آج میرے تیر سے وہ جنگ ہو گی جو اجتک کبھی
نہوئی ہو گی خداوند لات و منات نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ میں تجکو شاہزادہ بدیع الملک پر فتحیاب
کرونگا شاہزادہ بدیع الملک مسکرایا اور کہا او کبر مغرور مجھسے بیان کر کہ کس طرح تیرے خداوند لات
نے فتحمندی کا وعدہ کیا شیرویہ نے کہا میرے پدر خسرو پرویز نے بتشوں کے روبرو سجدہ کیا خداوند
لات نے اس زور سے میرے باپ کو اپنی طرف کھینچا کہ سر اسکا مجروح ہو گیا شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا میرے گمان میں تیرے خداوند نے تیرے باپ کو اپنی طرف ہرگز نہیں کھینچا بلکہ شیطان نے
تیرے باپ کو پتھروں پر ڈھکیل کے سر اسکا زخمی کیا اپنے حواس درست کر پتھر میں یہ طاقت کہاں کہ آدمی
کو اپنی طرف بالارادہ کھینچے شیرویہ نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک تو نے بڑی گستاخی کی ہیں بہت
جلد سزا اسکی معقول دینا چاہتا ہوں زبان بند و باز بکشا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر تیرے خداوند
بے معنی میں کچھ لیاقت ہوگی تو مجکو سزا دے سکیگا ورنہ تو تجکو بخوبی دریافت ہو کہ تیری شامت تجکو
گھیرے ہوئے ہے ۔ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ شیرویہ بن خسرو پرویز
نے تلوار علم کی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب جھپٹا شاہزادہ بدیع الملک نے اپنی جگہ سے حرکت
نہ کی تا اینکہ شیرویہ قریب آ گیا شاہزادہ بدیع الملک نے نگاہ غالی کی شیرویہ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ
گئی شاہزادہ بدیع الملک برق کی طرح پس پشت پہونچا اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے زین سے اوٹھا لیا اور
بدہر کے حوالے کیا اور کہا ای بدہر فالوس شاہ سے کہدے کہ دیوؤں کو روکے رہے اسواسطے
کہ وہ سب ہنگامہ جنگ دیکھ کے میری مدد کو آدین گے میں چاہتا ہوں کہ ان کفار بدکردار کے مقابلے
میں کوئی دیو نہ آوے تا کسی کو جائے شکایت نہ رہے کہ بدیع الملک نے خود مقابلہ نہ کیا دیوؤں
سے ہلاک کروایا اگر شاہزادہ بدیع الملک ہوتا تو ہم ہرگز پسپا نہوتے خسرو پرویز نے جب اپنے
فرزند کو گرفتہ و بستہ دیکھا کفار کو آواز دی کہ ای بندگان خداوند غضب ہوا میرا فرزند مسلمانوں کے قبضے
میں آ گیا اور تمسے کچھ نہو سکا تم سب نمک حرام ہو اور خداوند کے قہر کے مستوجب ہو تم نہیں جانتے
کہ میں خداوند لات کا نظر کردہ ہوں میری ناخوشی خاص خداوند لات کی ناخوشی سمجھو خسرو پرویز کے
اس کلام سے تمام کفار کو جرات ہوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ادھر سے مسلمانوں نے بھی حملہ کیا
جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہو گیا شاہزادہ شہنشاہ نے اپنے کو زوہین ثانی کے قریب پہونچایا اور
ایک وار اوسنے کیا اوسنے روکا ایک وار اسنے کیا اوسنے روکیا آخر الامر زوہین ثانی کو گرفتار کیا شہزادہ
مقابلے میں آہمن قبا کے قریب پہونچا اوسنے اسے گرفتار کیا شاہزادہ نورالدہر نے قرطاس کو گرفتار
نے زرفیل منارہ گردن کو گرفتار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے شہاب منور ضمیر کو گرفتار

کیا طاہر بن لندھور نے مہلاک بن فدک کو بستہ کیا مالک بن مالک نے ورہ غش بن سنجتاک
کو بستہ کیا لیکن نقابدار پلنگینہ پوش چتر دار خسرو کے قریب پہونچا اور کہا او مردود جلد اس چتر زرین
ہاتھ سے پھینک دی اسنے کہا اے نقابدار اس چتر کو میری کمر مین مقفل کر دیا ہے میرے پاس اسکی کنجی
نہین ہے کہ کھولون نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا مین نہین جانتا جسطرح ممکن ہو ورنہ تجھکو ہلاک کرونگا اسنے
کہا مجھے اس چتر کا کھولنا کسی طرح ممکن نہین ہے مجھے اختیار ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر یہ ممکن نہین
ہے تو دین اسلام قبول کر اُسنے کہا یہ بھی ممکن نہین ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر تجھسے یہ ممکن نہین
ہے تو مجھسے تیرا رہا ہونا بھی ممکن نہین ہے یہ کہا اور ایک وار شمشیر آبدار سے اُسکا سر تن سے جدا کیا اور
لاش اُسکی علیحدہ ڈالدی چتر کو نگونسار کیا مردان پرویز نے جو چتر پرویز کو نگونسار دیکھا تمام مجمع
درہم برہم ہوگیا خسرو پرویز نے سمجھا کہ عنقریب مین ہلاک ہوجاؤنگا تخت فیل سے نیچے اتر آیا اور
تخت پرندہ پر سوار ہوکے چاہا کہ بھاگے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا او ملعون کہان بھاگنے
کا ارادہ کرتا ہے مین تیرا قابض ارواح آپہونچا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اُسنے نہ سنا نقابدار پلنگینہ پوش
نے تعاقب کیا تا اینکہ اُسکو قماش زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر تا دیر ہاتھ پر بلند کیے رہا اور کارزار
مین مصروف رہا جب پرویز گرفتار ہوگیا کفار نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند
یہ وقت امتحان کا ہے خداوند کا نظر کردہ مسلمانون کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا جلد ایسی کوشش کرو کہ
مسلمان اپنی سزا اپنے اعمال کو پہونچین پرویز رہا ہو خداوند لات تیرا اپنا کرم نازل کرے تمنے بیشتر
وعدہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ ہم مسلمانون کے مقابلے سے گریز نکرینگے مسلمانون کو پسپا
کرینگے یا ہلاک ہوجائینگے اگرچہ خسرو پرویز نظر کردہ خداوند گرفتار ہوگیا ہے تم کچھ خیال نہ کرو
خداوند لات پہ نظر رکھو وہ ضرور تمہاری مدد کریگا سب نے ایکبار حملہ کیا اسطرف مسلمانون نے بھی سر بکف
ہوگئے جان لڑائی مین لڑا دی تھی چند لمحہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر فوج بے سر تاب قیام نہ لاکے
فرار پہ قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران لشکر اسلام عقابین کے جانب آیا لہراسپ
اور شیر افگن دونون نیچے اتر آئے شاہزادے کا سامنا ہوا خواجہ عمر ثانی شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس آیا اور کہا اے والا منزلت میری اسوقت ایک گذارش ہے کہ گر قبول افتد زہے عز و شرف
شاہزادے نے استفسار کیا خواجہ عمر ثانی نے کہا وہ گذارش یہ ہے کہ لہراسپ اور شیر افگن کے
حال سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے شاہزادہ بدیع الملک نے ان دونون کو خلعت فاخرہ بخشا اور نہ
انواع اقسام کی مرحمت سے سرفراز کیا محافظان عقابین کو ہلاک کیا سب عقابین پر پہونچے ایکبارگی
سب نے سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی ہوشیار ہوئے سب کو جواب سلام دیا اور کہا اے عاشقان
دین اسلام تمنے بہت بڑا کام کیا میری رہائی نہایت دشوار ہے بجز ذات باریتعالی کے کوئی رہائی کی
صورت نظر نہ آئی تھی سردارون نے کہا اے والا منزلت بس اب یہان توقف بیکار ہے تشریف لیچلیے
امیر حمزہ صاحبقران ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے وہان سے اٹھے تمام سردار باعزاز و احترام
آرامگاہ پر لائے اطبائے حاذق معالجے مین مصروف ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے سرداران

کو پہونچا تم سب کو تمھاری بت پرستی کی حقیقت ظاہر ہو گئی مناسب وقت یہ ہی کہ ضلالت و گمراہی سے توبہ کرو اور راہ راست اختیار کرو اسی مین تمھاری خیریت ہی ورنہ تمھارا زندہ رہنا دشوار ہی سب نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک جب کبھی دو شخص ہنگامہ جنگ گرم کرتے ہین ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب جیسا کہ ظہور مین آیا دین و مذہب کا اس بارے مین کیا دخل ہی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا تمھین سنا ہی کہ تم سب نے آخر وقت مین بکمال عاجزی اپنے بتون کو سجدہ کیا تھا اور مدد چاہی تھی اگر وہ کچھ قابلیت رکھتے ہوتے تو ضرور مدد کرتے یہ دلیل اس بات کی ہی کہ وہ محض سنگ بے حس ہین یہ تمھارا محض خام خیالی ہی کہ انھین کسی نوع کی طاقت خیال کرتے ہو کفار نے کہا اور جو کچھ فرمائش کرو ہم اسکے قبول کرنے کو موجود ہین لیکن ہم اپنے دین قدیم سے ہرگز منحرف نہونگے شاہزادہ بدیع الملک نے اُن سب کو زندان تاریک مین بھیجا اور جشن عظیم قرار دیا تمام ملک خاور مین منادی کی گئی کہ تمام بازار آراستہ ہون دوکانین آئینہ بندی سے درست کی جاوین اور تمام فوج اسلام مین انعام تقسیم ہوا نوبتی نقارے بجنے لگے اور ایک قصر عالیشان مین جلسہ منعقد ہوا تمام شب محفل رقص و سرود گرم رہی اور سب نے بالاتفاق خواجہ عمر ثانی سے کہا ای خواجہ خواجگان مقتضاے خوشی یہ ہی کہ آج تم بھی اپنا کمال دکھاؤ مطرب صاحب کمال کی صورت سے مشابہ ہو کے جلسے مین آؤ خواجہ عمر ثانی اس خیال سے کہ اہل جلسہ انعام کثیر دینگے ایک مطرب معروف کی صورت سے مشابہ ہو کے محفل مین آیا لوگ متحیر ہوگئے کہ آج یہ کہان سے آیا ہی خواجہ عمر ثانی وسط محفل مین آ کے بیٹھ گیا اور تا دیر بیٹھا ہوا ایک ایک کی صورت دیکھا کیا اہل محفل نے کہا صاحب اپنا کام شروع کرو سب کی صورت کیا دیکھ رہے ہو خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری نے کہا صاحب مین یہ دیکھ رہا ہون کہ ان سب مین صاحب فہم کون کون ہی جو میرے کمال کی داد دیگا ان سب سردارون نے کہا جب تو اپنا کمال دکھائیگا جو صاحب فہم ہوگا اسوقت معلوم ہو جائیگا خواجہ عمر ثانی نے ستار نکالا اور سر ملائے اور یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

گھٹیگا کبھی کا نمو نہین سبزہ اس گلستان کا
یہ ہی آتش عشق بتان کی گرمجوشی ہی
روا رکھتے ہین جون یہ لوگ ہین لقب انسان کا
لب نازک سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میر دیوان کا
چھری صیاد کے حلقوم بلبل پر جو چلتی ہی
ارادہ بند ہوا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
نہین کچھ فرق گل مین لکھی ہی سرگذشت اسکی
مری فرزانگی کی آنکھون مین سرمہ صفاہان کا

روان گلشن ہی خون آنکھو سے ہمرا ایک باران کا
جلا ہندو ؤ سے مرکے کی طرح زندہ مسلمانکا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو
نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندانکا
بہت سے کیا لینے سے کیا کام ارشاد [illegible]
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی
شہادت نامہ بلبل ہی ہر پتہ گلستان کا

لبھاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانانکا
شفق آلودہ بنتا ہی ہلال [illegible] گریبانکا
حسینونکو دیا دل جسنے اپنی جان [illegible]
بہار انجمن ذون ہی [illegible]
لکھے ہین سرگذشت [illegible]
یقین ہی سیر [illegible]
عدم کو بازگشت [illegible]
اشارہ ابرو [illegible] مژگان
[illegible]

خواجہ عمر ثانی نے اس لطف سے اس غزل کو گایا کہ سب پر محویت کا عالم طاری ہوا خواجہ عمر ثانی نے ستار ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اہل محفل [illegible] کوئی صاحب فہم نظر نہ آیا سب نے کہا ای مطرب ہم سب تیرے صاحب [illegible]

شاہزادہ بدیع الملک کی پشت پر دست شفقت رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند
خداوند عالم تیری انسانیت و ہمت و شجاعت و طاقت مین ترقی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ لاؤ کرسی
آصف برخیا فوراً کرسی آصفی حاضر ہوئی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب اشارہ کیا شہزادہ
بدیع الملک نے قطعی انکار کیا اور کہا مجکو صرف حضور کی نظر عنایت کافی ہی یہ جگہ حضور کو مبارک
رہے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اصرار کیا اور کہا ای جوان سعادتمند صاحب ہمت بلند میری یہی خوشی ہی
کہ تو اس کرسی پر نشست اختیار کرے ورنہ مجکو نہایت ملال ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی
خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین اسوقت اس کرسی کی نشست کو ملتوی رکھتا ہون جسوقت حضور بیت اللہ
کے جانب عازم ہونگے اور مین بھی بقید حیات رہونگا تو اس کرسی پر بیٹھونگا امیر حمزہ صاحبقران نے
نہایت تحسین و آفرین کی اپنی جگہ بیٹھے مجلس گرم ہوئی شربت ریحانی کا پیالہ گردش مین آیا چند جام سب نے
نوش کیے شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی ای معظم و محترم سرداران کفار زندانخانے
مین موجود ہین اُنکے نسبت جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے
فرمایا ہان مجکو معلوم ہی لیکن پیرویز نقابدار کے پاس ہی جبتک وہ نہ آویگا پیرویز وغیرہ سے
کچھ سوال کرنا محض عبث ہی کسی شخص کو نقابدار کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ میری جانب سے نقابدار
کو دعائے خیر کہے اور خسرو پیرویز کو طلب کرے معروف بن اسد اُسوقت موجود تھا یہ سنکے
اپنی جگہ سے اُٹھا اور دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ یہ خادم موجود ہی اگر حکم عالی ہو تو امیر عالیمقام کی تعمیل حکم
کی جاوے اور اس خدمت کو بجا لاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لیکن اس
بات کا خیال رہے کہ جہانتک ممکن ہو خوب فہم سے کام لینا معروف بن اسد نے کہا بہت مناسب
اور مرکب پر سوار ہو کے شاطر کو ہمراہ لیا اور نقابدار کے جانب روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا مرکب
سے اُترا اُسکو وہین چھوڑا اور خود نقابدار کے دربار مین پہونچا نقابدار معروف بن اسد کو
دیکھ کے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا کرسی طلب کی معروف کو بٹھایا ساقی نسیم ساق کے
جانب اشارہ کیا اُسنے جام بلورین لبلب کیا اور معروف کو دیا معروف نے نقابدار کے جانب
دیکھا نقابدار نے کہا ای معروف کچھ تردد نہ کر وہ یہ وہ شی نہین ہی جسکے نسبت تمکو کسی طرح کا اعتراض
ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کا شربت مفرح قلب و دماغ تیار کیا گیا ہی بلا تکلف پیو غرضکہ معروف بن اسد
نے چند جام پیے بعدہ نقابدار نے کہا ای جوان آج یہان تیرے آنیکا کیا باعث ہوا معروف
نے کہا آج میرا یہان آنا صرف امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے حکم کے بنا پر ہوا اُس والا منزلت
نے تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ خسرو پیرویز کو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُس سے سوالات کرنا ہی
نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کیا خوب کون نہین جانتا کہ خسرو پیرویز کو کس وقت محنت سے مین نے
گرفتار کیا ہی کیونکہ وہ ایک بادشاہ جلیل القدر ہی بہتیرے ممالک میری میراث سے تھے اسواسطے کہ
مین سکندر ذوالقرنین کا نواسا ہون یہ طرفہ بات ہی کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے خسرو کو
طلب کیا ہی تو امیر حمزہ کو صاحبقران کیا حق رکھتے ہین معروف بن اسد نے کہا ای نقابدار میری
سمجھ مین تمہاری اسوقت کی تقریر نہین آئی آخر اسکے کیا معنے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی خسرو

کو بلانے کا کیا حق رکھتے ہین اگر امیر حمزہ صاحبقران حق نہین رکھتے تو اور کوئی بھی حق نہین رکھتا ہے
نقابدار نے کہا خسرو کے مقید رکھنے کا جو حق رکھتا ہے اُسکی قید مین خسرو موجود ہے معروف بن
اسد نے کہا اگر امیر حمزہ صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوتا تو وہ والاجاہ خسرو کو تمہارے گرفتار
کرنے پر ہرگز راضی نہوتا نقابدار نے کہا اے معروف کیون کلام کو طول دیتا ہے امیر حمزہ صاحبقران
خود ہی گرفتار کرتے راضی ہونے والا کون تھا یہ کہو کہ مین نے خسرو کو گرفتار کر لیا اور کسی کی کیا مجال تھی
جو خسرو کو گرفتار کر سکتا اور اے معروف بن اسد تم خسرو کا کیا ذکر کرتے ہو جاؤ امیر حمزہ صاحبقران
سے کہدو کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خسرو پرویز سے قطع نظر کرکے تمام اسباب صاحبقرانی مجکو
بھیجدو ورنہ یاد رکھو ابھی ایک زحمت سے رہا ہوئے ہو ایسا نہو اُس سے زیادہ کسی اور زحمت
سخت مین مبتلا ہو جاؤ معروف نے کہا تمہاری کیا مجال ہے جو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کسیطرح
کا صدمہ پہونچا سکو شاید تمکو شاہزادہ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کا حال نہین معلوم ہے اُس
شاہزادہ والاجاہ کی عدم موجودگی مین ایسا کہتے تو شاید کچھ خیال بھی ہوتا نقابدار نے کہا ایسا کبھی خیال
نہ کرنا شاہزادہ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کو تم لوگ خیال مین لائے ہو گے مین نے ایسی
شجاعتین اور بہادریان بہت دیکھی ہین دیکھ لینا اگر تم لوگ مجھسے خلاف ہو تو امیر حمزہ صاحبقران
اور شاہزادہ بدیع الملک کو بستہ و گرفتہ نہ کر لیا تو مین نے کچھ کام نہ کیا اُسوقت معروف بن اسد
بہت برہم ہوا اور کہا اے مجہول الاحوال تو کیا بے معنی باتین کرتا ہے تیری کبھی یہ قدرت و طاقت ہے کہ
امیر حمزہ صاحبقران ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کریگا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کے ملازمون کو بھی نظر بد سے نہین دیکھ سکتا ہم ادب سے جو کلام کرتے ہین تو اپنے دل مین کچھ سمجھتا
ہے نقابدار نے آواز بلند کہا او معروف چلا جا یہان سے نہین تو عنقریب بحال خراب و تباہ
امیر حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچیگا معروف نے میان سے خنجر کھینچ لیا اور نقابدار پر
وار کیا نقابدار معروف بن اسد کا ہاتھ گرفت مین لایا اور اس زور سے طمانچہ معروف کے
کلہ پر مارا کہ معروف کا منہ پھر گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرپڑنے کو تھا مگر معروف بن اسد نے اپنے
حواسون کو درست کیا پھر سنبھل کے کہا اے نقابدار اسوقت مین نے بڑی غلطی کی کہ تجھسے بحث کی
اسوقت سکوت لازم تھا اسواسطے کہ مین مست و لایعقل تھا اُس غفلت کا نتیجہ دیکھا اب میدان مین میرا
تیرا مقابلہ ہوگا نقابدار نے کہا اگرچہ اسوقت تیرا خاتمہ کر دینا مجھپر لازم تھا لیکن خیر اسوقت تجکو معاف
کیے دیتا ہون جا میدان مین مجھسے سمجھ لینا معروف بن اسد نے وہان سے رہا ہونے کا شکر
خدا کی درگاہ مین ادا کیا اور دربار سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے
پاس آیا تسلیم عرض کی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے حال پوچھا معروف بن اسد نے
کہا اے والا قدر عالی منزلت اسوقت نقابدار کے ہاتھ سے میری جان بچی مجھسے بڑی غلطی ہوئی
جو مین نقابدار کے پاس گیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا مجکو اصل حقیقت تو بیان کر اور یہ
تیرے کلہ پر نیل کیسا ہے معروف سمجھا کہ کلہ کے نیل کی حقیقت بیان کرنے مین سخت ذلت ہے کہا
[illegible] مرکب نے سکندری کھائی تھی [illegible] پشت مرکب سے زمین پر آرہا امیر حمزہ صاحبقران

نے کہا تیرے فحوائے کلام سے دریافت ہوتا ہے لیکن تو صاف نہین بیان کرتا اُسنے کہا طول کلام سے
کیا کام خلاصہ یہ ہے کہ نقابدار خسرو کو ہرگز نہین دیگا اسی قبیل سے چند باتین جو معروف نے بیان کین
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو معلوم ہوگیا کہ ضرور اسکی تذلیل کی گئی خفت کے سبب سے بیان نہین کرتا
ہے پھر کہا اپنی جگہ بیٹھو معروف بن اسد سلام کرکے اپنی جگہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکایک طبل جنگ
کی آواز لشکر نقابدار سے بلند ہوئی اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بالکل یقین ہوگیا کہ معروف
اور نقابدار مین بہت کچھ مباحثہ ہوا ہے اپنے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر
میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئے نقابدار میدان مین آیا اور باواز بلند کہا کہان ہے معروف
بن اسد جو مجھسے میدان جنگ مین سمجھنے کو کہتا تھا دیکھون کیا جرات و طاقت رکھتا ہے بعض سرداران
لشکر اسلام آگے بڑھے اور چاہا کہ نقابدار سے مقابلہ کرین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع
ہوئے اور کہا تم لوگون کے مقابل ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہے ٹھہرو تم لوگ کیون آگے بڑھے
جاتے ہو سردارون نے کہا نقابدار مقابل طلب کر رہا ہے پھر کیون نہ اُسکے مقابلے کو جائین جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا تم توقف کرو ہم اُسکے مقابلے کو جاتے ہین سردارون نے
کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے کہ سردار اعلےٰ اپنے ماتحتون کی موجودگی مین حریف کے مقابلے کو جائے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے قسم دے کے انکو روکا اور خود میدان مین آکے کہا ای نقابدار
مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نقابدار نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران تعجب ہے کہ باوجود اسقدر
سرداران معزز کے تم خود میرے مقابلے کو آئے اسکے کیا معنے اگر سرداران فوج اسقدر بھی قابلیت
نہین رکھتے کہ اپنے سردار اعلےٰ کو اپنی موجودگی مین حریف کے مقابل نہونے دین تو ایسے سردارون
کی سرداری پر تف ہے تم اُن سردارون سے قطع نظر کرکے میری طرف چلے آؤ تمھاری خاطرداری
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا تمکو بادشاہ بناؤنگا سینہ سپر ہو مقابلہ کرونگا اور اگر
اس طرح کا اعزاز و احترام ناگوار خاطر ہو تمکو اختیار ہے آؤ میری غلامی اختیار کرو اول خواہش تو میری
یہی تھی کہ تمکو عزت و حرمت سے اپنے ساتھ رکھتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس تقریر کو
سن کے بکمال تعجب نقابدار کی صورت دیکھی اور کہا ای نقابدار یہ تیرے خیال ہین تیرے حواس
درست نہین ہین بیکار تو آمادۂ پیکار ہوا ہے پہلے اپنے حواسون کا علاج کر بعدہ میرا مقابلہ کرنا ورنہ محض
بیکار تیری جان ضائع ہوگی اور اگر یہ رعایت پیش آؤنگا تیری ہلاکت سے باز آؤنگا صرف تیرے گرفتار
کرنے پر اکتفا کرونگا تاہم تمکو تکلیف ہوگی نقابدار نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مجھکو کمال
تعجب ہے کہ تم ایسے صاحب فہم شخص اس طرح کی باتین کرتے ہو تم مجھکو کیا ہلاک یا گرفتار کروگے
جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب تمکو پیش آئیگا اور علاج تم اپنا کرو کہ میرے مقابلے کو آئے ہو اور میرے
رو برو اس طرح کی باتین کرتے ہو آؤ مقابلہ کرو غرضکہ ہنگامۂ حرب و ضرب گرم ہوا تیسرے روز
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا نقابدار
نے کہا ای امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگرچہ مجھکو تمھارے زور و طاقت کا حال پیشتر سے معلوم
ہے لیکن اسوقت مجھکو دھوکا ہوا جو مین تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجبور ہا کر دو بعد

اسکے اگر مین گرفتار ہو جاؤنگا تو مجھکو بند منظور ہوگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے
پھر گھوڑے اور سوار زمین پر رکھ کے علیحدہ جا کھڑے ہوئے تھا بدار بار دیگر مرکب پر سوار ہوا اور چاہا
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی پر تلوار کا وار کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے پھر اُس وار کو سپر پہ
رد کیا اور پھر تلوار کا وار کیا تھا بدار نے بھی اُس وار کو رد کیا بعدہ دونون پیادہ ہوئے امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے بازو تھا بدار کو پشت زین سے ہاتھ پہ بلند کر لیا اور زمین پر رکھ کے نقاب اُلٹ دی
اُسکے چہرے پر نشانات اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھے نہایت تعجب ہوا حسب و
نسب پوچھا تھا بدار نے کہا بندہ دختر خسرو شاہ کے بطن سے ہے میرے پدر عالی قدر کا نام
شاہ سعد ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نام پوچھا تھا بدار نے کہا مجھکو شاہزادہ کیخسرو
کہتے ہین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے تھا بدار کو گود مین اٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
خواجہ عمر ثانی بن امیر حمزہ بھی موجود تھے انھون نے یہ خبر شاہ سعد کو پہونچائی شاہ سعد
بہت خوش ہوئے اور کہا ای خواجہ عمر ثانی جلد لاؤ میرے فرزند کو کہان ہے خواجہ عمر ثانی
شاہزادہ کیخسرو کو شاہ سعد کے پاس لائے شاہزادہ کیخسرو نے اپنے پدر والاقدر کو دیکھ کے
پاؤن پر سر رکھ دیا محبت پدری نے جوش مارا شاہ سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اپنے
فرزند کو چھاتی سے لگایا حمام مین بھیجا بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی سے سرفراز کیا بارگاہ مین آئے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے شاہزادہ کیخسرو کو قاسم کی جگہ مرحمت کی اور بکمال لطف و محبت
پیش آئے کہا ای کیخسرو جسوقت میدان مین تیری اس تقریر کا خیال آتا ہے کہ آؤ تم میری غلامی اختیار کرو اور
تم میرا مقابلہ کیا کر سکو گے مجھے بے اختیار ہنسی آتی ہے واقعی تو بڑا صاحب جرات و ہمت ہے اور تیری
تقریر دلاورانہ کا حال سب پر روشن ہو گیا شاہزادہ کیخسرو نے دست بستہ عرض کیا کہ والا قدر
والا منزلت مین کمال شرمندہ ہون مجھکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ میری زبان
سے کوئی کلمہ خلاف نکلتا اب امیدوار عفو قصور ہون امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا ای فرزند
تو ہرگز اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ مجھکو تیری اُسوقت کی تقریر کا ملال ہے بلکہ تیری اُسوقت کی
دلیرانہ تقریر سے مین بہت خوش ہوا ہمیشہ اپنے مرد مقابل سے اسی طرح دلیرانہ تقریر کرنا چاہیے
بہر حال تذکرہ مین نے اسوقت کی تقریر کا ذکر کیا تھا جسکے خیال سے مجھکو ہنسی آتی ہے بعد اسکے فرمایا ای
فرزند مین ایک خبر مین تمکو سناتا ہون وہ یہ ہے کہ تمھارے پدر والاقدر سلطنت کو ترک کیے ہوئے ہین
اور سلطنت کی طرف سے بالکل دل اُٹھا لیا ہین اور ارادہ کیے ہوئے ہین کہ کعبۃ اللہ جا کے روضہ
حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پر جا کے بقیہ عمر وہین بسر کرون شاہزادہ
کیخسرو نے کہا ہان یہ درست ارشاد ہوا مگر میری فہم مین اُن حضرت کے اس طرح کے تہیہ کا سبب
معقول نہین آیا اور یہ مین اس نظر سے کہتا ہون کہ مجھکو ابھی کفار کے مقابلے مین ہنگامہ جنگ
گرم کرنا ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہان راستی تو میری بھی نہین ہے آیندہ اُنکو اختیار
ہے تمھارا اسکے مانع ہونے سے شاید نہ جائین بعد اس گفت و شنید کے امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی ... جب سعد کے پاس سلیمانی ...

ہوئے لباس سرخ زیب تن کیا دربار مین رونق افروز ہوئے شاہزادہ اسد سے فرمایا کہ پہرویز کو مع
سرداران دیگر حاضر کرو شاہزادہ اسد نے فوراً خسرو و پہرویز وغیرہ کو حاضر کیا گبران ضلالت شعار
نے جو شان و شوکت دربار کی دیکھی کفار کے رسم کے موافق سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کو اس طرز کا سلام بہت ناگوار معلوم ہوا فرمایا اے خسرو تو نے دیکھا کہ تیرے بتون نے تجھکو اس حالت
مین مبتلا کر دیا حالانکہ مدت العمر تو نے اُن پتھرون کی پرستش کی پھر کیا نتیجہ دیکھا اب تیرے حق مین یہی بہتر ہو
کہ ضلالت شعاری کو ترک کرکے راہ راست کو اختیار کر ورنہ ابھی قید و بند کی زحمت مین مبتلا ہو بعد
تھوڑی دیر کے تیری جان کی خیریت نہین اگر تیرا یہ خیال ہو کہ دین آبائی کو ترک کرنا نامناسب
ہی تو مین تجھکو یاد دلاتا ہون کہ تیرے باپ نے بھی آخرالامر دین اسلام کو اختیار کیا اور اُسکے صلے مین
اُسکی عزت کی گئی یعنے شاہزادہ نورالدہر کے لشکر کا حاکم کر دیا گیا اسی طرح اگر تو دین اسلام اختیار کریگا
تیری رعایت ملحوظ رکھی جاویگی آگاہ ہو کہ فی الحال شاہزادہ نورالدہر قلعہ حصار مین اُسے چھوڑ
آیا ہو عنقریب وہ یہان پہونچے گا پہرویز نے کہا اے امیر حمزہ صاحبقران ثانی سب کچھ مجھسے ممکن
ہی لیکن یہ نہین ممکن ہو کہ جن بتون کی مین نے مدت العمر بندگی کی ہو اُنکی بندگی دفعتاً ترک کرکے دین
اسلام کو جسکی ہمیشہ مذمت کرتا رہا اختیار کر لون میرے باپ نے جو مذہب اسلام کو اختیار کر لیا
یہ اُنکا فعل تھا مجھکو اس قصے سے کیا کام ہو امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا تجھکو ہر طرح اپنا ہلاک
ہونا منظور ہی پہرویز نے کہا اپنا ہلاک ہونا کسی طرح منظور نہین ہوتا ہو لیکن اگر کوئی کسی کو ہلاک ہونے
کے واسطے مجبور کرے تو کیا چارہ ہو مین تمھارے اختیار مین ہون تمکو ہر طرح کا اختیار ہو مگر یہ خوب
یاد رکھو کہ مین خداوند لات و منات سے کبھی منحرف نہونگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی شاہزادہ
اسد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس گبر کو پہرون لشکر لیجا کے دار مین باندھو اور تیر باران کرو
راوی کہتا ہو کہ اُس زندان مین ارشاد اور لہراسپ بھی مقید تھے مع ایک غلام حبشی کے جسنے
لہراسپ کا بہت ساتھ دیا تھا جیسا کہ اب بھی لہراسپ کے ساتھ مقید ہو امیر حمزہ ثانی
ارشاد اور لہراسپ کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگون کا کیا ارادہ ہو اُن دونون
نے کہا اے امیر حمزہ صاحبقران ثانی لشکر اسلام کا جو کچھ حکم ہو وہی ہمارا بھی ارادہ ہو جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا اصل حکم ہمارا علی العموم یہ ہو کہ جو بت پرست با شرف
اسلام اپنی گمراہی کو ترک کرکے مذہب اسلام اختیار کرے گا ہم اُسکو فوراً رہا کر دینگے اگرچہ اُ
کیسا ہی مسلمانون پر ظلم کیا ہوگا اور علاوہ رہا کرنے کے اعزاز اور انواع اقسام کی رعایت پر لحاظ
رہیگا اور جو ضلالت پیشہ اپنی گمراہی کو ترک نہ کرے گا ہم اُسکو ہرگز رہا نہ کرینگے بلکہ زندہ نہ
رکھینگے اگر وہ کیسا ہی بے قصور ہوگا علاوہ بران اُسکی ذلت و توہین کے بھی خواہان رہینگے
لہراسپ اپنے غلام کے جانب متوجہ ہوا کہ وہ بھی گرفتہ و بستہ موجود تھا اُس سے کہا اے باوفا
چونکہ تو میرا سچا خیرخواہ ہو بلکہ اسوقت ہم تجھسے اسوقت اس بات کا مشورہ لیتے ہین کہ ایسے وقت
مین کیا مناسب معلوم ہوتا ہو اُسنے کہا خداوند مین مدت سے اس موقع و محل کا متلاشی تھا کہ کسیطرح

خیال سے خاموش تھا کہ میرے مالک کے مذہب کے خلاف میرا خیال ہے اگر اپنے خیال کا اعلان کرونگا مالک کے خلاف ہوگا اور وفاداری کا سلسلہ ہاتھ سے نکل جائے گا میری رائے مستحکم یہ ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی ہدایت کو قبول کرو دنیا بھی حاصل ہو جائیگی اور عقبیٰ بھی بخیر ہوگی آیندہ اختیار بدست مختار مگر یہ ملحوظ رہے کہ میں اب بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرلوں مالک حقیقی سے سرتابی کب تک ہو سکتی ہے ؎ غرق دریائے گنہ ہے تا بکے | ذرہ معاصی وہ سیاہی تا بکے
ہے تو آدم بہشت جائے بہل | قدسیان کردند بجز او سجود | پاک گنہ چون کرد گفتندش تمام | ندیمی ندیمی بہ در بیرون خرام

اور یہاں تو تمام زندگی گمراہی میں بسر ہوگئی دیکھیے عاقبت میں کیا خراب حال ہوتا ہے مگر خیر رفت مسلمانوں کے خدا سے مغفرت چاہیں گے اور کہیں گے ؎ برمن بنگر بکرم خویش بنگر

وہ غلام حبشی تا دیر اسی طرح کی تقریر کرتا رہا لہراسپ سکوت میں اُسکی تقریر سنا کیا جب اُس غلام حبشی کی تقریر ختم ہوئی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے جانب متوجہ ہوا اور کہا بہت اچھا مذہب اسلام کے ارکان ارشاد فرمائیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اول اُسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اصول و فروع سکھائے بعدہٗ اُس غلام حبشی کو کلمہ طیبہ پڑھا کے فوراً اُسکے بند کھول دیے اور فرمایا اے باوفا ہمنے تجکو آزاد کیا آج سے تو اپنے کو کسی کا غلام و محکوم نہ سمجھنا اُسنے کہا قربانت شوم یہ بندہ حقیر اس مرحمت و عنایت کا کمال ممنون ہوا مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کس گمراہی کی حالت میں تو میں نے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑا اور اب تو دولت دین مجکو ملی اب میں اپنے مالک کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں جبتک زندہ ہوں میں کبھی ساتھ نہ چھوڑونگا لہراسپ کا بندہ ہوں لہراسپ اُس غلام حبشی کی اس وفاداری کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور کہا جا میں نے بھی تجھے آزاد کیا اُس غلام حبشی نے لہراسپ کے کہنے پر بھی اعتنا نہ کی اور اُسی طرح سامنے کی طرح ساتھ موجود رہا اب امیر حمزہ صاحبقران ثانی ارشاد کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اب تمھارا کیا ارادہ ہے وہ اس تقریر مذکورہ کو سن رہا تھا اور دل میں کہ رہا تھا کہ بغیر قبول مذہب اسلام یہاں بچنا محال ہے ارشاد نے کہا اے والا منزلت مجکو بھی دین اسلام کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں ہے جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ارشاد کو بھی کلمہ طیبہ پڑھا کے دین اسلام کے عقائد تعلیم کیے اب امیر والا توقیر سرداران لشکر اسلام کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ہاں صاحب کہو پیرو پیز کو دار پر کھینچا سب نے عرض کی بموجب ارشاد فرمانے حضور کے فوراً تعمیل حکم کی گئی صرف حکم ثانی کی تاخیر ہے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے سرداروں کو ساتھ لیا بیرون لشکر اُس مقام پر آئے جہاں پیرو پیز دار پر کھینچا ہوا تھا پیرو پیز کے روبرو آکے فرمایا اے پیرو پیز دیکھ اب بھی خیریت ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرلے میں سچ کہتا ہوں کہ مذہب حق اگر ہے تو دین اسلام ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کی دلائل رکھتا ہے تو بیان کر ہم اُن دلائل کو سنیں گے اور اُنکا جواب معقول دیں گے اس موقع پر زبردستی سے کام لینا نہیں چاہتے اُسنے کہا اے امیر حمزہ صاحبقران ثانی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر زندہ ہونگا تو بھی دین

سے نے فرمایا آخر جسکو تو خداوند لات و منات کہتا ہے اُسکی کچھ ماہیت تو بیان کر پیروپیزرنے کہا
جسکو دل قبول کیے ہوئے ہو اُسکی ماہیت کا بیان کیا کیا جاوے اور اصل امر تو یہ ہے کہ میرے
دماغ میں اسقدر لیاقت بھی نہیں ہے کہ مذہب کے بارے میں کسی سے بحث کروں ہاں اسقدر
ضرور کہونگا کہ جسکو خداوند کہا کہا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو اُسکی اس تقریر بے معنی سے بہت
غصہ آیا اور پیروپیزر کی جانب سے منہ پھیر لیا ترکش کی جانب نگاہ کی اور تیر نکالا کمان میں جوڑا
چٹکی کو کھینچا ہنوز وہ تیر چٹکی سے رہا نہوتے پایا تھا کہ یکایک ایک ٹکڑا ابر نمایاں ہوا قریب آیا اور
اُسمین برگد کے درخت کی طرح صدہا شاخیں آویزاں تھیں وہ شاخیں پیروپیزر اور تمام سرداران
ہمراہی کو چمٹ گئیں اور اُٹھا لیگئیں امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام اس
واقعۂ عجیب کو دیکھکے ہمہ حیرت تھے ہر چند عقلوں کو دوڑایا لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا ایک نے دوسرے
سے کہا یارو غضب ہوا پیروپیزر زندہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اب دیکھیے ہمارے سروں پر
کیا بلا نازل ہوتی ہے کس مصیبت میں پھنستے ہیں امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نہایت متعجب و متامل
وہاں سے اپنے خیمے میں آئے چند سردار بھی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے ہمراہ خیمے میں
آئے لیکن کچھ نہ کہتے تھے اور سب اپنے خود کچھ سوچتے تھے اور خاموش ہو رہتے تھے جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا صاحبو کچھ تو کہو اب کیا کرنا چاہیے سب نے کہا اے عالی
منزلت والا مرتبت کیا کہیں سبب عقل ہی کچھ کام نہیں کرتی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا
شاہزادہ رستم بن ملک ایرج ملک ختا کی جانب گیا ہوا ہے مع دست چلپان بہتر یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ہم بھی چلیں شاید وہ ہمسے متفق ہو جائیں اور یہاں آئیں اور اگر نہ آئیں تو اُنکے پاس اُنکو معقول کر کے
وہیں سے اپنے ساتھ لائیں گے اپنی امکان تک اُنکے لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ
کرینگے آخر حضرت نے عادی کو حکم دیا کہ بارگاہ کو باہر بھیجا دے سعد بن قباد کو قلعہ خاور
میں چھوڑا تھا یکایک ایک قاصد گرد آلود پسینہ میں غرق نمودار ہوا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کو بہت فکر لاحق تھی حکم دیا کہ جلد اس قاصد کو میرے قریب لے آؤ جب قاصد آیا اُس سے
پوچھا جلد کہ کہاں سے آیا ہے اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے اُسنے کہا ملک فرنگ سے چلا آتا ہوں یہ کہکے
پگڑی سے خط نکال کے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت میں پیش کیا حمزۂ صاحبقران
نے سر نامہ چاک کیا خط پڑھا خورشید بن تلقیا نے فرنگی نے لکھا تھا کہ جسوقت جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے ملک فرنگ کو مسخر کیا تھا اور مرزوق کو جہنم واصل کیا تھا
میرے باپ تلقیا نے فرنگی کو حاکم وہاں کا کر کے تشریف لیگئے تھے پیر سپا نام میرے باپ
کے خوف سے بھاگ کے کوہستان میں جا چھپا تھا حسب اتفاق اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا ہے
شہر پارس نام ملک فرنگ کے منجمان کامل الفن نے اُسکے طالع کو دیکھکے اُسکی نسبت حکم لگایا
ہے کہ یہ لڑکا بڑا شہزور معلوم ہوتا ہے کسی زمانے میں اس سے کارہائے نمایاں ظہور میں آوینگے اور
ایک جوان شمائل خان بن عبداللہ خان نام بھی اُس سے متفق ہوگیا شمائل خان وہ زبردست

ہے اور اُسکے اسلحہ میں سے اکثر اسلحہ ایسے وزنی ہیں جنمیں سے صرف ایک کا وزن ایک ہزار
من سو من ٹھہرا ہے اُسنے تمام ملک بہارہ فرنگ پر قبضہ کر لیا اور اب ساعت میں گذرا ہے کہ شہر و
کے جانب بھی اُسکا مصمم ارادہ ہو کہ وہان کی بھی خبر لینا چاہیے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُسکی شہر مالک
کی نوبت کہانتک پہونچے گی اور انجام کیا ہوگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا سنو صاحبو
میں اس نامے کو باواز بلند پڑھتا ہوں سب متوجہ ہو کے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے باواز
بلند نامہ پڑھکے سنایا شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ نے جو نام شہریار کا سنا خون
حمیت جوش میں آیا خواجہ عمر ثانی نے کہا واقعی شہریار بہت بڑا دلیر و جری ہے اور شاہزادہ
سکندر رفرخ لقا نے بھی شہریار کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ
شمائل خان شہریار تک کس طرح پہونچ گیا علیم بن لند صور نے بھی اپنی اور شمائل خان
کی میدان داری کا حال بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا شہریار کی جنگ و حرب
کا حال معلوم ہوا لیکن ہے ایسا جری اور دلیر جو شہریار کے مقابلے کو جائیگا شہنشاہ اپنی جگہ
سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی ابو والاجاہ کمترین کو اجازت ملے تا کہ شہریار کے مقابلے کو جاؤن
شاہزادہ بدیع الملک نے شہنشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا ابو دلاور اگر تم اسوقت شہریار
کے مقابلے کو جاتے تو مین خود شہریار کے مقابلے کو جاتا شہنشاہ نے کہا ابو شاہزادہ والاجاہ
تمہارا یہین مقیم رہنا مناسب ہے جنگ رستم و ملک ایرج و فضل بن رستم کے واسطے انکا
علاج تمسے بخوبی ہوگا بعد اسکے سکندر رفرخ لقا بھی رخصت طلب ہوا امیر حمزہ صاحبقران
نے اسکو بھی رخصت دی پھر مالک شاہ و مصروف و طہماس ثانی و جانسوز و الکیطہ کو
بھی ہمراہ کرکے روانہ کیا اور سعد کو ملک خاور میں چھوڑ کے شہر خطا کے جانب متوجہ ہوئے
لیکن رستم ثانی نے مع سرداران دست چپ کے ملک باختر سے کوچ کیا تھا اثنائے راہ میں
سنا کہ صلصال غدار افراسیاب سے باہر آیا تمام ترکستان پر قبضہ کیا پھر وزیر کی مدد سے خاور
کے جانب گیا ہو اور اسکا بیٹا قلنغال خان ملک خطا میں ہے شاہزادہ رستم ثانی نے بجائے خود
یہ امر قرار دی کہ اول فکر ترکستان کرنا چاہیے بعد ازان ملک خاور میں جائینگے چنانچہ
کوچ کرکے روانہ ہوا منزل بمنزل چلا جاتا تھا جب نزدیک ترکستان کے پہونچا قلنغال خان
نے شاہزادہ رستم ثانی کے آنے کی خبر سنی سمجھا کہ اس جوان دلاور کے مقابلے میں سر بسر ہوگا تمام
فوج کو قلعے میں داخل کرکے دروازہ قلعے کا بند کر لیا شاہزادہ رستم ثانی کو وہان پہونچ کے
اُسکے حصاری ہونے کا حال معلوم ہوا ایک شخص ہوشیار کو تجویز کرکے قلنغال خان کے پاس
یہ پیام بھیجا کہ ہم یہان خاص تجھسے مقابلہ کو آئے ہیں تجھکو لازم ہے کہ قلعے سے باہر آکے فنون جنگ
و حرب کو ظاہر کر اور اگر تجھ میں قابلیت ہمارے مقابلے کی نہیں ہے فوراً دروازہ قلعہ کو واکر
اور مع مردان ہمراہی ہماری اطاعت اختیار کرے قلنغال خان کو یہ پیام پہونچا اُسنے جواب
[illegible] صاحبقران

کی مدد سے بمکر و فریب فتح میسر ہوئی جب اسکا جواب شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچا حکم دیا کہ یہین خیمہ
برپا کیا جاوے فوراً خیمے برپا ہو گئے چند روز تک وہان قیام کیا خلخال خان اُسی طرح حصاری
رہا ہر روز نامہ و پیام خلخال خان کے پاس جاتا تھا خلخال خان اُسکا جواب دیتا تھا اُس
عرصے مین ہر دمان ہمراہی کے اعضا سے ماندگی رفع ہو گئی شاہزادہ رستم ثانی نے ایک روز
حکم کر بندی فوج کو دیا وہ سب فوراً مسلح و مکمل ہو گئے خود بھی اسپ [illegible] پر سوار ہوا افضل
بن رستم مالک ایرج سلیمان ثانی جمہور دیو پیر ور نوریج بن بدیع الزمان ہاشم شمشیر زن وغیرہ
سرداران نامدار و پہلوانان جلادت شعار کو ہمراہ لیا اور قلعہ پر یورش کی خلخال خان کے چند سردار
بیرون قلعہ خندق کے حفاظت کے واسطے مقرر رہتے تھے جب اُنہون نے دیکھا کہ یہ جوان بالکل آمادہ
جنگ ہین اندرون قلعہ خلخال خان کے پاس پیام بھیجا کہ شاہزادہ رستم ثانی بالکل آمادہ پیکار ہے ہم
چند متنفس بیرون قلعہ مقیم ہین شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے مین کیا کر سکتے ہین بجز اسکے کہ ہلاک
ہو جائین اور خواہ مخواہ کی ہلاکت مناسب معلوم نہین ہوتی ہے اگر حکم ہو تو ہم بھی اندرون قلعہ داخل
ہون خلخال خان نے جواب دیا کہ ہم لوگ اندرون قلعہ مقیم ہین بیرون قلعہ کی بھی خبر گیری لازم
ہے اگر تم لوگ بھی اندرون قلعہ داخل ہو جاؤ گے تو ہمکو بیرون قلعے کی خبر نہ معلوم ہو گی جہانتک
ممکن ہو اپنی حفاظت کرو بعدہ جیسا کچھ مناسب ہوگا تمکو اطلاع دیجائیگی اُن سردارون نے باہم مشورہ
کیا کہ خلخال خان اپنی حفاظت جان کے واسطے قلعے مین جا بیٹھا ہے اور اپنے کو ہلاک کروانا
چاہتا ہے اُسکے دماغ مین فتور معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو بھی اپنی حفاظت لازم ہے غرضکہ وہ سب شہر کو
سے چلے ہنگامہ جنگ گرم ہوا تمام دن کشت و خون رہا پھر شب کو اپنے اپنے مقام قیام واپس [illegible]
جوانان جنگجو نے کھانا کھا لیا اور تمام شب اسی طرح مسلح و مکمل شہر مین پھرے سحر کی [illegible] کو تمام
شہر کو مسخر کر کے قلعے کے جانب رخ پھیرا ہنوز خندق تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سامنے
سے تتق گرد نمایان ہوا اہل قلعے نے بھی بلندی قلعہ پر جا کے دوربینون سے اُس تتق گرد کو
دیکھا جب تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا مخبر سردارون نے خبر دی کہ لعل بن نوریج
چالیس ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہے مسلمانون کو سخت تردد لاحق ہوا شاہزادہ رستم
ثانی نامدار نے اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یارو ہوشیار خبردار ہوشیار رہو کہ لعل بن
نوریج بدرنگ کا سامنا ہے یہ موذی نہایت زبردست و جنگ آزمودہ ہے سردار ہوشیار
ہو گئے تاآنکہ لعل بن نوریج بدرنگ مع فوج ہمراہی قریب آگیا شاہزادہ رستم ثانی نے فوراً اپنے کی
جانب سے روگردانی کی لعل بن نوریج بدرنگ کے جانب آئے لعل بن نوریج بدرنگ نے
آتے ہی نعرہ مارا کہ اے خدا پرستو اگر نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون لعل نام نوریج خان کا بیٹا
مین نے اکثر تم مسلمانون کو پسپا کیا ہے اگر خداوند لات و منات نے چاہا تو آج بھی تم سب کا
خون زیر قلعہ بہاؤنگا اگر تمکو اپنی جان کا پاس ہے تو خداوند لات و منات کی بندگی اختیار کرو اور
خدائے نادیدہ کی پرستش سے توبہ کرو شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او نوریج بدرنگ کے بچے مین تجکو
خوب پہچانتا ہون اگر نوریج بدرنگ کا بچہ ہے تو کیا یا پوتی ہے اور تیرا خداوند لات و منات کیا

صفوں کے چار فوارے اس طرح چھوٹ رہے ہیں کہ اُسکی نمی در درختوں پہ پہونچتی ہے لعل بن لقوریج بدرگ نے اپنے کو اُس صفہ پہ پایا اندرون قصر جلوہ نگاہ کی چند پریزادوں کو دیکھا جو حسن کے دریا میں از سرتا پا غرق زیور تو کچھ ایسا نہیں لیکن لباس اُنکا نہایت پرتکلف وہیں ایک تخت جواہر نگار کے گرد کھڑی ہوئیں کچھ باتیں کر رہی ہیں اور ایک نازنین سراپا خوبی و پرتمکین زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ لباس پرزر زیب تن کیے بکمال ناز و انداز اُس تخت پر بیٹھی ہے اور بنگامۂ رقص و نوا گرم ہے اور ایک نازنین رقاصہ اس غزل کو نہایت خوش اسلوبی سے گا رہی ہے

جلا کے ہیں تجھے ای دل پتھر و کیا کیا
تو دیکھیو لعبیو ای دل سٹھے گا تو کیا کیا
گذر ہوا نہ پھانسک ہزار سے سر پٹکا
چمن میں رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا
تجھی کو خوب ہے ای بے نیاز رتن ہے
پھیپھا پھیپھے وہ کر کے ہیں شست و شو کیا کیا
چمن میں مستیاں جب آیا ہو زلف پیچانگا
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا
ہوس میں دید کی خودرفتگی کے عالم میں
صبا نے خاک اُڑائی ہے کو بکو کیا کیا

ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا
بھا ملین حسن پرستوں کی جان لینے کو
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا
سما گئی ہے گلو نہین بو سی ہے کہ تیغوں میں
لہو سے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا
گلے پہ کھینچ کے رکھ دی ہے تیغ قاتل
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا
لیا جو دشت جنون شد و مد سے مجنون نے
لیا ہی ہے مرے دلکو آرزو کیا کیا
زبان جدا انکی شرف نشہ مین بہکتی ہے

پڑا تو ہے یہ مزا ... عشقبازی کا
نکھر نکھر کے نکلتے ہیں خوبرو کیا کیا
پلنگ پلنگ کے کہیں گل بنا کہیں لالہ
چمن میں یار کے لبس لبس گئی ہے بو کیا کیا
لہو مرا نہیں چھٹتا ہے اُسکے دامن سے
خوشی میں آ کے پھول رنگ گا رہے کیا کیا
لپٹ لپٹ گئے تجھ سے وہ ...
صبا نے دھوم اُڑائی ہے چار سو کیا کیا
بلا ہے خاک میں نیرنگ جب گلستان کا
مزے فلک کی وہ ... گفتگو کیا کیا

تمام حاضرین اس غزل کو سن کے محظوظ ہو رہے تھے کہ ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ نازنین تخت نشین تخت پہ کھڑی ہوگئی اور نازنینان ہمراہی سے لعل بن لقوریج بدرگ کے جانب اشارہ کر کے کہا اس جوان کو یہاں بلالاؤ اور نازنینان ماہ لقا سراپا حسن و ضیا حسب الحکم نازنین تخت نشین لعل بن لقوریج بدرگ کے پاس آئین اور کہا چل تجکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے لعل بن لقوریج اول ہی اُس نازنین کو دیکھ کے از خود رفتہ ہوچکا تھا یہ خیال نہ رہا کہ میں کون ہون اور یہ مقام کیا ہے اور کس طرح یہاں پہونچا اور سب کے نکلنے کا خیال بھی فراموش تھا فوراً اُن نازنینوں کے ساتھ ملکہ ناز تخت نشین کے قریب پہونچا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے نازنینان ہمراہی نے کہا اس خاموش رہ ہماری ملکہ جو کچھ فرمائے اُسے سن اور تو کچھ نہ کہ خلاف ادب ہے لعل بن لقوریج بدرگ نے کہا بہت مناسب ایسا ہی ہوگا خطا ہوئی معاف کرو اُنہوں نے کہا خاموش رہ یہ بھی نہ کہہ نہیں تو عتاب نازل ہوگا سزا اسکی تو پائیگا طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیگا لعل بن لقوریج بدرگ نے کہا اسمیں شک نہیں مجھے یقین ہے ایسے ہی خداوندوں کا دربار ہے اچھا اب اصل مطلب کہو خداوند لاست و مثاست کرے وہی مطلب ہو جو میں سمجھا ہون اُن نازنینوں نے اُسکے سر پہ ایک دھول جمائی ٹوپی سر سے گر پڑی لعل بن لقوریج بدرگ نے ٹوپی اُٹھائی سر پہ پہنی اور کہا بہت بہتر ارشاد فرمائیے کیوں بلایا ہے نازنین تخت نشین نے کہا تیرا نام لعل بن لقوریج بدرگ ہے اُسنے دست بستہ کہا حضور کو کس طرح میرا نام معلوم ہوا ہاں واقعی میرا نام

ہی اُس ملکہ تخت نشین نے کہا ہمکو تیرا نام کسی طرح معلوم ہوا مگر اب یہ بتا کہ تجکو بھی ہمارا نام
معلوم ہی لعل بن توریج نے کہا ہرگز نہین مگر میری مجال بھی نہین کہ حضور کا نام مبارک پوچھ
سکون ملکہ تخت نشین نے کہا ہم تجکو اپنا نام بتائے دیتے ہین اگر تجکو ہمارے نام کے
معلوم ہونے کی ضرورت ہو لعل بن توریج بدرگ نے گھگھیا کے دانت نکال کے دست بستہ
کہا قربانت شوم مجکو اور حضور کا نام مبارک معلوم ہونے کی ضرورت ہو بین تو کیا کہون
بس اب کچھ کہتے نہین بن پڑتا اور خاموش بھی رہا نہین جاتا خفا ہو تو کہون نازنینان ہمراہی نے
کہا پھر تو بڑے دل کے ہو الابس خاموش رہ نہین تو تیرا سر گنجا ہو جائیگا لعل بن توریج بدرگ نے
کہا بہت خوب ہان اب نام مبارک حضور ارشاد فرمائین اُس نازنین تخت نشین نے کہا
آگاہ ہو کہ مین دختر صلصال ہون نشترن خاتون نام ہمشیر زرنگین اور بھی کچھ تجکو خبر ہی یا
نہین لعل بن توریج بدرگ نے کہا مجکو کیا خبر ہی جو کچھ حضور ارشاد فرمائین اُسکی خبر ہو گی اُس
نازنین مہ جبین نے کہا میری پیدائش طرفہ طرح کی ہی لعل بن توریج بدرگ نے کہا کس طرح
اُسنے کہا ہم دماغ سے پیدا ہوئے ہین اور ہم مین جو صفت اعلی ہی اُسکو اگر تو سنے تو یقینًا
بہت خوش ہو لعل بن توریج بدرگ نے کہا وہ کیا ہی ملکہ نشترن خاتون نے کہا سحر کو
سحر و ساحری مین بہت بڑا ملکہ حاصل ہی ایسا کہ دنیا مین شاید کسی اور کو حاصل ہوا اور اگر تو راضی
ہو تو مین ابھی تجکے خاک سیاہ کر دون یا اور جسکو تو کہے لعل بن توریج بدرگ نے نہایت
منت سے کہا ای نازنین سراپا حسن و ناز یہ تو کس طرح کی خوش طبعی تجسے کرتی ہو یہاں تک
تو سمجھ ہی کہ تو نشترن خاتون نام رکھتی ہی اس جھوٹ سے کیا فائدہ کہ مین سحر و افسون
مین بھی اکمل ہون تجھ ایسی نازک اندام کو سحر و افسون سے کیا کام ہی اُسنے کہا تو جھوٹ نہ
سمجھ جو کچھ مین نے کہا ہی اُسکا امتحان ابھی ہوا جاتا ہی یہ کہکے کہا آنکھین اپنی بند کر لے لعل بن
توریج بدرگ نے آنکھین اپنی بند کر لین بعد ملکہ نشترن خاتون نے کہا اب آنکھین اپنی
کھول دے اب جو لعل بن توریج بدرگ نے آنکھین کھولین اپنے کو ایک باغ مین پایا وہان
چند نازنینون کو دیکھا جنمین ایک یہ نازنین تخت نشین بھی تھی اور نہ وہ قصر ہی اور نہ اُس طرح
کا باغ جسکے وسط مین [illegible] تب تو لعل بن توریج بدرگ کو یقین واثق ہو گیا کہ
بے شک یہ نازنین ساحرہ ہی [illegible] اُس نازنین سے پوچھا یہ مقام اور ہی بر خلاف اول کے
اُس مقام کا کیا نام تھا اور اس مقام کا کیا نام ہی ملکہ نشترن خاتون نے کہا مقام اول تو بالکل
نہ پوچھ کیونکہ وہ مقام مین نے خاص تیری ملاقات کے واسطے بزور سحر بنایا تھا اور اب اُسکا
نشان بھی نہین اور اس مقام کا نام [illegible] ہی قریب شہر صندل اگرچہ یہان بھی
[illegible] کا دخل ہی مگر [illegible] نہین یہ وہ مقام ہی کہ جہان کسی کا پہونچنا ممکن نہین کیسی ہی جد و جہد کی جاوے
لعل بن توریج بدرگ نے کہا ای نازنین یہ تو نے بڑی خوشخبری سنائی مین ایسے مقام محفوظ
کی تلاش مین ہی [illegible] تھا اسواسطے کہ [illegible] کا غلبہ اکثر ہوا کرتا ہی اور اُنکے مقابلے
سے گریز کر کے کہین پناہ نہین ملتی اب اگر ایسا اتفاق ہو گا تو ہم یہان آ کے چھپ رہین گے

اور جب موقع ہوگا مسلمانون کو زک پہونچا ئینگے مزید بران تیرے سحر و افسون سے بھی
کام لینگے ملکہ نسترن خاتون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ سب خداوند لات و منات کا فیض ہے
لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ بھی خداوند لات و منات کا فیض و کرم ہے کہ مجھکو یہانتک پہونچایا
اور ایسا مقام محفوظ دکھایا اُس نازنین نے کہا بیشک بعد اس گفت و شنید کے دونون پہلو بہ پہلو
بیٹھے مگر اب جو لعل بن تورج نے دیکھا وہ زیور جواہرنگار تھا اور نہ اُس طرح کا لباس زرین
صرف معمولی سادہ لباس تھا سمجھ گیا کہ وہ سب سامان سحر تھا غرضکہ دونون مینوشی مین مصروف
ہوئے عیش و سرور کا ہنگامہ گرم ہوا یکایک ایک عورت آئی اور اُسنے خبر دی کہ اے لعل خان
تو نے کچھ اور بھی سنا کہ یہان شاہزادہ رستم ثانی نام ایک خداپرست آیا چاہتا ہے تجھسے ہنگامۂ جنگ
گرم کریگا تیرے اُسکے درمیان کیا مناقشہ درپیش ہے لعل بن تورج بدرگ ہنسا اور کہا یہ
مناقشہ کیا کم ہے کہ وہ خداپرست ہے اور ہمین خداوند لات و منات کا پرستش کرنیوالا ہون
اور اُس نازنین مہ جبین سے کہا طرفہ امر ہے ابھی تو نے بیان کیا تھا کہ یہان کسی کی مجال نہین ہے کہ
آسکے اور پھر ابھی یہ خبر سننے مین آئی کہ شاہزادہ رستم ثانی خداپرست یہان آتا ہے اُسنے کہا تو گھبراتا
کیون ہے اگر آئیگا تو یہانتک کسی طرح نہین پہونچ سکیگا اور اگر کسی طرح آ بھی جاویگا تو یہان سے
زندہ نہین جاسکیگا تو مطمئن رہ اب نازنین دوم جو خبر لائی تھی اُسنے کہا اے لعل خان شاہزادہ
رستم ثانی خداپرست ابھی یہانتک پہونچا نہین ہے شہر خطا مین وارد ہوا ہے اور وہان ہنگامۂ جنگ
بھی گرم کر رکھا ہے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہان سے فراغت کرکے یہان بھی آئیگا
نازنین اول یعنے ملکہ نسترن خاتون نام نے کہا آنے دے وہ خداپرست ہرگز
یہانتک نہین پہونچیگا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے نسترن خاتون انسان کو اپنے انجام
کی خبر ضرور رکھنا چاہیے مین چاہتا ہون کہ کسی قدر فوج مہیا رکھون تا کہ اگر شاہزادہ رستم ثانی
کا مقابلہ ہو جائے تو کسی طرح کی عاجزی لاحق نہو اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے ملکہ نسترن خاتون اور
لعل بن تورج بدرگ دونون شہر جنشاہل [illegible] پہونچے اور سر نو فوج بھرتی کی جسکی تعداد
دس ہزار یا پانچسو تھی ملکہ نسترن خاتون نے کہا بس یہ جمعیت شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو کافی ہوگی لعل بن تورج نے کہا اے ملکہ نسترن خاتون یہ خیال ہرگز نہ کرنا پچاس ہزار آدمی کی
جمعیت بھی شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی نہ ہوسکیگی ملکہ نسترن خاتون نے
چارسو جادوگر بہم پہونچائے اور لعل بن تورج بدرگ سے کہا بس اب یہ جمعیت خداپرستون
کے مقابلے کو بخوبی کافی ہے اسواسطے کہ جادوگر بخوبی خداپرستون کا کام تمام کرسکینگے لعل بن
تورج بدرگ نے کہا اے نازنین یہ گمان بھی صحیح نہین ہے اس نظر سے کہ اگرچہ خداپرست سحر و افسون
کو نہین جانتے مگر تاہم سحر و افسون اُنپر کارگر نہین ہوتا ہے ملکہ نسترن خاتون نے کہا یہ سامر
نہین ہین جنکا سحر خداپرستون پر موثر نہوگا اور یا تو کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لینا چنانچہ اُن سوارون
اور چارسو جادوگرون کی جمعیت ہمراہ لیکے لعل بن تورج شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو روانہ ہوا یہ وہ لشکر ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی خلخال خان کو گرفتار کرنے کے ارادے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو اُسکی خبر پہونچی کہ لعل بن تورج بدرگ ہمراہی فوج جناب کے
واسطے آتا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ نسترن خاتون بھی لعل بن تورج بدرگ کے ہمراہ ہے
الغرض جب دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر پہونچے دوسرے روز خبر پہونچی کہ صلصال
آتا ہے گبران بدکردار اُسکے استقبال کو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے صلصال کو لائے
صلصال نے آتے ہی ہنگامہ آرائی کا حال پوچھا اُن گبرون نے بیان کیا کہ تیری دختر نسترن
لعل بن تورج بدرگ کے ساتھ ہے یہان مسلمانون سے مقابلہ کرنے آئی ہے اور بھی قصہ
گذشتہ بیان کیا صلصال اپنی دختر بد اختر اور لعل بن تورج بدرگ کا حال سن کے بہت
خوش ہوا اور لعل خان کے پاس گیا لعل بن تورج بدرگ نے برسم کفار سلام کیا اُسنے
خوش ہوکے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان مجھکو پیرو یز کے بھی حال کی خبر ہے لعل بن تورج
نے کہا خوب وقت پر یاد آیا واقعی پیرویز کے حال کی خبر لینا چاہیے مقام امر ہے خدا پرست
اپنے نام کے ہین جنکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اُسکی جان کسی طرح نہین چھوڑتے ہین
علی الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کے گروہ کا بہت بڑا سردار امیر حمزہ صاحبقران
نام پیرویز کی قید مین آگیا ہے مسلمان اپنے سردار کی رہائی کے واسطے سر بکف کوشش نہ کر
رہے ہونگے مبادا مسلمان جمع ہوکے پیرویز پر یورش کرین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو
قید سے رہا کرکے پیرویز کو ہلاک کرین صلصال نے کہا ای جوان اگر ایسا واقعہ درپیش
ہے تو واقعی پیرویز کی مدد کو جادوگرون کا ایک گروہ بھیجنا چاہیے چنانچہ چار سو جادوگر جمع کرکے
پیرویز کی مدد کو بھیجے یہ جادوگر اُسوقت پہونچے ہین کہ جب مسلمانون نے پیرویز کو دار پر
کھینچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی اُسکو تلقین تعلیم نسبت قبول دین اسلام کی فرما
رہے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ دیکھو کوئی دم کی دیر ہے کہ تو ہلاک ہو جائیگا ابھی خیریت
ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور پیرویز ہر بہ ہی جواب دیتا تھا کہ تمیسے اپنے خداوند
لات و منات کی پرستش کسی طرح ترک نہ کرونگا وہ گروہ جادوگرون کا اُسوقت پہونچا اور
بزور سحر پیرویز کو دار پر سے اُٹھا لیگیا پھر اُسی طرح صلصال کے پاس پیرویز کو پہونچایا پس
صلصال پیرویز کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای پیرویز اسوقت کہان سے آنا ہوا
اُن ساحرون نے حقیقت گذشتہ بیان کی پیرویز نے کہا ای نظر کردہ خداوند لات واقعی
اگر یہ بندگان خاص خداوند وقت پر دار پر نہ پہونچتے تو عنقریب مسلمان مجھکو ہلاک کرنے دار
پر مجھکو کھینچ ہی چکے تھے صلصال نے کہا خیر خداوند لات و منات نے مدد کی بعدہ
پیرویز کو تخت پر بٹھایا اور طبل شادمانی بجوایا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ پیرویز کو سر دار کھینچا تھا
بجوایا ہے سب متعجب تھے کہ یہ کیا رمز ہے پیرویز ابھی دار پر کھینچا گیا تھا یکایک غائب ہو گیا
مزید بران طبل شادمانی بجا دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی شہنشاہ ہوکے بن قاسم
میدان مین آیا مقابل طلب ہوا لعل بن تورج بدرگ اُسکے مقابلے کو آیا اور تا دیر ردو بدل
رہی آخر ہند خیر زخمی ہوا شب کے آثار نمایان ہوچکے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے مقام قیام

پر واپس گئے چند روز تک ہنگامہ آرائی ملتوی رہی بعدہ ایک روز پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کل مین میدان حرب مین جاؤنگا سردارون نے کہا اے شاہزادۂ والاجاہ
ہم سب کی موجودگی کیونکر ممکن ہے کہ تم میدان مین حرب و ضرب کا ہنگامہ گرم کرو یاد جب ہم لوگ
نہونگے اسوقت اختیار ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے ولاورو کیونکر خود میدان مین نہ جاؤن
مجکو ہرگز منظور نہین ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانون کا خون ہو اور تم لوگ بیکار میرے میدان مین جانے
سے متعرض ہوتے ہو آخر مین کبھی حریف کے مقابلے کو نہین گیا ہون سردارون نے کہا
اے شاہزادۂ والاجاہ ہماری غرض یہ نہین ہے کہ نا تجربہ کار ہو بلکہ ہمکو شرم دامنگیر ہوتی ہے اس بات
سے کہ افسر اعلے حریف کے مقابلے کو جائے اور اسکے ملازمان ماتحت آرام سے اپنی جگہ
مقیم ہون شاہزادہ رستم ثانی نے کہا یہ خیال تم لوگون کا بالکل غلط ہے اس بات کو اپنے دل سے نکالو
سب خاموش ہو رہے دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی میدان مین آیا اُسکے مقابلے کو لعل
بن نوریج بدرگ آیا اور پکارا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی مین اسوقت ہرگز میدان مین نہ آتا لیکن
جب مجکو معلوم ہوا کہ تو بذات خود آمادۂ پیکار ہے نظر بران مین تیرے مقابلے کو آیا ہون شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا میری بھی یہی خواہش تھی لعل بن نوریج بدرگ نے کہا ہم اور تو دونو
جوان ہین ابھی بہت کچھ دنیا مین دیکھنا ہے کیا اچھا ہوتا اگر تو خداوند لات و منات پر ایمان
لاتا اور ہم تم دونون جوان بالاتفاق ہر ایک سے مقابلہ کرتے داد مردانگی دیتے دنیا مین
حکومتین کرتے کیا لطف رہا اگر تو اس ہنگامہ آرائی مین ہلاک ہوا یا مین ہلاک ہوا شاہزادہ رستم
نے کہا تف ہے تیری اس ضلالت شعاری پر کہ دوسرون کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا چاہتا ہے
اگر سچ پوچھتا ہے تو دین اسلام سے بہتر اور برتر کوئی دین نہین ہے دین اسلام کو اختیار کرکے
پھر جس طرح تو چاہتا ہے اُس طرح خوب زندگی بسر ہوسکتی ہے لعل بن نوریج بدرگ نے کہا کہ یہ بھی
ممکن نہین ہے کہ خداوند لات و منات سے منحرف ہو جاؤن شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
مجھے کیونکر ممکن ہے کہ تیرے مذہب بے بنیاد کو اختیار کرون اور اپنے دین حق سے منحرف
ہو جاؤن اس گفت و شنید کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی لعل بن نوریج بدرگ نے وار
کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس وار کو رد کیا پھر شاہزادہ رستم ثانی نے وار کیا لعل بن نوریج
نے بھی شاہزادہ رستم ثانی کے وار کو رد کیا تھوڑی دیر تک دونون مین خوب رد و بدل
ہوئی آخر لعل بن نوریج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوا لعل بن نوریج
بدرگ کے مجروح ہونے سے کفار کے دل مین ہول پیدا ہو گیا فوراً طبل بازگشت بجا یا دونون
لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے کفار لعل بن نوریج بدرگ کے مجروح ہونے
سے حیران تھے ملکہ نسترن خاتون کے بھی گوش زد یہ حال ہوا اُسکو بھی کمال تعجب ہوا لعل
بن نوریج بدرگ کے پاس آئی جراحت دیکھکے افسوس ظاہر کیا بعض کفار نے ملکہ نسترن خاتون
سے شکایت کی کہ تیری موجودگی مین لعل بن نوریج مسلمانون کے ہاتھ سے مجروح ہو حیرت خیز
بات ہے اور اسوقت تجھسے کوئی کارنمایان ظہور مین نہین آیا اگر یہی حال ہے تو کس طرح خداوند لات

کی پرستش کرنے والون کی جان بچے گی آخر تیری سحر و ساحری کب کام آویگی اسی طرح سے ایسی
طعن آمیز اُس سے باتین کین کہ ملکہ نسترن خاتون کو غصہ آگیا اور کہا ای خداوند کے بندہ تو تم اسقدر
اُسکے کیون حامی ہوگیا کوئی ساحر مجروح نہین ہوتا لعل بن تورج تو کچھ بھی سحر نہین جانتا ہی پھر
اگر شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوگیا تو کیا مضائقہ کی بات ہی کیا اُسنے کیا ضرر دیا
مضائقہ کی بات ہی کہ خداوند لات نے تجکو ایسی قابلیت دی اور پھر بھی تو نے کوئی کار نمایان
ابتک نہین کیا نسترن خاتون نے کہا صبر کرو آج ہی شب کو جاؤنگی اور شاہزادہ رستم ثانی کو
ہلاک کرونگی جب اپنے باپ صلصال کے پاس گئی اور اس ماجرے کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
آج شب کو میرا مصمم ارادہ ہی کہ جاکے شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک کرون اُسنے بکمال حیرت و
تعجب نسترن کے جانب دیکھا اور کہا ای فرزند یہ تو کیا کہتی ہی اپنے حواس درست کر اپنے
سحر و افسون پر ہرگز بھروسہ نہ کر یہ خداپرست ہین ہزارون ساحرون کو جان سے مارا ہی اور
کسی کے سحر و افسون نے مطلق کام نہ دیا تو ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ایسا نہو کہ تیری مفارقت سے
زندگی مجھپر وبال ہو جائے تا اینکہ مین بھی ہلاک ہو جاؤن تجکو شاید نہین معلوم ہی زلفقن بھی ابھی
اسی اپنی سحر و ساحری پر بھروسہ کرکے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو ہلاک کرنے گئی تھی پھر
سب کو معلوم ہی کہ اُسکا کیا نتیجہ ظہور مین آیا یعنی زلفقن قران نام خداپرست کے ہاتھ سے
ہلاک ہوئی میری سماعت مین اکثر گذرا ہی کہ خداپرستون کے مقابلے مین سحر و افسون ہیچ و پوچ
ہو جاتا ہی بلکہ دیکھا بھی ہو صلصال کی اس تقریر کو سن کے نسترن خاتون نے اپنے ارادہ
کو فسخ کیا اور تا دیر سکوت مین بیٹھی سوچا کی کہ کیا کرنا چاہیے اہل لشکر طعنہ زنی سے مجکو شرمندہ
کرتے ہین اگر میری ذات سے کوئی کار نمایان ظہور مین نہ آیا طعنہ زنی سے میری زندگی تلخ کرینگے
آخر اُسنے عیارہ سعدہ تیز رو نام کو اپنے روبرو طلب کیا جب وہ آیا اُسکی عیاری و چالاکی کی بہت
تعریف کی اور کہا ای سعدہ مدت سے مین تیری رعایت پر آمادہ رہی ہون وہ ملازم کیا جو اپنے
مالک کی کسی مصیبت کے وقت مین کام نہ آوے کس بلا کا خداپرست ہی جسنے لعل بن تورج
ایسے مقرب بارگاہ خداوند کو مجروح کیا خداوند کے بندون مین تہلکہ پڑ گیا ہی اگر شاہزادہ
رستم ثانی ہلاک نہوگا تو اُسکے ہاتھ سے تمام بندگان خداوند لات و مناۃ ہلاک ہوجاوینگے
بت پرستی نام کو باقی نہ رہیگی آج تجھسے یہ کام لینا چاہتی ہون کہ جا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلا اور
جسوقت شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلائیگا اُسکے وزن کے موافق جواہرات تجکو دونگی اور
اپنا ملازم خیرخواہ سمجھونگی آئندہ تجھسے ہر طرح کی خیرخواہی کی امید ہوگی سعدہ تیز رو نے کہا تو نے مجھسے
پہلے نہ کہا لعل بن تورج بدرنگ کے مجروح ہونے کے بعد مجکو اس کام کیواسطے تجویز کیا
ابتک مین کب کا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلاتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا پہلے مجکو
کیا معلوم تھا کہ لعل بن تورج بدرنگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے مجروح ہو جائے گا
اُسنے کہا اگر سچ پوچھتی ہی تو مسلمان اگرچہ مجبور ہونگے تو عیاران چابک دست کی چالاکی سے سحر
[illegible] حتی الامکان شاہزادہ

شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلاؤنگا مگر شرط یہ ہی کہ اپنے وعدہ سے منحرف نہو نا ملکہ نسترن نے کہا کیا مجال جو وعدہ کیا ہی اُس سے المضاعف لینا سعد تیزرو وہان سے اپنے مقام پر آیا اور اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ نے سنا کہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیزرو کو رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجتی ہی اور شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہر دینے کا وعدہ کیا ہی سعد تیزرو کے پاس آیا اس حال کو پوچھا سعد تیزرو نے کہا ہان ای خدنگ شب کو مین شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے جاؤنگا خدنگ نے کہا ای برادر اگر تو شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لائے گا واقعی ملکہ نسترن خاتون تجکو مالا مال کر دیگی مین چاہتا ہون کہ مجکو بھی اپنا شریک کر لے اُسنے کہا یہ نہین ہو سکتا کہ تیری شراکت سے اس کام کو انجام دون پس خدنگ وہان سے ہشام عیار صلصال کے پاس آیا اور اس حال کو بیان کیا اور کہا ای عیار طرار و سرہنگ کارگذار سعد تیزرو عنقریب مال دنیا سے غنی ہو جائیگا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرنے کا وعدہ کیا اور نسترن خاتون نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہرات انعام مین دونگی مین نے سعد تیزرو کی شراکت چاہی تھی مگر وہ عیار بڑا ہوشیار ہی میری شرکت پر راضی نہین ہوتا مجکو ایسی تدبیر بتاؤ کہ مین بھی مسلمانون کے مقابل مین کسی کارنمایان سے مال و دولت کثیر انعام مین پاؤن ہشام نے کہا ای خدنگ مین تجھے تدبیر معقول بتاتا ہون تو شیرویہ اپنے مالک کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ ملکہ نسترن خاتون نے اپنے عیار کو شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی تو بھی مجھے کسی خدا پرست کی گرفتاری کی اجازت دے جب تو کسی خدا پرست کو گرفتار کر لائیگا جو کچھ ملکہ نسترن سعد تیزرو کو انعام مین دیگی تیرا مالک بھی تجھے ضرور دیگا خدنگ اس رائے سے بہت خوش ہوا شیرویہ کے پاس آیا اور یہی تقریر ادا کی شیرویہ نے کہا اگر تیرا یہی ارادہ ہی جا فضل بن رستم کو گرفتار کر لا خدنگ عیار شیرویہ ہشام کے پاس واپس آیا اور جو کچھ شیرویہ نے فرمائش کی تھی اسکو بیان کیا ہشام کو بھی لالچ نے گھیرا وہ اُسی وقت صلصال کے پاس پہونچا اور کہا نہایت شرم کی بات ہی کہ ملکہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیزرو کو اور شیرویہ اپنے عیار خدنگ کو مسلمانون کے واسطے بھیجین اور مین آرام سے لشکر مین بیٹھا رہون صلصال نے کہا نسترن نے سعد تیزرو کو کسکی گرفتاری کے واسطے اور شیرویہ نے خدنگ عیار کو کسکی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی ہشام نے سب بیان کیا صلصال نے کہا ای ہشام تو جا مالک انجح کو گرفتار کر لا غرضکہ شب کو سعد تیزرو خدنگ ہشام تینون لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے سعد تیزرو رستم ثانی کے خیمے کے دروازے پر پہونچا دربان بیخبر سو رہا تھا یہ باطمینان تمام خیمے مین پہونچا سامنے کی مسہری پر شاہزادہ رستم ثانی سو رہا تھا اس نے پہلے دارو ئے بیہوشی دماغ مین پہونچائی بعد دگلیم عیاری مین پشتارہ بناکر رکھا اور خیمے سے باہر آکے لشکر کی راہ لی خدنگ عیار بھی شیرویہ بن پرویز فضل بن رستم کے خیمے مین آیا یہان بھی دربان بیخبر سو رہا تھا لیکن ایک کتا دروازے پر بیٹھا تھا خدنگ عیار سوچا کہ اگر خیمے مین داخل ہونگا کتا چیخے گا دربان بیدار ہوجائیگا

خیمے میں جانا کسی طرح ممکن نہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ میں خود یہان گرفتار ہو جاؤن چند لمحہ تک
سکوت میں کھڑا رہا آخر بہت سے غور کے بعد سوچ کے آگے بڑھا ایک روٹی جیب عیاری سے
دکھائی کتے کو آہستہ پکارا اُسنے فوراً نگاہ کے جانب دیکھا اسنے فوراً آؤ تو روٹی اُس کتے
کے آگے ڈالدی کتا روٹی کھانے میں مصروف ہوا یہ پردہ اُٹھا کے خیمے میں داخل ہوا اور
فضل بن رستم کو گرفتہ و بستہ کر کے آیا ہشام بھی ملک ایرج کے خیمے کی طرف گیا دروازہ خیمے
پر دیکھا چند نفر دربان بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے ہیں یہ ایک درخت کے سایے
میں ٹھہرا خدمتگار کی صورت سے مشابہ ہوا دربانون کے قریب سے گذرا اُنھون نے آواز
دی کون ہے جو اسوقت شب میں جاتا ہے ہشام اُنکے قریب آیا اور کہا بھائی ہم ہیں ہمارے
باپ لشکر اسلام میں ملازم ہیں اسوقت یکایک اُنکے پیٹ میں درد ہو رہا ہے دن ہوتا تو طبیب
کا تدارک ہوتا اور کسی طرح کا علاج کیا جاتا اور بغیر اسوقت شب میں کیا تدارک ہو سکتا ہے
جب دیکھا کہ شدت درد سے بہت بے چین ہیں گھر سے اس طرف چلا آیا اب سوچ رہا ہون
کہ کیا تدبیر کرون دربانون نے کہا واقعی اسوقت کیا ہو سکتا ہے ہشام نے کہا تمہارے پاس بھی
کوئی گولی چورن کی تو نہیں ہے دربانون نے کہا بھائی خوب یہان عطار کی دوکان نہیں ہے کہ چورن
کی گولی کو پوچھتا ہے ہشام نے بظاہر صورت بنا لی اور کہا اب میں حیران ہون کہ کہان جاؤن
اور کس طرح بقیہ شب بسر کرون باپ کے پاس جاتا ہون تو باپ کا حال بیقراری نہیں دیکھا
جاتا اگر نہ جاؤن تو رات کہان بسر کرون دربانون نے کہا اگر باپ کے پاس اسوقت جانا
نامناسب سمجھتا ہے تو پھر یہین توقف کر ہم اور تم دونون باتیں کرینگے صبح کو کسی طبیب سے رجوع
کرینا ہشام عیار اسی منصوبے میں تھا فوراً ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا اور دربانون سے باتیں
کرنا شروع کین کہ کفار کی آجکل یورش ہے اُنکے شر و فساد سے خدا بچائے یہ لوگ بڑے موذی
ہیں آدمی کو آدمی نہیں سمجھتے ہیں علے الخصوص مسلمانون کے خون کے پیاسے ہیں سیدھے
منہ کسی سے بات نہیں کرتے بالکل وحشیانہ حرکات رکھتے ہیں جس طرح ممکن ہو سکے ان موذیون
کو جلد واصل جہنم کرنا چاہیے قتل الموذی قبل الایذا چاہیے ان کمبختون کی بوٹیاں اُڑانا اور چیل کوون
کو دینا مناسب ہے کوئی بڑے کا پلید ہیں پیچھا نہ چھوڑینگے آپ بدست نہیں لیتے اور اسی طرح پھرتے نکلتے کھانا
کھاتے پانی پیتے دنیا کے کام کرتے ہیں اسی طرح کی باتیں رہیں تا اینکہ پہر رات باقی رہی دربانو
پر نیند نے غلبہ کیا ہشام نے کہا مجھکو تردد میں نیند نہیں آتی ہے کہ نہیں معلوم باپ کا
وہان کیا حال ہوگا تم لوگون کو اگر نیند آئی ہو تو بلا تکلف سو رہو دربانون کو جو اسقدر سہارا مل گیا
بہت خوش ہوئے اور کہا بہت بڑا احسان ہے یہ کہکے دروازہ خیمے پر دراز ہوئے نیند تو
آنکھون میں بھری ہوئی تھی بے خبر سو گئے ہشام ملعون کو موقع مل گیا اور آہستہ خیمے میں گیا دیکھا
ملک ایرج نوجوان بھی بے خبر سو رہا ہے دو آدمیون کو جو اُسکے پاؤن دبا رہے تھے وہ بھی مسہری
سے لگے بے خبر سو رہے تھے اسنے بہوشیاری بالا کلام ملک ایرج نوجوان کو بیہوشی سنگھائی
اور دربانون کو بھی بیہوشی سنگھا آیا تھا ملک ایرج نوجوان کو پشتارہ میں بستہ کر کے دوش

پر رکھا اور خیمے سے نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی جب یہ تینون عیار پشتارے دوش پر رکھے
ہوئے دربار مین پہونچے اہل دربار خوشی سے اچھل پڑے لعل بن توریج بدرگ موجود تھا
اُسنے ان عیارون کے سر پر ازراہ اقبال ایک دھپ لگائی اور کہا ای بندگان خداوند لات ومنات
کیا کہنا تم عیار نہایت ہوشیار وکارگذار ہو ہان بیان کرو ان پشتارون مین کون کون مسلمان
بستہ ہین سعد تیزرو نے کہا ای نظر کردۂ خداوند لات ومنات میرے پشتارے مین شاہزادۂ
رستم ثانی بستہ ہی مگر ابھی اس پشتارے کو نہین کہولونگا تاوقتیکہ ملکہ نسترن خاتون کو نہ دکہالونگا
ہرگز نہ کہولونگا کیونکہ اُسنے مجہسے مستحکم وعدہ کیا ہی کہ شاہزادۂ رستم ثانی کے وزن کے موافق
جواہرات دونگی پس جبتک حسب وعدہ جواہر لیکے قبضے مین نہ لاؤنگا شاہزادۂ رستم ثانی کو نہ
دونگا اس عرصے مین ملکہ نسترن خاتون بھی آگئی سعد تیزرو نے کہا ای ملکہ نسترن رستم ثانی
موجود ہی وہ جواہر کہان ہین ملکہ نسترن خاتون نے بکثرت جواہرات سعد تیزرو کو دیا اور
پشتارہ اپنے ہاتھ سے کہول کے شاہزادۂ رستم ثانی کی صورت دیکھی پہچانا کہا ہان واقعی
یہی شاہزادۂ رستم ثانی ہی ای سعد تیزرو واقعی کارے کردی مجکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ شاہزادۂ
رستم ثانی گرفتار ہوجائے گا سعد تیزرو نے کہا ای ملکہ نسترن خاتون لشکر خداوند لات
کے اور بھی عیار سرداران لشکر اسلام کو گرفتہ وبستہ کرلائے ہین ملکہ نسترن خاتون بہت
خوش ہوئی اُسی طرح خدنگ عیار شیرو بیر کے روبرو پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے حاضر
ہوا شیرو بیر نے کہا اس پشتارے مین کیا ہی خدنگ عیار نے کہا اس پشتارے مین وہی ہی
جسکی فرمائش ہوئی تھی یعنے فضل بن رستم شیرو بیر بہت خوش ہوا اور خدنگ کی
عیاری کی بہت تعریف کی خدنگ عیار نے کہا یہ کام اس قابل نہین ہی کہ صرف زبانی تعریف
پر اکتفا کیجیے گی بلکہ وہ انعام ملنا چاہیے جو ملکہ نسترن خاتون نے سعد تیزرو کو دیا ہی
خلاصہ یہ کہ شیرو بیر نے بھی خدنگ عیار کو اس کام کے صلے مین زر کثیر انعام مین دیا اور
بہلصیال نے بھی ہشام اپنے عیار کو انعام دیا پھر یہ سب لعل بن توریج بدرگ کے
روبرو گئے لعل بن توریج بدرگ نے مسلمانان بیہوش کو خوب مستحکم باندھا اور حکم دیا کہ ان
خداپرستون کو ہوش مین لانا چاہیے چنانچہ فتیلہ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا شاہزادۂ
رستم ثانی نے حیرت سے ہر چہار جانب دیکھا لعل بن توریج بدرگ کی صورت دیکھی اور
اپنی حالت بستگی پر نظر کی دل مین کہا واہ زمانہ کا عجب رنگ ہی کہان مین اور کہان یہ گرفتاری ابھی
کل کا ذکر ہی کہ لعل بن توریج بدرگ ملعون میرے ہاتھ سے مجروح ہوکے بھاگا تھا آج مین
اس مرتد کے روبرو بستہ ہون ان پاجیون نے بڑا فریب کیا عیارون کے ہاتھ گرفتار کیا
جنگ وحرب مین اگر کوئی موقع آجاتا تو کچھ تردد کی بات نہ تھی شاہزادۂ رستم ثانی نے
لعل بن توریج بدرگ سے کہا ای لعل خان یہ کیا حرکت ہی اُسنے کہا ای شاہزادۂ رستم
ابھی خاموش رہنا کچھ نہ کہنا یہ جنگ وحرب کا معاملہ ہی جسکی بدبیرون پڑی کل تونے مجکو مجروح
کیا آج مین نے تجکو گرفتار کرلیا جیسا کہ تو اپنے کو اس وقت دیکھ رہا ہی شاہزادۂ رستم ثانی

نے کہا مجھکو اس بات کا بالکل ملال نہین ہے کہ مین گرفتار ہو گیا ہون ہان یہ ملال البتہ ہے کہ مقابلہ کرکے
مجھکو گرفتار کیا ہوتا النوم ریح السموات مشہور ہے حالت خواب مین گرفتار کرنا بہادری پر محمول
نہین ہو سکتا لعل بن توریج بدرگ نے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی ان باتون کو اپنے خیال سے
دور کرو اور یہ فکر کرو کہ جان کس صورت سے بچ سکتی ہے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او پاجی
ملعون و مکار و زبون تو نہین جانتا کہ ہم خدا پرست کبھی جان سے نہین ڈرتے اگرچہ ہم اسوقت
گرفتہ و بستہ مجبورانہ حالت سے تیرے روبرو کھڑے ہین لیکن ہم اسی طرح سے کلام کرین گے
جس طرح آزادی کی حالت مین تجھے لعل بن توریج بدرگ بہت برہم ہوا جلاد کو طلب کیا
اور کہا مین ابھی اس کے قصے کو تمام کیے دیتا ہون ملکہ نسترن خاتون نے لعل بن توریج بدرگ
سے کچھ اشارہ کیا لعل بن توریج بدرگ اسکے اشارے کو نہ سمجھا کہا اے فلان کہ مین نہین سمجھا
آخر خوف کس بات کا ہے ملکہ نسترن خاتون نے کہا تو گھبرا گیا ہے اپنے حواسون کو درست کر
تو کہون لعل بن توریج بدرگ نے کہا میرے حواس درست ہین تو کہ جو کچھ تیرے دل مین
آئے ملکہ نسترن خاتون نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانون کے مقابلے سے ہر وقت
خائف رہنا چاہیے تو نے شاہزادہ رستم ثانی کے حق مین دفعتاً حکم قتل دیدیا یہ بات بالکل
نادانی پر محمول ہے آہستگی سے کام لے پہلے بخوبی سمجھ لے اور غور و فکر کر لے مین شاہزادہ رستم
کو ایک گوشے مین لیے جاتی ہون اسکو سمجھاؤنگی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھونگی اگر وہ
میری فہمائش پر عمل کرے گا پس یہی ہماری مراد ہے ہم سب اس سے خوش ہونگے اور اسکی
عزت کرین گے اگر ہماری فہمائش کے جانب اعتنا نہ کرے گا اسکو اختیار ہے لیکن وہ تیرے
روبرو حاضر کر دیا جائے گا لعل بن توریج بدرگ نے کہا اگر تیری یہی رائے ہے تو خیر لیجا
ان مسلمانون کو فہمائش کر مگر یہ بخوبی یاد رہے کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام انکو چھڑا لیجاوین وہ بڑے غضب کے عیار چالاک ہین ملکہ نسترن خاتون نے کہا لشکر اسلام
کے عیار اگر غضب کے چالاک ہین تو اسطرف بھی خداوند لات و مناۃ نے
ایسے ویسے عیار نہین عنایت کیے دیکھو ان مسلمانون کو کس طرح گرفتار کر لائے لعل بن توریج
بدرگ بہت خوش ہوا عیارون کی تعریف کی ملکہ نسترن خاتون شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو
اپنے ہمراہ اسی طرح گرفتہ و بستہ ایک گوشۂ تنہائی مین لے گئی اور کہا اے جوانو کیون اپنے کو
ہلاک کرتے ہو دیکھو یہ دنیا ہے یہان ہزارون طرح کے دقتین اور لاکھون طرح کے
اتفاقات پیش آتے ہین انواع اقسام کی مجبوریان لاحق ہوتی ہین عقلمند اسکو کہتے ہین جو
بسہولت اپنا کام نکال سکے جیسا دیس ہو ویسا بھیس اختیار کرے صرف بات کے واسطے جان کا دینا
ہرگز عقلمندی نہین ہے لعل بن توریج بدرگ کی قید مین مبتلا ہو تمکو چاہیے کہ اسوقت جو کچھ
وہ کہے اسپر عمل کرو تاکہ تمہاری جانین ہلاکت سے بچ جاوین ورنہ مفت ہلاک ہو جاؤ گے
شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو ہمکو کیا فہمائش کرتی ہے دن بھر ہم تجھ ایسے صدہا کو فہمائش
کیا کرتے ہین جا اپنا کام کر ہمارے حال سے تو کچھ غرض نہ کر ہم وہ لوگ ہین کہ جان کی کچھ حقیقت

در وقعت نہین سمجھتے ہین تو ہزار سمجھاؤن کی ایک سمجھا ہو تیری سمجھ مین خود ہی معقول بات نہین آتی
تو ہمکو فہمائش کیا کرتی ہو تو یہ نہین سمجھتی کہ دنیا مین جان باقی رہتی ہو یا بات باقی رہتی ہو آدمی کی بات نہوئی
تو وہ آدمی کیا تو اپنی طرح سب کو سمجھتی ہو اُسنے کہا ای بیوقوفو مین سچ کہتی ہون مفت
تم سب ہلاک کیے جاؤ گے مجکو تمھاری جوانیون پر افسوس آتا ہو انہون نے کہا تو اپنے
افسوس کو اپنے پاس رہنے دے ہمارے حال سے کچھ تعرض نہ کر خدا کا بس بہت اگر ہوش
ہست جب ملکہ نسترن خاتون نے دیکھا کہ یہ جوان میری فہمائش کی طرف اعتنا نہ کرینگے
اپنی ہلاکت کے درپے ہین مجبور ہو کے بیٹھ رہی دو دن گذر گئے رات آئی ملکہ نسترن خاتون
پھر شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے کہا ای جوان تو ضد وہٹ چھوڑ دے میری رائے
کے موافق عمل مین لا دنیا مین بعد ہلاکت کوئی زندہ نہین ہوتا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو بیکار
اپنی زبان کو تھکاتی ہو ہم ہرگز نہ مانینگے غرضکہ چند روز تک ملکہ نسترن خاتون ان مسلمانون
کو فہمائش کرتی رہی اور ہر روز امید کرتی تھی کہ حالت مجبوری مین آج یہ مسلمان ضرور میری فہمائش
پر عمل کرینگے جب کسی مسلمان نے انکا کہنا نہ سنا جب تو ملکہ نسترن خاتون مجبور رہ گئی
اور انکو لعل بن تورج بدرگ کے پاس واپس لائی اور کہا ای تورج خان واقعی یہ مسلمان
ہلاک کرنے کے قابل ہین انکی مطلق رعایت نہ کی جاوے تو بہتر ہو انکا نتیجہ نا سمجھی کا ہوگا شاہزادہ
رستم ثانی کو غصہ آگیا اور نہایت برہم ہو کے کہا او شفتل مجکو تو مجنون بتاتی ہو تو خود مجنون ہوگئی خبردار
اب ایسا کلمہ گستاخی زبان سے نکالنا ورنہ اگرچہ تیری نظر مین مین گرفتاری کی حالت مین مجبور ہون لیکن
اب بھی اسقدر جرات رکھتا ہون کہ تجکو سزا سے معقول دون لعل بن تورج بدرگ نے
کہا ای ملکہ نسترن خاتون کیون خواہ مخواہ مغز خراشی کرتی ہو خاموش ہو رہو اور جلادون کو حکم
دیا کہ ان تینون خداپرستون کو ہلاک کرو تینون جلاد ایک ہی مرتبہ آگے بڑھے اور اُن تینون
خداپرستون پر ایک ہی مرتبہ حملہ کیا اور ایک ایک وار مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کا سرتن
سے جدا کیا لعل بن تورج بدرگ نے اُن خداپرستون کے خون کو شراب مین شامل کرکے
زہر مار کر گیا یکایک یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی سب نے سر پیٹا اور رونے کا غل بلند ہوا اب
سب کو یقین ہو گیا کہ ضرور کفار کے ہاتھ سے کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا اکثر مسلمانون کو غش
آگیا تاب بے ساختہ نہ لاسکے ہر طرف صدمے ہاے واویلا بلند تھی اودھم برپا تھا کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ تھی
حواس مختل ہوگئے تھے اس حال کی خبر گہر اسکے اختر شناس کو پہونچی اُسنے اسی وقت
زائچہ کھینچا اور از روے قواعد نجوم حساب لگا کے حال دریافت کیا اور لشکر اسلام مین آکر
سب سے کہا تم لوگ کیون بدحواس ہوئے جاتے ہو شاہزادہ رستم ثانی اور [illegible]
بن رستم اور ملک ایرج نوجوان یہ تینون شخص زندہ ہین اگرچہ بظاہر لعل بن تورج بدرگ نے
سب کے روبرو ان اشخاص کو ہلاک کیا ہو مسلمانون پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی اور کہا اگر
کہا اے اختر شناس تم یہ کیا کہتے ہو صریحاً سب کے روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو

کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن وہ ہرگز ہلاک نہین ہوئے ہین بقید حیات موجود ہین ہمارے قواعد
نجوم سے ہرگز اُنکا ہلاک ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اور اگر تم لوگون کو یقین نہین ہی تو ہم تمکو چالیس
روز کا مچلکہ لکھے دیتے ہین اور یہ کہکے قلمدان سے قلم نکالا نوشتہ لکھا مسلمانون کو دیا اور کہا اسے
رہنے دو ہمارے حکم کا امتحان کرلو اگر چالیس روز کے عرصے مین شاہزادۂ رستم ثانی وغیرہ
کو زندہ نہ دیکھو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز کروگے بجا ہوگی اُس طرف جب لعل بن نوریج
بدرگ شاہزادۂ رستم ثانی کے قصے سے مطمئن ہو چکا طبل جنگ بجوا کے میدان مصاف مین
آیا اور حریف طلب کیا مسلمانون کے حواس باختہ ہو چکے تھے مقابلے کو کون آتا یکایک
ایک جانب سے بن عمر اور معدی بارگاہ سلیمانی کو لائے اور برابر شہر خطا کے بارگاہ برپا
کی لعل بن نوریج بدرگ نے جنگ کو ملتوی کیا اور جرات سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا
کہ عقب سے گرد پیدا ہوئی نظر آئی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی باجمعیت سرداران داخل بارگاہ
ہوئے لعل بن نوریج بدرگ بھی اپنے خیمے مین گیا یکایک شاہزادۂ رستم ثانی کے ہلاک
ہونے کی خبر امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے گوش زد ہوئی سب سے پہلے جس شخص نے شاہزادۂ
رستم ثانی کے غم و ملال مین گریبان تا بدامن چاک کیا اور اپنا حال خراب کیا وہ بدیع الملک
تھا تمام سرداران بارگاہ سلیمانی سیاہ پوش و نوحہ کنان ہوئے شاہزادۂ بدیع الملک نے
کہا ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک العلام آج بہت بڑا رکن دین اسلام کا کفار
کے دست ظلم سے گرا دیا گیا کیا لطف زندگی ہی جب ایسے دلاور و بہادر ہمارے اس طرح
دشمنون کے دست ظلم سے ہلاک ہو جائین شاہزادۂ رستم ثانی کے ہاتھ سے وہ وہ
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین کہ جسمین عقل انسانی حیران ہوتی ہی افسوس ہی کہ مسلمانون کی
حالت پر روز بروز ضعف طاری ہوتا جاتا ہی اور کفار کی جرات بڑھتی جاتی ہی بس اب فتحیابی
سے بالکل نا امید ہو جانا چاہیئے جب شاہزادۂ رستم ثانی ایسا دلاور کفار کے دست ظلم
سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی ایک روز ہم بھی اسی طرح مجبورانہ حالت مین مبتلا
ہوکے ہلاک ہو جاوینگے لعنت ہی دہر پر اور خاک ہو دنیائے دنی پر اب دیکھئے ماتم داری کا کیا
انتظام ہوتا ہی اُسکے چچا ہاشم کے پاس چل کے پرسا دینا چاہیئے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
نے فرمایا مین بھی چلونگا مگر مجھکو اس بات کا خیال ہی کہ شائد اپنے خیمے مین نہ آنے دین شاہزادۂ
بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ کبھی ایسا نہین ہو سکتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا
ای بدیع الملک یہ بھی ہوتا ہی شاہزادۂ بدیع الملک نے عرض کی حضور کبھی ایسا نہین
ہو سکتا میرا ذمہ ہی بس امیر حمزۂ صاحبقران باجمیع سرداران لشکر خیمۂ ہاشم کے جانب روانہ
ہوئے خبر ہاشم کو پہونچی ہاشم نے کہا تعجب کی بات ہی آخر یہ لوگ یہان کیون آتے ہین
بہتر یہ ہی کہ اپنے خیمے مین جاؤ بن عجیل باہر ہوئے ہاشم سے کہا تم نہین جانتے ہو کہ جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سردار اعلی لشکر اسلام کے ہین اسکے کیا معنی کہ وہ کیون یہان آئے

لاؤ ہاشم نے کوئی چارہ نہ دیکھا بجز اسکے کہ سرداران دست چپ کو ہمراہ لیکے استقبال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے سب پیادہ ہو گئے ان سے جو انکو سیاہ پوش دیکھا تو یہ کاحرق ہوا یہ بھی مرکبون کی پشت سے زمین پر آ گئے اور ہاشم کے خیمے مین آ کے رسم تعزیت ادا کی عیاران لشکر اسلام مثل شبرنگ بن قران سیارہ ثانی نہر دن بن عمرو ستمگر بلکچی بیزک خطائی گئے لاشین اور سر شاہزادون کے لے آئے ان لاشون اور سرون کو دیکھکے وہ کہرام لشکر اسلام مین برپا ہوا کہ پناہ بخدا بسبب خدا خون حمیت جوش مین آیا سب نے تلوارین میانون سے کھینچ لین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی سے کہا شہریار اب اجازت دی جاوے آج ہم کفار کے قصے کو فیصل کیے لیتے ہین ہم نہین یا کفار نہین امیر حمزہ صاحبقران ثانی مانع ہوئے اور کہا اسقدر عجلت کیون کرتے ہو کار شیطانست تعجیل و شتاب مقتضائے عقلمندی یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو سکے صبر و سکون سے کام لیا جاوے ؎

منازتوسن غفلت بعرصۂ تعجیل
تو دست و پا زنی زان خطر برون نائی

عنان دل بکف صبر دہ گرت باید
کہ آخرا نکہ زدست بر زمین بر سر آئی

مکن شتاب و زآئین حلم سر متاب
کہ گوئے نیک بچوگان جہد چو با لی

شتاب درنظرے افکند گر صد سال
کہ در صبر و سکون نیست رسم دانائی

اسی طرح سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے بہت کچھ لشکر کو فہمائش کی وہ سب خاموش ہو رہے شاہزادون کی لاشون کو غسل دیا گیا تجہیز و تکفین ہوئی صندوقون مین بیتون کو رکھکے جانب مکۂ معظمہ روانہ کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ہاشم کو بہت سمجھایا اور کہا دنیا کے بیشتر عجیب و غریب کارخانے ہین کیسا ہی اپنا عزیز ہلاک ہو جائے اُسکے ساتھ خود کوئی ہلاک نہین ہوتا پس صبر کرو بعدہ ہاشم کو مع سرداران دست چپ خیمہ مین لائے اور اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے مگر نہایت مغموم و محزون چند روز تک یہی غم و ملال کا عالم رہا ایک روز سب نے بالاتفاق اس امر مین مشورہ کیا کہ دنیا کے یہی کارخانے ہین کبھی کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی ناپید ہوتا ہے کہانتک شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین زندگی بسر کریگے لذت دنیا سے محترز ہون ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہو گا ؎

کسی کے عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی یہ دنیا ہے صبح و شام و قمر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے
کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے

بعض سرداروں نے کہا یہ مشورہ بجائے خود درست نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ بادشاہ اسلام کی خدمت مین اس بات کو عرض کرنا چاہیے اور یہان خوب یاد آیا شاہ سعد کی خدمت مین اس بات کا بھی اعلان چاہیے کہ منجمون نے اپنے قاعدۂ نجوم کے اعتبار سے یہ حکم لگایا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی و قفقل بن رستم و ایرج نوجوان زندہ ہین ابھی ہلاک نہین ہوئے دیکھو بادشاہ اسلام اس بارے مین کیا حکم صادر فرماتے ہین چنانچہ یہ سب شاہ سعد کی خدمت مین پہونچے اور اس تقریر کو ادا کیا شاہ سعد نے فرمایا تم لوگ کہانا کہاتے ہو پانی پیتے ہو وہ کون سی لذات ہین جو شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین ترک کیے ہوئے ہو سرداران

[illegible]

بھی ہو جایا کرتا تھا شاہ سعد کو اس قسم کی درخواست بہت ناگوار معلوم ہوئی اسوقت اور کچھ
کہنا مناسب نہ جانا صرف اسقدر فرمایا کہ مجکو تمھاری اسوقت کی تقریر سے کمال تعجب ہوا خیر مجھسے اس
بارے میں کچھ نہ کہو جو کچھ کہنا ہو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سے کہو سب نے امیر حمزۂ صاحبقران
کی خدمت میں عرض کیا اور اسوقت ہاشم کو بھی اپنا شریک کر لیا امیر حمزۂ صاحبقران نے
تا دیر تامل کیا اور وجہ تامل کی یہ تھی کہ جنگ درپیش تھی بجائے خود خیال کیا کہ اگر ان لوگوں کی مخالفت
کرونگا شاید یہ لوگ برخاستہ ہو جائیں سرداروں نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے سکوت
سے خیال کیا کہ خاموشی بھی نیم رضا ہے وہاں سے چلے آئے چند روز کے بعد جناب حمزۂ ثانی
نے فرمایا اے حامیان اسلام اب کوئی ایلچی پیروزہ کے پاس بھیجنا چاہیے چنانچہ میر منشی نے
نامہ تیار کیا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے سر دربار نامہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے
ایسا جری و بہادر جو اس رسالت کو قبول کرتا ہے کیخسرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جام
کلہ عفریت جو مدت کے بعد لبریز کیا گیا تھا اسکے پاس آیا خداوند عالم کی ثنا و صفت کی
اور جام کو لیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے منع کیا کہ میرے نزدیک تجھ ایسے شاہزادے
کا اس رسالت کو قبول کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے شاہزادہ کیخسرو نے نہ مانا اور کہا اے
شہریار کار ضروری میں شاہزادگی اور غیر شاہزادگی کا کیا دخل ہے میرے نزدیک لائق و کارگذار
کے یہ معنے ہیں کہ ہنگام ضرورت ہر طرح اپنے کام کو انجام دے لے امیر حمزۂ ثانی نے
کہا یہ سب صحیح ہے تاہم مگر یہ کام تجھ ایسے ذی عزت کے بالکل خلاف شان ہے کیخسرو نے
کہا شہریارا تو میں جام کلہ عفریت پی چکا ہوں ایسی حالت میں ارادے کو فسخ کرنا نہایت
شرم کی بات سمجھتا ہوں دلاوران لشکر اسلام میری نسبت کیا خیال کرینگے کہ شاہزادہ کیخسرو
نے جام کلہ عفریت جرات کر کے پیا اور پھر خائف ہو کے اپنے ارادے کو فسخ کیا
جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کچھ ہو مگر ہرگز اجازت نہ دونگا کیخسرو نے
کہا اگر مجکو اس کام سے باز رکھا جاوے گا تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا امیر حمزۂ صاحبقران
نے سکوت اختیار کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ گلستن خاتون
کا حال بالکل نہ سنا تھا جام صفا کو مملو کر کے بلا تکلف کیخسرو کو پلا دیا اور لباس پر چھڑکا اور لشکر
کے گرد اگرد بھی چھڑکا کیخسرو سب سے رخصت ہو کے روانہ ہوا تمام سرداران لشکر اسلام
تا دور شاہزادہ کیخسرو کے ہمراہ گئے شاہزادہ کیخسرو نے باصرار انکو رخصت کیا اور خود
وہاں سے منزل مقصود کی راہ لی

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں وہ کیخسرو حامل نامہ امیر
کو گرفتار کرنے کی جانب روان لکھا جاتا ہے

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہیں اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہیں	مے سے کچھ کام نہیں جام سے کچھ کام نہیں خانہ برباد ہوں صحرا میں بگولوں کی طرح	دل میں جو شوق ہے آئین میں صحرا کی ہوا ہے ستم دیدہ ہوں ... باغ سے کچھ کام نہیں

صبح محشر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہین | ہے مجھے دشت مین بھی سید معانی کا خیال | دوست سے کچھ کام نہین نام سے کچھ کام نہین
آئی مدت سے ہون غربت مین وطن بھول گیا | مجھکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین | ہے فراق بہتا ننود کام مین ناسخ کا کلام
ہو نہین ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہین

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اس داستان حیرت عنوان مین اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ بدیع الزمان مع سرداران ہمراہی ملک فرنگ کی طرف روانہ ہوئے بلخ و فاریاب مین دو روز قیام کیا پھر سمرقند مین پہونچے معلوم ہوا سمحان بن نصر بن طول سمرقندی یہان کا حاکم و فرمانروا ہے جسکا سن ستر سال کا تھا زور و طاقت کا یہ حال تھا کہ راست و چپ دو تلوارین حمائل کرتا تھا جنمین سے ہر ایک کا وزن تین من کا تھا ہنگام کارزار انھین تلوارون سے کام لیتا تھا جب اُسکو شاہزادۂ بدیع الزمان کی آمد کی خبر پہونچی مع خدم و حشم استقبال کو آیا ملازمت حاصل کی شہنشاہ نے اُسکے حال پر کمال مرحمت مبذول کی سمحان نے نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کی امرا و شاہزادگان شہنشاہ کی ملاقات کو آئے نذرین گذرین شب کو بکمال زینت و کیفیت مجلس عیش و نشاط گرم ہوئی ایک پیر صد سالہ نے باوجود اُس کہنہ سالی کے نہایت حیرت خیز و تعجب انگیز طریقہ سے اس غزل کو گایا غزل

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین | کٹتی ہین آنکھون ہی مین ہجر کی ساری راتین | دو نو زلفین نہین ہین خورشید سے تابان رخ پر
روز روشن کی برابر ہین تمہاری راتین | جو گھڑی ہے نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ | ہین غضب فرقت محبوب کی بھاری راتین
ہجر مین صبح سے تا شام بجائے شبنم | میری آنکھون سے لہو رکھتی ہین جاری راتین | بس پڑے رہتے ہین پابند تقدیر مین ہم
ہین شب تار کے مانند ہماری راتین | شب تاریک جدائی مین یہ چلاتا ہون | دق بہت کرتی ہین یا حضرت باری راتین
تیری زلفون کے لیے شانہ بکف ہے ہر دل | اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین | فصل گل ہین وہ گل تر نہین گل گرد چمن
کہہ یہ چاہین اگر باد بہاری راتین | مرغ زرین فلک پر ہے یقین خفاش | کسقدر تیرہ و تنہین ہین ہماری راتین
دن کے بدلے بھی یہی آتے ہین غمخواری کو | مجھ سے کہتی ہین بہت ہم ہین تمہاری راتین | دن تو ناسخ کے بہر حال گذر جاتے ہین
پہ جدائی مین بہت لاتی ہین خواری راتین

شہنشاہ اُس مطرب کہنہ سال کے کمال سے بہت خوش ہوئے اور زر کثیر انعام مین دیا اُسکا نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو طرب زا کہتے ہین تمام عمر غلام کی اسی فن کے حاصل کرنے مین گذری آج اس محنت و مشقت کی داد کی خداوند عالم حضور کو عمر نوح عنایت فرمائے شہنشاہ نے اُسکو نوکر رکھ لیا دوسرے روز سمحان شہنشاہ کو دریا کی سیر کو لے گیا وہان دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا سے جنگلی بطین پکڑ رہا ہے اور طرفہ امر یہ دیکھا کہ ہزار ہا بطین سطح آب پر شناوری کر رہی ہین ماہی گیر جس بط کے پاس جاتا ہے آسانی بط کو پکڑ لیتا ہے اور بط اُڑتی نہین ہے شاہزادۂ بدیع الزمان نے اُس ماہی گیر کو طلب کیا اور پوچھا تو ان جانوران دریائی کو گرفتار کرتا ہے لیکن کوئی ذریعہ گرفتار کرنے کا معلوم نہین ہوتا کیا کوئی افسون تیرے پاس ہے اور یہ ہانڈی تیرے سر پر کیسی اوندھی ہوئی ہے اور دریا مین یہ متعدد ہانڈیان کیسی ہین جنکے قریب یہ بطین جمع ہین اُسنے کہا خداوند میرا پیشہ یہ نہین ہے ایک بھاٹ ہون اُسکا یہ عمل ہے جب کبھی وہ نہین ہوتا ہے اور مچھلیان کبھی نہین ملتی ہین تو مین چند بطین پکڑ کے بیچ لیتا ہون اس شہر پارہ یہ تدبیر بطون کے شکار کی اُسی سے مین نے سیکھی ہے

دریا مین تیرادین صحرائی بطین آئین اور چار سے پر منقارین مارنا شروع کین ایک ایک ہانڈی کے گرد صد ہا بطین جمع ہوگئین جب اس طرح اُن ہانڈیون کا چارہ کھانے کی عادی ہوگئین ایک ہانڈی مین آنکھون اور ناک اور منھ کی جگہ سوراخ کرکے اور اُسی طرح چارہ لگا کے مثل خود سر پر پہن لی اور آہستہ دریا مین جاکے اُن سب ہانڈیون مین جا ملا بطون نے بدستور چارہ کھانا شروع کیا اُسنے پانی کے اندر قریب ہاتھ لیجا کے ایک ایک کے پانوٴن گرفت مین لاکے پانی کے اندر کھینچ لیا اور دو بیرون مین گرہ دے کے پانی پر چھوڑ دیا اور وہ بطین پھر اُسی طرح سطح آب پر شنا کرنے لگین مگر اُڑنے کی طاقت نہ رہی جب اسی طرح دو چار سو پرند ہوگئین ایک مرتبہ سب کو پانی سے نکال کے پنجرون مین بند کر لیا اور بازار مین فروخت کر لائے شاہزادہ بدیع الزمان اُسکی زبانی اس تقریر کو سن کے بہت خوش ہوئے سمجان شاہزادہ بدیع الزمان کو اور مقامات فرحت افزا مین لے گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خوب سیر کی تین روز تک سمرقند مین قیام کیا چوتھے روز سمجان نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا شہریار اگر سفر کا ارادہ ہوگا تو تجاوہرگز فراموش نہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاتا ہون تمھارے ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی آئندہ اختیار ہے مین مانع بھی نہین ہون سمجان نے اُسی وقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کر دیا چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ روانہ ہوا جب قریب روم کے پہونچے اُنکے ورود کی خبر پیر فرخاری اور صاحبقران والاشان کے محل مین پہونچی سب بہت خوش ہوئے شہر مین آئینہ بندی کی گئی ایک مکان عالیشان مین قیام ہوا شاہزادہ بدیع الزمان سے سب نے ملاقات کی شہنشاہ سے بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسے دیئے شہنشاہ بھی بہت لطف سے پیش آیا پھر جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا ذکر ہوا سب روئے دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر رخ لقا شہر مین آئے دیکھا شہر بہت آباد ہے بازارون مین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہے شاہزادہ بدیع الزمان تمام شہر و بازار و عمارات شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین پہونچا عمائدین شہر ملازمت کو آئے نذرین گذرین ہر متنفس اولاد امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو دیکھ کے ہزارون دعائین دیتا تھا خواتین سراپردہ عصمت نے تقاضا کر کے بھیجا کہ جلد لاؤ شاہزادہ بدیع الزمان اندرون محل داخل ہوا ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ کا سر سینے سے لگایا اور مادر سکندر نے سکندر کی پیشانی پر بوسے دیئے گلے سے لگایا ہر ایک کے واسطے افراط مسرت و سرور سے گویا عید کا دن تھا شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر رخ لقا تینون شاہزادے تین روز محل مین مقیم رہے چوتھے روز شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ گردیہ بانو سے رخصت مانگی اور کہا کہ اب میرا قیام یہان نامناسب ہے ملکہ گردیہ بانو نے باصرار تمام کہا ابھی آئے ہو چند روز تو یہان توقف کرنا ضرور ہے آئندہ نہین معلوم کب دیدار میسر آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب کسی طرح یہان توقف نہین کر سکتا ناچار ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادہ بدیع الزمان کو

سے کہ بعد تجکو مین نے دیکھا ہو مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگی سکندر رفرخ لقا نے عرض کی کہ اے
مادر گرامی قدر دستور تھا لیکہ شاہزادہ بدیع الزمان یہان سے کوچ کو آمادہ ہین پھر مین کس طرح تنہا یہان
قیام کر سکتا ہون خداوند عالم کے فضل و عنایت پر نظر رکھو انشاء اللہ الرحمن پھر قدمبوس ہونگا اور
اگر زمانۂ غدار نے کفار مکار کے ہاتھ سے فرصت نہ دی تو مجبوری ہو بلکہ کہہ دیو بالو زار و قطار
روتی تھی اکہ بار بار یہ کہتی تھی اور اے فرزند مین ابھی جانے نہ دونگی شاہزادہ بدیع الزمان نے جب
مادر سکندر کا یہ حال دیکھا کہا آپ کیون اسقدر مضطرب ہین اسوقت رخصت کر دیجیے چند روز
کے بعد سکندر یہانتک نہ پہونچے گا تو مین خود تاکید کر کے سکندر کو اس طرف روانہ کر دونگا
غرضکہ جسقدر ان شاہزادون کے آنے سے ان خواتین کو خوشی حاصل ہوئی تھی اس سے دو چند
انکی رخصت مین قلق و ملال دل پر مستولی ہوا الغرض یہ تینون شاہزادے خواتین سے رخصت ہو کے
روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے دریا کے پہونچے اول یہ رائے ہوئی کہ سفر
دریا مین بیشتر خطرے ہین سفر خشکی بہتر ہو بعض سرداران ہمراہی نے اپنی رائے خلاف ظاہر کی
جسکی وجہ سے چند روز تک کنارے دریا کے قیام کرنا لازم آیا آخر الامر یہی رائے مقدم رہی
کہ سفر دریا مناسب ہو کشتیان مہیا کی گئین ملاحون سے انکے معاوضہ کا تصفیہ ہوا کشتیون پر سوار
ہو کے ملاحون نے کشتیون کو روان کیا دن کم باقی رہا تھا جب سوار ہوئے تھے چند ساعت
کے بعد آفتاب غروب ہو گیا تاریکی شب مین کشتیون پر روشنی بکثرت کی گئی دو پہر رات خیریت سے
گذری یکایک اس زور سے ہوا کا جھونکا آیا کہ تمام چراغ گل ہو گئے سواران کشتی گھبرائے کہ یہ
کیا سامان ہو ملاحون نے کہا کہ طوفان عظیم کے آثار معلوم ہوتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان
نے حکم دیا کہ سب کشتیان مسلسل کر دی جاوین ملاحون نے ایک کشتی سے دوسری کشتی پر زنجیرین
پھینکین تھوڑی دیر کے بعد طوفان عظیم برپا ہو گیا سواران کشتی مضطربانہ دعا و مناجات مین
مصروف ہوئے تمام شب اس طوفان عظیم مین بسر کی صبح کو اگرچہ طوفان برطرف نہوا تھا
لیکن کچھ روشنی ضرور ہو گئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کا وقت ہو دور سے ایک جہاز نمایان
ہوا وہ بھی طوفان زدہ اسی طرف چلا آتا تھا جب قریب پہونچا سواران کشتی نے غل مچانا
شروع کیا کہ اے اہل جہاز جلد ہماری خبر لو عنقریب ہماری کشتیان غرق ہو جاوینگی ناخدا کو اہل کشتی
پر رحم آیا بہزار کد و کوشش کشتیون کے قریب جہاز کو لائے اور رسے کشتیون پر پھینکے ان رسون
کے ذریعہ سے اہل کشتی جہاز پر پہونچے اصل مین وہ جہاز ایک تاجر اسمعیل نامی کا مال تجارت
لیے جاتا تھا خواجہ اسمعیل نے شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کون
لوگ ہو اور کہان جاتے تھے جو تمہاری کشتیان طوفانی ہو گئین شاہزادہ بدیع الزمان نامدار
نے تمام اپنا قصہ بیان کیا اور کہا خواجہ صاحب مین کمال درجہ تمہارا ممنون و مشکور ہون کہ تمنے
ہم سب کی جان بچائی ورنہ ایسی آفت عظیم مین کون کسکی خبر لیتا ہے خواجہ نے کہا شہزادے یہ کیا فرمایا
ہو یہ کیا ایسا کام تھا جو ظہور مین آیا غرضکہ تیسرے روز وہ طوفان برطرف ہوا ایک جزیرہ نظر آیا

تم میں سے کون ایسا ہے جو ہمارے پیش خانہ کو لے جائے اور اسکی حفاظت کرے معروف بن اسد اٹھ کھڑا
ہوا مجرا کیا اور عرض کیا کہ اس خادم کے دادا عمر معدی کرب اسیر بلند توقیر کے پیش خانہ کے داروغہ مقرر
تھے اور کمترین کے باپ بھی سربراہ کار تھے اگر یہ خدمت میرے متعلق ہو تو سبب عزت افزائی ہے شہنشاہ نے
اسکی اس ہوا خواہی پر ہزار ہزار آفرین کی اور کہا اے معروف مجکو خوب معلوم ہے کہ تمہارے دادا عمر معدی
کرب داروغہ پیش خانہ کے تھے قطع نظر اس بات کی اگر تم نہ بھی خدمت دیرینہ کو یاد دلاتے تو ہم تمہاری
درخواست کو بدل قبول و منظور کرتے معروف بن اسد نے بکمال ادب تسلیم کی وہاں سے خیمہ زن
ہوا پیش خانہ شہنشاہ کو بارہ ہزار سواران جرار و دلاوران جلادت شعار کی جمعیت سے لیکر روانہ ہوا
بعد جانے معروف بن اسد کے شہنشاہ کے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ معروف تنہا
بہادر کرو کے فوج پیش خانہ لیکے گیا ہے نہیں معلوم وہاں کیا صورت پیش آئے کسی کو اسکی حمایت
کے واسطے بھیجنا چاہیے سرداروں کو جمع کیا معروف کے سبقت کی تعریف کی اور کہا واقعی خیر خواہ
و وفادار کے یہی معنی ہیں کہ ہنگام ضرورت موجود ہو جاوے اور جان و آبرو کے ضرر سے خائف نہ ہو لیکن
بالفعل میرے دل میں اس بات نے خطور کیا ہے کہ ایسی حالت میں معروف کی جانب سے غافل نہ ہونا
چاہیے کسیکو اسکی مدد کو بھی بھیجنا چاہیے ممالک شاہ بن مالک اسوقت موجود تھے کہا اے شہزادہ
والا جاہ بیشک معروف کی مدد کے واسطے کسیکو جانا چاہیے بہتر ہے کہ میری نسبت حکم صادر فرمایا
جاوے شہنشاہ نے کہا اے ممالک کیا مضایقہ تمہیں جاؤ مگر جہاں تک ممکن ہو عجلت کرنا ایسا نہو کہ
معروف وہاں پہونچ جاوے اور اسکو مخالفین کے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے ممالک شاہ بن مالک
شاہ نے کہا کیا مجال ہے جبتک جان میں جان ہے ممکن ہے کہ معروف کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھے
غرضکہ ایک جمعیت مناسب ہمراہ لیکے ممالک شاہ بھی اسی جانب بعجلت تمام روانہ ہوا ممالک
شاہ کے جانے کے بعد سیمجان نے کہا کچھ تمہیں کہنا ہے شہزادہ شہنشاہ نے کہا کیا سیمجان نے
کہا معروف بن اسد کی کمک کو کسی دوسرے سردار کا جانا ضروری تھا اور قبل سے
ارادہ تھا کہ میں بھی معروف کے ساتھ جاؤں اسوقت معروف کی کمک کا ذکر ہوا ممالک شاہ
نے سبقت کی میں خاموش ہو رہا مگر میرا دل نہیں مانتا اگر مناسب ہو تو میں معروف کی مدد کو
جاؤں شہنشاہ نے کہا کیا مضایقہ ہے تم بھی جاؤ سیمجان بھی اسی وقت ایک جمعیت قلیل
ہمراہ لیکے اسی طرف راہی ہوا

معروف بن [illegible] و ممالک شاہ بن مالک شاہ سیمجان کو شہریار کے واسطے [illegible] فرنگ کی جانب راہی رکھا جاتا ہے اور چند کلمہ داستان شہریار کے حوالہ قلم عجلت رقم کیے جاتے ہیں الہ ولی التوفیق

کیا شب فرقت میں صدمے ہیں دل بیتاب پر + شکل رہتی ہو تماشا ہوں چادر مہتاب پر + ہجر
میں سو جاؤں کیا میں تو شک کمخواب پر + سینکڑے ہیں بال پلکوں کے برائے خواب پر + شکل
ہالہ رات صدمے ہوتے ہیں مہتاب پر + یہ خط مشکیں نہیں رخسار عالمتاب پر + آگیا یاد آہ ابرو
محبوب غازی کا رکوع + آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر + گنبد مدفن مرے اشکوں کا بلبلا

ہی بعد مرگ ۞ لیلے تربت سے نظر آتے ہین جیسے آب پر ۞ چھوٹا پالی یار کا چھوڑا اپنا دیسے اے طبیب
ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر ۞ چشمۂ لیلے نظر آتا ہی او مجنون حباب ۞ تجدید کے وادی مین تیرے
اشک کے سیلاب پر ۞ وہ جو قائم ہو سکے زر اسکو نام زر سے ننگ ۞ فوق ہی میرے دل
بیتاب کو سیماب پر ۞ چین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر قرار ۞ سعی کرنا ختم ہی اس سال کو
گرداب پر ۞ رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب ۞ ہاے کیا رکھتا ہی رغبت عمر کے
خونناب پر ۞ کان مین محبوب کے آواز بھی آتی نہین ۞ کیا شب فرقت مین تجکو رشک ہی مضراب
پر ۞ راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین ۞ کہ جب کامل ایک مہینہ منقضی
ہو گیا اور کسی طرح قلعہ فتح نہوا شہریار بہت برہم ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کیسے تم سب مرد
میدان و دلاور و دوران ہو کہ باوجود اس قدر جد و جہد اس وقت تک قلعہ فتح نہوا ہے بذا افسوس
شہریار کے دل مین اس بات نے بھی خطور کیا کہ ایسا نہو یہ سب مجھسے برگشتہ ہو جائین کہا میری
اس تقریر کے یہ معنی نہین ہین کہ تم نے فتح قلعہ مین کوتاہی کی نہین بہت کچھ کوشش کی مگر یہ
کیا امر ہی کہ قلعہ فتح نہین ہوتا اسکے ہمراہیون نے کہا اے شہریار تیری اسوقت کی تقریر بالکل بجا
ہی اگر ہماری کوشش و سعی پر حرف رکھا جاتا ہی تو اب ہم پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے تجھ ایسے
شہریار جرار کے اس وقت تک قلعہ کیون نہ فتح ہوا شہریار نے کہا خیر اب اس بات کو طول نہ دو مگر
ہان اسوقت تمہارے روبرو قسم کھاتا ہون کہ جبتک یہ قلعہ فتح نہ کر لونگا قدم پیچھے نہ ہٹاونگا یا اگر
ہلاک ہو جاؤنگا تو بھی [illegible] ہوگا یہ کہکے اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مردان ہمراہی نے کہا یا اقبال
[illegible] نام طبل جنگ [illegible] بجایا جاوے لیکن یہ اختیار ہی شہریار نے نہ مانا اپنے ہی نام طبل
جنگ بجوایا [illegible] مرکب [illegible] و چالاک طلب کیا مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر
سوار ہوا قلعہ کی راہ لی تا اینکہ فصیل کے گرد کے مرکب کو جو مہمیز کی وہ جست کر کے آڑ خندق
مین جا گرا شہریار نے ہر چند پشت مرکب پر اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھلا زمین پر آیا مگر پھر مرکب پیدا
ہوا اسپ مرکب مین اسقدر طاقت نہ پائی کہ آگے بڑھ سکے کچھ جست و خیز کا کام کرتا اور خود بھی ماندہ
ہو گیا تھا ناچار واپس آیا دوسرے روز پھر اسی مرکب دورگا پر چست و چالاک پر سوار ہوا اس نے
کنارہ خندق قیام کر کے جو گھوڑے کو مہمیز کی وہ اسپ [illegible] گردار جست کر کے دروازہ قلعہ کے
قریب پہونچا چونکہ خندق بہت [illegible] تھی اہل قلعہ کو خیال تھا کہ خندق کو طے کر کے قلعہ تک پہونچنا
بہت دشوار امر ہی بدین خیال انھون نے دروازۂ قلعہ کا کچھ بھی بندوبست نہ کیا تھا اور یہ بھی
خیال تھا کہ دروازہ قلعہ کا علی العموم قلعون مین بندوبست ہوتا ہی دشمن اگر آئیگا تو کسی اور طرف
سے آئیگا اسطرف کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے چنانچہ جب شہریار دروازہ قلعہ کے قریب پہونچے
دروازہ کھلا پایا فورًا قلعہ مین داخل ہوا فرنگیون نے جو دیکھا کہ شہریار قلعہ تک پہونچ گیا ہی وہ بھی فورًا
پہونچ گئے اور دروازہ قلعہ کو کھلا دیکھکے قلعہ مین داخل ہو گئے اہل قلعہ نے تلوارین میانون سے
کھینچ کے ایک ہی مرتبہ دلیرانہ حملہ کیا اس طرف بھی سب جنگ پر آمادہ تھے گیرو بزن کی آواز
آنا شروع ہوئین سہ چقا چاق خنجر گرد [illegible] قیر [illegible] زہر خوار سے [illegible] یہ گرمی جنگ مشغول [illegible]

زرہ - بکتر - خود - چار آئینہ - دستانہائے فولادی - شمشیر - تیر - کمان - خنجر - ڈھال - نیزہ - جملہ سامان حرب سے
آراستہ ہوکے بعجلت تمام قرشی تاجدار کے پاس آیا اور کہا سپہ اس وقت نہایت کشت و خون پر آمادہ
ہے جلد مجھکو اجازت حرب دو ورنہ ہزارہا بندگان خدا کی جانیں مفت ضائع ہوجائینگی قرشی تاجدار نے کہا
پھر کیوں دیر کرتا ہے جا دشمن کا کام تمام کر اور میں بھی آتا ہوں یہ کہکے قرشی تاجدار اٹھ کھڑا ہوا برقی تاجدار
نے کہا ای برادر میں بھی چلتا ہوں قرشی تاجدار نے کہا تمہارے جانے کی ضرورت نہیں ہے مبادا میں
جنگ میں کام آگیا تو اہل قلعہ منتشر الحواس ہوجائینگے تم انکو سنبھالنا برقی تاجدار نے کہا یہ نہیں ممکن
چنانچہ وہ بھی قرشی تاجدار کے ساتھ روانہ ہوا فیروز زہر خوار نے جب قرشی تاجدار کو دیکھا کہا اب میں کیا
جنگ نہ کرونگا میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں جاتا ہوں تم بھی میری مددگاری کو آنا جلد یہاں سے واپس جاؤ ناچار
قرشی تاجدار اور برقی تاجدار واپس آئے اس طرف فیروز زہر خوار شہریار کے سامنے آیا اور کہا
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ شہریار نے آتے ہی تلوار کا وار کیا فیروز زہر خوار ایک ہی مجربہ کار
جری تھا اسنے پشت شمشیر پر اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا شہریار نے بھی اس وار کو سپر پر روکا اسی
طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر فیروز زہر خوار شہریار کے ہاتھ سے زخمی ہوا اہل لشکر اسکو اٹھا لیگئے اہل اسلام
کو کمال حیرت ہوئی سب قرشی تاجدار کے پاس آئے حال فیروز بیان کیا اور کہا ای بادشاہ شہریار بڑا سفاک
ہے کیا عرض کریں کہ کس طرح فیروز زہر خوار زخمی کیا ہے اگر یہی سفاکی شہریار کی ہے تو کسی طرح ہم اسکے مقابلے میں
سر بر نہیں ہوسکتے دونوں بھائی متعجب ہوکے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برقی تاجدار نے کہا
لشکے جوان فیروز زہر خوار کے زخمی ہونے سے بیدل ہوچکے ہیں اگر اس جنگ میں شرف انھیں بھی مقتول کیا دیگا
بالیقین نتیجہ خراب ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ خود دشمن کے مقابلہ کو جانا چاہیے قرشی تاجدار نے کہا ہاں ای
برادر میری بھی یہی رائے ہے لیکن پہلے درگاہ بے نیاز میں دعا و مناجات کرلینا چاہیے چنانچہ سرداران
معزز کو طلب کیا انسے بھی مشورہ لیا انھوں نے بھی برقی تاجدار کی رائے سے اتفاق کیا سب جانب
قبلہ بیٹھے دونوں ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع کی ای خالق زمین و آسمان وای
مالک کون و مکان سہ دادار غیب دان نگہدار آسمان ٭ رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما ٭ اقرار ساختند
دو جہان بیگانگیت ٭ یکتا و پشت عالمیان بر درت دوتا ٭ گہ ہر ز سنگ خارہ کنی لولوی صدف ٭ فرزند
آورم از گل و برگ گل از گیا ٭ باری ز سنگ چشمہ آب آوری پدید ٭ باری ز آب چشمہ کنی سنگ [illegible]
گاہے بصنع ماشطہ بر روے خوب روز ٭ گلگونہ شفق کند و سرمہ دجی ٭ دریاے لطف تست کہ [illegible]
تا میرزمین مشرق و مغرب کند سخا ٭ الشاکرنا بلطفک یا صانع الوجود ٭ فاغفر لنا ذنوبنا یا سمیع الدعا ٭
ارباب شوق در طلبت بے دل و مدہوش ٭ اصحاب فہم در صفتت بے سر و پا ٭ یا دلہر [illegible]
تو دلفریب ٭ نام تو غمزدا ٭ کلام تو دلربا ٭ شاہان بر آستان جلالت نہادہ سر ٭ گردنکشان مطاوع
ایشمسوران گدا ٭ گر جملہ را عذاب کنی در عطا دہی ٭ کس را مجال آن نہ کہ آن چون و این چرا ٭ گاہے
سموم قہر تو ہم دست با خزان ٭ گاہے نسیم لطف تو ہمراز با صبا ٭ خواہندگان درگہت ایشان توانگران ٭
درسرادق و در [illegible] درعبا ٭ آن دست در لقمہ و این روے بر زمین ٭ آن چشم پر اشارت و این گوش
بر ندا ٭ مردان راست از نظر خلق در حجاب ٭ شب در لباس معرفت [illegible]

یاد تو اکسیر ہر گشتہ دوستان کہ فراموش کنند ترا + یارب بہ نسل طاہر اولاد فاطمہ + یارب بخون پاک شہیدان کربلا
یارب بصدق سینۂ پیران راست رو + یارب بآب دیدۂ مردان آفشا + دلہای خستہ را ز کرم مرہمی فرست
ای اسم اعظمت در گنجینۂ شفا + یارب خلاف امر تو بسیار کردہ ایم + امید ہست از کرمت عفو یا شفا + اس وقت
مصیبت مین ہماری مددگاری کر + یا تو ہمکو ایسی طاقت مرحمت فرما کہ ہم اپنے دشمن کو پسپا کر سکین یا ایسی
کوئی کمک ہمکو پہونچا کہ ان سرکشون کو سزا ے معقول ملے ہنوز یہ دعا و مناجات اختتام کو نہ پہونچی تھی کہ ایک
جانب سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی دونون لشکرون کے عیار حال گرد دریافت کرنے گئے اور واپس آ کے خبر
دی کہ ای گروہ مسلمانان و ای بندگان خداوند دو جہان خوش ہو کہ تمہاری دعا درگاہ قاضی الحاجات مین قبول
ہو گئی معروف با فوج جرار اسطرف تیز اخیز چلا آتا ہی مسلمانون نے سجدہ شکر درگاہ خدا مین کیا پس معروف
بھی آ پہونچا ایک شتر بلند پر سوار تھا آتے ہی اہل اسلام سے پوچھا کہ شہریار کا کیا حال ہی سب نے
کہا ای معروف کیا پوچھتا ہی شہریار نے ہنگامۂ عظیم برپا کر رکھا ہی ابھی ابھی کا ذکر ہی کہ فیروز بہر خوار کو زخمی
کیا معروف نے بہت افسوس کیا اور کہا کچھ فکر کی بات نہین ہی عنقریب مین ان نامعقولون کو سزا
دیتا ہون یہ کہکر اسیوقت دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب قریب لشکر شہریار اور سپاہی کے
پہنچا انکو معلوم ہوا کہ پیشخانہ شہنشاہ کا ہی معروف انکو کمک آیا ہی فرنگ ہنگامہ حرب گرم ہوا
معروف کے ساتھ جو اسوقت بارہ ہزار سواران جرار کی جمعیت تھی ایسی کچھ کار روائی ظہور مین آئی
کہ فوج فرنگی کے حواس باختہ ہو گئے چند سرداران لشکر شمائل خان بن جدائل خان اور شہریار کے
پاس پہنچے شہریار ان کو بدحواس دیکھ کے خود بھی گھبرا گیا اور کہا کیا خبر ہی انھون نے کہا خداوند نعمت
غضب ہو گیا اب مسلمانون سے مقابلہ کرنا دشوار ہی معروف مع فوج کثیر انکی مدد کو آ گیا ہی بلکہ میدان
مین محاربہ و مجادلہ کو آمادہ ہی اسکے دفع کی کوشش جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد مین کچھ نہ ہو سکے گا شہریار یہ
تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ اپنی جگہ سے اٹھا مسلح و مکمل ہوا مرکب پر سوار ہو کے بعجلت تمام اپنے
معروف کے قریب پہونچا معروف نے کہا تو کون ہی شہریار نے کہا تو مجھکو نہین جانتا آگاہ ہو میرا نام
شہریار ہی معروف نے کہا ہان مین نے یہ نام سنا ہی بلکہ خاص اسی نام کے شخص کو سزا ے معقول
دینے آیا ہون شہریار نے کہا بڑی دقت کی بات ہی جو مجھکو سزا دیگا آ مقابلہ کر غرضکہ تا دیر رد و بدل ہوتی رہی
شہریار کے ہاتھ سے معروف زخمی ہوا معروف کے ہمراہیون نے داد مردانگی دی مگر اتفاق یہ
ہے کہ معروف زخمی ہو چکا تھا قریب تھا کہ شکست کھا ے کہ یکایک ممالک بن مالک شاہ مع ہمراہی
فوج پہونچا سرداران لشکر معروف نے آواز دی کہ ای دلاورو خبردار گھبرانا نہین اگرچہ معروف
تمہارا سردار زخمی ہوا ہی لیکن تمہاری مدد کو ممالک شاہ بن مالک شاہ آ گیا ہی یہ وہ وقت ہی کہ فوج
شہنشاہ کے خیمہ کے قریب آ گئے ہین ممالک شاہ آتے ہی فرنگیون پر حملہ آور ہوا شہنشاہ کے
خیمہ سے دور ہٹا دیا چونکہ آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون طرف کے لشکر
قیامگاہ کو واپس گئے معروف نے شہنشاہ کے واسطے بارگاہ برپا کی۔

معروف بن اسعد کو بارگاہ شہنشاہ کے برپا کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور اب تھوڑا سا
کلام ایلچی گری کیخسرو اور ہیرا و پرویز اور لعل بن تورج کے مسطور ہوتے ہین

حسن کا اب جائے یا عالم رہے
تو ہی جب تک سامنے تیرے ہم رہے
کیا ہی آنکھیں بھر بھر آئیں چلیے اگر ہیں
جام اگر محفل سے جائے جم رہے
بور یاسے موج دریا کی طرح
سیر گلشن میں گل کیا خم رہے
چھٹی ہی لا سا سے جو لائے شراب
دیکھ لے دریا جو تجھکو سلم رہے
گو کہ دم میں آ لنا ہی تو مجھے

تیرے در پر زندگی بھر ہم رہے
وصل کس کا وہ تو جیسے رات بھر
کوئی دم جو مرے آنسو تھم رہے
زاہد خشک ایسے تر دامن ہیں ہم
جا نماز اپنی ہمیشہ نم رہے
سر کے بل آنے تری مسجد میں ہم
پانوں اپنے میکدہ میں جم رہے
اے موذن کر دعا جائے اذان
پر صد برس سال تیرا دم رہے

کیا ہے پروا جائے یا عالم رہے
مثل گیسو سب کے سب برہم رہے
عاشق ساقی ہیں ہم کس کی شراب
دل اگر صرف نماز اک دم رہے
آگے آزاد ون کے ہیں زردار کیا
تا بہ اسعد ور اسمیں ہم رہے
ہے سے افسوس کیا رکے تیرے حضور
وصل کی شب اور کوئی دم جو رہے
خالی رہنا گھر کا ہوتا ہے برا

گو مٹن شادی تو دل میں غم رہے

چہرہ آرایان عروس انواع سخن و مشاطگان حسن عشق اقسام سخن وفن غزل نگار ان مضامین کو فرش قرطاس پر اس طرح منعقد کرتے ہیں کہ جب کیخسرو روانہ ہوا
یہ خبر کیخسرو کی پیرویز کو پہونچی چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پانوں کا دم نکل گیا ٹھنڈی سانس بھری لعل نے
اسکی صورت دیکھی متعجب ہوا سبب پوچھا پرویز نے کہا اے مقرب بارگاہ خداوند لات مجھکو ابھی خبر
پہونچی کہ کیخسرو آتا ہے مجھکو اسکے حالات سے بخوبی آگاہی ہے بعدہ اپنا حال بیان کیا لعل نے کہا اے بادشاہ
اگر کیخسرو آتا ہے تو کیا تردد کی بات ہے خداوند لات ہماری مدد کریگا پرویز نے کہا یہ سب کہنے کی باتیں
ہیں جب وقت آجاتا ہے تو کوئی خبر نہیں لیتا اے لعل تو یقین سمجھ کہ یہ اس وقت کا تردد بیجا نہیں ہے
آمر غش نے کہا اے بادشاہ اس حیرت و تاسف و تردد سے کچھ فائدہ نہیں ہے کیخسرو اس طرف
اگر آتا ہے تو ضرور آئیگا اسکا آنا موقوف نہیں رہ سکتا بہتر ہے کہ اسکے یہاں وارد ہونے میں جو فتنے
متصور ہیں انکا کامل تدارک کر لینا چاہیے اور کسی شخص کو کیخسرو کے پاس اس غرض سے بھیجا جائے
کہ وہ اُس سے نامہ لے آوے پرویز نے کہا اے بندگان خداوند تم میں سے کون ایسا جری و دلیر
ہے جو اس خدمت کو قبول کریگا اور بعد انجام کار انعام و اکرام کا مستحق ہوگا کہرام آہن قبا اپنی
جگہ سے اٹھا اور کہا اے مقرب بارگاہ خداوند یہ خدمت میرے قبول ہو پرویز نے کہا بدل منظور
ہے جلد جا اور نامہ لا اور مجھکو اس کام کے انجام دہی میں جس شے کی ضرورت ہو بیان کر اسنے کہا
صرف چالیس ہزار سوار کی جمعیت مجھکو درکار ہے پرویز نے چالیس ہزار سواران جرار کو مسلح و مکمل
کر کے کہرام آہن قبا کے ساتھ کیا کہرام اُس فوج کثیر کو ہمراہ لیکے روانہ ہوا طے مراحل و قطع منازل
کرتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ مردان کیخسرو کے قریب پہونچا وہ سب صف بستہ فوج کہرام کے روبرو
آئے اور کہا تم لوگ کون ہو جو اس طرف آئے ہو اور کس کام کو آئے ہو انھوں نے کہا ہم ملازمان
پرویز ہیں کہرام آہن قبا کے ہمراہ آئے ہیں راوی کہتا ہے کہ ابھی روز کیخسرو شکار کو گیا ہوا
تھا جونہی کہرام کے آنے کی خبر اسکو پہونچی مثل شعلہ آتش دہان سے نکلا کہرام کی فوج
کے سامنے آیا اور کہا کہاں ہے کہرام میرے سامنے آئے کہرام آیا کیخسرو نے کہا تو کیوں اس طرف آیا کہرام

آخر تو پیروز کے واسطے نامہ لایا ہی کیون نہین مجکو دیتا کیخسرو نے کہا کیا جو چاہین سپچے نامہ دون اگر کچہ جرات
رکھتا ہی مجکو مجبور کرکے نامہ لیلے غرض اسی طرح کی گفتگو کے بعد ردوبدل کی نوبت آئی اُسنے وار کیا اُسنے رد کیا
پہر اُسنے وار کیا پہر اُسنے رد کیا چند ساعت کی ردوبدل کے بعد اسکو قاش زمین سے اُٹھا لیا اور زمین پر پٹکے
کہا او خیرہ سر اب بتا کیا تیرا حال بتاؤن اس وقت تو ہر نوع میرے اختیار مین ہی کہرام نے کہا ای کیخسرو ابھی میری
ہلاکت کے فکر نہو مجہے کچہ کہتا ہی کیخسرو نے کہا جو کچہ کہتا ہی جلد کہہ اُسنے کہا مین ابھی نہین کہسکتا اگر مجہے گرفتار کرنا
منظور ہی تو گرفتار کرلے بعدہ مین کہونگا کیخسرو نے اُسے گرفتار کرکے لشکر مین بہیجدیا شام کو کہرام کو اپنے روبرو
طلب کیا اور کہا ہان بیان کر کیا تجہے کہنا ہی کہرام نے کہا پہلے اپنے ارادہ سے مجہے مطلع کرو کہ اگر مقید کیا ہی تو
نتیجہ اس کا کیا ہی کیخسرو نے کہا نتیجہ اسکا یہ ہی تجہے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کرونگا اگر مان لیگا فہو المراد ورنہ ہلاک
کرونگا کہرام نے کہا مین مسلمان ہونے کو موجود ہون تالیکن تم کو میری نیت کا حال اُسی وقت معلوم ہو گیا ہوگا جب
مین نے کہا تہا کہ مجکو ہلاک نہ کرو مجہے کچہ کہنا ہی وہ کہنا یہی تہا کیخسرو نے کہا اگر تو اسلام قبول کرتا ہی تو مجہے بہی تیرا
رہا کر دینا فرض ہی کہرام نے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑہا کیخسرو نے بلا تکلف اُسکے دست و پا کے بند کہول دیے
اور کہا اب تجکو اختیار ہی اگر یہان رہنا منظور ہی تو بسم اللہ یہ تیرا گہر ہی اور اگر جانا منظور ہی تو مین مانع نہین کہرام
نے کہا اب مین کہان جاسکتا ہون تا زندہ ام بندہ ام کوئی خدمت میرے محول کرنا چاہیے کیخسرو نے کہا بالفعل
کوئی کام نہین ہی ہان کفار کا قصہ پیش ہی اسکے متعلق اگر کوئی کام ہوگا تو مین تجکو اطلاع دونگا کہرام نے کہا وہ
جو پیروز کو دینے لائے ہو وہ مجکو دو مین اس نامہ کو پیروز کے پاس لیجاؤنگا اور جملہ مراسم رسالت عمل مین
لاؤنگا کیخسرو نے کہرام کی اس درخواست پر تحسین و آفرین کی اور کہا مین تیری درخواست سے بہت خوش
ہوا خداوند عالم تیری توفیق مین ترقی عطا فرماوے اصل امر یہ ہی کہ مین خود اس رسالت کے واسطے مقرر ہوا
ہون اگر یہ نامہ تیرے حوالہ کردون تو میرے پاس مجبور طعن کرینگے کہ نامہ پیروز کے پاس نہ پہونچا سکے ایک شخص
غیر کے ہاتہ وہ نامہ پیروز کے پاس بہیجدیا ہان یہ ممکن ہی کہ ہم اور تو دونون ساتہ چلیں کے اس کار رسالت کو انجام دیں
کہرام نے کہا یہی سہی بہرحال مجکو خدمت گذاری سے کام ہی کیخسرو نے کہا ای کہرام بیکار اس کام مین شریک
ہوتا ہی ابھی تو کفار کے خیل سے چلا آتا ہی جب تو وہان پہونچیگا تجکو شرم دامنگیر ہوگی مبادا اُس موقع پر تیرے
دل مین کچہ اور خیال پیدا ہو جاوے کہرام نے کہا استغفر اللہ ایسا کبہی خیال نہ کرنا کچہ اسپر موقوف نہین ہی
مجکو پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت ثابت ہو گئی تہی جسکا آج ظہور ہی ورنہ مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ
اب کیا مجال کسی کی جو دین و مذہب کے بارہ مین مجہے متعرض ہوسکے کیخسرو نے کہا تجہے اختیار ہی غرضکہ کیخسرو
نے یہ انتظام کیا کہ چار ہزار سواران جرار کو راہ مین مقیم کیا اور بتاکید کہدیا کہ تم سب کسی طرح کا خوف نہ کرنا
اگر ہم مین تم مین موجود نہون اور کہرام کو ساتہ لیکے پیروز کے خیمہ مین پہونچا طنابون کو قطع کیا دربان
نے جو یہ حال دیکہا پکارکے کہا کون ہی جسنے خیمہ کے طنابون کو کاٹا ہی کیخسرو نے کہا او پلید خاموش رہ ورنہ ابہی
تیرا سر تن سے جدا ہوگا دربان آگے بڑہا اور کیخسرو کو بنظور دیکہکے کہا ای شخص مین تجکو خوب جانتا ہون کہ تو لشکر اسلام کا
کوئی سردار ہی اپنی خیریت اگر چاہتا ہی تو یہان سے واپس جا ورنہ تیری حقیقت مجکو معلوم ہو گئی ہی ضرور تیرے
[illegible]

کئے الیاس دیکھا کہ وہ بدحواس ہو کے یہاں آگرا ہنوز اس حال کو دریافت کرنے چلے تھے دیکھا کیخسرو تلوار کو
لئے خون آلودہ چلا آتا ہے پرویز کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ جلد اسکے واسطے کرسی لاؤ ملازم دوان دوان
کرسی لینے گئے کیخسرو نے دیکھا کہ تخت الماس پر پرویز بیٹھا ہے اور تخت یاقوت پر چپلصال درمیان ان
دونوں تختوں کے ایک تخت مرصع بچھا ہے وہ خالی ہے پیدا ہوتا ہے کہ وہ تخت شیرویہ بن پرویز کا تھا شیرویہ
شکار کو گیا تھا کیخسرو نے انتظار کیا یا خیبان تمام اس مرتبے پر جاکے بیٹھا تمام کفار کے دلون میں ہول سما
گیا کہ دیکھئے اب کیا آفت نازل ہوتی ہے مسلمانوں کے لشکر کا سردار آیا ہے ضرور کوئی آفت تازہ برپا ہوگی
پرویز کیخسرو کی جانب متوجہ ہوا کہا اے جوان خدا پرست میں اس وقت تیرے یہاں آنے سے بہت خوش
ہوا کہ خیر و عافیت تو ہے اگر کوئی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں کیخسرو نے کہا ضرورت تو کوئی بھی نہیں ہے
البتہ ایک نامہ تیرے نام کا لایا ہوں لعل خان کو پرویز کی یہ پرسش بہت ناگوار معلوم ہوئی اور چپلصال
نے لشتران کو محلون میں بیمار کھا تھا اور خود بھی حسب الحکم آخر آیا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا پرویز ساقی
کیجانب متوجہ ہوا کہا کہ ساقی بنوبہار بادہ برافروز جام باده فوراً ساقی سیم ساق نے صراحی مرصع سے
جام بلورین لبالب کیا اور پرویز کے قریب لایا پرویز نے کیخسرو کی جانب اشارہ کیا ساقی کیخسرو کے
قریب لایا کیخسرو نے سمجھا کہ یہاں کفار کا مجمع ہے مبادا اس میں کچھ فریب ہو کہا پرویز ہمارے مذہب میں شراب خواری
قطعاً ممنوع ہے پرویز نے کہا یہ وہ شراب نہیں ہے جسکی تمہارے مذہب میں ممانعت ہے ورنہ میں ہرگز
دعوت نہ کرتا کیخسرو نے کہا کچھ ہو میں ہرگز نہ پیونگا پرویز نے خود وہ پی لیا اسی طرح دو چار جام کی نوبت
آئی بعدہ پرویز نے نامہ طلب کیا کیخسرو نے نامہ دیا پرویز نے وہ نامہ ارغش کو دیا اور کہا پڑھ
کیا لکھا ہے ارغش نے سر نامہ چاک کیا پڑھا پرویز مضمون نامہ کو سنکے بہت برہم ہوا کہا اے کیخسرو
تیری بہت خاطر کی کہ اس نامہ کا خاص تجکو جواب نہ دیا جا میری طرف سے حمزہ سے کہدے کہ تمہارا نوکر
نہیں ہوں جو کچھ تمہارے امکان میں ہو میری ضرر رسانی میں فروگذاشت نہ کرو اور جواب نامہ لکھوا کے
دیا کیخسرو نے لیا اور اٹھ کھڑا ہوا جب پہلو اُس تخت مرصع کے قدم نیچے نہ اتارا تھا کہ شیرویہ بن پرویز شکار
سے واپس آیا کیخسرو کو اپنے تخت پر دیکھ کے از سرتا پا غیظ و غضب میں ہو گیا کہا اے خدا پرست مجکو معلوم ہوا کہ تو
بڑا بیباک ہے جانتا کہاں تک ہے یہ کہکے تلوار میان سے کھینچ لی اور کیخسرو کے قریب آکے وار کیا کیخسرو نے جگہ
خالی کی اور جھپٹ کے تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی تاکہ اسکا مطلب گرفت میں لایا
اور کہا او خیرہ سر تیں اسی طاقت پر بھروسہ کر کے تو نے مجھ پر وار کیا شیرویہ کیخسرو کے لپٹ گیا دونوں
میں کشتی شروع ہوئی تا دیر کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر کو اسلحہ سے کام لینا شروع کیا
شیرویہ کے پاس تلوار نہ تھی اُسنے خنجر کا وار کیا کیخسرو نے اسکے ہاتھ سے خنجر بھی چھین لیا اور وہی
خنجر کیخسرو نے شیرویہ کے پہلو میں اس زور سے مارا کہ شیرویہ جانبحق ہوکے زمین پر گرا پرویز نے جو اپنے فرزند
کو مقتول دیکھا تاج اپنے سر سے زمین پر پھینک دیا اور آواز بلند کہا اے خدا وندان لات کے بندو کیا
دیکھتے ہو بلا تکلف اس خدا پرست سفاک کو گرفتار کر لو خبردار یہاں سے زندہ نہ جانے پائے اسی طرف
لشتران نے اپنا عمل سحر شروع کیا کہیں کچھ پڑھکے دور سے دم کر رہی تھی کبھی منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتی

مطابق اشارہ کیا اب کنیزو وہاں سے جست مارکے مرکب کے پاس آیا اور چاہا کہ پشت مرکب پر سوار
ہو کے یہاں سے نکل جاؤں دفعتہ لعل خان اسکے پاس پہونچ گیا کہا ای خدا پرست کیا مجال ہے کہ
تو صحیح و سلامت یہاں سے نکل جاوے کنیزو نے پشت مرکب پر درست بیٹھ کے میان سے تلوار
کھینچ لی لعل خان کی جانب جھپٹا جب قریب اسکے پہونچا لعل خان نے تلوار کا وار کیا کنیزو
نے اس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا اسنے بھی اس وار کو رد کیا آخر الامر کنیزو
لعل خان کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایسا زخمی ہوا کہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا غشی کی نوبت پہونچی لعل
نے نعرہ مارا کہا ای خدا پرست کیا سکوت کیے ہوئے ہے اور وار کر کنیزو نے اپنے ہوش و حواس کو درست
کیا اور نہایت جرأت کرکے کہا ای لعل خان تو نے دھوکہ سے مجھے مجروح کیا ہے لعل نے کہا ای جوان
تو بالکل غلط کہتا ہے میں نے ہرگز دھوکہ نہیں دیا اور خیر اب ہوشیار ہو جا میں تلوار کا وار کرتا ہوں
کہا شمشیر علم کیے کنیزو کی جانب جھپٹا اہل اسلام کنیزو کی اس حالت خراب کو دیکھ کے گریہ و زاری
کرتے اور مناجات کرتے تھے کہ ای قادر مطلق و ای خداوند برحق یہ تیرا بندہ جری ہے اس بے ایمان کے
ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے اسکی اس وقت مجبوری میں مدد کر ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی اور لعل خان
کنیزو کے پاس پہونچنے نہ پایا کہ اثنائے راہ میں ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور لعل خان
کو اوڑا لے گیا کنیزو چونکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لعل خان کے گرفتار دست غیب ہونے
کو غنیمت سمجھا گیا سے خود کہا ای خسرو کیا شان اس معبود حقیقی کی ہے کہ غیب سے اس طرح مجھکو مدد
ملی اور لعل خان میرے مقابلہ سے غائب ہو گیا ورنہ میں ہرگز اسکے ہاتھ سے جانبر نہوتا اور اس
مرتبہ ضرور میں اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا اس طرف لعل بن تورج بھی یہی دل میں سمجھا کہ کنیزو کے ہاتھ
سے رہائی پا گیا ورنہ اس حالت غشی میں غصہ ہو کے وہ خدا پرست نہیں معلوم کیا بلا نازل کرتا تاریکی شب
نمایاں ہوئی تھی کہ فوج مجبور ہو کے اپنے مقام قیام کو واپس گئے وہاں بارگاہ پرویز میں شیرویہ کے
زخم کاری سے خون جاری تھا پرویز مثل بید کانپ رہا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا ملازموں سے
کہا جلد جاؤ شیرویہ کا حال دریافت کرکے مجھے خبر دو اسکا زخم ایسا نہیں ہے کہ جس سے وہ جانبر ہو سکے گا
اگر شیرویہ ہلاک ہو جائیگا تو میں بھی اپنے کو ہلاک کر دونگا زندہ نہیں رہونگا ہزار ہزار تف ہے ایسی زندگی
خراب پر کہ شیرویہ ایسا جوان میرا فرزند ہلاک ہو جاوے اور فرزند بھی اکلوتا کاش کہ وہ چار لڑکے ہوتے تو ایک
کی ہلاکت کے بعد دوسرے کو دیکھ کے صبر کرتا داغ غش اور محلات شیرویہ کے پاس آ گئے دیکھا شیرویہ
مردہ کی طرح بے حس و حرکت زمین پر افتادہ ہے جانب جراحت نظر کی خوب غور سے دیکھ کر کہا بارے پردہ
جگر سالم ہے پرویز کے پاس آ کے اسنے حال پوچھا مہلا نے کہا ای بادشاہ کچھ تردد کا مقام نہیں ہے
شیرویہ کی جان کی خیریت ہے اسکا پردہ جگر سالم ہے اس سے امید ہوتی ہے کہ ہلاک نہوگا جراح بلائے گئے
اسی وقت شیرویہ کے زخم کو باندھا لیکن روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جراحوں نے زخم شیرویہ کو بخیہ
کیا اور دوا لگا کے بندش کی راوی کہتا ہے کہ وہ پنجہ جو لعل بن تورج کو اٹھا لے گیا وہ قسترن تھی
چند ساعت کے بعد دربار تورج میں لعل بن تورج کو پہونچا دیا لعل اسی صفت پر حیران ہوا اور کہا

درست کر تو بیچارہ کیا وقعت رکھتا ہے جو مجھے ہلاک کریگا اگر ایسی قابلیت تجھمین ہوتی تو اُس جوان مسلمان کے مقابلہ
مین سپر کیون نہوتا مجھکو دعا دے کہ مین نے تیری جان بچائی ورنہ وہ ضرور ایسے ضرور تجھکو ہلاک کرتا انسان کو چاہیے
کہ جب کہنے کو ہو تو اُسکا جواب سوچ سمجھ لے نہ یہ کہ جو کچھ دل مین آیا اُلٹا کلمات کہدیا تو ہی تھا کہ اسوقت میرا تردد کیا تھا
نہ تھا یہ مجھسے ہرگز نہوتا کہ اپنی موجودگی مین تجھکو ہلاک ہونے دیتا لعل خان نے کہا تجھکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین
اُس جوان کے ہاتھ سے ضرور ہلاک ہوتا التیرن نے کہا ای لعل خان تجھکو نہین معلوم ہے مین نے بیسیون افسون
پڑھے ایک کارگر نہوا ایسی حالت مین بجز اسکے کیا چارہ تھا آج تک میری سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ مسلمانون پر سحر
و افسون کیون نہین کارگر ہوتا باوجود ماہر ہونے علم سحر کے تجکو ہر وقت خدا پرستون کا خیال متوحش کرتا ہے اور
وہ بھی ایسے مستغنی ہین کہ سحر و افسون کا مطلق خوف نہین کرتے بعض ساحرین نے کہا تجکو نہین معلوم ہے کہ مسلمانون کے
پاس کچھ دعائین اس قسم کی ہین کہ جب وہ پڑھتے ہین سحر و افسون اُنکے سامنے ہیچ و پوچ ہو جاتا ہے منجملہ اُن
تمام سامان دافع سحر کے ایک جام صفا اُنکے پاس ہے کہ جسکے پینے سے مطلق سحر و افسون کارگر نہین ہوتا
خواجہ موجود تھا ایک پہر رات گذری تھی کہ یہ امیر والا توقیر کے پاس پہونچا حال کیخسرو من وعن بیان کیا اور کہا
ای والا منزلت آج تک ہزارہا آدمی کار رسالت کو انجام دیتے گئے ہونگے لیکن جس طرز سے کیخسرو نے اس
اس کام کو انجام دیا کسی سے ممکن نہین ہے امیر خواجہ کی زبانی اس حال کو سنکے بہت خوش ہوئے کہا واقعی
کیخسرو نے بڑا کام کیا خیر اب تاخیر نہ کرنا چاہیے جلد پسران بزرجمہر کو بلاؤ تا کہ خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیکر
جاوین اور خلعت و شمشیر و اسپ اسد کے ہاتھ بھیجا اور یہ بھی زبانی کہلا بھیجا کہ صبحکو مین بھی استقبال کے
واسطے آونگا اور سرداران لشکر کے گوش زد یہ بات کردی کہ جو شخص ہمکو دوست رکھتا ہے وہ ضرور ہمارے
ہمراہ کل چلیگا سب نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور ہمراہ چلینگے وہان پہلے خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیے ہوئے
کیخسرو کے پاس پہونچے زخمون پر وہ مرہم لگایا ابھی بندش وغیرہ سے فراغت ہوئی تھی کہ اسد خلعت لیے
ہوئے پہونچے کیخسرو بہت خوش ہوا التفات وغیرہ کمال شوق و آرزو سے سر پر رکھا اور کہا ای اسد مین اُس کرم
و عزت افزائی کا ہرگز شکریہ ادا نہین کر سکتا جو امیر والا توقیر میرے حال پر فرماتے تھے بعدہ تمام حال اسد کے
روبرو بیان کیا اسد نے کہا شاباش سہ این کار از تو آید و مردان چنان کنند غرضکہ صبح کو امیر والا توقیر
ہمراہی شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوکے مع سرداران دیگر کیخسرو کے استقبال کو آئے اُسکو قوت
کیخسرو لیو بلیو خیمہ منگوا رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر تشریف لائے ہین کیخسرو پیادہ پا آگے بڑھا
اُسطرف امیر نے جو کیخسرو کو پیادہ پا دیکھا امیر بھی مع بدیع الملک و سرداران دیگر پیادہ پا روانہ ہوئے
کیخسرو امیر کے قریب پہونچ کے پاؤن پر گرا چاہتا تھا کہ تمام سردارون نے کیخسرو کو گود مین اُٹھا لیا
بدیع الملک نے سپر [illegible] کیخسرو کو دیا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ گوہر شبچراغ بدیع الملک
نے کیخسرو کو دیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ بدیع الملک نے سپر [illegible] اور گوہر
شبچراغ دونون چیزین کیخسرو کو دین کیخسرو نے ان دونون اشیا بے بہا کو سر پر رکھا [illegible] امیر
نے بھی نوازش فرمائی اور حکم دیا کہ کیخسرو اسپ پر سوار کیا جاوے بدیع الملک نے جواہرات
یہ ایجا یا کیخسرو کو مرکب سلیمانی عنایت کیا اور امیر کے حکم سے سوار ہونے کی تاکید کی کیخسرو نے عرض کیا
مجھسے ہرگز یہ ممکن نہین ہے کہ مین سوار ہون اور تم ایسے والا جاہ عالی تبار پیادہ پا ہو تمہارے مقابلہ

میری کیا وقعت و حقیقت ہے امیر نے فرمایا اے کیخسرو تو اس بارہ میں کچھ دخل نہ دے میں نے یہ عہد کیا ہے
کہ چند قدم تیرے ہمراہ پیادہ پا چلونگا کیخسرو نے عرض کی حضرت یہ کسی طرح ممکن نہیں بندہ اس عہد کا
پابند نہیں ہو سکتا اور قسمیں کھانے کہا میں ہرگز نہ مانونگا امیر مجبور ہو کے سب سوار ہو کے بارگاہ میں آئے
جب سعد نے اپنے فرزند کو سیمرغ و گوشہ چراغ کا مالک دیکھا بہت خوش ہوا سمجھا کہ یہ عنایت شہزادہ
بدیع الملک کی ہے کیخسرو کی سر و چشم پر بوسے دیئے اور کہا الحمد للہ کہ میری آرزو پوری ہوئی اور کہا اگر
کیخسرو تو میرے روبرو میرے تخت پر بیٹھ اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے میری کیا عزت ہے کہ تخت پر بیٹھونگا
غرضکہ چند روز کے بعد سعد نے طبل جنگ بجوایا میدان جنگ میں آیا اس طرف سے سلیمان ثانی
شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور اجازت چاہی بدیع الملک نے اجازت دی سلیمان
ثانی میدان میں آیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر و عمود و خنجر مجروح ہو گیا ہمراہیوں نے سلیمان ثانی کو
مجروح دیکھ کے لشکر کفار پر حملہ کیا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا لعل بن نوروج نے بڑی سفاکی سے
کام لیا شہزادہ بدیع الملک نے جو لعل کی بدعت دیکھی خود مسلح و مکمل ہو کے لعل کے مقابلہ میں
پہونچا لعل نے کہا اے بدیع الملک چلے جاؤ میرے مقابلہ سے ورنہ پشیمان ہو گے شہزادہ نے کہا
کیا بکتا ہے او ملعون سہ بیار آنچہ داری زمردی نشان * لعل نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اس وار
کو سپر پر رد کیا لعل کی تلوار شکستہ ہو گئی وہ جھنجھلایا اور دوسرا وار خنجر کا کیا شاہزادہ نے اس وار کو بھی
سلیمانی کی سپر پر رد کیا خنجر بھی شکستہ ہو گیا بعدہ شہزادہ نے اس طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ تا دو
ابرو در آئی کفار نے جو لعل کا حال خراب دیکھا ایک مرتبہ سب دوڑے ہنوز وہ سب لعل کے پاس
پہونچنے نہ پائے کہ گلستان ابیورت عقاب پہونچی اور لعل بن نوروج کو اُٹھا لیگئی اس طرف حمزہ ثانی
صلصال کے قریب پہونچ گئے اور اُسکو زخمی کیا نور الدہر نے قرطاس فیل زور کو مجروح کیا غرضکہ
ہنگامہ عظیم برپا ہوا پرویز نے مجبور ہو کے طبل جنگ بجوایا اور اُسی شب کو اس خیال سے کہ لعل
بن نوروج بدیع الملک کے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہے نہیں معلوم مسلمان کیا قیامت برپا کریں
قلعہ خطا میں داخل ہو کے قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے خوشی کے نقارے بجائے اور ایک مقام پر
قرار دیکے سب جمع ہوئے کہ کفار کے استقبال کا مشورہ کیا پرویز قلعہ میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی فکریں کر رہا
تھا ایکمرتبہ کیا دیکھتا ہے کہ گلستان آئی اور لعل بھی اُسکے ساتھ ہے دونوں اپنی جگہ آ کے بیٹھے پرویز کو
جو متردد دیکھا کہا اے بادشاہ تردد و تفکر کی کیا بات ہے کیوں گھبراتے ہو میں نے معقول بندوبست
کیا ہے اگر خداوند لات نے چاہا تو نام کو خداپرست دنیا میں باقی نہیں رہیگا پرویز اُسکی اس تقریر سے
بہت خوش ہوا اور کہا اے خیرخواہ میں بیان کرو کیا تدبیر سوچی ہے اُسنے کہا اے بادشاہ میں نے آ
اور دیو سپید مشکک شاہ جادو اور لقمان شاہ جادو کو ہمراہ لشکر قیامت اثر کے بلایا ہے
عنقریب آیا چاہتے ہیں مسلمانوں کی کیا حقیقت ہے جو اُنسے مقابل ہو سکیں گے اور اے بادشاہ
انہیں پر اکتفا نہیں ہے چار سو جادوگر میری ماں کی طرف سے میرے ہمراہی میں رہتے ہیں اور ہر طرح
میرے تابع ہیں فی الحال وہ سب شہر ... میں قریب غار افراسیاب مقیم ہیں میں نے انکو بھی
طلب کیا ہے بہر طرح خاطر جمع رکھو پرویز نے سر پیٹ لیا اور کہا اے گلستان خیرخواہ میں بیان

تو صحیح ہو کہ اس قدر فوج میری مدد کو آگئی ہو لیکن یہ بات کہ وہ سب ساحر زبردست ہین بالکل
غلط ہو اسواسطے کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سحر و افسون کچھ کام نہین دیتا پھر ایسا سحر و افسون ہوا
تو کیا کون نہین جانتا کہ جام صفا لشکر اسلام مین موجود ہو جب اس جام کو مسلمان پیتے ہین سحر انپر اثر
نہین کرتا اور اگر کسی وقت اثر سحر انپر کارگر ہو جاتا ہو تو وہ اس جام پی لیتے ہین فوراً اثر سحر انسے زائل
ہو جاتا ہو لنتترن نے کہا اے بادشاہ تم کو اس حال کی خبر اسوقت تک نہین ہو مین نے اس جام کو چرا
لینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہو ضرور اس جام کو لاؤنگی پھر خوب مسلمانون پر سحر اثر کریگا پس اسی وقت
خدنگ عیار اور جام نود کو طلب کیا اور کہا اے خدنگ اگر تو حمزہ ثانی اور بدیع الملک کو گرفتار
کر لاسکے تو مین تجھے انعام کثیر دون اسی طرح جام خود سے بھی فرمایش کی دونون نے اقرار کیا بعدہ
دونون روانہ ہوئے ایک روز کا ذکر ہو کہ بیروبیز نے فرمایا اے دلاور و آج کل موسم بہار ہو دل
چاہتا ہو کہ شکار کے واسطے چلین سب نے کہا ہان اے والا منزلت واقعی آج کل صید و شکار مین
لطف ہو اور اسی روز سے شکار کی تیاری شروع ہوئی دوسرے روز صاحبقران ثانی مع شہزادہ
بدیع الملک و دیگر سرداران نامی بجز سعد کے روانہ ہوئے جب ختا کے جنگل مین پہونچے ایک
مقام سبزہ زار مین وارد ہوا سامنے پہاڑ واقع تھا امیر نے اسی مقام پر قیام کیا ہنوز تھوڑی دیر
اس مقام پر قیام کو گذرنے تھے کہ ایک آہوے سفید نہایت خوبصورت نمایان ہوا حمزہ ثانی اس
آہوے سفید کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہا اے دلاورو مین بہت خوش ہون اگر تم کسی طرح
اس ہرن کو گرفتار کر لو تمام سردارون نے ایک مرتبہ نرغہ کیا ہر چہار جانب سے اس آہوے سفید
کو ایک مقام پر گھیر لیا چند ساعت وہ آہو اسی مقام پر مقیم رہا جس وقت سب اسکے قریب پہونچ گئے
شہزادہ بدیع الملک کی جانب سے وہ ہرن چوکڑی بھر کے نکل گیا شہزادہ کو کمال رنج ہوا کہ قریب
قریب سے یہ آہوے سفید نکل گیا اسکا تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ مرکب کو اسکے تعاقب مین ڈالا حمزہ ثانی
اور بہادر ہمراہ مین تھے یہ دونون بھی بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے چلے جاتے تھے قریب بارہ فرسخ کے دور
نکل گئے وہان ایک درہ کوہ نمایان ہوا آہوے سفید نے اس درہ مین جانے کا قصد کیا شہزادہ سمجھا
کہ آہو اگر درہ مین داخل ہو گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا مشکل ہو اور پھر نظر بھی نہ آویگا اس سے بہتر یہ ہو کہ
اسکو زندہ گرفتار کرنے کی فکر نہ کرین ہلاک کرین یہ سوچ کے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکے اس قدر انداز
سے رہا کیا کہ وہ آہوے سفید غلطان کھا کے زمین پر گرا شہزادہ خوش ہوتا ہوا دوڑا آہوے سفید کو
ذبح کیا شاپور نے کہا دھوپ بہت تیز ہو تھوڑی دیر اسی مقام پر توقف کرنا مناسب ہو درہ ہی
دھوپ سے امان ملیگی بدیع الملک نے کہا ہان میری بھی یہی رائے ہو کیونکہ مین بھی بہت تھک
گیا ہون قریب درہ ایک درخت سایہ دار واقع تھا شاپور نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ اس درہ
سے تو یہ درخت سایہ دار بہتر ہو اسی واسطے کہ درہ مین بخوبی ہوا نہین آتی درخت کے سایہ مین خوب
ہوا آئیگی نسبت نے بالاتفاق اس درخت کے نیچے جاکے قیام کیا ماندگی اعضا پر مستولی تھی شاہزادہ
مع شاپور و بہادر بیخبر اس درخت کے سایہ مین سو گیا یکایک شہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا
ایک جانب دیکھا کہ دو جانور نہایت سفید و خوبصورت بیٹھے ہوئے بزبان انسان آپس مین باتین کر رہے

کہ افسوس زمانہ کی عجب نیرنگی ہے یہ آہوے سفید غزال جادو ہے بادشاہ شہرستان صلصال کی طرف سے تاک
کشتہ ہوئی جو شخص اسکا گوشت کھائیگا فوراً ہلاک ہوگا شہزادہ بدیع الملک گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور حیرت
مین مبتلا تھا کہ یہ کیا تقدیر ان جانورون کی تھی یکایک وہ دونون مرغ سفید اُڑ گئے اور ہنگام پرواز آواز
بلند کہا خوب خبردار و ہوشیار رہنا اسواسطے کہ ضحاک شاہ مع ثعبان شاہ جادو بالشکر جادوگران کثیر
پہونچے ہین شہزادہ بدیع الملک نے اُس ہرن کو آگ روشن کر کے جلا دیا مرکب پر سوار ہو کے شاہ پور
کو فرمایا جلد جا کے ہماری لشکر مین پہونچا دو اور یہ بھی دریافت کر کہ اور سب شکار مین مصروف ہین یا لشکر
مین پہونچ گئے اس حال کی بھی خبر مجکو دینا شاہ پور بہت مناسب کہکے روانہ ہوا اب بدیع الملک اور
طرف ایک جانب روانہ ہوئے اُس سے بہتر ایک اور سبزہ زار نظر آیا وہان دیکھا کہ چند خیمہ برپا ہین اور
سائبان الماس بھی برپا ہین ہوا سے پردے جھونکے آ رہے ہین چند نازنین بیٹھی ہوئی باہم چہلین کر رہی ہین اور
ایک نازنین سراپا غرور تمکین تخت الماس بیٹھی ہوئی اول نازنینون کی جانب دیکھ رہی ہے صد ہا کنیزین
اپنے اپنے عہدہ سے خبردار و ہوشیار اُس نازنین تخت نشین کے پاس کھڑی ہین شہزادہ بدیع الملک
کی جو پڑی نظر اُس نازنین تخت نشین کے حسن و جمال بیمثال پر پڑی حضرت عشق نے دل مین گھر کیا دل کے
ہاتھ جانے کو جی چاہا آخر گھوڑا دوڑایا ہنوز اُس نازنین تخت نشین تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ وہ نازنین
بدیع الملک کے ارادہ سے مطلع ہو کے تخت سے اُٹھی اور خیمہ مین چلی گئی بدیع الملک کو ملال
ہوا ہر چند اپنے دل کو سمجھایا کہ اس وادی مین بجز خرابی کے کچھ فائدہ نہین مگر کسی طرح قرار نہ آیا ناچار خیمہ
کے قریب آیا اور بکمال آشفتگی کہا ای نازنین سرو بیداد مہی تمثال وہ نہین سکتی بازار خلش آتش مین تیغ
سکتی ہو میری سمجھ مین نہ آیا کہ اس گریز کی کیا وجہ ہوا ای بادشاہ حسن مین ایک مسافر خستہ حال ہون تشنہ
و گرسنہ ہون اگر اپنے نظارہ سے مجھکو محروم رکھنا چاہتی ہے تو خیر مین کیا کر سکتا ہون لیکن اسقدر مہربانی میرے
حال پر ضرور فرما کہ کچھ کھانے پینے کو میرے واسطے بھیجدے مین اپنے کو تیرا مہمان قرار دیتا ہون اور مہمان کی
خورد و نوش کی خبر میزبان پر فرض ہوتی ہے اسی طرح کے کلام کو طول کھینچا یکایک خیمہ کا پردہ اٹھا ایک
پیرزن سیال یعنی اُس نازنین مہ ناز کی دایہ خیمہ سے برآمد ہوئی سلام کیا وہ شہزادہ بدیع الملک کی
صورت پر بیا پیر فریفتہ ہو گئی اور دفعتہ اسقدر بیقرار ہو گئی کہ چہرہ سے اُسکے تغیر محسوس ہوا تادیر اسکی صورت
دیکھا کی شہزادہ نے کہا ای دایہ مہربان کیا میری صورت دیکھ رہی ہے یہان کہ تم اپنا کام تمام کیے دیتی ہو دایہ
پھر خیمہ مین گئی اور کچھ طعام و شراب لائی شہزادہ سے کہا لے اور دور جا کے اسکو کھا لے یہان بیٹھنے کا موقع
نہین ہے بدیع الملک نے کہا یہ بات میری سمجھ مین نہ آئی کہ کیون دور جا کے کھانا کھاؤن اُسنے
کہا ای نوجوان تو نہین جانتا کہ یہ کون نازنین سراپا غرور تمکین ہے ارے یہ بادشاہ ہفت کشور کی دختر ہے جو
بادشاہ کہ پریزادون پر ہے [illegible] کے نام سے مشہور ہے اس نازنین کے ساتھ ایک پہلوان ہیکل فیل وہان
ہے جو دل افگار [illegible] نام سے مشہور ہے شہزادہ نے پوچھا اس نازنین کا نام کیا ہے اُسنے کہا اس نازنین کا
نام مہر جہان افروز ہے سنکے شہزادہ بہت خوش ہوا دایہ کو اُسکے چہرہ کی بشاشت سے تعجب ہوا کہا ای
جوان نازنین کا نام سنکے تو خوش ہوا اسکی کیا وجہ ہے شہزادہ نے کہا ای دایہ مہربان بہت مبارک یہ خوشخبری
پریشانی مجکو نہین معلوم تھا کہ دختر پریزادون ہے مگر یہان مقیم ہے یا اپنی ملک سے آئی ہے شہزادہ بدیع الملک

تیرے دروازہ پر کھڑا ہی تیری ملاقات کا مشتاق ہی دایہ نے جو یہ تقریر شہزادہ کی سنی شہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا
اور بکمال منت و سماجت کہا ای جوان یہ کیا خیال تیرے دل مین سمایا جلد یہان سے چلا جا ورنہ مفت ہلاک ہوجا
مین نے اسی نظر سے کہا تھا کہ کھانا دور جا کے کھا کیونکہ ذو الخمار کو اگر خبر ہوجائیگی وہ تجھکو ضرور ہلاک کریگا شہزادہ
بدیع الملک نے تبسم ہوکے کہا ای دایہ یہ تو کیا کہتی ہی ذو الخمار ملعون آئیگا تو میرا کیا بنا لیگا مجھکو مطلق اسکا
خوف و خیال نہین ہی مین نے ہزارون ایسے زبردست پہلوان دیکھے ہین مقابلے کیے ہین ذو الخمار اگر
تو کیا بلوش ہی زیادہ بہتر ہی غنیمت کہ مجھے متعرض ہوگا پھر اسے مقتول پائیگا تو جا اپنی ملکہ سے میرا پیام
کہہ دایہ خیمے مین آئی ملکہ مہر افروز سے اس تقریر کو بیان کیا ملکہ نے کہا پھر کیا کرنا چاہیے دایہ نے کہا
اسکے سوا اور کیا راے بتاؤن کہ اس جوان کو اندرون خیمہ طلب کرا اور ساقی کو حکم دے کہ جام لبریز
رہے اور شہزادہ کو پے در پے دینا شروع کرے یہانتک کہ شہزادہ بیہوش ہوجائے بعدہ دست و پا بستہ کرکے ذو الخمار
کے پاس لے چل تمام نازنینون نے اس راے کو پسند کیا دایہ خیمے سے باہر آئی کہا ای جوان مین نے تیری
سفارش ملکہ سے کی وہ ہرگز تیری ملاقات کو راضی نہوتی تھی بہزار مشکل اسکو راضی کیا ہی مگر خبردار ملکہ کے پاس
پہونچکے کوئی بات خلاف مزاج ملکہ کے عمل مین نہ لانا شہزادہ نے کہا ای دایہ یہ کیا کہتی ہی میری کوئی بات
ملکہ کے خلاف نہوگی دایہ نے کہا خیر تم کو اختیار ہی خیمہ مین چلو شہزادہ دایہ کے ہمراہ روانہ ہوا پہلے دایہ نے پردہ
خیمہ کا بلند کیا اور شہزادہ کو خیمہ کے اندر داخل کیا بعدہ خود بھی خیمہ مین داخل ہوئی جیسے ہی ملکہ مہر افروز
اور شہزادہ کی آنکھین چار ہوئین دونون باہم دگر فریفتہ ہوگئے ملکہ تعظیم شہزادہ کو اٹھ کھڑی ہوئی شہزادہ
تخت پر اسکے پہلو مین جا بیٹھا اب سب کو حیرت ہے کہ یہ کیا ہوا یہان تو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی بجز سکوت
کے سوا چارہ کیا تھا وہان جس قدر دیر ہوتی جاتی تھی اسی قدر موافقت کو طول ہوتا جاتا تھا اسکے
بدیع الملک اسکے منہ کے قریب منہ لے گیا اور نظر کو دیکھا نازنین نے شرما کے نظر نیچی کرلی
شہزادہ نے منہ سے منہ ملا کے بوسہ لیا تو متواتر بوسہ بازی کا ہنگامہ گرم ہوگیا اس حرکت خلاف
سے شہزادہ کی غرض یہ تھی کہ دیکھون اس نازنین کے ہمراہی کیا کہتے ہین مگر کسی نے بجز سکوت کے
دم نہ مارا ہدہد تیز رو بھی وہان موجود تھا اس تمام کیفیت کو دیکھ رہا تھا یکایک ملکہ مہر جہان افروز نے
ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام بلورین جام مرصعی سے لبریز کرکے دیا بدیع الملک نے ملکہ
کی صورت دیکھی ملکہ نے کہا ای بدیع الملک یہ تجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے مذہب مین شراب
ممنوع ہی تاہم اسوقت میری خاطر تجپر فرض ہی شہزادہ نے کہا ممنوعات شرعی مین کسی کی خاطرداری
کیا دخل ہی ہان ایک صورت سے تیری خاطرداری مجپر فرض ہوگی کہ تو دین اسلام کو اختیار کرے ملکہ
نے آہستہ سے کہا ای بدیع الملک تو کیا کہتا ہی بالفرض مین تیری درخواست کو قبول کرون
پھر یہ سب میرے ہمراہی کیا کہین گے شہزادہ نے کہا ان ہمراہیون کو تیرے کامون مین کیا دخل
ہی ملکہ نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی تاہم مجکو شرم معلوم ہوتی ہی شہزادہ نے کہا ای نازنین آج تجکو
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم آتی ہی کل قیامت کے روز جب تجھے سوال کیا جاویگا کہ تونے
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم کی اس وقت کیا جواب دیگی اور جب تجپر اسکا عذاب نازل
ہوگا اسوقت تجکو شرم نہ آئیگی پس جو کچھ مین کہتا ہون اسپر عمل کرلے یعنی بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کے

مسلمان ہو اُسنے منظور کیا کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوئی غرض کہ دونون شراب پینے مین مصروف ہوئے

اب کچھ حال خدنگ اور ہشام دونون عیارون کا بیان کیا جاتا ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ امیر حمزہ ثانی شہزادہ بدیع الملک کا انتظار
کر رہے تھے صید و شکار کرتے ہوئے پہاڑ کے درہ مین آئے وہان سبزہ زار دیکھ کے قیام کو
دل چاہا مکان عالی شان واقع تھا حمزہ ثانی نے فرمایا اسی جگہ قیام مناسب ہے تا اینکہ بدیع الملک
یہان پہونچ جاوے سب نے اُس مقام فرحت افزا مین قیام کیا جو ہرن وغیرہ شکار کر لائے
تھے انکا گوشت صاف کیا گوشت کے ٹکڑے کباب بنا کے سیخ آہنی پر لگا کے خوب خوب بریان ہو گئے
تمام ہمراہی جمع ہوئے کباب خوب سیر ہو کے کھائے اُسطرف خدنگ عیار و ہشام امیر حمزہ ثانی
و شہزادہ بدیع الملک کے گرفتار کرنے کو گئے تھے جب شکارگاہ مین پہونچے درہ نرگس زار مین دیکھا کہ امیر حمزہ
ثانی مع یاران ہمراہی براحت تمام بیٹھے ہین اور شہزادہ بدیع الملک کا ذکر کر رہے ہین کہ شہزادہ تعاقب مین ایک آہو
سفید کے گیا ہے اُسکا حال اُس وقت سے اس وقت تک نہین معلوم ہوا کہ کس طرف کو گیا اور کہان پہونچا جو اسوقت تک
واپس نہین آیا خدنگ اور ہشام نے اس حال کو خوب سنا اور وہان سے آ کے درخت کے سایہ مین قیام
کیا خدنگ نے ہشام سے کہا تو نے سنا حال بدیع الملک کا اُسنے کہا ہان جس قدر تو نے سنا ہے
مین نے بھی سنا خدنگ عیار مکار نے کہا پھر کیا ارادہ ہے ہشام نے کہا جو کچھ کہ خدنگ نے کہا میری
یہ رائے ہے کہ تو امیر ثانی کو آج گرفتار کر کے لیجا مین بدیع الملک کی تلاش مین جاتا ہون ہشام نے
کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ہشام جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر جا کے قیام کیا خریطہ عیاری سے نے ہفت
بندی نکالی بجانا شروع کیا اتفاقاً شہزادہ کیخسرو ہرن کا تعاقب کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تھا یکایک
وہ آہو صحرائی نظر سے غائب ہو گیا بہرام بن کیخسرو ہمراہ تھا ناگاہ اُس نے کی خوش آیند صدا کیخسرو کے
گوش زد ہوئی متحیر ہو کے ہر طرف نظر کی آخر ایک چشمہ سنگ پر جا کے بیٹھا اور بہرام سے کہا جا کہیں سے
صراحی شراب لے آ یہ وقت لطف مے کا ہے خوش آیند صدا آ رہی ہے بہرام نے دست بستہ کہا بہت
مناسب اور کیخسرو کیجا سے روانہ ہوا یہان کیخسرو اُس صدا سے خوش ہو کر اُدہر چلا ایک مقام پر دیکھا ایک
شخص بیٹھا بجا رہا ہے اُسکے قریب جا کے نے کو دیکھا اور کہا ای شخص کیا خوب نے بجاتا ہے میری نزدیک
مناسب یہی ہے کسی جا سے مناسب ہو چل کے نے بجانا کہ مین بیٹھ کے سنون ہشام نے نے کا بجانا موقوف کیا
اور کہا جہان کہو وہان چل کے بجاؤن کیخسرو ہشام کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لایا خود ایک پتھر پر بیٹھا
اور کہا اب نے کو بجا ہشام نے نے بجانا شروع کیا چند لمحہ کے بعد ہشام نے نے کو رکھ دیا اور کہا ای جوان اسوقت
بے شراب صحبت کا لطف نہین کیخسرو نے کہا تامل کر مین نے بہرام اپنے عیار کو شراب لینے کو بھیجا ہے وہ عیار
[illegible] لطف صحبت ہو گا ہشام نے کہا ای جوان اگر تیری رائے ہو تو جب تک
شراب تیرا عیار لاوے مین کوئی گوسفند لا کر ذبح کر کے کباب تیار کر دون کیونکہ بغیر کباب کے شراب کا لطف نہین ہوا
اس وقت [illegible] نوازی ہو گی تو پورا لطف حاصل ہو گا کیخسرو نے کہا ازین چہ بہتر پس ہشام اک طرف گیا گوسفند
کو لا کے ذبح کیا گوشت صاف کر کے کباب بنا کے [illegible] داروی بیہوشی آمیز کی جب کباب تیار ہو گئے
ہشام نے کہا ای جوان کباب تیار ہین کیخسرو نے کہا شراب بھی آتی ہو گی ہشام نے کہا شراب آ جاوے گی

جب تک کسیقدر کباب نوش فرماؤ اگر سیر ہو جائینگے تو پھر لطف نہوگا کمجمیر و سنے چند کباب کھائے بہت لذت
کی یکایک غنودگی طاری ہوئی کمجمیر و بیہوش ہو کے زمین پر گرا ہشام حرامزادے نے باآواز بلند کہا دہ مارا
اور فوراً ہاتھ پانون مضبوط باندھ کے پیٹھ پر لاد کر روانہ ہوا اور وہان سے لیگیا وہان جب بہرام صراحی شراب و جام بلورین لیے
ہوئے آیا ہر چند کمجمیر و کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا زار و قطار رونا تھا اور کہتا تھا افسوس کمجمیر و کو کوئی
عیار مکار گرفتار کر لیگیا کچھ عجب نہین اگر ذو الخمار کوئی عیار ہو اس حیلہ سے گرفتار کر لیگیا اس انثنا مین
شاپور شیر دل شہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کے امیر حمزۂ ثانی کے پاس جاتا تھا اس مقام
پہونچا جہان بہرام کمجمیر و کی تلاش مین گریان و نالان پھر رہا تھا بہرام کا حال خراب دیکھ کے کہا ای بہرام
کس فکر مین مبتلا ہو بہرام نے کمجمیر و کے غائب ہو جانے کا حال بیان کیا شاپور شیر دل نے کہا ای
بہرام تیرا خیال صحیح ہی کہ وہ ذو الخمار لشکر کفار کا عیار تھا اور مجکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہشام عیار تھا
اب تیرا کیا ارادہ ہی بہرام نے کہا اگر سمت معلوم ہوتی تو ہشام کے تعاقب مین جاتا شاپور شیر دل نے کہا
ضرور تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ دونون ہشام کے تعاقب مین روانہ ہوئے

اب خدنگ عیار مکار کا حال سماعت فرمائیے

کہ وہ ملعون بدیع الملک کی تلاش مین چلا کہ جہان افروز کے خیمہ مین پہونچا دیکھا بدیع الملک اندرون
خیمہ بلکہ جہان افروز کے پہلو مین بکمال اطمینان بیٹھا ہی دایہ وغیرہ خدنگ کے پاس آئین اور اشارہ سے
کہا دیکھ یہ کیا سامان پیش نظر ہی خدنگ دایہ کو گوشہ مین لیگیا اور کہا بدیع الملک کس طرح پہونچا اسنے تمام حقیقت
گذشتہ بیان کی اور کہا ای خدنگ مجکو یہ نہ معلوم تھا کہ یہ دختر اسقدر بیحیا ہی خدنگ نے کہا ای دایہ تو صبر کر مین جاتا ہون
ذو الخمار کو لیے آتا ہون تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھے دایہ نے کہا تجھے اختیار ہی خدنگ وہان سے ذو الخمار کے پاس آیا
وہ اسوقت نشہ شراب سے بدمست ہو رہا تھا خدنگ نے ذو الخمار کے قریب آ کے کہا ای پہلوان دوران کس
خیال مین مبتلا ہو کچھ سلطنت کی بھی خبر ہی ذو الخمار نے کہا کون ہی اسنے کہا مین خدنگ تیرا خادم دیرینہ ذو الخمار
نے کہا کیا خبر تازہ لایا ہی خدنگ نے کہا خبر تازہ یہ ہی کہ ناموس شاہی کی خرابی کا سبب تو ہوا اگر تیرا یہی حال تھا تو
ہمراہی کی کیا ضرورت تھی ذو الخمار نے کہا کچھ تو کہہ کیا ناموس شاہی کی خرابی ہوئی خدنگ نے ہزار ہا مغلظات گالیان
دین اور کہا تجھے کیا کام ہی تو میخواری مین اسی طرح مدہوش رہ ذو الخمار نے دست بستہ کہا ای خواجہ سچ کہہ کیا
واقعہ پیش آیا ہی خدنگ نے کہا میرے ساتھ چل تو مین تجھے تماشا دکھاؤن ذو الخمار اٹھ کھڑا ہوا مرکب پر سوار ہوا
اور اپنے ملازمون سے کہا تم سب بھی سوار ہو کے میرے ساتھ چلو اور خود خدنگ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا جب
دروازہ خیمہ پر پہونچا مرکب سے اترا خدنگ نے کہا مین یہین مقیم ہون تو خیمہ مین جا کے تماشا دیکھ ذو الخمار نے مرکب
خدنگ کے حوالہ کیا اور بخود پردہ اٹھا کے خیمہ مین داخل ہوا شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا کہ ملکہ جہان افروز
کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی اور ہنگامہ بوسہ بازی گرم ہی ذو الخمار نے تلوار علم کی اور جھپٹ کے بدیع الملک پر وار کیا
شاہزادہ نے بچپتی تمام اس وار کو رد کر کے اس زور سے اسکے کلہ پر طمانچہ مارا کہ ذو الخمار بیہوش ہو کے زمین پر
گر اچار گھڑی تک بیہوش اسی طرح پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی اپنی حالت کی طرف خیال کیا کہا بارے زندہ
ہون اپنی گردن ہر ہاتھ پھیر الغنی پھر دیکھ کے کہا آفرین آفرین بدیع الملک نے پوچھا سچ کہنا تجھکو کیسا تھا ذو الخمار
نے کہا ای جوان خدا پرست قربان تیری قوت دست و بازو کے واقعی تو نے ایک ہی طمانچہ مین میرا کام تمام کر دیا

اب مجھ مین طاقت اٹھنے کی نہیں ہی مقابلہ کیا کرسکتا ہون شاہزادہ نے کہا اگر تجھمین طاقت مقابلہ نہین ہی تو پھر دین
اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہی اُسنے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہی شہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا ذوالخمار بصفاے نیت مسلمان
ہوا اپ وہانسے مراجعت کی خدنگ دروازہ پر موجود تھا اُسنے کہا ای پہلوان زمان کس طرف کا قصد ہی اُسنے کہا مین
اپنے آدمیون مین جاتا ہون تاکہ اُنکو بھی مذہب اسلام تعلیم کرون خدنگ نے کہا یہ کیا بیہودہ حرکت ہی تو کس کام
کے واسطے اندرون خیمہ گیا تھا اور اب کیا نالائق خیال دلمین سمایا ذوالخمار نے کہا بیہودہ و نالائق خیال تیرا ہی کہ نادان
کیواسطے دین کو چھوڑ بیٹھا ہے مین تجکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اس گمراہی سے باز آ اور شاہراہ مستقیم مین قدم رکھ نہین
معلوم کس وقت اجل آجاتیگی پھر بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدنگ نے کہا تیرا دماغ خراب ہوگیا ہی بس اب مین تجھسے
بات کے قابل نہین ہون ذوالخمار نے کہا مجکو خود تجھسے بات کرنے مین کراہیت معلوم ہوتی ہی خدنگ نے کہا او نالائق
پرویز سنیگا تو کیا تجھپر نفرین کریگا اس خیال بیہودہ سے در گذر اور بدستور دین قدیم پر قایم ہو اُسنے کہا پرویز کیا بلا ہی اور تو کیا بلا ہی
خدنگ خاموش ہوا ذوالخمار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھا اور چاہتا تھا کہ خدنگ کیجانب مارے خدنگ سمجھا کہ مفت جان میری
ہلاک ہوگی اُسنے وہانسے گریز کی پرویز کے پاس پہونچا اسطرف ذوالخمار اپنے ملازمون کے پاس آیا اور کہا تم لوگ آگاہ ہو
کہ مین بت پرستی سے باز آیا دین اسلام اختیار کیا تم لوگ اگر میری رفاقت چاہتے ہو تو دین اسلام اختیار کرو ورنہ مجھے
دست بردار ہو سب نے کہا خداوند نعمت اگر دین اسلام کا حق ہونا ثابت ہوگیا ہی تو ہمکو اُس مذہب حق کے اختیار
کرنے مین کچھ عذر نہین ہی چنانچہ ذوالخمار نے ان سب کو بھی دائرہ اسلام مین داخل کیا اسی وہانسے واپس آکے لشکر
مین داخل ہوا اور شہزادہ کے روبرو مثل ملازمان خاص کے استادہ ہوا اسطرف ہشام ملعون کنجشک کو پرویز کے روبرو
لایا اور تختہ زمین پر رکھا پرویز ہشام کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا ای عیار طرار کیا کار نمایان کیا کس کو گرفتار کر لایا
ہی ہشام ملعون نے کہا ای بادشاہ حمزہ تاکی درہ نرگس زار مین مع یاران ہمراہی بیٹھا ہوا بدیع الملک کا انتظار
کر رہا ہی اور بدیع الملک ایک آہوے صحرائی کی تلاش مین گیا ہی اُسکا حال اسوقت دریافت نہین ہوا ہی کنجشک وہ
شخص ہی جس کو مین عیاری گرفتار کر لایا ہون پرویز بہت خوش ہوا ہشام کو زر کثیر انعام مین دیا اُسکی عیاری کی بہت
تعریف کی اور کہا ای ہشام میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس خداپرست کو اسی وقت بیہوشی کی حالت مین ہلاک
کرو مین نے بیشتر دیکھا ہی کہ جب مسلمان عیاری گرفتار کیے گئے ہین اور انکو ہوشیار کیا ہی فوراً کوئی نہ کوئی سبب رہائی
کا پیدا ہوگیا اگر کنجشک کو ہوشیار کیا اور رہا ہوگیا تو کمال افسوس ہوگا اور تجکو بھی ملال ہوگا کہ محنت ضایع ہوگئی ارغش
نے سر ہلایا مطلب اُسکا یہ تھا کہ یہ رای بالکل نامناسب ہی پرویز نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کیون سر ہلاتا ہی ارغش
نے کہا ای بادشاہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ مسلمان ہوشیار ہو کے رہا ہو جاتے ہین بلکہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوگیا ہی میرے
نزدیک مناسب ہی کہ اس جوان کو ہوشیار کرکے دین بت پرستی کی ترغیب دیجاوے شاید قبول کرلے نہین معلوم دین
مذہب کے بارہ مین اُسکا کیا خیال ہی شاید میرا ہی خیال درست ہو پرویز نے بعد تامل بسیار کہا خیر یہی سہی پس اُسکے
دست و پا کو خوب مضبوط باندھا فتیلہ دفع بیہوشی سے ہوشیار کیا کنجشک نے اپنے کو اس حالت خراب مین دیکھا
ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی اُسکو دیکھا کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی پرویز نے کہا ای کنجشک ہمارا ارادہ تھا کہ تجکو
حالت بیہوشی مین ہلاک کرین مگر ارغش نے منع کیا تجکو ہوشیار کیا ہی اگر تو اپنی جان ہلاکت سے بچانا چاہتا ہی تو
دین بت پرستی کو بصدق دل بصفاے نیت قبول کر ورنہ یقین سمجھ لے کہ ہم ہرگز تجکو زندہ نچھوڑینگے کنجشک نے بت پرستی
کی نہایت مذمت کی اور بت پرستونکو برا کہا گالیان دین پرویز ارغش پر بہت غصہ ہوا اور کہا ان گالیون کا سبب

خاص بھی نالایق ہی اسکی راے پر مین نے عمل کیا جو یہ گالیان نہین ورنہ اب تک یہ خدا پرست بیجان ہوگیا ہوتا لعل بھی
کنیز روی کی گالیون سے بہت برہم ہوا کہا جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا لعل نے کہا جلد اس خدا پرست کو ہلاک کر
اور خون اسکا میرے واسطے لا کہ مین شراب مین آمیز کرکے پیونگا ملازمان پرویز نے شہزادہ کنیز روی کو زیر تیغ بٹھایا
پرویز نے کہا ای ہشام اگر تو حمزہ ثانی یا بدیع الملک کو گرفتار کرلاتا تو مین ہرگز ایسا خوش نہوتا جیسا کہ کنیز روی کی گرفتاری
سے مین خوش ہوا ہون ہنوز یہ کلام اسکا ختم نہوا تھا کہ لستران جادو آئی اور کہا ای نظر کردہ خداوند لات مبارک ہو
مین نے بہت بڑا کام کیا ہے آج شب کو حمزہ ثانی کے باطل السحر کو سفید مہرہ پر بند کردیا ہے اور اب حمزہ ثانی کو
بالکل یاد نہین ہے اب حمزہ ثانی اور اسکی تمام فوج کا جلدی علاج ہوجاویگا ہشام نے کہا اگر ایسا بند و بست کرلیا ہے
تو پھر کیا ہے جاؤ حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی نرگس زار مین بیٹھا ہوا سیر و تفریح کررہا ہے لستران نے کہا واقعی ہشام
نے کہا کیا مین تجھسے جھوٹ بولا کرتا ہون جاو دیکھو لستران اسی وقت اٹھی اور چار جادوگر بلا کے انسے کہا کہ تم
سب جاؤ اور گرد و پیش پہاڑ کے بیٹھ کے ایسا کچھ بند و بست کرو کہ حمزہ ثانی سلامت نہ جانے پاوے اسطرف بھی
کنیز روی کو ملازمان پرویز نے زیر تیغ بٹھایا اور پرویز نے حکم قتل کا دیا کنیز روی بہت گھبرا یا درگاہ باری مین دعا کی
کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ مین تیری راہ مین ساعی ہون اور اسوقت بجز تیری مدد کی کوئی حامی و مددگار نہین
رکھتا یکایک ایک ابر پیدا ہوا اس ابر مین سے ہاتھ ظاہر ہوا اور کنیز روی کو اٹھا لیگیا تمام کفار حیرت مین مبتلا ہوگئے
اب اسکے پیش پرویز کو بھی زیادہ ملامت ہونا شروع ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھا ہوا اس ملامت و نفرین کو سن رہا
تھا صلصال نے جادوگرون سے کہا تم سب کیا خاموش بیٹھے ہو سب نے کہا ای صلصال ہم طاقت رکھتے
ہین کہ اگر چاہین تو آسمان سے ستارہ کو زمین پر لے آوین صلصال نے کہا یہ فقط زبانی کہتے ہو کچھ عمل مین بھی
لاسکتے ہو آخر چار سو جادوگر ایک جا جمع ہوکے اور اپنے اپنے سحر و افسون کو صرف کیا کچھ فائدہ نہوا بلکہ اسکا نتیجہ پیدا
کہ اس ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے پچاس جادوگر جل کے خاک سیاہ ہوگئے اور لوگون کے کپڑے بھی جل
گئے تمام کفار نے گھبرا کے چیخنا شروع کیا کہ ای خداوند لات و منات کس طرف ہو جلد ہماری مدد کرو تمہارے بندے
آسمانی آگ سے ہلاک ہوئے جاتے ہین اگر اسوقت مجبوری مین ہمکو مدد نہ پہنچیگی تو اور کون وقت آویگا ایسی
مصیبت و آفت ہمپر نازل نہ ہوئی تھی لستران نے جادوگرون سے کہا تم سب جاؤ جلد حمزہ ثانی کی گرفتاری
کی فکر کرو جب تک مین زندہ ہون حمزہ ثانی کو باطل السحر یاد نہ آویگا کیونکہ سفید مہرہ میرے ... مین ہے اس اثنا مین
ایک سوار گرد آلودہ پسینہ مین غرق ہانپتا ہوا آیا موقف عرض مین آکے جھکا اور کہا صاحبقران شاہ و شہنشاہ
ہمراہی جادوگران بیشمار کل یہان پہونچین گے دو گھڑی رات گذری تھی کہ چار جادوگر آ کے ہر چہار جانب دریا
بیٹھے پانی کے طشت لیے ہوئے تھے چار دیون کو پانی مین تر کیا اور جانب آسمان پھونکنا شروع کیا اور افسون
و سحر پڑھتے جاتے تھے شب کو حمزہ ثانی نے روشنی کا حکم دیا طرفہ عجائبات نظر سے گذرے شاہزادہ بدیع الملک
کا کمال انتظار رہا جب رات زیادہ گذری نور الدہر نے سرداران دست راست و دست چپ سے کہا کہ
اے جانبازان دین متین بھائی اسوقت تک شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نملا ہمیشہ دربار مین حضور کی ہمراہ رہتے تھے
تو شہزادہ بدیع الملک راہ بھول گیا کسی طرف نامعلوم مین سرگردان ہوگا نور الدہر نے کہا مین شہزادہ
کی طرف سے مطمئن ہون کیونکہ وہ شہزادہ والا تبار جہان ہے مجھے معلوم ہے لیکن کنیز روی کی جانب سے مجھکو کمال
تردد ہے ایک شخص نے کہا پہر دن باقی تھا جب تک بہرام عیار لشکر مین موجود تھا اب نہین معلوم کہان گیا

یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک جھونکا ہوا سے تند و سرد کا چلا جس قدر چراغ روشن تھے سب خاموش
ہو گئے مارے جاڑے کے سب تھر تھر کانپنے لگے تھا۔ لبادہ جو کچھ جسکے پاس تھا آسنے اوڑھا آ
پانی بھی زور شور سے برسنا شروع ہوا سرداران لشکر اسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش بھی سحر و
افسون کا نتیجہ ہی امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے قیاس کو بیان کیا اور یہ بھی کہا
کہ ایسا ہی واقعہ امیر والا توقیر پر زرد کوہ مین گزرا تھا امیر ثانی نے فرمایا شکر ہی کہ شہزادہ بدیع الملک
یہان موجود نہین ہی البتہ اس کام کی فکر کرنا چاہیے اپنے ملازمون اور مصاحبون سے کہا کہ اسکی
تلاش امر مین کوشش کرو اور پھر افسوس کرکے کہا اصل امر یہ ہی کہ بدیع الملک ہی ایسے وقتون مین تدبیر
بندوبست کرتا ہی سردارون نے کہا ای والا منزلت یہ وقت باطل السحر پڑھنے کا ہی امیر ثانی نے خیال
کیا باطل السحر کو بالکل فراموش پایا تا دیر غور و فکر کرتے رہے آخر الامر کہا ای دلاور و غضب ہوا
افسوس صد ہزار افسوس ساحران غدار افراسیاب نے باطل السحر مجھکو بھلا دیا صبح کو دیکھا
کہ گرد و پیش برف کے پہاڑ ہین کوئی راستہ کھلا ہوا نہین ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ وقت
عبادت الٰہی کا ہی سب نے جانب قبلہ رخ کیا دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور کہا ای
دستگیر درماندگان والی مددگار بیچارگان و بیکسان اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ اسوقت مجبوری مین
ہماری مدد کر بہرام عیار و شاپور کنخسرو کے حال سے بخوبی مطلع تھے اور لیستترن کا بھی حال
خوب معلوم تھا سعد شہریار کے پاس پہونچے کنخسرو کا حال بیان کیا ایک اور شخص سعد شہریار کی
خدمت مین حاضر ہوا اور حال سردارون کا بیان کیا سعد شہریار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور
شاپور سے فرمایا جلد جا شہزادہ بدیع الملک کو اس حال سے مطلع کر شاپور فوراً روانہ
ہوا بعد جستجو کے بسیار لشکر مین پہونچا وہان سے دروازہ خیمہ پر کسیقدر چند لمحہ وہان قیام کیا بعدہ
اندرون خیمہ داخل ہوا بدیع الملک اور بہزاد کو موجود پایا بکمال ادب بجا لایا بدیع الملک
نے خیر و عافیت دریافت کی شاپور نے کنخسرو اور لیستترن جادو اور حمزہ ثانی کی حالت
کو بہ تفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے مہر افروز نے جو
بدیع الملک کو رنجیدہ پایا بہت سمجھایا کہا آپ کیون مضطرب ہوتے ہین پروردگار حامی و مددگار
ہی بدیع الملک ذوالفقار کی طرف متوجہ ہوے کہا ای پہلوان دوران ابھی کمر باندھ شب جہان
اپنا اسباب سفر درست کرو اور ملکہ مہر افروز کو لشکر مین پہونچاؤ بلکہ بہزاد کو بھی اپنے ہمراہ لیتے
جاؤ ذوالفقار نے حسب الحکم شاہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر افروز اور بہزاد کو لیکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الملک شاپور کو ہمراہ لیکر پیاسے تلاش ساحران غدار
جاتے ہین کہ ذکر اسکا دوسرے وقت پر کیا جائیگا۔

ذکر داستان جلالت عنوان شہنشاہ شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

راویان شکر ریز سخن فرواند باستان چنین این داستان چنین کردند ناظرین والا مقام و سامعین عالی افہام
کو یاد ہوگا کہ جب طبل بازگشت بجا لشکر دونون لشکر میدان کارزار سے طرف اپنے پڑاؤ کے گئے دوسرے
[illegible]

بن مالک میدان مین آئے ہنر جنگ دکھائے شمائل خان کے ہاتھ سے نیزہ نکالا شمائل خان نے بقوت تمام
وار گرز گران کا کیا کہ سر مالک کا زخمی ہوا فرنگیون نے جو یہ کیفیت دیکھی یلغار کرکے آپڑے جنگ مغلوبہ ہونے
لگی تھوڑی دیر مین لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہوگئے دریاے خون روان ہوا سر مثل حباب
نظر آنے لگے ڈھالون کا ابر چھا گیا برق شمشیر چمکنے لگی آواز بزن و بگیر بلند ہوئی تا شام معرکہ کارزار گرم رہا
جب آفتاب غروب ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر میدان سے پلٹے شہنشاہ جو اپنی بارگاہ مین آئے
سب سے کہا کہ کل مین خود میدان جنگ مین جاؤنگا ہنر جرأت دکھاؤنگا سردارون نے جو آمادہ پایا عرض کی
کہ جب تک یہ غلامان جانباز زندہ ہین آپ کو میدان مین نہ جانے دینگے ہمارے بعد آپکو اختیار ہے جو مزاج
مین آئے کیجیےگا شہنشاہ نے کہا کہ اگر صبح کو کوئی مجھے میدان کارزار مین براے مقابلہ نہ جانے دیگا
مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
حضور شہریار نے طبل جنگی بجوایا ہے شہنشاہ نے حکم دیا جواب مین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
یہان بھی نقارہ زری پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین شب بھر دونون لشکر مصروف سامان جنگ
رہے جب شہنشاہ زرین پوش مشرق نے اسپ چرخ زبرجدی پر سوار ہوکے فوج ثوابت و سیار کو شکست
دی اور اپنے نور سے عالم کو منور کیا لشکر میدان کو جانے لگا کہ ہرکارے روتے ہوے سامنے بدیع الزمان
کے آئے عرض کی حضور ایک ماجراے عجیب سانحہ غریب ہے بڑا غضب ہوا کوئی شب کو شہنشاہ کو بارگاہ
سے سراچہ چاک کرکے چرا لیگیا بدیع الزمان نے جو یہ خبر پائی بدرجہ کمال متردد ہوکے فوراً اپنے مقام سے
اٹھکر بارگاہ شہنشاہ مین آئے یہان جو آکے دیکھا تو پلنگ خالی پڑا ہے سراچہ بارگاہ کا چاک ہے انداز
سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار شاطر شب کو آیا اور شہنشاہ کو چرا لے گیا بدیع الزمان نے اسوقت
شاطران لشکر کو طلب کیا سب کیفیت بشرح کہی فرمایا کہ ایسے وقت مین شہنشاہ کا پتہ لگاؤ سرکار
حسب الحکم بدیع الزمان روانہ ہوکے بدیع الزمان میدان کارزار مین تشریف لاے نر شاہزادہ
سکندر فرخ لقا رخصت ہوکے میدان مین آکے شہریار سے مقابلہ بڑی دیر تک رہا آخر کار دونون
لشکرون نے اپنے یہان سے حرکت کی جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ دن بھی یونہین تمام ہوا دونون
لشکر اپنی اپنی طرف واپس ہوے شاطرون نے آکے بدیع الزمان سے عرض کی کہ حضور خاطر مطمئن
رکھین عنقریب شہنشاہ آپسے ملینگے یہ کام کسی دشمن کا نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ گمان ہے کہ کوئی
ساحرہ شہنشاہ پر عاشق ہوکے لے گئی بدیع الزمان تو اس فکر مین مبتلا ہوئے مگر اب حال شہنشاہ
کا سنیے کہ شہنشاہ کی جو صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجلس پر تکلف مین پایا دیکھا چہار جانب نازنینان
دُردُر گوش مرصع پوش جمع ہین جام شراب ارغوانی گردش مین ہے ایک نازنین حسین و جمیل ایک تخت
مرصع کار پر بیٹھی ہے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی سب کی سردار ہے سب اسکی اطاعت کر رہی ہین
شہنشاہ نے آنکھ جو کھولی اُس نازنین نے کہا اے شہنشاہ بیدار ہو بہت دن چڑھ آیا شہنشاہ حیران ہوکر
اُٹھے خیال کر رہے ہین کہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا کسی ساحرہ کے طلسم مین گرفتار ہوا ہون اسی حیرت مین
اُٹھکے بیٹھے اُس نازنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین کہان ہون یا تو اپنے لشکر مین تھا یا یہان
مجلس [illegible] نازنین نے مسکرا کے عرض کی کہ حضور [illegible]

فرمائیگا شہنشاہ نے پوچھا آخر تم کون ہو کیا نام ہے مجھے کیا کام ہے نازنین نے جواب دیا کہ نام میرا مہر ناز پرور
ہے باپ میرا برسیا فرنگی ہے برائے زیارت والدین جاتی تھی آپ کی کیفیت سنی اپنے عیار کو بھیجکر بلوا
منگوا لیا اب اس خطا پر شہزادے کے یہاں میں موجود ہوں شہنشاہ نے مسکرا کے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمنے کیا بہت
خوب کیا آخر کار مہر ناز پرور کو مسلمان کیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی مہر ناز پرور نے عیار سے
حکم کیا آخر لشکر دار الاحلد لاکہ وہ لوگ کس کام میں مصروف ہیں عیار اُدھر روانہ ہوا یہ لوگ یہاں
مصروف عیش ہیں مگر اب کیفیت لشکر اسلام تحریر کی جاتی ہے کہ جب بدیع الملک نے مہر جہان افروز
اور ملکہ چہرہ کو ذو الخمار کے ہمراہ کیا اور کہا کہ انکو طرف لشکر کے لیجاؤ اور آپ مع شاپور استقامت حاجی داخل
ہوئے اور طرف درۂ نرگس کے چلکر صلصال اور پرویز اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے
ہیں کہ دو سپاہیوں نے خبر دی کہ صفعان شاہ و ضحاک شاہ آئے ہیں یہ دونوں برائے
استقبال آئے باعزاز تمام صفعان شاہ و ضحاک شاہ کو لے گئے ان دونوں نے مزاج پرسی کی
صلصال نے کہا کشمکش جنگ مسلمانان میں بہت پریشان ہیں ضحاک نے پوچھا اب کیا
کیفیت ہے صلصال نے کہا اہل اسلام کے پاس ایک جام ہے جسکے ذریعہ سے ہم تاثیر نہیں کر سکتے وہ بارگاہ
سلیمانی میں موجود رہتا ہے صفعان نے کہا پہلے ایک ایلچی کو روانہ کرو پھر فکر جام بے اندیشہ انجام ہو جائیگی
اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایلچی کو دیا اور روانہ کیا اب یہ سب بارگاہ میں بیٹھے ہیں صلاح میں ہو رہی
ہیں خدنگ عیار شیرویہ آکر پہونچا اور تمام کیفیت مہر جہان افروز اور بدیع الملک وغیرہ کی بیان
کی پرویز کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا ارغش نے پوچھا خیر ہے پرویز نے تمام کیفیت بیان کی شیرویہ
نے کہا اے پرویز کیوں متفکر ہوتے ہو میں ابھی جاتا ہوں اور جب تک ان سب کی خبر اچھی طرح سے
نہ لونگا واپس نہ آؤنگا یہ کہکر شیرویہ اُسی وقت روانہ ہوا اسکے عقب میں پرویز نے لشکر روانہ کیا
یہ تو راہ طے کرتا ہوا جاتا ہے مگر ملکہ مہر افروز جو بدیع الملک سے رخصت ہو کر ہمراہ ذو الخمار کے چلی
راہ میں ایک آہو نظر آیا ملکہ اُس طرف متوجہ ہوئیں خیال آیا کہ اس آہو کو شکار کریں یہ سوچکر گھوڑا اُسکے
پیچھے ڈالا ہر چند ذو الخمار نے منع کیا مگر ملکہ ایسی محو ہوئیں کہ کچھ سماعت نہ کی لیکن ساتھ ملکہ مہر افروز
کا ہاتھ سے نہ چھوڑا یہانتک کہ ایک کوس ملکہ اور ملکہ چہرہ نکل گئے آہو تو چوکڑی بھر کے ایک
طرف نکل گیا ملکہ تھک کے اُسی مقام پر بیٹھ گئیں انتظار ذو الخمار کر رہی ہیں کہ ایک طرف
سے گرد اُڑی ملکہ اُدھر متوجہ ہوئیں جب وہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شیرویہ مع چند آدمیوں کے اسطرف
آتا ہے ملکہ نے ملکہ چہرہ سے کہا کہ اب کیا ہوگا ملکہ چہرہ نے کہا خدا مالک ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
شیرویہ نے نعرہ کیا کہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا نعرہ کرکے تلوار کھینچی قریب ملکہ کے آیا
چاہتا تھا کہ وار تلوار کا سر ملکہ پر کرے کہ آسمان سے ایک پنجہ زرین پیدا ہوا اور ملکہ مہر افروز کو
اُٹھا لے چلا ملکہ چہرہ اس واقعہ کو دیکھکر بہت حیران و غمگین ہوا اور مضطربانہ دوڑا سننے میں آواز آئی کہ
ملکہ چہرہ کچھ اندیشہ نکرو میں دوست ہوں شاہزادہ بدیع الملک کا ملکہ کو تمام تمکو ملین کی آ
ہیں ذو الخمار بھی قریب پہونچا شیرویہ نے جو ذو الخمار کو دیکھا للکارا ذو الخمار نے جا با میں ... نے کہا ارے ابھی

اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکو قید رکھئے شہر و یہ جواب ذو الخمار لیکر پلٹا لیکین اب حال
شداد قیل ہو کا سنئے کہ یہ جو نامہ لیکر ضحاک شاہ و صفعان شاہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر
اسلام چلا راہ کو طی کر کے داخل لشکر ہوا دربارگاہ پر آیا لوگون سے کہا کہ مین نامہ ضحاک شاہ و
صفعان شاہ کا لایا ہون حاجی نے خبر سعد کو دی سعد نے نامہ دار کو اندر بلا لیا کرسی پر بٹھایا
کی نامہ دار کرسی پر بیٹھا نامہ نذر دیا سعد نے مضمون نامہ پڑھ کے نامہ کو چاک کیا اور نامہ دار
سے کہا کہ ضحاک سے کہدینا کہ جو تجھے ہمارے واسطے ہو سکے دریغ اور توقف نکر نامہ دار نے
جو یہ کیفیت سنی خنجر کھینچکر طرف سعد کے چلا یہ کیفیت جو داراب بن داراب شمشیر زن
نے جو دیکھی اپنے صندل سے کود کر قریب نامہ دار کے آئے گریبان مین نامہ دار کے ہاتھ ڈالا اور
خنجر ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا اور ایک گھونسا سر نامہ دار پر اس زور سے مارا کہ سر اس خود سمیت
پارہ پارہ ہو گیا حاضرین مجلس کی زبان کلمات تحسین و آفرین مین لال ہوئی سعد نے ایک خلعت
دارائی بن داراب کو دیا لاشہ اس ملعون کا لوگون نے باہر پھینکدیا سب لوگ دارای بن
داراب کی تعریف کر رہے ہین کہ ہزبر نے آ کے سعد کو سلام کیا کل کیفیت بدیع الملک اور
ملکہ مہر افروز اور ذو الخمار کی بیان کی سعد نے افسوس کر کے کہا اے ہزبر نامور اب [illegible] کا
نگہبان ہی اب بہتر یہ ہی کہ اسے چنین پاس بدیع الملک پہونچاؤ اور یہ کیفیت بیان کرو کہ ضحاک
اور صفعان مستعد جنگ ہین ہزبر یہ سنکر اسی وقت سعد سے رخصت ہوا اور تلاش مین
شاہزادہ بدیع الملک کی چلا اب کیفیت بدیع الملک کی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو مع شاپور
طرف درہ نرگس کے روانہ ہوئے اور قریب درہ نرگس کے پہونچے دیکھا ایک پہاڑ برف کا
معلوم ہوتا ہی اسمین ایک طرف راستہ بنا ہی بدیع الملک حیران ہوئے کہ اب کیا کرون
شاپور نے کہا اگر حکم ہو تو مین جا کر اسکے حالات دریافت کرون بدیع الملک نے کہا یہ مقام حضرت
خدا کا ہی جو کام ہو وہ سمجھ کے کرنا چاہیے یہ کہہ رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار [illegible]
مرد ہی بدیع الملک نے جو نگاہ اٹھا کے دیکھا تو عجیب سامان نظر آیا دیکھا بہرام کو ایک ساحر
لیے جاتا ہی بدیع الملک نے قصد کیا کہ تیر مارین مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہو بہرام پر تیر پڑے
اور یہ زخمی ہو جائے یہ سوچکر کھڑے ہوئے تھے کہ بہرام سامنے سے غائب ہوا اور ایک آواز [illegible]
آئی کہ اے بدیع الملک مین اسکو غار افراسیاب مین بٹھا کر قید کر دونگا بدیع الملک نے
شاپور سے کہا کہ اے شاپور اب طرف غار افراسیاب کے چلنا مناسب ہی [illegible] جو حال معلوم
ہوتا ہی نام خدا لیکر اسی طرف چلو جو کچھ خدا دکھائیگا دیکھینگے یہ [illegible] بدیع الملک اس طرف
متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑا راستہ طی کیا تھا دیکھا سب درخت اس پہاڑ پر بشکل انسان
ہاتھ مین حربے لیے ہوئے کھڑے ہین جو اس جگہ جاتا ہی وہ وار کرنے کا قصد کرتا ہی بدیع الملک
یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے شاپور سے کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے عرض
کی کہ اے شہریار بازو بند سلیمانی کو کھول کے دیکھیے کیا امر ظاہر ہوتا ہی بدیع الملک نہایت خوش
ہوئے اور وہان سے پلٹ کے ایک مقام پر آ کے مصروف عبادت پروردگار ہوئے اور

یہ عبارت منقش دیکھا وظیفہ شروع کیا بعد ختم وظیفہ بازو بند کو کھولا نوشتہ پایا کہ مبارک ہو کہ غار افراسیاب پادشاہ صندل
شہر کے ہاتھ سے فتح ہوگا بعد وحشت و بیم اس درہ کوہ میں اپنے تئین داخل کرو یہ درخت خوبصورت انسان میں
ان سے غرفت کرو سیدھے چلے جاؤ تھوڑی دور کے بعد ایک درہ جانب دست راست نظر آئیگا
اس درہ میں داخل ہونا ایک محل ملیگا دروازہ اس محل کا کھول کے اندر جانا صحن میں آسکے ایک چبوترہ
سنگین بنا ہے وہاں فاتحہ بہت سے نام پر پڑھنا ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا اپنے کو اس دہنہ میں داخل کر
پھر جو کچھ پیش آئے مناسب سمجھنا اسکے کار بند ہونا بدیع الملک نے یہ تمام کیفیت شاپور سے بیان
کی اور اس درہ میں نام خدا لیکر داخل ہوئے تھوڑی دور جاکے دست راست کی طرف ایک
درہ اور نظر آیا بدیع الملک اسطرف چلے تھوڑی دور کے بعد دیکھا ایک باغ نہایت پر تکلف میوہ ہای
گوناگون و شگوفہ ہای بوقلمون سے مملو ہے بدیع الملک اس باغ میں آکے دیکھا ایک قصر عالیشان بنا ہے
شاہزادہ مع شاپور کے اس قصر میں داخل ہوا چبوترہ سنگین نظر آیا بدیع الملک نے فاتحہ پڑھا
وہاں سے آگے چلے تھے کہ آواز فریاد و زاری کان میں آئی بدیع الملک شاپور کی طرف متوجہ ہوکے
کہا ای شاپور یہ آواز دردناک کس آفت رسیدہ و ستم کشیدہ کی ہے شاپور نے کہا ای شہریار یہ مقام عجائب
و غرائب سے مملو ہے اسکا کچھ خیال نفرمائیے بدیع الملک نے کہا کہ میں جب تک اسکی تحقیق نکرونگا
مجھے چین نہ آئیگا یہ کہکے اس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور بڑھکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
پری شمائل زہرہ خصائل ایک درخت میں بندھی ہوئی کھڑی ہے پاس اسکے ٹوٹی ہوئی لکڑیاں
پڑی ہیں بدیع الملک قریب اس نازنین کے آکے پوچھا ای گرفتار رنج و مصیبت اپنا حال مجھ سے
بیان کر نازنین نے کہا ای شہریار میں اپنا حال تو ضرور بیان کرونگی لیکن پہلے حضور اپنی کیفیت سے آگاہ
فرمائیں بدیع الملک نے اپنے نام و نشان سے اس نازنین کو آگاہ کیا نازنین نے آہ سرد بھری
کہا ای شہریار میں اپنا حال کیا اظہار کرون میں دختر بد اختر شاہ شہر [illegible] فاقہ ہوں اور اسیر
گرفتار تھی ایک مدت سے تیرے عشق میں اتفاقاً ستم روزگار سے ایک روز اس مقام پر میرا گزر
ہوا حضرت کا کسی کا ہم سے تھا تھا مجھکو دیکھکر مائل ہوا مجھسے سوال وصل کیا میں نے جواب
سخت دیا اس ملعون نے مجھے گرفتار کر لیا ہر صبح و شام وہ بد انجام میرے پاس آتا ہے سوال وصل
کرتا ہے جب جواب پاتا ہے اسی باغ سے ایک چوب تازہ کاٹ کر مجھے زد و کوب کرتا ہے آخرکار
تھکے ہوکر چلا جاتا ہے جب بدیع الملک نے یہ کیفیت سنی بہت متردد ہوئے لیکن خیال کیا کہ
ایسا نہو کہ کسی ساحر نے مکر کیا ہو اسی خیال سے در پی آزار ہوا بدیع الملک نے بازو بند
سلیمانی کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ خبردار اس مکارہ کو رہا نہ کرنا نہیں ابھی قتل کر ڈالیگی بلکہ اسکو
قتل کرو بدیع الملک نے تلوار میان سے نکال کے ایک وار میں اسکے دو ٹکڑے
کیے تاریکی ہوگئی آوازیں مہیب ہر چہار جانب سے آنے لگیں تھوڑی دیر میں وہ تاریکی موقوف
ہوئی بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ وہ باغ ہے نہ وہ کھنڈھی ہوا ہے نہ وہ [illegible]
میں ایک صحرای وسیع میں کھڑا ہوں متحیر ہوکے چاروں طرف دیکھنے لگا اور دل میں اپنے
کہتا تھا کہ یہ کیا ماجرائے عجیب و غریب ہوا شاپور سے کہنے لگا کہ ای شہریار والا تبار میں جو آپکے

عرض کرتا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی اب میرا عرض کرنا آپ کو یقین آیا بدیع الملک نے بہت
تعجب کیا اور شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور اب کیا کرنا چاہیے شاپور نے کہا ای شہریار
اب ایک طرف کو نام خدا لیکر چلیے بدیع الملک ایک جانب روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا
وقت اور موقع پر کیا جائیگا۔

اب کیفیت شہنشاہ گوہر کلاہ اور شہریار کی بیان کیجاتی ہی

کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ملکہ مہر ناز پرور نے چھڑوا منگوایا تھا اور عیار کو اپنے باپ کے
لشکر کی خبر لینے کو روانہ کیا تھا چلتے وقت عیار سے شہنشاہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہمارے لشکر
کی بھی خبر لیتے آنا اور آپ ساتھ ملکہ مہر ناز پرور کے مصروف عیش و عشرت تھے عیار نے
آکے دونوں لشکروں کی کیفیت دریافت کی اور وہاں سے واپس گیا تھوڑی دیر میں ملکہ مہر ناز
پرور کی بہشت میں حاضر ہو کے عرض کی کہ حضور بنام شہریار طبل جنگی بجایا ہی کل صبح کو سرا سے مقابلہ شہریار
میدان میں آئیگا اور ای شہنشاہ آپ کے لشکر میں تردد ہی بدیع الزمان بہت گھبرائے
ہیں شہنشاہ نے فرمایا کہ ای خجستہ تم جاکر سب کو تسکین دو میں بھی تمہارے عقب میں آؤنگا
خجستہ یہ سنکر رخصت ہوا پہلے لشکر پرستا میں آیا بارگاہ پرستا میں گیا دیکھا شہریار نشہ
شراب میں مانند فیل مست جھوم رہا ہی پرستا تعریفیں کر رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد شہریار پرستا
سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا بستر خواب پر جا کے سو رہا خجستہ نے جو کیفیت دیکھی سوچا اگر شہریار کو لیجاؤں تو شہنشاہ اور
اور ملکہ بہت خوش ہونگے یہ سوچ کے تھوڑی دیر توقف کیا جب سب اپنے اپنے مقام پر سو گئے خجستہ پشت بارگاہ سے سرنگ
چاک کر کے اندر آیا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہیں شہریار مانند شیر پلنگ پر سو رہا ہی خجستہ نے
دو شالہ ہٹا کے دماغ میں بیہوشی پہونچائی شہریار کو چھینک آئی بیہوش ہوا خجستہ نے پشتارہ
باندھ لیا اور جست و خیز کرتا ہوا تین کوس تک آیا ایک صحرا ملا خجستہ نے دل میں خیال کیا کہ
اب بہت دور نکل آیا ہوں تھوڑی دیر دم لوں یہ سوچ کے زیر نخل بیٹھا پشتارہ سامنے رکھا
رات زیادہ آچکی تھی صبا کی ہوا سے سرد سے خجستہ کو ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ آنکھ اسکی
بند ہو گئی چونکہ رات قلیل باقی تھی تھوڑی دیر میں صبح ہو گئی قضا سے کار اس صحرا میں ایک
دیوانہ رہتا تھا کہ نام اسکا فیروزہ شیر اندام تھا چھ ہزار دیوا سکے خدمتگار تھے اتفاق
ٹہلتا ہوا دیوانہ اُس طرف آیا جہاں خجستہ سو رہا تھا فیروزہ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ ایک
آدمی سو رہا ہے اور ایک پشتارہ رکھا ہی اپنے دیوانوں سے کہا دیکھو یہ کسی کا عیار ہی
کسی کو چرا کے لیے جاتا ہی یہ کہتا ہوا قریب خجستہ کے آیا خجستہ کو ہوشیار کر کے گرفتار
کر لیا اور پشتارہ کو اٹھا لیا پوچھا او عیار سچ سچ بتا کہ یہ کون ہی جسکو تو لیے جاتا ہے
اور کیوں لیے جاتا ہے اگر ذرا بھی خلاف کہا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالونگا خجستہ نے
بخوف جان کل کیفیت عشق ملکہ مہر ناز پرور کی بیان کی اور لیجانا شہنشاہ گوہر کلاہ کا دیو
سے بیان کیا دیو نے کہا اگر تو ایسا کام کریگا او میں دیکھونگا تو تجھے قتل کر دونگا یہ
کہکر خجستہ کو رہا کیا خجستہ نے پشتارہ مانگا دیو نے کہا اپنی رہائی کو غنیمت جان

چلا جا اب یہان تو اگر ٹھہریگا تو سخت تنبیہ ہوگا اور از حد پریشان و خستہ ہوگا غرضکہ
وہان سے بھاگا یہان دیوانے نے شہریار کو ہوشیار کیا شہریار کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو عجیب مقام پر پایا حیران ہوکے دیوانے سے کہا کہ مین یہان کیونکر آیا دیوانے نے
کل کیفیت مشرح جو کچھ کہ سنی تھی حرف بحرف شہریار سے بیان کردی شہریار یہ
سنکر کانپنے لگا اور دیوانہ کی جانب مخاطب ہوکے کہا جہان آپ نے مجکو اس سے
چھین لیا تھا اس عیار کو بھی قتل کیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ اے شہریار مین برائے
نام بوجہ صحرانشینی کے دیوانہ مشہور ہون عقل میری بہت سالم ہے اگر مین اس عیار
کو قتل کر ڈالتا تمہاری بدنامی ہوتی اس وجہ سے مین نے اسکو رہا کر دیا شہریار نے
کہا کہ اے فیروزہ مجھے ایک مرکب منگا دو مین چلونگا دیوانے نے ایک مرکب اور کچھ سلاح
جنگ شہریار کو منگا دیئے شہریار نے سلاح کو ذات پر آراستہ کیا اور گھوڑے پر سوار
ہوکے طرف مہرناز پری زاد کے روانہ ہونا چاہتا ہے کہ دیوانے نے کہا اے شہریار اگر آپ طرف
ملکہ مہرناز پری زاد کے جائیگا بدنام ہو جائیگا شہریار نے کہا او دیوانے تجھے ہماری بات
مین کیا دخل ہے جو ہم اپنے حق مین مناسب سمجھینگے وہ کرینگے دیوانے نے جو یہ کلمہ سنا
اسیوقت غصہ آگیا ایک چوب دست شہریار کے گھوڑے کے سر پر ماری کہ گھوڑے کا سر
پھٹ گیا شہریار کود پڑا دیوانہ لپٹ گیا بڑی دیر تک دونون مین کشتی رہی آخر شہریار نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے اطاعت شہریار کی قبول کی اور اپنے سب دیوانون کو بلا کر ایک جا
جمع کیا برائے شہریار اور گھوڑا منگایا سلاح بھی عمدہ لگانے کو دیئے شہریار پھر سلاح جسم
آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیوانے سے کہا کہ مین پہلے اب والد بزرگوار
شاہ پریسیما کی خدمت مین جاؤن اور انسے یہ کل امور بیان کرون انکو ہمراہ لیکے
قتل شہنشاہ جاؤن دیوانے نے کہا انکو اختیار ہے بندہ ہمراہ ہے شہریار مع انکے دیوانے اپنے لشکر کی طرف چلا

انکو راہ مین چھوڑیئے اور کچھ حال پریسیما زنگی کا ملاحظہ فرمایئے

راوی لکھتا ہے کہ پریسیما جو صبح کو اٹھا لشکر کو تیار پایا شہریار کو نہ دیکھا خدمتگار سے کہا کہ دیکھ تو ابھی
تک شہریار بیدار نہین ہوئے جا کے انکی بارگاہ سے خبر لا وہ خدمتگار روانہ ہوا بارگاہ
شہریار تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے چند آدمی روتے پیٹتے چلے آتے ہین خدمتگار نے
کہا ارے خیر تو ہے انھون نے جواب دیا کہ کوئی رات کو بارگاہ سے شہریار کو چرا لے گیا
خدمتگار بھی انکے ساتھ ہوا اور پاس پریسیما کے آکر تمام کیفیت بیان کی پریسیما نے
بہت افسوس کیا اور کہا یہ کام مسلمانون کا تھا رات کو عیارون کو بھیج کے چروا منگایا
یہ امر مردون کو شایان نہین ہین پریسیما سے یہ باتین سنکے منجمون نے کہا کہ
آپ خاطر جمع رکھین دو تین روز مین شہریار آپ سے مل جاوینگے مگر شمائل خان میدان
مین آیا اور قریب قلعہ آکر آواز دی اے خدا پرستان تمنے شہریار کو چروا منگایا ہے اگر ایک
مو کے جسم شہریار پر صدمہ پہونچیگا تو اسکا عوض سب سے لونگا مسلمانون نے یہ خبر سنی

خدا کیا انہین کیا یہ کام نہین معلوم کسکا ہی خیر ایک دو روز تو امن رہیگی جب تک شہنشاہ بھی بعنایت الٰہی جاوے

اُس روز بھی شمائل خان نے طبل جنگی بجوایا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا جہان کا موقع ہوگا

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے ملاحظہ فرمایئے

کہ یہ جو صحرا مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چل کے ایک مقام فرح افزا و نواح دلکشا نظر آیا بدیع الملک
اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا عمارتہاے رفیع معلوم ہوتی ہین سامنے ایک کوہ بلور ہی بدیع الملک
اُس طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک غول پریون کا دامنہ کوہ سے پیدا ہوا بدیع الملک نے
جو انکا حسن و جمال دیکھا فریفتہ ہو گئے بیتابانہ اُنکی طرف چلے وہ سب اُسی دامنہ کوہ مین غائب
ہو گئین بدیع الملک اُس دامنہ کے نیچے گئے دیکھا ایک نازنین ایک تخت زبرجد نگار پر بکمال تکلف
تمام بیٹھی ہی بدیع الملک کو دیکھکر مسکرائی اور کہا اے جوان تو کون ہی بدیع الملک نے
اپنا حسب و نسب بیان کیا پھر نازنین سے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو نازنین نے کہا کہ
مین دختر سلطان شاہ ہون والد بزرگ میرے ملک قاف مین بادشاہ ہین مین یہان بسیر
سیر آئی ہون اے شہریار تشریف لایئے بدیع الملک قریب گئے اُس نازنین نے تخت پر بٹھالیا
اور ایک جام شراب بھر کے بدیع الملک کو دیا بدیع الملک چاہتے تھے کہ جام منہ سے لگاوین
کہ خیال آیا کہ یہ کوئی مکار نہو یہ سوچ کے بازوبند کو کھولا اور ملاحظہ کیا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ خبردار
اس جام کو نہ پینا اور جو اسم کہ حاشیہ پر مرقوم ہی اسکو پڑھکر تلوار سے دو کردو اور وہی تلوار اس نازنین
کے مارو یہ ساحرہ بڑی مکار ہی فرقل جادو اسکا نام ہی بدیع الملک نے اسم حاشیہ بازوبند
پڑھکے تلوار کا وار جو اُس مکار پر کیا دو ٹکڑے ہو گئے اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر
کے روشنی ہوئی بدیع الملک نے اپنے کو ایک کشتی پر پایا دیکھا کشتی تباہ ہو رہی ہی بدیع الملک
نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا تو لکھا ہوا تھا کہ اے سیاح عجائبات جب تو قریب گرداب پہونچیگا ایک
ہاتھ دریا مین سے پیدا ہوگا اور کشتی کو غرق کرنا چاہیگا تم اسم حاشیہ پڑھکر اُسپر بھی تلوار مارنا وہ
ہاتھ کٹ جائیگا پھر ایک سنگ سفید پیدا ہوگا وہ اژدہا ہین دانستہ اپنے کو اُس سنگ کے منہ مین
ڈال دینا بدیع الملک نے بازوبند کو الگ کیا کشتی گرداب کے پاس پہونچی ہاتھ پیدا ہوا
بدیع الملک نے اسم مذکور پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دست کٹ کر قلم ہو گیا پھر اُسی وقت
ایک نہنگ سفید منہ کھولے ہوئے دریا مین ظاہر ہوا بدیع الملک نے اپنے کو اُسکے منہ
مین گرا دیا تھوڑے عرصہ مین پاؤن زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے جو آنکھ کھولی اپنے
کو میدان وسیع مین پایا دیکھا سامنے ایک دیو سیاہ کھڑا ہی اور قصد کرتا ہی کہ حملہ کرے بدیع الملک
نے پھر بازوبند کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا ہوا پایا کہ قہرہ قہرود دیو سے جو حاصل ہوا تھا وہ اُسکو
دو اور کہو اے یلپاق مجھے باغ طرب افزا مین پہونچا دے بدیع الملک نے ویسا ہی
کیا دیو بیٹھ گیا بدیع الملک اُسپر سوار ہو کے دیو بر سے ہوا اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دیر کے بعد
ایک قصر وسیع مین لا کے بدیع الملک کو اُس دیو نے اُتارا اور آپ غائب ہو گیا بدیع الملک
چاہتے تھے کہ آگے بڑھون کہ ایک جادوگر اُنکے سامنے آیا اور پکار کے آواز دی او خدا پرست کہان

جاتا ہی گھبر جاتے مجھے کون یہان لایا ہی بدیع الملک نے جو اسکو آتے دیکھا نام خدا لیکر ایک گھونسا اُس
زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا بدیع الملک اُس کو مار کے آگے بڑھے دیکھا
ایک مرد ضعیف میلے کپڑے پہنے بیٹھا ہی بدیع الملک نے بازو بند کو لکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا
کہ اس سے کہو کہ مجھے مقام جبر جوش پر پہونچا دے اور یہ بازو بند اسکے بدن سے مس کرو بدیع الملک
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی بازو بند کو بدن سے اُس مرد کے مس کیا اُس مرد ضعیف نے آنکھیں کھول دین
بدیع الملک نے اُسکے قدم کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار آپ اپنا نام نامی تو بتلا دیجئے بدیع الملک
نے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا اور کہا مجھے مقام جبر جوش پر پہونچا دو وہ مرد ضعیف بدیع الملک
ہمراہ لیکر طرف مقام جبر جوش کے روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے اور چند کلمہ لشکر اسلام کے ملاحظہ
فرمائیے کہ پرویز اور لعل نے مشورت کر کے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین جو خبر ہوئی لشکر
اسلام ساحرون کے مقابلہ سے متردد ہوئے مجبوری تمام شب سامان جنگ مین مصروف
رہے صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا پرویز کی طرف سے ایک ساحر بدکردار موسوم
نہنگ اژدہا شکار سپہ سالار ضحاک میدان مین آیا لشکر اسلام سے فیروز خان بن
صلصال کہ اسکو امیر نے مسلمان کیا ہی سعد کی خدمت مین آیا اجازت طلب کی سعد
نے جام شفا کا پانی اسکو پلایا کہ سحر نہ تاثیر کرے فیروز خان میدان مین آیا کئی ساحر قتل
کیے آخرکار نہنگ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا فیروز خان جان بحق تسلیم ہوا اسکے بعد
اور عقب سے سردار لشکر اسلام سے مقابلہ مین نہنگ کے گئے اور سب مارے گئے جب
تو لشکر اسلام مین سب کو تردد ہوا نہنگ نے پکار کے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان
کیا تم مین کوئی مرد باقی نہین ہی جو میرے مقابلہ کو آوے یہ آواز کان مین جرپاس شیر دل
کے پہونچی یہ قید تھا فوراً جوش جرأت مین قید اپنی توڑ ڈالی اور میدان مین آ کے نہنگ کو
مارا اُس وقت پرویز نے ضحاک سے کہا کہ تم سحر کر کے دیو کو گرفتار کر لو ضحاک نے سحر کیا
جرپاس سحر سے زمین پر گرا لوگون نے اسکو گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون
لشکر واپس آئے سعد نے بہ اسے جرپاس بہت افسوس کیا مگر پرویز وغیرہ جو جرپاس
کو قید کر کے لائے ارغش جرپاس کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان دوران تم نے آج
کارنمایان کیا مگر افسوس ہی کہ بد اندیشون کی کہ جو تمکو ہماری قید سے رہا کبھی نہین کر سکتے اور
مذہب ایسا اختیار کیا کہ جو بالکل بے بنیاد ہی اے جرپاس تمہارے باپ کو بھی عہد نوشیروان
مین مسلمانون نے قتل کر ڈالا غرض کہ ایسی مکر کی باتین جرپاس سے کین کہ قلب کو اسکے اپنی
طرف رجوع کیا آخر مین یہ کلمہ کہا کہ اگر تم دین اسلام کو ترک کرو اور ہمارے مذہب کو اختیار
کرو تو ہمیشہ اپنا سپہ سالار بنائین اور عزت بڑھائین جرپاس نے منظور کیا پرویز و ضحاک
نے اسکو آزاد کیا خلعت فاخرہ دیا اسکے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے سعد کو پہونچائی
کہ حضور کل وہ دیو مقابلہ کو آئیگا سعد نے کہا پروردگار نے نہنگ کے لیے جرپاس کو بھیجا تھا اسکے مقابلہ
کے لیے کوئی دوسری تدبیر کریگا الاہی ذکر اذکار مین رات گذر گئی صبح ہوئی جرپاس میدان مین آیا

پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آوے لشکر
اسلام کے سردارون نے توقف کیا سعد نے اپنے سلاح جنگ تیار کیے یہ سعد کو دیکھکے لیے آرا
بن داراب سیم زہرہ نے اپنا مرکب بڑھایا تھوڑی دور آکے گھوڑے سے کود پڑے تھے
مین سعد کے آگے آئے اجازت طلب ہوئے سعد نے بہت روکا مگر دارا نے قبول نہ کیا مجبور
ہوکے دارا کو سعد نے رخصت کیا دارا سے بن داراب سیم زہرہ میدان مین آئے
جرپاس سے مقابلہ ہوا اسنے وار چوبدست کا کیا دارا سے بن داراب نے چاہا مین وار
وار کرون مگر دارا سے بن داراب نے مہلت ضرب نہ دی ایک ہاتھ تلوار کا خبردار خبردار کہکے اسکی
کمر پر لگایا کہ جرپاس کے دو ٹکڑے ہوگئے اسکے مرنے سے صدا سے تحسین و آفرین دونون لشکرون
سے بلند ہوئی لشکر پرویز نے جو یہ معرکہ دیکھا نرغہ کرکے لشکر اسلام پر سب جوان ٹوٹ پڑے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی کافران غدار بیشمار تھے فوج اسلام کم تھی سرداران اسلام زخمی ہو
قریب تھا کہ سب امان طلب کرین کہ سعد نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کیے
بلک کے دعا کی ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز وقت مدد ہو تڑپ کے جو سعد نے دعا کی
قبول درگاہ خدا ہوئی دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار الماس پوش پیدا ہوا اسنے
دیکھا چالیس ہزار سوار اسکی پشت پر رواروی کرتا ہوا چلا آتا ہے قریب آکے جو پہنچا لشکر کفار
پر لوٹ پڑا تا بہ شام خوب تلوار چلی جب رات ہوئی دونون لشکر میدان سے پلٹے نقابدار ہمراہ
لشکر اسلام آیا سعد نے اپنی بارگاہ مین نقابدار کو طلب کیا کیفیت دریافت کی نقابدار نے
کہا مین سمروق دن شیرویہ ہون سعد بہت خوش ہوا نقابدار کو باعزاز تمام رہنے کو جگہ دی
مگر پرویز وغیرہ جو واپس آکے تو نعل و صلصال نے ضحاک و صفوان سے کہا کہ کچھ فکر چاہیے
کی کرنا ضرور ہے سنگ نسترن نے کہا اسکی فکر مین ہم جاتے ہین جس طرح بن [illegible] صلصال
نے کہا کہ تم جاؤ مگر نسترن نے قبول نہ کیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ ذکر اسکا وقت
اور موقع کے ساتھ آویگا۔

اب چند کلمہ حال شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہریار جو فیروزہ دیوانہ کو ہمراہ لیکر براے اطلاع اپنے باپ کے [illegible] راہ مین
نقابدار سے سامنا ہوا شہریار نے اسکو گرفتار کیا شام نزدیک تھی وہین مقام کیا صبح کو نقابدار
گوہر پوش کو طلب کیا جب نقاب اسکے چہرۂ زیبا سے دور کی تو دیکھا کہ دختر [illegible] شہریار
کی آنکھین جھپک گئین اظہار عشق کیا اس نازنین نے جواب دیا کہ او فرنگی زادے [illegible]
مجال ہے کہ ہمارے سامنے اظہار عشق کرے شہریار نے کہا ای ملکہ اپنا نام نامی [illegible]
نازنین نے بغمزہ و نزاکت سے کہا کہ مین ملکہ [illegible] دختر [illegible] ثانی [illegible] قید سے آئی [illegible]
سامنے گھوڑا شہریار کا کھڑا تھا اسپر جھپٹ کے سوار ہوئی اور کہا او فرنگی زادے [illegible]
ملے فیروزہ دیوانہ آنجہا قریب ملکہ آکر حملہ ساطور کا کیا ملکہ نے ساطور چھین کے اسکو زخمی کیا
اتنے عرصہ مین فوج ملکہ کو بھی خبر ہوئی سب آکر موجود ہوئے ملکہ نے فیروزہ گرفتار کرکے فوج کے

حوالے کیا شہریار آگے بڑھا الگہ نے اسکو بھی گرفتار کرکے ارا بہ پر ڈالا اور یہ کلمہ کہا کہ اب ہم شمائل خان وغیرہ کی بھی خبر لے لینگے یہ کہکر نقاب چہرہ پر ڈالی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک جانب روانہ ہوئی لیکن چند کلمہ عیار شہنشاہ کے عرض کیے جاتے ہین کہ بعد گم ہونے شہنشاہ کے عیار انکا انکی تلاش مین چلا دو روز تمام ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو تھک کے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھا ہوا سے سردآہ بھرتی وے رہی تھی از بسکہ تھکا ہوا تھا سو گیا قضا سے الیٰ خجستہ جو دیوانہ سے چہوٹ کے بھاگا روادوی کرتا ہوا جاتا ہی راہ مین ایک نخل کے نیچے اسنے دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورہ ہاے زرین سے آراستہ سو رہا ہے خجستہ نے چاہا اسکو قتل کرون اور یہ سب مال و اسباب لے لیاون پھر خیال کیا کہ اسکو گرفتار کرکے ہوشیار کرون سب کیفیت اسکی دریافت کرون یہ سوچ کے اسکو کمند سے باندھکے ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دیکھا سامنے ایک عیار کھڑا ہے خجستہ سے کہا ای شخص مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجھکو گرفتار کیا خجستہ نے جواب دیا کہ اب زیادہ باتین نہ بنا کیفیت بتا عیار شہنشاہ نے کہا کہ نام میرا لعل بن مرجان ہے شہنشاہ گوہر کلاہ کا عیار ہون خجستہ نے جو نام شہنشاہ کا سنا جلدی سے اسکو کھولدیا اور کہا ای بھائی معاف کرنا مین بھی ملازم شہنشاہ ہون اور یہ کل کیفیت شہریار کے لانے کی بیان کی لعل بن مرجان خجستہ کے ہمراہ ہوا اور خدمت مین شہنشاہ کے آیا دونون عیارون نے کیفیت بیان کی شہنشاہ نے قاطوروس البطہ کو طلب کیا اور ملکہ کو انکے سپرد کرکے مع خجستہ کے روانہ کیا اور آپ بطلب شہریار چلے کہ ذکر انکا سر وقت پر کیا جائیگا

اب کیفیت معروف و شمائل خان و نقابدار کلاہ پوش کی ملاحظہ فرمایئے

کہ جب پیسہ سپاہ نے اپنے لشکر مین طبل جنگی کا حکم دیا اور طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارہ دوڑے یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچائی بدیع الزمان نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکرون مین تو تیاریان جنگ کی ہونے لگین مگر معروف بن اسد اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر پیسہ سپاہ پر شبخون مارا ہے پیسہ سپاہ کو [illegible] نہ لایا زخمی ہوکے بھاگا صبح کو شمائل خان نے اپنے ہاتھی کو خندق مین ڈال دیا اور قریب برج کے پہونچکر ایک گرز برج پر مارا کہ برج ٹوٹا معروف بن اسد نے جو شمائل خان کو اس کیفیت مین پایا لشکر پیسہ سپاہ سے پر چڑھ گئے تلوار چلنے لگی شمائل خان نے جو یہ واقعہ دیکھا فیل کو خندق سے باہر نکال کے معروف کا تعاقب کیا معروف نے راہ فرار کی لی اور ایک مقام پر ٹھہر کے ایک تیر شمائل کے ہاتھی کی پیشانی پر ایسا مارا کہ ہاتھی گر پڑا شمائل خان لاچار وہان سے ہٹا لشکر مین آکے پیسہ سپاہ کے علاج مین مشغول ہوا لیکن نقابدار کی بیہوشی جو مع [illegible] شہریار وغیرہ ہمراہ سے تلاش شمائل خان چلا تھا اگر دیکھا ہوا تو دیکھا کہ اراہ بہ شہریار زخمی اور ایک اراہ بہ پر ایک جوان قوی تن ایک نقابدار چالیس ہزار سوار سے آتا ہے سب کے رنگ اڑ گئے اہل اسلام نے تحفظ ساتھ ہمراہ نقابدار کو دیکھے اور دروازہ قلعہ کھول کے باہر آئے کہ دن بہت ڈھل گیا تھا تھوڑے عرصہ مین آفتاب غروب ہوگیا معروف بن اسد نے قزاقون سے کہا کہ آج پھر لشکر پر شبخون کرنے کو جاؤنگا قزاق بیدار رہیں جب نصف شب گذری قزاق ہتیار دار سلاح اور مکمل ہوکر تیار ہوئے معروف بن اسد پیسہ سپاہ

یہ خبر جو شمائل خان کو پہونچی ایک اسپ تیز رو منگا کے اسپر سوار ہوکے جیسے ہی معروف نے
شمائل کو دیکھا فزا افون کو اشارہ کیا سب بھاگے معروف نے بھی راہ فرار کی لی شمائل
نے معروف کا تعاقب کیا جب معروف بہت دور نکل گیا اور ساعت کم باقی رہی تو اسنے فزا افون
سے کہا کہ تم لوگ منتشر ہوجاؤ مین شمائل خان کا علاج کرونگا قزاق تو منتشر ہوگئے معروف
سیدھا چلا جب آفتاب عالمتاب نے دنیا کو اپنے نور سے منور کیا اور شمائل قریب معروف
پہونچا اسوقت معروف نے ہاتھ اُٹھا کے بارگاہ خداوند تعالے مین بالحاح وزاری دعا کی
دیکھا سامنے سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا معروف نے دیکھا کہ لعل بن مرجان
شادان اور خندان رکاب سعادت انتساب شہنشاہ گوہر کلاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے
معروف نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا قریب شہنشاہ پہونچا سر اپنا قدم شہنشاہ پر رکھدیا عرض کی حضور آپ پہونچا
بچایئے شہنشاہ نے تسکین دی معروف تو ایک طرف روانہ ہوا شمائل خان کی نگاہ جو
شہنشاہ پر پڑی نعرہ کیا کہ او شہنشاہ گوہر کلاہ تو کہان روپوشی کرتا پھرتا ہے مردان عالم سے
آنکھ چار کر جو حربہ تو اپنے پاس رکھتا ہے اُسکو لا شہنشاہ نے کہا ہمارا یہ دستور نہین پہلے تو
اپنا وار کر جب خدا تیرے وار سے نجات دیگا ہم بھی وار کرینگے شمائل خان نے وار تیغ آبدار
کا شہنشاہ کے سر پر کیا شہنشاہ نے سپر کو چہرے سے ہٹا دیا تیغ شمائل کا سپر پر پڑکے ٹوٹ
گیا شہنشاہ نے خبردار خبردار کہکے تلوار لگائی کہ سپر شمائل خان کو کاٹ کرتا دوا بر دو ٹکڑے
شمائل تھرا کر زمین پر گرا لعل بن مرجان نے مشکین باندھ کے اسکو اور شہنشاہ کو
تو اس مقام پر چھوڑا لعل بن مرجان طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہان آکے سب کو یہ خوشخبری
سنائی بدیع الزمان وغیرہ کو بہت خوشی ہوئی براے استقبال شہریار سب روانہ ہوئے بکمال
اعزاز و اکرام سے شہریار کو لا ئے پریسا کو یہ خبر ہرکارون نے پہونچائی پریسا نے بھاگنے
کا سامان کیا یہان شہنشاہ کو لوگون نے بارگاہ مین اُتارا شہنشاہ نے کل اپنی کیفیت بیان
کی بدیع الزمان نے نقابدار گوہر پوش کو تلاش کرایا کیفیت معلوم ہوئی کہ تورج برا سے فتح
قیدیہ فیروزہ و شہریار جانب فروشیہ کو کوچ کیا شہنشاہ نے یہ خبر سنکے خود بھی کوچ کیا کہ ذکر
اسکا کیا جائیگا لیکن ہے

اب ذکر داستان بدیع الملک کے بیان مین

کہ جب شاہزادہ بدیع الملک ہمراہ سہیل سیہ افرین کے طرف مکان جبر و ش جا کے
روانہ ہوئے راہ کو طی کر کے ایک پہاڑ پر پہونچے دیکھا ایک کنوئین سے شعلہ ہاے آتش
نکل رہے ہین بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس بازو بند کا
عکس کنوئین پر ڈالو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو بدیع الملک نے عکس بازو بند کو
پر ڈالا ایک دیو سفید اژدر آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے اس کنوئین سے پیدا ہوا
اور بدیع الملک پر حملہ کیا شاہزادے نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا یہ مضمون لکھا تھا کہ
اس دیو نے کچھ نہ بولو اپنے تئین کنوئین مین داخل کردو بدیع الملک نام خدا لیکر کنوئین

مین کود پڑے تھوڑی دیر کے بعد پاؤن زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون پہلو مین سہیل بھی موجود ہی کہا ای سہیل اب کیا کرنا چاہیے
سہیل نے کہا بازوبند ملاحظہ فرمایئے شاہزادے نے بازوبند کو دیکھا لکھا تھا کہ جس مقام پر کھڑے
ہو وہان کھودو ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا بدیع الملک نے خنجر نکال کے کھودنا شروع کیا
دو ہاتھ زمین کھودی ہوگی کہ ایک دہنہ نقب پیدا ہوا دیکھا ایک میمون تیر بدست چلا آتا ہے
بدیع الملک نے بازوبند کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھ کے ایک گھونسا
اسکے مارو بدیع الملک نے اس حاشیہ کو پڑھا ایک گھونسا اس میمون کے مارا کہ سر
اسکا پھٹ گیا زمین پر تڑپ کے جان دی سہیل نے کہا ای شہریار اب اسکے شکم کو چاک کرکے
بدیع الملک نے جو شکم اسکا چاک کیا لوح ہاتھ آئی بدیع الملک نے خوش ہوکے
لوح کو نکالا دیکھا تو لکھا تھا کہ اگر لوح اور میمون جان سے مارا جائے تو اسی دہنہ نقب مین
طلسم کشا جاے بدیع الملک حسب ہدایت لوح اُسی دہنہ نقب مین داخل ہوئے
تھوڑی دور کے بعد ایک باغ نہایت پرفضا اور پر تکلف نظر آیا دیکھا سامنے سے ایک ساحر
سیہ فام نہایت بدشکل ایک خرس پر سوار چلا آتا ہے سہیل نے عرض کی حضور جرجوس جادو
اسی کا نام ہے وہ ساحر آکر بدیع الزمان سے مبارز طلب ہوا اور ایک دستک دی ہزار ہا
غلام زنگی پیدا ہوئے سہیل نے ایک دستک دی ہزار ہا عقاب پیدا ہوکے عقابون نے
جس غلام پر سایہ ڈالا وہ جل کے مرگیا بدیع الملک اس تماشہ کو دیکھنے لگے سہیل نے
کہا آپ اپنے کام مین مصروف ہوجئے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جرجوس
کی پیشانی پر جو سفید داغ معلوم ہوتا ہے اسپر تیر مارو اگر داغ پر تیر لگیگا تو بڑی خرابی پیش آئیگی
بدیع الملک نے ترکش سے تیر نکالکے کاندھے سے کمان لی اور تاک کے تیر پیشانی پر جرجوس
کے مارا تیر داغ پر پڑا جرجوس لڑکھڑا کر زمین پر گرا اسکے گرتے ہی تاریکی چھا گئی آوازین
مہیب آنے لگین سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام میرا
جرجوس جادو بعد اسکے روشنی جو ہوئی تو سہیل سحر آفرین نے عرض کی ای شہریار مبارک
ہو کہ غار افراسیاب آپکے ہاتھ سے بفضل خدا فتح ہوا بدیع الملک بہت خوش
ہوکے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک طرف سے شاپور اور ہمراہ اسکے چلے آتے ہین شاپور
نے جھک کے بدیع الملک کو سلام کیا مبارکباد فتح دی بدیع الملک شاپور
سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای شاپور جاؤ اور سعد سے کیفیت میری بیان کرو مگر نہین معلوم
کہ امیر حمزہ نے نجات پائی یا نہین [illegible] جاکر سب کیفیت معلوم ہو سہیل نے عرض کی آپ
جلد ہی فکر لینے کے چلیے کیونکہ ابھی دہ افراسیاب کا باقی ہے یہ سنکر بدیع الملک مع ہمراہی
ریاض رستم ثانی و قتل بن رستم و ملک ایرج طرف شہر صندل کے ہمراہ سہیل
سحر آفرین کے جاتے ہین کہاں انکا بہت اچھی طرح شرح بیان کیا جائیگا جہاں پہ موقع
محل ہوگا تاکہ سننے والونکا دل محظوظ ہو مگر

اب چند کلمہ داستان نسترن جادو کے ملاحظہ فرمایئے

نسترن نے جو بعدہ جام لانے کا صلصال وغیرہ سے کیا تھا لشکر اسلام میں آ کے سب کو از روے سحر
بیہوش کیا سعد کی بھی کیفیت دگرگون ہوئی مہروق نے کہا اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہے سعد
نے کہا مجھے کچھ غنودگی معلوم ہوتی ہے مہروق نے کہا یہ آثار سحر معلوم ہوتے ہیں چاہا اسماے رد سحر
پڑھوں کوئی اسم یاد نہ آیا مہروق بہت گھبرایا اسی فکر میں بیٹھا ہے کہ دربارگاہ سے نعرے کی آواز آئی
ہم نسترن جادو بعدہ نسترن بارگاہ کے اندر آئی سعد پر سحر کیا کہ سعد گر پڑے نسترن نے خنجر سعد
کے گلے پر رکھ دیا مہروق نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا اٹھوں مگر اٹھنے کی طاقت نہ پائی مجبور ہو گئے
دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کیا اور عرض کی کہ اے چارہ ساز بیکسان و اے والی غریبان
اس وقت میں مدد کر اس بلا سے ناگہانی کو رد کر چونکہ خلوص نیت سے دعا کی تھی قبول درگاہ الٰہی
ہوئی نعرہ ہوا یا حق امداد کافرہ میں شاپور شیر دل ہوں نعرہ کر کے جھپٹ کے اس جلدی میں خنجر
مارا کہ یہ کافرہ سحر نہ کر سکے ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئے سعد کو جو ہوش آیا اپنے پاس
ایک لاشہ پایا نگاہ جو اٹھائی شاپور نے جھک کے سلام کیا اور تمام کیفیت فتح طلسم افراسیاب
وغیرہ کی سامنے سعد کے بیان کی سعد یہ سنکر بہت خوش ہوئے پوچھا اے شاپور اب شاہزادہ بدیع الملک
کس طرف گئے شاپور نے عرض کی کہ اب برائے نائب رستم ثانی وغیرہ و فتح شہر ہمراہ سہیل سحر آفرین طرف
شہر صندل کے تشریف لے گئے ہیں ہرکارے لشکر کفار کے یہ خبر سنکے روانہ ہوئے اور روبرو
صلصال سے یہ کیفیت بیان کی کہ بدیع الملک نے طلسم افراسیاب کو فتح کیا اب جانب
شہر صندل کے روانہ ہوئے ہیں یہ خبر جو صلصال نے سنی تاج سر سے پھینک دیا غش سے ہوش
اڑ گئے تمام بارگاہ میں تہلکہ پڑ گیا اور ضحاک جادو نے صلصال سے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی
ہے صلصال نے کہا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں جائیں ضحاک نے قبول کیا اور
چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا کہ شاپور جو بہرام کے بلانے کے
لیے چلے تو عین وقت پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور نسترن جادو کو قتل کیا سعد سے رخصت ہو کر
پھر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے مگر بہرام جو قریب درہ سنگ کے پہنچے دیکھا برف کا ایک پہاڑ ہے
بہرام نے چاہا میں پہاڑ پر چڑھ کے چلا جاؤں جب پہاڑ پر پہونچا تو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی
بہرام نے کہا کہ بدیع الملک نے اس طلسم کو فتح بھی کیا لیکن یہ برف دفع نہ ہوئی یہ خیال
کر رہے تھے کہ ایک آواز انکے کان میں آئی کہ جمشید بھی قتل ہوا اور بدیع الملک برائے
فتح شہر صندل روانہ ہوئے لیکن آج تک ہماری کسی کی تدبیر نہ کی بڑے افسوس کی بات
ہے کہ حمزہ ثانی ہزار سال اسی طور سے رہیں گے رہائی ممکن نہ ہوگی بہرام اس آواز کی طرف
متوجہ ہوا اور دل میں سوچا کہ یہ آواز کس طرف سے آئی ہے دیکھا تو ایک طرف سے شاہزادہ والا تبار
گلشن و اُسکے ہمراہ ہیں بہرام کو دیکھ کر گلشن نے کہا اے بہرام بیان کیا کرتے ہیں بہرام خوش ہو گیا
اور کہا کہ اے شہریار آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں کچھ فرمائیے تو سہی تاکہ تسکین ہو اسپ
جو بہرام نے دیکھا تو دو لعبت بدار یاقوت پوش و گوہر پوش دست راست پر یاقوت پوش

اور دست چپ پر گوہر پوش اور بہت سے پریزادان مرصع پوش اور دیوان قوی ہیکل
ہمراہ ہیں بہت سے آتش بجھی حاضر رکاب پر باندھے ہوئے ایک شخص تخت زبرجد پر سوار
بڑے جاہ و تجمل سے چلے آتے ہیں بہرام نے دیکھا کہ شیرویہ بن پرویز کو دیوزادوں نے لاکے
سامنے کیخسرو کے اتارا اور قدم شاہزادہ کو بوسہ دیا کہ بہرام کی نگاہ ایک طرف پڑی دیکھا
چار جادوگر قوی تن بدصورت چلے آتے ہیں قصد یہ ہے کہ سحر کریں بہرام نے نعرہ کیا
کہ نقابداروں نے تین جادوگروں کو مارا ایک ساحر کو بہرام نے خنجر مارا لیکن امیر
ثانی کہ انکو چودہ روز زیر برف گذرے تھے جیسے ہی وہ ساحر قتل ہوئے جسقدر برف
تھی سب دور ہوئی امیر نے جو آنکھ کھولی دیکھا تمام سردار ہمارے موجود ہیں بہت
خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو نے جو امیر کو دیکھا جھٹ سے قریب امیر کے گئے
بہت جھک کے آداب و تسلیمات بجا لائے اور سب کیفیت بدیع الملک اور فتح کرنا
تاج افراسیاب کا اور روانہ ہونا جانب شہر صندل سب بیان کیا پھر امیر بالتوفیق نے
کیفیت نقابداروں کی دریافت کی کیخسرو نے جھک کے امیر کے کان میں کہا کہ ایک نقابدار
یاقوت پوش ملکہ آفاق فرشتہ ثانی ہیں اور مرصع پوش حرم محترم بدیع الملک
ملکہ جہان افروز دختر پرویز بن ہرمز ملکہ آفاق فرشتہ کو نوبہار امیر نے اپنے
قریب بلایا کیخسرو نے شیرویہ اور ملکہ کے آنے کی بھی شرح اور مفصل کیفیت بیان
کی اور کہا میرا قصد ہے کہ مع ملکہ فرشتہ وغیرہ طرف شہر صندل کے براے مدد بدیع الملک
جاؤں کس واسطے کہ میں نے سنا ہے کہ صلصال نے ضحاک جادو کو چالیس ہزار سوار سے
براے مقابلہ شاہزادہ بدیع الملک روانہ کیا بروقت روانگی کے سب طرح سے
تنبیہ بھی کر دی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شاپور آکے پہنچا امیر ثانی کو سلام کیا
اور قدموں کو بوسہ دیا غرض حضور نے نستر بن صلصال کو اس حال میں قتل کیا
کہ وہ ملعونہ اپنا کام کر چکی تھی سعد کے چھاتی پر خنجر تک بیٹھی تھی اور علاوہ اسکے بہت سے
حالات لشکر اسلام کے بیان کیے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک سال کا خراج ہفت اقلیم
کا شاپور کو عطا فرمایا شاپور نے نصف خراج عمرو ثانی کے نذر کیا عمرو ثانی نے شاپور
کو دعاے خیر کی شاپور اسی وقت مع کیخسرو اور ملکہ کی طرف شہر صندل کے روانہ ہوا
اور امیر کل سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں قتل نسترن
سے ساحروں میں صف ماتم بچھی رونا پیٹنا پڑا تھا جب فراغت پائی طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں
دہشتان وغیرہ آئے اسطرف سے مہروق نے سحر شروع کیا دونوں لشکر تماشہ دیکھنے لگے کہ لشکر کفار
سے زوبین بیدین میدان میں آیا پکار کے آواز دی ای فرقہ خداپرستان تم میں سے جسکو ہمت
مرگ کی ہو میرے سامنے آئے ادھر سے دارا بن داراب سمندر رخصت لیکے مقابلہ زوبین میں
آگیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر دارا بن داراب نے اسکو قتل کیا لشکروں سے آواز تحسین آفرین
بلند ہوئی لشکر کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی سب یلغر کرکے آپڑے لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی

بڑی دیر تک لشکر اسلام سے تلوار چلی قریب تھا کہ لشکر اسلام کو شکست ہو کیونکہ اشقیا کے کہ حملہ رستم
سے بیقرار تھے جب مجبور ہوئے سب نے دست دعا درگاہ ربّ بےنیاز میں بلند کئے یک بیک
دعائیں کرنے لگے کہ ناگاہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی مع سرداران لاثانی گھوڑے
دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں سب امیر کو دیکھکر خوش ہو گئے صاحبقران ثانی قریب لشکر ظفر اثر آئے
سب نے جھک کے صاحبقران کو سلام کیا امیر جواب سلام دیکے مصروف جنگ ہوئے لڑتے
بھڑتے قریب صلصال کے پہونچے صلصال نے وار تلوار کا سر امیر پر کیا امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا اور تلوار اُس پر کر وار کے ہاتھ سے چھین کے پھینک دی اُسنے چاہا امیر سے لپٹ جاؤں امیر نے
اُس بیدین کو قاش زین سے اُٹھا لیا قید کرکے حوالے ایک سردار کے کیا شام بھی ہو گئی تھی دونوں
لشکر میدان سے پلٹے بارگاہ میں آ کے جلوہ فرما ہوئے مہروق کو خلعت عنایت ہوا مہروق نے عرض
کی یا صاحبقران میں اجازت چاہتا ہوں کہ پاس بدیع الملک کے جاؤں اور مدد کروں امیر نے خوشی
اجازت دی اور کہا کہ میری طرف سے بدیع الملک کو دعا کہنا مہروق اجازت پاکر طرف شہر صندل
برائے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے ہیں کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان
بدیع الملک کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو ہمراہ سہیل سحر آفرین کے شہر صندل کی طرف روانہ
ہوئے تھوڑی دور تک راستہ طے کیا ہوگا کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی کچھ ابر بھی آسمان
پر دکھائی دیا ہوا سے تند چلنے لگی بدیع الملک سہیل سے مخاطب ہوئے کہا اے سہیل یہ کیا اتفاق
ہے سہیل نے عرض کی اے شہریار کوئی ساحر آتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ اضغر گرد شگاف ہوا دیکھا
ایک ساحر قوی تن ایک گرگ پر سوار سانپ بچھو سر سے پاؤں تک لپٹے ہوئے دو ہتا میں
سیخ و سنبر سر پر ہے آگے چلا آتا ہے پشت پر تین لاکھ ساحران قدر انداز لعین سحر آزمائیاں کرتے ہوئے
آتے ہیں بدیع الملک نے سہیل سے پوچھا اس ساحر کا کیا نام ہے سہیل نے عرض کی حضور اسکو
اکیاش جادو کہتے ہیں اتنے میں وہ ساحر بھی قریب آیا بقہر و غضب بدیع الملک کو دیکھا کلمات
طعن و تشنیع زبان پر جاری کیے گرگ کو آگے بڑھایا سحر کرنے کا قصد کیا بدیع الملک خاموش کھڑے
رہے اس نے دو چار سحر کیے جب بدیع الملک پر سحر نے تاثیر نہ کی وار ساطور کا شاہزادے پر کیا
بدیع الملک نے وار کو خالی دیکر تیغ آبدار بنام انتقام کھینچ خبردار خبردار کہکے وار کیا سر اکیاش زخمی
ہوا اس کے زخمی ہوتے ہی تمام فوج نے بدیع الملک پر حملہ کیا بدیع الملک نے خدا کو یاد کیا کہ ایک
طرف گرد اوڑی بدیع الملک اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا شاہزادہ کیخسرو و عمہ غیرہ مع نقارہ یاقوت پوش
و نقارہ مرصع پوش و شاپور و بہرام بڑے جاہ و تجمل سے آتے ہیں پشت پر فوج دیوان بلشمار ہے بدیع الملک
یہ کیفیت دیکھکر بہت خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے بغلگیر ہوئے کہ دیکھا ایک ابر آتشبار آسمان پر
پیدا ہوا قریب آکر وہ ابر شق ہوا بدیع الملک نے جو نگاہ کی مہروق نے وہیں سے سلام کیا قریب آکر امیر
کی طرف سے دعا کہی بدیع الملک سب سے ملکر مصروف جنگ ہوئے قریب اکیاش تو پہونچ چکے تھے
بلکہ ایک وار تلوار بھی کر چکے تھے کہ فوج نے اُس کی بدیع الملک کو گھیر لیا تھا اب جو اپنے سرداروں سے اس جاہ و

نکلنگے اس سے بہتر یہ ہی کہ لشکر کی طرف واپس چلو کیونکہ فلر لعل بن تورج کے سوا تمہارے کوئی نہین کر سکتا ہی بدیع الملک نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور مہروق کو ہمراہ لے مدد رستم روانہ کر کے آپ جانب لشکر روانہ ہوئے کر ذکر انکا وقت پر ہوگا اب چند کلمہ داستان شہریار اور نقابدار کو ہر پوش کے تحریر ہوتے ہین کہ شہریار کے قید لیکر طرف فردوسیہ کے روانہ ہوا تھا اور عقب مین اسکے شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک بھی روانہ ہوئے تھے نقابدار نے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اوٹھی نقابدار نے عیار سے کہا خبر تو لاؤ کہ یہ گرد کیسی ہی عیار گیا تھوڑی دیر مین آ کے نقابدار سے عرض کی کہ حضور کیمخت شاہ بادشاہ ملک کیمخت مع ساٹھ ہزار لشکر کے اس تلاش مین آتا ہی کہ شہریار اور مہر سیما کو گرفتار کر کے ملک فرنگ پر اپنا قبضہ کرے اور بھر اہل اسلام سے مقابلہ کرے مذہب اسکا ستم پرستی ہی ایک پسر اسکا کہ نام اوس کا بہرام شیر زن ہی بڑا جوان قوی تن ہی اور ایک پہلوان قرطاس بن افلاک بھی ہمراہ ہی ان دونون پر اس کو بڑا ناز ہی پھر ایمان نقابدار نے کہا قرطاس بن افلاک واقعی پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا ہی نقابدار نے کہا ہمارا خدا حافظ و معین ہی کوئی کیا کر سکتا ہی نقابدار تو ادھر یہ باتین کر رہا تھا ادھر کیمخت شاہ نے جو لشکر دیکھا ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ لشکر کسکا ہی اور کہان جاتا ہی ہرکارے یہ حکم پاکر روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد آ کے عرض کی حضور یہ نقابدار گوہر پوش ہی قید شہریار اور فیروزہ دیوانہ کی لیے ہوئے جاتا ہی کیمخت شاہ نے کہا نقابدار نے شہریار کو کیون گرفتار کیا ہی بہرام نے کہا ایسے خبر نقابدار کی لینا ضرور ہی کیمخت شاہ نے طبل جنگی بجوایا نقابدار نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے کیمخت شاہ نے نقابدار سے باواز بلند کہا اے نقابدار مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی بہتر اس مین ہی کہ شہریار اور فیروزہ کو ہمارے حوالہ کر اور مذہب ستم پرستی اختیار کر کے ہمارا شریک ہو نقابدار نے جھنجھلا کے جواب دیا او کمبخت وا ہی ہو تجھے کیا تو مذہب ستم پرستی رکھتا ہی تجھ پر تیرے لیے اسی مین بہتر ہی کہ پلٹ جا میدان کارزار سے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا کیمخت نے کہا بس اے نقابدار زیادہ گوئی نہ کر نقابدار دیکھت مین تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر شہریار نے نقابدار سے معرفت ایک ملازم کے عرض کرائی کہ اے نقابدار بہادر اگر آپ کا حکم ہو تو مین آپ کی لڑائی کا تماشا دیکھون نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہی شہریار کو یہان لے آؤ لوگ گئے شہریار کو مسلسل و مطوق ایک کنارے لا کھڑا کیا فیروزہ کھڑا کیا پہلوان بہرام میدان مین آیا نقابدار سے مبارز طلب کیا نقابدار بھی مقابلہ بہرام مین آیا نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے نیزہ بہرام کا نکال لیا بہرام نے جھلا کے تلوار کھینچی وار سر نقابدار پر کیا نقابدار نے سپر سر کی پناہ کیا مگر تیغہ بہرام سپر تک پہونچ چکا تھا خود سر نقابدار کو کاٹ کے سر زخمی کیا نقابدار نے دستانہ مار دیا تیغہ جھنجھنا کے نکل گیا شہریار نے جو یہ کیفیت دیکھی سر پیٹ لیا فیروزہ سے کہا اے فیروزہ بڑا غضب ہوا نقابدار زخمی ہو گیا نقابدار کے زخمی ہوتے ہی فوج نقابدار کو شکست بڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہرام نے پھر کمال جرأت کے تلوار چلائی نقابدار چونکہ خوددار تھا بسبب مجروح ہوا ضعف بڑھا قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے ہاتھ نقابدار نے گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اگر تجھے ہوش ہے تو اس وقت مین مجھے لے نکل یہ کہکر نقابدار تو بیہوش ہو گر گھوڑا نقابدار کو میدان سے لے نکلا فوج نقابدار نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ لوگ بھی اپنی جانین بچا کے ایک طرف روانہ ہوئے مگر شہریار نے جو نقابدار کو نہ پایا قید توڑ ڈالی اپنے سلاح منگا کر مقابلہ

میں بہرام کے آیا بہرام نے کہا میں تو اس امر کی تمنا رکھتا تھا بہرام اور شہریار سے تلوار چلنے لگی میں گرمی جنگ
میں ایک پنجہ آسمان سے گرا شہریار کو اٹھا لیگیا فیروزہ نے جو یہ منظر دیکھا برائے تلاش شہریار روانہ ہوا
بہرام وغیرہ پلٹ کے بارگاہ میں آئے صحبت عیش برپا کی وہ شب تو یوں بسر ہوئی صبح گوہر کاروں نے
کیمخت کو خبر دی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک برائے فتح شہر فرنگ جاتے ہیں اور رفیقہ ہمال خان
بن جدایل خان ساتھ ہے کیمخت نے کہا اب سفر کرنا طرف خروسیہ کے بہتر ہے لوگ تو جانب خروسیہ
روانہ ہوئے یہاں لوگوں نے خبر شہریار پرسیسا فرنگی کو پہونچائی پرسیسا بہت متردد ہوا منجموں نے کہا
آپ فکر نہ فرمایئے عنقریب شہریار لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر آئینگے آپ سے ملینگے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی
تھیں مگر شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیفیت عرض کی جاتی ہے کہ منزل بمنزل جاتے ہیں ایک روز ایک صحرائے
پر فضا میں پہونچے برائے شکار ایک طرف چند کس ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک مرکب کوہ کفل پا ساز مرصع کا یہ ٹہل رہا ہے شہنشاہ اُس طرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے ایک نقابدار مگر انتہا کا زخمدار بیہوش پڑا ہے شہنشاہ قریب آئے اپنے اہل لشکر سے کہا نہیں معلوم
اس بہادر کو کسنے زخمی کیا ہے اسکو یہاں سے لے چلو ہمارے خیمے میں پہونچا دو لوگوں نے کہا اگر حکم ہو تو نقاب اس کے
چہرے سے دور کریں شہنشاہ نے کہا یہ امر خلاف وضع شجاعت ہے جب ہوش میں آئیگا احوال معلوم ہو جائیگا
ملازمان شہنشاہ نے نقابدار کو لا کر بارگاہ شہنشاہ میں رکھا فوراً جراح طلب ہوا نقابدار کی زخم دوزی ہوئی شہنشاہ
بھی بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارگاہ میں پایا مثل اہل اسلام سلام کیا
شہنشاہ خوش ہوئے جواب سلام دیکر نقابدار کی تعظیم کی انھیں برابر دنگل زرین بٹھایا کیفیت دریافت کی
نقابدار نے سب حال اپنی لڑائی کا اور گھوڑے کے نکال لانے کا شہنشاہ سے بیان کیا شہریار کا نام جو
شہنشاہ نے سنا کہا ای نقابدار شہریار کہاں ہے نقابدار نے کہا میرے لشکر میں تھا اب نہیں معلوم کیا ہوا ہو
شہنشاہ نے کہا ای نقابدار بہادر آپکے زخم اچھے ہوگئیں تو یہاں سے کوچ کرینگا تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار
کو صحت ہوئی شہنشاہ اپنی فوج میں آکے پہونچے یہاں سب منتظر تھے شہنشاہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے
صحبت عیش آراستہ کی سب بیٹھے ہیں ایک ہرکارے نے آکے شہنشاہ سے عرض کی کہ ایک نامہ دار دروازے
پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شہنشاہ نے کہا بلاؤ نامہ دار اندر آیا شہنشاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا شہنشاہ
نے جو نامے کے مضمون کو دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ کیرتوس بن قرلوس دو لاکھ کا لشکر لیکے آیا ہے ملک ریاق کو تجھسے مانگتا
ہے اسوقت تک باقبال حضور اُس سے مقابلہ کرتا رہا مگر اب حضور کا تشریف لانا ضرور ہے شہنشاہ نے بدیع الزمان
سے کہا آپ لشکر کشی کر کے جانب خروسیہ تشریف لے جائیے اور بہرام درخت پرست کو قتل کیجیے میں برائے
مقابلہ کیرتوس جاتا ہوں بدیع الزمان نے قبول کیا شہنشاہ نے لشکر درست کیا نقابدار نے کہا اب
مجھکو بھی رخصت مرحمت ہو تا اپنے لشکر کو جمع کروں اور مقابلہ بہرام میں جاؤں شہنشاہ نے نقابدار کو رخصت
کیا اور آپ برائے مقابلہ کیرتوس روانہ ہوئے بدیع الزمان نے جانب خروسیہ سفر کیا بعد قطع منازل
و طی مراحل اُس وقت داخلہ بدیع الزمان کا طلسم فرنگیان میں ہوا کہ بہرام نے گھوڑا خندق میں ڈال دیا تھا قصہ
[illegible]

کا نامہ کرتوس ہی پر سپیا کے لیے جاتا ہون معروف نے عیار سے نامہ طلب کیا عیار نے بجوف نامہ معروف
کو دیا معروف نے جو پڑھا لکھا تھا کہ مین لڑتا بھڑتا قلعہ پر پہونچا صفاترک کو قید کیا مگر خجستہ عیار ملکہ مہر افروز کو لیگیا
اب عنقریب مین اُس کی بھی فکر کرتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آخر مین نام کرتوس کا لکھا تھا معروف احوال
ملکہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور عیار سے ایسی باتین پوچھتا تھا کہ شعلہ بصدق مسلمان ہوا معروف نے کرتوس
کا حال دریافت کیا شعلہ نے عرض کی وہ قلعہ سے کوچ کرکے روانہ ہو گیا ہی شمشاد وقید صفاترک لیے ہوے جاتا ہی
معروف یہ خبر پاکے خوش ہوا اور شعلہ سے کہا مین آج اُس کے لشکر مین شبخون مارونگا یہ کہکر سب لوگون کو اطلاع
دی سامان شبخون درست ہونے لگا جب آفتاب غروب ہوا اور زلف لیلاے شب بھی کمر سے گذری معروف
نے لشکر شمشاد پر شبخون مارکے صفاترک کو رہا کیا صبح کو کہا کہ ای صفاترک اب طرف قلعہ کے روانہ ہو تھا مگر
سے کہا مجھ سے جانا کیونکر ہو سکتا ہی نہ میرے پاس اسباب جنگ ہی نہ لشکر باقی ہی وہان کافرون کا قبضہ ہی معروف
نے شعلہ سے کہا کہ مین اگر وہان جاؤن اور اشکبوس قلعہ بند کر لے تو عرصہ ہو گا شعلہ نے کہا مناسب یون ہوگا
کہ آپ علمہاے فوج مانند نشانہاے لشکر کفار بنوا لیجیے اور فوج کو بھیجیے جب کوئی دریافت کرے یہ بیان فرمایے
کہ ہم براے مدد پر سپیا فرنگی جاتے ہین وہ خود آپ کو قلعہ مین بلا لیگا معروف نے اس راے کو پسند
کیا فوراً نشان فوج تبدیل کیے نوبت نقارہ بجاتے ہوے چلے اتفاق سے اشکبوس اُس روز بیرون
قلعہ براے شکار آیا تھا اس نے جو آمد لشکر کا طور دیکھا عیار سے کہا جا کے دریافت تو کر یہ لشکر کس کا ہی تھا لشکر
معروف مین آیا لوگون سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی یہان معروف نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی ہمارا
نام ونشان پوچھے اُسے ہمارے پاس لے آو عیار نے جو حال دریافت کیا لوگ اُسے پاس معروف کے
لاے عیار نے معروف کو سلام کرکے عرض کی کہ ہمارے آقا نے دریافت کرایا ہی کہ حضور کی تشریف آوری
کا کیا سبب ہی اور اسم مبارک کیا ہی معروف نے نام اصلی بتایا آخر مین یہ بھی کہدیا کہ مین براے مدد پر سپیا جاتا ہون
عیار یہ سنکے اشکبوس کے پاس آیا کل کیفیت بیان کی اشکبوس بہت خوش ہوا یہ معروف کے پاس آیا کہا
کہ امیدوار ہون ایک روز اسی قلعہ مین استراحت فرمایے جو ما حضر ممکن ہی قبول کیجیے معروف نے کہا کیا مضائقہ
ہمہ جمع اپنے لشکر کے اشکبوس کے ہمراہ ہوے جب قریب خندق پہونچے اشکبوس نے کہا بہتر تو یہ ہوگا اور
سب لشکر کو یہین چھوڑیے چند مصاحب خاص ہمراہ لیکر چلیے معروف نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی یہ کہکر کل
فوج کو اشارہ کیا سب قلعہ کے اندر چلے اشکبوس مانع ہو معروف نے نعرہ کیا اب تو اشکبوس کو
کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ معروف بن اسد ہین اشکبوس نے وار تلوار کا کیا معروف نے اُس کے وار کو خالی
دیکر تیغ برق تاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے سر اشکبوس کے لگایا تلوار تا دو ابرو اتر آئی اشکبوس
نے چاہا کہ اپنے تئین گھوڑے سے گرا دون مگر کچھ بن نہ پڑا داخل جہنم ہوا معروف لشکر کو لیکر داخل قلعہ ہوا
لشکر کے قلعہ چھین لیا صفاترک کو پھر حاکم قلعہ کیا آپ براے جنگ کرتوس روانہ ہوے کہ ذکر اسکا وقت پر
کیا جائیگا مگر اب چند کلمہ ملکہ آفاق کے ملاحظہ فرمائیے کہ انھین جو عیار خجستہ لیکر قلعہ سے نکلا تھوڑی دور چلا کہ
دیکھا ایک مرد فقیر ایک پشتارہ سر پر لیے ہوے آتا ہی ملکہ نے خجستہ سے کہا اس فقیر کو میرے پاس لے آو خجستہ
جا کے فقیر سے کہا فقیر نے کہا مین ہرگز نہ جاونگا مین ایک مرد فقیر ہون مجھے شہنشاہون سے کیا کام ہی خجستہ نے پوچھا
یہ بار کیسا ہی فقیر نے کہا یہ لباس قلندری ہی خجستہ نے کہا ای قلندر ہمارے ساتھ چلو فقیر نے کہا بڑی عجیب باتین

ہین تو کیون اصرار کرتا ہی خجستہ نے کہا مین تجھے نہین پریشان کرتا ہون بلکہ میری آقا نے تجھے طلب فرمایا ہی قہرمان نے
کہا تیری آقا نے بہت برا کیا ہم نہ جاینگے اور کلمات جہل کہے خجستہ کو غصہ آیا خنجر کھینچا درویش نے بھی خنجر کھینچا
آپس مین خنجر چلنے لگا ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی گھوڑا بڑھا کے قریب آئین کہا ای خجستہ مین نے اس کو پہچانا یہ
قہرمان ہی عیار شہریار کا خجستہ اور ملکہ نے قہرمان کو بہت تنگ کیا آخر پشتارہ پھینک کے ایک طرف بھاگ
گیا خجستہ نے پشتارے کو کھولا دیکھا شہنشاہ گوہر کلاہ بیہوش پشتارے مین لیٹے ہوئے ہین ملکہ نے جو شہنشاہ
کو دیکھا گھوڑے سے کود کر قریب شہنشاہ آئین خجستہ نے شہنشاہ کو ہوشیار کیا شہنشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا بہت
خوش ہوگئے پوچھا ای ملکہ تم یہان کیونکر آئین ملکہ نے کل کیفیت بیان کی شہنشاہ خوش ہو کر مع ملکہ کے چلے تھوڑی
دور راہ طے کی تھی کہ صحرا سے گرد اوڑی شہنشاہ نے خجستہ سے کہا ذرا اس کی خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی ہی خجستہ روانہ
ہوا تھوڑی دیر کے بعد آ کے شہریار سے عرض کی حضور شاہزادہ کیخسرو تشریف لاتے ہین شہنشاہ سنکے
خوش ہوئے آگے بڑھے شاہزادہ کیخسرو نے شہنشاہ کو آتے دیکھا یہ بھی گھوڑے سے اتر پڑے دونون
شاہزادے بغلگیر ہوئے کل کیفیت دونون نے بیان کی ملکہ کو صلاح کر کے قلعہ کا م ہنگ مین روانہ کیا
شہنشاہ اور کیخسرو روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کر کے ایک باغ مین پہونچے دیکھا باغ پر تکلف بیچ مین ایک
بارہ دری بنی ہوئی دونون شاہزادے اس بارہ دری مین تشریف لائے دیکھا کل اسباب عیش موجود ہی
مگر کوئی آدمی وہان نہین معلوم ہوتا کہ آہ و زاری کی آواز کان مین شہنشاہ اور کیخسرو کے آئی ادھر متوجہ ہوئے
دیکھا ایک حجرے مین شہریار قید ہی شہنشاہ نے قریب جا کے کل کیفیت دریافت کی شہریار نے کہا مین
بہرام شہر پرست سے مقابلہ کر رہا تھا کہ گلدستہ جادو مجھپر عاشق ہوئی اٹھا لائی یہان لا کے قید کیا ہی روز
آتی ہی مجھسے سوال وصل کرتی ہی مین قبول نہین کرتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ برق چمکی اور آواز آئی او اجل رسیدہ
کون ہی شہنشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ضعیفہ آسمان سے آئی شہنشاہ نے اسکو آتے ہی ایک
نیزے تیر سے واصل جہنم کیا اسکے مرتے ہی شہریار کے قید کھل گئی شہریار نے رہائی پائی شہنشاہ نے بھی اپنی
سب کیفیت بیان کی مگر جب نام ملکہ مہرنگار پرور کا سنا شہریار کو غصہ ہوگیا کہا ای شہنشاہ اس امر کا میرے
دل مین داغ ہی غرض آپس مین ذکر رہے شراب کا دور چلنے لگا جب دماغ گرم ہوا شہریار نے رونا شروع کیا
شہنشاہ و کیخسرو نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی شہریار نے کہا مین مبتلائے دام محبت ہون شہنشاہ نے
کہا کس کی محبت مین مبتلا ہو شہریار نے کہا ملکہ جاچرو پر یہ سنکر شہنشاہ کو بہت غصہ آیا فرمایا ای شہریار یہ بہتر یہی
ہی کہ ہماری صحبت سے نکل جاؤ ورنہ تجھے قتل کرینگے شہریار اسی وقت روانہ ہوگیا کیخسرو نے کہا ای شہنشاہ
شہریار کو زندہ کیون جانے دیا شہنشاہ نے کہا کہ اس مین نشانیان اولاد ابراہیم کی پائی جاتی تھین جو والی
کے سامنے چھپا کچھ اس کے مقدمے مین ہوگا آپ ملاحظہ فرمائیگا یہ کہکے جانب لشکر کے روانہ ہوئے کہ ذکر
انکا وقت پر کیا جائیگا اب چند کلمہ داستان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین کہ جب صلصال کو اسیر گرفتار
کر کے لائے تو قلقال بن صلصال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اہل اسلام کیطرف سے
سلیمان ثانی سپہچیل پاہر و پیرا سے مقابلہ کئے بعد تیغ و نیزہ کشتی پر نوبت پہونچی قلقال نے سلیمان کو ہاتھ
زمین سے اٹھا کر گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہوچکا تھا دونون لشکر پلٹے امیر کو بڑا تعجب ہوا کہا خواجہ ذرا جا کے خبر لاؤ
قلقال کی یہ چال تھی کہ سلیمان کو یون گرفتار کر کے لے جائے خواجہ چلے بارگاہ چرویز مین آ کے بہ شکل پانی چھوڑ

ایک خدمتگار کی بنا سے خاموش کھڑے ہیں کہ خلخال بن صاعد بال یا آیا پہر پرویز نے بہت تعریف کی تھوڑی
دیر بات خلخال وہان ٹھہرا پھر پرویز سے رخصت ہوکر طرف صحرا کے چلا عمرو بھی اس کے ہمراہ ہوئے مگر
اوڑھنی پہاسے بھی گوکے ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے خواہم سے دیکھا پہاڑ کے پیچھے ایک خیمہ استادہ ہے
خلخال اس خیمہ میں گیا عمرو پشت پر آسکے کھڑا ہوا تا بہم آثار والی خیمہ میں ایک سوراخ کر دیا دیکھا ہے کہ ایک
ساحرہ سیاہ فام بلند بالا آسکے سامنے بیٹھی کہا اے فرزند ارجمند اے شوہر دلپسند آج میں نے تیری کیسی مدد کی
سلیمان کو گرفتار کرا دیا میں اسی طرح سب کو گرفتار کرا دونگی اس وقت عمرو عیار نے خیمہ کی پشت پر کھڑا ہوا یہ
سن رہا ہے عمرو نے جو یہ بات سنی چاہا بھاگوں مگر اس نے ایک ورق ہنر میں پڑھا عمرو کے پاؤں زمین نے
تھام لیے ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ جا کے لے آ ساحرہ جا کر عمرو کو اٹھا لایا عمرو تعریفیں کرنے لگا مگر اس نے ایک
بات بھی نہ سنی دونوں نے شراب پی روبرو عمرو کے آپس میں بوس و کنار ہونے لگا عمرو نے دل میں خیال کیا
کیا اچھی یادر و فرزند والدہ نے زوجہ و شوہر ہونا ہے عمرو کے دل میں یہ خیال آیا ساحرہ نے کہا او عیار یا دیہ باش مقام
ہے عمرو نے گردن جھکالی جب دونوں نے فراغت پائی خلخال نے کہا اے مالکہ عالم اے مادر مہربان کسی طرح ملکہ
صاعقہ کو مار ڈالو اس نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے میں ابھی جاتی ہوں یہ کہکے اڑ گئی ہوا چلی یہاں لشکر
اسلام میں بہ برکت جام صفا ساحرہ کا دخل نہیں ہو سکتا ہے جو پہونچی دیکھا شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں
چاہا کہ بچ کر نکل جاؤن جسقدر یہ بلند ہوئی شعلے بھی اسی قدر بلند ہوئے آخر مجبور ہو کے واپس گئی خلخال سے
کل ماجرا بیان کیا عمرو نے سنکر اسکے کہا یہ جام صفا کی وجہ سے رسائی نہ ہوئی ساحرہ نے کہا عجیب چیز مسلمانوں
کو دستیاب ہوئی ہے عمرو نے کہا اے مالکہ عالم اگر میں عرض کروں گا آپ کو یقین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو میں جاؤں اور اس
جام کو لے آؤں کیونکہ میں حمزہ سے بہت ناراض ہوں آج تک کوئی قدردان مجھکو نہیں ملا تھا آج آپ کو پایا ہے
اگر حکم ہو تو میں جاؤں عمرو نے ایسی باتیں بنائیں کہ وہ ساحرہ بھی سمجھی کہ عمرو سچ کہتا ہے جام لے آئیگا جلدی سے کہا
عمرو آتا کہا خواجہ جاؤ جلدی آنا ہم تمہارا انتظار کرینگے عمرو وہاں سے روانہ ہوا صبح کو لشکر اسلام میں پہونچا امیر نماز پڑھ
رہے تھے عمرو آکے خاموش کھڑا رہا جب امیر نے نماز سے فراغت پائی عمرو نے کل کیفیت کہہ سنائی امیر کو تعجب
ہوا حجاب سے اٹھے یہاں در دولت پر سرداران نامی حاضر تھے امیر بر آمد ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکے
طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادھر سے لشکر کفار کی صفیں جمیں خلخال نے آکے مبارز طلبی کی
امیر نے چاہا میں گھوڑا بڑھاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بدیع الملک مع اپنے چار ہمراہیوں کے بڑے جاہ و
تجمل سے آکے پہونچے سب سے پہلے برابر مقابلہ خلخال آ گئے اس کو تاش زین سے اٹھا کر زمین پر پٹکا
مشکیں باندھ کے خواجہ عمرو کے حوالے کیا لشکر کفار نے یہ حال دیکھا پرویز نے حکم دیا طبل بازگشت بجوا
بڑی دونوں لشکر اپنی اپنی طرف پلٹے جب بارگاہ میں آئے بدیع الملک نے تمام کیفیت اپنی بیان کی انہوں
نے بھی کل حال کہا مگر پرویز کو یہ خبر سنی کہ خلخال گرفتار ہو گیا بہت متفکر ہوا اصل میں تورج سے مخاطب ہوا
کہا اگر تو مقابلہ اہل اسلام کرے اور بدیع الملک وغیرہ کو قتل کرے تو اپنی دختر مہر جہان افروز کی شادی
تیرے ساتھ کر دوں فصل مختصر اس نے قبول کیا طبل جنگی بجوایا میدان میں سرداران اسلام کو فتح ہوا تا شام ہے
انجام کار لشکر اسلام طبل بازگشت بجا کر واپس ہوا دوسرے روز بھی یہی کیفیت ہوئی گویا میں حالت
جنگ میں ایک دیو نے آکے امیر کو نامہ دیا اس میں لکھا تھا آسمان پری بہت علیل ہے اور عمر زیادہ زخمی ہے

قاف قاف پر شمشاد نے یورش کیا ہو امیر تو مع عمرو ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کر اسی دیو کی
پشت پر مع عمرو ثانی سوار ہو کے جانب قاف روانہ ہوئے بدیع الملک مقابلہ لعل میں فرو کش تھے
جب دوسرے روز جنگ آغاز ہوئی ایرج میدان میں آئے زخمی ہوئے اہل اسلام نے کچھ رونق جہانت
لب کی لعل بن توریج مہلت دیکھ برائے شکار روانہ ہوا صحرا میں جا کے قریب ایک غار کے پہونچا ایک
بلند قامت پیدا ہوا لعل کو مع ہمراہیوں کے اس غار میں ڈال دیا جو لوگ بچ گئے وہ فرار ہو کے
بہروبیزر سے آ کے کل کیفیت بیان کی بہروبیزر نے بہت افسوس کیا صفیان اس غار کے قریب آیا کہ
ن لعل پر یہ ہو کر گذرا کہ شمامہ جادو اس پر عاشق ہوئی ایک ساحر کو بھیج کے اٹھوا منگایا لعل نے
کے دیکھا ایک ساحرہ ایک تخت پر بیٹھی ہے گرد اسکے بہت سی جادوگرنیاں ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہیں
لعل کو دیکھ کے شمامہ نے اپنے پاس بٹھا لیا شراب وکباب کا چرچا ہوا کہ ایک ساحرہ نے آ کے عرض کی
حضور صفیان شاہ برائے تلاش لعل کھڑے ہیں شمامہ نے کہا جا کے کہدو کہ کچھ اندیشہ نکریں ہم انکے
دوست ہیں ساحرہ نے یہ آ کے صفیان سے کہا صفیان خوشی خوشی چلا بہروبیزر سے آ کے
کیفیت بیان کی اس کو تسکین ہوئی وہاں شمامہ لعل سے طالب وصل ہوئی اس نے بھی قبول کیا بعد وصل
کے کہا اے ملکہ میں چاہتا ہوں کہ جام صفا مجھے لا دو شمامہ ایک عقاب بنکر چلی قریب بارگاہ پہونچ
کے اپنی ایک نقابدار کی بنائی بارگاہ بدیع الملک میں آئی سلام کر کے کہا میں آپکا دوست ہوں
بدیع الملک نے کرسی عنایت کی کرسی پر بیٹھ کے شمامہ نے جام صفا کو پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے بدیع الملک
نے کل کیفیت بیان کی شمامہ نے کہا کہ ذرا مجھے عنایت فرمائیے دیکھتا اصلی ہے یا بناوٹ قریب سے کروں
بدیع الملک نے وہ جام دیا شمامہ نے جام ہاتھ میں لیکے نعرہ کیا پاش او بدیع الملک منم شمامہ جادو
ایک عقاب بنکر اوڑ گئی فرشتہ ثانی نے بدیع الملک سے اجازت چاہی بدیع الملک نے بہت
عذر کیا آخر مجبور ہوکے روانہ کیا عقب میں خود بھی روانہ ہوئے مگر شمامہ جو چلی تو اپنے باغ میں آ کے
پہونچی لعل کو جام دیا لعل بہت خوش ہوا جام کو دیکھ رہا ہے کہ فرشتہ ثانی نے پہونچ کے نعرہ کیا شمامہ نے
چاہا سحر کروں مگر فرشتہ نے فرصت نہ دی وار تلوار کا کیا کہ شمامہ کے دو ٹکڑے ہوگئے لعل نے چاہا میں
بھاگوں مگر فرشتہ نے اس کو بھی زخمی کیا چاہتا تھا کہ جام کو ہاتھ میں اٹھائے کہ آسمان سے نعرہ ہوا انا
شاہ اللہ جادو خبردار جام کو نہ اٹھانا ادھر متوجہ ہوئی کہ بدیع الملک کا نعرہ ہوا انشاء اللہ تو جام لیکر نکل گئی بدیع الملک
نے ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا جب ساحروں کو قتل کر چکے فرشتہ ثانی سے پوچھا جام کہاں ہے فرشتہ نے کہا
میں مصروف جنگ تھی نہیں معلوم جام کیا ہو گیا بدیع الملک کو بہت صدمہ ہوا مجبور پلٹے اپنی بارگاہ
میں آ کے جلوہ فرما ہوئے مگر شاہ اللہ جو جام لیکر روانہ ہوئی پاس بہروبیزر کے پہونچی جام دیا اس نے چاہا لوٹا
لوں لوگوں نے کہا یہ نادر زمانہ ہے اس میں بڑے بڑے تکلف ہیں اول تو یہ کہ جس لشکر میں ہوگا اسپر سحر
تاثیر نہ کریگا دوسرے اس میں اسم اعظم ہے اگر اسے پڑھیں جام پانی سے مملو ہو جائے لشکر تشنہ [illegible]
[illegible] تو بھی پانی کم نہ ہو علاوہ اسکے اور بہت سے اوصاف بیان کیے بہروبیزر نے کہا وہ اسم اعظم کیونکر
معلوم ہو لوگوں نے کہا سوائے اولاد ابراہیم کے اور کوئی نہیں اس کو پڑھ سکتا ہے یہ سن [illegible] بیزر نے کہا اولاد ابراہیم